حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی تحریروں کا سلسلہ نمبر ۱

LIBRARY
QADIAN

اَلْمَکْتُوْبُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتُ

مکتوبات احمدیہ

(جلد اول)

حضرت امام علیہ السلام بانی میرزا غلام احمد قادیانی (مغفور) مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات بنام میر عباس علی شاہ لودہانوی

جنکو

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم نے مرتب کر کے اپنے کارخانہ انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں چھپوا کر شائع کیا

۲۹ دسمبر ۱۹۰۸ء

(حقوق محفوظ)

تعداد جلد (۱۰۰۰) قیمت فی جلد [illegible]

CENTRAL AHMADIYYA LIBRARY
QADIAN
SADR ANJUMAN AHMADIYYA

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مکتوب ۱

مکرمی مخدومی میر عباس علی صاحب داد عنایتہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپ کا
عنایت نامہ پہنچکر باعث خوشی ہوا - جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا - آپ اللہ اور رسول کی محبت میں
جسقدر کوشش کریں - وہ جوش خود آپ کی ذات میں پایا جاتا ہے - حاجت تاکید نہیں چونکہ
یہ کام خالصاً خدا کے لئے اور خود حضرت احدیت کے ارادہ خاص سے ہے - اس لئے آپ اس کے
خریداروں کی فراہمی میں یہ ملحوظ خاطر شریف رکھیں - کہ کوئی ایسا خریدار شامل نہ ہو - جس کی محض
خرید فروخت پر نظر ہو - بلکہ جو لوگ دینی محبت سے مدد کرنا چاہتے ہیں - انہیں کی خریداری مبارک
اور بہتر ہے - کیونکہ درحقیقت یہ کوئی خرید فروخت کا کام نہیں - بلکہ سرمایہ جمع کرنے کے لئے یہ ایک
تجویز ہے - مگر جن کا اصول محض خریداری ہے - اُن سے تکلیف پہونچتی ہے - اور اپنے روپیہ
کو یاد دلا کر تقاضا کرتے رہتے ہیں - سو ایسے صاحب اگر خریداری کے سلسلہ میں داخل نہ ہوں
اور نہ وہ روپیہ بھیجیں - اور نہ کچھ مدد کریں - تو یہ اُن کے لئے اس حالت سے بہتر ہے - کہ کسی وقت
بدگمانی اور شتابکاری سے پیش آویں - اس کام میں جیسے جیسے عرصہ میں خداوند کریم سرمایہ کافی
کسی حصہ کے چھپنے کے لئے حسب حکمت کاملہ خود میسر کرتا ہے - اسی عرصہ میں چھپتی ہے پس
کسی وقت کچھ دیر ہوتی ہے - تو بعض صاحب جن کی خریداری پر نظر ہے - طرح طرح کی باتیں لکھتے
ہیں - جن سے رنج پہنچتا ہے - غرض یا ان مخدوم اسی سعی اور کوشش میں خداوند کریم پر توکل کر کے
صادق الارادت لوگوں سے مدد لیں - اور اگر ایسے نہ ملیں - تو آپ کی طرف سے دعا ہی مدد ہے - ہم عاجز

اور ذلیل بندے کیا حیثیت اور کیا قدر رکھتے ہیں۔ وہ جو قادر مطلق ہے۔ وہ جب چاہیگا۔ تو اسباب کاملہ خود بخود میسر کر دیگا۔ کونسی بات ہے ۔ جو اُس کے آگے آسان نہ ہوئی ہو۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۸ ذالحجہ ۱۳۰۰ الہجری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(نمبر ۲)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مشفقی مکرمی حضرت میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد ہٰذا دو قطعہ ہنڈوی مبلغ سو روپیہ پہونچ گئے ۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا ۔ امور خمسہ کی بابت جو آپنے حسب الارشاد منشی احمد جان صاحب تاکید لکھی ہے ۔ مناسب ہے ۔ جو آپ بعد سلام مسنون منشی صاحب مخدوم کی خدمت میں اس عاجز کی طرف سے عرض کر دیں۔ کہ حتی الوسع آپکے فرمودہ پر تعمیل ہوگی۔ اور آپ کو خدا جزا خیر بخشے۔

یہ بھی گزارش کی جاتی ہے۔ کہ حصہ سوئم کتاب براہین احمدیہ میں جو دس وسوسوں کا بیان ہے۔ وہ آریا سماج والوں کے متعلق نہیں۔ آریا سماج ایک اور فرقہ ہے۔ جو وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور دوسری کتابوں کو نعوذ باللہ انسان کا اختراع سمجھتے ہیں۔ اس فرقہ کے ردّ کے لئے کتاب براہین احمدیہ میں دوسرا مقام ہے۔ لیکن دس وساوس جو حصہ سوم میں لکھے گئے ہیں۔ وہ برہمو سماج والوں کا ردّ ہے۔ یہ ایک اور فرقہ ہے۔ جو کلکتہ اور ہندوستان کے اکثر مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ اور لاہور میں بھی موجود ہے۔ یہ لوگ کتب الہامیہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور اگرچہ ہندو ہیں۔ مگر وید کو نہیں مانتے۔ نہ اُس کی تعلیم کو عمدہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ آریہ سماج والوں کی نسبت بہت ذی علم اور دانا ہوتے ہیں۔ اور کئی اصول اُن کے اسلام سے ملتے ہیں۔ مثلاً یہ تناسخ کے قائل نہیں۔ بت پرستی کو بُرا سمجھتے ہیں۔ خدا کو صاحب اولاد اور متولد ہونے سے پاک سمجھتے ہیں۔ مگر کتب الہامیہ کے منکر ہیں۔ اور الہام صرف ایسی باتوں کا نام رکھتے ہیں۔ جن کو انسان خود عقل یا فکر کے ذریعہ سے پیدا کرے۔ یا معمولی طور پر اُس کے دل میں گزر جائیں۔ اور انبیاء کی متابعت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اور صرف عقل کو کافی قرار دیتے ہیں۔ الہام ربانی سے انکار کرنا اُن کا ایک مشہور اصول ہے۔ جیسا رسالہ برادر ہند میں جو پنڈت شیو نارائن کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔ چھپتا رہا ہے۔ چونکہ ہندوستان میں اُن کی جماعت بہت پھیل گئی ہے۔ اور اُن کے وساوس کے مضر کلمات سے نو تعلیم یافتہ لوگوں کو بہت اثر پہونچتا ہے۔

اور سوچ رکھا ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ ان کا ردّ لکھا جاوے۔ اور ان کا کتب الہامیہ سے انکار کرنا ایسا جزو مذہب ہے۔ جیسا ہمارا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ غرض آریہ سماج ایک الگ فرقہ ہے۔ جو بہت ذلیل اور ناکارہ خیال رکھتا ہے۔ اور وہ عقل کے پابند نہیں۔ بلکہ صرف وید پر چلتے ہیں۔ اور بہت سے واہیات اور مزخرفات کے قایل ہیں۔ مگر برہمو سماج کا فرقہ دلایل عقلیہ پر چلتا ہے۔ اور اپنی عقل ناتمام کی وجہ سے کتب الہامیہ سے منکر ہے۔ چونکہ انسان کا خاصہ ہے۔ جو معقولات سے زیادہ اور جلد تر متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے اطفال مدارس اور بہت سے نوتعلیم یافتہ ان کی سوفسطائی تقریروں سے متاثر ہو گئے۔ اور سید احمد خاں بھی اُنہیں کی ایک شاخ ہے۔ اور انہیں کی صحبتوں سے متاثر ہے۔ پس اُن کے دہرناک وساوس کی بیخ کنی کرنا از حد ضرور تھا۔ لاہور کے برہمو سماج نے پرچہ رفاہ میں بہ نیت ردّ حصہ سیوم کچھ لکھنا بھی شروع کیا ہے۔ مگر حق محض کے آگے اُن کی کوششیں ضایع ہیں۔ عنقریب خدا اُن کو ذلیل اور رسوا کریگا۔ اور اپنے دین کی عظمت اور صداقت ظاہر کر دیگا۔ جو منشی احمد جان صاحب نے یہ نصیحت فرمائی۔ کہ تعریف میں مبالغہ نہ ہو۔ اس کا مطلب اس عاجز کو معلوم نہیں ہوا۔ اس کتاب میں تعریف قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ہے۔ سو وہ دونوں وہ دریائے بے انتہا ہیں۔ کہ اگر تمام دُنیا کے عاقل اور فاضل اُن کی تعریف کرتے رہیں۔ تب بھی حق تعریف کا ادا نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے۔ ہاں الہامی عبارت میں کہ جو اس عاجز پر خداوند کریم کی طرف سے القا ہوئی۔ کچھ کچھ تعریفیں ایسی لکھی ہیں۔ کہ جو بظاہر اس عاجز کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ سب تعریفیں حضرت خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ہیں۔ اور اسی وقت تک کوئی دوسرا اُن کی طرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب تک اس نبی کریم کی متابعت کرے اور جب متابعت سے ایک ذرہ مونہہ پھیرے۔ تو پھر تحت الثریٰ میں گر جاتا ہے۔ اُن الہامی عبارتوں میں خداوند کریم کا یہی منشا ہے۔ کہ تا اپنے نبیؐ اور اپنی کتاب کی عظمت ظاہر کرے۔ ۸ر نومبر ۱۸۸۲ء مطابق ۲۶ ذوالحجہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری۔

(برہمو اور نیچری)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے متعلق حضرت اقدس کا اعتقاد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (نمبر ۳)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

مشفقی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ

ایک ہنڈوی مبلغ عہ بابت خریداری دو جلد کتاب پہنچا جزاکم اللہ خیرا وھو سمیع دعائی ہیں آپ کی مساعی پر نظر کر کے آپ کی قبولیت کا بہت امیدوار ہوں۔خصوص ایک عجیب کشف سے جو مجھکو ۳۰۔دسمبر ۱۸۸۲ء بروز شنبہ کو یکدفعہ ہوا۔آپ کے شہر کی طرف نظر لگی ہوئی تھی۔اور ایک شخص نامعلوم الاسم کی ارادت صادقہ خدا نے میرے پر ظاہر کی۔جو باشندہ لودہانہ ہے۔اس عالم کشف میں اُس کا نام پتہ و نشان۔سکونت بتلا دیا۔جو اب مجھکو یاد نہیں رہا۔صرف اتنا یاد رہا کہ سکونت خاص لودہیانہ اور پیچھے بعد اُس کی صفت میں یہ لکھا ہوا پیش کیا گیا۔ سچا ارادت مند اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء۔یعنی اُس کی ارادت ایسی قوی اور کامل ہے۔کہ جس میں نہ کچھ تزلزل ہے نہ نقصان ہے۔کئی پادریوں اور ہندوؤں اور برہمو لوگوں کو کتابیں دی گئی ہیں۔اور وہ کچھ جان کنی کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نمبر۴)

مشفقی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔بعد ہذا خداوند کریم آپ کو بہت جزا خیر دیوے۔آپ سرگرمی سے تائید دین کے لئے معروف ہیں۔آپ کی تحریر سے معلوم ہوا۔کہ قاضی باجی خان صاحب نے محض بطور امداد دس روپیہ بھیجے ہیں۔خداوند اُن کو اجر بخشے۔اس پُر آشوب وقت میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔کہ اللہ اور رسول کی تائید کے لئے اور غیرت دینی کے جوش سے اپنے مالوں میں سے کچھ خرچ کریں۔اور ایک وہ بھی وقت تھا۔کہ جان کا خرچ کرنا بھی جاری تھا۔لیکن جیسا کہ ہر ایک چیز پورانی ہو کر اُس پر گرد و غبار بیٹھ جاتا ہے۔اب اسی طرح اکثر دلوں پر حب دُنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔خدا اس گرد کو اُٹھاوے۔خدا اس ظلمت کو دور کرے۔دُنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔اور چونکہ ہر یک عسر کے بعد یسر اور ہر یک جزر کے بعد مد اور ہر یک رات کے بعد دن بھی ہے۔اس لئے تفضلات الٰہیہ آخر فرو ماندہ بندوں کی خبر لے لیتے ہیں۔سو خداوند کریم سے یہی تمنا ہے۔کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے۔اور جیسے اُنہوں نے اپنے گزشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اُٹھائے ہیں۔ویسا ہی اُن کو مرہم عطا فرماوے۔اور اُن کو ذلیل اور رسوا کرے۔جنہوں نے نور کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔اور نیز اُن لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے۔جنہوں نے حضرت احدیّت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی غنیمت

نہیں سمجھا اور اُس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں
رب العرش تک پہونچ گئی ہیں۔ تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں۔ جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو
اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلاویں۔ اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار
سے زیادہ نہیں۔ جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور باقی لوگ لاپروا اور غافل ہیں۔ بلکہ اکثروں کے حالات
ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث سے اس کارخانہ کو کسی مکر اور فریب پر مبنی سمجھتے
ہیں۔ اور اس کا مقصود اصلی دنیا ہی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ خود جیفہ دُنیا میں گرفتار ہیں۔ اس لئے اپنے
حال پر قیاس کر لیتے ہیں۔ سو اُن کی روگردانی بھی خداوند کریم کی حکمت سے باہر نہیں۔ اس میں بھی
بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو پیچھے سے ظاہر ہوں گی اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ مگر اپنے دوستوں کی نسبت اس
عاجز کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے صدق کا اجر بخشے۔ اور اُن کو اپنی استقامت میں بہت مضبوط
کرے۔ چونکہ ہر طرف ایک دہرناک ہوا چل رہی ہے۔ اس لئے صادقوں کو کسی قدر غم اُٹھانا
پڑیگا۔ اور اُس غم میں اُن کے لئے بہت اجر ہیں۔ ۹ر فروری ۱۸۸۳ء مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ

اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و نظر اللہ بنظر عنایتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔
بعد ہذا آنمخدوم کی سعی و کوششوں سے اس عاجز کو بہت مدد ملی ہے۔ یہ خداوند کریم کی
عنایات میں سے ہے۔ کہ اُس نے اپنے مخلص بندوں کو اس طرف ایمانی جوش بخشا ہے۔
سو چونکہ عمل وہی معتبر ہے۔ جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور صدق اور وفاداری سے انجام پذیر ہو
اور اس پُر فتنہ زمانہ میں اخیر تک صدق اور وفا کو پہونچانا اور بد باطن لوگوں کے وساوس
سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے۔ اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے
دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ آپ سکینت اور تسلی بخشے۔ زمانہ نہایت پُر آشوب ہے
اور فریبوں اور مکاریوں کی افراط نے بدظنیوں اور بدگمانیوں کو افراط تک پہنچا دیا ہے۔ ایسے
زمانہ میں صداقت کی روشنی ایک نئی بات ہے۔ اور اُس پر وہ ہی قائم رہ سکتے ہیں جن کے
دلوں کو خداوند کریم آپ مضبوط کرے۔ اور چونکہ خداوند کریم کی بشارتوں میں تبدیلی نہیں۔ اس
لئے امید ہے۔ کہ وہ اس ظلمت میں سے بہت سے نورانی دل پیدا کر کے دکھلا دیگا۔ کہ وہ ہر چیز پر

قلزم ہے: آن مخدوم کی تحریرات کے پڑھنے سے بہت کچھ حال صداقت و نجابت آن مخدوم ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک مرتبہ بنظر کشفی بھی کچھ ظاہر ہوا تھا۔ شاید کسی زمانہ میں خداوند کریم اس سے زیادہ اور کچھ ظاہر کرے۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ اِیَّاکُمْ ھُوَ مَوْلٰنَا نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ۔ ۱۷- فروری ۱۸۸۳ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (نمبر ۷)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد ہذا آپ کا خط جو آپ نے لودہیانہ سے لکھا تھا۔ پہونچ گیا۔ جس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ جس روز آپکا خط آیا۔ اُسی روز بعض عبارتیں آپکے خط کی کسیقدر کمی بیشی سے بصورت کشفی ظاہر کی گئیں۔ اور وہ خطرات زیادہ آپکے دل میں ہوں گے۔ یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک رابطہ بخشی ہے۔ خداوند کریم اس رابطہ کو زیادہ کرے۔ آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا۔ کہ ایک برہمو صاحب ملے جن کا یہ بیان تھا کہ گویا اس عاجز نے اُن کی اصلیت کو سمجھا نہیں۔ یہ بیان سراسر بناوٹ ہے۔ برہمو سماج والوں کے عقائد کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ وہ الہام اور وحی سے منکر ہیں۔ اور خدا کے پیغمبروں کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں۔ اور خدا کی کتابوں کو اختراع انسان کا خیال کرتے ہیں۔ وہ الہام اور وحی کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ اور اپنی اصطلاح میں الہام اور وحی اُن خیالات کا نام رکھتے ہیں۔ کہ جو عادتی طور پر انسان کے دل میں گذرا کرتے ہیں۔ جیسے کسی مصیبت زدہ کو دیکھکر رحم آنا یا کوئی بُرا کام کر کے پچھتانا کہ ایسا کیوں کیا۔ یہ اُن کے نزدیک الہام ہے۔ مگر وہ الہام اور وحی جو خداوند کریم کے فرشتے کسی انسان سے کلام کریں اور حضرت احدیّت کسی سے مخاطبت کریں۔ اس پاک الہام سے وہ قطعاً منکر ہیں۔ اور اپنے رسائل اور تصانیف میں ہمیشہ انکار کرتے رہتے ہیں۔ مگر اب وقت آپہنچا ہے۔ کہ خدا اُن کو اور اُن کے دوسرے بھائیوں کو ذلیل اور رُسوا کرے۔ مجھ یاد ہے۔ کہ پنڈت* شیونارائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب معلم ہے۔ لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا۔ کہ میں حصہ سیوم کا رد لکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا۔ کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اس خط کا ظاہر کر دیا۔ چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا۔ اور شام کو ایک ہندو کو ہی جو آریہ ہے۔ ڈاکخانہ میں بھیجا گیا۔ تا گواہ رہے۔ وہی ہندو اُس خط کو ڈاکخانہ سے

* اب یہ شخص منکر خدا ہے (مرتب)

لایا۔ پھر میں نے پنڈت شیو نارائن کو لکھا۔ کہ جس الہام کا تم رد لکھنا چاہتے ہو۔ خدا نے اُسی کے ذریعہ سے تمہارے خط کی اطلاع دی۔ اور اُس کے مضمون سے مطلع کیا۔ اگر تم کو شک ہے۔ تو خود قادیان میں آکر اُس کی تصدیق کر لو۔ کیونکہ تمہارے ہندو بھائی اس کے گواہ ہیں۔ رد لکھنے میں بہت سی تکلیف ہوگی۔ اور اس طرح جلدی فیصلہ ہو جائیگا۔ مَیں نے یہ بھی لکھا۔ کہ اگر تم صدق دل سے بحث کرتے ہو۔ تو تمہیں اس جگہ ضرور آنا چاہئے۔ کہ اس جگہ خود اپنے بھائیوں کی شہادت سے حق الامر تم پر کھل جائیگا۔ لیکن باوجود ان سب تاکیدوں کے پنڈت صاحب نے کچھ جواب نہ لکھا۔ اور اس بارے میں دم بھی نہ مارا۔ اور وہ الہام پورا ہوا۔ جو حصہ سیوم میں چھپ چکا ہے سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ اب دیکھئے۔ اس سے زیادہ اور کیا صفائی ہوگی۔ کہ خداوند کریم مخالفین کو نہ صرف شنیدہ پر رکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ دیدہ کے مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ کل صوابی ضلع پشاور سے اس جگہ کے آریہ سماج کے نام صوابی آریہ سماج نے نام ایک خط بھیجا ہے۔ کہ حصہ سیوم براھین احمدیہ میں تمہاری شہادتیں درج ہیں۔ اس کی اصلیت کیا ہے۔ سو اگرچہ یہ ہندو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہیں مگر ممکن نہیں۔ کہ سچ کو چھپا سکیں۔ اس لئے فکر میں ہوئے ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں کو کیا لکھیں اگر شرارت سے جھوٹ لکھیں گے۔ تو اس میں روسیاہی ہے۔ اور آخر بہ وہ فاش ہوگا۔ اور سچ لکھنے میں مصلحت اپنے مذہب کی نہیں دیکھتے۔ اب دیکھنا چاہئے۔ کہ کیونکر پیچھا چھوڑاتے ہیں۔ شاید جواب سے خاموش رہیں۔ یہ اسرار جو خداوند کریم اس عاجز کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر اُس کی عادت نہیں تھی۔ جو ان کے اظہار کی اجازت دے۔ بلکہ اسرار ربانی کے ظاہر کرنے میں اندیشہ سلب ولائیت ہے۔ لیکن اس زمانہ میں ان باتوں کا ظاہر کرنا چاہئیے ضروری ہے۔ کیونکہ ظلمت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ گو دوسرے لوگ اپنی نافہمی سے اس اظہار کو ریاکاری میں داخل کریں۔ یا کچھ اور سمجھیں۔ مگر یہ عاجز اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اور خداوند کریم نے اس عاجز کو عام فقرا کے برخلاف طریقہ بخشا ہے۔ جس میں ظاہر کرنا بعض اسرار ربانی کا عین فرض ہے۔ والسلام علیکم و علیٰ اخوانکم من المومنین۔

۳/ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

اظہار اسرار ربانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی

مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رویا کے آثار نیک نظر آتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا۔ مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب نیز قوت سے حد فعل میں آوے بہت سی محنتیں درکار ہیں۔ خواب کے واقعات اُس پانی سے مشابہ ہیں۔ جو ہزاروں من مٹی کے نیچے زمین کے رنگ میں واقعہ ہے۔ جس کے وجود میں کچھ شک نہیں۔ لیکن بہت سی جان کنی اور محنت چاہئے۔ تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہوجائے۔ اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفا نکل آوے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ صدق اور وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آری شود ولیک بخون جگر شود
گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

آپ کی ملاقات کے لئے میں بھی چاہتا ہوں۔ مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں۔ بے وقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا۔ اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور پھر دل سخت ہوکر آتے ہیں۔ اس کا یہی باعث ہے۔ کہ انہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی۔ اور پیچ در پیچ کو دیکھ کے اور کچھ نہ دیکھا۔ اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا۔ دل سخت ہوگیا۔ علیٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی میں بھی ایک قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ آپ کے سوالات کا جواب جو اس وقت میرے خیال میں آیا ہے۔ مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے۔ آپ نے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے۔ خواب میں کیوں نہیں ہوتا۔ اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا۔ سو آپ پر واضح ہو۔ کہ خواب اُس حالت کا نام ہے۔ کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کے جو دماغ پر طاری ہوتی ہے۔ حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہوجاتے ہیں۔ پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے۔ تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا۔

کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں۔ تو بالضرورت اُس عقل میں بھی فتور آجاتا ہے۔ پھر بعلت اس فتور کے انسان نہیں سمجھ سکتا۔ کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری میں۔ لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے۔ کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس اُن پر وارد ہو جاتی ہے۔ جس کا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو۔ بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے۔ اُس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے۔ اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے۔ کہ وہ کسقدر بیدار ہے۔ خواب میں نہیں اور نیز اپنے مکان اور اُس کی تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے۔ یعنی جس مکان میں ہے۔ اُس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کی آواز بھی سُنتا ہے۔ اور کُل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے۔ صرف کسیقدر یہ بھی غیبت حس ہوتی ہے۔ اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنے رویاء میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے۔ یہ علم بذریعہ حواس نہیں۔ بلکہ اس علم کا منشا فقط روح ہے۔ دوسرا سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ فناء اتم اعنی غائیت المعراج و نہائیت الوصال میں علم حق رہتا ہے۔ یا نہیں۔ اوّل سمجھنا چاہئے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہیں۔ بلکہ امارات اور آثار وصال میں سے ہے۔ کیونکہ فناء اتم مراد اُس حالت سے ہے۔ کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہو جاوے۔ اور فعل اور ارادت اپنی بکلی کھو بیٹھے۔ یہاں تک کہ اُسی کے ساتھ دیکھتا ہو۔ اور اُسی کے ساتھ سُنتا ہو۔ اور اُسی کے ساتھ پکڑتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ چھوڑتا ہو۔ پس یہ تمام آثار وصال کے ہیں نہ عین وصال۔ اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے۔ کہ جس کو اہل وصول شناخت کرتے ہیں۔ مگر بیان نہیں کر سکتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصول کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا۔ بلکہ سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے۔ تو اس حالت میں اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے۔ جو بقاء کو مستلزم ہے۔ پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے۔ اور غیر اللہ کا وجود اُس کی آنکھوں میں باقی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے۔ پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے۔ جو غائیت سیر اولیا ہے۔ اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے۔ جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے۔ غلبہ شہود کی ایک

ایسی حالت ہے۔ کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے۔ صاحب شہود تام کو ایک علم
ہے۔ مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے۔ جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے۔ سو اگرچہ وہ بھی
جلنے کا ایک علم رکھتا ہے۔ مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے۔ کبھی شہود تام بیخبری تک بھی
نوبت پہنچا دیتا ہے۔ اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے۔ اُس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے۔
فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا۔ لیکن حالت تام وہ ہے۔ جس کی
طرف اشارہ ہے وما زاغ البصر وما طغیٰ۔ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی۔ پس غائت
یہی ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ
واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۰۔ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲ جمادی الاوّل ۱۳۰۰ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا والا نامہ پہنچا۔ خداوند کریم آپ کو خوش وخرم رکھے۔ آپ دقائق
متصوفین میں سوالات پیش کرتے ہیں۔ اور یہ عاجز مفلس ہے۔ محض حضرت ارحم الراحمین کی ستاری
نے اس ہیچ اور ناچیز کو مجالس صالحین میں فروغ دیا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ کاروبار قادر مطلق سے سخت
حیرانی ہے۔ کہ نہ عابد نہ عالم نہ زاہد کیونکر اخوان مومنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے۔ اس کی عنایات
کی کیا ہی بلند شان ہے۔ اور اُس کے کام کیسے عجیب ہیں۔ ؎

پسندید گانے بجائے رسند
زما کہتران ش چہ آمد پسند

فنا فی الفنا اور حالت سکریت میں فرق

میں آپ کے سول کا جواب لکھتا ہوں۔ آپنے حالت فنا فی الفنا کے یہ تعریف لکھ کر کہ وہ ایک ایسی
حالت ہے۔ کہ جس میں شعور سے بھی بے شعوری ہوتی ہے۔ یہ سوال پیش کیا ہے۔ کہ اس مرتبہ فنا میں کہ جو
چہارم مرتبہ منجملہ مراتب فنا ہے۔ اور حالت سکریت میں کیا فرق ہے۔ اور سکریت سے مراد آپنے خواب
غرقی لی ہے۔ یعنی ایسا سونا جس میں کچھ خبر نہ رہے۔ سو جو کچھ خدا نے میرے دل میں اس کا جواب ڈالا ہے
وہ یہ ہے۔ کہ سکریت اور فنا فی الفنا میں موجب اور علت کا فرق یعنے سکریت کی حالت میں موجب اور علت
ایک ظلمت ہے۔ جو سکریت کے پیدا ہونے کا باعث ہے۔ وجہ یہ کہ سکریت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ رطوبت
مزاجی دماغ پر سخت غلبہ کر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ دماغی قوتوں کو ایسا دبا لیتی ہے۔ کہ انسان بے ہوش ہو کر سو

جاتا ہے۔ اور کچھ ہوش نہیں رہتی۔ پس وہ چیز جس سے سکرتیت وجود پکڑتی ہے۔ ایک ظلمت ہے جو اپنی
اصل حقیقت میں مغائر اور منافی حواس انسانی کے ہے۔ جس کا غلبہ ایک ظلماتی حالت نفس پر طاری کر دیتا
ہے۔ اور آلات احساس کو اسقدر تعطل اور بیکاری میں ڈالتا ہے۔ کہ اُن کو عجائبات روحانی کا [illegible]
کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ لیکن فنا فی الفنا کی حالت کا موجب اور علت یعنے سبب ایک نور ہے یعنے
تجلیات صفات الٰہیہ جو بعض اوقات بعض نفوس خاصہ میں یکلخت ایک ربودگی پیدا کر کے [illegible]
جس کے باعث سے شعور سے بے شعوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک نہایت لطیف اور [illegible]
عطر بکثرت ایک مکان میں رکھا ہوا ہو۔ تو ضعیف الدماغ آدمی کی بعض اوقات قوت شامہ
کثرت خوشبو سے مغلوب ہو کر ایسی بے حس ہو جاتی ہے۔ کہ کچھ شعور اوس خوشبو کا باقی
نہیں رہتا۔ غرض سکریت کی حالت پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک ظلمت ہے
اور فنا فی الفنار کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک نور ہے۔ اس کی مثال
یہ ہے۔ کہ چشم بینا کے لئے دو طور کے مانع رویت ہوتے ہیں۔ یعنی دو سبب ایک سے جاتے
انسان کی آنکھ دیکھنے سے رہ جاتی ہے۔ ایک تو سخت اندھیرا جس کی وجہ سے نور بینائی
محجوب ہو جاتا ہے۔ اور دیکھنے سے رک جاتا ہے۔ اور کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ یہ حالت تو سکریت
کی حالت سے مشابہ ہے۔ دوسری مانع بصارت سخت روشنی ہے۔ کہ جو بوجہ اپنی شدّت
اور تیزی شعاع کے آنکھوں کو رویت کے فعل سے روکتی ہے۔ اور دیکھنے سے بند کر دیتی ہے
جیسے یہ صورت اس حالت میں پیش آتی ہے۔ کہ جب عضو بصارت کو ٹھیک سورج کے
مقابلہ پر رکھا جائے۔ یعنی جب آنکھوں کو آفتاب کے سامنے کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی
ہے۔ کہ جب آنکھ آفتاب کے محاذات میں ٹکٹکی باندھے یعنی آفتاب کی آنکھ اور انسان کی آنکھ آمنے
سامنے ہو جائیں۔ تو اُس صورت میں بھی انسان کی آنکھ فعل بصارت سے بکلی معطل ہو جاتی ہے
اور روشنی کی شوکت اور ہیبت اُس کو ایسا دباتی ہے۔ کہ اُس کی تمام قوت بینائی اندر کی طرف
بھاگتی ہے۔ پس یہ حالت فنا فی الفنار کی حالت سے مشابہ ہے۔ اور اس فقدان رویت میں
جو دونوں طور ظلمت اور نور کی وجہ سے ظہور میں آتا ہے۔ سکریت اور فنا فی الفناء کا فرق سمجھنے
کے لئے بڑا نمونہ ہے۔ گر بایں ہمہ باطنی کیفیت جس کا موجب تجلیات الٰہیہ اور جذبات غیبیہ ہوتے

[illegible]ول اور بیچگون ہی جس میں اجتماع ضدین بھی ممکن ہے۔ باوجود بے شعوری کے شعور [illegible]سکتا ہے۔ اور باوجود شعور کے بے شعوری بھی ہوسکتی ہے۔ مگر ظلماتی حالات میں اجتماع [illegible]ضدین ممکن نہیں۔ وہ عالم اس عالم سے بکلی امتیاز رکھتا ہے و لله قضہ و الله الامثال۔ [illegible]ن جہت سے پہلے بھی لکھا گیا تھا۔ فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا [illegible]وسیٰ علیہ الصلوٰۃ کا بیہوش ہوکر گرنا ایک واقعہ نورانی تھا۔ جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی [illegible]لکہ تجلیات صفات الٰہیہ جو بنہائیت اشراق نور ظہور میں آئی تھیں۔ وہ اُس کا موجب اور باعث تھیں جن [illegible]کی اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بیہوش ہوکر گر پڑا اور اگر عنایت الٰہیہ اُس کا [illegible]تدارک نہ کرتیں۔ تو اُسی حالت میں گداز ہوکر نابود ہوجاتا۔ مگر یہ مرتبہ ترقیات کاملہ کا انتہائی درجہ نہیں ہے۔ انتہائی درجہ وہ ہے جس کی نسبت لکھا ہے ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ انسان زمانہ سیر سلوک میں اپنے واقعات کشفیہ میں بہت سے عجائبات دیکھتا ہے۔ اور انواع و اقسام کی واردات اُس پر وارد ہوتی ہیں۔ مگر اعلیٰ مقام اُس کا عبودیت ہے۔ جس کا لازمہ صحو اور ہوشیاری سے اور سکر اور شطح سے بکلی بیزاری ہے۔ ھدانا اللہ ایانا و ایاکم صراط المستقیم الذی انعم علی النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام علیکم وعلی اخوانکم من المؤمنین۔ ۲۵ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نمبر ۹)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ باعث اطمینان خاطر ہوا۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے بہت درست اور سچا لکھا ہے۔ جو کچھ بطور رسم اور عادت کیا جاوے۔ وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ اور نہ اُس سے کچھ مرحلہ طے ہوسکتا ہے۔ سچا طریق اختیار کرنے سے گو طالب صادق آگ میں ڈالا جاوے۔ مگر جب اپنے مطلب کو پائیگا۔ سچائی سے پائیگا۔ راست باز آدمی نہ کچھ عزت سے کام رکھتا ہے نہ نام سے۔ نہ ننگ سے۔ نہ خلقت سے۔ نہ ان کے لعن سے نہ ان کے طعن سے۔ نہ اُن کی مدح سے۔ نہ اُن کی ذم سے۔ جب سچی طلب دامنگیر ہوجاتی ہے تو اُس کی یہی علامت ہے۔ کہ غیر کا بیم اور اُمید بکلی دل سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور توحید کی کامل نشانی یہ ہے۔ کہ محب صادق کی نظر میں غیر کا وجود اور نمود کچھ باقی نہ رہے و ذالک فضل اللہ یؤتیہ

[illegible]

[illegible]

من یشاء۔ آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں یہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں۔ کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے بکلی پاک ہو جائے۔ اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے۔ مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں۔ کہ جیسا عام لوگ طوطی کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ اُن کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے۔ اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیئے۔ کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے۔ کہ ابتدا زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے۔ جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے۔ جو اس سے ترقی کریگا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے۔ کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اُٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اُٹھا سکیں۔ یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے۔ وہ سب کچھ اُٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے۔ کہ جس کے اُٹھانے سے دل رُک جائے۔ اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے۔ کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو۔ جو اُس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔ اور جب یہ مذہب قائم ہو گیا۔ تو درود شریف جیسا کہ میں نے زبانی بھی سمجھایا تھا۔ اس غرض سے پڑھنا چاہیئے۔ کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم پر نازل کرے اور اُس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا دے۔ اور اُس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اُس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہیئے۔ جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے۔ بلکہ اُس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے۔ اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے مجھکو ثواب ہو گا۔ یا یہ درجہ ملیگا۔ بلکہ خالص یہی مقصود چاہیئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول پر نازل ہوں۔ اور اُس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے۔ اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہیئے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔ پس جب اس طور پر درود شریف پڑھا گیا۔ تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے۔ اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔ اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے۔ کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو۔ اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے۔ کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے جلیہ ہذا القیاس

نماز عین کے لئے خداوند کریم نے صدہا مرتبہ قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے۔ اور اپنے تقرب کے لئے فرمایا ہے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ یہ بھی رسم اور عادت کے پیرایہ میں کچھ چیز نہیں ہے۔ اس میں بھی ایسی صورت پیدا ہونی چاہئے۔ کہ مُصلّی اپنی صلوٰۃ کی حالت میں ایک سچا دعا کنندہ ہو۔ سو نماز میں بالخصوص دعائے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں دلی آہوں سے دلی تضرعات سے۔ دلی خضوع سے دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہئے۔ اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ ... اور عاجز اور لاچار سمجھکر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم کریم یقین کرکے رابطۂ محبت اور قرب کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعا قابل پذیرائی نہیں۔ فیضان سماوی کے لئے سخت بیقراری اور جوش وگریہ وزاری شرط ہے۔ اور نیز استعداد قریبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے دل کو ماسوا اللہ کے شغل اور فکر سے بکلی خالی اور پاک کرنا چاہئے۔ کسی کا حسد اور نفار دل میں نہ رہے۔ بیداری بھی پاک باطنی کے ساتھ ہو اور خواب کی بے مغز باتیں سب فضول ہیں۔ اور جو عمل روح کی روشنی سے نہیں۔ وہ تاریکی اور ظلمت ہے خذ الرالتوحید والتفرید والتمجید ومودتا قبل ان تموتوا۔ آج حسب تحریر آپ کی اس حصہ روانہ کئے گئے۔ ۱۵۔ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (نمبر ۹)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد آپ کا خط ثالث بھی پہنچا۔ آپ کی دلی توجہات پر بہت ہی شکرگزار ہوں۔ خدا آپ کو آپ کے مطالب تک پہنچاوے۔ آمین۔ یارب العٰلمین۔ غرباء سے چندہ لینا ایک مکروہ امر ہے۔ جب خدا اس وقت لائیگا۔ تو پردۂ غیب سے کوئی شخص پیدا ہو جاویگا۔ جو دینی محبت اور دلی ارادت سے اس کام کو ا دے۔ تجویز چندہ کو موقوف رکھیں۔ اب بالفعل لودہیانہ میں اس عاجز کا آنا ملتوی رہنے دیں۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد چند ہندوؤں کی طرف سے سوالات آئے ہیں۔ اور ایک ہندو صوابی ضلع پشاور میں کچھ رد لکھ رہا ہے۔ پنڈت شیو نرائن بھی شائد عنقریب اپنا رسالہ بھیجیگا۔ سو اب چاروں طرف سے مخالف جنبش میں آرہے ہیں۔ غفلت کرنا اچھا نہیں۔ ابھی دل ٹھہرنے نہیں دیتا۔ کہ میں اس ضروری اور واجب کام کو چھوڑ کر کسی اور طرف خیال کروں۔ الاماشاء اللہ ربی۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو آپ کا شہر

[حاشیہ: نماز ... / غرباء سے چندہ ... / مخالف ...]

کسی دوسرے وقت میں دیکھنگے۔ آپکے تعلق محبت سے دل کو نہایت خوشی ہے۔ خدا اس تعلق کو مستحکم کرے۔ انسان ایسا عاجز اور بیچارہ ہے۔ کہ اُس کا کوئی کام طرح طرح کے پردوں اور حجابوں سے خالی نہیں۔ اور اس کے کسی کام کی تکمیل بجز حضرت احدیت کے ممکن نہیں۔ ایک بات واجب الاظہار ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ وقت ملاقات ایک گفتگو کی اثنار میں بنظر کشفی آپ کی حالت ایسی معلوم ہوئی کہ کچھ دل میں انقباض ہے۔ اور نیز آپ کے بعض خیالات جو آپ بعض اشخاص کی نسبت رکھتے تھے۔ حضرت احدیت کی نظر میں درست نہیں۔ تو اُس پر یہ الہام ہوا۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ سو الحمدللہ! آپ جوہر صافی رکھتے ہیں۔ غبار ظلمت آثار کو آپکے دل میں قیام نہیں۔ اس وقت یہ بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ مگر بہت ہی سعی کی گئی۔ کہ خداوند کریم اُس کو دور کرے۔ مگر تعجب نہیں کہ آئندہ بھی کوئی ایسا انقباض پیش آوے۔ جب انسان ایک نئے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے ضرور ہے۔ کہ اُس گھر کی وضع قطع میں بعض امور اُس کو حسب مرضی اور بعض خلاف مرضی معلوم ہوں۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ آپ اس محبت کو خدا سے بھی چاہیں۔ اور کسی نئے امر کے پیش آنے میں مضطرب نہ ہوں۔ تا یہ محبت کمال کے درجہ تک پہونچ جائے یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک حالت رکھتا ہے۔ جو زمانہ کی رسمیات سے بہت ہی دور پڑی ہوئی ہے۔ اور ابھی تک ہر ایک رفیق کو یہی جواب روح کی طرف سے ہے۔ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۔ لیکن خداوند کریم سے نہایت قوی امید رکھتا ہے۔ کہ وہ اس غربت اور تنہائی کے زمانہ کو دور کر دیگا۔ آپ کی حالت قویہ پر بھی امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ ہر ایک انقباض پر غالب آویں گے۔ وَالْاَمْرُ بِيَدِ اللّٰهِ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ والسلام علیکم وعلی اخوانکم من المومنین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (نمبر ۱)

مشفقی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج ہر سہ حصہ کتاب آپکی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ چند ہندو اور بعض پادری عناد قدیم کی وجہ سے رد کتاب کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ مگر آپ تسلی رکھیں۔ اور مسلمانوں کو بھی تسلی دیں۔ کہ یہ حرکت اُن کی خالی از حکمت نہیں میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اُن کی اس حرکت اور شوخی کی وجہ سے خداوند کریم حصہ چہارم میں کوئی ایسا

[illegible] کر دیگا۔ کہ مخالفین کی بدرجہ غائیت رسوائی کا موجب ہو گا۔ آسمانی سامان شیطانی حرکات سے رک نہیں سکتے۔ بلکہ اور بھی زیادہ چمکتے ہیں۔ اور مخالفین کے اٹھنے کی یہی حکمت سمجھتا ہوں۔ کہ تا آسمانی باتیں زیادہ چمکیں اور جو کچھ خدا نے ابتدا سے مقدر کر رکھا ہے۔ وہ ظہور میں آجائے۔ آپ مومنین کو جو آپ سے متنفر ہوں۔ سمجھاویں۔ کہ آپ کچھ عرصہ توقف کریں۔ زیادہ تر دیہاسی سے ہے۔ کہ تا خیالات معاندانہ مخالفین کے چھپ کر شائع ہو جاویں۔ سو آپ براہ مہربانی کبھی کبھی حالات خیریت آیات سے یاد و ارشاد فرماتے رہیں۔ والسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مشفقی و مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ دس روپیہ کا منی آرڈر پہونچ گیا۔ خداوند کریم آپ کی سعی کا اجر بخشے۔ جو کچھ فساد زمانہ کا حال لکھا ہے۔ سب واقعی امر ہے۔ اس عاجز کی دانست میں امت محمدیہ پر ایسا فاسد زمانہ کوئی نہیں آیا۔ تمام زمانوں سے زیادہ ترظلماتی وہ زمانہ تھا۔ جس کی تنویر کے لئے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت پڑی۔ وہ ایسا ظلماتی زمانہ تھا۔ جس کی نظیر دنیا میں کوئی نہیں گزری۔ اور اس زمانہ کی حالت موجودہ ایک بڑے نبی کے مبعوث ہونے کو چاہتی تھی۔ جس کا ثانی کوئی نہیں گزرا۔ اور جس پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ اور جس کی بعثت کے زمانہ نے اُن تمام تاریکیوں کو دور کر دیا۔ اور وحدانیت کو زمین پر پھیلا دیا۔ اور جو کچھ کفر اور شرک میں سے باقی رہا۔ وہ ذلت اور مغلوبیت کی حالت کے ساتھ باقی رہا۔ لیکن چونکہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ ہیں۔ نبوت کے زمانہ سے بہت دور جا پڑا ہے۔ اس لئے دو طور کی خرابی یعنے اندرونی اور بیرونی اس پر محیط ہو رہی ہے۔ اندرونی یہ کہ بہت سے لوگوں نے مختلف فرقہ بنائے ہیں۔ جو حقیقت میں خدا اور رسول کے دشمن ہیں بہتوں پر اباحت اور الحاد کا غلبہ ہے۔ کہ خدا کے وجود کو اور اس مدبر عالم کی ہستی کو کوئی مستقل شے نہیں سمجھتے۔ بلکہ اپنے ہی وجود کو خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور اسی خیال کے غلبہ سے احکام الٰہی کی تعمیل سے بکلی فارغ ہیں۔ اور شریعت حقانی کو بنظر استخفاف دیکھتے ہیں۔ اور صوم اور صلوٰۃ پر ٹھٹھا کرتے ہیں ایک دوسرا فرقہ ہے۔ جو بہشت۔ دوزخ۔ ملائک۔ شیطان وغیرہ سب کے منکر ہیں۔ اور وحی الٰہیہ سے انکاری ہیں۔ با ایں ہمہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ غرض اندرونی فساد بھی نہائیت درجہ تک پہونچ گئے ہیں۔ اور

بیرونی فسادوں کا یہ حال ہے۔ کہ چاروں طرف سے دشمن اپنے اپنے تیر چھوڑ رہے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ بالکل اسلام کو نیست و نابود کر دیں۔ حقیقت میں یہ ایسا پُرآشوب زمانہ ہے۔ کہ اسلامی زمانوں میں کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پہلے لوگ صرف غفلت اور کم توجہی سے اسلام کے مخالف تھے۔ مگر اب دو فرقہ اسلام سے مخالف ہیں ایک تو وہی غافل اور کم توجہ لوگ۔ دوسرے وہ لوگ پیدا ہو گئے۔ کہ جو شرارت اور خبث سے عقل کی بد استعمالی سے اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو علوم کی نئی روشنی کا دعوے کرتے ہیں۔ اور متبعین شریعت اسلام کو کہتے ہیں۔ کہ یہ پورانے خیالات کے آدمی ہیں۔ اور یہ سادہ لوح اور ہم دانا ہیں پس ایسے دنوں میں خداوند کریم کا یہ نہایت فضل ہے۔ کہ اپنے عاجز بندہ کو اس طرف توجہ دی ہے اور دن رات اس کی مدد کر رہا ہے۔ تا باطل پرستوں کو ذلیل اور رسوا کرے۔ چونکہ ہر حملہ کی مدافعت کے لئے اس سے زبردست حملہ چاہئے۔ اور قوی تاریکی کے اٹھانے کے لئے قوی روشنی چاہئے۔ اس لئے یہ امید کی جاتی ہے۔ اور آسمانی بشارات بھی ملتے ہیں۔ کہ خداوند کریم اپنے زبردست ہاتھ سے اپنے عاجز بندہ کی مدد کرے گا۔ اور اپنے دین کو روشن کرے گا۔ اب انشاءاللہ تعالیٰ حصہ چہارم کچھ تھوڑے توقف کے بعد شروع کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ تمام کام قوّت الٰہی کر رہی ہے۔ اور اُسی کی مصلحت سے اس میں توقف ہے۔ اس لئے مومنین مخلصین نہایت مطمئن رہیں۔ کہ جیسے خداوند کریم کے کامل اور قوی کام ہیں۔ اسی طرح وہ وقتاً فوقتاً کتاب کے حصص کو نکالیگا وھو احسن الخالقین والسلام علیکم وعلیٰ اخوانکم من المومنین۔ ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۳ء۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (مکتوب نمبر ۱۴)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے عنایت نامجات کو پڑھکر نہایت خوشی ہوئی۔ خداوند تعالیٰ عقیقی استقامت سے حظ وافر آپ کو بخشے۔ میں آپ کی ذات میں بہت ہی نیک طینتی اور سلامت روشی پاتا ہوں۔ اور میں خداوند کریم کی نعمتوں میں سے اس نعمت کا بھی شکرگذار ہوں۔ کہ آپ جیسے خالص دوست سے رابطہ پیدا ہوا ہے۔ خداوند کریم اس رابطہ کو اُس مرتبہ پر پہنچاوے۔ جس مرتبہ پر وہ راضی ہے۔ نماز تہجد اور اوراد معمولی میں آپ مشغول رہیں۔ تہجد میں بہت سے برکات ہیں۔ بیکاری کچھ چیز نہیں۔ بیکار اور آرام پسند کچھ وزن نہیں رکھتا۔ وقال اللہ تعالیٰ

[margin stamp, illegible]

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ درود شریف وہی بہتر ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ جو الفاظ ایک پرہیز گار کے منہ سے نکلتے ہیں۔ اُن میں ضرور کسیقدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے۔ کہ جو پرہیز گاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے۔ اُس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں۔ وہ کسقدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا ورد ہے۔ اور کسی تعداد کی پابندی ضرور نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے۔ اور اُس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقت اور بیخودی اور تأثر کی پیدا ہو جائے۔ اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔ بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب و دیگر اخوان مومنین سلام مسنون برسد۔ ۲۶ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۳

مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہٰذا آں مخدوم کا مکتوب چہارم بھی پہنچا جزاکم اللہ علی سعیکم واعظم اجرکم علی بذل جہدکم آج اگر ٹکٹ میسر آئے۔ تو یقین ہے کہ ہر سہ حصہ بنام ہر سہ خریداران کے نام روانہ کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ آپ اوراد و اشغال معمولہ بدستور کئے جائیں۔ کہ کثرت ذکر مدار فلاح و نجات ہے۔ درود شریف خط سابق میں لکھ دیا گیا ہے۔ ہر باب میں حضور اور توجہ اور خضوع اور خشوع اور اخلاص شرط ہے۔ من جاھد بالاخلاص جعل من الخواص۔ اگر کوئی ہندو فی الحقیقت طالب حق ہے۔ تو اُس سے رعایت کرنا واجب ہے۔ بلکہ اگر ایسا شخص بے استطاعت ہو۔ تو اس کو مفت بلا قیمت کتاب دے سکتے ہیں۔ غرض اصلی اشاعت دین ہے۔ نہ خرید و فروخت۔ جیسی صورت ہو اس کی اطلاع بخشیں۔ تا کتاب بھیجی جاوے۔ والسلام۔ بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب و قاضی خواجہ علی صاحب و دیگر اخوان مومنین سلام پہنچا دیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۴ مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر سہ حصہ بخدمت چودہری گامے خان وجیہے خان صاحب بھیج دئے جائیںگے۔ اب حصّہ چہارم کے طبع کرانے میں کچھ تھوڑی توقف باقی ہے۔ اور موجب توقف یہی ہے کہ جو تین جگہ سے بعض سوالات لکھے ہوئے آئے ہیں۔ اُن سب کا جواب لکھا جائے۔ یہ عاجز ضعیف الدماغ آدمی ہے۔ بہت محنت نہیں ہوتی۔ آہستہ آہستہ کام کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی خواب انشاء اللہ تعالیٰ نہائت مطابق واقعہ اور درست معلوم ہوتی ہے۔ اور تعبیر صحیح ہے۔ جن لوگوں کو تاویل رویا کا علم نہیں۔ اُن کو ان تعبیرات میں کچھ تکلف معلوم ہوگا۔ مگر صاحب تجربہ خوب جانتے ہیں۔ کہ رویا کے بارے میں اکثر عادت اللہ اسیطرح پر جاری ہے۔ کہ حقیقت کو ایسے ایسے پردوں اور تمثیلات میں بیان فرماتا ہے۔ مسلم نے انسؓ سے روائیت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب دیکھی۔ کہ عقبہ بن رافع کے گھر کہ جو ایک صحابی تھا۔ آپ تشریف رکھتے ہیں۔ اُسی جگہ ایک شخص ایک طبق رطب ابن طاب کا لایا۔ اور صحابہ کو دیا۔ اور رطب ابن طاب ایک خرما کا قسم ہے۔ کہ جس کو ابن طاب نام ایک شخص نے پہلے پہل کہیں سے لاکر اپنے باغ میں لگایا تھا۔ پس آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُس کی یہ تعبیر کی۔ کہ دُنیا و آخرت میں صحابہ کی عاقبت بخیر و عافیت ہے۔ اور حلاوت ایمان سے وہ خوشحال اور متمتع ہیں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کے لفظ سے عاقبت نکالا اور رافع خدا کا نام ہے۔ اُس سے رفعت کی بشارت سمجھی۔ اور خرما کی حلاوت سے حلاوت ایمانی لی۔ اور ابن طاب میں طاب کا لفظ ہے۔ جس کے معنے ہیں خوشحال ہوا۔ پس اس سے خوشحال ہونے کی بشارت سمجھی۔ غرض تعبیر رویا میں ایسی تاویلات واقعی اور صحیح ہیں۔ اور آپ کی خواب بہت ہی عمدہ بشارت ہے۔ محافظ دفتر کے لفظ سے یاد آتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالیشان حاکم یا بادشاہ کا ایک جگہ خیمہ لگا ہوا ہے۔ اور لوگوں کے مقدمات فیصل ہو رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے یہ عاجز محافظ دفتر کا عہدہ رکھتا ہے۔ اور جیسے دفتروں میں مثلیں ہوتی ہیں۔ بہت سی مثلیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور اس عاجز کے تحت میں ایک شخص

نائب محافظ دفتر کی طرح ہے۔ اتنے میں ایک اردلی دوڑتا آیا کہ مسلمانوں کی مثل پیش ہونے کا حکم ہے۔ وہ جلد نکالو۔ پس یہ رویا بھی دلالت کر رہی ہے۔ کہ عنایات الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہیں۔ اور یقین کامل ہے کہ اُس قوت ایمان اور اخلاص اور توکل کو جو مسلمانوں کو فراموش ہو گئے ہیں۔ پھر خداوند کریم یاد دلائے گا۔ اور بہتوں کو اپنے خاص برکات سے متمتع کرے گا۔ کہ ہر یک برکت ظاہری اور باطنی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس عاجز نے پہلے لکھ دیا تھا۔ کہ آپ اپنے تمام اوراد معمولہ کو بدستور لازم اوقات رکھیں۔ صرف ایسے طریقوں سے پرہیز چاہیئے۔ جن میں کسی نوع کا شرک یا بدعت ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اشراق پر مداومت ثابت نہیں۔ تہجّد کے فوت ہونے پر یا سفر سے واپس آکر پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن تعبد میں کوشش کرنا اور کریم کے دروازہ پر پڑے رہنا عین سنت ہے واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ کرمی مخدومی مولوی عبد القادر صاحب کی خدمت میں اس عاجز کا سلام مسنون پہنچا دیں۔ خداوند کریم کا ہریک شخص سے الگ الگ معاملہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بندہ سے جس طور کا معاملہ ہوتا ہے۔ اسی طور سے اُس کی فطرت بھی واقع ہوتی ہے۔ اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے۔ اور معاملہ حضرت احدیت بھی یہی ہے۔ کہ خود روی کے کاموں سے سخت منع کیا جاتا ہے۔ یہ مخاطبت حضرت احدیت سے بارہا ہو چکی ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ولا تقل لشیء انی فاعل ذالک غدا۔ سو چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں۔ اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ مولوی صاحب اخوت دینی کے بڑھانے میں کوشش کریں۔ اور اخلاص اور محبت کے چشمہ صافی سے اس پودہ کی پرورش میں مشغول رہیں۔ تو یہی طریق انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہوگا خلقتم من نفس واحدۃ جزاء البدن مستفیض لما استفاض البدن کلہ وکونوا مع الصادقین ھم قوم لا یشقی جلیسھم والسلام۔

بخدمت خواجہ علی صاحب سلام علیک۔ ابھی مولوی صاحب کا اس جگہ تشریف لانا بیوقت ہے۔ یہ عاجز حصّہ چہارم کے کام سے کسی قدر فراغت کر کے اگر خدا نے چاہا۔ اور نیّت صحیح میسّر آگئی تو غالباً امید کی جاتی ہے کہ آپ بھی حاضر ہوگا والامر کلہ فی ید اللہ وما اعلم ما اری فی الغیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نمبر ۱۵)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ خداوند کریم کا کیسا شکر کیا چاہیئے۔ کہ اُس نے اپنے تفضلات
قدیم سے آپ جیسے دلی دوست بہم پہونچائے۔ اگرچہ آپ کا اخلاص کامل اس درجہ پر ہے
کہ اس عاجز کا دل بلا اختیار آپ کی دعا کے لیئے کھینچا چلا جاتا ہے۔ پر جس ذات قدیم نے آپ کو
یہ اخلاص بخشا ہے۔ اُس نے خود آپ کو چُن لیا ہے۔ تب ہی یہ اخلاص بخشا ہے وذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء بخدمت مخدومی مولوی عبد القادر صاحب بعد سلام مسنون
عرض یہ ہے۔ کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے۔ نہایت بہتر ہے۔ دنیا میں دعا جیسی کوئی چیز نہیں
الدعاء مخ العبادۃ۔ یہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی سمجھتا ہے۔ کہ اپنے لیئے اور اپنے
عزیزوں اور دوستوں کے لیئے ایسی دعائیں کرنے کا وقت پاتا رہے۔ کہ جو رب العرش تک
پہونچ جائیں۔ اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے۔ کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آجایا کرے۔ مگر یہ بات اپنے
اختیار میں نہیں۔ سو اگر خداوند کریم چاہیگا۔ تو یہ عاجز آپ کے لیئے دُعا کرتا رہیگا۔ یہ عاجز خوب جانتا
ہے۔ کہ سچا تعلق وہی ہے۔ جس میں سرگرمی سے دعا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا
مرید ہے۔ مگر اُس بزرگ کے دل میں اس شخص کی مشکل کشائی کے لیئے جوش نہیں۔ اور ایک دوسرا
شخص ہے۔ جس کے دل میں بہت جوش ہے۔ اور وہ اُسی کام کے لیئے ہو رہا ہے۔ کہ حضرت
احدیت سے اُس کی رستگاری حاصل کرے۔ سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہ شخص رکھتا ہے۔ غرض
پیری مریدی کی حقیقت یہی دعا ہی ہے۔ اگر مرشد عاشق کی طرح ہو۔ اور مرید معشوق کی طرح۔ تب کام
نکلتا ہے۔ یعنے مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی کے لیئے ایک ذاتی جوش ہو۔ تا وہ کام کر
دکھاوے۔ سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں
ہوتا۔ یعنے اُن کی فطرت میں حضرت احدیت نے بندگان خدا کی بھلائی کے لیئے ایک قسم کا عشق
ڈالا ہوا ہوتا ہے۔ پس وہی عشق کی آگ اُن سے سب کچھ کراتی ہے۔ اور اگر اُن کو خدا کا یہ حکم
بھی پہنچے۔ کہ اگر تم دعا اور غمخواری خلق اللہ نہ کرو۔ تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں۔ تب بھی وہ
اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے۔ اور اُن کو اس بات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا۔ کہ ہم کو

اس جان کنی سے کیا اجر ملیگا۔ کیونکہ اُن کے جوشوں کی بنا کسی غرض پر نہیں۔ بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے۔ اُسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین۔ خدا اپنے نبیؐ کو سمجھاتا ہے۔ کہ اس قدر غم اور درد کہ تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اٹھاتا ہے۔ اسی میں تیری جان جاتی رہیگی۔ سو وہ عشق ہی تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ پس حقیقی پیری مریدی کا یہی اصول ہے۔ اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کا قدیمی اصول ہے۔ کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے۔ تا وہ سچے غمخوار بننے کے لائق ٹھہریں۔ جیسے والدین اپنے بچے کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں۔ تو اُن کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے۔ اسی طرح جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے۔ وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے۔ اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے ڈال لیتا ہے۔ کیونکہ قوت عشقیہ اُس کو نہیں چھوڑتی۔ اور یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے۔ کہ اُس نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے۔ مثلاً دُنیا میں بہادروں اور جنگجو لوگوں کی ضرورت ہے۔ سو بعض فطرتیں جنگجوئی کی استعداد رکھتی ہیں۔ اسی طرح دُنیا میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے۔ کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح ہوا کرے۔ سو بعض فطرتیں یہی استعداد لے کر آتی ہیں۔ اور قوت عشقیہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ فالحمد للہ علی الاء ظاہرہا و باطنہا۔ مولوی صاحب اگر رسالہ بھیجدیں۔ تو بہتر ہے۔ شاہدین صاحب رئیس لودھیانہ کی طرف انہیں دنوں میں کتاب بھیجی گئی۔ جب آپنے لکھا تھا۔ مگر اُنہوں نے پیکٹ واپس کیا۔ اور بغیر کھولنے کے اوپر بھی لکھدیا۔ کہ ہم کو لینا منظور نہیں۔ چونکہ ایک خفیف بات تھی۔ اس لئے آپ کو اطلاع دینے سے غفلت ہوگئی۔ آپ کوشش میں توکل کی رعایت رکھیں۔ اور اپنے حفظ مرتبت کے لحاظ سے کارروائی فرماویں۔ اور جو شخص اس کام کا قدر نہ سمجھتا ہو یا اہلیت نہ رکھتا ہو۔ اُس کو کچھ کہنا کہانا مناسب نہیں۔ ۱۲ مئی سنہ ۸۳ء مطابق رجب سنہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب زاد اللہ فی برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آن مخدوم کا

عنایت نامہ پہونچا۔ سبحان اللہ کیا جوش ہے۔ کہ جو خداوند کریم نے آپکے دل میں ڈال دیا۔ ویسا ہی آپکے دوست مولوی عبدالقادر صاحب کے دل میں خداوند کریم بندوں کے فعل اور اُن کی نیّا کو خوب جانتا ہے۔ جو شخص اُس کے لئے کوئی درد اُٹھاتا ہے۔ اُس کا عمل کبھی ضایع نہیں ہوگا۔ اُس کی نظر عنایت اگرچہ دیر سے ظاہر ہو۔ مگر جب ظاہر ہوتی ہے۔ تو وہ کام کر دکھاتی ہے۔ جس کی عاجز بندہ کو کچھ امید نہیں ہوتی۔ خداوند کریم آپ کو اس دلی جوش میں مدد کرے۔ اور اپنی عنایت خاص سے ثابت قدمی بخشے۔ اور **ابتلا** سے محفوظ رکھے۔ اور آپ بھی ثابت قدمی کے لئے دعا کرتے رہیں

کیونکہ بڑے کاموں میں ابتلا بھی بڑے بڑے پیش آتے ہیں اور انسان ضعیف بنیان کی کیا طاقت ہے۔ کہ خود بخود بغیر عنایت و حمایت حضرت احدیت کے کسی ابتلا کا مقابلہ کر سکے۔ پس ثبات اقدام اُسی سے مانگنا چاہیئے۔ اور اُسی کے حول اور قوت پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ ہم سب لوگ بغیر اُس کے لطف اور احسان کے کچھ بھی نہیں۔ آپنے لکھا تھا کہ بعض لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں۔ سو آپ جانتے ہیں۔ کہ ہریک امر خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کی فضول گوئی سے کچھ بگڑتا نہیں۔ اسی طرح پر عادت اللہ جاری ہے۔ کہ ہریک **مہم عظیم** کے مقابلہ پر کچھ معاند ہوتے چلے آئے ہیں۔ خدا کے نبی اور اُن کے تابعین قدیم سے ستائے گئے ہیں۔ سو ہم لوگ کیونکر سنت اللہ سے الگ رہ سکتے ہیں۔ وہ ایذا کی باتیں جو مجھ پر ظاہر کی جاتی ہیں۔ ہنوز اُن میں سے کچھ بھی نہیں۔ کئی مکروہات در پیش ہیں جس میں خدا کی حفاظت درکار ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اُس کا فعل قابل اعتراض نہیں۔ جو کچھ کرتا ہے۔ بہت اچھا کرتا ہے۔ کسی کی کیا طاقت ہے۔ کہ کچھ بول سکے۔ جبتک اُس بولنے میں اُس کی کچھ حکمت نہ ہو۔ اور کم سے کم یہی حکمت ہے۔ جن مردوں نے سچائی کی راہ پر قدم مارا ہے۔ اُن کے لئے یہ ابتلا پیش آیا ہے۔ اور اس ابتلا پر ثابت قدم رہنے سے وہ اجر پاتے ہیں۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ آج قبل تحریر اس خط کے یہ الہام ہوا۔ کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایت اللہ حافظک انی معک اسمع وارٰی۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔ ان الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولیگا یا جھوٹ بولا ہو۔ مگر عنایت الٰہی حافظ ہے۔ اب سوچنا چاہیئے۔ کہ جب ہریک موذی اور معاند اور دروغ گو اور بہتان طراز کے شر سے خود

[illegible] وعدہ کرتا ہے۔ تو پھر کس سے بجز اُس کے خوف کریں چند روز ہوئے کہ [illegible] کی طرف سے ایک اور الہام ہوا تھا۔ کچھ حصّہ اُس میں سے پہلے بھی الہام ہو چکا ہے۔ مگر یہ [illegible] مفصل ہوا۔ اور اُس سے خداوند کریم کی جو عنایت اس عاجز اور اس عاجز کے دوستوں پر ہے ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ وقالوا انی لک ھذا۔ قل ھو اللّٰہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔ اور جو آیت کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ بار بار الہام ہوئی اور اسقدر متواتر ہوئی۔ کہ جس کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے۔ اور اسقدر زور سے ہوئی۔ کہ میخ فولادی کی طرح دل کے اندر داخل ہو گئی۔ اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ خداوند کریم اُن سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں۔ بہت سی برکتیں دے گا۔ اور اُن کو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا۔ اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا۔ اور اس عاجز کے بعد کوئی مقبول ایسا آنے والا نہیں۔ کہ جو اس طریق کے مخالف قدم مارے۔ اور جو مخالف قدم مارے گا۔ اُس کو خدا تباہ کرے گا۔ اور اُس کے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہوگی۔ یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے۔ جو ہرگز تخلف نہیں کریگا۔ اور کفر کے لفظ سے اس جگہ شرعی کفر مراد نہیں۔ بلکہ صرف انکار سے مراد ہے۔ غرض یہ وہ سچا طریقہ ہے جس میں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم کے قدم پر قدم ہے اللھم صل علیہ وآلہ وسلم۔ آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اُس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے مانگی جائیں۔ کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں۔ اگرچہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے۔ وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کے ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مدعو پر ہوتا ہے۔ وہی فیضان اُس پر ہو جاتا

ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں۔ اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لئے برکت چاہتے ہیں۔ بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔ اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے۔ کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔ دوسرے اوراد بھی بدستور محفوظ رکھیں۔ بیکاری کچھ چیز نہیں ہے۔ ہر وقت سرگرمی کی توفیق خداوند کریم سے مانگنی چاہئے۔ بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب قاضی خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہونچا دیں۔

۱۲ رجون ۱۸۸۳ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آنمخدوم کا سعی اور کوشش کے لئے جالندھر میں تشریف لے جانا خط آمدہ آنمخدوم سے معلوم ہوا۔ خداوند تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرماوے۔ جس آیت کو ایک مرتبہ بنظر کشفی دیکھا گیا تھا۔ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء۔ اس شجرہ طیبہ کے آثار ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء نیچریوں کا جو آپ نے حال لکھا ہے۔ یہ لوگ حقیقت میں دشمن دین ہیں یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ ورسلہ۔ لیکن خداوند قادر مطلق کے کام عقل اور قیاس سے باہر ہیں۔ وہ ہمیشہ عاجزوں اور ضعیفوں اور کمزوروں کو متکبروں اور مغروروں پر غالب کرتا رہا ہے۔ اور آخر کار انہیں کی فتح ہوتی رہی ہے۔ جو خدا کے لئے متکبروں کے ہاتھ سے ستائے گئے۔ اور اگر خدا چاہتا۔ تو ستائے نہ جاتے۔ لیکن یہ اس لئے ضروری ہوا۔ کہ خداوند کریم اپنے الطاف خفیہ کو بصورت جلال ان پر متجلی کرے۔ اور نفس کے پوشیدہ عیبوں سے ان کو خلاصی بخشے۔ اور ان پر اس کا تنہا ہونا۔ بیکس ہونا۔ غریب ہونا ذلیل ہونا۔ بے اقتدار ہونا ثابت کر کے عبودیت حقیقی کی اعلیٰ مراتب تک پہونچا دے۔ کسی بشر کی طاقت نہیں۔ کہ جو اپنے منہ کی واہیات باتوں سے خدا تعالیٰ کے ارادہ کو نافذ ہونے سے

روک رکھے۔ اگر اُس کی حکمت کا تقاضا نہ ہوتا۔ تو مزاحمین اور مخالفین کا وجود نابود ہو جاتا۔ پھر ان لوگوں کے وجود میں گروہ ثانی کے لئے بڑے بڑے مصالحہ ہیں۔ اور بعض کمالات اُن کے اسی پر موقوف ہیں۔ کہ ایسے لوگ بھی موجود ہوں۔ درود شریف پڑھنے کی مفصل کیفیت پہلے لکھ چکا ہوں۔ وہی کیفیت آپ لکھ دیں۔ کسی تعداد کی شرط نہیں۔ اس قدر پڑھا جائے کہ کیفیت صلواۃ سے دل مملو ہو جائے۔ اور ایک انشراح اور لذّت اور حیواۃ قلب پیدا ہو جائے۔ اور اگر کسی وقت کم پیدا ہو۔ تب بھی بیدل نہیں ہونا چاہئے۔ اور کسی دوسرے وقت کا منتظر رہنا چاہئے۔ اور انسان کو وقت صفا ہمیشہ میسّر نہیں آسکتا۔ سو جسقدر میسّر آوے۔ اُس کو کبریت احمر سمجھے اور اُس میں دل وجان سے مصروفیّت اختیار کرے۔ پہلے اس سے آپ کی طرف ایک خط لکھا گیا تھا۔ سو جیسا کچھ اُس میں لکھا گیا تھا۔ آپ مبلغ ۵ روپیہ بھیجدیں۔ بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب سلام مسنون۔ ۲۔ جون ۱۸۸۳ء مطابق ۵ رجب ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہٰذا آنمخدوم کے دو عنایت نامہ دوسرے بھی پہونچ گئے۔ الحمد للہ کہ کام طبع کا شروع ہے۔ یہ سب اُسی کریم کی عنایات اور تفضلات ہیں۔ کہ اس ہیچکارہ اور عاجز کے کاموں کا آپ متولی ہو رہا ہے ؎

اگر ہر موئے من گردد زبانے
ازو رانم بہر یک داستانے

پنڈت دیانند نے کتاب طلب نہیں کی۔ اور نہ راستی اور صدق کے راہ سے جواب لکھا بلکہ اُن لوگوں کی طرح جو شرارت اور تمسخر سے گفتگو کرنا اپنا ہنر سمجھتے ہیں۔ ایک خط بھیجا۔ اور خط رجسٹری کرا کر بھیجا گیا۔ جس کا خلاصہ صرف اسقدر تھا۔ مجھ کو خدا تعالیٰ نے حقیقت اسلام پر یقین کامل بخشا ہے۔ اور ظاہری اور باطنی دلائل سے مجھ پر کھول دیا ہے۔ کہ دنیا میں سچّا دین دین محمدی ہے۔ اور اسی جہت سے میں نے محض خیر خواہی خلق اللہ کی رو سے کتاب کو تالیف کیا ہے۔ اور اُس میں بہت سے دلائل سے ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ تعلیم حقانی محض قرانی تعلیم ہے پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوں۔ بلکہ اس بات کا بوجھ آپ کی گردن پر ہے۔ کہ جن

قوی دلیلوں سے آپ کے مذہب کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ اُن کو توڑ کر دکھلاویں۔ یا اُن کو قبول کریں اور ایمان لاویں۔ اور میں ہر وقت کتاب کو مفت دینے کو حاضر ہوں۔ اس خط کا کوئی جواب نہیں آیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی حصہ چہارم میں اُن کے مذہب اور اصول کے متعلق بہت کچھ لکھا جائے گا۔ اور آپ اگر خط کو چھپوا دیں۔ تو آپ کو اختیار ہے۔ مولوی عبد القادر صاحب کی خدمت میں اور نیز قاضی خواجہ علی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون پہونچے۔ ۱۵۔ جون ۱۸۸۳ء مطابق ۹۔ شعبان ۱۳۰۰ھ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۰

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ ربہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آنمخدوم کے دو عنایت نامے درپے پہونچے۔ باعث مسرت اور خوشی ہوا۔ آپ کی کوششوں سے بار بار دل خوش ہوتا ہے۔ اور بار بار دعا آپ کے لئے اور آپ کی معاونوں کے لئے دل سے نکلتی ہے۔ خداوند کریم نہایت مہربان ہے۔ اُس کے تفضلات سے بہت سی امیدیں ہیں۔ اس کی راہ میں کوئی محنت ضائع نہیں ہوتی۔ آپنے لکھا تھا۔ کہ ایک عالم نے فیروز پور میں اعتراض کیا ہے۔ کہ رسول مقبول نے سیر ہوکر بھی کھایا ہے۔ لیکن اس بزرگ عالم نے اس عاجز کی تقریر کا منشاء نہیں سمجھا۔ اور نہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے سیر ہونے کے معنے سمجھے ہیں۔ طیبین اور طاہرین کا سیر ہوکر کھانا اُس قسم کا سیر ہونا نہیں ہے۔ جو اُن لوگوں کا ہوا کرتا ہے۔ جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ایسے کھاتے ہیں۔ جیسے چارپائے کھایا کرتے ہیں۔ اور آگ اُن کا ٹھکانا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا کسی وقت سیر ہوکر کھانا وہ بھی نور ہے۔ اور اگر اُس سیری کو اُن لوگوں کی طرف نسبت دی جائے۔ جن کا اصل مقصد اختلاط اور تمتع ہے۔ اور جن کی نگاہیں نفسانی شہوات کے استیفا تک محدود ہیں۔ تو اُس سیری کو ہم ہرگز سیری نہیں کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف میں پاکوں اور مقدسوں کی اصطلاح اور ناپاکوں اور شکم پرستوں کی اصطلاح الگ الگ ہے۔ اور پاک لوگ اُسی قدر غذا کھانے کا نام سیری رکھ لیتے ہیں۔ کہ جب فی الجملہ حرقت جوع دور ہو جائے۔ اور حرکات و سکنات پر قوت حاصل ہو جاوے۔ غرض مومن کی سیری یہی ہے۔ کہ اسقدر غذا کھاوے۔ جو اُس کی پشت کو قائم رکھے۔ اور

...ہے۔ پس جو سید المومنین ہے۔ اُس کی سیری کا قیاس عام لوگوں کی سیری پر قیاس ... ہے۔ اسی طرح بہت لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کو نہیں سمجھا اور الفاظ کے موردِ استعمال کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اور اپنے تئیں غلطی میں ڈال لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ میں سیر ہو گیا ہوں۔ ہرگز اُس قول کا مترادف نہیں۔ کہ جو دُنیا داروں کے مُنہ سے نکلتا ہے۔ جنہوں نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہوتا ہے۔ غرض پاکوں کا کام اور کلام پاکوں کے مراتب عالیہ کے موافق سمجھنا چاہیئے۔ اور اُن کے امور کا دوسروں پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ وہ درحقیقت اس عالم سے باہر ہوتے ہیں۔ گو بصورت اسی عالم کے اندر ہوں۔ اور بہرام خان صاحب کی کوشش سے طبیعت بہت خوش ہوئی۔ خدا اُن کو اجر بخشے۔ کتاب سات سو جلد چھپی ہے۔ لیکن اب میں نے تجویز کی ہے۔ کہ ہزار جلد چھپے تو بہتر۔ منشی فضل رسول کا خط میں نے پڑھا۔ منشی صاحب کے پاس جس نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ وید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اُس نے بہت دھوکہ کھایا ہے۔ وید میں تو خدا کا بھی اُس کی شان کے لائق ذکر نہیں۔ چہ جائیکہ اُس کے رسول کا بھی ذکر ہو۔ جن باتوں سے وید بھرا ہوا ہے۔ وہ آتش پرستی اور شمس پرستی اور اندر پرستی وغیرہ ہے۔ اور مدار المہام تمام دُنیا کا انہیں چیزوں کو وید نے سمجھا ہے۔ اور انہیں کی پرستش کے لئے وید نے ترغیب کی ہے۔ اور کئی دفعہ اس عاجز کو نہایت صراحت سے الہام ہوا ہے۔ کہ وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے۔ اور وید کا ایک حصّہ ترجمہ شدہ اس عاجز کے پاس موجود بھی ہے۔ اور پنڈت دیانند کے وید بھاش میں سے بھی سُنتا رہا ہوں۔ اور جو کچھ اردو میں وید بھاش لکھا گیا۔ وہ بھی دیکھتا رہا ہوں۔ اس صورت میں وید کوئی ایسی عجیب چیز نہیں ہے۔ جس کی حقیقت پوشیدہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اظہر من الشمس ہے۔ ویدوں کے پُر ظلمت بیان کی محتاج نہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ویدوں میں کسی قسم کی پیشین گوئی نہیں ہے اور نہ کسی معجزہ کا ذکر ہے۔ جہاں تک دریافت ہوتا ہے۔ وید کی یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی پورانے زمانہ کے شاعروں کے شعر ہیں۔ کہ جو مخلوق چیزوں کی تعریف میں بنائے ہوئے ہیں۔ ابتدا میں جب یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی۔ تو اسلامی ریاستوں میں توجہ اور مدد کے لئے لکھا گیا تھا۔ بلکہ کتابیں بھی ساتھ بھیجی گئی تھیں۔ سو اس میں سے صرف ابراہیم علی خان صاحب نواب مالیر کوٹلہ اور محمود علی خان صاحب رئیس چھتاری

اور ریو ۔ لہام جون گذشتہ نے کچھ مدد کی تھی۔ دوسروں نے اول تو جھی نہیں کی۔ اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا۔ تو اُس کا ایفا نہیں کیا۔ بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا۔ آپ ان ریاستوں سے ناامید رہیں۔ اور اس کام کی امداد کے لئے مولیٰ کریم کو کافی سمجھیں

الیس اللّٰہ بکاف عبدہ

اور میں آپ کو یہ بھی تحریر کرتا ہوں۔ کہ جو شخص اپنی رائے کے موافق کتاب کو واپس کرے۔ یا لینا منظور نہ کرے۔ یا کتاب اور کتاب کے مولف کی نسبت کچھ مخالفانہ رائے ظاہر کرے۔ اس کو ایک دفعہ اپنے وسیع خلق سے محروم نہ کریں۔ ۲۱ جون ۱۸۸۳ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۰۰ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم (نمبر ۲۰)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا عنایت نامہ آن مخدوم پہونچا۔ جس قدر رنجپریوں کا جوش وخروش ہے۔ اُس کو دیکھکر اور نیز دوسرے مخالفین و معاندین کی معاندانہ کوششوں کو ملاحظہ کرکے جو کچھ مومنوں کے دلوں پر صدمہ پہونچتا ہے۔ بلاشُبہ وہ بیان سے باہر ہے۔ ہماری قوتیں کیا چیز ہیں؟ اور ہماری طاقتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں؟ اور ہم کیا ہیں؟ کہ کچھ دم مار سکیں۔ خداوند کریم خود اس طوفان کو فرو کرے۔ اور اس کے فضل وکرم پر ہی امیدیں ہیں۔ کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ سردار بکرما سنگھ نے کیا اعتراض پیش کئے اگر آپ کو معلوم ہو۔ تو ضرور مطلع فرماویں۔ بدقسمت لوگوں کو تعصب اور حب دُنیا نے حق کے قبول سے روک رکھا ہے۔ ورنہ عقائد حقہ اسلام کے اسقدر روشن اور بدیہی الصدق ہیں۔ کہ کسی منصف اور طالب حق کو اُن میں کلام نہیں۔ سبحان اللّٰہ کیا ہی مبارک دین ہے۔ کہ اس کے سچے تابعین کی طرف رحمت الٰہی یوں دوڑتی ہے۔ کہ جیسے پانی اوپر سے نیچے کو آتا ہے۔ اور مخالفین کا وجود بھی عبث نہیں۔ یہ اس لئے دُنیا میں زندہ رکھے گئے ہیں۔ کہ تا مومنین کو ستاویں۔ اور طرح طرح کے اُن کو دُکھ دیں۔ اور اپنے قول فعل سے درپے آزار رہیں۔ اور اس طرح پر مومنوں کی ترقی اور مراتب کمال تک پہونچنے کا ذریعہ ٹھہر جائیں فالحمد اللّٰہ علی الطافہا الجلیۃ والخفیۃ آپ کو کلی اختیار ہے۔ کہ جو کچھ قیمت کتاب میں جمع ہو۔ اُس کو حسب ضرورت خرچ کرتے رہیں خداوند کریم نے آپ کی سعی میں برکت ڈالی ہے۔ اور آپ وہ کام کر رہے ہیں۔ کہ جس میں ہر ایک کو

آپ کی طرح توفیق نہیں دی گئی۔ خداوند کریم آپ کو دُنیا و دین میں اس کا اجر بخش کر اس عاجز کو دکھاوے۔ اور وہ تو بغایت درجہ کریم و رحیم ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں۔ کہ ایک انسان اخلاص سے صدق سے۔ ثبات سے۔ استقامت سے۔ خالصاً اُس کے لئے کوئی محنت اختیار کرے۔ اور وہ اُس کی محنت کو ضائع کرے۔ اور اُس کا کچھ اجر نہ دے۔ اس جناب میں راستبازوں کی محنتیں ہرگز ضائع نہیں ہوتیں۔ اور مخلصانہ کوشش ہرگز برباد نہیں جاتی جب ایک انسان تمام تر اخلاص سے خالصاً للہ سعی بجا لاوے۔ اور ایک مدت تک اُس کی سعی اور کوشش اور محنت اور مشقت کا سلسلہ جاری رہے اور ثابت قدمی اور استقامت اور وفا اور حسن ظن میں کچھ فرق نہ آوے بلکہ اپنے سینہ میں انشراح اور اپنی طبیعت میں انبساط پاوے۔ اور اپنے کاموں سے خداوند کریم پر کچھ احسان نہ سمجھے۔ تو جاننا چاہئے۔ کہ اُس کے اجر کا وقت نزدیک ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ مبارک وہ لوگ جو خدمت سے سیر نہ ہوں۔ اور جلدی نہ کریں۔ پھر دیکھیں۔ کہ مولیٰ کریم کیسا خادم نواز ہے۔ عیالداری کے ترددات آپ کو ہوں گے۔ مگر اُن ترددات سے خداوند کریم بے خبر نہیں۔ جن فکر کی باتوں کو ایک عاجز بندہ رات کو اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا سوچا کرتا ہے۔ یا دن کو اپنے گھر میں جا کر بعض وقت یہ تنگیاں اس پر آپڑتی ہیں۔ ان سب تنگیوں اور تکلیفوں کو خداوند کریم اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے اور کچھ دنوں تک اپنے بندہ کو ابتلا میں رکھتا ہے۔ پھر یک مرتبہ نظر عنایت سے دیکھتا ہے۔ اور اُس پر وہ دروازے کھولے جاتے ہیں۔ جن کی اُس کو کچھ خبر نہیں تھی و هو يتولى الصالحين۔ کیا جس کا خدا حی قیوم۔ قادر۔ مہربان موجود ہے۔ وہ کچھ غم کر سکتا ہے۔ غم اور ایمان کامل ایک جگہ کبھی جمع نہیں ہوتے۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ والسلام ۲۵ جولائی ۱۸۸۳ء مطابق ۲۰۔ رمضان ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۱

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ منشی فضل رسول صاحب کے خط کی نقل معہ کارڈ پہونچ گئے۔ اور میں نے اُس دل آزار تقریر کو بتمام و کمال پڑھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ جوڑن۔ جب میں نے منشی صاحب کے اس فقرہ کو پڑھا کہ اس میں تو بیان توحید ایسا ہے کہ اور کتابوں میں بھی نہیں ہے۔ تو یہ یاد کر کے کہ منشی صاحب نے وید کو توحید میں بے مثل ومانند قرار دیکر قرآن شریف کی عظمت کا ایک ذرہ پاس نہیں کیا۔ اور دلیری سے کہدیا کہ جو وید میں توحید ہے۔ وہ کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اس فقرہ کے پڑھنے سے عجیب حالت ہوئی۔ کہ گویا زمین و آسمان آنکھوں کے آگے سیاہ نظر آتا تھا۔ اللھم صلے علی امت محمدؐ۔ پھر بعد اس کے منشی صاحب اس عاجز ذلیل۔ غریب تنہا سے پوچھتے ہیں۔ کہ وید پڑھے ہیں یا نہیں۔ اور اگر وید کو نہیں پڑھا۔ تو اب تحقیق سے کسی وید دان سے دریافت کرنا چاہیئے۔ تو اس بات کا جواب منشی صاحب کو کیا کہیں۔ اور کیا لکھیں۔ اور کیا معرض بیان میں لاویں۔ جس حالت میں پہلے خط میں لکھا گیا تھا۔ کہ جو کچھ یہ بیان کیا گیا ہے۔ بلا تحقیق نہیں تو اگر منشی صاحب ایک ذرہ اس عاجز سے حسن ظن رکھتے۔ تو بلا فائدہ تقریر کو طول نہ دیتے۔

لیکن اس پُر آشوب زمانہ میں ہم غریبوں پر کسکا حسن ظن کہاں۔ جب خداوند کریم دلوں کو اس طرف پھیرے گا۔ تب نیک دل لوگ اس طرف پھریں گے۔ اس وقت رگوید جو چاروں ویدوں میں پہلا وید ہے۔ اور سب سے زیادہ متبرک اور معتبر اور مستند الیہ سمجھا گیا ہے۔ میرے سامنے رکھا ہوا ہے۔ جس کے ساتھ پروفیسر ولسن صاحب کی ایک مختصر شرح بھی ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے بعد بہت سی تحقیق کے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ اُپ نشدین جو وید کے ساتھ شامل ہیں۔ وید میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ وید کے تصنیف کے بہت مدت کے بعد تالیف پائے ہیں۔ اور یہ رائے محقق پنڈتوں کی ہے۔ کہ اُپ نشدین وید میں سے نہیں ہیں۔ یہ برہمن پشتک ہیں۔ جو انسانوں نے یعنے برہمنوں نے اور اور وقتوں میں اپنے خیال سے لکھے ہیں۔ یہاں تک کہ پنڈت دیانند نے بھی اپنے ویدبھاش میں جو ان دنوں میں چھپ رہا ہے۔ اور ایک پرچہ اُس کا قادیان میں بھی ایک آریہ کے نام آتا ہے۔ یہی رائے لکھی ہے اور پنڈت دیانند علانیہ لکھتا ہے۔ کہ اُپ نشدین ہرگز وید میں داخل نہیں اور نہ وید کی چیز ہے۔ وہ تو لوگوں نے پیچھے سے باتیں بنائی ہیں۔ چونکہ پنڈت دیانند اب تک مقام شاہپور ضلع ارل میں زندہ موجود ہے۔ اور آج پنڈتوں میں وہ دعویدار ہے۔ کہ میرا ثانی اور کوئی پنڈت

نہیں۔ انہی سے منشی صاحب دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ اُپ نشدین جن کا بطور مختصر ترجمہ دارا شکوہ نے کیا۔ حقیقت میں وید ہی ہیں۔ یہ کیا چیز ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ دارا شکوہ کے وقت میں وید ایک مدفون اور مخفی چیز کی طرح تھا۔ اور مسلمانوں کو اُس کی حقیقت کی خبر نہیں تھی۔ سو جب دارا شکوہ نے ہندو پنڈتوں سے کچھ وید کا ترجمہ چاہا۔ تو انہوں نے اندیشہ کیا۔ کہ اگر ہم مسلمانوں پر اصل وید کی حقیقت ظاہر کرینگے۔ تو ہمارا پردہ اوڑ جائے گا۔ بہتر ہے۔ کہ اکبر بادشاہ کی طرح اس کو بھی دام میں لاویں۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ اس کے مزاج میں بھی کچھ الحاد ڈالیں۔ تو اُنہوں نے اُس کو ناواقف سمجھ کر بعض اُپ نشدوں کا ترجمہ کرا دیا۔ اور اب کھُل گیا۔ کہ وہ ترجمہ بھی صحیح نہیں۔ بہرحال دارا شکوہ نے کمال غلطی کھائی۔ کہ اُپ نشدون کو وید سمجھ بیٹھا۔ اور اُس کے بہت سے خیالات پریشان تھے۔ جن کی منشی صاحب کو خبر نہیں۔ چغطائی سلطنت پر پہلے آفت یہی نازل ہوئی تھی۔ کہ اکبر اور اُس کی بعض بد نصیب نسل نے کلام الٰہی کو جیسا کہ چاہیئے۔ قدر نہیں کی تھی۔ اور ہندؤں کے شرک آمیز اور غلط گیان کی تلاش میں پڑ گئے۔ اب ہم اس بات کو چھوڑ کر پروفیسر ذکورکی وید کی نسبت رائے لکھتے ہیں۔ وہ اپنی تمہیدی تقریر میں جو وید کی تفسیر کے پہلے لکھی ہے۔ تحریر کرتے ہیں۔ کہ حقیقت میں وید کے کسی فقرہ سے جو ہم نے ابتک دیکھے ہیں۔ یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔ کہ وید کے مصنّف پیدا کنندہ عالم کے معتقد تھے۔ اور ہندؤں کے پرستش کے دیوتاؤں کی جو وید میں لکھے ہیں۔ جیسے اگ۔ پانی۔ چاند۔ سورج۔ اُن کی تعریفوں کی عبارت ایسی ہے۔ جس میں صریح مخلوق کی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ اور پھر وہ لکھتے ہیں۔ کہ لفظ اوم کہ جو پہلے زمانہ کے مذہب ہنود کی نشانی ہے۔ اُس کا وید میں بالکل ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ ان تینوں دیوتاؤں کے نام کا خلاصہ ہے۔ یعنے برہما کے اخیر کا الف لیا گیا۔ اور وشن کی واؤ لی گئی۔ اور مہادیو کا میم لیا گیا۔ ان تینوں کے جوڑ سے اوم بن گیا۔ اور تمام پنڈتوں کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ کہ اوم کا لفظ برہما۔ وشن۔ مہادیو کے نام سے ایک ایک حرف لیکر بنایا گیا ہے۔ اور پنڈت دیانند کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ کہ اوم کا لفظ ترہموتی مذہب کا ایجاد ہے۔ گر ترہموتی مذہب یعنے جس میں تین مورتوں کی پرستش کا ذکر ہے

وید میں نہیں ہے۔ کیونکہ یوں تو وید میں بیسیوں دیوتاؤں کی پرستش کا ذکر ہے۔ لیکن برہما۔ وشن۔ مہادیو کا کہیں نشان نہیں۔ ہاں وشن کی پرستش کے لئے ایک شُرتی آئی ہے۔ مگر وہاں وشن کے معنے سورج ہیں۔ سورج وید کے دیوتاؤں میں سے ایک اوسط درجہ کا دیوتا ہے۔ جس کا مرتبہ اگنی دیوتا سے کچھ نیچا اور بعض دوسرے دیوتاؤں سے کچھ اونچا ہے۔ اب دیکھئے۔ منشی صاحب اپنے خط میں فرماتے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں یاد بود حق کے لئے اوم کا لفظ جو اسم ذات ہی قرار دیا گیا ہے کیا افسوس کا مقام ہے۔ کہ منشی صاحب نے ایک ناواقف آدمی کی تحریر فضول پر اعتماد کلی کر کے اوم کے لفظ کو اسم ذات مقرر کر دیا۔ حالانکہ ابھی ہم ظاہر کر چکے۔ کہ اوم کا لفظ ان متاخر مشرکین ہنود کا ایجاد ہے۔ جنہوں نے برہما۔ وشن۔ مہادیو کی مورتوں کے پرستش اختیار کی تھی۔ اور اب کرتے ہیں۔ ان کی دانشمند پنڈتوں میں سے کوئی بھی اس بات سے ناواقف نہیں۔ کہ اوم کا لفظ اسی تر مورتی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اختراع کیا گیا ہے۔ خدا سے اور خدا کی ذات سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔ بھلا اگر منشی صاحب کے نزدیک یہ اسم ذات ہی ہے۔ تو پھر کئی پنڈت جیسے دیانند۔ کھڑک سنگھ۔ پنڈت شاستری صاحب وغیرہ جو اب تک جیتے جاگتے موجود ہیں۔ اُن کی شہادت اپنے بیان پر پیش کریں۔ واضح رہے۔ کہ ہندوؤں میں دو قسم کے مخلوق پرست ہیں۔ ایک تو وہ جو صرف وید کے دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ اور یہ فرقہ بہت کم پایا جاتا ہے۔ اور دوسرے وہ گروہ جنہوں نے تر مورتی کا مذہب ہزاروں برس کے بعد وید کے نکالا ہے۔ وہ برہما وشن۔ مہادیو کو مانتے ہیں۔ اور اوم کے لفظ کو بڑا مقدس سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان سے دیوتاؤں کے ناموں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بہر حال ہماری بحث صرف وید سے متعلق ہے۔ اور ہر چند ہم جانتے ہیں۔ کہ اُپ نشدوں میں بہت سی غلطیاں ہیں۔ اور ہم نے اول سے آخر تک اُپ نشدیں غور سے پڑھے ہیں۔ اور اُن کے ذلیل اور غلط خیالات پر بفضل خداوندی مطلق اطلاع پائی ہے۔ لیکن ہم کو ان کتابوں کی تفتیش سے کچھ بھی غرض نہیں۔ جس حالت میں خود ہندوؤں کے محققین اُن اُپ نشدوں کو برہمن پشنگ جانتے ہیں۔ تو پھر ہم کو کیا ضرور ہے۔ کہ ان میں کچھ زیادہ طول کلام کریں۔ رہا وید سو ان میں جس قدر مخلوق پرستی ہے۔ اُس کو تمام جاننے والے جانتے ہیں۔ پہلا وید اگنی کی ہی تعریف سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ ۲۷ منتر تو اُس کی تعریف میں لکھے

ملہ مر گئے۔ ملہ عیسائی ہو گئے تھے

ہیں۔ اور پینتالیس منتر اندر کے مہا برتن میں ہیں۔ ایسا ہی ہوا اور پانی اور چاند اور سورج وغیرہ کی
تعریف میں کئی منتر وید میں مندرج ہیں۔ اور اگر منشی صاحب بطور نمونہ چاہیں۔ تو ہم رگوید سنگتا اشٹک
اول پہلا ادھیائے اشلوک ایک میں سے چند شرتیاں لکھ دیتے ہیں۔ تا منشی صاحب اپنے اُس
کلمہ کو پھر یاد کریں۔ کہ جو اُنہوں نے قرآن شریف کی عظمتوں اور بزرگیوں اور ہمارے رب کریم
کے پاک اور کامل کلام کی شوکتوں اور شانوں کو یکبارگی نظر انداز کر کے جلد تر مونہہ سے نکالا تھا
اور کہا کہ وید میں بیان توحید ایسا ہے۔ کہ اور کتابوں میں نہیں ہے۔ اور میں قبل از بیان یہ بھی
ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ سخت ابتلا منشی صاحب کو اسی عادت کی وجہ سے پیش آگیا ہے۔ کہ جو اپنے
خط میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں مذہبی جھگڑوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ گویا منشی صاحب اس کام
کو بنظر تحقیر دیکھتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے۔ کہ سارا قرآن شریف مذہبی جھگڑوں سے ہی ذکر میں
ہے۔ اور جو لوگ خدا کے بڑے پیارے ٹھہرے۔ اُنہوں نے اُنہیں جھگڑوں میں جانیں
دی تھیں۔ جب تک طالب حق ان جھگڑوں میں نہ پڑے۔ دل کا صاف ہونا ہرگز ممکن نہیں علم
عقائد اور علم فقہ اور علم تفسیر اور علم حدیث مذہبی جھگڑے ہیں۔ جو شخص مذہبی جھگڑوں میں
سے نفرت کر کے علم قرآن حاصل نہیں کرتا۔ اور حق اور باطل میں تمیز کرنے کی کچھ پرواہ نہیں
رکھتا۔ وہ بڑی خطرناک حالت میں ہے۔ اور اُس کی سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے۔ اب
وہ شرتیاں جن کا وعدہ کیا گیا تھا یہ ہیں (۱) میں اگنی دیوتا کے جو ہوم کا بڑا اگرو کارکن اور
دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہا کرتا ہوں۔ اب اس جگہ اگنی کو ایک
ایسا دیوتا مقرر کیا کہ جو بطور وکیل کے دوسرے دیوتاؤں کو نذریں پہونچاتا ہے (۲) ایسا ہو
کہ اگنی جس کا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں۔ دیوتاؤں کو اس طرف
متوجہ کرے۔ اس میں بھی آگ کو وکیل ٹھہرا کر اُس سے یہ چاہا ہے۔ کہ وہ دیوتاؤں کو بھی ہندوں
پر مہربان کرے (۳) اے اگنی دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اُن کو تین جگہ بٹھا کر استتکر۔ اب دیکھئے۔
ان شرتیوں میں کچھ خدا تعالیٰ کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اور پھر اُن کے بعد اندر کی بھی مہما لکھی ہے۔ اور
ایک شرتی میں اندر کو کوشیکا کا بیٹا ٹھہرایا ہے۔ اور کوشیکا گزشتہ زمانہ میں ایک رشی
تھا۔ شارح اس کے یہ معنے لکھتا ہے۔ کہ کوشیکا رشی کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ تب

اُس سے نے اندر دیوتا کی استتش شروع کی۔ اور بہت تپ جپ کیا۔ اور چونکہ کوشیکا کے گھر میں بیٹا ہونا مقدر نہیں تھا۔ مگر اندر کو اُس پر رحم آیا۔ تب اندر آپ ہی اُس کی عورت کے رحم میں جا پڑا۔ اور تولد پاکر اُس کا بیٹا بن گیا۔ تب سے اندر کا کوشیکا کا بیٹا نام رکھا گیا۔ اب مناسب ہے کہ منشی صاحب عبدالمعبود صاحب جو اُن کے رحم میں وید کے ہم ہیں۔ ان شرتیوں کے معنے پوچھیں۔ کہ کیونکر ایک خدا کئی دیوتاؤں پر منقسم ہوگیا۔ اور آگ و ہوا۔ پانی۔ سورج چاند کا جسم پکڑا۔ اور کیونکر وہ کوشیکا کے گھر میں پیدا ہوا۔ کیا یہ ایسا امر ہے۔ جو چھپ سکتا ہے۔ پنڈت دیانند نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ وید میں توحید ثابت کرے مگر آخر ناکام رہا۔ شاید ۱۸۷۲ء کا ذکر ہے۔ کہ پنڈت دیانند نے کچھ اجزا وید بھاش کے تیار کرکے گورنمنٹ میں معہ اپنے عریضے کے بھیجے۔ اور یہ درخواست کی کہ اُس کا یہ بھاش جس میں جابجا سودائیوں کی طرح دیوتا پرستی کی دور از کار تاویلیں لکھی ہیں۔ اور خواہ نخواہ وید کو معلم التوحید قرار دینا چاہا ہے۔ یونیورسٹی میں پڑھایا جائے۔ گورنمنٹ نے بعض نامی گرامی پنڈتوں سے کیفیت طلب کی۔ کہ آیا وید میں مخلوق پرستی ہے یا نہیں۔ تو اُن سب نے بالاتفاق یہ کیفیت لکھی۔ کہ وید میں دیوتا پرستی کی تعلیم ضرور ہے۔ اور دیانند جو کچھ تاویلیں کرتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہیں۔ اُن دنوں میں یہ تذکرہ اخبار وکیل شہر امرتسر میں بھی چھپ گیا تھا۔ اور پھر اس عاجز نے بھی پنڈت دیانند کو لکھا کہ وید کی مخلوق پرستی کی تعلیم میں اگر کچھ عذر ہے۔ تو کسی جگہ یہ ثابت کرکے دکھلاویں۔ کہ وید میں آگ اور پانی اور سورج اور چاند وغیرہ مخلوق چیزوں کی پرستش سے کسی جگہ ممانعت بھی لکھی ہے۔ اور کسی جگہ یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ اے بندگان خدا جو کچھ رگوید وغیرہ میں مخلوق چیزوں کی پرستش کا حکم پایا جاتا ہے۔ اور اُن سے مرادیں مانگی گئی ہیں۔ اور پانی اور آگ اور سورج اور چاند وغیرہ سے خدا ہی مراد ہے۔ تم نے دھوکہ نہ کھانا اور خدا کو واحد لاشریک سمجھنا۔ اور ویدوں میں جو مخلوق پرستی کی تعلیم ہے۔ اُس پر کچھ اعتبار نہ کرنا۔ لیکن پنڈت صاحب نے ہرگز ثابت نہ کیا۔ اور کیونکر ثابت کر سکتے۔ ویدوں میں تو اسقدر مخلوق پرستی کھلی کھلی بیان ہے۔ کہ کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتی۔ ابتدا میں برہمو سماج والوں نے ویدوں کے پڑھنے میں بڑی

پرستش کی ہے اور ان کے بعض نامی گرامی آدمیوں نے بڑی محنت سے ویدوں کو پڑھا۔
سو آخر کار اُنہوں نے بھی یہ رائے ظاہر کی۔ کہ وید مخلوق پرستی سے بھرا ہوا ہے۔ ابھی
پنڈت شیو نرائن نے تنقیح سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔
کہ وید میں مخلوق پرستی کی تعلیم کرتے ہیں۔ اور نیز کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ کہ گورنر بمبئی نے ہندوں
کی تاریخ میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اور یہ گورنر اپنی قوم میں فضیلت علمی سے نہائت مشہور ہے
اور آنریبل کے لقب سے ملقب ہے۔ اُس نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۹ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ
یہ ہے۔ کہ اکثر مقامات میں بید میں خدا کا ذکر بھی ہے۔ لیکن بید کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ
خداتعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے بعض کو انسان سے برتر پیدا کیا ہے۔ سو اُن دیوتاؤں
کی پرستش کرنی چاہیئے۔ اور وہ دیوتا جن کی پرستش کا وید میں حکم ہے۔ پانی اور آگ
اور خاک اور ستارے وغیرہ ہیں۔ اب دیکھئے کہ اس آنریبل نے بھی ہماری رائے سے اتفاق
کیا۔ پھر پنڈت سودھام پھلوری نے ایک رسالہ بنایا ہے۔ اس میں تو علاوہ مخلوق پرستی کے
مورتی پوجا یعنے بُت پرستی کا ثبوت بھی دیا ہے۔ لیکن برہمو سماج والوں نے ان دلائل کو قبول نہیں کیا
اُن کا بیان ہے۔ کہ ویدوں میں دیوتا پرستی تو ضرور ہے۔ اور بلاشبہ آگ و پانی وغیرہ چیزوں
کی پرستش کے لئے اس میں صریح حکم ہے۔ اور اُن چیزوں کی حمد و ثنا ہے۔ لیکن مورتی پوجا کا صریح
طور پر اس میں حکم نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ بابو نوین چندر جو اب لاہور میں موجود ہیں۔ اور ویدوں
کو سنسکرت میں پڑھا ہوا ہے۔ اپنی کتاب اکشا ستک میں بتفصیل لکھا ہے۔ اُن کی یہ اپنی عبارت ہے
کہ برتالو جن کا بدھان بید وں میں نہیں پایا جاتا۔ مخلوق پرستی کی تعلیم بھی اور کسی جگہ نہیں۔ اس کا
یہ باعث ہے۔ کہ وید ایک شخص کی تالیف نہیں ہے۔ وید متفرق لوگوں کے خیالات ہیں۔ پس جن پر مخلوق پرستی
غالب ہے۔ اُنہوں نے اپنے کلام میں مخلوق پرستی کی تعلیم کی اور جو لوگ کچھ توحید پسند کرتے تھے۔
اُنہوں نے توحید میں گفتگو کی۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ پروفیسر ولسن صاحب کی یہ رائے
ہے۔ کہ جہاں تک ہم نے ویدوں کو دیکھا ہے۔ ان تمام مواضع میں مخلوق پرستی بھری ہوئی ہے۔
اور خالق الکائنات کا نام و نشان۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ جن ویدوں کا یہ حال ہے۔ کہ باتفاق تمام محققین کے
مخلوق پرستی کی تعلیم کرتے ہیں۔ اُن کی تعریف کرتے وقت خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور جو شخص منا

لکھتے ہیں۔ کہ ویدوں میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارت ہے۔ ان باتوں کو منشی صاحب پوشیدہ رکھیں تو بہتر ہے۔ تا مخالف خواہ نخواہ ہنسی نہ کریں۔ ان دنوں میں وید کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ کسی جگہ دستیاب نہ ہو۔ جابجا کتب فروشوں کی دوکان میں پائے جاتے ہیں۔ صدہا آدمی وید خواں ہیں۔ یہاں تک کہ اس عاجز کے گاؤں کے قریب ایک دہقان چاروں وید پڑھکر آگیا ہے۔ اور وید اُس کے پاس موجود ہیں۔ کئی دفعہ اُس کا مجھ سے مباحثہ بھی ہوا ہے۔ رگوید اس عاجز کے پاس بھی موجود ہے۔ اور پنڈت دیانند اور بعض اور پنڈتوں کے کچھ کچھ اجزا وید بھاش کے بھی موجود ہیں۔ اور انگریزوں نے بھی بڑی محنت سے ویدوں کو ترجمہ کیا ہے۔ منشی صاحب کا خیال مجھکو اس قسم کا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو ابوالفضل نے آئین اکبری میں ایک قصّہ لکھا ہے۔ کہ اکبر بادشاہ کے وقت دکھن کی طرف سے ایک پنڈت آیا اور اُس کا دعویٰ تھا۔ کہ ویدوں میں کلمہ شریف لکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے بڑے بڑے پنڈت اکٹھے کئے۔ تا دیکھیں۔ کہ اگر فی الحقیقت کلمہ طیبہ وید میں لکھا ہوا ہے۔ تو ہندوؤں کی ہدایت کے لئے یہ بڑی حجت ہوگی۔ جب پنڈت جمع ہوئے اور اُن کو وہ موقع دکھایا گیا۔ تو اُس کے کچھ اور ہی معنے نکلے جس کو کلمہ طیبہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ تب بڑی ہنسی ہوئی۔ اور وہ پنڈت جو ایسا دعوے کرتا تھا۔ بڑا شرمندہ ہوا۔ آپ کی تاکید کی وجہ سے یہ لکھا گیا۔ نواب محمد علی خان صاحب کو کسی موقعہ پر اس عاجز کی طرف سے تعزیت کریں۔ دُنیا مصیبت خانہ ہے۔ خداوند کریم اس مصیبت عظمیٰ کا اُن کو اجر بخشے۔ اور صبر جمیل عطا فرماوے۔ ۱۱۔ جولائی ۱۸۸۳ء مطابق ۶ر رمضان ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۔ مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا عنایت نامہ پہونچا۔ منشی صاحب کے خیالات اگرچہ بہت ہی حیرت انگیز ہیں۔ پر اس پُر فتنہ زمانہ میں جائے تعجب نہیں۔ خداوند کریم رحم کرے۔ منشی صاحب جو ہندوؤں کی کئی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ اُن کو یہ بھی خبر نہیں۔ کہ اکثر ان کتابوں میں سے اردو میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں۔ اور منو کا دہرم شاستر تو سرکاری طور پر ترجمہ ہو کر وکلا کی امتحانی کتابوں میں داخل ہے

[illegible] میں ترجمہ کی ہوئی جابجا موجود ہے۔ اور ایک ہندو نے اُس کو نظم میں بھی کر دیا ہے۔
سام وید اور اتھرون وید بھی کچھ پوشیدہ کتابیں نہیں ہیں۔ آجکل آریہ سماج والوں کی دستاویز
یہی کتابیں ہیں۔ اور یہ سام اور اتھرون اور رگ اور یجر دیانند کے پاس موجود ہیں۔ اور اس کے
وید بھاش ماہ بماہ چھپتے ہیں۔ ایک طرف انگریزوں نے بھی ویدوں کو انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے۔
برہمو سماج والے بھی ویدوں کی حقیقت پر بکلی ماہر ہیں۔ کچھ حصہ وید کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے
اب کیا ممکن ہے کہ یہ تمام لوگ اتفاق کر کے ایک پیشگوئی جو وید میں صریح وارد ہو چکی تھی چھپا لیتے
ہرگز ممکن نہیں۔ وید کے محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ وید میں کسی قسم کی پیشگوئی نہیں
یہاں تک کہ پنڈت دیانند کا مقولہ ہے۔ کہ وید میں رام چندر و کرشن وغیرہ کے پیدا ہونے کی
بابت بھی کوئی تذکرہ نہیں۔ اور یہ بات اور بھی عجیب ہے۔ کہ پہلے منشی صاحب نے یہ دعوےٰ
کیا تھا۔ کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت کی خبر
ویدوں میں لکھی ہے۔ پھر اب یہ دعوےٰ ہے۔ کہ پرانوں اور پوتھیوں میں بھی لکھی ہے
یہ اچھا ہوا کہ منشی صاحب کو بحث مباحثہ کا شوق نہیں۔ ورنہ پنڈتوں اور انگریزوں اور برہمو سماج والوں
کے روبرو بڑی بڑی ندامتیں اُٹھاتے۔ اب آپ اس تذکرہ کو طول نہ دیں۔ اور ان کے حق میں
دعائے خیر کریں۔ اور جو کچھ منشی صاحب نے کلمات الحاد آمیز لکھے ہیں۔ اور اُن کی تائید میں شعروں کا
حوالہ دیا ہے۔ اُن کے جواب میں بجز اس کے کیا لکھا جائے۔ کہ اللّٰھم اصلح امۃ محمد
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین۔ سچا رہنما قرآن شریف ہے۔
اور اُس کی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھاتی ہے۔ اور سعادت عظمٰے تک پہونچاتی ہے
من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔ جو
شخص معارف حقہ کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل و قال میں
پھنسا نہ رہے۔ اوس پر بخوبی واضح ہو جائے گا۔ کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے
ایک ہی راہ ہے۔ یعنی یہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کی اختیار کی جائے۔ اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگرچہ

ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں وہ محنت کرتے ہیں کہ جس سے اُن کا جسم خشک ہو جاتا ہے۔ اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں۔ اور ریاضاتِ شدیدہ بجا لاتے ہیں۔ لذات سے بکلی کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ انوارِ خاصہ اُن کو نصیب نہیں ہوتے۔ کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلت ریاضت و ترک رہبانیت کے نصیب ہوتے ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ صراطِ مستقیم وہی ہے۔ جس کی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے۔ کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار کرکے دس روز بھی قرآنی منشاء کے بموجب مشغولی اختیار کرے۔ تو اپنے قلب پر نور نازل ہوتا دیکھے گا یہ خصوصیت دین اسلام کی بلا استعمال نہیں۔ صدہا پاک باطنوں نے اسی راہ سے فیض پایا ہے۔ جو لوگ سچے دل سے یہ راہ اختیار کرتے ہیں۔ خدا اُن کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ اور اُن میں وہ انوار پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے ایک عالم حیران رہ جاتا ہے۔ بجز اس کے سب حجاب ہیں۔ جو اُن لوگوں کو پیش آئے۔ جن کا سلوک کمال تک نہیں پہونچا تھا۔ کاش! اگر وہ زندہ ہوتے۔ تو ان کی حقیقت ان کے تابعین پر کھل جاتی۔ کئی ایسی مرد ہیں۔ جن کی بیہودہ تعریفیں کی گئی ہیں۔ لیکن کاملوں کا نشان یہی ہے۔ کہ وہ اپنے نبی معصوم کی پوری پوری متابعت اختیار کرتے ہیں۔ اور اُس کی محبت میں محو ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم میں صریح فرق ہے اور کوئی ایسا طالب نہیں۔ جس پر یہ فرق ظاہر نہ ہو سکے۔ پھر مشکل تو یہ ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں ہیں۔ دُنیا کے لئے کیا کچھ محنت نہیں کرتے۔ ایک پیسہ کا برتن بھی دیکھ بھال اور ٹھوک بجا کر لیتے ہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ کوئی ٹوٹا ہوا نکلے۔ لیکن دین کا کام صرف زبان کے حوالہ کر رکھا ہے۔ اور فعل کے سچے امتحان سے اس کو نہیں آزماتے۔ اور آنکھ کھول کر نہیں دیکھتے اور دلی اخلاص سے طالب بن کر جستجو نہیں کرتے۔ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ والسلام علیکم وعلیٰ کل من اتبع الھدیٰ۔ یکم اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۴

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہٗ

آں مخدوم کے عنایت نامہ میں انتظامی کی حالت میں پہنچا۔ خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہاں تک شکر کروں۔ اور کیونکر اُس کی نعمتوں کا حق بجالاؤں۔ کہ اس پر غلبت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا نالایق۔ بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست میسر کئے۔ سوا اُسی سے میں بھی دعا مانگتا ہوں۔ کہ آپ کو اپنے الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے۔ اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے۔ اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اور یہ تبتل تام جس کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں۔ یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے۔ جو بغیر فنائے اتم کے کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ فی الحقیقت اسی کا نام فنائے اتم ہے۔ جو تبتل تام حاصل ہو جائے۔ اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے۔ کہ جب ہر یک حجاب کا خرق ہو کر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔ حجاب دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ اور کچھ نظر اور فکر کی حاجت نہیں۔ جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا۔ اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھ امید رکھنا۔ اور زید عمرو کے وجود کو وجود سمجھنا۔ کسی کو کارخانہ الوہیت کا شریک سمجھ کر حق الوہیت میں شریک ٹھہرا دینا۔ عبادات یا اعتقادات میں کسی کو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا۔ حضرت باری کے امر و نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہشوں کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا۔ اور بندگی اور وفاداری کی حدود نہ ٹھہرانا۔ یہ تو وہ سب حجب ہیں۔ جو بدیہی ہیں۔ جو عام طور پر ہر یک کو سمجھ آ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھ خلل نہ ہو۔ دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جن کے سمجھنے کے لئے کامل درجہ کی عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہئے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے۔ اور وحدت کیت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُس کے انعام و اکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء و صفات الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے۔ اور محبت ذاتی کے شربت عذب کا ابھی کچھ نصیب نہیں۔ اور اس کا رابطہ معرض خطر میں ہے۔ کیونکہ اسماء و صفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں

تجلی نہیں فرماتی۔ اور کبھی جلال کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف۔ پھر جب ان دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولیٰ حقیقی سے ذاتی تعلق محبت پیدا ہو جائے کہ کوئی چیز روک نہ سکے اور منجملہ ظاہری اور باطنی اور آفاقی اور انفسی حجابوں کے کوئی حجاب باقی نہ رہے۔ تو یہ وہ مرتبہ ہے جس کو تبتل تام کہنا چاہئے۔ اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام دونوں ایک ہی رنگ میں دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑھتی ہے۔ اور یہی حالت سے آگے قدم بڑھتا۔ بات یہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجیں جوش میں آتی ہیں۔ تو انعامات اور ایلامات پر نظر نہیں رہتی۔ اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد میں ہو جاتا ہے اور وجہ اللہ کا تعلق ذات باری سے بیچون و بیچگون ہوتا ہے۔ اور محب صادق کسی کو اس بات کی وجہ نہیں بتا سکتا کہ کیوں وہ اس محبوب سے محبت رکھتا ہے۔ اور کیوں اس کے لئے بدل و جان فدا ہوتا ہے۔ اور اس محبت اور اطاعت اور جاں فشانی سے اس کے غرض کیا ہے۔ کیونکہ وہ ایک جذبہ الٰہی ہے۔ جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے۔ کوئی مصنوعی بات نہیں جس کی وجہ بیان ہو سکے۔ یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے۔ جس کی اہل اللہ کے نزدیک فنا سے تعبیر کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے۔ اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولیٰ کریم کی ہر یک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ اس دوست کے ہاتھ سے پہنچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کا قہر اور لطف سب لطف ہی دکھائی دیتا ہے اور حقیقت میں وہ سب لطف ہی ہوتا ہے۔ ہر محب صادق نہ قہر سے غرض رکھتا ہے نہ لطف سے۔

غرض دور از طریق محبت ۔۔۔ نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں

بگوش عاشق از لب ہائے دلدار ۔۔۔ چناں نفرین عزیز آید کہ تحسیں

بہائے یک نگہ خوش اختر عشق ۔۔۔ کہ قرباں میکند بر وے دل و دیں

بہ صدق دل بپائے سر کہ راسخ ۔۔۔ دل و جانش شود آں یار شیریں

چو در ہر حال سر بر باشد ۔۔۔ ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

اور اس جگہ کلمہ "کہ قرباں میکند بر وے دل و دیں" یہ معنی رکھتا ہے کہ قبل از جذبہ عشق جو کچھ انسان کے دل میں رسوم اور عادات بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور جو کچھ خیال مز

کی باتیں اور تعصب خیالات اس کے سینہ میں جمع ہوگئے ہیں۔ اصل میں وہی اس کا دین ہوتا ہے جس کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور جب جذبہ عشق اس پر غالب آتا ہے۔ تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کی طرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ بآسانی چھوٹ جاتے ہیں۔ اور بعد اس کے عشق الٰہی ایک پاک دین تعلیم کرتا ہے۔ کہ جو عادت اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے۔ اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے۔ بس نافع اور مبارک دین یہی ہوتا ہے۔ جو عشق کے بعد آتا ہے۔ اور جو عشق کے اوّل خیالات ہیں۔ وہ بہت سی زہروں سے بھری ہوئے ہوئے ہیں۔ اور حقیقت میں وہ اسی لایق ہیں کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُن کے عوض میں وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہیں۔ اور جو ہر یک تعصب اور رسم اور عادت سے منزہ ہیں۔ حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں کہ اٹھ سکیں۔ مدار کار جذبہ عشق پر ہے۔ جو قلب پر مستولی ہوتا ہے۔ اور جب وہ مستولی ہوتا ہے۔ تو نفس اپنی اندرونی آلائش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چھپے ہوئے جو عیب تھے۔ اُس سے دور ہوتے ہیں۔ کہ جب عشق الٰہی کے بھڑکتے ہوئے آگ دل پر وارد ہوتی ہے۔ نقد اعمال صالحہ جن پر کشود کار موقوف ہے۔ تب ہی صادر ہوتے ہیں۔ کہ جب ان کو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے۔ کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی۔ اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کھلتا۔ بلکہ جب تک سالک رسم اور عادت کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا۔ مورد غضب الٰہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مونہہ پھیر رہا ہے۔ اور اُس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ وجہ یہ کہ رسم اور عادت بھی ماسوا اللہ ہے۔ اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے۔ اور سلامتی قلب میں خلل انداز ہے۔ سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے۔ وہ یہی ہے کہ رسم اور عادت سے باہر ہو۔ اور پھر خلوص نیت سے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ پر عمل کرے۔ تا شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے۔ مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں کہ رسوم اور عادات کے رنگ میں ایک دوسرے سے

لڑتے مرتے ہیں۔ اور اس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منہ پھیرتا ہے۔ اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے۔ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کیا بدقسمتی ہے۔ ہائے ہائے۔

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند عشق بازان در مقام دیگر اند
گر دلا زیں کوچہ بیروں نگذریم ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں کہ دھوکہ کھا سکے۔ اس کی دلوں پر نظر ہے۔ اور حقیقتوں پر نگاہ ہے۔ وہ بیہودہ اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے۔ یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے۔ اور آفاقی اور انفسی شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے۔ تب تک الطاف اللہ اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں۔ تب ہی کمال ایمان میسر آتا ہے۔ کہ جب وہ موت کو جس کو ابھی میں نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے۔ انسان منظور کر لیتا ہے۔ اور سلا خوف علیھم ولاھم یحزنون کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکھاتی ہے۔ کہ جب یہ موت حاصل ہو جائے۔ حق تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور ہر یک کو جو طالب ہے۔ اس اخلاص سے بہرہ مند کرے۔ زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے۔ جس سے تمام کار و بار منقلب ہوا جاتا ہے۔ ہریک بات مالک حقیقی کے اختیار میں ہے۔ ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے۔ فتح اور شکست سے مطلب نہیں۔ عبودیت سے مطلب ہے۔ اس راہ میں جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں۔ پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے۔ پھر ہمیں کیونکر آرام ہو۔ جنہوں نے اب تک کچھ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم اور حزن خدا کے سامنے ہے۔ ابھی وہ حال ہے کہ جو صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں۔ بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملے بھی کر رہے ہیں۔ لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے۔ وہی ایک ہے۔ جس نے اپنے عاجز اور ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ اب دیکھیے۔ کہ کب تک اس رب العرش تک یہ جانکاہیں پہنچتی ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض احباب علماء کی طرف سے یہ فتوے لائے ہیں۔ کہ اتباع قال اللہ و قال الرسول اور ترجیح اس کی دوسرے لوگوں پر کفر ہے۔ مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے۔ کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر

وہم لا خوف علیھم ولاھم یحزنون

[illegible]

حاصل ہو۔

گر ایں کلمہ بدست آید بروقرباں کنم مددین　　خداوندا بمیرانم بریں کفروبریں آئین

حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کے پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور بلاریب کلام ترک کرکے پھر اور کونسی پناہ ہے۔ جس طرف رُخ کریں۔ اور اُس سے زیادہ کون سا چہرہ پیارا ہے۔ جو ہماری دلبری کرے۔

گر مہر خویش برکنم از روئے دلبرم　　آن مہر بر کہ افگنم آن دل کجا برم
من آں نیم کہ چشم بہ بندم زروئے یار　　ور بینم ایں کہ تیر بیاید برابرم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور عاشق صادق کی طرح قول سے فعل سے صدق سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں۔ کہ سب برکات اس میں ہیں۔ اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے۔ اور بڑی بڑی زنجیریں پانوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور کوئی اس طرف نہیں آ سکتا۔ مگر جس کو خدا کھینچکر لاوے۔ سو صبر سے استقامت سے اُن کے جور و جفا کا تحمل کرنا چاہئے دُنیا اونہیں سے دوستی رکھتی ہے۔ جو دُنیا سے مشابہ ہوتے ہیں۔ مگر جو خدا کے بندہ ہیں۔ گو وہ کیسے ہی تنہا اور غریب ہوں۔ تب بھی خدا اُن کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ۔ آپ کے سب دوستوں کو سلام مسنون پہونچے۔ ۱۹ اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۵ مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ عاجز دُعا سے غافل نہیں۔ مگر ہر ایک امر وقت پر موقوف ہے۔ اور آپ میں آثار سعادت اور رشد کے ظاہر ہیں۔ کہ آپ کی حقیقت بینی پر نظر ہے۔ اور صدق اور وفا اور حسن ظن کا خلق موجود ہے۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جن کو مولیٰ کریم کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے استقامت کا عطا ہونا بھی ساتھ ہی مقدر ہوتا ہے۔ خداوند تعالےٰ بغایت درجہ کریم و رحیم ہے۔ وہ جس دل میں ایک ذرہ بھی اخلاص اور صدق پاتا ہے۔ اُس کو ضایع نہیں کرتا۔ آپ بعض اپنے دوستوں کے تغیر حالت سے دل شکستہ نہ ہوں۔ مولوی صاحب کی وہ حالت ہے۔ کہ نہ اُنہوں نے ارادت کے وقت اس عاجز کو شناخت کیا۔ اور نہ فسخ ارادت کے

وقت پہنچاتا۔ سو اُن کی نہ ارادت قابل اعتبار تھی۔ اور نہ اب فسخ ارادت معتبر ہے۔ ارادت اور فسخ ارادت وہی معتبر ہے۔ جو علیٰ وجہ البصیرت ہو۔ اور اگر علیٰ وجہ البصیرت نہیں تو کچھ بھی نہیں مسجد کا زینہ تیار ہو گیا ہے۔ عجب فضل الٰہی ہے۔ کہ شائد پرسوں کے دن یعنے بروز سہ شنبہ مسجد کی طرف نظر کی گئی ہے۔ تو اُسی وقت خداوند کریم کی طرف سے ایک اور فقرہ الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے فِیْہِ بَرَکَاتٌ لِلنَّاسِ۔ یعنے اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ہر حصہ کی کتابیں اگرچہ اس وقت زبانی یاد نہیں۔ مگر شائد قریب دو سو کے کتاب باقی ہو گی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ مفہوم فتوح الغیب کی شرح یہ ہے۔ کہ سالک کا چار حالتوں پر گذر ہوتا ہے۔ اور حالت چہارم سب سے اعلیٰ ہے۔ اور وہی ترقیات قرب کا انتہائی درجہ ہے۔ جس پر سلسلہ کمالات ولائیت کا ختم ہو جاتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ پہلی حالت وہ حالت ہے۔ کہ جب انسان ناسوتی آلائشوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا ہے کھاتا ہے اور جو چاہتا ہے پیتا ہے۔ اور جس طرف چاہتا ہے۔ چلتا ہے۔ سو وہ اسی حالت میں ہوتا ہے۔ کہ ناگاہ حضرت خداوند کریم اُس پر نظر کرتا ہے۔ اور باطنی اور ظاہری طور پر توبہ کا سامان اس کے لئے میسر کر دیتا ہے۔ باطنی طور پر یہ کہ ایک جذبہ قویہ خداوند کریم کی طرف سے اس کے شامل حال ہو جاتا ہے۔ اور وہی جذبہ درحقیقت واعظ باطنی ہے۔ اور اُسی سے فسق و فجور کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں۔ اور انسان اپنے نفس میں قوت پاتا ہے۔ کہ تا نفس امارہ کی پیروی سے دستکش ہو جائے۔ اور اگرچہ پہلے اس سے ایک اور کمزور جیسا واعظ بھی انسان کے نفس میں موجود ہے۔ جس کو لمۃ الملک سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی نیکی کیلئے سمجھاتا رہتا ہے۔ اور نیک کام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے۔ کہ تو نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ اور بد کام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے۔ کہ تو نے یہ بد کام کیا ہے۔ یہاں تک کہ چور چوری کرنے کے بعد۔ اور زانی زنا کرنے کے بعد۔ اور خونی خون کرنے کے بعد کبھی کبھی باوجود اُن سخت پردوں کے اُس لمۃ الملک کی آواز سن لیتا ہے۔ یعنے اُس کا دل فی الفور اُسے کہتا ہے۔ کہ یہ تو نے اچھا کام نہیں کیا۔ بُرا کیا ہے لیکن چونکہ یہ ضعیف واعظ ہے۔ اس لئے اُس کا وعظ اکثر بے فائدہ جاتا ہے۔ اور اگرچہ اس کے ساتھ کوئی واعظ ظاہر بھی مل جائے یعنے کوئی صالح انسان نصیحت بھی کرے۔ تب بھی کچھ کاربراری کی امید نہیں کیونکہ

نفس سخت اژدہا ہے۔ کمزوروں سے وہ قابو میں نہیں آتا۔ اور اگر کچھ مغلوب بھی ہو جاتا ہے۔ تو صرف اس قدر کہ عارضی اور بے بنیاد توبہ توڑ کرتا ہے۔ اور حقیقی سعادت کی تبھی تسیم چلتی ہے۔ کہ جب جذبہ الٰہی شامل حال ہو۔ سو کامل واعظ جو باطنی طور پر بھیجا جاتا ہے جذبہ ہے۔ اور ظاہری طور پر توبہ کا یہ سامان میسر ہو جاتا ہے۔ کہ کسی صالح کی صحبت میسر آجاتی ہے۔ اور فسق و فجور کی مہلک زہر سے اطلاع ہو جاتی ہے۔ سو یہ دونوں مل کر چکی کے دو پاٹ کی طرح نفس امارہ کو پیس ڈالتے ہیں۔ اور بہ جبر و اکراہ معاصی اور فسق و فجور سے جدا کرتے ہیں۔ سو یہ دوسری حالت ہے۔ کہ جو ترقیات قرب کے راہ میں سالک کو پیش آتی ہیں اور دوسرے لفظوں میں اس حالت کا نام جبروتی حالت ہے۔ کیونکہ وہ جبر اور اکراہ کے ساتھ نفسانی خواہشوں سے باہر آتا ہے۔ اور جذبہ باطنی اپنے طور پر اور واعظ ظاہری اپنے طور پر اس پر جبر کرتا ہے۔ اور مالوفات نفسانیہ سے سختی اور درشتی کے طور پر الگ کر دیتے ہیں۔ پھر جب اس پر عنایت الٰہیہ اس کو قائم کر دیتی ہے۔ تو اس کے لئے خدا کے حکموں پر چلنا اور اس کی نہی سے پرہیز کرنا آسان کیا جاتا ہے۔ اور شوق اور ذوق اور اُنس سے اس کو حصہ دیا جاتا ہے۔ پس وہ اس جہت سے کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری بلا تکلف اس سے صادر ہوتی ہے۔ اور جو حالت دوم میں بوجھ اور ثقل تھا۔ وہ دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ ملائک سے تشبہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہ حالت ملکوتی حالت ہے۔ اور اس حالت میں سالک کا اکل و شرب اور ہر یک مابہ الاحتیاج امر سے وابستہ ہوتا ہے۔ یعنے ہوا و ہوس کے اتباع سے بکلی رستگار ہو جاتا ہے۔ اور وہی بجا لاتا ہے۔ جس کے بجا لانے کے لئے شرعاً یا الہاماً مامور ہو۔ اور پھر بعد اس کے حالت چہارم ہے۔ جس کو لاہوتی حالت سے تعبیر کرنا چاہئے۔ اور جب سالک اس حالت تک پہونچ جاتا ہے۔ تو صرف یہی بات نہیں۔ کہ اپنے ہوا و ہوس سے خلاصی پاتا ہے۔ بلکہ بکلی اپنے ہوا و ہوس سے اور نیز اپنے ارادہ سے محو ہو جاتا ہے۔ تب انسان خدا کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ بدست زندہ ہوتا ہے۔ اور الوہیت اس فانی پر اپنے تجلیات تام ڈالتی ہے اور ارادات ربّانی علی وجہ البصیرت اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور وہ خدا کی طرف سے صاحب علم صحیح ہوتا ہے۔ اور ہر یک ابتلا اور آزمائش سے باہر آجاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ملائک سے برتر ہے۔ ملائک کو یہ حالت چہارم جو غلبہ عشق سے پیدا ہوتی ہے۔ عطا نہیں ہوتی۔ یہ خاص انسان کے

مقام جبروتی

مقام ملکوتی

لاہوتی مقام

حصہ میں آئی ہے وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ اور جیسی بصیرت کاملہ ایسی حالت سے مخصوص ہے۔ ایسا ہی صلاحیت کاملہ بھی اسی حالت سے وابستہ ہے۔ کیونکہ پہلی حالت میں نقصان علمی وعملی سے خالی نہیں ہیں۔ بلکہ نقصان علمی وعملی ان کے لازم حال پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا میں اور اُن میں اپنا وجود حائل ہے۔ بس وہی وجود ایک حجاب بن کر علم اور اخلاص کے ناقص رہنے کا موجب ہے۔ لیکن حالت چارم میں وجود بشری بکلی اُکھڑ جاتا ہے۔ اور کوئی حجاب درمیان میں نہیں رہتا۔ اور اس حالت میں عارف کا اکل وشرب اور ہر یک مابہ الاحتظاظ اوس کے شعور اور ارادہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک پودے کی طرح بے حس وحرکت ہے۔ اور مالک جب مناسب دیکھتا ہے تو اُس کی آبپاشی کرتا ہے۔ اُس کو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ کیا کھاؤں گا اور کیا پیوں گا۔ اور جیسے ایک بے ہوش کو خواہ کوئی لات مار جائے۔ خواہ پیار دے جائے۔ یکساں ہوتا ہے۔ ایسا ہی جام عشق سے مست و مدہوش ہے۔ اور اپنے نفس کے انتظاموں سے فارغ ہے۔ سو جیسے مادر مہربان اپنے نادان بچے کو وقت پر آپ دودھ پلاتی ہے۔ اور اس کی بالشت نابالشت کی آپ خبر رکھتی ہے۔ ایسا ہی خداوند کریم اس ضعیف اور عاجز بشر کا کہ جو اس کی محبت کے سخت جذبہ سے یکبارگی اپنے وجود سے اور اُس کے نفع ونقصان کے فکر سے کھویا گیا ہے۔ آپ متولی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دوستوں کا آپ دوست اور اُس کے دشمنوں کا آپ دشمن بن جاتا ہے۔ اور جو کچھ اُس کو اپنے دوستوں اور دشمنوں سے معاملہ کرنا چاہئے تھا۔ وہ اُس کی جگہ آپ کرتا ہے۔ غرض اُس کے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے۔ اور اُس کی سب شکست ریخت کی آپ مرمت کرتا ہے۔ اور وہ درمیان نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی بات کا خواستگار ہوتا ہے۔ اور یہ جو صفحہ ۲۲۳ کے سر پر عبارت ہے۔ فیاکل بالامر یعنی تیسری حالت کا سالک امر حق کے ساتھ کھاتا ہے۔ اور پھر صفحہ ۲۲۳ میں حالت چارم کے مقرب کی نسبت بھی لکھا ہے۔ فیقال لہ تلبّس بالنعم والفضل یعنے اس کو بھی کھانے پینے کے لئے امر ہوتا ہے۔ تو ان دونوں امروں میں فرق یہ ہے۔ کہ حالت سیوم میں تو سالک کے نفس میں ارادہ مخفی ہوتا ہے۔ اور اس کا یہ مشرب ہوتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ فلاں حظ کے اٹھانے کے لئے مجھ کو اجازت فرما دے۔ تو میں اس کو اٹھاؤں گا۔ اور گو وہ اتباع نفس

اُٹھاتا ہے۔ لیکن متابعت امر کے پیرایہ میں وہ حظ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ بقایا نفس کے ابھی موجود رہتے ہیں۔ مگر حالت چارم میں مقرب کامل کی طرف سے بالکل ارادہ نہیں ہوتا۔ خود خدا تعالیٰ بطور تلطف واحسان کے کسی مابہ الاحتظاظ کو اُس کے لئے میسر کردیتا ہے۔ اور جیسے مادر مہربان اپنے بچے کو جگاکر دودھ پینے کے لئے ہدایت کرتی ہے۔ ویسا ہی وہ اس کو جگاکر کسی حظ کے اُٹھانے کے لئے تحریک کرتا ہے۔ سو وہ تحریک سراسر اُسی کی شفقت سے اور فضل اور عنایت سے ہوتی ہے۔ ۳۰ر اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۲۶۔ شوال ۱۳۰۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۲۶

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا محبت نامہ آنمخدوم پہنچا۔ موجب شکر وسپاس ہوا۔ خداوند کریم مقدرات مکروہہ سے آپ کو امن میں رکھے۔ اور آپ کی سعیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصاً للہ کر رہے ہیں۔ بہت سی برکتیں بخشے۔ اور بہت سے اجر اُس پر مترتب کرے۔ آمین۔ صفحہ ۴۴۔ فتوح الغیب کی نسبت جو آنمخدوم نے دریافت فرمایا ہے۔ یہ مقام بیّن المعنی ہے۔ کوئی عمیق حقیقت نہیں۔ جو کچھ شارح نے لکھا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔ حضرت مخدوم ومنا شیخ عبد القادر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں۔ کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے۔ اور تب ہی وہ اس لائق ہوتا ہے۔ کہ مورد معارف الٰہیہ ہو۔ جب تین طور کا انقطاع حاصل ہوجائے۔ اوّل۔ انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہے۔ کہ حکم الٰہی کو جو قضا وقدر ہے۔ تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے۔ اور ہر یک بندہ کو پنجۂ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اس جگہ یہ عاجز صرف اسقدر کہنا چاہتا ہے۔ کہ ایسا یقین کہ فی الحقیقت تمام مخلوقات کو کالعدم خیال کرے۔ اور ہر یک حکم خدا کے ہاتھ میں دیکھے۔ اور ہر یک نفع اور ضرر اُسی کی طرف سے سمجھے۔ صرف اپنی ہی تکلیف اور نفس سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور اگر تکلیف سے اسقدر خیال قایم بھی ہو۔ تو وہ بے بقا ہے۔ اور ادنیٰ ابتلا سے لغزش پیش آجاتی ہے۔ بلکہ یہ مقام عالی شان اس بصیرت کاملہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ جو خاص خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔ کہ جب عنایات الٰہیہ

کسی کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو اس کے لیے قضیہ کو آپ ہی کوتاہ کر دیتے ہیں۔ اور وہ بوجھ اس سے اُٹھائے نہیں جاتے۔ دستِ غیبی ان کو آپ اٹھا لیتا ہے۔ پس اسی طرح سے جب علوم لدنیہ وکشوف صادقہ والہامات صحیحہ و تائیدات صریحہ انسان پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے۔ کہ تمام نفع و ضرر خدا کے اختیار میں ہے۔ اور مخلوق کچھ چیز ہی نہیں۔ تو ایک نہائت کامل یقین سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ نفع یا نقصان اور عزت یا ذلت ہے۔ سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور مخلوق کو مردہ کی طرح دیکھتا ہے۔ لیکن اس جگہ اعتراض یہ ہے۔ کہ حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر قدس سرہ نے علوم و معارف الٰہیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ فنا عن الخلق وغیرہ اقسام فنا کو ٹھہرایا ہے۔ پس جب کہ فنا کا حاصل ہونا ان علوم کے حاصل ہونے پر موقوف ہے۔ تو اس سے دور لازم آتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ یہ علوم لدنیہ وکشوف صادقہ و تائیدات خاصہ الٰہیہ و توجہات جلیلہ صمدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ لیکن بتوسط صحبت شیخ فانی بھی حاصل ہو سکتے ہیں یعنی اگرچہ براہ راست نہیں۔ لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں ان تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ و مشاہدہ کرتا ہے۔ پس یہی مشاہدہ اس کے یقین کی کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے۔ اگر جلدی نہیں۔ تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک و شبہات کے تاریکی دل پر سے اُٹھ جاتی ہے۔ اسی جہت سے فانیوں کی معیت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقُوْنَ هُمُ الْفَانُوْنَ لَا غَیْرُهُمْ۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں سے اُس کا کچھ تعلق اور محبت ہے۔ وہ معرض ہلاکت میں ہے اور اس کے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے۔ اور اس کے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ ان یتدارکہ اللہ برحمۃ۔ دوسری شرط مورد معارف الٰہیہ ہونے کیلئے یہ ہے۔ کہ ہوائے نفس سے انقطاع ہو جائے۔ یعنے سالک پر لازم ہے۔ کہ اپنے تمام حرکت و سکون و قول و فعل میں اوامر و نواہی میں اللہ کی متابعت اختیار کرے۔ اور کسی حالت میں قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ سے باہر نہ جائے۔ اور جو کچھ دوسرے لوگ اپنے نفس کی متابعت سے کرتے ہیں۔ وہ اپنے رسول کی متابعت سے بجا لاوے اور اپنے اعمال اور اقوال میں کوئی ایسی جگہ خالی نہ چھوڑے۔ جس میں نفس کو کچھ دخل دینے کی گنجائش

پس جبکہ کامل طور پر اتباع سنت میسر آجائے گا۔ اور ایک ذرہ ہوائے نفس کی پیروی نہیں
رہیگی۔ بلکہ ظاہر و باطن متابعت رسول کریم سے منور ہو جائیگا۔ تو وہ حالت ہے جس کا نام فنا بامر اللہ
ہے۔ مگر ہائے افسوس کہ اس پر ظلمت زمانہ میں بجائے اس کے کبریت احمر کا قدر کریں۔
اکثروں کو اس طریق سے بغض ہے۔ اور اتباع سنّت سے ایک چڑ ہے۔ حالانکہ دوسری قسم فنا کی
بجز اس کے ہرگز میسر نہیں ہو سکتی۔ اللھم اصلح امۃ محمدؐ اللھم ارحم امۃ محمدؐ
اللھم انزل علینا برکات محمدؐ وصل علی محمدؐ وبارک وسلم تیسری شرط
مورد معارف الٰہیہ ہونے کے لئے یہ ہے۔ کہ رضا بقضا ہو۔ اور ایسا انشراح صدر میسر آجائے
کہ جو کچھ ارادات الٰہیہ سالک پر نافذ ہوں۔ عاشق صادق کی طرح ان سے متلذذ ہو۔ اور انقباض
پیدا نہ ہو۔ بلکہ یہاں تک موافقت تامہ پیدا ہو جائے۔ کہ اُس محبوب حقیقی کی مراد اپنی ہی
مراد معلوم ہو۔ اور اس کی خواہش اپنی خواہش دکھلائی دے۔ اس جگہ بھی وہی سوال لزوم دور کا
لازم آتا ہے۔ جو پہلی قسم میں لازم آیا تھا۔ اور جواب بھی وہی ہے۔ جو پہلے دیا گیا ہے انسان
کا کام بجز صحبت صادقین کے سراسر خام ہے۔ اور بجز طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا
سلامت لیجانا نہایت مشکل ہے۔ پس سعید وہی ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے
اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بے فائدہ خرخشوں سے دست کش ہو کر اس جماعت کی رفاقت
اختیار کرے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا درد عطا کیا ہے۔ اور یقیناً سمجھے۔ کہ حضرت محمدؐ
مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جو عمدہ نعمت دُنیا کے لئے لائے۔ وہ یہی درد
اور محبت الٰہی ہے۔ جس کو خدا اور رسول کی محبّت دی گئی۔ اس نے اپنی اصل مراد کو پالیا ہے
اور بلاشبہ وہ سعید ہے۔ اور نار جہنم کو اس سے مس کرنا حرام ہے۔ لیکن جس کو وہ محبّت
عطا نہ ہوئی۔ اور اُس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا۔ اُس کا زبانی طور پر مسلمان
کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ نماز و روزہ بھی بجز ذاتی محبّت کے اپنی اصل حقیقت سے
خالی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ یاتی علی امتی زمان یصلون ویصومون
ویجمعون فی المساجد ولیس فیھم مسلم۔ یعنے ایک زمانہ وہ آئیگا۔ کہ

لوگ نمازیں بھی پڑھینگے - اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے ہوں گے - پر اُن میں سے ایک بھی مسلم نہ ہوگا یعنے مومن حقیقی نہ ہوگا - اپنی دُنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے - اور دین بھی رسم کے طور پر بجا لائیں گے - سو آپ ایسے وقت کا اندیشہ ہے خداوند کریم رحم کرے - بخدمت مولوی صاحب و خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہونچا دیں اگر ملاقات میسر ہو - تاریخ ۶ ستمبر سنہ ۹۳ء مطابق ۲۰ ذیقعد سنہ ۱۳۱۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

۲۹ مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا - حدیث نبوی یعرفھم غیری کے معنے جو اس عاجز کے دل میں ڈالے گئے ہیں یہ ہیں - کہ غیر کے لفظ سے نفی ماسوا اللہ مراد نہیں - بلکہ نفی نااہل و ناآشنا مراد ہے - مگر جو لوگ مومن حقیقی ہیں - وہ باعث استعداد فنا اور زوال حجب کبریائی دامن کے اندر ہیں - اور غیر نہیں ہیں - خود خدا تعالیٰ نے بعض صالح اہل کتاب کے حق میں اپنی کتاب مجید میں یہ فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الانبیاء اور سید الاولیا ہے - اس طرح پر شناخت کرتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو شناخت کر رہے ہیں - اور اسی طرح روحانی روشنی کی برکت سے اولیا اولیا کو شناخت کر لیتے ہیں - حضرت خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اویس کے وجود کو یمن میں شناخت کر لیا - اور بارہا آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے - کہ یمن کی طرف سے رحمان کی خوشبو آ رہی ہے اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے صحابہ کے مراتب معلوم تھے اور ہر یک کی نورانیت باطنی کا اندازہ اس قلب منور پر مکشوف تھا - ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں - وہ یگانہ حضرت احدیت کو شناخت نہیں کر سکتے - جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ینظرون الیک وھم لا یبصرون - یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں - پر تو انہیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہیں سکتے - اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے - کہ انوار روحانی کا سخت چمکارا

بیکہ بعض پر بھی جا پڑتا ہے۔ جیسے ایک عیسائی نے جبکہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ حسنین و حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے سامنے آئے۔ دیکھکر اپنے بھائیوں کو کہا۔ کہ مباہلہ مت کرو۔ مجھکو پروردگار کی قسم ہے۔ کہ میں ایسے منہ دیکھ رہا ہوں۔ کہ اگر اس پہاڑ کو کہیں گے۔ کہ یہاں سے اٹھ جا تو فی الفور اٹھ جائیگا۔ سو خدا جانے کہ اس وقت نور نبوت و ولائت کیسا جلال میں تھا۔ کہ اس کافر بدباطن سیہ دل کو بھی نظر آگیا۔ اور عام طور پر ماسوا خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت ولائت کو جو قرب الٰہی کا نام ہے۔ بجز حضرت احدیت کے کسی کو اس پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس حقیقت کے انوار و آثار جیسے استقامت صبر رضا جود و سخا صدق و وفا شجاعت حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگوں پر ظاہر ہو جاتے ہیں گو یہ سب آثار ولائت ہیں۔ اور حقیقت ولائت ایک مخفی امر ہے۔ جس پر غیر اللہ کو ہرگز اطلاع نہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ اور جو آپنے دریافت کیا ہے۔ کہ خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال ہے۔ اس میں تحقیق یہ ہے۔ کہ بلاشبہ ریاضات شاقہ کو کشوف وغیرہ خوارق میں دخل عظیم ہے بلکہ اس میں کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہیں۔ اور اسی جہت سے فلاسفۂ یونان اور اس ملک کے جوگی اپنے تپوں جپوں کے ذریعہ سے صفائے نفس حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور ان کا قلب اپنے معبودات باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے۔ اور مکاشفات بھی ان سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ چنانچہ کسی تاریخ دان اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اب بے خبر کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے۔ کہ جب کشوف و خوارق باطل پرستوں اور استدراج والوں سے بھی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر ان میں اور اہل حق لوگوں میں کیا فرق باقی رہا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت احدیت کے برگزیدہ بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ علامتیں ایسی ہیں۔ کہ گویا باطل پرست لوگ اپنی کجروی کی محنتوں سے گداز بھی ہو جائیں۔ تب بھی وہ علامات ان میں متحقق نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ اوّل ان میں ایک یہ ہے۔ کہ اہل حق کو صرف کشفی صفائی نہیں۔ اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے۔ اور وہ اخلاق فاضلہ میں اس قدر پایہ عالیہ تک پہونچ جاتے ہیں۔ کہ جیسے خدا کو اپنے اخلاق پیارے ہیں۔ ویسا ہی وہ ربانی اخلاق ان کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی سرشت

[illegible]

اہل حق اور اہل باطل میں فرق

میں ربوبیت کے تجلیات گھر کر جاتے ہیں۔ اور بشریت کی آلودگیاں اور تنگیاں اٹھ جاتی ہیں۔ پس اُن سے نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت طور پر صادر ہوتے ہیں۔ کہ بشری طاقتوں سے بجز خاص تائید آلہی کے اُن کا صادر ہونا ممکن نہیں۔ انسان بشریت کے تعلقات اور نفس امّارہ کی زنجیروں میں اور ننگ و ناموس کی قیدوں میں اور خانہ داری کے جانگداز فکروں میں اور شدائد اور آلام کے حملوں میں اور وساوس اور اوہام کی نیش زنیوں میں سخت عاجز ہو رہا ہے۔ اور اگر دعوے کرے۔ کہ میں اپنی ہی قوت سے ان بھاری بوجھوں سے نکل سکتا ہوں۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ پس اہل اللہ میں یہ بزرگی ہے کہ وہ توفیق یافتہ ہوتے ہیں۔ اور دست غیبی اپنی خاص حمائت اور قوت سے اُن کو ان تمام بوجھوں کے نیچے سے نکال لیتا ہے۔ سو اُن سے ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسا سخا اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسا رضا بقضا صادر ہوتا ہے۔ کہ دوسروں سے ہرگز ممکن نہیں۔ کیونکہ در پردہ آلہی ستاری ان کی مددگار ہوتی ہے۔ اور وہ لغزشوں سے بچائے جاتے ہیں۔ اور جس کی محبت میں وہ دُنیا کو کھو بیٹھتے ہیں۔ اور دُنیوی عزتوں اور ناموں سے بیزار ہو گئے ہیں۔ وہی محبوب حقیقی اُن کا متولی ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت پاتے ہیں جو تائیدات خاصہ کی بشارتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور نیز اُن میں وہ مراتب عالیہ اُن پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ کہ جو اُن کو حضرت احدیت میں حاصل ہوئے ہیں۔ اور یہ نعمت غیروں کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس جگہ بتوجہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ الہامات و مکالمات آلہیہ کو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہوں۔ جن میں شخص ملہم کی تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے۔ وہ اہل اللہ کی شناخت کے لئے نہائت روشن علامت ہیں۔ اور کوئی خارق عادت ان سے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کے کلام کا ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے مواعید ہیں۔ اور پھر اُن مواعید کا اپنے وقتوں پر پورا ہونا معیت اللہ کا ایک روشن نشان ہے۔ تیسری علامت یہ ہے۔ کہ خواص اولیاء ریاضات شاقہ کے محتاج بھی نہیں ہوتے۔ ایک قسم ولائت کی ہے جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے۔ اس قسم کے لوگ جب دُنیا میں آتے ہیں۔ تو ہوش پکڑتے

ہی عنایات الٰہیہ اُن کی متولی ہوجاتی ہے۔اُن کو سالکوں کی پُرتکلف حالت سے کچھ مناسبت نہیں
ہوتی۔اُن کو کچھ خبر نہیں ہوتی۔کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی۔کیونکہ دست غیبی نے
اُن کو فطرت میں ہی درست کرلیا ہوتا ہے اور بیضہ بشریت میں داخل بھی نہیں ہوتے تعلقات
شدید عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔اور ابتدائی فطرت سے کسی ریاضت کے
محتاج نہیں ہوتے وَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اور ایسے لوگوں سے بغیر حاجت
ریاضات شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔کیوں کہ شان نبوّت اُن پر غالب ہے۔
سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور خوارق کے لئے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھہرایا ہے تو
ایسے کمل لوگوں کو مستثنیٰ رکھ لیا ہوگا۔اور ایسے لوگ نہایت قلیل الوجود اور نادر الظہور ہیں
کبھی کبھی شدت حاجت کے وقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور
اُن کا آنا لوگوں کے لئے ایک رحمت عظیم ہوتا ہے۔اور امت مرحومہ محمدیہ پر حضرت احدیت کی
یہ رحمت ہے۔کبھی کبھی آخر صدی پر اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان کے لوگ مبعوث
ہوتے ہیں۔اور دُنیا اُن کے وجود سے نفع اُٹھاتی ہے۔اور دین زندہ ہوتا ہے۔اور یہ بات کہ
ظہور خوارق ولایت شرط ہے یا نہیں۔اکثر صوفیا کا اتفاق اسی پر ہے۔کہ شرط نہیں
پر اس عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کاملہ کے لئے ظہور خوارق شرط ہے۔ولایت کی حقیقت
قرب اور معرفت الٰہی ہے۔سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پہ خدا پر ایمان لاتا ہے اور
وہ کشوف عالیہ اور رسوال جب اس کو نصیب نہیں ہوا۔جس سے ایمان اُس کا تقلید سے تحقیق کے
ساتھ مبدل ہو جاتا۔تو کیونکر کہا جائے کہ اُس کو ولایت تامہ نصیب ہوگئی ہے۔بعض بزرگوں
نے جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنی مکتوبات میں لکھا ہے۔کہ یقین کے لئے معجزات نبویہ
کافی ہیں۔میں کہتا ہوں کہ کافی نہیں۔کیونکہ وہ معجزات اب اس شخص کے حق میں کہ جو صدہا سال
بعد میں پیدا ہوتا ہے۔منقولات کا حکم رکھتے ہیں۔اور دید اور شنید میں جس قدر فرق ہے۔ظاہر ہے
علما محدثین سے زیادہ اور کون معجزات سے واقف ہوگا۔مگر وہ معجزات کہ جن کی رویت سے ہزارہا
صحابہ یقین کامل تک پہونچ گئے تھے۔اب ان سب کے ذریعہ سے علماء ظاہر کو اس قدر اثر بھی نصیب نہیں

کہ لوزنہیں تو اُن معجزات کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو۔ مگر یہ بھی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ کہ سماوی نشانوں کو ازدیاد ایمان میں دخل عظیم ہے۔ اور خود ولایت تامہ کی حقیقت جبکہ قرب تام ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم و ملزوم ہے۔ جو شخص ہمارے مکان پر آتا ہے۔ اُسے ضرور ہے۔ کہ مکان کی وضع اور اس کی کیفیت کمیت سے اطلاع پیدا کرے۔ لیکن اگر بعد از وصول بھی ایسا ہے۔ جو قبل از وصول تھا۔ تو گویا اُس نے مکان کو دیکھا ہی نہیں۔ انبیاء کے یقین کو بھی خدا نے نشانوں سے ہی بڑھایا ہے۔ اور قرآن شریف میں رب ارنی کیف تحی الموتی۔ حضرت ابراہیم کا سوال موجود ہے۔ پھر کیونکر کہا جائے۔ کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہے۔ اُسیقدر قوت یقین زیادہ ہے۔ اسیقدر قوت زیادہ ہے۔ اُسی قدر علم زیادہ ہے۔ خدا تعالیٰ خود اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اس کو مسجد اقصیٰ اور آسمان کا سیر کرایا۔ تا اُس کو اپنی آیات خاصہ سے مطلع کریں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ جس ولی کو منصب ارشاد اور ہدایت کا عطا نہیں کیا گیا۔ اس کے خوارق اور لوگوں پر ظاہر ہونا ضرور نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کو لوگوں سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہے لیکن خود اُس پر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ حقیقت ولایت تک اس کا قدم پہونچنا اسی سے وابستہ ہے۔ مسجد کی طرح میں جو فقرہ خداوند کریم کی طرف سے الہام ہوا تھا جس میں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مادہ تاریخ موجود ہے۔ یہ فقرہ ہے۔ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ خداوند تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہ اس مسجد مبارک کے بارے میں پانچ مرتبہ الہام ہوا۔ منجملہ ان کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے۔ جس کے ایک فقرہ سے آپ کو پہلے اطلاع دے چکا ہوں۔ مگر بعد اس کے ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا۔ اور وہ دونوں فقرہ یہ ہیں فیہ برکات للناس ومن دخلہ کان امنا یعنی اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔ علماء ظاہر شائد اس پر اعتراض کریں۔ کہ یہ تو بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان میں وارد ہے۔ مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سے بیخبر ہیں اور معذور ہیں۔ اور نیز ایک الہام یعنے مکالمہ حضرت احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقع ہوا۔ باعث رابطہ اتحاد آپ کو لکھتا ہوں۔ اور چونکہ یہ عاجز اعلان کا اذن بھی پاتا ہے۔ اس لئے کتاب میں یعنے حصہ چہارم

مسجد مبارک کے متعلق الہام

میں درج بھی کیا جائیگا۔ خداوند تعالیٰ کی الوہیت کی موجیں ہیں۔ کہ اس ناکارہ بندہ کو کہ جو
فی الواقعہ بے ہنر اور تہیدست ہے۔ ایسے مکالمات سے یاد کرتا ہے۔ روحی فداء
سبیلہ ما یشان من جلیلہ۔ اور وہ الہام یہ ہے بشرٰی لک یا احمدی
انت مرادی ومعی۔ غرست کرامتک بیدی۔ بشارت باد ترا یا احمد من۔
تو مراد منی و با منی۔ نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود۔ بخدمت خواجہ علی صاحب و مولوی
عبد القادر صاحب و منشی بہرام خان صاحب وغیرہ احباب آں صاحب سلام مسنون پہنچے۔ تاریخ ۳ ستمبر سنہ ۸۴ء مطابق ماہ ذیقعد سنہ ۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۷

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آنمخدوم
کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپنے جو سوالات کئے ہیں۔ ان کی حقیقت خداوند کریم ہی کو معلوم ہے۔ اس احقر کے
خیال میں جو گزرتا ہے وہ یہ ہے۔ (۱) صوفی باعتبار اس حالت کے سالک کا نام ہے۔ کہ جب وہ اپنے زور اور
تمام توجہ اور تمام عقل اور تمام اطاعت اور تمام مشغولی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے۔ اور اپنی
جانفشانیوں اور محنتوں اور صدقوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ تو اس حالت میں تمام
کاروبار اُس کا وابستہ اوقات ہوتا ہے۔ اگر اپنے وقتوں کو ہر یک لہو و لعب سے بچا کر یاد الٰہی سے معمور کرتا ہے
تو اگر خدا نے چاہا ہے تو کسی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر حفظ اوقات میں خلل ہوتا ہے۔ تو اس کا سارا کام
درہم برہم ہو جاتا ہے جیسے اگر مسافر چلتا بھی رہے۔ تو جائے مقصود تک پہنچتا ہے پر اگر چلنا چھوڑ دے بلکہ
جنگل میں آرام کرنے کی نیت سے سو جائے۔ تو قطع نظر عدم وصول سے جان کا بھی خطرہ ہے سو جیسے
مسافر ابن السبیل ہے۔ سبیل کو قطع کرے تو کیسے ٹھکانہ تک پہنچے۔ ایسا ہی صوفی ابن الوقت ہے۔
اپنے وقت کو خدا کی راہ میں لگا دے تو مقصود کو پاوے۔ پس جبکہ حفظ وقت صوفی کے لازم حال ہی پڑا،
تو اپنے کام کو فردا یا پس فردا پر ڈالنا اس کے حق میں مہلک ہے اور نیز صوفی کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ اسی جہان
میں اپنی نجات کے آثار نمایاں کا طالب ہے۔ اور اپنے کام کے دن میں بھی اپنی اجرت کا خواستگار ہو فردا یعنی قیامت تک
صوفی اپنا حساب نہیں ڈالتا اور نسیہ اور ادھار کا روادار نہیں ہوتا۔ بلکہ دست بدست مزدوری مانگتا ہے۔ اور اس
آیت شریفہ پر اس کا عمل ہوتا ہے۔ من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی پس صوفی ان علما

صوفی کون ہوتا ہے

صوفی ابن الوقت ہے

ظاہری کی طرح نہیں ہوتا۔ کہ جو صرف ظاہری اعمال بطور عادت اور رسم کے بجا لاکر اور جز کیہ نفس اور نور قلب
سے بکلی محروم رہکر پھر بہشت کی امیدیں باندھ رہے ہیں۔ بلکہ صوفی اسی جہان میں اپنے بہشت کو دیکھنا
چاہتا ہے۔ اور صرف وعدوں پر قناعت نہیں کرتا۔ سو صوفی عمل کی رو سے بھی ابن الوقت ہے جو حفظ اوقات
ہی سے اس کے سارے کام نکلتے ہیں۔ اور حاضر الوقت نعمتوں کو پاتا ہے۔ لیکن چونکہ ہنوز
اپنی ہی قوتوں اور طاقتوں اور اخلاصوں اور صدقوں اور محنتوں اور مجاہدات پر اُس کا مدار ہے۔ اور
مسافر کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ قدم رکھنا اس کا کام ہے۔ اس لئے وہ صاحب حال ہے۔
صاحبِ مقام نہیں کیونکہ حال وہ ہے۔ جو تغیر پذیر ہو۔ اور مقام وہ ہے جس کو ثبات اور قرار ہو سو
صوفی ابھی مسافر کی طرح ہے۔ ایک جگہ چھوڑتا ہے۔ دوسری جگہ جاتا ہے۔ دوسری چھوڑتا ہے تیسری
جگہ جاتا ہے۔ لیکن صافی وہ ہے۔ جس کو بعد حصول فنا اتم کے عنایات الٰہیہ نے اپنی گود میں لے لیا ہے اب
اس کو ان محنتوں اور مشقتوں سے کچھ غرض نہیں کہ جو صوفی کو پیش آتی ہیں کیونکہ وہ کاسات وصال سے بہرہ یاب
ہوگیا ہے۔ اور دست غیبی نے اُن کو ہر ایک بشریت کے کوث سے مصفّٰی اور مطہر کردیا ہے۔ اور جو اعمال دوسروں کے
لئے بوجھ ہیں۔ وہ اس کے حق میں سرور اور لذت ہوگئے ہیں۔ اور وہ تکلفات حفظ اوقات اور دوام مراقبہ مشغولی
سے برتر و اعلیٰ ہے بلکہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے۔ اور اس کا سونا
اور اس کا کھانا اور اُس کا ہنسنا اور کھیلنا اور دنیا کے کاموں کو بجا لانا سب عبادت ہے۔ کیونکہ وہ منقطع اور مفرد ہے۔ اور عنایات
الٰہیہ نے اُس کو اُس کے نفس کے پنجہ سے چھین لیا ہے۔ اور اس کی سرشت کو بدلا دیا ہے۔ اب اُس کا غیر پہ قیاس کرنا اور غیر کا
اُس پر قیاس کرنا ناجائز ہے۔ صوفی بھی اُس کو نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ وہ بہت ہی دور نکل گیا ہے اور وہ صاحب مقام
ہے۔ اور خدا نے اُس کو اپنی ذات سے تعلق شدید بخشا ہے۔ اور وہ ہر ایک وقت اور حال سے فارغ ہے۔ کیونکہ بجائے اُس کے
عنایت الٰہیہ کام کر رہے ہیں اور وہ مست اور مدہوش کی طرح پڑا ہے۔ اور تمام آلام اُس کے حق میں بصورت انعام ہوگئے
ہیں صوفی میں اجر کی خواہش ہے۔ اُس میں اجر کی خواہش نہیں صوفی معمور الاوقات ہے اور وہ فانی الذات ہے
پھر معموری کیا اور وقت کیا۔ صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند۔ اس تحقیق میں دوسرے سوال کا جواب بھی آگیا
(۳) موسیٰ اور فرعون سے مراد نفس امارہ کا جنگ و جدال مراد ہے۔ جو نور روح ہے جس کو نور قلب بھی کہتے ہیں
وہ ہر وقت قالو بلیٰ کا نعرہ مار رہا ہے۔ اور بارگاہ خدا میں اپنی لذت اور سرور چاہتا ہے اور موسیٰ کی طرح شکر کا شمع ہے

QADIAN

اور نفس امارہ جو ظلمت اور نور کا خواہاں ہے ... حالت سے ان دونوں میں ہو رہی ہو دشمنوں کی طرح جنگ ہو رہا ہے یہ جنگ اسی وقت تک رہتا ہے جب انسان اپنی ہستی کو مقصود ٹھہرا کر فنا فی اللہ کی حالت سے گرا ہوا ہوتا ہے لیکن جب انسان اپنی ہستی سے بالکل کھویا جاتا ہے تو وہ پہلی بیرنگی جو عالم ہستی میں اُس کو حاصل تھی پھر حاصل ہو جاتی ہے اور کوئی شائبہ وجود کا باقی نہیں رہتا۔ اس مرتبہ پر نفس امارہ اور نور قلب کا جنگ ختم ہو جاتا ہے۔ اور شہوات نفسانی حظوظ کا حکم پیدا کر لیتے ہیں۔ اور فانی کا کھانا پینا۔ ازدواج متعددہ کرنا وغیرہ امور جائے اعتراض نہیں ٹھہرتا۔ اور نہ کچھ اُس کو ضرر کرتا ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور اب یہ کام خدا کے ہیں جو اُس پر جاری ہوتے ہیں۔ سو اس مقام پر آکر مولیٰ اور بندہ کی صلح ہو جاتی ہے۔ (۴) حرص ہوا سے اوّل چیز جو انسان کو روکتی ہے جذبہ الٰہی ہے۔ وہی جذبہ انسان کو صالحین کی صحبت کی طرف کھینچتا ہے۔ وہی اُس کو کسی صالح کا مرید کراتا ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ کہ انسان گناہ کرتا ہے پھر حضرت خداوندی میں روتا ہے۔ کہ مجھ سے گناہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے۔ اور اپنے فرشتوں کے روبرو اُس کی تعریف کرتا ہے۔ پھر چند روز پا کر اُس بندہ عاجز سے گناہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جناب الٰہی میں روتا اور چلاتا ہے اور پھر بار خدا تعالیٰ اُس کو بخشتا جاتا ہے۔ اور فرشتوں کے روبرو اُس کی تعریف کرتا ہے آخر اُس کو کہتا ہے اعمل ما شئت فانی غفرت لک۔ یعنے اب جو تیری مرضی ہے کر میں نے تجھ کو بخش دیا ہے۔ سو اُسی روز سے وہ محفوظ ہوتا ہے اور پھر ہوا و ہوس اس پر غالب نہیں ہو سکتے غرض جیسے جسمانی پیدائش کی ابتدا خدا ہی کی طرف سے ہے۔ روحانی پیدائش کی ابتدا بھی خدا کی ہی طرف سے ہے۔ یھدی من یشاء و یضل من یشاء جس کو وہ بلاتا ہے۔ وہ دوسرے کی بھی سُن لیتا ہے۔ مگر جس کو وہ نہیں بلاتا وہ کسی کی نہیں سُنتا۔ جیسا کہ خود اُس نے فرمایا ہے:-

من یھدی اللہ فھو المھتدی و من یضلل، لن تجد له ولیاً مرشداً

الجزو۔ سورۃ کہف یعنی ہدایت وہی پاتا ہے جس کو خدا گمراہ رکھنا چاہتا ہے۔ اس کو مرشد ہدایت نہیں دے سکتا

چند انگریزی فقرات جو الہام ہوئے تھے وہ مطبع میں بھیجے گئے ہیں اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں۔ ایک ہندو لڑکا قادیان کا لاہور پڑھتا ہے۔ اُس نے دیکھے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(نمبر ۲۹)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعض کتبیں

من عرف نفسه فقد عرف ربه حدیث نبوی کرکے بیان کیا گیا ہے۔ احیاء العلوم میں اس قسم کی
بہت سی احادیث ہیں جن میں محدثین کو اپنے قواعد مقررہ کے رو سے کلام ہے۔ مگر اس قول میں کوئی ایسی بات
نہیں۔ کہ جو قال اللہ وقال الرسول سے منافی ہو۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ وفی انفسکم
افلا تبصرون۔ الجزو ۲۶ حضرت رب العالمین نے تمام عالم کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے۔ کہ تا وہ شناخت
کیا جاوے۔ نفس انسانی ایک نسخہ جامع جمیع اسرار عالم ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ جس کو کما حقہ علم نفس
حاصل ہو۔ اُس کو وہ معرفت حاصل ہو گی۔ کہ جو جمیع عالم کی حقیقت دریافت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے
پس یہ طریق نہایت قریب اور آسان ہے۔ کہ انسان اپنے نفس کی شناخت کیلئے کوشش کرے۔ اُسی کی
طرف اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام میں اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ والشمس وضحٰها
والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والیل اذا یغشٰها والسماء وما بنٰها
والارض وما طحٰها ونفس وما سوّٰها قد افلح من زکّٰها وقد خاب
من دسّٰها۔ سو خدا نے شمس اور قمر اور دن اور رات اور آسمان اور زمین کی خوبیاں بیان فرما کر پھر
بعد اس کے ونفس وما سوّٰها فرمایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ نفس انسانی میں وہ سب
استعدادات موجود ہیں کہ جو متفرق طور پر عالم کے جمیع اجزا میں پائے جاتے ہیں۔ اگر خواہی کہ بینی تماشائی
جمیع عالم را نیکے در نفس خود بنگر بہ صنعش تماشا کن پھر بعد اُس کے فرمایا قد افلح من زکّٰها۔
یعنی وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کا کیا نجات پا گیا۔ سو نجات سے حصول معرفت تامہ مراد ہے۔ کیونکہ
تمام عذاب اور ہر یک قسم کے عقوبات جہل اور ضلالت پر ہی مرتب ہونگے من کان فی هٰذه اعمٰی
فهو فی الاٰخرة اعمٰی۔ الجزو ۱۵۔ اور تزکیہ نفس دو قسم پر ہے تزکیہ من حیث العلم
اور وہ یہ ہے کہ نفس کو حضرت باری عزوجل اور دار آخرت کی نسبت علم یقینی قطعی حاصل ہو اور شکوک اور
شبہات اور عقائد غلط اور فاسد سے نجات پا جائے۔ تزکیہ من حیث العمل۔ وہ یہ ہے کہ
جیسے فی الحقیقت حضرت باری عزاسمہ اس بات کا مستحق ہے کہ اُسی سے محبت ذاتی ہو۔ اور جیسے فی الحقیقت
اُس کے وجود کے مقابل اور سب وجود ہیچ اور کالعدم ہیں۔ ایسے ہی سالک کے لئے حالت حاصل ہو جائے اور
جب انسان کو حالت فنا حاصل ہو گئی تو وہ تمام اسرار قدرت اور دقائق حکمت جو زمین اور آسمان میں مخفی ہیں

اُس کے نفس پر باذن اللہ تعالیٰ کھلنے شروع ہو جائیں گے اور کشفی طور پر اُن کی کیفیت اُس پر ظاہر ہوتی جائیگی کیونکہ اسرار جمیع عالم بعینہٖ اسرار نفس ہیں پس جب نفس ببرکت فناء اتم اپنے حجاب سے خلاصی پائیگا۔ تو جو کچھ خدا نے اُس میں انوار متیار رکھیں ہیں اُن سب کو ظاہر کریگا۔ سو یہ معرفت تامہ ہے جو انسان کو بقا کے درجہ پر حاصل ہوتی ہے لیکن یہ معرفت انسان کے اپنے اختیار میں نہیں تمام انسانی کوششیں فنا کے درجہ تک ختم ہو جاتی ہیں اور پھر آگے موہبت الٰہی ہے اور جس پر موہبت کی نسیم چلتی ہے اسی پر وہ سب انوار ظاہر کئے جاتے ہیں جو اس کی روح میں مودع ہیں انسان کی رُوح میں ایک بڑا سلیقہ یہ ہے کہ وہ اس قدر خدا کے سہارے کی محتاج ہے کہ اُس کے بغیر جی ہی نہیں سکتی۔ الوہیت اُس پر ایک ایسے طور سے محیط ہو رہی ہے کہ چون تقریراً نہ تحریراً نہ صراحۃً نہ کنایۃً نہ توضیحاً نہ تمثیلاً بیان میں آسکتی ہے بلکہ سالک جب بقا کا مرتبہ موہبت حضرت الٰہی سے پاتا ہے تو وہ کیفیت کہ جو بیچون اور بیچگون ہے اُس پر متجلی ہوتی ہے اور باوجود تحقق تجلّی کے پھر بھی اُس کو بیان نہیں کر سکتا۔ من عرف کل لسانہ۔ آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد غرض الٰہی تجلّی کا نام معرفت تامہ ہے اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا مقصود حقیقی بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آنمخدوم نے جو سوالات لکھنے کا طریق نکالا ہے بہت اچھا ہے۔ مگر چاہئے کہ تکلف درمیان نہ ہو یعنی خواہ نخواہ سوال نہ تراشا جاوے بلکہ جب خدا کی طرف سے کوئی موقعہ پیش آوے تب سوال کیا جاوے سلف صالح کا مکتوبات اکابر کے لکھنے میں یہی طریق رہا ہے اور جس کی معرفت کو خدا تعالیٰ ترقّی دینا چاہتا ہے اس کی زندگی میں خود ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسے موقعہ نکلتے آتے ہیں جن سے اُس کو سوال کرنے کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف جو جامع تمام معارف اور حقایق ہے عبث طور پر نہیں ہوا۔ بلکہ جب حاجت پیش آئی۔ نازل ہوا ہے۔ اور ہر ایک آیت محکم اس کی ایک ضروری شان نزول رکھتی ہے۔ والسلام بخدمت مولوی عبد القادر صاحب و خواجہ علی صاحب و دیگر صاحبان سلام پہنچے

بتاریخ ۴ ر اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲ ر ذوالحجہ ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نمبر ۳۴
مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچا جن امور میں خلق کی بھلائی ہے۔ اُن کا دریافت کرنا مضائقہ نہیں صرف مجھے خوف تھا۔

کہ تکلف نہ ہو کہ وہ اس راہ میں مذموم ہے اور مولوی گل حسن صاحب کا سوال کریم مطلق کی جناب میں کچھ سوء ادب کی رائحہ رکھتا ہے۔ اس لئے اُس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ بندہ وفادار کو رشد یا عدم رشد سے کیا مطلب ہے۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

من ایستادہ ام اینک بخدمت مشغول	مرا ازین چہ کہ خدمت قبول یا نہ قبول
گر نباشد بدوست رہ بردن	شرط عشق است در طلب مردن

اس راہ کے لائق وہ شخص ہوتا ہے کہ وصال اور لقاء سے کچھ مطلب نہ رکھے اور اُن تمام واقعات اور مکاشفات سے کچھ سروکار نہ ہو کہ جو سالکوں پر کھلتے ہیں۔ کرامات اور خوارق عادات کا خواہاں نہ ہو اور مقامات واصلین کا جویاں نہ ہو اور با ایں ہمہ سعی اور مجاہدہ میں ہمت نہ ہارے اور خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے فی الواقعہ ایک ذلیل بندہ اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اسی راہ میں جان دینا ٹھہرا دے گو کچھ راہ پاوے یا نہ پاوے۔ راستبازوں کا یہی راستہ ہے۔ ان کو اس سے کیا کام کہ حضرت احدیت سے آج کا پہلے تصفیہ کرالیں کہ ہم کو آخر راہ ملیگا یا محض محروم رکھنا ہے۔ صادقوں کو ملنے نہ ملنے سے کچھ کام نہیں اگر بالفرض پردہ غیب سے ہزار لعنت سُنیں تو وہ اس سے دل برداشتہ نہیں۔ محبوب کی لعنت بھی محبوب ہے۔ کل یوم ھو فی شان۔ مسجد میں ابھی کام سفیدی کا شروع نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ چاہیگا تو انجام کو پہونچ جائیگا۔ آج رات کیا عجیب خواب آئی کہ بعض اشخاص ہیں جن کو اس عاجز نے شناخت نہیں کیا۔ وہ سبز رنگ کی سیاہی سے مسجد کے دروازہ کی پیشانی پر کچھ آیات لکھتے ہیں۔ ایسا سمجھا گیا ہے۔ کہ فرشتے ہیں اور سبز رنگ اُن کے پاس ہے جس سے وہ بعض آیات تحریر کرتے ہیں اور خط ریحانی میں جو پیچان اور مسلسل ہے لکھتے جاتے ہیں۔ تب اس عاجز نے اُن آیات کو پڑھنا شروع کیا جن میں سے ایک آیت یاد رہی اور وہ یہ ہے لا راد لفضلہ۔ اور حقیقت میں خدا کے فضل کو کون روک سکتا ہے۔ جس عمارت کو وہ بنانا چاہے اُس کو کون مسمار کرے۔ اور جس کو وہ عزت دینا چاہے اُس کو کون ذلیل کرے۔ ۹ اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۷ ذوالحجہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آنمخدوم کا خط پہونچا جس قدر آنمخدوم نے کوشش اور سعی اُٹھائی ہے اور اپنے نفس پر مشقت اور تحمل

کر وفات ... ہے یہ سب خداوند کریم کی ہی عنایت ہے۔ تا آپ کو اُس کے عوض میں وہ اجر عطا فرماوے
... ہونا نہیں کوششوں پر موقوف تھا جس کریم رحیم نے اس عاجز نالایق کو اپنے غیر متناہی احسانوں سے بغیر عوض
کسی عمل اور محنت کے ممنون و پرورش فرمایا ہے وہ محنت کرنے والوں کی محنت کو ہرگز ضایع نہیں کرتا۔ خدا کی راہ میں انسان
ایک ... بات منہ سے نہیں نکالتا اور ایک قدم زمین پر نہیں رکھتا جس کا اُس کو ثواب نہیں دیا جاتا۔ لیکن میں اس جگہ یہ بھی
ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے جوش دلی کے باعث سے جو ایسے لوگوں کے پاس بھی جاتے ہیں جو ظنون فاسدہ اپنے
دل پر رکھتے ہیں اور غرور اور استکبار نفس سے بھرے ہوئے ہیں یہ ہرگز نہیں چاہئے اس کام کی خداوند کریم نے ناحق سے بنا ڈالی ہے
اور ارادہ الٰہی اس بات سے متعلق ہو رہا ہے کہ شوکت اور شان دین کی ظاہر کرے اور اس بارہ میں اس کی طرف سے کھلی کھلی بشارتیں
عطا ہو چکی ہیں سو جس بات کو خدا انجام دینے والا ہے اُس کو کوئی روک نہیں سکتا دُنیا مُردار ہے اور جس قدر کوئی اُس سے نزدیک ہے
اسی قدر ناپاکی میں گرفتار ہے اور بد باطن اور بد بودار ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ دُنیادار کے سامنے
تذلّل اختیار نہ کرے اور اُس کی شان باطل کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ انسان دُنیادار کے سامنے نرمی اور تواضع اختیار کرتا ہے
یہاں تک کہ حضرت خداوند عزوجل کے نزدیک مشرک ٹھہرتا ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ بجز حضرت قادر توانا کے کوئی کام کسی کے اختیار
میں نہیں اور تمام آسمان و زمین اور تمام دل اُسی کے قبضہ میں ہیں اور قدرت الٰہیہ تحت دجہ پر متصرف ہے۔ اور اگر وہ کسی کام میں توقف کرتا ہے
تو اس لئے نہیں کہ وہ اُس کے کرنے سے عاجز ہے۔ بلکہ اس توقف میں اُس کی حکمتیں ہوتی ہیں مخلوق سب ہیچ اور لاشے اور مُردہ ہیں
نہ اُن سے کچھ نقصان متصوّر ہے اور نہ نفع۔ دُنیاداروں کی مطلب براری کے لئے نرمی کرنا دنیاداروں کا کام ہے۔ اور یہ کام
خالق السموات والارض کا ہے مجھ کو یا آپ کو لازم نہیں کہ ایک بے نصیب دُنیادار سے ایسی لجاجت کریں کہ
جس سے اپنے مولیٰ کی کسر شان لازم آوے جو لوگ ذات کبریا کا دامن پکڑتے ہیں وہ متکبروں کے دروازہ پر ہرگز نہیں جاتے
اور لجاجت سے بات نہیں کرتے۔ سو آپ اس طریق کو ترک کر دیں اگر کسی دُنیادار بالاد کو کچھ کہنا ہو تو کلمہ مختصر کہیں اور آزادی
سے کہیں اور صرف ایک بار پر کفایت رکھیں اور یار محمد کو روپے بھیجنے سے منع کر دیں اور مناسب ہے کہ آپ یہ سلسلہ غریب
مسلمانوں میں جاری رکھیں دوسرے لوگوں کا خیال چھوڑ دیں اس میں ذرہ تردّد نہ کیا کریں۔ تعجب ہے آپ جیسے آدمی متردّد
ہو جائیں۔ اگر ایک کافر بیدین جو دولتمند ہو کسی کو وعدہ دے جو میں تیری مشکلات پر تیری مدد کروں گا۔ تو وہ اُس کے وعدے سے تسلّی
پکڑ جاتا ہے۔ پر خداوند تعالیٰ کا وعدہ جو اصدق الصادقین ہے۔ کیونکر موجب تسلّی نہ ہو۔
لکھا ہے کہ اوّل حال میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کو ہمراہ لے کر ...

غیرت ایمان

اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی "واللّٰہ یعصمک من الناس" یعنی خدا تجھکو لوگوں سے بچائیگا تو آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اُن سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی حاجت نہیں سو اسی طرح سمجھیں کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ "اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہوں" پھر جب وہ قادر رحمان رحیم ساتھ ہے اور اُس کی طرف سے امید ہیں تو کیا غم ہے دنیادار کیا چیز ہیں اور کیا حقیقت تا ان کے سامنے لجاجت کی جائے اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو ایسا سخت دل کرتا پر اُس نے یہی چاہا تا اُس کے نشان ظاہر ہوں۔ تاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲۰ ذوالحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ؕ

۲۳

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچ کر باعث مسرت خاطر ہوا۔ آپ نے بہت کچھ کوشش کی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا اجر ضائع نہیں کریگا سو گو آپ نے کیسی ہی تکالیف اُٹھائی ہوں پھر جبکہ مولیٰ کریم کی راہ میں ہیں تو خوش ہونا چاہئے۔ کہ اُس کریم مطلق نے اس تکلیف کشی کے لائق سمجھا۔ اس عاجز کو خداوند کریم نے ایک خبر دی تھی جس کو حصہ ثالث میں چھاپ دیا تھا یعنی یہ کہ ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء یعنی تیری مدد وہ مرد دین کریں گے۔ جن کے دل میں ہم آسمان سے آپ ڈالیں گے۔ سو الحمد للّٰہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ اس عاجز کے انصار میں سے بنایا اور اس ناچیز کو آپ کے وجود پر فخر ہے۔ اور اپنے خداوند کریم کی طرف سے آپ کو ایک رحمت مجسم خیال کرتا ہے اگر لوگ روگردان ہیں اور متوجہ نہیں ہوتے تو آپ اس سے ذرا متفکر نہ ہوں خدا تعالیٰ ہر یک دل پر متصرف ہے۔ اور اُس کا قوی ہاتھ ذرہ ذرہ پر قابض ہو رہا ہے اگر وہ چاہتا تو دلوں میں ارادت پیدا کر دیتا مخلوق کیا چیز ہے اور اُس کی ہستی کیا حقیقت ہے لیکن اُس نے یہی نہیں چاہا بلکہ توقف اور آہستگی سے کام کرنا چاہا ہے۔ سب کچھ وہی کرتا ہے۔ وہ دوسرا کون ہے۔ جو اُس کا حارج ہو رہا ہے۔ بارہا اس عاجز کو حضرت احدیت کے مخاطبات میں ایسے کلمات فرمائے گئے ہیں جن کا ماحصل یہ تھا کہ سب دنیا بجز قدرت احدیت میں مقہور اور مغلوب ہے اور تصرفات الٰہیہ میں وہ آسمان میں کام کر رہے ہیں چند روز کا ذکر ہے کہ یہ الہام ہوا۔ ان تمسسک بضرٍ فلا کاشف لہٗ الا ھو وان یردک بخیرٍ فلا راد لفضلہ الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ان وعد اللّٰہ لاٰت۔ سو خدا تعالیٰ اپنے کلمات مقدسہ سے اس قدر اس عاجز کو تقویت دیتا ہے کہ پھر اُس کے غیر سے نہ کچھ خوف باقی رہتا ہے اور نہ اس کو امید گاہ بنایا جاتا ہے جب یہ عاجز اپنے معروضات میں لطف اور لذیذ کلمات میں جواب

پاتا ہے اور بسا اوقات ہر سوال کے بعد جواب سُنتا ہے اور کلمات احدیت میں بہت سے تلطفات پاتا ہے تو تمام ہموم و غموم یکلخت دل سے دور ہو جاتے ہیں اور جیسے کوئی نہایت تیز شراب سے مست اور دُنیا و مافیہا سے بیخبر ہوتا ہے ایسی ہی حالت سرور کی طاری ہوتی ہے جس میں دوسرے ہموم و غموم تو کیا چیز ہیں موت بھی کچھ حقیقت نظر نہیں آتی خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر کھول دیا ہے کہ زید و عمر کچھ چیز نہیں ہر ایک کام اُس کے اختیار میں ہے پھر جبکہ ایسا ہے تو دوسروں کی شکایت عبث ہے۔ اس عاجز پر جو کچھ تفضلات و احسانات حضرت خداوند کریم ہیں وہ حد و شمار سے خارج ہیں۔ کیونکہ یہ اذل عباد اپنی ذاتی حیثیت میں کچھ بھی چیز نہیں اور بغیر اُس کے کہ تکلف سے کوئی کسر نفسی کی جائے فی الحقیقت سخت درجہ کا ناکارہ اور ہیچ ہے۔ نہ زاہدوں میں سے ہے نہ عابدوں میں سے نہ پارساؤں میں سے نہ مولویوں میں سے۔ سخت حیران ہے کہ کس چیز پر نظر عنایت ہے۔ یفعل اللّٰہ ما یشاء۔

۲۹؍ اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲۷؍ ذوالحجہ ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۱

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ۔ بعد ہذا یہ عاجز چند روز سے ملاحظہ کام طبع کتاب کے لئے امرتسر چلا گیا تھا آج واپس آکر آں مخدوم کا خط ملا۔ یہاں سے ارادہ کیا گیا تھا کہ امرتسر جا کر بعد اطلاع دہی ایک دو دن کے لئے آپکی طرف آؤں مگر چونکہ کوئی ارادہ بغیر تائید الٰہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا اس لئے یہ خاکسار امرتسر جا کر کسی قدر علیل ہو گیا۔ ناچار وہ ارادہ ملتوی کیا گیا۔ سو اس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک روک واقع ہو گئی۔ اُس کے کام حکمت سے خالی نہیں مولوی عبدالقادر صاحب کی حالت سے دل خوش ہے طالب عرفان بھی ایک فان ہے۔ حضرت خداوند کریم کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں سو اگر خداوند کریم نے چاہا تو یہ عاجز بھی دعا کریگا غنیمت ہے کہ بفضلہ مولوی صاحب صاحبِ علم ہیں طالب نادان شیطان کا بازیگاہ ہوتا ہے لیکن اس فقر کی راہ میں مولویت بھی ایک حجاب عظیم ہے۔ انسان خاک ہے اور جب تک اپنی اصل کی طرف عود کر کے خاک ہی نہ ہو جائے۔ تب تک مولیٰ کریم کی اس پر نظر نہیں پڑتی۔ سو اس خاکساری اور نیستی کو اُسی قادر مطلق سے طلب کرنا چاہئے اھدنا الصراط المستقیم میں جو مانگا گیا ہے۔ وہ بھی خاکساری اور نیستی ہے۔ انسان کے نفس میں بہت سی رعونتیں اور نخوتیں اور عجب اور ریا اور خود بینی اور بزرگی چھپی ہوئی ہے۔ جب تک خدا ہی اُس کو دور نہ کرے وہ نہیں ہوتی پست بلا ہے جو نیستی اور خاکساری کے منافی ہے۔ سو تضرع اور زاری سے جناب الٰہی میں التجا چاہئے تا مبتلا یہ بلا

پیدا کی ہے۔ وہی اُس کو دور کرے اور ظاہری جھگڑوں میں بہت ہی نرم ہو جانا چاہئیے قلت اعتراض مالکین شعار میں سے ہے۔ انسان جبتک پاک نفس ہو جائے۔ اُس کے جھگڑے نفسانیت سے خالی نہیں قال اللہ عزوجل

یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم

۸ محرم ۱۳۰۱ھ مطابق ۹ نومبر ۱۸۸۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد ہذا آں مخدوم کا مکتوب محبت اسلوب پہونچکر باعث مسرت ہوا۔ خداوند کریم آپ کی تائید میں ہے اور مکروہات زمانہ سے بچاوے اس عاجز سے تعلق اور ارتباط کرنا کسی قدر ابتلا کو چاہتا ہے۔ سو اس ابتلا سے آپ بچ نہیں سکتے

گر بجنوں صحبتے خواہی ببینی زود تر خار ہائے دشتِ تنہائی و طعن عالمے

عرفت ربی بربی صحیح المضمون ہے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث آچکی ہیں۔ خداوند کریم نے پہلے ہی سورہ فاتحہ میں یہ تعلیم دی ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین اس جگہ عبادت سے مراد پرستش اور معرفت دونوں ہیں اور دونوں میں بندہ کا عجز ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ بھی حضرت خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ اللہ نور السموات والارض لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار جب تک خدا کی معرفت کا خدا ہی وسیلہ نہ ہو۔ تب تک وہ معرفت شرک کے رگ و ریشہ سے خالی نہیں اور شکل ہے بلکہ بجز تجلیات خاصہ حضرت احدیت کے معرفت خالصہ کاملہ کا حاصل ہونا ممکن ہی نہیں خدا کے شناخت کرنے کے لئے خدا ہی کا نور چاہئیے۔ پس حقیقت میں وہی عارف اور وہی معروف ہے۔ اور نیز یہ بھی جاننا چاہئیے کہ تجلیات ربوبیت یکساں نہیں ہر یک شخص کے لئے تجلی ربی الگ الگ ہے۔ اور جس قدر ربانی تجلی ہے اسی قدر معرفت ہے۔ کوئی ظرف وسیع اور کوئی منقبض اور کوئی نہایت صافی اور کوئی اُس سے کم ہے۔ پس تجلی بہ حسب حیثیت ظروف ہے۔ ایک کی معرفت دوسرے کی نسبت حکم عدم معرفت کا پیدا کر سکتی ہے اور معارف غیر متناہی ہیں کوئی کنارہ نہیں اُس ناپیدا کنار دریا سے ہر یک شخص بقدر اپنے ظرف کے حصہ لیتا ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے۔ انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا یعنی خدا نے آسمان سے پانی (اپنا کلام) اُتارا۔ سو ہر یک نالی حسب قدر اپنے بہ نکلی جس قدر پیاس تھی۔ اسی قدر پانی

ملتا ہے۔ اور آپ نے دعا کے بارے میں جو دریافت فرمایا ہے کہ جو اول سے ہی مقدر ہے دعا کیوں کی جاتی ہے۔ سو اس میں تحقیق یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ہر یک مقدر میں قانون قدیم یہی ہے کہ اگرچہ اس نے ہر امر کے بارے میں جو انسان کے مقسوم میں ہے اُس کا حاصل ہونا مقدر کر دیا ہے۔ لیکن اُس کے حاصل کرنے کے طریق بھی ساتھ ہی رکھے ہیں اور یہ قانون الٰہی تمام اشیاء میں جاری اور ساری ہے۔ جو شخص مثلاً پیاس بجھانا چاہتا ہے اُس کو لازم پڑا ہوا ہے کہ پانی پیوے۔ اور جو شخص روشنی کو ڈھونڈھتا ہے۔ اُس کو مناسب حال یہ ہے کہ آفتاب کے سامنے آوے اور اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھا نہ رہے اسی طرح دعا اور صدقات و خیرات و دیگر تمام اعمال صالح کو شرط حصول مرادات ٹھہرا رکھا ہے اور جیسے ابتدا سے کسی چیز کا حصول مقدر ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اُس کے یہ بھی مقدر ہوتا ہے۔ کہ وہ دعا یا صدقہ وغیرہ بجا لاویگا تو وہ چیز اُس کو حاصل ہو گی۔ پس جس شخص کا مطلب روز ازل میں دعا پر موقوف کر رکھا ہے۔ سو اگر تقدیر مبرم اُس کے حق میں یہ ہے کہ اُس کا مطلب حاصل ہو جائیگا۔ تو ساتھ ہی اُس کے حق میں یہ بھی تقدیر مبرم ہے۔ کہ وہ دعا بھی ضرور کریگا اور ممکن نہیں کہ وہ دعا سے رُک جائے۔ تقدیر ضرور ہی پوری ہو رہیگی اور بہرحال اُس کو دعا کرنی پڑیگی اور دعا میں ضرور نہیں کہ صرف زبان سے ہی کرے۔ بلکہ دُعا دل کی اُس عاجزانہ التجا کا نام ہے کہ جب دل نہایت بے قرار اور مضطرب ہو کر رو بخدا ہو جاتا ہے۔ اور جس بلا کو آپ دور نہیں کر سکتا اُس کا دور ہونا طاقت الوہیت سے چاہتا ہے۔ پس حقیقت میں دعا انسان کے لئے ایک طبعی امر ہے کہ جو اُس کی سرشت میں مخمر ہے یہاں تک کہ شیر خوار بچہ بھی اپنی گرسنگی کی حالت میں گریہ و زاری سے اپنا ایسا انداز بنا لیتا ہے۔ کہ جس کو عین دعا کی حالت کہنا چاہیئے غرض بذریعہ دعا کے خدا سے مدد ڈھونڈنا کوئی بناوٹ کی بات نہیں بلکہ یہ فطرتی امر ہے اور قوانین معینہ مقررہ میں سے ہے۔ جو شخص دعا کی توفیق دیا جاتا ہے۔ اُس کے حق میں قبولیت اور استجابت بھی مقدر ہوتی ہے۔ مگر یہ ضرور نہیں۔ کہ اُسی صورت میں استجابت ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ انسان کسی مطلوب کے مانگنے میں غلطی کرے۔ جیسے بچہ کبھی سانپ کو پکڑنا چاہتا ہے اور والدہ مہربان جانتی ہے کہ سانپ کے پکڑنے میں اُس کی ہلاکت ہے۔ پس وہ بجائے سانپ کے کوئی خوبصورت کھلونا اُس کو دیدیتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعا کا مانگنا مقدرات ازلیہ کے نقیض نہیں ہے بلکہ خود مقدرات ازلیہ میں سے ہے۔ اور اسی جہت سے انسان بالطبع نزول حوادث کے وقت دعا کی طرف جھک جاتا ہے۔ اور عارفین کا ذاتی تجربہ ہے کہ جو مانگتا ہے اُس کو

تقدیر اور دعا

دعا کی تعریف

ملتا ہے۔ ہر ایک زمانہ میں خدا کی مقبولین کی دعا کے ذریعہ سے عجیب طور پر مشکل کشائیاں کیں ہیں اور اپنے فضلوں کو منکشف کیا ہے۔ بعض لوگ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں اور اس کی اصلیت یہ ہے کہ حکیم مطلق نے مقدر کیا ہوتا ہے کہ بسبب اہل حاجات ان کی دعاؤں سے اپنے مطلب کو پہونچ گئے۔ سو وہی اہل حاجات اس شخص مستجاب الدعوات کو آملتے ہیں اور امر مقدر پورا ہو جاتا ہے۔ سو مستجاب الدعوات کی طرف جھکنا ایک نیک فال ہے۔ کیونکہ غالباً جو شخص مستجاب الدعوات کی طرف آیا ہے اور اس کی طرف میل کرنا اس کو توفیق دیا گیا ہے۔ وہ انہیں لوگوں میں سے ہوگا۔ کہ جن کے حق میں قلم ازلی نے کامیاب ہونا اس کی دعا سے لکھا ہے۔ مگر یہ بات نہیں کہ جو مستجاب الدعوات مانگتا ہے۔ وہ بعینہ پورا ہو جاوے اس کی وجہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ پانچ کتابیں روانہ کی گئی ہیں۔ بخدمت خواجہ علی صاحب و مولوی عبد القادر صاحب سلام مسنون پہونچے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر خدا نے چاہا تو لودہیانہ میں مولوی صاحب کی ملاقات ہوگی

والامر کلہ فی ید اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ والسلام

۲۲ ستمبر سنہ ۸۳ء مطابق ۲۰ ذیقعد سنہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۵
مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کے وقت میں پہونچا۔ خداوند کریم آنمخدوم کو مکروہات زمانہ سے اپنے ظل حمایت میں رکھے۔ جس قدر آپ اس عاجز سے محبت رکھتے ہیں وہی محبت اور تعلق اس عاجز کو آپ سے ہے۔ یہ سچ ہے کہ مقام تعلقات محبت میں انسان یہی چاہتا ہے۔ کہ دیر تک اس دار فانی میں اتفاق ملاقات رہے۔ لیکن اس مسافرخانہ کی بنیاد نہایت ہی خام اور متزلزل ہے۔ اب تک اس عاجز پر جو مکشوف ہوا ہے۔ ان میں سے کوئی ایسا کشف نہیں جس میں طول عمر مفہوم ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر الہام ذومعنیین ہوتے ہیں جن کے ایک معنی کی رو سے تو قرب وفات سمجھا جاتا ہے اور دوسری معنی اتمام نعمت ہیں اس بات کو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کون سے معنی مراد ہیں۔ یہ الہام انی متوفیک و رافعک الی اس قدر ہوا ہے جس کا خدا ہی شمار جانتا ہے۔ بعض اوقات نصف شب کے بعد فجر تک تار لگا رہا ہے اس کے بھی دو ہی معنی ہیں رات کو ایک اور عجیب الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔ قل ضیفک انی متوفیک۔ قل لاخیک

[illegible] یہ الہام بھی چند مرتبہ ہوا اس کے معنے بھی دو ہی ہیں ایک تو یہ کہ جو تیرا مورد فیض یا فعّال ہے اس کو کہدے کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کرونگا۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ میں وفات دونگا معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ اس قسم کے تعلقات کم و بیش کوئی لوگ ہیں اس عاجز پر اس قسم کے الہامات اور مکاشفات اکثر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں اپنی نسبت اور بعض احباب کی نسبت۔ اُن کی عسر یسر کی نسبت اُن کے حوادث کی نسبت۔ ان کی عمر کی نسبت ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اور میرا اصول یہ ہے کہ انسان کو بالکل اپنے مولیٰ کی مرضی کے موافق رہنا چاہئے۔ اور جو کچھ وہ اختیار کرے۔ وہ بہتر ہے کیونکہ تمام خیر اُسی میں ہے جو وہ اختیار کرے۔ دل میں ارادہ تو ہے کہ ایک دور و دن کے لئے آپ کے شہر میں آؤں مگر بجز مرضی باری تعالیٰ کیونکر پورا ہو۔ مولوی عبدالقادر صاحب موت کو بہت یاد رکھیں اور دلی اخلاص کے حصول میں کوشش کریں اور عاجز بھی کوشش کریگا۔ والسلام ۲۰ نومبر ۱۸۸۳ء مطابق ۹ محرم ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۶

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں اور بعض بجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا۔ اور بعض کلمات شائد عبرانی ہیں ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہے آخیر جزو میں کہ ابتک چھپی نہیں درج کئے جائیں آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں:۔ پریشن۔ عمر براطوس یا پلاطوس یعنے پرطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں پھر دو لفظ اور ہیں ہو شعنا نعسا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں اوّل عربی فقرہ ہے یا داؤد عامل بالناس رفقاً و احساناً۔ یو مسٹ ڈو واٹ آئی ٹولڈ یو۔ تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ اُسی ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدّم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔ اس کو غور سے دیکھ لینا چاہئے اور وہ الہام یہ ہیں ہُد وآل مَن

سنڈ بی انگری بٹ گاڈ از ود یو۔ ہی شل ہلپ یو۔ وارڈز آف گاڈ ناٹ کین ایکسچینج۔ ترجمہ اگر
تمام آدمی ناراض ہونگے۔ لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ تمہاری مدد کریگا۔ اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے :۔
آئی شل ہلپ یو۔ مگر بعد اس کے یہ ہے: یو ہیو ٹو گو امرتسر۔ پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنے معلوم
نہیں اور وہ یہ ہے۔ ہی ہلٹس اِن دی ضلع پشاور۔ یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی
جلد تر جواب بھیجدیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بموضع مناسب درج ہو سکیں۔ بخدمت
مولوی عبدالقادر صاحب و خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہونچے۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آنمخدوم
کا عنایت نامہ پہونچا۔ موجب ممنونی ہوا۔ آج میرا ارادہ تھا۔ کہ صرف ایک دن کے لئے آنمخدوم کی
ملاقات کے لئے لودہیانہ کا قصد کروں۔ لیکن خط آمدہ مطبع ریاض ہند سے معلوم ہوا۔ کہ حال
طبع کتاب کا ابتر ہو رہا ہے۔ اگر اس کا جلدی سے تدارک کیا جائے۔ تو کاپیاں کہ جو ایک عرصہ کی لکھی
ہوئی ہیں خراب ہو جائیں گی۔ بات یہ ہے کہ کاپیوں کی چھ سات جزیں مطبع ریاض ہند سے بباعث
کم استطاعتی مطبع کے مطبع چشمہ نور میں دی تھی تصحیح اور مہتمم ریاض ہند نے وعدہ کیا تھا۔ کہ ان
کاپیوں کو جلد تر چھاپ دیں گے۔ اور قبل اس کے جو پرانی اور خراب ہوں۔ چھپ جائینگی۔ سو خط آمدہ مطبع
ریاض ہند سے معلوم ہوا۔ کہ وہ کاپیاں ابتک نہیں چھپیں اور خراب ہو گئیں ہیں کیونکہ ان کے لکھے
جانے پر عرصہ دراز گذر گیا ہے۔ ناچار اس بندوبست کے لئے کچھ دن امرتسر ٹھہرنا پڑیگا اور دوسری طرف
یہ ضرورت درپیش ہے۔ کہ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۳ء تک بعض احباب بطور مہمان قادیان میں آئیں گے اور ان کے
لئے اس خاکسار کا یہاں ہونا ضروری ہے۔ سو یہ عاجز بناچاری امرتسر کی طرف روانہ ہوتا ہے اور معلوم نہیں
کہ کیا پیش آوے۔ اگر زندگی اور فرصت اور توفیق ایزدی یاور ہوئی۔ اور کچھ وقت میسر آگیا۔ تو انشاء اللہ
القدیر ایک دن کے لئے امرتسر میں فراغت پاکر آنمخدوم کی طرف روانہ ہونگا۔ مگر وعدہ نہیں اور کچھ
خبر نہیں کہ کیا ہوگا اور خداوند کے فضل و کرم ربوبیت سے اس عاجز کو فرصت مل گئی تو اس بات کو

اگر بدستور [illegible] یاد رکھیں کہ صرف ایک رات رہنے کی گنجائش ہوگی کیونکہ بشرط زندگی خیریت کریوجہ حضرت خداوندکریم کے ہاتھ میں ہے - ۲۶ دسمبر ۱۸۸۳ء تک قادیان میں واپس آجانا ہے - اُن سے وعدہ ہو چکا ہے والامر کلہ فی ید اللہ اور ایک دن کے لئے آنا بھی ہنوز ایک خیال ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - اگر خداوند کریم نے فرصت دی اور زندگی اور امن عطا کیا اور امرتسر کے مخلص سے صفائی اور راستی حاصل ہوئی اور تاریخ مقررہ پر واپس آنے کے لئے گنجائش بھی ہوئی - تو یہ عاجز آپ سے کچھ فرق نہیں کریگا - مگر آپ ریل پر ہرگز تشریف نہ لاویں کہ یہ تکلف ہے - یہ احقر عباد سخت ناکارہ اور بے ہنر ہے اور اس لائق ہرگز نہیں - کہ اس کے لئے کچھ تکلف کیا جاوے - مولیٰ کریم کی ستاریوں اور پردہ پوشیوں نے کچھ کا کچھ ظاہر کر رکھا ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم -

۱۵ دسمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۰ مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بعد ہذا آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا - مجھکو آپکا اخلاص بہت شرمندہ کرتا ہے - خداوند کریم آپکو بہت ہی اجر بخشے - اور یہ عاجز تفضلات الٰہیہ پر بہت بھروسہ رکھتا ہے - اور یقیناً سمجھتا ہے کہ اُس کی رحمتیں اس اخلاص اور سعی کے صلہ میں آثار نمایاں دکھلائیں گی - یہ عالم فانی تو کچھ چیز نہیں اور اس کی آرزو کرنے والے سخت غلطی پر ہیں - مومن کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نعمت نہیں کہ اس کا مولیٰ کریم اُس پر راضی ہو - آپکے نفس میں قبولیت دعا کی شرائط پیدا ہیں - اور اس عاجز نے دوسروں میں اس قسم کی استقامت کم پائی ہے - نیک ظن بننا آسان ہے - مگر اُس کا نبھانا بہت مشکل - سو خدا نے استقامت اور حسن ظن کی مسالیت آپکے نفس میں رکھی ہے - یہ بڑی خوبی ہے - کہ جس سے انسان اپنی مراد کو پہونچتا ہے اور نہایت بدنصیب وہ انسان ہے - جس کا انجام آغاز کا جوش نہیں رکھتا اور بدظنی اُس کو ہلاکت کے قریب پہونچا دیتی ہے اور سعید وہ انسان ہے - جس پر نیک ظن غالب ہے - یہی وہ لوگ ہیں - جو ٹھوکر کھانے سے بچتے ہیں - اور اُس کا فطرتی نور اُن کو شیطانی تاریکی سے بچا لیتا ہے - اور تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں - اور الحمدللہ - کہ میں آپ کو اُن تھوڑوں کے اوّل درجہ میں دیکھتا ہوں بخدمت

تمام احباب مسنون پہونچے یکم جنوری سنہ ۸۴ء یکم ربیع اوّل سنہ ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہٗ مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپکے پہونچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ اب یہ عاجز یکم مشہ امرتسر جانے کو تیار ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہیں سے آپ کی خدمت میں خط لکھے گا۔ آپ نے جو خواب دیکھی انشاء اللہ القدیر بہت بہتر ہے۔ آپ کی تعبیر راست گوئی چلہ حسین اعمال ہی سے خداتعالیٰ ایسی کوئی بات پسند نہیں کرتا جیسے اُس کی راست گوئی کو۔ اور راست یہ ہے کہ خداتعالیٰ کا اس عاجز سے ایک عجیب معاملہ ہے۔ کہ مجھ جیسے شخص پر جس کا تفضل اور احسان ہے کہ اپنی ذاتی حالت میں احقر اور ارذل عباد ہے۔ زہد سے خالی اور عبادت سے عاری اور معاصی سے پُر ہے۔ سو اُس کے تفضلات تحریر میں خداتعالیٰ کا معاملہ اپنے بندوں سے طرز واحد پر نہیں اور توجہات اور اقبال اور رجوع حضرت احدیت کی کوئی ایک راہ خاص نہیں اگرچہ طریق مشہورہ ریاضات اور عبادات اور زہد اور تقویٰ ہے مگر ماسوا اس کے ایک اور طریق ہے۔ جس کو خداتعالیٰ کبھی کبھی آپ بنیاد ڈالتا ہے۔ کچھ دن گذرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے۔ اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرتا ہے۔ اور مشرب کے بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزون اُس کے مونہہ سے نکلتا ہے جس کا اخیر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے جیسے یہ مصرع

تمام شب گذرانیم در قیام و سجود

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں۔ پھر اخیر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے۔ مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی۔ اور جو شعر اُس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا سو وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے۔

طریق زہد و تعبد ندانم اے زاہد خدائے من قدمم راند برہ داؤد

سو سچ ہے کہ یہ عاجز زہد و تعبد سے خالی ہے۔ اور بجز عجز و نیستی [illegible] کچھ اپنے دامن میں نہیں اور وہ بھی خدا کے فضل سے نہ اپنے زور سے جو لوگ تماشہ کرتے ہیں وہ اگر [illegible]

تلاش کرتے ہیں اور یہ بات اس جگہ نہیں آپ کے مبلغ پچاس روپیہ عین ضرورت کے وقت پہونچے بعض آدمیوں کے بے وقت تقاضا سے بالفعل پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی دعا کے لئے یہ الہام ہوا:۔

بحسن قبول دعا بنگر کہ چہ زود دعا قبول میکنم۔ ۲۳ جنوری ۱۸۸۴ء کو یہ الہام ہوا۔ ۶ تاریخ کو آپ کا روپیہ آگیا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔ ۷ جنوری ۱۸۸۴ء۔ ۷ ربیع الاوّل ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز اگرچہ بہت چاہتا ہے۔ کہ آں مخدوم کے بار بار لکھنے کی تعمیل کی جائے۔ مگر کچھ خداوند کریم ہی کی طرف سے ایسے اسباب آپڑتے ہیں۔ کہ رُک جاتا ہوں۔ نہیں معلوم کہ حضرت احدیت کی کیا مرضی ہے۔ عاجز بندہ بغیر اُس کی مشیت کے قدم اُٹھا نہیں سکتا۔ ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ کسی مکان پر جو یاد نہیں رہا۔ یہ عاجز موجود ہے۔ اور بہت سے نئے نئے آدمی جن سے سابق تعارف نہیں ملنے کو آئے ہوئے ہیں اور آپ بھی ان کے ساتھ موجود ہیں مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی اور مکان ہے۔ اُن لوگوں نے اس عاجز میں کوئی بات دیکھی ہے۔ جو اُن کو ناگوار گذری ہے۔ سو اُن سب کے دل منقطع ہوگئے۔ آپ نے اُس وقت مجھ کو کہا کہ وضع بدل لو۔ میں نے کہا کہ نہیں بدعت ہے۔ سو وہ لوگ بیزار ہوگئے۔ اور ایک دوسرے مکان میں جو ساتھ ہے۔ جاکر بیٹھ گئے۔ تب شاید آپ بھی ساتھ ہیں میں اُن کے پاس گیا۔ تا اپنی امامت سے ان کو نماز پڑھاؤں پھر بھی اُنہوں نے بیزاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہیں۔ تب اس عاجز نے اُن سے علیحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا۔ اور باہر نکلنے کے لئے قدم اُٹھایا۔ معلوم ہوا کہ اُن سب میں سے ایک شخص پیچھے چلا آتا ہے جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو آپ ہی ہیں اب اگرچہ خوابوں میں تعینات معتبر نہیں ہوتے۔ اور اگر خدا چاہے۔ تو تقدیرات معلقہ کو مبدّل بھی کر دیتا ہے۔ لیکن اندیشہ گذرتا ہے۔ کہ خدانخواستہ وہ آپ ہی کا شہر نہ ہو۔ لوگوں کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہوں حقیقی شوق اور ارادت کہ جو لغزش اور ابتلا کے مقابلہ پر کچھ ٹھہر سکے۔ لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے۔ ورنہ اکثر لوگوں کے دل تھوڑی تھوڑی بات میں بدظنی کی طرف جھک جاتے ہیں اور پھر پہلے حال سے بھی اُن کا بدتر ہو جاتا ہے۔ صادق الارادت وہ شخص ہے کہ جو رابطہ توڑنے کے لئے جلد تر تیار نہ ہو جائے۔ اور اگر ایسا شخص جس پر ارادت ہے کبھی کسی فسق اور معصیت میں مبتلا نظر آوے۔ یا کسی

اور قسم کا ظلم اور تعدی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا دیکھے۔ یا کچھ اسباب اور اشیاء منہیات مجھ کو اس مکان پر موجود پاوے۔ تو جلد تر اپنے جا سے باہر نہ آوے۔ اور اپنی دیرینہ خدمت اور ارادت کو ایک ساعت میں برباد نہ کرے بلکہ یقیناً دل میں سمجھے کہ یہ ایک ابتلا ہے۔ کہ جو میرے لئے پیش آیا اور اپنی ارادت اور عقیدت میں کچھ فتور پیدا نہ کرے۔ اور کوئی اعتراض پیش نہ کرے اور خدا سے چاہے۔ کہ اس کو اس ابتلا سے نجات بخشے۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر کسی نہ کسی وقت اُس کے لئے ٹھوکر درپیش ہے جن پر خدا کی نظر لطف ہے۔ اُن کو خدا نے ایک مشرب پر نہیں رکھا۔ بعض کو کوئی مشرب بخشا اور بعض کو کوئی اور ان لوگوں میں ایسے بھی مشرب ہیں کہ جو ظاہری علماء کی سمجھ سے بہت دور ہیں حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم مرسل خضر کے کاموں کو دیکھ کر سراسیمہ اور حیران ہوئے اور ہر چند وعدہ بھی کیا کہ میں اعتراض نہیں کروں گا۔ پر جوش شریعت سے اعتراض کر بیٹھے۔ اور وہ اپنے حال میں معذور تھے۔ اور خضر اپنے حال میں معذور تھا۔ غرض اس مشرب کے لوگوں کی خدمت میں ارادت کے ساتھ آنا آسان ہے۔ مگر ارادت کو سلامت لیجانا مشکل ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ خدا کو ہر ایک زائر کا ابتلا منظور ہے تا وہ اُن پر اُن کی چھپی ہوئی بیماریاں ظاہر کرے۔ سو نہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اُس ابتلا کے وقت تباہ ہو جائے۔ کاش اگر وہ دُور کا دُور ہی رہتا تو اُس کے لئے اچھا ہوتا۔ ابوجہل کچھ سب سے زیادہ شریر نہ تھا۔ پر رسالت کے زمانہ نے اُس کا پردہ فاش کیا۔ اگر کسی بعد کی صدی میں کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو جاتا۔ تو شائد وہ خبث اُس کی چھپی رہتی۔ سو خبث امتحان ہی سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ آں مخدوم ابھی اس عاجز کی تکلیف کشی کے لئے بہت زور نہ دیں کہ کئی اندیشوں کا محل ہے۔ یہ عاجز معمولی زاہدوں اور عابدوں کے مشرب پر نہیں اور نہ اُن کی رسم اور عادت کے مطابق اوقات رکھتا ہے۔ بلکہ اُن کے پیرایہ سے نہائت بیگانہ اور دور ہے۔ سیفعل اللّٰہ ما یشاء۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو وہ قادر ہے۔ کہ اپنے خاص ایماء سے اجازت فرماوے۔ پھر یکے اس جگہ کے آنے سے وہ کہ جو بردہ غیب میں مخفی ہے۔ اُس کے ظہور کے منتظر رہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔

۱۰؍ جنوری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۰؍ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر صاحب سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون آں مخدوم کا خط آج امرتسر میں مجھکو ملا۔ پانچ جلدیں

حصہ اوّل و دوم و سوم روانہ ہو چکی ہیں۔ ایک خط دہلی کے علماء کی طرف سے اس خاکسار کو آیا تھا۔ کہ ہو
... نے تکفیر کا فتویٰ بہ نسبت اس خاکسار کے طلب کیا ہے۔ نہایت رفق اور ملائمت سے رہنا چاہئے۔
آج حضرت خداوند کریم کی طرف سے الہام ہوا۔ یا عبد الرّافع انّی رافعک الیّ۔ انّی معزّک
لا مانع لما اعطی۔ شاید پرسوں مکرر الہام ہوا تھا۔ یٰیحیٰ خذ الکتاب بقوّۃ۔ خذھا
ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولٰی۔ یہ آخری فقرہ پہلے بھی الہام ہو چکا ہے۔

۱۵ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آپ نے
جو قول وحدت وجود کی نسبت استفسار فرمایا ہے۔ اس میں یہ بہتر تھا کہ اوّل آپ ان وساوس
اور اوہام کو لکھتے جن کو قائلین اس قول سقیم کے بطور دلیل آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں کیونکہ
اس عاجز نے ہر چند ایک مدت دراز تک غور کی۔ اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبّر و تفکّر تمام
دیکھا اور محی الدین عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھرے ہوئے ہیں
اور خود عقل خداداد کی رو سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا۔ لیکن آج تک اس دعویٰ کی بنیاد پر کوئی دلیل اور
صحیح حجت ہاتھ نہیں آئی۔ اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے ابطال
پر براہین قویّہ اور حجج قطعیہ قائم ہوتے ہیں۔ کہ جو کسی طرح اٹھ نہیں سکتیں اول بڑی بھاری دلیل مسلمانوں
کے لئے بلکہ ہر یک کے لئے کہ جو حق پر قدم مارنا چاہتا ہے۔ قرآن شریف ہے۔ کیونکہ قرآن شریف
کی آیات محکمات میں بار بار اور تاکیدی طور پر کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ ما فی السمٰوات والارض
ہے۔ وہ سب مخلوق ہے اور خدا اور انسان میں ابدی امتیاز ہے کہ جو نہ اس عالم میں اور نہ دوسرے عالم میں
مرتفع ہو گی۔ اس جگہ بھی بندگی بیچارگی ہے اور وہاں بھی بندگی بیچارگی ہے۔ بلکہ اس پاک کلام میں
نہایت تصریح سے بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ انسان کی روح کے لئے عبودیت دائمی اور لازمی ہے۔
اور اس کی پیدائش کی عبودیت ہی علت غائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ وما خلقت الجن
والانس الا لیعبدون۔ یعنے میں نے جن اور انس کو پرستش دائمی کے لئے پیدا کیا ہے

اور پھر انسان کامل کی روح کو اُس کے آخری وقت پر مخاطب کر کے فرمایا ہے:- یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - یعنے اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی سو میرے بندوں میں داخل ہو اور میرے بہشت میں اندر آجا۔ ان دونوں آیات جامع البرکات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ انسان کی روح کے لئے بندگی اور عبودیت دائمی اور لازمی ہے اور اسی عبودیت کی غرض سے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ بلکہ آیت موخر الذکر میں یہ بھی فرما دیا ہے کہ جو انسان اپنی سعادت کاملہ کو پہونچ جاتا ہے۔ اور اپنے تمام کمالات فطرتی کو پالیتا ہے اور اپنی جمیع استعدادات کو انتہائی درجہ تک پہونچا دیتا ہے اُس کو اپنی آخری حالت پر عبودیت کا ہی خطاب ملتا ہے اور فادخلی فی عبادی کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ سو آپ دیکھئے۔ اس آیت سے کس قدر بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا کمال مطلوب عبودیت ہی ہے۔ اور سالک کا انتہائی مرتبہ عبودیت تک ہی ختم ہوتا ہے۔ اگر عبودیت انسان کے لئے ایک عارضی جامہ ہوتا۔ اور اصل حقیقت اس کی الوہیت ہوتی تو چاہئے تھا کہ بعد طے کرنے تمام مراتب سلوک کے الوہیت کے نام سے پکارا جاتا۔ لیکن فادخلی فی عبادی کے لفظ سے ظاہر ہے۔ کہ عبودیت اُس جہان میں بھی دائمی ہے۔ جو ابدالاباد ہمیشگی اور آئیت باواز بلند پکار رہی ہے۔ کہ انسان گو کیسے ہی کمالات حاصل کرے۔ مگر وہ کسی حالت میں عبودیت سے باہر ہو ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس کیفیت سے کوئی شئے کسی حالت میں باہر نہ ہوسکے وہ کیفیت اُس کی حقیقت اور ماہیت ہوتی ہے۔ پس چونکہ از روئے بیان واضح قرآن شریف کے انسان کے نفس کے لئے عبودیت ایسی لازمی چیز ہے کہ نبی بن کر اور نہ رسول بن کر اور صدیق بن کر اور نہ شہید بن کر اور نہ اس جہان میں اور نہ اُس جہان میں الگ ہو سکے جو بہتر اور بہتر انبیا تھے۔ انہوں نے عبدہ ورسولہ ہونا اپنا فخر سمجھا۔ تو اس سے ثابت ہے کہ انسان کی اصل حقیقت و ماہیت عبودیت ہی ہے۔ الوہیت نہیں اور اگر کوئی الوہیت کا مدعی ہے۔ تو بمقابلہ اس محکم اور بیّن آیت کے کہ جو فادخلی فی عبادی ہے۔ کوئی دوسری آیت ایسی پیش کرے کہ جس کا مفہوم فادخلی فی ذاتی ہو۔ اور خود قرآن شریف جا بجا اپنے نزول کی حالت خاص بھی

انسان کا کمال مطلوب

فادخلی فی عبادی کی تفسیر

یہ ٹھہرانا ہے کہ تا عبودیت پر لوگوں کو قائم کرے۔ اور خدا نے اپنی کتاب عزیز میں اُن لوگوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے مسیح اور بعض دوسرے نبیوں کو خدا سمجھا تھا۔ پس کیونکر وہ لوگ رحمت کے مستحق ہو سکتے ہیں جنہوں نے تمام جہان کو یہاں تک کہ ناپاک اور پلید روحوں کو بھی کہ جو شرارت اور فسق اور فجور سے بھری ہیں۔ خدا سمجھ لیا ہے۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے توحید تین مرتبہ پر منقسم ہے۔ ایک ادنیٰ اور ایک اوسط اور ایک اعلیٰ۔ تفصیل اُس کی یہ ہے کہ ادنیٰ مرتبہ توحید کا کہ جس کے بغیر ایمان متحقق ہی نہیں ہو سکتا۔ نفی شرک رکھنا ہے۔ یعنے اس شرک سے بیزار ہونا کہ جو مشرکین محض ظلم اور زیادتی کی راہ سے مخلوق چیزوں کو خدا کے کاموں میں شریک سمجھتے ہیں یعنی کسی قوم نے سورج اور چاند یا آگ اور پانی کو دیوتے قرار دے لیا ہے۔ اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور کسی قوم نے بعض انسانوں کو خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ اور خداوند کریم کی طرح اُن کو قادر مطلق اور قاضی الحاجات خیال کر رکھا ہے۔ سو یہ شرک صریح اور ظلم بدیہی ہے کہ جو ہر یک عاقل کو بہ بداہت نظر آتا ہے۔ لیکن دوسری قسم شرک کی جو قرآن شریف میں بیان کی ہے۔ جس کے چھوڑنے پر توحید کی دوسری قسم موقوف ہے۔ وہ اس کی نسبت کچھ باریک ہے۔ کہ عوام کالانعام اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ یعنے اسباب کو کارخانہ قدرت حضرت احدیت میں شریک سمجھنا اور فاعل اور موثر حقیقی خدا ہی کو نہ جاننا۔ مثلاً ایک دوکاندار مسلمان جب عین ہجوم خریداروں کے وقت میں بانگ نماز جمعہ سنتا ہے۔ تو دل میں خیال کرتا ہے کہ اگر میں اس وقت جمعہ کی نماز کے لئے اپنی دکان بند کر کے گیا۔ تو مرا بڑا ہی ہرج ہوگا جمعہ کی نماز میں خطبہ سننے اور نماز پڑھنے اور پھر شاید وعظ سننے میں ضرور دیر لگے گی۔ اور اس عرصہ میں سب خریدار چلے جائیں گے اور جو آمدنی اب یہاں ٹھہرے رہنے سے متصور ہے۔ اُس سے محروم رہوں گا۔ سو یہ شرک فی الاسباب ہے کیونکہ اگر وہ دوکاندار جانتا۔ کہ مرا ایک رازق قادر و متصرف مطلق ہے جس کے ہاتھ میں تمام قبض و بسط رزق ہے۔ اور اُس کی اطاعت کرنے میں کوئی نقصان عائد حال نہیں ہو سکتا۔ اور اُس کے ارادہ کے برخلاف کوئی تدبیر و حیلہ رزق کو فراخ نہیں کر سکتا۔ تو وہ اس شرک میں ہرگز مبتلا نہ ہوتا اور یہ قسم دوئم شرک کی چونکہ باریک ہے۔ اس وجہ سے ایک عالم اس میں مبتلا ہو رہا ہے۔ اور اکثر لوگ

اسباب پرستی پر اسقدر جھک رہے ہیں۔ کہ گویا وہ اپنے اسباب کو اپنا خدا سمجھ رہے ہیں اور یہ شرک دِق کی بیماری کی طرح ہے کہ جو اکثر نظروں سے مخفی اور محجب رہتا ہے۔ اور تیسری قسم شرک کی جو قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے۔ جس کے چھوڑنے پر تیسری قسم توحید کی موقوف ہے وہ نہائیت ہی باریک ہے۔ کہ بجز خاص بالغ نظروں کے کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔ اور بغیر افراد خاص کے کوئی اس سے خلاصی نہیں پاتا اور وہ یہ ہے کہ ماسوا اللہ کے یادداشت دل پر غالب رہنا اور ان کی محبت اور اُن کی محبت یا عداوت میں اپنی اوقات ضائع کرنا اور اُن کی ناچیز ہستی کو کچھ چیز سمجھنا اور اس شرک کا چھوڑنا جس پر توحید کامل موقوف ہے۔ تب محقق ہوتا ہے کہ جب محب صادق پر اسقدر محبت اور محبت الٰہی کا استیلاء ہو جائے کہ اس کی نظر شہود میں ہر یک موجود ماسوا اللہ موجود ہونے کے معدوم دکھائی دے۔ یہاں تک کہ اپنا وجود بھی فراموش ہو جائے۔ اور محبوب حقیقی کا نور ایسا کامل طور پر چمکے۔ سو اوس کے آگے کسی چیز کی ہستی اور حقیقت باقی نہ رہے اور اس توحید کا کمال اس بات پر موقوف ہے۔ کہ ماسوا اللہ واقعی طور پر موجود تو ہو۔ مگر سالک کی نظر عاشقانہ میں کہ جو محبت الیہ سے کامل طور پر بھڑک گئی ہے۔ وہ وجود غیر کا کالعدم دکھائی دے اور غلبہ محبت احدیّت کی وجہ سے اس کے ماسوا کو منفی اور معدوم خیال کرے۔ کیونکہ اگر وجود ماسوا کا فی الحقیقت منفی اور معدوم ہی ہو۔ تو پھر اس توحید درجہ سوئم کی تمام خوبی برباد ہو جائے گی۔ وجہ یہ کہ ساری خوبی اس توحید درجہ سوئم میں یہ ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت اور عظمت اس قدر دل پر استیلاء کرے کہ بوجہ غلبہ اس شہود تام کے دوسری چیزیں معدوم دکھائی دیں۔ اب اگر دوسری چیزیں فی الحقیقت معدوم ہی ہیں تو پھر اس استیلاء محبت اور غلبہ شہود عظمت کی تاثیر کیا ہوئی۔ اور کون کمال اس توحید میں ثابت ہوا۔ کیونکہ جو چیز فی الواقعہ معدوم ہے۔ اس کو معدوم ہی خیال کرنا ایسا امر نہیں ہے۔ کہ جو استیلاء محبت پر موقوف ہو بلکہ محبت اور شہود عظمت تامہ کی کمالیت اسی حالت میں ثابت ہو گی۔ کہ جب عاشق دلدادہ محض استیلاء عشق کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے اپنے معدوم کے ماسوا کو معدوم سمجھے اور اپنے معشوق کے غیر کو کالعدم خیال کرے گو عقل شرع اُس کو سمجھاتی ہوں۔ کہ وہ چیزیں حقیقت میں معدوم

نہیں ہیں جیسے ظاہر ہے کہ جب دن چڑھتا ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں پر نور آفتاب کا استیلاء کرتا ہے۔ تو باوجود اس کے کہ لوگ جانتے ہیں کہ ستارے اس وقت معدوم نہیں مگر پھر بھی بوجہ استیلاء اس نور کے کہ ستاروں کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایسا ہی استیلاء محبت اور عظمت اللہ کا محب صادق کی نظر میں ایسا ظاہر کرتا ہے۔ کہ گویا تمام عالم بجز اس کے محبوب کے معدوم ہے۔ اور اگرچہ عشق حقیقی میں یہ تمام انوار کامل اور اتم طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی عشق مجازی کا مبتلا بھی اس غائت درجہ عشق پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ اپنے معشوق کے غیر کو یہاں تک کہ خود اپنے نفس کو کالعدم سمجھنے لگتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ مجنون جس کا نام قیس ہے۔ اپنے عشق کی آخری حالت میں ایسا دیوانہ ہو گیا کہ یہ کہنے لگا کہ میں آپ ہی لیلی ہوں۔ سو یہ بات تو نہیں کہ فی الحقیقت وہ لیلی ہی ہو گیا تھا۔ بلکہ اس کا یہ باعث تھا کہ چونکہ وہ مدت تک تصور لیلی میں غرق رہا۔ اس لئے آہستہ آہستہ اس میں خود فراموشی کا اثر ہونے لگا۔ ہوتے ہوتے اس کا استغراق بہت ہی کمال کو پہنچ گیا اور محویت کی اس حد تک جا پہونچا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جنون عشق سے انا اللیلی کا دعوے کرنے لگا اور یہ خیال دل میں بندھ گیا کہ فی الحقیقت میں ہی لیلی ہوں۔ غرض غیر کو معدوم سمجھنا لوازم کمال عشق میں سے ہے۔ اور اگر غیر فی الحقیقت معدوم ہی ہے۔ تو پھر وہ ایسا امر نہیں ہے کہ جس کو استیلاء محبت اور جنون عشق سے کچھ بھی تعلق ہو اور غلبہ عشق کی حالت میں محویت کے آثار پیدا ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو انسان مشکل سے سمجھ سکے۔ شیخ مصلح الدین شیرازی نے خوب کہا ہے۔

نہ از چینم حکایت کن نہ از روم	کہ دارم دلستانے اندریں بوم
چو روئے خوب او آید بیادم	فراموشم شود موجود و معدوم

اور پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں

با تو مشغول و با تو ہمہ ہمہ	وز تو بخشایشش تو میخواہم
تا مرا از تو آگہی دادند	بوجودت گر از خود آگاہم

اور خود وہ محویت کا ہی اثر تھا۔ جس سے زلیخا کی سہیلیوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔

نفی وجود مصلح الدین [illegible]

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف میں کمال توحید کا یہی درجہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ محبِ صادق
بوجہ استیلاء محبت اور شہود عظمت محبوبِ حقیقی کی غیر کے وجود کو کالعدم خیال کرے نہ کہ فی الواقعہ غیر معدوم
ہی ہو۔ کیونکہ معدوم کو معدوم خیال کرنا ترقیات عشق اور محبت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ سو عاشق صادق کے لئے
توحید ضروری اور لابدی ہے۔ جو اُس کے کمال عشق کی علامت ہے یہی توحید ہے کہ جو اُس کا شہود بجز ایک کے دوسرے پر نہ کہ
عقلی طور پر بھی فی الواقعہ بہی موجود سمجھتا ہو۔ کیونکہ وہ اپنے عقل میں ہو کر ایسی باتیں ہرگز مونہہ پر نہیں لاتا۔ اور
حق الیقین کے مرتبہ کے لحاظ سے جب دیکھتا ہے۔ تو حقائق اشیاء سے انکار نہیں کرسکتا۔ بلکہ جیسا کہ اشیاء
فی الواقعہ موجود ہیں ایسا ہی اُن کی موجودیت کا اقرار رکھتا ہے اور چونکہ یہ توحید شہودی فنا کے لئے لازمی اور
ضروری ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کا ذکر اپنے پاک کلام میں بسط سے فرمایا ہے۔ اور نادان جب
اُن بعض آیات کو دیکھتا ہے۔ تو اس دھوکہ میں پڑجاتا ہے۔ کہ گویا وہ آیات توحید وجودی کی طرف اشارہ ہے
اور اس بات کو نہیں سمجھتا کہ خداوند کے کلام میں تناقض نہیں ہوسکتا جس حالت میں اُس نے صدہا آیات
بیّنات اور نصوص صریحہ میں اپنے وجود اور مخلوق کے وجود میں امتیاز کلی ظاہر کردیا ہے اور اپنے مصنوعات
کو موجود واقعی قرار دیکر اپنی صانعیت اُن سے ثابت کی ہے۔ اور اپنے غیر کو شقی اور سعید کی قسموں میں
تقسیم کیا ہے۔ اور بعض کے لئے خلودِ جنت اور بعض کے لئے خلودِ جہنم قرار دیا ہے اور اپنے تمام نبیوں اور
مرسلوں اور صدیقوں کو بندہ کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور آخرت میں اُن کی عبودیت دائمی غیر منقطع کا
ذکر فرمایا ہے تو پھر ایسے صاف صاف اور کھلے کھلے بیان کے مقابل پر کہ جو بالکل عقلی طریق سے بھی
مطابق ہے۔ بعض آیات کی کسی اور طرح پر معنی کرنا صرف اُن لوگوں کا کام ہے کہ جو راہ راست کے طالب نہیں
بلکہ آرام پسند اور آزاد طبع ہوکر صرف الحاد اور زندقہ میں اپنی عمر بسر کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے۔
کہ اگر انسان صرف عقل کی رُو سے بھی نظر کرے۔ تو وہ فی الفور معلوم کریگا کہ مشت خاک کو حضرت
پاک سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ انسان دنیا میں اکثر بہت سے مکروہات اپنی مرضی کے برخلاف دیکھتا ہے۔
اور بہت سے مطالب باوجود دعا اور تضرع کے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ پس اگر انسان فی الحقیقت خدا ہی
ہے۔ تو کیوں صرف کن فیکون کے اشارہ سے اپنے تمام مقاصد حاصل نہیں کرلیتا۔ اور کیوں
صفات الوہیت اس میں محقق نہیں ہوتیں کیا کوئی حقیقت اپنے لوازم ذاتی سے معرا ہوسکتی ہے

پس اگر انسان ہی کی حقیقت الوہیت ہے تو کیوں آثار الوہیت اس سے ظاہر نہیں ہوتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
چالیس برس تک روتے رہے۔ مگر اپنے فرزند عزیز کا کچھ پتہ نہ ملا۔ مگر اسی وقت کہ جب خدا نے چاہا۔ پس
جبکہ صفات الوہیت نبیوں میں ظاہر نہیں ہوئے۔ تو اور کون ہے۔ جس میں ظاہر ہوں گے
اور جبکہ اب تک کوئی ایسا مرد پیدا نہیں ہوا۔ کہ جس نے میدان میں آکر تمام مخالفوں اور موافقوں
کے سامنے الوہیت کی طاقتیں دکھلائی ہوں۔ تو پھر آئندہ کیونکر امید رکھیں۔ ماسوا اس کے
یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ انسان سے کیسے کیسے بُرے اور ناپاک کام صادر ہوتے ہیں پس کیا عقل
کسی عاقل کی تجویز کر سکتی ہے۔ کہ یہ سب ناپاکیاں خدا کی رجوع کر سکتی ہے۔ پھر علاوہ اس کے
مخلوق کے وجود سے انکار کرنا دوسرے لفظوں میں اس بات کا دعویٰ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ
قادر مطلق نہیں۔ کیونکہ اگر اس کو قادر مطلق مان لیا ہے۔ تو پھر اُس کی قدرت تامہ کا اسی بات
پر ثبوت موقوف ہے۔ کہ جو چاہے پیدا کرے نہ کہ ہندوؤں کے اوتاروں کی طرح ہر جگہ بُرے بھلے
کام کرنے کے لئے آپ ہی جنم لیتا رہے۔ سو خدا کی ذات سے سلب قدرت کرنا اور اُس کو طرح طرح
کے گناہوں اور پاپوں اور بے ایمانیوں کا مورد ٹھہرانا اور انواع اقسام کی جہالتوں کو اُس پر روا
رکھنا اسی توحید وجودی کا نتیجہ ہے۔ جس کو وجودی لوگ نہیں سمجھتے۔ عقلمند انسان کا یہ کام ہوتا
ہے۔ کہ وہ ایسا دعویٰ ہرگز نہیں کرتا۔ جس دعویٰ کا ثبوت اس کے پاس موجود نہیں ہوتا۔ پس
اگر یہ لوگ عاقل ہوتے۔ تو ایسا دعویٰ کرنے سے متحاشی ہوتے۔ زیادہ تر خرابی ان میں یہ ہے
کہ اُن کی زبان اُن کے فعل اور عمل پر غالب ہو رہی ہے۔ ذرا خیال نہیں کرتے۔ کہ ہم کو نفس امارہ
نے کہاں تک پہونچا رکھا ہے۔ اور کس قسم کی ظلمت ہمارے دلوں پر طاری ہو رہی ہے۔ اور کیونکر
ہم دن رات جیفہ دنیا میں غرق ہو رہے ہیں اگر یہ لوگ ایسا خیال کرتے اور انسانی ترقیات کو
حال کے ذریعہ سے دیکھتے۔ نہ صرف قال کے ذریعہ سے۔ تو یہ تمام اوہام اُن کے خود بخود اُٹھ جاتے
مثلاً ایک عاقل سیاح کے پاس یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب کوئی سیاح فلاں جزیرہ میں پہونچتا
ہے۔ تو بجائے دو آنکھ کے اُس کی چار آنکھیں ہو جاتی ہیں۔ اور مونہہ سے سُنتا ہے۔ اور کانوں
کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ تو ایسی خلاف قیاس خبر پر صرف اسی حالت میں عقلمند یقین کرے گا

کہ جب بیان کنندہ اس خبر کا خود اس جزیرہ میں ہو کر آیا ہو اور یہ چار آنکھیں اور ایسا مُنہ اور ایسے کان اس نے دکھلائے ہوں۔ یا کوئی اور انسان پیش کر دیا ہو جس میں یہ صفتیں موجود ہوں۔ اور اگر ایسا نہیں کیا تو ہرگز وہ عاقل اس بات کو تسلیم نہیں کریگا۔ اور غایت کار اُس احمق کو یہ جواب دیگا۔ کہ بھائی میں بھی تو اُسی جزیرہ کی طرف چلا جاتا ہوں۔ سو اگر ایسی ہی اس جزیرہ میں خاصیت ہے۔ تو میری بھی وہاں جا کر چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ اور میں بھی مونہہ سے سُنوں گا۔ اور کانوں سے دیکھوں گا۔ تب خود میں تیرے اس بیان کو قبول کر لوں گا۔ اب میں بلا ثبوت کیوں کر قبول کر سکتا ہوں۔ سو سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو انسان اپنے نفس کو دھوکہ نہیں دیتا اور اپنے خیال کو گمراہی میں ڈالنا نہیں چاہتا وہ باتیں چھوڑ دیتا ہے اور کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور سرگرمی سے منزل مقصود کی طرف قدم رکھتا ہے۔ پھر اُس راہ کے تمام عجائبات اُس کو دیکھنے پڑتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے حق الامر اُس پر کھل جاتا ہے۔ مگر جو کوئی صرف باتوں میں مقید رہتا ہے۔ اور محض سُننے سُنائے قصوں پر کہ جو عقل اور شرع سے بکلی منافی ہیں جم جاتا ہے۔ وہ اپنے نفس کو آپ ہلاکت میں ڈالتا ہے حقیقت میں ایسے لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل بے غرض ہیں۔ اور وسیع مشربی کے پردہ میں اپنے نفس امارہ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اُن کی سرشت میں کچھ بُو صدق کی ہے۔ تو پہلے انسان بن کر ہی دکھلاویں۔ پیچھے سے الوہیت کا دعویٰ کریں۔ کیونکہ انسان بننے کے ہی ایسے لوازم ہیں۔ جن کی ابھی تک بُو اُن میں نہیں آئی۔ نہ اُس کے حصول کی کچھ پرواہ رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ امت محمدیہ کی آپ اصلاح کرے۔ عجب خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور یہ عاجز بباعث اپنی علالت طبع کے اس مضمون کو تفصیل اور بسط سے نہیں لکھ سکا لیکن میں امید رکھتا ہوں۔ کہ طالب حق کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ مگر جس شخص کا مقصد خدا نہیں اس کو کوئی دقیقہ معرفت اور کوئی نشان مفید نہیں۔ و ما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یؤمنون۔ اور یہ عاجز دو دن کے رفع انتظار کی غرض سے یہ خط لکھا گیا۔ اور اب میں توکلاً علی اللہ امرتسر کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ والسلام

۱۳ فروری ۱۸۸۶ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون آں مخدوم کا خط بعد واپسی از امرتسر مجھ کو ملا۔ آں مخدوم کچھ تفکر اور تردد نہ کریں اور یقیناً سمجھیں کہ وجود مخالفوں کا حکمت سے خالی نہیں بڑی برکات ہیں کہ جن کا ظاہر ہونا معاندوں کے عناد پر ہی موقوف ہے۔ اگر دنیاوی معاند اور حاسد اور موذی لوگ نہ ہوتے۔ تو بہت سے اسرار اور برکات مخفی رہ جاتے۔ کسی نبی کے برکات کامل طور پر ظاہر نہیں ہوئے جب تک وہ کامل طور پر ستایا نہیں گیا۔ اگر لوگ خدا کے بندوں کو کہ جو اُس کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں یوں ہی اُن کی شکل ہی دیکھ کر قبول کر لیتے۔ تو بہت عجائبات تھے کہ اُن کا ہرگز دنیا میں ظہور نہ ہوتا۔ تاریخ ۲۱۔ فروری ۱۸۸۳ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آں مخدوم کا عنایت نامہ بذریعہ محمد شریف صاحب مجھ کو ملا۔ سو آپ کو میں اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حصہ سوم و چہارم بخدمت علماء دہلی بھیج دیئے ہیں۔ آپ نے جو لکھا ہے۔ کہ چوتھے حصہ کے صفحہ ۴۹۶ پر مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ آپ نے مفصل نہیں لکھا کہ کیا اعتراض کرتے ہیں صرف آپ نے یہ لکھا ہے کہ یا مریم اسکن میں نحوی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اسکن کی جگہ اسکنی چاہئے تھا۔ سو آپ کو میں مطلع کرتا ہوں کہ جس شخص نے ایسا اعتراض کیا ہے۔ اس نے خود غلطی کھائی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نحو اور صرف سے آپ ہی بے خبر ہے۔ کیونکہ عبارت کا سیاق دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ مریم سے مریم اُمّ عیسیٰ مراد نہیں ہے۔ اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے۔ اور نہ احمدؐ سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مراد ہیں۔ اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں اُن ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے۔ بلکہ ہر یک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔ اب جبکہ اس جگہ مریم کے لفظ سے کوئی مونث مراد نہیں ہے۔ بلکہ مذکر مراد ہے تو قاعدہ یہی ہے۔ کہ اس کے لئے صیغہ مذکر ہی لایا جائے یعنے یا مریم اسکن کہا جائے نہ یہ کہ یا مریم اسکنی۔ ہاں اگر مریم کے لفظ سے کوئی مونث مراد ہوتی۔ تو پھر اس جگہ اسکنی آتا لیکن اس جگہ

[illegible]

تو مسیح مریم مذکر کا نام رکھا گیا۔ اس لئے بر عایت مذکر و مذکر کا صیغہ آیا اور یہی قاعدہ ہے کہ جو نحویوں اور صرفیوں میں مسلم ہے اور کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ اور زوج کے لفظ سے رفقاء اور قرباء مراد ہیں۔ زوج مراد نہیں ہے۔ اور لغت میں یہ لفظ دونوں طور پر اطلاق پاتا ہے۔ اور جنت کا لفظ اس عاجز کے الہامات میں کبھی اُسی جنت پر بولا جاتا ہے کہ جو آخرت سے تعلق رکھتا ہے اور کبھی دُنیا کی خوشی اور فتحیابی اور سرور اور آرام پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ عاجز اس الہام میں کوئی جائے گرفت نہیں دیکھتا۔ ۱۶ر فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۲- ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا عاجز یہ دعا کرتا ہے۔ کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس مخدوم کی عمر میں برکت بخشے۔ زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کسی طرح مولیٰ کریم راضی ہو جائے۔ ہر یک سعادت اس کی رضا سے حاصل ہو جاتی ہے۔ دُنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے۔ وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ مگر جو کچھ خالصاً مرضات اللہ کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے۔ وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے۔ عمل صالح بڑی ہی نعمت ہے۔ خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور قرب حضرت احدیت حاصل ہوتا ہے۔ کہ جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح عمل صالح کے برکات اُس کی آخری خیر میں مخفی ہوتے ہیں۔ جو شخص آخر تک پہونچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہونچاتا ہے۔ وہ اُن برکات سے متمتع ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص درمیان سے ہر عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور اُس کو [illegible] کمال مطلوب تک نہیں پہونچاتا۔ وہ اُن برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں مگر برکات ان اعمال کے ان میں نمایاں نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے۔ وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا۔ سب برکتیں کمال میں ہیں۔ اور عمل ناتمام میں کوئی برکت نہیں بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اور اُن لوگوں میں جا ملتا ہے کہ جو خسر الدنیا والآخرۃ ہیں۔ سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے۔ کہ جو ہر یک

عمل صالح

عمل صالح کے برکات اس کی آخری خیر میں مخفی ہیں

قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہونچ جائے۔ اور اپنے کمال تک کسی عمل صالح کا پہونچنا
اس بات پر موقوف ہے۔ کہ عامل کی ایسی نیت صالح ہو۔ کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجا لانے کی کوئی
اور غرض مخفی نہ ہو یعنی صرف اُس کے دل میں یہ ہو۔ کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا
ہے اور گو اطاعت بجا لانے پر ثواب مترتب یا عذاب مترتب ہو۔ اور گو اُس کا نتیجہ آرام اور راحت ہو
یا مصیبت اور عقوبت ہو۔ لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہیگا۔ کیونکہ وہ بندہ ہے۔ پس جو
شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے۔ اور امید
ہے کہ اس پر فضل ہو۔ لیکن اسے لازم ہے کہ کسی امید پر بنیاد نہ رکھے۔ اور اطاعت اور
عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے اور سرگرمی سے خدمت میں
لگا رہے۔ اور اپنی کارگزاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ اور مولیٰ کریم پر احسان خیال نہ کرے
دنیا مزرعہ آخرت ہے۔ اور فارغ باشی کچھ چیز نہیں۔ وہی لوگ مبارک ہیں۔ کہ جو دن رات
اپنے زور سے اپنے تمام اخلاص سے۔ اپنے تمام رجوع سے رضائے مولیٰ حاصل کرنا چاہتے
ہیں۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آپ نے
جو اپنے عنایت نامہ مرقومہ ۲۹۔ فروری ۱۸۸۴ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آج تک میں نے
بباعث علالت طبع اُس کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دردسر طبیعت
حاضر نہیں ہے۔ لیکن جو آنمخدوم کا وہ خط دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے
کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں۔ وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک
ان معنوں کرکے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے۔ کہ وہ سیر اولیاء کا منتہا اور آخری حد ہے۔ جس سے
فنائے اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے۔ اگرچہ درگاہ احدیت بے نہایت ہے۔ لیکن جس کمال توحید
کو انسان اپنے مجاہدہ سے۔ اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے۔ اپنے سیر و سلوک سے حاصل
کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے۔ پھر بعد اس کے مخفی تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں۔

جن میں کوششوں کو راہ نہیں۔ ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنے نفس اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشئے سمجھ کر اور اپنے ارادہ اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔ اور اپنی ناچیز ہستی کو شہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالیٰ کے نابود اور معدوم دیکھائی دے۔ اور جیسا فی الواقعہ انسان بمقابلہ وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہے ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے۔ گویا اب بھی وہ نیست ہی ہے۔ جیسا پہلے نیست تھا۔ سو یہ مرتبہ معدومیت کی آخری حد ہے۔ اور یہی اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ بعد اس کے مرتبہ سیر فی اللہ ہے۔ لیکن اس مرتبہ کے حصول کے لئے کوششوں کو دخل نہیں۔ بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں۔ کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کر کے بادشاہ کے ملنے کے لئے آیا ہے۔ اور جس قدر راہ میں مانع تھے۔ سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے۔ اب خیمہ کے اندر جانا اس کا کام نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنا کام سب کر چکا ہے۔ اور خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا کام ہے۔ کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہی پر موقوف ہے۔ ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے۔ اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا۔ آپ نے جو کئی شعروں کے معنی دریافت فرمائے ہیں۔ وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا۔ تحریر کروں گا۔ اور امرتسر سے واپس آگیا ہوں۔ اور واپس آکر میر مردان علی صاحب کا خط ملا۔ سو اُن کی نسبت اور آں مخدوم کے لخت جگر کی نسبت دعائے خیر کرکے خوا بجا کرتا ہوں جب طبیعت روبصحت ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط یاد آں مخدوم کے سوال معنی اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جائے گا۔ ۱۱ مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مع مبلغ للعہ روپیہ پہونچا۔ یہ عاجز آپکی بخاشیں در رہ شکر گذار ہے اور اپنے مولیٰ کریم جل شانہ سے چاہتا ہے۔ کہ آپ کو جزائے عظیم بخشے۔ آج اسی وقت میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ کسی ابتلا میں پڑا ہوں اور میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔ اور جو شخص سرکاری طور پر مجھ سے مواخذہ کرتا ہے۔ میں نے اُس کو کہا۔ کیا مجھ کو قید کریں گے یا قتل کرینگے۔ اس نے کچھ ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائیگا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خداوند تعالیٰ جل شانہ کے تصرف میں ہوں۔ جہاں مجھکو بٹھائیگا بیٹھ جاؤنگا۔ اور جہاں مجھ کو کھڑا کریگا۔ کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور یہ

الہام ہوا۔ یدعون لک ابدال الشام وعباد اللّٰہ من العرب۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں۔ اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے۔ اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہو۔ واللّٰہ اعلم بالصواب مناسب سمجھا تھا۔ آپ کو اطلاع دوں۔ ۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدوم و مکرم اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپکا اخلاص اور جوش محبت اپنے کمال کو پہونچ گیا۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء خداوند کریم سے چاہتا ہوں۔ کہ آپکا تشتت خاطر بجمعیت مبدّل ہو۔ آمین!

۱۹ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدومی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ چونکہ اس مخدوم کی روح کو اس عاجز کی روح سے بشدت مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے تعلقات روحانی کا غلبہ ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حالت کاملہ ابتلاء کے خطرات سے امن میں ہے۔ یہ عاجز بوجہ قلت فرصت تحریر جواب سے قاصر رہا۔ اور مستعد تحریر تھا۔ کہ اسی میں خط پہونچ گیا۔ دہلی کی طرف جانے کے لئے ابھی کچھ معلوم نہیں۔ ہندوستان میں اکثر اطراف بیماری بہت پھیل رہی ہے۔ اگر کسی وقت بطریق عجلت سفر اُس طرف کا پیش آیا تب تو مجبوری ہے

ورنہ بہرطرح خواہ ایک ساعت سے پیچھے ہو انشاء اللہ ملاقات اس مخدوم کی ہوگی۔ آگے ہر ایک امر خدا تعالیٰ
کے اختیار میں ہے۔ پردہ غیب میں جو کچھ مخفی ہے کسی کو اس پر اطلاع نہیں۔ آں مخدوم
اپنی اصلی صحت پر آ گئے ہوں۔ تو اطلاع بخشیں۔ ۴ جون ۱۸۸۴ء مطابق ۹ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از خاکسار غلام احمد باخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط
آنمخدوم پہنچا۔ یہ عاجز بباعث درد سر و درد پہلو اس قدر بیمار رہا۔ کہ بعض اوقات یہ عارضہ
مقدمہ موت جو ہر یک بشر کے لئے ضروری ہے۔ معلوم ہوتا تھا۔ اب افاقہ ہے۔ مگر کچھ
درد باقی ہے۔ اسی وجہ سے تحریر جواب سے معذور رہا۔ آپ کا خط استفسار اختلافات
نماز میں ہے۔ وہ بھی اس عاجز کے پاس رکھا ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ صحت پر موقوف ہے
بمبئی والے سوداگر کی بدمعاملگی ایک ابتلاء ہے۔ اس میں صبر بہتر ہے۔ مقدمہ سازی و مقدمہ
بازی دنیاداروں کا کام ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے بصیرت بخشی ہے۔ وہ سب امور خدا تعالیٰ
کی طرف سے دیکھتا ہے۔ سو اس میں حضرت خداوند کریم کی کچھ حکمت ہے۔ آپ صبر کریں
اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھیں۔ اور جو کچھ حالت عسر و تنگدستی درپیش ہے۔ یہ بھی ابتلا ہے۔ ایسے
وقتوں میں مردان خدا اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور دعا اور استغفار اور تضرع سے
استقامت و مشکل کشائی چاہتے ہیں۔ اور حضرت ارحم الراحمین عزاسمہٗ و قادر کریم و رحیم
ہے۔ جب بندہ عاجز اپنے کرب اور قلق کے وقت میں ہر یک طرف سے قطع امید کر کے
اُس کے دروازہ پر گرتا ہے۔ اور پورے پورے رجوع سے دعا کرتا ہے۔ اور دعا کرنے سے
تھکتا نہیں۔ سو خدا تعالیٰ اُس پر رحم فرماتا ہے۔ اور اس کو مخلصی بخشتا ہے۔ تب اُس کو
دو لذتیں ملتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے کرب و قلق سے نجات پاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دعا
کے قبول ہونے میں جو ایک لذت ہے۔ اس سے بھی وہ متمتع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہایت
کریم و رحیم ہے۔ جب بندہ یقین کامل اپنے دردوں اور تکلیفوں کے وقت میں اس کی
طرف رجوع کرتا ہے۔ تو ضرور وہ اُس کی سنتا ہے۔ اس عاجز کو اس بات سے افسوس ہے

آپ کے چند خطوط جو علوم دین کے استفسار میں تھے۔ اُن کا جواب مجھ سے نہیں لکھا گیا۔ اور اب ضعف دماغ و درد سر کا یہ حال ہے۔ کہ جو کچھ لکھایا جاتا ہے۔ اُس کی تحریر ہو کر درد شروع ہو جاتا ہے۔ اس بات کی ابھی تسلی نہیں۔ کہ عمر کا کیا حال ہے۔ بعض عوارض لاحقہ میں اندیشہ موت کا پیدا ہو جاتا ہے۔ کام کتاب کا ہنوز شروع نہیں کیا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے گا۔ تو یہ کتاب پوری ہو جائے گی۔ ۲۴؍ جون ۱۸۸۵ء مطابق ۱۰؍ رمضان ۱۳۰۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم و مکرم اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ عاجز چند روز سے امرتسر گیا ہوا تھا۔ آج بروز چار شنبہ بعد روانہ ہو جانے ڈاک کے یعنے تیسرے پہر قادیان پہونچا۔ اور مجھ کو ایک کارڈ میر امداد علی صاحب کا ملا۔ جس کے دیکھنے سے بمقتضائے بشریت بہت تفکر اور تردّد لاحق ہوا۔ اگرچہ میں بھی بیمار تھا۔ مگر اس بات کے معلوم کرنے سے کہ آپ کی بیماری غائیت درجہ کی سختی پر پہونچ گئی ہے۔ مجھ کو اپنی بیماری بھول گئی۔ اور بہت سی تشویش پیدا ہو گئی۔ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے عمر بخشے اور آپ کو جلد تر صحت عطا فرماوے۔ اسی تشویش کی جہت سے آج بذریعہ تار آپ کی صحت دریافت کی۔ اور میں بھی ارادہ رکھتا ہوں۔ کہ بشرط صحت و عافیت ۱۴۔ اکتوبر تک وہیں آکر آپ کو دیکھوں اور میں خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ آپ کو صحت عطا فرماوے۔ آپکے لئے بہت دعا کرونگا اور اب توکلاً علی اللہ آپ کی خدمت میں یہ خط لکھا گیا۔ آپ اگر ممکن ہو۔ تو اپنے دستخط خاص سے مجھ کو مسرور الوقت فرماویں۔ ۸؍ اکتوبر ۱۸۸۵ء مطابق ۲۸؍ ذالحجہ ۱۳۰۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم و مکرم اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپکا عنائیت نامہ پہونچا۔ خطوط کے چھپنے کے لئے اس عاجز نے ایک خاص معتبر لاہور میں بھیجا ہوا ہے۔ اگرچہ ارادہ تھا کہ دو ہزار خط چھاپا جائے۔ مگر دو ہزار نوٹس کے بھیجنے میں پانچسو روپیہ خرچ آتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک خط رجسٹری ہو کر بصرف چار آنہ جائیگا۔ اس لئے بعض دوستوں کے

مشورہ سے یہ قرین مصلحت معلوم ہوا۔ کہ بالفعل صرف پانچ سو خط چھپوایا جائے۔ جس میں کچھ انگریزی اور کچھ اردو ہوں گے۔ ان خطوط کے چھپوانے اور روانہ کرنے میں بھی ایک سو پچاس یا کچھ زیادہ روپیہ خرچ آجائے گا۔ مگر یہ کام اتمام حجت کے لئے کیا گیا ہے۔ تا ہر یک ضلع میں بڑے بڑے پادریوں اور پنڈتوں کی طرف اور بعض راجوں اور رئیسوں کی طرف بھی اور بعض علماء اور گدی نشینوں کی طرف بھی روانہ کئے جائیں۔ اور پھر جب ان سب کی اطلاع یابی ہو کر آجائے۔ تو ان سب کے نام بغرض اظہار اتمام حجت حصہ پنجم میں درج کئے جائیں۔ سو اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اور اس کے ارادہ میں ہوا۔ تو یہ کام انجام پذیر ہو جائیگا ور نہ ہر چہ مرضی مولیٰ ہمان اولیٰ۔ مکتوب حضرت میر عباس علی متیری کا مضمون جو آپ نے لکھا ہے۔ بس یہی عمدہ ہے اور منصف کے لئے کافی۔ والسلام۔ دوم مارچ ۱۸۸۵ء۔ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم و مکرم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا عنایت نامہ آنمخدوم پہنچا۔ حال معلوم ہوا۔ جس قدر آنمخدوم نے اشاعت دین اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے رنج اٹھایا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے عوض میں آپ پر اس طور سے راضی ہو۔ کہ جیسا اپنے سچے خادموں اور مقبولوں پر راضی ہوا کرتا ہے۔ آمین ثم آمین۔ فی الحقیقت مسلمانوں کی عجیب نازک حالت ہو رہی ہے جس عظمت اور بزرگی کو خدا اور رسول میں ماننا تھا۔ وہ اوروں اور چیزوں کو دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ رحم کرے۔ اور اپنے سچے دین کی حمایت میں وہ تائید دکھلاوے جس سے ان کور باطنوں کی آنکھیں کھلیں۔ ہم عاجز اور ذلیل بندے کیا حقیقت اور کیا کر سکتے ہیں مگر ہمارے ہاتھوں میں توفیق ایزدی کچھ ہے۔ تو صرف تضرعات ہیں۔ اگر رب العرش تک پہنچ جائیں۔ لیکن دل پُر درد کا یہ حال ہے کہ نہ بہشت کے نعماء کے لئے طبیعت کو جوش ہے۔ اور نہ دوزخ کے آلام کی فکر ہے۔ بلکہ دل اور جان اسی تمنا میں غرق ہو رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان بدعات کے داغوں کو اسلام کی خوبصورت شکل سے دور کرے اور اپنی خاص حمایت اور نصرت سے عظمت اور بزرگی اپنے کلام کی لوگوں پر ظاہر فرماوے۔ آمین!

مرزا جان جاناں صاحب کے خط کا رد کچھ مشکل نہیں۔ مرزا صاحب مرحوم ہندوؤں کے اصولوں سے

واقف معلوم ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی فرصت کے وقت ان کی نسبت کچھ تحریر کیا جائیگا۔ اس عاجز کا یہ حال ہے کہ بعض گذشتہ اور تازہ الہامات سے قرب اجل کے آثار پائے جاتے ہیں گو صفائی سے نہیں بلکہ مشتبہ اور ذو معنیین الہام ہیں۔ تاہم فکر سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ اسی وجہ سے میں نے دینی تمام ہمت کو اس طرف مصروف کیا ہے کہ حتی الحکم کی عبارت کو جلد مرتب اور بامحاورہ کر کے اور جو کچھ اس میں زائد داخل کرنا ہے۔ وہ داخل کر کے توکلاً علی اللہ چھپوانا شروع کر دوں۔ کہ اس ناپائیدار اور ہیچ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ بھی دعا کریں۔ اور اخوی منشی احمد جان صاحب کو بھی لکھیں۔ کیونکہ بعض تقدیرات بعض دعاؤں سے ٹل جاتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدوم و مکرم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ عاجز بدل و جان حضرت خداوند کریم سے آپ کے لئے دعا مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں آپ کو خوش رکھے۔ جس قدر انسان عالی ہمت اور صابر ہوتا ہے۔ اسی قدر تکالیف سے آزمایا جاتا ہے۔ بیگانہ جس میں زہر کا تخم ہے۔ اس لائق ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ اُس کو ایسے ابتلا میں ڈالے جس میں صادقوں کو ڈالتا ہے۔ سو مبارک وہی ہیں جن کو خدا درجات عطا کرنے کے لئے دُنیا کی تلخیوں کا کچھ مزہ چکھاتا ہے۔ دُنیا کی حالت یکساں نہیں رہتی۔ جس طرح دن گذر جاتا ہے۔ آخر رات بھی اسی طرح گذر جاتی ہے۔ وہ جو شخص خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتا ہے۔ وہ مصیبت کی رات کو ایسی کاٹتا ہے۔ جیسے کوئی سونے کی حالت میں رات کو کاٹتا ہے اگر پروردگار ایمان کو بچائے رکھے۔ تو مصیبت کچھ چیز نہیں۔ لیکن اگر مصیبت کچھ ایسی ہو اور مدد ایمانی منقطع ہو جائے تو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ۔ یہ عاجز تو حضرت خداوند کریم سے امید بھی رکھتا ہے۔ کہ آپ کے ہموم و غموم بفضلہ تعالیٰ دور ہوں۔ اور اجر حاصل اور غم نابود ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔ چند اشتہارات ارسال خدمت ہیں۔ والسلام ۹ جون ۱۸۸۵ء ۲۴ شعبان ۱۳۰۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدوم و مکرم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہٰذا ان دنوں میں ایک شخص اندرمن نام جو ایک سخت مخالفِ اسلام ہے۔ اور کئی کتابیں ردِّ اسلام میں اُس نے لکھی ہیں۔ مراد آباد سے اول نابھہ میں آیا۔ اور راجہ صاحب نابھہ کی تحریک سے میرے مقابلہ کے لئے لاہور میں آیا۔ اور لاہور میں آکر اس عاجز کے نام خط لکھا کہ اگر چوبیس سو روپیہ نقد میرے لئے سرکار میں جمع کرا دو۔ تو میں ایک سال تک قادیان میں ٹھہرونگا سو یہ خط اُس کا بعض دوستوں کی خدمت میں لاہور میں بھیجا گیا۔ سو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دولتمند مسلمان نے ایک سال تک ادا ہو جانے کی شرط سے چوبیس سو روپیہ نقد اس عاجز کے کارپردازوں کو بطور قرضہ کے دیدیا۔ اور قریب دو سو مسلمان کے جن میں بعض رئیس بھی تھے۔ جمع ہو گئے اور وہ روپیہ مع ایک خط کے جس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا اندرمن کے مکان پر جہاں وہ فروکش تھا۔ لے گیا۔ مگر اندرمن غالباً اس انتظام کی خبر پاکر فریدکوٹ کی طرف بھاگ گیا۔ آخر وہ خط بطور اشتہار کے چھپوایا گیا اور شہر میں تقسیم کیا گیا اور دو رجسٹری شدہ خط راجہ صاحب نابھہ اور راجہ صاحب فریدکوٹ کے پاس بھیجے گئے۔ اور بعض آریہ سماجوں میں بھی وہ خطوط بھیجے گئے۔ شاید اگر کسی راجہ کے کہنے کہانے سے اندرمن نے اس طرف رُخ کیا۔ تو پھر اطلاع دی جائے گی۔ بالفعل اللہ تعالیٰ نے میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رکھا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

نقل اشتہار

منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے میرے اس مطبوعہ خط (جس کی ایک ایک کاپی غیر مذاہب کے رؤساء و مقتداؤں کے نام خاکسار نے روانہ کی تھی) جس کے جواب میں پہلے نابھہ سے پھر لاہور سے یہ لکھا تھا۔ کہ تم ہمارے پاس آؤ۔ اور ہم سے مباحثہ کر لو۔ اور زر موعود اشتہار پیشگی بنک میں داخل کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں خاکسار نے رقیمہ ذیل معہ دو ہزار چار سو روپیہ نقد ایک جماعت اہلِ اسلام کے ذریعہ سے ان کی خدمت میں روانہ لاہور کیا۔ جب وہ جماعت منشی صاحب کے مکان موعود میں پہونچی۔ تو منشی صاحب کو وہاں نہ پایا۔ وہاں سے ان کو معلوم ہوا۔ کہ جس دن

منشی صاحب نے خاکسار کے نام خط روانہ کیا تھا۔ اُسی دن سے وہ فرید کوٹ تشریف لے گئے ہوئے ہیں باوجودیکہ اُس خط میں منشی صاحب نے ایک ہفتہ تک منتظرِ جواب رہنے کا وعدہ تحریر کیا تھا۔ یہ امر نہایت تعجب اور تردّد کا موجب ہوا۔ لہٰذا یہ قرار پایا۔ کہ اس رقیمہ کو بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاوے۔ اور اس کی ایک کاپی منشی صاحب کے نام حسب نشان مکان موعود بذریعہ رجسٹری روانہ کی جاوے۔ وہ یہ ہے۔ مشفقی اندرمن صاحب۔ آپ نے میرے خط کا جواب نہیں دیا ایک نئی بات لکھی ہے۔ جس کی اجابت مجھ کو اپنے عہد کے رُو سے واجب نہیں ہے۔ میری طرف سے یہ عہد تھا۔ کہ جو شخص میرے پاس آوے۔ اور صدق دل سے ایک سال میرے پاس ٹھہرے اس کو خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کرا دیگا۔ جس سے قرآن اور دین اسلام کی صداقت ثابت ہو۔ اب اُس کے جواب میں اوّل تو مجھے اپنے پاس (نابھہ میں پھر لاہور میں) بلاتے ہیں جہاں خود آنے کا ارادہ ظاہر فرماتے ہیں تو مباحثہ کے لئے نہ آسمانی نشان دیکھنے کے لئے۔ اس پر طرفہ یہ کہ روپیہ اشتہار پیشگی طلب فرماتے ہیں جس کا میں نے پہلے وعدہ نہیں دیا۔ اب آپ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ میری تحریر سے آپ کا جواب کہاں تک متفاوت و متجاوز ہے۔ بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ لہٰذا میں اپنے اسی پہلے اقرار کی رُو سے پھر آپ کو لکھتا ہوں۔ کہ آپ ایک سال رہ کر آسمانی نشانوں کا مشاہدہ فرماویں۔ اگر بالفرض کسی آسمانی نشان کا آپ کو مشاہدہ نہ ہو۔ تو میں آپ کو چوبیس سو روپیہ دے دونگا۔ اور اگر آپ کو پیشگی لینے پر بھی اصرار ہو۔ تو مجھے اس سے بھی دریغ و مضائقہ نہیں۔ بلکہ آپ کے اطمینان کے لئے سردست چوبیس سو روپیہ نقد ہمراہ رقیمہ ہذا ارسال خدمت ہے مگر چونکہ آپ نے یہ ایک امر زائد چاہا ہے۔ اس لئے مجھے بھی حق پیدا ہو گیا ہے۔ کہ میں اس امر زائد کے مقابلہ میں کچھ شروط ایسے لوں۔ جن کا ماننا آپ پر واجبات سے ہے:۔

(۱) جب تک آپ کا سال گزر نہ جائے۔ کوئی دوسرا شخص آپ کے گروہ سے زر موعود پیشگی لینے کا مطالبہ نہ کرے۔ کیونکہ ہر شخص کو زر پیشگی دینا سہل و آسان نہیں ہے۔

(۲) اگر آپ مشاہدہ نشان آسمانی کے بعد اظہار اسلام میں توقف کریں۔ اور اپنے عہد کو پورا نہ کریں تو پھر حرجانہ یا جرمانہ دو امر سے ایک امر ضرور ہو (الف) سب لوگ آپ کے گروہ کے جو آپ کو

معتقد اجلاس تھے ہیں۔ یا آپ کے حامی اور مربی ہیں۔ اپنا عجز اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کا بے دلیل ہونا تسلیم کرلیں۔ وہ لوگ ابھی سے آپ کو اپنا وکیل مقرر کرکے اس تحریر کا آپ کو اختیار دیں۔ پھر اس پر اپنے دستخط کریں (ب) درصورت تخلف وعدہ جانب سامی سے اس مالی جرمانہ یا معاوضہ جو آپ کی اور آپ کے مربیوں اور حامیوں اور معتقدیوں کی حیثیت کے مطابق ہو۔ ادا کریں۔ تا کہ وہ اس مال سے اس وعدہ خلافی کی کوئی یادگار قائم کی جائے (ایک اخبار تائید اسلام میں جاری ہو۔ یا کوئی مدرسہ تعلیم و مسلم اہل اسلام کے لئے قائم ہو۔ آپ ان شرائط کو تسلیم نہ کریں۔ تو آپ مجھ سے پیشگی روپیہ نہیں لے سکتے۔ اور اگر آپ آسمانی نشان کے مشاہدہ کے لئے نہیں آنا چاہتے۔ صرف مباحثہ کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ تو اس امر سے میری خصوصیت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امت محمدیہ میں علما اور فضلا اور بہت ہیں۔ جو آپ سے مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ میں جس امر سے مامور ہو چکا ہوں۔ اُس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔ اور اگر مباحثہ بھی مجھ سے ہی منظور ہے۔ تو آپ میری کتاب کا جواب دیں۔ یہ صورت مباحثہ کی عمدہ ہے۔ اور اس میں معاوضہ بھی زیادہ ہے۔ بجائے چوبیس سو روپیہ کے دس ہزار روپیہ۔ ۳۰ مئی ۱۸۸۵ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ بخدمت اخویم مخدوم و مکرم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ ایک خط وید کی حقیقت میں معہ چند اشتہار مولوی عبدالمجید صاحب بذریعہ پمفلٹ آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ ویدوں کی نسبت ہندوؤں کی طرف سے کبھی یہ دعویٰ نہیں ہوا۔ کہ اُن کی تعلیم شرک اور مخلوق پرستی سے خالی ہے۔ بلکہ سب ہندو جو تقریباً چودہ یا پندرہ کروڑ پنجاب اور ہندوستان میں رہتے ہیں۔ بڑے پیار سے اُن دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ جو وید میں لکھے گئے ہیں۔ اور جس ہندو سے اُس کی بُت پرستی یا آتش پرستی یا دوسری ہزاروں دیوتاؤں کی پوجا کی نسبت سوال کیا جائے۔ کہ کسی کتاب کے حکم سے یہ کام اختیار کیا گیا ہے۔ تو وہ جھٹ

ایڈیشن اوّل ۱۹۰۸ء

یہی جواب دیتا ہے۔ کہ یہ سب طریق پرستش کا وید میں درج ہے۔ اور اس کی ہدایت کی موافق ہم ان چیزوں کی پرستش کر رہے ہیں۔ اور درحقیقت یہ جواب اُس کا سچ ہے۔ کیونکہ جس قدر ہندوؤں کی آتش پرستی و آب پرستی و آفتاب پرستی وغیرہ پرستشیں جاری ہیں۔ اُن سب پرستشوں کا حکم وید ہی میں مندرج ہے۔ اور نہ ایک اور نہ دو جگہ بلکہ صدہا جگہ اُن چیزوں کی پوجا کے لئے تاکید ہے۔ اور وید کا کوئی ایسا صفحہ نہیں۔ جو مخلوق پرستی کی تعلیم سے خالی ہو۔ جیسا کہ یہ بات اُس شخص پر کھل سکتی ہے۔ کہ جو وید کو اپنے ہاتھ میں لے کر کسی جگہ سے اُس کو پڑھے غرض کہ وید کا یہ مقصود ہرگز نہیں ہے۔ کہ وہ خلق اللہ کو توحید پر قائم کرے۔ بلکہ اوّل سے آخر تک وید میں یہی تاکید پائی جاتی ہے۔ کہ آگ اور ہوا۔ اور سورج اور چاند اور ستاروں اور پانی وغیرہ کی پرستش کرنی چاہئے۔ اور ان ہی چیزوں سے اپنی مرادیں مانگنی چاہئے۔ یہی باعث ہے۔ کہ جو کچھ آج تک ویدکی تعلیم کا ہندوؤں کے دلوں پر اثر پڑا ہے۔ وہ یہی مخلوق پرستی ہے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ کسی حصّہ پنجاب یا ہندوستان میں ایسے ہندو بھی پائے جاتے ہیں۔ جو مخلوق پرستی سے بیزار اور اپنے تمام عقائد اور عبادات میں موحد ہیں۔ حاشا وکلّا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جہاں جاؤ۔ اور جس ملک میں دیکھو۔ جا بجا ہندو لوگ سخت درجہ کے شرک اور مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں۔ یہاں تک کہ انسان سے لیکر حیوانات اور نباتات تک ان وید والوں نے اپنے معبود ٹھہرا لئے ہیں۔ نہ پانی چھوڑا۔ نہ آگ۔ نہ ہوا۔ نہ پتھر۔ بلکہ دُنیا میں جو چیز از قسم اجرام علوی میں یا اجسام سفلی میں نظر آتی ہے۔ وہ سب کے سب ہندوؤں کے معبود اور دیوتے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اس قدر مخلوق پرستی میں ہندوؤں کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ یہ تمام قصور وید اور اُس کے شائع کرنے والوں کا ہے غرض وید جس جنس سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سب شرک ہے اور جو کچھ وید نے دُنیا کو فائدہ پہنچایا وہ مشرکانہ تعلیم ہے۔ جس میں آجتک سب ہندو مبتلا اور گرفتار ہیں۔ اور کوئی ہندو اس مشرکانہ حالت میں اپنی غلطی اور قصور کا اقرار نہیں کرتا۔ بلکہ سارے کے سارے یہی کہتے ہیں۔ کہ تحفہ ہمارے وید مقدس سے ہم کو ملا ہے۔ اور اُس نے اس راہ پر ہم کو چلایا ہے۔ اور جب ہم بذاتِ خود

وید کو کھول کر دیکھتے ہیں۔ تو ہندوؤں کو اُن کے اس بیان میں راست گو پاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی
مشرکانہ حالت جو ہزاروں برس سے چلی آتی ہے۔ وہ اُن کی خود تراشیدہ معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ
وید کی پیروی کے نتائج ہیں۔ جو بطور داغ علامت یا کلنک کے ٹیکے کے وید کی اندرونی حالت کو ظاہر کرتے
ہیں۔ تھوڑے دنوں سے پنڈت دیانند سرستی نے (جو اب اس دُنیا سے کوچ کر گئے ہیں) اس خیال
سے کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ مشرکانہ تعلیم ہر یک سلیم القلب کو بُری معلوم ہوتی ہے۔ اس
بے بنیاد خیال کے ثابت کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ کہ کسی طرح داغ مخلوق پرستی کی
تعلیم کا وید کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اور برخلاف اپنی تمام قوم کے یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ اگرچہ وید میں
بظاہر مشرکانہ تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ مگر درپردہ اُس کی اندر کی تہ میں توحید چھپی ہوئی ہے لیکن
وہ اس اپنے مطلب کے پورا کرنے کے لئے کامیاب نہ ہو سکے۔ ہندوستان و پنجاب کے تمام محقق پنڈتوں
نے آپ کے خیالی وید بھاش کو ردّ اور نامنظور کیا۔ اور اُس پر یہ ریویو لکھے۔ کہ پنڈت صاحب کا
یہ وید بھاش اصل میں ویدوں کی تفسیر نہیں ہے۔ بلکہ اُس کو ایک نیا وید سمجھنا چاہئے۔ جس کو پنڈت صاحب
اپنے من کی گھڑت سے بنا رہے ہیں۔ ہندوؤں کے وید سے اُس کو کچھ تعلق نہیں بلکہ اُس سے سراسر
مخالف اور منافی ہے۔ اور جب پنڈت صاحب نے دیکھا۔ کہ ہندوستان اور پنجاب کے پنڈتوں
میں ہماری دال نہیں گلتی۔ اور کوئی ہمارے دھوکہ میں نہیں آتا۔ تو پھر اُنہوں نے ایک اور تدبیر سوچا
کہ وہ مصنوعی وید بھاش یونیورسٹی میں درسی کتاب بنانے کے لئے سرکار انگریزی میں پیش کیا جائے
تو پنڈت صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اور صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں ایک درخواست معہ
چند جز اپنے وید بھاش کے بدیں التماس مرسل کئے۔ کہ یہ وید بھاش میرا یونیورسٹی لڑکوں کو پڑھایا
جائے۔ کیونکہ میں نے بڑی ہمت اور بہادری کر کے وید میں توحید ثابت کر دکھائی ہے۔ اور وہ لاکھوں
پنڈت جھوٹے ہیں۔ جو وید کو توحید سے خالی سمجھتے ہیں۔ اس پر صاحب لفٹنٹ بہادر کو درخواست کے
سُننے سے بہت تعجب ہوا۔ کہ کیونکر اور کیسے ممکن ہے۔ کہ وید جو اپنی مشرکانہ تعلیم میں سارے
جہان میں اعتراضوں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اور ضرب المثل ہے۔ وہ شرک اور دیوتا پرستی سے
خالی ہو۔ سو اُنہوں نے وہ درخواست یونیورسٹی کے چیدہ اور منتخب پنڈتوں کے پاس بھیج دی

کرکے [illegible] پنڈت دیانند کے وید بھاش کو دیکھکر اپنی اپنی رائے لکھیں۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ سب کے
سب پنڈتوں نے بالاتفاق یہ رائے لکھی۔ کہ یہ وید بھاش دیانند کا سراسر غلط اور پوچ اور لغو ہے
اور [illegible] مخلوق پرستی کی تعلیم اور جا بجا دیوتاؤں کی پوجا کے لئے ترغیب اور تحریک ایسا امر نہیں ہے
کہ اُس کو چھپا سکیں یا پوشیدہ رکھ سکیں۔ سو دیانند کا وید بھاش ویدوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔
ان اُس کو ایک نیا وید کہیں۔ جس کے پنڈت صاحب بھی مصنف ہیں۔ تو یہ کہنا بجا اور درست ہے
اس رائے کے پہونچنے سے صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے پنڈت دیانند کی درخواست کو نامنظور کرکے
اُن کو اطلاع دیدی۔ کہ یہ وید بھاش تمہارا عام رائے پنڈتوں سے برخلاف ہے۔ اس لئے قابل منظوری
نہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اگر وید میں ایک ذرہ بھی توحید کی بو پائی جاتی۔ تو کیونکر تمام ہندوستان کے
پنڈت اُس سے انکاری یا غافل رہتے۔ اور اگر بفرض محال یہ بھی تسلیم کرلیں۔ کہ وید میں بطور معما یا پہیلیاں
اور پہیلی کے ایک چھپی ہوئی توحید ہے۔ جس پر صرف پنڈت دیانند کو اطلاع ہوئی۔ اور دوسری تمام دُنیا
اس سے بے خبر رہی۔ تو پھر یہ سوال عائد ہوگا کہ ایسی پیچیدہ اور سربمہر توحید سے دُنیا کو کیا فائدہ ہوا۔
ماسوا اس کے کروڑہا بندگان خدا وید کے اُلٹے معنے سمجھکر دیوتا پرستی میں مبتلا ہوئے اور کیا نتیجہ ایسے
پیچیدہ بیان سے نکلا۔ کیا ہندوؤں کے پرمیشر کو بات کرنے کا سلیقہ بھی یاد نہیں۔ کہ بجائے اس کے
جو توحید کو کہ جو اُس کا اصل مطلب تھا واضح تقریر سے بیان کرتا ایسے بے سروپا اور غیر فصیح لفظوں
میں بیان کیا کہ جس سے لوگ کچھ کا کچھ سمجھنے لگے اور ہزاروں دیوتاؤں کی ہندوؤں میں پوجا شروع
ہوگئی۔ اور مخلوق پرستی اُس حد تک پہونچ گئی جس کی نظیر دُنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ تو ہم نے
بطور مثال لکھا ہے۔ اور ایک فرضی طور پر بیان کیا ہے۔ ورنہ اگر کوئی ذرا آنکھ کھول کر ایک صفحہ
وید کا بھی پڑھے۔ تو بہ یقین تمام اُس کو معلوم ہوجائیگا۔ کہ وید کی عبارت کا اصلی مقصد اور مطلب یہی ہے
کہ دیوتاؤں کی پوجا کرائی جاوے۔ مگر پنڈت دیانند نے اس بدیہی بات کے چھپانے کے لئے کوشش کرنا
چاہا۔ آخر ناکام رہے۔ اور بجائے اس کے کہ وید میں توحید ثابت کرتے۔ اور اس عیب سے مبرا ہونا
اُس کا بہ پایہ ثبوت پہونچاتے کئی ایک اور عیب بھی جو وید میں پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے ظاہر
کر دکھائے اور ایک نشدہ و شدہ کا معاملہ ہوگیا۔ جس کو ہم اپنی کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم میں

انشاء اللہ یہ تفصیل بیان کریں گے۔ اب صرف اجمالی طور پر لکھا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے وید نعمت توحید سے بالکل بے نصیب اور تہیدست اور محروم ہیں۔ اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی فایدہ سے خالی نہیں۔ کہ وہ کتابیں جو وید سے موسوم کی گئی ہیں۔ ایک شخص کی تالیف نہیں ہیں بلکہ مختلف لوگوں نے مختلف وقتوں میں اُن کو تالیف کیا ہے۔ اور مؤلفین کے نام ابتک منتروں کے سر پر جُدا جُدا لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں اور وہ منتر بطور شعر کے ہیں جو دیوتاؤں کی تعریف میں خوش اعتقاد لوگوں نے بنائے تھے۔ ان کتابوں کے پڑھنے سے ہرگز یہ پایا نہیں جاتا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو کسی ایک یا چند پیغمبروں پر نازل کیا تھا۔ بلکہ منجانب اللہ ہونے کا ذکر بھی نہیں جابجا منتروں کے سر پر یہی لکھا ہؤا نظر آتا ہے کہ یہ منتر فلاں شخص نے تالیف کیا ہے اور یہ فلاں شخص نے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ زمانہ حال کے مصنفوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ وید ایسی کتاب نہیں جو یہ دعویٰ کرتی ہو۔ کہ میں آسمانی کتاب ہوں اور فلاں فلاں پیغمبر پر اُتری تھی۔ بلکہ ایک مجموعہ اشعار ہے۔ جس کو کئی ایک شاعروں نے اوقات مختلفہ میں جوڑا ہے۔ ماسوائے اس کے وید میں یہ بات بھی نہیں۔ کہ جیسے ربّانی کتاب ربّانی قدرتوں اور صنعتوں کا ایک آئینہ ہونی چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کی قدرت تامہ اور اُس کی غیب بینی اور اُس کی خالقیت اور رزاقیت وغیرہ صفات کو صرف عقلی طور پر ثابت نہ کرے۔ بلکہ آسمانی نشان کے طور پر طالبِ حق کو مشاہدہ کرادے کہ خدا فی الحقیقت موجود اور اُس میں یہ صفات موجود ہیں کیونکہ درحقیقت ربانی کتابوں کے نازل ہونے سے عمدہ فائدہ یہی ہے۔ کہ خدا اور اُس کی صفات کو نہ صرف عقلی اور قیاسی طور پر شناخت کیا جائے۔ بلکہ آسمانی کتاب خدا تعالیٰ کی ہستی اور صفات کو ایسا ثابت کر کے دکھلاوے کہ اُس کے پیرو ان تمام امور میں گویا رویت کے گواہ ہوجائیں۔ اور اس طرح پر وہ اپنے ایمان کو اس کمال کے درجہ تک پہنچاویں۔ جس پر مجرد عقل کی پیروی سے انسان پہنچ نہیں سکتا۔ مثلاً خدا تعالیٰ میں جو صفت غیب دانی ہے۔ اگرچہ عقلی طور پر انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ غیب دان ہونا چاہئے۔ لیکن ربانی کتاب میں شہودی طور پر اس بات کا ثبوت دینا ازبس ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ حقیقت میں غیب دان ہے۔ اور وہ ثبوت اس طرح پر میسر آسکتا ہے۔ کہ ربانی کتاب میں بہت سی پیشگوئیاں اور اخبار غیبیہ درج ہوں۔ جو لوگوں کے سامنے پوری ہوگئی ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس خدا تعالیٰ کا

کا اور خدا کا اپنے نبیوں اور مرسلوں کا حامی اور ناصر اور مؤید ہونا اگرچہ عقلی طور پر بھی ضروری اور محمود سمجھا جاتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام مشہودی طور پر اپنی قدرت کاملہ اور حمایت اور نصرت خاصہ کا ایسا عمدہ اور کامل نمونہ دکھلاوے۔ جس کو لوگ دیکھ کر اپنے ایمان اور اعتقاد میں قوی ہو جائیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی دوسری صفات بھی اسی طور پر خدا تعالیٰ کے کلام میں ثابت ہونی چاہییں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی ذات اور صفات کے پہچاننے کے لئے ایک نہایت صاف اور شفاف آئینہ ہے۔ جو ہم عاجز اور بے خبر بندوں کو اس غرض سے عنایت ہوتا ہے تاکہ ہماری معرفت صرف عقلی اور قیاسی خیالات تک محدود نہ رہے۔ بلکہ ہم ان تمام پاک صداقتوں کو بچشم خود دیکھ بھی لیں۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ نے صرف اسی قدر ہم کو بذریعہ اپنی کتاب کے معرفت اور بصیرت عنایت کی جس قدر بذریعہ عقل بھی ہم کو حاصل ہو سکتی ہے۔ تو پھر ربانی تعلیم اور عقلی فہم میں کیا فرق رہا۔ اور اس بات میں خدا تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لانے والوں کو برہمو سماج والوں پر (جو صرف عقلی اٹکلوں پر چلتے ہیں) کونسی ترجیح ہوئی۔ سو اس تحقیق سے بداہت عقل ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں یہی عمدہ خوبی ہے۔ کہ جن صداقتوں کو ہماری عقل ناقص صرف قیاسی طور پر پیش کرتی ہے۔ ان صداقتوں کو خدا کا کلام ہماری آنکھوں کے سامنے لا کر دکھلا بھی دیتا ہے۔ مثلاً جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ عقل یہ تجویز کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ غیب دان ہونا چاہیئے۔ سو خدا تعالیٰ کا کلام صدہا پیشگوئیوں سے جو صحیح طور پر پوری ہو گئیں ہم پر اس صداقت کو یقینی اور قطعی طور پر کھول دیتا ہے۔ لیکن وید اس مرتبہ اعلیٰ سے جو خدا کی ذات اور صفات کا آئینہ ہو سکے۔ ہزاروں کوس دور اور مہجور رہے۔ بلکہ مجرد عقلی طور سے بھی خدا اور اس کی صفات کا ثبوت دینے سے وید عاجز ہے۔ کیونکہ وید کا پہلا اصول یہ ہے کہ عالم بجمیع اجزائہ اناوی یعنے قدیم اور غیر مخلوق اور پرمیشر کی طرح واجب الوجود ہے۔ اور پرمیشر نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ اور نہ پیدا کرنے کی اس کو طاقت و لیاقت ہے۔ بلکہ اس کا صرف اتنا ہی کام ہے کہ بعض چیزوں کو بعض سے جوڑتا ہے۔ مثلاً جسم کا قالب بنا کر روح کو اس میں داخل کر دیتا ہے۔ یا کبھی قالب سے روح کو نکال دیتا ہے۔ سو یہی تالیف اور تفریق پرمیشر سے ہو سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں یعنی اگر پرمیشر کچھ کام کر سکتا ہے۔ تو بس یہی ہے۔ کہ بعض اجزائے عالم کو بعض سے جوڑتا ہے

اور کبھی بعض سے بعض کو الگ کر دیتا ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ اس اعتقاد میں صرف اتنی ہی خرابی نہیں کہ پرمیشر کو قادر مطلق ہونا چاہئے۔ عاجز اور ناتواں سمجھا گیا ہے۔ اور قدیم اور غیر مخلوق ہونے میں کل اجزاء عالم کے اس کے شریک اور حقدار اور بھائی بند ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور ہر یک موجود اپنے اپنے نفس کا آپ مالک قرار دیا گیا ہے۔ گویا پٹی واری گانوں کی طرح قدامت اور وجود وجود کی جنس پر سب ارواح اور پرمیشر کا برابر اور یکساں دخل اور قبضہ چلا آیا ہے۔ بلکہ ایک بڑی بھاری خرابی وید کے اصول سے یہ بھی پیش آئی۔ کہ عقلی طور پر پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل باقی نہ رہی کیونکہ جس حالت میں تمام عالم بجمیع اجزائہ خود بخود قدیم سے موجود ہے۔ اور پرمیشر کا کام صرف تالیف اور تفریق ہے۔ تو پھر اس سے وجود پرمیشر کا کیونکر ثابت ہو سکے۔ بھلا تُم آپ ہی غور سے دیکھو اور انصاف کرو کہ دنیا کی تمام چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اپنے وجود کی پیدائش میں پرمیشر کی محتاج نہیں تو پھر اُس پر کیا دلیل ہے کہ اپنی تفریق یا اتصال میں پرمیشر کی محتاج ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ماسوا اللہ کے وجود سے صانع عالم کے وجود پر اسی وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ ماسوا اللہ کا وجود خود بخود ہونا بہ بداہت عقل محال ہے۔ اور جس حالت میں یہ تسلیم کیا جائے۔ اور قبول کیا جائے کہ ماسوا اللہ بھی خود بخود ہو سکتا ہے۔ تو عقل کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین کرنے کے لئے کونسی راہ باقی رہیگی۔ کیا ایسے ایسے ناپاک اعتقادوں سے دہریہ مذہب والوں کو مدد نہیں پہونچیگی غرض یہ وید کی ایک ایسی فاش غلطی ہے۔ کہ اس کے تابعین کو اُس کے جواب میں کوئی بات نہیں آتی۔ اور وہ لوگ کسی طور سے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل بیان نہیں کر سکتے۔ اور کیوں کر بیان کر سکیں جب آپ ہی پرمیشر کی طرح قدیم اور واجب الوجود ٹھہرے۔ تو پرمیشر سے اُن کو کیا تعلق اور غرض رہا۔ اور اُس کے وجود کی کونسی ضرورت اور حاجت رہی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ ایک طرف تو وید خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے ثابت کرنے کے لئے آئینہ ہونے کی لیاقت نہیں رکھتا یعنی طالبان حق کو شہودی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر یقین نہیں دلا سکتا۔ بلکہ طرح طرح کی بدگمانیوں میں ڈالتا ہے۔ اور پھر دوسری طرف اُس میں یہ خرابی پیدا ہو گئی۔ کہ عقلی طور پر بھی وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دینے سے بے نصیب اور بے بہرہ ہے

تو اب منصف سوچ سکتا ہے۔ کہ معرفت الٰہی کے دونوں طریقوں عقلی اور شہودی سے ہندوؤں کا
وید کس قدر دور اور مہجور ہے۔ اور جس قدر ہم نے اب تک بیان کیا۔ کچھ یہی ایک اصول وید کا ایسا
نہیں ہے۔ کہ جو عقل کے برخلاف ہو۔ بلکہ وید کے سارے اصول جو بنیاد دھرم کی سمجھے جاتے
ہیں ایسے ہی ہیں۔ ہاں وید کی رو سے پہلی ہدایت تو یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی چیز کا خالق نہیں
مگر اس کے سوا وید کی دوسری ہدایتیں بھی ایسی ہی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے عاقل کو ضرور شک
پڑے گا۔ کہ شاید وید کا زمانہ کوئی ایسا زمانہ تھا۔ جس میں ہنوز آریہ دیس کے لوگوں نے کوئی
حصۂ عقل اور دانشمندی کا نہیں پایا تھا۔ چنانچہ ہم بطور نمونہ ایک دو اصول وید کے اور بھی
لکھتے ہیں۔ تا جو جو لوگ وید کی اندرونی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ان کو اس عجیب کتاب کے
حالات کسیقدر معلوم ہو جائیں۔ سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں ایک ذرا
رحم اور عفو نہیں اور کسی گناہ کار کے گناہ کو اس کے توبہ و استغفار سے ہرگز نہیں بخشتا۔
اور جب تک ایک گناہ کی سزا میں چوراسی لاکھ جون میں ڈال کر شخص مجرم کو دنیا کی عمر سے ہزارہا
درجہ زیادہ عذاب نہ پہنچاوے۔ اس کا غصّہ فرو نہیں ہوتا۔ اور گو انسان اپنے گناہ سے باز آکر پرمیشر
کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جائے۔ تب بھی جب تک پرمیشر اس کو لاکھوں جونوں میں ڈالنے
سے سزا نہ دے۔ تب تک ہرگز اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اب دیکھنا چاہئے۔ کہ اس اصول میں
صرف اتنی ہی قباحت نہیں۔ کہ پرمیشر کو ایک ایسا شخص ماننا پڑتا ہے۔ کہ جو نہایت درجہ کا سنگدل
اور بے رحم ہے۔ کہ جو جھکنے والوں کی طرف ہرگز نہیں جھکتا۔ اور محبت کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں
کرتا۔ اور ایک ادنیٰ خطا یا قصور سے ایسا چڑ جاتا ہے۔ کہ پھر کوئی بھی طریق اس کے راضی ہونیکا
نہیں۔ بلکہ ایک بڑی قباحت یہ بھی ہے۔ کہ اس اصول کے رو سے نجات پانے کا راستہ بکلی
مسدود ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں محنت اور مجاہدہ کرنا اور اس کی اطاعت اور عبادت میں
دل لگانا سراسر لغو اور بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں پرمیشر ایسا کینہ ور اور پُرغضب ہے
کہ کسی خطا کے سرزد ہونے سے بجز لاکھوں برسوں تک جونوں میں ڈالنے کے ہرگز کسی بندہ پر رحم
نہیں کر سکتا۔ تو پھر اس حالت میں وہ نومید بندہ کہ گویا ایک گناہ کر کے جیتے جی ہی مر گیا ہے کیونکر

اس کی زندگی میں دل لگائیگا۔ اور کس امید پر عبادت اور زہد اور رجوع الی اللہ اختیار کریگا۔ اور پھر زیادہ تر مشکل بات (جس کو عاجز بندہ اپنے ضعف اور کمزور حالت پر نظر کرنے سے بخوبی جانتا ہے) یہ ہے کہ بعد چوراسی لاکھ جون بھگتنے کے پھر بھی ایسی پاک اور مصفا حالت کہ جس میں ایک دم تک خطا یا غفلت سرزد نہ ہو۔ اس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ کہ انسان اپنی کمزوری کی وجہ سے قصور اور خطا سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور ادنے سے ادنے بات جو بشر کے لئے لازم غیر منفک کی طرح ہے۔ غفلت ہے۔ جو انسانی سرشت کا پہلا گناہ اور سب گناہوں کی جڑ ہے مگر دنیا میں کوئی ایسا آدمی کہاں اور کدھر ہے۔ جو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اپنے مولیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رہ سکتا۔ اور ایک لحظہ کے لئے قبض کی حالت اس پر طاری نہیں ہوتی۔ ماسوا اس کے جہاں تک ہم انسانوں کی عام حالتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور اُن کے سلسلہ زندگی کو اوّل سے آخر تک دیکھتے ہیں۔ تو ہم پر صاف کھل جاتا ہے۔ کہ کوئی انسان خاص کر اپنے بلوغ کے ابتدائی زمانہ میں کسیقدر خامی یا ذلت یا لغزش یا غفلت یا لہو و لعب سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اور نہ جبکہ نعماء الٰہی اس پر وارد ہوئے ہیں۔ اُن کا پُورا پُورا شکر کر سکتا ہے۔ اور یہ ایسی صاف اور واشگاف صداقت ہے۔ جو خود ہمارے کوائف زندگی اور واقعات عمری اس پر شہادت دے رہے ہیں۔ اور موجودات کا ہر یک ذرّہ اور قدرت کا ہر یک قانون اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور ہماری روحیں پکار پکار کر ہمیں بھی کہتی ہیں کہ ہم بوجہ مخلوق اور ضعیف اور کمزور اور ممنون منت ہونے کے ایسی فتح عظیم اپنے خالق اور محسن حقیقی اور مربی بے علت پر ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ کہ جو اُس کو یہ کہہ سکیں۔ کہ جو کچھ تیرے حقوق ہماری گردن پر تھے۔ وہ سب ہم نے جیسا کہ چاہیئے۔ ادا کر دیئے ہیں۔ اور اب ہم تیرے حساب سے فارغ اور تیرے مطالبہ سے امن میں ہیں۔ اور جبکہ ہم لوگ ایسی فارغ خطی حاصل نہیں کر سکتے۔ تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اگر خداوند کریم ہمارے گناہوں پر ہمیشہ ہم کو سزا دیتا رہے۔ اور درگذر اور عفو کسی حالت پر نہ کرے تو پھر ہرگز ممکن نہیں۔ کہ ہم کسی زمانہ میں نجات کا منہ دیکھ سکیں۔ کیونکہ جب گناہ غیر محدود ٹھہرے۔ تو پھر سزا بھی درصورت لازمی اور ضروری ہونے کے غیر محدود اور دائمی چاہیئے۔ سو یہ اصول نہایت منحوس اور نامبارک ہے۔ اور اگر یہی بات سچ ہے۔ تو انسان غائیت درجہ کا بدبخت اور بے نصیب ہوگا جس کیلئے

ہمت دل پر میشر کا ہمیشہ ارادہ ہے۔ کہ جب تک وہ بکلی گناہوں کے صادر ہونے سے (کہ جو انسان
کی سرشت سے لازم ہوئے ہیں) محفوظ نہ رہے۔ تب تک مختلف جونوں کا تختۂ مشق رہیگا۔ اب
دیکھنا چاہئے۔ کہ اس کے مقابل پر یہ اصول قرآن شریف کا کیسا بابرکت اور پیارا اور تسلی بخش اور
انسانی فطرت کے لئے ضروری اور مناسب حال ہے۔ کہ گناہ کا تدارک توبہ اور استغفار سے ہو سکتا ہے
اور بدیوں کی تلافی نیکیوں سے ممکن ہے۔ یہ ایسا ضروری اور لابدی اصول ہے۔ کہ انسان کی
مغفرت اور نجات یابی بجز اس کے ممکن ہی نہیں خیال کرنا چاہئے۔ کہ اکثر تمام انسانوں کا یہی حال
ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ابتدائی عمروں میں کسی قدر غفلت اور لہو و لعب یا نالائق باتوں اور بدچلنیوں میں
رہکر پھر کسی نیک صحبت کی برکت سے یا کسی واعظ اور ناصح کے سمجھانے سے یا اپنے ہی انصاف دل کے
جوش سے اس بات کے مشتاق ہو جایا کرتے ہیں۔ کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور بُرے کاموں
اور خراب راہوں کو چھوڑ دیں اب سوچنا چاہئے۔ کہ اگر ایسے طالب حق کے لئے جناب الٰہی میں بار پانے کا
کوئی سبیل نہیں۔ اور توبہ منظور ہی نہیں اور استغفار قبول ہی نہیں۔ تو پھر وہ بیچارہ اپنی آخری بہبودی
کے لئے اگر کچھ کوشش بھی کرے۔ تو کیا کرے۔ اور کیونکر کرے اور کدھر جائے۔ ممکن ہے کہ وہ ایسے
پرمیشر سے سخت نومید اور شکستہ دل ہوکر اور اُس کی رحمت سے بکلی ہاتھ دھوکر پھر اپنے گناہوں کی طرف
رجعت قہقری کرے۔ اور خوب دل کھول کر ہر قسم کے گناہ اور بدمعاشی سے تمتع اور حظ اٹھاوے۔ غرض
یہ ایسا اصول ہے۔ کہ نہ بندہ اُس سے اپنی نجات تک پہونچ سکتا ہے۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی رحمت اس سے
قائم رہتی ہے۔ کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کی عادت کریمانہ کے موافق ہے۔ کہ وہ انسان کی کامیابی میں اس قدر
مشکلات ڈالے۔ اور اس کی نجات کو معلق بامحال کرکے اس کے گناہ کو ہمیشہ یاد رکھے۔ مگر اس کی رجوع
محبت اور توبہ اور استغفار کا ایک ذرا قدر نہ کرے۔ اور چوراسی لاکھ جون میں سے ایک جون کی تخفیف کرنے
سے بھی دریغ کرتا رہے۔ کیا ایسے پر کوئی امید ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر تیسرا اصول وید کا جو عقل
کے برخلاف ہے۔ یہ ہے۔ کہ نجات ابدی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ لوگ کچھ مدت محدود تک نجات
پاکر پھر مکتی خانہ سے ناکردہ گناہ باہر نکالے جاتے ہیں۔ اور پرمیشر ہرگز قادر نہیں۔ کہ ان کو ہمیشہ کے لئے
نجات دے سکے۔ اب جو لوگ عشق الٰہی کی ایک چنگاری بھی اپنے اندر رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں

کہ ایسی بے مروتی اُس محبوب حقیقی سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کہ عزت دیکر پھر بے عزت کرے۔ اور ایک چیز بخش کر پھر اُس کو چھین لے۔ اور ایک دفعہ اپنا پیارا اور مقرب بنا کر پھر نا کردہ گناہ کیڑوں مکوڑوں اور کتوں بلّوں کی جونوں میں ڈالدے ہے۔ جس شخص کو محبت الٰہی کے جام سے ایک گھونٹ بھی میسر ہے۔ اُس کی عارف اللہ روح جو اس جواد مطلق پر بڑی بڑی امیدیں رکھتی ہے۔ اور سب کچھ کھو کر اُسی کی ہو رہی ہے۔ ہرگز اس کو یہ فتویٰ نہیں دیتی۔ کہ اس کا پیارا اور محبوب جانی اخلاص سے ویسا معاملہ کریگا۔ کہ اس کی سب امیدیں خاک میں ملا کر اور اُس کی خوشحالی جاوِدانی کی خواہش جو اُس کے دل میں ڈالی گئی ہے۔ نظرانداز کر کے اُس مصروع کی طرح جو بار بار دورہ مرگی سے دُکھ اُٹھاتا ہے مختلف جونوں کے عذاب سے معذب کرتا رہیگا۔ اُس کے صدق اور وفا پر اُس کو کچھ بھی خیال نہیں آئیگا۔ اور اس کی خالص محبتوں پر اُس کو کچھ بھی نظر نہیں ہوگی۔ افسوس کہ ہندو لوگ ایسا اعتقاد رکھنے سے خود اپنے اوتاروں اور رشیوں کی عزت کو خاک میں ملاتے ہیں۔ کہ اوّل ان کو بڑے مقبول الٰہی بلکہ خدا کا اوتار سمجھ کر پھر اُن کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں۔ کہ ان بیچاروں کو بھی نجات ابدی نہیں۔ اور وہ کیڑے مکوڑے اور کتے بلّے بننے سے مستثنیٰ نہیں رہ سکتے۔ جن لوگوں کو ان مقدس ویدوں کی خبر نہیں وہ تعجب کریں گے کہ یہ کیسے اصول ہیں جو ویدوں کی طرف نسبت دیئے گئے ہیں۔ اور کچھ بعید نہیں۔ کہ وہ بدگمانی سے یہ خیال کریں کہ یہ ویدوں پر تہمت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہم نے ان اصولوں کو کمال تحقیق اور تدقیق سے لکھا ہے۔ اور اس وقت وید ہمارے سامنے پڑا ہے۔ اور اُس کے بھاش ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو۔ تو ہر طرح ہم سے تسلی کر سکتا ہے اور خود ویدوں کے ماننے والے اس سے بے خبر اور انکاری نہیں ہیں۔ اور اگر کوئی ہم تک نہ پہونچ سکے اور پنڈتوں سے دریافت کر سکے۔ تو ہم اس کو صلاح دیتے ہیں۔ کہ وہ رگ وید کو جو دہلی سوسائٹی میں بکمال تصحیح و تحقیق چھپا ہے۔ ذرا نظر غور اور تدبر سے مطالعہ کرے اور پھر یہ بھی مناسب ہے۔ کہ پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش اور وید بھاش کا بھی ورق ورق کر لے۔ تا اُسے معلوم ہو۔ کہ وید کیا شے ہے۔ اور اُس کی تعلیم کیسی ہے۔

بعض جاہل ہندو اور مسلمان اپنشدوں کو جو براہم پشتک ہیں۔ اور صد ہا سال ویدوں کے بعد لکھے گئے

ہیں جو وید ہی سمجھے جاتے ہیں جیسے داراشکوہ نے بعض اپنشدوں کا ترجمہ بھی کسی پنڈت سے لکھوا کر ایک رسالہ
تالیف کیا ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ یہ لوگ صریح غلطی پر ہیں۔ ویدوں اور اپنشدوں کے مضامین میں کچھ
تعلق بھی نہیں۔ بلکہ وہ خیالات جو اپنشدوں میں درج ہیں۔ صرف برہمنوں کے دلوں کی تراش خراش ہیں
اور ان خیالات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان وغیرہ مخلوق پرمیشر کے وجود کا ایک ٹکڑہ ہے اور اسی سے
نکلتا ہے۔ اور اسی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ صورت دخول اور خروج کی ہمیشہ بنی رہتی ہے۔ معلوم ہوتا
ہے۔ کہ یہ خیالات برہمنوں نے ایک مدت کے بعد بدھ مذہب والوں سے لئے ہیں اور یہ اس زمانہ کے
خیالات ہیں۔ کہ جب برہمن لوگ وید کی تعلیم سے بیزار ہو چکے تھے۔ اور ان کا منشا تھا۔ کہ بجائے تعلیم وید کے
ان خیالات کو جو اپنشدوں میں درج ہیں۔ شائع کیا جائے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی برہمن وید کے
دیوتاؤں سے الگ نہیں ہوئے۔ اور ان کی پرستش سے کنارہ نہیں کیا۔ بلکہ صدہا طرح کی اور اور مشرکانہ
باتیں حاشیہ کے طور پر چڑھا دیں۔ اور کئی طرح کے جھوٹے قصے اور کتھا کہانیاں برہما اور بشن اور مہادیو
اور اندر وغیرہ کے بارہ میں لکھ ڈالیں۔ اور کئی پستک اپنی طرف سے تالیف کر کے مشہور کرنا چاہا۔ کہ
یہ بھی ویدانگ یعنی وید کی جزیں ہیں چنانچہ انہیں میں سے وہ اپنشد بھی ہیں۔ جن کا بعض ناواقف
مسلمانوں نے ترجمہ بھی کیا تھا۔ اور اپنی اوپری واقفیت سے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ یہی وید ہیں۔ مگر اب وہ
زمانہ آگیا ہے۔ کہ کوئی امر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔ وہی وید کہ برہمنوں کے تہ خانوں میں چھپے ہوئے تھے اب
کتب فروشوں کی دوکانوں پر چھپے ہوئے رکھے ہیں۔ اس مقام پر ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہیں۔
کہ مرزا جان جاناں صاحب نے کہ جو نقشبندی فقیروں میں سے ایک نامی اور مشہور بزرگوں میں خواہ نخواہ
دخل در معقولات کر کے ویدوں کے بارہ میں ایک مکتوب کسی اپنے مرید کے نام لکھا ہے۔ اور اس میں
ویدوں کی تعریف کی ہے کہ وہ شرک اور مخلوق پرستی سے پاک ہیں اور توحید کی تعلیم ان میں بھری ہوئی
ہے۔ اب جب ہم ایک طرف ویدوں کی مشرکانہ تعلیم اور ملحدانہ عقائد کو بچشم سر دیکھتے ہیں۔ اور پندرہ کروڑ
ہندو کو اُس میں مبتلا پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف مرزا صاحب کا یہ مکتوب پڑھتے ہیں۔ جس کو انہوں نے
نہایت سادہ دلی اور لاعلمی سے لکھا ہے۔ تو ہم بجز اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے حق میں دعا مغفرت
کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے اُن کی خطا کی معافی چاہیں۔ اور کسی طرح سے اُن کے کلام پر پردہ نہیں ڈال سکتے

مرزا صاحب نے نہایت بے جا اور نا مناسب کام کیا۔ کہ بے خبر محض ہونے کی حالت میں ہمہ دانی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اُن کے لئے یہی بہت فخر کی بات تھی۔ کہ وہ اپنے فقیرانہ اشغال اور اذکار میں مشغول رہتے۔ اور جس کوچہ میں ایک ذرہ بھی اُن کی رسائی نہیں تھی۔ اس کی نامعلوم خبریں لوگوں کو نہ بتلاتے۔

پھر مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں یہ لکھتے ہیں کہ ہندوں کا وید چار دفتر ہیں۔ جو احکام امر و نہی و اخبار ماضیہ و مستقبلہ پر مشتمل ہے اور یہ وید بذریعہ ایک فرشتہ کے جس کا نام برہما تھا بحوالہ ایجاد عالم ہندوؤں کو پہونچا ہے۔ انہی وید میں سے اُن کے پران اور شاستر نکالے گئے ہیں۔ اس وید میں بلحاظ عمر طولانی عالم کی چار طور کی مختلف ہدایت رکھی گئی ہیں جن میں سے بعض ہدایتیں ست جگ کے مناسب حال اور بعض ہدایتیں کل جگ کے مناسب حال ہیں۔ اور ہندو اگرچہ مختلف فرقے ہیں مگر وہ سب کے سب توحید باری پر اتفاق رکھتے ہیں۔ اور عالم کو مخلوق سمجھتے ہیں۔ اور روز حشر کے قایل ہیں۔ اور معارف اور مکاشفات میں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اور اُن کی بُت پرستی حقیقت میں بُت پرستی نہیں ہے۔ بلکہ وہ بعض ملائکہ کو جو بامر الٰہی عالم کون و فساد میں تصرف رکھتے ہیں۔ یا بعض کاملین کی ارواح کو جن کا تصرف بعد گذر جانے کے اس نشہ دنیا سے باقی ہے۔ یا بعض زندوں کو جو اُن کے زعم میں خضر کی طرح ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ قبلہ توجہ کر لیتے ہیں۔ یعنی صوفیہ اسلام کی طرح اُن کی خیالی صورتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جیسے صوفیہ اسلامیہ اپنے پیر کی صورت کا تصوّر کرتے ہیں۔ اور اُس سے فیض اُٹھاتے ہیں۔ مگر صرف اتنا فرق ہے۔ کہ اسلامی صوفی تمام میں کوئی تصویر شیخ کی اپنے آگے نہیں رکھتے۔ اور یہ لوگ رکھ لیتے ہیں۔ سو اُن کی یہ صورت عبادت کفار عرب کی بُت پرستی سے مشابہ نہیں ہے۔ کیونکہ کفار عرب اپنے بُتوں کو متصرف و موثر بالذات مانتے تھے۔ اور اُن کو خدائے زمین سمجھتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کو خدائے آسمان سمجھتے تھے۔ اسی طرح ہندو لوگ جو اُن تصویروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ سجدہ بھی سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تحیت ہے۔ اُن کی شرع میں باپ اور پیر اور اُستاد کے لئے بجائے سلام کے بھی سجدہ مرسوم اور معمول ہے۔ انتہی۔ اب مرزا صاحب نے اپنے اس بیان میں جسقدر غلطیاں کی ہیں۔ اور دھوکے کھائے ہیں۔ اور خلاف واقعہ لکھا ہے۔ ہم کس کس کی اصلاح کریں

مرزا صاحب نے صرف کسی نادان ہندو کی زبانی سُن کر بغیر اپنی ذاتی تحقیق کے یہ خس و خاشاک غلطیوں کا اِس خط میں بھر دیا ہے۔ نہ معلوم کہ اُنہوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ ہندوؤں کے یہی خیالات اور عقائد ہیں یا جو اُن کے محققوں نے اپنی معتبر کتابوں میں لکھے ہیں۔ کیونکہ اوّل مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ وید کے چار دفتر ہیں۔ سو مرزا صاحب کی پہلی غلطی یہی ہے۔ کہ وید کو ایک کتاب قرار دے کر اُس کے چار دفتر خیال کرتے ہیں۔ بلکہ حق بات جس کا ثبوت امر بدیہی کی طرح حال کے زمانہ میں کُھل گیا ہے۔ کہ وید کی مجموعہ چار کتابیں ہیں۔ جو چار مختلف زمانوں میں کئی لوگوں نے اُن کو بنایا ہے۔ چنانچہ چوتھا وید جو اتھرون سے موسوم ہے۔ اُس کی نسبت اکثر پنڈتوں کی یہی رائے ہے۔ کہ وہ پیچھے سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور کسی برہمن نے اُس کو لکھا ہے۔ اور اُس کے سوائے جو تین وید ہیں وہ الگ الگ کتابیں ہیں۔ جن کو الگ الگ رشیوں نے جمع کیا ہے۔ اور ہندوؤں کے محققوں کے نزدیک۔ برہما کچھ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وید اگنی اور وایو اور سورج پر اُترے ہیں۔ اور محقق ہندو یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جو اٹھارہ پُران اور شاستر وغیرہ اور اُپنشدین ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ وید کے مضمون سے بہت سی مخالفت رکھتے ہیں اور بہت سے زوائد اُن کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ جو وید میں نہیں ہیں۔ مثلاً یہی خیال کہ چاروں وید برہما کے چاروں مُکھ سے نکلے ہیں۔ اس کا کوئی اصل صحیح وید میں نہیں پایا جاتا۔ ایسا ہی یہ کہنا کہ دُنیا کا کوئی خالق ہے۔ وید کی رو سے بڑا گناہ اور پاپ کی بات ہے۔ بلکہ وید کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ دُنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ دُنیا خود بخود قدیم سے ایسی ہی چلی آتی ہے۔ جیسا پرمیشر چلا آتا ہے۔ اور پرمیشر کے وجود سے دُنیا کے وجود کو کسی قسم کا فیض نہیں پہونچتا۔ یہاں تک کہ اگر پرمیشر کا مرنا بھی فرض کر لیا جاوے۔ تو دُنیا کا اس میں کچھ بھی حرج نہیں۔ اور ایسا ہی ہندوؤں کے محقق یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حشر اجساد کچھ چیز نہیں۔ اور وید پر عمل کرنے سے ہرگز کسی کا گناہ معفو نہیں ہو سکتا۔ اور نہ توبہ و استغفار کچھ کام آتی ہے۔ بلکہ ایک گناہ کے عوض میں ہر ایک شخص کو چوراسی لاکھ جون سزا میں بھگتنی پڑیگی۔ اُن کا یہ بھی قول ہے۔ کہ وید اخبار ماضیہ اور مستقبل سے بالکل خالی ہے۔ اور کوئی امر خارق عادت جو نبیوں سے ظہور میں آتا ہے۔ اس میں

درج نہیں۔ اور مکاشفات کا تو ذکر تک نہیں۔ اور اُن کے نزدیک مکاشفات اور خوارق اور پیشگوئیاں اور اخبار غیبیہ از قبیل محالات ہیں جن کا وجود ہرگز ممکن نہیں۔ اور جن لوگوں پر وید نازل ہوا۔ وہ لوگ بکلی ان باتوں سے محروم تھے۔ اور وید کی رُو سے ان باتوں کا ظہور میں آنا قطعی طور پر ناجائز اور غیر ممکن ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کے محقق تو اپنے وید کو اخبار ماضیہ اور مستقبلہ سے بکلی عاری اور مکاشفات سے بکلی بے نصیب اور خدا تعالیٰ کی خالقیت اور حشر اجساد سے بکلی انکاری قرار دیتے ہیں۔ اور مرزا صاحب ایک قدم آگے بڑھا کر ہندوؤں کے ویدوں کی نسبت اُن سب چیزوں کو مانتے ہیں۔ اب دیکھیئے کہ بقول شخص کہ مدعی سُست اور گواہ چست کیا نالائق غلو مرزا صاحب کے بیان میں پایا جاتا ہے۔ جس پر اگر آجکل کے محقق اطلاع پاویں۔ تو مرزا صاحب کو ایک غایت درجہ کا سادہ لوح قرار دیں۔ اور اُن کی باتوں پر قہقہہ مار کر ہنسیں۔ پھر دیکھنا چاہیئے کہ مرزا صاحب اپنے اسی مکتوب میں ہندوؤں کو بُت پرستی سے بھی بری قرار دینا چاہتے ہیں۔ یہ کسقدر بے خبری اور لاعلمی مرزا صاحب کی ہے۔ کہ ہندوستان میں پرورش پاکر پھر ہندوؤں کے عقائد سے کس قدر بے خبر اور غافل ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ ہندو لوگ تو عرب کے بُت پرستوں سے اپنے شرک میں کئی درجہ بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ عرب کے بُت پرست اگرچہ اپنی مرادیں بتوں سے مانگتے تھے۔ مگر اُن کا یہ قول ہرگز نہ تھا کہ دُنیا کے خالق و مالک وہ ہی دیوتا ہیں جن کی تصویریں اور مورتیں پتھر یا دھات وغیرہ سے متشکل کرکے پوجے جاتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کا اصول جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ پرمیشر دُنیا کا خالق نہیں ہے۔ بلکہ اُن کے دیوتا دُنیا کے خالق ہیں۔ اور انہیں سے مرادیں مانگنی چاہیئے۔ اس بات کو کون نہیں جانتا۔ کہ ہندو لوگ اپنے بُتوں سے مرادیں مانگنے میں بڑے سرگرم ہیں۔ مرزا صاحب نے شاید کسی بتخانہ میں پرورش پائی ہوگی۔ کہ اُن کو اپنی مدت العمر تک یہ بھی خبر نہ ہوئی۔ کہ ہندو لوگ اپنے پورانے بُت خانوں کے درشن کے لئے کس جوش و خروش میں جایا کرتے ہیں یہاں تک کہ جگنا تھ وغیرہ بُت خانوں کے بڑے بڑے بُتوں کے راضی اور خوش کرنے کے لئے بعض بعض ہندو اپنی زبانیں بھی کاٹ کر چڑھا دیتے ہیں۔ اور گنگا مائی کے درشن کرنیوالے

مجمع ہر سال ہوا کرتا ہے۔ اور پکار پکار کر مرادیں مانگتے ہیں۔ یہ بات بھی مرزا صاحب سے چھپی نہ ہوگی اور اسی طرح وہ صدہا کتابیں ہنود کی جنہوں نے خود اپنی بت پرستی کا اقرار کیا ہے۔ اور اپنے دیوتاؤں اور بتوں وغیرہ سے مرادیں مانگنے کے طریق لکھے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی کتاب مرزا صاحب کی نظر میں سے گذر جاتی۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب موصوف بہت ہی شرمندہ ہوتے۔ مگر بالآخر مجھ کو یہ بھی خیال آتا ہے۔ کہ غالباً یہ مکتوب کسی اور شخص نے لکھ کر مرزا صاحب کی طرف نسبت کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ بات عام طور پر چلی آتی ہے۔ کہ اکثر اہل غرض اپنی تحریروں کو بعض اکابر کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں۔ تا ان کی مقبولیت کی وجہ سے وہ تحریریں بلا عذر قبول کی جائیں۔ بہرحال اب ہم اس خط کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کے معتقدین کو برادرانہ نصیحت دیتے ہیں۔ کہ وہ ایسے خیالات دور از صداقت و دیانت مرزا صاحب کی طرف منسوب نہ کریں۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان وصل علی نبیک وحبیبک محمد وآلہ وسلم وتوفنا فی امتہ واتبعنا فی ہمتہ واٰتنا ما وعدت لامتہ ربنا اٰتنا امنا فاکتبنا فی عبادک المومنین ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ لمن الخاسرین۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

بتاریخ ہشتم ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۲ جون ۱۸۸۶ء

خاتمہ از مرتب

یہ مجموعہ مکتوبات احمدیہ کی پہلی جلد ہے۔ اور یہاں ختم ہوتی ہے۔ لیکن میں اس کو ناتمام سمجھوں گا اگر میر عباس علی شاہ صاحب کے بعد کے واقعات اور حالات کا یہاں ذکر نہ کروں۔ میر عباس علی شاہ صاحب لودہانہ کے رہنے والے تھے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تالیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں ایک مخلص مددگار تھے۔ مسیح موعود کے دعویٰ کے وقت انہیں ابتلا آیا۔ اور اسی ابتلا میں ان کا خاتمہ ہوا۔ انہوں نے اپنی مخالفت کا اظہار بذریعہ اشتہار بھی کیا۔ اور حضرت

حجۃ اللہ نے نہایت رفق و ملایمت سے اُن کو جواب بھی دیا۔ مگر جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے سے ارادہ کر لیا تھا۔ اُن کا خاتمہ انکار پر ہوا۔ اس معاملہ میں مَیں زیادہ کچھ بھی لکھنا نہیں چاہتا ہاں ناظرین کو اسی مجموعہ مکتوبات کے مکتوب نمبر ۴۳-اور ۴۴ پر خصوصیت سے توجہ کرنے کی صلاح دیتا ہوں۔ وہ ان مکتوبات کو پڑھیں گے۔ تو اُنہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت حجۃ اللہ نے پہلے سے پیشگوئی کی تھی۔ بہر حال میں حضرت اقدس علیہ السلام کی اس کے بعد کی تحریریں عباس علی شاہ کے متعلق یہاں درج کر دیتا ہوں۔ اور اس کے بعد اور کوئی تحریر ملی۔ یا مکتوبات ملے۔ جو میر عباس علی ہی کے نام ہوں۔ وہ بطور تتمہ اس جلد کے چھاپ دیئے جاویں گے (بہر حال وہ تحریریں یہ ہیں):۔

"(۹) حبی فی اللہ میر عباس علی لودہانوی۔ یہ میرے وہ اول دوست ہیں جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی۔ اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اُٹھاکر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے۔ وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اس بات کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی۔ اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور قوم کے مُنہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سُنیں۔ میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور اُن کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو اُن کے حق میں الہام ہوا تھا۔ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء وہ اس مسافرخانہ میں محض متوکلانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے اوائل ایام میں وہ بیس برس تک انگریزی دفتر میں سرکاری ملازم رہے۔ مگر باعث غربت و درویشی کے اُن کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے ہرگز خیال نہیں آتا۔ کہ وہ انگریزی خواں بھی ہیں۔ لیکن دراصل وہ بڑے لائق اور مستقیم الاحوال اور دقیق الفہم ہیں مگر باایں ہمہ سادہ بہت ہیں۔ اسی وجہ سے بعض موسوسین کے وساوس اُن کے

دل کو غم میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اُن کی قوت ایمانی جلد اُن کو دفع کر دیتی ہے۔"

اس کے بعد مخالفت کے اظہار پر حضرت اقدسؑ نے مندرجہ ذیل مضمون لکھا:۔

"میر عباس علی صاحب لدھانوی

چوں بشنوی سخنِ اہلِ دل مگو کہ خطا است سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

یہ میر صاحب وہی حضرت ہیں۔ جن کا ذکر بالخیر میں نے ازالۂ اوہام کے صفحہ ۷۹۰ میں بیعت کرنے والوں کی جماعت میں لکھا ہے۔ افسوس کہ وہ بعض موسوسین کی وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آ گئے۔ بلکہ جماعت اعدا میں داخل ہو گئے۔ بعض لوگ تعجب کریں گے۔ کہ اُن کی نسبت تو الہام ہوا تھا۔ کہ اصلھا ثابتٌ وفرعھا فی السماء۔ اس کا یہ جواب ہے کہ الہام کے صرف اس قدر معنی ہیں۔ کہ اصل اُس کا ثابت ہے۔ اور آسمان میں اُس کی شاخ ہے۔ اس میں تصریح نہیں ہے۔ کہ وہ باعتبار اپنی اصل فطرت کے کس بات پر ثابت ہیں بلا شبہ یہ بات ماننے کے لائق ہے۔ کہ انسان میں کوئی نہ کوئی فطرتی خوبی ہوتی ہے۔ جس پر وہ ہمیشہ ثابت اور مستقل رہتا ہے۔ اور اگر ایک کافر کفر سے اسلام کی طرف انتقال کرے۔ تو وہ فطرتی خوبی ساتھ ہی لاتا ہے۔ اور اگر پھر اسلام سے پھر کفر کی طرف انتقال کرے تو اُس خوبی کو ساتھ ہی لے جاتا ہے۔ کیونکہ فطرت اللہ اور خلق اللہ میں تبدل اور تغیر نہیں افراد نوع انسان مختلف طور کی کانوں کی طرح ہیں۔ کوئی سونے کی کان۔ کوئی چاندی کی کان۔ کوئی پیتل کی کان پس اگر اس الہام میں میر صاحب کی کسی فطرتی خوبی کا ذکر ہو۔ جو غیر متبدل ہو۔ تو کچھ عجب نہیں۔ اور نہ کچھ اعتراض کی بات ہے۔ بلا شبہ یہ مسلم مسئلہ ہے۔ کہ مسلمان تو مسلمان ہیں کفار میں بھی بعض فطرتی خوبیاں ہیں اور بعض اخلاق اُن کو فطرتاً حاصل ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجسم ظلمت اور سراسر تاریکی میں کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کیا۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ کوئی فطرتی خوبی بجز حصول صراط مستقیم کے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ موجب نجات اُخروی نہیں ہو سکتی کیونکہ اعلیٰ درجہ کی خوبی ایمان اور خدا شناسی اور راست روی اور خدا ترسی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اگر وہی نہ ہوئی۔ تو دوسری خوبیاں ہیچ ہیں۔ علاوہ اس کے یہ الہام اُس زمانہ کا ہے۔ کہ جب میر صاحب میں ثابت قدمی موجود تھی۔ زبردست طاقت اخلاص کی پائی جاتی تھی اور اپنے دل میں بھی وہ یہی خیال رکھتے تھے کہ میں ایسا ہی ثابت رہوں گا۔ سو خدا تعالیٰ نے اُن کی اُس وقت کی حالت موجودہ سے خبر دیدی یہ بات خدا تعالیٰ کی وحی میں شائع متعارف ہے۔ کہ وہ موجودہ حالت کے مطابق خبر دیتا ہے کسی کے کافر ہونے کی حالت میں اُس کا نام کافر ہی رکھتا ہے اور اُس کے مومن اور ثابت قدم ہونے کی حالت میں اُس کا نام مومن اور مخلص اور ثابت قدم ہی رکھتا ہے خدا تعالیٰ کے کلام میں اس کے نمونے بہت ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ میر صاحب موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص اور محبّت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے حلقہ مُریدوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کی وجہ سے بیعت کے وقت نہ صرف آپ اُنہوں نے بیعت کی۔ بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بھی اس سلسلہ میں داخل کیا اور اس دس سال کے عرصہ میں جسقدر اُنہوں نے اخلاص اور ارادت سے بھرے ہوئے خط بھیجے۔ اُن کا اس وقت میں اندازہ بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن دو سو کے قریب اب بھی اُن کے ایسے خطوط موجود ہوں گے۔ جن میں اُنہوں نے انتہائے درجہ کے عجز و انکسار سے اپنے اخلاص اور ارادت کا بیان کیا ہے بلکہ بعض خطوط میں اپنی وہ خوابیں لکھی ہیں جن میں گویا روحانی طور پر اُن کو تصدیق ہوئی ہے کہ یہ عاجز من جانب اللہ ہے اور اس عاجز کے مخالف باطل پر ہیں اور نیز وہ اپنی خوابوں کی بنا پر اپنی معیت دائمی ظاہر کرتے ہیں کہ گویا وہ اس جہان اور اُس جہان میں ہمارے ساتھ ہیں ایسا ہی لوگوں میں بکثرت اُنھوں نے یہ خوابیں مشہور کی ہیں اور اپنے مریدوں اور مخلصوں کو بتلائیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ جس شخص نے اس قدر جوش سے اپنا اخلاص ظاہر کیا ایسے شخص کی حالت موجودہ کی نسبت اگر خدا تعالیٰ کا الہام ہو۔ کہ یہ شخص اس وقت ثابت قدم ہے۔ متزلزل نہیں تو کیا اس الہام کو خلاف واقعہ کہا جائے گا۔ بہت سے الہامات صرف موجودہ الہامات کے حالات کے آئینہ ہوتے ہیں۔ عواقب امور سے اُن کو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ اور نیز یہ بات بھی ہے کہ جبتک انسان زندہ ہے اُس کے سوء خاتمہ پر حکم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انسان کا دل اللہ جل شانہٗ کے قبضہ میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں اگر وہ چاہے تو دُنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔ غرض یہ الہام حال پر دلالت کرتا ہے۔ مآل پر ضروری طور پر اُس کی دلالت نہیں ہے اور مآل ابھی ظاہر بھی نہیں ہے۔ بہتوں نے

راستبازوں کو چھوڑ دیا اور پکے دشمن بن گئے۔ مگر بعد میں پھر کوئی کرشمہ قدرت دیکھ کر پشیمان ہوگئے۔ اور زار زار روئے۔ اور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور رجوع لائے۔ انسان کا دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اُس حکیم مطلق کی آزمائشیں ہمیشہ ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ سو میر صاحب کسی پوشیدہ خامی اور نقص کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے۔ اور پھر اس ابتلا کے اثر سے جوش ارادت کے عوض میں قبض پیدا ہوئی اور پھر قبض سے خشکی اور اجنبیت اور اجنبیت سے ترکِ ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جہری عداوت اور ارادہ تحقیر و استخفاف و توہین پیدا ہو گیا۔ عبرت کی جگہ ہے۔ کہ کہاں سے کہاں پہنچے۔ کیا کسی کے وہم یا خیال میں تھا کہ میر عباس علی کا یہ حال ہوگا۔ مالک الملک جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ میرے دوستوں کو چاہئے کہ اُن کے حق میں دعا کریں اور اپنے بھائی فرو ماندہ اور درگذشتہ کو اپنی ہمدردی سے محروم نہ رکھیں اور میں بھی انشاء اللہ الکریم دعا کرونگا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ اُن کے چند خطوط بطور نمونہ اس رسالہ میں نقل کرکے لوگوں پر ظاہر کروں۔ کہ میر عباس علی کا اخلاص کس درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اور کس طور کی خوابیں وہ ہمیشہ ظاہر کیا کرتے تھے اور کن انکساری الفاظ اور تعظیم کے الفاظ سے وہ خط لکھتے تھے لیکن افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ القدیر کسی دوسرے وقت میں حسب ضرورت ظاہر کیا جائیگا۔ یہ انسان کے تغیرات کا ایک نمونہ ہے۔ کہ وہ شخص جس کے دل پر ہر وقت عظمت اور ہیبت سچی ارادت کی طاری رہتی تھی۔ اور اپنے خطوط میں اس عاجز کی نسبت خلیفۃ اللہ فی الارض لکھا کرتا تھا آج اس کی کیا حالت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے ڈرو اور ہمیشہ دعا کرتے رہو۔ کہ وہ محض اپنے فضل سے تمہارے دلوں کو حق پر قائم رکھے۔ اور لغزش سے بچاوے۔ اپنی استقامتوں پر بھروسہ مت کرو۔ استقامت میں کوئی فاروق رضی اللہ عنہ سے کوئی بڑھ کر ہوگا۔ جن کو ایک ساعت کے لئے ابتلا پیش آگیا تھا۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اُن کو نہ تھامتا۔ تو خدا جانے کیا حالت ہو جاتی۔ مجھے اگرچہ میر عباس علی صاحب کی لغزش سے رنج بہت ہوا۔ لیکن پھر میں دیکھتا ہوں کہ جب کہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نمونہ پر آیا ہوں۔ تو یہ بھی ضرور تھا۔ کہ میرے بعض عیان اخلاص کے واقعات میں بھی وہ نمونہ ظاہر ہوتا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض خالص دوست جو ایسے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے۔ جن کی تعریف میں وحی الٰہی بھی ہوگئی تھی۔ آخر حضرت مسیح سے منحرف ہوگئے تھے۔ یہودا اسکریوطی کیسا گہرا دوست حضرت مسیح کا تھا۔ جو اکثر ایک ہی پیالہ میں حضرت مسیح کے ساتھ کھاتا [illegible] پیار کا دم مارتا تھا۔ جس کو بہشت کے بارہ [illegible] تخت کی خوشخبری بھی دی گئی تھی

اور میاں پطرس کیسے بزرگ حواری تھے جن کی نسبت حضرت مسیح نے فرمایا تھا۔ کہ آسمان کی کنجیاں اُن کے ہاتھ میں ہیں۔ جن کو چاہیں۔ بہشت میں داخل کریں۔ اور جن کو چاہیں نہ کریں لیکن آخر میاں صاحب موصوف نے جو کرتوت دکھائی۔ وہ انجیل پڑھنے والوں پر ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح سامنے کھڑے ہو کر اور اُن کی طرف اشارہ کر کے نعوذ باللہ بلند آواز سے کہا کہ میں اس شخص پر لعنت بھیجتا ہوں میر صاحب بھی اس حد تک کہاں پہنچے ہیں کل کی کس کو خبر ہے کہ کیا ہو۔ میر صاحب کی قسمت میں اگرچہ یہ لغزش مقدر تھی۔ اور اصلہا ثابت کی ضمیر تانیثی بھی اُس کی طرف ایک اشارہ کر رہی تھی۔ لیکن بٹالوی صاحب کی وسوسہ اندازی نے اور بھی میر صاحب کی حالت کو لغزش میں ڈالا۔ میر صاحب ایک سادہ آدمی ہیں جن کو مسائل دقیقہ دین کی کچھ بھی خبر نہیں حضرت بٹالوی وغیرہ نے مفسدانہ تحریکوں سے ان کو بھڑکا دیا کہ دیکھو فلاں کلمہ عقیدہ اسلام کے برخلاف اور فلاں لفظ بے ادبی کا لفظ ہے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصوں کی نسبت قسم کھا چکے ہیں کہ لاغوینّھم اجمعین۔ اور اسقدر غلو ہے کہ شیخ نجدی کا استثنا بھی اُن کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ تا صالحین کو باہر رکھ لیتے۔ اگرچہ وہ بعض منود سرگردان ارادت کی وجہ سے بہت خوش ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک ٹہنی کے خشک ہو جانے سے سارا باغ برباد نہیں ہو سکتا جس ٹہنی کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے خشک کر دیتا ہے اور کاٹ دیتا ہے اور اس کی جگہ اور ٹہنیاں پھلوں اور پھولوں سے لدی ہوئی پیدا کر دیتا ہے۔ بٹالوی صاحب یاد رکھیں کہ اگر اس جماعت سے ایک نکل جائیگا۔ تو خدا تعالیٰ اُس کی جگہ بیس لائیگا۔ اور اس آیت پر غور کریں فسوف یاتی اللہ بقوم یحبّھم و یحبّونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزّۃ علی الکٰفرین ؛

بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے۔ سو اُن الفاظ سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں جب دل بگڑتا ہے تو زبان ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے لیکن اُس اشتہار کی تین باتوں کا جواب دینا ضروری ہے :-

اوّل یہ کہ میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے۔ سو اس وسوسہ کے دور کرنے کے لئے میرا یہی اشتہار کافی ہے۔ بشرطیکہ میر صاحب اس کو غور سے پڑھیں۔

دوم یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے۔ کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں۔ معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوّت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا۔ سو ان اوہام کے دور کرنے کے لئے میں وعدہ کر چکا ہوں۔ کہ عنقریب میری طرف سے اس بارہ میں رسالہ مستقلہ شائع ہو گا اگر میر صاحب توجہ سے اس رسالہ کو دیکھیں گے۔ تو بشرط توفیق ازلی اپنی بے بنیاد اور بے اصل بدظنیوں سے سخت ندامت اٹھائیں گے۔

سوئم یہ کہ میر صاحب نے اپنے اس اشتہار میں اپنے کمالات ظاہر فرما کر تحریر فرمایا ہے۔ کہ گویا ان کو رسول نمائی کی طاقت ہے۔ چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا۔ میں نے کہا تھا۔ کہ ہم دونوں کسی ایک مسجد میں بیٹھ جائیں اور پھر یا تو مجھ کو رسول کریم کی زیارت کرا کر اپنے دعاوی کی تصدیق کرا دی جائے۔ اور یا میں زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرا دونگا۔ میر صاحب کی اس تحریر نے نہ صرف مجھے ہی تعجب میں ڈالا۔ بلکہ ہر ایک واقفِ حال سخت متعجب ہو رہا ہے۔ کہ اگر میر صاحب میں یہ قدرت اور کمال حاصل تھا۔ کہ جب چاہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں اور باتیں پوچھ لیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی دکھلا دیں۔ تو پھر انہوں نے اس عاجز سے بدوں تصدیق نبوی کے کیوں بیعت کر لی۔ اور کیوں دس سال تک برابر خلوص نماؤں کے گروہ میں رہے۔ تعجب کہ ایک دفعہ بھی رسول کریم اُن کی خواب میں نہ آئے۔ اور ان پر ظاہر نہ کیا۔ کہ اس کذاب اور مکار اور بیدین سے کیوں بیعت کرتا ہے۔ اور کیوں اپنے تئیں گمراہی میں پھنساتا ہے۔ کیا کوئی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کو یہ اقتدار حاصل ہے کہ بات بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں چلا جاوے۔ اور ان کے فرمودہ کے مطابق کاربند ہو۔ اور اُن سے صلاح مشورہ لے لے۔ وہ دس برس تک برابر ایک کذاب اور فریبی کے پنجہ میں پھنسا رہے اور ایسے شخص کا مرید ہو جاوے۔ جو اللہ اور رسول کا دشمن اور آنحضرت کی تحقیر کرنے والا اور تحت الثریٰ میں گرنے والا ہو۔ زیادہ تر تعجب کا مقام یہ ہے۔ کہ میر صاحب کے بعض دوست بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض خوابیں ہمارے پاس بیان کی تھیں۔ اور کہا تھا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو خواب

میں دیکھا اور آنحضرت نے اس عاجز کی نسبت فرمایا کہ وہ شخص واقعی طور پر خلیفۃ اللہ اور مجدد دین ہے
اور اسی قسم کے بعض خط جن میں خوابوں کا بیان اور تصدیق اس عاجز کے دعویٰ کی تھی میر صاحب نے اس عاجز
کو بھی لکھے۔ اب ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اگر میر صاحب رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھ سکتے ہیں تو جو کچھ
انہوں نے پہلے دیکھا۔ وہ بہرحال اعتبار کے لائق ہوگا۔ اور اگر وہ خوابیں اُن کے اعتبار کے لائق نہیں
اور اضغاث احلام میں داخل ہیں۔ تو ایسی خوابیں آئندہ بھی قابلِ اعتبار نہیں ٹھہر سکیں۔ ناظرین سمجھ سکتے
ہیں کہ رسول نمائی کا قادرانہ دعویٰ کس قدر فضول بات ہے۔ حدیث صحیح سے ظاہر ہے کہ تمثل شیطان سے
وہی خواب رسول بینی سے مبرا ہو سکتی ہے جس میں آنحضرت صلعم کو اُن کے حلیہ پر دیکھا گیا ہو۔ ورنہ شیطان کا تمثل
انبیاء کے پیرایہ میں نہ صرف جائز بلکہ واقعات میں سے ہے اور شیطان لعین تو خدا تعالیٰ کا تمثل ہو کر اُس کے عرش کی
تجلّی دکھلا دیتا ہے۔ پھر انبیاء کا تمثل اُس پر کیا مشکل ہے۔ اب جبکہ یہ بات ہے۔ تو فرض کے طور پر اگر مان لیں
کہ کسی کو آنحضرت صلعم کی زیارت ہوئی تو اس بات پر کیونکر مطمئن ہوں۔ کہ وہ زیارت درحقیقت آنحضرت صلعم
کی ہے۔ کیونکہ اس زمانے کے لوگوں کو ٹھیک ٹھیک حلیہ نبوی پر اطلاع نہیں اور غیر حلیہ پر تمثل شیطان
جائز ہے۔ پس اس زمانے کے لوگوں کے لئے زیارت حقہ کی حقیقی علامت یہ ہے۔ کہ اُس زیارت کے ساتھ بعض ایسے
خوارق اور علامات خاصہ ہوں جن کی وجہ سے اس رویا یا کشف کے منجانب اللہ ہونے پر یقین کیا جائے
مثلاً رسول اللہ صلعم بعض بشارتیں پیش از وقوع بتلاویں۔ یا بعض قضا و قدر کی نزول کی باتوں پیش از
وقوع مطلع کر دیں یا بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت اطلاع دیدیں۔ یا قرآن کریم کی بعض آیات کے
ایسے حقایق و معارف بتلاویں جو پہلے قلمبند اور شائع نہیں ہو چکے تو بلاشبہ ایسی خواب صحیح سمجھی جاویگی
ورنہ ایک شخص دعوے کرے جو رسول اللہ صلعم میری خواب میں آئے ہیں اور کہہ گئے ہیں۔ کہ فلاں شخص بیشک
کافر اور دجال ہے۔ اب اس بات کا کون فیصلہ کرے۔ کہ یہ رسول اللہ صلعم کا قول ہے یا شیطان کا یا خود اُس
خواب بین نے چالاکی کی راہ سے یہ خواب اپنی طرف سے بنالی ہے۔ سو اگر میر صاحب میں درحقیقت یہ قدرت حاصل ہے
کہ رسول اللہ صلعم اُن کی خواب میں آجاتے ہیں تو ہم میر صاحب کو یہ تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ کہ وہ ضرور ہمیں دکھاویں
بلکہ وہ اگر اپنا ہی دیکھنا ثابت کر دیں۔ اور علامات اربعہ مذکورہ بالا کے ذریعہ سے اس بات کو پایۂ ثبوت پہنچا دیں
کہ درحقیقت انہوں نے آنحضرت صلعم کو دیکھا ہے۔ تو ہم قبول کر لیں گے۔ اور اگر انہیں مقابلہ کا ہی شوق ہے تو

اُن سے بکلی طور سے مقابلہ کرلیں۔ جس کا ہم نے اس اشتہار میں ذکر کیا ہے۔ ہمیں بالفعل اُن کی رسول نمائی ہی میں کلام ہے۔ چہ جائیکہ اُن کی رسول نمائی کے دعویٰ کو قبول کیا جائے۔ پہلا مرتبہ آزمائش کا تو یہی ہے کہ آیا میر صاحب رسول بینی کے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب۔ اگر صادق ہیں۔ تو پھر اپنی کوئی خواب یا کشف شائع کریں۔ جس میں یہ بیان ہو۔ کہ رسول اللہ صلعم کی زیارت ہوئی۔ اور آپ نے اپنی زیارت کی علامت فلاں فلاں پیشگوئی اور قبولیت دعا اور انکشاف حقائق و معارف کو بیان فرمایا۔ پھر بعد اس کے رسول نمائی کی دعوت کریں۔ اور یہ عاجز حق کی تائید کی غرض سے اس بات کے لئے بھی حاضر ہے۔ کہ میر صاحب رسول نمائی کا اعجوبہ بھی دکھلا دیں۔ قادیان میں آجائیں۔ مسجد موجود ہے۔ اُن کے آنے جانے اور خوراک کا تمام خرچ اس عاجز کے ذمہ ہوگا۔ اور یہ عاجز تمام ناظرین پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف لاف و گزاف ہے۔ اور کچھ نہیں دکھلا سکتے۔ اگر آئیں گے تو اپنی پردہ دری کرینگے۔ عقلمند سوچ سکتے ہیں۔ کہ جس شخص نے بیعت کی مریدوں کے حلقہ میں داخل ہوا۔ اور ہشت دس سال سے اس عاجز کو خلیفۃ اللہ اور امام اور مجدد کہتا رہا۔ اور اپنی خوابیں بتلاتا رہا۔ کیا وہ اس دعویٰ میں صادق ہے۔ میر صاحب کی حالت نہایت قابل افسوس ہے۔ خدا اُن پر رحم کرے۔ پیشگوئیوں کے منتظر رہیں جو ظاہر ہوں گی۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۸۵۵ کو دیکھیں ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۳۳۔ اور ۳۹۶ کو بغور کریں۔ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے۔

ویستئلونک احق ھو قل ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین ـ زوجنا

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے

کہا لا مبدل لکلماتی ـ وان یروا آیة یعرضوا

ہم خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھیں گے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لینگے اور قبول نہیں کریں گے اور

ویقولوا سحر مستمر“

کہیں گے کہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔“

LIBRARY
QADIAN
SADR ANJUMAN AHMADIYYA

عرض حال

جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے محض فضل و کرم سے اس چشمۂ ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور میرے ہاتھ میں قلم اور سلسلہ کی قلمی
خدمت کے لئے ایک جوش دیا ہے اسی وقت سے مجھے یہ جوش اور آرزو رہی ہے کہ میں اپنے سید و مولیٰ امام حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریروں اور نوشتوں کو جمع کر کے شائع کروں جو ایسے وقت اور حال کی ہیں
جب دنیا میں ایک گمنام انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور میری غرض ایسی تحریروں کے جمع کرنے سے
یہ تھی علاوہ برکات کے آپ کی سوانح کے لئے ایک مواد جمع ہو جاوے چنانچہ اسی جوش اور شوق کا نتیجہ
تھا کہ میں نے ۱۸۹۹ء میں "پرانی تحریریں" کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں ۱۸۷۹ء کے وہ
مضامین تھے جو آپ نے برادر ہند۔ آفتاب پنجاب وغیرہ اخبارات میں شائع فرمائے تھے اب ایک مدت کے بعد میں اس
سلسلہ میں ایک دوسرا مجموعہ آپ کے مکتوبات کا شائع کرتا ہوں اور یہ پہلی جلد ہے مکتوبات کی ترتیب
میں مجھ کو بہت عرصہ تک غور کرنا پڑا کبھی بلحاظ سنین کے ترتیب کرتا اور کبھی بلحاظ مضامین آخر
بڑے غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ بحسب اسماء ہو جاوے تو اچھا ہے۔ اور جہاں مکتوبات ایک
شخص کے نام بہت ہی کم ہونگی وہاں ایک جلد متفرق مکتوبات کی مرتب کیجاوے بہرحال اس سلسلہ میں
یہ پہلی جلد میر عباس علی شاہ کے نام شائع کرتا ہوں ان مکتوبات میں حضرت حجۃ اللہ کے عجیب و غریب
مسائل تصوف کی فلاسفی اور اظہار ناظرین پائیں گے اور معرفت حقیقی کا ایک مصفا چشمہ انہیں ملیگا اور
…پیشگوئیاں انہیں نظر آئینگی میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ اپنے محبوب
…اسکے محبوب دوستوں تک پہنچانیکا فخر حاصل کروں اسکے بعد دوسری جگہ حضرت
…خلیفۃ المسیح کے نام کی مکتوبات کی ہوگی خدا ہی کے فضل سے امید ہے کہ وہ
…صاحب ہے مکتوبات حضرت حکیم الامۃ کے نام کی میرے پاس موجود ہیں
…کر حبیب سمجھکر اسکی قدر کرینگے وللہ الحمد

احقر الناس یعقوب علی تراب احمدی
ایڈیٹر الحکم قادیان

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام

کی پرانی تحریروں کا سلسلہ

نمبر ۳

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

(جلد دوم)

حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام ربانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات جو آپ نے وقتاً فوقتاً ہندو۔ آریہ برہمو مذہب کے لیڈروں کے نام لکھے ہیں

جنکو

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن وغیرہ نے مرتب کیا

اور محمد وزیر خاں احمدی نے چھپوا کر معرفت

بدر ایجنسی قادیان شائع کیا

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں حافظ مظفر الدین صاحب مینجر کے اہتمام سے چھپا

تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت فی جلد ۴ر

نظم

بگو شیدائے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا ۔ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آرید ۔ باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

نفاق و اختلاف ناشناساں از میاں خیزد ۔ کمال اتفاق و خلت و الفت شود پیدا

بجنبید از پے کوشش کہ از درگاہ ربانی ۔ ز بہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا

اگر امروز فکر غربت دیں در شما جوشد ۔ شما را نیز واللہ رتبت و عزت شود پیدا

اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشائید ۔ ہم از بہر شما تائید قدرت شود پیدا

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نگردد ۔ خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

دو روزہ عمر خود در کار دیں کو شید اے یاراں ۔ کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

در انصار نبی بنگر کہ چوں شد کار تا دائم ۔ کہ از تائید دیں سر چشمۂ دولت شود پیدا

بجو از جان و دل تا خدمتے از دست تو آید ۔ بقائے جاوداں یابی گر ایں شربت شود پیدا

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ ۔ قضا را سالنست ایں ہر حالت شود پیدا

ہمی بینم کہ داور قدیر و پاک مے خواہد ۔ کہ باز آں قوت اسلام و آں شوکت شود پیدا

کریما صمدا کرم کن بر کسے کو ناصر دیں است ۔ بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

چناں خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق ۔ کہ در ہر کار و بار حال او جنت شود پیدا

دریغ و درد قوم من ندائے من نمی شنود ۔ ز ہر در مید ہم پندش مگر عبرت شود پیدا

مرا با دردمی آید کہ چشم ہوش بکشایند ۔ مگر وقتیکہ خوف و رعب و خشیت شود پیدا

مراد دجال و کذاب و بتر از کافراں فہمند ۔ نمیدانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

عجب دارید اے ناآشنایاں غافلاں از دیں ۔ کہ از حق چشمۂ حیواں درین ظلمت شود پیدا

چرا انساں تعجب ہا کند در فکر ایں معنی ۔ کہ خواب آلودگاں را رافع غفلت شود پیدا

فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ ۔ کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

قیمت لائبریری ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد دوم

آریوں۔ ہندوؤں۔ برہموؤں کے نام خطوط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بجانب پنڈت دیانند سرستی (بانی آریہ سماج)

من انچہ شرط بلاغ است باتو میگویم ✿ تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال

واضح ہو کہ ان دنوں میں اس عاجز نے حق کی تائید کے لئے اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کی غرض سے ایک نہایت بڑی کتاب تالیف کی ہے جس کا نام براہین احمدیہ ہے۔ چنانچہ اُس میں سے تین حصّے چھپ کر منتشر ہو چکے ہیں۔ اور حصّہ چہارم عنقریب چھپنے والا ہے حصّہ سوم میں اسبات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سچا دین جس کے قبول کرنے پر نجات موقوف ہے دین اسلام ہے۔ کیونکہ سچائی کے معلوم کرنے کے لئے دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ عقلی دلائل سے کسی دین کے عقائد صاف اور پاک ثابت ہوں دوسری یہ کہ جو دین اختیار کرنے کی علت غائی ہے۔ یعنی نجات اس کے علامات اور انوار اس دین کی متابعت سے ظاہر ہو جائیں۔ کیونکہ جو کتاب دعویٰ کرتی ہے کہ میں اندرونی بیماریوں اور تاریکیوں سے لوگوں کو شفا دیتی ہوں بجز میرے دوسری کتاب نہیں دیتی تو اُس کتاب کے لئے ضرور ہے کہ اپنا ثبوت دے۔ پس انھیں دونوں طریقوں کی نسبت ثابت کر کے دکھلایا گیا ہے کہ یہ صرف اسلام میں

پائے جاتے ہیں۔ اسلام وہ پاک مذہب ہے کہ جس کی بنیاد عقائد صحیحہ پر ہے کہ جس
میں سراسر جلال الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن شریف ہر ایک جزو کمال خدا کیلئے ثابت کرتا
ہے اور ہر ایک نقص و زوال سے اس کو پاک ٹھہراتا ہے۔ اس کی نسبت قرآن شریف
کی یہ تعلیم ہے کہ وہ بیچون و بیچگون ہے اور ہر ایک شبہہ و مانند سے منزہ ہے اور ہر ایک
شکل اور مثال سے مبرا ہے۔ وہ مبدا ہے عام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا
اور مرجع ہے تمام امور کا اور خالق ہے تمام کائنات کا اور پاک ہے ہر ایک کمزوری اور نا
قدرتی اور نقصان سے اور واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور الوہیت میں اور معبودیت میں۔
نہیں مشابہ اس سے کوئی چیز اور نہیں جائز کسی چیز سے اسکا اتحاد اور حلول۔ مگر افسوس
آپ کا اعتقاد سراسر اس کے برخلاف ہے اور ایسی روشنی چھوڑ کر تاریکی ظلمت میں
خوش ہو رہے ہیں۔ اب چونکہ میں نے اس روشنی کو آپ جیسے لوگوں کی سمجھ کے موافق
نہایت صاف اور سلیس اردو میں کھول کر دکھلایا ہے اور اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیا
ہے کہ آپ لوگ ایک سخت ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں یہانتک کہ جس کے سہارے
پر تمام دنیا چلتی ہے اس کی نسبت آپکا یہ اعتقاد ہے کہ وہ تمام فیضوں کا مبدا نہیں
اور تمام ارواح یعنی جیو اور اُن کی روحانی قوتیں اور استعدادیں اور ایسا ہی تمام اجسام صغار یعنی
پرکرتی خود بخود انادی طور پر قدیم سے چلے آتے ہیں اور تمام ہنر یعنی گن جو ان میں ہیں وہ
خود بخود ہیں۔ اور اس فیصلہ کو صرف عقلی طور پر نہیں چھوڑا بلکہ اسلام کے پاک گروہ میں وہ
آسمانی نشان بھی ثابت کئے ہیں کہ جو خدا کے برگزیدہ قوم میں ہونے چاہئیں۔ اور ان
نشانوں کے گواہ صرف مسلمان لوگ ہی نہیں بلکہ کئی آریہ سماج والے بھی گواہ ہیں اور
بفضل خداوند کریم دن بدن لوگوں پر کھلتا جاتا ہے کہ برکت اور روشنی اور صداقت
صرف قرآن شریف میں ہے اور دوسری کتابیں ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی
ہیں۔ لہذا یہ خط آپ کے پاس رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں اگر آپ کتاب براہین احمدیہ کے
مطالعہ کے لئے مستعد ہوں تو میں وہ کتاب مفت بلا قیمت آپ کو بھیجدونگا۔ آپ اس
کو غور سے پڑھیں اگر اس کے دلائل کو لاجواب پاویں تو حق کے قبول کرنے میں توقف

نہ کریں کہ دنیا روزے چند۔ آخر کار با خداوند۔ میں ابھی اس کتاب کو بھیج سکتا تھا۔ مگر میں نے سُنا ہے کہ آپ اپنے خیالات میں محو ہو رہے ہیں اور دوسرے شخص کی تحقیقاتوں سے فائدہ اُٹھانا ایک عار سمجھتے ہیں۔ سو میں آپ کو دوستی اور خیر خواہی کی راہ سے لکھتا ہوں کہ آپ کے خیالات صحیح نہیں ہیں۔ آپ ضرور ہی میری کتاب کو منگا کر دیکھیں اُمید کہ اگر حق جوئی کی راہ سے دیکھینگے تو اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے حجاب اور پردے آپ کے دور ہو جائینگے۔ اور اگر آپ اردو عبارت نہ پڑھ سکیں تاہم کسی لکھے پڑھے آدمی کے ذریعہ سمجھ سکتے ہیں۔ آپ اپنے جواب سے مجھکو اطلاع دیں۔ اور جس طور سے آپ تسلی چاہیں خداوند قادر ہے۔ صرف سچی طلب اور انصاف اور حق جوئی درکار ہے جواب سے جلدتر اطلاع بخشیں۔ کہ میں منتظر ہوں۔ اور اگر آپ خاموش رہیں تو پھر اس سے یہی سمجھا جائیگا کہ آپ کو صداقت اور روشنی اور راستی سے کچھ غرض نہیں ہے ؛

۲۰۔ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

خط جو مختلف مذاہب کے لیڈروں کے نام بھیجا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد ما وجب گذارش ضروری یہ ہے کہ یہ عاجز (مولف براہین احمدیہ) حضرت قادر مطلق جلشانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی ناصری اسرائیلی (مسیح) کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں صراط مستقیم (جسپر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھادے اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کے ۳۷ جز چھپکر شائع ہو چکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطلب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں مندرج ہے . . . . . .

. . . .

لیکن چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط جس کی دو سو چالیس کاپی چھپوائی گئی ہیں (معہ اشتہار انگریزی جس کی آٹھ ہزار کاپی چھپوائی گئی ہیں) شائع کیا جاوے اور اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز برہمو صاحبان و آریہ صاحبان و نیچری صاحبان و حضرت مولوی صاحبان جو وجود خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز پر بدظن ہیں ارسال کی جاوے یہ ان حضرت نیچریہ یا مولویصاحبان کو کہا جاتا ہے جو اسلام کو مانتی ہیں اور پھر وجود خوارق اور کرامات سے منکر اور اس عاجز پر بدظن ہیں۔ یہ تجویز اپنی فکر اور اجتہاد سے نہیں قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب (جو خط پہنچنے پر رجوع نہ کرینگے) ملزم و لاجواب و مغلوب و لاجواب و مغلوب ہو جاوینگے بناءً علیہ پر یہ خط چھپوا کر آپ کی خدمت میں (اس نظر سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز اور مشہور اور مقتدر ہیں) ارسال کیا جاتا ہے اور آپ کی کمال علم اور بزرگی کی نظر سے امید ہے کہ آپ حسبۃً للہ اس خط کے مضمون کی طرف سے توجہ فرما کر طلب حق میں کوشش کرینگے اگر آپ نے اسکی طرف توجہ نہ کی تو آپ پر حجت تمام ہوگی اور اس کارروائی کے (کہ آپکو خط رجسٹری شدہ ملا اور پھر آپ نے اس کی طرف توجہ کو مبذول نہ فرمایا۔) حصہ پنجم کتاب براہین احمدیہ میں پوری تفصیل سے بحث کیجاویگی اور اصل مدعا خط جس کی ابلاغ کیلئے میں مامور ہوا ہوں یہ ہے کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہے۔ اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے اس دین کی حقانیت اور قرآن شریف کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں کی (خوارق و پیشگوئیوں) شہادت بھی پائی جاتی ہے جسکو طالب صادق اس خاکسار (مولف براہین احمدیہ) کے صحبت اور صبر اختیار کرنے سے بمعائنہ چشم تصدیق کر سکتا ہے آپ کو اس دین کی حقانیت یا ان آسمانی نشانوں کی صداقت میں شک ہو تو آپ طالب صادق بنکر قادیان میں تشریف لاویں اور ایک سال تک اس عاجز کی صحبت میں رہکر آسمانی نشانوں کو بچشم خود مشاہدہ کر لیں، ولیکن اس شرط و نیت سے (جو طالب صادق کی نشانی ہے) کہ بمجرد معائنہ آسمانی نشانوں کے اسی جگہ قادیان میں مشرف با اظہار اسلام یا تصدیق خوارق سے مشرف

ہو جاوینگے۔ اس شرط و نیت سے آپ آوینگے تو ضرور انشاء اللہ تعالیٰ آسمانی نشان مشاہدہ کرینگے
اس امر کا خدا کیطرف سے وعدہ ہو چکا ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں اب آپ تشریف
نہ لاویں تو آپ پر خدا کا مواخذہ رہا اور بعد انتظار تین ماہ کے آپ کی عدم توجہی کا حال درج
حصہ پنجم کتاب ہوگا۔ اور اگر آپ آویں اور ایک سال تک رہکر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ
کریں تو دو سو روپیہ ماہوارہ کے حساب سے آپکو ہرجانہ یا جرمانہ دیا جاویگا۔ اس دو سو روپیہ
ماہوارہ کو آپ اپنی شایاں شان نہ سمجھیں یا تو اپنی حرج اوقات کا عوض یا ہماری وعدہ
خلافی کا جرمانہ جو آپ اپنی شان کے لائق قرار دینگے ہم اُس کو بشرط استطاعت قبول کرینگے
طالبان ہرجانہ یا جرمانہ کے لئے ضروری ہے کہ تشریف آوری سے پہلے بذریعہ رجسٹری ہم
سے اجازت طلب کریں اور جو لوگ ہرجانہ یا جرمانہ کے طالب نہیں ان کو اجازت طلب
کرنے کی نہیں۔ اگر آپ بذات خود تشریف نہ لا سکیں تو آپ اپنا وکیل جس کے مشاہدہ کو
آپ معتبر اور اپنا مشاہدہ سمجھیں روانہ فرماویں مگر اس شرط سے کہ بعد مشاہدہ اس شخص
کے آپ اظہار اسلام یا (تصدیق خوارق) میں توقف نہ فرماویں آپ اپنی شرط اظہار اسلام
(تصدیق خوارق) ایک سادہ کاغذ پر جس پر چند ثقات مختلف مذاہب کی شہادتیں ہوں
تحریر کر دیں جسکو متعدد انگریزی اردو اخباروں میں شائع کیا جاویگا ہم سے اپنی شرط دو سو روپیہ
ماہوار ہرجانہ یا جو آپ پسند کریں اور ہم اُس کی ادائی کی ضمانت بھی رکھیں۔ عدالت میں
رجسٹری کرائیں بالآخر یہ عاجز حضرت خداوند کریم جلشانہ کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اپنے
سچے دین کے براہین ہم پر ظاہر کئے اور پھر اُن کی اشاعت کے لئے ایک آزاد سلطنت
کی حمایت میں جو گورنمنٹ انگلشیہ ہے ہم کو جگہ دی۔ اس گورنمنٹ کا بھی حق شناسی
کی رو سے یہ عاجز شکریہ ادا کرتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ فقط

راقم خاکسار غلام احمد قادیانی ۸- مارچ ۱۸۸۵ء مطابق ۲۹- جمادی الاول ۱۳۰۲ھ

خط بنام اندرمن مرادآبادی

اندرمن مرادآبادی نے دعوت یکسالہ کے لئے چوبیس سو روپیہ مانگا تھا جو مسلمانوں کے
ایک معزز ڈیپوٹیشن کے ہاتھ بھیجا گیا اور یہ خط ساتھ لکھا گیا مگر اندرمن کہیں بھاگ گیا آخر یہ
خط شائع کیا گیا۔ (ایڈیٹر)

نقل اشتہار

منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے میرے اس مطبوع خط (جس کی ایک ایک کاپی غیر مذاہب کے اُستاد و مقتداؤں کے نام خاکسار نے روانہ کی تھی) جس کے جواب میں پہلے نابھہ سے پھر لاہور سے یہ لکھا تھا کہ تم ہمارے پاس آؤ اور ہم سے مباحثہ کرلو اور زر موجود اشتہار پیشگی بنک میں داخل کردو وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں خاکسار نے رقیمہ ذیل معہ دوہزار چار سو روپیہ نقد ایک جماعت اہل اسلام کے ذریعہ سے ان کی خدمت میں روانہ لاہور کیا جب وہ جماعت منشی صاحب کے مکان موعود میں پہنچی تو منشی صاحب کو وہاں نہ پایا۔ وہاں سے ان کو معلوم ہوا کہ جس دن منشی صاحب نے وہ خط خاکسار کے نام روانہ کیا تھا اسی دن سے وہ فرید کوٹ تشریف لے گئے ہوئے ہیں باوجودیکہ اس خط میں منشی صاحب نے ایک ہفتہ تک منتظر جواب رہنے کا وعدہ کیا تھا یہ امر نہایت تعجب اور تردد کا موجب ہوا لہٰذا یہ قرار پایا کہ اس رقیمہ کو بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاوے اور اُس کی ایک کاپی منشی صاحب کے نام حسب نشان مکان موجود بذریعہ رجسٹری روانہ کی جاوے۔ وہ یہ ہے:۔

مشفقی اندرمن صاحب آپ نے میرے خط کا جواب نہیں دیا۔ ایک نئی بات لکھی ہے جس کی اجابت مجھ پر اپنے عہد کی رُو سے واجب نہیں ہے۔ میری طرف سے یہ عہد تھا کہ جو شخص میرے پاس آوے اور صدق دل سے ایک سال میرے پاس ٹھہرے اسکو خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کراویگا جس سے قرآن اور دین اسلام کی صداقت ثابت ہو آپ اس کے جواب میں اول تو مجھے اپنے پاس (نابھہ میں پھر لاہور میں) بلاتے ہیں اور خود آنیکا ارادہ ظاہر فرماتے ہیں تو مباحثہ کے لئے نہ آسمانی نشان دیکھنے کے لئے اس پر طرفہ یہ ہے کہ روپیہ اشتہار پیشگی طلب فرماتے ہیں جس کا میں نے

پہلے وعدہ نہیں دیا۔ اب آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ میری تحریر سے آپکا جواب کہاں تک متفاوت ومتجاوز ہے۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔ لہذا میں اپنے اُسی پہلے اقرار کی رو سے پھر آپ کو لکھتا ہوں کہ آپ ایکسال رہکر آسمانی نشانوں کا مشاہدہ فرماویں اگر بالفرض کسی آسمانی نشان کا آپ کو مشاہدہ نہو تو میں آپ کو چوبیس سو روپیہ دونگا + اور اگر آپ کو پیشگی لینے پر اصرار ہو تو مجھکو اس سے بھی دریغ وعذر نہیں بلکہ آپ کے اطمینان کے لئے سردست چوبیس سو روپیہ نقد ہمراہ رقیمہ ہذا ارسال خدمت ہے مگر چونکہ آپ نے یہ ایک امر زائد چاہا ہے اس لئے مجھے بھی حق پیدا ہوگیا ہے کہ میں اس امر زائد کے مقابلہ میں کچھ شروط ایسی لوں جن کا ماننا آپ پر واجبات سے ہے۔ (۱) جب تک آپ کا سال مقررہ گذر نہ جاوے کوئی دوسرا شخص آپ کے گروہ سے زر موعود پیشگی لینے کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ ہر شخص کو زر پیشگی دینا سہل وآسان نہیں ہے (۲) اگر آپ مشاہدہ آسمانی کے بعد اظہار اسلام میں توقف کریں اور اپنے عہد کو پورا نہ کریں تو پھر حرجانہ یا جرمانہ دو امر سے ایک امر ضرور ہو۔ (الف) سب لوگ آپ کے گروہ کے جو آپ کو مقتدا جانتے ہیں یا آپ کے حامی ومربی ہیں اپنا عجز اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کا بے دلیل ہونا تسلیم کرلیں وہ لوگ ابھی سے آپ کو اپنا وکیل مقرر کرکے اس تحریر کا آپ کو اختیار دیں پھر اسپر اپنے دستخط کریں (ب) درصورت تخلف وعدہ جانب ثانی سے اس کا مالی جرمانہ یا معاوضہ جو آپ کے اور آپ کے دوستوں اور حامیوں اور مقتدیوں کی حیثیت کے مطابق ہو ادا کریں تاکہ وہ اس مال سے اس وعدہ خلافی کی کوئی یادگار قائم کیجاوے (ایک اخبار تائید اسلام میں جاری ہو یا کوئی مدرسہ تعلیم نومسلم اہل اسلام کے لئے قائم ہو)۔ آپ ان شرائط کو تسلیم نہ کریں تو آپ مجھ سے پیشگی روپیہ نہیں لے سکتے اور اگر آپ آسمانی نشان کے مشاہدہ کیلئے نہیں آنا چاہتے ہیں صرف مباحثہ کیلئے آنا چاہتے ہیں تو اس امر سے میری خصوصیت نہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس اُمت محمدیہ میں علماء اور فضلاء اور بہت ہیں جو ایسے مباحثہ کرنیکو طیار ہیں میں جس امر سے مامور ہوچکا ہوں اس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔ اور اگر مباحثہ بھی مجھ سے منظور ہو تو آپ میری کتاب کا جواب دیں یہ مباحثہ کی صورت عمدہ ہے۔ اور اس میں معاوضہ بھی زیادہ

ہے۔بجائے چوبیس سو روپیہ کے دس ہزار روپیہ ۳۰۔مئی ۱۸۸۵ء

اکبرآباد آریہ سماج کے ایک ممبر رام چرن نامی کے نام

(ایک سوال کا جواب جو بذریعہ اخبار عام مورخہ ۱۔مئی ۱۸۸۵ء میں دیا گیا۔ایڈیٹر)

آج ایک سوال از طرف رامچرن نامی جو آریہ سماج اکبرآباد کے ممبروں میں سے ہے میری نظر سے گذرا سو اگرچہ لغو اور بے حقیقت سوالات کی طرف متوجہ ہونا ناحق اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے لیکن ایک دوست کے الحاح اور اصرار سے لکھتا ہوں۔سوال یہ ہے کہ خدا نے شیطان کو پیدا کر کے کیوں آپ ہی لوگوں کو گناہ اور گمراہی میں ڈالا کیا اُس کا یہ ارادہ تھا کہ لوگ ہمیشہ بدی میں مبتلا رہکر کبھی نجات نہ پاویں۔ایسا سوال اُن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جنہوں نے کبھی غور اور فکر سے دینی معارف میں نظر نہیں کی یا جنکی نگاہیں خود ایسی پست ہیں کہ بجز نکتہ چینیوں کی اور کوئی حقیقت شناسی کی بات اور محققانہ صداقت ان کو نہیں سوجھتی۔اب واضح ہو کہ سائل کے اس سوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصول اسلام سے بکلی بیگانہ اور معارف ربانی سے سراسر اجنبی ہے کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ شریعت اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا شیطان صرف لوگوں کے بہکانے اور ورغلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اسی اپنے وسوسہ کو پختہ سمجھ کر تعلیم قرآنی پر اعتراض کرتا ہے حالانکہ تعلیم قرآنی کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے اور نہ یہ بات کسی آیت کلام الٰہی سے نکلتی ہے بلکہ عقیدہ حقہ اہل اسلام جسکو حضرت خداوند کریم جلشانہ نے خود اپنے کلام پاک میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے دونوں اسباب نیکی اور بدی کی مہیا کر کے اور ایک وجہ کا اُس کو اختیار دیکر قدرتی طور پر ہر دو قسم کے محرک اس کیلئے مقرر کئے ہیں ایک داعی خیر یعنی ملائکہ جو نیکی کی رغبت دل میں ڈالتے ہیں۔دوسری داعی شر یعنی شیطان جو بدی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے لیکن خدا نے داعی خیر کو غلبہ دیا ہے کہ اُس کی تائید میں عقل عطا کی اور اپنا کلام نازل کیا اور خوارق اور نشان ظاہر کئے اور ارتکاب جرائم پر سخت سخت سزائیں مقرر کیں۔سو خدا تعالیٰ نے انسان کو ہدایت پانے کے لئے کئی قسم کی روشنی

عنایت کی اور خود اس کے دل انصاف کو ہدایت کے قبول کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا
اور داعی شر بدی کی طرف رغبت دینے والا ہے تا انسان اُس کی رغبت دہی سے احتراز
کر کے اُس ثواب کو حاصل کرے جو بجز اس قسم کے امتحان کے حاصل نہیں کر سکتا تھا
اور ثبوت اس بات کا کہ ایسے دو داعی یعنی داعی خیر و داعی شر انسان کے لئے پائے جاتے
ہیں۔ بہت صاف اور روشن ہے۔ کیونکہ خود انسان بدیہی طور پر اپنے نفس میں احساس
کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دو قسم کے جذبات سے متاثر ہوتا رہتا ہے کبھی اُس کے لئے ایسی حالت
صاف اور نورانی میسر آجاتی ہے کہ نیک خیالات اور نیک ارادے اس کے دل میں اُٹھتے
ہیں۔ اور کبھی اُس کی حالت ایسی پُر ظلمت اور مکدر ہوتی ہے کہ طبیعت اس کی بدخیالات
کیطرف رجوع کرتی ہے۔ اور بدی کی طرف اپنے دل میں رغبت پاتا ہے۔ سو یہی دونو
داعی ہیں جن کو ملائک اور شیاطین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حکمائے فلسفہ نے
انھیں دونوں داعی خیر اور داعی شر کو دوسری طور پر بیان کیا ہے۔ یعنی اُن کے گمان
میں خود انسان ہی کے وجود میں دو قسم کی قوتیں ہیں۔ ایک قوت ملکی جو داعی خیر ہے۔
دوسری قوت شیطانی جو داعی شر ہے۔ قوت ملکی نیکی کی طرف رغبت دیتی ہے
اور چُپکے سے انسان کے دل میں خود بخود یہ پڑجاتا ہے کہ میں نیک کام کروں۔ جس سے
میرا خدا راضی ہو۔ اور قوت شیطانی بدی کیطرف محرک ہوتی ہے۔ غرض اسلامی عقائد اور
دنیا کے کل فلاسفہ کے اعتقاد میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اہل اسلام دونوں محرکوں کو
خارجی طور پر دو وجود قرار دیتے ہیں اور فلسفی لوگ انھیں دونوں وجودوں کو دو قسم کی
قوتیں سمجھتے ہیں۔ جو خود انسان ہی کے نفس میں موجود ہیں۔ لیکن اس اصل بات میں
کہ فی الحقیقت انسان کے لئے دو محرک پائے جاتے ہیں خواہ وہ محرک خارجی طور پر کوئی وجود
رکھتے ہوں یا قوتوں کے نام سے اُن کو موسوم کیا جاوے یہ ایک ایسا اجماعی اعتقاد ہے
جو تمام گروہ فلاسفہ اس پر اتفاق رکھتے ہیں۔ اور آجتک کسی عقلمند نے اس اجماعی اعتقاد
سے انحراف اور انکار نہیں کیا۔ وجہ یہ کہ یہ بدیہی صداقتوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی بدیہی
صداقت ہے جو اس شخص پر بکمال صفائی کھل سکتی ہے کہ جو اپنے نفس پر ایک منٹ کے

لئے اپنی توجہ اور غور کرے اور دیکھے کہ کیونکر نفس اس کا مختلف جذبات میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور کیونکر ایک دم میں کبھی زاہدانہ خیالات اس کے دل میں بھر جاتے ہیں اور کبھی رندانہ وساوس اس کو پکڑ لیتے ہیں۔ سو یہ ایک ایسی روشنی اور کھلی کھلی صداقت ہے جو ذوالعقول اس سے منکر نہیں ہو سکتی ہاں جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی انھوں نے اپنے نفس کے حالات کی طرف توجہ نہیں کی ان کے دلوں میں اگر ایسے ایسے پوچ وساوس اٹھیں تو کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ بباعث نہایت درجہ کی غفلت اور کور باطنی کے قانون قدرت الٰہی سے بکلی بے خبر اور انسانی خواص اور کیفیات سے سراسر ناواقف ہیں اور اُن کے اس جہل مرکب کا بھی یہی علاج ہے کہ وہ ہمارے اس بیان کو غور سے پڑھیں تا کہ اُن کو کچھ ندامت حاصل ہو کہ کس قدر تعصب نے اُن کو مجبور کر رکھا ہے۔ کہ باوجود انسان کہلانے کے جو انسانیت کی عقل ہے اس سے بالکل خالی اور تہیدست ہیں اور ایسی اعلیٰ درجہ کی صداقتوں سے انکار کر رہے ہیں جنکو ایک دس برس کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے پھر بھی سائل اپنے سوال کے اخیر میں یہ شبہ پیش کرتا ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو تسلی دی تھی کہ شیطان تجھ کو بہکا نہیں سکیگا لیکن اُسی قرآن میں لکھا ہے کہ شیطان نے آدم کو بہکایا یہ وسوسہ قلبی بھی سراسر قلّت فہم اور کور باطنی کی وجہ سے سائل کے دل میں پیدا ہوا ہے کیونکہ قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیطان آدم کو بہکانے اور گمراہ کرنیکا قصد نہیں کریگا۔ یا آدم اس کے بہکانے میں کبھی نہیں آئیگا۔ ہاں قرآن شریف میں ایسی آئتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے شیطان کے بہکانے سے ایسے وبال میں نہیں پڑتے جس سے اِن کا انجام بد ہو بلکہ حضرت خداوند کریم جلشانہٗ جلد تر اُن کا تدارک فرماتا ہے اور اپنے ظل حفاظت میں لے لیتا ہے سو ایسا ہی آدم کے حق میں اُس نے کہا کہ آدم صفی اللہ خلیفۃ اللہ ہے اس کا انجام ہرگز بد نہیں ہوگا اور خدا کے محبوب بندوں میں رہیگا۔ چنانچہ یہ امر ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے آخر میں بھی آدم کو ایسا ہی چن لیا جیسا کہ پہلے برگزیدہ تھا غرض یہ اعتراض معترض بھی سراسر تعصب اور جہالت پر مبنی ہے نہ عقلمندی اور انصاف

پر والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ فقط

دیوسماج کے بانی مبانی پنڈت شونراین صاحب ستیانند اگنی ہوتری سے خط وکتابت

الہام ایک القاءِ غیبی ہے کہ جس کا حصول کسی طرح کی سوچ اور تردد اور تفکر اور تدبر پر موقوف نہیں ہوتا اور ایک واضح اور منکشف احساس سے کہ جیسے سامع کو متکلم سے یا مضروب کو ضارب سے یا ملموس کو لامس سے محسوس ہوتا ہے۔ اور اس سے نفس کو مثل حرکات فکریہ کے کوئی الم روحانی نہیں پہنچتا بلکہ جیسے عاشق اپنے معشوق کی رویت سے بلا تکلف انشراح اور انبساط پاتا ہے ویسا ہی روح کو الہام سے ایک ازلی اور قدیمی رابطہ ہے کہ جس سے روح لذت اٹھاتی ہے۔ غرض یہ ایک منجانب اللہ اعلام لذیذ ہے کہ جس کو نفث فی الروع اور وحی بھی کہتے ہیں۔

دلیل لمّی نمبر اول الہام کی ضرورت پر

کوئی قانون عاصم ہمارے پاس ایسا نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم لزوماً غلطی سے بچ سکیں یہی باعث ہے کہ جن حکیموں نے قواعد منطق کے بنائے اور مسائل مناظرہ کے ایجاد کئے اور دلائل فلسفہ کے گھڑے وہ بھی غلطیوں میں ڈوبتے رہے۔ اور صدہا طور کے باطل خیال اور جھوٹے فلسفہ اور نکمی باتیں اپنی نادانی کی یادگاریں چھوڑ گئے۔ پس اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ اپنی ہی تحقیقات سے جمیع امور حقہ اور عقائد صحیحہ پر پہنچ جانا اور کہیں غلطی نہ کرنا ایک محال عادی ہے کیونکہ آج تک ہم نے کوئی فرد بشر ایسا نہیں دیکھا اور نہ سنا اور نہ کسی تاریخی کتاب میں لکھا ہوا پایا جو اپنی تمام نظر اور فکر میں سہو اور خطا سے معصوم ہو۔ پس بذریعہ قیاس استقرائی کے یہ صحیح اور سچا نتیجہ نکلتا ہے کہ وجود ایسے اشخاص کا کہ جنہوں نے صرف قانون قدرت میں غور اور فکر کر کے اور اپنے ذخیرہ کانشنس کو واقعات عالم سے مطابقت دیکر اپنی تحقیقات کو ایسے اعلیٰ پایہ صداقت پر پہنچا دیا ہو کہ جس میں غلطی

کا نکلنا غیر ممکن ہو۔ خود عادتاً غیر ممکن ہو۔

اب بعد اس کے جس امر میں آپ بحث کر سکتے ہیں اور جس بحث کا آپ کو حق پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے برخلاف ہمارے اس استقرا کے کوئی نظیر دیکر ہمارے اس استقرا کو توڑ دیں یعنی از روے وضع مستقیم مناظرہ کے جواب آپکا صرف اس امر میں محصور ہے کہ اگر آپ کی نظر میں ہمارا استقرا غیر صحیح ہے تو آپ بغرض ابطال ہمارے اس استقرا کے کوئی ایسا فرد کامل ارباب نظر اور فکر اور حدس میں سے پیش کریں کہ جس کی تمام راؤں اور فیصلوں اور جج منٹوں میں کوئی نقص نکالنا ہرگز ممکن نہو اور زبان اور قلم اُس کی سہو و خطا سے بالکل معصوم ہو تاہم بھی تو دیکھیں کہ وہ درحقیقت ایسا ہی معصوم ہے یا کیا حال ہے۔ اگر معصوم نکلیگا تو بیشک آپ سچے اور ہم جھوٹے ورنہ صاف ظاہر ہے کہ جس حالت میں خود انسان اپنے علم اور واقفیت سے غلطی سے بچ سکے اور نہ خدا (جو رحیم و کریم اور ہر ایک سہو و خطا سے مبرا اور ہر امر کی اصل حقیقت سے واقف ہے) بذریعہ اپنے سچے الہام کے اپنے بندوں کی مدد کرے تو پھر ہم عاجز بندے کیونکر ظلمات جہل اور خطا سے باہر آویں اور کیونکر آفات شک و شبہ سے نجات پائیں لہٰذا میں مستحکم راے سے یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ مقتضائے حکمت اور رحمت اور بندہ پروری اُس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً جب مصلحت دیکھے ایسے لوگوں کو پیدا کرتا رہے کہ عقائد حقہ کے جاننے اور اخلاق صحیحہ کے معلوم کرنے میں خدا کیطرف سے الہام پائیں اور تفہیم تعلیم کا ملکہ وہبی رکھیں تاکہ نفوس بشریہ کہ سچی ہدایت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اپنی سعادت مطلوبہ سے محروم نرہیں۔

(راقم آپکا نیازمند غلام احمد عفی عنہ ۲۱ - مئی ۱۸۷۹ء)

مکرمی جناب مرزا صاحب

عنایت نامہ آپکا معہ مضمون پہنچا آپ نے الہام کی تعریف اور اس کی ضرورت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا ہوں میرے اتفاق نہ کرنے کی جو جو وجوہات ہیں انھیں ذیل میں رقم کرتا ہوں۔

اول - آپ کی اس دلیل میں (جس کو آپ قطعی قرار دیتے ہیں) علاوہ اس خیال کے کہ وہ

الہام کے لئے جس کو آپ معلول تصور کرتے ہیں علت ہو سکتی ہے یا نہیں ایک صریحًا غلطی ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ واقعات کے خلاف ہے۔ مثلاً آپ ارقام فرماتے ہیں کہ "کوئی قانون عاصم ہمارے پاس ایسا نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم لزومًا غلطی سے بچ سکیں۔ اور یہی باعث ہے کہ جن حکیموں نے قواعد منطق کے بنائے اور رسائل مناظرے کے ایجاد کئے اور دلائل فلسفہ کے گھڑے وہ بھی غلطیوں میں ڈوبتے رہے۔ اور صدہا طور کے باطل خیال اور جھوٹا فلسفہ اور نکمی باتیں اپنی نادانی کی یادگار چھوڑ گئے"۔ اس سے کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ انسان نے اپنی تحقیقات میں ہزاروں برس سے آجتک جو کچھ مغززنی کی ہے اور اس میں ہاتھ پیر مارے ہیں اس میں بجز باطل خیال اور جھوٹا فلسفہ اور نکمی باتوں کے کوئی صحیح خیال اور کوئی راست اور حق امر باقی نہیں چھوڑا گیا ہے؟ یا اب جو محقق نیچر کی تحقیقات میں مصروف ہیں وہ صرف "نادانی کے ذخیرہ کو زیادہ کرتے ہیں۔ اور حق امر پر پہنچنے سے قطعی مجبور ہیں؟ اگر آپ ان سوالوں کا جواب نفی میں نہ دیں تو صاف ظاہر ہے کہ آپ سینکڑوں علوم اور اُن کے متعلق ہزاروں باتوں کی راست اور صحیح معلومات سے دنیا کی ہر ایک قوم کم وبیش مستفید ہو رہی ہے۔ صریحًا انکار کرتے ہیں۔ مگر میں یقین کرتا ہوں کہ شاید آپ کا یہ مطلب نہ ہوگا اور اس بیان سے غالبًا آپ کی یہ مراد ہوگی کہ انسان سے اپنی تحقیقات اور معلومات میں سہو اور خطا کا ہونا ممکن ہے۔ مگر یہ نہیں کہ نیچر نے انسان کو فی ذاتہٖ ایسا بنایا ہے کہ جس سے وہ کوئی معلومات صحت کیساتھ حاصل ہی نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے اشخاص آپ نے خود دیکھے اور سنے ہونگے اور نیز تاریخ میں ایسے لوگوں کا ذکر پڑھا ہوگا کہ جو اپنی تمام نظر اور فکر میں اگرچہ آپ کے نزدیک سہو اور خطا سے معصوم نہ ہوں مگر بہت سی باتوں میں اُن کی معلومات قطعی راست اور درست ثابت ہوئی ہے اور صدہا امور کی تحقیقات جو پچھلے اور حال کے زمانہ میں وقوع میں آئی ہے اس میں غلطی کا نکلنا قطعی غیر ممکن ہے اور اس بیان کی تصدیق آپ علوم طبعی ریاضی اور اخلاقی وغیرہ کے متعلق صدہا معلومات میں بخوبی کر سکتے ہیں۔

کل معلومات جو انسان آجتک حاصل کر چکا ہے اور نیز آئندہ حاصل کریگا اس کے حصول کا کُل سامان

ہر فرد بشر میں نیچر نے مہیا کر دیا ہے۔ اب اس سامان کو انسان فرداً فرداً اور نیز بہ ہیئت مجموعی جس قدر اپنی محنت اور جانفشانی سے روز بروز زیادہ سے زیادہ نفیس اور طاقتور بنانیکے ساتھ ترقی کی صورت میں لاتا جاتا ہے اور جسقدر اس کے مناسب استعمال کی تمیز پیدا کرتا جاتا ہے اسیقدر وہ نیچر کی تحقیقات میں زیادہ سے زیادہ تر صحت کے ساتھ اپنی معلومات کے حصول میں کامیاب ہوتا جاتا ہے۔

اس مختصر بیان سے میں یقین کرتا ہوں کہ آپ اسبات کے تسلیم کرنے سے انکار نہ کرینگے کہ انسان سے اپنی تحقیقات میں اگرچہ غلطی کرنا ممکنات سے ہے مگر یہ نہیں کہ ہر ایک معلومات میں اس کے غلطی موجود ہے بلکہ بہت کچھ معلومات اس کی صحیح ہیں اور ظاہر ہے کہ جن معلومات میں اس کی غلطی موجود نہیں ہے وہ جس قاعدہ یا طریق کے برتاؤ کے ساتھ ظہور میں آئی ہے وہ بھی غلطی سے مبرا تھا کیونکہ غلط قاعدہ کے عملدرامد سے کبھی کوئی صحیح نتیجہ برآمد نہیں ہوتا ہے پس جو معلومات اس کی صحیح ہے اس میں اسے حقیقت کے حصول کے لیے جو سامان نیچر نے اُسے عطا کیا تھا اس کا صحیح اور مناسب استعمال ظہور میں آیا مگر جہاں اس نے اپنی معلومات میں غلطی کھائی ہے وہاں اس کی مناسب نگہداشت نہیں ہوئی گویا ایک شخص جس کے پاس دوربین موجود ہے اور اُس کی نلی بھی وہ کھولنا جانتا ہے مگر ٹھیک فوکس نہ پیدا کرنیکے باعث جس طرح مقابل کی شے کو یا تو دیکھنے سے محروم رہتا ہے یا بشرط دیکھنے کے صاف اور اصل حالتیں نہیں دیکھ سکتا ہے۔ ایک شخص اسی طرح اپنی تحقیقات میں حسب مذکورہ بالا نیچری سامان کی دوربین کھولتے وقت مناسب درجہ کے فوکس میں قائم کرنے سے رہجاتا ہے تو وہ یا تو حقیقت کی تصویر کے دیکھنے سے ہی محروم رہجاتا ہے یا وہ تصویر جیسی ہے ویسی نہیں دیکھ سکتا٭ مگر جو شخص برخلاف اس شخص کے

٭ دنیا میں جیسے ہاتھ پیر اور صحت بدنی رکھتے ہوئے بھی ہزاروں اور لاکھوں اشخاص بلا مشقت سستی اور کاہلی کیساتھ ہی شکم پوری کرنیکو مستعد رہتے ہیں ویسے ہی معلومات کے متعلق بھی لاکھوں اور کروڑوں اشخاص باوجود تحقیقات کیلئے نیچری سامان سے مشرف ہونے کے پھر اپنے دماغ کو پریشان کرنا نہیں چاہتے ہیں اور جن باتوں کی اصلیت کو اپنے تھوڑے سے فکر سے بھی معلوم کر سکتے ہیں انکے لئے بھی خود تکلیف اُٹھانا نہیں چاہتے ہیں اور بعض اندھوں کی طرح ایک کی ہی تقلید کیساتھ مطلب براری کرنے میں اور یہی وجہ ہو کہ دنیا میں آجتک ایک کی غلطی لاکھوں اور کروڑوں روحوں پر موثر دیکھی جاتی ہے۔

صحیح فوکس کے پیدا کرنیکے قابل ہوتا ہے وہ پہلے شخص کی غلطی کو دریافت کر لیتا ہے اور حق الامر کو پہنچ جاتا ہے۔

اب اس بیان سے (کہ جو نہایت سیدھا اور صاف ہے) یہ بخوبی ثابت ہے کہ اول تو انسان بعض صورتوں میں اپنے نیچری سامان کے مناسب استعمال کیساتھ پہلے ہی حق امر کو دریافت کر لیتا ہے دوم بشرط مناسب استعمال میں نہ لانے یا نہ لا سکنے کے اگر غلطی کھاتا ہے تو کوئی دوسرا جسے اس کے ٹھیک استعمال کا موقع مل جاتا ہے وہ اس غلطی کو رفع کر دیتا ہے چنانچہ انسانی معلومات کی کل تاریخ اس قسم کے دلچسپ سلسلہ سے پر ہے اور اس سلسلہ میں جو ہزاروں برس کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کسی محقق کے لئے اس نتیجہ پر پہنچنا بہت دشوار نہیں رہتا ہے کہ انسان فی ذاتہ تمام ضروری اعضاء جسمانی اور قواعد دماغی و اخلاقی سے مشرف ہو کر اس دنیا میں (جو اس کے تمام نیچر کے حسب حال اور باہمی ربط و علاقہ کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے) آپ اپنا راستہ ڈھونڈھے۔ اور خود اپنی جسمانی روحانی بھلائی اور بہتری کے وسائل کا علم حاصل کرے۔ اور فائدہ اٹھائے۔

پس اس قانون قدرت کو پس انداز کرکے یا حکیم حقیقی کی دانائی کے خلاف اگر ہم ایک فرضی دلیل قائم کریں کہ چونکہ انسان کو اپنے چاروں طرف دیکھنا ضروریات سے ہے اور دیکھنے کیلئے جو دو آنکھیں اس کے چہرے پر قائم کی گئی ہیں وہ جس وقت سامنے کی اشیاء کے دیکھنے میں مصروف ہوتی ہیں اس وقت پیچھے سے اس کے اگر اس کی ہلاکت کا سامان کیا گیا ہو تو وہ بشرط آگے کی دو ہی آنکھوں کے ہونیکے ضرور ہے کہ پیچھے کے حال کے دیکھنے سے محروم رہے پس ممکن نہ تھا کہ خدا جو رحیم اور کریم اور حکیم ہے وہ اسے سر کے پیچھے کی طرف بھی دو آنکھیں ایسی عطا نہ کرتا کہ جس سے وہ مذکورہ بالا خطرہ سے نجات پانے کی تدبیر کر سکتا۔ پس جبکہ سر کے پیچھے کی طرف دو آنکھوں کے ہونے کی ضرورت ہے لہذا لازم ہوا کہ خدا اپنے بندوں کی مزید حفاظت کی غرض سے ایسی آنکھیں عطا کرے یا اسی قسم کی ایک اور دلیل ہم یہ قائم کریں کہ چونکہ انسان کی عقل خطا کرتی ہے اور اسے یہ علم بھی آج تک حاصل نہیں ہے کہ بمبئی سے جس جہاز پر وہ ولایت کو روانہ ہوتا ہے اس کی روانگی کی تاریخ سے ہفتہ یا ڈیڑھ ہفتہ بعد جو خطرناک طوفان سمندر

میں آنیوالا ہے اور جس میں اس کا جہاز غرق ہونے کو ہے اسے پہلے سے جان سکے۔ پس جس
حالت میں نہ خود انسان اپنے علم اور واقفیت سے اپنے تئیں طوفان کے مہلک اور خوفناک
اثر سے محفوظ کرسکتا ہے اور وہ خدا (جو رحیم و کریم اور ہر ایک سہو و خطا سے مبرا اور ہر امر کی حقیقت
پر واقف ہے) بذریعہ اپنے ریخ کے پیغام کے فوراً اپنے بندوں کی مدد کرے۔ تو پھر ہم عاجز
بندے کیونکر اپنی جان کو ہلاکت کے طوفان سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ پس مقتضائے حکمت
اور رحمت اور بندہ پروری اُس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً وہ ہمکو طوفان کے آنیکی
اس قدر عرصہ پہلے سے خبر دیتا رہے کہ جس سے ہمیں اپنے اور اپنے جہاز کے بچانیکا موقع
مِل سکے ؛

اب ظاہر ہے کہ جو لوگ حقیقت کے سمجھنے کا کافی ملکہ رکھتے ہیں اور منطق کے اصول کا بخوبی
علم رکھتے ہیں وہ ہماری ان دونوں دلیلوں کو قطعی لنگڑی اور بے بنیاد خیال کرینگے۔ کیوں؟
اس لئے کہ اول دونوں دلیلوں میں "ضرورت" کا جو کچھ قیاس قائم کیا گیا ہے جسے ہم نے
اپنے نتیجہ کی علت قرار دیا ہے وہ محض ہمارا ایک وہمی اور فرضی قیاس ہے قوانین نیچر سے
اُس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ ہم اُلٹا قوانین نیچر کو پس انداز کر کے خدا کی خود دانائی پر حاشیہ
چڑھاتے ہیں۔ دوم چونکہ ہماری علت فرضی ہوتی ہے پس اس سے جو نتیجہ ہم قائم کرتے ہیں
وہ بھی فرضی ہوتا ہے۔ اور واقعات نیچری خود اُس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ جیسی پہلی مثال
کے متعلق ہمارا نتیجہ واقعات کے خلاف ہے۔ اور درحقیقت انسان کے سر کے پیچھے دو آنکھیں
اور زائد قائم نہیں کی گئیں ویسے ہی دوسری مثال میں بھی باوجود اس کے کہ سینکڑوں جہاز
آجتک سمندر میں غرق ہوچکے ہیں اور ہزاروں اور لاکھوں جانیں اُن کے ساتھ ضائع
ہوچکی ہیں مگر آجتک خدا نے کسی جہاز والے کے پاس کوئی ریخ کا پیغام اس قسم کا نہیں بھیجا
جس کا دوسری مثال میں ذکر ہوا ہے پس دونوں صورتوں میں ہماری "ضرورت" کا قیاس
خدا کی دانائی یا قوانین قدرت کے موافق نہ تھا اس لئے اس کا نتیجہ بھی خدا کی حکمت کے خلاف
ہونے کے باعث نیچر کے واقعات سے تصدیق نہ پاسکا۔ اور محض فرضی ثابت ہوا۔ اب صاف
ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے الہام کی ضرورت پر جو دلیل پیش کی ہے وہ بجنسہ ہماری دونوں دلیلوں

کے متشابہ ہے - کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ جس حالت میں نہ خود انسان اپنے علم اور واقفیت سے غلطی٭ سے بچ سکتے اور نہ خدا (جو رحیم و کریم اور ہر ایک سہو اور خطا سے مبرا اور ہر امر کی اصل حقیقت پر واقف ہے) بذریعہ اپنے سچے الہام کے اپنے بندوں کی مدد کرے - تو پھر ہم عاجز بندے کیونکر ظلمات جہل اور خطا سے باہر آویں اور کس طرح آفات شک و شبہ سے نجات پائیں لہذا میں مستحکم رائے سے یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ مقتضائے حکمت اور رحمت اور بندہ پروری اس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً جب مصلحت دیکھے ایسے لوگوں کو پیدا کرتا رہے کہ عقائد حقہ کے جاننے اور اخلاق صحیحہ کے معلوم کرنے میں خدا کیطرف سے الہام پاویں"

پس جس صورت میں آپ کی اس دلیل میں بھی "ضرورت کا قیاس مثل ہماری دونوں دلیلوں کے ہے اور قوانین نیچر اس کی تصدیق کرنے سے انکاری ہیں تو پھر ایسا قیاس بجز فرضی اور وہمی ہوسکے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا - کیونکہ ہم خود تو بات بات میں ایسی سینکڑوں ضرورتیں قائم کرسکتے ہیں - مگر سوال یہ ہے کہ خدا کی حکمت بھی ہماری فرضی ضرورتوں کو تسلیم کرتی ہے - یا نہیں ؟ محققوں کے نزدیک وہی "ضرورت" "ضرورت" ہوسکتی ہے جسکو نیچر یا خدا کی حکمت نے قائم کیا ہو - جیسے ہماری بھوکھ کے دفعیہ کے لئے غذا اور سانس لینے کے لئے ہوا کی ضرورت ہماری فرضی نہیں بلکہ نیچری ہے اور اسی لئے اُس کا ذخیرہ بھی انسان کی زندگی کے لئے اُس نے فراہم کر دیا ہے - مگر جو ضرورت کہ نیچر کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے اور اُسے خود ہم اپنے وہم سے قائم کرتے ہیں وہ ایک طرف جس طور پر محض فرضی ہوتی ہے دوسری طرف اُسی طور پر اُسے علت ٹھہرا کر جو نتیجہ قائم کرتے ہیں وہ بھی فرضی ہونے کے باعث واقعات کے ساتھ مطابق نہیں ہوتا ہے اور یہ صورت ہم نے اپنی مثالوں میں بخوبی ظاہر کر دی ہے -

دوم اثبات کی نسبت کہ آپ نے الہام کی تعریف میں جو کچھ عبارت رقم کی ہے اُس کا آپ کی دلیل سے کہانتک ربط ہے - اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ جس حالتیں آپ نے

٭ کل حالتوں میں انسان "اپنے علم اور واقفیت" میں غلطی نہیں کرتا ہے - ایڈیٹر برادر ہند

آپ نے اپنے الہام کی کل بنیاد جس "ضرورت پڑ فالم" کی ہے درحقیقت وہ ضرورت جبکہ خود بے بُنیاد ہے یعنی نیچر کے نزدیک وہ ضرورت قابل تسلیم نہیں ہے تو پھر اگر یہ بھی مانا جاوے کہ جو عمارت آپ نے کسی اپنی بنیاد پر کھڑی کی ہے وہ اچھے مصالحہ کے ساتھ بھی تعمیر کی ہے تاہم وہ بے بنیاد ہونیکے باعث بجز وہم کے اور کہیں نہیں ٹھہر سکتی - اور جیسے اس کی بنیاد وہمی ہے ویسے ہی وہ بھی آخر کار فرضی رہتی ہے۔

الہام کے اس غلط عقیدہ کے باعث دُنیا میں لوگوں کو جسقدر نقصان پہنچا ہے اور جس قدر خرابیاں برپا ہوئی ہیں اور انسانی ترقی کو جسقدر روک پہنچی ہے اس کے ذکر کرنے کو اگرچہ میرا دل چاہتا ہے مگر چونکہ امر متناقصہ سے اُس کا اسوقت کچھ علاقہ نہیں ہے اس لئے اس کا بیان یہاں پر ملتوی رکھتا ہوں - لاہور - ۳ - جون ۱۸۷۹ء

آپکا نیاز مند شیو نرائن - اگنی ہوتری

مکرمی جناب پنڈت صاحب

آپکا عنایت نامہ عین انتظار کے وقت میں پہنچا - کمال افسوس سے لکھتا ہوں جو آپکو تکلیف بھی ہوئی اور مجھ کو جواب بھی صحیح صحیح نہ ملا - میرے سوال کا تو یہ ماحصل تھا کہ جبکہ ہماری نجات (کہ جس کے وسائل کا تلاش کرنا آپ کے نزدیک بھی ضروری ہے) عقائد حقہ اور اخلاق صحیحہ اور اعمال حسنہ کے دریافت کرنے پر موقوف ہے کہ جن میں امور باطلہ کی ہرگز آمیزش نہو تو اس صورت میں ہم بجز اس کے کہ ہمارے علوم دینیہ اور معارف شرعیہ ایسے طریق محفوظ سے لئے گئے ہوں جو دخل مفاسد اور منکرات سے بکلی معصوم ہو اور کسی طریق سے نجات نہیں پا سکتے - اس کے جواب میں اگر آپ وضع استقامت پر چلتے اور داب مناظرہ کو مرعی رکھتے تو از روے حصر عقلی کے جواب آپکا (اور حالت انکار) صرف تین باتوں میں سے کسی ایک بات میں محصور ہوتا - **اول** یہ کہ آپ سرے سے نجات کا ہی انکار کرتے اور اس کے وسائل کو مفقود الوجود اور ممتنع الحصول ٹھہراتے اور اس کی ضرورت کو چار آنکھوں کی ضرورت کی طرح صرف ایک طمع خام سمجھتے - **دوم** یہ کہ نجات کے قائل ہوتے لیکن اس کے حصول کے لئے عقائد اور اعمال کا ہر ایک کذب اور فساد سے پاک ہونا ضروری نجانتے

بلکہ محض باطل یا امور مخلوط حق اور باطل کو بھی موجب نجات کا قرار دیتے۔ سوم یہ کہ حصول نجات کو صرف حق محض سے ہی (جو امتزاج باطل سے بکلی منزہ ہو) مشروط رکھتے۔ اور یہ دعویٰ کرتے کہ طریقہ مجوزہ عقل کا حق محض ہی ہے۔ اور اس صورت میں لازم تھا کہ بغرض اثبات اپنے اس دعوے کے ہمارے قیاس استقرائی کو (جو حجت کی اقسام ثلثہ میں سے تیسری قسم ہے جس کو مضمون سابق میں پیش کر چکے ہیں) کوئی نظیر معصوم عن الخطاء ہونے کسی عاقل کے پیش کر کے اور اس کے علوم نظریہ عقلیہ میں سے کوئی تصنیف دکھلا کر توڑ دیتے پھر اگر حقیقت میں ہمارا قیاس استقرائی ٹوٹ جاتا اور ہم اُس تصنیف کی کوئی غلطی نکالنے سے عاجز رہ جاتے تو آپ کی ہمہ خاصی ڈگری ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ آپ نے ایسا نہ کیا ہزاروں صنفوں کا ذکر تو کیا مگر نام ایک کا بھی نہ لیا اور نہ اس کی کسی عقلی نظری تصنیف کا کچھ حوالہ دیا۔ اب اس تکلیف دہی سے میری غرض یہ ہے کہ اگر الہام کی حقیقت میں جناب کو ہنوز کچھ تامل ہے تو بغرض قائم کرنے ایک مسلک بحث کے شقوق ثلثہ متذکرہ بالا میں سے کسی ایک شق کو اختیار کیجئے بعد پھر اس کا ثبوت دیجئے کیونکہ جب میں ضرورت الہام پر حجت قائم کر چکا تو از روئے قانون مناظرہ کے آپ کا یہی منصب ہے جو آپ کسی حیلہ قانونی سے اس حجت کو توڑیں۔ اور جیسا میں عرض کر چکا ہوں اس حیلہ انگیزی کے لئے آپ کے پاس صرف تین ہی طریق ہیں جن میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں آپ قانوناً مجاز ہیں۔ اور یہ بات خاطر مبارک پر واضح رہے کہ ہمکو اس بحث سے صرف اظہار حق منظور ہے۔ تعصب اور نفسانیت جو سفہا کا طریقہ ہے ہرگز ہرگز مرکوز خاطر نہیں ہیں بدلی محبت سے دوستانہ یہ بحث آپ سے کرتا ہوں اور دوستانہ راست طبعی کے جواب کا منتظر ہوں۔ (راقم آپکا نیازمند غلام احمد عفی عنہ ۵۔ جون ۷۹ء)

مکرمی جناب مرزا صاحب

آپ کا عنایت نامہ مرقومہ پانچویں ماہ حال مجھے ملا۔ نہایت افسوس ہے کہ میں نے آپ کے الہام کے بارے میں جو کچھ بطور جواب لکھا تھا اس سے آپ تشفی حاصل نہ کر سکے۔ میرا افسوس اور بھی زیادہ بڑھتا جاتا ہے کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے میرے جواب کے عدم تسلیم کی نسبت کوئی صاف اور معقول وجہ بھی تحریر نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

آپ نے اُس کے پڑھنے اور سمجھنے میں غور اور فکر کو دخل نہیں دیا۔
پھر آپ کے اس عنایت نامہ میں ایک اور لطف یہ موجود ہے کہ آپ ایک جگہ پر قائم رہتے معلوم نہیں ہوتے۔ پہلے آپ نے الہام کی ضرورت اس دلیل کیساتھ قائم کی کہ چونکہ انسان کی عقل حقیقت کے معلوم کرنے میں عاجز ہے اور وہ اپنی تحقیقات میں خطا کرتی ہے پس ضرور ہے کہ انسان خدا کی طرف سے الہام پاوے۔ میں نے جب آپ کی اس ضرورت کو فرضی ثابت کر دیا اور دکھلا دیا کہ خدا کی حکمت اس ضرورت کو تسلیم نہیں کرتی ہے تو آپ نے پہلے مقام کو چھوڑ کر اب دوسری طرف کا راستہ لیا اور بجائے ہماری تحریر کے تسلیم کرنے یا بشرط اعتراض کسی معقول حجت کے پیش کرنے کے اب اُس سلسلہ کو نجات کے مسئلہ کے ساتھ آلپٹیا۔ یعنی اصل بحث کو جو الہام کی اصلیت پر تھی اُسے چھوڑ کر نجات کے مسئلہ کو لے بیٹھے اور اب اس نئے قضیہ کے ساتھ ایک نئی بحث کے اصولوں کو قائم کرنے لگے۔ پھر اس پر ایک طرفہ یہ ہے کہ آپ اخیر خط میں لکھتے ہیں کہ "اگر الہام کی حقیت میں جناب کو ہنوز کچھ تامل ہے تو بغرض قائم کرنے ایک مسلک بحث شقوق ثلثہ متذکرہ بالا میں سے کسی ایک شق کو اختیار کیجئے اور پھر اس کا ثبوت دیجئے کیونکہ جب میں ضرورت الہام پر حجت قائم کر چکا تو اب از روے قانون مناظرہ کے آپ کا بھی منصب ہے جو آپ کسی حیلہ قانونی سے اس حجت کو توڑ دیں" گویا ایک نہ شد دو شد آپ نے ضرورت الہام پر جو حجت قائم کی تھی وہ تو جناب من میں ایک دفعہ توڑ چکا اور اُس فرضی ضرورت پر جو عمارت الہام کی آپ نے قائم کی تھی اسے بے بنیاد ٹھہرا چکا۔ مگر افسوس ہے ایک عرصہ دراز کی عادت کے باعث اُس کی تصویر ہنوز آپکی نظروں میں سمائی ہوئی ہے۔ اور وہ عادت باوجود اس کے کہ آپ کو "اس بحث سے صرف اظہار حق منظور ہے" مگر پھر آپ کو حقیقت کے پاس پہنچنے میں سد راہ ہے۔ تحقیق حق اُس وقت تک اپنا قدم نہیں جما سکتی ہے جبتک کہ ایک خیال جو عادت میں داخل ہو گیا ہے اُس کو ایک دوسری عادت کے ساتھ جدا کرنے کی مشق حاصل نہ کی جائے کسی عیسائی کا ایک چھوٹا سا لڑکا بھی گنگا کے پانی کو صرف دریا کا پانی سمجھتا ہے اور اس سے زیادہ گناہ سے نجات وغیرہ

کا خیال اس سے متعلق نہیں کرتا مگر ایک پُرانے خیال کے معتقد بڈھے ہندو کے نزدیک اس پانی میں ایک غوطہ مارنے سے انسان کے کل گُناہ دفع ہوجاتے ہیں۔ ایک عیسائی کے نزدیک خدا کی تثلیث برحق ہے۔ مگر ایک مسلمان یا برا ہمو کے نزدیک وہ بالکل لغو ہے۔ اگر کسی ایسے ہندو یا عیسائی سے بحث کرکے اس کے خیال کی لغویت کو ظاہر بھی کردو (کہ جس کا ظاہر کرنا کچھ مشکل بات نہیں) مگر وہ اس کی لغویت کو تسلیم نہیں کرتا ہے حتی کہ جب جواب سے عاجز آتا ہے تو یہ کہکر کہ گو میں ٹھیک جواب نہیں دیسکتا ہوں مگر میں اُس کا قائل ہوں اور دل سے اُسے ٹھیک جانتا ہوں" یہ دل کی گواہی اس کی وہی عادت ہے کہ جو حکماء کے نزدیک طبیعت ثانی کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ پس جس الہام کے آپ قائل ہیں اس کی بھی وہی کیفیت ہے۔ آپ کے نزدیک ایک عرصہ دراز کی عادت کے باعث وہ خیال ایسا پختہ اور صحیح ہوگیا ہے کہ آپ اس کے مخالف ہماری مضبوط سے مضبوط دلیل بھی قابل اطمینان نہیں پاتے ہیں اور جب ایک طرف سے اپنی دلیل کو کمزور دیکھتے ہیں تو دوسری طرف بدل کر چل دیتے ہیں۔ اس طور پر فیصلہ ہونا محال ہے۔ آجتک کسی سے ہوا بھی نہیں اور نہ آئندہ ہونے کی اُمید ہے۔

آپ مجھ سے اُن مصنفوں کے نام طلب کرتے ہیں جن کی تصنیف یا تحقیقات میں غلطی نہیں ہے حالانکہ جن علوم کا میں نے ذکر کیا تھا اُن کے جاننے والوں کے نزدیک انکی تصنیف کی کیفیت پوشیدہ نہیں ہے کیا آپ نے علم ریاضی کی تصنیفات خود ملاحظہ نہیں کی ہیں؟ کیا علم طبیعات کی کتب آپکی نظر سے نہیں گذری ہیں؟ بیشک جدید تصنیفات جو انگریزی سے فارسی یا عربی میں ترجمہ نہیں ہوئیں شاید اُن کی کیفیت آپ سے پوشیدہ ہو مگر بعض یونانیوں کی تصنیف مثل اقلیدس کے علم ہندسہ وغیرہ سے غالباً آپ واقفیت رکھتے ہونگے اور ظاہر ہے کہ علم ہندسہ کے راست اور صحیح ہونے میں آجتک دنیا میں کسی عالم کو خواہ (وہ الہام کا مقر ہو یا منکر خدا پرست ہو یا دہریہ) کلام نہیں ہے۔ اگر آپ کی رائے میں وہ درست نہو تو آپ براہ مہربانی مجھکو اس کی غلطیوں سے مطلع فرمائیں۔

پھر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کے مضمون کے جواب دینے میں واجب مناظرہ کو

مرعی نہیں رکھا۔اس کے جواب میں میں صرف اس قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس وقت میری اور آپ کی کل تحریریں رسالہ برادر ہند میں مشتہر کی جاوینگی اُس وقت انصاف پسند ناظرین خود ہی تصفیہ کر لینگے۔ آپ کا یہ فرمانا صحیح ہے یا غیر صحیح۔
اگر آپ لکھیں تو اگلے مہینہ کے رسالہ ہی اس بحث کو مشتہر کرنا شروع کردوں۔

لاہور ۱۲۔جون ۱۸۷۹ء۔ آپکا نیازمند شیو نراین اگنی ہوتری

مکرمی جناب پنڈت صاحب

آپ کا مہربانی نامہ عین اُس وقت میں پہنچا کہ جب میں بعض ضروری مقدمات کے لئے امرتسر کی طرف جانے کو تھا۔ چونکہ اس وقت مجھے دو گھنٹہ کی بھی فرصت نہیں اس لئے آپ کا جواب واپس آکر لکھونگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تین روز یا بغایت درجہ چار روز کے بعد واپس آجاؤنگا۔ اور پھر آتے ہی جواب لکھ کر خدمت گرامی میں ارسال کرونگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ مضامین برادر ہند میں درج ہونگے۔ مگر میری صلاح یہ ہے کہ ان مضامین کیساتھ دو ثالثوں کی رائے بھی ہوتب اندراج پاویں مگر اب مشکل یہ کہ ثالث کہاں سے لاویں ناچار یہی تجویز خوب ہے کہ آپ ایک فاضل نامی گرامی صاحب تالیف و تصنیف کا برہم سماج کے فضلاء میں سے منتخب کرکے اطلاع دیں جو ایک خدا ترس اور فروتن اور محقق اور بے نفس اور بے تعصب ہو اور ایک انگریز کہ جس کی قوم کی زیرکی بلکہ بے نظیری کے آپ قائل ہیں انتخاب فرماکر اس سے بھی اطلاع بخشیں تو غالب ہے کہ میں ان دونوں کو منظور کرونگا۔ اور میں نے بطور سرسری سُنا ہے کہ آپ کے برہمو سماج میں ایک صاحب کیشب چندر نام لئیق اور دانا آدمی ہیں اگر یہی سچ ہے تو وہی منظور ہیں اُن کے ساتھ ایک انگریز کر دیجئے۔ مگر منصفوں کو یہ اختیار نہوگا کہ صرف اتنا ہی لکھیں کہ ہماری رائے میں یہ ہے یا وہ ہے بلکہ ہر ایک فریق کی دلیل کو اپنے بیان سے توڑنا یا بحال رکھنا ہوگا۔ دوسرے یہ مناسب ہے کہ اس مضمون کو رسالہ میں متفرق طور پر درج نہ کیا جائے کہ اس میں منصف کو دوسرے نمبروں کا مدت دراز تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ یہ سارا مضمون ایک ہی دفعہ برادر ہند میں درج ہو یعنی تین تحریریں ہماری طرف سے اور تین ہی آپ کی طرف سے ہوں۔

اور اُن پر دونوں منصفوں کی مفصل رائے درج ہو۔ اور اگر آپ کی نظر میں اب کی دفعہ منصفوں کی رائے درج کرنا کچھ دقت ہو تو پھر اس صورت میں یہ بہتر ہے کہ جب میں بفضلہ تعالیٰ امرتسر سے واپس آکر تحریر ثالث آپ کے پاس بھیجدوں تو آپ بھی اُس پر کچھ مختصر تحریر کر کے تینوں تحریریں یکدفعہ چھپادیں اور ان تحریروں کے اخیر میں یہ بھی لکھا جائے کہ فلاں فلاں منصف صاحب اس پر اپنا اپنا مُوجہ رائے تحریر فرمائیں اور پھر وہ جلد یہ رسالہ کی منصفوں کی خدمت میں بھیجی جائیں آئندہ جیسے آپ کی مرضی ہو اس سے اطلاع بخشیں اور جلد اطلاع بخشیں اور میں نے چلتے چلتے جلدی سے یہ خط لکھ ڈالا ہے کمی بیشی الفاظ سے معاف فرمائیں

راقم آپکا نیاز مند غلام احمدؐ عفی عنہٗ ۱۷۔ جون ۱۸۷۹ء

نوٹ

ابھی تک مجھے پنڈت شونراین صاحب اگنی ہوتری کے متعلق اسقدر خطوط مِلے ہیں۔ اس آخری خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی مفصل خط لکھا ہے اگر اس کتاب کے طبع ہو جانے تک مجھے وہ خط بھی میسر آ گیا تو انشاء اللہ العزیز اسی کتاب میں درج ہو جائیگا ٭ و باللہ التوفیق۔

خاکسار

یعقوب علی تراب

احمدی

پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر کشتہ اعجاز مسیحائی کے نام

پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر کا نام مشہور ہے ۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی قضاو قدر کے متعلق نشان مانگا تھا اور آخر خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کو اطلاع دی اور ایک پیشگوئی اس کے متعلق شائع کی گئی کہ ۶ سال کے اندر وہ ایک خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا ۔ عذاب کی نوعیت بھی اشتہار مذکور میں ظاہر کی گئی تھی جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ ✤ بترس از تیغ بران محمد

فرمودہ الٰہی کے موافق ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ۔ اس پیشگوئی کی تفصیل اور تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں درج ہے یہاں مجھے اس کی مزید تصریح کی ضرورت نہیں ۔ صرف اس مقصد کے لئے یہ نوٹ لکھدیا ہے کہ تا کہ پڑھنے والوں کو ایک سرسری علم پنڈت لیکھرام صاحب کشتہ اعجاز مسیحائی کے متعلق ہوجاوے وہ اشتہار جو حضرت مسیح موعود نے مختلف لیڈران مذاہب کے نام بغرض مقابلہ روحانی دیا تھا جس کے لئے پنڈت اندرمن مرادآبادی نے آمادگی ظاہر کی تھی اور بالآخر جب روپیہ اس کے پاس بھیجا گیا تو وہ لاہور سے بھاگ گئے اسی اشتہار کے سلسلہ میں پنڈت لیکھرام صاحب نے بھی نشان بینی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور خط و کتابت شروع کی چنانچہ اس سلسلہ میں جو خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام صاحب کو لکھے وہ انشاء اللہ العزیز ذیل میں درج ہونگے ۔

یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ ان خطوط کے اندراج میں کسی خاص ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا ۔ بلکہ صرف جمع کردینا زیر نظر ہے ۔

(یعقوب علی عفی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عایذ باللہ الصمد غلام احمد بطرف پنڈت صاحب - بعد ما وجب - آپکا خط ملا آپ لکھتے ہیں کہ خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہوری مطالعہ سے گذرا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپ نے مطالعہ نہیں کیا کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے بکلی برعکس ہے اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں جن کا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے۔ مگر آپ اس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں اگر میں نے اس رائے میں غلطی کی ہے اور آپ فی الحقیقت مقتدا و پیشوائے قوم ہیں تو بہت خوب میں زیادہ تر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج میں یعنی آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لودہیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو پنڈت لیکھرام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائینگے اور کوئی نشان آسانی دیکھ لیں تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائینگے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر مشکل نہیں ہوگا بلکہ تمام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دینگے۔ کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے۔ لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور آپ اقرار نامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس نہ بھیجدیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائینگے جو قابل خطاب نہیں یہ بات آپ پر واضح رہے کہ اس معاملہ میں خط مطبوعہ میں شرط بھی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو (دیکھو سطر دہم خط مطبوعہ) اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرائط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس نہ ہو اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسیکو مغلوب اور قائل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کو خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرتی پر حمل کرتی ہیں اور بجائے اس کے کہ کوئی گروہ اس کا اتباع کر کے راہ راست پر آوے حق کی ہدایت پانی کو کسی غرض

نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اُس کے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک قوم پر حجت پوری ہو کر حصۂ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جاوے لیکن ایک عامی آدمی قائل اور مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی۔ عامی کا عدم وجود قوم کے نزدیک برابر ہے۔ کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبروں کی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں۔ تو پھر کیونکر اُمید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر مؤثر ہوگی۔ حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہرحال ہم کو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونے کے لئے مخصوص نہوں تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اس کا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ مقتدا قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے مراتب اس کے بعد طے ہونگے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ سال بصورت مغلوبیت دینا تجویز کیا ہے یہ بھی اسی لحاظ سے یعنی مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے۔ پھر خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریگی اپنے اپنے حصۂ ٹھہرالیں اب خلاصہ کلام آپ یہ یاد رکھیں کہ ہم نے تین ماہ تک حصۂ پنجم کا چھپنا ملتوی کر کے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ بصیغہ رجسٹری بھیجے ہیں کیونکہ قوم کے سرگروہ کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے ہمکو کچھ سروکار نہیں اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے۔ جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہوں) اول اُس کو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ وہ درحقیقت مقتدائے قوم ہے اور اس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اسکے قائل اور اقراری ہو جانے سے بلا حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جائینگے۔ سو مناسب ہے کہ آپ سعی و کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے بعض قدر ممبر ہوں اُن سے حلفاً اقرار نامہ لے لیں اور نام بنام دستخط کرائیں اور اس اقرار نامہ پر دس یا بیس ثقہ مسلمانوں اور بعض پادریوں کے بھی دستخط ہوں تا کہ وہ اقرار نامہ معہ

آپ کے اقرارنامہ اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے لیکن جب تک آپ اسطور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے۔ ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اس کے منشاء کے موافق قدم رکھو ان خطوط سے اصل مطلب تو ہمارا یہی تھا کہ قوموں کے سرگروہوں کو قائل یا لاجواب کرکے کل قوموں پر (ہندو ہوں یا عیسائی) اتمام حجت کیا جاوے۔ پس جو لوگ سرگروہ ہی نہیں ان کے لاجواب یا قائل کرنے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہوگا اور حصہ پنجم کے چھپنے کی نوبت کب آئیگی۔ اور اگر خدا توفیق دیوے تو اپنے آریہ بھائیوں کی شہادت کو ہی کافی سمجھو۔ کیونکہ وہ بھی تمھارے بھائی ہیں۔ والدعاء مورخہ ۷ ار اپریل ۱۸۸۵ء مطابق یکم رجب ۱۳۰۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشفق پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب آپ کا خط مرقومہ ۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء مجھ کو ملا آپ نے بجائے اس کے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کرسکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کرکے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپ نے اسی اپنے خط میں تمسخر اور ہنسی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں اور بغیر سوچنے سمجھنے کے بیجو علم کے طرح طرح مکروہ اور نفرتی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ کس قدر طالب حق ہیں لیکن پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے سخت اور بدبودار باتوں پر صبر کرکے دوبارہ آپکو اپنے منشاء سے مطلع کروں کیونکہ یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ شاید آپ نے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا اور اشتعال طبع مانع تفکر و تدبر ہوگیا سو اب میں پھر اپنے اُسی جواب کو دوہرا کر تحریر کرتا ہوں صاحب من میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اس کا خلاصہ مطلب یہی ہے جواب میں گذارش کرتا ہوں یعنی اندنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ سات سو خط چھپوا کر

اُن مخالفین مذہب کی طرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لکھوکھہا ہوا کرتے ہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ ان چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی طرف روانہ کئے جائیں کہ جو خواص اور قلیل الوجود آدمی ہیں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھہرنے کے لئے بلائے جائیں تو ان کی دنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے دوسو روپیہ ماہواری ان کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہوگا کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جسقدر اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں وہ غالباً اس اندازہ کے قریب قریب ہوگا۔ غرض جو دوسو روپیہ کی رقم مقرر کی گئی وہ محض بنظر اندازہ وجوہ معاش اُن اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کے مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں کہ قادیان میں ٹھہرنے سے ہمارا دوسو روپیہ ماہواری کا ہرج متصور ہے۔ اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی اندراج پایا کہ اگر دوسو روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دنیوی سے کم ہو تو جہانتک ممکن ہو ان کو دوسو روپیہ ماہوار سے کچھ زیادہ دیا جائیگا اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ دوسو روپیہ کہ جو اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بہ لحاظ حیثیت دنیوی اُن کے خطوط مطبوعہ میں اندراج پایا ہے اُسیقدر روپیہ ملنے کی شرط ہے۔ میں قادیان میں آتا ہوں سو آپ خود انصاف فرمالیویں کہ آپ کیونکر اس قدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ دوسو روپیہ ماہواری پاتے ہیں تو پھر اس صورت میں مجھے کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کریں کہ میں اسی حیثیت کا آدمی ہوں اگر ایسا ثابت نہ کر سکیں تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں وہی تنخواہ حسب شرائط متذکرہ خطوط مطبوعہ آپ کو دونگا۔ لیکن آپ خود انصاف کر لیویں کہ جو تنخواہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے اُن کی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور اُن کے ہرجہ کثیرہ کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر اُن لوگوں کو دیجاوے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں اور اگر ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ کے لئے دوسو روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو میں نے خطوط کے

چھاپنے کے وقت استفہام کیا ہے اُس کو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیان میں آجائیں اور بالمواجہ گفتگو کرکے اسبات کا تصفیہ کریں مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کرکے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جائے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپ نے اپنے خط کے اخیر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنے کے لائق ہیں جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمدورفت رکھتے ہیں ابتک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں تو پھر نہ معلوم کہ آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں اگر آپ راستی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو اور میرے مواجہ میں اُن لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ پر واضح ہوجاتا۔ مگر یہ بات کسقدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی تہمت لگا رہے ہیں ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں نے انھیں آریوں کا نام حصہ سوم و چہارم میں لکھکر اُن کا شاہد خوارق ہونا حصص مذکورہ میں درج کرکے لاکھوں آدمیوں میں اس واقعہ کی اشاعت کی ہے تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بے فروغ ہوں تو کیونکر وہ لوگ ابتک خاموش رہتے بلکہ ضرور تھا کہ اس صریح جھوٹ کے رد کرنے کے لئے کئی اخباروں میں اصل کیفیت چھپواتے اور مجھکو ایک دُنیا میں رسوا اور شرمندہ کرتے۔ سو منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ لوگ باوجود شدت مخالفت اور عناد کے اسی وجہ سے خاموش اور لاجواب رہے۔ کہ جو جو میں نے شہادتیں اُن کی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔ اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اس ظن فاسد سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے قادیان آکر اس بات کی تصدیق کرجائیں۔ تا سیہ رو شود کہ دروغش باشد

جواب سے جلد تر مطلع کریں والدعاء

راقم مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء

مشفقی پنڈت لیکھرام صاحب ابعد ما وجب۔ اگرچہ اس خاکسار نے آپ کے اُن خطوط کے جواب میں جن میں آپ نے قادیان میں ایک سال تک ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپکا ایسی درخواست کرنا آپ کی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ ابتک اسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے اسی دعوے کو بعض اخباروں میں چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالتیں ہیں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے دکھلانے اور اسلام کی حقیت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور کیوں چوبیس سو روپیہ دینے کی شرط پر مجھکو قادیان میں ایک سال تک ٹھہر کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دیجاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آجتک آپ کی درخواست منظور کرنے میں توقف کیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ اور منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے اور ہرچند ہم نے کوشش کی مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ اُن معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اس دعوے پر غایت درجہ تک پہنچگیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں اس لئے آپکی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپ کی درخواست منظور کر لیتے ہیں اور جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرانے کو طیار و مستعد ہیں۔ لیکن جیسا کہ آپ شرائط مندرجہ خطوط مطبوعہ سے تجاوز کر کے اپنی پوری پوری تسلی کرنے کے لئے مجھ سے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں مجھے بھی حق پہنچتا ہے کہ میں بھی آپ کے اس اقرار کو جو بعد دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی

مسلمان ہوجاؤنگا۔ آپ ہی کے اعتبار پر نہ چھوڑوں۔ بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب
میں اپنی پوری پوری تسلی کرینگے ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لیے کوئی ایسی
تدبیر کروں جس سے مجھے بھی پورا یقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی درحالت انکار اسلام
اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکینگے۔ سو عدالت کی بات جس میں میں اور آپ
برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار چوبیس سو روپیہ حسب نشاء ہی آپ کے کسی جگہ
جمع کرادے اور ایک طرف آپ بھی اسیقدر روپیہ حسب نشاء ہی اس عاجز کے بوجہ
تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر رکھوا دیں تا جسکو خدا تعالیٰ فتح بخشے اُس کیلئے
یہ روپیہ فتح کی یادگار رہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی
اور سراسر انصاف ہے کیونکہ جیسے آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے
اس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے
علی ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے کہ میں بھی بعد مغلوب ہونے آپ کے آپ کو جبراً مسلمان
نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ
وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کریں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کروں کہ
درحالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اور اگر آپ
اسلام کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں تو آپ کو روپیہ جمع کرنے میں کچھ نقصان
اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونے کے مسلمان ہو جائینگے تو ہمکو
آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ تو صرف اُس حالت میں بطور تاوان
آپ سے لیا جائیگا کہ جب آپ عہد شکنی کرکے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا روپوشی
اختیار کرینگے سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپ کی طرف سے جمع ہوگا اور صرف عہد شکنی کی صورت
میں ضبط ہوگا نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اس قدر روپیہ کہاں سے لائینگے
تو اس کا فیصلہ تو آپ ہی کے اقرار سے ہوگیا۔ جبکہ آپ نے اقرار کرلیا کہ میں بڑا عزت
دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں کیونکہ جسحالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار
ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز نہیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ آپ کے دولتخانہ

میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز
اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کرینگے بلکہ وہ تو سنتے ہی ہزار ہا روپیہ
آپ کے قدموں پر رکھ دینگے اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر
جمع ہو جائیگا۔ خدانخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا کہ آریہ سماج کے دولتمند اور ذی مقدرت
لوگ آپ کو چند روز کے لئے بطور امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانتداری
اور امانت گذاری میں ان کو کلام ہو۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمی جیسے چوہڑے
چمار یا سانسی اپنی قوم میں کچھ ذرا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اس قدر
مسلم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صد ہا روپیہ کی
بطور قرضہ وغیرہ ان کی مدد کرتے ہیں اور آپ تو بقول آپ کے بڑے ذی عزت آدمی
ہیں جن کی عزت سارے آریہ سماجوں میں تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ ماسوا اس کے جو
روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور پر آپ کے ہاتھ میں دینگے یہ نہیں کہ وہ
روپیہ آپ کی ملک کر دینگے۔ قصہ کوتاہ کہ آج ہم یہ خط رجسٹری کرا کر آپ کی خدمت میں
بھیجتے ہیں۔ اور اگر بیس دن تک آپ نے ہمارا جواب نہ بھیجا اور قادیان میں آکر ایک
سال تک ٹھہرنے کے لئے بات نہ ٹھہرا لی اور ان شرائط کو جو عین انصاف اور حق
پرستی پر مبنی ہیں قبول نہ کیا تو پھر بعد گذرنے بیس روز کے یہ حال کنارہ کشی آپ کا
چند اخباروں میں شائع کرا کر لوگوں پر ثابت کیا جاویگا کہ آپ کا ایک سال تک قادیان
میں ٹھہرنے کے لئے مجھ سے درخواست کرنا سراسر لاف و گذاف پر مبنی تھا نہ آپ کی
نیت صاف و درست تھی نہ آپ کی ایسی حیثیت و عزت تھی جس کا آپ نے
وعدہ کیا تھا

اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں اور مدت مقررہ تک ہر روز آپ کے جواب کے منتظر
رہینگے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

از قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء خاکسار غلام احمد

لالہ بھیم سین صاحب کے نام خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم مکتب ایک لالہ بھیم سین صاحب تھے اور زمانہ قیام سیالکوٹ میں حضرت اقدس کی ان کیساتھ بڑی راہ و رسم تھی۔ لالہ بھیم سین صاحب کی بابت اس خط کے شائع کرتے وقت مجھے معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہوچکے ہیں مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑی محبت تھی اور خط و کتابت بھی رہتی تھی جن ایام میں گورداسپور میں مقدمات کا سلسلہ شروع تھا تو لالہ بھیم سین صاحب نے اپنے بیٹے کی خدمات بھی پیش کی تھیں جو بیرسٹری کا امتحان پاس کرکے آچکے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے شکریہ کے ساتھ ان کی خدمات کو کسی دوسرے وقت پر عندالضرورت ملتوی کر دیا تھا۔ غرض حضرت صاحب کو لالہ بھیم سین صاحب سے محبت اور لالہ بھیم سین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص تھا۔ ۱۴۔ جون ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود نے لالہ بھیم سین کو ایک خط لکھا تھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں لالہ بھیم سین صاحب کے فرزند ارجمند سے خط و کتابت کرکے حضرت اقدس کی بعض اور تحریریں بھی جو میسر آسکیں حاصل کرنی چاہتا ہوں مگر سردست یہ ایک خط یہاں درج کر دیا جاتا ہے جو ہمارے ہاتھ میں ہے۔

خاکسار یعقوب علی عفی اللہ عنہ

"آپ نے اپنے خط میں کچھ مذہبی رنگ میں بھی نصائح تحریر فرمائی تھیں۔ مجھ کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو اس عظیم الشان پہلو سے بھی دلچسپی ہے۔ درحقیقت چونکہ دنیا ایک مسافرخانہ ہے اور تھوڑی دیر کے بعد ہم سب لوگ اصلی گھر کیطرف واپس کئے جائینگے۔ اس لئے ہر ایک کا فرض ہونا چاہئے کہ دین اور مذہب کے عقائد کے معاملہ میں پورے غور سے سوچے پھر جس طریق کو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے موافق پاوے اُسی کے اختیار کرنے میں کسی ذلت اور بدنامی سے نہ ڈرے اور نہ اہل و عیال اور خویشوں اور فرزندوں کی پروا رکھے۔ ہمیشہ صادقوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ سچائی کے اختیار کرنے میں انھوں نے بڑے بڑے دکھ اُٹھائے ؛

یہ تو ظاہر ہے کہ خواہ عقائد ہوں یا اعمال دو حال سے خالی نہیں یا سچے ہوتے ہیں یا جھوٹے۔ پھر جھوٹے کو اختیار کرنا دھرم نہیں ہے۔ مثلاً وید کی طرف یہ ہدایت منسوب کیجاتی ہے کہ اگر کسی عورت کے چند سال تک بیٹا نہو بیٹیاں ہی ہوں تو اس کا خاوند اپنی اُس عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا سکتا ہے اور ایسا سلسلہ اُس وقت تک جاری رہ سکتا ہے جب تک ایک بیگانہ مرد کے نطفہ سے گیارہ فرزند نرینہ پیدا ہو جائیں۔ اور شاکت مت میں جو وید کیطرف ہی اپنے تئیں منسوب کرتے ہیں یہ ہدایت ہے کہ اُن کے خاص مذہبی میلاوں میں ماں اور بہن سے بھی جماع درست ہے اور ایک شخص دوسرے کی عورت سے زنا کر سکتا ہے۔ اسی طرح دُنیا میں ہزار ہا ایسے مذہب ہیں کہ اگر اُنکا انکار کیا جاوے تو آپ انگشت بدنداں رہینگے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ انسان صلح کاری اختیار کر کے اُن لوگوں کی ہاں سے ہاں ملا وے ایسا ہی عقائد کا حال ہو بعض لوگ دریاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ بعض لوگ آگ کی۔ بعض سورج کی بعض چاند کی۔ بعض درختوں کی بعض سانپوں اور بلیوں کی۔ اور بعض انسانوں کو درحقیقت خدا سمجھتے ہیں۔ تو کیا ممکن ہے کہ ان سب کو راستباز سمجھا جاوے

جو لوگ دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں اُن کا فرض ہوتا ہے کہ سچائی کو زمین پر پھیلاویں اور جھوٹھ کی بیخکنی کریں۔ وہ سچائی کے دوست اور جھوٹھ کے دشمن ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی راستباز کو چند ڈاکو یا چور یہ ترغیب دیں کہ بذریعہ ڈاکہ یا کیسہ بُری یا نقب زنی کے کوئی مال حاصل کرنا چاہئے تو کیا جائز ہوگا کہ وہ راستباز اُن کے ساتھ ہو کر ایسے جرائم کا ارتکاب کرے۔ پس مذہب کس چیز کا نام ہے۔ اسی بات کا نام تو مذہب ہے کہ جو عقائد یا اعمال بُرے اور گندے اور ناپاک ہوں اُن سے پرہیز کیا جاوے۔ اور ایسی کتابیں جو ناپاک عقائد یا اعمال سکھلاتی ہیں اُن کو اپنا پیشوا اور رہبر نہ بنایا جاوے۔ میں اس بات کو کسی طرح سمجھ نہیں سکتا کہ ہر ایک مذہب سے صلح رکھی جاوے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملائی جاوے۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جاوے تو دُنیا میں کوئی بدی بدی نہیں رہیگی اور ہر قسم کے بد عقائد اور بد اعمال ان نیکیوں میں داخل ہو جائینگی۔ حالانکہ جو شخص ایک نظر

دنیا کے مذاہب پر ڈالے تو اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ خداشناسی ہی کے بارے میں کئی عقائد ہیں
بعض ناستک مت یعنی دہریہ ہیں وہ خدا کے قائل نہیں ہیں اور بعض انسانوں یا حیوانوں یا
اجرام سماوی یا عناصر کو خدا بناتے ہیں۔ خاص آریہ سماجی جو اپنے تئیں ویدوں کے وارث ٹھہراتے
ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایک ذرہ بھی پیدا نہ کیا اور نہ ارواح پیدا کئے بلکہ یہ تمام چیزیں اور
ان کی تمام قوتیں خود بخود ہیں۔ پرمیشور کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں۔ مگر مجھے ان باتوں کے
بیان کرنے سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایک راستباز کے لئے ممکن نہیں کہ ان تمام
متناقض امور کو مان لے اور اُن پر ایمان لے آوے۔ جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی عظمت اور
توحید اور قدرت کاملہ پر داغ لگایا ہے یا بدکاری کو جائز رکھا ہے میں اس جگہ اُن کی نسبت
اور اُن کی کتاب کی نسبت کچھ نہیں کہتا صرف آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ انسان کے لئے ممکن نہیں
کہ ناپاک کو بھی ایسا ہی تسلیم کرے جیسا کہ پاک کو کرتا ہے یہ سچ ہے کہ پاک ہونے سے خدا ملتا
ہے۔ لیکن ایسے طریقوں سے جو ناپاک عقائد اور ناپاک اعمال پر مشتمل ہیں کیونکر خدا مل سکتا
ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنا بہشتی زندگی تک پہنچاتا ہے۔ لیکن جو شخص
راجہ رامچندر یا راجہ کرشن یا حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھتا ہے یا خدائے قیوم کو ایسا عاجز اور
ناقص خیال کرتا ہے کہ ایک ذرہ یا ایک روح کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں وہ کیونکر اس
پاک ذوالجلال کی حقیقی محبت سے حصہ لے سکتا ہے۔ حقیقی اور سچے خدا کو اُس کی پاک اور
کامل صفات کے ساتھ جاننا اور اُس کی پاک راہوں کے مطابق چلنا ہی حقیقی نجات ہے،
اور اُس حقیقی نجات کے مخالف جو طریق ہیں وہ سب گمراہی کے طریق ہیں پھر کیونکر
ان طریقوں میں پھنسے رہنے سے انسان حقیقی نجات پا سکتا ہے

دنیا میں اکثر یہ واقعہ مشہور ہے کہ ہر ایک شخص اُن خیالات پر بہت بھروسہ رکھتا ہے
جن خیالات میں اُس نے پرورش پائی ہے یا جن کو سننے کا اُس کو بہت موقعہ ملا ہے
چنانچہ ایک عیسائی بے تکلف کہدیتا ہے کہ عیسیٰ ہی خدا ہے اور ایک ہندو اس بات کے
بیان کرنے سے کچھ شرم نہیں کرتا کہ رامچندر اور کرشن درحقیقت خدا ہیں۔ یا دریائے گنگ
اپنے پرستاروں کو مرادیں دیتا ہے یا اُن کا ایک ایسا خدا ہے جس نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا

صرف موجودہ اجسام یا ارواح کو جو کسی اتفاق سے خود بخود قدیم سے چلے آتے ہیں جوڑنا اس کا کام ہے۔ لیکن یہ تمام بھروسے بے اصل ہیں ان کیساتھ کوئی دلیل نہیں۔ زندہ خدا کو خوش کرنا نجات کے طالب کا اصول ہونا چاہیئے۔ دنیا رسوم و عادات کی قید میں ہے ہر ایک شخص جو کسی مذہب میں پیدا ہوتا ہے اکثر ہر حال اُسی کی حمایت کرتا ہے لیکن یہ طریق صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ بات ہے کہ جس مذہب کی رو سے زندہ خدا کا پتہ مل سکے اور بڑے بڑے نشانوں اور معجزات سے ثابت ہو کہ وہی خدا ہے اس مذہب کو اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر درحقیقت خدا موجود ہے اور اُس کی ذات کی قسم کہ درحقیقت وہ موجود ہے تو یہ اس کا کام ہے کہ وہ بندوں پر اپنے تئیں ظاہر کرے اور انسان جو محض اپنی اٹکلوں سے خیال کرتا ہے کہ اس جہان کا ایک خدا ہے وہ اٹکلیں سچی تسلی دینے کے لئے کافی نہیں۔ اور جیسا کہ ایک محجوب اُن روپوں پر بھروسہ کرتا ہے جو اُس کے صندوق میں بند ہیں اور اُس زمین پر جو اُس کے قبضہ میں ہے اور اُن باغات پر جو ہمیشہ صدہا روپیہ کی آمدنی نکلتے ہیں اور اُن لائق بیٹوں پر جو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہیں اور ماہ بماہ اپنے باپ کو ہزار ہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں وہ محجوب ایسا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہرگز نہیں کر سکتا اس کا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ اُس پر حقیقی ایمان نہیں۔ ایسا ہی ایک غافل جیسا کہ طاعون سے ڈرتا ہے اور اُس گاؤں میں داخل نہیں ہوتا جو طاعون سے ہلاک ہو رہا ہے اور جیسا کہ وہ سانپ سے ڈرتا ہے اور اُس سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا جس میں سانپ ہو یا سانپ ہونیکا گمان ہو اور جیسا کہ وہ شیر سے ڈرتا ہے اور اُس بن میں داخل نہیں ہوتا جس میں شیر ہو۔ ایسا ہی وہ خدا سے نہیں ڈرتا اور دلیری سے گناہ کرتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اگرچہ وہ زبان سے کہتا ہے مگر دراصل خدا تعالیٰ سے غافل اور بہت دور ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ بلکہ جب تک خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں اُس وقت تک انسان سمجھ بھی نہیں سکتا کہ خدا بھی ہے۔ گو تمام دنیا اپنی زبان سے کہتی ہے کہ ہم خدا پر ایمان لائے مگر اُن کے اعمال گواہی دے رہے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔

سچا ایمان تجربہ کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً جب انسان بار بار کے تجربہ سے معلوم کر لیتا ہے کہ سم الفار ایک زہر ہے جو نہایت قلیل مقدار اُس کی قاتل ہے تو وہ سم الفار کھانے سے پرہیز کرتا ہے۔ تب اُس وقت کہہ سکتے ہیں کہ وہ سم الفار کے قاتل ہونے پر ایمان لایا۔ سو جو شخص کسی پہلو سے گناہ میں گرفتار ہے وہ ہنوز خدا پر ایمان ہرگز نہیں لایا۔ اور نہ اسکو شناخت کیا ♦

دنیا بہت سی مغویوں سے بھری ہوئی ہے اور لوگ ایک جھوٹی تسلی پر راضی ہو رہے ہیں۔ مذہب وہی ہے جو خدا تعالیٰ کو دکھلاتا ہے اور خدا سے ایسا قریب کر دیتا ہے کہ گویا انسان خدا کو دیکھتا ہے۔ اور جب انسان یقین سے بھر جاتا ہے تو خدا تعالیٰ سے اس کا خاص تعلق ہو جاتا ہے۔ وہ گناہ سے اور ہر ایک ناپاکی سے خلاصی پاتا ہے اور اس کا سہارا صرف خدا ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے خاص نشانوں سے اور اپنی خاص تجلی سے اور اپنے خاص کلام سے اسپر ظاہر کر دیتا ہے کہ میں موجود ہوں تب اُس روز سے وہ جانتا ہے کہ خدا ہے اور اسی روز سے وہ پاک کیا جاتا ہے اور اندرونی آلائش دور کیجاتی ہیں۔ یہی معرفت ہے جو بہشت کی کنجی ہے مگر یہ بغیر اسلام کے اور کسی کو بھی میسر نہیں آتی۔ یہی خدا تعالیٰ کا ابتداء سے وعدہ ہے جو وہ اُنہی پر ظاہر ہوتا ہے جو اس کے پاک کلام کی پیروی کرتے ہیں۔ تجربہ سے زیادہ کوئی گواہ نہیں۔ پس جبکہ تجربہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا اپنے تئیں بجز اسلام کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا اور کسی کی اپنے زبردست معجزات سے مدد نہیں کرتا تو ہم کیونکر مان لیں کہ دوسرے مذہب میں ایسا ہو سکتا ہے

ابھی تھوڑے دن کی بات ہے کہ لیکھرام نامی ایک برہمن جو آریہ تھا قادیان میں میرے پاس آیا اور کہا کہ وید خدا کا کلام ہے۔ قرآن شریف خدا کا کلام نہیں ہے میں نے اُس کو کہا کہ چونکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ وید خدا کا کلام ہے مگر میں اُسکو اُس کی موجودہ حیثیت کے لحاظ سے خدا کا کلام نہیں جانتا کیونکہ اس میں شرک کی تعلیم ہے اور کئی اور ناپاک تعلیمیں ہیں۔ مگر میں قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتا ہوں کیونکہ نہ اس میں شرک کی تعلیم ہے اور

نہ کوئی اور ناپاک تعلیم ہے۔ اور اُس کی پیروی سے زندہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے اور معجزات ظاہر ہوتی ہیں۔ پس بہت سہل طریق یہ ہے کہ تم ویدوالے خدا سے میری نسبت کوئی پیشگوئی کرواور میں قرآن شریف والے خدا سے وحی پاکر پیشگوئی کرونگا۔ پس اُس نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ کی بیماری سے مرجائیگا اور میری خدا نے یہ ظاہر کیا کہ چھ برس تک لیکھرام بذریعہ قتل نابود ہوجائیگا کیونکہ وہ خدا کے پاک نبی کی بے ادبی میں حد سے گذر گیا اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس کے مرنے کے تھوڑی مدت کے بعد پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی۔ تمام پیشگوئی میں نے اپنی کتابوں میں بار بار شائع کردی اور یہ بھی شائع کردیا کہ وید درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب آریہ سماج والوں کو چاہیئے کہ لیکھرام کی نسبت اپنے پرمیشور سے بہت دعا کریں۔ تا وہ اس کو بچالے کیونکہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے ان کا پرمیشور ان کو بچا نہیں سکیگا۔ اور ایسا ہی لیکھرام نے بھی میری نسبت اپنی کتاب میں شائع کردیا کہ یہ شخص تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے فوت ہوجائیگا۔ آخر لیکھرام اپنے قتل ہونے سے گواہی دیگیا کہ وید خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

اسی طرح نہ ایک نشان بلکہ ہزارہا نشان ظاہر ہوئے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہیں جن سے روز روشن کی طرح کھل گیا کہ دین اسلام ہی دُنیا میں سچا مذہب ہے اور سب انسانوں کے اختراع ہیں اور یا کسی وقت سچے تھے اور بعد میں وہ کتابیں بگڑ گئیں اے عزیز ہم آپ کی باتوں کو کہ جو کوئی روشن دلیل ساتھ نہیں رکھتیں کیونکر مان لیں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف دعویٰ ہے جس کیساتھ کوئی دلیل نہیں دُنیا میں ایک ادنیٰ مقدمہ بھی جب کسی عدالت میں پیش ہوتا ہے تو ثبوت کے سوائے کسی حاکم کے نزدیک قابل سماعت نہیں ہوتا۔ اور ایسا مدعی ڈگری حاصل نہیں کرسکتا۔ تو پھر نہ معلوم آپ ان خیالات پر کیونکر بھروسہ رکھتے ہیں جو بے ثبوت ہیں۔ خدا ایک ہے اور اُس کی مرضی ایک ہے پھر وہ کیونکر متناقض امور کا مصداق ہوسکتا ہے۔ اور کیونکر ہم ان سب باتوں کو سچی مان سکتے ہیں کہ عیسیٰ خدا ہے اور رامچندر خدا ہے اور کرشن خدا ہے اور یا کہ خدا ایسا عاجز ہے

کہ ایک ذرہ بھی اُس نے پیدا نہیں کیا۔ وہ مذہب قبولیت کے لائق ہے جو ثبوت کا روشن چراغ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ اسلام ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ جو زبردست نشان اور معجزات اسلام میں ظاہر ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں بھی ہوتے ہیں تو ہم آپ کی اس بات کو بشوق سُنینگے۔ بشرطیکہ آپ اس بات کا ثبوت دیں۔ مگر یاد رکھیں کہ یہ آپ کے لئے ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا زندہ شخص بھی دکھلا سکیں کہ وہ برکات اور آسمانی نشان جو مجھے ملے ہیں ان میں وہ مقابلہ کر کے دکھلاوے اب میں آپ کے بعض خیالات کی غلطی کو رفع کرتا ہوں۔

قول آں عزیز۔ خدا نے کافر اور مومن کو اس دنیا میں یکساں حصہ بخشا ہے۔ اقول چونکہ خدا نے ہر ایک کو اپنی طرف بلایا ہے اس لئے سب کو ایسی قوتیں بخشی ہیں کہ اگر وہ ان قوتوں کو ٹھیک طور پر استعمال کریں تو منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ مگر تجربہ سے ثابت ہے کہ بجز اس کے کہ کوئی اسلام پر قدم مارے ہر ایک شخص ان قوتوں کو بے اعتدالی سے استعمال میں لاتا ہے اور منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔

قول آں عزیز۔ بہت مشکل ہے کہ تمام لوگ ایک ہی مذہب پر چلیں۔ اقول سچے طالب کے لئے ہر ایک مشکل سہل کی جاتی ہے۔

قول آں عزیز۔ اگرچہ ریل پر چلنے والے بہت آرام پاتے ہیں لیکن اگر کوئی پیادہ پا سفر اختیار کرے تو ریل والے اس کو کافر نہیں کہتے۔ اقول یہ قول دینی معاملہ پر چسپاں نہیں ہے اور قیاس مع الفارق ہے۔ خدا کے ملنے کی ایک خاص راہ ہے یعنی معجزات اور نشانوں سے یقین حاصل ہونا۔ اسی پر تزکیہ نفس موقوف ہے۔ اور یقین کے اسباب بجز اسلام کے کسی مذہب میں نہیں

قول آں عزیز خدا بے [illegible] نت ہے [illegible] سو ہم بے انت کو اسی وقت محسوس کر سکتے ہیں جب پابندی شرع سے باہر ہو جائیں اقول شرع عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں راہ۔ یعنی خدا کے پانے کی راہ پس آپ کے کلام کا خلاصہ یہہ ہوا کہ جب ہم خدا کے پانے کی راہ چھوڑ دیں تب ہمیں خدا ملیگا۔ اب آپ خود سوچ لیں کہ

یہ کیسا مقولہ ہے۔

قول آں عزیز۔ ذات پات نہ پوچھے کو۔ ہر کو بھجے سو ہر کا ہو۔ اقول۔ یہ سچ بات ہے اس سے اسلام بحث نہیں کرتا کہ کس قوم اور کس ذات کا آدمی ہے جو شخص راہ راست طلب کریگا خواہ وہ کسی قوم کا ہو خدا سے ملیگا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ خواہ کسی مذہب کا پابند ہو خدا کو مل سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک پاک مذہب اختیار نہیں کریگا تب تک خدا ہرگز نہیں پائیگا۔ مذہب اور چیز ہے اور قوم اور چیز۔

قول آں عزیز۔ یہی وجہ ہے کہ پیروان وید نے کسی شخص کی پیروی نجات کے لیے محصور نہیں رکھی۔ اقول جس شخص کے نزدیک وید کے مولف کی پیروی نجات کے لیے محصور نہیں وہ وید کا مکذب ہے۔ آپ خود بتلائیں کہ اگر مثلاً ایک شخص وید کے اصولوں اور تعلیموں کو نہیں مانتا نہ نیوگ کو مانتا ہے نہ اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اولاد کی خواہش کے لیے اپنی زندگی میں اپنی جورو کو ہمبستر کرا دے اور زیادہ اس بات کو نہیں مانتا کہ پرمیشور نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا اور تمام روحیں اپنے اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور زیادہ اگنی وایو۔ سورج وغیرہ کی پرستش کو نہیں مانتا غرض وہ ہر طرح وید کو ردی کی طرح خیال کرتا ہے۔ یہانتک کہ جس پرمیشور کو وید نے پیش کیا ہے اُس کو پرمیشور ہی نہیں جانتا تو کیا ایسے آدمی کے لیے نجات ہے یا نہیں۔ اگر نجات ہے تو آپ وید سے ایسی شرتی پیش کریں جو ان معنوں پر مشتمل ہو اور اگر نجات نہیں تو پھر آپ کا یہ قول صحیح نہ ہوا کیونکہ ہم لوگ بھی تو صرف اس قدر کہتے ہیں کہ جو شخص قرآن شریف کی تعلیموں کو نہیں مانتا اُس کو ہرگز نجات نہیں اور اس جہان میں وہ اندھے کی طرح بسر کریگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخسرین۔ یعنی قرآن نے جو دین اسلام پیش کیا ہے جو شخص قرآنی تعلیم کو قبول نہیں کریگا وہ مقبول خدا ہرگز نہ ہوگا۔ اور مرنے کے بعد وہ زیانکاروں میں ہوگا۔ یہ کہنا کہ کسی شخص کی پیروی وید کی رو سے درست نہیں یہ غلط ہے۔ جب اُس کی کتاب کی پیروی کی تو خود اُس کی پیروی ہو گئی۔ اگر ہندو صاحبان

ویدکی پیروی نہیں کرتے تو پھر وید کو پیش کیوں کرتے ہیں

قرآن عزیز۔ ہر ملت اور ہر مذہب میں صاحب کمال گذرے ہیں ۔ اقول۔ زمانہ موجودہ میں بطور ثبوت کے کسی صاحب کمال کو پیش کرنا چاہیئے۔ کیا آپ کے نزدیک پنڈت لیکھرام صاحب کمال تھا یا نہیں جس کو آجتک آریہ سماجی لوگ روتے ہیں۔

میں نے آں محب کی دلجوئی کے لئے باوجود کم فرصتی کے یہ چند سطریں لکھی ہیں اُمید کہ اسپر غور فرمائینگے۔ خاکسار غلام احمدؐ۔ قادیان ۱۴ جون ۱۹۰۳ء

پنڈت کھڑک سنگھ کے نام

پنڈت کھڑک سنگھ ایک آریہ تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آج سے ۴۳ برس پیشتر قادیان میں گفتگو کرنے آیا اور بعض مذہبی مسائل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گفتگو بھی کی اور لاجواب ہوگیا۔ پھر جب وہ قادیان سے گیا تو آریہ مذہب سے بیزار ہوچکا تھا۔ چنانچہ بالآخر وہ آریہ تو نہ رہا اور عیسائی ہوگیا۔ اور آریہ مذہب کی تردید کا جو طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھا تھا اسی طریق پر عیسائی ہوکر آریوں کے خلاف کئی رسالے لکھ ڈالے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسپر اتمام حجت کی غرض سے قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں مندرجہ ذیل سوال لکھ کر بھیجا تھا۔ مگر آخری وقت تک پنڈت کھڑک سنگھ اس کا جواب نہ دیسکا اور اس سوال کو ہی ہضم کرگیا۔ یہ مضمون قریباً آج سے ۴۴ برس پیشتر کا لکھا ہوا ہے۔ یعقوب علی عفی اللہ عنہ

قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی بڑی بھاری نشانی تو یہ ہے کہ اُس کی ہدایت سب ہدایتوں سے کاملتر ہے اور اس دنیا کی حالت موجودہ میں جو خرابیاں پڑی ہوئی ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنیوالا ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید اور کتابوں کی

۱۲

طرح مثل کتھا کی نہیں ہے۔ بلکہ مدلل طور پر ہر ایک امر پر دلیل قائم کرتا ہے اس دوسری نشانی پر۔۔۔۔ بنام کھڑک سنگھ وغیرہ ہم نے پانسو روپیہ کا اشتہار بھی دیا تا کوئی پنڈت وید میں یہ صفت ثابت کر کے دکھلا دے کہ وید نے کن دلائل سے اپنے عقائد کو ثابت کیا ہے۔ مگر آجتک کسی کو توفیق نہوئی کہ دم بھی مار سکے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ وید میں نہ انجیل میں نہ توریت میں ہرگز طاقت نہیں کہ کسی فرقہ مخالف کا رد مثلاً دہریہ کا رد یا طبعیہ کا رد یا ملحدوں کا رد یا منکر الہام کا رد یا منکر نبوت کا رد یا بت پرست کا رد یا منکر نجات کا رد یا منکر عذاب کا رد یا منکر وحدانیت باری کا رد یا کسی اور منکر کا رد دلائل قطعیہ سے کر کے دکھادے۔ یہ سب کتابیں تو مثل مردہ کے پڑی ہیں کہ جس میں جان نہو۔ کھڑک سنگھ جو لڑکوں کو بہکاتا ہے کہ وید میں سب کچھ لکھا ہے جو وہ سچا ہے تو ہم اسکو پانسو روپیہ دیا کرتے ہیں ہم سے ڈھونڈھ لکھالے کسی فرقہ کی رد میں جو وید میں درج ہوں دو تین جز بمقابلہ فرقان مجید لکھ کر دکھادے۔ یا خدا کی خالقیت سے عاجز ہونے پر یا نجات ابدی نہ دینے سے عاجز ہونے پر۔ بمقابلہ ہمارے دلائل کی وید سے دلائل نکال کر لکھے اور پانسو روپیہ فی الفور ہم سے لے لے۔ اور وہ جو کہتا ہے کہ فرقان مجید توریت و انجیل سے نکالا گیا ہے تو اُس کو چاہئے کہ اگر وید سے کام نہیں بنتا تو توریت و انجیل سے مدد لے۔ اور اگر توریت یا انجیل وہ دلائل جو فرقان مجید پیش کرتا ہے پیش کر دینگے تو ہم تب بھی کھڑک سنگھ کو پانسو روپیہ نقد دینگے۔ ایک تو ہموں نقد ادی پانسو روپیہ بھی لکھ کر ہم بھیجدیتے ہیں لیکن اگر اس کے جواب میں خاموش رہے اور پھر غیرت اور شرم اُس کو نہ آدے تو معلوم کرنا چاہئے کہ بڑا بے حیا اور بے شرم ہے کہ ایسی پاک اور مقدس کتاب کی ہتک کرتا ہے کہ جس کی ثانی حکمت اور فلسفہ میں اور کوئی کتاب نہیں تین ماہ سے بنام اُس کے بوعدہ انعام پانسو روپیہ ہمارا مضمون چھپ رہا ہے اُس نے آجتک کونسے دلائل وید کے پیش کرے۔ شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید

اور پہلی نشانی جو ہم نے عنوان اس مضمون میں لکھی ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ فرقان مجید اپنے احکام میں سب کتابوں سے کامل تر ہے اور ہماری موجودہ حالت کے عین

مطابق ہے - اور جس قدر فرقان مجید میں احکام ہدایت حسب حالت موجودہ دنیا کے مندرج ہیں کسی اور کتاب میں ہرگز نہیں - اگر کھڑک سنگھ وید - توریت - انجیل میں یہ سب احکام نکالدیں تو اسپر بھی ہم پانسو روپیہ دینے کی شرط کرتے ہیں اگر کچھ شرم ہوگی تو ضرور مقابلہ اُس کے وید سے بحوالہ پتہ و نشان لکھیگا ورنہ خود یہ لڑکے جنکو یہ بہکا رہا ہے سمجھ جائینگے یہ جھوٹا ہے - کون منصف اس عذر کو سن سکتا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ تمھارا وید محض ناقص ہے - تم یہ احکام وید سے نکالدو اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہمیں فرصت نہیں - وید یہاں موجود نہیں - بھلا یہ کیا جواب ہے - اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھہرتے ہو - جس حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا کرتے ہیں تو ہنو لکھدیتے ہیں رجسٹری کرا دیتے ہیں تو پھر تمھارا وید بھی اگر کچھ چیز ہے تو کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے دس بیس دن کی مہلت سے لو دیانند کو اپنا مددگار بنالو ہم کو وہ احکام نکالدو جو ہم نیچے فرقان مجید سے نکال کر لکھیں گے یا یہ اقرار کرو کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں تب پھر اُن کے ناجائز ہونیکا ثبوت وید سے حوالہ دو - غرض تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو اور یہ جو تم محض شرارت سے بارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاء کی نسبت بدزبانی کرتے ہو یہ محض تمھاری بداصلی ہے اپنے پرچہ میں بھی تم نے ایسی ایسی اہانت سب پیغمبروں کی نسبت لکھی ہے ہمکو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے ہمکو فرمایا ہے بجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں - تم کو اگر حضرت خاتم الانبیاء پر کچھ اعتراض ہے تو زبان تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو - ہم تمسک لکھدیتے ہیں کہ اگر وہ اعتراض تمھارا صحیح ہوا تو ہزار روپیہ ہم تم کو دیدینگے اور تم ایک تمسک لکھدو کہ اگر یہ اعتراض جھوٹا نکلا تو سو روپیہ بطور جرمانہ تم ہم کو دوگے - اور اب اگر ہماری یہ تحریر سنکر چپ ہوجاؤ اور اس شرط پر بحث شروع نہ کرو تو ہر ایک منصف سمجھ جائیگا کہ وہ سب توہین تم نے بے ایمانی سے کی ہے - اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ آفتاب پر تھوکتے ہو اور بجھا ہوا چراغ لئے بیٹھے ہو دنیا کو بڑی چیز سمجھ رکھا ہے کہ موت سے ڈرتے نہیں - ورنہ ایسے آفتاب

کی توہین کرنا جولو زدنیا کا ہے نری بے ایمانی ہے۔ جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف وگزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑکر پوچھے کہ ذرا ثبوت تو دیکر جاو حیران ہوجاتے ہیں....... اب ہم نیچے وہ احکام فرقان مجید لکھتے ہیں کہ جن میں ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ وید میں یہ تمام احکام ضرور یہ ہرگز موجود نہیں اس لیے وید ناقص تعلیم ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ ہیں اور ہم کہتے ہیں ہرگز نہیں۔ اور لعنت اُس شخص پر کہ جھوٹا ہے

اول خدا کی نسبت جو احکام فرقان مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو۔ جس نے تمہارے جسموں کو بنایا اور جس نے تمھاری روحوں کو بنایا۔ وہی تم سب کا خالق ہے اُس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوتی

(۲) آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہیں محض خدا کی رحمت ہے۔ کسی کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ میری نیکیوں کی عوض میں خدا نے سورج بنایا یا زمین بچھائی یا پانی پیدا کیا۔

(۳) تو سورج کی پرستش نہ کر۔ تو چاند کی پرستش نہ کر تو آگ کی پرستش مت کر تو پتھر کی پرستش مت کر تو مشتری ستارہ کی مت پوجا کر تو کسی آدم زاد یا کسی اور جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کہ یہ سب چیزیں تیرا ہی نفع کے واسطے ہم نے پیدا کی ہیں ؂

(۴) بجز خدا کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریفیں اُسی کی طرف راجع ہیں بجز اس کے کسی کو اُس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھ سے تیری رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے

(۵) تو اُسکو ایک سمجھ کہ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ تو اس کو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں۔ تو اُس کو رحیم اور فیاض سمجھ کہ جس کی رحم اور فیض پر کسی عامل کے

عمل کو سبقت نہیں - دویم حالت موجودہ دنیا کی - مطابق گناہوں کے

لسنبت

(۱) تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو - یا باپ پر ہو یا ماں پر یا کسی اور پیارے پر ہو اور حقانی طرف سے الگ مت ہو۔

(۲) تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بیگناہ کو مار ڈالا وہ ایسا ہے کہ جس نے سارے جہان کو قتل کر دیا۔

(۳) تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر تو اپنے نفس کو آپ قتل مت کر تو کسی کا فرو ظلم کا مددگار مت ہو تو زنا مت کر۔

(۴) تو کوئی ایسا فعل مت کر جو دوسرے کا ناحق باعث آزار ہو۔

(۵) تو قمار بازی نہ کر تو شراب مت پی تو سود مت لے اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہی دوسرے کے لئے کر

(۶) تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

(۷) تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت بھیجو اور اُن کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں - تم اپنی عورتوں کو زیور جھنکاتی ہوئی خوش اور پسند لباس کوچوں اور بازاروں اور میلوں کی سیر سے منع کرو - اور اُن کو نامحرموں کی نظر بازی سے بچاتے رہو۔

تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں اُن کو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

(۸) تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو تو سچی سچی گواہی دیدے - اور جب تیرے نام حاکم کی طرف سے بغرض ادا کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کیجو اور عدول حکمی مت کریو۔

(۹) تو خیانت مت کر تو کم وزنی مت کر اور پورا پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر میں جعلسازی نہ کر تو کسی پر تہمت مت لگا اور کسی کو الزام مت دے کہ جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں

(۱۰) تو چغلی نہ کر تو گلہ نہ کر تو سنامی مت کر اور جو تیرے دل میں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

(۱۱) تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا۔ بھائی کا حق محسن کا حق ہے سچے دوست کا حق ہے۔ ہمسایہ کا حق ہے۔ ہموطنوں کا حق ہے تمام دنیا کا حق ہے۔ سب سے رتبہ برتبہ ہمدردی سے پیش آ۔

(۱۲) شرکاء کے ساتھ بدمعاملگی مت کر۔ یتیموں اور نابالغوں کے مال کو خورد برد مت کر

(۱۳) اسقاط حمل مت کر۔ تمام قسموں زنا سے پرہیز کر کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کے لئے اسپر کوئی بہتان مت لگا

(۱۴) سو بجدا ہو اور رو بدنیا ہو کہ دنیا ایک گذر جانے والی چیز ہے اور وہ جہاں ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر نالائق تہمت مت لگا کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

(۱۵) کسی سے جبراً کوئی چیز مت چھین اور قرض کو عین وقت پر ادا کر اور اگر تیرا قرضدار نادار ہے تو اُس کو قرض بخشدے۔ اور اگر اتنی طاقت نہیں تو قسطوں سے وصول کر لیکن تب بھی اُس کی وسعت وقت دیکھ لے ؛

(۱۶) کسی کے مال میں لاپروائی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کاموں میں مدد دے

(۱۷) اپنے ہمسفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان سے تواضع سے پیش آ۔ سوال کرنے والے کو خالی مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر

(۱۸) لوگوں کے راز جوئی مت کر اور کسی کے گھر میں بغیر اُس کی اجازت کے اندر مت جا اور کسی شخص کو دھوکہ دینے کی نیت سے کوئی کام مت کر دغا اور فریب اور نفاق سے دور رہ اور ہر ایک شخص سے صفا دلی سے معاملہ کر اور یتیموں اور ہمسایوں

اور غریبوں خواہ رشتہ دار ہوں خواہ غیر تعلق والے ہوں اور ساتھ والے مسافروں اور راہ گیروں اور غلاموں پر مہربانی کرو (خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ)

ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب ملازم ریاست جموں کے نام

ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب ملازم ریاست جموں سے آسمانی نشان دکھلانے کے متعلق جو خط و کتابت بتوسل حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہوئی تھی اُس کے متعلق کسی انٹروڈکٹری نوٹ کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس خط سے پہلے جسکا یہاں درج کرنا مقصود ہے ایک تمہیدی نوٹ لکھدیا ہے۔ میں اسے ہی درج کردیتا ہوں۔ یعقوب علی۔

ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب ملازم ریاست جموں کو آسمانی نشانوں کی طرف دعوت

میرے مخلص دوست اور للّٰہی رفیق اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب فانی فی ابتغاء مرضات ربانی ملازم و معالج ریاست جموں نے ایک عنایت نامہ مورخہ ۷ جنوری ۱۸۹۲ء اس عاجز کی طرف بھیجا ہے* جس کی عبارت کسیقدر نیچے لکھی

*حضرت مولوی صاحب کے محبت نامہ موصوفہ کے چند فقرے لکھتا ہوں۔ غور سے پڑھنا چاہیئے نہ معلوم کہ کہاں تک رحمانی فضل سے ان کو انشراح صدر و صدق قدم و یقین کامل عطا کیا گیا ہے اور وہ فقرات یہ ہیں۔ "عالی جناب مرزا جی مجھے اپنے قدموں میں جگہ دو۔ اللہ کی رضامندی چاہتا ہوں اور جسطرح وہ راضی ہوسکے طیار ہوں اگر آپ کے مشن کو انسانی خون کی آبپاشی ضرور ہے تو یہ نابکار (مگر محب انسان) چاہتا ہے کہ اس کام میں کام آوے" تمام کلام جزاہ اللہ

حضرت مولوی صاحب جو انکسار اور ادب اور ایثار مال و عزت اور جانفشانی میں فانی ہیں وہ خود نہیں بولتے بلکہ اُن کی روح بول رہی ہے۔ درحقیقت ہم اُسیوقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے

اور وہ یہ ہے۔ خاکسار ناکارہ نور الدین

بحضور خدام والا مقام حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمن السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ
کے بعد بہ کمال ادب عرض پرداز ہے۔ غریب نوازا۔ پرپروز ایک عرضی خدمتمیں
روانہ کی اس کے بعد یہاں جموں میں ایک عجیب طوفان بے تمیزی کی خبر پہنچی
جسکو بضرورت تفصیل کے ساتھ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں ازالہ اوہام میں حضور
والا نے ڈاکٹر جگن ناتھ کی نسبت ارقام فرمایا ہے کہ وہ گریز کر گئے اب ڈاکٹر صاحب
نے بہت سے ایسے لوگوں کو جو اس معاملہ سے آگاہ تھے کہا ہے۔ سیاہی
سے یہ بات لکھی گئی ہے۔ سرخی سے اسپر قلم پھیر دو۔ میں نے ہرگز گریز نہیں کیا اور
نہ کسی نشان کی تخصیص چاہی۔ مردہ کا زندہ کرنا میں نہیں چاہتا اور نہ خشک درخت
کا ہرا ہونا۔ یعنی بلا تخصیص کوئی نشان چاہتا ہوں۔ جو انسانی طاقت سے بالا
تر ہو۔

اب ناظرین پر واضح ہو کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے ایک خط میں
نشانوں کو تخصیص کے ساتھ طلب کیا تھا جیسے مردہ زندہ کرنا وغیرہ اس پر
ان کی خدمتمیں خط لکھا گیا کہ تخصیص ناجائز ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ اور اپنے
مصالح کے موافق نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور جبکہ نشان کہتے ہی اس کو ہیں جو انسانی
طاقتوں سے بالاتر ہو تو پھر تخصیص کی کیا حاجت ہے۔ کسی نشان کے آزمانے
کے لئے یہی طریق کافی ہے کہ انسانی طاقتیں اُس کی نظیر نہ پیدا کرسکیں۔ اس خط
کا جواب ڈاکٹر صاحب نے کوئی نہیں دیا تھا اب پھر ڈاکٹر صاحب نے نشان دیکھنے
کی خواہش ظاہر کی اور مہربانی فرما کر اپنی اُس پہلی قید کو اٹھالیا ہے اور صرف نشان
چاہتے ہیں۔ کوئی نشان ہو مگر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو لہٰذا آج ہی کی تاریخ

بقایاحاشیہ ۴۷ ہیں دیا ہم اُس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہوجائیں ہماری جان
اُس کی امانت ہے اور وہ فرماتا ہے کہ تؤدوا الامانات الی اھلھا ۔
سرکہ نہ در پائے عزیزش رود ٭ بارگراں است کشیدن بدوش منہ

یعنی ۱۱- جنوری ۱۸۹۲ء کو سروز دو شنبہ ڈاکٹر صاحب کی خدمتیں مکرراً دعوت حق کے طور پر ایک خط رجسٹری شدہ بھیجا گیا ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ آپ بلا تخصیص کسی نشان دیکھنے پر سچے دل سے مسلمان ہونے کے لئے طیار ہیں تو اخبارات مندرجہ حاشیہ میں حلفاً یہ اقرار اپنی طرف سے شائع کر دیں کہ میں جو فلاں ابن فلاں ساکن بلدہ فلاں ریاست جموں میں بر عہدہ ڈاکٹری متعین ہوں اسوقت حلفاً یہ اقرار صحیح سراسر نیک نیتی اور حق طلبی اور خلوص دل سے کرتا ہوں کہ اگر میں اسلام کی تائید میں کوئی نشان دیکھوں جس کی نظیر مشاہدہ کرانے سے میں عاجز آجاؤں اور انسانی طاقتوں میں اُس کا کوئی نمونہ انھیں تمام لوازم کے ساتھ دکھلا نہ سکوں تو بلا توقف مسلمان ہو جاؤنگا۔ اس اشاعت اور اس اقرار کی اس لئے ضرورت ہے کہ خدائے قیوم و قدوس بازی اور کھیل کی طرح کوئی نشان دکھلانا نہیں چاہتا جب تک کوئی انسان پوری انکسار و ہدایت یابی کی غرض سے اُس کی طرف رجوع نہ کرے۔ تب تک وہ بنظر رحمت رجوع نہیں کرتا۔ اور اشاعت سے خلوص اور پختہ ارادہ ثابت ہوتا ہے اور چونکہ عاجز نے خدا تعالیٰ کے اعلام سے ایسے نشانوں کے ظہور کے لئے ایکسال کے وعدہ پر اشتہار دیا ہے سو وہی میعاد ڈاکٹر صاحب کے لئے قائم رہیگی۔ طالب حق کے لئے یہ کوئی بڑی میعاد نہیں۔ اگر میں ناکام رہا تو ڈاکٹر صاحب جو سزا اور تاوان میری مقدرت کے موافق میرے لئے تجویز کریں وہ مجھے منظور ہے اور بخدا مجھے مغلوب ہونے کی حالتیں سزائے موت سے بھی کچھ عذر نہیں

ہماں بہ کہ جاں در رہ او فشانم ❊ جہاں راچہ نقصاں اگر من نہ مانم

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ملہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ اور رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور ناظم الہند لاہور اور اخبار عام لاہور۔ اور نور افشاں لودیانہ ۱۲

بنام پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

اصل خط نہیں بلکہ صرف اس خط کے اقتباس لیکھرام کی تکذیب سے لئے ہیں۔ اس لئے ان کو ہی مفصل درج کر دیا جاتا ہے بہرحال اس اقتباس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا لکھا ہوگا۔ (ایڈیٹر)

پہلے اشتہار میں [illegible] (۲۴۰۰) دینے کا وعدہ ضرور ہوا ہے مگر پیشگی جمع کر دینے کی شرط نہیں کی تھی۔ چونکہ آپ نے میرے وعدہ کو معتبر نہ سمجھا اور یہ زائد شرط لگائی کہ زر معہودہ کسی بنک سرکاری میں جمع کر دیا جائے اس صورت میں میرے لئے برخلاف اس اشتہار کے استحقاق پیدا ہو گیا کہ چوبیس سو روپیہ بالمقابل پیشگی امانت رکھاؤں۔

اخیر پر آپ اس قسم کے نشانوں کو قبول کرتے ہیں کہ ستاروں۔ آفتاب و ماہتاب کے تغیر و تبدل وغیرہ پر مشتمل ہوں

پنڈت صاحب! ہمارا یہ کام ہرگز نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہے اس طور سے انقلاب کر کے دکھادیں۔ ہم صرف بندہ مامور ہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا۔ ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اس شے کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ صرف ایسا نشان دکھلائیگا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں۔

لفظ نشان کو اپنی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر یہ تعریف لکھتے ہو کہ اس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں تو واقعی یہ معنی معجزہ کے درست ہیں کہ مشاہدین فوراً عاجز ہو کر مشاہدہ کرانے والے پر ایمان لاویں۔ اور دور تک موثر ہووے۔ غرضیکہ اظہر من الشمس ہونا چاہیئے

خاکسار مرزا غلام احمد۔ از قادیان

۳۱ر جولائی ۱۸۸۵ء

مینجر گروکل گوجرانوالہ کے نام

فروری ۱۹۰۷ء کو گوجرانوالہ گروکل کے مینجر کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں متواتر خطوط وہاں کی مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے آئے یہ کانفرنس آریوں کی طرف سے قرار پائی تھی۔ اس کانفرنس میں مختلف مذہب کے لیڈروں کو مدعو کیا گیا تھا۔ اور ہر ایک کے لئے نصف گھنٹہ مقرر کیا تھا کہ وہ تقریر کریں نصف گھنٹہ میں مذہب جیسی چیز کا فیصلہ آریوں کے نزدیک آسان ہو تو یہ امر دیگر ہے لیکن جو شخص مذہب کی حقیقت اور صداقت کو کھول کر بیان کرنا چاہتا ہو اس کے لئے یہ ہنسی کی بات ہے۔ بہرحال وہاں کے مینجر صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت، میں متواتر خطوط لکھے اور وقت کی توسیع کے لئے جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے یہی کہا کہ آپ جلسہ مذاہب میں ضرور تشریف لاویں سب کے واسطے نصف گھنٹہ مقرر کیا ہے اور ایک عالم کیواسطے یہ وقت کافی ہے اس خط کا جواب حضرت اقدس نے مفتی صاحب (برادرم محمد صادق) کو زبانی فرما دیا کہ یہ لکھدو۔ چنانچہ مفتی صاحب نے وہ خط لکھدیا۔ چونکہ یہ حضرت اقدس ہی کی طرف سے ہے اور حضرت ہی کے کلمات ہیں اس لئے اس کو درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

جناب مینجر صاحب گروکل گوجرانوالہ التسلیم

آپکا دوسرا خط حضرت کی خدمت میں پہنچا جس میں آپ نے ظاہر کیا ہے کہ آپ نصف گھنٹہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے اور کہ ایک عالم کے واسطے بسبب اس کے علم کے اتنا وقت کافی ہے۔ بجواب گذارش ہے کہ حضرت فرماتے ہیں:- کہ اہم مذہبی امور پر گفتگو کرنے کے واسطے اتنا تھوڑا وقت کسی صورت

میں کافی نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے ہم ایسی مجلس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ کم از کم تین گھنٹہ وقت ہمارے مضمون کے واسطے رکھتے تو ممکن تھا کہ ہم خود جاتے یا اپنا کوئی فاضل دوست اپنا مضمون دیکر بھیجدیتے۔ ہم کسی طرح سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایسے مضامین عالیہ میں صرف آدھ گھنٹے کی تقریر کافی ہے ہم رسوم کے پابند نہیں بلکہ ہم پابند احقاق حق ہیں۔ باقی آپ کا یہ فرمانا کہ بڑے عالم کیواسطے نصف گھنٹہ کافی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ یہ بات آپ کیونکر درست قرار دیتے ہیں جبکہ آپ کے وید مقدس لکھنے والوں نے اپنی باتوں کو ختم نہ کیا جبتک کہ وہ ایک گدھے کے بوجھ کے برابر ہو گئے تو پھر آپ ہم سے یہ اُمید کیونکر رکھتے ہیں۔ ایک نکتہ معرفت کا قبل از تکمیل گلا گھونٹنا اور حقیقت سچائی کا خون کرنا ہے جسکو کوئی راستباز پسند نہ کریگا۔ اگر علم و فضل کا معیار حد درجہ کے اختصار اور تھوڑے وقت میں ہوتا تو چاہیئے کہ وید صرف چند سطروں میں ختم ہو جاتا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس تھوڑے وقت نے مجھے اس اشتراک سے محروم رکھا۔ کیا خدا تعالیٰ کی ذات صفات کی نسبت کچھ بیان کرنا اور پھر روح اور مادہ میں جو کچھ فلاسفی مخفی ہے اس کو کھولنا آدھ گھنٹہ کا کام ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ لفظ ہی سوء ادب میں داخل ہے۔

جن لوگوں کو محض شراکت کا فخر حاصل کرنا مقصود ہے وہ جو چاہیں کریں مگر ایک محقق ناتمام تقریر پر خوش نہیں ہو سکتا۔ سچائی کو ناتمام چھوڑنا ایسا ہے جیسا کہ بچہ اپنے پورے دلوں سے پہلے پیٹ سے ساقط ہو جائے۔ آئندہ آپ کا اختیار ہے

خادم مسیح موعودؑ

محمد صادق عفی اللہ عنہ۔ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء

سوامی دیانند سرستی کے نام اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مضمون ابطال تناسخ پر بوعدہ انعام پانچسو روپیہ لکھ کر رسالہ ہندو باندھو لاہور میں چھپوایا تھا۔ سوامی دیانند صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مباحثہ کی دعوت دی اور تین آریوں کی معرفت پیام بھی بھیجا۔ حضرت مسیح موعود نے پسند نہ کیا کہ یہ کارروائی مخفی رہے۔ اس لئے سوامی جی کی دعوت مباحثہ کا جواب بذریعہ ایک چھپے ہوے **اعلان** کے جو بمنزلہ **کھلی چٹھی** تھا دیدیا۔ اس کو میں یہاں درج کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ ناظرین پورا لطف اُٹھا سکیں اس سے پہلے وہ مضمون درج کر دیا جاتا ہے تاکہ جہاں ایک طرف ریکارڈ مکمل ہو جاوے وہاں ناظرین کو اس کیفیت کے سمجھنے میں سہولیت ہو اس اعلان کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ایک خاص جوش بخشا گیا تھا اور آپ کسی ایسے موقعہ کو ہاتھ سے نہیں دیتے تھے یہ اعلان ۱۸۷۸ء کا ہے گویا آج سے قریباً ۵۰ سال پہلے کی بات ہے جبکہ نہ کوئی دعویٰ تھا نہ جماعت تھی ہاں خدا تعالیٰ کی تائید آپ کے ساتھ تھی اور وہ ابتدائی وقت تھا جبکہ خدا تعالیٰ کا کلام آپ پر نازل ہو رہا تھا

بہرحال وہ مضمون اعلان حسب ذیل ہے (ایڈیٹر)

ابطال تناسخ

ومقابلہ

وید وفرقان

{اعلان متعلقہ مضمون ابطال تناسخ ومقابلہ وید وفرقان مع اشتہار پانسو روپیہ جو پہلے بھی بہ مباحثہ باوا صاحب مشتہر کیا گیا تھا}

ناظرین انصاف آئین کی خدمت بابرکت میں واضح ہو کہ باعث مشتہر کرنے اس

اعلان کا یہ ہے کہ عرصہ چند روز کا ہوا ہے کہ پنڈت کھڑک سنگھ صاحب ممبر آریہ سماج امرتسر قادیان میں تشریف لائے اور مستدعی بحث کے ہوئے۔ چنانچہ حسب خواہش ان کے در بارہ تناسخ اور مقابلہ وید و قرآن کے گفتگو کرنا قرار پایا۔ بمطابق اس کے ہم نے ایک مضمون جو اس اعلان کے بعد میں تحریر ہوگا ابطال تناسخ میں اس التزام سے مرتب کیا کہ تمام دلائل اس کے قرآن مجید سے لئے گئے اور کوئی بھی ایسی دلیل نہ لکھی کہ جس کا ماخذ اور منشاء قرآن مجید نہ ہو۔ اور پھر مضمون جلسہ عام میں پنڈت صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا تا کہ پنڈت صاحب بھی حسب قاعدہ ملتزمہ ہمارے کے اثبات تناسخ میں ویدک شرتیاں پیش کریں اور اس طور سے مسئلہ تناسخ کا فیصلہ پا جائے اور وید اور قرآن کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے کہ ان میں سے کون غالب اور کون مغلوب ہے۔ اس پر پنڈت صاحب نے بعد سماعت تمام مضمون کے دلائل وید کے پیش کرنے سے عجز مطلق ظاہر کیا اور صرف دو شرتیاں رگوید سے پیش کیں کہ جن میں اُن کے زعم میں تناسخ کا ذکر تھا اور اپنی طاقت سے بھی کوئی دلیل پیش کردہ ہماری کو رد نہ کر سکے حالانکہ اُن پر واجب تھا کہ بمقابلہ دلائل فرقانی کے اپنے وید کا بھی کچھ فلسفہ ہم کو دکھلاتے اور اس دعوے کو جو پنڈت دیانند صاحب مدت دراز سے کر رہے ہیں کہ وید سرچشمہ تمام علوم فنون کا ہے ثابت کرتے لیکن افسوس کہ کچھ بھی نہ بول سکے اور دم بخود رہ گئے اور عاجز اور لاچار ہو کر اپنے گاؤں کی طرف سدھار گئے۔ گاؤں میں جا کر پھر ایک مضمون بھیجا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ابھی بحث کرنے کا شوق باقی ہے اور مسئلہ تناسخ میں مقابلہ وید اور قرآن کا بذریعہ کسی اخبار چاہتے ہیں۔ سو بہت خوب ہم پہلے ہی تیار ہیں۔ مضمون ابطال تناسخ جس کو ہم جلسہ عام میں گوش گذار پنڈت صاحب موصوف کر چکے ہیں وہ تمام مضمون دلائل و براہین قرآن مجید سے لکھا گیا ہے اور جا بجا آیات فرقانی کا حوالہ ہے۔ پنڈت صاحب پر لازم ہے کہ مضمون اپنا دلائل بید سے بمقابلہ مضمون ہمارے کے مرتب کیا ہو۔ پرچہ سفیر ہند یا برادر ہند یا آریا درپن میں طبع کرا دیں۔ پھر آپ ہی دانا لوگ

دیکھ لینگے اور بہتر ہے کہ ثالث اور منصف اس مباحثہ تنقیح فضیلت وید اور قرآن
میں دو شریف اور فاضل آدمی سچی مذہب اور برہمو سماج سے جو فریقین کے مذہب سے
بے تعلق ہیں مقرر کئے جاویں سو میری دانست میں ایک جناب پادری رجب علی صاحب
جو خوب محقق مدقق ہیں اور دوسرے جناب پنڈت شیو نراین صاحب جو برہمو سماج میں
اہل علم اور صاحب نظر دقیق ہیں فیصلہ اس امر متنازعہ فیہ میں حکم بننے کے لئے بہت
اولیٰ اور انسب ہیں اس طور سے بحث کرنے میں حقیقت میں چار فائدے ہیں اول
یہ کہ بحث تناسخ کی بہ تحقیق تمام فیصلہ پا جائیگی دوم اس موازنہ اور مقابلہ سے امتحان
وید اور قرآن کا بخوبی ہو جائیگا۔ اور بعد مقابلہ کے جو فرق اہل انصاف کی نظر میں ظاہر
ہوگا۔ وہی فرق قول فیصل متصور ہوگا سوم یہ فائدہ کہ اس التزام سے ناواقف لوگوں
کو عقائد مندرجہ وید اور قرآن سے بکلی اطلاع ہو جائیگی چہارم یہ فائدہ کہ یہ بحث
تناسخ کی کسی ایک شخص کی رائے خیال نہیں کیجائیگی۔ بلکہ محول بہ کتاب ہو کر اور
معتاد طریق سے انجام پکڑ کر قابل تشکیک اور تزئیف نہیں رہیگی۔ اور اس بحث
میں یہ کچھ ضرور نہیں کہ صرف پنڈت کھڑک سنگھ صاحب تحریر جواب کے تن
تنہا محنت اٹھائیں بلکہ میں عام اعلان دیتا ہوں کہ صاحبان مندرجہ عنوان
مضمون ابطال تناسخ جو ذیل میں تحریر ہوگا کوئی صاحب ارباب فضل و کمال
میں سے متصدی جواب ہوں اور اگر کوئی صاحب بھی باوجود اس قدر تاکید
مزید کے اس طرف متوجہ نہیں ہونگے اور دلائل ثبوت تناسخ کے فلسفہ متدعویہ وید
سے پیش کرینگے یا در صورت عاری ہونے وید کے ان دلائل سے اپنی عقل
سے جواب نہیں دینگے تو ابطال تناسخ کی ہمیشہ کے لئے اُنپر ڈگری ہو جائیگی۔
اور نیز دعویٰ وید کا کہ گویا وہ تمام علوم فنون پر متضمن ہے محض بیدلیل اور باطل
ٹھہریگا اور بالآخر بغرض توجہ دہانی یہ بھی گذارش ہے کہ میں نے جو قبل اس
سے فروری ۱۸۷۸ء میں ایک اشتہار تعدادی پانسو روپیہ (۵۰۰) بابطال مسئلہ
تناسخ دیا تھا وہ اشتہار اب اس مضمون سے بھی بعینہ متعلق ہے۔ اگر پنڈت کھڑک سنگھ

صاحب یا کوئی اور صاحب ہمارے تمام دلائل کو نمبر وار جواب دلائل مندرجہ وید سے دیگر اپنی عقل سے توڑینگے تو بلاشبہ رقم اشتہار کے مستحق ٹھہرینگے اور بالخصوص بخدمت پنڈت کھڑک سنگھ صاحب کہ جنکا یہ دعوی ہے کہ ہم پانچ منٹ میں جواب دے سکتے ہیں یہ گذارش ہے کہ اب اپنی اُس استعداد علمی کو روبروے فضلاء نامدار ملت مسیحی و برہمو سماج کے دکھلاویں اور جو جو کمالات اُن کی ذات سامی میں پوشیدہ ہیں منصہ ظہور میں لاویں۔ اور نہ عوام کالانعام کے سامنے دم زنی کرنا صرف لاف گزاف ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اب میں ذیل میں مضمون موعودہ لکھتا ہوں

مضمون ابطال تناسخ و مقابلہ فلسفہ وید و قرآن
جس کے طلب جواب میں صاحبان فضلاء آریہ
سماج یعنی پنڈت کھڑک سنگھ صاحب سوامی
پنڈت دیانند صاحب جناب باوا نراین سنگھ
صاحب جناب منشی کنہیالال صاحب جناب منشی
بختاور سنگھ صاحب ایڈیٹر آریہ درپن جناب بابو
''سارداپرشاد صاحب۔ جناب منشی شرم پت
صاحب سکرٹری آریہ سماج قادیان جناب منشی
اندرمن صاحب مخاطب ہیں بوعدہ انعام پانسو
روپیہ ؎

آریا صاحبان کا پہلا اصول جو مدار تناسخ ہے یہ ہے کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں اور سب ارواح مثل پرمیشور کے قدیم اور انادی ہیں اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشور ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ اصول غلط ہے اور اسپر تناسخ کی ٹیڑی جہانا بنیاد فاسد بر فاسد ہے۔ قرآن مجید کہ جسپر تمام تحقیق اسلام کی بنی ہے اور جس کے دلائل کو پیش کرنا بغرض مطالبہ وید اور مقابلہ باہمی فلسفہ کُتب مندرجہ وید اور قرآن

ہم وعدہ کر چکے ہیں ضرورت خالقیت باری تعالیٰ کو دلائل قطعیہ سے ثابت کرتا ہے چنانچہ وہ دلائل بہ تفصیل ذیل ہیں۔

دلیل اوّل جو برہان لمّی ہے یعنی علت سے معلول کی طرف دلیل گئی ہے دیکھو سورہ رعد الجزو ۱۳۔ اللہ خالق کل شئ وھوالواحد القہار یعنی خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے کیونکہ وہ اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے اور واحد بھی ایسا کہ قہار ہے یعنی سب چیزوں کو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور ان پر غالب ہے یہ دلیل بذریعہ شکل اول کے جو بدیہی الانتاج ہے اس طرح پر قائم ہوتی ہے کہ صغریٰ اس کا یہ ہے جو خدا واحد اور قہار ہے اور کبریٰ یہ کہ ہر ایک جو واحد اور قہار ہو وہ تمام موجودات ماسوائے اپنے کا خالق ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو خدا تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اثبات قضیہ اولیٰ یعنی صغریٰ کا اس طور سے ہے کہ واحد اور قہار ہونا خدا تعالیٰ کا اصول مسئلہ فریق ثانی بلکہ دنیا کا اصول ہے اور اثبات قضیہ ثانیہ یعنی مفہوم کبریٰ کا اس طرح پر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ باوصف واحد اور قہار ہونے کے وجود ماسوائے اپنے کا خالق نہ ہو بلکہ وجود تمام موجودات کا مثل اس کے قدیم سے چلا آتا ہو تو اس صورت میں وہ واحد اور قہار بھی نہیں ہو سکتا۔ واحد اس باعث سے نہیں ہو سکتا کہ وحدانیت کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ شرکت غیر سے بکلی پاک ہو اور جب خدا تعالیٰ خالق ارواح نہ ہو تو اس سے دو طور کا شرک لازم آیا۔ اول یہ کہ سب ارواح غیر مخلوق ہو کر مثل اس کے قدیم الوجود ہو گئے۔ دوم یہ کہ ان کے لئے بھی مثل پروردگار کے ہستی حقیقی ماننی پڑے۔ جو مستفاض عن الغیر نہیں پس اسی کا نام شرکت بالغیر ہے اور شرک بالغیر ذات باری کا بہ بداہت عقل باطل ہے۔ کیونکہ اس سے شریک الباری پیدا ہوتا ہے اور شریک الباری ممتنع اور محال ہے۔ پس جو امر مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہے اور قہار اس باعث سے نہیں ہو سکتا کہ صفت قہاری کے یہ معنی ہیں کہ دوسروں کو اپنے ماتحت میں کر لینا اور ان پر قابض اور متصرف ہو جانا سو غیر مخلوق اور روحوں کو خدا اپنے ماتحت نہیں کر سکتا کیونکہ جو چیزیں اپنی ذات میں قدیم اور غیر مصنوع ہیں وہ بالضرورت اپنی ذات میں واجب الوجود ہیں اس لئے کہ اپنی تحقیق وجود میں دوسرے کسی علت کے

محتاج نہیں اور اسی کا نام واجب ہے جسکو فارسی میں خدا یعنی خود آئندہ کہتے ہیں پس
جب ارواح مثل ذات باری تعالیٰ کے خدا اور واجب الوجود ٹھہرے تو اُن کا باری تعالیٰ کے
ماتحت رہنا۔ عند العقل محال اور ممتنع ہوا کیونکہ ایک واجب الوجود دوسرے واجب الوجود
کے ماتحت نہیں ہو سکتا۔ اس سے دور یا تسلسل لازم آتا ہے۔ لیکن حال واقعہ جو مسلم
فریقین ہے یہ ہے کہ سب ارواح خدا تعالیٰ کے ماتحت ہیں کوئی اُس کے قبضہ قدرت
سے باہر نہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ سب حادث اور مخلوق ہیں کوئی ان میں سے
خدا اور واجب الوجود نہیں۔ اور یہی مطلب تھا۔

دلیل دوم جو انی ہے یعنی معلول سے علت کی طرف دلیل لی گئی ہے دیکھو سورہ الفرقان جزو ۱۸
لم یکن له شریك فی الملك وخلق كل شئ فقدره تقدیرا
یعنی اس کے ملک میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ سب کا خالق ہے۔ اور اُس کے
خالق ہونے پر یہ دلیل واضح ہے کہ ہر ایک چیز کو ایک اندازہ مقرری پر پیدا کیا ہے کہ
جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی۔ بلکہ اُسی اندازہ میں محصور اور محدود ہے اس کی شکل
منطقی اس طرح پر ہے کہ ہر جسم اور روح ایک اندازہ مقرری میں محصور اور محدود ہے اور
ہر ایک وہ چیز کہ کسی اندازہ مقرری میں محصور اور محدود ہو اس کا کوئی حاصر اور محدود ضرور
ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک جسم اور روح کے لئے ایک حاصر اور محدد ہے۔ اب اثبات
قضیہ اولیٰ کا یعنی محدود القدر ہونے اشیاء کا اس طرح پر ہے کہ جمیع اجسام اور ارواح
میں جو جو خاصیتیں پائی جاتی ہیں عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اُن خواص سے زیادہ خواص
اُن میں پائے جاتے مثلاً انسان کی دو آنکھیں ہیں اور عند العقل ممکن تھا کہ اُس کی
چار آنکھیں ہوتیں دو منہ کی طرف اور دو پیچھے کی طرف تاکہ جیسا آگے کی چیزوں کو دیکھتا
ہے ویسا ہی پیچھے کی چیزوں کو بھی دیکھ لیتا اور کچھ شک نہیں کہ چار آنکھ کا ہونا بہ نسبت
دو آنکھ کے کمال میں زیادہ اور فائدہ میں دو چند ہے اور انسان کے پر نہیں اور ممکن
تھا کہ مثل اور پرندوں کے اُس کے پر بھی ہوتے اور علی ہذا القیاس نفس ناطقہ انسانی
بھی ایک خاص درجہ میں محدود ہے جیسا کہ وہ بغیر تعلیم کسی معلم کے خود بخود مجہولات

کو دریافت نہیں کرسکتا۔ قاسر خارجی ہے کہ جیسے جنون یا مخموری ہے سالم الحال نہیں رہ سکتا بلکہ فی الفور اس کی قوتوں اور طاقتوں میں تنزل واقع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح بذاتہ ادراک جزئیات نہیں کرسکتا جیسا کہ اس کو شیخ محقق بو علی سینا نے نمط سابع اشارات میں بتصریح لکھا ہے حالانکہ عند العقل ممکن تھا کہ ان سب آفات اور عیوب سے بچا ہوا ہوتا۔ پس جن جن مراتب اور فضائل کو انسان اور اُس کی روح کے لیے عقل تجویز کرسکتی ہے وہ کس باعث سے ان مراتب سے محروم ہے۔ آیا تجویز کسی اور مجوز سے یا خود اپنی رضامندی سے اگر کہو کہ اپنی رضامندی سے تو یہ صریح خلاف ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے حق میں نقص روا نہیں رکھتا۔ اور اگر کہو کہ بتجویز کسی اور مجوز سے تو مبارک ہو کہ وجود خالق ارواح اور اجسام کا ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا۔

دلیل سوم قیاس الخُلف ہے اور قیاس الخلف اُس قیاس کا نام ہے کہ جس میں اثبات مطلوب کا بذریعہ ابطال نقیض اُس کے کے کیا جاتا ہے اور اس قیاس کا علم منطق میں خُلف اس جہت سے کہتے ہیں کہ خلف لغت میں بمعنی باطل کے ہیں اور اصطلاح اس قیاس میں اگر مطلوب کو کہ جس کی حقیقت کا دعوی ہے سچا نہ مان لیا جاوے تو نتیجہ ایسا نکلیگا جو باطل کو مستلزم ہوگا اور قیاس مذکور یہ ہے دیکھو سورہ الطور الجزو ۲۷۔

ام خلقوا من غیر شیءٍ ام ھم الخلقون ۝ ام خلقوا السموات والارض لا یوقنون ۝ ام عندھم خزائن ربك ام ھم المصیطرون ۝ یعنی کیا یہ لوگ جو خالقیت خدا تعالی سے منکر ہیں بغیر پیدا کرنے کسی خالق کے یوں ہی پیدا ہوگئے یا اپنے وجود کو آپ ہی پیدا کرلیا یا خود علت العلل ہیں جنہوں نے زمین و آسمان پیدا کیا یا ان کے پاس غیر متناہی خزانے علم اور عقل کے ہیں جنسے اُنھوں نے ان سے معلوم کیا کہ ہم قدیم الوجود ہیں یا وہ آزاد ہیں اور کسی کے قبضہ قدرت میں مقہور نہیں ہیں یہ گمان ہو کہ جبکہ اپنر کوئی غالب اور قہار ہی نہیں تو وہ اُن کا خالق کیسے ہوا اس آیت شریف میں یہ استدلال لطیف ہے کہ ہر پنج شقوق قدامت ارواح کر اس طرز مدلل سے بیان فرمایا ہے کہ ہر ایک شق کے بیان سے ابطال اُس شق کا فی الفور سمجھا جاتا ہے اور تفصیل

ان اشارات لطیفہ کی یوں ہے کہ شق اول یعنی ایک شے معدوم کا بغیر فعل کسی فاعل کے خود بخود پیدا ہو جانا اس طرح پر باطل ہے کہ اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے کیونکہ عدم سے وجود کا لباس پہننا ایک موثر مرجح کو چاہتا ہے جو جانب وجود کو جانب عدم پر ترجیح دے۔ لیکن اس جگہ کوئی موثر مرجح موجود نہیں اور بغیر وجود مرجح کے خود بخود ترجیح پیدا ہو جانا محال ہے۔

اور شق دوم یعنی اپنے وجود کا آپ ہی خالق ہونا اسطرح پر باطل ہے کہ اس سے تقدم شے کا اپنے نفس پر لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ہر ایک شے کے وجود کی علت موجبہ اُس شے کا نفس ہے تو بالضرورت یہ اقرار اس اقرار کو مستلزم ہوگا کہ وہ سب اشیاء اپنے وجود سے پہلے موجود تھیں اور وجود سے پہلے موجود ہونا محال ہے۔

اور شق سوم یعنی ہر ایک شے کا مثل ذات باری کے علت العلل اور صانع عالم ہونا تعدد خداؤں کو مستلزم ہے۔ اور تعدد خداؤں کا بالاتفاق محال ہے۔ اور نیز اس سے دور یا تسلسل لازم آتا ہے اور وہ بھی محال ہے۔

اور شق چہارم یعنی محیط ہونا نفس انسان کا علوم غیر متناہی پر اس دلیل سے محال ہے کہ نفس انسانی باعتبار تعین تشخص خارجی کے متناہی ہے اور متناہی میں غیر متناہی سما نہیں سکتا۔ اس سے تحدید غیر محدود کی لازم آتی ہے۔

اور شق پنجم یعنی خود مختار ہونا اور کسی کے حکم کے ماتحت نہ ہونا ممتنع الوجود ہے کیونکہ نفس انسان کا بضرورت استکمال ذات اپنی کے ایک مکمل کا محتاج ہے اور محتاج کا خود مختار ہونا محال ہے۔ اس سے اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ پس جبکہ بغیر ذریعہ خالق کے موجود ہونا موجودات کا بہر صورت ممتنع اور محال ہوا تو بالضرور یہی ماننا پڑا کہ تمام اشیاء موجودہ محدودہ کا ایک خالق ہے جو ذات باریتعالی ہے اور شکل اس قیاس کی جو ترتیب مقدمات صغری کبریٰ سے بقاعدہ منطقیہ مرتب ہوتی ہے اسطرح پر ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ قضیہ فی نفسہٖ صادق ہے کہ کوئی شے بجز ذریعہ واجب الوجود کے موجود نہیں ہو سکتی کیونکہ

اگر صادق نہیں ہے تو پھر اس کی نقیض صادق ہوگی کہ ہر ایک شے بجز ذریعہ واجب
الوجود کے وجود پکڑ سکتی ہے اور یہ دوسرا قضیہ ہماری تحقیقات مندرجہ بالا میں ابھی ثابت
ہو چکا ہے کہ وجود تمام اشیاء ممکنہ کا بغیر ذریعہ واجب الوجود کے محالات خمسہ کو مستلزم ہے
پس اگر یہ قضیہ صحیح نہیں ہے کہ کوئی شے بجز ذریعہ واجب الوجود کے موجود نہیں ہو سکتی تو یہ
قضیہ صحیح ہوگا کہ وجود تمام اشیاء کو محالات خمسہ لازم ہیں لیکن وجود اشیاء کا باوصف
لزوم محالات خمسہ کے ایک امر محال ہے۔ پس نتیجہ نکلا کہ کسی شے کا بغیر واجب الوجود کے
موجود ہونا امر محال ہے۔ اور یہی مطلوب تھا۔

دلیل چہارم قرآن مجید میں بذریعہ مادۂ قیاس اقترانی قائم کی گئی ہے۔ جاننا چاہئے
کہ قیاس حجت کی تین قسموں میں سے پہلی قسم ہے اور قیاس اقترانی وہ قیاس ہے
کہ جس میں عین نتیجہ کا یا نقیض اس کی بالفعل مذکور نہ ہو بلکہ بالقوہ پائی جاوے اور
اقترانی اس جہت سے کہتے ہیں کہ حدود اس کے یعنی اصغر اور اوسط اور اکبر مقترن
ہوتی ہیں اور بالعموم قیاس حجت کے تمام اقسام سے اعلیٰ اور افضل ہے کیونکہ اس
میں کلی کے حال سے جزئیات کے حال پر دلیل پکڑی جاتی ہے کہ جو بباعث
استیفا تام کے مفید یقین کامل کے ہے پس وہ قیاس کہ جس کی اتنی تعریف ہے
اس آیت شریفہ میں درج ہے اور ثبوت خالقیت باریتعالیٰ میں گواہی دے رہا ہے
دیکھو سورہ الحشر جزو ۲۸ **هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء
الحسنیٰ**۔ وہ اللہ خالق ہے یعنی پیدا کنندہ ہے وہ باری ہے یعنی روحوں اور اجسام کو
عدم سے وجود بخشنے والا ہے۔ وہ مصوّر ہے یعنی صورت جسمیہ اور صورت نوعیہ عطا کرنے
والا ہے کیونکہ اس کے لئے تمام اسماء حسنہ ثابت ہیں۔ یعنی جمیع صفات کاملہ جو باعتبار
کمال قدرت کے عقل تجویز کر سکتی ہے اس کی ذات میں جمع ہیں لہذا نیست سے
ہست کرنے پر بھی وہ قادر ہے۔ کیونکہ نیست سے ہست کرنا قدرتی کمالات سے
ایک اعلیٰ کمال ہے اور ترتیب مقدمات اس قیاس کی بصورت شکل اول کے
اس طرح پر ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ پیدا کرنا اور محض اپنی قدرت سے وجود بخشنا ایک کمال ہے

اور سب کمالات ذات کامل واجب الوجود کو حاصل ہیں - پس نتیجہ یہ ہوا کہ نیست سے ہست کرنے کا کمال بھی ذات باری کو حاصل ہے - ثبوت مفہوم صغریٰ کا یعنی اس بات کا کہ محض اپنی قدرۃ سے پیدا کرنا ایک کمال ہے اسطرح پر ہوتا ہے کہ نقیض اس کی یعنی یہ امر کہ محض اپنی قدرۃ سے پیدا کرنے میں عاجز ہونا جب تک باہر سے کوئی مادہ آکر معاون و مددگار نہو ایک بھاری نقصان ہے - کیونکہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ مادہ موجودہ سب جابجا خرچ ہوگیا تو ساتھ ہی یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ اب خدا پیدا کرنے سے قطعاً عاجز ہے حالانکہ ایسا نقص اُس ذات غیر محدود اور قادر مطلق پر عائد کرنا گویا اس کی الوہیت سے انکار کرنا ہے -

سوائے اس کے علم الٰہیات میں یہ مسئلہ بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ مستجمع الکمالات ہونا واجب الوجود کا تحقق الوہیت کے لئے شرط ہے یعنی یہ لازم ہے کہ کوئی مرتبہ کمال کا مراتب ممکن التصور سے جو ذہن اور خیال میں گذر سکتا ہے اس ذات کامل سے فوت نہو پس بلاشبہ عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ کمال الوہیت باریتعالیٰ کا یہی ہے کہ سب موجودات کا سلسلہ اسی کی قدرت تک منتہی ہو نہ یہ کہ صفت قدامت اور ہستی حقیقی کے بہت سے شریکوں میں بٹی ہوئی ہو اور قطع نظر ان سب دلائل اور براہین کے ہر ایک سلیم الطبع سمجھ سکتا ہے کہ اعلیٰ کام بہ نسبت ادنیٰ کام کے زیادہ تر کمال پر دلالت کرتا ہے - پس جس صورت میں تالیف اجزاء عالم کمال الٰہی میں داخل ہے تو پھر پیدا کرنا عالم کا بغیر احتیاج اسباب کے جو کروڑہا درجہ زیادہ تر قدرت پر دلالت کرتا ہے کس قدر اعلیٰ کمال ہوگا - پس صغریٰ اس شکل کا بوجہ کامل ثابت ہوا۔

اور ثبوت کبریٰ کا یعنی اس قضیہ کا کہ ہر ایک کمال ذات باری کو حاصل ہے اس طرح پر ہے کہ اگر بعض کمالات ذات باری کو حاصل نہیں تو اس صورت میں یہ سوال ہوگا کہ محرومی ان کمالات سے بخوشی خاطر ہے یا بہ مجبوری ہے - اگر کہو کہ بخوشی خاطر ہے تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی خوشی سے اپنے کمال میں نقص روا نہیں رکھتا -

اور نیز جبکہ یہ صفت قدیم سے خدا کی ذات سے قطعاً مفقود ہے تو خوشی خاطر کہاں
رہی اور اگر کہو کہ مجبوری سے تو وجود کسی اور قاسر کا ماننا پڑا کہ جس نے خدا کو مجبور
کیا اور نفاذ اختیارات خدائی سے اسکو روکا یا یہ فرض کرنا پڑا کہ وہ قاسر اس کا اپنا
ہی ضعف اور ناتوانی ہے کوئی خارجی قاسر نہیں بہرحال وہ مجبور ٹھہرا تو اس صورت
میں وہ خدائی کے لائق نہ رہا پس بالضرورت اس سے ثابت ہوا کہ خداوند تعالیٰ
داغ مجبوری سے کہ بطلان الوہیت کو مستلزم ہے پاک اور منزہ ہے اور صفت
کاملہ خالقیت اور عدم سے پیدا کرنے کی اس کو حاصل ہے اور یہی مطلب تھا
دلیل پنجم قرآن مجید میں خالقیت باری تعالیٰ پر سادہ قیاس استثنائی قائم کیگئی
ہے اور قیاس استثنائی اس قیاس کو کہتے ہیں کہ جس میں عین نتیجہ یا نقیض اس
کی بالفعل موجود ہو اور دو مقدموں سے مرکب ہو یعنی ایک شرطیہ اور دوسرے
وضعیہ سے۔ چنانچہ آیت شریف جو اس قیاس پر متضمن ہے یہ ہے دیکھو سورہ الزمر جزو ۲۳
یخلقکم فی بطون امھاتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمات
ثلاث ذالکم اللہ ربکم یعنی وہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین
اندھیرے پردوں میں پیدا کرتا ہے اس حکمت کاملہ سے کہ ایک پیدائش
اور قسم کی اور ایک * * * اور قسم کی بناتا ہے یعنی ہر عضو کو صورت مختلف
اور خاصیتیں اور طاقتیں الگ الگ بخشتا ہے یہانتک کہ قالب بیجان میں
جان ڈالدیتا ہے نہ اسکو اندھیرا کام کرنے سے روکتا ہے اور نہ مختلف قسموں اور
خاصیتوں کے اعضا بنانا اُسپر مشکل ہوتا ہے اور نہ سلسلہ پیدائش کے ہمیشہ
جاری رکھنے میں اس کو کچھ دقت اور حرج واقعہ ہوتا ہے ذالکم اللہ ربکم
وہی جو ہمیشہ اس سلسلہ قدرت کو برپا اور قائم رکھتا ہے وہی تمہارا رب ہے۔
یعنی اسی قدرت تامہ سے اس کی ربوبیت تامہ جو عدم سے وجود اور وجود سے
کمال وجود بخشنے کو کہتے ہیں ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ رب الاشیاء نہوتا اور
اپنی ذات میں ربوبیت تامہ نہ رکھتا اور صرف مثل ایک بڑھئی یا کاریگر کے

ادھر اُدھر سے لیکر گذارہ کرتا تو اس کو قدرت تام ہرگز حاصل ہوتی اور ہمیشہ اور ہر وقت کامیاب نہ ہو سکتا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور ٹوٹ آجاتی اور پیدا کرنے سے عاجز رہجاتا خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ جس شخص کا فعل ربوبیت تامہ سے نہو یعنی از خود پیدا کنندہ نہ ہو اس کو قدرت تامہ بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن خدا کو قدرت تامہ حاصل ہے کیونکہ قسم قسم کی پیدایش بنانا اور ایک بعد دوسرے کے بلاتخالف ظہور میں لانا اور کام کو ہمیشہ برابر چلانا قدرت تامہ کی کامل نشانی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کو ربوبیت تامہ حاصل ہے۔ اور درحقیقت وہ رب الاشیاء ہے نہ صرف بڑھئی اور معمار اشیاء کا ورنہ ممکن نہ تھا کہ کارخانہ دُنیا کا ہمیشہ بلاحرج چلتا رہتا بلکہ دنیا اور اس کے کارخانہ کا کبھی کا خاتمہ ہو جاتا کیونکہ جس کا فعل اختیار تام سے نہیں وہ ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر اعداد پر ہرگز قادر نہیں ہو سکتا۔

اور شکل اس قیاس کی جو آیت شریف میں درج ہے بقاعدہ منطقیہ اس طرح ہے کہ جس شخص کا فعل کسی وجود کے پیدا کرنے میں بطور قدرت تامہ ضروری ہو اس کے لئے صفت ربوبیت تامہ کی یعنی عدم سے ہست کرنا بھی ضروری ہے لیکن خدا کا فعل مخلوقات کے پیدا کرنے میں بطور قدرت تامہ ضروری ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے لئے صفت ربوبیت تامہ کی بھی ضروری ہے۔

ثبوت صغریٰ کا یعنی اس بات کا کہ جس صانع کے لئے قدرت تامہ ضروری ہے اس کے لئے صفت ربوبیت تامہ کی بھی ضروری ہے اسطرح پر کہ عقل اسباب کی ضرورت کو واجب ٹھہراتی ہے کہ جب کوئی ایسا صانع کہ جس کی نسبت ہم تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کو اپنی کسی صنعت کے بنانے میں حرج واقعہ نہیں ہوتا کسی چیز کا بنانا شروع کرے تو سب اسباب تکمیل صنعت کے اس کے پاس موجود ہونے چاہئیں اور ہر وقت اور ہر تعداد تک میسر کرنا ان چیزوں کا جو وجود مصنوع کے لئے ضروری ہیں اس کے اختیار میں ہونا چاہئے اور ایسا اختیار تام بجز اس صورت کے اور کسی صورت میں مکمل نہیں کہ صانع اس مصنوع کا اس کے اجزا پیدا کرنے پر قادر ہو کیونکہ ہر وقت

اور ہر تعداد تک اُن چیزوں کا میسر ہوجانا کہ جن کا موجود کرنا صانع کے اختیار تام میں نہیں عند العقل ممکن التخلف ہے اور عدم تخلف پر کوئی برہان فلسفی قائم نہیں ہوتی اور اگر ہوسکتی ہے تو کوئی صاحب پیش کرے وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مفہوم اس عبارت کا کہ فلاں امر کا کرنا زید کے اختیار تام میں نہیں اس عبارت کے مفہوم سے مساوی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت وہ کام زید سے نہو سکے۔ پس ثابت ہوا کہ صانع تام کا بجز اس کے ہرگز کام نہیں چل سکتا کہ جب تک اس کی قدرت بھی تام نہو اسی واسطے کوئی مخلوق اہل حرفہ میں سے اپنے حرفہ میں صانع تام ہونیکا دعوی نہیں کرسکتا بلکہ کل اہل صنائع کا دستور ہے کہ جب کوئی بار بار انکی دوکان پر جاکر ان کو دق کرے کہ فلاں چیز ابھی مجھے بنادو تو آخر اُس کے تقاضے سے تنگ آکر اکثر بول اُٹھتے ہیں کہ میاں ہیں کچھ خدا نہیں ہوں کہ صرف حکم سے کام کردوں فلاں فلاں چیز ملیگی تو پھر بنادونگا" غرض سب جانتے ہیں کہ صانع تام کے لئے قدرت تام اور ربوبیت شرط ہے۔ یہ بات نہیں کہ جب تک زید نہ مرے بکر کے گھر لڑکا پیدا نہو۔ یا جب تک خالد فوت نہو ولید کے قالب میں جو ابھی پیٹ میں ہے جان نہ پڑ سکے۔ پس بالضرورت صغریٰ ثابت ہوا "

اور کبریٰ اشکل کا یعنی یہ کہ خدا مخلوقات کے پیدا کرنے میں بطور قدرت تامہ کے ضروری ہے۔ خود ثبوت صغریٰ سے ثابت ہوتا ہے اور نیز ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ میں قدرت ضروریہ تامہ نہو تو پھر قدرت اس کی بعض اتفاقی امور کے حصول پر موقوف ہوگی اور جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اتفاقی امور وقت پر خدا تعالیٰ کو میسر نہو سکیں کیونکہ وہ اتفاقی ہیں ضروری نہیں۔ حالانکہ تعلق پکڑنا روح کا جنین کے جسم سے بر وقت طیاری جسم اس کے لازم ملزوم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ فعل خدا تعالیٰ کا بطور قدرت تامہ کے ضروری ہے اور نیز اس دلیل سے ضرورت قدرت تامہ کی خدا تعالیٰ کے

لئے واجب ٹھہرتی ہے۔ کہ بموجب اصول متقررہ فلسفہ کے ہمکو اختیار ہے کہ یہ فرض کریں کہ مثلاً ایک مدت تک تمام ارواح موجودہ ابدان متناسبہ اپنے سے متعلق ہیں۔ پس جب ہم نے یہ امر فرض کیا تو یہ فرض ہمارا اس دوسرے فرض کو بھی مستلزم ہوگا کہ اب تا انقضاء اس مدت کے ان جنینوں میں جو رحموں میں طیار ہوے ہیں کوئی روح داخل نہیں ہوگا۔ حالانکہ جنینوں کا بغیر تعلق روح کے معطل پڑے رہنا بہ بداہت عقل باطل ہے پس جو امر مستلزم باطل ہے وہ بھی باطل۔ پس ثبوت متقدمین سے یہ نتیجہ ثابت ہوگیا کہ خدا تعالیٰ کے لئے صفت ربوبیت تامہ کی ضروری ہے اور یہی مطلب تھا۔

دلیل ششم قرآن مجید میں بماوہ قیاس مرکب قائم کی گئی اور قیاس مرکب کی یہ تعریف ہے کہ ایسے مقدمات سے مولف ہو کہ اُن سے ایسا نتیجہ نکلے کہ اگرچہ وہ نتیجہ خود بذاتہ مطلب کو ثابت نہ کرتا ہو لیکن مطلب بذریعہ اس کے اس طور سے ثابت ہو کہ اُسی نتیجہ کو کسی اور مقدمہ کے ساتھ ملا کر ایک دوسرا قیاس بنایا جائے پھر خواہ نتیجہ مطلوب اسی قیاس دوم کے ذریعے سے نکل آوے یا اور کسی قدر اسی طور کے قیاسات بنا کر مطلوب حاصل ہو۔ دونوں صورتوں میں اس قیاس کو قیاس مرکب کہتے ہیں۔ اور آیت شریف جو اس قیاس پر متضمن ہے یہ ہے دیکھو سورہ بقر الجزو ۳۔ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض۔ یعنی خدا اپنی ذات میں سب مخلوقات کے معبود ہونیکا ہمیشہ حق رکھتا ہے جس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس دلیل روشن سے کہ وہ زندہ ازلی ابدی ہے اور سب چیزوں کا وہی قیوم ہے یعنی قیام اور بقا ہر چیز کا اسی کے بقا اور قیام سے ہے اور وہی ہر چیز کو ہر دم تھامے ہوے ہے نہ اسپر اونگ طاری ہوتی ہے نہ نیند اسی پکڑتی ہے۔ یعنی حفاظت مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ پس جبکہ ہر ایک چیز کی قائمی اسی سے ہے پس ثابت ہے کہ ہر ایک مخلوقات آسمانوں کا

اور مخلوقات زمین کا وہی خالق ہے۔ اور وہی مالک اور شکل اس قیاس کی جو
آیت شریف میں وارد ہے بقاعدہ منطقیہ اسطرح پر ہے (جزاول قیاس مرکب
کی) (صغریٰ) خداکو بلاشرکت الغیر تمام مخلوقات کے معبود ہونیکا حق ازلی - ابدی ہے
(کبریٰ) اور جس کو تمام مخلوقات کے معبود ہونیکا حق ازلی ابدی ہو وہ زندہ ازلی ابدی اور تمام چیزوں کا قیوم ہوتا ہے
(نتیجہ) خدا زندہ ازلی ابدی اور تمام چیزوں کا قیوم ہے (جز ثانی قیاس مرکب کی کہ جس میں نتیجہ قیاس
اول کا صغریٰ قیاس کا بنایا گیا ہے (صغریٰ) خداوند ازلی - ابدی اور تمام چیزوں
کا قیوم ہے) (کبریٰ) اور جو زندہ ازلی - ابدی اور تمام چیزوں کا قیوم ہو وہ تمام
اشیاء کا خالق ہوتا ہے -) (نتیجہ) (خدا تمام چیزوں کا خالق ہے) صغریٰ جزو
اول قیاس مرکب کا یعنی یہ قضیہ کہ خدا کا بلاشرکت الغیر تمام مخلوقات کے معبود
ہونیکا حق ازلی ابدی ہے باقرار فریق ثانی ثابت ہے - پس حاجت اقامت دلیل
کی نہیں اور کبریٰ جزاول قیاس مرکب کا یعنی یہ قضیہ کہ جس کو تمام اشیاء کے معبود
ہونیکا حق ازلی - ابدی ہو وہ زندہ ازلی ابدی اور تمام اشیاء کا قیوم ہوتا ہے اس
طرح پر ثابت ہے کہ اگر خدا تعالی ازلی - ابدی زندہ نہیں ہے تو یہ فرض کرنا پڑا کہ
کسی وقت پیدا ہو یا آئندہ کسی وقت باقی نہیں رہیگا - دونوں صورتوں میں
ازلی ابدی معبود ہونا اس کا باطل ہوتا ہے - کیونکہ جب اس کا وجود ہی نہ رہا
تو پھر عبادت اس کی نہیں ہوسکتی کیونکہ عبادت معدوم کی صحیح نہیں ہے اور جب
وہ بوجہ معدوم ہونے کے معبود ازلی ابدی نہ رہا تو اس سے یہ قضیہ کاذب ہوا
کہ خداکو معبود ہونیکا حق ازلی ابدی ہے - حالانکہ ابھی ذکر ہوچکا ہے کہ یہ قضیہ صادق
ہے - پس ماننا پڑا کہ جسکو تمام اشیاء کے معبود ہونیکا حق ازلی - ابدی ہو وہ
زندہ ازلی ابدی ہوتا ہے -

اسی طرح اگر خدا تمام چیزوں کا قیوم نہیں ہے یعنی حیات اور بقا دوسروں کی اس کی حیات
اور بقا پر موقوف نہیں تو اس صورت میں وجود اس کا بقاء مخلوقات کیواسطے کچھ
شرط نہوگا - بلکہ تاثیر اس کی بطور موثر بالقسر ہوگی - نہ بطور علت حقیقتہ حافظ الاشیاء کے

کیونکہ موثر بالقسر اسے کہتے ہیں کہ جس کا وجود اور بقاء اس کے متاثر کے بقاء کے واسطے شرط ہو جیسے زید نے مثلاً ایک پتھر چلایا اور اسی وقت پتھر چلاتے ہی مرگیا تو بیشک اسی پتھر کو جو ابھی اس کے ہاتھ سے چھٹا ہے بعد موت زید کے بھی حرکت رہیگی۔ پس اسی طرح اگر بقول آریہ سماج والوں کے خدا تعالیٰ کو محض موثر بالقسر قرار دیا جاوے تو اس سے نعوذ باللہ یہ لازم آتا ہے کہ اگر پرمیشور کی موت بھی فرض کریں تو بھی ارواح اور ذرات کا کچھ بھی حرج ہو کیونکہ بقول پنڈت دیانند صاحب کے کہ جس کو انھوں نے ستیارتھ پرکاش میں درج فرماکر توحید کا ستیاناس کیا ہے اور نیز بقول پنڈت کھڑک سنگھ صاحب کے کہ جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے تقلید پنڈت دیانند صاحب کی اختیار کی ہے وید میں یہ لکھا ہے کہ سب ارواح اپنی بقا اور حیات میں بالکل پرمیشور سے بے غرض ہیں۔ اور جیسے بڑھئی کو چوکی سے اور کمہار کو گھڑے سے نسبت ہوتی ہے وہی پرمیشور کو مخلوقات سے نسبت ہے۔ یعنی صرف جوڑنے جاڑنے سے ٹنڈا پرمیشر گری کا چلاتا ہے اور قیوم چیزوں کا نہیں ہے۔ لیکن ہر ایک دانا جانتا ہے کہ ایسا ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ پرمیشور کا وجود بھی مثل کمھاروں اور نجاروں کے وجود کے بقا اشیاء کے لئے کچھ شرط نہ ہو بلکہ جیسے بعد موت کمھاروں اور بڑھئیوں کے گھڑے اور چوکیاں اسی طرح سے بے رہتے ہیں اسی طرح بصورت فوت ہونے پرمیشور کے بھی اشیاء موجودہ میں کچھ بھی خلل واقع نہ ہوسکے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ خیال پنڈت صاحب کا کہ پرمیشور کو صانع ہونے میں کمہار اور بڑھئی سے مشابہت ہے۔ قیاس مع الفارق ہے۔ کاش اگر وہ خدا کو قیوم اشیاء کا مانتے اور نجاروں سا نہ جانتے تو انکو یہ تو کہنا نہ پڑتا کہ پرمیشور کی موت فرض کرنے سے روحوں کا کچھ بھی نقصان نہیں۔ لیکن شاید وید میں بھی لکھا ہوگا ورنہ ہیں کیونکر کہوں کہ پنڈت صاحب کو قیوم ت پروردگار جو اجلی بدیہیات

ہے کچھ شک نہیں ہے اور اگر پنڈت صاحب پرمیشور کو قیوم سب چیزوں کا مانتے ہیں تو
پھر اسکو کمہاروں اور معماروں سے نسبت دینا کس قسم کی بدیا ہے اور وید میں اسپر
دلیل کیا لکھی ہے۔ دیکھو فرقان مجید میں صفت قیومی پروردگار کی کئی مقام میں ثابت
کی ہے جیسا کہ مکرر اس دوسری آیت میں بھی فرمایا ہے سورۃ نور اللّٰہ نور السمٰوات
والارض یعنی خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ اسی سے طبقہ سفلی اور علوی
میں حیات اور بقا کی روشنی ہے۔ پس اس ہماری تحقیق سے جزاول قیاس مرکب
کی ثابت ہوئی۔ اور صغریٰ جز ثانی قیاس مرکب کا وہی ہے جو جزاول قیاس مرکب
کا نتیجہ ہے۔ اور جزاول قیاس مرکب کی ابھی ثابت ہو چکی ہے پس نتیجہ بھی ثابت ہو گیا
اور کبریٰ جز ثانی کا جو زندہ ازلی ابدی اور قیوم سب چیزوں کا ہو وہ خالق ہوتا ہے
اس طرح ثابت ہے کہ قیوم اُسے کہتے ہیں کہ جس کا بقا اور حیات دوسری چیزوں
کے بقا اور حیات اور اُن کے کل مایحتاج کے حصول کا شرط ہو ۔ اور شرط
کے یہ معنی ہیں کہ اگر اُس کا عدم فرض کیا جائے تو ساتھ ہی مشروط کا عدم فرض
کرنا پڑے ۔ جیسے کہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کا وجود نہ ہو تو کسی چیز کا وجود نہ ہو پس یہ قول کہ اگر خدا
تعالیٰ کا وجود نہ ہو تو کسی چیز کا وجود نہ ہو بعینہ اس قول کے مساوی ہے کہ خدا تعالیٰ کا وجود نہ ہوتا تو کسی چیز کا وجود نہ ہوتا۔
پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کا وجود دوسری چیزوں کے وجود کا
علت ہے اور خالقیت کے بجز اس کے اور کوئی معنی نہیں کہ وجود خالق کا وجود
مخلوق کے لئے علت ہو۔ پس ثابت ہو گیا کہ خدا خالق ہے۔ اور یہی
مطلب تھا ۔

الراقم مرزا غلام احمد رئیس
قادیان

سوامی دیانند صاحب کے نام کھلا خط بصورت اعلان

سوامی دیانند صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا ہے معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہیں تو پھر بوقت ضرورت مکتی خانہ سے باہر نکالے جاتے ہیں اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس بارے میں سوامی صاحب کا خط بھی آیا۔ اس خط میں بحث کا شوق ظاہر کرتے ہیں اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے ظاہر کیا جاتا ہے کہ

یہ بحث بالمواجہ ہمکو بسر وچشم منظور ہے

کاش سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دیں۔ مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام اور ثالث بالخیر اور انعقاد جلسہ کی تجویز کر کے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے مشتہر کر دیں۔ لیکن اس جلسہ میں شرط یہ ہے کہ یہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کہ تین صاحب ان میں سے ممبران برہمو سماج اور تین صاحب مسیحی مذہب ہونگے قرار پاویگا۔ اول تقریر کرنے کا ہمارا حق ہوگا کیونکہ ہم معترض ہیں۔ پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط جو چاہینگے جواب دینگے۔ پھر ان کا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائیگی۔ ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیوں سوامی صاحب اور اور دھندوں میں لگے ہوئے ہیں اور ایسی بحث اور اعتراضوں کا جواب نہیں دیتے جس نے سب آریہ سماج والوں کا دم بند کر رکھا ہے۔ اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو پس یہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتیں کر کے اپنے موافقین کے آنسو پونچھتے ہیں اور مکت پایوں کی واپسی میں جو مفاسد ہیں مضمون

مشتملہ متعلقہ اِس اعلان میں درج ہیں۔ ناظرین پڑھیں اور انصاف فرمائیں
مرزا غلام احمد رئیس قادیان۔ ۱۳ جون ۱۸۷۸ء

باوا صاحب کی شرائط مطلوبہ پرچہ سفیر ہند ۲۳- فروری کا ایفاء اور نیز چند امور واجب العرض تفصیل ذیل

(۱) اول ذکر کرنا اس بات کا قرین مصلحت ہے کہ اشتہار مندرجہ ذیل میں جو حسب درخواست ہماری معزز دوست باوا نرائن سنگھ صاحب وکیل کے لکھا جاتا ہے لفظ جرمانہ کا جو بجائے لفظ انعام کے ثبت ہوا ہے محض بغرض رضا جوئی باوا صاحب موصوف کے درج کیا گیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ ایسا اندراج مطابق منشا و اصول قوانین مجریہ سرکار کے ہرگز نہیں ہے کیونکہ یہ زر موعودہ کسی مجرمانہ فعل کا تاوان نہیں تا اس کا نام جرمانہ رکھا جائے بلکہ یہ وہ حق ہے جو خود مشتہر نے بطیب نفس و رضائے خاطر بلا اکراہ غیرے کسی مجیب مصیبت کو بپاداش اُس کے جواب باصواب کے دینا مقرر کیا ہے۔ اس صورت میں کچھ پوشیدہ نہیں کہ یہ رقم در حقیقت بصلہ اثبات ایک امر غیر مثبت کے ہے جسکو ہم انعام سے تعبیر کر سکتے ہیں جرمانہ نہیں ہے اور نہ از روے حکم کسی قانون گورنمنٹ برطانیہ کے کوئی سوال نیک نیتی سے کرنا یا کسی امر میں بصدق نیت کچھ رائے دینا داخل جرم ہے تا اس نکتہ چینی کی کچھ بنیاد ہو سکے غرض اس موقعہ پر ثبت لفظ جرمانہ کا بالکل بحز معقول اور مہمل اور بے محل ہے لیکن چونکہ باوا صاحب ممدوح پرچہ مقدم الذکر میں بزمرہ دیگر شرائط کے یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ بجائے لفظ انعام کے لفظ جرمانہ کا لکھا جاوے تب ہم جواب دینگے سو خیر میں وہی لکھدیتا ہوں کاش باوا صاحب کسیطرح جواب اُس سوال اشتہاری کا دیں۔ ہرچند میں جانتا ہوں جو باوا صاحب اس جرح قانونی میں بھی غلطی پر ہیں اور کوئی ایسا ایکٹ میری نظر سے نہیں گذرا جو نیک نیتی کے سوال کو جرم میں داخل کرے۔

(۲) شرط دوم باوا صاحب کی اسطرح پوری کر دی گئی ہے جو ایک خط بقلم خود تحریر کرکے باقرار مضمون مشتہرہ کے خدمت مبارک باوا صاحب میں ارسال کیا گیا ہے باوا صاحب خوب جانتے ہیں جو اول تو خود اشتہار کسی مشتہر کا جو باضابطہ کسی اخبار میں شائع کیا جاوے قانوناً تاثیر ایک اقرار نامہ کی رکھتا ہے بلکہ وہ بلحاظ تعدد نقول کے گویا صدہا تمسک ہیں علاوہ ازاں چٹھیات خانگی بھی جو کسی معاملہ متنازعہ فیہ میں عدالت میں پیش کئے جاویں ایک قوی دستاویز ہیں۔ اور قوت اقرار نامہ قانونی کے رکھتے ہیں۔ سو چٹھی خاص بھی بھیجی گئی ماسوائے اس کے جبکہ اس معاملہ میں اشتہارات زبانی ثالثوں کے بھی موجود ہوگی تو پھر باوجود اس قدر انواع و اقسام کے ثبوتوں کے حاجت کسی عہدنامہ خاص کی کیا رہی۔ لیکن چونکہ مجھکو اتمام حجت مطلوب ہے اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس ثبوت پر کفایت نہ کرکے پھر باوا صاحب اقرار نامہ اشٹام کا مطالبہ کرینگے تو فوراً اقرار نامہ مطلوبہ اُن کا معرفت مطبع سفیر ہند کے یا جیسا منشا ہو خدمت میں اُن کی بھیجا جاویگا۔ لیکن باوا صاحب پر لازم ہوگا کہ درصورت مغلوب رہنے کے قیمت اشٹام کی واپس کریں

(۳) شرط سوم میں باوا صاحب روپیہ وصول ہونیکا اطمینان چاہتے ہیں۔ سو واضح ہو اگر باوا صاحب کا اس فکر سے دل دھڑکتا ہے کہ اگر روپیہ وقت پر ادا نہو تو کس جائداد سے وصول ہوگا تو اس میں یہ عرض ہے کہ اگر باوا صاحب کو ہماری املاک موجودہ کا حال معلوم نہیں تو صاحب موصوف کو ایسے قلیل معاملہ میں زیادہ آگاہ کرنا ضروری نہیں صرف اس قدر نشاندہی کافی ہے کہ درصورت تردد کے ایک معتبر اپنا صرف بٹالہ میں بھیجدیں اور ہمارے مکانات اور اراضی جو قصبہ مذکورہ میں قیمتی چھ سات ہزار روپیہ کے موجود اور واقعہ ہیں اُن کی قیمت تخمینی دریافت کرکے اپنے مضطرب دل کی تسلی کرلیں اور نیز یہ بھی

واضح ہو جو بحر و جواب دینے کے مطالبہ روپیہ کا نہیں ہو سکتا جیسا کہ باوا صاحب کی تحریر سے مفہوم ہوتا ہے بلکہ مطالبہ کا وہ وقت ہوگا کہ جب کل آرائے تحریری ثالثان اہل انصاف کے جن کے اسماء مبارکہ بتفصیح شرط چہارم میں ابھی درج کرونگا سفیر ہند میں بشرائط مشروطہ پرچہ ہذا کے طبع ہو کر شائع ہو جائینگی۔

(۴) شرط چہارم میں باوا صاحب نے صاحبان مندرجہ ذیل کو منصفان تنقید جواب قرار دیا ہے مولوی سید احمد خانصاحب۔ منشی کنہیالال صاحب منشی اندرمن صاحب مجھکو منصفان مجوزہ باوا صاحب میں کسی نہج کا عذر نہیں بلکہ میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انھوں نے تجویز تقرر ثالثان میں مولوی سید احمد خانصاحب کا نام بھی جو ہم سے اخوت اسلام رکھتے ہیں درج کر دیا۔ اسلئے میں بھی اپنے منصفان مقبول میں ایک فاضل آریہ صاحب کو جن کی فضیلت میں باوا صاحب کو بھی کلام نہیں باعتماد طبیعت صالحانہ اور رائے منصفانہ اُن کی کے داخل کرتا ہوں جن کے نام نامی یہ ہیں سوامی پنڈت دیانند سرستی حکیم محمد شریف صاحب امرتسری مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری لیکن اتنی عرض اور ہے کہ علاوہ ان صاحبوں کے کہ فریقین کے ہم مذہب ہیں دو صاحب مسیحی مذہب بھی ممبر تنقید جواب کے قرار پانے چاہئیں۔ سو میری دانست میں پادری رجب علیصاحب اور بابو رلارام صاحب جو علاوہ فضیلت علمی اور طبیعت منصفانہ کے اس بحث جاری شدہ سے بخوبی واقف ہیں بشرطیکہ صاحبین موصوفین براہ مہربانی اس شوریٰ میں داخل ہونا منظور کرلیں۔ اور آپ کو بھی اس میں کچھ کلام نہو بہتر اور انسب ہیں۔ ورنہ بالآخر اس طرح تجویز ہوگی کہ ایک صاحب مسیحی مذہب کو آپ قبول کرکے اطلاع دیدیں اور ایک کے اسم مبارک سے میں مطلع کرونگا۔

اور تصفیہ اس طرح پر ہوگا کہ بعد طبع ہونے جواب آپ کے اُن سب صاحبوں کو جو حسب مرضی فریقین ثالث قرار پائے ہیں بذریعہ خانگی خطوط کے اطلاع دیجائیگی

لیکن ہرایک فریق ہم دونوں میں سے ذمہ دار ہوگا کہ اپنے منصفین مجوزہ کو آپ اطلاع دے۔ تب صاحبان منصفین اول ہمارے سوال نمبر ا کو دیکھینگے۔ اور بعد اُس کے بتصرہ مشمولہ شرائط ہذا کو جس میں آپ کے جواب الجواب کا جو ۹ فروری آفتاب پنجاب میں طبع ہوا تھا ازالہ ہے بغور ملاحظہ فرمائینگے۔ پھر آپ کا جواب بند بند تمام پڑھ کر جانچینگے۔ کہ آیا اس جواب سے وجوہات ہمارے رد ہوگئے یا نہیں اور یہبی دیکھینگے کہ آپ نے باثبات دو لوازم مندرجہ اشتہار کے کیا کیا وجوہات پیش کئے ہیں لیکن یہ امر کسی منصف کے اختیار میں نہوگا کہ صرف اس قدر رائے ظاہر کرے کہ ہماری دانست میں یہ ہے یا وہ ہے بلکہ اگر کوئی ایسی رائے ظاہر کرے تو یہ سمجھا جائیگا کہ گویا اُس نے کوئی رائے ظاہر نہیں کیا۔ غرض کوئی رائے شہادت میں نہیں لیا جائیگا جب تک اس صورت سے تحریر نہو کہ اصل وجوہات تمامی مین کو پورا پورا بیان کرکے بتقریر مدلل ظاہر کرے کہ کس طور سے یہ وجوہات ٹوٹ گئیں یا بحال رہیں اور علاوہ اس کے یہ سب منصفانہ آراء سے سفیر ہند میں درج ہونگے۔ نہ کسی اور پرچہ میں۔ بلکہ صاحبان منصفین اپنی اپنی تحریر کو براہ راست مطبع ممدوح الذکر میں ارسال فرمائینگے باستثنار بابو رلارام صاحب کے کہ اگر وہ اس طور پر تنقید جواب میں داخل ہوے تو اُن کو اپنا رائے اپنے پرچہ میں طبع کرنا اختیار ہوگا۔ اور جبکہ یہ سب آرائے بقید شرائط متذکرہ بالا کے طبع ہو جائیگی تو اس وقت کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا اور اگر ایک نمبر بھی زیادہ ہو تو باوا صاحب کو ڈگری ملیگی۔ ورنہ آنحضرت مغلوب رہینگے۔

اشتہار مبلغ پانسو روپیہ ۵۰۰

میں راقم اس سوال کا جو آریہ سماج کی نسبت پرچہ ۹۔ فروری اور بعد اُس کے سفیر ہند میں بدفعات درج ہو چکا ہے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرکے لکھدیتا ہوں کہ اگر باوا نراین سنگہ صاحب یا کوئی اور صاحب منجملہ آریہ سماج کے جو اُن سے

متفق الرائے ہوں ہماری اُن وجوہات کا جواب جو سوال مذکورہ میں درج ہے اور نیز اُن دلائل کے تردید جو تبصرہ شمولہ اشتہار ہذا میں مبیں ہے پورا پورا ادا کرکے بدلائل حقہ یقینیہ یہ ثابت کر دے کہ ارواح بے انت ہیں اور پرمیشور کو اُن کی تعداد معلوم نہیں تو میں پانسو روپیہ نقد اُس کو بطور جرمانہ کے دونگا۔ اور درصورت نہ ادا ہونے روپیہ کے مجیب مثبت کو اختیار ہوگا کہ امداد عدالت سے وصول کرے تنقید جواب کی اس طرح عمل میں آویگی جیسے تنقیح شرائط میں اوپر لکھا گیا ہے اور نیز جواب باوا صاحب کا بعد طبع اور شائع ہونے تبصرہ ہماری کے مطبوع ہوگا ۔

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس قادیان

جواب الجواب

باوا نرائن سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر مطبوعہ پرچہ آفتاب ۱۸ فروری

اول باوا صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ خدا روحوں کا خالق ہے۔ اور ان کو پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے جواب الجواب میں قبل شروع کرنے مطلب کے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ از روے قاعدہ فن مناظرہ کے آپ کا ہرگز یہ منصب نہیں ہوسکتا کہ آپ مدعی روحوں کے مخلوق ہونیکا ہم سے ثبوت مانگیں۔ بلکہ یہ حق ہم کو پہنچتا ہے کہ ہم آپ سے روحوں کے بلا پیدائش ہونے کی سند طلب کریں کیونکہ آپ اسی پرچہ مذکور العنوان میں خود اپنی زبان مبارک سے اقرار کر چکے ہیں کہ پرمیشور قادر ہے اور تمام سلسلہ عالم کا وہی منتظم ہے اب ظاہر ہے کہ ثبوت دینا اس امر جدید کا آپ کے ذمہ ہے کہ پرمیشور اول قادر ہوکر پھر غیر قادر کس طرح بن گیا ہمارے ذمہ ہرگز نہیں کہ ہم ثبوت کرتے پھریں کہ پرمیشور جو قدیم سے قادر ہے وہ اب بھی قادر ہے سو حضرت یہ آپ کو چاہیئے تھا کہ ہم کو اسبات کا ثبوت کامل دیتے کہ پرمیشور باوصف قادر ہونے کے پھر روحوں کے پیدا کرنے سے کیوں عاجز رہیگا ہم پر یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ پرمیشور کو جو قادر تسلیم

ہو چکا ہے روحوں کے پیدا کرنے کی کس قدر قدرت رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا کے قادر ہونیکو تو ہم اور آپ دونوں مانتے ہیں پس اس وقت تک تو ہم میں اور آپ میں کچھ تنازعہ نہ تھا پھر تنازعہ تو آپ نے پیدا کیا جو روحوں کے پیدا کرنے سے اس قادر پرمیشور کو عاجز سمجھا۔ اس صورت میں آپ خود منصف ہوں اور بتلائیں کہ بار ثبوت کس کے ذمہ ہے؟

اور اگر ہم بطریق تنزل یہ بھی تسلیم کرلیں کہ اگرچہ دعویٰ آپ نے کیا مگر ثبوت اس کا ہمارے ذمہ ہے پس آپ کو مژدہ ہو کہ ہم نے سفیر ہند ۲۱۔ فروری میں خدا کے خالق ہونے کا ثبوت کامل دیدیا ہے۔ جب آپ بنظر انصاف پرچہ مذکور کو ملاحظہ فرمائینگے تو آپ کی تسلی کامل ہو جائیگی اور خود ظاہر ہے کہ خدا تو وہی ہونا چاہئے جو موجد مخلوقات ہو نہ یہ کہ زور آور سلاطین کی طرح صرف غیروں پر قابض ہو کر خدائی کرے۔

اور اگر آپ کے دل میں یہ شک گذرتا ہے کہ پرمیشور جو اپنی نظیر نہیں پیدا کرسکتا شاید اُسی طرح ارواح کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہو گا۔ پس اسکا جواب بھی پرچہ مذکور ۹ فروری میں پختہ دیگیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ایسے افعال ہرگز نہیں کرتا جن سے اُس کی صفات قدیم کا زوال لازم آوے جیسے وہ اپنا شریک نہیں پیدا کرسکتا۔ اپنے آپ کو ہلاک نہیں کرسکتا کیونکہ اگر ایسا کرے تو اُس کی صفات قدیمہ جو وحدت ذاتی اور حیات ابدی ہے زائل ہو جائیگی۔ پس وہ قدوس خدا کوئی کام برخلاف اپنی صفات ازلیہ کے ہرگز نہیں کرتا۔ باقی سب افعال پر قادر ہے۔ پس آپ نے جو روحوں کی پیدائش کو شریک الباری کی پیدائش پر قیاس کیا تو خطا کی۔ میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ یہ آپ کا قیاس مع الفارق ہے۔ ہاں اگر یہ ثابت کردیتے کہ پیدا کرنا ارواح کا بھی مثل پیدا کرنے نظیر اپنی کے خدا کی کسی صفت عظمت اور جلال کے برخلاف ہے تو دعویٰ آپ کا بلاشبہ ثابت ہو جاتا۔

پس آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ خدا نے روح کہاں سے پیدا کئے اس تقریر سے صاف پایا جاتا ہے آپ کو خدا کے قدرتی کاموں سے مطلق انکار ہے۔ اور اس کو مثل آدم زاد کے محتاج باسباب سمجھتے ہیں۔ اور اگر آپ کا اس تقریر سے یہ مطلب ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح پرمیشور روحوں کو پیدا کرلیتا ہے تو اس

وہم کے دفع میں پہلے ہی لکھا گیا تھا کہ پرمیشور کی قدرت کاملہ میں ہرگز یہ شرط نہیں کہ ضرور
انسان کی سمجھ میں آجایا کرے۔ دنیا میں اس قسم کے ہزارہا نمونہ موجود ہیں کہ قدرت مدرکہ
انسان کی ان کی کنہ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور علاوہ اس کے ایک امر کا عقل
میں نہ آنا اور چیز ہے اور اس کا محال ثابت ہونا اور چیز عدم ثبوت اسبات کا کہ خدا نے
کس طرح روحوں کو بنا لیا اسبات کو ثابت نہیں کر سکتا کہ خدا سے روح نہیں بن
سکتے تھے کیونکہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ کیا ممکن نہیں جو ایک کام خدا کی
قدرت کے تحت داخل تو ہو لیکن عقل ناقص ہماری اس کے اسرار تک نہ پہنچ سکے؟
بلکہ قدرت تو حقیقت میں اسی بات کا نام ہے جو داغ احتیاج اسباب سے منزہ اور پاک
اور ادراک انسانی سے برتر ہو۔ اول خدا کو قادر کہنا اور پھر یہ زبان پر لانا کہ اس کی قدرت
اسباب مادی سے تجاوز نہیں کرتی حقیقت میں اپنی بات کو آپ رد کرنا ہے۔ کیونکہ اگر وہ
فی حد ذاتہٖ قادر ہے تو پھر کسی سہارے اور آسرے کا محتاج ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا آپ
کی پستکوں میں قادر اور سرب شکتی مان اسی کو کہتے ہیں جو بغیر توسل اسباب کے کارخانہ قدرت
اس کی کا بند رہے۔ اور بنراہ اس کے حکم سے کچھ بھی نہ ہو سکے۔ شاید آپ کے ہاں لکھا
ہوگا۔ مگر ہم لوگ تو ایسے کمزور کو خدا نہیں جانتے ہمارا تو وہ قادر خدا ہے کہ جس کی یہ صفت ہے
کہ جو چاہا سو ہو گیا اور جو چاہیگا سو ہوگا۔
پھر باوا صاحب اپنے جواب میں مجھ کو فرماتے ہیں کہ جس طرح تم نے یہ مان لیا کہ خدا دوسرا
خدا نہیں بنا سکتا اسی طرح یہ بھی ماننا چاہیئے کہ خدا روح نہیں پیدا کر سکتا۔ اس فہم
اور ایسے سوال سے اگر میں تعجب نہ کروں تو کیا کروں صاحب من میں تو اس وہم کا کئی دفعہ
آپ کو جواب دے چکا اب میں بار بار کہاں تک لکھوں میں حیران ہوں کہ آپ کو یہ بین
فرق کیوں سمجھ میں نہیں آتا۔ اور کیوں دل پر سے یہ حجاب نہیں اٹھتا۔ کہ جو روحوں کے پیدا
کرنے کو دوسرے خدا کی پیدائش پر قیاس کرنا خیال فاسد ہے۔ کیونکہ دوسرا خدا بنانے میں
وہ صفت ازلی پرمیشور کی جو واحد لاشریک ہونا ہے نابود ہو جائیگی۔ لیکن پیدائش ارواح
میں کسی صفت واجب الوجود کا ازالہ نہیں بلکہ نا پیدا کرنے میں ازالہ ہے کیونکہ اس سے صفت

قدرت کی جو پرمیشور میں بالاتفاق تسلیم ہو چکی ہے زاویہ اختفا میں رہیگی۔ اور بپایہ ثبوت نہیں
پہنچیگی اس لئے کہ جب پرمیشور نے خود ایجاد اپنے سے بلاتوسل اسباب کے کوئی چیز محض
قدرت کاملہ اپنی سے پیدا ہی نہیں کی تو ہم کو کہاں سے معلوم ہو کہ اس میں ذاتی قدرت
بھی ہے اگر یہ کہو کہ اس میں کچھ ذاتی قدرت نہیں تو اس اعتقاد سے وہ پرادھین یعنی
محتاج بالغیر ٹھہریگا۔ اور یہ بہ بداہت عقل باطل ہے۔ غرض پرمیشور کا خالق ارواح
ہونا تو ایسا ضروری امر ہے۔ جو بغیر تجویز مخلوقیت ارواح کے سب کارخانہ خدائی کا بگڑ
جاتا ہے۔ لیکن دوسرا خدا پیدا کرنا صفت وحدت ذاتی کے برخلاف ہی پھر کسطرح پرمیشور
ایسے امر کیطرف متوجہ ہو کر جس سے اس کی صفت قدیمہ کا بطلان لازم آوے۔ اور نیز اس
صورت میں جو روح غیر مخلوق اور بے انت مانے جائیں کل ارواح صفت انادی اور
غیر محدود ہونے میں خدا سے شریک ہو جائینگی اور علاوہ اس کے پرمیشور بھی اپنی صفت
قدیم سے جو پیدا کرنا بلا اسباب ہے محروم رہیگا اور یہ ماننا پڑیگا کہ پرمیشور کو صرف روحوں پر
جمعداری ہی جمعداری ہے۔ اور ان کا خالق اور واجب الوجود نہیں۔

پھر بعد اس کے باوا صاحب اسی اپنے جواب میں روحوں کے انتہا ہونیکا جھگڑا لے
بیٹھے ہیں جنکو ہم پہلے اس سے ۹ اور ۱۲ فروری سفیر ہند میں ۱۴ دلائل پختہ سے رد کر چکے ہیں
لیکن باوا صاحب ابتک انکار کئے جاتے ہیں۔ پس واضح رہے کہ یوں تو انکار کرنا اور نہ
ماننا سہل بات ہے اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ جس بات پر چاہے رہے پر ہم تو تب جانتے
کہ آپ کسی دلیل ہماری کو رد کر کے دکھلاتے۔ اور بے انت ہونے کی وجوہات پیش کرتے
آپکو سمجھنا چاہئے کہ جس حالت میں ارواح بعض جگہ نہیں پائے جاتے تو بے انت کس
طرح ہو گئے۔ کیا بے انت کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ کہ جب ایک جگہ تشریف لے گئے تو
دوسری جگہ خالی رہگئی اگر پرمیشر بھی اسی طرح کا بے انت ہے تو کارخانہ خدائی کا معرض
خطر میں ہے۔ افسوس کہ آپ نے ہمارے اُن پختہ دلائل کو کچھ نہ سوچا اور کچھ غور نہ کیا اور
یونہی جواب لکھنے کو بیٹھ گئے حالانکہ آپ کی منصفانہ طبیعت پر یہ فرض تھا کہ اپنے جواب میں
اس امر کا التزام کرتے کہ ہر ایک دلیل ہماری تحریر کر کے اس کے محاذات میں اپنی دلیل

لکھتے پر کہاں سے لکھتے۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ اسی جواب میں آپ کا یہ اقرار بھی درج ہے کہ ضرور سب ارواح ابتداء سرشٹی میں زمین پر جنم لیتے ہیں اور مدت سوا چار ارب سلسلہ دنیا کا بنا رہتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اب اے میرے پیارو اور دوستو اپنے دل میں آپ ہی سوچو۔ اپنے قول میں خود ہی غور کرو کہ جو پیدائش ایک مقرری وقت سے شروع ہوئی اور ایک محدود مقام میں اُن سب نے جنم لیا اور ایک محدود مدت تک اُن کے توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو ایسی پیدائش کس طرح بے انت ہو سکتی ہے۔ آپ نے پڑھا ہو گا کہ بموجب اصول موضوعہ فلسفہ کے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جو چند محدود چیزوں میں ایک محدود عرصہ تک کچھ زیادتی ہوتی رہی تو بعد زیادتی کے بھی وہ چیزیں محدود رہینگی اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر متعدد جاندار ایک متعدد عرصہ تک بچے دیتے رہیں تو اُن کی اولاد بموجب اصول مذکورہ کے ایک مقدار متعدد سے زیادہ نہو گی اور خود از روے حساب کے ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ جس قدر پیدائش سوا چار ارب میں ہوتی ہے اگر بجائے اس مدت کے ساڑھے آٹھ ارب فرض کریں تو شک نہیں کہ اس صورت موخر الذکر میں پہلی صورت سے پیدائش دوچند ہو گی۔ حالانکہ یہ بات اجلی بدیہات ہے کہ بے انت کبھی قابل تضعیف نہیں ہو سکتا اگر ارواح بے انت ثابت ہوتے تو ایسی مدت معدود میں کیوں محصور ہو جاتے کہ جن کے اضعاف کو عقل تجویز کر سکتی ہے اور نہ کوئی دانا محدود زمانی اور مکانی کو بے انت کہیگا۔ باوا صاحب برائے مہربانی ہمکو بتلادیں کہ اگر سوا چار ارب کی پیدائش کا نام بے انت ہے تو ساڑھے آٹھ ارب کی پیدائش کا نام کیا رکھنا چاہیئے۔ غرض یہ قول صریح باطل ہے کہ ارواح موجودہ محدود زمانی اور مکانی ہو کر پھر بھی بے انت ہیں کیونکہ مدت معین کا توالد و تناسل تعداد معینہ سے کبھی زیادہ نہیں اور اگر یہ قول ہے کہ سب ارواح بدفعہ واحد زمین پر جنم لیتے ہیں سو بطلان اس کا ظاہر ہے کیونکہ زمین محدود ہے اور ارواح بقول آپ کے غیر محدود پھر غیر محدود کس طرح محدود میں سما سکے۔

اور اگر یہ کہو بعض حیوانات باوصف مکتی نہ پانے کے نئی دنیا میں نہیں آتے سو یہ آپ کے اصول کے برخلاف ہے۔ کیونکہ جیسا کہ پیشتر عرض کیا گیا ہے آپ کا یہ اصول ہے کہ ہر

ہر نئی دنیا میں تمام وہ ارواح جو سرشٹی گذشتہ میں مکتی پانے سے رہگئے تھے اپنے کرموں کا پھل بھوگنے کے واسطے جنم لیتے ہیں کوئی جیو جنم لینے سے باہر نہیں رہجاتا۔ اب قطع نظران دلائل سے اگراسی ایک دلیل پر جو محدود فی الزماں والمکان ہونے کے ہے غور کیجائے تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کو ارواح کے متعدد ماننے سے کوئی گریز گاہ نہیں اور بجز تسلیم کے کچھ بن نہیں پڑتا بالخصوص اگر اُن سب دلائل کو جو سوال نمبرا میں درج ہو چکے ہیں ان دلائل کے ساتھ جو اس تبصرہ میں اندراج پائیں ملاکر پڑھا جائے تو کون منصف ہے جو اس نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا کہ ایسے روشن ثبوت سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ پھر افسوس کہ باوا صاحب اب تک یہی تصور کئے بیٹھے ہیں کہ ارواح بے انت ہیں اور مکتی پانے سے کبھی ختم نہیں ہونگے۔ اور حقیقت حال جو تھا سو معلوم ہوا کہ کل ارواح پانچ ارب کے اندر اندر ہمیشہ ختم ہوجاتے ہیں۔ اور نیز ہر پرلے کے وقت پر اُن سب کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اگر بے انت ہوتے تو اُن دونوں حالتوں مقدم الذکر میں کیوں ختم ہوتا اُن کا رکن اصول آریہ سماج کا ٹھہرتا ہم عجب حیرانی کا مقام ہے کہ باوا صاحب خود اپنے ہی اصول سے انحراف کر رہے ہیں۔ اتنا خیال نہیں فرماتے کہ جو اشیاء ایک حالت میں قابل اختتام ہیں وہ دوسری حالت میں بھی یہی قابلیت رکھتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ مظروف اپنے ظرف سے کبھی زیادہ نہیں ہوتا پس جبکہ کل ارواح ظروف مکانی اور زمانی میں داخل ہوکر اندازہ اپنا ہر نئی دُنیا میں معلوم کرا جاتے ہیں اور پیمانہ زمان مکان سے ہمیشہ ماپے جاتے ہیں تو پھر تعجب کہ باوا صاحب کو ہنوز ارواح کے محدود ہونے میں کیوں شک باقی ہے۔ میں باوا صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے بقول آپ کے یہ سب ارواح جو آپ کے تصور میں بے انت ہیں سب کے سب دُنیا کی طرف حرکت کرتے ہیں اگر اسی طرح اپنے بھائیوں مکتی یافتوں کی طرف حرکت کریں تو اس میں

استبعاد عقلی ہے - اور کونسی حجت منطقی اس حرکت سے ان کو روکتی ہے - اور کس برہان لمّی یا انّی سے لازم آتا ہے کہ دنیا کی طرف انتقال اُن سب کا ہر شئی کے دورہ میں جائز بلکہ واجب ہے - لیکن کوچ اُن سب کا مکتی یا فتوں کے کوچہ کی طرف ممتنع اور محال ہے - مجھکو معلوم نہیں ہوتا کہ اس عالم دنیا کی طرف کونسی پختہ سڑک ہے کہ سب ارواح اس پر بآسانی آتے جاتے ہیں ایک بھی باہر نہیں رہجاتی - اور اُن مکتی یافتوں کے رستہ میں کونسا پتھر پڑا ہوا ہے کہ اس طرف اُن سب کا جانا ہی محال ہے - کیا وہ خدا جو سب ارواح کو موت اور جنم دے سکتا ہے سبکو مکتی نہیں دے سکتا - جب ایک طور پر سب ارواح کی حالت متغیر ہو سکتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ دوسرے طور سے وہ حالت قابل تغیر نہیں اور نیز کیا یہ بات ممکن نہیں جو خدا اُن سب ارواح کا یہ نام رکھدے کہ مکتی یاب ہیں - جیسا اب تک یہ نام رکھا ہوا ہے کہ مکتی یاب نہیں کیونکہ جن چیزوں کی طرف نسبت سلبی جائز ہو سکتی ہے بیشک اُن چیزوں کی طرف نسبت ایجابی بھی جائز ہے - اور نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ قضیہ کہ سب ارواح موجودہ نجات پا سکتے ہیں اس حیثیت سے زیر بحث نہیں کہ محمول اس قضیہ کا جو نجات عام ہے مثل کسی جزئی حقیقی کے قابل تنقیح ہے بلکہ اس جگہ مبحوث عنہ امر کلی ہے یعنی ہم کلی طور پر بحث کرتے ہیں کہ ارواح موجودہ نے جو ابھی مکتی نہیں پائی آیا بموجب اصول آریہ سماج کے اس امر کی قابلیت رکھتے ہیں یا نہیں کہ کسی طور کا عارضہ عام خواہ مکتی ہو یا کچھ اور ہو اُن سب پر طاری ہو جائے سو آریہ صاحبوں کے ہم ممنون منت ہیں جو اُنھوں نے آپ ہی اقرار کر دیا کہ یہ عارضہ عام بعض صورتوں میں سب ارواح پر واقع ہے جیسے موت اور جنم کی حالت سب ارواح پر عارض ہو جاتی ہے - اب باوا صاحب خود ہی انصاف فرماویں کہ جس حالت میں دو مادوں میں اس عارضہ عام کے خود ہی قائل ہو گئے تو پھر اس تیسرے مادہ

میں جو سب کا گنتی پاتا ہے انکار کرنا کیا وجہ ہے۔

پھر باوا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ علاوہ زمین کے سورج اور چاند اور سب ستاروں میں بھی بکثرت جانور آباد ہیں۔ اور اس سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ بس ثابت ہو گیا کہ بس بے انت ہیں۔ پس باوا صاحب پر واضح رہے کہ اول تو یہ خیال بعض حکماء کا ہے جسکو یورپ کے حکیموں نے اخذ کیا ہے اور ہماری گفتگو آریہ سماج کے اصول پر ہے۔ سوا اس کے اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ آریہ سماج کا بھی یہی اصول ہے تو پھر بھی کیا فائدہ کہ اس سے بھی آپ کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ اس سے تو صرف اتنا نکلتا ہے کہ مخلوقات خدا تعالیٰ کی بکثرت ہے۔ ارواح کے بے انت ہونے سے اس دلیل کو کیا علاقہ ہے پر شاید باوا صاحب کے ذہن میں مثل محاورہ عام لوگوں کے یہ سمایا ہوا ہوگا کہ بے انت اُسی چیز کو کہتے ہیں جو بکثرت ہو۔ باوا صاحب کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جس حالت میں یہ سب اجسام ارضی اور اجرام سماوی بموجب تحقیق فن ہیئت اور علم جغرافیہ کے معدود اور محدود ہیں تو پھر جو چیزیں ان میں داخل ہیں کسطرح غیر معدود ہو سکتی ہیں۔ اور جس صورت میں تمام اجرام و اجسام زمین و آسمان کے خدا نے گنے ہوئے ہیں تو پھر جو کچھ ان میں آباد ہے وہ اس کی گنتی سے کب باہر رہ سکتا ہے۔ سو ایسے دلائل سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ کام تو تب بنے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ ارواح موجودہ تمام حدود و قیود و ظروف مکانی و زمانی اور فضائے عالم سے بالاتر ہیں کیونکہ خدا بھی انہیں معنوں پر بے انت کہلاتا ہے۔ اگر ارواح بے انت ہیں تو وہی علامات ارواح میں ثابت کرنی چاہئیں۔ اس لئے کہ بے انت ایک لفظ ہے کہ جس میں بقول آپ کے ارواح اور باری تعالیٰ مشارکت رکھتے ہیں اور اس کا حد تام بھی ایک ہے۔ یہ بات نہیں کہ جب

لفظ بے انت کا خدا کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی اور ہیں
اور جب ارواح کی طرف منسوب کریں تو اور معنی

پھر بعد اس کے باوا صاحب فرماتے ہیں کہ کسی نے آج تک
روحوں کی تعداد نہیں کی ۔ اس سئے لاتعداد ہیں ۔ اسپر ایک قاعدہ حساب
کا بھی جو مانحن فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا پیش کرتے ہیں اور اس سے
یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ لاتعداد کی کمی نہیں ہوسکتی ۔ پس باوا صاحب پر واضح
رہے کہ ہم تخمینی اندازہ ارواح کا بموجب اصول آپ کے بیان کرچکے
ہیں اور اُن کا ظرف مکانی اور زمانی میں محدود ہونا بھی بموجب انہی
اصول کے ذکر ہوچکا ہے ۔ اور آپ اب تک وہ حساب ہمارے روبرو
پیش کرتے ہیں جو غیر معلوم اور نامفہوم چیزوں سے متعلق ہے ۔ اگر آپ
کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح خزانچی کو اپنی جمع تحویل شدہ کا کل میزان روپیہ
آنہ پائی کا معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر انسان کو کل تعداد ارواح کا معلوم ہو
تو تب قابل کمی ہونگے ۔ ورنہ نہیں ۔ سو یہ بھی آپ کی غلطی ہے ۔ کیونکہ
ہر عاقل جانتا ہے کہ جس چیز کا اندازہ تخمینی کسی پیمانہ کے ذریعہ سے ہوچکا
تو پھر ضرور عقل یہی تجویز کریگی کہ جب اُس اندازہ معلومہ سے نکالا جاوے
تو بقدر تعداد خارج شدہ کے اصلی اندازہ میں کمی ہوجائیگی ۔ بھلا یہ کیا بات
ہے کہ جب مکتی شدہ سے ایک فوج کثیر مکتی شدہ ارواح میں داخل
ہوجائے تو نہ وہ کچھ کم ہوں اور نہ یہ کچھ زیادہ ہوں ۔ حالانکہ وہ دونوں محدود
ہیں اور ظروف مکانی اور زمانی میں محصور

اور جو یہ باوا صاحب فرماتے ہیں کہ تعداد روحوں کی ہمکو بھی معلوم ہونی چاہئے
تب قاعدہ جمع تفریق کا اُسپر صادق آویگا ۔ یہ قول باوا صاحب کا بھی قابل
ملاحظہ ناظرین ہے ۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ جمع بھی خدا کی اور تفریق بھی
وہی کرتا ہے ۔ اور اُسکو ارواح موجودہ کے تمام افراد معلوم ہیں ۔

اور فرد فرد اس کے زیر نظر ہے اس میں کیا شک ہے کہ جب ایک روح نکل کر مکتی یا یوں میں جاویگی تو پرمیشور کو معلوم ہے کہ یہ فرد اس جماعت میں سے کم ہوگیا اور اُس جماعت میں سے بباعث داخل ہونے اس کے ایک فرد کی زیادتی ہوئی یہ کیا بات ہے کہ اس داخل خارج سے وہی پہلی صورت بنی رہی۔ نہ مکتی یاب کچھ زیادہ ہوں اور نہ وہ ارواح کہ جن سے کچھ روح نکل گئی بقدر نکلنے کے کم ہوجائیں اور نیز ہمکو بھی کوئی برہان منطقی مانع اس بات کے نہیں کہ ہم اس امر متیقن محقق طور پر رائے نہ لگا سکیں کہ جن چیزوں کا اندازہ بذریعہ ظرف مکانی اور زمانی کے ہم کو معلوم ہوچکا ہے وہ دخول وخروج سے قابل زیادت اور کمی ہیں۔ مثلاً ایک ذخیرہ کسی قدر غلہ کا کسی کوٹھے میں بھرا ہوا ہے اور لوگ اس سے نکال کر لیئے جاتے ہیں سو گو ہم کو اُس ذخیرہ کا وزن معلوم نہیں لیکن ہم بہ نظر محدود ہونے اس کے کے رائے دے سکتے ہیں کہ جیسا نکالا جائیگا کم ہوتا جائیگا

اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ خدا کا علم غیر محدود ہے اور روح بھی غیر محدود ہیں اسیواسطے خدا کو روحوں کی تعداد معلوم نہیں یہ آپ کی تقریر بیموقع ہے۔ جناب من یہ کون کہتا ہے جو خدا کا علم غیر محدود نہیں۔ کلام ونزاع تو اس میں ہے کہ معلومات خارجیہ اس کے جو تعینات وجودیہ سے مقید ہیں اور زمانہ واحد میں پائے جاتے ہیں اور ظروف زمانی ومکانی میں محصور اور محدود ہیں آیا تعداد اُن اشیاء موجودہ محدودہ معینہ کا اس کو معلوم ہے یا نہیں آپ اُس اشیاء موجودہ محدودہ کو غیر موجود اور غیر محدود ثابت کریں تو تب کام بنتا ہے۔ ورنہ علم الٰہی کہ موجود اور غیر موجود دونوں پر محیط ہے اس کے غیر متناہی ہونے سے کوئی چیز جو تعینات خارجیہ میں مقید ہو

غیر متناہی نہیں بن سکتی اور آپ نے خدا کے علم کو خوب غیر محدود بنایا کہ جس سے روحوں کا احاطہ بھی نہ ہوسکا اور شمار بھی نہ معلوم ہوا باوصفیکہ سب موجود تھے۔ کوئی معدوم نہ تھا۔ کیا خوب بات ہے کہ آسمان اور زمین نے تو روحوں کو اپنے پیٹ میں ڈال کر بزبان حال اُن کی تعداد بتلائی پھر خدا کو کچھ بھی تعداد معلوم نہ ہوئی یہ عجیب خدا ہے۔ اور اس کا علم عجیب تر۔ بھلا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا کو جو ارواح موجودہ کا علم ہے یہ اُس کے علوم غیر متناہیہ کا جُزء ہے یا کل ہے۔ اگر کل ہے اس سے لازم آتا ہے کہ خدا کو سوا روحوں کے اور کسی چیز کی خبر نہو اور اس سے بڑھ کر اس کا کوئی عالم نہو اور اگر جز ہے تو محدود ہوگیا۔ کیونکہ جُز کل سے ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے۔ پس اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ ارواح محدود ہیں اور خود یہی حق الامر تھا۔

جس شخص کو خدا نے معرفت کی روشنی بخشی ہو وہ خوب جانتا ہے کہ خدا کے بے انتہا علوم کے در یا ز مین سے علم ارواح موجودہ کا اس قدر بھی نسبت نہیں رکھتا کہ جیسے سوئی کو سمندر میں ڈبو کر اس میں کچھ تری باقی رہجاتی ہے

پھر باوا صاحب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اعتراض کرنا بیجا ہے کہ بے انت اور انادی ہونا خدا کی صفت ہے اور اگر روح بھی بے انت اور انادی ہوں تو خدا کے برابر ہو جائینگے۔ کیونکہ کسی جزوی مشارکت سے مساوات لازم نہیں آتی۔ جیسے آدمی بھی آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے اور حیوان بھی۔ پر دونوں مساوی نہیں ہوسکتے "

یہ دلیل باوا صاحب کی تغلیط اور تسقیط ہے۔ ورنہ کون عاقل اس بات کو نہیں جانتا کہ جو صفات ذات الٰہی میں پائی جاتی ہیں وہ سب

اس ذات بے مثل کے خصایص ہیں کوئی چیز ان میں شریک سہیم
ذات باری کے نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر ہوسکتی ہے تو پھر سب صفات
اس کی میں شراکت غیر کی جائز ہوگی۔ اور جب سب صفات میں
شراکت جائز ہوئی تو ایک اور خدا پیدا ہوگیا بھلا اس بات کا آپ کے
پاس کیا جواب ہے کہ جو خدا کی صفات قدیمہ میں سے جو انادی اور بے
انت ہونے کی صفت ہے وہ تو اس کے غیر میں بھی پائی جاتی ہیں۔
لیکن دوسری صفات اس کی اس سے مخصوص ہیں ذرا آپ خیال کرکے
سوچیں کہ کیا خدا کی تمام صفات یکساں ہیں یا متقارب ہیں۔ پس ظاہر ہے
کہ اگر ایک صفت میں صفات مخصوصہ اس کی سے اشتراک بالغیر جائز
ہوگا اور اگر نہیں تو سب نہیں اور یہ جو آپ نے نظیر دی جو حیوانات
مثل انسان کے آنکھ سے دیکھتے ہیں لیکن اس رویت سے انسان
نہیں ہوسکتا نہ اس کے مساوی یہ نظیر آپ کی بے محل ہے۔ اگر آپ
ذرا بھی غور کرتے تو ایسی نظیر کبھی نہ دیتے۔ حضرت سلامت
یہ کون کہتا ہے کہ ممکنات کو عوارض خارجیہ میں باہم مشارکت اور
مجانست نہیں۔ امر متنازعہ فیہ تو یہ ہے کہ خصائص الٰہیہ میں کسی
غیر اللہ کو بھی اشتراک ہے۔ یا صفات اس کے اس کی ذات سے
مخصوص ہیں۔ آپ مدعی اس امر متنازعہ کے ہیں اور نظیر ممکنات
کی پیش کرتے ہیں جو خارج از بحث ہے آپ امر متنازعہ کی کوئی
نظیر دیں تب حجت تمام ہو ورنہ ممکنات کے تشارک تجانس سے
یہ حجت تمام نہیں ہوتی نہ ذات باری کے خصائص کو ممکنات
کے عوارض پر قیاس کرنا طریق دانشوری ہے۔ علاوہ اس کے جو
ممکنات میں بھی خصائص ہیں وہ بھی اُن کے ذوات سے مخصوص
ہیں۔ جیسا کہ انسان کی حد تام یہ ہے جو حیوان ناطق ہے اور ناطق ہونا

انسان کے خصائص ذاتی میں سے اور اس کا فصل اور ممیز عن الغیر ہے یہ فصل اس کا نہیں کہ ضرور بینا بھی ہو اور آنکھ سے بھی دیکھتا ہو۔ کیونکہ اگر انسان اندھا بھی ہو جائے تب بھی انسان ہے۔ بلکہ انسان کے خصائص ذاتیہ سے وہ امر ہے جو بعد مفارقت روح کے بدن سے اس کے نفس میں بنا رہتا ہے۔ ہاں یہ بات سچ ہے جو ممکنات میں اس وجہ سے جو وہ سب ترکیب عنصری میں متحد ہیں بعض حالات خارج از حقیقت تامہ میں ایک دوسرے کی مشارکت بھی ہوتے ہیں جیسے انسان اور گھوڑا اور درخت کہ جوہر صاحب الابعاد ثلاثہ اور قوت نامیہ ہونے میں یہ تینوں شریک ہیں اور حساس اور متحرک بالارادہ ہونے میں انسان اور گھوڑا مشارکت رکھتے ہیں لیکن ماہیت تامہ ہر ایک کی جدا جدا ہے۔ غرض یہ صفت عارضی ممکنات کی حقیقت تامہ پر زائد ہے جس میں کبھی کبھی تشارک اور کبھی تغائر ان کا ہو جاتا ہے۔ اور باوصف مختلف الحقائق اور متغائر الماہیت ہونے کے کبھی کبھی بعض مشارکات میں ایک جنس کے تحت میں داخل ہو جاتے ہیں بلکہ کسی ایک حقیقت کے لئے ایک اجناس ہوتے ہیں اور یہ بھی کچھ سمجھا کہ کیوں ایسا ہوتا ہے یہ اس واسطے ہوتا ہے کہ ترکیب مادی ان کی اصل حقیقت اُن کے پر زائد ہے۔ اور سب کی ترکیب مادی کا ایک ہی استقس یعنی اصل ہے۔ اب آپ پر ظاہر ہو گا کہ یہ تشارک ممکنات کا خصائص ذاتیہ میں تشارک نہیں بلکہ عوارض خارجیہ میں اشتراک ہے باطنی آنکھ انسان کی جس کو بصیرت قلبی (این لائن منٹ) کہتے ہیں دوسرے حیوانات میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ +

اخیر میں باوا صاحب اپنے خاتمہ جواب میں یہ بات کہکر خاموش ہو گئے ہیں کہ سب دلائل معترض کے توہمات ہیں۔ قابل تردید نہیں اس کلمہ سے زیرک اور ظریف آدمیوں نے فی الفور معلوم کرلیا ہوگا کہ باوا صاحب کو یہ لفظ کیوں کہنا پڑا۔ بات یہ ہوئی اول اول تو ہمارے معزز دوست جناب باوا صاحب جواب دینے کی طرف دوڑے اور جہانتک ہوسکا ہاتھ پانوٗں مارے اور کودے اُچھلے لیکن جب اخیر کو کچھ پیش نہ گئی اور عقدہ لاینحل معلوم ہوا تو آخر ہانپ کر بیٹھ گئے۔ اور یہ کہدیا کہ کیا تردید کرنا ہے یہ تو توہمات ہیں۔ لیکن ہر عاقل جانتا ہے کہ جن دلائل کی مقدمات یقینیہ پر بنیاد ہو وہ کیوں توہمات ہو گئے۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اور آئندہ بلا ضرورت نہیں لکھینگے ۔۔۔

راقم

مرزا غلام احمد رئیس

قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ؕ

عرض حال

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الامین وخاتم النبیین وا علٰے آلہ واصحابہ الطیبین وعلی خلفائہ راشدین -

اما بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم بنایت خوشی اور مسرت قلبی سے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس کو اس چشمہ ہدایت کیطرف رہنمائی فرمائی اور اپنے فضل ہی سے اس کے ہاتھ میں قلم اور دل ودماغ میں قوت بخشی اور اسے سلسلہ کی قلمی خدمت کے لئے جوش عطا فرمایا تب ہی سے اسکو یہ آرزو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات کو جمع کروں محض فضل ربانی ہی نے اس کی دستگیری کی اور اس کو اس خدمت کے ایک حد تک قابل کر دیا الحکم کے ذریعہ اس سلسلہ میں بہت بڑا کام ہو چکا ہے اور پرانی تحریروں کے جمع کرنے میں بھی اس حد تک کامیابی ہوئی کہ آج میں اس سلسلہ میں یہ تیسرا مجموعہ شائع کرنے کی توفیق پاتا ہوں واالحمد للہ علی ذالک

مکتوبات کے سلسلہ میں اس وجہ سے پہلی جلد کی اشاعت کے وقت خیال کیا گیا تھا کہ دوسری جلد حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے مکتوبات کی ہوگی مگر بعد میں میری رائے ترتیب کے متعلق یوں ہوئی کہ پہلے ان جلدوں کو شائع کرنا چاہئے جو مختلف مذاہب کے ہادیوں اور لیڈروں کے نام کے مکتوبات ہیں چنانچہ اس جلد میں ان مکتوبات کو جمع کیا گیا ہے جو ہندو- آریہ اور برہمو لوگوں کے نام ہیں- تیسری جلد میں وہ مکتوبات انشاء اللہ ہونگے جو عیسائی مذہب کے لیڈروں کے نام آپ نے لکھے ہیں- غالباً اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۸ء میں پہلی جلد شائع ہوئی تھی اور قریباً چار سال بعد دوسری جلد شائع ہوتی ہے اگر

توقف اور تعویق کا موجب ظاہری وہ مالی مشکلات ہیں جو کارخانہ الحکم کو بوجہ خسارہ مشین پیش آئیں۔ لیکن اب چونکہ میرے مکرم بھائی منشی محمد وزیر خانصاحب اوورسیئر نے جو سلسلہ کے ایک مخلص و مخیر خیلے ممبر ہیں اور میرے ساتھ انھیں دیرینہ محبت ہے) اس سلسلہ تالیفات مکتوبات میں مدد کرنیکا وعدہ فرمایا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو باقی جلدیں جلد شائع ہو سکینگی ؛ والامر بید اللہ

احباب اگر اس سلسلہ تالیفات کی خریداری میں میری حوصلہ افزائی کریں تو خدا کے فضل سے وہ وقت قریب آسکتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور توفیق سے اس عظیم الشان کام کو شروع کردوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری کا ہے یہ سوانح عمری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح عمری ہی نہ ہوگی بلکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک تاریخ ہوگی۔

یہ معمولی محنت کا کام نہیں اس کے لئے ایک خاص اسٹاف کی ضرورت ہوگی اور ہزار ہا ہزار صفحات کی ورق گردانی اور واقعات کا جمع کرنا اور تالیف و ترتیب کا کام ہوگا۔ میں اپنے مخلص احباب کا شکرگذار ہوں کہ وہ مجھے اس کا اہل سمجھتے ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کے اس فضل کا شکرگذار ہوں میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح کا میٹیریل میں نے قریباً جمع کر لیا ہے اس کی ترتیب اور طبع ہی کا کام اب باقی ہے۔ اور یہ اس وقت شروع ہو سکیگا جب اللہ تعالیٰ ایسے مخلص قلوب کو تحریک کریگا جو اس راہ میں اپنا مال نثار کر سکیں ساری توفیقیں اللہ کو ہی ہیں

یہ کتاب صرف ایک ہزار چھاپی گئی ہے جسقدر جلد احباب
اس کی اشاعت میں حصہ لینگے اسیقدر جلد وہ مجھے
دوسری جلد کی اشاعت کا موقعہ دینگے

والسلام

احقر یعقوب علی تراب احمدی اڈیٹر الحکم قادیان
(دفتر الحکم قادیان دارالامان ۲۴ ستمبر ۱۹۱۲ء)

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام کی الٰہی تحریروں کا سلسلہ

نمبر (۴)

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

(جلد سوم)

حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام زماں بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

مکتوبات جو آپ نے وقتاً فوقتاً ہندو۔ آریہ۔ برہمو۔ مذاہب کے لیڈروں کے نام لکھے ہیں۔

جن کو

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن وغیرہ نے مرتب کیا

اور محمد وزیر خان احمدی نے چھپوا کر بمعرفت بکڈپو احمدی

قادیان شایع کیا ۔

(انیس سٹیم پریس لاہور میں چھپا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد ما وجب - آپ کا عنایت نامہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں بذریعہ ڈاک مجکو ملا آپ نے پہلے تو بے تعلق اپنے خط میں یہ قصہ چھیڑ دیا ہے کہ حقیقت میں خدائے قادر مطلق خالق و مالک ارض و سما مسیح ہے اور وہی نجات دہندہ ہے لیکن میں سوچ میں ہوں کہ آپ صاحبوں کی طبیعت کیونکر گوارا کر لیتی ہے کہ ایک آدم زاد خاکی نہاد عاجز بندہ کی نسبت آپ لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہی ہمارا پیدا کنندہ اور رب العلمین ہے یہ خیال آپ کا حضرت مسیح کی نسبت ایسا ہی ہے جیسے ہندو لوگ راجہ رامچندر کی نسبت کہتے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو لوگ کشلیا کے بیٹے کو اپنا پرمیشر بنا رہے ہیں اور آپ حضرت مریم صدیقہ کے صاحبزادہ کو۔ نہ ہندوؤں نے کبھی ثابت کر دکھایا کہ زمین و آسمان میں کوئی ٹکڑا کسی مخلوق کا رامچندر یا کرشن نے پیدا کیا ہے اور نہ آج تک آپ لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت کچھ ایسا ثبوت دیا۔ افسوس کہ جو قوتیں عقل اور ادراک اور فہم و قیاس کے آپ صاحبوں کی فطرت کو عطا کی گئی تھیں آپ لوگوں نے ایک ذرا انکا قدر نہیں کیا۔ اور علوم طبعی اور فلسفی کو پڑھ پڑھا کر ڈبو دیا۔ اور عقلی علوم کی روشنی آپ لوگوں کے دلوں پر ایک ذرا نہ پڑی سادگی اور نا سمجھی کے زمانہ میں جو کچھ گھڑا گیا۔ انہیں باتوں کو آپ لوگوں نے ابتک اپنا دستور العمل بنا رکھا۔ کاش اس زمانہ میں دو چار دن کیلئے حضرت مسیح اور راجہ رامچندر اور کرشن وغیرہ کہ جن کو مخلوق پرستوں نے خدا بنایا ہوا ہے پھر دنیا میں اپنا درشن کرا جاتے تا خود ان لوگوں کا انصاف ملی ان کو ملزم کرتا کہ کیا ان آدم زادوں کو خدا خدا کر کے پکارنا چاہیئے۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ باوجود ان تمام رسوائیوں کے جو آپ لوگوں کے عقاید میں پائی جاتی ہیں پھر آپ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے عقاید عقل کے موافق ہیں۔ میں حیران ہوں کہ جن لوگوں کے یہ اعتقاد ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اپنا قدیمی اور غیر متغیر جلال چھوڑ کر ایک عورت کے پیٹ میں حلول اور ناپاک راہ سے تولد پایا اور دکھ اور تکلیف اٹھاتا رہا اور مصلوب ہو کر مر گیا اور پھر یہ کہ وہ تین بھی ہے اور ایک بھی۔ اور انسان کامل بھی ہے اور خدائے کامل بھی۔ وہ ایسے عقاید کو کیونکر

عقل کے مطابق کر سکتے ہیں اور ایسی نئی فلسفی کونسی ہے۔ جس کے ذریعے سے یہ لغویات معقول ٹھہر سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آپ لوگ معقول طور پر اپنے خوش عقیدہ کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے تو پھر لاچار ہو کر نقل کیطرف بھاگتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں ہمنے پہلی کتابوں میں یعنی بائبل میں دیکھی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم ان کو مانتے ہیں۔ لیکن یہ جواب بھی سراسر پوچ اور ہیچ ہے۔ کیونکہ ان کتابوں میں ہرگز یہ بات درج نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے یا خود رب العلمین ہیں اور دوسرے لوگ خدا کے بندے ہیں بلکہ بائبل پر غور کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کر کے کسی کو پکارنا یہ ان کتابوں کا عام محاورہ ہے۔ بلکہ بعض جگہ خدا کی بیٹیاں بھی لکھی ہیں اور ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ تم سب خدا ہو۔ تو پھر اس حالت میں حضرت مسیح کی کیا خصوصیت رہی ماسوا اس کے ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ منقولات اور اخبار میں صدق اور کذب اور تغیر اور تبدیل کا احتمال ہے۔ خصوصاً جو جو صدمات عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کو پہونچے ہیں اور جس جس خیانت اور تحریفوں کا انہوں نے آپ اقرار کر لیا ہے ان وجوہ سے یہ احتمال زیادہ تر قوی ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی آپ کو سوچنا چاہیئے کہ اگر ہر یک تحریر بغیر ثبوت باضابطہ کے قابل اعتبار ٹھہر سکتی ہے تو پھر آپ لوگ ان قصوں کو کیوں معتبر نہیں سمجھتے کہ جو ہندوؤں کے پستکوں میں رام چندر اور کرشن اور برہما اور بشن وغیرہ کے معجزات کی نسبت اور ان کے بڑے بڑے کاموں کے بارے میں ابتک لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ جیسے مہادیو کے لٹوں سے گنگا کا نکلنا اور مہادیو کا پہاڑ کو اٹھا لینا اور ایسا ہی ارجن کے بھائی راجہ بھیم کے مقابل پر مہادیو کا کشتی کیلئے آنا۔ جس کی پرانوں میں یہ کتھا لکھی ہے کہ مہادیو جی بھینسی کا روپ دھار کر راجہ بھیم کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ بھیم نے چاہا کہ ان سے لڑے۔ مہادیو جی بھاگ نکلے۔ بھیم نے انکا پیچھا کیا۔ تب وہ زمین میں گھس گئی۔ بھیم نے یہ دیکھکر بڑی زور سے انکی پونچھ پکڑ لی۔ اور کہا کہ اب میں نہ جانے دونگا۔ سو پونچھ اور پچھلا دھڑ تو بھیم کے ہاتھ میں رہ گیا۔ اور منہ نیپال کے پہاڑ میں جا نکلا۔ اسی وجہ سے منہ کی پوجا نیپال میں ہوتی ہے۔ اور پونچھ اور پچھلے دھڑ کی کدار ناتھ میں۔ اب دیکھئے کہ جو کچھ عقیدہ آپ نے بنا رکھا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کی روح حضرت مریم کے

مریم کے رحم میں گھس گئے۔ اور گھسنے کے بعد اس نے ایک نیا روپ دھار لیا جس سے وہ کامل خدا بھی بنے رہے اور کامل انسان بھی ہو گئے۔ کیا یہ قصہ بھیم اور مہادیو کے قصہ سے کچھ کم ہے۔ پھر آپ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو گئی ہے۔ مگر میں آپ لوگوں میں نجات کی کوئی علامت نہیں دیکھتا۔ اور اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ مجھ کو بتلا دیں کہ وہ کون سے انوار اور برکات اور قبولیت الٰہی کے نشان آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں جن سے دوسرے لوگ محروم رہے ہوئے ہیں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ایمانداروں اور بے ایمانوں اور ناجیوں اور غیر ناجیوں میں ضرور مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے۔ مگر پادری صاحب آپ ناراض نہ ہوں۔ وہ علامات جو ایمانداروں میں ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ جنکو حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی دوتین جگہ انجیل میں لکھا ہے۔ وہ آپ لوگوں میں مجھکو نظر نہیں آتے۔ بلکہ وہ نشان سچے مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور انہیں میں ہمیشہ پائے گئے ہیں اور انہیں نشانوں کے ظاہر کرنے کیلئے اس عاجز نے آپ صاحبان کی خدمت میں رجسٹری کرا کر خط لکھے اور بیس ہزار اشتہار تقسیم کیا اور کوئی دقیقہ ابلاغ اور اتمام حجت کا باقی نہ رکھا۔ تا خدا کرے کہ آپ لوگوں کو حق کے دیکھنے کیلئے شوق پیدا ہو۔ اور جو مقبول اور مردود میں فرق ہونا چاہیئے۔ وہ آپ بچشم خود دیکھ لیں اور اچھے درختوں کے اچھے پھل اور اچھے پھول بذات خود ملاحظہ کریں۔ مگر افسوس کہ میری اسقدر سعی اور کوشش سے آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب میدان میں نہیں آئے۔ اب آپ نے یہ خط لکھا ہے۔ مگر دیکھیئے کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے خط میں تین شرطیں لکھی ہیں۔ پہلے آپ یہ لکھتے ہیں کہ چھ سو روپیہ یعنی تین ماہ کی تنخواہ بطور پیشگی ہمارے پاس گوجرانوالہ میں بھیجا جاوے اور نیز مکان وغیرہ کا انتظام اسی عاجز کے ذمہ رہے اور اگر کسی نوع کی دقت پیش آوے تو فوراً آپ گوجرانوالہ میں واپس چلے جاویں گے اور جو روپیہ آپ کو مل چکا ہو اس کو واپس لینے کا استحقاق اس عاجز کو نہیں رہے گا۔ یہ پہلی شرط ہے جو آپ نے تحریر فرمائی ہے۔ لیکن گزارش خدمت کیا جاتا ہے کہ روپیہ کسی حالت میں قبل از انفصال امر کے جسکے بعد بحالت مغلوب ہونیکے روپیہ دینے کا اقرار ہے آپ کو نہیں مل سکتا۔ ہاں البتہ یہ روپیہ آپ کی تسلی اور اطمینان قلبی کیلئے کسی بنک سرکاری میں جمع ہو سکتا ہے۔ یا کسی مہاجن کے پاس رکھا جا سکتا ہے۔ غرض جس طرح چاہیں روپیہ کی بابت ہم آپ کی

تسلی کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے ہاتھ میں نہیں دے سکتے۔ اور یہ بات سچ اور قریب انصاف بھی ہے۔ کہ جب تک فریقین میں جو امر متنازعہ فیہ ہے وہ تصفیہ نہ پا جاوے۔ تب تک روپیہ کسی ثالث کے ہاتھ میں رہنا چاہیئے۔ امید ہے کہ آپ جو طالب حق ہیں۔ اس بات کو سمجھ جائیں گے۔ اور اس کے برخلاف اصرار نہیں کریں گے۔ اور جو اسی شرط کے دوسرے حصہ میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ اگر مکان وغیرہ کے بارے میں کسی نوع کی ہم کو دقت پہونچی تو ہم فوراً گوجرانوالہ میں آ دیں گے۔ اور جو روپیہ جمع کرایا گیا ہے ہمارا ہو جائے گا۔ یہ شرط آپ کی ہی ایسی وسیع الذیل ہے کہ ایک بہانہ جو آدمی کو اس سے بہت گنجائش مل سکتی ہے۔ کیونکہ مکان بلکہ ہر ایک چیز میں نکتہ چینی کرنا بہت آسان ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس جگہ کا آب و ہوا ہم کو مخالف ہے۔ ہم بیمار ہو گئے۔ مکان میں بہت گرمی ہے۔ فلاں چیز ہم کو وقت پر نہیں ملتی۔ فلاں فلاں ضروری چیزوں سے مکان خالی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب ایسی ایسی نکتہ چینیوں کا کہاں تک تدارک کیا جائیگا۔ سو اس بات کا انتظام اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دو دن کیلئے خود قادیان میں آ کر مکان کو دیکھ بھال لیں اور اپنے ضروریات کا بالمواجہ تذکرہ اور تصفیہ کر لیں تا جہانتک مجھ سے بن پڑے آپ کی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے کوشش کروں۔ اور پھر بعد میں نکتہ چینی کی گنجائش نہ رہے ماسوا اس کے یہ عاجز تو اس بات کا ہرگز دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی کو اپنے مکان میں فروکش کر کے جو کچھ نفس امارہ اس کا اسباب عیش و تنعم مانگتا جاوے وہ سب اس کیلئے مہیا کرتا جاؤں گا۔ بلکہ اس خاکسار کا یہ عہد و اقرار ہے کہ جو صاحب اس عاجز کے پاس آئیں ان کو اپنے مکان میں سے اچھا مکان اور اپنی خوراک کے موافق خوراک دیجا دے گی۔ اور جس طرح ایک عزیز اور پیارے مہمان کی حتی الوسع دلجوئی و خدمت و تواضع کرنی چاہیئے اسی طرح ان کی بھی کی جائے گی۔ اپنی طاقت اور استطاعت کے موافق برتاؤ

اور معاملہ ہوگا۔ اور اپنے نفس سے زیادہ اکل و شرب میں ان کی رعایت رکھی جاوے گی۔ ہاں اگر کوئی اس قسم کی تکلیف ہو۔ جس کو اس گاؤں میں ہم لوگ اُٹھاتے ہیں اور اس کا دفع اور ازالہ ہماری طاقت اور استطاعت سے باہر ہے۔ اس میں ہمارے مہمان ہماری حالت کے شریک رہیں گے اور اس بات کو آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ مگر ہر یک منصف سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس حالت میں ہم نے دو سو روپیہ ماہواری دینا قبول کیا اور اس کے ادا کے لئے ہر طرح تسلی بھی کر دی تو ہم نے اپنے اس فرض کو ادا کر دیا۔ یا جو کسی کا پورا پورا ہرجہ دینے کے لئے ہمارے سر پر تھا۔ رہا تجویز مکان و دیگر لوازم مہمانداری سو یہ زوائد ہیں جن کو ہم نے محض حسن اخلاق کے طور پر اپنے ذمہ آپ سے لیا ہے۔ ورنہ ہر یک با انصاف آدمی جانتا ہے کہ جس شخص کو پورا پورا ہرجہ اس کی حیثیت کے موافق بلکہ اس سے بڑھ کر دیا جائے تو پھر اور کوئی مطالبہ اس کا بیجا ہے۔ اس کو تو خود مناسب ہے کہ اگر زیادہ تر آرام پسند اور آسایش دوست ہے تو اپنی آسایش کے لئے آپ بندوبست کرے جیسا اس حالت میں بندوبست کرتا۔ کہ جب وہ دو سو روپیہ نقد کسی اور جگہ سے بطور نوکری پاتا۔ غرض جس قدر علاوہ ادائے ہرجہ کے ہم سے کسی کی خدمت ہو جائے۔ اس میں تو ہمارا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ ہم نے علاوہ اصل شرط کے بطور مہمانی کے اس کو رکھا۔ نہ کہ الٹی نکتہ چینی کیجائے کیونکہ یہ تو تہذیب اور اخلاق اور انصاف سے بہت بعید ہے اور اس مقام میں مجکو ایک سخت تعجب یہ ہے کہ اگر ایسے شرائط جو آپ نے پیش کئے کوئی اور شخص کسی فرقہ مخالف کا پیش کرتا تو کچھ بعید نہ تھا۔ مگر آپ لوگ تو حضرت مسیح علیہ السلام کے خادم اور تابع کہلاتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا دم مارتے ہیں۔ سو یہ کیسی بھول کی بات ہے کہ آپ حضرت مسیح کی سیرت کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح ایک مسکین اور درویش

طبع آدمی تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی میں کوئی اپنا گھر نہ بنایا اور کسی نوع کا اسباب عیش و عشرت اپنے لئے مہیا نہ کیا۔ تو پھر آپ فرماویں کہ آپ کو ان کی پیروی کرنا لازم ہے یا نہیں؟ جب تک آپ کی زندگی مسیح کی زندگی کا نمونہ نہ بنیں۔ تب تک آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح کے سچے پیرو ہیں۔ سو اب آپ غور کر لیں کہ یہ کسقدر نازیبا بات ہے کہ جو آپ پہلے ہی اپنے عیش و عشرت کے لئے مجھسے شرطیں کر رہے ہیں آپ پر واضح ہو کہ یہ عاجز مسیح کی زندگی کے نمونہ پر چلتا ہے۔ کسی باغ میں امیرانہ کوٹھی نہیں رکھتا اور اس عاجز کا گھر اس قسم کی عیش و نشاط کا گھر نہیں ہو سکتا۔ جس کی طرف دنیا پرستوں کی طبیعتیں راغب اور مایل ہیں۔ ہاں اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق مہمانوں کے لئے خالصاً للہ مکانات بنا رکھے ہیں اور جہاں تک بس چلسکتا ہے۔ انکی خدمت کے لئے آمادہ و حاضر ہوں سو اگر ایسے مکانات میں گذارہ کرنا چاہیں تو بہتر ہے کہ اول آکر اُن کو دیکھ لیں۔ لیکن اگر آپ تنعم پسند لوگوں کی طرح مجھسے یہ درخواست کریں کہ میرے لئے ایک ایسا شیش محل چاہیئے۔ جو ہر ایک طرح کے فرش فروش سے آراستہ ہو۔ جابجا تصویریں لگی ہوئی اور مکان سجا ہوا اور بوتلوں میں مست اور منزالاکر نیوالی چیز بھری ہوئی رکھی ہو۔ اور ارد گرد مکان کے ایک خوش نما باغ اور چاروں طرف اس کے نہریں جاری ہوں اور دس بیس خدمتگار غلاموں کی طرح حاضر ہوں تو ایسا مکان پیش کرنیسے مجبور اور معذور ہوں بلکہ ایک سادہ مکان جو ان تکلیفات سے خالی۔ لیکن معمولی طور پر گذارہ کرنیکا مکان ہو موجود اور حاضر ہے اور مکرر کہتا ہوں کہ آپ کو پُر تکلف مکانات اور دوسرے لوازم سے گریز کرنا چاہیئے تا آپ میں مسیح کی زندگی کے علامات ظاہر ہو جائیں اور میں ہرگز خیال نہیں کرتا کہ یہ مکان آپ کو کچھ تکلیف دہ ہوگا۔ بلکہ مجھے کامل تسلی ہے کہ ایک فقر گذار آدمی ایسے مکان میں رہ کر کوئی کلمہ شکوہ شکایت کا منہ پر نہیں لائیگا۔ کیونکہ مکان وسیع موجود ہے۔ اور گذارہ کرنیکے لئے سب کچھ ملسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر آپ بعد ملاحظہ مکان چند معمولی اور جایز باتوں

میں جو ہماری طاقت میں ہوں فرمایش کریں تو وہ بھی بفضلہ تعالیٰ میسر آسکتے ہیں۔ مگر بہر حال پہلے آپ کا تشریف لانا ازبس ضروری ہے۔ پھر آپ دوسری شرطیں یہ لکھتے ہیں کہ الہام اور معجزہ کا ثبوت ایسا چاہیئے۔ جیسے کتاب اقلیدس میں ثبوت درج ہیں۔ جن سے ہمارے دل قایل ہو جائیں۔ اس میں اول عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزہ کا لفظ صرف اُسی محل میں بولا کرتے ہیں جب کوئی خارق عادت کسی نبی اور رسول کیطرف منسوب ہو لیکن یہ عاجز نہ نبی نہ رسول ہے صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت و متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزون ہے نہ معجزہ کا اور ایسا ہی ہم لوگوں کے بول چال میں آتا ہے۔ اور جو اقلیدس کی طرح ثبوت مانگتے ہیں۔ اس میں یہ عرض ہے کہ جس قدر بفضلہ تعالےٰ روشن نشان آپ کو دکھلائے جائیں گے باقی رہا اُن کے ثبوت اقلیدس کا جو اکثر دوائرہ موہومہ پر مبنی ہے ناکارہ اور ہیچ ہے۔ اقلیدس کے ثبوتوں میں کئی محل گرفت کی جگہ ہیں اور ان ثبوتوں کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے کوئی کہے۔ کہ اگر اول آپ بلا دلیل کسی ایک چارپایہ کی نسبت یہ مان لیجئے کہ یہ چارپایہ نجاست کھا لیتا ہے اور بیں بیں کرتا ہے اور بدن پر اس کے اون ہے تو ہم ثابت کر چکے کہ وہ بھیڈ کا بچہ ہے۔ ایسا ہی اقلیدس کے بیانات میں اکثر جگہ تناقض ہے۔ جیسے اول وہ آپ ہی لکھتا ہے۔ نقطہ وہ شئے ہے جس کی کوئی جزو نہ ہو جیسے بالکل قابل انقسام نہ ہو۔ پھر وہ دوسری جگہ آپ ہی تجویز کرتا ہے کہ ہر یک خط کے دو ٹکڑے ایسے ہو سکتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقدار میں برابر ہوں۔ اب فرض کرو کہ ایک خط مستقیم ایسا ہے جو نو نقطوں سے مرکب ہے اور موجب دعویٰ اقلیدس کے ہم چاہتے ہیں جو اس کے دو مساوی ٹکڑے کریں۔ تو اس صورت میں یا تو یہ امر خلاف قرارداد پیش آئیگا۔ کہ ایک نقطہ کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور یا یہ دعویٰ اقلیدس کا کہ ہر یک خط مستقیم دو ٹکڑے مساوی ہو سکتا ہے غلط ٹھیرے گا۔ غرض اقلیدس بہت سی غلطی اور بے ثبوت باتیں بھری ہوئی ہیں جنکو جاننے والے

ع۱ یہ آپ کی سچائی کی دلیل ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس رمز ثبوت کو نہیں کھولا آپ نے بھی دعویٰ نہ کیا (ایڈیٹر)

خوب جانتے ہیں۔ مگر آسمانی نشان تو وہ چیز ہے کہ وہ خود منکر کی ذات پر ہی وارد ہو کر حق الیقین تک اس کو پہونچا سکتا ہے۔ اور انسان کو بجز اس کے ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ سو آپ تسلی رکھیں کہ اقلیدس کے ناچیز خیالات کو اُن عالی مرتبہ نشانوں سے کچھ نسبت نہیں "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" ع۱ اور یہ نہیں کہ صرف اس عاجز کے بیان پر ہی ہر رہیگا بلکہ یہ فیصلہ بذریعہ ثالثوں کے ہو جائے گا۔ اور جب تک ثالث لوگ جو فریقین کے مذہب سے الگ ہوں گے یہ شہادت نہ دیں کہ ہاں فی الحقیقت یہ خوارق اور پیشگوئیاں انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ تب تک آپ غالب اور یہ عاجز مغلوب سمجھا جائیگا۔ لیکن درصورت ملجانے ایسی گواہیوں کے جو ان خوارق اور پیشگوئیوں کو انسانی طاقت سے بالاتر قرار دیتی ہوں۔ تو آپ مغلوب اور میں بفضلہ تعالیٰ غالب ہوں گا۔ اور اسی وقت آپ پر لازم ہوگا کہ اسی جگہ قادیان میں بغرض اسلام مشرف ہو جائیں۔ پھر آپ اپنے خط کے اخیر پر یہ لکھتے ہیں۔ کہ اگر شرایط مذکورہ بالا کو قبول نہیں فرماؤ گے۔ تو آپ کا حال اور یہ شرایط چند اخبار ہند میں شایع کئے جائیں گے۔ سو مشفق من جو کچھ حق تھا آپ کی خدمت میں لکھ دیا گیا ہے اور یہ عاجز آپ کے حالات شایع کرنے کرانے سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ بلکہ خدا جانے آپ کب اور کس وقت اپنی طرف سے اخباروں میں یہ مضمون درج کرائیں گے۔ مگر یہ خاکسار تو آج ہی کی تاریخ میں ایک نقل اس خط کی بعض اخبارون میں درج کرنیکے لئے روانہ کرتا ہے۔ اور آپ کو یہ خوش خبری پہلے سے سنا دیتا ہے تا آپ کی تکلیف کشی کی حاجت نہ رہے۔ اور من بعد جو کچھ آپ کیطرف سے ظہور میں آئیگا۔ وہ بھی بیس روز تک انتظار کر کے چند اخباروں میں چھپوا دیا جاویگا۔ اور اگر آپ کچھ غیرت کو کام میں لا کر قادیان میں آگئے تو پھر آپ دیکھیں کہ خداوند کریم کس کے ساتھ ہے اور کس کی حمایت اور نصرت کرتا ہے اور پھر اس وقت آپ پر یہ بھی کھل جائے گا کہ کیا سچا اور حقیقی خدا جو خالق اور مالک ارض و سما ہے وہ حقیقت میں ابن مریم ہے یا وہ خدا ازلی و ابدی غیر متغیر و قدوس جس پر ہم لوگ ایمان لائے ہیں ہے

میں اسی خدا کے کامل اور صادق کی آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور تشریف لاویں ضرور آویں اگر وہ قسم آپ کے دل پر موثر نہیں تو پھر اتمام الزام کی نیت سے آپ کو حضرت مسیح کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا توقف نہ کریں تا حق اور باطل میں جو فرق ہے وہ آپ پر کھل جائے اور جو صادقوں اور کاذبوں میں مابہ الامتیاز ہے وہ آپ پر روشن ہو جائے والسلام علی من اتبع الھدیٰ

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت | کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور
من ایستادہ ام اینک تو ہم بیا بشتاب | کہ تا سیاہ شود روئے کاذب مغرور

(خاکسار آپ کا خیر خواہ مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور)

مکتوب نمبر (۲) (پادری جوالا سنگھ کے نام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشفقی پادری جوالا سنگھ صاحب :-

بعد ماوجب چند روز ہوئے کہ آپ کا ایک طول طویل خط پہونچا۔ مگر میں اپنے ضروری کاموں کے باعث جواب نہ لکھ سکا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے کس قدر جلدی اپنے پہلے خط کے مضمون کے مخالف یہ خط لکھ دیا۔ آپ کا خط موجود ہے جس میں آپ نے دعوے کیا تھا۔ کہ جو نشان چاہو میں دکھلا سکتا ہوں اور خداوند مسیح میری آواز سنتا ہے۔ اسی بنا پر میں نے جواب لکھا تھا کہ مجھے ضرور نہیں کہ میں اپنی طرف سے درخواست کروں کہ ایسا نشان دکھلاؤ۔ بلکہ واجب ہے کہ ان نشانوں کے موافق دکھلاؤ۔ جو خود آپ کے خداوند نے آپ کی ایمانداری کی نشانیاں قرار دی ہیں اور اگر ایسا نشان دکھلا نہ سکو

تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑے گی یا تو یہ کہ آپ ایماندار نہیں۔ اور یا یہ کہ جس نے ایسی نشانیاں قرار دی ہیں وہ کذّاب اور دروغگو ہے جو جھوٹے وعدوں کی بنا پر اپنے مذہب کو چلانا چاہتا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے میرے اس سوال کا کیا جواب دیا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ آپ نے اپنے خط میں ایسا ہی لکھا ہے کہ میں جو نشان چاہو دکھلا سکتا ہوں۔ اور خداوند مسیح میری آواز سنتا ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے تو اب آپ کو اس خداوند مسیح کی نسبت اتنی جلدی کیوں شک پڑ گیا۔ اور آپ کا اپنے دوسرے خط میں یہ جواب لکھنا کہ پہلے آپ نشان دکھلاؤ۔ پھر اس قسم کا نشان میں دکھلاؤں گا۔ یہ صریح وعدہ شکنی ہے۔ دعویٰ کر کے پھر اس دعویٰ سے منہ پھیر لینا کیا یہ حق کے طالبوں کی نشانی ہے۔ جو شخص کسی نشان دکھلانے کیلئے توفیق دیا گیا ہے۔ وہ پہلے بھی دکھا سکتا ہے اور بعد بھی اچھا ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ نشان دیکھنے کے بعد ہی نشان دکھلا دیں۔ لیکن آپ صاف طور پر اپنا اقرار تحریری لکھ بھیجیں۔ کہ کسی نشان کے دیکھنے کے بعد یا تو میں اس کے مقابل یہ نشان دکھلاؤں گا۔ اور یا بلا توقف مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور اگر ایسا نہ کروں تو خدا تعالیٰ کی لعنت میرے پر ہو۔ پھر اس تحریر کے بعد ہم آپ کی پہلی تحریر کا آپ سے مواخذہ کریں گے اور یہ آپ کا کہنا کہ ہم کسی کوٹھڑی میں بیٹھ جائیں اور اس میں نشان دکھلاویں گے۔ یہ قرآن کریم کی تعلیم نہیں اور انجیل میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شاید کوٹھڑیوں کا پرانا خیال ہندوؤں کی تعلیم سے آپ کے دل میں باقی رہا ہو۔ ہم لوگ اپنے رب کریم کی تعلیم سے قدم باہر نہیں رکھ سکتے۔ وہاں یہ حکم ہے کہ میدان میں آؤ۔ اور میدانوں میں اپنے دشمنوں کو ملزم کرو۔ سو ہم اپنے روشن چراغ کو کسی کوٹھڑی کے اندر چھپا نہیں سکتے۔ بلکہ میدان کی اس اونچی جگہ پر رکھیں گے۔ جس سے دور دور تک روشنی جائے۔ اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ ان خطوط کی دوسرے کو

خبر نہ ہو میں نہیں سمجھتا کہ یہ قول کس تعلیم کی بنا پر ہے۔ ہم کسی کام میں مخلوق سے نہیں ڈرتے۔ اگر یہ ثابت ہو کہ درحقیقت ابن مریم خدا ہے۔ تو سب سے پہلے ہم اس پر ایمان لاویں اور کسی بیعزتی اور مرنے سے نہ ڈریں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ عاجز انسان ہے۔ اور ہم میں سے ایک کی بھی آواز نہیں سن سکتا۔ اور پھر اگر آپ طالب حق ہیں۔ تو اس بحث کو کیوں چھپاتے ہیں۔ کیا یہ اندیشہ ہے کہ اگر پادریوں کو خبر ہو گئی۔ تو آپ نوکری سے برخاست کئے جائیں گے۔ یا کوئی وظیفہ بند کیا جائیگا۔ چھپ چھپ کر بحث کرنا ایمان داروں کا کام نہیں۔ اور پھر آپ کا یہ فرمانا کہ قرآن مسیح کے معجزات کا مصدق ہے۔ کس قدر آپ کی بے خبری ثابت کرتا ہے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا۔ کبھی اس نے خدائی کا دعویٰ نہ کیا۔ اور اگر خدائی کا دعویٰ کرتا۔ تو میں اُسے جہنم میں ڈالتا۔ اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ملی۔ کیونکہ مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر دی گئی۔ اور مسیح آنجناب پر ایمان لایا۔ اور بوجہ اس ایمان کے مسیح نے نجات پائی۔ پس قرآن کے رو سے مسیح کے منجی پاک ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر قرآن مجید نے ایسے مسیح کی تصدیق کہاں کی۔ جو اپنے تئیں خدا ٹھیراتا ہے۔ بلکہ اس مسیح کی تصدیق کی جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور ایک عاجز بندہ کہلوایا۔ یہ سچ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم سے جو خدا تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا ہے۔ بعض معجزات بھی صادر ہوئے ہیں مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ مسیح کی وہی تعلیم تھی۔ جس پر آپ لوگ اصرار کر رہے ہیں اور کیا اس سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ جس ایمان کی طرف مسیح نے آپ کو بلایا تھا۔ وہ ایمان آپ کو حاصل ہے۔ اے عزیز ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ جب تک مسیح کے قول کے موافق آپ میں ایمانداروں کی نشانیاں پائی نہ جائیں۔ اور اگر آپ قرآن کریم

کی اس تصدیق سے کچھ فایدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ کہ اس نے مسیح کو صاحب معجزہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی تصدیق سے مسلمانوں پر اپنی حجت قایم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اول لازم ہے کہ مسیح کی شرط کے موافق اپنے تئیں ایماندار ثابت کریں۔ مسیح تو ایک طور پر آپ لوگوں کو بے ایمان کہہ چکا گویا کہہ چکا۔ کہ ان لوگوں سے دور رہو۔ یہ مجھ میں سے نہیں ہیں۔ تو اس صورت میں آپ کو مسیح سے تعلق کیا۔ اور مسیح کو آپ سے کیا۔ اور آپ کو مسلمانوں سے بحث کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ جب تک کہ انجیل کے رو سے اپنے تئیں سچا مسیحی ثابت نہ کریں۔ مجھے یاد ہے تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ پادری ڈاکٹر وائیٹ بریخٹ صاحب جو شہر بٹالہ میں متعین ہیں ملاقات کیلئے معہ ایک دیسی عیسائی کے میرے مکان پر آئے تو میں نے کہا کہ پادری صاحب سچ کہیں کہ اس وقت کے عیسائی انجیل کے علامات کے رو سے سچے عیسائی کہلا سکتے ہیں۔ تو پادری صاحب کے منہ سے صاف یہی نکل گیا۔ کہ نہیں! ۔ پادری صاحب بٹالہ میں زندہ موجود ہیں دریافت کرلیں کہ آیا یہ میرا بیان صحیح ہے یا نہیں؟ پھر اگر قرآن نے مسیح کی تصدیق کی تو آپ لوگوں کو اس تصدیق سے کیا فایدہ جب تک انجیل کے علامات کے رو سے اپنے تئیں ایماندار ثابت نہ کریں۔ اور یاد رکھیں کہ یہ ہرگز ممکن نہیں تمام باتیں آپ کی دروغ اور لاف ہے۔ انسان کا پرستار آسمان سے مدد نہیں پا سکتا۔ جواب سے جلدی مسرور فرماویں۔ اور بعض الفاظ اگر تلخ ہوں تو معاف فرماویں۔ کیونکہ راست گوئی کو تلخی لازم پڑی ہوئی ہے ٭

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۳ جون ۱۸۹۳ء)

مکتوب نمبر (۳) (پادری فتح مسیح کے نام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ امابعد واضح ہو کہ
چونکہ پادری فتح مسیح متعین فتحگڈھ ضلع گورداسپور نے ہماری طرف ایک خط نہایت
گندہ بھیجا۔ اور اس میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر زنا کی
تہمت لگائی اور سوا اس کے اور بہت سے الفاظ بطریق سب و شتم
استعمال کئے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس کے خط کا جواب شائع کر
دیا جاوے۔ لہذا جواب شائع کیا گیا۔ امید کہ پادری صاحبان اس کو غور سے
پڑھیں۔ اور اس کے الفاظ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ کیونکہ یہ تمام پیرایہ میاں فتح
مسیح کے سخت الفاظ اور نہایت ناپاک گالیوں کا نتیجہ ہے۔ تاہم ہمیں حضرت
مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا بہرحال لحاظ ہے۔ اور صرف فتح مسیح کے سخت
الفاظ کے عوض میں ایک فرضی مسیح کا بالمقابل ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی سخت
مجبوری سے۔ کیونکہ اس نادان نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو نکالی ہیں۔ اور ہمارا دل دکھایا ہے اور اب ہم اس
کے خط کا جواب ذیل میں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا

مشفقی پادری صاحب۔ بعد ما وجب اس وقت مجھے بہت کم فرصت ہے
مگر میں نے جب آپ کا وہ خط دیکھا جو آپ نے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب
کے نام بھیجا تھا۔ مناسب سمجھا کہ اپنے اس رسالہ کی جو زیر تالیف ہے۔ خود ہی
آپ کو بشارت دوں تا آپ کو زیادہ تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہ رہے یاد رہے

یہ رسالہ ایسا ہوگا۔ کہ آپ بہت ہی خوش ہو جائیں گے۔ آپ کی ان مہربانیوں
کی وجہ سے جو اب کے دفعہ آپ کے خط میں بہت ہی پائی جاتی ہیں۔ میں نے
مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اس رسالہ کی وجہ اشاعت صرف آپ ہی
کی درخواست قرار دیجاوے۔ کیونکہ جس مضمون کے لکھنے کیلئے اب ہم طیار
ہیں۔ اگر آپ کا یہ خط نہ آیا ہوتا۔ جس میں جناب مقدس نبوی اور حضرت
عائشہ صدیقہ اور سودہ کی نسبت آپ نے بدزبانی کی ہے۔ تو شاید
وہ مضمون دیر کے بعد نکلتا۔ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہوئی کہ آپ ہی محرک
ہوگئے۔ امید ہے کہ دوسرے پادری صاحبان آپ پر بہت ہی خوش ہونگے
اور کچھ تعجب نہیں کہ ہمارا رسالہ نکلنے کے بعد آپ کی کچھ ترقی بھی ہو جاوے۔ پادری
صاحب ہمیں آپ کی حالت پر رونا آتا ہے کہ آپ زبان عربی سے تو
بے نصیب تھے ہی۔ مگر وہ علوم جو دینیات سے کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے طبعی
اور طبابت ان سے بھی آپ بے بہرہ ہی ثابت ہوئے۔ آپ نے جو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرکے نو برس کی رسم شادی کا ذکر لکھا ہے اول
تو نو برس کا ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ثابت نہیں اور
نہ اس میں کوئی وحی ہوئی اور نہ اخبار متواترہ سے ثابت ہوا کہ ضرور نو برس ہی
تھے۔ صرف ایک راوی سے منقول ہے۔ عرب کے لوگ تقویم پترے
نہیں رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ امی تھے۔ اور دو تین برس کی کمی بیشی ان کی
حالت پر نظر کرکے ایک عام بات ہے۔ جیسے کہ ہمارے ملک میں بھی اکثر ناخواندہ
لوگ دو چار برس کے فرق کو اچھی طرح محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ پھر اگر فرض کے طور
پر تسلیم بھی کرلیں کہ فی الواقع دن دن کا حساب کرکے نو برس ہی تھے۔ لیکن پھر بھی
کوئی عقلمند اعتراض نہیں کرے گا۔ مگر احمق کا کوئی علاج نہیں۔ ہم آپ کو اپنے
رسالہ میں ثابت کرکے دکھاویں گے کہ حال کے محقق ڈاکٹروں کا اس پر اتفاق ہو چکا
ہے کہ نو برس تک بھی لڑکیاں بالغ ہو سکتی ہیں۔ بلکہ سات برس تک بھی اولاد ہو سکتی ہے

اور بڑے بڑے مشاہدات سے ڈاکٹروں نے اس کو ثابت کیا ہے اور خود صدہا لوگوں کی یہ بات چشمدید ہے کہ اسی ملک میں آٹھ آٹھ نو نو برس کی لڑکیوں کے یہاں اولاد موجود ہے۔ مگر آپ پر تو کچھ بھی افسوس نہیں اور نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ صرف متعصب ہی نہیں بلکہ اول درجہ کے احمق بھی ہیں۔ آپ کو اب تک اتنی خبر بھی نہیں کہ گورنمنٹ کے قانون عوام کی درخواست کے موافق ان کی رسم اور سوسائٹی کی عام وضع کی بنا پر طیار ہوتے ہیں۔ اُن میں فلاسفروں کی طرز پر تحقیقات نہیں ہوتی۔ اور جو بار بار آپ گورنمنٹ انگریزی کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے شکر گذار ہیں۔ اور اس کے خیر خواہ ہیں۔ اور جب تک زندہ ہیں رہیں گے مگر تاہم ہم اس کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے اور نہ اس کے قوانین کو حکیمانہ تحقیقاتوں پر مبنی سمجھتے ہیں بلکہ قوانین بنانیکا اصول رعایا کی کثرت رائے ہے۔ گورنمنٹ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوتی۔ تا وہ اپنے قوانین میں غلطی نہ کرے۔ اگر ایسے ہی قوانین محفوظ ہوتے تو ہمیشہ نئے نئے قانون کیوں بنتے رہتے۔ انگلستان میں لڑکیوں کی بلوغ کا زمانہ (۱۸) برس قرار دیا گیا ہے۔ اور گرم ملکوں میں تو لڑکیاں بہت جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ آپ اگر گورنمنٹ کے قوانین کو کالوحی من السماء سمجھتے ہیں کہ اُن میں امکان غلطی نہیں تو ہمیں بواپسی ڈاک اطلاع دیں تا انجیل اور قانون کا تھوڑا سا مقابلہ کر کے آپ کی کچھ خدمت کی جائے غرض گورنمنٹ نے اب تک کوئی اشتہار نہیں دیا کہ ہمارے قوانین بھی توریت اور انجیل کیطرح خطا اور غلطی سے خالی ہیں۔ اگر آپ کو کوئی اشتہار پہنچا ہو تو اس کی ایک نقل ہمیں بھی بھیجدیں۔ پھر اگر گورنمنٹ کے قوانین خدا کی کتابوں کی طرح خطا سے خالی نہیں تو اُن کا ذکر کرنا یا تو حمق کی وجہ سے ہے یا تعصب کے سبب سے مگر آپ معذور ہیں۔ اگر گورنمنٹ کو اپنے قانون پر اعتماد تھا تو کیوں ان ڈاکٹروں کو سزا نہیں دی۔ جنہوں نے حال میں یورپ میں بڑی تحقیقات سے نو برس بلکہ سات برس کو ہی بعض عورتوں کے بلوغ کا زمانہ قرار دیدیا ہے اور ۹ برس کی عمر کے متعلق آپ

اعتراض کر کے پھر توریت یا انجیل کا کوئی حوالہ نہ دے سکے۔ صرف گورنمنٹ کے قانون کا ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا توریت اور انجیل پر ایمان نہیں رہا۔ ورنہ نو برس کی حرمت یا تو توریت سے ثابت کرتے یا انجیل سے ثابت کرنی چاہیئے تھی پادری صاحب یہی تو دجل ہے کہ الہامی کتب کے مسایل میں آپ نے گورنمنٹ کے قانون کو پیش کر دیا۔ اگر آپ کے نزدیک گورنمنٹ کے قانون کی تمام باتیں خطا سے خالی ہیں اور الہامی کتابوں کیطرح بلکہ ان سے افضل ہیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جن نبیوں نے خلاف قانون انگریزی کئی لاکھ شیر خوار بچے قتل کئے اگر وہ اس وقت ہوتے تو گورنمنٹ اُن سے کیا معاملہ کرتی۔ اگر وہ لوگ گورنمنٹ کے سامنے چالان ہو کر آتے جنہوں نے بیگانی کھیتوں کے خوشے توڑ کر کھا لئے تھے تو گورنمنٹ ان کو اور ان کے اجازت دینے والے کو کیا سزا دیتی۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ وہ شخص جو انجیر کا پھل کھانے دوڑا تھا۔ اور انجیل سے ثابت ہے کہ وہ انجیر کا درخت اس کی ملکیت نہ تھا۔ بلکہ غیر کی ملک تھا۔ اگر وہ شخص گورنمنٹ کے سامنے یہ حرکت کرتا تو گورنمنٹ اس کو کیا سزا دیتی انجیل سے یہ بھی ثابت ہے کہ بہت سے سور جو بیگانہ مال تھے اور جن کی تعداد بقول پادری کلارک دو ہزار تھی۔ مسیح نے تلف کئے۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ تعزیرات کی رو سے اس کی سزا کیا ہے۔ بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے۔ جو اب جلد لکھیں تا اور بہت سے سوال کئے جائیں۔

پادری صاحب آپ کا یہ خیال کہ نو برس کی لڑکی سے جماع کرنا زنا کے حکم میں ہے۔ سراسر غلط ہے۔ آپ کی ایمانداری یہ تھی کہ آپ انجیل سے اس کو ثابت کرتے۔ انجیل نے آپ کو دھکے دیئے اور وہاں ہاتھ نہ پڑا تو گورنمنٹ کے پیروں پر آپ گرے یاد رکھیں کہ یہ گالیاں محض شیطانی تعصب سے ہیں جناب مقدس نبوی کی نسبت فسق و فجور کی تہمت لگانا یہ افترا شیطانی لوگوں کا کام ہے۔ ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر

بعض بد ذات اور خبیث لوگوں نے سخت افترا کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلید دل نے لعنۃ اللہ علیہم پہلے نبی کو زانی قرار دیا جیسا کہ آپ نے اور دوسرے کو ولد زنا کہا جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔ آپ کو چاہیئے کہ ایسے اعتراضوں سے پرہیز کریں۔

اور یہ اعتراض کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اپنی بیوی سودہ کو پیرانہ سالی کے سبب سے طلاق دینے کیلئے مستعد ہو گئے تھے۔ سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسی روایتیں کی ہیں۔ وہ اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ کہ کس شخص کے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارادہ ظاہر کیا۔ پس اصل حقیقت جیسا کہ کتب معتبرہ احادیث میں مذکور ہے یہ ہے کہ خود سودہ نے ہی اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے دل میں یہ خوف کیا کہ اب میری حالت قابل رغبت نہیں رہی ایسا نہ ہو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بباعث طبعی کراہت کے جو نشاء بشریت کو لازم ہے مجکو طلاق دیدیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی امر کراہت کا بھی اس نے اپنے دل میں سمجھ لیا ہو۔ اور اس سے طلاق کا اندیشہ دل میں جمگیا ہو۔ کیونکہ عورتوں کے مزاج میں ایسے معاملات میں وہم اور وسوسہ بہت ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس نے خود بخود ہی عرض کر دیا کہ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتی کہ آپ کی ازواج میں میرا حشر ہو چنانچہ نیل الاوطار کے صفحہ ۱۴۰ میں یہ حدیث ہے:۔ قال السودۃ بنت زمعۃ حین اسنت وخافت ان یفارقھا رسول اللہ یا رسول اللہ وھبت یومی لعائشۃ فقبل ذٰلک منھا ورواہ ایضًا سعد وسعید ابن منصور والترمذی وعبد الرزاق قال الحافظ فی الفتح فتواردت ھذہ الروایا علے انما خشیت الطلاق۔ یعنے سودہ بنت زمعہ کو جب اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے اس بات کا خوف ہوا کہ اب شاید میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو جاؤں گی تو اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے اپنی نوبت عائشہ کو بخشدی

آپ نے اسکی یہ درخواست قبول فرمائی ابن سعد اور سعید بن منصور اور ترمذی اور عبد الرزاق نے بھی یہی روایت کی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اسی پر روایتوں کا توارد ہے کہ سودہ کو آپ ہی طلاق کا اندیشہ ہوا تھا اب اس حدیث سے ظاہر ہے کہ در اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم سے کوئی ارادہ ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ سودہ نے اپنی پیرانہ [illegible] کی حالت پر نظر کر کے خود ہی اپنے دل میں یہ خیال قایم کر لیا تھا۔ اور اگر ان روایات کے توارد اور تظاہر کو نظر انداز کر کے فرض بھی کر لیں کہ آنحضرت نے طبعی کراہت کے باعث سودہ کو پیرانہ سالی کی حالت میں پا کر طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اس میں بھی کوئی برائی نہیں اور نہ یہ امر کسی اخلاقی حالت کے خلاف ہے کیونکہ جس امر پر عورت مرد کے تعلقات مخالطت موقوف ہیں۔ اگر اس میں کسی نوع سے کوئی ایسی روک پیدا ہو جائے [illegible] سبب سے مرد اس تعلق کے حقوق کی بجا آوری پر قادر نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں اگر [illegible] تقویٰ کے لحاظ سے کوئی کارروائی کرے تو عند العقل کچھ جائے اعتراض نہیں۔

پادری صاحب! آپ کا یہ سوال کہ اگر آج ایسا شخص جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے گورنمنٹ انگریزی کے زمانہ میں ہوتے تو گورنمنٹ اس سے کیا کرتی؟ آپ کو واضح ہو کہ اگر وہ سید الکونین اس گورنمنٹ کے زمانہ میں ہوتے۔ تو یہ سعادتمند گورنمنٹ اُن کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتی جیسا کہ [illegible] تصویر دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ آپ کی یہ نالیاقتی اور ناسعادتی ہے کہ اس گورنمنٹ پر ایسی بدظنی رکھتے ہیں کہ گویا وہ خدا کے مقدسوں کی دشمن ہے یہ گورنمنٹ اس زمانہ میں ادنے ادنے امیر مسلمانوں کی عزت کرتی ہے۔ دیکھو نصر اللہ خان جو اُس جناب کے غلاموں جیسا بھی درجہ نہیں رکھتا۔ ہماری قیصر ہند دام اقبالہا نے کیسی اُس کی عزت کی ہے۔ پھر وہ عالیجناب مقدس ذات جو اس دنیا میں [illegible] مرتبہ رکھتا تھا کہ بادشاہ اس کے قدموں پر گرتے تھے۔ اگر وہ اس وقت میں ہوتا تو بے شک یہ گورنمنٹ اسکی جناب سے خادمانہ اور متواضعانہ طور پر پیش آتی۔ الٰہی گورنمنٹ کے آگے انسانی گورنمنٹوں کو بجز عجز و نیاز کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ کیا آپ کو

خبر نہیں کہ قیصر روم جو آنجناب کے وقت میں عیسائی بادشاہ اور اس گورنمنٹ سے اقبال میں کچھ کم نہ تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے یہ سعادت حاصل ہو سکتی کہ میں اس عظیم الشان نبی کی صحبت میں رہ سکتا تو میں آپ کے پاؤں دھویا کرتا۔ سو جو قیصر روم نے کہا یقیناً یہ سعادت مند گورنمنٹ بھی یہی بات کہتی۔ بلکہ اس سے بڑھکر کہتی۔ اگر حضرت مسیح کی نسبت اس وقت کے کسی چھوٹے سے جاگیردار نے بھی یہ کلمہ کہا ہو جو قیصر روم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا جو آج تک نہایت صحیح تاریخ اور احادیث صحیحہ میں لکھا ہوا موجود ہے تو ہم آپ کو ابھی ہزار روپیہ نقد بطور انعام دیں گے۔ اگر آپ ثابت کر سکیں اور اگر آپ اس کا ثبوت نہ دے سکیں تو اس ذلیل زندگی سے آپ کے لئے مرنا بہتر ہے۔ کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا کہ قیصر روم اس گورنمنٹ عالیہ کا ہمرتبہ تھا۔ بلکہ تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس کی طاقت کے برابر اور کوئی طاقت دنیا میں موجود نہ تھی۔ ہماری گورنمنٹ تو اس درجہ تک نہیں پہونچی۔ پھر جبکہ قیصر باوجود اس شہنشاہی کے آہ کھینچکر یہ بات کہتا ہے کہ اگر میں اس عالیجناب کی خدمت میں پہونچ سکتا تو آنجناب مقدس کے پاؤں دھویا کرتا۔ تو کیا یہ گورنمنٹ اُس سے کم حصہ لیتی؟ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ضرور یہ گورنمنٹ اس آسمانی بادشاہ سے منکر نہیں جس کی طاقتوں کے آگے انسان ایک مرے ہوئے کیڑے کی برابر نہیں اور ہم نے ایک معتبر ذریعے سے سنا ہے کہ ہماری قیصرہ ہند ادام اللہ اقبالہا درحقیقت اسلام سے محبت رکھتی ہے اور اس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت تعظیم ہے۔ چنانچہ ایک ذی علم مسلمان سے وہ اُردو بھی پڑھتی ہے۔ اُن کی ایسی تعریفوں کو سنکر میں نے اسلام کی طرف ایک خاص دعوت سے حضرت ملکہ معظمہ کو مخاطب کیا تھا۔ پس یہ نہایت غلطی ہے کہ آپ لوگ اس مرتبہ شناس گورنمنٹ کو بھی

ایک سفلہ اور کمینہ پادری کی طرح خیال کرتے ہیں۔ جن کو خدا ملک اور دولت دیتا ہے اُن کو زیرکی اور عقل بھی دیتا ہے۔ ہاں اگر یہ سوال پیش ہو کہ اگر کوئی ایسا شخص اس گورنمنٹ کے ملک میں یہ غوغا مچا تا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں تو گورنمنٹ اس کا تدارک کیا کرتی ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ مہربان گورنمنٹ اُس کو کسی ڈاکٹر کے سپرد کرتی تا اس کے دماغ کی اصلاح ہو اس بڑے گھر میں محفوظ رکھتی۔ جس میں بمقام لاہور اس قسم کے بہت لوگ جمع ہیں۔

جبکہ حضرت مسیح اور جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا اس بات میں بھی مقابلہ کرتے ہیں کہ موجودہ گورنمنٹوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور کس قدر اُن کے ربانی رعب یا الٰہی تائید نے اثر کیا یا تو ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح میں بمقابلہ جناب مقدس نبوی خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی تو کیا نبوت کی شان بھی پائی نہیں جاتی جناب نبوی صلے علیہ وسلم کے جب بادشاہوں کے نام فرمان جاری ہوئے تو قیصر روم نے آہ کھینچکر کہا کہ میں تو عیسائیوں کے پنجے میں مبتلا ہوں۔ کاش اگر مجھے اس جگہ سے نکلنے کی گنجایش ہوتی۔ تو میں اپنا فخر سمجھتا کہ خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور غلاموں کی طرح جناب مقدس کے پاؤں دھویا کروں مگر ایک خبیث اور پلید دل بادشاہ کسریٰ ایران کے فرمان نے غصہ میں آکر آپ کے پکڑنے کے لئے سپاہی بھیج دیئے وہ شام کے قریب پہونچے اور کہا کہ ہمیں گرفتاری کا حکم ہے۔ آپنے اس بیہودہ بات سے اعراض کر کے فرمایا تم اسلام قبول کرو۔ اسوقت آپ صرف دو چار اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے۔ مگر ربانی رعب سے

وہ دونوں بید کی طرح کانپ رہے تھے۔ آخر انھوں نے کہا کہ ہمارے خداوند کے حکم یعنی گرفتاری کی نسبت جناب عالی کا کیا جواب ہے تو ہم جواب ہی لیجائیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کل تمہیں جواب ملیگا صبح کو جو وہ حاضر ہوئے تو آنجناب نے فرمایا کہ وہ جسے تم خداوند خداوند کہتے ہو وہ خداوند نہیں ہے خداوند وہ ہے جس پر موت اور فنا طاری نہیں ہوتی مگر تمہارا خداوند آج رات کو مارا گیا میرے سچے خداوند نے اسی کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا۔ سو وہ آج رات اس کے ہاتھ سے قتل ہو گیا اور یہی جواب ہے۔ یہ بڑا معجزہ تھا۔ اس کو دیکھکر اس ملک کے ہزارہا لوگ ایمان لائے کیونکہ اُسی رات درحقیقت خسرو پرویز یعنے کسریٰ مارا گیا تھا۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بیان انجیلوں کی بے سروپا اور بے اصل باتوں کی طرح نہیں بلکہ احادیث صحیحہ اور تاریخی ثبوت اور مخالفوں کے اقرار سے ثابت ہے چنانچہ ڈیلو نیوڈ صاحب نے بھی اس قصہ کو اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ لیکن اس وقت کے بادشاہوں کے سامنے حضرت مسیح کی جو عزت تھی وہ آپ پر پوشیدہ نہیں وہ اوراق شاید اب تک انجیل میں موجود ہوں گے جن میں لکھا ہے کہ ہیرودیس نے حضرت مسیح کو مجرموں کی طرح پلاطوس کی طرف چالان کیا اور وہ ایک مدت تک شاہی حوالات میں رہے کچھ بھی خدائی پیش نہیں گئی اور کسی بادشاہ نے یہ نہ کہا کہ میرا فخر ہوگا اگر میں اسکی خدمت میں رہوں۔ اور اس کے پاؤں دھویا کروں۔ بلکہ پلاطوس نے یہودیوں کے حوالے کر دیا کیا یہی خدائی تھی عجیب مقابلہ ہے۔ دو شخصوں کو ایک ہی قسم کے واقعات پیش آئے اور دونوں نتیجے بلکل ایک دوسرے سے بالکل ممتاز ثابت ہوئے ہیں ایک شخص کے گرفتار کرنیکو ایک متکبر جبار کا شیطانی وسوسہ سے برانگیختہ ہونا اور خود آخر لعنت الٰہی میں گرفتار ہو کر اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بُری ذلت کے

ساتھ قتل کیا جانا۔ اور ایک دوسرا انسان جسے قطع نظر اپنے اصلی دعووں کے غلو کرنے والوں نے آسمان پر چڑھا رکھا ہے۔ سچ مچ گرفتار ہو جانا چالان کیا جانا۔ اور عجیب ہیئت کیساتھ ظالم پولیس کی حوالت میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کیا جانا۔ افسوس یہ عقل کی ترقی کا زمانہ اور ایسے بیہودہ عقاید۔ شرم! شرم!! شرم!!!

اگر یہ کہو کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ قیصر روم نے یہ تمنا کی کہ اگر میں جناب مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں ایک ادنیٰ خادم بنکر پاؤں دھویا کرتا۔ اس کے جواب میں آپ کے لئے اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کی عبارت لکھتا ہوں ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور وہ یہ ہے

وقد کنت اعلم انہٗ خارجٌ ولم اکن اظن انہ منکم فلو انی اعلم انی اخلص الیہ لتجشمت لقاءہ ولو کنت عندہ لغسلت عن قدمیہ یعنے یہ تو مجھے معلوم تھا کہ نبی آخر الزمان آنیوالا ہے۔ مگر مجھکو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے ہے (اے اہل عرب) پیدا ہوگا پس اگر میں اس کی خدمت میں پہونچ سکتا تو میں بہت ہی کوشش کرتا کہ اس کا دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر میں اس کی خدمت میں ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔ اب اگر کچھ غیرت اور شرم ہے تو مسیح کیلئے یہ تعظیم کسی بادشاہ کیطرف سے جو اس کے زمانہ میں تھا پیش کرو اور ادر نقد ہزار روپیہ ہم سے لو اور کچھ ضرورت نہیں کہ انجیل ہی سے بلکہ پیش کرو۔ اگرچہ کوئی نجاست میں پڑا ہوا ورق ہی پیش کردو۔ اور اگر کوئی بادشاہ یا امیر نہیں تو کوئی چھوٹا سا نواب ہی پیش کردو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ پس یہ عذاب بھی جہنم کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہ آپ ہی بات کو اٹھا کر پھر آپ ہی ملزم ہو گئے شاباش! شاباش! شاباش!

مسیح کا چال چلن کیا تھا - ایک کھاؤ پیو - شرابی - نہ زاہد

نہ عابد۔ نہ حق کا پرستار۔ متکبر۔ خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ مگر اس سے پہلے اور بھی کئی خدائی کا دعویٰ کرنے والے گذر چکے ہیں۔ ایک مصر میں ہی موجود تھا۔ دعووں کو الگ کر کے کوئی اخلاقی حالت جو فی الحقیقت ثابت ہو ذرا پیش تو کرو تا حقیقت معلوم ہو کسی کی محض باتیں اس کے اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مرتد جو خود خونی اور اپنے کام سے سزا کے لائق ٹھیر چکے تھے بے رحمی سے قتل کئے گئے مگر آپ کو یاد نہ رہا کہ اسرائیلی نبیوں نے "تو بشیر خوار بچے" بھی قتل کئے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں تک نوبت پہونچی۔ یا ان کی نبوت سے منکر ہو۔ یا وہ خدا کا حکم نہیں تھا یا موسیٰ کے وقت خدا اور تھا اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کوئی اور خدا تھا۔

اے ظالم پادری کچھ شرم کر آخر مرنا ہے مسیح بیچارا تمہاری جگہہ جوابدہ نہیں ہو سکتا۔ اپنے کاموں سے تمہیں پکڑے جاؤ گے اس سے کوئی پرسش نہ ہوگی اے نادان تو اپنے بھائی کی آنکھہ میں تنکا دیکھتا ہے۔ اور اپنی آنکھہ کا شہتیر کیوں تجھے نظر نہیں آتا۔ تیری آنکھیں کیا ہوئیں جو تو اپنی آنکھوں کو دیکھہ نہیں سکتا۔

زینب کے نکاح کا قصہ جو آپ نے زنا کے الزام سے ناحق پیش کر دیا۔ بجز اس کے کیا کہیں۔ کہ ع بدگہر از خطا خطا نکند۔ اے نالایق۔ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنا زنا نہیں صرف منہ کی بات سے نہ کوئی بیٹا بن سکتا ہے۔ اور نہ کوئی باپ بن سکتا ہے۔ اور نہ ماں بن سکتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی عیسائی اپنی بیوی کو ماں کہدے تو کیا وہ اس پر حرام ہو جائیگی۔ اور طلاق واقع ہو جائیگی۔ بلکہ وہ بدستور اسی ماں سے مجامعت کرتا رہیگا پس جس شخص نے یہ کہا کہ طلاق بغیر زنا کے واقع ہو سکتی۔ اس نے خود قبول کر لیا کہ صرف اپنے منہ سے کسی کو ماں یا باپ یا بیٹا کہہ دینا کچھہ چیز نہیں ورنہ وہ ضرور کہدیتا کہ ماں کہنے سے

طلاق پڑجاتی ہے۔ مگر شاید کہ مسیح کو وہ عقل نہ تھی جو فتح مسیح کو ہے۔ اب تم پر فرض ہے کہ اس بات کا ثبوت انجیل میں سے دو کہ اپنی عورت کو ماں کہنے سے طلاق پڑجاتی ہے یا یہ کہ اپنے مسیح کو ناقص مان لو یا یہ ثبوت دو کہ بائیبل کے رو سے متبنیٰ فی الحقیقت بیٹا ہو جاتا اور بیٹے کیطرح وارث ہو جاتا ہے اور اگر کچھ ثبوت نہ دے سکو تو بجز اس کے اور کیا کہیں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن مسیح بھی تم پر لعنت کرتا ہے۔ کیونکہ مسیح نے انجیل میں کسی جگہ نہیں کہا کہ اپنی عورت کو ماں کہنے سے اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ تینوں امر ہمشکل ہیں اگر صرف منہ کے کہنے سے ماں نہیں بن سکتی تو پھر بیٹا بھی نہیں بن سکتا۔ اور نہ باپ بن سکتا ہے۔ اب اگر کچھہ حیا ہو تو مسیح کی گواہی قبول کر لو یا اس کا کچھہ جواب دو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں دیسکوگے۔ اگرچہ فکر کرتے کرتے مر بھی جاؤ۔ کیونکہ تم کاذب ہو اور مسیح تم سے بیزار ہے[1]

اور آپ کا یہ شیطانی وسوسہ کہ خندق کھودنے کے وقت چاروں نمازیں قضا کی گئیں۔ اول آپ لوگوں کی علمیت تو یہ ہے کہ قضا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اے نادان قضا نماز ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ ترک نماز کا نام قضا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر کسی کی نماز ترک ہو جاوے تو اس کا نام فوت ہے اسی لئے ہم نے پانچہزار روپے کا اشتہار دیا تھا۔ کہ ایسے بیوقوف بھی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ جنکو ابھی قضا کے معنی بھی معلوم نہیں۔ جو شخص لفظوں کو بھی اپنے محل پر استعمال نہیں کرسکتا۔ وہ نادان کب یہ لیاقت رکھتا ہے۔ کہ امور دقیقہ پر نکتہ چینی کر سکے۔ باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں۔ اس احمقانہ وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے۔ یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو۔ اس لئے اس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنیکا حکم دیا ہے

[1] اس کا جواب نہ ہو سکا اور فتح مسیح مرگیا (ایڈیٹر)

مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنیکا ذکر نہیں - بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی - اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم ذرا آپ کو بٹھا کر پوچھتے کہ کیا یہ متفق علیہ روایت ہے - کہ چار نمازیں فوت ہوگئی تھیں چار نمازیں تو خود شرع کے رو سے جمع ہو سکتی ہیں یعنے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا - ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو اکٹھی کر کے پڑھی گئیں تھیں - لیکن دوسری صحیح حدیثیں اس کو رد کرتی ہیں - اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی - آپ عربی علم سے محض بے نصیب اور سخت جاہل ہیں ذرا قادیان کی طرف آؤ اور ہمیں ملو - تو پھر آپ کے آگے کتابیں رکھی جائیں گی تا جھوٹے مفتری کو کچھ سزا تو ہو - ندامت کی سزا ہی سہی اگرچہ ایسے لوگ شرمندہ بھی نہیں ہوا کرتے -

مال مسروقہ کو آپ کے مسیح کے روبرو بزرگ حواریوں کا کھانا یعنے بیگانے کھیتوں کی بالیاں توڑنا کیا یہ درست تھا؟ اگر کسی جنگ میں کفار کے بلوے اور خطرناک حالت کے وقت نماز عصر تنگ وقت پر پڑھی گئی تو اس میں صرف یہ بات تھی کہ دو عبادتوں کے جمع ہونے کے وقت اس عبادت کو مقدم سمجھا گیا - جس میں کفار کے خطرناک حملہ کی روک اور اپنے حقوق نفس اور قوم اور ملک کی جائز اور بجا محافظت تھی اور یہ تمام کارروائی اس شخص کی تھی جو شریعت لایا اور یہ بالکل قرآن کریم کے منشاء کے مطابق تھی خدا تعالے فرماتا ہے وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی - (یعنے نبی کی ہر ایک بات خدا تعالے کے حکم سے ہوتی ہے - نبی کا زمانہ نزول شریعت کا زمانہ ہوتا ہے - اور شریعت وہی ٹھیر جاتی ہے جو نبی عمل کرتا ہے - ورنہ جو جو کارروائیاں مسیح نے

توریت کے برخلاف کی ہیں - یہانتک کہ سبت کی بھی پرواہ نہ رکھی - اور کھانے پر ہاتھ نہ دھوئے - وہ سب مسیح کو مجرم ٹھہراتے ہیں - ذرا توریت سے ان سب کا ثبوت تو دو - مسیح پطرس کو شیطان کہہ چکا تھا - پھر اپنی بات کیوں بھول گیا - اور شیطان کو حواریوں میں کیوں داخل رکھا -

اور پھر آپ کا اعتراض ہے کہ بہت سی عورتوں اور لونڈیوں کو رکھنا یہ فسق وغیرہ ہے اے نادان! حضرت داؤد علیہ السلام نبی کی بیبیاں تجھکو یاد نہیں جس کی تعریف کتاب مقدس میں ہے - کیا وہ اخیر عمر تک حرامکاری کرتا رہا - کیا اسی حرامکاری کی یہ پاک ذریت ہے - جس پر ہمیں بھروسا ہے جس خدا نے اوریا کی بیوی کے بارہ میں داؤد پر عتاب کیا کیا وہ داؤد کے اس جرم سے غافل رہا؟ جو مرتے دم تک اس سے سرزد ہوتا رہا - بلکہ خدا نے اس کی چھاتی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اسے دی - اور آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اوریا کے قصہ کے سوا اپنے کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بری تھی تو خدا اسرائیلی نبیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب سے بڑھ کر نمونہ ہیں - ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس یہ سخت بد دیانتی ہے کہ جو بات خدا کے پہلے نبیوں میں موجود ہے اور خدا نے اسے قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا - اب شرارت اور خباثت سے جناب مقدس نبوی کی نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے - افسوس یہ لوگ ایسے بیشرم ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا زناکاری ہے تو حضرت مسیح جو داؤد کی اولاد کہلاتے ہیں انکی پاک ولادت کی نسبت سخت شبہہ پیدا ہوگا اور کون ثابت کر سکیگا کہ ان کی بڑی نانی حضرت داؤد کی پہلی ہی بیوی تھی -

پھر آپ حضرت عایشہ صدیقہ رضہ کا نام لیکر اعتراض کرتے ہیں کہ جناب مقدس نبوی صلعم کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوسنا خلاف شرع تھا اس ناپاک متعصب پر کہانتک رودیں اے نادان! جو حلال اور جایز نکاح ہیں ان میں یہ سب باتیں جائز

ہیں یہ اعتراض کیسا ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ **مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے** جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے۔ کہ **حضرت مسیح علیہ السلام** مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فایدہ اٹھاکر اعتدال کے دائرہ سے **ادہر اودہر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہونچی۔**

اے نادان!

فطرت انسانی اور اس کے سچے پاک جذبات سے اپنی بیویوں سے پیار کرنا۔ اور حسن معاشرت کے ہر قسم جائز اسباب کو برتنا انسان کا طبعی اور اضطراری خاصہ ہے اسلام کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اُسے برتا۔ اور اپنی جماعت کو نمونہ دیا۔ مسیح نے اپنے نقص تعلیم کی وجہ سے اپنے ملفوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھدی۔ مگر چونکہ طبعی تقاضا تھا اس لئے یورپ اور عیسویت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے۔ اب تم خود انصاف سے دیکھ لو کہ گندی سیاہ بدکاری اور ملک کا ملک رنڈیوں کا ناپاک چکلہ بنجانا **ہائیڈ پارکوں میں ہزاروں ہزار کا روز روشن میں کتوں اور کتیوں کیطرح اوپر تلے ہونا۔ اور آخر اس ناجایز آزادی سے تنگ آکر آہ و فغان کرنا اور برسوں دیوثیوں اور سیاہ رو بیٹوں کے مصائب جھیل کر آخر میں مسودہ طلاق پاس کرانا** یہ کس بات کا نتیجہ ہے؟ کیا اس مقدس مطہر۔ مزکی۔ نبی امیؐ صلعم کی معاشرت کے اس نمونہ کا جسپر خباثت باطنی کی تحریک سے آپ معترض ہیں یہ نتیجہ ہے۔ اور ممالک اسلامیہ میں یہ تعفن اور زہریلی ہوا پھیلی ہوئی ہے یا ایک سخت ناقص نالایق کتاب پولوسی **انجیل کی مخالف** فطرت اور ادہوری تعلیم کا یہ اثر ہے؟

اب دوزانو ہو کر بیٹھو اور یوم الجزاء کی تصویر کھینچکر غور کرو۔

ہاں! **مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے** اسکا جواب بھی کبھی آپنے سوچا ہوگا؟ ہم تو سوچکر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے۔ جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ہم بقول آپ کے **مرد میدان بنکر ہی رسالہ لکھیں گے!** اور آپ کو دکھائیں گے کہ دساوس کی بیخکنی اسے کہتے ہیں۔ اس جاہل گمراہ کا شکست دینا کونسی بڑی بات ہے۔ جو انسان کو خدا بناتا ہے۔ مگر آپ براہ مہربانی ان چند باتوں کا جو میں نے دریافت کی ہیں ضرور جواب لکھیں۔ اور ان الفاظ سے ناراض نہ ہوں جو لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ الفاظ محل پر چسپاں ہیں۔ اور آپ کی شان کے شایاں ہیں۔ جبکہ الستہ میں آپنے باوجود بے علمی اور جہالت کے آنحضرت صلعم پر جو **سید المطہرین** ہیں زنا کی تہمت لگائی

جو اس پلید اور جھوٹھ افترا کا یہی جواب تھا۔ جو آپ کو دیا گیا۔ ہم نے بہتیرا چاہا کہ آپ لوگ بھلے مانس بنجائیں۔ اور گالیاں نہ دیا کریں مگر آپ لوگ نہیں مانتے۔ آپ ناحق اہل اسلام کا دل دکھاتے ہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ ہمارے نزدیک وہ نادان ہر ایک زناکار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ سے نکلکر خدا ہونے کا دعوی کرے۔ اگر آپ لوگ **مسیح** کے خیر خواہ ہوتے تو ہم سے جناب مقدس نبوی کے ذکر میں بادب پیش آتے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تم اپنے باپ کو گالی مت دو۔ لوگوں نے عرض کی کہ کوئی باپ کو بھی گالی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! جب تو کسی کے باپ کو ہی گالی دیگا۔ تو وہ ضرور تیرے باپ کو بھی گالی دیگا۔ تب وہ گالی اس نے نہیں دی بلکہ تو نے دی ہے۔ اسی طرح آپ لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے بودے جھوٹے خدا کی بھی اچھی طرح بھگت سنواری جائیگی یہ خط بطور نوٹس کے آپ کو بھیجتے ہیں کہ اگر پھر ایسے ناپاک لفظ آپ نے استعمال کئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ناپاک تہمت لگائی۔ تو ہم بھی آپ کے فرضی اور جعلی خدا کی وہ خبر لیں گے جس سے اسکی تمام خدائی ذلت کی نجاست میں گریگی۔

اے نالایق! کیا تو اپنے خط میں سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو زناکی تہمت لگاتا ہے۔ اور فاسق فاجر قرار دیتا ہے۔ اور ہمارا دل دکھاتا ہے۔ ہم کسی عدالت کیطرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کرینگے مگر آیندہ کیلئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جسکی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو یقیناً جو کچھ تم جناب مقدس نبوی کی نسبت برا کہوگے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائیگا۔ مگر ہم اس سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس سے نہ خدائی کا دعوی کیا نہ بیٹا ہونیکا۔ اور جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنیکی خبر دی اور ان پر ایمان لایا +

اشتہار نہیں تو نور افشاں میں چھپوا دیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے کوئی قلمی تحریر آپ کی طرف نہیں بھیجی۔ بلکہ ہزار روپیہ کا اشتہار چھپا کر بھیجا ہے۔ تو اس صورت میں طریق مقابلہ یہی ہے کہ جیسا کہ میں نے ایک دعوی کو چھاپ کر پبلک کے سامنے رکھہ دیا ہے اور ہر ایک کو نظر اور غور کرنیکا موقعہ دیا ہے۔ آپ بھی ویسا ہی کریں اور وہ عمدہ کتابیں جو آپ کی دانست میں اعتماد کے لایق ہیں اور اہل الرائے نے اسپر کوئی جرح نہیں کیا۔ اور نہ ان مفتریات میں سے ٹھیرایا ہے۔ ان کا وہ مقام شایع کر دیں آپ کی اس سے بڑی نیکنامی ہوگی۔ کیونکہ جب کہ میں اس وسوسہ کے استیصال کیلئے جواب الجواب چھپوا دونگا اور پبلک کی نظر میں وہ نکما ثابت ہوگا تو گویا پبلک آپ کو ہزار روپیہ پانیکی ڈگری دیدیگی۔ اس صورت میں ہر ایک کی نظر میں آپ ہزار روپیہ پانیکے مستحق ٹھیر جاویں گے اور مجکو دینا پڑے گا اور نیز اس صورت میں یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپکی اس معرکہ کی فتح کے بعد کچھہ ترقی بھی ضرور ہوگی۔ کیونکہ جبکہ آپ یسوع صاحب کی عزت ثابت کریں گے۔ تو ضرور لوگ آپ کی عزت کریں گے۔ میری نظر میں تو سوا ئے حوالات میں رہنے اور چوتڑوں پر کوڑے کھانیکے انجیل سے اور کچھہ ثابت نہیں ہوتا۔ اگر اسی کا نام عزت ہے تو بے شک اُس وقت کے مخالف مذہب والیان ملک نے یسوع کی بڑی عزت کی۔ خیر اول اس خط کو جو میری طرف بھیجا ہے چھپوا دیں اور جلد چھپوا دیں اور ایک کاپی میرے نام بھیجدیں پھر آپ دیکھہ لیں گے کہ میں کیسی ان اسناد کی وقعت اور یسوع صاحب کی عزت ثابت کرتا ہوں اور آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ نور القرآن میں مجکو گالیاں دی ہیں۔ آپ یاد رکھیں۔ کہ گالیاں دینا اور توہین کرنا اور افتراء کرنا وہ سب اس زمانہ کے پادری صاحبوں کے حصہ میں آگیا ہے۔ کون سی گالی ہے جو آپ لوگوں نے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی۔ کونسی توہین ہے جو اس جناب کی آپ لوگوں نے نہیں کی۔ نہ ایک نہ دو بلکہ ہزاروں کتابیں آپ لوگوں کے ہاتھ سے ایسی نکلی ہیں۔ جو گالیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اگر وہی الفاظ آپ صاحبوں کے باپ یا ماں

یا یسوع کی نسبت استعمال کئے جائیں تو کیا آپ برداشت کر سکتے ہیں؟۔
ہمارے دلوں کو آپ لوگوں نے ایسا دکھایا جسکی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی
یہ مردہ پرستی کی شامت ہے کہ آپ لوگوں کے دلوں سے راستبازی کا نور بالکل
جاتا رہا۔ ہر ایک سوال شرارت کے ساتھ ملا کر بیان کیا جاتا ہے ہر ایک اعتراض
میں افتراء کی ملونی سے رنگ دیا جاتا ہے۔ ہر ایک بات ٹھٹھے اور ہنسی سے مخلوط
ہوتی ہے کیا یہ نیک انسانوں کا کام ہے۔ پھر جس حالت میں آپ اُس عالیجناب
کی عزت نہیں کرتے۔ جس کو زمین و آسمان کے خالق نے عزت دے رکھی ہے اور
جس کے آستانہ پر پچانوے کروڑ آدمی سر جھکاتے ہیں (نئی تحقیقات سے مسلمانوں
کی تعداد ۹۵ کروڑ تمام روئے زمین پر ثابت ہوئی ہے) پھر آپ ہم سے کس عزت کو چاہتے
ہیں۔ ہمنے بہتیرا چاہا کہ آپ لوگ تہذیب سے پیش آویں۔ تا ہم بھی تہذیب سے
پیش آویں۔ مگر آپ لوگ ایسا کرنا نہیں چاہتے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ جن اعتراضات
کو آپ تہذیب اور نرمی سے پیش کر سکتے ہیں۔ ان کو آپ توہین اور تحقیر سے پیش کرتے
ہیں۔ مثلاً زینب کے قصہ میں جو متبنیٰ کی بیوی کو نکاح میں لانا آپ لوگوں کی نظر میں
محل اعتراض ہے اور اس اعتراض کو دل دکھانے کیلئے توہین اور تحقیر کے پیرایہ میں
پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں طلب حق اور زبان پر تہذیب ہو۔ تو اس طرح سے
اعتراض پیش کریں کہ ہماری توریت اور انجیل کی رو سے متبنیٰ کی بیوی سے نکاح کرنا
حرام ہے اور توریت انجیل کے رو سے جس مرد کو بیٹا کہا جاوے یا عورت کو بیٹی
کہا جائے۔ تو اس مرد کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ اور اس عورت کو نکاح میں لانا حرام
ہو جاتا ہے۔ یا اگر نکاح میں ہو تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ اور نیز فلاں فلاں عقلی
دلیل سے ثابت ہے کہ متبنیٰ اصل بیٹے کی مانند ہو جاتا ہے۔ مگر اسلام نے متبنیٰ
کی بیوی سے بعد طلاق نکاح جائز رکھا ہے۔ تو ایسے اعتراض سے کوئی مسلمان
ناراض نہ ہو۔ یا مثلاً کثرت ازدواج پر آپ اعتراض کریں اور نرمی سے توریت اور
انجیل کی آیات ثبوت میں لکھیں کہ صریح ان کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک سے زیادہ بیوی کرنا

حرام ہے اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ زنا کرتا ہے اور معقول طور سے بھی دوسری
بیوی کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوئی تو اس اعتراض پر کون ناراض ہو سکتا ہے۔
اگر خدا تعالے آپ لوگوں کو یہ اخلاق نصیب کرے تو ہم بچوں کیطرح آپ لوگوں
کو شفقت اور رحمت سے تعلیم دے سکتے ہیں۔ اور محبت اور خلق سے ہر ایک بات
میں آپ کی تسلی کر سکتے ہیں۔ مگر آپ تو درندوں کیطرح ہم پر گرتے ہیں۔ پھر آخر ہم نہ
جوش غصہ سے بلکہ تادیب کیلئے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ہاں اگر آپ حقیقی
خلق برتنے اور درندگی کے چھوڑنے کے لئے طیار ہیں۔ تو ہم بھی محبت اور خلق اور
عزت کرنے کے لئے طیار ہیں۔ ورنہ آپ کی مرضی۔ یقیناً ایک وہ زمانہ تھا۔ جو بقول
آپ کے یسوع مصلوب ہوا۔ اور اب وہ گھڑی بہت نزدیک ہے جو تثلیث
مصلوب ہو جاوے گی۔ اور توریت کے مفہوم کے موافق لکڑی پر لٹکائی جاوے
گی۔ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔
از قادیان ضلع گورداسپور یکم فروری ۱۸۹۶ء۔ نور القرآن کا جواب جلد شائع کریں
انہیں اعتراض کیلئے رجسٹری شدہ خط بھیجتا ہوں۔ (غلام احمد)

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذریعہ ایک عیسائی نے کچھ سوال اسلام پر کئے تھے انجمن نے ان سوالات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے پاس بھیجدیا۔ اور آقا د غلام نے ان سوالات کے جواب لکھ کر انجمن کو بھیجدیئے تھے۔

چونکہ وہ ایک عیسائی کے خط کا جواب بذریعہ ایک کھلے خط کے تھا اس لئے انہیں درج کردیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

(ایڈیٹر)

سوال اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتے۔ تو اس وقت کے سوالوں کے جواب میں لاچار ہو کر یہ نہ کہتے کہ خدا کو معلوم یعنی مجھ کو معلوم نہیں اور اصحاب کہف کی بابت ان کی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا ہے یا غرق ہوتا ہے۔ حالانکہ سورج زمین سے کئی کروڑ گنا بڑا ہے وہ کس طرح دلدل میں چھپ سکتا ہے؟

جواب پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں آیتوں سے معترض کا مدعا جو استدلال یہ کہ معجزات سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ضرور ایسے معجزات ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں کہ جو ایک صادق و کامل نبی سے ہونی چاہئیں۔ چنانچہ تصریح اس کی نیچے کے بیانات سے بخوبی ہو جائے گی۔

پہلی آیت جس کا ترجمہ معترض نے اپنے دعویٰ کی تائید کیلئے عبارات متعلقہ سے

الگ پیش کردیا ہے۔ مع اس ساتھ کی دوسری آیتوں کے جن سے مطلب کھلتا ہے یہ ہے وقالوا لولا انزل علیہ ایٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین ٭ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلیٰ علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ و ذکریٰ لقوم یؤمنون ٭ ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون ٭ یعنے کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر نشانیاں کہ وہ نشانیاں جو تم مانگتے ہو یعنی عذاب کی نشانیاں وہ تو خدا تعالیٰ کے پاس اور خاص اس کے اختیار میں ہیں۔ اور میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں یعنے میرا کام فقط یہ ہے کہ عذاب کے دن سے ڈراؤں نہ یہ کہ اپنی طرف سے عذاب نازل کروں اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں کیلئے (جو اپنے پر کوئی عذاب کی نشانی وارد کرانی چاہتے ہیں) یہ رحمت کی نشانی کافی نہیں۔ جو ہم نے تجھ پر (اے رسول امّی) وہ کتاب (جو جامع کمالات ہے) نازل کی جو انپر پڑھی جاتی ہے یعنی قرآن شریف جو ایک رحمت کا نشان ہے۔ جس سے درحقیقت وہی مطلب نکلتا ہے جو کفار عذاب کے نشانوں سے پورا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کفار مکہ اس غرض سے عذاب کا نشان مانگتے تھے کہ تا وہ انپر وارد ہو کر انہیں حق الیقین تک پہنچاوے۔ صرف دیکھنے کی چیز نہ رہے کیونکہ مجرد رویت کے نشانوں میں ان کو دھوکے کا احتمال تھا اور چشم بندی وغیرہ کا خیال سواس وہم اور اضطراب کے دور کرنے کے لئے فرمایا کہ ایسا ہی نشان چاہتے ہو جو تمہارے وجودوں پر وارد ہو جاوے تو پھر عذاب کے نشان کی کیا حاجت ہے کیا اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے رحمت کا نشان کافی نہیں یعنے قرآن شریف جو تمہاری آنکھوں کو اپنے پر نور اور تیز شعاعوں سے خیرہ کر رہا ہے اور اپنی ذاتی خوبیاں اور اپنے حقایق اور معارف اور اپنی فوق العادت خواص اسقدر دکھلا رہا ہے۔ جس کے مقابلہ و معارضہ سے تم عاجز رہ گئے ہو اور تم پر اور تمہاری قوم پر ایک خارق عادت اثر ڈال رہا ہے ٭ اور دلوں پر وارد ہو کر عجیب در عجیب تبدیلیاں دکھلا رہا ہے،

٭ یہ تمام خارق عادت خاصیتیں قرآن شریف کی جن کی رو سے وہ معجزہ کہلاتا ہے ان مفصلہ ذیل سورتوں میں بتفصیل ذیل کہتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ سورۃ آل عمران سورۃ النساء

مذ تمہارے دروازے کے مردے اس سے زندہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور مادرزاد اندھے جو بے شمار پشتوں سے اندھے ہی چلے آتے تھے۔ آنکھیں کھول رہے ہیں۔ اور کفر اور الحاد کی طرح طرح کی بیماریاں اس سے اچھی ہوتی چلی جاتی ہیں اور تعصب کے سخت جزامی اس سے صاف ہوتے جاتے ہیں۔ اس سے نور ملتا ہے اور ظلمت دور ہوتی ہے اور وصل الٰہی میسر آتا ہے۔ اور اس کے علامات پیدا ہوتے ہیں۔ سو تم کیوں اس رحمت کے نشان کو چھوڑ کر جو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے عذاب اور موت کا نشان مانگتے ہو۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ قوم تو جلدی سے عذاب ہی مانگتی ہے۔ رحمت کے نشانوں سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی۔ اُن کو کہدے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ عذاب کی نشانیاں وابستہ باوقات ہوتی ہیں تو یہ عذابی نشانیاں بھی کب کی نازل ہو گئی ہوتیں اور عذاب ضرور آئے گا اور ایسے وقت میں آئے گا کہ ان کو خبر بھی نہیں ہو گی ۱؎ اب انصاف سے دیکھو! کہ اس آیت میں کہاں معجزات کا انکار پایا جاتا ہے۔ یہ آیتیں تو بآواز بلند

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سورۃ المائدہ۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ الاعراف۔ سورۃ الانفال سورۃ التوبہ۔ سورۃ یونس۔ سورۃ ھود۔ سورۃ رعد۔ سورۃ ابراھیم۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ النمل۔ سورۃ الحج۔ سورۃ النجم سورۃ المجادلہ۔ چنانچہ بطور نمونہ چند آیات یہ ہیں قال عزّ وجلّ

یھدی بہ اللّٰہ من اتبع رضوانہ سبل السّلام ویخرجھم من الظلمٰت الی النّور شفاءٌ لما فی الصّدور انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا۔ انزل من السّماء ماءً فتصبح الارض مخضرّۃ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربّھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللّٰہ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ قل نزّلہ روح القدس من ربّک لیثبت الذین اٰمنوا وھدًی وبشرٰی للمسلمین۔ انا نحن نزّلنا وانا لہ لحٰفظون۔ فیھا کتب قیمۃ قل لئن اجتمعت الانس والجنّ علٰی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن

پکار رہی ہیں کہ کفار نے ہلاکت اور عذاب کا نشان مانگا تھا۔ سو اول انہیں کہا گیا کہ دیکھو تم میں زندگی بخش نشان موجود ہے یعنے قرآن، جو تم پر وارد ہو کر تمہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا بلکہ ہمیشہ کی حیات بخشتا ہے مگر جب عذاب کا نشان تم پر وارد ہوا تو وہ تمہیں ہلاک کریگا پس کیوں ناحق اپنا مرنا ہی چاہتے ہو۔ اور اگر تم عذاب ہی مانگتے ہو تو یاد رکھو کہ وہ بھی جلد آئیگا۔ پس اللہ جلشانہٗ نے ان آیات میں عذاب کے نشان کا وعدہ دیا ہے اور قرآن شریف میں جو رحمت کے نشان ہیں اور دلوں پر وارد ہو کر اپنا خارق عادت اثر انپر ظاہر کرتے ہیں ان کی طرف توجہ دلائی۔ یہ معترض کا یہ گمان کہ اس آیت میں لا نافیہ جنس معجزات کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے کل معجزات کی نفی لازم آتی ہے۔ محض حرف نحو سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ نفی کا اثر اُسی حد تک محدود ہوتا ہے۔ جو متکلم کے ارادہ میں متعین ہوتی ہے۔ خواہ وہ ارادہ تصریحاً بیان کیا گیا ہو یا اشارۃً۔ مثلاً کوئی کہے کہ اب سردی کا نام و نشان باقی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اس نے اپنے بلدہ کی حالت موجودہ کے موافق کہا ہے اور گو اس نے بظاہر اپنے شہر کا نام بھی نہیں لیا مگر اس کے کلام سے یہ

(بقیہ حاشیہ) لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا یعنے قرآن کے ذریعہ سے سلامتی کی راہوں کی ہدایت ملتی ہے اور لوگ نور کی طرف نکالے جاتے ہیں وہ ہر ایک اندرونی بیماری کو اچھا کرتا ہے۔ خدا نے ایک ایسا پانی اتارا ہے جس سے ہر ایک وادی بقدر اپنی وسعت کے بہ نکلا ہے۔ ایسا پانی اتارا جس سے گلی سڑی ہوئی زمین سرسبز ہو گئی۔ اس سے خدا کے خوف سے بندوں کی جلدیں کانپتی ہیں۔ پھر انکی جلدیں اور ان کے دل ذکر الٰہی کیلئے نرم ہو جاتے ہیں یاد رکھو کہ قرآن سے دل اطمینان پکڑتے ہیں جو لوگ قرآن کے تابع ہو جائیں اُن کے دلوں میں ایمان لکھا جاتا ہے اور روح القدس انہیں ملتا ہے۔ روح القدس نے ہی قرآن کو اتارا، تا قرآن ایمانداروں کے دلوں کو مضبوط کرے۔ اور مسلمین کیلئے ہدایت اور بشارت کا نشان ہو۔ ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم آپ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی کیا صورت کے لحاظ سے اور کیا خاصیت کے لحاظ سے ہمیشہ قرآن اپنی اصلی حالت پر رہیگا اور الٰہی حفاظت کا اثر

سمجھنا کہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ کل کوہستانی ملکوں سے بھی سردی جاتی رہی اور سب جگہ
اور تیز دھوپ پڑنے لگی اور اس کی دلیل پیش کرنا کہ جس لا کو اس نے استعمال کیا ہے وہ نفی جنس
کا لا ہے جس کا تمام جہان پر اثر پڑنا چاہئے درست نہیں۔ مکّہ کے مغلوب بت پرست جنہوں
نے آخر آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آنجناب کے معجزات کو معجزہ کر کے مان
لیا۔ اور جو کفر کے زمانہ میں بھی صرف خشک منکر نہیں تھے۔ بلکہ روم اور ایران میں بھی جا کر آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو متعجبانہ خیال سے ساحر مشہور کرتے تھے۔ اور گو بیجا پیرایوں میں ہی
سہی۔ مگر نشانوں کا اقرار کیا کرتے تھے جنکے اقرار قرآن شریف میں موجود ہیں وہ اپنے ضعیف
اور کمزور کلام میں جو انوار ساطعہ نبوت محمدیّہ کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ کیوں لا نافیہ استعمال
کرنے لگے۔ اگر ان کو ایسا ہی لمبا چوڑا انکار ہوتا تو وہ بالآخر نہایت درجہ کے یقین سے جو انہوں
نے اپنے خونوں کے بہانے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے سے ثابت کر دیا تھا۔ مشرف
باسلام کیوں ہو جاتے۔ اور کفر کے ایام میں جو اُن کے بار بار کلمات قرآن شریف میں
مدرج ہیں وہ بھی ہیں کہ وہ اپنی کوتہ بینی کے دھوکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام
ساحر رکھتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنی
جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پکا جادو ہے۔ پھر دوسری
جگہ فرماتا ہے وعجبوا ان جاءھم منذر منھم وقال الکٰفرون ھٰذا ساحر کذّاب
یعنے انہوں نے اس بات سے تعجب کیا کہ انہیں میں سے ایک شخص اُن کی طرف بھیجا گیا اور
بے ایمانوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر کذّاب ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ وہ نشانوں کو دیکھ کر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہتے تھے اور پھر اس کے بعد انہیں نشانوں کو معجزہ
کر کے مان بھی لیا۔ اور جزیرہ کا جزیرہ مسلمان ہو کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک
معجزات کا ہمیشہ کیلئے سچے دل سے گواہ بنگیا۔ تو پھر ایسے لوگوں سے کیونکر ممکن ہے کہ وہ

(بقیہ حاشیہ) سایہ ہوگا پھر فرمایا کہ قرآن میں تمام معارف و حقایق و صداقتیں ہیں جو حقانی کتابوں میں پائی
جاتی ہیں۔ اور اسکی مثل بنانے پر کوئی انسان و جن قادر نہیں اگرچہ اس کام کیلئے باہم ممد و
معاون ہو جائیں۔ منہ ۱۲

عام طور پر نشانوں سے صاف منکر ہو جاتے۔ اور انکار معجزات میں ایسا لا نافیہ استعمال
کرتے جو اُن کی حد حوصلہ سے باہر اور انکی حد حوصلہ سے باہر اور انکی مسترائے سے بعید تھا
بلکہ قرائن سے آفتاب کیطرح ظاہر ہے کہ جس جگہ پر قرآن شریف میں کفار کیطرف سے یہہ
اعتراض لکھا گیا ہے کہ کیوں اس پیغمبر پر کوئی نشانی نہیں اُتری۔ ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا گیا ہے
کہ اُن کا مطلب یہ ہے کہ جو نشانیاں ہم مانگتے ہیں۔ اُن میں سے کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی
اب قصہ کوتاہ یہ کہ آپ نے آیت متذکرہ بالا کے لا نافیہ کو قرائن کی حد سے

واضح ہو کہ قرآن شریف میں نشان مانگنے کے سوالات کفار کیطرف سے ایک دو جگہ
نہیں بلکہ کئی مقامات میں یہی سوال کیا گیا ہے۔ اور اب سب مقامات کو بنظر یکجائی دیکھنے
سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار مکّہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تین قسم کے نشان مانگا
کرتے تھے۔
(۱) وہ نشان جو عذاب کی صورت میں فقط اپنے افتراح سے کفّار مکہ نے طلب کئے تھے
(۲) دوسرے وہ نشان جو عذاب کی صورت میں یا مقدمہ عذاب کی صورت میں پہلی
اُمتوں پر وارد کئے گئے تھے۔
(۳) تیسرے وہ نشان جس سے پردہ غیبی بکلی اُٹھ جائے۔ جسکا اُٹھ جانا ایمان بالغیب کے
بکلی برخلاف ہے۔ سو عذاب کے نشان ظاہر ہونے کے لئے جو سوال کئے گئے ہیں۔
ان کا جواب تو قرآن شریف میں یہی دیا گیا ہے کہ تم منتظر رہو عذاب نازل ہوگا۔ ہاں ایسی
صورت کا عذاب نازل کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔ جس کی پہلے تکذیب ہو چکی ہے ہاں
عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو آخر غزوات کے ذریعہ سے پورا ہو گیا۔
لیکن تیسری قسم کا نشان دکھلانے سے بکلی انکار کیا گیا ہے اور خود ظاہر ہے کہ ایسے
سوال کا جواب انکار ہی نہ تھا۔ نہ اور کچھ۔ کیونکہ کفار کہتے تھے کہ تب ہم ایمان لاویں گے
کہ جب ہم ایسا نشان دیکھیں کہ زمین سے آسمان تک نردبان رکھی جائے اور تو ہمارے دیکھتے
دیکھتے اس نردبان کے ذریعہ سے زمین سے آسمان پر چڑھ جائے اور فقط تیرا آسمان پر چڑھنا
ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ جب تک آسمان سے ایک کتاب نہ لاوے جسکو ہم پڑھ

زیادہ مخفی رہا ہے۔ ایسا کا نافیہ عربوں کے کبھی خواب میں بھی نہیں آیا ہوگا۔ ان کے دل تو اسلام کی حقیقت سے بہرے ہوئے تھے۔ تبھی تو سکے سب بجز معدودے چند کہ جو اس عذاب کو پہونچ گئے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لیں اور پڑہیں بھی اپنے ہاتھ میں لے کر۔ یا تو ایسا کر کہ مکہ کی زمین میں جو ہمیشہ پانی کی تکلیف رہتی ہے۔ شام اور عراق کے ملک کیطرح نہریں جاری ہو جاویں اور جسقدر ابتدا دنیا سے آجتک ہمارے بزرگ مرچکے ہیں سب زندہ ہو کر آجائیں اور اس میں قصی بن کلاب بھی ہو کیونکہ وہ بڈہا ہمیشہ سچ بولتا تہا۔ اس سے ہم پوچھیں گے کہ تیرا دعوے حق ہے یا باطل۔ یہ سخت سخت خود تراشیدہ نشان تھے جو وہ مانگتے تہے۔ اور پھر بھی نہ صاف طور پر بلکہ شرط پر شرط لگا دینے جسکا ذکر جا بجا قرآن شریف میں آیا ہے۔ پس سوچنے والے کے لئے مکہ کے شریروں کی ایسی درخواستیں ہمارے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہرہ و آیات بینہ و رسولانہ ہیئت پر صاف صاف اور کہلی کہلی دلیل ہے خدا جانے ان دل کے اندہوں کو ہمارے مولیٰ و آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار صداقت نے کسدرجہ تک عاجز و تنگ کر رکہا تہا۔ اور کیا کچھ آسمانی تائیدات و برکات کی بارشیں ہو رہی تہیں کہ جنسے خیرہ ہو کر اور جنکی ہیبت سے منہ پھیر کر سراسر ٹالنے اور بہاگنے کی غرض سے ایسی دور از صواب درخواستیں پیش کرتے تہے ظاہر ہے کہ اس قسم کے معجزات کا دکھلانا ایمان بالغیب کی حد سے باہر ہے۔ یوں تو اللہ جلشانہ قادر ہے کہ زمین سے آسمان تک زینہ رکہدیوے جس کو سب لوگ دیکہہ لیویں اور وہ چار ہزار کیا دو کروڑ آدمیوں کو زندہ کر کے ان کے منہ سے ان کی اولاد کے سامنے صدق نبوت کی گواہی دلا دیوے۔ یہ سب کچھ وہ کر سکتا ہے۔ مگر ذرا سوچ کر دیکہو کہ اس انکشاف تام سے ایمان بالغیب جو مدار ثواب اور اجر ہے دور ہو جاتا ہے اور دنیا نمونہ محشر ہو جاتی ہے پس جسطرح قیامت کے میدان میں جو انکشاف تام کا وقت ہوگا۔ ایمان کام نہیں آتا اسی طرح ان انکشاف تام سے بھی ایمان لانا کچھ مفید نہیں۔ بلکہ ایمان اسی حد تک ایمان کہلاتا ہے کہ جب کچھ خفا بھی باقی ہے۔ جب سارے پردے کہل گئے تو پھر ایمان ایمان

اور اس کا نافیہ سے بڑہ کر اور کونسا کا نافیہ ہوگا۔

پھر دوسری آیت کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں بھی سیاق و سباق کی آیتوں سے بالکل الگ کر کے اس پر اعتراض وارد کر دیا ہے۔ مگر اصل آیت اور اس کے متعلقات پر نظر ڈالنے سے ہر ایک منصف بصیر سمجھ سکتا ہے کہ آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جو انکار معجزات پر دلالت کرتا ہو۔ بلکہ تمام الفاظ صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ ضرور معجزات ظہور میں آئے چنانچہ وہ آیت معہ اس کے دیگر آیات متعلقہ کے یہ ہے۔ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُورًا ۝ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۝ وَاٰتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۝ فرماتا ہے عزوجل کوئی قیامت سے پہلے ہر ایک بستی کو ہم نے ابھی ہلاک کرنا ہے یا عذاب شدید نازل کرنا ہے یہی کتاب میں مندرج ہو چکا ہے۔ مگر اس وقت ہم بعض ان گذشتہ قہری نشانوں کو (جو عذاب کی صورت میں پہلی امتوں پر نازل ہو چکے ہیں) اس لئے نہیں بھیجتے جو پہلی امت کے لوگ اسکی تکذیب کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ثمود کو بطور نشان کے جو مقدمہ عذاب کا تہا۔ ناقہ دیا جو حق نما نشان تہا۔ جس پر انہوں نے ظلم کیا۔ یعنی وہی ناقہ جسکی بسیار خوری اور بسیار نوشی کی وجہ سے شہر حجر کے باشندوں کے لئے جو قوم ثمود میں تہے۔ پانی تالاب کے لئے کوئی چراگاہ رہی تہی اور ایک سخت تکلیف اور رنج اور بلا میں گرفتار ہو گئی تہی) اور قہری نشانوں کے نازل کرنے میں ہماری غرض یہی ہوتی ہے کہ لوگ اُن سے ڈریں۔ یعنی قہری نشان تو صرف تخویف کیلئے دکھلائے جاتے ہیں۔ پس ایسے قہری نشانوں کے طلب کرنے کیا فائدہ جو پہلی امتوں نے دیکھکر انہیں جھٹلا دیا۔ اور اُن کے دیکھنے سے کچھ بھی

(بقیہ حاشیہ) نہیں رہتا۔ اسی وجہ سے سارے نبی ایمان بالغیب کی رعایت سے معجزے دکھلاتے رہے ہیں کبھی کسی نبی نے ایسا نہیں کیا کہ ایک شہر کا شہر زندہ کر کے ان سے اپنی نبوت کی گواہی دلا دے یا آسمان تک نردبان رکہکر اور سب کے روبرو چڑھ کر تمام دنیا کو تماشا دکھلاوے +

وہراساں نہ ہوں گے۔

اس جگہ واضح ہو کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) نشان تخویف و تعذیب جنکو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں۔ (۲) نشان تبشیر و تسکین جن کو نشان رحمت سے بھی موسوم کرسکتے ہیں۔ تخویف کے نشان سخت کافروں اور کج دلوں اور نافرمانوں اور بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت والوں کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تا وہ ڈریں اور خدا تعالیٰ کی قہری اور جلالی ہیبت ان کے دلوں پر طاری ہو اور تبشیر کے نشان اہل حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کیلئے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ تا دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادت ایمان کے طلبگار اور تبشیر کے نشانوں سے ڈرانا اور دھمکانا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے اُن مطیع بندوں کو مطمئن کرنا اور ایمانی اور یقینی حالات میں ترقی دینا اور ان کے مضطرب سینہ پر دست شفقت و تسلی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ سو مومن قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمیشہ تبشیر کے نشان پاتا رہتا ہے۔ اور ایمان اور یقین میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ تبشیر کے نشانوں سے مومن کو تسلی ملتی ہے۔ اور وہ اضطراب جو فطرتاً انسان میں ہے جاتا رہتا ہے۔ اور سکینت دل پر نازل ہوتی ہے۔ مومن ببرکت اتباع کتاب اللہ اپنی عمر کے آخری دن تک تبشیر کے نشانوں کو پاتا رہتا ہے۔ اور تسکین اور آرام بخشنے والے نشان اس پر نازل ہوتے رہتے ہیں تا وہ یقین اور معرفت میں بے نہایت ترقیات کرتا جائے اور حق الیقین تک پہنچ جائے اور تبشیر کے نشانوں میں ایک لطف یہ ہوتا ہے کہ جیسے مومن ان کے نزول سے یقین اور معرفت اور قوت ایمان میں ترقی کرتا ہے ایسا ہی وہ بوجہ مشاہدہ آلاء و نعماء الٰہی و احسانات ظاہرہ و باطنہ و جلیہ و خفیہ حضرت باری عزاسمہٗ جو تبشیر کے نشانوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ محبت و عشق میں بھی دن بدن بڑھتا جاتا ہے سو حقیقت میں عظیم الشان اور قوی الاثر اور مبارک اور موصل الی المقصود تبشیر کے نشان ہی ہوتے ہیں جو سالک کو معرفت کاملہ اور محبت ذاتیہ کی اس مقام تک پہونچا دیتے ہیں جو اولیاء اللہ کے لئے منتہی المقامات ہے۔ اور قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں

کا بہت کچھ ذکر ہے۔ یہانتک کہ اس نے اُن نشانوں کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ ایک دائمی وعدہ دیدیا ہے کہ قرآن شریف کے سچے متبع ہمیشہ ان نشانوں کو پاتے رہیں گے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمٰت اللہ ذٰلک ھو الفوز العظیم۔ یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے پاتے رہیں گے۔ جن کے ذریعے سے وہ دنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپیداکنار ترقیاں کرتے جائیں گے یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی۔ اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا یہی فوز عظیم ہے (یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہیٰ مقام تک پہونچا دیتا ہے) +

اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں جو معترض نے بصورت اعتراض پیش کی ہے صرف تخویف کے نشانوں کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ آیت وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کے کل نشانوں کو قہری نشانوں میں ہی محصور سمجھکر اس آیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ ہم تمام نشانوں کو محض تخویف ہی کی غرض سے بھیجا کرتے ہیں اور کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی۔ تو یہ معنی بہداہت باطل ہیں۔ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نشان دو غرضوں سے بھیجے جاتے ہیں یا تخویف کی غرض سے یا تبشیر کی غرض سے انہیں دو قسموں کو قرآن شریف اور بائبل بھی جا بجا ظاہر کر رہی ہے۔ پس جبکہ نشان دو قسم کے ہوئے تو آیت ممدوح بالا میں جو لفظ آیات ہے (جس کے معنے وہ نشانات) بہرحال اسی تاویل پر بصحت منطبق ہوگا کہ نشانوں سے قہری نشان مراد ہیں کیونکہ اگر یہ معنی نہ لئے جائیں تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام نشانات جو تحت قدرت الٰہی داخل ہیں۔ تخویف کے قسم میں ہی محصور ہیں حالانکہ فقط تخویف کی قسم میں ہی سارے نشانوں کا حصر سمجھنا سراسر خلاف واقعہ ہے کہ جو نہ کتاب اللہ کی رو سے اور نہ عقل کی رو سے اور نہ کسی پاک دل کے کانشنس کی رو سے درست ہو سکتا ہے +

اب چونکہ اس بات کا صاف فیصلہ ہو گیا کہ نشانوں کے دو قسموں میں سے صرف

تخویف کے نشانوں کا آیات موصوفہ بالا میں ذکر ہے تو یہ دوسرا امر تنقیح طلب باقی رہا
کہ کیا اس آیت کے (جو وما منعنا الخ ہے) یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ تخویف کا کوئی نشان خدا
تعالیٰ نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر نہیں کیا یا یہ سمجھنے چاہئیں کہ
تخویف کے نشانوں میں سے وہ نشان ظاہر نہیں کئے گئے جو پہلی امتوں کو دکھلائے
گئے تھے اور یا یہ تیسرے معنی قابل اعتبار ہیں کہ دونوں قسم کے تخویف کے نشان
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے رہے۔ بجز ان خاص قسم کے بعض نشانوں
کے جنکو پہلی امتوں نے دیکھ کر جھٹلا دیا تھا اور ان کو معجزہ نہیں سمجھا تھا۔

سو واضح ہو کہ آیات متنازعہ فیہا پر نظر ڈالنے سے تمام تر صفائی کھل جاتا ہے کہ
پہلے اور دوسرے معنے کسی طرح درست نہیں۔ کیونکہ آیت ممدوحہ بالا کے یہہ
معنے لینا کہ تمام انواع و اقسام کے وہ تخویفی نشان جو ہم بھیج سکتے ہیں۔ اور تمام وہ
دراء الورا تعذیبی نشان جن کے بھیجنے پر غیر محدود طور پر ہم قادر ہیں اس لئے ہمنے نہیں بھیجے
کہ پہلی امتیں اس کی تکذیب کر چکی ہیں۔ یہ معنے سراسر باطل ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ پہلی امتوں
نے انہیں نشانوں کی تکذیب کی جو انہوں نے دیکھے تھے۔ وجہ یہ کہ تکذیب کیلئے یہ ضرور ہے
کہ جس چیز کی تکذیب کیجائے۔ اوّل اس کا مشاہدہ بھی ہو جائے۔ جس نشان کو ابھی دیکھا ہی
نہیں اس کی تکذیب کیسی۔ حالانکہ نادیدہ نشانوں میں سے ایسے اعلیٰ درجہ کے نشان بھی
تحت قدرت باریتعالیٰ ہیں۔ جنکی کوئی انسان تکذیب نہ کر سکے اور سب گردنیں انکی طرف جھک
جائیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ہر ایک رنگ کا نشان دکھلانے پر قادر ہے اور پھر چونکہ نشانہائے
قدرت باری تعالےٰ غیر محدود اور غیر متناہی ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ
محدود زمانہ میں وہ سب دیکھے ہی گئے۔ اور ان کی تکذیب بھی ہو گئی۔ وقت محدود میں تو وہی
چیز دیکھی جائے گی جو محدود ہو گی۔ بہرحال اس آیت کے یہی معنی صحیح ہوں گے کہ جو بعض
نشانات پہلے کفار دیکھ چکے تھے۔ اور ان کی تکذیب کر چکے تھے۔ ان کا دوبارہ بھیجنا عبث
سمجھا گیا۔ جیسا کہ قرینہ بھی انہیں معنوں پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اس موقعہ پر جو ناقہ ثمود
کا خدا تعالےٰ نے ذکر کیا ہے وہ ذکر ایک بھاری قرینہ اس بات پر ہے کہ اس جگہ گذشتہ امم

رد کردہ نشانات کا ذکر ہے جو تخویف کے نشانوں میں سے تھے اور یہی تیسرے معنے ہیں جو
صحیح اور درست ہیں۔

پھر اس جگہ ایک اور بات منصفین کے سوچنے کے لائق ہے جس سے ادنیٰ پر ظاہر
ہو گا کہ آیت وما منعنا ان نرسل بالآیٰت الخ سے ثبوت معجزات ہی پایا جاتا
ہے نہ نفی معجزات کیونکہ آلآیٰت کے لفظ پر جو الف لام واقعہ ہے وہ بموجب قواعد نحو کے
دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا کل کے معنے دیگا یا خاص کے۔ اگر کل کے معنے دیگا
تو یہ معنے کئے جائیں گے کہ ہمیں کل معجزات کے بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں ہوا
مگر اگلوں کا ان کو جھٹلانا اور اگر خاص نشانوں کے بھیجنے سے (جنہیں منکر طلب
کرتے ہیں) کوئی امر مانع نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ ان نشانوں کو اگلوں نے جھٹلایا۔ بہرحال ان
دونوں صورتوں میں نشانوں کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ معنے ہوں کہ ہمنے ساری نشانیاں
بوجہ تکذیب امم گذشتہ نہیں بھیجیں۔ تو اس سے بعض نشانوں کا بھیجنا ثابت ہوتا ہے
جیسے مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے اپنا سارا مال زید کو نہیں دیا تو اس سے صاف ثابت ہوتا
ہے کہ اس نے کچھ حصہ اپنے مال کا زید کو ضرور دیا ہے اور اگر یہ معنے لیں کہ بعض خاص نشان
ہمنے نہیں بھیجے تو بھی بعض دیگر کا بھیجنا ثابت ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ بعض خاص
چیزیں میں نے زید کو نہیں دیں تو اس سے صاف پایا جائیگا کہ بعض دیگر ضروری
ہیں۔ بہرحال جو شخص اوّل اس آیت کے سیاق و سباق کی آیتوں کو دیکھے۔ کہ کیسی وہ
دونوں طرف کے عذاب کے نشانوں کا قصہ بتلا رہی ہیں۔ اور پھر ایک دوسری نظر اٹھا کے
اور خیال کرے کہ کیا یہ معنے صحیح اور قرین قیاس ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے تمام نشانوں اور
عجایب کاموں کی جو اس کی بے انتہا قدرت سے وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے اور
غیر محدود ہیں پہلے لوگ اپنے محدود زمانہ میں تکذیب کر چکے ہیں۔ اور پھر ایک تیسری نظر
منصفانہ سے کام لیکر سوچے کہ کیا اس جگہ تخویف کے نشانوں کا ایک خاص بیان ہے
یا تبشیر اور رحمت کے نشانوں کا بھی کچھ ذکر ہے۔ اور پھر ذرا چوتھی نگاہ آلآیٰت کے
الف لام پر بھی ڈال دیوے کہ وہ کن معنوں کا افادہ کر رہا ہے تو اس چار طور کی نظر

کے بعد بجز اس کے کہ کوئی تعصب کے باعث حق پسندی سے بہت دور جا پڑا ہو ہر ایک شخص اپنے اندر سے نہ ایک شہادت بلکہ ہزاروں شہادتیں پائیگا کہ اس جگہ نفی کا حرف صرف نشانوں کے ایک قسم خاص کی نفی کے لئے آیا ہے۔ جس کا دوسرے اقسام پر کچھ اثر نہیں۔ بلکہ اس سے انکا متحقق الوجود ہونا ثابت ہو رہا ہے اور ان آیات میں نہایت صفائی سے اللہ جلشانہٗ بتلا رہا ہے کہ اس وقت تخویفی نشان جن کی یہ لوگ درخواست کرتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے نہیں بھیجے گئے کہ پہلی آیتیں ان کی تکذیب کر چکی ہیں۔ سو جو نشان پہلے رد کئے گئے۔ اب بار بار انہیں کو نازل کرنا کمزوری کی نشانی ہے۔ اور غیر محدود قدرتوں والے کی شان سے بعید۔ پس ان آیات میں یہ صاف اشارہ ہے کہ عذاب کے نشان ضرور نازل ہوں گے۔ مگر اور رنگوں میں یہ کیا ضرورت ہے کہ وہی نشان حضرت موسیٰؑ کے یا وہی نشان حضرت نوحؑ اور قوم لوطؑ اور عادؑ اور ثمودؑ کے ظاہر کئے جائیں۔ چنانچہ ان آیات کی تفصیل دوسری آیات میں زیادہ تر کیگئی ہے جیسا کہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے وان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بھا حتّٰی اذا جاءوک یجادلونک واذا جاءتھم اٰیۃ قالوا لن نؤمن حتّٰی نؤتٰی مثل ما اوتی رسل اللّٰہ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ قل انی علٰی بینۃ من ربی وکذبتم بہٖ ما عندی ما تستعجلون بہٖ ان الحکم الا للّٰہ یقص الحق وھو خیر الفاصلین ۔ قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہٖ ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم بحفیظ ۔ ویستعجلونک بالعذاب ۔ قل ھو القادر علٰی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض ۔ قل الحمد للّٰہ سیریکم اٰیاتہٖ فتعرفونھا قل لکم میعاد یوم لا تستأخرون ساعۃ ولا تستقدمون ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ الحق وما انتم بمعجزین ۔ سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتّٰی یتبین لھم انہ الحق خلق الانسان من عجل سأریکم اٰیاتی فلا تستعجلون ۔ یعنے یہ تمام لوگ نشانوں کو دیکھ ایمان نہیں لاتے۔

پھر جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ سے لڑتے ہیں اور جب کوئی نشان پاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کبھی نہیں مانیں گے۔ جب تک ہمیں خود وہی وہ باتیں حاصل نہ ہوں جو رسولوں کو ملتی ہیں۔ کہ میں کامل ثبوت لیکر اپنے رب کی طرف سے آیا ہوں۔ اور تم اس ثبوت کو دیکھتے ہو اور پھر تکذیب کر رہے ہو جس چیز کو تم جلدی سے مانگتے ہو (یعنی عذاب) وہ تو میرے اختیار میں نہیں۔ حکم اخیر صادر کرنا تو خدا ہی کا منصب ہے وہی حق کو کھول دیگا اور وہی خیر الفاصلین ہے۔ جو ایک دن میرا اور تمہارا فیصلہ کر دیگا خدا نے میری رسالت پر روشن نشان تمہیں دیئے ہیں۔ سو جو ان کو شناخت کرے اس نے اپنے نفس کو فائدہ پہونچایا۔ اور جو اندھا ہو جاتے اس کا وبال بھی اسی پر ہے میں تم پر نگہبان نہیں۔ اور تجھ سے عذاب کیلئے جلدی کرتے ہیں۔ کہہ وہی پروردگار اس بات پر قادر ہے کہ اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب تم پر بھیجے اور چاہے تو تمہیں دو فریق بنا کر ایک فریق کی لڑائی کا دوسرے کو مزا چکھاوے اور کہہ سب تعریف اللہ کے لئے ہیں۔ وہ تمہیں ایسے نشان دکھلائے گا۔ جنہیں تم شناخت کر لوگے اور کہہ تمہارے لئے ٹھیک ٹھیک ایک برس کی میعاد ہے ✱ نہ اس سے تم تاخیر کر سکوگے نہ تقدیم۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ بات۔ کہہ ہاں مجھے قسم ہے اپنے رب کی کہ یہ سچ ہے اور تم خدا تعالیٰ کو اس کے وعدوں سے روک نہیں سکتے ہم عنقریب ان کو اپنے نشان دکھلائیں گے ان کے ملک کے اردگرد میں اور خود ان میں بھی یہانتک کہ اُن پر کھلجائیگا کہ یہ نبی سچا ہے۔ انسان کی فطرت میں جلدی ہے میں عنقریب تمہیں اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ سو تم مجھ سے تو جلدی مت کرو۔

اب دیکھو کہ ان آیات میں نشان مطلوبہ کے دکھلانے کے بارے میں کیسے صاف اور پختہ وعدے دیئے گئے ہیں۔ یہانتک کہ یہ بھی کہا گیا کہ ایسے کھلے کھلے نشانات دکھلائے جائیں گے کہ تم ان کو شناخت کر لوگے اور اگر کوئی کہے کہ یہ تو سمجھا کہ عذاب

✱ یوم سے مراد اس جگہ برس ہے۔ چنانچہ بائیبل میں بھی یہ محاورہ پایا جاتا ہے سو پورے برس کے بعد بدر کی لڑائی کا عذاب مکہ والوں پر نازل ہوا جو پہلی لڑائی تھی۔

کے نشانوں کے بارے میں جابجا قرآن شریف میں وعدے دیئے گئے ہیں کہ وہ ضرور
کسی دن دکھلائے جائیں گے۔ اور یہ بھی ہم نے تسلیم کیا کہ وہ سب وعدے اس زمانہ
میں پورے بھی ہوگئے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنی خداوندی قدرت دکھلاکر مسلمانوں کی
کمزوری اور ناتوانی کو دور کردیا اور معدودے چند سے ہزارہا تک انکی نوبت پہنچادی اور
ان کے ذریعہ سے ان تمام کفار کو تہ تیغ کیا۔ جو مکہ میں اپنی سرکشی اور جور و جفا کے زمانہ میں
نہایت تکبر سے عذاب کا نشان مانگا کرتے تھے۔ لیکن اس بات کا ثبوت قرآن شریف کے
کہاں ملتا ہے کہ بجز ان نشانوں کے اور بھی نشان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھلا
تھے سو واضح ہو کہ نشانوں کے دکھلانے کا ذکر قرآن شریف میں جابجا آیا ہے۔ بعض جگہ
اپنے پہلے نشانوں کا حوالہ بھی دیا ہے۔ دیکھو آیت کما لم یومنوا بہ اول مرّۃ
الجزو نمبر ۸ سورۃ انعام۔ بعض جگہ کفار کی ناانصافی کا ذکر کرکے ان کا اس طور کا اقرار درج
کیا ہے کہ وہ نشانوں کو دیکھکر کہتے ہیں۔ کہ وہ جادو ہے۔ دیکھو آیت وان یروا آیۃ
یعرضوا ویقولوا سحر مستمر الجزو نمبر ۲۷ سورۃ القمر۔ بعض جگہ جو نشانوں کے دیکھنے کا
صاف اقرار منکرین نے کر دیا ہے۔ وہ شہادتیں ان کی پیش کی ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔
وشھدوا ان الرسول حق وجاءھم البیّنٰت یعنے انہوں نے رسول کے حق ہونے
پر گواہی دی اور کھلے کھلے نشان ان کو پہونچ گئے۔ اور بعض جگہ بعض معجزات کو بتصریح
بیان کردیا ہے۔ جیسے معجزہ شق القمر جو ایک عظیم الشان معجزہ اور خدائی قدرت کا ایک کامل
نمونہ ہے۔ جسکی تصریح ہم نے کتاب سرمہ چشم آریہ میں بخوبی کردی ہے۔ جو شخص مفصّل
دیکھنا چاہے اس میں دیکھ سکتا ہے۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے خود تراشیدہ نشان مانگا کرتے تھے۔ اکثر وہی آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے نشانوں کے آخر کار گواہ بھی بن گئے تھے۔ کیونکہ آخر وہی لوگ تو تھے
جنہوں نے مشرف باسلام ہوکر دین اسلام کو مشارق و مغارب میں پھیلایا۔ اور نیز
معجزات اور پیشگوئیوں کے بارے میں کتب حدیث میں اپنی رویت کی شہادتیں قلمبند
کرا گئیں ہیں اس زمانہ میں ایک عجیب طریق ہے کہ ان بزرگان دین کے اس زمانہ نہایت

کے انکاروں کو بار بار پیش کرتے ہیں۔ جن سے بالآخر خود وہ دست کش اور تائب
ہوگئے تھے لیکن اُن کی اُن شہادتوں کو نہیں مانتے جو راہ راست پر آنے کے بعد انہوں
نے پیش کی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو چاروں طرف سے
چمک رہے ہیں وہ کیونکر چھپ سکتے ہیں صرف معجزات جو صحابہ کی شہادتوں سے
ثابت ہیں۔ وہ تین ہزار معجزہ ہے اور پیش گوئیاں تو شاید دس ہزار سے بھی زیادہ
ہوں گی جو اپنے وقتوں پر پوری ہوگئیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ ماسوائے اس کے بعض
معجزات و پیشگوئیاں قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ وہ ہمارے لئے جو اس زمانہ میں ہیں
مشہود و محسوس کا حکم رکھتی ہیں۔ اور کوئی ان سے انکار نہیں کرسکتا چنانچہ وہ یہ ہیں۔
(۱) عذابی نشان کا معجزہ جو اس وقت کے کفار کو دکھلایا گیا تھا۔ یہ ہمارے لئے بھی
فی الحقیقت ایسا ہی نشان ہے۔ جسکو چشمدید کہنا چاہئیے۔ وجہ کہ یہ نہایت یقینی
مقدمات کا ایک ضروری نتیجہ ہے۔ جس سے کوئی موافق اور مخالف کسی صورت سے
انکار نہیں کرسکتا۔ اور یہ مقدمہ جو بطور بنیاد معجزہ کے ہے نہایت بدیہی اور مسلم
الثبوت ہے کہ یہ عذابی نشان اس وقت مانگا گیا تھا۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلّم اور چند رفیق آنجناب کہ مکہ میں دعوت حق کی سے خود صدہا تکالیف اور دردوں
اور دکھوں میں مبتلا تھے۔ اور وہ ایام دین اسلام کے لئے ایسے ضعف اور کمزوری
کے دن تھے کہ خود کفار مکہ ہنسی اور ٹھٹھہ کی راہ سے مسلمانوں کو کہا کرتے تھے کہ اگر تم
حق پر ہو تو اس قدر عذاب اور مصیبت اور دکھ اور درد ہمارے ہاتھ سے کیوں تمہیں پہنچ
رہا ہے اور وہ خدا جس پر تم بھروسہ کرتے ہو وہ کیوں تمہاری مدد نہیں کرتا اور کیوں تم کو ایک
ایک قدر قلیل جماعت جو عنقریب نابود ہونے والی ہے اور اگر تم سچے ہو تو کیوں ہم پر عذاب
نازل نہیں ہوتا ان سوالات کے جواب میں جو کچھ کفار کو قرآن شریف کے متفرق مقامات
میں ایسے زمانہ تنگی و تکالیف میں کہا گیا وہ دوسرا مقدمہ اس پیش گوئی کی عظمت شان
سمجھنے کیلئے ہے کیونکہ وہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اور ان کے صحابہ رضہ پر ایسا نازک
زمانہ تھا کہ ہر وقت اپنی جان کا اندیشہ تھا اور چاروں طرف ناکامی منہ دکھلا رہی تھی

سو ایسے زمانہ میں کفار کو اُن سے عذابی نشان مانگنے کے وقت صاف صاف طور پر یہ کہا گیا تھا کہ عنقریب تمہیں اسلام کی فتحمندی اور تمہارے سزا یاب ہونیکا نشان دکھلایا جائیگا اور اسلام جو اَب ایک تخم کیطرح نظر آتا ہے۔ کسی دن ایک بزرگ درخت کی مانند اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔ اور وہ جو عذاب کا نشان مانگتے ہیں۔ وہ تلوار کی دھار سے قتل کئے جاویں گے اور تمام جزیرہ عرب کفر اور کافروں سے صاف کیا جائیگا۔ اور تمام کی حکومت مومنوں کے ہاتھ میں آجائیگی اور خدا تعالیٰ دین اسلام کو عرب کے ملک میں ایسے طور سے جما دیگا کہ پھر بت پرستی کبھی پیدا نہیں ہوگی۔ اور حالت موجودہ جو خوف کی حالت ہے بکلی امن کیساتھ بدل جائیگی۔ اور اسلام قوت پکڑے گا اور غالب ہوتا چلا جائیگا۔ یہاں تک کہ دوسرے ملکوں پر اپنی نصرت اور فتح کا سایہ ڈالے گا۔ اور دور دور تک اسکی فتوحات پھیل جائینگی اور ایک بڑی بادشاہت قایم ہو جاوے گی جس کا آخیر دنیا تک زوال نہیں ہوگا +

اب جو شخص پہلے ان دونوں مقدمات پر نظر ڈال کر معلوم کریوے کہ وہ زمانہ جس میں یہ پیشگوئی کی گئی اسلام کے لئے کیسی تنگی اور ناکامی اور مصیبت کا زمانہ تھا۔ اور جو پیشگوئی کی گئی وہ کسقدر حالت موجودہ سے مخالف اور خیال اور قیاس سے نہایت بعید بلکہ صریح محالات عادیہ سے نظر آتی تھی۔ پھر بعد اس کے اسلام کی تاریخ جو دشمنوں اور دوستوں کے ہاتھ میں موجود ہے۔ ایک منصفانہ نظر ڈالے کہ کیسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اور کسقدر دلوں پر ہیبت ناک اثر اس کا پڑا اور کیسے مشارق اور مغارب میں تمام تر قوت اور طاقت کیسا تھ اس کا ظہور ہوا۔ تو اس پیشگوئی کو یقینی اور قطعی طور پر چشمدیدہ معجزہ قرار دیگا جس میں اس کو کوئی شک شبہ نہ ہوگا +

پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہمارے لئے حکم مشہود و محسوس کا رکھتا ہے۔ وہ عجیب و غریب تبدیلیاں ہیں۔ جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ببرکت

پیروی قرآن شریف و از صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں آئیں جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ مشرف باسلام ہونے سے پہلے کیسے اور کس طریق اور عادت کے آدمی تھے اور پھر بعد شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع قرآن شریف کس رنگ میں آگئے۔ اور کیسے اخلاق میں عقاید میں چلن میں گفتار میں رفتار میں کردار میں اور اپنی جمیع عادات میں خبیث حالت سے منتقل ہو کر نہایت طیب اور پاک حالت میں داخل کئے گئے۔ تو ہمیں اس تاثیر عظیم کو دیکھ کر جس نے ان کے زنگ خوردہ وجودوں کو ایک عجیب تازگی اور روشنی اور چمک بخش دی تھی۔ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ تصرف ایک خارق عادت تصرف تھا۔ جو خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے کیا۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو مردہ پایا۔ اور زندہ کیا۔ اور جہنم کے گڑھے میں گرتے دیکھا تو ہولناک حالت سے چھڑایا۔ بیمار پایا اور اُسے اچھا کیا۔ اندھیرے میں پایا انہیں روشنی بخشی اور خدا تعالیٰ نے اس اعجاز کے دکھلانے کے لئے قرآن شریف میں ایک طرف عرب کے لوگوں کی وہ خراب حالتیں لکھی ہیں جو اسلام سے پہلے وہ رکھتے تھے۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کے وہ پاک حالات بیان فرمائے ہیں جو اسلام لانے کے بعد ان میں پیدا ہو گئے تھے۔ کہ تا جو شخص ان پہلے حالات کو دیکھے جو کفر کے زمانہ میں تھے اور مقابل اس کے وہ حالت پڑھے جو اسلام لانے کے بعد ظہور پذیر ہوگئی۔ تو ان دونوں طور کے سوانح پر مطلع ہونے سے بہ یقین کامل سمجھ لیویگا۔ کہ یہ تبدیلی ایک خارق عادت تبدیلی ہے جسے معجزہ کہنا چاہیئے +

پھر تیسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہماری نظروں کے سامنے موجود ہے اس کے حقایق و معارف و نکات و لطایف ہیں۔ جو اسکی بلیغ و فصیح عبارات میں بھرے ہوئے ہیں۔ اس معجزہ کو قرآن شریف میں بڑی شد و مد سے بیان کیا گیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ تمام جن و انس اکٹھے ہو کر اسکی نظیر بنانا چاہیں تو اُن کے لئے ممکن نہیں یہ معجزہ اس دلیل سے ثابت اور متحقق الوجود ہے کہ اس زمانہ تک کہ تیرہ سو برس سے زیادہ گذر رہا ہے

باوجودیکہ قرآن شریف کی منادی دنیا کے ہر ایک ملک میں ہو رہی ہے۔ کہ بڑے زور
سے **ھل من معارض** کا نقارہ بجایا جاتا ہے۔ مگر کبھی کسی طرف
سے آواز نہیں آئی پس اس سے اس بات کا صریح ثبوت ملتا ہے۔ کہ تمام
انسانی قوتیں قرآن شریف کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز ہیں۔ بلکہ اگر قرآن شریف
کی صدہا خوبیوں میں سے صرف ایک خوبی کو پیش کرکے اس کی نظیر مانگی جائے تو انسان
ضعیف البنیان سے یہ بھی ناممکن ہے کہ اس کے ایک جزو کی نظیر پیش کر سکے۔ مثلاً قرآن
شریف کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی خوبی ہے کہ وہ تمام معارف دینیہ پر مشتمل ہے
اور کوئی دینی سچائی جو حق اور حکمت سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسی نہیں جو قرآن شریف میں
پائی نہ جاتی ہو مگر ایسا شخص کون ہے کہ کوئی دوسری کتاب ایسی دکھلائے۔ جس میں یہ
صفت موجود ہو اور اگر کسی کو اس بات میں شک ہو کہ قرآن شریف جامع تمام حقایق دینیہ
ہے تو ایسا متلاشی۔ خواہ عیسائی ہو خواہ آریہ اور خواہ برہمو ہو خواہ دہریہ اپنی طرز اور طور
پر امتحان کرکے اپنی تسلی کرا سکتا ہے اور ہم تسلی کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔ بشرطیکہ کوئی
طالب حق ہماری طرف رجوع کرے۔ بائیبل میں جس قدر پاک صداقتیں ہیں۔ یا
حکماء کی کتابوں میں جس قدر حق و حکمت کی باتیں ہیں۔ جن پر ہماری نظر پڑی ہے یا ہندوؤں
کے وید وغیرہ میں۔ جو اتفاقاً بعض سچائیاں ... رہ گئی ہیں یا باقی رہ گئی ہیں۔ جنکو ہم نے
دیکھا ہے یا صوفیوں کی صدہا کتابوں میں جو حکمت و معرفت کے نکتے ہیں۔ جن پر ہمیں
اطلاع ہوئی ہے۔ ان سب کو ہم قرآن شریف میں پاتے ہیں اور اس کامل استقرا سے
جو چونتیس برس کے عرصہ میں نہایت عمیق اور محیط نظر کے ذریعہ سے ہم کو حاصل ہے۔
نہایت قطع اور یقین سے ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ کوئی روحانی صداقت جو تکمیل نفس
اور روحانی اور دماغی قوتوں کی تربیت کے لئے اثر رکھتی ہے ایسی نہیں جو قرآن شریف میں
درج نہ ہو۔ اور یہ صرف ہمارا ہی تجربہ نہیں۔ بلکہ یہی قرآن شریف کا دعویٰ بھی ہے
جس کی آزمایش نہ فقط میں نے کی بلکہ ہزارہا علماء ابتدا سے کرتے آئے اور اس کی سچائی
کی گواہی دیتے چلے آئے ہیں ✤

پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کے روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ
چلے آتے ہیں۔ یعنے یہ کہ اس کی پیروی کرنے والے قبولیت الٰہی کے مراتب کو پہنچتے
ہیں اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو
سنتا اور انہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں
کی طرح ان کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسرے
مخلوقات سے انہیں ممتاز کرتا ہے۔ یہ بھی ایک نشان ہے کہ جو قیامت تک امت
محمدیہ میں قائم رہیگا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے
مسلمانوں میں سے اب بھی ایسے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں کہ جن کو اللہ جلشانہ اپنی
تائیدات خاصہ سے مؤید فرما کر الہامات صحیحہ و صادقہ و مبشرات و مکاشفات غیبیہ سے
سرفراز فرماتا ہے۔

اب اے حق کے طالبو اور سچے نشانوں کے بھوکو اور پیاسو انصاف سے دیکھو اور
ذرا پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس
اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں۔ اور کیسے ہر زمانہ کیلئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں۔ پہلے نبیوں
کے معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں۔ خدا جانے ان کی اصلیت
کہاں تک درست ہے۔ بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں
باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہونے کے۔ اور باوجود بہت سے مبالغات کے
جو ان میں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات ان پر وارد ہوتے ہیں کہ جن سے
انہیں بکلی صاف و پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے۔ اور اگر بطور فرض کے طور پر تسلیم
بھی کر لیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ لولے اور
لنگڑے اور مفلوج اور اندھے وغیرہ بیمار ان کے چھونے سے اچھے ہو جاتے تھے یہ تمام
بیان بلا مبالغہ ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے۔ کوئی اور معنے اس کے نہیں تب بھی حضرت
مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی۔ اول تو انہیں دنوں میں ایک
تالاب بھی ایسا تھا کہ اس میں ایک وقت خاص میں جو غوطہ مارنے سے ... مریض فی الفور

دور ہو جاتی نہیں۔ جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے۔ بہرحال سوائے اس کے زمانہ دراز کی تحقیقات نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے۔ جس کے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں۔ جس میں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے۔ سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں۔ بلکہ مرد صالح ہونا بھی اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور قدیم سے یہ علم رائج ہوتا چلا آیا ہے۔ مسلمانوں میں بعض اکابر جیسے محی الدین عربی صاحب فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں۔ ایسے کہ ان کے وقت میں ان کی نظیر پائی نہیں گئی۔ بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے باذنہ تعالےٰ تازہ مُردوں سے باتیں کر کے دکھلا دیتے تھے ٭ اور دو دو تین تین سو بیماروں کو اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے۔ اور بعض جو مشق میں کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا کپڑے کو چھو کر شفا بخشتے تھے۔ اس مشق میں عامل کچھ ایسا احساس کرتا ہے کہ گویا اس کے اندر سے بیمار پر اثر ڈالنے کے وقت ایک قوت نکلتی ہے اور بسا اوقات بیمار کو بھی یہ مشہود ہوتا ہے کہ اس کے اندر سے ایک زہر یا مادہ حرکت کر کے سفلی اعضاء کی طرف اترتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بکلی معدوم ہو جاتا ہے۔ اس علم میں اسلام میں بہت سی تالیفیں موجود ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوؤں میں بھی اس کی کتابیں ہوں گی۔ حال میں جو انگریزوں نے فن مسمریزم نکالا ہے حقیقت میں وہ بھی اسی علم کی ایک شاخ ہے۔ انجیل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو بھی کسی قدر اس علم میں مشق تھی۔ مگر کامل نہیں تھی۔ اس وقت کے لوگ بہت سادہ اور اس علم سے بے خبر تھے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں یہ عمل اپنی حد سے زیادہ قابل تعریف سمجھا گیا تھا۔ مگر پیچھے سے جوں جوں اس علم کی حقیقت کھلتی گئی۔ لوگ اپنے علو اعتقاد سے تنزل کرتے گئے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ ایسی مشقوں سے بیماروں کو چنگا کرنا

٭ تازہ مردوں کا عمل توجہ سے چند منٹ یا چند گھنٹوں کیلئے زندہ ہو جانا قانون قدرت کے منافی نہیں جس حالت میں ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ بعض جاندار کے مرنے کے بعد کسی دوا سے زندہ ہو جاتے ہیں تو پھر انسان کا زندہ ہونا کیا مشکل اور کیوں دور از قیاس ہے +

یا مجنونوں کو شفا بخشنا کچھ بھی کمال کی بات نہیں۔ بلکہ اس میں ایماندار ہونا بھی ضرور نہیں چہ جائے کہ نبوت یا ولایت پر یہ دلیل ہو سکے ان کا یہ بھی قول ہے کہ عمل سلب امراض بدنیہ کی کامل مشق اور اسی شغل میں دن رات اپنے تئیں ڈالے رکھنا روحانی ترقی کے لئے سخت مضر ہے اور ایسے شخص کے ہاتھ سے روحانی تربیت کا کام بہت ہی کم ہوتا ہے اور قوت منورہ اس کے قلب کی بغایت درجہ گھٹ جاتی ہے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام اپنی روحانی تربیت میں بہت کمزور نکلے جیسا کہ پادری ٹیلر صاحب جو باعتبار عہدہ و نیز بوجہ لیاقت ذاتی کے ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ مسیح کی روحانی تربیت بہت ضعیف اور کمزور ثابت ہوتی ہے اور اُن کے صحبت یافتہ لوگ جو حواریوں کے نام سے موسوم تھے اپنے روحانی تربیت یافتہ ہونے میں اور انسانی قوتوں کی پوری تکمیل سے کوئی اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھلا نہ سکے کاش حضرت مسیح نے اپنے ظاہری شغل سلب امراض کی طرف کم توجہ کی ہوتی اور وہی توجہ اپنے حواریوں کی باطنی کمزوریوں اور بیماریوں پر ڈالتے خاصکر یہودا اسکریوطی پر) اس جگہ صاحب موصوف یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر نبی عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ پر حواریوں کی روحانی تربیت یابی اور دینی استقامت کا موازنہ کیا جائے تو ہمیں افسوس کے ساتھ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح کے حواری روحانی طور پر تربیت پذیر ہونے میں نہایت ہی کچے اور پیچھے رہے ہوئے تھے اور ان کے دماغی اور دلی قویٰ کو حضرت مسیح کی صحبت نے کوئی ایسی توسیع نہیں بخشی تھی جو صحابہ نبی عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مقابل پر کچھ قابل تعریف ہو سکے۔ بلکہ حواریوں کے قدم قدم میں بزدلی سست اعتقادی تنگدلی دنیا طلبی بیوفائی ثابت ہوتی تھی۔ مگر صحابہؓ نبی عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے وہ صدق و وفا ظہور میں آیا جس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے پیرؤں میں ملنا مشکل ہے سو یہ اس روحانی

ترتیب کا جو کامل طور پر ہوئی تھی اثر تھا۔ جس نے اس کو بکلی مبدل کر کے کہیں کا کہیں پہونچا دیا تھا۔ اسی طرح سے بہت سے دانشمند انگریزوں نے حال میں ایسی کتابیں تالیف کی ہیں کہ جن میں انہوں نے اقرار کر لیا ہے کہ اگر ہم نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت رجوع الی اللہ و توکل و استقامت ذاتی و تعلیم کامل و مطہر و القائے تاثیر و اصلاح خلق کثیر از مفسدین و تائیدات ظاہری و باطنی قادر مطلق کو ان معجزات سے الگ کر کے بھی دیکھیں جو بمد منقول ان کی نسبت بیان کی جاتی ہیں۔ تب بھی ہمارا انصاف اس اقرار کے لئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ یہ تمام امور جو ان سے ظہور میں آئے۔ یہ بھی بلاشبہ فوق العادت اور بشری طاقتوں سے بالاتر ہیں اور نبوت صحیحہ صادقہ کے شناخت کرنے کیلئے قوی اور کافی نشان ہیں۔ کوئی انسان جب تک اس کیساتھ خدا تعالیٰ نہ ہو کبھی ان سب باتوں میں کامل اور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ایسی غیبی تائیدیں اس کے شامل ہوتی ہیں +

سوال

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کبھی کوئی معجزہ نہ ملا۔ جیسا کہ سورۃ عنکبوت میں درج ہے (ترجمہ عربی کا) اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر نشانیاں یعنی کوئی بھی کیونکہ لا نافیہ اس آیت میں جو کہ جنسی ہے کل جنس کی نفی کرتا ہے اس کے رب سے اور سورہ بنی اسرائیل میں بھی اور ہم نے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے ان کو جھٹلایا"

اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا نے کوئی معجزہ نہیں دیا۔ حقیقت میں اگر کوئی معجزہ ملتا تو وہ نبوت اور قرآن پر منتج نہ ہوتے ؟

فاما الجواب

جن خیالات کو عیسائی صاحب نے اپنی عبارت میں بصورت اعتراض پیش کیا ہے وہ درحقیقت اعتراض نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تین غلط فہمیاں ہیں جو بوجہ قلت تدبر ان کے دل میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ذیل میں ہم ان غلط فہمیوں کو دور کرتے ہیں۔

پہلی غلط فہمی کی نسبت جواب یہ ہے کہ نبی برحق کی یہ نشانی ہرگز نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ

کی طرح ہر ایک مخفی بات کا بالاستقلال اس کو علم بھی ہو۔ بلکہ اپنے ذاتی اقتدار اور اپنی ذاتی خاصیت سے عالم الغیب ہونا خدا تعالیٰ کی ذات کا ہی خاصہ ہے۔ قدیم سے اہل حق حضرت واجب الوجود کے علم غیب کی نسبت وجوب ذاتی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور دوسرے تمام ممکنات کی نسبت امتناع ذاتی اور امکان بالواجب عزاسمہ کا عقیدہ ہے یعنی یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے عالم الغیب ہونا واجب ہے اور اس کے ہویت حقہ کی یہ ذاتی خاصیت ہے کہ عالم الغیب ہو مگر ممکنات کے جو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت ہیں اس صفت میں اور ایسا ہی دوسری صفات میں شراکت بحضرۃ باری عزاسمہ جائز نہیں اور جیسا ذات کے رو سے شریک الباری ممتنع ہے ایسا ہی صفات کے رو سے بھی ممتنع ہے۔ پس ممکنات کیلئے نظراً اعلیٰ ذاتہم عالم الغیب ہونا ممتنعات میں سے ہے۔ خواہ نبی ہوں یا ولی ہوں ہاں الہام الٰہی سے اسرار غیبیہ کو معلوم کرنا یہ ہمیشہ خاص اور برگزیدہ کو حصہ ملتا رہا ہے۔ جس کو ہم تابعین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں پاتے ہیں نہ کسی اور میں عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کبھی کبھی اپنے مخصوص بندوں کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کر دیتا ہے اور اوقات مقررہ اور مقدرہ میں رشح فیض غیب ان پر ہوتا ہے۔ بلکہ کامل مقرب اللہ اسی سے آزمائے جاتے ہیں۔ اور شناخت کئے جاتے ہیں کہ بعض اوقات آیندہ کی پوشیدہ باتیں یا کچھ چھپے اسرار انہیں بتلائے جاتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ ان کے اختیار اور ارادہ اقتدار سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اختیار اور اقتدار سے یہ سب نعمتیں انہیں ملتی ہیں۔

وہ جو اس کی مرضی پر چلتے ہیں اور اسی کے ہو رہتے ہیں اور اسی میں کھوئے جاتے ہیں۔ اس خیر محض کی ان سے کچھ ایسی ہی عادت ہے کہ اکثر ان کی سنتا اور اپنا گذشتہ فعل یا آیندہ کا منشاء بسا اوقات ان پر ظاہر کر دیتا ہے۔ مگر بغیر اعلام الٰہی انہیں کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا وہ اگرچہ خدا تعالیٰ کے مقرب تو ہوتے ہیں مگر خدا تو نہیں ہوتے سمجھائے سمجھتے ہیں بتلائے جاتے ہیں۔ دکھلائے دیکھتے ہیں بولائے بولتے ہیں۔ اور اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہوتے جب طاقت عظمیٰ انہیں اپنے الہام کی تحریک سے بلاتی ہے تو وہ بولتے ہیں اور جب دکھاتی ہے

تو دیکھتے ہیں اور جب سناتی ہے تو سنتے ہیں اور جب تک خدا تعالیٰ ان پر کوئی پوشیدہ بات ظاہر نہیں کرتا تب تک انہیں اس بات کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ تمام نبیوں کے حالات زندگی (لالیف) میں اس کی شہادت پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف ہی دیکھو کہ وہ کیونکر اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا۔ باب ۱۳۔ آیت ۳۲۔ مرقس۔

اور پھر وہ فرماتے ہیں کہ میں آپ سے کچھ نہیں کرتا (یعنی کچھ نہیں کر سکتا) مگر جو میرے باپ نے سکھلایا وہ باتیں کہتا ہوں۔ کسی کو راستبازوں کے مرتبہ تک پہونچانا میرے اختیار میں نہیں مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ مرقس

غرض کسی نبی نے باقتدار یا عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا دیکھو اس عاجز بندہ کی طرف جس کو مسیح کرکے پکارا جاتا ہے اور جسے نادان مخلوق پرستوں نے خدا سمجھ رکھا ہے کہ کیسے اس نے ہر مقام میں اپنے قول اور فعل سے ظاہر کر دیا کہ میں ایک ضعیف اور کمزور اور ناتوان بندہ ہوں اور مجھ میں ذاتی طور پر کوئی بھی خوبی نہیں اور آخری اقرار جس پر ان کا خاتمہ ہوا کیسا پیارے لفظوں میں ہے۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ (یعنی مسیح (اپنی گرفتاری کی خبر پاکر) گھبرانے اور بہت دلگیر ہونے لگا۔ اور ان سے (یعنی حواریوں سے) کہا کہ میری جان کا غم موت کا سا ہے اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گر پڑا (یعنی سجدہ کیا) اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے اور کہا کہ اے ابا اے باپ سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے یعنی تو قادر مطلق ہے اور میں ضعیف ہوں اور عاجز بندہ ہوں۔ تیرے ٹالنے سے یہ بلا ٹل سکتی ہے۔ اور آخر ایلی ایلی لما سبقتنی کہکر جان دی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"

اب دیکھیئے کہ اگرچہ دعا قبول نہ ہوئی کیونکہ تقدیر مبرم تھی۔ ایک مسکین مخلوق کی خالق کے قطعی ارادہ کے آگے کیا پیش جاتی ہے۔ مگر حضرت مسیح نے اپنی عاجزی اور بندگی کے اقرار کو نہایت تک پہنچا دیا۔ اس امید سے کہ شاید قبول ہو جاوے۔ اگر انہیں پہلے سے علم ہوتا کہ دعا رد کیجائیگی ہرگز قبول نہیں ہوگی تو وہ ساری رات برابر فجر تک اپنے بچاؤ کے لئے کیوں دعا کرتے رہتے

اور کیوں اپنے تئیں اور اپنے حواریوں کو بھی تقید سے اس لاحاصل مشقت میں ڈالتے۔

سو بقول معترض صاحب ان کے دل میں یہی تھا کہ انجام خدا کو معلوم ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ پھر ایسا ہی حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کا صحیح نہ نکلنا در اصل اسی وجہ سے تھا کہ بباعث عدم علم بر اسرار مخفیہ اجتہادی طور پر تشریح کرنے میں ان سے غلطی ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تم بھی (اے میرے بارہ حواریو) بارہ تختوں پر بیٹھو گے۔ دیکھو باب ۲۰۔ آیت ۲۸۔ متی"

لیکن اسی انجیل سے ظاہر ہے کہ یہودا اسکریوطی اس تخت سے بے نصیب رہ گیا اس کے کانوں نے تخت نشینی کی خبر سن لی۔ مگر تخت پر بیٹھنا اسے نصیب نہ ہوا۔ اب راستی اور سچائی سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت مسیح کو اس شخص کے مرتد اور بدعاقبت ہونے کا پہلے سے علم ہوتا تو کیوں اس کو تخت نشینی کی جھوٹی خبر سناتے۔ ایسا ہی ایک مرتبہ آپ ایک انجیر کا درخت دور سے دیکھکر انجیر کھانے کی نیت سے اس کی طرف گئے۔ مگر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر ایک بھی انجیر نہیں تو آپ بہت ناراض ہوئے اور غصہ کی حالت میں اس انجیر کو بددعا دی جس کا کوئی بد اثر انجیر پر ظاہر نہ ہوا۔ اگر آپ کو کچھ غیب کا علم ہوتا تو بے ثمر درخت کی طرف اس کا پھل کھانے کے ارادہ سے کیوں جاتے"۔

ایسا ہی ایک مرتبہ آپ کے دامن کو ایک عورت نے چھوا تھا۔ تو آپ چاروں طرف پوچھنے لگے۔ کہ کس نے میرا دامن چھوا ہے۔ اگر کچھ علم غیب سے حصہ ہوتا۔ تو دامن چھونے والے کا پتہ معلوم کرنا۔ تو کچھ بڑی بات نہ تھی۔ اور ایک مرتبہ آپ نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائیں گے۔ جب تک یہ سب کچھ (یعنی مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا اور ستاروں کا گرنا وغیرہ) ظاہر نہ ہو لے۔ لیکن ظاہر ہے کہ نہ اس زمانہ میں کوئی ستارہ آسمان کا زمین پر گرا اور نہ حضرت مسیح عدالت کیلئے دنیا میں آئے۔ اور وہ صدی تو کیا اس پر اٹھارہ صدیاں اور بھی گذر گئیں اور انیسویں گذرنے

کو قریب ہے۔ سو حضرت مسیح کے علم غیب سے بے بہرہ ہونیکے لئے یہی چند شہادتیں کافی ہیں جو کسی اور کتاب سے نہیں بلکہ چاروں انجیلوں سے دیکھکر ہمنے لکھی ہیں۔ دوسرے انبیوں کا بھی یہی حال ہے حضرت یعقوب ہی تھے۔ مگر انہیں کچھ خبر نہ ہوئی کہ اُسی گاؤں کے بیابان میں میرے بیٹے پر کیا گذر رہا ہے۔ حضرت دانیال اس مدت تک کہ خدا نے بخت النصر کے رویائی اثر تعبیر کھولدی کچھ بھی علم نہیں رکھتے تھے کہ خواب کیا ہے اسکی تعبیر کیا ہے؟

پس اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ نبی کا یہ کہنا کہ یہ بات خدا کو معلوم ہے مجھے نہیں بالکل سچ اور اپنے محل پر چسپاں اور سراسر اس نبی کا شرف اور اسکی عبودیت کا ہے بلکہ ان باتوں سے اپنے آقائے کریم کے آگے اس کی شان بڑھتی ہے نہ یہ کہ ایک منصب نبوۃ میں کچھ نقص لازم آتا ہے ہاں اگر یہ تحقیق منظور ہو کہ خدا تعالیٰ کے اعلام جو اسرار غیب حاصل ہوتے ہیں وہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسقدر ہوئے ہیں تو بڑا ثبوت اسبات کا پیش کرنے کیلئے تیار ہوں۔ کہ جس قدر توریت و انجیل اور تمام بائیبل میں نبیوں کی پیشگوئیاں لکھی ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں کمّاً وکیفاً ہزار حدیث سے بھی ان سے زیادہ ہیں۔ جن کی تفصیل احادیث نبویہ کے رو سے جو بحقیق سے قلم بند کی گئی ہیں معلوم ہوتی ہے اور اجمالی طور پر مگر کافی اور اطمینان بخش بلاعذر موثر بیان قرآن شریف میں موجود ہے۔ پھر دیگر اہل مذاہب کیطرح مسلمانوں کے ہاتھ میں قصہ ہی نہیں بلکہ وہ تو ہر صدی میں غیر قوموں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ یہ سب برکات اسلام میں ہمیشہ کے لئے موجود ہیں۔ بھائیو! آؤ اول آزماؤ پھر قبول کرو۔ مگر آوازوں کو کوئی نہیں سنتا۔ حجت الٰہی اپنے پوری ہے کہ ہم بلاتے ہیں وہ نہیں آتے دکھاتے ہیں وہ نہیں دیکھتے انہوں نے آنکھوں اور کانوں کو بکلی ہم سے پھیر لیا کہ وہ سنیں اور دیکھیں اور ہدایت پائیں۔

دوسری غلط فہمی جو معترض نے پیش کی ہے یعنی یہ کہ اصحاب کہف کی تعداد بابت قرآن شریف میں غلط بیان ہے۔ یہ نرا دعویٰ ہے معترض نے اس بارے میں

نہیں لکھا کہ وہ بیان کیوں غلط ہے اور اس کے مقابل پر صحیح کونسا بیان ہے اور اس کی صحت پر کون سے دلائل ہیں تا اس کے دلایل پر غور کی جاتی۔ اور جواب شافی دیا جائے۔ اگر معترض کو فرقانی بیان پر کچھ کلام تھا تو اس کے وجوہات پیش کرنے چاہئیں تھے۔ بغیر پیش کرنے وجوہات کے یونہی غلط ٹھیرانا متلاشی حق کا کام نہیں ہے۔

تیسری غلط فہمی معترض کے دل میں یہ پیدا ہوئی ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ (جس کی سیر و سیاحت کا ذکر قرآن شریف میں ہے) سیر کرتا کرتا کسی ایسے مقام تک پہونچا جہاں اُسے سورج دلدل میں چھپتا نظر آیا۔ اب عیسائی صاحب مجازی سے حقیقت کی طرف رُخ کر کے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سورج اتنا بڑا ہو کر ایک چھوٹے سے میں کیونکر چھپ گیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ انجیل میں مسیح کو خدا کا برّہ لکھا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ برّہ تو وہ ہو سکتا ہے جس کے سر پر سینگ اور بدن پر پشم وغیرہ بھی ہو۔ اور چارپایوں کی طرح سرنگون چلتا اور وہ چیزیں کھاتا ہو جو برّے کھایا کرتے ہیں؟

اے صاحب آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ قرآن شریف تو فقط بمنصب نقل خیال اس قدر فرماتا ہے کہ اس شخص کو اس کی نگاہ میں سورج دلدل میں چھپتا ہوا نظر آیا سو یہ تو ایک شخص کی رویت کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسی جگہ پہونچا جس جگہ سورج کسی پہاڑ یا آبادی یا درختوں کی اوٹ میں چھپتا ہوا نظر آتا تھا۔ جیسا کہ عام دستور ہے بلکہ دلدل میں چھپتا ہوا معلوم دیتا تھا۔ مطلب یہ کہ اُس جگہ کوئی آبادی یا درخت یا پہاڑ نزدیک نہ تھے۔ بلکہ جہانتک نظر وفا کرے ان چیزوں میں سے کسی چیز کا نشان نظر نہیں آتا تھا۔ فقط ایک دلدل تھا جس میں سورج چھپتا دکھائی دیتا تھا۔

ان آیات کا سیاق سباق دیکھو کہ اس جگہ حکیمانہ تحقیق کا کچھ ذکر بھی ہے۔ فقط ایک شخص کی دور دراز سیاحت کا ذکر ہے اور ان باتوں کے بیان کرنے سے اسی مطلب کا اثبات منظور ہے کہ وہ ایسے غیر آباد مقام پر پہونچا۔ سو اس جگہ ہیئت کے مسایل

سے بیٹھنا بالکل بے محل نہیں تو اور کیا ہے؟ مثلاً اگر کوئی کہے کہ آج رات بادل وغیرہ سے آسمان خوب صاف ہو گیا تھا اور ستارے آسمان کے نقطوں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے تھے اور اس سے یہ جھگڑا لے بیٹھیں کہ کیا ستارے نقطوں کی مقدار پر ہیں اور ہیئت کی کتابیں کھول کر پیش کریں تو بلاشبہ یہ حرکت بیخبروں کی سی حرکت ہوگی کیونکہ اس وقت متکلم کی نیت میں واقعی امر کا بیان کرنا مقصود نہیں وہ تو صرف مجازی طور پر جس طرح ساری دنیا جہان بولتا ہے بات کر رہا ہے۔ اے وہ لوگ جو عشائے ربانی میں مسیح کا لہو پیتے اور گوشت کھاتے ہو کیا ابھی تک تمہیں مجازات اور استعارات کے استعمال کا فہم نہایت سیع دروازہ کھلا ہے اور وحی الہی انہیں محاورات و استعارات کو اختیار کرتی ہے جو سادگی سے روزمرہ عوام الناس نے اپنے روزمرہ کی بات چیت اور بول چال میں اختیار کر رکھی ہے۔ فلسفہ کی دقیق اصطلاحات کی ہر جگہ اور ہر محل میں پیروی کرنا وحی کی طرز نہیں کیونکہ روئے سخن عوام الناس کیطرف ہے پس ضرور ہے کہ ان کی سمجھ کے موافق اور ان کے محاورات کے لحاظ سے بات کی جائے۔ حقایق و دقایق کا بیان کرنا بجائے خود ہے۔ مگر محاورات کا چھوڑنا اور مجازات اور استعارات عادیہ سے یک لخت کنارہ کش ہونا ایسے شخص کے لئے ہرگز روا نہیں جو عوام الناس کے مذاق پر بات کرنا اس کا فرض منصب ہے۔ تا وہ اس کی بات کو سمجھیں۔ اور ان کے دلوں پر اس کا اثر ہو لہذا یہ مسلم ہے کہ کوئی ایسی الہامی کتاب نہیں۔ جس میں مجازات اور استعارات سے کنارہ کیا گیا ہو یا کنارہ کرنا جائز ہو کیا کوئی کلام الہی دنیا میں ایسا بھی آیا ہے؟ اگر ہم غور کریں تو ہم خود ہر روزہ بول وچال میں صدہا مجازات و استعارات بولے جاتے ہیں اور کوئی بھی ان پر اعتراض نہیں کرتا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ ہلال بال سا باریک ہے اور ستارے نقطے سے ہیں یا چاند بادل کے اندر چھپ گیا۔ اور سورج ابھی جو پہر دن چڑھا ہے نیزہ بھر اوپر آیا ہے یا ہم نے ایک رکابی پلاؤ کی کھالی یا ایک پیالہ شربت کا پی لیا۔ تو ان سب باتوں سے کسی کے دل میں یہ دھڑکا شروع نہیں ہوتا کہ ہلال کیونکر بال سا باریک ہو سکتا ہے اور ستارے کسوجہ سے بقدر نقطوں کے ہو سکتے ہیں

یا چاند بادل کے اندر کیونکر سما سکتا ہے۔ اور کیا سورج نے باوجود اپنی اس تیز حرکت کے جس سے وہ ہزارہا کوس ایک دن میں طے کر لیتا ہے۔ ایک پہر میں فقط بقدر نیزہ کے اتنی مسافت طے کری ہے اور نہ رکابی پلاؤ کی کھانے یا پیالہ شربت کا پینے سے کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ رکابی اور پیالہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا لیا ہوگا بلکہ یہ سمجھیں گے کہ جو ان کے اندر چاول اور پانی ہے وہی کھایا پیا ہوگا۔ نہایت صاف بات پر اعتراض کرنا کوئی مخالف بھی پسند نہیں کرتا۔ انصاف پسند عیسائیوں سے ہمنے خود سنا ہے کہ ایسے ایسے اعتراض ہم میں سے وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو بیخبر یا سخت درجہ کے متعصب ہیں۔ بھلا یہ کیا حق روی ہے؟ کہ اگر کلام الہی میں مجاز یا استعارہ کی صورت پر کچھ وارد ہو تو اس بیان کو حقیقت پر حمل کر کے مورد اعتراض بنایا جاوے اس صورت میں کوئی الہامی کتاب بھی اعتراض سے نہیں بچ سکتی۔ جہاز میں بیٹھنے والے اور اگنبوٹ پر سوار ہونے والے ہر روز یہ تماشا دیکھتے ہیں کہ سورج پانی میں سے ہی نکلتا ہے اور پانی میں ہی غروب ہوتا ہے اور صدہا دفعہ آپس میں جیسا دیکھتے ہیں بولتے بھی ہیں کہ وہ نکلا اور غروب ہوا۔ اب ظاہر ہے کہ اس بول چال کے وقت میں علم ہیئت کے دفتر اُن کے آگے کھولنا اور نظام شمسی کا مسئلہ لے بیٹھنا گویا یہ جواب سننا ہے کہ اے پاگل کیا یہ علم تجھے ہی معلوم ہے۔ ہمیں معلوم نہیں۔

عیسائی صاحب نے قرآن شریف پر تو اعتراض کیا۔ مگر انجیل کے وہ مقامات جن پر حقاً و حقیقتاً اعتراض ہوتا ہے بھولے رہے۔ مثلاً بطور نمونہ دیکھو کہ انجیل متی و مرقس میں لکھا ہے کہ مسیح کو اس وقت آسمان سے خلق اللہ کی عدالت کے لئے اترتا دیکھو گے جب سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہیں دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ اب ہیئت کا علم ہی یہ اشکال پیش کرتا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ تمام ستارے زمین پر گر پڑیں اور سب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین کے کسی گوشہ میں جا پڑیں۔ اور بنی آدم کو ان کے گرنے سے کچھ بھی حرج اور تکلیف نہ پہونچے اور سب

زندہ اور سلامت رہ جائیں۔ حالانکہ ایک ستارہ کا گرنا بھی سکان الارض کی تباہی کیلئے کافی ہے پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب ستارے زمین پر گر کر زمین والوں کو صفحۂ ہستی سے بے نشان و نابود کر دیں گے تو مسیح کا قول کہ تم مجھے بادلوں میں آسمان سے اترتا دیکھو گے کیونکر درست ہوگا جب لوگ ہزاروں ستاروں کے نیچے دبے ہوئے مرے پڑے ہونگے تو مسیح کا اترنا کون دیکھے گا۔ اور زمین جو ستاروں کی کشش سے ثابت و برقرار ہے کیونکر اپنی حالت صحیحہ پر قایم اور ثابت رہے گی۔ اور مسیح برگزیدوں کو دور دور سے (جیسا کہ انجیل میں ہے) بلائے گا۔ اور کن کو سرزنش اور تنبیہ کرے گا۔ کیونکہ ستاروں کا گرنا تو بداہت مستلزم عام فنا اور عام موت بلکہ تختۂ زمین کے انقلاب کا موجب ہوگا اب دیکھئے کہ یہ سب بیانات علم ہیئت کے برخلاف ہیں یا نہیں و ایسا ہی ایک اور اعتراض علم ہیئت کے رو سے انجیل پر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انجیل متی میں دیکھو وہ ستارہ جو انہوں نے (یعنی مجوسیوں نے) پورب میں دیکھا تھا ان کے آگے چل رہا۔ اور اس جگہ کے اوپر جہاں وہ لڑکا تھا جاکر ٹھہرا۔ باب ۲۔ آیت ۹ متی۔

اب عیسائی صاحبان براہ مہربانی بتلادیں کہ علم ہیئت کے رو سے اس عجیب ستارہ کا نام کیا ہے جو مجوسیوں کے ہم قدم اور ان کے ساتھ ساتھ چلا تھا اور یہ کس قسم کی حرکت اور کن قواعد کے رو سے مسلم الثبوت ہے مجھے معلوم نہیں کہ انجیل متی ایسے ستارہ کے بارے میں ہیئت والوں سے کیونکر پیچھا چھڑا سکتی ہے۔ بعض صاحب تنگ آکر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ مسیح کا قول نہیں متی کا قول ہے۔ متی کے قول کو ہم الہامی نہیں جانتے۔ یہ خوب جواب ہے جس سے انجیل کے الہامی ہونے کی بخوبی قلعی کھل گئی۔ اور میں بطور تنزل کہتا ہوں کہ گو یہ مسیح کا قول نہیں متی یا کسی اور کا قول ہے مگر مسیح کا قول بھی تو (جس کو الہامی مانا گیا ہے اور جس پر ابھی ہماری طرف سے اعتراض ہو چکا ہے) اسی کا ہم رنگ اور ہم شکل ہے ذرا اسی کو اصول ہیئت سے مطابق کر کے دکھلایئے اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ یہ قول الہامی نہیں بلکہ انسان کی طرف سے انجیل میں ملایا گیا ہے تو پھر آپ لوگ ان انجیلوں کو جو آپ کے ہاتھ میں ہیں تمام بیانات کے اعتبار سے الہامی کیوں کہتے ہو

صاف طور پر کیوں مشتہر نہیں کر دیتے کہ بجز ان چند باتوں کے جو حضرت مسیح کے منہ سے نکلی ہیں۔ باقی جو کچھ اناجیل میں لکھا ہے وہ مؤلفین نے صرف اپنے خیال اور اپنی عقل اور فہم کے مطابق لکھا ہے جو غلطیوں سے مبرا متصور نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ پادری صاحبوں کی عام تحریروں سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ رائے عام طور پر مشتہر بھی کی گئی ہے۔ یعنی بالاتفاق انجیلوں کے بارے میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جو کچھ تاریخی طور پر معجزات وغیرہ کا ذکر ان میں پایا جاتا ہے۔ وہ کوئی الہامی امر نہیں۔ بلکہ انجیل نویسوں نے اپنے قیاس یا سماعت وغیرہ وسایل خارجیہ سے لکھدیا ہے غرض پادری صاحبوں نے اس اقرار سے ان بہت سے حملوں سے جو انجیلوں پر ہوتے ہیں اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا ہے اور ہر ایک انجیل میں تقریباً دس حصے انسان کا کلام اور ایک حصہ خدا کا کلام مان لیا ہے۔ اور ان اقرارات کی وجہ سے جو نقصان انہیں اٹھانے پڑے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عیسوی معجزات ان کے ہاتھ سے گئے۔ اور انکا کوئی شافی کافی ثبوت ان کے پاس نہ رہا۔ کیونکہ ہر چند انجیل نویسوں نے تاریخی طور پر فقط اپنی طرف سے مسیح کے معجزات انجیلوں میں لکھی ہیں۔ مگر مسیح کا اپنا خالص بیان جو الہامی کہلاتا ہے حواریوں کے بیان سے صریح مبائن و مخالف معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی کی ضد و نقیض ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ مسیح نے اپنے بیان میں جسکو الہامی کہا جاتا ہے۔ جابجا معجزات کے دکھلانے سے انکار ہی کیا ہے۔ اور معجزات کے مانگنے والوں کو صاف جواب دیدیا ہے کہ تمہیں کوئی معجزہ دکھلایا نہیں جائیگا۔ چنانچہ ہیرودیس نے بھی مسیح سے معجزہ مانگا تو اس نے نہ دکھلایا۔ اور بہت سے لوگوں نے اس کے نشان دیکھنے چاہے اور نشانوں کے بارے میں اس سے سوال بھی کیا مگر وہ صاف منکر ہو گیا۔ اور کوئی نشان دکھلا نہ سکا۔ بلکہ اس نے تمام رات جاگ کر خدا تعالےٰ سے یہ نشان مانگا کہ وہ یہودیوں کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو یہ نشان بھی اس کو نہ ملا اور دعا رد کی گئی۔

پھر مصلوب ہونے کے بعد یہودیوں نے سچے دل سے کہا کہ اگر وہ اب

صلیب پر سے زندہ ہو کر اتر آوے تو ہم سب کے سب اس پر ایمان لائیں گے مگر وہ اُتر بھی نہ سکا پس ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں تک انجیلوں میں الہامی فقرات ہیں۔ وہ مسیح کو صاحب معجزات ہونے کے بارے میں کچھ خیال کر سکیں تو حقیقت میں وہ فقرہ ذوالوجوہ ہے جس جس کے اور اور معنے بھی ہو سکتے ہیں اور کچھ ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے یا خواہ نخواہ کھینچ تان کر ان معجزات کا ہی مصداق ٹھیرایا جائے۔ جن کا انجیل نویسوں نے اپنی طرف ذکر کیا ہے۔ اور کوئی فقرہ خاص حضرت مسیح کی زبان سے نکلا ہوا ایسا نہیں کہ جو وقوع اور ثبوت معجزات پر صاف طور پر دلالت کرتا ہو۔ بلکہ مسیح کے خاص اور پر زور کلمات کی اسی امر پر دلالت پائی جاتی ہے کہ اُن سے ایک بھی معجزہ ظہور میں نہیں آیا (قرآن شریف میں صرف اس مسیح کے معجزات کی تصدیق ہے جسنے کبھی خدائی کا دعوی نہیں کیا۔ کیونکہ مسیح کئی ہوئے ہیں اور ہوں گے اور جیر قرآنی تصدیق ذوالوجوہ ہے جو انجیل نویسوں کے بیان کی ہرگز مصداق نہیں) تعجب کہ عیسائی لوگ کیوں ان باتوں پر اعتماد دا[illegible] ہیں کرتے جو مسیح کا خاص بیان اور الہامی کہلاتی ہیں۔ اور خاص مسیح کے منہ سے نکلی ہیں۔ اور ایسی باتوں پر کیوں اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور کیوں ان کے قدر سے زیادہ انپر زور [illegible] ہے جو عیسائیوں کے اپنے اقرار کے موافق الہامی نہیں ہیں۔ بلکہ تاریخی طور پر انجیلوں میں داخل ہیں۔ اور الہام کے سلسلہ سے بکلی خارج ہیں۔ اور الہامی عبارات سے انکا تناقض پایا جاتا ہے پس جب الہامی اور غیر الہامی عبارات میں تناقض ہو تو اس کے دور کرنے کے لئے بجز اس کے اور کیا تدبیر ہے کہ جو عبارتیں الہامی نہیں ہیں وہ ناقابل اعتبار سمجھی جائیں۔ اور صرف انجیل نویسوں کے مبالغات یقین نہ کئے جائیں۔ چنانچہ جا بجا ان کا مبالغہ کرنا ظاہر بھی ہے۔ جیسا کہ یوحنا کی انجیل کی آخری آیت جس پر وہ مقدس انجیل ختم کی گئی ہے یہ ہے پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جائیں دنیا میں سما نہیں سکتیں۔ دیکھو کسقدر مبالغہ

زمین و آسمان کے عجائبات تو دنیا میں سما گئے۔ مگر مسیح کی تین یا اڑھائی برس کی سوانح دنیا میں سما نہیں سکتی۔ ایسے مبالغے کرنے والے لوگوں کی روایت پر کیونکر اعتبار کر لیا جاوے۔

ہندوؤں نے بھی اپنے اوتاروں کی نسبت ایسی ہی کتابیں تالیف کی تھیں۔ اور اسی طرح خوب جوڑ جوڑ سے ملا کر جھوٹ کا پل باندھا تھا سو اس قوم پر بھی اس افترا کا نہایت قوی اثر پڑا اور اس سرے سے ملک کے اس سرے تک رام رام اور کرشن کرشن دلوں میں رچ گیا۔ بات یہ ہے کہ مرتب کردہ کتابیں جن میں بہت سا افترا بھرا ہوا ہو۔ اُن قبروں کی طرح ہوتے ہیں جو باہر سے خوب سفید کیجائیں اور چمکائی جائیں پر اندر کچھ نہ ہو اندر کا حال ان بے خبر لوگوں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے جو صدہا برسوں کے بعد پیدا ہوئے اور بنی بنائی کتابیں اور بے لوث ظاہر کر کے ان کو دی گئیں کہ گویا وہ اسی صورت اور وضع کے ساتھ آسمان سے اتری ہیں۔ سو وہ کیا جانتے ہیں کہ دراصل یہ مجموعہ کسطرح طیار کیا گیا۔ دنیا میں ایسی تیز نگاہیں جو پردوں کو چیرتی ہوئی اندر گھس جائیں اصل اصل حقیقت پر اطلاع پالیں اور چور کو پکڑ لیں بہت کم ہیں اور افترا کے جادو سے متاثر ہو نیوالی روحیں اسقدر ہیں جنکا اندازہ کرنا مشکل ہے اسی وجہ سے ایک عالم تباہ ہو گیا اور ہوتا جاتا ہے نادانوں نے ثبوت یا عدم ثبوت کے ضروری مسئلہ پر کچھ بھی غور نہیں کی اور انسانی منصوبوں اور بندشوں کا جو ایک مستمرہ طریقہ اور نیچرلی امر ہے جو نوع انسان میں قدیم سے چلا آتا ہے اس سے چوکس رہنا نہیں چاہا اور یونہی شیطانی دام کو اپنے پیروں لیا۔ مکاروں نے اس شریر کیمیاگر کیطرح جو ایک سادہ لوح سے ہزار روپے نقد لیکر دس بیس لاکھ روپیہ کا سونا بنا دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ سچا اور پاک ایمان نادانوں کا کھو دیا۔ اور ایک جھوٹی راستبازی اور جھوٹی برکتوں کا وعدہ دیا۔ جن کا خارج میں کچھ بھی وجود نہیں۔ اور نہ کچھ ثبوت آخر شرارتوں میں مکروں میں دنیا پرستوں میں نفس امارہ کی پیروی میں اپنے سے بدتر ان کو کر دیا۔ بالآخر یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اور اعجازات اور پیشگوئیوں کے بارے میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

وقوع میں آئیں قرآن شریف کے ایک ذرہ شہادت انجیلوں کے ایک تودہ عظیم سے جو مسیح کے اعجاز وغیرہ کے بارے میں ہو ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے؟ اسی وجہ سے کہ خود باقرار تمام محقق پادریوں کے انجیلوں کا بیان خود حواریوں کا اپنا ہی کلام ہے اور پھر اپنا چشم دید بھی نہیں اور نہ کوئی سلسلہ راویوں کا پیش کیا ہے اور نہ کہیں ذاتی مشاہدہ کا دعوے کیا۔ لیکن قرآن شریف میں اعجازات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ خاص خدائے صادق وقدوس کی پاک شہادت ہے۔ اگر وہ صرف ایک ہی آیت ہوتی تب بھی کافی ہوتی۔ مگر الحمد للہ کہ ان شہادتوں سے سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے اب موازنہ کرنا چاہیئے۔ کہ کجا خدا تعالے کی پاک شہادت جس میں کذب ممکن نہیں اور کجا دیدہ جھوٹ اور مبالغہ آمیز شہادتیں سے

بہ نزدیک دانائے بیدار دل جوئے سیم بہتر ز صد تودہ گل

افترائی باتوں پر کیوں تعجب کرنا چاہیئے ایسا بہت کچھ ہوا ہے اور ہوتا ہے عیسائیوں کو آپ اقرار ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ابتدائی زمانوں میں اپنی طرف سے کتابیں لکھ کر بہت کچھ کمالات اپنے بزرگوں کے ان میں لکھکر پھر خدا تعالے کی طرف اُن کو منسوب کرتے رہے ہیں۔ اور دعوے کر دیا جاتا تھا کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے کتابیں ہیں۔ پس جبکہ قدیم عادت عیسائیوں اور یہودیوں کی یہی جعلسازی چلی آئی ہے تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ متی وغیرہ انجیلوں کو اس عادت سے کیوں باہر رکھا جائے حالانکہ اس ساہوکار کی طرح جسکا روزنامچہ اور بہی کھاتہ بوجہ صریح تناقض اور مشکوکیت سے پوشیدہ حال کو ظاہر کر رہا ہو ہر چہار انجیلوں سے وہ کارستانی ظاہر ہو رہی ہے۔ جسکو انہوں نے چھپانا چاہا تھا۔ اسی وجہ سے یورپ اور امریکہ میں غور کرنیوالوں کی طبیعتوں میں ایک طوفان شکوک پیدا ہو گیا۔ اور جس ناقص اور متغیر اور مجسم خدا کیطرف انجیل رہنمائی کر رہی ہے اس کے قبول کرنے سے وہ دہریہ رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ میرے ایک دوست فاضل انگریز نے امریکہ سے بذریعہ اپنی کئی چٹھیوں کے مجھے خبر دی ہے کہ ان ملکوں میں دانشمندوں میں سے

کوئی بھی ایسا نہیں کہ عیسائی مذہب کو نقص سے خالی سمجھتا ہو۔ اور اسلام کے قبول کرنے کے لئے مستعد نہ ہو۔ اور گو عیسائیوں نے قرآن شریف کے ترجمے محرف اور بدنما کر کے یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں شایع کئے ہیں مگر ان کے اندر جو نور چھپا ہوا ہے وہ پاکیزہ دلوں پر اپنا کام کر رہا ہے غرض امریکہ اور یورپ آجکل ایک جوش کی حالت میں ہے اور انجیل کے عقیدوں نے جو برخلاف حقیقت ہیں بری گھبراہٹ میں انہیں ڈال دیا ہے یہاں تک کہ بعضوں نے رائے ظاہر کی کہ مسیح یا عیسیٰ نام خارج میں کوئی شخص کبھی پیدا نہیں ہوا بلکہ اس سے آفتاب مراد ہے اور ۱۲ حواریوں سے بارہ برج مراد ہیں۔ اور پھر اس مذہب عیسائی کی حقیقت زیادہ تر اس بات سے کھلتی ہے کہ جن نشانیوں کو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ اگر تم میری پیروی کروگے تو ہر ایک طرح کی برکت اور قبولیت میں میرا ہی روپ بن جاؤ گے اور معجزات اور قبولیت کے نشان تمکو دیئے جائیں گے اور تمہارے مومن ہونے کی یہی علامت ہوگی کہ تم طرح طرح کے نشان دکھلا سکو گے اور جو چاہو گے تمہارے لئے وہی ہوگا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہیں ہو گی۔ لیکن عیسائیوں کے ہاتھ میں ان برکتوں میں سے کچھ بھی نہیں وہ اس خدا سے ناآشنا محض ہیں جو اپنے مخصوص بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور انہیں آمنے سامنے شفقت اور رحمت کا جواب دیتا ہے اور عجیب عجیب کام ان کے لئے کر دکھاتا ہے۔ لیکن سچے مسلمان جو اُن راستبازوں کے قایم مقام اور وارث ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ اس خدا کو پہچانتے اور اسکی رحمت کے نشانوں کو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے مخالفوں کے سامنے آفتاب کیطرح جو ظلمت کے مقابل ہو مابہ الامتیاز رکھتے ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس دعویٰ کو بلا دلیل نہیں سمجھنا چاہیئے سچے اور جھوٹے مذہب میں ایک آسمان پر فرق ہے۔ اور ایک زمین پر۔ زمین کے فرق سے مراد وہ فرق ہے جو انسان کی عقل اور انسان کا کانشنس اور قانون قدرت اس عالم کا اسکی تشریح کرتا ہے۔ سو عیسائی مذہب اور اسلام کو جب اس محک کی رو سے جانچا جائے تو

صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام وہ فطرتی مذہب ہے جس کے اصولوں میں کوئی تصنع اور تکلف نہیں اور جس کے احکام میں کوئی مستحدث اور بناوٹی امر نہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے جابجا آپ فرمایا ہے۔ قرآن شریف صحیفہ فطرت کے تمام علوم اور اس کی صداقتوں کو یاد دلاتا ہے اور اسکے اسرار غامضہ کو کھولتا ہے اور کوئی نئے امور برخلاف اس کے پیش نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اسی کے معارف دقیقہ ظاہر کرتا ہے برخلاف اس کے عیسائیوں کی تعلیم جسکا انجیل پر حوالہ دیا جاتا ہے ایک نیا خدا پیش کر رہی ہے جس کی خودکشی پر دنیا کی گناہ اور عذاب سے نجات موقوف اور اس کے دکھ اٹھانے پر خلقت کا آرام موقوف اور اس کے بے عزت اور ذلیل ہونے پر خلقت کی عزت موقوف خیال کی گئی ہے پھر بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ایسا عجیب خدا ہے کہ ایک حصہ اس کی عمر کا تو منزہ عن الجسم وعن عیوب الجسم میں گذرا ہے۔ اور دوسرا حصہ عمر کا (کسی نامعلوم بدبختی کی وجہ سے) ہمیشہ کے تجسم اور تحیز کی قید میں اسیر ہو گیا۔ اور گوشت پوست استخوان وغیرہ سب کے سب اس کی روح کے لئے لازمی ہو گئے اور اس تجسم کی وجہ سے کہ اب ہمیشہ اس کے ساتھ رہیگا انواع و اقسام کے اس کو دکھ اٹھانے پڑے آخر دکھوں کے غلبہ سے مر گیا۔ اور پھر زندہ ہوا۔ اور اُسی جسم نے پھر آکر اس کو پکڑ لیا۔ اور ابدی طور پر اُسے پکڑے رہے گا۔ کبھی مخلصی نہیں ہوگی۔ اب دیکھو کہ کیا کوئی فطرت صحیح اس اعتقاد کو قبول کر سکتی ہے؟ کیا کوئی پاک کانشنس اسکی شہادت دے سکتا ہے؟ کیا قانون قدرت کا ایک جزو بھی خدائے بے عیب و بے نقص و غیر متغیر کے لئے یہ حوادث و آفات روا رکھ سکتا ہے کہ اس کو ہمیشہ ہر ایک عالم کے پیدا کرنے اور پھر اس کو نجات دینے کیلئے ایک مرتبہ مرنا درکار ہے اور بجز خودکشی اپنے کسی افاضۂ خیر کے صفت کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی قسم کا اپنی مخلوقات کو دنیا یا آخرت میں آرام پہنچا سکتا ہے ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو اپنی رحمت بندوں پر نازل کرنے کیلئے خودکشی کی ضرورت ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمیشہ اس کو دائمی موت کا پیش آتا رہے اور پہلے [illegible] مرچکا ہو اور نیز لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشور کی طرح معطل الصفات ہو۔

اب خود ہی سوچو کہ کیا ایسا عاجز اور درماندہ خدا ہو سکتا ہے کہ جو بغیر خودکشی کے اپنی مخلوقات کو کبھی اور کسی زمانہ میں کوئی نفع پہنچا نہیں سکتا کیا یہ حالت ضعف اور ناتوانی کی خدائے قادر مطلق کے لائق ہے۔ پھر عیسائیوں کے خدا کی موت کا نتیجہ دیکھئے تو کچھ بھی نہیں ان کے خدا کی جان گئی۔ مگر شیطان کے وجود اور اس کے کارخانے کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا۔ وہی شیطان اور وہی اس کے چیلے جو پہلے تھے اب بھی ہیں۔ چوری ڈکیتی۔ زنا۔ قتل۔ دروغ گوئی۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ دنیا پرستی۔ بے ایمانی کفر۔ شرک۔ دہریہ پن۔ اور دوسرے صدہا طرح کے جرایم جو قبل از مصلوبیت مسیح تھے اب بھی اُسی زور و شور میں ہیں۔ بلکہ کچھ چڑھ بڑھ کر۔ مثلاً دیکھئے کہ اس زمانہ میں کہ جب ابھی مسیحیوں کا خدا زندہ تھا۔ عیسائیوں کی حالت اچھی تھی جبھی کہ اس خدا پر موت آئی جس کو کفارہ کہا جاتا ہے۔ تبھی سے عجیب طور پر شیطان اس قوم پر سوار ہو گیا۔ اور گناہ اور نافرمانی اور نفس پرستی کے ہزارہا دروازے کھل گئے۔ چنانچہ عیسائی لوگ خود اس بات کے قایل ہیں اور پادری فنڈر صاحب مصنف میزان الحق فرماتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کی کثرت گناہ اور اُن کی اندرونی بدچلنی اور فسق و فجور کے پھیلنے کی وجہ سے ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بغرض سزا دہی اور تنبیہ عیسائیوں کے بھیجے گئے تھے۔ پس ان تقریروں سے ظاہر ہے کہ زیادہ تر گناہ اور معصیت کا طوفان مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد ہی عیسائیوں میں اٹھا ہے اس سے ثابت ہے کہ مسیح کا مرنا اس غرض سے نہیں تھا کہ گناہ کی تیزی حال کی موت سے کچھ رو بکمی ہو جائیگی۔ مثلاً اس کے مرنے سے پہلے اگر لوگ بہت شراب پیتے تھے یا اگر بکثرت زنا کرتے تھے یا اگر پکے دیندار تھے تو مسیح کے مرنے کے بعد یہ ہر یک قسم کے گناہ دور ہو جائیں گے کیونکہ یہ بات مستغنی عن الثبوت ہے کہ جسقدر اب شراب خوری و دنیا پرستی و زناکاری خاص کر یورپ کے ملکوں میں ترقی پر ہے کوئی دانا ہرگز خیال نہیں کر سکتا کہ مسیح کی موت سے پہلے ہی طوفان فسق و فجور کا برپا ہو رہا تھا بلکہ اس کا ہزارم حصہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا اور انجیلوں پر غور کر کے بکمال صفائی کھل جاتا ہے کہ مسیح کو ہرگز منظور نہ تھا کہ یہودیوں کے ہاتھ میں پکڑا جائے اور مارا جائے اور

صلیب پر کھینچا جائے۔ کیونکہ اگر یہی منظور ہوتا تو ساری رات اس بلا کے دفعہ کرنے کے لئے کیوں روتا رہتا۔ اور رو رو کر کیوں یہ دعا کرتا کہ اے ابّا! اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے بلکہ سچ یہی ہے کہ مسیح بغیر اپنی مرضی کے ناگہانی طور پر پکڑا گیا اور اس نے مرتے وقت بھی رو رو کر یہی دعا کی کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

اس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ مسیح زندہ رہنا اور کچھ اور دن دنیا میں قیام کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کی روح نہایت بے قراری سے تڑپ رہی تھی کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے۔ لیکن بلا مرضی اس کے یہ سفر اس کو پیش آ گیا تھا اور نیز یہ بھی غور کرنے کی جگہ ہے کہ قوم کے لئے اس طریقہ پر مرنے سے جیسا کہ عیسائیوں نے تجویز کیا ہے۔ مسیح کو کیا حاصل تھا اور قوم کو اُس سے کیا فایدہ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنی قوم میں بڑی بڑی اصلاحیں کرتا بڑے بڑے عیب ان سے دور کر کے دکھاتا مگر اس ک[illegible]ت نے کیا کر کے دکھایا بجز اس کے کہ اس کے بے وقت مرنے سے صدہا فتنے پیدا ہوئے اور ایسی [illegible] ابیاں ظہور میں آئیں۔ جن کی وجہ سے ایک عالم ہلاک ہو گیا۔ یہ سچ ہے کہ جوانمرد لوگ قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان بھی فدا کر دیتے ہیں۔ یا قوم کے بچاؤ کے لئے جان کو معرض ہلاکت میں ڈالتے ہیں مگر نہ ایسے لغو اور بیہودہ طور پر جو مسیح کی نسبت بیان کیا جاتا ہے بلکہ جو شخص دانشمندانہ طور سے قوم کے لئے جان دیتا ہے۔ یا جان کو معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے وہ تو معقول اور پسندیدہ اور کار آمد اور صریح مفید طریقوں میں سے کوئی ایسا اعلیٰ اور بدیہی النفع طریقہ فدا ہونے کا اختیار کرتا ہے جس طریقے کے استعمال سے گو اس کو تکلیف پہنچ جائے یا جان ہی جائے۔ یہ تو نہیں کہ پھانسی لیکر یا زہر کھا کر یا کسی کوئیں میں گرنے سے خودکشی کا مرتکب ہو اور پھر یہ خیال کرے کہ میری خودکشی قوم کے لئے بہبودی کا موجب ہو گی۔ ایسی حرکت تو دیوانوں کا کام ہے۔ نہ عقلمند دل دینداروں کا بلکہ یہ موت موت حرام ہے اور بجز سخت جاہل اور سادہ لوح کے کوئی اس کا ارادہ نہیں کرتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ کامل اور اولوالعزم آدمی کا مرنا بجز اُس حالت کے کہ بہتوں کے بچاؤ کے لئے کسی معقول اور معروف طریق پر مرنا ہی پڑے قوم کے لئے اچھا نہیں بلکہ بڑی مصیبت اور ماتم کی جگہ ہے اور ایسا شخص جس کی ذات سے

خلق اللہ کو طرح طرح کا فایدہ پہنچ رہا ہے۔ اگر خودکشی کا ارادہ کرے تو وہ خدا تعالیٰ کا سخت گنہگار ہے اور اس کا گناہ دوسرے ایسے مجرموں کی نسبت بہت زیادہ ہے پس ہر ایک ایسے کامل کے لئے لازم ہے کہ اپنے لئے جناب باری تعالیٰ سے درازی عمر مانگے تا وہ خلق اللہ کے لئے ان سارے کاموں کو بخوبی انجام دے سکے۔ جن کے لئے اس کے دل میں جوش ڈالا گیا ہے ہاں شریر آدمی کا مرنا اس کے لئے بہتر ہے تا شرارتوں کا ذخیرہ زیادہ نہ ہوتا جائے۔ اور خلق اللہ اس کے ہر روز کے فتنہ سے تباہ نہ ہو جائے اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ تمام پیغمبروں میں سے قوم کے بچاؤ کے لئے اور الٰہی جلال کے اظہار کی غرض سے معقول طریقوں کے ساتھ اور ضروری حالتوں کے وقت میں کس پیغمبر نے زیادہ تر معرض ہلاکت میں ڈالا اور قوم پر اپنے تئیں فدا کرنا چاہا آیا مسیح یا کسی اور نبی یا ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس کا جواب جس جوش اور روشن دلایل اور آیات بینات اور تاریخی ثبوت سے میرے سینہ میں بھرا ہوا ہے میں افسوس کے ساتھ اس جگہ اسکا لکھنا چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ بہت طویل ہے یہ تھوڑا سا مضمون اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ القدیر اگر عمر نے وفا کی تو آئندہ ایک رسالہ مستقلاً اس بارہ میں لکھوں گا۔ لیکن بطور مختصر اس جگہ بشارت دیتا ہوں کہ وہ فرد کامل جو قوم پر اور تمام بنی نوع پر اپنے نفس کو فدا کرنے والا ہے وہ ہمارے نبی کریم ہیں یعنے سیدنا و مولانا وحیدنا و فریدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ الرسول النبی الامی العربی القرشی صلے اللہ علیہ وسلم۔

حاشیہ تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ کروڑ ساٹھ ہزار پونڈ کا ہر سال سلطنت برطانیہ میں شراب نوشی میں خرچ ہوتا ہے (اور ایک نامہ نگار ایم اے کی تحریر ہے) کہ شراب کی بدولت لنڈن میں صدہا خودکشی کی وارداتیں ہو جاتی ہیں اور خاص لنڈن میں شاید منجملہ تیس لاکھ آبادی کے دس ہزار آدمی مے نوش نہ ہوں گے ورنہ سب مرد عورت خوشی اور آزادی سے شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔ اہل لنڈن کا کوئی ایسا جلسہ اور سوسائٹی اور محفل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور وہسکی اور لال شراب کا انتظام نہ کیا جاتا ہو ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شراب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ براں یہ کہ لنڈن کے بڑے بڑے کشیش اور پادری صاحبان بھی باوجود

اس جگہ میں سچے اور جھوٹے مذہب کی تفریق کے لئے وہ فرق جو زمین پر موجود ہے۔ یعنے جو باتیں عقل اور کانشنس کے ذریعہ سے فیصلہ ہو سکتی ہیں۔ کسی قدر لکھ دیا ہے لیکن جو فرق آسمان کے ذریعہ سے کھلتا ہے وہ بھی ایسا ضروری ہے کہ بجز اس کے حق اور باطل میں امتیاز بیّن نہیں ہو سکتا اور وہ یہ ہے کہ سچے مذہب کے پیرو کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایک خاص تعلقات ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کامل پیرو اپنے نبی متبوع کا مظہر اور اس کے حالات روحانیہ اور برکات باطنیہ کا ایک نمونہ ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح بیٹے کے وجود درمیانی کی وجہ سے پوتا بھی بیٹا ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص زیر سایہ متابعت نبی پرورش یافتہ ہے۔ اس کے ساتھ بھی وہی لطف اور احسان ہوتا ہے جو نبی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جیسے نبی کو نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی اسکی خاص طور پر معرفت بڑھانے کیلئے اس کو بھی نشان ملتے ہیں۔ سو ایسے لوگ اس دین کی سچائی کے لئے جسکی تائید کے لئے وہ ظہور فرماتے ہیں۔ زندہ نشان ہوتے ہیں۔ خدا تعالے [illegible] سمان سے انکی تائید کرتا ہے اور بکثرت انکی دعائیں قبول فرماتا ہے اور قبولیت کی اطلاع [illegible] ہے انپر مصیبتیں بھی نازل ہوتی ہیں مگر اسلیئے کہ انہیں ہلاک کریں بلکہ اس لئے کہ تا آخر ان کی خاص [illegible] سے قدرت کے نشان ظاہر کئے جائیں وہ بے عزتی کے بعد پھر عزت پا لیتے ہیں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں تا خدا تعالے کے خاص کام ان میں ظاہر ہوں+

بقیہ حاشیہ دیندار کہلانے کے سے نوشی میں اول درجہ ہوتے ہیں جتنے جلسوں میں مجکو بطفیل مسٹر نکلیٹ صاحب شامل ہونے کا اتفاق ہوا ہے ان سب میں ضرور دو چار نوجوان پادری اور ریورنڈ بھی شامل ہوتے دیکھے۔ لنڈن میں شراب نوشی کو کسی بڑی مد میں شامل نہیں سمجھا گیا اور یہاں تک شراب نوشی کی علانیہ گرم بازاری ہے کہ میں نے بچشم خود بہنگام سیر لنڈن اکثر انگریزوں کو بازار میں پھرتے دیکھا کہ متوالے ہو رہے ہیں اور ہاتھ میں شراب کی بوتل ہے۔ علٰے ہذا القیاس لنڈن میں عورتیں دیکھی جاتی تھیں کہ ہاتھ میں بوتل پیر پکڑی لڑکھڑاتی چلی جاتی ہیں۔ بیسیوں لوگ شراب سے مدہوش اور متوالے اچھے بھلے مانس مہذب بازاروں کی نالیوں میں گرے ہوئے دیکھے۔ شراب نوشی کی طفیل اور برکت سے لنڈن میں اس قدر خود کشی

اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دعا کا قبول ہونا دو طور سے ہوتا ہے ایک بطور ابتلا اور ایک بطور اصطفاء بطور ابتلا تو کبھی کبھی گنہگاروں اور نافرمانوں بلکہ کافروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا قبول ہونا حقیقی قبولیت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ از قبیل استدراج و امتحان ہوتا ہے۔ لیکن جو بطور اصطفا دعا قبول ہوتی ہے اس میں یہ شرط ہے کہ دعا کرنے والا خدا تعالے کے برگزیدہ بندوں میں سے ہو۔ اور چاروں طرف سے برگزیدگی کے انوار و آثار اس میں ظاہر ہوں۔ کیونکہ خدا تعالے حقیقی قبولیت کے طور پر نافرمانوں کی دعا ہرگز نہیں سنتا بلکہ انہیں کی سنتا ہے کہ جو اس کی نظر میں راستباز اور اس کے حکم پر چلنے والے ہوں۔ سو ابتلا اور اصطفا کی قبولیت ادعیہ میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ جو ابتلا کے طور پر دعا قبول ہوتی ہے اس میں متقی اور خدا دوست ہونا شرط نہیں اور نہ اس میں یہ ضرورت ہے کہ خدا تعالے دعا کو قبول کر کے بذریعہ اپنے مکالمہ خاص کے اسکی قبولیت سے اطلاع بھی دیوے اور نہ وہ دعائیں ایسی اعلیٰ پایہ کی ہوتی ہیں۔ جنکا قبول ہونا ایک امر عجیب اور خارق عادت متصور ہو سکے لیکن جو دعائیں اصطفا کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں ان میں یہ نشانیاں نمایاں ہوتی ہیں۔

(۱) اول یہ کہ دعا کرنے والا ایک متقی اور راستباز اور کامل فرد ہوتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ بذریعہ مکالمات الٰہیہ اس دعا کی قبولیت سے اس کو اطلاع دیجاتی ہے

کی وارداتیں واقعہ ہوتی ہیں کہ ہر ایک سال اُن کا ایک چہلک بابڑتا ہے دیکھو فردی ۱۸۸۲ء رہبر ہند اسی طرح ایک صاحب نے لنڈن کی عام زناکاری اور قریب ستر ستر ہزار کے ہر سال ولد الزنا کا پیدا ہونا ذکر کر کے وہ باتیں ان لوگوں کی بیحیائی کی لکھی ہیں کہ جنکی تفصیل سے قلم رکتا ہے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ کے اول درجہ کے مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں کے اگر دس حصے کئے جائیں تو بلاشبہ نو حصے ان میں سے دہریہ ہوں گے جو مذہب کی پابندی اور خدا تعالے کے اقرار اور جزا و سزا کے اعتقاد سے فارغ ہو بیٹھے ہیں۔ اور یہ مرض دہریت کا دن بدن یورپ میں بڑھتا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دولت برطانیہ کی کشادہ دلی نے اسکی ترقی سے کچھ بھی کراہت نہیں کی۔ یہاں تک کہ بعض پکے دہریہ پارلیمنٹ کی کرسی پر بھی بیٹھ گئے۔ اور کچھ پروا نہیں کی گئی۔ نامحرم لوگوں کا نوجوان عورتوں کا بوسہ لینا صرف جائز

(۳) تیسری بکثرت وہ دعائیں جو قبول کیجاتی ہیں نہایت درجہ کی اور پیچیدہ کاموں کے متعلق ہوتی ہیں۔ جنکی قبولیت سے کھلجاتا ہے کہ یہ انسان کا کام اور تدبیر نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص نمونہ قدرت ہے جو خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی یہ کہ ابتلائی دعائیں تو کبھی کبھی شاذ و نادر کے طور پر قبول ہوتی ہیں۔ لیکن اصطفائی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ بسااوقات صاحب اصطفائی دعا کا ایسی بڑی بڑی مشکلات میں پھنس جاتا ہے کہ اگر اور شخص ان میں مبتلا ہوجاتا تو بجز خودکشی کے اور کوئی حیلہ اپنی جان بچانے کا ہرگز اُسے نظر نہ آتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا بھی ہے۔ کہ جب کبھی دنیا پرست لوگ جو خدا تعالیٰ سے مہجور و دور ہیں۔ بعض بڑے بڑے ہموم و غموم و امراض و اسقام و بلیات لاینحل میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو آخر وہ بباعث ضعف ایمان خدا تعالیٰ سے ناامید ہوکر کسی قسم کا زہر کھالیتے ہیں یا کوئیں میں گرتے ہیں یا بندوق وغیرہ سے خودکشی کرلیتے ہیں۔ لیکن ایسے نازک وقتوں میں صاحب اصطفا کا بوجہ اپنی قوت ایمانی اور تعلق خاص کے خدا تعالیٰ کیطرف سے نہایت عجیب در عجیب مدد دیا جاتا ہے اور عنایت الٰہی ایک عجیب طور سے اسکا ہاتھ پکڑ لیتی ہے یہانتک کہ ایک محرم راز کا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ یہ شخص [illegible] الٰہی ہے۔

(۵) پانچویں یہ کہ صاحب اصطفائی دعا کا مورد عنایات الٰہیہ کا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے تمام کاموں میں اس کا متولی ہوجاتا ہے اور عشق الٰہی کا نور اور مقبولانہ کبریائی کی مستی

بقیہ حاشیہ ہی نہیں بلکہ یوروپ کی نئی تہذیب میں ایک مستحسن امر قرار دیا گیا ہے کہ کوئی دعویٰ سے نہیں کہہ سکتا ہے کہ انگلستان میں کوئی ایسی عورت بھی ہے کہ جسکا عین جوانی کے دنوں میں کسی نامحرم جوان نے بوسہ نہ لیا ہو۔ دنیا پرستی اس قدر ہے کہ آرڈپ الگزنڈر صاحب اپنی ایک چٹھی میں (جو میرے نام بھیجی ہے) لکھتے کہ تمام مہذب اور تعلیم یافتہ جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی میری نظر میں ایسا نہیں جسکی نگاہ آخرت کی طرف لگی ہوئی ہو۔ بلکہ تمام لوگ سر سے پیر تک دنیا پرستی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اب ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ مسیح کے قربان ہونیکی وہ تاثیریں جو پادری لوگ ہندوستان میں آکر سادہ لوحوں کو سناتے ہیں سراسر پادری صاحبوں کا افترا ہے اور دراصل حقیقت یہی ہے کہ کفارہ کے مسئلہ کو قبول

اور روحانی لذت یابی اور تنعم کے آثار اس کے چہرہ میں نمایاں ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے علیم تعرف وجوههم نضرة النعيم ۔ الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ۔ الذين امنوا وكانوا يتقون ۔ لهم البشرى في الحيوة الدنيا وفي الاخرة لا تبديل لكلمت الله ذلك هو الفوز العظيم ۔ ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ۔ نحن اولياؤكم في الحيوة الدنيا وفي الاخرة ولهم فيها ما تشتهي انفسكم ولكم فيها ما تدعون ۔ واذا سالك عبادي عني فاني قريب ۔ اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون ۔

ترجمہ خبردار ہو یعنی یقیناً سمجھ کہ جو لوگ اللہ جل شانہٗ کے دوست ہیں یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے تو ان کی یہ نشانیاں ہیں کہ نہ ان پر خوف مستولی ہوتا ہے کہ وہ کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے یا فلاں بلا سے کیونکر نجات ہوگی۔ کیونکہ وہ تسلی دیئے جاتے ہیں اور نہ گذشتہ کے متعلق کوئی حزن و اندوہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ صبر دیئے جاتے ہیں۔ دوسری یہ نشانی ہے کہ انہیں بذریعہ مکالمہ الٰہیہ و رویائے صالحہ بشارتیں ملتی رہتی ہیں اس جہان میں بھی اور دوسرے جہان میں بھی خدا تعالیٰ کا ان کی نسبت یہ عہد ہے جو ٹل نہیں سکتا اور یہی پیارا درجہ ہے جو انہیں ملا ہوا ہے۔ یعنی مکالمہ

بقیہ حاشیہ کرکے جس طرف عیسائیوں کی طبیعتوں نے پلٹا کھایا ہے وہ یہی ہے۔ کہ خمر اندازی بکثرت پھیل گئی۔ خدا تعالیٰ کی عبادت سچی ایسے کرنا اور کلی رد بحق ہونا یہ سب باتیں موقوف ہوگئیں ہاں انتظامی تہذیب یوروپ میں بیشک پائی جاتی ہے۔ یعنی باہم رضامندی کے برخلاف جو گناہ ہیں جیسے سرقہ اور قتل اور زنا بالجبر وغیرہ جنکے ارتکاب سے شاہی قوانین نے بوجہ مصالح ملکی روک دیا ہے ان کا انسداد بیشک ہے مگر ایسے گناہوں کے انسداد کی یہ وجہ نہیں کہ مسیح کے کفارہ کا اثر ہوا ہے بلکہ رعب قوانین اور سوسائٹی کے دباؤ نے یہ اثر ڈالا ہوا ہے اگر یہ موانع درمیان نہ ہوں تو حضرات مسیحیاں سب کچھ کرگذریں اور پھر یہ جرائم بھی تو اور ملکوں کی طرح

۲ یوروپ میں بھی ہوتے رہتے ہیں انسداد کلی تو نہیں۔

۱ یاد رہے یہ قرآن مجید کی مختلف مقامات کی آیتیں ہیں (ایڈیٹر)

الٰہیہ ورؤیائے صالحہ سے خدا تعالیٰ کے مخصوص بندوں کو جو اس کے ولی ہیں ضرور حصہ ملتا ہے اور انکی ولایت کا بھاری نشان یہی ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہوں (یہی قانون قدرت اللہ جلشانہ کا ہے) کہ جو لوگ ارباب متفرقہ سے منہ پھیر کر اللہ جلشانہ کو اپنا رب سمجھ لیں اور کہیں کہ ہمارا تو ایک اللہ ہی رب ہے (یعنے اور کسی کی ربوبیت پر ہماری نظر نہیں) اور پھر آزمائشوں کے وقت میں مستقیم رہیں (کیسے ہی زلزلے آویں اندھیاں چلیں تاریکیاں پھیلیں ان میں ذرا تزلزل اور تغیر اور اضطراب پیدا نہ ہو پوری پوری استقامت پر رہیں) تو انپر فرشتے اترتے ہیں یعنے الہام اور رؤیائے صالحہ کے ذریعہ سے انہیں بشارتیں ملتی رہتی ہیں) کہ دنیا و آخرت میں ہم تمہارے دوست اور متولی اور متکفل ہیں اور آخرت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے وہ سب تمہیں ملیگا یعنے اگر دنیا میں کچھ مکروہات بھی پیش آویں تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں کیونکہ آخرت میں تمام غم دور ہو جائیں گے اور سب مرادیں حاصل ہوں گی اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آخرت میں جو کچھ انسان کا

اب جاننا چاہیئے کہ محبوبیت اور قبولیت اور ولایت حقہ کا درجہ جس کے کسی قدر مختصر طور پر نشان بیان کر چکا ہوں۔ یہ بجز اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا نفس چاہے اس کو ملے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہونا نہایت ضروری ہے اور اسی بات کا نام نجات ہے ورنہ اگر انسان نجات پاکر بعض چیزوں کو چاہتا رہا اور ان کے غم میں کباب ہوتا اور جلتا رہا۔ مگر وہ چیزیں اس کو نہ ملیں تو پھر نجات کاہے کی ہوئی۔ ایک قسم کا عذاب تو ساتھ ہی رہا۔ لہذا ضرور ہے کہ جنت یا بہشت یا مکتی خانہ یا سرگ جو نام اس مقام کا رکھا جائے جو انتہائی سعادت پانے کا گھر ہے وہ ایسا گھر چاہیئے کہ انسان کو من کل الوجوہ اس میں مصفا خوشحالی حاصل ہو اور کوئی ظاہری یا باطنی رنج کی بات درمیان نہ ہو اور کسی ناکامی کی سوزش دل پر غالب نہ ہو۔ ہاں یہ سچ بات ہے کہ بہشت میں نالایق و نامناسب باتیں نہیں ہوں گی۔ مگر مقدس دلوں میں ان کی خواہش بھی پیدا نہ ہو گی۔ بلکہ ان مقدس اور مطہر دلوں میں جو شیطانی خیالات سے پاک کئے گئے ہیں۔ انسان کی پاک فطرت اور خالق کی پاک مرضی کے موافق پاک خواہشیں پیدا ہوں گی۔ تا انسان اپنی ظاہری اور باطنی اور بدنی اور روحانی سعادت کو پورے

پورے طور پر پالیوے۔ اور اپنے جمیع قویٰ کے کامل ظہور سے کامل انسان کہلاوے کیونکہ بہشت میں داخل کرنا انسانی نفس کے مٹا دینے کی غرض سے نہیں جیسا کہ ہمارے مخالف عیسائی اور آریہ خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس غرض سے ہے کہ تا انسانی فطرت کے نقوش ظاہراً و باطناً بطور کامل چمکیں اور سب بے اعتدالیاں دور ہو کر ٹھیک ٹھیک وہ امور جلوہ نما ہو جائیں جو انسان کامل کے لئے بلحاظ ظاہری و باطنی خلقت اس کے ضروری ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ جب میرے مخصوص بندے (جو برگزیدہ ہیں) میرے بارے میں سوال کریں اور پوچھیں کہ کہاں ہیں تو انہیں معلوم ہو کہ میں بہت ہی قریب ہوں اپنے مخلص بندوں کی دعا سنتا ہوں جبھی کہ کوئی مخلص بندہ دعا کرتا ہے۔ (خواہ دل سے یا زبان سے) سن لیتا ہوں (پس اس سے قرب ظاہر ہے) مگر چاہیئے کہ وہ اپنی ایسی حالت بنائے رکھیں جس سے میں انکی دعائیں سن لیا کروں۔ یعنے انسان اپنا حجاب آپ ہو جاتا ہے۔ جب پاک حالت کو چھوڑ کر دور جا پڑتا ہے تب خدا تعالیٰ بھی اُس سے دور ہو جاتا ہے۔ اور سچے متبع کے مقابل پر اگر کوئی عیسائی یا آریہ یا یہودی قبولیت کے آثار و انوار دکھلانا چاہے تو یہ اس کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا ایک نہایت صاف طریق امتحان کا یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان صالح کے مقابل پر جو سچا مسلمان اور سچائی سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو کوئی دوسرا شخص عیسائی وغیرہ معارضہ کے طور پر کھڑا ہو اور یہ کہے کہ جسقدر تجھپر آسمان سے کوئی نشان ظاہر ہوگا یا جسقدر اسرار غیبیہ تجھ پر کھلیں گے یا جو کچھ قبولیت دعاؤں سے تجھے مدد دیجائے گی یا جس طور سے تیری عزت اور شرف کے اظہار کے لئے کوئی نمونہ قدرت ظاہر کیا جائیگا یا اگر انعامات خاصہ کا بطور پیش گوئی تجھے وعدہ دیا جائے گا یا اگر تیرے کسی موذی مخالف پر کسی تنبیہ کے نزول کی خبر دیجائیگی تو اُن سب باتوں میں جو کچھ تجھ سے ظہور میں آجائیگا۔ اور جو کچھ تو دکھائیگا وہ میں بھی دکھلاؤنگا۔ تو ایسا معارضہ کسی مخالف سے ہرگز ممکن نہیں اور ہرگز مقابل پر نہیں آئینگے۔ کیونکہ اُن کے دل شہادت دے رہے ہیں کہ وہ کذاب ہیں انہیں اس سچے خدا سے کچھ بھی تعلق نہیں کہ جو راستبازوں کا مددگار اور صدیقوں کا دوستدار ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی کسی قدر بیان کر چکے ہیں۔ وھذا آخر کلامنا والحمد للّٰہ اولاً وآخراً وظاھراً وباطناً ھو مولنا نعم المولیٰ ونعم النصیر*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشپ صاحب لاہور سے ایک سچے فیصلہ کی درخواست

میں نے سنا ہے کہ بشپ صاحب لاہور نے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت کی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کرکے دکھلادیں میرے نزدیک بشپ صاحب موصوف کا یہ بہت عمدہ ارادہ ہے کہ وہ اس بات کا تصفیہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں بزرگ نبیوں میں سے ایسا نبی کون ہے۔ جس کی زندگی پاک اور مقدس ہو لیکن میں سمجھ نہیں سکتا کہ اس سے ان کی کیا غرض ہے کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جائے یعنے پبلک کو یہ دکھلایا جائے کہ اس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گنہ صادر نہیں ہؤا۔ میرے نزدیک یہ ایسا طریق بحث ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ تمام قوموں کا اس پر اتفاق نہیں ہے کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل نہیں ہے مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جائے اور ایک نومرید مع بزرگان دین کے اس روٹی کو نہ کھاوے اور اس شراب کو نہ پیوے تب تک دیندار ہونے کی پوری سند حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہے مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بیشک اس صورت میں ہمبستر ہوجائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے نومیدی ہو اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور اختیار ہے کہ دس یا گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہے۔ ایسا ہی ایک کے نزدیک جوں یا پسو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام جانوروں کو سبز ترکاریوں کی طرح سمجھتا ہے اور ایک

کے مذہب میں سؤر کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید وسیاہ سؤر بہت عمدہ غذائیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دنیا کو کلی اتفاق نہیں ہے عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کرکے پھر بھی اوّل درجہ کے معصوم ہیں۔ مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہرا دے غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لئے ہرگز حق شناسی کا معیار نہیں ہوسکتا جو بشپ صاحب نے اختیار کیا ہے ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضۂ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضایل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے یعنے یہ دکھلایا جاوے کہ ان تمام امور میں کسکی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کسکی ثابت نہیں کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طریق فضیلت کو مدنظر رکھکر ایک نبی کے وجوہ فضایل بیان کریں گے تو ہم پر یہ طریق بھی کھلا ہوگا کہ اُسی تقریب پر ہم اُس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جسقدر ہمارے پاس ہوں بیان کردیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لئے پبلک کے لئے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھکر اس حقیقت تک پہونچ جاویں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلےٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضایل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضایل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا۔ اس لئے اس طریق سے افضل اور اعلےٰ کے جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑیں گے جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لئے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہوجائیگا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا۔ کہ ان تمام فضایل میں سے فضایل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری

بحثیں محض خدا کے لئے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئیگا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کے رو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہ گار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اُسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لئے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہمبستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں۔ اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشور ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کی چوری کر لینا اور ان کو نقصان پہونچانا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور بجز مسلمانوں کے سب کے مذہب کے نزدیک سود لینا کچھ گناہ کی بات نہیں تو اب ایسا کون فارغ ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے اس لئے حق کے طالب کے لئے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لئے یہی طریق کھلا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں تو تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنے اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم محض اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا۔ رہزنی نہیں کرتا ڈاکہ نہیں مارتا خون نہیں کرتا۔ جھوٹی گواہی نہیں دیتا ایسا شخص صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو

اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجودیکہ میں نے کئی دفعہ یہ موقعہ پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیر خوار بچے کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی میں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچے کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا بھلا مانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بالوں کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقع ملا تھا کہ میں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر استرہ مار دیتا مگر میں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا؟ تو کیا اس سے وہ ہمارا اعلےٰ درجہ کا محسن ٹھہر جائے گا اور والدین کے حقوق کی طرح اس کے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچائے رکھا کیونکہ قانون سزا بھی تو اُسے روکتا تھا۔ مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگائے یا اپنے ہمسایہ کا مال چرانے سے رک گیا ہے تو کیا اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اس شرارت سے باز رہ کر اس سے نیکی کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ قانون سزا بھی تو اُسے ڈرا رہا تھا۔ کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میں نقب زنی کے وقت یا کسی کے گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بے گناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچے کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دیکر جہنم تک پہونچا ئیگی۔ غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلےٰ جوہر ہے تو پھر ہم تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے۔ جنکو انہوں نے کوئی ضرر نہیں پہونچایا۔ لیکن جن بزرگواروں کو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا اُنکی بزرگی کے اثبات کیلئے یہاں یہی وجوہ پیش کرنے چاہئیں کہ کبھی انہوں نے کسی شخص کے گھر کو آگ نہیں لگائی چوری نہیں کی کسی بیگانہ عورت پر حملہ نہیں کیا ڈاکہ نہیں مارا کسی بچے کا گلا نہیں گھونٹا حاشا وکلا یہ کمینہ باتیں ہرگز کمال کی وجوہ نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے

مثلاً اگر یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیکنام رئیس ہے فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لئے پہلا کر لے گئے تھے۔ اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے بیان میں میں زید کی ایک طرح سے ازالہ حیثیت عرفی کر رہا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اس وقت شریک نہیں ہے پس خدا کے نبیوں کی تعریف اسی حد تک ختم کر دینا بلاشبہ انکی ایک سخت مذمت ہے۔ اور ایسی بات کو ان کا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کی طرح ناجائز ارتکاب جرائم سے انہوں نے اپنے تئیں بچایا ان کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے۔ اول تو بدی سے باز رہنا جس کو معصومیت کہا جاتا ہے کوئی اعلیٰ صفت نہیں ہے دنیا میں ہزاروں اس قسم کے لوگ موجود ہیں کہ ان کو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا ڈاکہ ماریں یا خون کریں یا شیرخوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر لے جائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترک شر کی وجہ سے لوگوں کو اپنے محسن ٹھہراتے جائیں اور انکو محض اسی وجہ سے انسان کامل مان لیں؟ ماسوا اس کے ترک شر کے لئے جس کو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں ہر ایک کو یہ لیاقت کب حاصل ہے کہ رات کو اکیلا اٹھے اور حربہ نقب ہاتھ میں لیکر اور لنگوٹی باندھ کر کسی کوچے میں گھس جائے اور عین موقع پر نقب لگا دے اور مال قابو میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جائے اس قسم کی مشقیں نبیوں کو کہاں ہیں اور بغیر لیاقت اور قوت کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زنا کاری بھی قوت مردمی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو ہی تب بھی محض خالی ہاتھ سے غیر ممکن ہے بازاری عورتوں نے اپنے نفس کو وقف تو نہیں کر رکھا وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں تلوار چلانے کیلئے بھی بازو چاہیئے اور کچھ اٹکل بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوت بھی بعض ایک چڑیا کو بھی نہیں مار سکتے۔ اور ڈاکہ مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک دیگر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا

اس نے اس باغ کا اس لئے بے اجازت پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اس لئے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا پچاس محافظ باغ میں موجود تھے۔ اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بے عزت ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیت پیش کرنا اور دکھلانا کہ انہوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترک ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کی ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچے کا دو چار آنہ کے طمع کے لئے گلا نہیں گھونٹا۔ یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے یہ ان لوگوں کے خیال ہیں جنہوں نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کیا۔ جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں ہمیں نہیں چاہیئے کہ محض ترک شر کے پہلو سے اسکی بزرگی کا وزن کریں کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے محض شرارت سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبیوں کی بات نہیں۔ ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے سرنگوں گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مر جاتے ہیں اور کوئی ضرر بھی کسی انسان کو انہوں نے نہیں پہنچایا تھا بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لئے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیئے یعنے یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اس کے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اس کے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جسکو پیش نظر رکھکر حضرت مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیئے۔ مثلاً سخاوت۔ فتوت۔ مواسات حقیقی حلم جسکے لئے [illegible] شرط ہے حقیقی عفو جسکے لئے قدرت انتقام شرط ہے۔ حقیقی شجاعت جس کے لئے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے حقیقی

عدل جس کے لئے قدرت ظلم شرط ہے حقیقی رحم جس کے لئے قدرت سزا شرط ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جن کے لئے نمونے اور نظیریں شرط ہیں۔ پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیئے نہ صرف ترک شر میں جس کا بشپ صاحب معصومیت نام رکھتے ہیں کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا ہی گناہ ہے کہ انہوں نے چوری ڈاکہ وغیرہ کا موقعہ پاکر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرائم اپنے ثابت نہ ہوسکے بلکہ حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہو" یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیئے تھا۔

اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شائق ہیں تو اس مضمون کا اشتہار دیدیں کہ ہم مسلمانوں سے اس طریق سے بحث کرنا [illegible] ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و [illegible] فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کے رو سے کون نبی افضل و [illegible] ہے اگر وہ ایسا کریں اور کوئی تاریخ مقرر کرکے ہمیں اطلاع دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں [illegible] کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرار دادہ پر حاضر ہو جائیگا ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے جس کا یہی جواب کافی ہے اور اگر وہ قبول کرلیں تو یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جائے۔ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء

(راقم خاکسار مرزا غلام احمد (مسیح موعودؑ) از قادیان)

خط

یہ خط حضرت مسیح موعود نے لکھا تھا اور ایک مجلس کیطرف سے بھیجا گیا تھا آخر میں جو اسماء کی فہرست ہے وہ میں نے چھوڑ دی ہے (ایڈیٹر)

جناب فضیلت مآب مکرم رائٹ ریورنڈ جارج لیفرائے ڈی ڈی بشپ صاحب لاہور

بعد آداب نیازمندانہ بکمال ادب خدمت عالی میں یہ گذارش ہے کہ چونکہ یہ مختصر زندگی دنیا کی بہت جلد اپنے دورہ کو پورا کررہی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ ہمارے وجود کا نام و نشان بھی ہوگا۔ اس لئے ہم لوگوں کے دلوں میں یہ غم و انگیز ہے کہ کسی طرح راست روی اور سچی خوشحالی کے ساتھ یہ سفر انجام پذیر ہو اور اس مذہب پر خاتمہ ہو جو درحقیقت خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہے اور اگر ہم حق پر نہیں ہیں تو ہمارے دل اس سچائی کے قبول کرنے کے لئے طیار ہیں جو روشن دلیلوں کے ساتھ پیش کیجائے اور اگر کوئی بزرگ مہمان نیکر عیسائی مذہب کی حقانیت ہم پر ثابت کرے تو اس احسان سے بڑھکر ہمارے نزدیک کوئی احسان نہیں ہوگا۔ اس تحقیق کے لئے ہمارا دل دردمند ہے اور ہم دلی شوق سے چاہتے ہیں۔ کہ اسلام اور عیسائی مذہب کا ایک مقابلہ ہو کر ہم اس رسول صادق کے آستانہ پر اپنا سر رکھیں جو پاکیزگی اور خوبی اور الٰہی طاقت اور اخلاقی کمالات میں تمام نوع انسان سے سبقت لیجانے والا ثابت ہو جائے۔ اور اس دن سے جو آپ نے بمقام لاہور اس مضمون پر تقریر کی کہ نبی معصوم اور زندہ رسول

کون ہے۔ ہمارے دل بول اُٹھے کہ اس ملک میں آپ ہی ایک ہیں جو عیسائی مذہب میں جلیل القدر فاضل ہیں۔ تب سے ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہؤا ہے کہ اس کام کے لئے عیسائی صاحبوں میں سے بہتر اور کوئی نہیں ملیگا کیونکہ آپ کے معلومات بہت وسیع معلوم ہوتے ہیں۔ اور آپ عربی اور فارسی اور اُردو میں عمدہ دخل رکھتے ہیں آپ کے اخلاق بھی بہت پسندیدہ اور بزرگانہ ہیں۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کے اہل علم کیطرف سے جو ہم نے نظر کی تو ہماری رائے میں اس کام کے لئے **مرزا غلام احمد صاحب** قادیانی کے برابر اور کوئی نہیں جو مسیح موعود ہونے کا نہ صرف دعویٰ کرتے ہیں بلکہ بہت سے قطعی دلایل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کے دنیا میں آنے کا انجیل اور قرآن میں وعدہ ہے جسکو دنیا کے مختلف حصوں میں قریبًا تیس ہزار لوگوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ غرض اس وقت پنجاب اور ہندوستان کے تمام فاضل اور اہل علم عیسائیوں میں سے آپ کا وجود ازبس غنیمت ہے اور مسلمانوں میں سے مرزا صاحب موصوف ہیں جو خدا کے انتخاب کردہ اور ممسوح ہیں ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسا عمدہ موقع ہمیں پیش آگیا ہے کہ ایک طرف تو آپ موجود ہیں اور دوسری طرف وہ جو خدا کا مسیح کہلاتا ہے۔

اسی بنا پر ہم لوگوں کیطرف سے جنکے نام نیچے لکھے ہیں یہ درخواست ہے۔ کہ چند مختلف فیہ مسایل میں آپ اور جناب مسیح موعود موصوف باہم مباحثہ کریں۔ اور حضرت مسیح موعود اس بات کو قبول فرماتے ہیں کہ پانچ مسایل میں باہم تحریری بحث ہو جائے۔ اور وہ یہ ہے :۔

(۱) ان دونوں نبیوں یعنے حضرت مسیح علیہ السلام اور جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نبی کی نسبت اسکی کتاب کی رو سے اور نیز دوسرے دلایل سے ثابت ہے کہ وہ کامل طور پر معصوم ہے۔

(۲) دونوں بزرگوار نبیوں علیہم السلام میں سے کون سا وہ نبی ہے جس کو اس کی

کتاب وغیرہ دلایل کے رو سے زندہ رسول کہسکتے ہیں جو الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔

(۳) ان دونوں بزرگوار نبیوں علیہما السلام سے کونسا وہ نبی ہے جسکو اسکی آسمانی کتاب وغیرہ دلایل کے رو سے شفیع کہہ سکتے ہیں۔

(۴) ان دونوں مذہبوں عیسائیت اور اسلام میں سے کونسا وہ مذہب ہے جسکو ہم زندہ مذہب کہہ سکتے ہیں۔

(۵) ان دونوں تعلیموں انجیلی تعلیم اور قرآنی تعلیم میں سے کونسی وہ تعلیم ہے جسکو ہم اعلیٰ اور تعلیم کہہ سکتے ہیں۔ اور تعلیم میں توحید اور تثلیث کی بحث بھی داخل ہے

یہ پانچ سوال ہیں جن میں بحث ہوگی۔ اس بحث کے لئے شرایط مندرجہ ذیل کی پابندی ضروری ہوگی۔

۱۔ شرط اول یہ کہ ہر ایک امر کی بحث کے متعلق جو مندرجہ بالا پانچ نمبروں میں لکھے گئے ہیں۔ ایک ایک دن خرچ ہوگا۔ یعنے یہ کہ کل بحث پانچ دن میں ختم ہوگی۔

۲۔ شرط دوم یہ ہے کہ ہر ایک فریق کو اپنے اپنے بیان کے لئے پورے تین تین گھنٹے موقع دیا جائیگا۔ اور اس طرح پر ہر ایک دن کا جلسہ چھ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک پورا ہو جائیگا۔

۳۔ شرط سوم یہ ہے کہ ہر ایک فریق محض اپنے نبی یا کتاب کی نسبت ثبوت دیگا۔ دوسرے فریق کے نبی یا کتاب کی نسبت حملہ کرنے کا مجاز نہیں ہوگا کیونکہ ایسا حملہ محض فضول اور لیسا اوقات دلشکنی کا موجب ہوتا ہے۔ اور مقابلہ کرنے کے وقت پبلک کو خود معلوم ہو جائیگا کہ کس کا ثبوت قوی اور کس کا ثبوت ضعیف اور کمزور ہے۔ ہاں ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ جس جس موقع پر حملہ کا احتمال ہے۔ ان احتمالی سوالات کا اپنے بیان میں آپ جواب دیدے۔

۴۔ بحث تحریری ہوگی۔ مگر تحریر کا یہ طریق ہوگا کہ ہر ایک فریق کے ساتھ ایک کاتب

ہوگا۔ وہ بولتا جائیگا اور کاتب لکھتا جائیگا۔ اور ہر ایک کے پاس ایک ایسا شخص ہوگا کہ مضمون ختم ہونے کے بعد حاضرین کو سنادیا کریگا۔ اور سنانے کے بعد اس کی نقل بعد دستخط فریق مخالف کو دیجائے گی۔

۵۔ یہ بحث بمقام لاہور ہوگی اور آپ کے اختیار میں رہے گا۔ کہ جہاں چاہیں اس بحث کے لئے مجلس منعقد فرمائیں اور جیسا چاہیں مناسب انتظام کرلیں۔

۶۔ جب اس بحث کے دن ختم ہو جائیں گے تو دونوں فریق میں سے ایک فریق یا دونوں اس مضمون کو بصورت رسالہ چھاپ کر شائع کر دیں گے۔ اور کسی کو اختیار نہیں ہوگا کہ اپنی طرف سے بعد میں کچھ ملا دے۔

یہ شرائط ہیں جو ہم نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود سے منظور کرا لئے ہیں۔ اور چونکہ یہ شرائط بہت صاف اور سراسر انصاف پر مبنی ہیں۔ لہذا امید ہے کہ جناب بھی ان کو منظور فرما کر مطلع فرمائیں گے کہ ایسی بحث کیلئے کب اور کس مہینے میں آپ طیار ہیں۔ ہم [illegible] است کنندوں کی طرف سے نہایت التجا اور ادب کے ساتھ یہ گذارش [illegible] کہ جناب ضرور اس طریق بحث کو منظور فرمائیں اور ہم حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام [illegible]ت کا واسطہ جناب کی خدمت میں ڈالکر یہ عاجزانہ سوال کرتے ہیں اور جناب اس پیارے مقبول نبی کے نام پر ہماری یہ درخواست منظور فرما کر بذریعہ اشتہار مطبوعہ منظوری سے مطلع فرمائیں۔ اس درخواست میں کوئی فوق الطاقت یا بیہودہ امر نہیں اور طریق بحث سراسر مہذبانہ اور سراپا نیک نیتی اور طلب حق پر مبنی ہے اور باایں ہمہ جبکہ جناب جیسے ایک بزرگ صاحب مرتبہ کو حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی قسم دیگئی ہے تو اس لئے ہم سائلوں کو بکلی یقین ہے کہ جناب اس عاجزانہ درخواست کو گو کیسی ہی کم فرصتی ہو بہر حال بغیر کسی تنسیخ ترمیم کے حضرت کے نام کی عزت کے لئے ضرور منظور فرمائیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر ایسی منصفانہ درخواست ہم لوگوں سے حضرت مسیح کی عزت کا واسطہ درمیان لاکر کیجائے تو ہم سخت گناہ

اور سوء ادب سمجھیں گے کہ اس درخواست کو منظور نہ کریں تو پھر آپ کو تو حضرت مسیح علیہ السلام کی محبت کا بہت دعویٰ ہے جس کے امتحان کا ہم غریبوں کو یہ پہلا موقع ہے۔ زیادہ کیا تکلیف دیں۔ صرف جواب کے منتظر ہیں اور جواب بنام مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل بمقام قادیان ضلع گورداسپور آنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی اس مجلس کے سکرٹری ہیں۔ اور درخواست کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔ (نام چھوڑ دیئے گئے ہیں)

نقل خط جو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمدؐ صاحب کی طرف سے میسحان جنڈیالہ کی طرف ۳ مئی ۱۸۹۳ء کو رجسٹری کر کے بھیجا گیا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" نحمدہٗ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم " بخدمت میسحان جنڈیالہ

بعد ما وجب۔ آج میں نے آپ صاحبوں کی وہ تحریر جو آپ نے میاں محمد بخش صاحب کی معرفت بھیجی تھی اول سے آخر تک پڑھی۔ جو نکہ آپ صاحبوں نے سوچا ہے

(وہ خط جو ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب نے محمد بخش پاندہ کو لکھا:۔)

بخدمت شریف میاں محمد بخش و جملہ شرکاء اہل اسلام جنڈیالہ۔

جناب من۔ بعد سلام کے واضح رائے شریف ہو کر چونکہ ان دنوں قصبہ جنڈیالہ میں مسیحوں اور اہل اسلام کے درمیان دینی چرچے بہت ہوتے ہیں اور چند صاحبان آپ کے ہم مذہب دین عیسوی پر حرف لاتے ہیں اور کئی ایک سوال و جواب کرتے اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور نیز اسی طرح سے مسیحوں نے بھی دین محمدی

مجھے اس سے اتفاق رائے ہے بلکہ درحقیقت میں اس مضمون کے پڑھنے سے
ایسا خوش ہوا کہ میں مختصر خط میں اس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا۔ یہ بات سچ اور
بالکل سچ ہے کہ یہ روز کے جھگڑے اچھے نہیں اور ان سے دن بدن عداوتیں بڑھتی
ہیں۔ اور فریقین کی عافیت اور آسودگی میں خلل پڑتا ہے اور یہ بات تو ایک معمولی
سی ہے اس سے بڑھکر نہایت ضروری اور قابل ذکر یہ بات ہے کہ جبحالت میں دو
فریق مرنیوالے اور دنیا کو چھوڑنے والے ہیں تو پھر اگر بحث کرکے اظہار حق نہ کریں
تو اپنے نفسوں اور دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ جنڈیالہ کے
مسلمانوں کا ہم سے کچھ زیادہ حق نہیں۔ بلکہ جس حالت میں خداوندکریم اور رحیم نے
اس عاجز کو انہیں کاموں کے لئے بھیجا ہے تو ایک سخت گناہ ہوگا کہ ایسے موقع
پر خاموش رہوں۔ اسلئے میں آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس کام کے لئے میں
ہی حاضر ہوں یہ تو ظاہر ہے کہ فریقین کا دعوےٰ ہے کہ ان کو اپنا اپنا مذہب بہت
سے نشانوں کے ساتھ خدا تعالےٰ سے ملا ہے اور یہ بھی فریقین کو اقرار ہے

بقیہ حاشیہ کے حق میں کئی ایک تحقیقاتیں کرلی ہیں اور مبالغہ ازحد ہوچلا ہے
لہذا راقم رقیمہ ہذا کی دانست میں طریقہ بہتر اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک جلسہ عام
کیا جائے جس میں صاحبان اہل اسلام معہ علماء دیگر بزرگان دین کے جنپر کہ انکی تسلی ہو موجود
ہوں اور اسی طرح سے مسیحوں کیطرف بھی کوئی صاحب اعتبار پیش کئے جاویں تاکہ جو
باہمی تنازعہ ان دنوں میں ہورہا ہے خوب فیصل کئے جاویں اور نیکی اور بدی اور حق اور
بطلان ثابت ہو دیں لہذا چونکہ اہل اسلام جنڈیالہ کے درمیان آپ صاحب ہمت گنے
جاتے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں ازطرف مسیحان جنڈیالہ التماس کرتے ہیں کہ آپ خواہ
خواہ یا اپنے ہم مذہبوں سے مصلحت کرکے ایک وقت مقرر کریں اور جس کسی بزرگ
پر آپ کی تسلی ہو اُسے طلب کریں اور ہم بھی وقت معین پر محفل مشترک میں کسی اپنے
بزرگ کو پیش کریں گے کہ جلسہ اور تحقیقات امور متنازعہ مذکورہ بالا کا بخوبی ہو جاوے اور خدا کے
صراط مستقیم سب کو حاصل کرسکے ہم کسی قسم کا فساد یا مخالفت کے رو سے اس جلسہ

کہ زندہ مذہب وہی ہوسکتا ہے کہ جن دلایل پر انکی صحت کی بنیاد ہے وہ دلایل بطور
قصہ کے نہ ہوں بلکہ دلایل ہی کے رنگ میں اب بھی موجود اور نمایاں ہوں۔ مثلاً اگر کسی
کتاب میں بیان کیا گیا ہو کہ فلاں نبی نے بطور معجزہ ایسے ایسے بیماروں کو اچھا کیا تھا۔
تو یہ اور اس قسم کے اور امور اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک قطعی اور یقینی دلیل نہیں
ٹھہر سکتی بلکہ ایک خبر ہے جو منکر کی نظر میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی
ہے بلکہ منکر ایسی خبروں کو صرف ایک قصہ سمجھے گا۔ اسی وجہ سے یوروپ کے فلاسفر
مسیح کے معجزات سے جو انجیل میں مندرج ہیں کچھ بھی فایدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بلکہ اسپر قہقہہ
مار کر ہنستے ہیں پس جبکہ یہ بات ہے تو یہ نہایت آسان مناظرہ ہے اور وہ یہ ہے کہ
اہل اسلام کا کوئی فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو کامل مسلمان ہونیکے لئے قرآن
میں موجود ہیں اپنے نفس کو ثابت کرے اور اگر نہ کرسکے تو دروغگو ہے نہ مسلمان ۔ اور
ایسا ہی عیسائی صاحبوں میں سے ایک فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو انجیل
شریف میں موجود ہیں اپنے نفس کو ثابت کرکے دکھلائے اور اگر وہ ثابت نہ کرسکے
تو دروغگو ہے نہ عیسائی۔ جس حالت میں دونوں فریق کا یہ دعوےٰ ہے کہ جس نور
کو ان کے انبیاء لائے تھے وہ نور فقط لازمی نہ تھا بلکہ متعدی تھا تو پھر جس مذہب میں

بقیہ حاشیہ در پے نہیں ہیں۔ مگر فقط اس بنا سے کہ جو باتیں راست برحق
اور پسندیدہ ہیں سب صاحبان پر خوب ظاہر ہوں۔ دیگر التماس یہ ہے کہ اگر صاحبان
اہل اسلام ایسے مباحثہ میں شریک نہ ہونا چاہیں تو آئندہ کو اپنے اسپ کلام
کو میدان گفتگو میں جولانی نہ دیں اور وقت منادی یا دیگر موقعوں پر حجت بے بنیاد و
لاحاصل سے باز آکر خاموشی اختیار کریں۔ ازراہ مہربانی اس خط کا جواب جلدی
عنایت فرماویں تاکہ اگر آپ ہماری دعوت کو قبول کریں تو جلسہ کا اور ان مضامین
کا جنکی بابت مباحثہ ہونا ہے معقول انتظام کیا جاوے۔ فقط زیادہ سلام
الراقم مسیحان جنڈیالہ مارٹن کلارک امرتسر (دستخط انگریزی میں ہیں)

یہ نور متعدی ثابت ہوگا اسی کی نسبت عقل تجویز کرے گی کہ یہی مذہب زندہ اور سچا ہے کیونکہ اگر ہم ایک مذہب کے ذریعہ سے وہ زندگی اور پاک نور مع اسکی تمام علامتوں کے حاصل نہیں کر سکتے جو اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے تو ایسا مذہب بجز لاف وگزاف کے زیادہ نہیں اگر ہم فرض کرلیں کہ کوئی نبی پاک تھا مگر ہم میں سے کسی کو بھی پاک نہیں کر سکتا اور صاحب خوارق تھا۔ مگر کسی کو صاحب خوارق نہیں بنا سکتا۔ اور الہام یافتہ تھا مگر ہم میں سے کسی کو ملہم نہیں بنا سکتا تو ایسے نبی سے ہمیں کیا فایدہ۔ مگر الحمدللہ والمنۃ کہ ہمارا سید و رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں تھا اس نے ایک جہان کو وہ نور حسب مراتب استعداد بخشا کہ جو اس کو ملا تھا۔ اور اپنے نورانی نشانوں سے وہ شناخت کیا گیا وہ ہمیشہ کے لئے نور تھا جو بھیجا گیا اور اس سے پہلے کوئی ہمیشہ کے لئے نور نہیں آیا اگر وہ نہ آتا اور نہ اس نے بتلایا ہوتا تو مسیح کے نبی ہونے پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ کیونکہ اس کا مذہب مرگیا اور اس کا نور بے نشان ہوگیا۔ اور کوئی وارث نہ رہا جو اس کو کچھ نور دیا گیا ہو۔ اب دنیا میں زندہ مذہب اسلام ہے اور اس عاجز نے ذاتی تجارب سے دیکھ لیا اور پرکھ لیا کہ دونوں قسم کے نور اسلام اور قرآن میں اب بھی ایسے ہی تازہ بتازہ موجود ہیں جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے اور ہم ان کے دکھلانے کے لئے ذمہ وار ہیں اگر کسی کو مقابلہ کی طاقت ہو تو ہم سے خط و کتابت کرے والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ اس عاجز کے مقابلہ پر جو صاحب کھڑے ہوں وہ کوئی بزرگ نامی اور معزز انگریز پادری صاحبوں میں سے ہونے چاہئیں کیونکہ جو بات اس مقابلہ اور مباحثہ سے مقصود ہے اور جسکا اثر عوام پر ڈالنا مدنظر ہے وہ اسی امر پر موقوف ہے کہ فریقین اپنی اپنی قوم کے خواص میں سے ہوں۔ ہاں بطور تنزل اور اتمام حجت مجھے یہ بھی منظور ہے کہ اس مقابلہ کے لئے پادری عمادالدین صاحب یا پادری ٹھاکر داس صاحب یا مسٹر عبداللہ آتھم صاحب عیسائیوں کیطرف سے منتخب ہوں اور پھر اُن کے اسماء کسی اخبار کے ذریعہ شایع کر کے ایک پرچہ اس عاجز کیطرف بھی بھیجا جاوے اور اس کے

بھیجنے کے بعد یہ عاجز بھی اپنے مقابلہ کا اشتہار دیدیگا۔ اور ایک پرچہ صاحب مقابلہ کیطرف بھیجدیگا۔ مگر واضح رہے کہ یوں تو ایک مدت دراز سے مسلمانوں اور عیسائیوں کا جھگڑا چلا آتا ہے اور تب سے مباحثات ہوئے اور فریقین کیطرف سے بکثرت کتابیں لکھی گئیں اور درحقیقت علمائے اسلام نے بہ تمامتر صفائی سے ثابت کر دیا کہ جو کچھ قرآن کریم پر اعتراض کئے گئے ہیں وہ دوسرے رنگ میں توریت پر اعتراض ہیں اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نکتہ چینی ہوئی وہ دوسرے پیرایہ میں تمام انبیاء کی شان میں نکتہ چینی ہے۔ جس سے حضرت مسیح بھی باہر نہیں۔ بلکہ ایسی نکتہ چینیوں کی بنا پر خدا تعالےٰ بھی مورد اعتراض ٹھیرتا ہے۔ سو یہ بحث زندہ مذہب یا مردہ مذہب کی تنقیح کے بارہ میں ہوگی۔ اور دیکھا جائیگا کہ جن روحانی علامات کا مذہب اور کتاب نے دعوے کیا ہے وہ اب بھی اس میں پائے جاتے ہیں کہ نہیں۔ اور مناسب ہوگا کہ مقام بحث لاہور یا امرتسر مقرر ہو اور فریقین کے علماء کے مجمع میں یہ بحث ہو۔

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

ڈاکٹر مارٹن کلارک کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مشفق مہربان پادری صاحب

بعد ما وجب یہ وقت کیا مبارک ہے کہ میں آپ کی اس مقدس جنگ کیلئے طیار ہو کر جس کا آپ نے اپنے خط[1] میں ذکر فرمایا ہے۔ اپنے چند عزیز دوست بطور سفیر منتخب

حاشیہ یہاں اس خط کا بھی درج کر دینا اصل حالات کے معلوم کرنے کیلئے ضروری ہے جسکا ذکر حضرت مسیح موعود نے کیا ہے (ایڈیٹر)

امرتسر۔ میڈیکل مشن (۱۸- اپریل ۱۸۹۳ء)

[1] جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیان سلامت ۔

تسلیم۔ عنایت نامہ آنصاحب کا وارد ہوا۔ بعد مطالعہ طبیعت شاد ہوئی۔ خاص کر

کرکے آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ اس پاک جنگ کیلئے آپ مجھے مقابلہ پر منظور فرمادیں گے جب آپکا پہلا خط جو جنڈیالہ کے بعض مسلمانوں کے نام مجکو ملا اور میں نے یہ عبارتیں پڑھیں کہ کوئی ہے کہ ہمارا مقابلہ کرے تو میری روح اسی وقت بول اُٹھی کہ ہاں میں ہوں جسکے ہاتھ پر خدا تعالےٰ مسلمانوں کو فتح دیگا اور سچائی کو ظاہر کرے گا۔ وہ حق جو مجکو ملا ہے اور وہ آفتاب جس نے ہم میں طلوع کیا ہے وہ اب پوشیدہ رہنا نہیں چاہتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ زوردار شعاعوں کیساتھ نکلیگا اور دلوں پر اپنا ہاتھ ڈالیگا اور اپنی طرف کھینچ لائیگا۔ لیکن اسکے نکلنے کیلئے کوئی تقریب چاہیئے تھی سو آپ صاحبوں کا مسلمانوں کو مقابلہ کیلئے بلانا نہایت مبارک اور نیک تقریب ہے مجھے امید نہیں کہ آپ اس بات پر ضد کریں کہ ہمیں تو جنڈیالہ کے مسلمانوں سے کام ہے نہ کسی اَور سے۔ آپ جانتے ہیں کہ جنڈیالہ میں کوئی مشہور اور نامی فاضل نہیں اور یہ آپ کی شان سے بعید ہوگا کہ آپ عوام سے اُلجھتے پھریں اور اس عاجز کا حال آپ پر مخفی نہیں کہ آپ صاحبوں کے مقابلہ کیلئے دس برس کا پیاسا ہے اور کئی

بقیہ حاشیہ خاص اس بات سے کہ جنڈیالہ کے اہل اسلام کو آپ جیسے لایق وفایق ملے۔ لیکن چونکہ ہمارا دعویٰ آپ سے بر جنڈیالہ کے [illegible] سے ہے۔ ہم آپ کی دعوت قبول کرنے میں قاصر ہیں۔ ان کیطرف ہم نے خط لکھا ہُوا ہے اور تاحال جواب کے منتظر ہیں اگر انکی مدد آپ کو قبول ہے تو مناسب وباقاعدہ طریقہ تو یہ ہے کہ آپ خود انہیں خطوط لکھیں جو آپ کے ارادے مہربانی کے ہیں ان پر ظاہر کریں اگر وہ آپ کو تسلیم کرکے اس جنگ مقدس کیلئے اپنی طرف سے پیش کریں تو ہمارا کچھ عذر نہیں بلکہ عین خوشی ہے چونکہ آپ روشن ضمیر وصاحب کار آزمودہ ہیں یہ آپ سے مخفی نہ ہوگا کہ اس خاص بحث کے لئے آپ کو قبول کرنا یا نہ کرنا ہمارا اختیار نہیں بلکہ جنڈیالہ کے اہل اسلام کا لہذا آپ انہیں سے فیصلہ کرلیں بعد ازاں ہم بھی حاضر ہیں آپ کے اور ان کے فیصلہ کرنے ہی کی دیر ہے۔ زیادہ سلام

راقم ڈاکٹر مارٹن کلارک امرتسر)

ہزار خط اردو و انگریزی اسی پیاس کے جوش سے آپ جیسے معزز پادری صاحبان کی خدمت میں روانہ کرچکا ہوں اور پھر جب کچھ جواب نہ آیا تو آخر ناامید ہو کر بیٹھ گیا۔ چنانچہ بطور نمونہ اُن خطوں میں سے کچھ روانہ بھی کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ کی اس توجہ کا اول مستحق میں ہی ہوں اور سوائے اسکے اگر میں کاذب ہوں تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں میں پورے دس سال سے میدان میں کھڑا ہوں جنڈیالہ میں میری ذات میں ایک بھی نہیں جو میدان کا سپاہی تصور کیا جاوے اس لئے بادب مکلف ہوں کہ اگر یہ امر مطلوب ہے کہ روز کے قصے طے ہو جائیں اور جس مذہب کیساتھ خدا ہے اور جو لوگ سچے خدا پر ایمان لاتے ہیں ان کی کچھ امتیازی انوار ظاہر ہوں تو اس عاجز سے مقابلہ کیا جائے آپ لوگوں کا یہ ایک بڑا دعوے ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا تھے اور وہی خالق ارض وسما تھے اور ہمارا یہ بیان ہے کہ وہ سچے نبی ضرور تھے۔ رسول تھے۔ خدا تعالےٰ کے پیارے تھے مگر خدا نہیں تھے سو انہیں امور کے حقیقی فیصلہ کیلئے یہ مقابلہ ہوگا مجھ کو خدا تعالےٰ نے براہ راست اطلاع دی ہے کہ جس تعلیم کو قرآن لایا ہے وہی سچائی کی راہ ہے اس پاک توحید کو ہر یک نبی نے اپنی امت تک پہنچایا ہے مگر رفتہ رفتہ لوگ بگڑ گئے اور خدا تعالےٰ کی جگہ انسانوں کو دیدی۔ غرض یہی امر ہے جس پر بحث ہوگی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وقت آگیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی غیرت اپنا کام دکھلائیگی اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس مقابلہ سے ایک دنیا کیلئے مفید اور اعلیٰ نتیجے نکلیں گے اور کچھ تعجب نہیں کہ اب کل دنیا یا ایک بڑا بھاری حصہ اسکا ایک ہی مذہب قبول کرلے جو سچا اور زندہ مذہب ہوا جسکے ساتھ خدا تعالےٰ کی مہربانی کا بادل ہو جائیگا یہ بحث صرف زمین تک محدود نہ رہے بلکہ آسمان بھی اسکے ساتھ شامل ہو اور مقابلہ صرف اس بات میں ہو کہ روحانی زندگی اور آسمانی قبولیت اور روشن ضمیری کس مذہب میں ہے اور میں اور میرا مقابل اپنی اپنی کتاب کی تاثیریں اپنے اپنے نفس میں ثابت کریں ہاں اگر یہ چاہیں کہ معقولی طور پر بھی ان دونوں عقیدوں کا بعد اس کے تصفیہ ہو جائے تو

یہ بھی بہتر ہے مگر اس سے پہلے روحانی اور آسمانی آزمائش ضرور چاہیئے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ خاکسار غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور ۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء

رجسٹرڈ خط جو ۲۵ اپریل کو پادری صاحب کے ۲۴ اپریل کے خط کے جواب میں بھیجا گیا

مشفق مہربان پادری صاحب سلامت

بعد ما وجب میں نے آپ کی چٹھی کو اول سے آخر تک سنا بیشک تمام شرائط کو منظور کرتا ہوں جن پر آپ کے اور میرے دوستوں کے دستخط ہو چکے ہیں لیکن سب سے پہلے یہ بات تصفیہ پا جانی چاہیئے کہ اس مباحثہ اور مقابلہ سے علت غائی کیا ہے کیا یہ انہیں معمولی مباحثات کی طرح ایک مباحثہ ہوگا جو سالہائے دراز سے عیسائیوں اور مسلمانوں میں پنجاب اور ہندوستان میں ہو رہے ہیں جنکا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان تو اپنے خیال میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے عیسائیوں کو ہر ایک بات میں شکست دی ہے اور عیسائی اپنے گھر میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ مسلمان لاجواب ہو گئے۔ پر اگر اسیقدر ہے تو یہ بالکل بے فائدہ اور تحصیل حاصل ہے اور بجز اس بات کے اسکا آخری نتیجہ کچھ نظر نہیں آتا کہ چند روز بحث مباحثہ کا شور و غوغا ہو کر پھر ہر یک فضول گو کو اپنی ہی طرف کا غلبہ ثابت کرنے کے لئے باتیں بنانے کا موقعہ ملتا ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ حق کھل جائے اور ایک دنیا کو سچائی نظر آجائے

نقل خلاصہ چٹھی از امرتسر ۲۲ اپریل ۱۸۹۳ء بخدمت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

جناب من مولوی عبد الکریم صاحب مع سفیر سفارت یہاں پہونچے اور مجھے آپکا دستی خط دیا جناب نے جو مسلمانوں کی طرف مجھے مقابلہ کیلئے دعوت کی ہے اسکو میں بخوشی قبول کرتا ہوں آپ کی سفارت نے آپکی طرف سے مباحثہ اور شرائط ضروریہ کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ جناب کو بھی وہ انتظام اور شرائط منظور ہونگے اسلئے مہربانی کرکے اپنی فرصت میں اطلاع بخشیں کہ آپ ان شرائط کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔

آپکا تابعدار ایچ مارٹن کلارک ایم۔ ڈی سی ایم راڈ نبرا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ سی۔

اگر فی الحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام خدا ہی ہیں اور وہی رب العالمین اور خالق السموات والارض ہے تو بیشک ہم لوگ کافر کیا اکفر ہیں اور بیشک اس صورت میں دین اسلام حق پر نہیں ہے لیکن اگر حضرت مسیح علیہ السلام صرف ایک بندہ خدا تعالیٰ کا نبی اور مخلوقیت کی تمام کمزوریاں اپنے اندر رکھتا ہے تو پھر یہ عیسائی صاحبوں کا ظلم عظیم اور کفر کبیر ہے کہ ایک عاجز بندہ کو خدا بنا رہے ہیں اور اس حالت میں قرآن کے کلام اللہ ہونے میں اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ دلیل نہیں کہ اس نے نابود شدہ توحید کو پھر قایم کیا اور جو اصلاح ایک سچی کتاب کو کرنی چاہیئے تھی وہ کر دکھائی اور ایسے وقت میں آیا جس وقت میں اسکے آنے کی ضرورت تھی یوں تو یہ مسئلہ بہت ہی صاف تھا کہ خدا کیا ہے اور اسکی صفات کیسی ہونی چاہیئے مگر چونکہ اب عیسائی صاحبوں کو یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا اور معقولی اور منقولی بحثوں نے اس ملک ہندوستان میں کچھ بھی ان کو فائدہ نہیں بخشا اسلئے ضرور ہوا کہ اب طرز بحث بدل لی جائے سو میری دانست میں اس کے انسب طریق اور کوئی نہیں کہ ایک روحانی مقابلہ مباہلہ کے طور پر کیا جائے اور وہ یہ کہ اول اسطرح پر چھ دن تک مباحثہ ہو جس مباحثہ کو میرے دوست قبول کر چکے ہیں اور پھر ساتویں دن مباہلہ ہو اور فریقین مباہلہ میں یہ دعا کریں مثلاً فریق عیسائی یہ کہے کہ وہ عیسیٰ مسیح ناصری جس پر میں ایمان لاتا ہوں وہی خدا ہے اور قرآن انسان کا افترا ہے خدا تعالیٰ کی کتاب نہیں اور اگر میں اس بات میں سچا نہیں تو میری پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل ہو جس سے میری

بقیہ شرائط انتظام مباحثہ قرار یافتہ مابین عیسائیان و مسلمانان

(۱) یہ مباحثہ امرتسر میں ہوگا (۲) ہر ایک جانب میں صرف پچاس اشخاص ہونگے پچاس ٹکٹ مرزا غلام احمد صاحب عیسائیوں کو دیں گے اور پچاس ٹکٹ ڈاکٹر کلارک صاحب مرزا صاحب کو مسلمانوں کے لئے دیں گے عیسائیوں کے ٹکٹ مسلمان جمع کریں گے اور مسلمانوں کے عیسائی (۳) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسلمانوں کی طرف سے اور ڈپٹی عبد اللہ آتھم خاں صاحب عیسائیوں کی طرف سے مقابلہ میں آئیں گے (۴) بسوا ان صاحبوں کے اور صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی ہاں یہ صاحب تین شخصوں کو بطور معاون

رسوائی ظاہر ہو جائے اور ایسا ہی یہ عاجز دعا کریگا کہ اے کامل اور بزرگ خدا میں عاجز ہوں کہ درحقیقت عیسیٰ مسیح ناصری تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے خدا ہرگز نہیں اور قرآن کریم تیری پاک کتاب اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرا پیارا اور برگزیدہ رسول ہے اور اگر میں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل کر جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے اور اے خدا میری رسوائی کیلئے یہ بات کافی ہوگی کہ ایک برس کے اندر تیری طرف سے میری تائید میں کوئی ایسا نشان ظاہر نہ ہو جسکے مقابلہ سے تمام مخالف عاجز ہیں اور واجب ہوگا کہ فریقین کے دستخط سے یہ تحریر چند اخبار ات میں شائع ہو جائے کہ جو شخص ایک سال کے اندر مورد غضب الٰہی ثابت ہو جائے اور یا یہ کہ ایک فریق کی تائید میں کچھ ایسے نشان آسمانی ظاہر ہوں کہ دوسرے فریق کی تائید میں ظاہر و ثابت نہ ہو سکیں تو ایسی صورت میں فریق مغلوب یا فریق غالب کا مذہب اختیار کرے اور یا اپنی کل جائیداد کا نصف حصہ اس مذہب کی تائید کیلئے فریق غالب کو دیدے جسکی سچائی ثابت ہو

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مسٹر عبد اللہ آتھم کے خط کا جواب

آج اس اشتہار کے لکھنے سے ابھی میں فارغ ... تھا کہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کا

منتخب کر سکتے ہیں مگر ان کو بولنے کا اختیار نہ ہوگا (۵) مخالف جانب صبح ... منٹ لیتے ہیں مگر (۶) کوئی صاحب کسی جانب سے ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ بول سکیں گے (۷) انتظامی معاملات میں صدر انجمن کا فیصلہ ناطق مانا جائیگا (۸) دو صدر انجمن ہوں گے یعنی ایک ایک ہر طرف سے جو اسوقت مقرر کئے جائیں گے (۹) جائے مباحثہ کا تقرر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کے اختیار میں ہوگا (۱۰) وقت مباحثہ ۶ بجے صبح سے ۱۱ بجے صبح تک ہوگا (۱۱) کل وقت مباحثہ دو زمانوں پر تقسیم ہوگا (الف) ۶ دن یعنی روز پیر ۲۲ سے ۲۷ مئی تک ہوگا اسوقت میں مرزا صاحب کو اختیار ہوگا

خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا یہ خط اس خط کا جواب ہے جو میں نے مباحثہ مذکورہ بالا کے متعلق صاحب موصوف اور نیز ڈاکٹر کلارک صاحب کی طرف لکھا تھا سو اب اس کا بھی جواب ذیل میں بطور قولہ اور اقول کے لکھتا ہوں

قولہ۔ ہم اس امر کے قائل نہیں ہیں کہ تعلیمات قدیم کے لئے معجزہ جدید کی کچھ بھی ضرورت ہے اس لئے ہم معجزہ کیلئے نہ کچھ حاجت اور نہ استطاعت اپنے اندر دیکھتے ہیں

اقول۔ صاحب من میں نے معجزہ کا لفظ اپنے خط میں استعمال نہیں کیا بیشک معجزہ دکھلانا نبی اور مرسل من اللہ کا کام ہے نہ ہر یک انسان کا لیکن اس بات کو تو آپ مانتے اور جانتے ہیں کہ ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور ایمانداری کے پھلوں کا ذکر جیسا کہ قرآن کریم میں ہے انجیل شریف میں بھی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے اسلئے طول کلام کی ضرورت نہیں مگر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ایمانداری کے پھل دکھلانے کی بھی آپ کو استطاعت نہیں۔

قولہ۔ بہرکیف اگر جناب کسی معجزہ کے دکھلانے پر آمادہ ہیں تو ہم اس کے دیکھنے سے آنکھیں بند نہ کریں گے اور جسقدر اصلاح اپنی غلطی کی آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اسکو اپنا فرض عین سمجھیں گے

اقول۔ بیشک یہ آپ کا مقولہ انصاف پر مبنی ہے اور کسی کے منہ سے یہ کامل طور پر نکل نہیں

کہ اپنا یہ دعوے پیش کریں کہ ہر ایک مذہب کی صداقت زندہ نشانات سے ثابت کرنی چاہیئے جیسے کہ انہوں نے اپنی چٹھی ۱۳ اپریل ۱۸۹۳ء موسومہ ڈاکٹر کلارک صاحب میں ظاہر کیا ہے (۱۲) پھر دوسرا سوال اوٹھایا جائیگا یعنی مسئلہ الوہیت مسیح پر اور مرزا صاحب کو اختیار ہوگا کہ کوئی اور سوال جو چاہیں پیش کریں مگر ۶ دن کے اندر اندر (۱۳) دوسرا زمانہ بھی ۶ دن ہوگا یعنی مئی ۲۹ سے جون ۳ تک (اگر اسقدر ضرورت ہوئی) اس زمانہ میں مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو اختیار ہوگا کہ اپنے سوالات بتفصیل ذیل پیش کریں۔

(الف) رحم بلا مبادلہ بیان (ب) جبر اور قدر (ج) ایمان بالجبر (د) قرآن کے خدائی کلام ہونیکا ...

سکتا جب تک اسکو انصاف کا خیال نہ ہو لیکن اس جگہ یہ آپ کا فقرہ کہ جسقدر اصلاح
اپنی غلطی کی ہم آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اسکو اپنا فرض عین سمجھیں گے تشریح طلب ہے
عاجز تو محض اس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دنیا کے تمام مذہب
موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور
دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے وبس اب کیا آپ
اسبات پر طیار اور مستعد ہیں کہ نشان دیکھنے کے بعد اس مذہب کو قبول کریں گے آپ کا فقرہ مذکورہ
بالا مجھے امید دلاتا ہے کہ آپ اس سے انکار نہ کریں گے پس اگر آپ مستعد ہیں تو چند سطریں تین اخباروں
یعنی نور افشاں اور منشور محمدی اور کسی آریہ کے اخبار میں چھپوا دیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جانکر
یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس مباحثہ کے بعد جس کی تاریخ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء قرار پائی ہے مرزا غلام احمد
کی خدا تعالیٰ مدد کرے اور کوئی ایسا نشان اسکی تائید میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماوے کہ جو اس نے قبل
از وقت بتلا دیا ہو اور جیسا کہ اس نے بتلایا ہو وہ پورا بھی ہو جاوے تو ہم اس نشان کے دیکھنے
کے بعد بلا توقف مسلمان ہو جائیں گے اور ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس نشان کو بغیر کسی قسم
کے بیہودہ نکتہ چینی کے قبول کرلیں گے اور کسی حالت میں وہ نشان نامعتبر اور قابل اعتراض
نہیں سمجھا جائیگا بغیر اس صورت کے کہ اگر ایسا ہی نشان اسی برس کے اندر ہم بھی دکھلا دیں
مثلاً اگر نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ہو کہ فلاں وقت کسی خاص فرد بشر یا ایک گروہ پر فلاں

---

(۱۳) اس بات کا ثبوت کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسول اللہ ہیں وہ اور سوال بھی
کرسکتے ہیں بشرطیکہ ۶ دن سے زیادہ نہ ہو جاوے
(۱۴) ٹکٹ ۱۵ مئی تک جاری ہو جانے چاہئیں وہ ٹکٹ مفصلہ ذیل نمونہ کے ہوں گے
(۱۵) عیسائیوں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم خان صاحب کیطرف سے یہ قواعد واجب الاطاعت اور یہ
صحیح تحریر پائی گئی
بطور شہادت ہیں (جن کے دستخط نیچے درج ہیں) مسٹر عبداللہ آتھم خاں صاحب کی طرف سے دستخط کرتا ہوں
اور مذکورہ بالا شرائط میں سے کسی شرط کا توڑنا فریق توڑنیوالے کیطرف سے ایک اقرار گریز خیال

حادثہ وارد ہوگا اور وہ پیشگوئی اس میعاد میں پوری ہو جائے تو بغیر اس کے کہ اس کی
نظیر اپنی طرف سے پیش کریں بہرحال قبول کرنی پڑیگی اور اگر ہم نشان دیکھنے کے بعد دین
اسلام اختیار نہ کریں اور نہ اس کے مقابل پر اسی برس کے اندر اسی کی مانند کوئی خارق
عادت نشان دکھلا سکیں تو عہد شکنی کے تاوان میں نصف جائیداد اپنی امداد اسلام کیلئے اس
کے حوالہ کریں گے اور اگر ہم اس دوسری شق پر بھی عمل نہ کریں اور عہد کو توڑ دیں اور اس عہد
شکنی کے بعد کوئی قہری نشان ہماری نسبت مرزا غلام احمد شائع کرنا چاہے تو ہماری طرف
سے مجاز ہوگا کہ عام طور پر اخباروں کے ذریعہ سے یا اپنے رسائل مطبوعہ میں اس کو
شائع کرے فقط یہ تحریر آپ کیطرف سے بقید نام مذہب و ولدیت و سکونت ہو
اور فریقین کے پچاس پچاس معزز اور معتبر گواہوں کی شہادت اسپر ثبت ہو تب یقین
اخباروں میں اسکو آپ شائع کرا دیں جب کہ آپ کا منشاء اظہار حق ہے اور یہ معیار آپ
کے اور ہمارے مذہب کے موافق ہے تو اب برائے خدا اس کے قبول کرنے میں توقف
نہ کریں اب بہرحال وہ وقت آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ سچے مذہب کے انوار اور برکات
ظاہر کرے اور دنیا کو ایک ہی مذہب پر کر دیوے سو اگر آپ دل کو قوی کر کے سب
سے پہلے اس راہ میں قدم ماریں اور پھر اپنے عہد کو بھی صدق اور جوانمردی کے ساتھ
پورا کریں تو خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق ٹھہرینگے اور آپ کی راستبازی کا یہ ہمیشہ کیلئے

کیا جائیگا
(۱۶) تقریروں پر صاحبان صدر اور تقریر کنندگان اپنے اپنے دستخط ان کی صحت کی ثبوت
میں ثبت کریں گے ٭ دستخط ہنری کلارک ایم ڈی وغیرہ امرتسر۔ اپریل ۲۴ ۱۸۹۳ء

مباحثہ مابین ڈپٹی عبداللہ آتھم خان صاحب امرتسری اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ٹکٹ داخلہ عیسائیوں کیلئے داخل کرو ... کو نمبر — دستخط مرزا صاحب	مباحثہ مابین ڈپٹی عبداللہ آتھم خان صاحب امرتسری اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ٹکٹ داخلہ مسلمانوں کیلئے داخل کرو ... کو نمبر — دستخط ڈاکٹر کلارک صاحب

ایک نشان رہے گا
اور اگر آپ یہ فرماویں کہ ہم تو یہ سب باتیں کر گذریں گے اور کسی نشان کے بعد دین اسلام قبول کریں گے یا دوسری شرائط متذکرہ بالا بجالائیں گے اور یہ عہد پہلے ہی سے تین اخباروں میں چھپوا بھی دیں گے لیکن اگر تم ہی جھوٹے نکلے اور کوئی نشان دکھا نہ سکے تو تمہیں کیا سزا ہوگی تو میں اس کے جواب میں حسب منشاء توریت سزائے موت اپنے لئے قبول کرتا ہوں اور اگر یہ خلاف قانون ہو تو کل جائیداد اپنی آپ کو دوں گا جس طرح چاہیں پہلے مجھ سے تسلی کرلیں

قولہ۔ لیکن یہ جناب کو یاد رہے کہ معجزہ ہم اسی کو جانیں گے جو ساتھ تحدی مدعی معجزہ کے بظہور آوے اور کہ مصداق کسی امر ممکن کا ہو

اقول۔ اس سے مجھ اتفاق ہے اور تحدی اسی بات کا نام ہے کہ مثلاً ایک شخص منجانب اللہ ہونے کا دعوے کرکے اپنے دعوے کی تصدیق کیلئے کوئی ایسی پیشگوئی کرے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہو اور پیشگوئی سچی نکلے تو وہ حسب منشا توریت استثنا ۱۸-۱۸ سچا ٹھہریگا ہاں یہ سچ ہے کہ ایسا نشان کسی امر ممکن کا مصداق ہونا چاہئے ورنہ یہ تو جائز نہیں کہ کوئی انسان مثلاً یہ کہے کہ میں خدا ہوں اور اپنے خدائی کے ثبوت میں کوئی پیشگوئی کرے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر وہ خدا مانا جاوے

لیکن میں اسجگہ آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب اس عاجز نے ملہم اور مامور من اللہ ہونے کا دعوے کیا تھا تو ۱۸۸۸ء میں مرزا امام الدین نے جسکو آپ خوب جانتے ہیں چشمۂ نور امرتسر میں میرے مقابل پر اشتہار چھپوا کر مجھ سے نشان طلب کیا تھا تب بطور نشان نمائی ایک پیشگوئی کی گئی تھی جو نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں شائع ہوگئی تھی جس کا مفصل ذکر اس اخبار میں اور نیز میری کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۷۹ و ۲۸۰ میں موجود ہے اور وہ پیشگوئی ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو اپنی میعاد کے اندر پوری ہوگئی سو اب بطور آزمائش آپ کے انصاف کے آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ نشان ہے یا نہیں اور اگر نشان نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے اور اگر نشان ہے اور آپ نے اسکو دیکھ بھی لیا اور نہ صرف نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء

میں بلکہ میری اشتہار مجریہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں بقید میعاد یہ شائع بھی ہو چکا ہے تو آپ کا اس وقت فرض عین ہے یا نہیں کہ اس نشان سے بھی فائدہ اٹھاویں اور اپنی غلطی کی اصلاح کریں اور براہ مہربانی مجھ کو اطلاع دیں کہ کیا اصلاح کی اور کسقدر عیسائی اصول سے آپ دستبردار ہو گئے کیونکہ یہ نشان تو کچھ پرانا نہیں ابھی کل کی بات ہے کہ نور افشاں اور میرے اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا تھا اور آپ کے یہ تمام شرائط کے موافق ہے میرے نزدیک آپ کے انصاف کا یہ ایک معیار ہے اگر آپ نے اس نشان کو مان لیا اور حسب اقرار اپنے اپنی غلطی کی بھی اصلاح کی تو مجھے پختہ یقین ہوگا کہ اب آئندہ بھی آپ اپنی بڑی اصلاح کیلئے مستعد ہیں اس نقصان کا اس قدر تو آپ پر اثر ضرور ہونا چاہئے کہ کم سے کم آپ یہ اقرار اپنا شائع کردیں کہ اگرچہ ابھی قطعی طور پر نہیں مگر ظن غالب کے طور پر دین اسلام ہی مجھے سچا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تحدی کے طور پر اسکی تائید کے بارہ میں جو پیشگوئی کیگئی تھی وہ پوری ہوگئی آپ جانتے ہیں کہ امام الدین دین اسلام سے منکر اور ایک دہریہ آدمی ہے اور اس نے اشتہار کے ذریعہ سے دین اسلام کی سچائی اور اس عاجز کے ملہم ہونے کے بارے میں ایک نشان طلب کیا تھا جسکو خدا تعالیٰ نے تحریک کی راہ سے اسی کے عزیزوں پر ڈال کر اس پر اتمام حجت کی آپ اس نشان کے رد یا قبول کے بارے میں ضرور جواب دیں ورنہ ہمارا یہ ایک بھلا قرضہ ہے جو آپ کے ذمہ رہے گا

قولہ۔ مباہلات بھی از قسم معجزات ہی ہیں مگر ہم بروے تعلیم انجیل کسی کے لئے لعنت نہیں مانگ سکتے جناب صاحب اختیار ہیں جو چاہیں مانگیں اور انتظار جواب انجیل تک کریں

اقول۔ صاحب من مباہلہ میں دوسرے پر لعنت ڈالنا ضروری نہیں بلکہ اتنا کہنا کافی ہوتا ہے کہ مثلاً ایک عیسائی کہے کہ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ درحقیقت حضرت مسیح خدا ہیں اور قرآن خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں اور اگر میں اس بیان میں کاذب ہوں تو خدا تعالیٰ میرے پر لعنت کرے سو یہ صورت مباہلہ انجیل کے مخالف نہیں بلکہ عین موافق ہے آپ غور سے انجیل کو پڑھیں

ماسوائے اس کے میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اگر آپ نشان نمائی کے مقابلہ سے عاجز

ہیں تو بہتر ہوگا اس عاجز کیطرف سے بھی مجھ کو بسروچشم منظور ہے آپ اقرار نامہ حسب نمونہ مرقومہ بالا شائع کریں اور جسوقت آپ فرماویں میں جلا توقف امرتسر حاضر ہو جاؤں گا یہ تو مجھ کو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ عیسائی مذہب ابتداء سے تاریکی میں پڑا ہوا ہے جب سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کی جگہ دی گئی اور جبکہ حضرت عیسائیوں نے ایک سچے اور کامل اور مقدس نبی افضل الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اسلئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ حضرت عیسائی صاحبوں میں سے یہ طاقت کسی میں بھی نہیں کہ اسلام کے زندہ نمونوں کا مقابلہ کرسکیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ نجات اور حیات ابدی جسکا ذکر عیسائی صاحبوں کی زبان پر ہے وہ اہل اسلام کے کامل افراد میں سورج کیطرح چمک رہی ہے اسلام میں یہ ایک زبردست خاصیت ہے کہ وہ ظلمت سے نکال کر اپنے نور میں داخل کرتا ہے جس نور کی برکت سے مومن میں کھلے کھلے آثار قبولیت پیدا ہو جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ کا شرف مکالمہ میسر آجاتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنی محبت کی نشانیاں اسمیں ظاہر کر دیتا ہے میں زور سے اور دعوے کو کہتا ہوں کہ ایمانی زندگی صرف کامل مسلمان کو ہی ملتی ہے اور یہی اسلام کی سچائی کی نشانی ہے

اب آپ کے خط کا ضروری جواب ہو چکا اور یہ اشتہار ایک رسالہ کی صورت پر چھپ کر کے آپ کی خدمت میں اور نیز ڈاکٹر کلارک صاحب کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری روانہ کرتا ہوں اب میری طرف سے حجت پوری ہو چکی آئندہ آپ کو اختیار ہے

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

قبل اس کے کہ اس خط کا ترجمہ درج کیا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امریکہ کے اس مفتری الیاس کو بطور چیلنج لکھا تھا یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ناظرین کو مختصر طور پر اس شخص سے تعارف کرادی جائے پس یاد رہے کہ جان الگزنڈر ڈوئی سکاٹلینڈ کا

اصل باشندہ تھا اور امریکہ میں پہلے پہل ۱۸۸۸ء میں پہنچا سان فرانسسکو میں اترا اس سے پہلے کچھ مدت وہ آسٹریلیا کے جیلخانہ میں بھی رہ چکا تھا ۱۸۹۶ء میں اس نے وعظ کرنا شروع کیا اور اس نے ایک الگ فرقہ کی بنیاد رکھنی شروع کی اس کا دعوےٰ تھا کہ میں لوگوں کو بیماریوں سے شفا دے سکتا ہوں اور اسی دعوےٰ کی وجہ سے کئی ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے ان لوگوں کے روپے سے وہ ایک امیر آدمی بن گیا اور ۱۹۰۰ء میں موجودہ صیہون کی زمین خریدی جس کے ٹکڑے پھر اپنے ہی مریدوں کے ہاتھ ایک بڑے گراں نرخ پر بیچے اور یہ ظاہر کیا کہ عنقریب مسیح موعود اسی شہر میں نازل ہوگا ۲ر جون ۱۹۰۱ء کو اس نے یہ دعوے اپنا شائع کیا کہ میں الیاس ہوں جو مسیح کی آمد کیلئے لوگوں کو تیار کرنے آیا ہوں اس دعوےٰ سے اس کے روپے اور مریدوں میں اور بھی ترقی ہوئی روپے کی کثرت یہاں تک ہوئی کہ سال کے شروع میں وہ دس لاکھ ڈالر یعنی تیس لاکھ روپے سے بھی زیادہ روپیہ اپنے مریدوں سے نئے سال کے تحفے کے طور پر مانگا کرتا تھا۔ اور جب سفر کرتا تو اعلےٰ درجہ کے عیش و عشرت کے سامان اس کے ساتھ ہوتے سن ۱۹۰۲ء میں اس نے یہ پیشگوئی شائع کی کہ اگر مسلمان صلیبی مذہب کو قبول نہ کریں گے تو وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے اور بھی وہ ہر طرح سے اسلام کی ہتک اور توہین نہایت بیباکی سے کرتا۔ جب اس نے اسلام پر ایسے حملے کیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود کے دل میں غیرت کا جوش ڈالا اور آپ نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں اسے انگریزی میں ایک چٹھی لکھی جو اسی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ستمبر ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں شائع ہو چکی ہے جسمیں حضرت مسیح موعود نے اسے مباہلہ کے لیئے دعوت دی خلاصہ اس ساری چٹھی کا یہ تھا کہ دونوں فریق دعا کریں کہ جو شخص ہم سے جھوٹا ہے خدا تعالیٰ اُسے سچے کی زندگی میں ہلاک کرے یہ ڈوئی کی اس پیشگوئی کا جواب تھا جو اس نے تمام اہل اسلام کی ہلاکت کے لیئے کی تھی یہ چٹھی بڑی کثرت سے امریکہ کے اخباروں میں شائع ہوئی اور انگلستان کے بعض نے بھی شائع کیا۔ یہانتک کثرت سے اسکی اشاعت ہوئی کہ ہمارے پاس بھی ایسی بہت سی اخباریں پہنچ گئیں جن میں اس مباہلہ کا ذکر تھا۔

یہاں چونکہ مفصل واقعات لکھنا مقصود نہیں اسلیئے اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ شخص پیشگوئی کے

موافق مرگیا - ایڈیٹر

اصل خط کا ترجمہ

ہر ایک کو جو حق کا طالب ہے معلوم ہو کہ یہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ جب زمین پر بد
عقیدگی اور بداعمالی پھیل جاتی ہے اور لوگ اس سچے خدا کو چھوڑ دیتے ہیں جو آدم پر ظاہر ہوا اور
پھر شیث پر اور پھر نوح پر اور ایسا ہی ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور یوسف
پر اور موسیٰ پر اور آخر میں جناب سید الرسل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر تو ایسے زمانہ میں جب کہ شرک اور ناپاکی
اور بدکاری اور دنیا پرستی اور غافلانہ زندگی سے زمین ناپاک ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ کسی بندہ کو مامور کر کے
اور اپنی طرف سے اسمیں روح پھونک کر دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجدیتا ہے اور اسکو اپنی عقل میں سے
عقل بخشتا ہے اور اپنی طاقت میں سے طاقت اور اپنے علم میں سے علم عطا کرتا ہے اور خدا
کی طرف سے ہونیکا اسمیں یہ نشان ہوتا ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگر معارف حقایق
کی رو سے کوئی شخص اس کے مقابل پر آوے تو وہی حقایق اور معارف میں غالب آتا ہے اور
اگر اعجازی نشانوں کو مقابلہ ہو تو غلبہ اسی کو ہوتا ہے اور اگر کوئی اس طور سے اس کے ساتھ
بالمقابل یا بطور خود مباہلہ کرے کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے تو ضرور
اس کا دشمن پہلے مرتا ہے اب اس زمانہ میں جب خدا نے دیکھا کہ زمین بگڑ گئی اور کروڑہا مخلوقات
نے شرک کی راہ اختیار کر لی اور چالیس کروڑ سے بھی زیادہ ایسے لوگ دنیا میں پیدا ہو گئے کہ ایک عاجز
انسان مریم کے بیٹے کو خدا بناتے ہیں اور ساتھ ہی شراب خواری اور بدعقیدگی اور دنیا پرستی
اور غافلانہ زندگی انتہا تک پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کیلئے مامور کیا کہ تا میں ان
خرابیوں کی اصلاح کروں سو اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے اور
بدعقیدگی اور بداعمالی سے توبہ کر چکا ہے اور ڈیڑھ سو سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے جس کے
اس ملک میں کئی لاکھ انسان گواہ ہیں اور میں بھیجا گیا ہوں کہ تا زمین پر دوبارہ توحید کو
قایم کروں اور انسان پرستی یا سنگ پرستی سے لوگوں کو نجات دیکر خدائے واحد لاشریک کی
[illegible] پاکیزگی اور راستبازی کیطرف ان کو توجہ دوں چنانچہ

میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں ایک تحریک پیدا ہو گئی ہے اور ہزارہا لوگ میرے ہاتھ
پر توبہ کرتے جاتے ہیں اور آسمان سے ہوا بھی ایسی چل رہی ہے کہ اب توحید کے موافق
طبیعتیں ہوتی جاتی ہیں اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ انسان پرستی
کو دنیا سے معدوم کر دے اس ارادہ کے پورا کرنے کیلئے صدہا اسباب پیدا کئے گئے ہیں۔
افسوس کہ مخلوق پرست لوگ جن سے مراد میری اسجگہ وہ عیسائی ہیں جو مریم کے صاحبزادہ کو
خدا جانتے ہیں ابھی اپنے مشرکانہ مذہب کی اس ترقی پر خوش نہیں ہوئے جو اب تک
ہو گئی ہے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ تمام دنیا حقیقی خدا کو چھوڑ کر اس ضعیف اور عاجز انسان کو
خدا کر کے مانے جسکو ذلیل یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر کھینچا تھا اس خواہش کا بجز اس کے
اور کوئی سبب نہیں کہ مخلوق پرستی کی عادت نہایت بدعادت ہے جسمیں گرفتار ہو کر ہر انسان
دیکھتا ہوا اندھا ہو جاتا ہے مگر پادریوں کی اس قدر دلیری بہت ہی قابل تعجب ہے کہ وہ نہیں جانتے
کہ زمین پر ایک ایسا شخص بھی ہے کہ وہ اس اصلی خدا کو ماننے والا ہو جو ابن مریم اور اس کی ماں
کے پیدا ہونے سے بھی پہلے ہی موجود تھا بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ کل دنیا اور کل نوع انسان جو
آسمان کے نیچے ہے ابن مریم کو ہی خدا سمجھ لے اور اسی کو اپنا معبود اور خالق اور خداوند اور
منجی مان لے اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ارادوں کے مقابل پر خدائے ذوالجلال نے
بہت صبر کیا ہے اس کی عزت عاجز بندہ کو دیگئی ہے اس کے جلال کو خاک میں ملایا
گیا۔ مگر اسنے اب تک صبر کیا کیونکہ جیسا کہ وہ غیور ہے ویسا ہی وہ صابر بھی ہے ان ظالم مخلوق
پرستوں نے تمام خدائی صفات یسوع ابن مریم کو دیدے اب ان کی نظر میں جو کچھ ہے یسوع
ہے اس کے سوا کوئی نہیں اب سچے خدا کی مثال ایسی ہے کہ ایک امیر نے اپنے عزیزوں
کے لئے ایک نہایت عمدہ گھر بنایا اور اس کے ایک حصہ میں ایک بستان سرائے تیار
کیا جسمیں طرح طرح کے پھول اور پھل اور سایہ دار درخت تھے اور اس گھر کے ایک حصہ
میں اپنے ان عزیزوں کو رکھا اور ایک حصہ میں اپنا مال و حشمت اور قیمتی اسباب مقفل کیا
اور ایک حصہ بطور سرائے کے مسافروں کے لئے چھوڑا لیکن جب مالک چند روز کیلئے سیر
کو گیا تو ایک شوخ دیدہ اجنبی نے اس کے اس گھر پر جو بطور سرائے کے تھا دخل اور تصرف کر

لیا اور تمام گھر بجز چند حجروں کے جنمیں اس مالک کے عزیز تھے یا جن میں اس مالک
کا قیمتی اسباب مقفل تھا۔ خود بخود استعمال میں لانے لگا اور اس سرائے کو اپنا گھر بنا
اور پھر اس پر کفایت نہ کی بلکہ اس گھر سے اس مالک کے عزیزوں کو نکال دیا اور مقفل مکانوں کے
قفل توڑ دیئے اور تمام اسباب پر اپنا قبضہ کر لیا اب مالک جو صرف اس گھر کا مالک نہیں
بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی ہے جب اس شہر میں آئے گا اور اس ظلم اور شوخی کو دیکھے
گا تو کیا کرے گا۔ اس کا یہی جواب ہے کہ جو کچھ مقتضا اس کی سلطنت اور غیرت
جبروت کا ہے سب کچھ عمل میں لائے گا اور اس گھر کو اس ظالم سے خالی کرا کر پھر ا[illegible]
مظلوم عزیزوں کو اس میں داخل کرے گا اور وہ تمام مال جو غصب کیا گیا ان کو دے گا
وہ مسافر خانہ بھی انہیں عطا کر دیگا۔ تا آئندہ ان کے مرضی کے برخلاف کوئی اس میں زیادہ
ٹھہر نہ سکے اسی طرح اب [illegible] زمانہ آگیا کہ تمام مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ کر دیوے۔ انسانوں
میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں بہت [illegible] جنگ ہوئے لیکن ان کے جنگوں یا جہادوں سے
یہ فیصلہ نہ ہو سکا آخر ان کی تلواریں ٹوٹ کر رہ گئیں اس سے انسانوں [illegible] تا کہ مذہبی
جھگڑوں کا تلوار فیصلہ نہیں کر سکتی لیکن ہم جانتے ہیں کہ اب آسمانی فیصلہ نزدیک ہے کیونکہ
خدائے غیور کی زمین پر نہایت تحقیر ہو رہی ہے ہر ایک عیسائی مشنری بہ جوش اپنے دل میں
رکھتا ہے کہ وہ خدا جسکی نسبت توریت میں اب تک صحیح تعلیم موجود ہے اسکو بالکل معطل کر کے
ابن مریم کو اس کا تخت دیا جائے اور دنیا میں ایک بھی اس خدا کا نام لیوا نہ ہو اور ہر ایک
قوم کے منہ سے اور ہر ایک ملک سے یہی آواز نکلے کہ یسوع مسیح خدا اور رب العالمین اور خدا
وندوں کا خداوند ہے اور یہ صرف آرزو نہیں بلکہ یسوع کو خدا بنانے کیلئے جس قدر روپیہ صرف
کیا گیا ہے جسقدر کتابیں لکھی گئی ہیں جسقدر ہر ایک تدبیر کی گئی دنیا کی ابتدا سے آج تک اس کی
نظیر موجود نہیں اور افسوس کہ ایک مدت سے مسلمانوں کی یہ عادت ہے کہ معقول اور سیدھے
طور پر اس مذہب کا مقابلہ نہیں کرتے بلکہ اگر خاص مجمعوں میں کبھی یہ ذکر آتا ہے تو بڑا ذریعہ
اپنی ترقی کا جہاد کو ٹھہراتے ہیں اور ایسے زمانہ کے منتظر ہیں کہ گویا اس وقت ان کا کوئی مہدی
اور مسیح تلوار سے تمام قوموں کو نابود کر دے گا گویا وہ اعتراض جو نادانوں نے آنحضرت صلی

[اللہ علیہ] وسلم کی تلوار پر کیا تھا اس کا جواب بھی آخرکار تلوار ہی ہوگا میری دانست میں یہی سبب
مسلمانوں کے تنزل کا ہے کہ انسانی رحم کی قوت ان کے دلوں سے بہت گھٹ گئی ہے
[illegible] ہر ایک مسلمان کو ایسا نہیں سمجھتا لیکن میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ کروڑہا انسان
[illegible] بھی ان میں ایسے موجود ہیں کہ بنی نوع کے خون کے پیاسے ہیں مجھے تعجب ہے کہ کیا وجہ
[illegible] رتے ہیں کہ ان کو کوئی قتل کر دے اور ان کے یتیم بچے اور ان کی بیوہ عورتیں بیکسی کی
حالت میں رہ جائیں پھر وہ دوسروں کی نسبت ایسا کرنا کیوں روا رکھتے ہیں مجھے یقین ہے
[illegible] یہ مرض مسلمانوں کے لاحق حال نہ ہوتی تو وہ تمام یورپ کے دلوں کو فتح کر لیتے ہر ایک
پاک کانشنس گواہی دیتا ہے کہ عیسائی مذہب کچھ بھی چیز نہیں انسان کو خدا بنا دینا
کسی عقلمند کا کام نہیں یسوع مسیح میں اور انسانوں کی نسبت ایک ذرہ خصوصیت نہیں بلکہ
بعض انسان اس سے بہت بڑھ کر گذرے ہیں اور اب بھی یہ عاجز اسی لیے بھیجا گیا
ہے کہ تا خدائے قادر لوگوں کو دکھلاوے اور اس کا فضل اس عاجز پر اس مسیح سے بڑھ
کر ہے اور پھر یہ غلطیاں کہ گویا یسوع مسیح اب تک زندہ ہے اور گویا وہ آسمان پر ہے
اور گویا وہ سچ سچ مردے زندہ کیا کرتا تھا۔ اور اس کے مرنے پر یروشلم کے تمام مردے جو
آدم کے وقت سے لیکر مسیح کے وقت تک مر چکے تھے زندہ ہو کر شہر میں آ گئے تھے
یہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں جیسا کہ ہندؤں کے پرانوں میں ہیں اور مسیح صرف اسقدر ہے
کہ اس نے بھی بعض معجزات دکھلائے جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے اور جیسا کہ اب خدا تعالیٰ
اب اس عاجز کے ہاتھ سے دکھلا رہا ہے مگر مسیح کے کام تھوڑے تھے اور جھوٹ ان
میں بہت ملایا گیا کس قدر قابل شرم جھوٹ ہے کہ وہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا مگر
اصل حقیقت صرف اس قدر ہے کہ وہ صلیب پر مرا نہیں واقعات صاف گواہی دیتے
ہیں کہ مرنے کی کوئی بھی صورت نہیں تھی تین گھنٹے کے اندر صلیب پر سے اوتارا گیا شدت
درد سے بیہوش ہو گیا خدا کو منظور تھا کہ یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دے اس لیے
اس وقت بباعث کسوف خسوف سخت اندھیرا ہو گیا یہودی ڈر کر اسکو چھوڑ گئے
اور یوسف نام ایک پوشیدہ مرید کے وہ حوالہ کیا گیا اور آخر افاقہ ہونے پر ملک سے نکل

کیا اور نہایت مضبوط دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ پھر وہ سیر کرتا ہوا کشمیر میں آیا باقی حصہ عمر کا کشمیر میں بسر کیا سری نگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے افسوس خواہ نخواہ افترا کے طور پر آسمان پر چڑھایا گیا اور آخر قبر کشمیر میں ثابت ہوئی اسبات کے ایک دو گواہ نہیں بلکہ دس ہزار سے زیادہ گواہ ہیں۔

اس قبر کے بارے میں ہم نے بڑی تحقیق سے ایک کتاب لکھی ہے جو عنقریب شائع کی جائے گی مجھے اس قوم کے مشنریوں پر بڑا ہی افسوس آتا ہے جنہوں نے فلسفہ طبعی ہیئت سب پڑھ کر ڈبو دیا ہے اور خواہ نخواہ ایک عاجز انسان کو پیش کرتے ہیں کہ اس کو خدا مان لو چنانچہ حال میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا نام ڈوئی ہے اسکا دعوٰے ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدائی دنیا میں اسکو بھیجا ہے تا سب کو اسبات کیطرف کھینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں مگر یہ کیسا خدا ہے کہ یہودیوں کے ہاتھ سے اپنے آپ کو بچا نہ سکا ایک دغاباز شاگرد نے اسکو پکڑوا دیا اس کا کچھ بند و بست نہ کر سکا انجیر کے درخت کیطرف دوڑا گیا اور یہ خبر نہ ہوئی کہ اس پر پھل نہیں اور جب قیامت کے بارے میں اس سے پوچھا گیا کہ کب آئے گی تو بے خبری ظاہر کی اور لعنت جسکے یہ معنے ہیں کہ دل ناپاک ہوجائے اور خدا سے بیزار ہوجائے اور خدا سے اسکی [illegible] ہے دور جا پڑے وہ اسپر پڑی اور پھر وہ آسمان کیطرف اسلئے چڑھا کہ باپ اس سے بہت دور تھا کروڑہا کوس سے بھی زیادہ دور تھا۔ اور یہ دوری کسی طرح دور نہیں ہو سکتی تھی جب تک وہ مع جسم آسمان پر نہ چڑھتا دیکھو کس قدر کلام کا تناقض ہے ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں اور ایک طرف کروڑہا کوس کا سفر کرکے اس کے ملنے کو جاتا ہے جبکہ باپ اور بیٹا ایک تھے تو اسقدر مشقت سفر کی کیوں اٹھائی جہاں ہوتا وہیں باپ بھی تھا دو تو ایک جو ہوئے اور پھر وہ کس کے داہنے ہاتھ بیٹھا اب ہم ڈوئی کو مخاطب کرتے ہیں جو یسوع مسیح کو خدا بناتا اور اپنے تئیں اس کا رسول قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ توریت استثنا ۱۸ باب آیت پندرہ کی پیشگوئی میرے حق میں ہے اور میں ہی ایلیا اور میں ہی عہد کا رسول ہوں نہیں جانتا کہ یہ مصنوعی خدا اس کا موسیٰ کے کبھی خواب خیال

میں بھی نہیں تھا موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہی بار بار کہا کہ تم کسی چیز کی [illegible] اور اقرار نہ دینا آسمان پر سے نہ زمین سے۔ خدا نے تم سے باتیں کیں مگر تم نے اسکی کوئی صورت نہیں دیکھی تمہارا خدا صورت اور جسم سے پاک ہے مگر اب ڈوئی موسیٰ کے خدا سے برگشتہ ہو کر وہ خدا پیش کرتا ہے جسکے چار بھائی اور ایک ماں ہے اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اسکے خدا یسوع مسیح نے اسکو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہوجائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا بجز ان لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں ہم ڈوئی کو ایک پیغام دیتے ہیں کہ اسکو تمام مسلمانوں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے غریب مریم کے صاحبزادے کو خدا کیونکر مان لیں بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ڈوئی کے خدا کی قبر بھی اس ملک میں موجود ہے اور ان میں وہ مسیح موعود بھی موجود ہے جو چھٹے ہزار کے اخیر اور ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوا جس کے ساتھ بہت سے نشان ظہور میں آئے اور ڈوئی کا یہ الہام کہ تمام مسلمان ہلاک ہوجائیں گے اور وہی لوگ باقی رہیں گے جو یسوع مسیح کو خدا مانیں گے اور ساتھ ہی ڈوئی کو بھی خدا کا رسول مان لیں گے اس الہام کے رو سے تو باقی عیسائیوں کو بھی خیر نہیں کیونکہ گو وہ مریم کے صاحبزادہ کو خدا مانتے ہیں مگر یہ جھوٹا رسول جو ڈوئی ہے ابتک انہوں نے تسلیم نہیں کیا اور ڈوئی نے صاف طور پر یہ الہام شائع کیا ہے کہ صرف یسوع مسیح کو خدا ماننا کافی نہیں جب تک ڈوئی کو بھی ساتھ ہی رسول مان لیں اور چاہیئے کہ صاف اقرار کرے کہ ڈوئی ایلیا اور ڈوئی عہد کا رسول اور ڈوئی کے حق میں ہی وہ پیشگوئی ہے جو توریت استثنا باب ۱۸ آیت پندرہ میں ہے تب بچیں گے ورنہ ہلاک ہوجائیں گے غرض ڈوئی بار بار لکھتا ہے کہ عنقریب یہ سب لوگ ہلاک ہوجائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع کی خدائی مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت اس صورت میں یورپ اور امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہیئے کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہوجائیں اور جبکہ انہوں نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے یعنی مسیح کی خدائی کو چلو یہ دوسرا نامعقول امر بھی مان لو کہ اس خدا کا ڈوئی رسول ہے

اپنے مسلمان سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں بادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں
کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا
فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام
مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے
رکھکر یہ دعا کردیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا
جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں
میں سے سچا کون ہے چاہیئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اسپر گواہی
لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہونچے گی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دعا کرونگا
گا کہ انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھدونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ
سے اور تمام عیسائیوں کیلئے حق کی شناخت کیلئے ایک راہ نکل آئے گی میں نے ایسی دعا
کیلئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے اسکی سبقت دیکھکر غیور خدا نے میرے اندر یہ
جوش پیدا کیا اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود
ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس
کے اندر اندر پیدا ہو جائے گا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ میں ہی
ہوں صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے ایک لاکھ کے قریب
میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے ڈوئی بیہودہ باتیں اپنے ثبوت میں لکھتا
ہے کہ میں نے ہزارہا بیمار تجھے اچھے کئے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں پھر اپنی لڑکی
کو اچھا نہ کرسکا جو بچہ جنکر مرگئی اور اسکی بیماری پر بلایا گیا مگر وہ گذر گئی یاد رہے کہ اس ملک
میں صدہا عام لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بہتوں کو مشق ہو جاتی ہے
اور کوئی ان کی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا پھر امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس
خیال میں پھنس گئے کیا ان کے لئے مسیح کو ناحق خدا بنانے کا بوجھ کافی نہ تھا کہ یہ دوسرا بوجھ
بھی انہوں نے اپنے گلے ڈال لیا اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح
خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائے گا کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے

کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف
گزاف کے مطابق دعا کردی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے
لئے ایک نشان ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری
سے یا بجلی سے یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو اور ہم اس
جواب کیلئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ
ہو آمین ؛

یاد رہے کہ صادق اور کاذب میں فیصلہ کرنے کیلئے ایسے امور ہرگز معیار نہیں ٹھہر سکتے
جو دنیا کی قوموں میں مشترک ہیں کیونکہ کم و بیش ہر ایک قوم میں وہ پائے جاتے ہیں انہیں
امور میں سے طریق سلب امراض بھی ہے یہ طریق نامعلوم وقت سے ہر ایک قوم میں
رائج ہے ہندو بھی ایسے کرتب کیا کرتے ہیں اور یہودیوں میں بھی یہ طریق چلے آتے
ہیں اور مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ سلب امراض کے مدعی ہیں اور سچ بات یہ ہے
کہ اس طریق کو حق اور باطل کے فیصلہ کرنے کیلئے کوئی دخل نہیں کیونکہ اہل حق اور اہل باطل
دونوں اسمیں دخل پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ انجیلوں سے بھی ثابت ہے کہ جب حضرت عیسے
اس طریق توجہ سے بعض امراض کو اچھا کرتے تھے تو ان کی زندگی میں ہی ایسے لوگ بھی موجود
تھے کہ ان کے مرید اور حواری نہ تھے مگر اسی طرح امراض کو اچھا کر لیتے تھے جیسا کہ حضرت عیسے
کر لیتے تھے اور اسوقت ایک تالاب بھی ایسا تھا جسمیں غوطہ لگا کر اکثر امراض اچھی ہو جاتی
تھیں تو یہ مشق توجہ اور سلب امراض کی جو عام طور پر قوموں کے اندر پائی جاتی ہے یہ سچے
مذہب کیلئے کامل شہادت نہیں ٹھہر سکتی ہاں اس صورت میں کامل شہادت ٹھہر سکتی ہے
کہ دونوں فریق جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے مدعی ہیں وہ چند بیمار مثلاً تیس بیمار قرعہ اندازی
سے باہم تقسیم کرلیں اور پھر ان دونوں میں سے جسکے بیمار فریق مقابل سے بہت زیادہ
اچھے ہو جائیں اسکو حق پر سمجھا جائے گا چنانچہ گذشتہ دنوں میں ایسا ہی میں نے اس
بات میں اشتہار دیا تھا مگر کسی نے اس کا مقابلہ نہ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ڈوئی
نے یا اور کوئی ڈوئی کا ہمجنس اس مقابلہ کیلئے میرے مقابل آئے تو میرا خدا اس کو سخت ذلیل

[illegible] کہ یہ جو [illegible] خدا بھی جھوٹا اور باطل [illegible] سلامت [illegible]
کہ اس قدر دوری میں یہ مقابلہ میسر نہیں آ سکتا مگر خوشی کی بات ہے کہ ڈوئی نے خود [illegible]
فیصلہ پیش کیا ہے کہ مسلمان جھوٹے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے [illegible]
عذر پیش کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں اس طرح پر تو ڈوئی کے [illegible]
میں مکار لوگوں کی طرح یہ عذر باقی رہ جائے گا کہ مسلمان ہلاک نہ ہوں گے مگر پچاس یا ساٹھ
یا سو برس کے بعد اتنے میں ڈوئی خود مر جائے گا تو کوئی اس کی قبر پر جا کر اسکو ملزم کرے گا
کہ تیری پیشگوئی جھوٹی نکلی پس اگر ڈوئی کی سیدھی نیت ہے اور وہ جانتا ہے کہ یسوع
درحقیقت مریم کے صاحبزادہ ہی نے اسکو دیا ہے جو اس کے نزدیک خدا ہے تو یہ گول
ولا طریق اسکو اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ اس سے کوئی مفید نہیں ہوگا بلکہ طریق یہ ہے
کہ وہ اپنے مصنوعی خدا سے اجازت لیکر میرے ساتھ اس معاملہ میں مقابلہ کرے میں
ایک آدمی ہوں جو پیرانہ سالی تک پہنچ چکا ہوں میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ
زیادہ ہے اور ذیابیطس اور اسہال کی بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں اور دوران سر
اور کمی دوران خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری
زندگی میری صحت سے نہیں بلکہ میرے خدا کے حکم سے ہے پس اگر ڈوئی کا مصنوعی خدا
کچھ طاقت رکھتا ہے تو ضرور میرے مقابل اس کو اجازت دیگا اگر تمام مسلمانوں کے ہلاک
کرنے کے عوض میں صرف میرے ہلاک کرنے سے ہی کام ہو جائے تو ڈوئی کے ہاتھ میں
ایک بڑا نشان آ جائے گا پھر لاکھوں انسان مریم کے بیٹے کو خدا مان لیں گے اور نیز ڈوئی کی
رسالت کو بھی اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے
خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں میری نفرت رکھی جائے
تو میری نفرت اور بیزاری عیسائیوں کے بناوٹی خدا کی نسبت تمام مسلمانوں کی نفرت سے
وزن میں زیادہ نکلے گی۔

میں سب پرندوں سے زیادہ کبوتر کا کھانا پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ عیسائیوں کا خدا
ہے معلوم نہیں کہ ڈوئی کی اس میں کیا رائے ہے کیا وہ بھی اسکی نرم نرم ہڈیاں دانتوں

کے نیچے چباتے ہیں یا خدائی کی رعایت کی وجہ سے اس پر کچھ رحم کرتے اور اسکی عزت کے
قائل ہیں [illegible] نے جب سے گائے کو پرمیشر کا اوتار مانا ہے تب سے وہ گائے
کو ہرگز نہیں کھاتے پس وہ ان عیسائیوں سے اچھے رہے جنہوں نے اس کبوتر کی
کچھ عظمت نہ کی جسکی شبیہ میں ان کا خدا ظاہر ہوا جس نے مسیح کو آسمان سے آواز
دی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے پس اس رشتہ کے لحاظ سے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے کبوتر مسیح کا
باپ ہوا گویا خدا کا باپ ٹھہرا مگر تب بھی عیسائیوں نے اس کے کھانے سے پرہیز نہیں
کیا حالانکہ وہ اس لائق تھا کہ اسکو خداوند خدا کہا جائے خدا نے جب کہ توریت میں یہ کہا
کہ آدم کو میں نے اپنی صورت میں پیدا کیا تبھی سے انسان کا گوشت انسانوں پر حرام
کیا گیا پھر کیا وجہ اور کیا سبب کہ کبوتر جو عیسائیوں کے خدا کا باپ ہے جس نے مسیح
کو بیٹے کا خطاب دیا وہ کھایا جاتا ہے اور نہ صرف کھایا جاتا بلکہ اس کے گوشت
کی تعریف بھی کیجاتی ہے جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۸ جلد ۱۹ میں لکھا ہے کہ کبوتر کا گوشت
تمام پرندوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے جن لوگوں کو کبوتر کی قسم فروٹ پجن کھانے کا
اتفاق خوش قسمتی سے ہوا ہے انہوں نے یہ شہادت دی ہے اور یہود کی شریعت کے
مطابق جسکو بکرا ذبح کرنے کی توفیق نہ ہو وہ کبوتر ذبح کرے لوقا ۲ ۲۴ اور مریم نے بھی
دو کبوتر ذبح کئے تھے کیونکہ وہ غریب تھی لوقا ۲ ۲۴ اب دیکھو ایک طرف تو کبوتر کو خدا بنایا
اور ایک طرف کبوتر پر ہمیشہ چھری پھیر دیجاتی ہے۔ مسیح تو صرف ایکدفعہ صلیب پر چڑھ
کر تمام عیسائیوں کا شفیع بن گیا مگر بیچارہ کبوتر کو اس شفاعت سے کچھ حصہ نہ ملا جس
کی بوٹی بوٹی ہمیشہ دانتوں کے نیچے پیسی جاتی ہے چنانچہ ہم نے بھی کل ایک سفید
کبوتر کھایا تھا لہذا روح القدس کی تائید سے یہ تحریک پیدا ہوئی اور انسائیکلوپیڈیا میں
جو پالتو قسم کبوتر کی لکھی ہے یہ بھی میری رائے میں ناقص ہے کیونکہ اس میں اس کبوتر
کو شامل نہیں کیا گیا جس کی شبیہ میں عیسائیوں کا خدا ظاہر ہوا تھا اس لئے انسائیکلوپیڈیا
کی یوں تصحیح کرنی چاہیئے کہ کبوتر کی اقسام ۱۵۱ ہیں اور اسکی تصریح کر دینی چاہیئے کہ یہ ایک
نئی قسم وہ داخل کیگئی ہے جسمیں خدا مسیح پر نازل ہوا تھا۔

میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی قسم کی [illegible]
خیال کرے کہ میں خدا ہوں گو میں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں
کہ اس نے کبھی خدائی کا دعوے کیا تاہم میں دعوے کرنے والے کو تمام گنہگاروں سے بدتر
سمجھتا ہوں میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری
اور راستباز ہے اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی
اور عبودیت ظاہر کی ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم
تھا ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت
سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے تب
سے میں اسکو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا
یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ
کام سپرد کیا ہے اور اسکی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دیئے ہیں مگر پھر بھی میں اور
وہ روحانیت کے رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اسی بنا پر میرا آنا اسی کا
آنا ہے جو مجھ سے انکار کرتا ہے وہ اس سے بھی انکار کرتا ہے اس نے مجھے دیکھا
اور خوش ہوا پس وہ جو مجھے دیکھتا اور ناخوش ہوتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے
نہ مجھ میں سے اور نہ مسیح ابن مریم میں سے۔ اور مسیح ابن مریم مجھ میں جیتا ہے اور
میں خدا سے ہوں مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں
سے میں پوشیدہ ہوں +

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

ڈوئی کے نام دوسرا کھلا خط

ڈوئی نے اس خط کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ تو حضرت مسیح موعود نے ایک اور
خط عام اعلان کے طور پر شایع کیا۔ جو یہ ہے - ایڈیٹر

[illegible] آلودہ ہو جاتی ہے اور اس حقیقت سے بے خبر رہتی
ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک
کامل الفطرت انسان کو اپنی ذات سے پاک تعلق بخش کر اور اپنے مکالمہ سے اسکو مشرف
کر کے اور اپنی محبت میں اسکو انتہا تک پہونچا کر اسکے ذریعہ سے دوبارہ زمین کو پاک صاف
کرے۔ انسان خدا تو نہیں ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اس سے پیدا کر لیتا ہے
جب وہ بالکل خدا کیلئے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا کرتا ایک مصفا آئینہ کیطرح بن
جاتا ہے تب اس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہوتا ہے اس صورت میں وہ بشری
اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بن جاتا ہے اور کبھی اس سے صفات الٰہیہ ظاہر ہوتی
ہیں کیونکہ اسکے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے اور کبھی اس سے بشری صفات صادر
ہوتی ہیں کیونکہ وہ بشر ہے اور انسانوں کو دیکھنے والے کبھی دھوکا کھا کر اور صرف ایک پہلو
کا کرشمہ دیکھ کر ان کو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آئی ہے اور
صدہا انسان اسی دھوکا سے خدا بنائے گئے ہیں مگر ہمارے اس زمانہ میں جسقدر صلیب
کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اس دھوکا میں مبتلا ہے اسقدر کوئی اور قوم
مبتلا نہیں مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے جیسے راجہ رامچندر و راجہ
کرشن گوتم بدھ ہمارے اس زمانہ میں ان کے پیرو متنبہ ہو جاتے ہیں کہ یہ ان کی
غلطیاں تھیں مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی
کا خطاب ان کو دے رہے ہیں اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل
کی ضرورت نہ تھی مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے بھی [illegible] میں
بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ ہی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے
تو انہوں نے اپنے معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی
ان میں سے الیاس بن گیا اور کسی نے یہ دعوے کر دیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں اور میں
ہی خدا ہوں اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ لنڈن میں تو مسٹر پگٹ نے خدائی اور
مسیحیت کا دعویٰ کیا اور امریکہ میں مسٹر ڈوئی الیاس بن بیٹھا اور پیشگوئی کر دی کہ مسیح ابن مریم

پچیس برس تک دنیا میں آجائے گا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا غلام بنا اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بن گیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا اب لنڈن والوں کو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اترا ہوا ہے مگر میں نے سنا ہے کہ لنڈن میں کچھ یہودی بھی رہتے ہیں اس لئے بے شک یہ اندیشہ ہے کہ ان کو طبعاً یہ خیال پیدا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ زندہ اُتار گیا اور پھر موقع پاکر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اب ایسے طور سے اسکو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجاوے کہ پہلا کفارہ پرانا اور بودہ ہو چکا ہے اور شراب خوری اور فسق و فجور کی کثرت سے ثابت بھی کر دیا ہے کہ اس کفارہ کی تاثیر جاتی رہی ہے اس لئے اب ایک نئے خون کی ضرورت ہے۔ سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان ہر دو فرقوں سے چوکس رہنا چاہیئے القصہ ان دنوں میں جب کہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کئے گئے ہیں اس لئے خدا نے جو زمین پر بدی اور ناپاکی کا پھیلنا پسند نہیں کرتا مجھے اپنا مسیح کر کے بھیجا تا وہ زمین کی تاریکی کو اپنی توحید سے روشن کرے اور شرک کی نجاست سے دنیا کو مخلصی بخشے پس میں وہی مسیح موعود ہوں جو ایسے وقت میں آنیوالا تھا اور میں صرف اپنے منہ سے نہیں کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان بنایا میری گواہی دیتا ہے اس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لئے صدہا نشان میرے لئے ظاہر کئے اور کر رہا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے میرے آئینہ میں اس کا چہرہ اس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا ہے جو اسکے آئینہ میں ہوا تھا اگر میں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر وہ میرے لئے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا میرے لئے اسکی ہزارہا گواہیاں ہیں جن کو

جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ مگر منجملہ ان کے ایک یہی گواہی ہے کہ یہ دلیر دروغگو پگٹ جس نے خدا ہونے کا لنڈن میں دعویٰ کیا ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائیگا۔ دوسری یہ گواہی ہے کہ مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کریگا اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا۔ تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا۔ یہ دو نشان ہیں جو یورپ اور امریکہ کے لئے خاص کئے گئے ہیں کاش وہ ان پر غور کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

یاد رہے کہ اب تک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء ہے اس کو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آگیا۔ اور جس طور سے مقابلہ کرنیکی میں نے تجویز کی ہے جس کو میں شائع کر چکا ہوں۔ اس تجویز کو پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دیدیا تو جلد تر دنیا دیکھ لیگی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ میں عمر میں ۷۰ برس کے قریب ہوں اور وہ جیسا کہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے جو میری نسبت گویا ایک بچہ ہے۔ لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کریگا اور اگر مسٹر ڈوئی اس مقابلہ سے بھاگ گیا۔ تو دیکھو آج میں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ یہ طریق اس کا بھی شکست کی صورت سمجھی جائیگی اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ تمام دعویٰ اسکا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا اور اگرچہ وہ اس طرح سے موت سے بھاگنا چاہے گا۔ لیکن درحقیقت ایسے بھاری مقابلہ سے گریز کرنا بھی ایک موت ہے۔ پس یقین سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ضرور ایک صورت اس کو پکڑ لیگی۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ **فیصلہ جلد کر** کہ پگٹ اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہو کر تجھ سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اے ہمارے پیارے خدا ان کو اس مخلوق پرستی کے اثر سے رہائی بخش۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لئے تیرے تمام نبیوں نے کئے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے انکو سیراب کر کیونکہ سب نجات

تیری معرفت اور تیری محبت پاویں کسی انسان کے خون میں نجات نہ پاویں۔ اے رحیم کریم خدا انکی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب ان پر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھولدے۔ اے قادر اور رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش۔ اور صلیب اور خون مسیح کے خیالات سے ان کو بچا لے۔ اے قادر کریم خدا ان کے لئے میری دعا سن اور آسمان سے ان کے دلوں پر ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں۔ کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دینگے۔ اور تیری آواز سنیں گے پر اے خدا کو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو نوح کے دنوں کی طرح ان کو ہلاک مت کر کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں۔ بلکہ اُن پر رحم کر اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنیکے کھولدے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ تو نے اپنی وحی سے مجھے وعدے دیئے ہیں ان وعدوں کو تو ضرور پورا کریگا کیونکہ تو ہمارا خدا صادق خدا ہے۔ اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے۔ بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر۔ اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بے خبر ہیں۔ اے قادر کریم میری سن لے کہ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ آمین ثم آمین ✦

تمت

(دولت اسٹیم پریس میں چھپا)
(لاہور)

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پرانی تحریروں کا سلسلہ

نمبر ۴

المکتوب نصف الملاقات

مکتوباتِ احمدیہ

(۲)

جلد چہارم

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض امام ربانی و مرسل یزدانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مکتوبات جو آپ نے اپنے ہاتھ سے مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام تحریر فرمائے

جنکو

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و رسالہ احمدی خاتون و مرتب تفسیر القرآن و ترجمۃ القرآن وایڈیٹر حیاۃ النبی (سیرت مسیح موعود) وغیرہ نے جمع کرکے ترتیب دیا

انوار احمدیہ پریس مدینۃ المسیح قادیان دار الامان پنجاب

باردوم جلد ۵۰۰ قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ حال

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد الامین خاتم النبیین و آلہ و اصحابہ الطیبین و علی خلفاءہ الراشدین المھدیین اما بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نہایت خوشی و مسرت قلبی سے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسکو اس چشمۂ ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی اور اپنے فضل ہی سے اسکے ہاتھ میں قلم اور دل و دماغ میں قوت بخشی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قلمی خدمت کیلئے اسے ایک جوش عطا فرمایا۔ تب ہی سے اسے یہ آرزو ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات۔ مکتوبات۔ اور ہر ایسی تحریر کو جمع کردوں جو حضور کے قلم سے کبھی نکلی ہوں اور وہ کسی منتشر حالت میں ہوں یا اندیشہ ہو کہ وہ نایاب نہ ہو جائیں۔ محض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے یہ موقع دیا کہ وہ الحکم ذریعہ آپکے ملفوظات اور الہامات اور مکتوبات وغیرہ کو ایک حد تک جمع کر سکا۔ الحکم کے ذریعہ اس سلسلہ میں فضل ربی سے بہت بڑا کام ہوا۔ پرانی تحریروں کو جمع کرنے میں بھی ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے پرانی تحریروں کے سلسلہ ہی میں مکتوبات کا سلسلہ شامل کر دیا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مکتوبات کے سلسلہ میں پانچویں جلد کا پہلا حصہ تک شائع کرنیکی توفیق پائی پہلی جلد مکتوبات کی جب شائع کی گئی تھی اسوقت میرا خیال تھا کہ دوسری جلد میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام کے مکتوبات درج کروں لیکن بعد میں میرا خیال ہوا کہ مخالفین اسلام کے نام کے مکتوبات کی جلدوں کو پہلے چھاپ دوں اور مخلص خدام کے مکتوبات کا سلسلہ بعد میں رکھوں۔ چنانچہ آریوں ہندوؤں۔ برہموں کے نام کے مکتوبات دوسری جلد میں اور عیسائی مذہب کے لیڈروں کے نام کے مکتوبات تیسری جلد میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس چوتھی جلد میں سلسلہ عالیہ کے تلخ ترین دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام کے مکتوبات ہیں۔ پانچویں جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلصین کی جلد ہے۔ اس کے متعدد حصے ہونگے۔ چنانچہ جس کا پہلا حصہ شائع ہو گیا ہے [illegible]

میں یہ بھی کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ جو مکتوبات طبع ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ہی خط کے عکس میں شائع ہوں مگر یہ بہت محنت اور کوشش اور صرفہ کا کام ہے۔ احباب نے میری حوصلہ افزائی کی۔ اور اس کام میں میری مالی مدد کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعید نہیں اس میں کامیاب ہو جاؤں۔ کیونکہ اصل مکتوبات میرے پاس موجود۔ اللہ تعالیٰ ہی کی اول و آخر حمد ہے۔

تراب منزل قادیان دارالامان
الحکم آفس ۱۵ ر نومبر ۱۹۱۲ء

سلسلہ عالیہ کا ادنیٰ خدمت گزار
خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم میں ان مکتوبات کے اندراج کا ارادہ کیا گیا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف اوقات میں مخالف الرائے علماء اور صوفیاء کو لکھے تھے لیکن ان تمام مخالفین میں سے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام اسقدر خطوط ہیں کہ مناسب معلوم ہوا صرف مولوی محمد حسین کے نام کے خطوط کی ایک جداگانہ جلد ترتیب دی جائے۔ میرا پہلے بھی ارادہ تھا کہ ان خطوط پر مناسب موقعہ حواشی لکھتا چونکہ پہلی جلدوں میں یہ التزام نہیں کیا گیا۔ اس موقعہ پر بھی میں نے اصل خطوط ہی کو شائع کر دینا مناسب سمجھا ہے جن جملوں یا الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ وہ پڑھنے والوں کی خاص توجہ چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض جگہ میں نے مناسب سمجھا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کے ان خطوط کو حاشیہ میں درج کردوں جن کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گرامی نامہ لکھا ہے۔ ہاں اتنا میں شروع میں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط میں ناظرین دیکھیں گے۔ کہ کس انکساری فروتنی اور ملائمی سے کام لیا گیا ہے۔ اور برخلاف اس کے مولوی محمد حسین کے خطوط میں تیزی اور جوش حد سے بڑھ گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

جواب نمبر ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی اخویم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا - عاجز کی طبیعت علیل ہے - اخویم منشی عبدالحق صاحب کو تاکید فرمادیں - کہ جہاں تک جلد ممکن ہو - معمولی گولیاں ارسال فرمائیں - توجہ سے کہہ دیں - افسوس کہ میری علالت طبع کے وقت آپ عیادت کے لئے بھی نہیں آئے - اور آپ کے استفسار کے جواب میں صرف ہاںؐ کافی سمجھتا ہوں - والسلام

(خاکسار غلام احمد ۵ فروری ۱۸۹۱ء)

جواب نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی - مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا - اگرچہ خداوند کریم خوب جانتا ہے - کہ یہ عاجز اس کی طرف سے مامور ہے - اور ایسے امور میں جہاں عوام کے فتنے کا اندیشہ ہے جب تک کامل اور قطعی اور یقینی طور پر اس عاجز پر ظاہر نہیں کیا جاتا ہرگز زبان پر نہیں لاتا - لیکن اس میں کچھ حکمت خداوند کریم کی ہوگی - کہ ابن نزول مسیح کے مسئلے میں جسکو اصل اور لب اسلام سے کچھ تعلق نہیں - اور ایک مسلمان پر اس کی اصل حقیقت کھول گئی ہے جس پر بوجہ اخوت حسن ظن بھی کرنا چاہیئے - آں مکرم کو مخالفانہ تحریر کے لئے جوش دیا گیا ہے - اور میں جانتا ہوں - کہ آپ کی اس میں نیت بخیر ہوگی - اور اگر جیسے آپ کے استعجال کی نسبت شکایت ہو - اور اس کو روبرو یا غائبانہ بیان بھی کروں - مگر آپ کی نیت کی نسبت مجھے حسن ظن ہے - اور آپ کو زمانہ حال کے اکثر علماء بلکہ اگر آپ ناراض نہ ہوں - تو بعض للہی جدوجہد کے کاموں کے لحاظ سے مولوی نذیر حسین صاحب سے بھی بہتر سمجھتا ہوں - اور اگر میں آپ سے ان باتوں کی شکایت کروں تاہم مجھے وجہ اپنی حقانیت کے آپ سے محبت ہے - اگر میں شناخت نہ کیا جاؤں - تو میں سمجھوں گا - کہ میرے لئے یہی مقدر تھا - مجھے فتح اور شکست سے بھی کچھ تعلق نہیں - بلکہ عبودیت

واطاعت سے غرض ہے - میں جانتا ہوں کہ اس خلاف میں آپ کی نیت بخیر ہوگی - لیکن میرے نزدیک بہتر ہے - کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کرتے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلثہ کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں - مجھے اس سے کچھ غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں - کیونکہ یہ مخالفت رائے بھی حق کے لئے ہوگی - کل میں نے اپنے بازو پر یہ لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا - کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے - اور اس کے ساتھ مجھے الہام ہوا - ان معی ربی سیھدین - سو میں جانتا ہوں - کہ خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی حجت ظاہر کردے گا - میں آپ کے لئے دعا کروں گا - مگر ضرور ہے - کہ جو آپ کے لئے مقدر ہے - وہ سب آپ کے ہاتھ سے پورا ہوجائے - حضرت موسیٰ کی جو آپ نے مثل لکھی ہے - اشارۃ النص پایا جاتا ہے - کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے - جیسا کہ موسیٰ نے کیا - اس قصّے کو قرآن شریف میں بیان کرنے سے غرض بھی یہی ہے - کہ تا آئندہ حق کے طالب معارف روحانیہ اور عجائبات مخفیہ کے کھلنے کے شائق ہیں ❊ حضرت موسیٰ کی طرح جلدی نہ کریں - حدیث صحیح بھی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے ❊

اب مجھے آپ کی ملاقات کے لئے صحت حاصل ہے - اگر آپ بٹالے میں آجائیں - تو اگرچہ میں بیمار ہوں - اور دوران سر اسقدر ہے - کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی - تاہم افتاں و خیزاں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں - بقول رنگین ؎

وہ نہ آوے تو تو ہی چل رنگین ❊ اس میں کیا تیری شان جاتی ہے

❊ ازالۃ الاوہام ابھی چھپ کر نہیں آیا - فتح اسلام اور توضیح المرام ارسال خدمت ہیں ❊

(الراقم غلام احمد از قادیان)

جواب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ پہنچا۔ چونکہ آں مکرم عزم پختہ کر چکے ہیں۔ تو پھر میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس عاجز کی طبیعت بیمار ہے۔ دوران سر اور ضعف بہت ہے۔ ایسی طاقت نہیں۔ کہ کثرت سے بات کروں جس حالت میں آں مکرم کسی طور سے اپنے ارادہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ اور ایسا ہی یہ عاجز اس بصیرت اور علم سے اپنے تئیں نابینا نہیں کر سکتا جو حضرت احدیت جل شانہٗ نے بخشا ہے۔ اس صورت میں گفتگو عبث ہے۔ رسالہ ابھی کسیقدر باقی ہے۔ ناقص کو میں بھیج نہیں سکتا۔ اس جگہ آنے کے لئے آں مکرم کو یہ عاجز تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ مگر ۲۷ فروری ۱۸۹۱ء کو یہ عاجز انشاء اللہ القدیر لودیانہ کے ارادہ سے بٹالہ میں پہنچیگا۔ وہاں صرف آپ کی ملاقات کرنے کا شوق ہے۔ گفتگو کی ضرورت نہیں اور یہ عاجز للہ آپکے ان الفاظ کے استعمال سے جو مخالفانہ تحریر کی حالت میں کبھی حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ یا اپنے بھائی کی تذلیل اور بدگمانی تک نوبت پہنچاتے ہیں معاف کرتا ہے۔ واللہ علی ماقلت شہید۔

چند روز کا ذکر ہے۔ کہ پرانے کاغذات کو دیکھتے دیکھتے ایک پرچہ نکل آیا۔ جو میں نے اپنے ہاتھ سے بطور یادداشت کے لکھا تھا۔ اس میں تحریر تھا۔ کہ یہ پرچہ ۵ رجنوری ۱۸۸۸ء کو لکھا گیا ہے۔ مضمون یہ تھا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی امر میں مخالفت کرکے کوئی تحریر چھپوائی ہے۔ اور اس کی سرخی میری نسبت "کمینہ" رکھی ہے۔ معلوم نہیں ان کے کیا معنے ہیں۔ اور وہ تحریر پڑھ کر کہا ہے۔ کہ آپ کو میں نے منع کیا تھا۔ پھر آپنے کیوں ایسا مضمون چھپوایا۔ ھذا ما رأیت واللہ اعلم بتاویلہ۔

چونکہ حتی الوسع خواب کی تصدیق کے لئے کوشش مسنون ہے اس لئے میں آں مکرم کو منع کرتا ہوں۔ کہ آپ اس ارادہ سے دست کش رہیں۔ خدائیتعالے خوب جانتا ہے۔ کہ میں اپنے دعوے میں صادق ہوں۔ اور اگر صادق نہیں۔ تو پھر ان یک کاذبا کی تہدید پیش آنیوالی ہے۔ لاتقف ما لیس لک بہ علم ولا تدخل نفسک فیما لا تعلم حقیقتہ یا اخی وافوض امری الی اللہ وتلک اجر صبرک یا اخی وانا انظر الی السماء وارجو تائید اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون والسلام

على من اتبع الهدى۔

حضرت اخویم محبی فی سبیل اللہ مولوی حکیم نور الدین۔ اور آں کرم کی تحریرات میں یہ عاجز دخل دینا نہیں چاہتا۔

(خاکسار غلام احمد)

جواب نمبر ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نحمدہ ونصلی۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت محبی اخویم مکرم ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا چونکہ یہ عاجز اپنی دانست میں ناتمام مضمون ازالۃ الاوہام کا آں مکرم کو دکھلانا مناسب نہیں سمجھتا اس لئے اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر اس عاجز کی رائے میں صرف بیس پچیس روز تک رسالہ ازالۃ الاوہام چھپ جائیگا۔ کچھ بہت دیر نہیں ہے۔ پھر انشاء اللہ القدیر سب سے پہلے یہ عاجز آں مکرم کی خدمت میں بھیجدیگا۔ آں مکرم کو معلوم ہو گا۔ کہ درحقیقت ان رسالوں میں کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بلاکم وبیش یہ وہی دعویٰ ہے جس کا براہین احمدیہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ جسکی آں مکرم نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں امکانی طور پر تصدیق کر چکے ہیں۔ پھر متعجب ہوں۔ کہ اب پھر دوسری مرتبہ آں مکرم کو دیکھنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ کیا وہی کافی نہیں۔ جو پہلے آں مکرم اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۷ میں تحریر فرما چکے ہیں جلد اول سے آخر تک وہی دعویٰ وہی مضمون وہی بات ہے۔ تو پھر آپ جیسے محقق کی نگاہ میں نہ معلوم ہو۔ کسقدر تعجب ہے۔

یہ عاجز رسالہ ازالۃ الاوہام میں آں مکرم کے ریویو کی بعض عبارتیں درج بھی کر چکا ہے۔ اس عاجز نے جو ۵ رجنوری ۱۸۸۸ء کو خواب دیکھی تھی۔ اس کی سرخی "کمینہ" تھا جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پھر بھی میں آں مکرم کو للہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس سماوی امر میں آپ کا دخل دینا مناسب نہیں۔ مثیل مسیح کا دعویٰ کوئی امر عند الشرع مستبعد نہیں۔

اگر آپ ناراض نہوں۔ تو اس عاجز کی دانست میں اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مقابل آپکی تحریر میں کسی قدر سختی تھی۔ خدا تعالےٰ انکسار اور تذلل کو پسند کرتا ہے۔ اور علماء کے اخلاق اپنے بھائیوں کے ساتھ سب سے اعلےٰ درجے کے چاہئیں جس دین کی حمایت اور ہمدردی کے لئے دن رات کوششیں ہو رہی ہیں۔ وہ کیا ہے۔ بجز اس کے یہی کہ اللہ اور رسول کی منشاء کے موافق ہمارے جمیع اقوال و افعال و حرکات سکنات ہو جائیں ❊

میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جسقدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے۔ ایسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں ❊

مجھے یاد ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک سخت مبدین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی۔ اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسیقدر اس عاجز نے وا غلظ علیہم پر عمل کیا۔ مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی۔ اسلئے الہام ہوا۔ کہ **تیرے بیان میں سختی بہت ہے رفق چاہئے رفق**۔ اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں۔ تو ہم کیا چیز اور ہمارا علم کیا چیز اگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے۔ تو اس سے کیا کم کریگی۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا۔ تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزت سے بیعزتی بہتر ہے جس سے ہم مورد عتاب ہو جائیں ❊

آپ کی تحریر اگر اس طرح پر ہوتی کہ جسقدر خداوند تعالیٰ نے میرے پر کھولا ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ملیں یا میں ملوں تو بیان کرونگا۔ تو کیا اچھا ہوتا ❊

یہ قاعدہ ہے کہ جس حالت اصل سے انسان کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں۔ وہی رنگ مخاطبین بھی اٹھاتا ہے ❊

میں نے اس فیصلہ میں مولوی نورالدین صاحب کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اور محض للہ آں مکرم کی خدمت میں عرض کی گئی ہے۔ اس عاجز کو بخیرہ طور پر معلوم نہیں کہ کس تاریخ اس جگہ سے یہ عاجز روانہ ہو بعض موانع پیش آ گئے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک ہفتہ کے اندر اندر روانہ ہو جاؤں اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی ہے لہذا اطلاعاً آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے لدہانہ میں تشریف نہ لاویں۔ کیونکہ کوئی بخیرہ معلوم نہیں جب وقت خدا تعالیٰ چاہے گا ملاقات ہو جائیگی۔ والسلام ❊ از خاکسار غلام احمد از قادیان ۳ فروری ۱۸۸۸ء

جواب نمبر ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی و نصیحتی۔ مخدومی اخویم مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج لدہیانہ میں آپ کا محبت نامہ مجھکو ملا۔ بظاہر مجھے گفتگو میں کچھ فائدہ معلوم نہیں دیتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے ایک علم بخشا ہے جس کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ ایسا ہی آپ بھی اپنی رائے کو چھوڑنے والے نہیں مجھے ایک ایسا سبیل بخشا گیا ہے جو معرض بحث میں نہیں آ سکتا۔ ولیس الخبر کالمعاینۃ ہاں اس نیت سے میں مجلس علماء میں حاضر ہو سکتا ہوں کہ شاید خدا تعالےٰ حاضرین میں سے کسی کے دل کو اس سچائی کی طرف کھینچے جو اس نے اس عاجز پر ظاہر کی ہے سو اگر شرائط مندرجہ ذیل آپ قبول فرما دیں تو میں حاضر ہو سکتا ہوں

(۱) اس مجمع میں حاضر ہونے والے صرف چند ایسے مولوی صاحب ہوں جو مدعی کا حکم رکھتے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے بجز اس صورت کے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے کہ میں ان کے خیالات و اجتہادات کا اتباع کروں اور میری طرف سے بار بار ان کو یہی جواب ہے کہ اِنَّ ہُدَی اللّٰہِ ہُوَ الْہُدٰی اگر یہ مجمع کسی قدر عام مجمع ہوگا اور ہر ایک مذاق اور طبیعت کے آدمی اس میں ہوں گے تو شاید کوئی دل حق کی طرف توجہ کرے اور مجھے اس کا ثواب ملے سو میں چاہتا ہوں کہ یہ مجلس صرف چند مولوی صاحبوں میں محدود نہ ہو

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث جو محض اظہار الحق ہوگی تحریری ہو کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ صرف زبانی باتیں کرنا آخر منجر بفتنہ ہوتی ہیں

اور بجز حاضرین کے دوسروں کو اس کی نسبت رائے لگانے کا موقعہ نہیں دیا جاتا اور کیسی ہی عمدہ اور محققانہ باتیں ہوں جلدی بھول جاتی ہیں اور جن لوگوں کو غلو یا دروغ بیانی کی عادت ہے خواہ وہ کسی گروہ کے ہیں ان کو جھوٹ بولنے کے لئے بہت سی گنجائش نکل آتی ہے کوئی شخص محنت اٹھا کر اور ہر ایک قسم کے اخراجات سفر کا متحمل ہو کر اور بہت سی سفر خواری کرنے کے بعد کب روا رکھ سکتا ہے کہ غیر منتظم طریق کی وجہ

سے تمام محنت اس کی ضائع جائے۔ اور طالب حق کو اس کی تقریر سے فائدہ پہونچ سکے سو تحریری بحث کا ہونا ایک شرط ہے۔

(۳) اس مجمع بحث میں وہ الہامی گروہ بھی ضرور شامل چاہیئے جنہوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس عاجز کو جہنمی ٹھہرایا ہے۔ اور ایسا کافر جو ہدایت پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ الہام کی رو سے کافر اور ملحد ٹھہرانے والے تو میاں مولوی عبد الرحمٰن لکھو کے والے ہیں۔ اور جہنمی ٹھہرانے والے میاں عبد الحق غزنوی ہیں جنکے الہامات کے مصدق وپیرو میاں مولوی عبد الجبار ہیں۔ سو ان تینوں کا جلسہ بحث میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ مباہلہ کا بھی ساتھ ہی قضیہ طے ہو جائے۔ اور اگر مولوی صاحب باہم مسلمانوں کے مباہلہ کو صورت پیش آمدہ میں ناجائز قرار دیں۔ تو مباہلہ بھی اسی مجلس میں ہو جائے۔ کیونکہ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے۔ باربار سفر کی طاقت نہیں۔

(۴) یہ کہ تحریری بحث کے لئے تمام مخالف الرائے مولوی صاحبوں کی طرف سے آپ منتخب ہوں۔ کیونکہ یہ عاجز نہیں چاہتا۔ کہ خواہ نخواہ بعض طعن اور تو تو میں میں متفرق لوگوں کا سنے۔ ایک **مہذب اور شائستہ آدمی** تحریری طور پر سوالات پیش کرے۔ کہ اس عاجز کے اس دعویٰ میں جسکے الہام الٰہی پر بنا ہے۔ کیا خرابیاں ہیں۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ اس کو قبول نہ کیا جاوے۔ سو اس عاجز کی دانست میں اس کام کے لئے **آپ سے بہتر اور کوئی نہیں۔**

(۵) یہ آپ کا اختیار ہے۔ کہ جس تاریخ میں آپ گنجائش سمجھے مجھے اور اخویم مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ عاجز بیمار ہے۔ اور مرض سخت دورہ والا ہے لاچار اور ضعیف بہت ہے اس لئے اخویم مولوی نورالدین صاحب کا شامل ہونا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اگر خدا نخواستہ اس عاجز کی طبیعت زیادہ علیل ہو جائے جیسا کہ اکثر دورہ مرض کا ہوتا رہتا ہے۔ اور زیادہ بات کرنے سے سخت دورہ مرض کا ہوتا ہے۔ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف حسب منشاء اس عاجز کے مناسب وقت کارروائی کر سکتے ہیں۔

(۶) اگر آپ ہندوستان کی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں۔ تو لدھیانہ راہ میں ہے۔ کیا بہتر نہیں کہ لدھیانہ میں ہی یہ مجلس قرار پاوے یہ عاجز بیمار ہے۔ حاضری سے عذر کچھ نہیں۔ مگر ایسی صورت میں

مجھے بیماری کی حالت میں شدائد سفر اٹھانے سے امن رہے گا ورنہ جس جگہ غزنوی صاحبان اور مولوی عبد الرحمٰن (اس عاجز کو ملحد اور کافر قرار دینے والے) یہ جلسہ منعقد ہونا مناسب سمجھیں تو اسی جگہ یہ عاجز حاضر ہو سکتا ہے والسلام

مکرر یہ کہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۱ء تاریخ جلسہ مقرر ہوئی ہے اور یہ قرار پایا ہے کہ بمقام امرتسر یہ جلسہ ہو۔ اشتہارات عام طور پر اپنے واقف کاروں میں یہ عاجز شائع کرے گا ایسا ہی آپ کو بھی اختیار ہے آپ بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرماویں کہ جواب کا انتظار ہے

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شہزادہ غلام حیدر ۸ مارچ ۱۸۹۱ء

نمبر ۶

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا اس عاجز کے لئے بڑی مشکل کی بات یہ ہے کہ طبیعت اکثر دفعہ ناگہانی طور پر ایسی علیل ہو جاتی ہے کہ موت سامنے نظر آتی ہے اور کچھ کچھ علالت تو دن رات شامل حال ہے اگر زیادہ گفتگو کروں تو دورہ مرض شروع ہو جاتا ہے اگر زیادہ فکر کروں تو وہی دورہ شامل حال ہے چونکہ آپ کا آخری خط آیا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بشمولیت مولوی عبد الجبار صاحب لکھا گیا ہے اس لئے جواب اس طور سے لکھا گیا تھا یہ عاجز بوجہ غلبہ مرض سے بالکل نکما ہو رہا ہے یہ طاقت کہاں ہے کہ مباحث تقریری یا تحریری شروع کروں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تینوں رسالے لکھے گئے اور وہ بھی اس طرح سے کہ اکثر دوسرا شخص اس عاجز کی تقریر کو لکھتا گیا اور نہایت کم اتفاق ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا ہو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ عبارت کو عمدگی سے درست کر دیا جاوے آپ کے معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں یہ عاجز ایک امی اور جاہل آدمی ہے نہ عبادت ہے نہ ریاضت نہ علم نہ لیاقت غرض کچھ بھی چیز نہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امر تھا اور قطعی اور یقینی تھا اس عاجز نے پہنچا دیا ماننا نہ ماننا اپنی

اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے درحقیقت میرے لئے یہ کافی تھا کہ میں صرف
الہام الٰہی کو ظاہر کرتا لیکن میں نے اپنے رسالوں میں قال اللہ اور قال الرسول کا بیان
اس لئے کچھ مختصر سا کر دیا ہے کہ شاید لوگ اس سے نفع اٹھا دیں مجھے اس سے
کچھ بھی انکار نہیں کہ خدا تعالیٰ آئندہ کسی کو اس کی روحانی حالت کے لحاظ سے درحقیقت
مسیح بنا کر دمشق کی مشرقی طرف اسی طور سے اتار دے جیسے مسافر ایک جگہ سے دوسری
جگہ جا اترتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ اس زمانے میں دجال بھی ہو حضرت مہدی بھی ہوں اور
پھر اسلام میں سیفی طاقت پیدا ہو جائے اور تمام لوگ مسلمان ہو جاویں مگر جو خدا تعالیٰ
نے اس عاجز پر کھولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہ عاجز روحانی طور پر مثیل مسیح ہے اور روحانی
طور پر موعود بھی ہے اور نیز یہ کہ کوئی مسیح آسمان سے خاکی وجود کے ساتھ اترنے والا
نہیں۔ ظلی اور مثالی طور پر مسیح کے آنے سے مجھے انکار نہیں بلکہ ایک کیا ایک ہزار مسیح
بھی کہا جائے تو میرے نزدیک ممکن ہے میرے نزدیک احادیث صحیحہ (ز) حقیقی طور
پر مسیح کے اترنے کے بارے میں وہ زور نہیں دیتیں جو آجکل کے علما خیال کر رہے
ہیں مسیح کا اترنا سچ مگر ظلی اور مثالی طور پر۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب اپنے الہامات کے حوالہ سے اس عاجز کو ضال و مضل قرار
دے چکے ہیں اور ایسا کافر کہ جنکو کبھی ہدایت نہیں ہو گی اور میاں عبد الحق غزنوی
بھی اپنے الہام کے حوالہ سے اس عاجز کو جہنمی قرار دے چکے ہیں اور مولوی عبد الجبار
صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ میاں عبد الحق صاحب کے الہام ہیں میں ان پر ایمان لاتا
ہوں کہ وہ صحیح اور درست ہیں اب آپ کے کہنے سے وہ کیا سمجھیں گے اور آپ انہیں کیا
سمجھائیں گے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے جس طرح چاہے گا اس کی راہ پیدا کر
دے گا اگر آپ کی ملاقات ہو تو میں خوشی سے چاہتا ہوں مگر آپ کے آنے کا
کرایہ میرے ذمے رہے میں آپ کو مالی تکلیف دینی نہیں چاہتا یہ بہتر ہے کہ آپ اس
جگہ آ جائیں بہر حال ملاقات کی خوشی تو اس بیماری کی حالت میں ہو گی۔ ازالۃ الاوہام عنقریب
[illegible] والسلام (غلام احمد)

نمبر ۷

نحمدہ ونصلی ۔ مخدومی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں
مجھکو ملا اور اس کے پڑھنے سے مجھکو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ مکالمات الٰہیہ کے
امر کو لہو ولعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں یہ سچ ہے کہ اس عاجز نے براہین احمدیہ کے صفحہ
۴۹۸ و ۴۹۹ میں اس ظاہری عقیدے کی پابندی سے جو مسلمانوں میں مشہور ہے یہ عبارت
لکھی ہے کہ یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین
اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے **مشابہت تامہ ہے**
اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو شریک رکھا ہے فقط
لیکن ان عبارتوں کو اس امر کے لئے دستاویز ٹھہرانا کہ براہین میں اول یہ اقرار ہے اور
پھر اس کے مخالف یہ دعویٰ ہوا ایسا خیال سراسر غلط اور دور از حقیقت ہے

اے میرے عزیز دوست اس عاجز کے اس دعوے کی جو فتح اسلام میں شائع کیا گیا ہے بنا
علم اور عقل پر بنا نہیں تا ان دونوں بیانات میں بوجہ اتحاد بنا صورت تناقض پیدا ہو بلکہ براہین
کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدے کے رو سے ہیں جو سرسری طور پر عام طور
پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں اور اس دعوے کی بنا الہام الٰہی اور وحی ربانی پر ہے پھر
تناقض کے کیا معنے ہیں میں خود یہ مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی امر پر
بذریعہ اپنے خاص الہام کے مجھے آگاہ نہ کرے میں خود بخود آگاہ نہیں ہو سکتا اور یہ امر میرے لئے
کچھ خاص نہیں اس کی نظیریں انبیا کی سوانح میں بہت ہیں ملہم لوگ بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے کہ علم
کے اکثر اصطلاحی باتیں بلکہ خدا تعالیٰ کا سمجھانا بھی جب تک صاف طور پر نہ ہو انسان ضعیف
البنیان اس میں بھی دھوکا کھا سکتا ہے

فذہب وہلی کی حدیث آپکو یاد ہی ہو گی

اب خدا تعالیٰ نے فتح اسلام کی تالیف کے وقت مجھے سمجھایا تب میں سمجھا اس سے پہلے کوئی
اس بارے میں الہام نہیں ہوا کہ درحقیقت وہی مسیح آسمان سے اتر آئے گا اگر ہے تو آپ پیش کرنا
چاہیے ہاں یہ عاجز روحانی طور پر مثیل موعود ہونے کا براہین میں دعوے کر چکا ہے جیسا کہ

اسی مقام میں موعود ہونے کی نسبت یہ اشارہ ہے صدق اللّٰہ و رسولہ چونکہ اپنے اپنے ریویو میں اس دعوے کا رد نہیں کیا اس لئے اپنے اس معرض بیان میں سکوت اختیار کرگئے۔ اگرچہ ایمانی طور پر نہیں۔ مگر امکانی طور پر مان لیا

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس عاجز نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر براہین احمدیہ میں ابن مریم کے موعود یا غیر موعود ہونے کے بارہ کچھ بھی ذکر نہیں کیا صرف ایک مشہور عقیدہ کے طور سے ذکر دیا تھا آپ کو اس جگہ ہاتھ ڈالنے/بحث کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بعض اعمال میں جب وحی نازل نہیں ہوتی تھی انبیائے بنی اسرائیل کی سنن مشہورہ کا اقتدا کیا کرتے تھے اور وحی کے بعد جب کچھ ممانعت پاتے تھے تو چھوڑ دیتے تھے اسکو تو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے آپ جیسے فاضل کیوں نہیں سمجھیں گے مجھے نہایت تعجب ہے کہ آپ یہی طریق الفصحٰ پسندی کا قرار دیتے ہیں کیا اس عاجز نے کسی جگہ دعوے کیا ہے کہ میرا ہر ایک نطق وحی اور الہام میں داخل ہے اگر آپ طریق فیصلہ سے اسی کو ٹھہراتے ہیں تو بسم اللہ میرے رسالہ کا جواب لکھنا شروع کیجئے آخر حق کو فتح ہوگی

میں نے آپکو ایک صلاح دی تھی کہ عام جلسہ علما کا بمقام امرتسر منعقد ہو اور ہم دونوں حسبۃً للہ و اظہاراً للحق اس جلسہ میں تحریری طور پر اپنی اپنی وجوہات بیان کریں اور پھر وہی وجوہات حاضرین کو پڑھ کر سنا دیں اور وہی آپکے رسالہ میں چھپ جائیں دور نزدیک کے لوگ خود دیکھ لیں گے جس حالت میں آپ اس کام کے لئے ایسے سرگرم ہیں کہ کسی طرح رکنے میں نہیں آتے اور جب تک اشاعۃ السنہ میں عام طور پر اپنے مخالفانہ خیال کو شائع نہ کر دیں صبر نہیں کرسکتے تو کیا اس تحریری مباحثہ میں کسی فریق کی کسر شان ہے

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس جلسہ میں خاکسار کی طرح متواضع ہوکر حاضر ہو جاؤں گا اور اگر کوئی ایسی سخت دشنامی بھی کرے جو انتہا تک پہونچ گئی ہو تو میں اس پر بھی صبر کروں گا اور سکونت نہ سہی نرمی سے تحریر کروں گا خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے جو اس نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے

اگر آپ مجھے اب بھی اجازت دیں تو میں اشتہارات سے اس جلسہ کے لئے عام طور پر خبر کر دوں اب میری دانست میں خفیہ طور پر آپکا مجھ سے ذکر کرنا مناسب نہیں جب آپ بہرحال اشاعت پر مستعد ہیں

تو محض للہ اس طریق کو منظور کریں وما قول الا باللہ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۷ مارچ ۱۸۹۱ء

نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا تار جسمیں یہ لکھا تھا کہ تمہارے وکیل بھاگ گئے انکو لوٹاؤ۔ یا آپ آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے۔ پہنچا۔ اے عزیز شکست اور فتح خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسکو چاہتا ہے فتح مند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونیوالا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے وہی زمین پر ہوگا گو دیر سے ہی سہی لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپ نے کیونکر یہ گمان کر لیا حبی فی اللہ مولوی حکیم نور الدین صاحب آپ سے بھاگ کر چلے آئے آپ نے انکو کب بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے اصل بات تو اسقدر تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ مولوی عبد الرحمن اسجگہ آئے ہوئے ہیں ہم نے ان کو دو تین روز کے لئے ٹھہرا لیا ہے تا کہ ان کے روبرو ہم بعض شبہات اپنے آپ سے دور کرالیں اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس میں مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلالیں گے چنانچہ مولوی صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور میں پہونچے اور منشی امیر الدین صاحب کے مکان پر اترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپ کو بھی بلالیا تب مولوی عبد الرحمن صاحب تو عین تذکرہ میں اٹھ کر چلے گئے اور جن صاحبوں نے آپ کو بلایا تھا انہوں نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمیں مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہیں آیا یہ سلسلہ تو دو برس تک بھی ختم نہیں ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب دیجئے۔ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ انہوں نے آپکو بلایا ہے تب جو کچھ ان لوگوں نے پوچھا مولوی صاحب موصوف نے بخوبی ان کی تسلی کر دی یہاں تک کہ تقریر ختم ہونے کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز

سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہو گئی اور میرے دل میں نہ کوئی شبہ اور
نہ کوئی اعتراض باقی ہے پھر بعد اس کے یہی تقریر منشی عبد الحق صاحب و منشی امیر دین صاحب
اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی اور بہت خوش ہو کر ان سب نے مولوی صاحب کا شکریہ ادا
کیا اور تہ دل سے قائل ہو گئے کہ اب کوئی شک باقی نہیں اور مولوی صاحب کو یہ کہہ کر رخصت
کیا کہ ہم نے محض اپنی تسلی کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تھی سو ہماری بکلی تسلی ہو گئی
آپ بلا حرج تشریف لے جائیے سو انہوں نے ہی بلایا اور انہوں نے ہی رخصت کیا آپ کا
تو درمیان قدم ہی نہ تھا پھر آپ کا یہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کس قدر بے محل ہے
آپ خود انصاف فرماویں جبکہ ان سب لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب
کو بلانا نہیں چاہتے ہماری تسلی ہو گئی اور وہی تو تھے جنہوں نے مولوی صاحب کو لدھیانہ سے
بلایا تھا تو پھر مولوی صاحب آپ سے کیوں اجازت مانگتے کیا آپ نہیں سمجھ سکتے اور اگر آپ
کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہیے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں تو یہ
عاجز بسر و چشم حاضر ہے مگر تقریری بحثوں میں صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے صرف تحریری بحث
چاہیے اور وہ یوں ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہیں لکھ کر پیش کریں اور
لوگوں کو باآواز بلند سناویں اور ایک نقل اس کی اپنے دستخط سے مجھے دیدیں پھر بعد اس کے
میں بھی چار ورق پر اس کا جواب لکھوں اور لوگوں کو سنا دوں ان دونوں پرچوں پر بحث
ختم ہو جائے گی اور فریقین میں سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے بارہ میں نہ کرے
جو کچھ ہو تحریر میں ہو اور پرچے صرف دو ہوں اول آپ کی طرف سے ایک چو ورقہ پرچہ جس میں آپ
میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد لکھیں اور پھر دوسرا پرچہ چو ورقہ
اسی طرح کا میری طرف سے ہو جس میں میں اللہ جلشانہ کے فضل و توفیق سے رد الرد لکھوں
اور انہیں دونوں پرچوں پر بحث ختم ہو جائے اگر آپ کو ایسا منظور ہو تو میں لاہور میں آ سکتا
ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ امن قائم رکھنے کے لئے انتظام کرا دوں گا یہی آپ کے رسالہ کا
بھی جواب ہے اب اگر آپ نہ مانیں تو پھر آپ کی طرف سے گریز تصور ہوگی

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء

مکرر یہ کہ جسقدر ورق لکھنے کے لئے آپ پسند کریں اسیقدر اوراق پر لکھنے کی مجھے اجازت
دی جائے لیکن یہ پہلے سے جلسہ میں تصفیہ پا جانا چاہیے کہ آپ اس قدر اوراق لکھنے کے لئے
کافی سمجھتے ہیں اور آں مکرم اسبات کو خوب یاد رکھیں کہ پرچے صرف دو ہوں گے اول آپ کی
طرف سے ان دونوں بیانات کا رد ہوگا جو میں نے لکھا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں اور نیز
یہ کہ حضرت مسیح ابن مریم درحقیقت وفات پا گئے ہیں پھر اس رد کے رد الرد کے لئے میری طرف
سے تحریر ہوگی غرض پہلے آپ کا یہ حق ہوگا کہ جو کچھ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپ کے
پاس ذخیرہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کریں پھر جسطرح خدا تعالیٰ چاہیگا یہ
عاجز اسکا جواب دیگا اور بغیر اس طریق کے جس کے انصاف پر بنا اور نیز امن رہنے کے لئے
احسن انتظام ہے اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہیں اگر یہ طریق منظور نہ ہو تو پھر ہماری
طرف سے یہ آخری تحریر تصور فرماویں اور خود بھی خط لکھنے کی تکلیف روا نہ رکھیں اور
بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر یا کوئی خط میری طرف نہ لکھیں اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم و بیش
میری رائے ہی منظور ہو تو صرف اس حالت میں جواب تحریر فرماویں ورنہ نہیں ٭

آج بھوپال سے ایک کارڈ مرقومہ ۹ اپریل ۱۸۹۱ء اخویم مولوی محمد احسن صاحب مہتمم معارف
ریاست پڑھ کر آپ کے اخلاق کریمانہ اور حسن بلند تحریر کا نمونہ معلوم ہو گیا آپ اپنے کارڈ میں فرماتے
ہیں کہ میں نے مرزا غلام احمد کے اس دعویٰ جدید کی اپنے ریویو میں تصدیق نہیں کی بلکہ اس
کی تکذیب خود براہین میں موجود ہے آپ بلا رویت مرزا پر ایمان لے آئے آپ ذرا ایک دفعہ
آنکھ کھول کر دیکھ تو لیں فتح بالعین ہے خیر من الخبر الخ اشاعۃ السنہ میں اب ثابت
ہو جائے گا کہ یہ شخص ملہم نہیں ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم - آپ جہاں تک
ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجئے میں کہتا ہوں اور میری شان کیا بیشک آپ جو چاہیں
لکھیں اور اس وعدہ تہذیب کی پرواہ نہ رکھیں جسکو آپ چھاپ چکے ہیں - ربی یعلم ویری

والسلام علی من اتبع الھدیٰ   خاکسار غلام احمد

آج ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت میں خط بھیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک
آپ کے جواب کے انتظار رہیں گے اگر ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپ کا جواب نہ پہنچا تو یہی خط

آپ کے رسالہ کے جواب میں کسی اخبار میں شائع کر دیا جاوے گا فقط
مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مکرم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس جوش بے اصل سے باز رہ سکتے ہیں غفر من رحمکم اللہ یہ عاجز آپ کو کوئی الزام دینا نہیں چاہتا مگر آپ ہی کا قول وفعل آپ کو الزام دے رہا ہے آپ کا آدھی رات کو تار پہنچا کہ ابھی آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے کس قدر آپ کی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پھیلا رہے ہیں افسوس کہ آپ نے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پھر آپ گریز کر گئے اور اب آپ کا خط مشت بعد از جنگ کا نمونہ ہے فضول باتوں کو پیش کر کے اور بھی تعجب میں ڈالتا ہے چنانچہ ذیل میں آپ کے اقوال کا جواب دیتا ہوں

قولہ۔ دو باتیں جن سے آپ کو ڈھیل دیتا ہوں لکھتا ہوں

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئیں ڈھیل دے رہے ہیں میں نے کب کہا تھا کہ مجھے ڈھیل دیں آپ کی آدھی رات کو تار آئی میں تیار ہو گیا آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے بخرچ دیگر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کر لی سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لیا مگر آپ ہماری طیاری کا نام سنتے ہی کنارہ کش ہو گئے آپ سوچیں کہ کیا میں نے بحث کو ڈھیل میں ڈالا یا آپ نے اگر میں آپ ہی لاہور میں پہنچتا تو کس قدر تکلیف ہوتی آپ کی اس حرکت نے نہ صرف آپ کو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو جو آپ کا دم بھرتی تھی اس کنارہ کشی کا آپ پر بڑا بار ہے کہ جو دو ہی علاقوں سے دور نہیں ہو سکتا آپ نے ناگوار طریق سے مقابل پر آنے کی دھمکی تو دی مگر آخر آپ ہی نہ ٹھہر سکے کیا اس دعوے کے

ساتھ جو آپ کو ہمہ گیری ہے آپ کی علمی وجاہت پر دھبہ نہیں لگاتے۔

قولہ اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ میں اصول کی تمہید وتسلیم سے ڈریں تو میں ان اصول کو آپ کے پاس وہاں بھیج دیتا ہوں تا آپ کو آپ کے سمجھنے کے لئے کافی مہلت مل جائے تا ناگہانی ابتلا سے بچ جائیں اور وہ حال نہ ہو جو آپ کے حواری کا ہوا۔

اقول۔ حضرت آپ کو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولوں سے ڈریں کوئی عقلمند ان بیہودہ باتوں سے ڈر نہیں سکتا۔ اور میں تو آپ کے ان اصولوں کو محض لغو سمجھتا ہوں اور ایسے لغویات کی طرف سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ والذین ہم عن اللغو معرضون اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن الاسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ

یہ بات ظاہر ہے۔ کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپ کو کس بات کی ضرورت ہے سو ادنیٰ تامل سے ظاہر ہو گا کہ آپ صرف اس بات کے مستحق ہیں کہ مجھ سے تشخیص دعویٰ کرا دیں سو میں نے بذریعہ فتح اسلام وتوضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح میں شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعویٰ بیان کیا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعویٰ نہیں جو پر مخفی ہو اور وہ دعوے یہی ہے کہ میں الہام کی بنا پر مثیل مسیح ہونے کا مدعی ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت مسیح ابن مریم درحقیقت فوت ہو چکے ہیں سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ اشاعۃ السنہ میں امکانی طور پر مان چکے ہیں اور میں اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بھی نہیں کراتا اگر میں حق پر ہوں تو خود اللہ جلشانہ میری مدد کریگا اور اپنے نور اور حملوں سے میری سچائی ظاہر کر دیگا۔

رہا ابن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونیکے دلائل لکھنا میرے پر کچھ فرض نہیں کیونکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل طور پر ابتدائے حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے۔ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جانی کی حالت میں پیدا ہو کر مریگا جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتے ہیں ومنکم من

یتوفیٰ ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکی لایعلم بعد علم شیئاً پس جبکہ میرے پر یہ فرض ہی نہیں کہ میں مسیح کے فوت ہونیکے لئے دلائل لکھوں اور ان کا فوت ہونا تو میں بیان ہی کر چکا۔ تو اب اگر میں آپ سے پہلے لکھوں تو فرمائیے کیا لکھوں یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کیلئے پہلے آپ قلم اٹھائیں اور آیات اور احادیث سے ثابت کر دکھائیں کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم بھی وفات پاگئے مگر مسیح اب تک وفات پانے سے باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچھ کر دیکھ لیں کہ داب مناظرہ کیا ہے ۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی دوسری سب بحثیں مسیح کے زندہ مع الجسد اٹھائے جانیکے فرع ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر دینگے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو پھر آپ نے سب کچھ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپ کا حق ہے اگر اب بھی آپ مانتے نہیں تو چند غیر قوموں کے آدمیوں کو منصف مقرر کر کے دیکھ لو ✦

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپ کے بلائے لاہور میں گئے تھے جنہوں نے بلایا انہوں نے مولویصاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی۔ اور آپ کے ان لغو اصولوں سے بیزاری ظاہر کی تو پھر اگر مولوی صاحب آپ سے اعراض نہ کرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپ نے فرار رکھا ہے اسلئے خدا تعالےٰ نے دست بدست آپ کو دکھا دیا کہ فرار کس سے ظہور میں آیا یہ مولویصاحب کی راستبازی کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرعہ سچا کر دیا ع مرا خواندی و خود بدام آمدی

قولہ اگر آپ میری اس شرط کو قبول نہ کریں اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام بھیج نہ سکیں تو میں اس شرط کی تسلیم سے آپ کو بری کرتا ہوں بشرطیکہ پہلی تحریرات آپ کی ہوں اور بعد میں میری ✦

اقول حضرت آپ ازالہ اوہام کے اکثر اوراق دیکھ چکے اب مجھے کس شرط سے بری کرتے ہو۔ اور میں بھی ثابت کر چکا ہوں کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکھئے یہ آپ کا آخری ہتھیار بھی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بھی بذریعہ اخبارات پبلک کے

سامنے پیش کیا جاویگا تا لوگ دیکھ لیں کہ آپ کی تحریرات میں کہاں تک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے ۔

بالآخر ایک مثال بھی سنیئے زید ایک مفقود الخبر ہے جس کے گم ہونے پر مثلاً دو سو برس گزر گیا۔ خالد اور ولید کا اسکی حیات اور موت کی نسبت تنازع ہے۔ اور خالد کو ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ درحقیقت زید فوت ہو گیا لیکن ولید اس خبر کا منکر ہے اب آپ کی کیا رائے ہے بار ثبوت کس کے ذمہ ہے کیا خالد کو موافق اپنے دعوے کے زید کا مر جانا ثابت کرنا چاہیئے۔ یا ولید زید کا اس مدت تک زندہ رہنا ثابت کرے کیا فتویٰ ہے ✦

راقم خاکسار غلام احمد از لودہانہ اقبال گنج ۲۰- اپریل ۱۸۹۱ء

نوٹ ۔ اس مثال سے یہ غرض ہے۔ کہ جس پر بار ثبوت ہے اسکی طرف سے ثبوت دینے کے لئے پہلے تحریر ہونا چاہیئے ✦

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مجبی اخویم مولویصاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کو کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ جس کا جواب لکھا جائے اس عاجز کے دعویٰ کی بنا الہام پر تھی اگر آپ ثابت کرتے کہ قرآن اور حدیث اس دعویٰ کے مخالف ہے اور پھر یہ عاجز آپکے ان دلائل کو اپنی تحریر سے توڑ نہ سکتا تو آپ تمام حاضرین کے نزدیک سچے ہو جاتے اور بقول آپ کے میں اس الہام سے توبہ کرتا۔ لیکن خدا جانے آپ کو کیا فکر تھی جو آپ نے اس راہ راست کو منظور نہ کیا۔ خیر اب ازالہ اوہام کے دیکھنا شروع کیجئے لوگ خود دیکھ لیں گے ۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس کارڈ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سلسلہ میں خط وکتابت کو گونہ بند کر دیا تھا۔ اسلئے کہ مولوی محمد حسین صاحب اصل مطلب کی طرف آتے نہ تھے آپ نے اتمام حجت کے لئے اشتہار ۳ مئی ۱۸۹۱ء میں علماء لودہانہ کو خطاب کیا اور اس میں مولوی محمد حسن صاحب کو بھی مخاطب فرمایا مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو آڑ بنا کر پھر خط وکتابت کا سلسلہ شروع کیا ہرچند وہ خطوط مولوی محمد حسن صاحب کے ہاتھ کے تھے لیکن دراصل ان کی تہ میں مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ اور قلم تھا اسلئے جو خطوط اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھے انہیں بھی درج سلسلہ کر دیتا ہوں ؛

مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی ومکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالٰے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز بسر وچشم تحریری گفتگو کے لئے موجود ہے اصول پیش کرنے کو بھی میں مانتا ہوں چند سوال آپ کی طرف سے چند سوال میری طرف سے ہوں اور امر مبحوث عنہ وفات یا حیات مسیح ہوگا۔ کیونکہ اس عاجز کا دعوٰی اسی بنا پر ہے جب بنا ٹوٹ جاویگی تو یہ دعوٰی خود ٹوٹ جاویگا یہ امر دہی ہے ؛

اس وقت بارہ بجے تک مجھے باعث بعض ہنگ کے کاموں کے بالکل فرصت نہیں جمعہ ہے۔ کہ آں مکرم عید کے بعد یعنے شنبہ کے دن کو بحث کے لئے مقرر کریں تا فرصت اور فراغت سے ہر ایک شخص حاضر ہو سکے ؛ خاکسار غلام احمد - ۹ مئی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جناب آپ خوب جانتے ہیں کہ اصلی امر اس بحث میں جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے۔ اور میرے الہام میں بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ الہام یہ ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔ سو پہلا اور اصل امر الہام میں بھی یہی ٹھیرایا گیا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ اب ظاہر ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کر دینگے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہوگا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائیگا کیونکہ خدا تعالٰے نے میرے دعوٰی کی شرط صحت مسیح کا فوت ہونا بیان فرمایا ہے۔ اور بحکم اذا فات الشرط فات المشروط مسیح کی زندگی کے ثبوت سے دوسرا دعوی میرا خود ہی ٹوٹ جائے گا۔ ماسوا اس کے میرے دعوی مثیل مسیح میں کسی پر جبر واکراہ تو نہیں کہ خواہ مخواہ اسکو قبول کرے صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جس پر مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو جائے پھر وہ خدا تعالٰے سے ڈر کر میری صحبت میں رہ کر میرے دعوٰی کی آزمائش کرے اب ظاہر ہے۔ کہ پھر وفات وحیات پر قرعہ پڑا۔ بہر حال یہی امر حقیقی اور طبعی طور پر مبحوث عنہ اور متنازعہ فیہ ٹھہرتا ہے۔ ماسوا اس کے آپ کی غرض دوسری بحث سے جو آپ کے دل میں ہے۔ وہ اس بحث میں بھی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میں اقرار کرتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ مسیح کا زندہ ہونا کلام الٰہی سے ثابت کر دیں گے تو میں اپنے دعوی سے دست بردار ہو جاؤنگا اور الہام کو شیطانی القا سمجھ لونگا۔ اور توبہ کرونگا۔ اب حضرت اس سے زیادہ کیا کہوں خدا تعالٰے آپ کے دل کو آپ سمجھاوے۔ مگر یہ کہ اول قرآن کریم کی رو سے دیکھا جائیگا۔ کہ کس

آیت کو آپ حضرت مسیح ابن مریم کے زندہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور ا
بغیر کسی جرح قدح کے وہ ثبوت آپ کا مسلم ٹھیریگا تو بھلا پھر کس کی مجال ہے کہ اس
انکار کر جائے لیکن اگر قرآن شریف سے آپ ثابت نکریں گے۔ تو پھر آپ کو اختیار ہوگا
بعد تحریری اقرار اس بات کے کہ قرآنی ثبوت پیش کرنے سے ہم عاجز ہیں اور احادیث
صحیحہ غیر متعارضہ کو اس ثبوت کے لئے آپ پیش کریں اور جب آپ ایسا ثبوت دکھلائینگے
تو منصفین ترازوئے انصاف لیکر خود جانچ لیں گے کہ کس حد تک وہ ثبوت بھاری ہے

والسلام علی من اتبع الهدی

راقم میرزا غلام احمد ۹ مئی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولویصاحب سلمہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس عاجز کی گذارش یہ ہے۔ کہ اب فتنہ مخالفت ہر جگہ
بڑھتا جاتا ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب جس جگہ پہنچتے ہیں یہی وعظ شروع کی
ہے۔ کہ یہ شخص ملحد اور دین سے خارج اور کذاب اور دجال ہے میں نے اول نرمی
سے یہ عرض کیا تھا کہ میرا مسیح ہونیکا دعوی مبنی بر الہام ہے اور جو امور محض الہام پر مبنی
ہوں وہ زیر بحث نہیں آسکتے بلکہ خدا تعالی رفتہ رفتہ ان کی سچائی آپ ظاہر کرتا ہے ہاں مسیح
کی وفات یا حیات کا مسئلہ گو میرے الہام کا اصل الاصول ہے مگر باعث ایک
شرعی امر ہونے کے زیر بحث آسکتا ہے۔ اور اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے۔ تو
میرا دعوی مؤخر الذکر خود ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن یہ عرض میری منظور نہیں کی گئی
اور اصل حقیقت کو محرف کر کے منشی سعد اللہ صاحب نے جو چاہا چھپوا دیا اور لوگوں کو
فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کی اور میرے پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ لیلۃ القدر
سے منکر ہیں۔ اور اسکے خلاف اجماع معنے کرتے ہیں اور یہ بھی الزام لگایا گیا ہے۔ کہ ملائکہ

کے وجود سے منکر ہیں اور ملائکہ کو صرف قوتیں سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سارے الزام محض
ستان ہیں یہ عاجز اسی طرح ان سب باتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ جو قال اللہ و قال
رسول سے ثابت ہیں اور سلف صالحین کا گروہ ان کو مانتا ہے سو اس وقت مجھے
بال ہے۔ کہ میرا ہر حال میں خدا ناصر ہے۔ مجھے ہر طرح سے اتمام حجت کرنا چاہئے لہذا
کلف ہوں کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی یہ درخواست بھی منظور کی۔ کہ
سیح موعود میں بحث کیجائے مگر بحث تحریری ہوگی اور تحریر میں کسی دوسرے کا ہرگز
خل نہیں ہوگا کیونکہ اب میں ایک مجبور کی طرح آدمی ہوں میرے ہاتھوں کی طرح کسی
دوسرے کے ہاتھ یہ کام نہیں کرینگے مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے ہاتھ سے لکھیں اور میں
پنے ہاتھ سے لکھونگا اور میانی شرائط کا تصفیہ بحث سے ایک دن پہلے ہو جائے لیکن دس
روز پہلے مجھے خبر ملنی چاہیئے تا لوگ جو شکوک و شبہات میں غرق ہوگئے ہیں ان کو بذریعہ
خطوط و اشتہارات میں بلالوں اور تا اس بحث سے ایک عام نفع مترتب ہو اور ہمیشہ
کا جھگڑا طے ہو جائے۔ آپ پر یہ فرض ہے۔ کہ آپ براہ مہربانی آج محمد حسین صاحب کو
اطلاع دیدیں اور بحث سے دس دن پہلے مجھے بھی مطلع فرماویں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۲۷۔ مئی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولویصاحب سلمہ تعالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
عنایتنامہ پہنچا شرائط مندرجہ ذیل ہونی چاہئیں۔

(۱) جلسہ بحث آپ کے مکان پر ہو اور امن قائم رکھنے کے لئے تمام انتظام آپ کے
ذمہ ہوگا۔ یہ بات قریب یقین کے ہے۔ کہ چھ سات ہزار آدمی تک اس جلسہ میں جمع
ہو جاوینگے ایسا مکان تجویز کرنا آپ کے ہی ذمہ ہوگا میرے نزدیک یہ بات نہایت ضروری
ہوگی کہ کوئی یورپین افسر اس جلسے میں ضرور تشریف رکھتے ہوں کیونکہ اس طرف چند

آدمی اور دوسری طرف صدہا آدمی ہونگے اور اکثر بدزبان اور مکفر ہونگے بغیر حاضری کسی یورپین کے ہرگز انتظام نہیں ہوسکتا لیکن اگر آپکے نزدیک یورپین افسر کی ضرورت نہیں تو اول مجھے اپنی دستخطی تحریر سے مطلع فرماویجئے کہ میں کامل انتظام گروہ مفسد خیال لوگوں کا کرونگا اور ان کا منہ بند رہیگا اور کسی یورپین افسر کی کچھ ضرورت نہیں ہوگی۔ اس صورت میں میں یہ شرط بھی چھوڑ دونگا پھر اس تحریر کے بعد ہر ایک نتیجہ کے آپ ہی ذمہ دار ہونگے۔

(۲) بحث تحریری ہر ایک فریق اپنے ہاتھ سے لکھے اور جو لکھنے سے عاجز ہو وہ اول یہ عذر ظاہر کرکے کہ میں لکھنے سے عاجز ہوں دوسرے سے لکھادیوے کیونکہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا اول درجے پر سند کے لائق ہوتا اور دوسروں کی تحریریں اگرچہ تصدیق کیجائیں مگر پھر بھی اس درجے پر نہیں پہنچتیں۔ کیونکہ ان میں تحریف کاتب کا عذر ہوسکتا ہے۔

(۳) پرچے پانچ ہونے چاہئیں۔ جو صاحب اول لکھے ایک پرچہ زائد ان کا حق ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہوگا۔ چاہیں وہ پہلا پرچہ لکھنا منظور کریں یا اس عاجز کا لکھنا منظور رکھیں جس طرح پسند کریں مجھے منظور ہے۔

(۴) ہر ایک پرچہ فریقین کی ایک ایک نقل بعد دستخط صاحب راقم فریق ثانی کو اسی وقت بلا توقف دیجاوے اور پھر جلسہ عام میں وہ پرچہ بآواز بلند سنا دیا جاوے۔

(۵) اس بحث میں تقریراً یا تحریراً کسی تیسرے آدمی کا ہرگز دخل نہ ہو۔ نہ تصریحاً نہ اشارتاً نہ کنایتہً اور جلسہ بحث میں کسی کتاب سے مدد نہ لی جائے۔ بلکہ جو کچھ فریقین کو زبانی یاد ہے وہی لکھا جاوے۔ تا تکلف اور تصنع کو اس میں دخل نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی فریق ظاہر کرے۔ کہ میں بغیر کتابوں کے کچھ لکھ نہیں سکتا تو پہلے یہ تحریری اقرار اپنی عجز بیانی کا دیکر پھر اس کتاب سے مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

۶۔ اگر کوئی فریق بعض امور تمہیدی قبل از اصل بحث پیش کرنا چاہے تو فریق ثانی کو بھی اختیار ہوگا کہ ایسے ہی امور تمہیدی وہ بھی پیش کرے مگر دونوں کی طرف سے یہ تمہیدی امور ایک ایک پرچہ تحریری طور پر پیش ہونگے ایسے پرچہ کی نسبت فریقین کو اختیار ہوگا

خط بخدمت شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابو سعید بٹالوی

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے فتوی تکفیر کی وجہ سے جس کا یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے اس خط میں سلام مسنون یعنی السلام علیکم سے ابتدا نہیں کرسکا لیکن چونکہ آپ کی نسبت ایک منذر الہام مجھ کو ہوا اور چند مسلمانوں بھائیوں نے بھی مجھ کو آپ کی نسبت ایسی خوابیں سنائیں جن کی وجہ سے میں آپ کے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا بسبب بوجہ آپکے ان حقوق کے جو بنی نوع کو اپنے نوع انسان سے ہوتے ہیں اور نیز بوجہ آپ کی ہم وطنی اور قرب وجوار کے میرا رحم آپ کی اس حالت پر بہت جنبش میں آیا اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے آپکی حالت پر نہایت رحم ہے اور ڈرتا ہوں کہ آپکو وہ امور پیش نہ آجائیں جو ہمیشہ صادقوں کے مکذبوں کو پیش آتے رہے ہیں اسی وجہ سے میں آج رات کو سوچتا سوچتا ایک گرداب تفکر میں پڑ گیا کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کروں آخر مجھے دل کے فتوے نے یہی صلاح دی کہ پھر دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھوں کیا تعجب کہ اسی تقریب سے خدا تعالیٰ آپ پر فضل کردیوے اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے سو عزیز من آپ خدا تعالیٰ کی رحمت سے نومید نہ ہوں وہ بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ

گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی لیکن اللہ جل شانہ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہو گیا اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالےٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اس گاؤں میں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتداء سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالےٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔

اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے کہ یہ دعوےٰ کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف ہے تو اس کے جواب میں بادب عرض کرتا ہوں کہ یہ خیال محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل میں ہے اگر آپ مولویانہ جنگ و جدال کو ترک کر کے چند روز طالب حق بن کر میرے پاس رہیں تو امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کی غلطیاں نکال دیگا اور مطمئن کر دیگا اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہیں تو آپ جانتے ہیں کہ پھر آخری علاج فیصلہ آسمانی ہے۔ مجھے اجمالی طور پر آپ کی نسبت کچھ معلوم ہوا ہے اگر آپ چاہیں تو میں چند روز توجہ کر کے اور تفصیل پر بفضلہ تعالےٰ اطلاع پا کر چند اخباروں میں شائع کر دوں
اس کے شائع کرنے کے لئے آپ کی خاص تحریر سے مجھ کو اجازت ہونی چاہیئے میں اس خط کو محض آپ پر رحم کر کے لکھتا ہوں اور بہ ثبت شہادت چند کس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں اور آخر دعا پر ختم کرتا ہوں ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپورہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۰ء

گواہان حاشیہ

(۱) خدا بخش اتالیق نواب صاحب (۲) عبد الکریم سیالکوٹی (۳) قاضی ضیاء الدین ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ (۴) مولوی نور الدین (۵) محمد احسن امروہی (۶) شادی خان ملازم سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر (۷) ظفر احمد کپورتھلی (۸) عبد اللہ سنوری (۹) عبد العزیز دہلوی (۱۰) علی گوہر جالندھری (۱۱) فضل الدین حکیم بھیروی (۱۲) حافظ محمد صاحب پشاوری (۱۳) حکیم محمد اشرف علی ہاشمی خطیب بٹالہ (۱۴) عبد الرحمن برادر زادہ مولوی نور الدین (۱۵) محمد اکبر ساکن بٹالہ (۱۶) قطب الدین ساکن بدوملی۔

اس عاجز کے خط مندرجہ بالا کے جواب میں جو شیخ بٹالوی صاحب کا خط آیا وہ ذیل میں مع جواب الجواب درج کیا جاتا ہے لیکن چونکہ وہ جواب الجواب اس طرف سے بٹالوی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے اس میں ان کی تمام بدزبانیات و بہتانات کا جواب نہیں ہے جو ان کے خط میں درج ہیں اور ممکن ہے کہ ان کا خط پڑھنے والے ان افتراؤں سے بے خبر ہوں جو اس خط میں دھوکہ دینے کی غرض سے درج ہیں لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس خط کی تحریر سے پہلے شیخ صاحب کے بعض افتراؤں اور لافوں اور بہتانوں کا جواب دیں سو بطور قولہ و اقول ذیل میں جواب درج کیا جاتا ہے

قولہ۔ میں قرآن اور پہلی کتابوں اور دین اسلام اور پہلے دینوں کو اور نبی آخر الزمان اور پہلے نبیوں کو سچا جانتا ہوں اور مانتا ہوں اور اس کا لازمہ اور شرط ہے کہ آپ کو جھوٹا جانوں

اقول۔ شیخ صاحب اگر آپ قرآن کو سچا جانتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق مانتے تو مجھ کو کافر نہ ٹھہراتے کیا قرآن کریم اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ماننے کے یہی معنی ہیں کہ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور اسلام میں

مناجات مجدد کہتا اور بدل وجان اللہ اور اسکے رسول کی راہ میں فدا ہے اسکو آپ کافر بلکہ اکفر ٹھہراتے ہیں اور دائمی جہنم اس کے لئے تجویز کرتے ہیں اس پر لعنت بھیجتے ہیں اسکو دجال کہتے ہیں اور اسکو قتل کرنا اور اسکے مال کو بطور سرقہ لینا سب جائز قرار دیتے ہیں رہے وہ کلمات اس عاجز کے جن کو آپ کلمات کفر ٹھہراتے ہیں اُن کا جواب اس رسالہ میں موجود ہے ہر ایک منصف خود پڑھ لیگا اور آپ کی دیانت اور آپ کا فہم قرآن اور فہم حدیث اُس سے بخوبی ظاہر ہو گیا ہے علیحدہ لکھنے کی حاجت نہیں۔

قولہ۔ عقائد باطلہ مخالف دین اسلام و ادیان سابقہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپکی سرشت کا ایک جزو ہے

اقول۔ شیخ صاحب جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو اول تو وہ جرات کر کے اپنے بھائی پر بلے تحقیق کامل کسی فسق اور کفر کا الزام نہیں لگاتا اور اگر لگا دے تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے پس اگر آپ ان دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں، تو آپ کو اُس خداوند ذو الجلال کی قسم ہے جسکی قسم دینے پر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے کہ آپ حسب خیال اپنے یہ دونوں قسم کا خبث اس عاجز میں ثابت کر کے دکھلاویں یعنے اول یہ کہ میں مخالف دین اسلام اور کافر ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا شیوہ جھوٹ بولنا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی رویا میں صادق تر وہی ہوتا ہے جو اپنی باتوں میں صادق تر ہوتا ہے اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صادق کی یہ نشانی ٹھہرائی ہے کہ اسکی خوابوں پر سچ کا غلبہ ہوتا ہے اور ابھی آپ دعوے کر چکے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں پس اگر آپنے یہ بات نفاق سے نہیں کہی اور آپ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول میں سچے ہیں تو آؤ ہم اور تم اس طریق سے ایک دوسرے کو آزمالیں کہ موجب اس

حکم کے کون صادق ثابت ہوتا ہے اور کس کی سرشت میں جھوٹ ہے اور ایسا ہی اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا یعنی یہ مومنوں کا ایک خاصہ ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے اُن کی خوابیں سچی نکلتی ہیں اور آپ ابھی دعوے کر چکے ہیں کہ میں قران پر بھی ایمان لاتا ہوں بہت خوب آؤ قران کریم کے رُو سے بھی آزمالیں کہ مومن ہونے کی نشانی کس میں ہے یہ دونوں آزمائشیں یوں ہوسکتی ہیں کہ بٹالہ یا لاہور یا امرتسر میں ایک مجلس مقرر کر کے فریقین کے شواہد رویا ان میں حاضر ہو جائیں اور پھر جو شخص ہم دونوں میں سے یقینی اور قطعی ثبوتوں کے ذریعہ سے اپنی خوابوں میں اصدق ثابت ہو اس کے مخالف کا نام کذّاب اور دجال اور کافر اور اکفر اور ملعون یا جو نام تجویز ہوں اُسی وقت اسکو یہ تمغہ پہنایا جائے اور اگر آپ گذشتہ کے ثبوت سے عاجز ہوں تو میں قبول کرتا ہوں بلکہ چھ ماہ تک آپ کو رخصت دیتا ہوں کہ آپ چند اخباروں میں اپنی ایسی خوابیں درج کرادیں جو امور غیبیہ پر مشتمل ہوں اور میں نہ صرف اسی پر کفایت کروں گا کہ گذشتہ کا آپ کو ثبوت دوں بلکہ آپکے مقابل پر بھی انشاءاللہ القدیر اپنی خوابیں درج کراؤں گا اور جیسا کہ آپ کا دعوے ہے کہ میں قران اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں یہی میرا دعوے ہے کہ میں بدل وجان اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس پیاری کتاب قران کریم پر ایمان رکھتا ہوں اب اس نشانی سے آزمایا جائیگا کہ اپنے دعوی میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اگر میں اس علامت کے رو سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قران کریم نے قرار دی ہے مغلوب رہا تو پھر آپ سچے رہیں گے اور میں بقول آپکے کافر دجال بے ایمان۔ شیطان اور کذاب اور مفتری ٹھہروں گا اور اس صورت میں آپکے وہ تمام ظنون فاسدہ درست اور برحق ہوں گے کہ گویا میں نے براہین احمدیہ میں فریب کیا اور لوگوں کا روپیہ کھایا اور دعا کی قبولیت کے وعدہ پر لوگوں کا مال خورد برد کیا اور حرام خوری میں زندگی

بسرکی اگر خدا تعالیٰ کی اس عنایت نے جو مومنوں اور صادقوں اور راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہے مجھ کو سچا کر دیا تو پھر آپ فرماویں کہ یہ تمام اسوقت آپکی مولویانہ شان کے سزاوار ٹھہریں گے یا اسوقت بھی کوئی کنارہ کشی کا راہ آپ کے لئے باقی رہے گا آپنے مجھ کو بہت دُکھ دیا اور ستایا میں صبر کرتا گیا مگر آپ نے ذرہ اس ذات قدیر کا خوف نہ کیا جو آپ کی نیت سے واقف ہے اس نے مجھے بطور پیشگوئی آپکے حق میں اور پھر آپکے ہم خیال لوگوں کے حق میں خبر دی کہ انی مھین من اراد اھانتک یعنی میں اسکو خوار کروں گا جو تیرے خوار کرنے کی فکر میں ہے

سو یقیناً سمجھو کہ اب وہ وقت نزدیک ہے جو خدا تعالیٰ ان تمام بہتانات میں آپ کا دروغگو ہونا ثابت کرے گا اور جو بہتان تراش اور مفتری لوگوں کو ذلتیں اور ندامتیں پیش آتی ہیں اُن تمام ذلتوں کی مار آپ پر ڈالے گا آپ کا دعوٰے ہے کہ میں قرآن کریم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں پس اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آزمائش کے لیے **میدان** میں آویں تا خدا تعالےٰ ہمارا اور تمہارا خود فیصلہ کرے اور جو کاذب اور دجال ہے رسوا ہو جائے اور میرے دل سے اسوقت **حق** کی تائید کے لئے ایک بات نکلتی ہے اور میں اسکو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ القا ربّی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپنے مجھے کافر ٹھہرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب **آپکو** اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ بالا میرے **مقابلہ** پر فی الفور آجاؤ تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رو سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے اور اگر اس تبلیغ کے بعد ہم دونوں میں سے کوئی شخص متخلف رہا اور باوجو واشد غلو اور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق کے میدان میں نہ آیا اور **شغال** کی طرح دُم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق

ہوگا

(۱) لعنت

(۲) لعنت

(۳) لعنت

(۴) لعنت

(۵) لعنت

(۶) لعنت

(۷) لعنت

(۸) لعنت

(۹) لعنت

(۱۰) لعنت

تلک عشرۃ کاملۃ

یہ وہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ آپ کر دے گا کیونکہ اسکا وعدہ ہے کہ مومن ہمیشہ غالب رہے گا چنانچہ وہ خود فرماتا ہے۔ لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومن پر راہ پائے اور نیز فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا **یعنی اے مومنو اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا تعالےٰ ایک فرق رکھ دیگا۔ وہ فرق کیا ہے کہ تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائیگا یعنی** نور الہام اور نور اجابت دعا اور نور کرامات اصطفا

اب ظاہر ہے کہ جس نے جھوٹ کو بھی ترک نہیں کیا وہ کیونکر خدا تعالےٰ کے آگے متقی ٹھہر سکتا ہے اور کیونکر اس کرامات صادر ہو سکتی ہیں غرض اس طریق سے ہم دونوں کی حقیقت مخفی کھل جائے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ کون میدان میں آتا ہے اور کون بموجب آیت کریمہ لھم البشریٰ۔ اور حدیث

نبوی اهدنا قلمہ صدیقا کے صادق ثابت ہوتا ہے سہذا ایک اور بات بھی ذریعہ آزمایش
صادق ہو جاتی ہے جسکو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی انسان کسی
ایسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے کہ اسوقت بجز کذب کے اور کوئی حیلہ رہائی اور کامیابی کا اسکو
نظر نہیں آتا تب اسوقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اسکی سرشت میں صدق ہے یا کذب اور آیا
اس نازک وقت میں اسکی زبان پر صدق جاری ہوتا ہے یا اپنی جان اور آبرو اور
مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے اس قسم کے نمونے بھی عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے
ہیں جنکا مفصل بیان کرنا موجب تطویل ہے تاہم تین نمونے اس غرض سے پیش کرتا
ہوں کہ اگر اُن کے برابر بھی کبھی آپکو آزمایش صدق کے موقع پیش آئے ہیں تو آپ
کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ آپ اُن کو مع ثبوت اُن کے ضرور شائع کریں تا معلوم ہو کہ
آپ کا صرف دعوی نہیں بلکہ امتحان اور بلا کے شکنجہ میں بھی آکر آپنے صدق نہیں چھوڑا توڑا ازان
جملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ صاحب
لاہوری نے شرکا ملکیت قادیان سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ
دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کر دیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ اُن شرکا کو ملکیت
سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہو چکی تھی
اور میرے والد صاحب نے تن تنہا مقدمات کر کے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کے
بازیافت کے لئے آٹھ ہزار کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا تھا وہ شرکا ایک پیسہ کے بھی
شریک نہیں تھے سو ان مقدمات کے اثنا میں جب میں نے فتح کے لئے دعا کی تو یہ
الہام ہوا کہ اُجیب کل دعائک الا فی شرکائک یعنی میں تیری ہر یک دعا قبول کروں گا مگر
شرکا کے بارے میں نہیں سو میں نے اس الہام کو پا کر اپنے بھائی اور تمام زن و مرد عزیزوں کو
جمع کیا جو اُن میں سے بعض اب تک زندہ ہیں اور کھول کر کہہ دیا کہ شرکا کے ساتھ مقدمہ مت
کرو یہ خلافِ مرضی حق ہے مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے لیکن میری طرف
سے ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھانے کے لئے استقامت ظاہر ہوئی اس کے وہ سب جو
اب دشمن ہیں گواہ ہیں چونکہ تمام کاروبار زمینداری میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا اس

لئے میں نے بار بار ان کو سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور آخر نقصان اٹھایا۔
ازان جملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ تخمیناً پندرہ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ
ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس
کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا۔ اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار
بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں
طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا تھا چونکہ خط میں ایسے الفاظ
تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا۔ اور مضمون
کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفت کیوجہ سے افروختہ ہوا
اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک
جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے
رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس
عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رؤیا میں اللہ تعالیٰ
نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ کو بھیجا ہے اور
میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات
کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی
نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آسکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں صدر گورداسپور
میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلا سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا۔ انہوں نے یہی مشورہ
دیا کہ بجز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار
دیدو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیا رام نے خود ڈالدیا ہوگا۔ اور
نیز بطور تسلی دے کر کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت سے فیصلہ ہو جائیگا
اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت
مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں۔ مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی
حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔
تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا

اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور جب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانجات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں۔ جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا۔ تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت یہ سنکر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے ۔

ازانجملہ ایک نمونہ یہ ہے کہ میرے بیٹے سلطان احمد نے ایک ہندو پر بمقام بٹالہ نالش کی کہ اس نے ہماری زمین پر مکان بنا لیا ہے اور مسماری مکان کا دعویٰ تھا اور ترتیب مقدمہ میں ایک امر خلاف واقعہ تھا۔ جس کے ثبوت سے وہ مقدمہ ڈسمس ہونے کے لائق ٹھہرتا تھا اور مقدمہ کے ڈسمس ہونے کی حالت میں نہ صرف سلطان احمد کو بلکہ مجھ کو بھی نقصان تلف ملکیت اٹھانا پڑتا تھا تب

فریق مخالف نے موقعہ پا کر میری گواہی لکھا دی اور میں بٹالہ میں گیا اور بابو فتح الدین سب پوسٹ ماسٹر کے مکان پر جو تحصیل بٹالہ کے پاس ہے جا ٹھہرا۔ اور مقدمہ ایک ہندو منصف کے پاس تھا۔ جس کا اب نام یاد نہیں رہا۔ مگر ایک پاؤں سے لنگڑا بھی تھا اس وقت سلطان احمد کا وکیل میرے پاس آیا کہ اب وقت پیشی مقدمہ ہے۔ آپ کیا اظہار دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ اظہار دوں گا جو واقعی امر اور سچ ہے تب اس نے کہا کہ پھر آپ کے کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں تا مقدمہ سے دستبردار ہو جاؤں۔ سو وہ مقدمہ میں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایت صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا۔ اور راست گوئی کو ابتغاءً لمرضات اللہ مقدم رکھکر مالی نقصان کو ہیچ سمجھا۔ یہ آخری دو نمونے بھی بے ثبوت نہیں پہلے واقعہ کا گواہ شیخ علی احمد وکیل گورداسپور اور سردار محمد حیات خان صاحب سی ایس۔ آئی ہیں اور نیز مثل مقدمہ دفتر گورداسپور میں موجود ہوگی اور دوسرے واقعہ کا گواہ بابو فتح الدین اور خود وکیل جس کا اس وقت مجھ کو نام یاد نہیں اور نیز وہ منصف جس کا ذکر کر چکا ہوں جو اب شاید لدھیانہ میں بدل گیا ہے غالباً اس مقدمہ کو سات برس کے قریب گذرا ہوگا ہاں یاد آیا اس مقدمہ کا ایک گواہ نبی بخش پٹواری بٹالہ بھی ہے۔

اب اے حضرت شیخ صاحب اگر آپ کے پاس بھی اس درجہ ابتلا کی کوئی نظیر ہو جس میں آپ کی جان وابرو اور مال راست گوئی کی حالت میں برباد ہوتا آپ کو دکھائی دیا ہو اور آپ نے سچ کو نہ چھوڑا ہو اور مال اور جان کی کچھ پرواہ نہ کی ہو۔ تو للہ وہ واقعہ اپنا معہ اس کے کامل ثبوت کے پیش کیجئے۔ ورنہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس زمانہ کے اکثر ملا اور مولویوں کی باتیں ہی باتیں ہیں ورنہ ایک پیسہ پر ایمان بیچنے کو طیار ہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مولویوں کو بدترین خلائق بیان فرمایا ہے اور آپ کے مجدد صاحب نواب صدیق حسن خان مرحوم حج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے سو ایسے مولویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلعم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہوگا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہی مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے ہو یا نہیں یا ان کو معلوم ہوگا جو آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔

جو شخص ابتلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔

آپ کی ان بیہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کہ آپ لکھتے ہو کہ تم مختاری اور مقدمہ بازی کا کام کرتے رہے ہو آپ ان افتراؤں سے باز آجائیں آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ عاجز ان پیشوں میں کبھی نہیں پڑا کہ دوسروں کے مقدمات عدالتوں میں کرتا پھرے۔ ہاں والد صاحب کے زمانہ میں اکثر دکلاء کی معرفت اپنے زمینداری کے مقدمات ہوتے تھے اور کبھی ضرورتاً مجھے آپ ہی جانا پڑتا تھا۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ وہ جھوٹے مقدمات ہوں گے ایک شیطنت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے کیا ہر یک نالش کرنے والا ضرور جھوٹا مقدمہ کرتا ہے یا ضرور جھوٹ ہی کہتا ہے۔

اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی کیا جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے یا اپنے حقوق کے طلب کے لئے عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اس کو ضرور جھوٹ بولنا پڑتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جس کو خدا تعالیٰ نے قوت صدق عطا کی ہو اور سچ سے محبت رکھتا ہو۔ وہ بالطبع دروغ سے نفرت رکھتا ہے اور جب کوئی دنیوی فائدہ جھوٹ بولنے پر ہی موقوف ہو تو اس فائدہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ نجاست خوار انسان ہر یک انسان کو نجاست خوار ہی سمجھتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ بغیر جھوٹ بولنے کے عدالتوں میں مقدمہ نہیں کر سکتے۔ سو یہ قول ان کا اس حالت میں سچا ہے کہ جب ایک مقدمہ باز کسی حالت میں اپنے نقصان کا روادار نہ ہو اور خواہ مخواہ ہر یک مقدمہ میں کامیاب ہونا چاہے مگر جو شخص صدق کو بہر حال مقدم رکھے وہ کیوں ایسا کریگا جب کسی نے اپنا نقصان گوارا کر لیا تو پھر وہ کیوں کذب کا محتاج ہوگا۔

اب یہ بھی واضح رہے کہ یہ سچ ہے کہ والد مرحوم کے وقت میں مجھے بعض اپنے زمینداری معاملات کے حق رسی کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا تھا مگر والد صاحب کے مقدمات صرف اس قسم کے ہوتے تھے۔

کہ بعض اسامیان جو اپنے ذمہ کچھ باقی رکھ لیتی تھیں یا کبھی بلا اجازت کوئی

درخت کاٹ لیتی تھیں یا بعض دیہات کے نمبرداروں سے تعلقداری کے حقوق بذریعہ عدالت وصول کرنے پڑتے تھے اور وہ سب مقدمات بوجہ اس حسن انتظام کے کہ محاسب دیہات یعنے پٹواری کی شہادت اکثر ان میں کافی ہوتی تھی پیچیدہ نہیں ہوتی تھی اور دروغگوئی کو ان سے کچھ تعلق نہیں تھا۔ کیونکہ تحریرات سرکاری پر فیصلہ ہوتا تھا۔ اور چونکہ اس زمانہ میں زمین کی بیقدری تھی۔ اس لئے ہمیشہ زمینداری میں خسارہ اٹھانا پڑتا اور بسا اوقات کم مقدمات کا کاشتکاروں کے مقابل پر خود نقصان اٹھا کر رعایت کرنی پڑتی تھی اور عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ ایک دیانتدار زمیندار اپنے کاشتکاروں سے ایسے برتاؤ رکھ سکتا ہے جو بحیثیت پورے متقی اور کامل پرہیزگار کے ہو اور زمینداری اور نکوکاری میں کوئی حقیقی مخالفت اور ضد با این ہمہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد کبھی میں نے بجز اس خط کے مقدمہ کے جس کا ذکر کر چکا ہوں کوئی مقدمہ کیا ہو اگر میں مقدمہ کرنے سے بالطبع متنفر نہ ہوتا میں والد صاحب کے انتقال کے بعد جو پندرہ سال کا عرصہ گذر گیا آزادی سے مقدمات کیا کرتا اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان مقدمات کا صاحبوں کے مقدمات پر قیاس کرنا کور باطن آدمیوں کا کام ہے۔ ہم اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ کئی پشت سے میرے خاندان میں زمینداری چلی آئی ہے اور اب بھی ہے اور زمیندار کو ضرورتاً کبھی مقدمہ کی حاجت پڑتی ہے مگر یہ امر ایک منصف مزاج کی نظر میں جرح کا محل نہیں ٹھہر سکتا۔ حدیثوں کو پڑھو کہ وہ آخری زمانہ میں آنے والا اور اس زمانہ میں آنے والا کہ جب قریش سے بادشاہی جاتی رہی ہوگی اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک تفرقہ اور پریشانی میں پڑی ہوئی ہوگی۔ زمیندار ہوگا اور مجھ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ **میں ہوں** احادیث نبویہ میں صاف لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک مؤید دین و ملت پیدا ہوگا اور اس کی یہ علامت ہوگی کہ وہ حارث ہوگا یعنی زمیندار ہوگا۔

اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اس کو قبول کر لیوے اور اس کی مدد کرے۔ اب سوچو کہ زمیندار ہونا تو میرے صدق کی ایک علامت ہے نہ جائے جرح اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول کرنے کے لئے حکم ہے نہ رد کرنے کے لئے چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

ہاں مقدمہ بازی آپ کے والد صاحب کی جانب سے جو ہو تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں
کہ انگریزی عملداری میں اکثر سود خواروں کی مختار کاری میں ان کی عمر بسر ہوئی اور جس طرح بن پڑا انہوں
نے بعض لوگوں کے مقدمے مختارانہ پہلے گو وہ قانونی طور پر مختار نہ وکیل بلکہ فیل شدہ بھی نہیں
مگر پیٹ بھرنے کے لئے سب کچھ کیا لیکن یہ عاجز تو بجز اپنی زمینداری کے مقدمات کے جن میں
اکثر آپ کے والد صاحب جیسے بلکہ عزت اور لیاقت میں ان سے بڑھ کر مختار ہی کئے
ہوئے ہوتے تھے دوسروں کے مقدمات سے بھی کچھ غرض نہیں رکھتا تھا اور مجھ کو یاد ہے
بلکہ آپ کو بھی یاد ہوگا کہ ایک دفعہ آپ کے والد صاحب نے بمقام بٹالہ میں حضرت
مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں اپنی تمنا ظاہر کی تھی کہ مجھ کو بعض مقدمات کے لئے
نوکر رکھا جاوے تا بطور مختار عدالتوں میں جاؤں مگر چونکہ زمینداری مقدمات
کی پیروی کی ان میں لیاقت نہیں تھی۔ اس لئے عذر کر دیا گیا تھا۔

قولہ: آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی یعنے جھوٹ بولا۔

اقول: آپ اپنے سفلہ پنے سے باز نہیں آتے خدا جانے آپ کس خمیر کے ہیں۔
اس پیشگوئی میں کونسی دروغ کی بات نکلی اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ پیشگوئی کے بعد
ایک لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو کیا آپ یہ ثبوت دے سکتے ہیں کہ کسی الہام میں یہ مضمون درج
تھا کہ وہ موعود لڑکا وہی ہے اگر دے سکتے ہیں تو وہ الہام پیش کریں یاد رہے کہ
ایسا کوئی الہام نہیں۔ ہاں اگر میں نے اجتہادی طور پر کہا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی موعود
لڑکا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ الہام غلط نکلا آپ کو معلوم نہیں کہ کبھی
ملہم اپنے الہام میں اجتہاد بھی کرتا ہے اور کبھی وہ اجتہاد خطا بھی جاتا ہے مگر اس سے
الہام کی وقعت اور عظمت میں فرق نہیں آتا صد ہا مرتبہ ہر ایک کو اتفاق پیش آتا ہے کہ
ایک خواب تو سچی ہوتی ہے مگر تعبیر میں غلطی ہو جاتی ہے یہ ہدایت اور یہ معرفت کا دقیقہ تو تمام قرآن کریم
میں بیان کیا گیا ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھیں رکھتی ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ آج تو آپ نے مجھ پر
اعتراض کیا کبھی ایسا نہ ہو کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کر دیں اور کہیں کہ آنجناب
نے جس وحی کی تصدیق کے لئے یعنے طواف کی غرض سے دو سو کوس کا سفر اختیار کیا تھا
وہ طواف اس سال نہ ہو سکا اور اجتہادی غلطی ثابت ہوئی افسوس کہ فرط تعصب سے

فدہب قبلی کی حدیث بھی آپکو بھول گئی مجھے تو آپ کے انجام کا فکر لگا ہوا ہے دیکھیں کہ
کہاں تک نوبت پہنچتی ہے۔

اور لڑکی کی پیشگوئی تو حق ہے ضرور پوری ہوگی۔ اور آپ جیسے منکروں کو خدا تعالیٰ
رسوا کریگا۔ اے دشمن حق جبکہ تمام پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت
بھی ہونگے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا تو پھر آپ
کا اعتراض اس بات پر کھلی کھلی دلیل ہے کہ آپ کا باطن مسخ شدہ ہے۔ یہ تو
یہودیوں کے علماء کا آپ نے نقشہ اتار دیا اب آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

قولہ: اس سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ بولنے میں دلیر ہو وہ خدا پر
جھوٹ بولنے سے کیونکر رک سکتا ہے۔

اقول: ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی فطرت ان الزامات سے خالی نہیں جن کو آپ کے
والد صاحب جن کے بعض خطوط آپکی فطرت اور آپ کے اوصاف حمیدہ کے متعلق میرے پاس بھی
غالباً کسی بستہ میں پڑے ہوئے ہونگے زبان زد و مشہور کر گئے ہیں۔ اے نیک بخت اول
ثابت تو کیا ہوتا کہ فلاں فلاں شخص کے روبرو اس عاجز نے کبھی جھوٹ بولا تھا اپنے التزام صدق
کے جو میں نے نظیریں پیش کی ہیں ان کے مقابل پر پہلا کوئی نظیر پیش کرو تا آپ کا منہ اس
لائق ٹھہرے کہ آپ اس شخص کی نکتہ چینی کر سکو جو سخت امتحان کے وقت صادق نکلا۔
اور صدق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ میں حیران ہوں کہ کونسا جن آپ کے سر پر سوار
ہے جو آپ کی پردہ دری کرا رہا ہے۔

آخر میں یہ بھی آپکو یاد رہے کہ یہ آپ کا سراسر افترا ہے کہ الہام کلب یموت
علی کلب کو اپنے اوپر وارد کر رہے ہیں۔ میں نے ہرگز کسی کے پاس یہ نہیں کہا کہ اس
کا مصداق آپ ہیں اور جو بعض درشت کلمات کی آپ شکایت کرتے ہیں یہ بھی بیجا ہے
آپ کی سخت بدزبانیوں کے جواب میں آپ کے کافر ٹھہرانے کے بعد آپ
کے دجال اور شیطان اور کذاب کہنے کے بعد اگر ہم نے آپ کی موجودہ
حالت کے مناسب آپ کو کچھ حق حق کہہ دیا۔ . . . .

. . . .

توکیا برا کیا آخر ما غلط علیہم کا بھی تو ایک وقت ہے۔
آپ کا یہ خیال کہ گویا یہ عاجز براہین احمدیہ کے فروخت میں دس ہزار روپیہ لوگوں
سے لیکر خورد برد کر گیا ہے یہ اس شیطان نے آپکو سبق دیا ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ
رہتا ہے آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ میری نیت میں براہین کا طبع کرنا نہیں اگر براہین طبع
ہو کر شایع ہو گئی تو اس دن شرم کا تقاضا نہیں ہو گا۔ کہ آپ غرق ہو جائیں ہر یک دیر بدظنی
پر مبنی نہیں ہو سکتی اور میں نے تو اشتہار بھی دیدیا تھا کہ ہر ایک مستعجل اپنا روپیہ واپس لے
سکتا ہے اور بہت سا روپیہ واپس بھی کر دیا۔ قرآن کریم جس کی خلق اللہ کو بہت
ضرورت تھی اور لوح محفوظ میں قدیم سے جمع تھا تیئیس سال میں نازل ہوا اور آپ
جیسے بدظنیوں کے مارے ہوئے اعتراض کرتے رہے کہ لولا انزل علیہ القرآن
جملۃ واحدۃ ۔

قولہ۔ جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰے مشتہر کیا ہے اس دن سے آپ
کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی تصنیف جھوٹ سے خالی نہیں۔

اقول:۔ اے شیخ نامہ سیاہ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں اور کیا لکھوں
خداتعالیٰ تجھ کو آپ ہی جواب دیوے کہ اب تو حد سے بڑھ گیا۔ **اے بدقسمت انسان**
ان بہتانوں کے ساتھ کب تک جیئیگا کب تک تو اس لڑائی میں جو خداتعالیٰ سے لڑ رہا ہے موت
سے بچتا رہے گا اگر مجھ کو تو نے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغگو سمجھا تو یہ کچھ نئی
بات نہیں آپ کے ہم خصلت ابوجہل اور ابولہب بھی خداتعالیٰ کے نبی صادق کو کذاب
جانتے تھے انسان جب فرط تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے تو صادق کی ہر ایک بات اس کو
کذب ہی معلوم ہوتی ہے لیکن خداتعالیٰ صادق کا انجام بخیر کرتا ہے اور کاذب کے نقش
ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔

قولہ۔ بحر آپ نے بحث سے گریز کر کے انواع اتہام اور اکاذیب کا اشتہار دیا۔

اقول۔ یہ سب آپ کے دروغ بے فروغ ہیں جو باعث تقاضاء فطرت بے اختیار
آپکے منہ سے نکل رہے ہیں ورنہ جو لوگ میری اور آپ کی تحریروں کو غور سے دیکھتے
ہیں وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اتہام اور کذب اور گریز اس عاجز کا خاصہ ہے یا خود آپ ہی کا

چالاکی کی باتیں اگر آپ نہ کریں تو اور کون کرے ایک تو قانون گو شیخ ہوئے دوسرے چار
حرف پڑھنے کا دماغ میں کیڑا اگر خوب یاد رکھو وہ دن آتا ہے کہ خود خداوند تعالیٰ ظاہر کر دیگا
کہ ہم دونوں میں کون کاذب اور مفتری ہے اور خدا کی نظر میں ذلیل اور رسوا ہے اور کس
کی خداوند کریم آسمانی تائیدات سے عزت ظاہر کرتا ہے۔ ذرہ صبر کرو اور انجام
کو دیکھو۔

قولہ۔ آپ میں رحمت اور ہمدردی کا شمہ اثر بھی ہوتا تو جس وقت میں نے آپ کے
دعوٰی مسیحائی سے اپنا خلاف ظاہر کیا تھا۔ آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے۔ یا غریب
خانہ پر قدم رنجہ فرماتے۔

اقول:۔ اے حضرت آپکو آنے سے کس نے منع کیا تھا یا میری ڈیوڑھی پر دربان تھے
جنہوں نے اندر آنے سے روک دیا پہلے اس سے آپ پوچھ پوچھ کر آیا کرتے تھے
آپ کے والد صاحب بھی بیماری کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتان خیزان میرے
پاس آجاتے تھے۔ پھر آپ کو نئی روک کونسی پیش آگئی تھی اور جبکہ آپ اپنے ذاتی بخل
اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں چھوڑنے والے
نہیں تھے۔ تو میں آپ کو مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔ ہاں میں نے
آپ کے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا۔ کیونکہ میں نے آپ کی مزاج میں کبر اور
نخوت کا مادہ معلوم کر لیا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا کہ آپ کو ایک مسہل
دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپ کے اندر سے باستیفا نکال دیا
جائے سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی خدا جانے کس غضب کا مادہ
آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے اور اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدزبانی پر
بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر پر بہرحال
صبر کر سکتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے پیرایہ درشتی آپ کی
بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادہ خبث کا جو مولویت کے باطل
تصور سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے وہ بکلی نکل
جائے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ جانتا ہے کہ میں اعلیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتا

ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلید آدمی ہیں جن کو حقائق اور معارف کے کوچہ کی طرف ذرہ بھی گذر نہیں اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو ہلاک ہی کر دیا ہے جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور دماغ سے غرور کا کیڑا نہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں نہ دین کی۔ آپ کا بڑا دوست وہ ہوگا جو اس کوشش میں لگا ہے جو آپ کی جہالتیں اور نخوتیں آپ پر ثابت کرے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس بات پر ناز ہے۔

شرمناک فطرت کے ساتھ اور اس موٹی سمجھ اور سطحی خیال پر یہ تکبر اور یہ ناز نعوذ باللہ من ھذہ الجہالۃ والحمق وترک الحیاء والسخافۃ والضلالۃ۔

اور آپ کا یہ خیال کہ میں نے اب فساد کے لئے خط بھیجا ہے تا کہ بٹالہ کے مسلمانوں میں پھوٹ پھیلے۔ عزیز من یہ آپ کے فطرتی توہمات ہیں۔ میں نے پھوٹ کے لئے نہیں بلکہ آپ کی حالت زار پر رحم کر کے خط بھیجا تھا تا آپ تحت الثریٰ میں نہ گر جائیں اور قبل از موت حق کو سمجھ لیں۔ مسلمانوں میں تفرقہ اور فتنہ ڈالنا تو آپ ہی کا شیوہ ہے یہی تو آپ کا مذہب اور طریق ہے جس کی وجہ سے آپ نے ایک مسلمان کو کافر اور بے ایمان اور دجال قرار دیا اور علماء کو دھوکے دیکر تکفیر کے فتوے لکھوائے اور اپنے استاد نذیر حسین پر موت کے دنوں کے قریب یہ احسان کیا۔ کہ اس کے مونہہ سے کلمہ تکفیر کہلوایا۔ اور اس کی پیرانہ سالی کے تقویٰ پر خاک ڈالی۔ آخر بر باد ہمت مردانہ تو نذیر حسین تو ارذل عمر میں مبتلا اور بچوں کی طرح ہوش و حواس سے فارغ تھا پر آپ ہی نے شاگردی کا حق ادا کیا۔ کہ اس کے اخیر وقت اور لب بام ہونے کی حالت میں ایسی ملکہ وہ سیاہی اسکا مونہہ پر مل دی کہ اب غالباً وہ گور میں بھی سیاہی کو لیجائے گا۔ خدا تعالیٰ کی درگاہ خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ جو شخص مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ اس کو وہی نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ جن کا ناحق کے مکفرین کے لئے اس رسول کریم نے وعدہ دے رکھا ہے۔ جو ایسا عدل دوست تھا جس نے ایک چور کی سفارش کے وقت سخت ناراض ہو کر فرمایا تھا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قولہ۔ اس صورت میں قادیان پہونچ سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کھولوں۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرینگے۔

اقول:۔ اب آپ کسی حیلہ و بہانہ سے گریز نہیں کر سکتے اب تو دس لعنتیں آپ کی خدمت میں نذر کر دی ہیں اور اللہ جل شانہ کی قسم بھی دی ہے۔ کہ آپ آسمانی طریق سے میرے ساتھ صدق اور کذب کا فیصلہ کر لیں۔ اگر آپ مجھ کو جھوٹا سمجھنے میں سچے ہیں۔ تو میری اس بات کو سنتے ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ورنہ ان تمام لعنتوں کو ہضم کر جائیں گے اور کچے اور بیہودہ عذرات سے ٹال دیں گے اور میں آپ کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا ایک ہی ہے جو آپ کو درحالت نہ باز آنے کے ہلاک کریگا اور اپنے دین کو آپ کے اس فتنہ سے نجات دے گا۔ اور آپ کے قادیان آنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر آپ اللہ اور رسول کے نشان کے موافق آزمائش کے لئے مستعد ہوں تو میں خود بٹالہ اور امرتسر اور لاہور میں آسکتا ہوں۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔

جواب الجواب شیخ بٹالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد آپ کا رجسٹری شدہ خط مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ اگرچہ آپ کا یہ خط جو کذب اور تہمت اور بیجا افتراؤں کا مجموعہ ہے۔ اس لائق نہیں تھا کہ میں اس کا جواب آپ کو لکھتا فقط اعراض کافی تھا لیکن چونکہ آپ نے اپنے خط کے ستو دو اور تین میں اس عاجز کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی پر حصر کر دیا ہے جو نور افشاں دہم مئی ۱۸۸۸ء اور نیز میرے اشتہار مشتہرہ ۱۰ ؍جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقاید و تقلیبات کو مخالف حق اور آپکو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں

غلطی کی اس لئے اس عاجز نے پھر آپ کی حالت پر رحم کر کے آپکو اس الہامی پیشگوئی کے ثبوت کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھا۔ وہ پیشگوئی جیسا کہ آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں یہی تھی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی سے نکاح کر دیوے تو روز نکاح سے تین برس کے اندر فوت ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی درخواست کی گئی تھی بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا۔ اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جلشانہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشان کے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا۔ اور یہ سب کو مکار خیال کرتے تھے۔ اور نشان مانگتے تھے اور صوم و صلوٰۃ اور عقاید اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بیدین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا۔ ظاہر ہے آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ موت اور حیات انسان کے اختیار میں نہیں۔ اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت کو اس کی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کر دیا گیا اور موت کی حد مقرر کر دی گئی۔ انسان کا کام نہیں ہے۔ چونکہ یہ الہامی پیشگوئی صاف بیان کر رہی تھی کہ مرزا احمد بیگ کی موت اور حیات اس کی لڑکی کے نکاح سے وابستہ ہے اس لئے پانچ برس تک یعنی جب تک اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہیں کیا گیا مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء میں احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا۔ اور بموجب پیشگوئی کے تین برس کے اندر یعنے نکاح کے چوتھے مہینہ میں جو ۳۰ر ستمبر ۱۸۹۲ء تھی فوت ہو گیا اور اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگرچہ روز نکاح سے موت کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہیں گذرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت میں صرف چار مہینہ بلکہ اس سے کم فاصلہ رہا یعنی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء میں نکاح ہوا۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو مرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا اب ذرا خدا سے ڈر کر کہیں کہ یہ

پیشگوئی پوری ہو گئی یا نہیں اور اگر آپ کے دل کو یہ دھوکہ ہو کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیشگوئی ہے کیوں جائز نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم و رمل و جفر سے ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ منجموں کی اس طور کی پیشگوئی نہیں ہوا کرتی جس میں اپنے ذاتی فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شرطیں ہوں کہ اگر فلاں شخص ہمیں بیٹی دیگا تو زندہ رہیگا ورنہ نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مرجائے گا اگر دنیا میں کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیشگوئی ظہور میں آئی ہے تو اس کے ثبوت کے ساتھ پیش کریں علاوہ اس کے اس پیشگوئی کے ساتھ اشتہار میں ایک دعویٰ پیش کیا گیا ہے یعنی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب اگرچہ آپ کچھ بھی اللہ جلشانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت پیش کی گئی ہے اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعویٰ کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم اور فرمایا ولا یظھر علٰی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعوے کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خدا تعالیٰ نے اس کو سچی کر کے دکھلا دیا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغگوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں۔ اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دیگا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دیگا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائیگا۔ اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤگے خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب سو جگر دیکھو کہ اس کے یہی معنے ہیں جو شخص اپنے

دعوے میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی بیچ پیش نہیں جائے گی اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جفری اس عاجز کی طرح دعوے کر کے کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں درج کراؤ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور نجومی ہلاک ہوگا خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اس کی رگ جان قطع کی جاتی پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کی جانے کے اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر مفتری دجال کذاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دی کہ تائید دعوے میں پیشگوئی پوری کرے کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کر دے اور آپ کی کوشش کا یہ نتیجہ ہو کہ آپ کے تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی کے رو گئے کے تین سو ستائیس[۳۲۷] احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق پر دوڑے آویں۔ اب اس سے کیا لکھوں۔ میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شایع کر دوں گا۔ اور مجھے اسباب کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمائش کے لئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کرو مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعۃ السنہ میں میرے اس خط کو شایع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ اب آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے جو منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے مگر یہ کہ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں نہ مفتری ہوں نہ دجال نہ کذاب اس زمانہ میں کذاب اور دجال اور مفتری پہلے اس سے کچھ نہیں تھے تا خدا تعالیٰ صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدد کے جو اس کی طرف سے مبعوث ہو ایک دجال کو قایم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈالدیتا ہے۔ مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں۔ میں ان کا کیا کروں۔ میں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اس ناشناس قوم کے لئے

سخت اندوہ گین ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا ہمارے ہادی و رہنما ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کی طرف بلاتا ہوں یہ سچ ہے اگر میں اس کی طرف سے نہیں ہوں اور ایک مفتری ہوں تو بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا۔ کیونکہ وہ مفتری کو وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے۔ میں نے جو ایک پیشگوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا آپ کی خدمت میں پیش کی ہے یہی میرے صدق اور کذب کی شناخت کے لئے کافی شہادت ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کی مدد کرے۔ لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور ہیں۔ جن میں اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کر چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعوے کر سکتا ہے کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا یا فلاں وقت تک مرجائیگا مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں **اوّل** نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا **دوم** نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا **سوم** پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا **چہارم** اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا **پنجم** اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا **ششم** پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہوگئی آپ کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہوگئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا اور اس کے خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کریں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہوگئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہوجانے

کاآپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر تو ضرور چاہیئے کہ جب تک آخر ظاہر نہ ہو کف لسان اختیار کریں جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہیئے آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں ہیں اور خدا تعالیٰ میرے دعوے کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر زور ہی کیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائل ایام انکار میں باعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں ٹھہر سکتا کیا یہ پیشگوئی جو پوری ہو گئی کوئی ایسا اتفاقی امر ہے جس کی خدا تعالیٰ کو کچھ بھی خبر نہیں کیا بغیر اس کے علم اور ارادہ کے ایک دجال کی تائید میں خود بخود یہ پیشگوئی وقوع میں آگئی کیا یہ سچ نہیں کہ مدعی کاذب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی اگر آپ میں انصاف کا کچھ حصہ ہے اور تقویٰ کا کچھ ذرہ ہے تو اب زبان کو بند کرلیں خدا تعالیٰ کا غضب آپکے غضب سے بہت بڑا ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم والسلام علی من اتبع الھدیٰ وما استکبر وابیٰ ۔

عاجز

غلام احمد عفی اللہ عنہ ۔

(کمال سلطان لودہانوی احمدی)

حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ملفوظات

حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے اُن مشاہیر صحابہ میں سے ہیں جو زمرہ السابقون الاولون من المہاجرین کے گروہ میں داخل ہیں۔ ان کے اونھوں نے سلسلہ کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کیں اور سلسلہ ہمیشہ ان کے وجود پر اس لحاظ سے فخر کرے گا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عرفانی نشانوں میں سے ایک ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئی الامام مسلمانوں کا لیڈر رکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ انکی لوح مزار لکھی جس میں فرمایا

کے تواں کردن شمار خوبی عبد الکریم

اس مخدوم الملۃ کے ملفوظات کو سلسلہ وار چھوٹے چھوٹے رسالوں میں شائع کرنیکا میں نے قصد کیا ہے تا اس نیازمندی اور محبت کے تعلقات کا اظہار کروں جو مولانا ممدوح سے مجھے ان کی کمال شفقت اور توجہ کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں مولانا ممدوح کے خطبات۔ مکتوبات۔ انکی تقریریں اور لیکچر ہونگے اور انکی اشاعت کے بعد انشاء اللہ العزیز حیات صوفی یعنی مولانا ممدوح کی سوانحعمری ہوگی۔ لیکچروں کے سلسلہ میں یہ پہلا لیکچر ہے یہ رسالے صرف اسی قدر طبع ہونگے جو نکل سکیں۔ کاغذ اور سامان طباعت کی گرانی مجھے اسوقت تک ۴۰۰ سے زیادہ چھاپنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر چالیس احباب اس سلسلہ کے دس دس رسالوں کے مستقل خریدار ہو جائیں تو میں اس تعداد کو دوچند کر دوں گا۔ یہ فرض شناس قوم کے اہل دل احباب اور مخدوم الملۃ کے مخلص دوستوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس سلسلہ کی سرپرستی کریں۔ اس سلسلہ کا پہلا نمبر لیکچر گناہ چھپ کر تیار ہو گیا اور اس لیکچر گناہ کے بعد مخدوم الملۃ کا رسالہ القول الفصیح شائع ہو گیا۔ قیمت فی رسالہ ۲/ ہوگی ۔ تمام درخواستیں اس پتہ پر ہوں

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و رسالہ احمدی خاتون قادیان

کُلیاتِ حامد

یعنی

حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی تصنیفات نظم و نثر کا مجموعہ کامل

مارچ 1918ء کے اوائل میں حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے کلیات حامد کی ترتیب و اشاعت کا کام میرے سپرد فرمایا۔ اور اسکے کل اخراجات طبع اپنے ذمے لیے اور فرمایا کہ اخراجات میں دونگا۔ اور اسکی آمدنی اعانت الحکم میں صرف ہوگی چنانچہ ۱۴ مارچ 1919ء کے الحکم میں کلیات حامد کا اعلان کیا گیا۔ اور میں نے حضرت شاہ صاحب کے تمام مضامین اور رسائل کو جمع کرنا شروع کیا اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ شاہ صاحب کی زندگی میں یہ کام ختم نہ ہو۔ چنانچہ شاہ صاحب ۵ نومبر 1918ء کو تین بجے صبح کے رفیق اعلےٰ سے جاملے۔ اور کلیات کا کام ناتمام رہ گیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کو حضرت شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی یادگار کے طور پر شائع کروں۔ کلیات حامد میں حضرت شاہ صاحب کی تمام تصانیف اور تمام مضامین نظم و نثر جمع کیے جائیں گے اور اسکے اول شاہ صاحب قبلہ کی مختصر لائف مع فوٹو ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب سلسلہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر اور ممتاز رکن تھے۔ ان کا نام میری کسی معرفی کا محتاج نہیں۔ جماعت کے تمام افراد میں شاہ صاحب اپنی اعلیٰ درجہ کی متقیانہ اور نمونہ کی زندگی کے باعث نمایاں تھے میں انکے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے مخدوم بزرگ کی یادگار قائم رکھنے میں مدد دیں سالانہ جلسہ تک کلیات حامد کی ایک جلد شائع کرنا چاہتا ہوں یہ دو جلدوں میں ہوگی پہلا حصہ نثر کا اور دوسرا نظم کا ہوگا۔ مکمل کلیات حامد کی قیمت عیسر ہوگی۔ اگر ایک سو احباب صرف چار چار جلدیں خرید لیں اور پیشگی قیمت بھیجدیں تو اس کام میں سہولت اور آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے گا۔ پورا کرنے کی توفیق دے گا۔ سالانہ جلسے تک انشاء اللہ یہ مجموعہ شائع ہو سکے گا۔ وباللہ التوفیق

تمام درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم و رسالہ احمدی خاتون قادیان

کسی شخص کو مرتب کی اجازت کے بغیر اس رسالہ [illegible]

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی تحریروں کا سلسلہ

نمبر ۵

المکتوب نصف الملاقات

مکتوباتِ احمدیہ

جلد پنجم حصہ اوّل

حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام ربانی مرسل یزدانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات جو آپ نے اپنے ہاتھ سے حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام تحریر فرمائے

جن کو

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و رسالہ احمدی خاتون و مرتب تفسیر القرآن و ترجمۃ القرآن و ایڈیٹر حیاۃ النبی (سیرت مسیح موعودؑ) وغیرہ نے جمع کرکے ترتیب دیا

[illegible] بتاریخ [illegible] مئی باہتمام شیخ عبدالعزیز صاحب چھپوا کر دفتر الحکم قادیان سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ حال

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد الامین وخاتم النبیین وآلہ واصحابہ الطیبین وعلیٰ خلفائہ الراشدین المھدیین۔ **امابعد** خاکسار **ایڈیٹر الحکم** نہایت خوشی اور مسرت قلبی سے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس کو اس چشمہ ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی اور اپنے فضل ہی سے اس کے ہاتھ میں قلم اور دل ودماغ میں قوت بخشی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قلمی خدمت کے لئے اسے ایک جوش عطا فرمایا تب ہی سے اسے یہ آرزو ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **ملفوظات۔ مکتوبات** اور ہر ایسی تحریروں کو جمع کروں جو حضور کے قلم سے کسی وقت نکلی ہوں اور وہ کسی منتشر حالت میں ہوں یا اندیشہ ہو کہ وہ نایاب نہ ہو جائیں۔ محض اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اسے یہ موقعہ دیا کہ وہ الحکم کے ذریعہ آپ کے **ملفوظات** اور الہامات اور مکتوبات وغیرہ کو ایک حد تک جمع کر سکا۔ الحکم کے ذریعہ اس سلسلہ میں فضل ربی سے بہت بڑا کام ہوا۔ پرانی تحریروں کے جمع کرنے میں بھی ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ پرانی تحریروں کے سلسلہ ہی میں مکتوبات کا سلسلہ شامل کر دیا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مکتوبات کے سلسلہ میں پانچویں جلد کا پہلا حصہ شائع کرنے کی توفیق پاتا ہوں۔ اس **پانچویں جلد** کے کئی حصے ہونگے کیونکہ اس جلد میں وہ **مکتوبات** آئینگے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخلص خدام کو لکھے تھے۔ **پہلی جلد** مکتوبات کی جب شائع کی گئی تھی اسوقت میرا خیال تھا کہ دوسری جلد میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام کے مکتوبات درج کروں لیکن بعد میں میرا خیال ہوا کہ مخالفین **اسلام** کے نام کے مکتوبات کی جلدوں کو پہلے چھاپ دوں۔ اور مخلص خدام کے مکتوبات کا سلسلہ بعد میں رکھوں۔ چنانچہ آریوں۔ ہندوؤں۔ برہموؤں کے نام کے مکتوبات دوسری جلد میں اور عیسائی مذہب کے لیڈروں کے نام کے مکتوبات تیسری جلد میں شائع ہو چکے ہیں۔ چوتھی جلد میں **سلسلہ عالیہ** کے تلخ ترین دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام کے مکتوبات ہیں۔ یہ مکتوبات جمع ہو چکے ہیں اور جلد تر شائع ہو جائینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔ پانچویں جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلصین کی جلد ہے اس کے متعدد حصے ہونگے۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے۔ **حصہ دوم** میں حضرت چودھری رستم علی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات ہیں ✦

میں یہ بھی کوشش کر رہا ہوں کہ آیندہ جو مکتوبات طبع ہوں وہ حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کے اپنے ہی خط کے عکس میں شائع ہوں مگر یہ بہت محنت اور کوشش اور **صرف** کا کام ہے احباب نے میری حوصلہ افزائی کی اور اس کام میں میری مالی مدد کی تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بعید نہیں ہیں اس میں کامیاب ہو جاؤں کیونکہ اصل مکتوبات میرے پاس موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی اوّل اور آخر حمد ہے ✦

تراب منزل قادیان دارالامان
الحکم آفس ۔ دسمبر ۱۸ء ۱۹

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ادنیٰ خدمت گذار
خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے
ملفوظات

حضرت مخدوم الملّتہ مولینا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے ان مشاہیر صحابہ میں سے ہیں جو نہ صرف **السابقون الاولون من المھاجرین** کے گروہ میں داخل ہیں بلکہ انہوں نے سلسلہ کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں اور سلسلہ ہمیشہ ان کے وجود پر اس لحاظ سے فخر کرے گا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عرفانی نشانوں میں سے ایک ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی اس وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئی ان کا نام **مسلمانوں کا لیڈر** رکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ ان کی لوح مزار لکھی جس میں فرمایا

کے تواں کردن شمار خوبی عبدالکریم

اسی مخدوم الملّتہ کے ملفوظات کو سلسلہ وار چھوٹے چھوٹے رسالوں میں شائع کرنے کا میں نے تہیہ کیا ہے تا اس نیازمندی اور محبت کے تعلقات کا اظہار کروں جو مولانا ممدوح سے مجھے ان کی کمال شفقت اور توجہ کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے اس سلسلہ میں مولانا ممدوح کے خطبات۔ مکتوبات۔ ان کی تقریریں اور لیکچر ہونگے۔ اور ان کی اشاعت کے بعد انشاء اللہ العزیز **حیات صافی** یعنے مولانا ممدوح کی سوانح عمری ہوگی۔ لیکچروں کے سلسلہ میں یہ پہلا لیکچر ہے۔ یہ رسالے صرف اسی قدر طبع ہونگے جو نکل سکیں۔ کاغذ اور سامان طباعت کی گرانی مجھے اس وقت تک ۴۰۰ سے زیادہ چھاپنے کی اجازت نہیں دیتی اگر چالیس احباب اس سلسلہ کے دس دس رسالوں کے مستقل خریدار ہو جائیں تو میں اس تعداد کو دوچند کر دونگا۔ یہ فرض شناس قوم کے اہل دل احباب اور مخدوم الملّتہ کے مخلص دوستوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اس سلسلہ کی سرپرستی کریں۔ اس سلسلہ میں پہلا نمبر لیکچر **گناہ** چھپکر شائع ہو گیا ہے۔ اس لیکچر گناہ کے بعد مخدوم الملّتہ کا رسالہ **القول الفصیح** شائع ہوگا۔ **قیمت** فی رسالہ ۲؍ ہوگی ✦

تمام درخواستیں اس پتہ پر ہوں

خاکسار

یعقوب علی تراب احمدی۔ ایڈیٹر الحکم ورسالہ احمدی خاتون قادیان

کلیات حامد

یعنے

حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی تصنیفات نظم و نثر کا مجموعہ کامل

مارچ ۱۹۱۸ء کے اوایل میں حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے **کلیات حامد کی ترتیب و اشاعت** کا کام میرے سپرد فرمایا۔ اور اس کے کل **اخراجات طبع** اپنے ذمے لئے اور فرمایا کہ اخراجات میں دونگا اور اس کی آمدنی **اعانت الحکم** میں خرچ ہوگی۔ چنانچہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۸ء کے الحکم میں **کلیات حامد** کا اعلان کیا گیا اور مینے حضرت شاہ صاحب کے تمام **مضامین** اور رسائل کو جمع کرنا شروع کیا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی **مشیت** یہی تھی کہ شاہ صاحب کی زندگی میں یہ کام ختم نہو چنانچہ شاہ صاحب ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو تین بجے صبح کے رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔ اور **کلیات کا کام ناتمام** رہ گیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کو حضرت شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی یادگار کے طور پر شائع کروں۔ **کلیات حامد** میں حضرت شاہ صاحب کی تمام تصانیف اور تمام مضامین نظم و نثر جمع کئے جائیں گے اور اس کے اوّل شاہ صاحب قبلہ کی مختصر لائف مع **فوٹو** ہوگی +

حضرت شاہ صاحب سلسلہ احمدیہ کے ایک درخشندہ **گوہر** اور **ممتاز رکن** تھے۔ ان کا نام میری کسی معرفی کا محتاج نہیں۔ جماعت کے تمام افراد میں شاہ صاحب اپنی اعلیٰ درجہ کی متقیانہ اور نمونہ کی **زندگی** باعث نمایاں تھے میں ان کے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے **مخدوم** بزرگ کی **یادگار** کے قائم رکھنے میں مدد دیں۔ **سالانہ جلسہ** تک **کلیات حامد** کی ایک جلد شائع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دو جلدوں میں ہوگی۔ پہلا حصہ نثر کا اور دوسرا **نظم** کا ہوگا۔ مکمل کلیات حامد کی **قیمت** عہ ہوگی۔ اگر ایک سو احباب صرف چار چار جلدیں خرید لیں اور پیشگی قیمت بھیجدیں تو اس کام میں سہولت اور آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ جس طرح چاہیگا اسے پورا کرنے کی توفیق دے گا۔ سالانہ جلسہ تک انشاء اللہ یہ مجموعہ شائع ہو سکے گا۔ وباللہ التوفیق +

تمام درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم و رسالہ احمدی خاتون

قادیان دار الامان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکتوب نمبر ۱

مکرمی اخویم حاجی سیٹھ اللہ رکھا عبد الرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کل کی تاریخ میں مبلغ سو روپیہ مجکو پہونچے۔ جزاکم اللہ چونکہ کوئی خط ساتھ نہیں آیا۔ اس لئے بدستخط خود رسید سے اطلاع دیتا ہوں امید کہ ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع اور مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ مخالفوں کا اس طرف بہت غلبہ ہے ایام ابتلا معلوم ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہر ایک مومن کو ثابت قدم رکھے والسلام خاکسار غلام احمد۔ ۲۲ اگست ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲

۸ ستمبر ۱۸۹۴ء

(مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آں مکرم کی طرف ایک دفعہ سو روپیہ اور ایک دفعہ تار کے ذریعہ ڈیڑھ سو روپیہ مجکو کل پہونچا اللہ جلشانہ بعوض ان دینی خدمات کے دنیا و آخرت میں آپکو اجر بخشے۔ اور آپکے ساتھ مجکو یہ روپیہ بہت ہے اس قدر کہ وقت پر کام دیا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ عبد اللہ آتھم عیسائی اور اس کا باقی گروہ جن کی نسبت پیشگوئی تھی کہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں انکو ہر ایک طرح کا عذاب اور ذلت پہونچیگی ان کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی مگر بعض شریر قبول نہیں کرتے۔ عبد اللہ آتھم کی نسبت یہ الہام تھا کہ اگر وہ پندرہ مہینہ تک حق کی طرف رجوع نہ کرے تو مر جائیگا چنانچہ وہ پندرہ ماہ تک مارے خوف جان بلب رہا اور شہر بشہر موت سے ڈرتا پھرا اور اس کے دماغ میں بھی خلل آگیا اور مجکو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے پوشیدہ طور پر حق کی طرف رجوع کیا لہذا اس شرط کے موافق موت سے بچ گیا۔ گو بادیہ کا مزہ دیکھ لیا۔ اس لئے میں نے عیسائیوں پر حجت ثابت کرنے کے لئے پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے۔ اور اسی بارے میں ایک رسالہ انوار الاسلام چھاپا اس پر آپ ہی کا روپیہ آمدہ خرچ ہوا یہ اشتہار اور رسائل عنقریب آپ کی خدمت میں مرسل ہونگے ان کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی کو پورا کیا اور عیسائیوں کے بحث کرنے والے گروہ کو طرح طرح عذاب اور دکھوں میں مبتلا کیا اور عبد اللہ آتھم نے پوشیدہ طور پر حقانیت اسلام کو قبول کر لیا اور اگر عبد اللہ آتھم انکار کریں کہ میں نے قبول نہیں کیا تو وہ ہمسے بلا توقف ہزار روپیہ لے اور قسم کہا جائے اور اگر وہ قسم کہا کر ایک سال تک بچ گیا تو روپیہ اس کا ہوا اور نیز ہم اقرار کر دینگے کہ ہمارا الہام غلط ہے۔ اس غرض سے یہ پانچ ہزار اشتہار چھپوایا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے مجپر اچھی طرح کھول دیا ہے کہ اس کی رہائی محض اسلام کی طرف جھکنے سے ہوئی ہے لیکن اگر وہ ہزار روپیہ طلب کرے تو پہلے سے اس کا ذکر ہو رہنا ضروری ہے سو اگرچہ میں آپکے متواتر خدمات کیوجہ سے کوئی تکلیف آپکو دینا نہیں چاہتا۔ مگر مجھے خیال آتا ہے کہ ایسے کاموں میں اگر دوستوں کو نہ کہا جائے۔ تو اور کس کو کہا جائے مگر تو بھی چاہتا ہوں کہ چند دوست ملکر ہزار روپیہ مجکو بطور قرضہ کے دیدیں۔ مگر ابھی میرے پاس بھیجا نہ جائے اگر اس عیسائی نے مقابلہ کے لئے دم مارا اور روپیہ طلب کیا تو اس وقت بذریعہ تار بھیجدیں یہ روپیہ محض میرے ذمہ ہوگا اور خدا کے متواتر الہامات سے

آفتاب کی طرح میرے پر روشن ہے کہ ہم فتح پائینگے۔ لیکن ایک معاملہ کی بات کو طے کرنے کے لئے لکھتا ہوں کہ اگرمحال کے طور پر جو بالکل محال ہے کافر بیدین فتحیاب ہوا تو یہ قرضہ بلا تامل ادا کر دونگا۔ ورنہ وہ ہزار روپیہ جو بطور امانت اس کے پاس ہوگا۔ واپس کر دیا جائیگا۔ مجکو اس کا کمال تردد ہے۔ خدا تعالیٰ بہم پہونچا وے اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہر طرح پر بہم پہونچا دیگا۔ وہ قادر مطلق ہے مگر اس وقت بہیجا جائے کہ جب میں طلب کروں اور لکھوں کہ اب بہیجا جاوے کیونکہ ابہی اشتہار چھپ رہے ہیں۔ بلکہ جس وقت اشتہار رجسٹری کرا کر اس کے پاس بہیجا جائیگا۔ اور وہ روپیہ مانگے گا اس وقت درکار ہے۔ اول تو مجھے امید نہیں کہ وہ طلب کرے۔ کیونکہ وہ جہوٹا ہے اور درحقیقت عیسیا الہام کا منشا رہے اس نے اسلام کی طرف رجوع کیا ہے اور اگر طلب کرے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ذلیل ہو کر مریگا اور ہزار روپیہ ضامنوں کے پاس باضابطہ تمسک لیکر رکھوایا جائیگا۔ امید کہ جواب سے مطلع فرماویں باقی خیریت ہے والسلام اور واضح کہ عبد اللہ آتہم کے باقی گروہ کو جو فریق مباحثہ تھے ہر ایک طرح کا عذاب پہونچ گیا بلکہ موتیں بہی وارد ہوئیں جس کی نقل اشتہار میں درج ہے فقط۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۳

مشفق کرمی ہمارے بہادر پہلوان حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ تعالیٰ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تار پہونچا حال یہ ہے کہ دروغ گو حق پوش عیسائی نے قسم کہانے سے انکار کیا اس وقت دوسرا اشتہار لکھا جا رہا ہے جس میں بجائے ایکہزار دوہزار روپیہ انعام رکہدیا گیا ہے امید نہیں اور ہرگز امید نہیں کہ اب بہی کہاوے لیکن یہ تمام ثواب آپکے حصہ میں ہے آپ اب بجائے ایکہزار کے دوہزار کی تیاری رکھیں میں چاہتا ہوں کہ پانچہزار تک یکے بعد دیگرے اشتہار دیئے جائیں اور میں چاہتا ہوں کہ سب پانچہزار روپیہ کا ثواب آپکو ہرگز۔ امید نہیں کہ یہ پلید گروہ عیسائیوں کا مقابلہ پر آوے کیونکہ جہوٹے ہیں۔ مگر خدا جانے اس تقریب سے کیا کیا ثواب آپکو ملینگے ایسی صورت ہو کہ جب ہم آپسے بذریعہ تار دوہزار روپیہ طلب کریں تو بلا توقف پہونچ جائے اور اگر دوہزار پر بہی یہ پلید گروہ خاموش رہے تو میں تین ہزار روپیہ کا اشتہار دونگا تو بروقت طلب تین ہزار روپیہ پہونچنا چاہئے مگر ہمیں ہرگز امید نہیں کہ وہ نصرانی قسم کہاوے کیونکہ جہوٹا ہے انکی روسیاہی اور ان لوگوں کی روسیاہی مطلوب ہے جو مسلمان کہلا کر ان کے رفیق بن بیٹھے ہیں شاید ایک ہفتہ تک دوہزار روپیہ کا اشتہار آپکے پاس پہونچیگا۔ اور غالباً یہ اشتہار دس ہزار تک چھپیگا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد (اس خط پر تاریخ نہیں مگر مضمون سے معلوم ہوتا ہے ستمبر ۱۸۹۴ء کا ہے۔ ایڈیٹر)

مکتوب نمبر ۴

مکرمی مخلص محب یکرنگ حاجی سیٹھ اللہ رکھا عبد الرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمکرم کے ایک سو روپیہ مرسلہ بذریعہ تار کل کی ڈاک میں مجکو ملا خدا تعالیٰ ان خدمات کا بدلہ جو آپ للہ کر رہے ہیں۔ دین و دنیا میں آپکو عطا فرماوے۔

اس سے اطمینان دل سکے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ جلشانہ نے ثواب کبرا پہونچانے کا آپ کے لئے ارادہ فرمایا ہے دنیا کی حقیقت خدا تعالیٰ کے نزدیک اس قدر ہیچ ہے کہ پرپشہ کی برابر بھی نہیں اس لئے فاسق اور فاجر اور بڑے بڑے کافر بہی اس میں شریک ہیں بلکہ زیادہ دنیا میں عروج انہیں کا نظر آتا ہے پس نیک بخت مسلمان کے لئے جو سچا مسلمان ہے فکر آخرت مقدم ہے دنیا میں ہم درختوں کے پتے کہا کر بہی گزارہ کر سکتے ہیں فاقوں سے بہی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن آخرت کے ذلت اور آخری محتاجگی ایک ابدی موت ہے سو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ دنیا کی آفات سے محفوظ رکھکر عاقبت کے مراتب نصیب کرے اور اپنی محبت عطا فرماوے۔ آمین۔ مجھے آپسے دلی محبت ہے اور آپکے لئے غائبانہ دعا کرتا رہتا ہوں اور آپکے بہائی صالح محمد اور عالی محمد دونوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ دنیا کی بلاؤں سے بچاوے اور دین کی لغزشوں سے محفوظ رکھے آپ کا پہلا روپیہ بہی پہونچ گیا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۹ر دسمبر ۹۴ء

مکتوب نمبر ۵

محب یکرنگ کرمی۔ اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب اللہ رکھا سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل کی ڈاک میں ذریعہ تار مبلغ پانسو روپیہ مرسلہ آں مکرم مجکو پہونچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپکو ان للّٰہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو بخشتا ہے ثم آمین ثم آمین۔ یہ بات فی الواقعہ سچ ہے کہ مجکو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہونچ رہی ہے کہ اس کی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ان خدمات کا وہ پر رحمت پاداش بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو اور اپنی محبت میں ترقیات عطا فرما دے الحفی اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر آشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں آگے سے آگے بڑہانا کچہ تھوڑی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ القدیر آپ ایک بڑے ثواب کا حصہ پا رہے ہیں کچہ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ مجکو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں یکدفعہ کیا دیکہتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے میں حیران ہوا کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکہدیا ہے پہر ساتھ الہام ہوا کہ انی مرسل الیکم ہدیۃ۔ کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بہیجتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بہیجیں گے۔ اور میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکہ لیا۔ چنانچہ کل اس کی تصدیق ہو گئی الحمد للہ یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکہے اور نفس سے مکروہات سے بچاوے اور آپ کی ساتھ ہو۔ میں عنقریب ایک کتاب منن الرحمٰن نام شائع کرنے والا ہوں شاید کل اس کے کاغذ کے لئے لاہور میں آدمی بہیجدونگا۔ اس میں یہ بیان ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر کیا کیا فضل کئے اور قرآن کریم کی بعض آیتوں کی تفصیل ہو گی غالباً عربی زبان میں مع ترجمہ ہو گی باقی خیریت ہے۔ والسلام از طرف مجی اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اسلام علیکم معلوم کریں۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲ر مارچ ۹۵ء

مکتوب نمبر ۶

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل بذریعہ تار مبلغ یک صد روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھکو پہونچ گئے جزاکم اللہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ یہ ایک الطاف رحمانیہ ہے اور قبولیت خدمت کی نشانی ہے کہ آپ کی خدمات مالی سے اکثر پیش از وقت مجھکو خبر دی جاتی ہے اس لئے ایسا ہی اتفاق ہوا اور دوسروں کے لئے بہت ہی کم ایسا معاملہ وقوع میں آیا ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ عاجز ان دنوں بیمار رہا ہے اور اب بھی اکثر دورِ سر دوران سر کی بیماری لاحق ہے مگر الحمد للہ کہ ہزاروں خطرناک بیماریوں سے امن ہے۔ میری ستواتر علالت طبع کے باعث سے رسائل اربعہ کے طبع میں توقف ہوا اب میں خیال کرتا ہوں کہ شاید یہ کام آخر نومبر ۹۶ء تک کامل ہو جائے آئندہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے بخدمت محبی اخویم سیٹھ صالح محمدؐ صاحب بعد سلام علیکم میری دانست میں سفر جاپان مناسب نہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۶؍ جون ۹۶ء

مکتوب نمبر ۷

مخدومی مخلصی محبی حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تین روز ہوئے کہ آپکا بلی مطلبیہ یعنی مبلغ سو روپیہ بذریعہ ڈاک مجھکو ملا جزاکم اللہ خیرا لجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ جس قدر آپ اس محبت کے جوش سے جو بندگان خدا کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ہوتے ہیں خدمت مالی کر رہے ہیں اس کی عوض میں ہماری یہی دعا ہے کہ خدا کریم و رحیم آپکو دنیا و آخرت میں لازوالی رحمتوں سے مالا مال کرے اور ہر ایک امتحان اور ابتلا سے بچا وے آمین ثم آمین اس وقت انہیں رسائل کی تالیف میں مشغول ہوں۔ جن کا آنمکرم سے تذکرہ ہوا تھا چونکہ بعض امور میں یہودیوں کی شہادتیں درکار تھیں اس لئے میرے وقت کا بہت حرج ہوا۔ اب حرف اور امور متفرقہ سے ایک امر باقی ہے جس کی نسبت محبی منشی زین الدین محمد ابراہیم نے وعدہ کیا ہے کہ جلد میں اس کا جواب بھیجدینگا اس کے بعد میری کاروائی جلد بلد انشاء اللہ خاتمہ کو پہونچیگی خدا تعالیٰ نے ان پادریوں کی گروہ کو تباہ کرے انہوں نے دنیا کو بہت نقصان پہونچایا ہے آمین امید کہ ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد۔

از قادیان ۱۹؍ اگست ۹۶ء

مکتوب نمبر ۸

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ آنمکرم مجھکو ملا اور حال خیر و عافیت معلوم ہوا خدا تعالیٰ آپ کو ان مخلصانہ خدمات کا دارین میں ثواب بخشے اور نیز آپ کے اموال میں برکت عطا کرے۔

مکتوب نمبر ۹

مخدومی مکرمی محبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمحب مجھکو پہونچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہونچنے سے تخمیناً سات گھنٹہ پہلے مجھکو خدائے عزوجل نے اس کی اطلاع دی سو آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارہ میں مجھکو دو دفعہ ہوا ہے۔ فالحمد للہ الحمد للہ اس وقت میں تین رسالے اتمام حجت کے لئے تالیف کر رہا ہوں اور جو دوسرے رسالے عیسائی مذہب پر لکھ رہا ہوں۔ ان میں یہ ایک توقف ہے کہ چند یہودیوں اور . . . . . کی کتابیں میرے پاس انگریزی میں پہونچی ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کا ترجمہ کرا کر کچھ ان کے مقاصد جو کارآمد ہوں ان رسائل میں درج کروں۔ اور یہ رسالہ جواب چھپ رہا ہے۔ غالباً وہ تین ہفتہ تک آپ کی خدمت میں بھیجا جائیگا۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۲ اکتوبر ۹۶ء۔

مکتوب نمبر ۱۰

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا میں بباعث علالت طبع تین روز جواب لکھنے سے قاصر رہا۔ آپ کی تشریف آوری کے ارادہ سے نہایت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ بخیر اور فضل اور عافیت سے پہونچاوے۔ تاکید کے بعد تین دن کے استخارہ مسنونہ جو سفر کے لئے ضروری ہے اس طرف کا قصد فرماویں بغیر استخارہ کے کوئی سفر جائز نہیں۔ ہمارا اس میں طریق یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پہلی رکعت میں سورہ قل یا ایہا الکافرون پڑہیں۔ یعنی الحمد تمام پڑھنے کے بعد ملا لیں جیسا کہ سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورہ ملایا کرتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد ملا لیں اور پھر التحیات میں آخیر میں اپنے سفر کے لئے دعا کریں کہ یا الٰہی میں تجھ سے کہ تو صاحب فضل اور خیر ہے اور قدرت ہے اس سفر کے لئے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تو عواقب امور کو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہر ایک امر پر قادر ہے اور میں قادر نہیں سو یا الٰہی اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ سفر سراسر میرے لئے مبارک ہے میری دنیا کے لئے میرے دین کے لئے اور میرے انجام امر کے لئے اور اس میں کوئی شر نہیں سو یہ سفر میرے لئے میسر کر دے اور پھر اس میں برکت ڈالدے اور ہر ایک شر سے بچا۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ سفر میرا میری دنیا یا میری دین کے لئے مضر ہے اور اس میں کوئی مکروہ امر ہے تو اس سے میرے دل کو پھیر دے۔ اور اس سے مجکو پھیر دے آمین یہ دعا ہے جو کی جاتی ہے تین دن کرنے میں یہ حکمت ہے کہ تا بار بار کرنے سے اخلاص میسر آ جائے آج کل اکثر لوگ استخارہ سے لاپرواہ ہیں حالانکہ وہ ایسا ہی سکھایا گیا ہے جیسا کہ نماز سکھائی گئی ہے۔ بہوتا

[illegible]

اور خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ استخارہ کے بعد متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے نگہبان رہتے ہیں جب تک کہ اپنی منزل تک نہ پہونچے۔ اگرچہ یہ دعا تمام عربی میں موجود ہے۔ لیکن اگر یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں کافی ہے اور سفر کا نام لے لینا چاہیئے کہ فلاں جگہ کے لئے سفر ہے اللہ تعالیٰ آپ کا ہر جگہ حافظ ہو لیکن ہماری طرف سے شرط یہ ہے کہ ایام سابق کی طرح آپ صرف دس پندرہ دن نہ رہیں چالیس دن سے کسی طرح کم نہ رہیں ہر ایک جدائی کے بعد معلوم نہیں کہ پھر ملنا ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہ دنیا سخت بے ثبات اور ناپائیدار ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں کیا عمدہ سخن ہے ؎ بلبلے زار زاری نالیدہ بر فراق بہار و وقت خزان ٭ گفتمش صبر کن کہ باز آید ٭ آن زمان شگوفہ و ریحان ٭ گفت ترسم بقاء فا نکند ٭ ورنہ ہر سال گل دہد بستان ٭ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد

۱۴ نومبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۱۱

مخدومی مکرمی حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل تار کے ذریعہ سے مبلغ سو روپیہ مجکو آپ کی طرف سے پہونچ گیا۔ اللہ جلشانہ آنمکرم کو ان للہی خدمات کا دونوں جہان میں اجر بخشے اور آپ کو محبت میں اپنی ترقیات عطا فرمادے اور آپکے ساتھ ہو میں آپسے دلی محبت رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنی کسی کتاب میں بعض بھائیوں کے دعا کے لئے آنمکرم کے دینی خدمات کا کچھ حال لکھوں۔ کیونکہ اس میں دوسروں کو نمونہ ہاتھ آتا ہے اور محبان اسلام غائبانہ دعا سے یاد کرتے ہیں اور آیندہ آیوالی نسلیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور نیز چاہتا ہوں کہ آپکے ساتھ چند اور دوستوں کا بھی ذکر کروں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ قرآن شریف میں ترغیب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جیسا کہ تم بعض اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ کرتے ہو ایسا ہی بعض اوقات ان کو لوگوں پر ظاہر کرو تا لوگ تمہارے نمونہ پر چلیں۔ کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ نمونہ دیکھ کر اس میں قوت پیدا ہوتی ہے سو امید رکھتا ہوں کہ اگر آیندہ کسی رسالہ میں جلد یا دیر سے ایسا لکھوں تو آپ اس سے موافقت ظاہر کریں۔ ہمارے کام محض اللہ جلشانہ کے لئے ہیں۔ اور کسی کی نسبت وہ حالات اور واقعات جو لکھے جائیں حاشا وکلا اس کی خوشامد کے لئے ہرگز نہیں۔ اور نہ اس کے خوش کرنے کے لئے کہ یہ سخت معصیت ہے۔ بلکہ نمونہ دکھلانے کے لئے صحت نیت سے محض للہ ہے کا انما الاعمال بالنیات۔ اور عنقریب بعض کاغذ دستخط کے لئے آنمکرم کی خدمت میں بھیجے جائینگے امید کہ آنمکرم بہت کوشش کرکے مدد ان کی تکمیل کردیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ ٭

مکتوب نمبر ۱۲

محبی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج کی ڈاک میں مجھکو آپ کا خط ملا۔ آپ کی بہو کی علالت طبع کا حال معلوم کرکے نہایت تردد ہوا۔ اسی وقت دعا کی گئی۔ اللہ جلشانہ آپ پر رحم فرمادے اور صدمات سے محفوظ رکھے میں انشاء اللہ القدیر بہت دعا کرونگا۔ دنیا جائے ابتلا اور جائے امتحان ہے یہ مرض درحقیقت بہت خطرناک اور نازک ہے اور یہ زیادہ آفت کا تحمل نہیں رکھتا اور گل جاتا ہے اور ریہ کی آفت کے ساتھ جو لازمی تپ ہو وہ دق کہلاتی ہے۔ اللہ جلشانہ اس بلا سے بچاوے اور اس آفت سے محفوظ رکھے۔ کہتے ہیں کہ مچھلی کا تیل اس کے مفید ہوتا ہے اور بکری کے پایہ کی یخنی بھی مفید ہے۔ برعایت ظاہر اسباب کسی حاذق ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہیئے اور یہ عاجز دعا کرتا رہیگا۔ اللہ جلشانہ شفا بخشے آمین ثم آمین

مکتوب نمبر ۱۳

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ آنمکرم مجکو ملا۔ جزاکم اللہ خیرا الجزا واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ الحمد للہ والمنت۔ آپ میں صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاص اور صدق کا رنگ پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو اور تمام مکروہات سے آپکو محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس ملک میں اگرچہ غربا اور مساکین کثرت سے ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں مگر ابھی تک متعصب مولوی اسی اپنے بخل پر قائم ہیں اور ہر ایک طرح سے منہ کھول کر لوگوں کو حق کے قبول کرنے سے روکنا چاہتے ہیں مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ چند روز ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مبشر الہام مجھے ہوا ہے انی مع الافواج آتیک بغتۃ۔ ترجمہ یعنی میں فوجوں کے ساتھ ناگاہ تیرے پاس آنیوالا ہوں۔ یہ کسی عظیم الشان نشان کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ بجز آسمانی نشانوں کے دنیا حق کی طرف جھکتی نظر نہیں آتی تعصب بہت بڑھ گیا ہے۔ بخدمت عزیزی سیٹھ صالح محمد صاحب اور محبی شفقی مرزا خدا بخش صاحب اگر وہاں ہوں السلام علیکم

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲ جنوری ۱۸۹۷ء

مکتوب نمبر ۱۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بذریعہ تار مرسلہ آنمکرم خیر و عافیت پہونچنا معلوم ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک امید کہ حالات خیریت آیات سے مسرور الوقت فرماتے رہیں اس جگہ بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب و مولوی سلطان محمود صاحب و دیگر احباب۔ السلام علیکم ۱۸۹۷ء

مکتوب نمبر ۱۵

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ با محبت و اخلاص حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آج مورخہ ۲۴ مارچ ۹۷ء میں مبلغ سو روپیہ بذریعہ تار مرسلہ آں مخدوم مجکو ملا خدا تعالیٰ آپ کو اس للّٰہی ہمدردی اور خدمت کے اپنے پاس سے اپنے لطف و احسان سے جزا بخشے اور اس دار الفتن میں تمام مکروہات سے بچاوے آمین ثم آمین۔ انشاء اللہ لیکھرام پشاوری کے متعلق دونوں قسم کے دو ورقہ اور ورقہ اشتہار پہونچ گئے ہونگے اور دو رسالہ جو چھپ رہے ہیں جس وقت طیار ہونگے انشاء اللہ خدمت میں بھیجدی جائینگی۔ تمام احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۲۵ر مارچ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۱۶

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں ایک نہایت عمدہ ریشمی تھان اطلس مرسلہ آنمکرم بذریعہ پارسل ڈاک مجکو ملا۔ خدا تعالےٰ متواتر اور متوالی خدمات کا دونوں جہان میں آپ کو ثواب بخشے اور آپ پر راضی ہو اور اس بے ثبات دنیا کی مکروہات سے امن میں رکھے آمین ثم آمین۔ یہ عاجز بفضلہ تعالیٰ بخیرو عافیت ہے اور تمام احباب اور اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب بخیرو عافیت ہیں اس جگہ کے احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ ۲۱ر رمضان المبارک ۱۳۱۴ء۔

مکتوب نمبر ۱۷

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایکسو روپیہ مرسلہ ان مکرم مجکو پہونچا جزاکم اللہ خیرالجزاء احسن الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ اس جگہ ہندوؤں کے ہرروزہ مقابلہ سے نہایت کم فرصتی رہتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی نشان دکھانا چاہتا ہے۔ امیدکہ ان مکرم اپنے خیرو عافیت اور تمام عزیزوں کی خیرو عافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ بخدمت محبی سیٹھ صالح محمد صاحب السلام علیکم۔ جو آپنے کپڑے اور کوٹ لڑکی کے لئے بھیجے تھے وہ سب پہونچ گئے ہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

مکتوب نمبر ۱۸

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آنمکرم کا خط پہونچا میں آپکے لئے بہت دعا کرونگا آپ خداوند کریم پر بہت توکل اور بھروسہ رکھیں آپ سچے دل سے ہمارے اس سلسلہ کے خادم ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریگا مجھے دینی مصلحت اور شکر الٰہی کے طور پر ایک کتاب تحفہ قیصریہ نام بطور ہدیہ قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجنے کے لئے تجویز کی تھی آج ایک خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس ارادہ میں کچھ ساعت ہو ایک الہام میں جاری ہے ایک ابتلاء کی طرف بھی اشارہ ہے۔ مگر انجام سب خیرو عافیت ہے۔ خدا تعالیٰ نہایت توجہ سے اس سلسلہ کی مدد کرنا چاہتا ہے یہ الہام کہ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً صاف دلالت کر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی اور نشان ظہور میں آنیوالا ہے باقی خیریت ہے۔ بخدمت محبی سیٹھ صالح محمد صاحب السلام علیکم۔ اور اگر محبی مرزا خدا بخش صاحب ہوں تو انکی خدمت میں بھی السلام علیکم۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۹ر جون ۱۸۹۷ء۔

مکتوب نمبر ۱۹ مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و مفارقت کے خانہ داری امور کی ابتری ایک مصیبت ہے مگر چونکہ اللہ جلشانہ کا یہ فعل ہے اس لئے استقلال کے ساتھ صبر کرنا چاہئے اور شریعت اسلام میں اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسبات کی تاکید پائی جاتی ہے کہ دوسری شادی کریں۔ میرے نزدیک یہ بہت مناسب ہے۔ اللہ تعالےٰ آپکو خوش رکھے میں نے آپکے لئے بہت دعا کی ہے اور میں چند روز سے بعارضہ درد پہلو اور تپ اور کھانسی بیمار ہوں اور آپ کی نہایت محبت اس خط کے لکھنے کا موجب ہوئی ورنہ میں اپنے ہاتھ سے باعث ضعف کے خط نہیں لکھ سکتا اسیوقت مبلغ یک صد روپیہ مرسلہ آنمکرم مجکو پہونچا جزاکم اللہ خیرالجزاء احسن الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ۔ زیادہ خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان۔ ضلع گورداسپور یکم جولائی ۹۷ء

مکتوب ۲۰

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل محبت نامہ آنمکرم مجکو ملا یہ عاجز کئی دن تک درد گردہ اور کھانسی شدید میں مبتلا رہا۔ اب بفضلہ تعالےٰ تخفیف ہے۔ انشاء اللہ آرام کلی ہو جائیگا اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے آپ کے قادیان آنے کے ارادہ سے بہت خوشی ہوئی اللہ جلشانہ آپ کے درحقیقت کارخانہ مقصد کو کامیابی کے ساتھ پورا کرے پھر آپ ستمبر ۹۷ء کے آخری ہفتہ میں اس طرف کا قصد کریں۔ کیونکہ اوائل ستمبر میں گرمی بہت ہوتی ہے اور یہ مہینہ عمدہ حالت پر نہیں ہوتا۔ اسی مہینہ میں اس ملک میں موسمی اور وبائی بیماریاں ہوتی ہیں مگر اس کے ختم ہونے پر سردی شروع ہو جاتی ہے اور اکتوبر کا مہینہ گویا سردی کا پیغام رساں ہوتا ہے۔ اس لئے اس ملک کی طرف جو سفر کیا جائے وہ ستمبر کے آخر یا اکتوبر کی پہلی تاریخ بہت مناسب ہے تا گرمی اور گرمی کے دن نکل جائیں اللہ تعالےٰ آپکے ساتھ ہو اور آپ کے صدق اور اخلاص اور محبت کا آپ کو اجر بخشے باقی خیریت ہے بخدمت جمیع اعزہ جو حاضر الوقت ہوں السلام علیکم۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ مورخہ ۷ر جولائی ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۱

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجکو ملا سبحان اللہ کس قدر للّٰہی ہمدردی آپکے دل و جان میں ڈالدی گئی ہے اللہ تعالےٰ آپکے ساتھ ہو اور ایسی تمام خدمات کا جنکو وہ دیکھ رہا ہے وہ اجر بخشے جو اس کی رحمت اور کرامت کے مناسب ہے آمین۔ بباعث رمضان ابھی کوئی کتاب چھپی نہیں انشاء اللہ بعد رمضان کام طبع بعض رسائل شروع ہوگا۔ اس وقت میں جو قریب غروب ہے طبیعت نہایت کمزور ہو جاتی ہے زیادہ نہیں لکھ سکتا تمام احباب کیخدمت میں السلام علیکم۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ۔ ۲۶ر جولائی ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۲

محبی مکرمی اخویم سیٹھ عبد الرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ یکصد مرسلہ آنمکرم مجکو عین ضرورت کے وقت میں ملا۔ اللہ اللہ حصہ ثواب آخرت آپ کے لئے بہت بڑا مقدر ہے۔ کبھی کسی نے کسی محب اللہ کی اس اخلاص سے خدمت نہیں کی جسکو خدا تعالےٰ نے ضائع کیا ہو یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور رحمت اللہ اس کے لطف و احسان کا ایک مقدمہ ہے۔ کہ دلی صدق اور صفا و اخلاص سے آپ خدمت میں مشغول ہیں۔ و اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ بخدمت جمیع احباب السلام علیکم

چونکہ اس جگہ وہ مسجد جس میں پانچ وقت نماز پڑھی جاتی ہے بہت تنگ ہے اور کثرت نمازیوں کی ہوتی ہے اس لئے نہایت ضرورت کی وجہ کے باعث یہ تجویز کی گئی ہے کہ اپنے احباب کے چندہ سے یہ مسجد وسیع کی جائے شاید اشتہار آج چھپ گئے ہوں گے آن کرم کی خدمت میں بھی پہنچیں گے۔ مدارس میں جس قدر دوست اور مخلص ہوں اگر وہ اس مسجد کی توسیع کے لئے کچھ مدد فرمائیں تو بہت ثواب ہوگا۔ یہ ایک خاص فضیلت کی مسجد ہے جس کا براہین احمدیہ میں ذکر ہے توکلاً علی اللہ پرسوں تک عمارت شروع کرا دی گئی ہے۔ بالفعل قرضہ کے طور پر اینٹوں وغیرہ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ پھر جیسا جیسا چندہ آوے گا قرضہ والوں کو دیا جاوے گا والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۳ر جولائی سنہ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز اب تک آنکھوں کے آشوب سے بیمار رہا اس لئے واقعہ وفات فرزند مرحوم اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب پر عزا پرسی کر سکا اور نہ آپ کی طرف کوئی خط لکھ سکا اب کچھ کچھ آرام ہے گر ابھی تک آنکھ کمزور ہے۔ ہمیں وفات فرزند دلبند سیٹھ صالح محمد صاحب کا سخت رنج ہے اللہ تعالیٰ انکو صبر عطا فرماوے چندہ مسجد دو سو روپیہ بتفصیل ذیل پہونچا۔ آپ کی طرف سے پچاس روپیہ اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب عــہ اخویم حاجی مہدی بغدادی صاحب عــہ اخویم دال جی لال جی صاحب عــہ اخویم اسحاق اسمٰعیل صاحب سیٹھ عــہ اخویم سیٹھ عبدالرحیم احمد صاحب عــہ اور دوسری مد میں آپ کی طرف سے سو روپیہ پہونچا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو ان کی خدمات کا اجر بخشے آمین ثم آمین۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گے اور جب روانگی مجھے اطلاع بخشیں کہ فلاں تاریخ تک اس طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ آپکو ہر ایک غم سے نجات بخشے اور کامیابی عطا فرماوے اور بلاؤں سے محفوظ رکھے بفضلہ وکرمہ آمین ثم آمین۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۹ر اکتوبر سنہ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۴

مخدومی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ بذریعہ تار مرسلہ آنمکرم پہونچا جزاکم اللہ خیراً واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ خدا تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور مکروہات دنیا وآخرت سے بچاوے اور اپنی محبت سے بہرہ وافرہ بخشے آمین ثم آمین۔ اس جگہ چند کتابیں بڑی سرگرمی سے چھپ رہی ہیں امید کہ دو تین ہفتہ تک بعض کتابیں چھپ جائیں گی تب آنمکرم کی خدمت میں بھی مرسل ہونگی باقی بفضلہ تعالیٰ ہر طرح خیریت ہے تمام احباب اور دوستوں کو السلام علیکم۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۱ر اکتوبر سنہ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کل کی ڈاک میں آپ کا عنایت نامہ ملا۔ نہایت تشویش ہوئی اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ کل میں ایک مقدمہ کی گواہی پر جو کسی شریر نے ناحق لکھا دی ہے اور سمن جاری کرایا ہے ملتان جاؤنگا شاید کہ ۲۸ر اکتوبر سنہ ۹۷ء تک واپس آؤں۔ میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ چالیس روز تک تہجد کے وقت آپ کے لئے دعا کروں۔ ابھی سے میں نے شروع کر دی ہے انشاء اللہ سفر سے واپس آکر برابر چالیس روز تک دعا کرونگا اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حالت پر رحم فرماوے۔ آپ حمایت سلسلہ میں ایسے سرگرم ہیں کہ دل و جان سے آپکے لئے دعا نکلتی ہے اور

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے آپ تسلی رکھیں کہ بہت ہی توجہ سے آپکے لئے دعا کی جاتی ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۸ر اکتوبر سنہ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۶

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا میں نہایت توجہ سے آپ کے لئے مصروف دعا ہوں۔ اور ہمارا خداوند کریم بے حد وشمار غفور رحیم ہے اس پر اور اس کے فضل پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے میں اس دعا کو چھوڑنا نہیں چاہتا جب تک اس کے آثار ظاہر ہوں اس کے کاموں سے کیوں ڈرنا چاہیئے جو معدوم کرکے پھر موجود کر سکتا ہے آپ تمام شجاعت اور بہادری سے اور اولوالعزمی سے خدا تعالیٰ کے فضل کے امیدوار رہیں۔ جو لوگ صبر سے اس کے فضل کے منتظر رہتے ہیں وہی لوگ اس دنیا میں اول درجہ کے خوش قسمت ہیں۔ آپ کی ملاقات کے لئے بہت اشتیاق ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ بے صبری اور گھبراہٹ سے آپ آویں اور مجکو ہر وقت اپنے حال پر متوجہ سمجھیں خدا تعالیٰ آپ کے خوشی کے ایام جلد لاوے آمین ثم آمین۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۹ر نومبر سنہ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز دعا میں بدستور مشغول اور انشاء اللہ القدیر اسی طرح مشغول رہیگا۔ جب تک آثار خیر وبرکت ظاہر ہوں دیر آید درست آید میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ بھی اس تشویش کے وقت اکیس مرتبہ کم سے کم استغفار اور سو مرتبہ درود شریف پڑھکر اپنے لئے دعا کر لیا کریں اور اب مجھے یہ بھی خیال آیا ہے کہ آپ اگر اس تردد کے وقت میں قادیان تشریف لاویں تو غالباً دعا کی قبولیت کے لئے یہ تکلیف کشی اور بھی زیادہ موثر ہوگی سو اگر موانع اور حارج پیش نہ ہوں تو بعد استخارہ مسنون ان دنوں میں جو سفر کے بہت مناسب حال ہیں تشریف لاویں۔ لیکن اگر راہ میں بوجہ بیماری طاعون کے تکلیف قرنطینہ درپیش ہو اور کچھ تکلیف دہ روکیں ہوں جس کی مجھے اطلاع نہیں ہے تو اس امر کو خوب دریافت کر لیں۔ غرض تشریف لانے کے یہی دن ہیں۔ شاید آپ کا یہ کام ہی جناب الٰہی میں قابل رحم تصور ہو مگر میں بار بار آپکو وصیتاً یہی کہتا ہوں کہ یہ تکالیف خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ چیز نہیں ہیں صرف ثواب اور اجر دینے کے لئے خدا تعالیٰ امتحان میں ڈالتا ہے اس لئے آپ بہت استقلال اور مردانہ شجاعت اور بہادری سے بڑے قوی صبر کے ساتھ روز کشائش کے منتظر رہیں کہ جب وہ وقت آئیگا تو ایک دم میں فضل الٰہی شامل حال ہو جائیگا۔ آپ کے لئے اس خلوص اور توجہ کے ساتھ دعا کر رہا ہوں کہ جس سے بڑھ کر متصور نہیں زیادہ خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۳ر نومبر سنہ ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کئی دن کے بعد آنمکرم کا عنایت نامہ مجکو ملا۔ میں اول بمقام ملتان ایک گواہی کے لئے گیا تھا۔ پھر وہاں سے آکر دو مرتبہ سخت بیمار ہو گیا ایک دفعہ شدت بیماری سے ایسا معلوم ہوا تھا کہ گویا آخری دم ہے ان حالات میں بھی میں آپکے لئے دعا کرتا رہا۔ اب میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے جیسا کہ میں نے وعدہ کیا ہے آپ کے لئے بہت دعا کروں جب تک اس دعا کا وقت پہونچ جائے کہ اللہ تعالیٰ قبولیت

ے بشارت بخشے سو آپ تسلی رہیں وہ خدا جس پر ہم ایمان لاتے ہیں وہ نہایت کریم اور رحیم ہے اور آخر اپنے ضعیف بندوں پر رحم فرماتا ہے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے مومن کو چاہئے کہ ایک بہادر کی طرح انکو قبول کرے خدا تعالیٰ مومن کو تباہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ ان ابتلاؤں کو اس لئے نازل کرتا ہے کہ اس کے گناہ بخشے اور اس کا مرتبہ زیادہ کرے میں آپ کے لئے بہت جد وجہد سے دعا کرونگا اور خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری دعا کو ضائع نہ کرے گا اور یہ خط رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہفتہ عشرہ میں آپ ضرور میری طرف خط مفصل لکھ دیا کریں۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۶ نومبر ۹۷ء

مکتوب نمبر ۲۹

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج آنمکرم کا دوسرا عنایت نامہ پہونچا آپ کے اضطراب پر دل نہایت دردمند ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا کرے کہ مجھے جلد تر خوشخبری کا خط پہونچے میں سرگرمی سے دعا میں مشغول ہوں اور میری وہ مثال ہے کہ جیسے کوئی نہایت احتیاط سے کسی نشانہ پر تیر مار رہا ہے کہ امید ہے کہ جلد یا کچھ دیر سے تیر ہدف ہو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے زیادہ اس غم میں آپ کا شریک ہوں آپ خدائے کریم و رحیم پر پورا پورا بھروسہ رکھیں کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ایکدن خدا تعالیٰ ہماری دعا سن لیگا انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ امید کہ حالات سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں اور میری نصیحت یہی ہے کہ آپ گھبرائیں اور نہ مضطرب ہوں اور رحیم و کریم پر پورا یقین رکھیں کہ اس کی ذات عجیب در عجیب قدرتیں رکھتی ہے جن کو صبر کرنیوالے آخر کار دیکھ لیتے ہیں اور بے صبر شامت بے صبری سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ان کا ایمان بھی معرض خطر میں ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ثم آمین مکرر بہتر خیال ہے کہ ان دنوں میں آپ استغفار اور درود شریف کا التزام بہت رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد تر کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۲ نومبر ۹۷ء

مکتوب نمبر ۳۰

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ یہ عاجز نہایت جوش سے آپ کے لئے دعا کر رہا ہے اور امیدوار ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد یا دیر سے دعا کو قبول فرما دے خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے نومید نہیں ہونا چاہئے کہ اسے فضل کرتے دیر نہیں لگتی اور میں برابر توجہ سے دعا کرتا ہوں اور کرونگا جب تک آثار ظاہر ہوں آپ کی ملاقات کو تو دل بہت چاہتا ہے مگر میں مناسب نہیں دیکھتا کہ ایسی صورت میں آپ سفر کریں کہ کوئی حرج ہو یا حرج ہونا ممکن ہو ہاں اگر بغیر حرج کے ملاقات ہو سکتی ہے تو قصد فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو اگر سفر کا قصد ہو تو روانگی سے پہلے اطلاع بھی بخشیں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۷ دسمبر ۹۷ء

مکتوب نمبر ۳۱

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز نہایت جوش سے آپ کے لئے دعا کر رہا ہے اور امیدوار ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد یا دیر سے دعا کو قبول فرما دے خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے نومید نہیں ہونا چاہئے کہ اسے فضل کرتے دیر نہیں لگتی اور میں برابر توجہ سے دعا کرتا ہوں اور کرونگا جب تک آثار ظاہر ہوں آپکی ملاقات کو تو دل بہت چاہتا ہے۔ مگر میں مناسب نہیں دیکھتا کہ ایسی صورت میں آپ سفر کریں کہ کوئی حرج ہو یا حرج ہونا ممکن ہو ہاں اگر بغیر حرج کے ملاقات ہو سکتی ہے تو قصد فرماویں اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو اگر سفر کا قصد ہو تو روانگی سے پہلے اطلاع بھی بخشیں والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۹ دسمبر ۹۷ء

مکتوب نمبر ۳۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی تاریخ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم ڈاک کی معرفت مجکو ملا جزاکم اللہ خیراً۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک تردد سے نجات بخشے بہو کی بیماری بھی بہت تردد کی جگہ ہے اللہ جلشانہ اسکو شفا عطا فرما دے آمین ثم آمین۔ یہ عاجز قریباً دس روز سے بیمار ہے نزلہ اور کھانسی اور زکام کا اس قدر غلبہ ہے کہ طبیعت پریشان ہے اور رات کو نیند نہیں آتی گو میں اب بھی آپ کے ترددات اور بیماری بہو کے لئے دعا کرتا ہوں مگر جس وقت اللہ جلشانہ نے مجھے شفا بخشی تب نہایت توجہ سے دعا کرونگا اس وقت صحت کی حالت ایسی خراب ہے کہ بعض وقت زندگی کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ پر ہر طرح سے بھروسہ ہے وہ قادر اور کریم اور رحیم ہے میں نے جو دعا اور طاعون کے بارے میں ایک رسالہ شروع کیا تھا اسی بیماری کی وجہ سے اس میں توقف ہو گیا۔ کیونکہ نہایت ضعف اور سیلان دماغ کی وجہ سے میں تحریر سے عاجز ہوں۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مجھے مطلع فرماتے رہیں۔ میں اس وقت زیادہ طاقت نہیں رکھتا۔ گلا بھی پکا ہوا اور گلٹیاں سی معلوم ہوتی ہیں والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۱۰ مارچ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ عین انتظار میں پہونچا۔ آپ کی خدمت میں ایک خط پہلے لکھ چکا ہوں امید کہ پہونچ گیا ہوگا۔ میری طبیعت ابھی علیل ہے کھانسی اور زکام کا بہت زور ہے مگر آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ امید کہ انشاء اللہ القدیر کسی وقت وہ دعا میسر آ جائیگی جس سے پورے طور پر کامیابی حاصل ہو بوجہ ضعف و علالت ابھی میں بہت توجہ سے قاصر ہوں میں نے جو اپنی نسبت بعض خوابیں اور الہامات دیکھے ہیں۔ میں ان سے حیران ہوں دو مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مجھے مرض طاعون ہو گئی ہے اور ورم طاعون نمودار ہے اب آج بھی یہی خواب آئی ہے اسی کے قریب قریب ایک الہام بھی ہے جو کسی رنج اور بلا پر دلالت کرتا ہے اور معبرین نے طاعون سے مراد کبھی تو طاعون اور کبھی حارش اور حکام کی طرف سے کوئی عذاب و تکالیف اور کبھی کوئی اور فتنہ و رنج وہ مراد لیا ہے معلوم نہیں کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے اور طاعون اب ہمارے گاؤں سے صرف سات کوس کے فاصلہ پر ہے اللہ تعالیٰ اپنی بلاؤں کا محافظ ہو۔ میں اپنے بدن میں اس قدر ضعف محسوس کرتا ہوں کہ اس قدر خط بھی مشکل سے لکھا گیا ہے زیادہ خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲۵ مارچ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا اس عاجز کی طبیعت ہنوز کسی قدر علیل ہے کھانسی اور زکام کا عارضہ ہے امید کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا بخشے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ جس وقت مجھے وہ دعا آتی جو اپنی قبولیت ساتھ رکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ سب غم آپ کے دور کر دیگا آپ کے خیال میں یہ سب کام مشکل ہیں مگر اللہ تعالیٰ

کے آگے آسان ہیں۔ آپ اطمینان رکھیں اور ہرگز بیقرار نہ ہوں۔ میں یہی خیال کرتا ہوں کہ آپ کو تجربہ کے بعد کہ خدا تعالیٰ ایسا قادر ہے پھر آئندہ ایسی بیقراری کبھی محسوس نہ ہوگی میں بیمار ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپکو یہ مزید تشویش آوے مگر بہرحال دعا میں مصروف ہوں۔

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۲۸ مارچ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا میری طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہ نسبت سابق اب بہتر ہے الحمدللہ علی ذالک میں اکثر اوقات بلکہ کل نمازوں میں آپ کے رفع ہجوم غموم اور حاجت براری کے لئے دعا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو گرداب غموم سے بچا دے گا اور میں جانتا ہوں کہ جس قدر گھبراہٹ کو کم کیا گیا ہے وہ بھی دعاؤں کا اثر ہے امید کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع اور مسرور الوقت فرماتے رہیں باقی سب خیریت ہے بخدمت اخویم صاحبزادہ احمد عبدالرحمٰن صاحب اور اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب اور اخویم مولوی سلطان محمود صاحب السلام علیکم

راقم خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ از قادیان۔ ۹ر اپریل ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۶

محبی اخویم سیٹھ احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا بدریافت خیر و عافیت شکر کیا گیا الحمدللہ علی ذالک میری طبیعت ابھی تک علیل ہے ضعف دماغ اس قدر ہوگیا ہے کہ بعض اوقات غشی کا اندیشہ ہوتا ہے بباعث کثرت سیلان آب مینی دماغ خالی معلوم ہوتا ہے ساتھ اس کے کھانسی بھی ہے باوجود اس حالت کے میں دعا سے غافل نہیں میرا دل اسبات کے لئے بہت بیتاب ہے کہ مجھے صحت ہو تو میں آپکے والد صاحب کی رفع پریشانی کے لئے اس توجہ کامل سے دعا کرسکوں جو پہلے کرتا تھا اپنے ہمہ جناب باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ میری یہ دعائیں بھی خالی نہ جائیں اس طرف طاعون کا زور بہت ہے اب ضلع جہلم میں بھی جو ہم سے قریباً ایک سو پچاس میل کے فاصلہ پر ہے واردات شروع ہوگئی ہیں اور ہوشیارپور اور جالندھر کے ضلع میں قریباً ساٹھ گاؤں میں طاعون پھوٹ رہی ہے نہ معلوم اللہ جلشانہ کا کیا ارادہ ہے میں ایک رسالہ طاعون کا لکھ رہا تھا کہ اتنے میں بیماری لاحق حال ہوگئی ہے اللہ جلشانہ سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے پوری صحت عطا فرما دے زیادہ خیریت ہے بخدمت مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب آپ کے والد صاحب کے سلام مسنون سنا گیا ہے کہ پنجاب کی راہ بند ہو جائے گی

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲ر اپریل ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج کی ڈاک میں یک صد روپیہ مرسلہ آنمکرم ملا۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء و احسن الیکم فی الدنیا و العقبیٰ آمین ثم آمین۔ عجیب اتفاق ہے میں ضرورتوں کے وقت آپ کی طرف سے مدد

پہونچتی ہے یہی دلیل اس بات پر ہے کہ اللہ جلشانہ ہرگز آپ کو ضائع نہیں کریگا انا لا نضیع اجر من احسن عملا میری طبیعت بہ نسبت سابق اب بہت اچھی ہے۔ غالباً کسی نماز میں بھی آپ دعا سے فراموش نہیں ہوتے آپ کے لئے دلی توجہ سے اور خلوص سے بہت دعا ہو چکی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دعائیں ضرور اپنا اثر دکھائینگی۔ بلکہ جس قدر گھبراہٹ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کوئی صورت تخفیف کی نکالتا رہا ہے درحقیقت یہ دعاؤں کا اثر ہے وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے امید کہ اپنے حالات سے مجھے جلد جلد خبر دیتے رہیں جب تک قبولیت دعا کے پورے طور پر آثار ظاہر ہوں باقی خیریت ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ ۱۵ر اپریل ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا خیر و عافیت اور آثار خدا تعالیٰ کے فضل کا حال سنکر بہت خوشی ہوئی الحمدللہ علی ذالک اللہ جلشانہ بہت غفور رحیم ہے میں بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اس طرف طاعون کا بہت زور ہو رہا ہے ایک دو مشتبہ واردا تیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں چند روز ہوئے ہیں میرے بدن پر بھی ایک گلٹی نکلی تھی پہلے کچھ خوفناک آثار معلوم ہوئے مگر پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا زور جاتا رہا۔ ایک جدا ہاتھ میں غدود پھول گئے تھے اور یہ طاعون جوڑوں میں ہوتی ہے پس گوشت یا کنج ران یا زیر بغل یا کوئی جوڑ کی جگہ جیسا کہ ہاتھ کے جوڑ یا پیروں کے تپ ساتھ ہوتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ ہر ایک طرح ہمارے تمام احباب کو اس بلا سے بچا دے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲۵ر اپریل ۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب۔ السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کل حالات شرودآپ کے خط سے معلوم ہو گئے۔ اب پھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دعا میں توجہ بڑھاؤنگا اور کوشش کرونگا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو آپ کے حق میں قبول فرمائے۔ آپ جلد جلد مجھے اطلاع بھیجتے رہیں اور بہتر ہے کہ ہر روز مجھے اطلاع دیں زیادہ کیا لکھوں آپ کے تردد سے بہت تشویش میں طبیعت ہے خدا تعالیٰ اس تشویش کو دور فرما دے آمین۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد۔ از قادیان ۳ر مئی ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ خیریت شمامہ پہونچا بدریافت فضل الٰہی اور عافیت بدرگاہ باریتعالیٰ شکر کیا گیا۔ میں مع اپنے دوستوں کے اور اہل و عیال کے خیر و عافیت سے ہوں۔ اس طرف طاعون جھکتی جاتی ہے اب اسی کے قریب گاؤں جن میں زور و شور ہو رہا ہے قادیان کا یہ حال ہے کہ لڑکوں اور جوانوں اور بڈھوں کو بھی خفیف سا تپ ہوتا ہے۔ دوسرے دن کانوں کے نیچے یا بغل کے نیچے یا بن ران میں گلٹی نکل آتی ہے ایک گلٹی مجھے بھی نکلی اور پہلے بھی ایک نکلی تھی میرے لڑکے بشیر احمد کو بھی ایک دن تپ چڑھا پھر کانوں کے مقابل گال کی طرف گلٹی نکل آئی۔ مولوی صاحب حکیم نور الدین صاحب دوا دیکر [illegible]

آپ اس قدر خفیف کہ کام والے لوگ اس میں کام کرتے ہیں نہ بیقراری ہے اور نہ کوئی گھبراہٹ بعینہٖ وہی حالت جو صحت کی ہوتی ہے موجود رہتی ہے لڑکے بے تکلف ہنستے پھرتے ہیں اور گلٹی تیسرے چوتھے روز خود بخود تحلیل ہو کر گم ہو جاتی ہے کسی کو ایک ذرہ خیال نہیں ہوتا کہ کب ہوئی اور کب گئی۔ بلکہ اس کو مرض ہی نہیں سمجھتے۔ تمام لوگ خوب راضی اور خوشی اور اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے اور ارد گرد سخت خوفناک موتیں ہو رہی ہیں۔ سنا ہے کہ کلکتہ میں بھی طاعون پھوٹی ہے شاید یکم مئی ۹۸ء کو جو بیس واردات ہوئیں امید کہ آپ ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ میں نے عید کے دن طاعون کے بارے میں ایک جلسہ کیا تھا وہ اشتہار چھپ رہا ہے جب چھپ چکیگا ارسال کرونگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۱۵؍ مئی ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۱

مکرمی مخدومی اخویم سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجکو پہونچگیا جزاکم اللہ خیرا۔ مجھے خدا تعالےٰ کے فضل سے بعض اوقات میں آپکے لئے دعا کرنے کا بہت عمدہ اتفاق ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ فضل کریگا۔ امید کہ حالات موجودہ سے اطلاع بخشیں اور جلد جلد خط بھیجتے رہیں یہ آپ کے ذمہ ہے زیادہ خیریت ہے والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان۔ ۲۰؍ مئی ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا اللہ تعالےٰ آپ کی تکلیفات دور فرما دے اگر تفکرات ہوں تو مجھے ہر روز خط لکھتے رہیں تا توجہ سرگرمی سے رہے۔ اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے کریم ہے بڑی بڑی امیدیں اس کی ذات پر ہیں امید قوی ہے کہ وہ فضل کرے گا اور کوئی راہ نکال دیگا میں یقیناً سمجھتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں جو کچھ سخت تردّدات کے وقت میں خدا تعالےٰ غم کو کم کرتا رہا ہے وہ اسی کا فضل ہے اور اسی کی استجابت دعا کا اثر ہے امید رکھتا ہوں کہ آپ ہر روزہ کارڈ سے مجکو اطلاع بخشتے رہیں گے والسلام۔ عزیزی سیٹھ احمد عبد الرحمٰن صاحب کی اہلیہ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک ابتلا سے بچا دے آمین۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۶؍ مئی ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجکو ملگیا ہے جزاکم اللہ خیرا الجزا۔ جو کچھ آنمکرم کے حل مشکلات کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کی تفصیل اور تصریح کی کچھ ضرورت نہیں اللہ جلشانہ سے چاہتا ہوں کہ ان دعاؤں کے آثار آپ کے کسی خط سے سنوں اللہ تعالیٰ ہر ایک امر پر قادر ہے۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے سرور الوقت فرماتے رہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲؍ جون ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ مجکو ملا۔ میں بفضلہ تعالیٰ آپکے لئے دعا میں مشغول ہوں آپ ہرگز دل برداشتہ نہ ہوں گو کیسے ہی ظاہری بدعلامات ہوں۔ کیونکہ درحقیقت خدا تعالےٰ مظہر العجائب ہے تاریکی سے روشنی نکال دیتا ہے۔ سب کچھ کر سکتا ہے ہر ایک بات پر قادر ہے سو اس کی طرف جھکے رہیں اور مجھے اپنے حالات سے خبر دیتے رہیں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۷؍ جون۔ آپکے صاحبزادہ صاحب کو بشوق السلام علیکم

مکتوب نمبر ۴۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا میں اس قدر آپکے لئے دعا میں لگا ہوا ہوں جس کی تفصیل آپکے پاس کرنا ضروری نہیں خداوند علیم بہتر جانتا ہے میں آپکے تار کا منتظر نہیں زیادہ مجھے اس بات کا انتظار ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت کی تار پہونچے یہ حالتیں عسر و یسر کی دنیا میں ہوتی رہتی ہیں مگر بڑی بھاری دولت یہ ہے کہ ایسے تقریبوں سے انسان کو خدا تعالےٰ پر زیادہ یقین پیدا ہو جائے جبکہ میں آپکے لئے دعا کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ حضرت جلشانہ میں قدر رکھتی ہے تو پھر آپ کو زیادہ تر قلق اور کرب میں رہنا نہیں چاہیئے دنیا کے محجوب لوگ جن کو خدا تعالےٰ سے بلا واسطہ اور نہ بواسطہ کچھ تعلق ہوتا ہے۔ اگر وہ غموں کے صدموں سے مر بھی جائیں تو کچھ تعجب نہیں مگر جس یہ تقریب پیش ہے جو آپکو میسر آئی ہے اس کو غم کرنا اس تقریب کی ناقدر شناسی ہے دنیا تماشاگاہ ہے کبھی انسان عروج میں گویا افلاک تک پہونچتا ہے اور کبھی خاک میں مگر جو لوگ خدا کی طرف اور خدا کے بندوں کی طرف جھکتے ہیں وہ ضائع نہیں کئے جاتے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ میں ہر ایک رات پیام بشارت کا منتظر ہوں اور میں خداوند کریم کو جس قدر فی الواقع رحیم کریم دیکھتا ہوں میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں بیان کروں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ یکم جولائی ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا میں یہ خط اس غرض سے رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں کہ میں آپکے تردّدات اور تفکرات اور حالت اضطراب سے غافل نہیں ہوں ہر روز رو بآسمان ہوں کہ کب خدا تعالیٰ کے فضل سے مشکل کشائی ہوتی ہے اور میرا یقین اور میرا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت رحیم اور کریم ہے وہ ضرور دعا سنے گا میں امید رکھتا ہوں کہ آپ زیادہ فکر کرنے سے اس قدر ثواب کو کم نہ کریں جو اس غم کی حالت میں آپ کو ملیگا میں عین دعا کے ساتھ اس خط کو روانہ کرتا ہوں اور خدا کے فضل پر نظر ہے والسلام۔ خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان۔ ۱۵؍ جولائی ۹۸ء

مکتوب نمبر ۴۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ نقد مرسلہ آں مکرم مجھکو مل گیا خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر بخشے کہ باوجود اس قدر انواع اقسام ترددات کے اس ہموم وغموم کے وقت میں آپ للہ خدمت میں سرگرمی سے مصروف ہیں لیکن باوجود اس علم کے کہ یہ کام اخلاص کا جوش آپ سے کرا رہا ہے پھر بھی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ جب تک یہ ہموم دور نہ ہوں اس وقت تک تکلیف نہ فرمائیں۔ میں ہرگز دعا میں قاصر نہیں ہونگا۔ اور میں دعا کو نہیں چھوڑونگا جب تک صریح آثار نہ دیکھوں۔ اور میں دعا میں مشغول ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل کا ہر وقت ہر لحظہ منتظر ہوں والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۱۷ جولائی سنہ ۹۸ء ؛

مکتوب نمبر ۴۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا عاجز آپ کے لئے نماز میں اور خارج کے دعا میں مشغول ہے جس ذوالجلال خدا کی جناب میں دعا کی جاتی ہے وہ قدرت اور رحمت دونوں صفات اپنی ذات میں رکھتا ہے صرف ایک امر کی دیر ہے عقلمند کسی کی آزمائش کے بعد پھر اس میں شک نہیں کرسکتا میں بیشمار مرتبہ اس غفور رحیم کی رحمتوں کو آزمایا اور دیکھا ہے آپکو وہ الہام یاد ہوگا۔ قادر ہے وہ بادشاہ ٹوٹا کام بنا دے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نہایت یقین سے آپ اس ذات پاک رب جلیل پر یقین رکھیں مجھے جس قدر اپنی دعاؤں کے قبول ہونے پر وثوق ہے یہ ایک ایسا امر ہے کہ میرے خدا کے سوا کسی کو واقعی اور پورا علم اس کا نہیں ہے فالحمدللہ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد۔

از قادیان ۲۲ جولائی سنہ ۹۸ء ؛

مکتوب نمبر ۴۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا اللہ جلشانہ آپکے نیات خیر سے صدہا حصہ زیادہ اپنے معاملہ کرے آمین۔ میں آپکے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبولیت کی بشارت سنوں مجھے اس قدر خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ ان کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی نہیں

ہر آں کاریکہ گردد از دعائے محوِ جاناں ؛ نہ شمشیرے کند آں کار و نے بادے نہ بارانے

عجب دارد اثر دستے کہ دستِ عاشقی باشد ؛ بگرداند جہانے را زبہرِ کار گریانے

اگر جنبد لبِ مردے زبہرِ آنکہ سرگردان ؛ خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے

زکار افتادہ را ہر کار می آرد خدا زین رہ ؛ ہمین باشد دلیلِ آنکہ ہست از خلق پنہانے

مگر باید کہ باشد طالبِ او صابر و صادق ؛ نہ بیند روزِ نومیدی وفادار از دل و جانے

مکتوب نمبر ۵۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم پہنچا احسن الجزاءکم اب دعائیں جناب حضرت عزت میں آپکے لئے کمال کو پہنچ گئیں۔ ہرگز امید نہیں کہ خدا تعالیٰ ان دعاؤں کو ضائع کرے امید کہ آپ اپنے رویا سے بھی اگر ہو تو مطلع کریں مجھکو یاد ہے کہ جب میں نے قادیان میں آپ کو کہا تھا تو ایک مبشر رؤیا آپ کو ہوئی تھی اور میں منتظر بشارت الہام کا ہوں جس وقت الہامی بشارت ہوئی تو بذریعہ خط یا بذریعہ تار اطلاع دونگا باقی سب طرح سے خیریت ہے خدا تعالیٰ آپ کو معہ عزیزوں کے آفات سے محفوظ رکھے آمین۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۲۲ اگست سنہ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۵۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ سو روپیہ کی رسید پہلے لکھ چکا ہوں امید کہ اپنے حالات خیریت سے مطلع فرماتے رہیں اس سطر تک پہنچا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ پہنچ گیا اللہ تعالیٰ ہر ایک فتنہ اور بلا سے بچاوے اس جگہ طاعون کے لئے ایک دوا طیار ہوئی ہے خدانخواستہ اگر مرض اس کے قریب آگیا تو وہ دوا بھیجدونگا اور آپ تسلی رکھیں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں مناسب ہے کہ ہیضہ کے دنوں گھر کے تمام لوگ دو وقت دو دو رتی کونین کھا دیں۔ ثقیل چیزوں اور مچھلی اور گوشت کی بوٹی اور عفونت پیدا کرنے والی چیزوں سے حتی الوسع پرہیز کریں اور کھانے میں کسی قدر ترشی استعمال کریں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ میں برابر دعا میں مشغول ہوں بیقرار نہیں ہونا چاہیئے دعائیں منظور ہو جاتی ہیں کسی وقت پر انکا ظہور موقوف ہوتا ہے خدا تعالیٰ پر بہت یقین اور بھروسہ رکھنا چاہیئے والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۸ اگست سنہ ۹۸ء ؛

مکتوب نمبر ۵۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھکو ملا جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ آپ کا عنایت نامہ بھی مجھکو ملا۔ میں اس بات پر یقین کامل رکھتا ہوں کہ جس قدر میں نے آپکے حق میں دعا کی ہے اور کر رہا ہوں گو بظاہر ابھی کچھ بھی آثار ظاہر نہ ہوں تب بھی پوشیدہ طور پر آپ کے لئے بہتری کی تجویز ہے بلکہ شاید آپ کی بہتری کی غرض سے بعض اور ہم پیشوں کی بہتری بھی ہو جاوے اور میں ابھی تک دعا میں سست نہیں ہوا۔ شاید آپ جس وقت سوتے ہوں اس وقت میں آپ کیلئے دعا میں مشغول ہوتا ہوں۔ آپ کی یہ نہایت خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپکو نہایت نیک اور پختہ اعتقاد بخشا ہے پس یہی ایک چیز ہے جس سے کامیابی کی امید ہو سکتی ہے کیونکہ جس قدر اعتقاد ہوتا ہے اسی قدر دعا میں تحریک بھی ہوتی ہے سو یہ ایک پاک دانائی کا جوہر ایک کو میسر نہیں آتی جو آپ کے دل میں ڈالی گئی ہے اللہ تعالیٰ جلد تر آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرماوے آمین۔ اور ان دنوں میں یہ دعا بھی کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ مدراس کو ہیضہ سے نجات بخشے اور طاعون سے محفوظ رکھے اور دونوں بلاؤں کو آپ سے اور آپ کے عزیزوں سے دور رکھے امید کہ حالات خیریت آیات سے ہمیشہ مطلع فرماتے رہیں والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۱۰ ستمبر سنہ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۵۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق و اخلاص پر قوی نشانی ہے میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لئے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتہ ہوئے ہیں مجھے الہام ہوا تھا عثملہ۔ ورفع البلاء من مالہ دفعۃً۔ اس میں تفہیم یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذر بھجوائیگا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا۔ بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار مسجد کی نہایت خوشخط یہ الہام لکھکر چسپان کر دیا اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہوگا اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے کہ کس شخص کو ایسے کامیابی ہوگی یا ایسی مسرت ظہور میں آئیگی۔ لیکن چونکہ میرا دل آنمکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے اس لئے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خداتعالےٰ ایسا کرے کیا اللہ جلشانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے دعاؤں میں اثر ہوتے ہیں مگر صبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے میرے نزدیک نہایت ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جو ہمیشہ اپنے تئیں دعا کے سلسلہ کے نزدیک رکھتا ہے اگر تمام جہان اس قول کے برخلاف ہو جائے تب بھی وہ سب غلطی پر ہیں دعا سے بڑے بڑے انقلاب پیدا ہو جاتے ہیں دعا زمین سے لیکر آسمان تک اپنا اثر رکھتی ہے عجیب کرشمے دکھاتی ہے ہاں پوری طور پر اس زندہ دعا کا ظہور میں آجانا اور ہو جانا یہ بھی خداتعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ میں آپکے شدت اخلاص کیوجہ سے اس میں لگا ہوا ہوں کہ اعلےٰ درجہ کی زندہ دعا آپکے حق میں ہو جائے اور جس طرح شکاری ایک جگہ سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھاتا ہے تا کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے۔ اس طرح میں ہر طرح سے دعائیں علی حیلون کو استعمال میں لاتا ہوں اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ القدیر والموفق میں اس بات کو اسی قادر کے فضل و کرم اور توفیق سے دکھلاؤنگا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں ہمارا خدا بڑی قدرتوں والا ہے اس پر ایمان لانا اور اس کے اس صفات کو جاننا ہی ایک سرور بخشتا ہے وہ خدا ایک مردہ اور نومید شدہ کو از سر نو امید دیتا ہے جو اس کے واصل ہوں انکا بڑا معجزہ یہی ہے کہ ان کی فوق العادت دعا منظور ہو جائے۔ ورنہ وہ کسی تباہ شدہ کشتی کو کنارہ نکال سکیں اور اس کا مال اور جانیں بچا سکیں۔ باقی خیریت ہے تمام عزیزوں کو سلام دعا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۳ر اکتوبر سنہ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۵۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو عنایت نامے یکے بعد دیگرے پہونچے بعد دریافت خیر و عافیت اطمینان ہوا خداتعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیوے کہ آپ ہر ایک کام میں سب خدمتیں سبقت لیجاتے ہیں اللہ جلشانہ یہ تمام مخلصانہ خدمات دیکھتا ہے اور ان کے موافق اجر دیگا مجھے بیماری دورہ سے دامنگیر ہوتی ہے۔ چند روز اچھی حالت رہتی ہے اور پھر دورہ مرض ہو جاتا ہے۔ یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے شفا عنایت فرمائیگا۔ ایسی حالت دعاؤں کے لئے بہت مناسب حال ہے رات کو کئی مرتبہ اٹھنا ہوتا ہے اور دعا کا موقعہ خوب مل آتا ہے اور طبیعت کی بیقراری اور شکستگی خود دعا کے مناسب حال ہو جاتی ہے الحمد للہ آپکے لئے دعاؤں کا بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے من فضلہ ذو الفضل والکرم سے امید رکھتا ہوں کہ یہ دعائیں

[...]ل جائیں امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مجکو سر در الوقت فرماتے رہیں زیادہ خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ر اکتوبر سنہ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۵۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ [...]روپیہ مرسلہ آنمکرم بذریعہ ڈاک مجکو ملا میں آپ کی اس صدق و اخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکو ضائع نہیں کریگا [...]ہ آپکے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا جزاکم اللہ جزاء الجزا یہی عملی حالت ہے۔ کہ جو [خدا]تعالیٰ کے فضل و کرم پر بہت ہی امید دلاتی ہے۔ چونکہ مجھے اپنے سلسلہ طبع کتب میں ایسی حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ اور مجھے [...]س سے زیادہ دنیا میں کوئی غم نہیں کہ جو میں بوجہ نہ میسر آنے مالی سرمایہ کے طبع کتب دینے سے مجبور رہ جاؤں۔ اس لئے میں ایک بچا[...] [...]لہ ملی آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک مقدار مقرر کر چھوڑیں کہ اگر ایک شدہ کامیابی امور تجارت تجھے میسر آ دے تو آپ یکمشت نذر اس کارخانہ [...]ئے ارسال فرماویں کیا تعجب ہے کہ خداتعالیٰ آپکے اس صدق اور اخلاص پر نظر کر کے وہ کامیابی آپکے نصیب کرے کہ جو فوق العادت [ہو] اور اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہونچ جاوے کیونکہ اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب [...]گے کو بند ہو جائے آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ لنگرخانہ میں خرچ ہو جاتی ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کیلئے [...]ہے یہ ایک دلی خواہش ہے جو خداتعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور یقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں جائیگا کیا تعجب کہ اس نیت [کو] پختہ کرنے پر خداتعالیٰ فوق العادت کے طور پر آپکے کوئی رحمت کا معاملہ کرے میں تو جانتا ہوں آپ نہایت خوش نصیب ہیں آپ کی [...]عاقبت اچھی ہے اور آخرت بھی۔ کیونکہ آپ اس طرف دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں سو اگر تمام دنیا کا کاروبار چاہیے [...]ہو جائے تب بھی میں یقین نہیں کرتا کہ آپ ضائع کئے جائیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۵۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مشک وعنبر بمبئی سے پہونچگیا جزاکم اللہ خیرالجزا [خد]اوندکریم آپ کو ان تمام خدمات کا احسن بدلہ تم بخشے آمین ثم آمین۔ اس کی درگاہ سے امید ہے کوئی شخص اس کے لئے نیک [عم]ل نہیں کرتا جو اس کی جزا نہیں دیکھ لیتا اس کے فضل اور رحم کی ہر وقت امید ہے اور انجام بخیر دنیا و آخرت کے نہایت آثار [...]ل میں میری طبیعت بہ نسبت سابق کے رو با صلاح ہے الحمد للہ علی ذالک باقی سب طرح سے خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۲ر اکتوبر سنہ ۹۸ء

مکتوب نمبر ۵۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حالات تردد و اضطراب معلوم کرکے

جس قدر دل کو درد پہونچتا ہے اسد تعالیٰ خوب جانتا ہے مگر ساتھ ہی وہ امید ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل پر ہیں وہ نومیدی کو نزدیک
نہیں آنے دیتی ہیں۔ اسد تعالیٰ وہ دن دکھلاوے کہ آپ کی قلم سے نکلی ہوئی یہ عبارت پڑھوں کہ حسب المراد خدا تعالیٰ نے بفضل
کردیا اس کے آگے کچھ بھی دور نہیں۔ ہر ایک رات اس امید کے ساتھ پلنگ پر لیٹتا ہوں۔ کہ کوئی خوشخبری حضرت عزت
جل شانہ سے آپ کی نسبت پاؤں اگر ایسی خوشخبری مجکو ملی تو مجکو وہ خوشی ہوگی جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا اسد تعالیٰ آپ
کو معہ تمام عزیزوں کے ہر ایک ارضی سماوی بلا سے بچاوے اور اپنے سایۂ رحمت سے محفوظ رکھے ہمیشہ حالات خیریت
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۱ نومبر ۹۸ء
آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام

مکتوب نمبر ۵۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اسد۔ آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ ایک سو روپیہ آمدہ مجکو
ملا جزاکم اسد خیرالجزا آمین جس قدر یہ عاجز آپکو تسلی اور اطمینان کے الفاظ لکھتا ہے یہ لغو اور بیہودہ نہیں ہے۔ بلکہ
بوجہ آپکے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لئے دعا ظہور میں آتی ہے۔ کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں
خالی نہیں جائینگی جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے ہیں اور اس کو قادر اور کریم اور رحیم سمجھتے ہیں ان کے لئے دعا ت
سے زیادہ کوئی امر موجب تسلی نہیں ہو سکتا میں اپنے دل سے یہ گواہی پاتا ہوں کہ جیسا کہ ایک شخص اپنے جوش اخلاص اور
محبت اور ہمدردی سے کسی کے لئے دعا کر سکتا ہے وہ دعا میں آپ کے لئے کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اسد تعالےٰ
میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا وہ خداوند رحیم و کریم و ذوالحیا و الکرم ہے امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے
مطلع اور مسرور الوقت فرماتے رہیں باقی خیریت ہے۔ والسلام مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دال جی صاحب کی طرف سے بھی
خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲ نومبر ۹۸ء
پہونچ گیا تھا۔ میری طرف سے دعا اور شکر انکو پہنچا دیا۔

مکتوب نمبر ۵۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اسد وبرکاتہ۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ اور آپ کا محافظ ہو اس وقت
باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ کل کی ڈاک میں مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ عرب صاحب ابنادی پہونچے۔ چونکہ مجھے پتہ یاد نہیں ہے
اس لئے مکلف ہوں کہ میری طرف سے رسید معہ شکر و دعا پہونچا دیں اسد تعالیٰ تمام دوستوں کو آفات سے بچاوے اور
اطلاع بخشیں کہ مدراس میں پھر تو کوئی واردات طاعون نہیں ہوئی اور سو روپیہ لال جی والی محمد صاحب کا بھی پہونچ گیا تھا آپ
کی خدمت میں بھی میری طرف سے دعا اور رسید روپیہ کی خبر پہونچا دیں باقی سب طرح خیریت ہے والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۶ نومبر ۹۸ء

مکتوب نمبر ۶۰

... علیکم ورحمۃ اسد وبرکاتہ۔ عنایت نامہ کے بعد از دو تین روز ...

پ کی تشویشات کو اسد تعالیٰ دور فرماوے اور اس طرف یہ حال ہے کہ جیسے ایک گدا سوال کرکے اسی دروازہ پر جم کر
لا ہو جاتا ہے جب تک کہ اندر سے اس کو کچھ دیا نہ جائے یہی حال ہمارا آپکے لئے ہے آپ اگر بیقرار ہوں یا ہوں جاری
ن سے سلسلہ دعا کا جاری ہے اور جناب الٰہی کے آستانہ سے امید کیجاتی ہے کہ رات کو یا دن کو یہ بشارت ہمکو ملے
ین و آسمان پیدا کرنے والے کے آگے یہ آرزوئیں کیا چیز ہیں اس کے ایک نظر فضل سے ہزار دن پیچیدہ کام سہل ہو جاتے
ں اس طرف اب بظاہر طاعون سے امن ہے پھر بعد میں کوئی واردات نہیں ہوئی زیادہ خیریت ہے والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۲ دسمبر ۹۸ء

مکتوب نمبر ۶۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اسد وبرکاتہ۔ آپ کا انتظار رہا اور اب تک بھی نہ معلوم
باعث ہوا کہ آپ تشریف نہ لائے دعا انتہا تک پہونچ گئی ہے آج صبح کے وقت مجکو یہ الہام ہوا۔ قادر ہے وہ بارگاہ
کام بناوے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے۔ امید ہے کہ اپنے حالات خیریت سے اطلاع دینگے۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۱ دسمبر ۹۸ء
السلام۔

مکتوب نمبر ۶۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اسد وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آنمکرم اور نیز مبلغ ایک سو روپیہ مجکو دیا
کم اسد جزا الجزا۔ میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور خوف و خطر کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلی
تو میری پر ایک درد ناک اثر ہوتا ہے مگر پھر بعد اس کے جب اسد جلشانہ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف
ئز جو میرے پر ہیں۔ بلا توقف یاد آجاتی ہیں۔ تو وہ غم دور ہو کر نہایت یقینی امیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپکے لئے
ے دل میں عجیب جوش تضرع اور دعا ہے۔ اگر مخفی مصلح جس کا علم بشر کو نہیں ملتا توقف کو نہ چاہتیں تو خدا تعالیٰ
فضل و کرم سے امید تھی کہ اس قدر توقف ظہور میں نہ آتا۔ بہرحال میں آپ کی بلاؤں کے دفع کے لئے ایسا کھڑا ہوں
کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے خدا داد قوت استقلال اور ثابت قدمی اور صدق و یقین ہتھیاروں سے اور
ہمت کی پیش قدمی سے اس سید امین خدا تعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں وہ رحیم و کریم دعاؤں کو سننے والا مہربان
ہے اس کے فضل سے ہر ایک رحمت کی امید ہے۔ آپکے ملنے کا اشتیاق ہے قرنطینہ کی تکلیفات راہ میں ہوں
کی برداشت مشکل ہوتی ہے تو آپ ہر ایک وقت آسکتے ہیں۔ مجھے دلی خواہش ہے کہ آپ تشریف لادیں۔ مگر
ریافت کر لینا چاہیئے کہ قرنطینہ کی ایذا رسانی در حقیقت تو درمیان نہیں ہیں اسی وجہ سے میں نے تار نہیں دیا کہ یہ
صرف خط کے ذریعہ سے مفصل طور پر پیش ہو سکتے ہیں امید کہ جس وقت تشریف لا دیں تو مجھے تار دیں کہ فلاں وقت
ہوئے۔ میں پہلے اس کے اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے پر ایک مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہو گیا ہے

جس کا اصل محرک محمد حسین بٹالوی ہے یہ مقدمہ بظاہر سخت خطرناک ہے کیونکہ پولیس کے معزز ملازم اس مقدمہ کے پیروکار ہیں جو مقدمہ کے بنانے کی سعی کر رہے ہیں اور محمد حسین بٹالوی بھی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح جھوٹے گواہ پیش کر کے مجھے زیر مواخذہ کرا دے چونکہ ان مخالفوں کی جماعت بڑی ہے۔ لاکھوں ہیں اس لئے محمد حسین کے لئے چندے جمع ہو رہے ہیں۔ تا بیرسٹر اور کوئی انگریز وکیل کر کے جعلی الزام مجھ پر ثابت کرا دے ہماری جماعت غریبوں کی جماعت ہے لاہور امرتسر سیالکوٹ راولپنڈی پنجاب کے شہروں میں محمد حسین کے لئے ایک رقم کثیر جمع ہوتی جاتی ہے غالباً دلی میں بھی نذیر حسین کی معرفت یہ چندہ ہوگا ہم اپنا کام خدا تعالیٰ کو سونپتے ہیں میں نے اول خیال کیا تھا کہ شاید آنمکرم کی تحریک سے مدراس میں کسی قدر چندہ ہو مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں جب تک انسان سلسلہ میں داخل ہو کر جانثار مرید نہ ہو۔ تب تک ایسے واقعات روح پر قوی اثر نہیں کرتے دلوں کا خدا مالک ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب قریب تباہی کے ہے آپکو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو وفادار جان نثار جوانمردوں میں ہوتا ہے میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں اس لئے ایسے چندہ سے آپ مستثنیٰ ہیں آپ کا بہت سا چندہ پہونچ چکا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۶۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تار مدراس سے بخیر و عافیت میرے پاس پہنچ گئی۔ الحمد للہ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے راہ کی آفات سے بچا کر سلامتی کے ساتھ گھر میں پہونچا دیا اسیطرح میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ وہ آپکو معاملات تشویشات سے بھی رہائی بخش کر ہمیشہ آپکے ساتھ ہو اور اپنی مرضی کی راہوں پر چلاوے آمین ثم آمین۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ بخدمت دیگران سلام مسنون۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ از قادیان ۱۵ رمئی ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۶۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر طرح پر اللہ جلشانہ کے فضل پر امید رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی تاجر تباہ حالت میں ہو گیا ہے تو ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ جدا ہے کسی کی تباہی اور سرسبزی محض بد اتفاقات سے نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے میں جیسا کہ آپکے روبرو آپ کے لئے دعا میں مشغول تھا۔ ایسا ہی آپ کے بعد میں بھی مشغول ہوں اور ہر طرح پر ہم اللہ جلشانہ کی ذات پر نیک امید رکھتے ہیں امید کہ حالات خیریت آیات سے اطلاع بخشتے رہیں اور اس جگہ تا دم تحریر ہذا خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۶ رمئی ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۶۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ دو سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ وہ معاملہ رحمت اور فضل اور کرم کرے جو آپ اس کی راہ میں اور اس کے بندوں کی مدد میں کر رہے ہیں آمین ثم آمین۔ اس جگہ محمد حسین اور اس کے گروہ کی طرف سے مقدمہ میں فتح پانیکے لئے بڑی تیاری کر رہے ہیں اور وکیلوں کو دینے کے لئے شہروں میں اس کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے دوسری قوموں سے بھی اتفاق کر لیا ہے بظاہر مقدمہ ایک خطرناک صورت میں ہو گیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے کام اور انسان کے کام الگ ہیں۔ اب ۵ جنوری ۱۸۹۹ء قریب آگئی ہے جو تاریخ پیشی ہے میں نے آنمکرم کے بلانے میں ایک تو اس وجہ سے تار نہیں بھیجا کہ غالباً ماہ میں دقتیں ہیں۔ جالندھر کے ضلع میں بھی طاعون ہے دوسرے یہ بھی خیال رہا ہے کہ اس مقدمہ میں معلوم نہیں کہ قادیان میں رہوں یا انفصال مقدمہ تک حاضر کچہری رہنا پڑے یہ ایک آخری ابتلاء ہے جو محمد حسین کی وجہ سے پیش آگیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے راضی ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ مخالفوں نے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہونچا دیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام فکر اور عقل سے باہر ہیں زیادہ خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲ جون ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۶۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا میں باوجود علالت طبع کے اور باوجود ایسی حالتوں کے کہ میں نے خیال کیا ہے کہ شاید زندگی میں سے چند دم باقی ہیں آپ کو دعا کرنے میں فراموش نہیں کیا بلکہ اونہیں حالات میں نہایت درد دل سے دعا کی ہے۔ اور ابتک میرے جوش میں کمی نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس خط کے پہونچنے تک کتنی دفعہ مجکو دعا کا موقع ملے گا میں اوبادر نہیں کرتا کہ یہ دعائیں میری قبول نہ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہو سکتا ہے آپ اس گھڑی کے یقین سے منتظر رہیں جبکہ دعاؤں کی قبولیت ظاہر ہو ایک بڑے یقین کے ساتھ انتظار کرنا بڑا اثر رکھتا ہے میں آپکو نہیں بتلا سکتا کہ میں آپکے لئے کس توجہ سے دعا کرتا ہوں یہ حالت خدا تعالیٰ کو معلوم ہے ان دنوں میں میری طبیعت بہت بیمار ہو گئی تھی ایک دفعہ مرض کا خطرناک حملہ بھی ہوا تھا۔ مگر شکر باری ہے کہ اس وقت میں بھی میں نے بہت دعا کی ہے اور ابتک طبیعت بہت کمزور ہے اس لئے کتاب کی تالیف میں بھی حرج ہے۔ ایک نہایت ضروری امر کے لئے آپکو لکھتا ہوں اور وہ یہ کہ میں نے سنا ہے کہ مدراس میں ایک عید یوز آسف کا سال بسال ہوا کرتا ہے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ عید کرتے ہیں وہ یوز آسف کس کو کہتے ہیں اور کس مرتبہ کا انسان اس کو سمجھتے ہیں اور نیز ان کا کیا اعتقاد ہے کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کس قوم میں سے تھا۔ اور کیا مذہب رکھتا تھا اور نیز یہ کہ کیا ان کا کوئی یوز آسف کا مقام

موجود ہے اور کیا ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی تحریریں ہیں جن سے یوز آسف کے سوانح معلوم ہو سکیں اور ایسا ہی دوسرے حالات جہاں تک ممکن ہو دریافت کر کے جلد تر مجھ کو اس سے اطلاع بخشیں کیونکہ اس وقت کہ جواب آوے یہ کتاب معرض التواء میں ہوگی اور میں نے باوجود ضعف طبیعت کے نہایت ضروری سمجھ کر یہ خط لکھا ہے اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے اس خط کو پہنچا دے باقی خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۱ جون ۹۹ء

مکتوب نمبر ۶۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا اب بفضلہ تعالیٰ میری طبیعت بہتر ہو گئی ہے دورہ مرض سے امن ہے حقیقت میں یہ عجب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے کل کی تاریخ عنبر بھی پہونچ گیا۔ میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریہ ادا کردیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سنکر اپنی عنایت اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی خدا تعالیٰ انکو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو آمین ثم آمین میرے گھر میں جو ایام امید تھے۔ ۱۴ جون کو اول درد زہ کے وقت ہولناک حالت پیدا ہو گئی یعنی بدن تمام سرد ہو گیا اور ضعف کمال کو پہونچا اور غشی کے آثار ظاہر ہونے لگے اس وقت میں نے خیال کیا کہ شاید اب اس وقت یہ عاجزہ اس فانی دنیا کو الوداع کہتی ہے بچوں کی سخت دردناک حالت تھی اور دوسرے گھر میں رہنے والی عورتیں اور ان کی والدہ تمام مردہ کی طرح اور نیم جان تھے۔ کیونکہ ردی علامتیں یکدفعہ پیدا ہو گئی تھیں اس حالت میں ان کا آخری دم خیال کر کے اور پھر خدا کی قدرت کو بھی مظہر العجائب یقین کر کے ان کی صحت کے لئے میں نے دعا کی یکدفعہ حالت بدل گئی اور الہام ہوا التحویل الموت یعنے ہم نے موت کو ٹالدیا اور دوسرے وقت پر ڈال دیا اور بدن پھر گرم ہو گیا اور حواس قائم ہو گئے اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ اس تنگی اور گھبراہٹ کی حالت میں میں نے مناسب سمجھا کہ آپکے لئے بھی ساتھ دعا کر دوں۔ چنانچہ کئی دفعہ دعا کی گئی زیادہ خیریت ہے۔ اس وقت میں خط لکھ چکا تھا کہ پھر سخت کمر میں درد اور تپ میرے گھر میں ہو گیا ہے سخت بیتاب ہو گئی ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرما دے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۹۹ء

مکتوب نمبر ۶۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ بذریعہ ڈاک مجکو پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء آمین ثم آمین۔ میرے گھر میں پیدائش لڑکا کے وقت بہت طبیعت بگڑ گئی تھی مگر الحمد للہ اب ہر طرح سے عزیت ہے عجیب بات ہے کہ قریباً چودہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میری اس بیوی کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے اور تین بیٹے موجود ہیں اور یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ اس پسر چہارم کا عقیقہ بروز دوشنبہ یعنے

پیر ہوا ہے اور جس وقت یہ خواب دیکھی تھی اس وقت ایک بھی لڑکا نہ تھا یعنی کوئی بھی نہیں تھا۔ اور خواب میں دیکھا تھا کہ اس بیوی سے میرے چار لڑکے ہیں اور چاروں میری نظر کے سامنے موجود ہیں اور چھوٹے لڑکے کا عقیقہ پیر کو ہوا ہے اب جبکہ یہ لڑکا یعنی مبارک احمد پیدا ہوا تو وہ خواب بھول گئے اور عقیقہ اتوار کے دن مقرر ہوا لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اس قدر بارش ہوئی کہ اتوار میں عقیقہ کا سامان نہ ہو سکا۔ اور ہر طرف سے حارج پیش آئی۔ ناچار پیر کے دن عقیقہ قرار پایا پھر ساتھ یاد آیا کہ قریباً چودہ برس گذر گئے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا۔ تب وہ اضطراب ایک خوشی کے ساتھ مبدل ہو گیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی بات کو پورا کیا اور ہم سب زور لگا رہے تھے کہ عقیقہ اتوار کے دن ہو۔ مگر کچھ بھی پیش نہ گئی اور عقیقہ پیر کو ہوا یہ پیشگوئی بڑی بھاری تھی کہ اس چودہ برس کے عرصہ میں یہ پیشگوئی کہ چار لڑکے پیدا ہونگے اور پھر چہارم کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا۔ انسان کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ اس مدت تک کہ چار لڑکے پیدا ہو سکیں زندہ بھی رہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم دیکھتی ہے۔ پھر آنکھ بند کر لیتی ہیں سفر دور نہ ہوئے یا کم و بیش آپکو خواب میں دیکھا تھا۔ مگر مجھے اس کا سر معلوم رہا اس لئے صرف بار بار دعا کی گئی۔ زیادہ خیریت ہے والسلام آنکرم کے مشک مرسلہ بھی مجکو پہونچ گئی خدا تعالیٰ آپکو ان متواتر خدمات کا بہت بہت اجر بخشے اور بہت سی برکتیں آپ پر نازل کرے عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے در اصل وہ دو دائمی بیماریاں ہیں ایک یہ دل کی بیماری اور ایک کثرت بول یہ اس لئے ہوا کہ تا وہ حدیث پوری ہو کر دو مسیح موعود دو زرد چادروں کے نازل ہوگا اہل تعبیر لکھتے ہیں کہ دو زرد چادر سے مراد دو بیماریاں ہیں یہ بشریت کے لوازم ہیں۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۷ جون ۹۹ء

مکتوب نمبر ۶۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنکرم اس سو روپیہ کے بعد جو پہلے آنکرم بھیج چکے تھے مجکو پہونچا۔ اللہ جلشانہ بہت بہت جزائے خیر دنیا و آخرت میں آپکو دے اور اپنے فضل و کرم سے بلاؤں سے بچا دے آمین ثم آمین۔ اب جیسا کہ آپنے تجویز فرمایا تھا۔ آپ کی تشریف آوری کی انتظار ہے اللہ تعالیٰ تمام تر خیریت اور رحمت کے ساتھ آپ کو لاوے آمین ثم آمین۔ بمبئی اخباروں کے ذریعہ سے بہت شہرتیں ہو رہی ہیں کہ ۱۳ نومبر ۹۹ء تک دنیا کا خاتمہ ہے یعنی اگر ستارہ کی زمین کے ساتھ ٹکر ہو گئی لیکن مجھے ابتک کچھ معلوم نہیں ہوا خدا تعالیٰ لوگوں کو توبہ کی توفیق دے موسم کے حالات ردی ہیں ابتک بارش نہیں ہوئی خریف اور ربیع دونوں سے زمینداروں کی نومیدی ہو گئی کلکتہ میں طاعون شروع ہو گیا اخبار میں لکھا ہے کہ جناب نواب وائسرائے بہادر نے طاعون کا ٹیکا لگوایا ہے زیادہ خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۵ اگست ۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمدللہ والمنۃ کہ اب میرے گھر میں ہر طرح سے خیریت ہے آپ کے حالات کی طرف نظر لگی ہوئی ہے خداتعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں کا نیک نتیجہ ہمکو دکھاوے آمین ثم آمین دعا کا سلسلہ جناب باری میں جاری ہے اور وہ رحیم و کریم ہے زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۸ جولائی ۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خداتعالیٰ کے فضل و توفیق سے ہمیشہ نماز اور خارج نماز آپ کے لئے اور آپ کی بہبودی دنیا و آخرت کے لئے دعا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبول حضرت عزت ہو۔ کل سے میری طبیعت علیل ہو گئی ہے کل شام کے وقت جب میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے سخت درد کا عارضہ لاحق حال ہوا اور یکدفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا۔ مگر اب تک کلی اطمینان نہیں کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحم فرماوے۔ ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے اس وقت مشک جو بمبئی سے آپنے منگوا کر بھیجا تھا بباعث طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کیوجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر گر گیا اور گرنے کے سبب سے خشک نہیں اور ہوا جلد دیکھی ضائع ہو گئی اس لئے مجھے دوبارہ آپکو تکلیف دینا پڑی یہ مشک بہت عمدہ تھی اس دکان سے ایک تولہ مشک لیکر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرماویں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ ہے اور خداتعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے آپنے یہ مشک بمبئی سے منگوائی تھی باقی خیریت ہے اس وقت بھی طبیعت صحت پر نہیں دستخط کرا کر یہ خط بھیجتا ہوں میں انشاء اللہ آپ کے صاحبزادہ سیٹھ احمد صاحب کے لئے اور ان کی دنیا و آخرت کے کامیابی کے لئے بہت دعا کرونگا اور میری طرف سے سلام علیک انکو پہونچے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۷۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ عین انتظار میں پہونچا مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ اس نیک کام کے لئے آپ کی سلسلہ جنبانی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی مجھے آپ کے اس کام کی نسبت بہت ہی فکر تھی اگرچہ میں نے آپ کے اس سفر کے لئے بہت ہی دعا کی کہ جو جو مطالب اس سفر میں مدنظر ہیں خداتعالیٰ انکو انجام دے بہت امید ہے کہ وہ دعا قبول ہو گئی ہو گی امید کہ مقدمہ نکاح کے بعد ضرور مجھے حسب الوقت فرماویں میرے نزدیک [illegible] رعایت کا موجب کرے آمین ثم آمین۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ والسلام ۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج آپ کی تار کے ذریعہ یکدفعہ غم کی خبر یعنی واقعہ وفات عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی بیوی کا سنکر دل کو بہت غم اور صدمہ پہونچا انا للہ وانا الیہ راجعون دنیا کی ناپائیداری کا اور بے ثباتی کا یہ نمونہ ہے کہ ابھی تھوڑے دن گذرے ہیں کہ عزیز موصوف کی اس شادی کا اہتمام ہوا تھا اور آج وہ مرحومہ قبر میں ہے جس قدر اس ناگہانی واقعہ سے آپکو اور سب عزیزوں کو صدمہ پہنچا ہوگا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے اور عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی عمر لمبی کرے آمین ثم آمین اس خبر کے پہونچنے پر ظہر کی نماز میں جنازہ پڑھا گیا اور نماز میں مرحومہ کی مغفرت کے لئے بہت دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس غم اور صدمہ کی عوض میں بہت خوشی پہونچاوے آمین باقی تا دم تحریر خیریت ہے والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۱۳ اگست ۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہونچا جس کے پڑھنے سے بہت افسوس ہے جس کو میں بھول نہیں سکتا کہ مجکو قبل اس حادثہ وفات وقت اس کامل دعا کا موقعہ نہیں جو اکثر کرشمہ قدرت دکھلاتی ہے میں دعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتی ہے اور دل کو بے چین کر دیتی ہے وہ اس لئے کامل طور پر پیدا نہ ہوئی کہ آپ کے عنایت ناموں میں جو حال میں آئے تھے یہ فقرہ بھی درج ہوتا رہا کہ اب کسی قدر آرام ہے اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آئی رنج اور درد و غم تو بہت ہے نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گذرا ہوگا لیکن خداوند کریم و رحیم کے اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی یہ بیماری طبیبوں کے نزدیک متعدی بھی ہوتی ہے۔ اور اس گھر میں جیسا بیماری کا موجب سب کو خطرہ ہوتا ہے۔ اور خاوند کے لئے سب سے زیادہ سو شاید ایک یہ بھی حکمت ہو خداوند تعالیٰ عزیزی سیٹھ احمد کی عمر دراز کرے اور اس کے عوض میں بہتر صورت عطا فرمائے یہ ضروری ہے کہ آپ اس غم کو حد سے زیادہ دل پر نہ ڈالیں کہ ہر ایک مصیبت کا اجر ہے۔ اور مناسب ہے کہ اب کی دفعہ ایسے خاندان سے رشتہ نہ کریں جن میں یہ بیماری ہے اور نیز جو آپنے اپنے لئے تحریک کی تھی اس تحریک میں سست نہ ہوں خداتعالیٰ پر توکل کر کے ہر ایک کام درست ہو جاتا ہے باقی سب خیریت ہے کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے انشاء اللہ القدیر دو تین ہفتہ تک چھپ جائے گی باقی خیریت ہے

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا میں بباعث قدیمی بیماری

کے جو آج کل ستمبر کے مہینہ میں اکثر مجھے ہوتی ہے بیمار ہا۔ اور اب تک میری طبیعت صاف نہیں ہے اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو یکم اکتوبر یعنی موسم کی تبدیلی کے وقت طبیعت صاف ہو گی اور میں نے آنمکرم کے اس مقدمہ کے لئے بھی دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی بیوی کے لئے بھی دعا کرتا ہوں امید کہ طبیعت درست ہونے پر بہت متوجہ کرونگا میری طبیعت کچھ ایسی ضعیف اور کمزور ہو رہی ہے کہ بسا اوقات میں خیال کرتا ہوں کہ گویا چند دم میری عمر میں سے باقی ہیں مگر با این ہمہ آپ کے لئے دعا کرنے کو میں کبھی نہیں بھولتا میں انشاء اللہ اگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندگی ہوئی تو آپ کے ہر ایک مقصد کے لئے دعا کرونگا اور مجھے امید ہے کہ اگر مجھے دعا کرنے کے لئے وقت دیا گیا تو وہ دعا قبول ہوگی میں بباعث ملالت طبع کے اس وقت زیادہ نہیں لکھ سکتا اس لئے اسی قدر پر چھوڑتا ہوں

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ضلع گورداسپور

مکتوب نمبر ۷۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ۔ پرسوں کی ڈاک میں کل اور ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجکو ملا فجزاکم اللہ خیراً جزاء ۔ خیر بخشے آمین ثم آمین مجھے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کار خیر انجام پذیر ہوگیا ہے یا ابھی کوئی تاریخ مقرر ہے امید ہے اس سے ضرور مطلع فرماویں باقی اس جگہ ہر طرح خیریت ہے کتاب تریاق القلوب ابھی چھپ رہی ہے اور رسالہ مسیح ہند میں بھی چھپ رہا ہے اور رسالہ ستارہ قیصرہ چھپ چکا ہے امید کہ آنمکرم کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا ۲۷ر اگست ۱۸۹۹ء کو مجکو اپنی نسبت یہ الہام ہوا۔ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھا دے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھا دے آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔

خاکسار مرزا غلام احمد

مکتوب نمبر ۷۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ نقد آنمکرم مجکو ملگیا۔ خدا تعالیٰ متواتر خدمات کی جزا میں آپ کو متواتر اپنے فضل اور جزا سے خوش کرے آمین ثم آمین کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے ابھی میں نہیں کہہ سکتا کہ کب ختم ہو شاید اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دو ہفتہ تک ختم ہو جائے یہ آپ کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ مشکلات کے وقت میں آپ کی طرف سے مدد پہونچتی ہے اس ملک میں سخت قحط ہو گیا ہے اور اب تک بارش نہیں ہوئی اب کی دفعہ بڑا سخت اندیشہ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ کے اخراجات کا یہ حال ہے کہ علاوہ اور خرچوں کے دو ہزار روپیہ ماہوار کھانا آٹا ہی آتا ہے اب میں خیال کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ کا آیا کرے گا۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک چلیگا اور دوسرے اخراجات بھی اس مقدار بڑھے ہوئے ہیں وہ بھی اس کے قریب قریب ہیں چنانچہ ایندھن یعنی جلانے کی لکڑی وغیرہ غلہ کی طرح گراں ہو گئی ہیں اور اکثر گیہوں ہے کہ شاید اب کی دفعہ ڈیڑھ سو یا دو سو روپیہ ماسوا اسی

۔۔۔ کا خرچ ہو میں ڈرتا ہوں کہ ڈرتا ہوں کہ وہی نہ آگیا ہو کہ جو احادیث میں پایا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مسیح موعود اور اس کی جماعت پر قحط کا سخت اثر ہوگا سو حیرت ہے کہ کیا کیا جائے اگر دعا کے لئے وقت ملے تو دعا کروں ابھی تک ہماری جماعت میں اہل استطاعت میں سے ایک آپ ہیں جو حسب الوسع اپنی خدمات میں تعہد رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ یا تو نادار ہیں یا سچا ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا لیکن ہمارے مرنے کے بعد بہت سے لوگ پیدا ہو جائینگے کہ کہینگے کہ اگر وہ وقت پاتے تو تمام مال اور جان سے قربان ہو جاتے مگر وہ بھی اس بیان میں جھوٹے ہونگے کیونکہ اگر وہ بھی اس زمانے کو پاتے تو وہ بھی ایسے ہی ہو جاتے اللہ تعالیٰ دلوں میں سچا ایمان بخشے خدا کے مامور جو آسمان سے آتے ہیں وہ اپنی جماعت کے ساتھ خرید و فروخت کا سا معاملہ رکھتے ہیں۔ لوگوں سے ان کا چند روزہ مال لیتے ہیں اور جاودانی مال کا انکو وارث بناتے میں بس چاہتا ہوں کہ ان مشکلات کے وقت میں ایک اشتہار بھی شائع کروں تا ہر یک صادق کو ثواب کا موقع ملے اور اس میں کھلے کھلے طور پر آپ کا ذکر بھی کردوں کیونکہ اب سخت ضرورت کا سامنا ہے اور ہمارے سید و مولیٰ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسے ضرورتوں کے وقت جب ایسا کرتے تھے تو صحابہ دل اور جان سے اس راہ میں قربان تھے جو کچھ گھر میں ہوتا تھا تمام آگے رکھدیتے تھے غرض اسی طرح کا اشتہار ہوگا والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۱ر ستمبر ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ سو روپیہ مرسلہ آنمکرم پہونچا اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزا بخشے اور آفات دینی اور دنیاوی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین کشمیر سے خلیفہ نور دین صاحب تحقیقات کر کے آگئے ہیں پانسو چھپن آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا کہ وہ قبر جس کا ذکر رسالہ میں کیا گیا ہے مختلف ناموں سے مشہور ہے بعض یوز آسف نبی کی قبر کہتے اور بعض شہزادہ نبی کی قبر اور بعض عیسیٰ صاحب کی قبر اور اب عنقریب تین آدمی سفر خرچ کے انتظام کے بعد نصیبین کی طرف روانہ ہوں گے اور اس سے پہلے جلسہ ہوگا جس کی تاریخ ۱۲ر نومبر ۱۸۹۹ء قرار پائی ہے اس جلسہ سے چند روز بعد یہ تینوں روانہ ہو جائینگے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۷۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ عنقریب تشریف لانے والے ہیں اس مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس ناپائیدار دنیا میں بڑا یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے سمجھا چاہئے کہ جدائی کے بعد پھر ملاقات ہو میں دن رات کوشش کر رہا ہوں کہ جلد تر کتاب تریاق القلوب ختم کردوں شاید ایک ماہ تک ختم ہو جائے اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء آپ کی خدمت میں پہونچ گیا ہوگا جس میں

ضمیمہ حلبتہ الوداع بھی ہے خدا تعالیٰ اپنا فضل شامل حال رکھے اور جلد تر خیر و عافیت سے آپ کو ملا دے نہایت خوشی بلکہ بے اندازہ خوشی ہوئی کہ آپکے تشریف لانے کی بشارت سنی جزاکم اللہ خیراً والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۸۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا آپ بکلی مطمئن رہیں آپ کے لئے اس قدر دعا کی گئی ہے کہ جو دنیا میں ایک بڑے خوش نصیب کے لئے ہو سکتی ہے خداوند عزوجل غفور رحیم ہے اس کی درگاہ سے بڑی امیدیں ہیں لیکن ضرور ہے کہ درمیان میں کچھ تشویش لاحق ہو جب تک خدا تعالیٰ کا وہ مقرر کردہ دن آجائے اس لئے بڑی استقلال اور قوت اور مردانگی سے ایسی تشویش کا مقابلہ کرنا چاہیئے انسان دنیا طلبی کی حالت میں دل کا کمزور ہوتا ہے اسیقدر تکو مصائب پیش آمدہ سے صدمہ پہونچتا ہے اور اسیقدر نومیدی طاری ہوتی ہے سوایسا نہیں کرنا چاہیئے آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے مبشر الہام صادر فرمایا ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں جا سکتا یہ خیال ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ متفق ہو کر ایک وعدہ کریں تو میں اس وعدہ کو پیر بھی یقینی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ قبل ایفائے وعدہ کے وہ لوگ مرجائیں۔ یا اس کے ایفا پر قادر نہ ہو سکیں اور مجبور ہیں مگر خدا تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے مجھے معلوم نہیں کہ کس راہ سے اور کس طور سے خدا تعالیٰ ان غموں سے آپ کو نجات دیگا اور نہ ابھی تک یہ معلوم ہے کہ وہ وقت کب ہے لیکن کسی قدر مدت کی بات ہے کہ اس خدا وند قادر کی طرف سے یہ وعدہ ہے والکریم اذا وعد وفا اس لئے آپ جوانمردی سے اس ذوالجلال کے وعدہ کے منتظر رہیں اور کسی کی بے التفاتی پر کچھ بھی پرواہ نہ کریں جس طرح بارش نا معلوم آتی ہے نہیں معلوم ہوگا کہ کب بادل ہوگا اور کب مینہ برسے گا اسی طرح خدا کا فضل بھی چور کی طرح آتا ہے پوری استقلال اور استقامت سے منتظر رہنا چاہیئے بلکہ بہت خوش رہنا چاہیئے کہ خدا کا وعدہ ہے نہ انسان کا اگر آپ دیکھیں کہ میں آگ میں پڑ گیا ہوں یا پڑتا ہوں تب بھی آپ خوش رہیں کیونکہ جس نے یہ آگ پیدا کی ہے وہ ایک دم میں اس کو بجھا سکتا ہے دنیا میں میں اس بات کو خوب سمجھتا ہوں کہ کیونکر وہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اس لئے میں آگ میں بھی ہو کر اس کو بہشت تصور کرتا ہوں تمام دکھ اس بات سے ہوتے ہیں جب انسان نہیں جانتا کہ یہ تکلیفیں کیوں آتی ہیں اور کیونکر دور ہو سکتی ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کی آواز یں خبر دیتی ہیں کہ یہ تکلیفیں اس کی طرف سے ہیں اور اس کے ارادہ کے ساتھ معاً نیست و نابود ہو جاتی ہیں تو کیوں غم کیا جائے باقی خیریت ہے اس وقت قادیان کے چاروں طرف طاعون ہے قریباً دو کوس کے فاصلہ پر اور قادیان اس وقت ایک ایسی کشتی کی طرح ہے جس کے اردگرد سخت طوفان ہو اور وہ دریا میں چل رہی ہے۔ ہر ایک ہفتہ میں شاید بیس ہزار کے قریب آدمی مرجاتا ہے خدا نے اس شکوک کو دور کر دیا کہ اس وقت عام طاعون پہیلے گی۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہونچا یہ بھی خدا تعالیٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی کہ خط برابر بھیجا جاوے اور میں جس قدر خدا تعالیٰ کی عجیب اور خارق عادت فضلوں پر یقین رکھتا ہوں کاش کوئی ایسا طریق ہو تا کہ میں آپ کے دل میں بھی ڈال سکتا خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو نا امید نہیں کر سکتا کہ جب انسان پا بزنجیر زندان میں ہو میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے اور اسباب سے سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جائیں یہ امید ہماری ٹوٹنے کے قابل نہیں ہے کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو ہر ایک بات پر قادر ہے انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ دو چار تجربہ سے خاص اشیاء پر یقین کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ پانی ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتی ہے کشتہ اسہال دست لاتا ہے سم الفار پوری خوناک پر ہلاک کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جس کو ہم اپنی زندگی میں صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں سچ تو یہ ہے کہ گبہراہٹ ضعف ایمان کے باعث ہوتی ہے اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو ممکن ہے نہیں کہ وہ غمگین ہو اور کیونکر غمگین ہو سکے انسان تو امیر سے بہی تسلی پا کر غمگین نہیں ہوتا مثلاً اگر کسی کو لاکھ دولاکھ روپیہ کی ضرورت پیش آجائے اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں اور وہ فکر اور تنگی میں مر رہا ہے اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائے گا جس طرح سید احمد خان آخر ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے کوچ کر گئے لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دوست مل جائے جو ذات کا چودھری ہنگی ہے یا چار ہے اور وہ بہت دولتمند ہو اور وہ اس کو تسلی دے کہ غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام روپیہ تیرا میں ادا کر دونگا اور اس کو یقین آجاوے کہ اب بلاشبہ اپنے وعدہ پر یہ شخص تمام روپیہ ادا کر دیگا تو قبل پہنچنے روپیہ کے جس قدر اس کو کشاکش ہو رہی ہے وہ اس کی نظر میں ایک معمولی ہو جائیگا اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہیگی ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کریگا وہ بلاشبہ ضائع نہیں ہوگا۔ غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے ایک تو بشریت کا غم ہے اس میں تو انسان ایک حد تک معذور ہوتا ہے جیسا کہ کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت یعقوب یوسفؑ کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے وہ بشریت کا غم تہا مگر ایک ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے جیسا کہ کوئی نادان یہ غم کرے کہ میرا کیا حال ہوگا کیونکہ مجھے روٹی اور کپڑہ ملے گا عیال کا کیا حال ہوگا اس غم سے اگر انسان توبہ نہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اپنے رازق کا منکر ہے دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری ہے ہر ایک ساعت خدا تعالیٰ کے فضل کی امید ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا موجودہ حالات آپ دلگیر نہوں اور نہ کسی گبہراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز ضائع نہیں جائینگی اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپکے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی

نہیں۔ ہاں صبر سے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کے قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص طور کے فضل کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عزوجل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں البتہ ایسا نہ ہو کہ آپ ہمت ہار جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹھی کو سرسبز کر سکتا ہے۔ اگر خدائے عزوجل کا آپ کے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر جوش نہ بخشتا یہ مت خیال کرو کہ یہ بات ہو چکی پیش ہے یا بالکل ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے اور یہ باتیں محض قیاسی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کی ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں خامی اور بیدلی صرف اس وقت تک رہتی ہے جب تک اس قادر کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے لیکن نمونہ دیکھنے کے بعد وہ قادر خدا اس شے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسرے چیز کے ہونے نہ ہونے کا کبھی غم کرتا نہیں۔ کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جن میں تمام جواہرات ہیں۔ اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا آخر ایک باخدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا۔ اور خدا کی طرف آنکھیں کھول دیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا اور یہ کہا ؎ گفت معشوقم تو بودستی نہ آں ❊ لیک کار از کار خیزد در جہاں سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلا دیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں ❊ زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار ❊ کہ آب چشمہ حیواں درون تاریکست

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۲۲/ مئی ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس جگہ سب خیریت ہے دعا کا سلسلہ اسیطرح جاری ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر امیدیں ہیں چونکہ حکمت بہ بندد درے ❊ بکشاید بفضل و کرم دیگرے۔ کل کا نظارہ دیکھ کر میں خوش ہوا۔ میرے مکان میں چار بلیاں رہتی ہیں ایک والدہ ہے اور تین اس کی بیٹیاں ہیں وہ بھی جوان اور مضبوط ہیں کل کے دوپہر کے وقت میں۔ میں اکیلا اوپر کے دالان میں بیٹھا تھا کہ میرے دروازہ کے آگے ایک چڑیا آکر بیٹھ گئی فی الفور بڑی بلی نے حملہ کیا اور اس چڑیا کا سر منہ میں پکڑ لیا پھر دوسری بلی آئی اس نے وہ چڑیا پہلی بلی سے لیکر اپنے قبضہ میں کر لی اور اس کا سر منہ میں پکڑ لیا اور زمین پر ایسا رگڑا کہ میں وہ حالت مارے رحم کے دیکھ نہ سکا اور دوسری طرف میں نے منہ کر لیا اور پھر جو میں نے دیکھا تو تیسری بلی نے اس چڑیا کا سر اپنے منہ میں لیا اور اس وقت مجھے خیال آیا کہ غالباً سر کھایا گیا اتنے میں چوتھی بلی نے اس چڑیا کو لیا اور زمین میں اسے رگڑا تب میں نے یقین کیا کہ چڑیا مر چکی اور سر کھا لیا گیا اور رگڑنے میں کئی دفعہ چڑیا زمین پر

گر پڑی پھر ایک بلی نے چاہا کہ اس چڑیا کے گوشت میں کچھ حصہ نے اس نے اس چڑیا کو کھانے کے لئے اپنی طرف کھینچا شاید اس غرض سے کم سے کم نصف پہلی بلی کے منہ میں رہے اور نصف آپ کھائے لیکن کسی سبب سے وہ چڑیا دونوں کے منہ سے نکلکر زمین پر جا پڑی اور گرتے ہی پھر کر کے اڑ گئی چاروں بلیاں پیچھے دوڑیں مگر پھر کیا ہو سکتا ہے وہ کسی درخت پر جا بیٹھی اور بلیاں خائب و خاسر واپس آئیں اس واقعہ کو دیکھکر میری دل کو بہت جوش آیا کہ اس طرح خدا تعالیٰ دشمنوں کے ہاتھ سے چھوڑا تا ہے تب میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ وقت بہت مقبول ہے آپ کے لئے بہت دیر تک دعا کی کہ اے خدا قادر جس طرح تو نے اس عاجز چڑیا کو چار خونی دشمنوں سے چھوڑا یا اسی طرح اپنے عاجز بندہ عبدالرحمٰن کی جان بھی چھوڑا آمین۔ امید رکھتا ہوں کہ وہ دعا بھی خالی نہیں جائے گی والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۳۰/ جون ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے گم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے مگر وہ جو بگاڑتا ہے اور وہی بنانے پر قادر ہے پس دنیا میں شکستہ دلوں کی اور رتبہ شدہ لوگوں کی خوش ہونے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں پھر تخت پر بیٹھاتا ہے اس جگہ یہ کہنا کفر ہے کہ کیونکر اور کس طرح اور ایسے اوہام کا جواب یہی ہے کہ جس طرح ایک قطرہ نطفہ سے انسان کو پیدا کیا۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ نابینائی اور بدظنی کی وجہ سے تمام دکھ پیدا ہوتے ہیں ورنہ وہ ہمارا خدا عجیب قادر بادشاہ ہے جو چاہے کرے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں اگر یقین کی لذت پیدا ہو جائے تو شاید انسان دنیا طلبی کے ارادوں کو خود ترک کر دے کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی لذت نہیں کہ اسباب کو آزما لیا جائے کہ درحقیقت خدا موجود ہے اور درحقیقت وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں ❊ والسلام خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۷/ جولائی ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا الحمدللہ کہ آثار بہبودی ظاہر ہونے لگے سلسلہ دعا کا برابر جاری ہے۔ سیٹھ والجی صاحب نے جو مشک بھیجی ہے۔ خدا انکو جزائے خیر دے اصل بات یہ ہے کہ عمدہ مشک ملتی ہی نہیں۔ کبھی کبھی ہاتھ آتی ہے سو یہ مشک بھی درمیانی درجہ کی ہے بہرحال خدا تعالیٰ اس خدمت کا نیک پاداش انکو عطا کرے آمین۔ میں آپ کی طرف خط نہیں لکھ سکا کہ معلوم ہوا کہ وہ مدراس میں نہیں ہیں آپ میری طرف سے السلام علیکم کہدیں۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۲۸/ ستمبر ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج عنایت نامہ جس میں کچھ پریشانی حال اور ایک خواب درج تھی پہونچا خواب گویا اس پریشانی کا جواب تھا تعجب کہ اس قدر عمدہ خوابیں آپکو ہوتی ہیں۔ اور پھر بھی تفکرات دامنگیر ہوتے ہیں یہ خواب آپکے لئے بڑی ایک بشارت ہے کہ خدا تعالیٰ پھر آپ کو عزت اور مرتبت کی سواری پر بٹھانیوالا ہے اور از روئے تعبیر کے جواب دال ہے جو دشمن کے دست برد سے بچایا جائے یا کوئی خزانہ جو کھویا ہوا ہو یا وفادار عورت۔ اور میرے گھر میں سے جو آپ کو جواب دیا تھا تو اس کی تعبیر دو ہو سکتی ہے ایک یہ کہ ان کا نام نصرت جہان بیگم اور یہ خدا کی نصرت کی طرف اشارہ ہے اور دوسری یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ میری دعائیں آپ کو نصرت کا کام دیں گی۔ ایسا ہی آپ کو میر ناصر نواب صاحب نظر آئے اس میں بھی نصرت کا لفظ ہے اور میرا بیٹا بھی آپ کو نظر آنا بشارت ہے کیونکہ دعا بجائے بیٹے کے ہوتی ہے گویا وہ دعا اول ایک ہندو کے پاس محبوس تھی یعنی اس کے ظہور کا وقت نہیں آیا تھا اور اب وقت قریب ہے غرض ہر ایک جز اس خواب کی بہت مبارک ہے آپ کو چاہیئے کہ مردمیدان اور پہلوان بنکر اب چند روز کی ابتلاؤں کو برداشت کرلیں انشاء اللہ آسمان پر سے آپکے لئے کوئی راہ نکل آئے گی اور حلوا پہنچ گیا ہے خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے کہ مدراس کا تنتن قادیان پہونچا دیا حلوا بظاہر باعث شدت موسم گرما خراب ہوگیا اور اس پر وہ رنگ جیسا شیرینی پر چڑھ جاتا ہے ایسا چڑھ گیا تھا کہ شیرینی پھینکنے کے لائق معلوم ہوتی ہے بعض نے کہا اب قابل استعمال نہیں لیکن ایک خادمہ نے کہا کہ میں اس کو نئے سرسے بنا دیتی ہوں پھر خبر نہیں کہ اس نے کیا کیا ایسی عمدہ شیرینی بطور قرص بنالائی کہ نہایت لذیذ تھی اسیوقت تمام اہل وعیال میں تقسیم کی گئی چونکہ بھیجنے والوں نے محبت اور ارادت سے بھیجی تھی اس لئے خدا نے شیرینی کو بگڑنے اور بیکار ہونے سے محفوظ رکھا خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور آپ کو جزائے خیر بخشے آمین۔ باقی سب طرح خیریت ہے طاعون کا اس علاقہ میں کچھ زور ہوتا جاتا ہے کوکسولی پر طاعون زور سے شروع ہوگئی بعض سرکاری خبروں سے معلوم ہوا کہ احاطہ بمبئی میں ہماری جماعت دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے اور پنجاب میں اونچاس ہزار ہماری جماعت ہے ابھی سرکاری کاغذات ہمکو نہیں ملے۔ کوشش کیجاتی ہے کہ ان کی نقل ملجائے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔

مکتوب نمبر ۸۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا غم واندوہ کی کثرت اور بار گران قرضہ اگرچہ ایسی حالت میں جبکہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کررہا ہو بہت آزاردہ چیز ہے لیکن پھر اگر دوسرے پہلو میں کہ خدا داری چہ غم داری سوچا جاوے۔ تو ایسے غم کو بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا شعبہ ثابت ہونگے یعنی تا درحقیقی کے عجائب در عجائب قدرتوں پر ایمان نہیں ہوتا ہونا چاہیئے۔ یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور سکر اور ہزارہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے اور مجیب الدعوات ہے اس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں بلکہ اگر دنیا میں نجات کے لئے یہ راہ کشادہ نہ ہوتی تو بیکسی کی زندگی سے مرنا بہتر تھا یہ سچا نسخہ کیمیا کا ہے جو ہمارا ایک خدا ہے جو تمام باتوں پر قادر ہے خدا تعالیٰ آپ کو اس قادر خدا کے دونوں قسموں کے فیضوں سے پورے طور پر متمتع فرماوے آمین۔ باقی سب طرح خیریت ہے خدا آپ کا حافظ ہو زیادہ خیریت والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس جگہ بفضلہ سب طرح سے خیریت ہے جناب الہی میں آپکے لئے سلسلہ دعا کا شروع ہے۔ ومن دق باب الکریم انفتح چند روز ہوئے کہ مدراس سے ایک شیشی خورد مشک آئی وہ بوجہ فرستندہ کا نام نہ تھا ڈاکخانہ سے گم ہوگیا وہ زبانی اشکی طور پر کہتے ہیں کہ شاید یہ مدراس سے آئی اس سے پہلے ایک ہیچ مدت گذرا کہ ایک شخص نے مجھکو پوچھا کہ جو انبیاء علیہم السلام بعض کھانے کی چیزوں کو برکت دیا کرتے تھے اور کھانا ختم نہیں ہوتا تھا برکت کیا چیز تھی میں نے جواب دیا کہ جس چیز پر ایک مقبول آدمی دعا کرے اس کا سلسلہ لمبا کیا جاتا ہے جلدی ختم نہیں ہوتا خواہ کسی طرح لمبا کیا جاوے اتفاقاً اس وقت میرے پاس ایک شیشی مشک کی تھی۔ جو اس میں بہت تھوڑی سی مشک تھی میں نے کہا کہ دیکھو ہم اسکو برکت دیتے ہیں تا یہ مشک آج یا کل ختم نہ ہو جائے تب میں نے اس پر کے لئے برکت پھونکدی اور اسی روز تیسرے پہر یہ مشک آگئی جو کہتے ہیں غالباً مدراس سے آئی جنہوں نے یہ معاملہ دیکھا ان کے ایمان میں ترقی کا موجب ہوا مجھے آپ اطلاع دیں کہ کس تاریخ تک آپ کا ارادہ ہے کہ آپ قادیان میں تشریف لاویں دس روز پہلے اطلاع دیں والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۸۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا علالت طبع عزیزی [illegible] احمد صاحب کی سنکر تفکر ہوا اللہ تعالیٰ جلد تر شفا کلی عطا فرما دے آمین اس جگہ بفضلہ تعالیٰ تا دم تحریر سب خیریت ہے اور دعا کی جاتی ہے اس نواح میں طاعون تو ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ ابھی کچھ زور نہیں اکثر بیمار اچھے بھی ہو جاتے ہیں سنا گیا ہے کہ [illegible] میں طاعون دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے معلوم نہیں کہ طاعون سے خدمت مفوضہ لینا کس مدت تک حضرت احدیت کا ارادہ ہے۔ باقی سب خیریت امید ہے کہ آپ جلد تر وہاں سے روانہ ہونگے یا شاید یہ خط وہاں نہ مل سکے قادیان واپس [illegible] ملے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۹۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ مجھکو ملا آپ بہت مضبوط

سے اپنے استقامت پر قائم ہیں۔ کیونکہ جو آپکے لئے کوشش کی گئی ہے وہ ضائع نہیں جائیگی ضرور ہے کہ اول یہ ابتلا انتہا تک
پہونچ جائے عسر کے ساتھ یسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی ایسا نہ ہو کہ آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہو کر سلسلہ امید کو ہاتھ
سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے میں بڑی سرگرمی سے آپکے لئے مشغول ہوں مگر قریباً چند روز سے
ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے اس لئے میں خط لکھنے سے اکثر مجبور معذور رہتا ہوں۔ اکثر باعث ضعف
میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں مگر بہر حال آپ کو بھولتا نہیں مومن کی بڑی قسمت
یہ ہے کہ وہ خدا پر ایمان لاتا ہے اور اس کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہے جو شخص خدا سے نا امید ہوتا ہے وہ مومن نہیں
ہوتا دنیا تو خود روزے چند اور بے اعتبار ہے ایک خدا ہی ہے جس سے خوشی ہے وہ قادر ہے اور
بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر ہے آج میں نے خواب دیکھا کہ بعض آفات تین بھینسوں کی شکل پر میرے مارنے کے لئے آئیں اور
میں ایک کوچہ سربستہ میں گھرا ہوں ایک بھینس کو میں نے مار کر ہٹا دیا اور دوسری کو بھی ہٹایا۔ لیکن تیسرا بھینسا ایک نہایت خبیث
اور شریر اور دست معلوم ہوتا ہے اب وہ کوچہ سربستہ میں بفاصلہ قریباً دو بالشت کے کھڑا ہے اور سخت حملہ کے لئے تیار
ہے اور بھاگنے کی راہ بند کر دی اس وقت موت کا سا سماں معلوم ہوتا تھا۔ کسی طرح مخلصی نہیں ہلاکت ہے تب خدا کی
قدرت سے دوسری طرف اس کا منہ ہوا اگرچہ میں کھڑا رہا میں غنیمت سمجھ کر اس کے حلقے میں سے نکل آیا اور وہ پیچھے دوڑا
تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ کلام پڑھو اس سے نجات پائیگا اور وہ کلام یہ ہے۔ **رب کل شیء خادمک رب**
فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ ترجمہ۔ اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے اور تیرے حکم میں ہے
مجھے ہر ایک بلا سے نگہ رکھ اور مدد دے اور رحم کر۔ میں یہ دعا پڑھتا جاتا تھا اور دوڑتا تھا۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا
کہ بلا دفع ہوگئی اور نیز میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ خدا کا اسم اعظم ہے جو شخص صدق دل سے اس کو
پڑھیگا وہ نجات پائیگا۔ اس لئے میں لکھتا ہوں کہ آپ بھی ہر نماز میں رکوع میں سجود میں اور بعد فاتحہ اور دوسری سورۃ
بعد اگر دوسری سورت بھی . . . . . فاتحہ کے ساتھ ہو ضرور پڑھیں اور تذلل اور عجز سے پڑھیں اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بہت امید
رکھیں وہ قوی و قادر خدا ہے ایک دم میں چاہے کر دے انسان کو اس رحیم و کریم اور قادر سے نا امید نہیں ہونا چاہیئے
جو شخص نومید ہوا وہ جہنم میں گیا اگر ہماری جلد ہمارے بدن پر سے الگ کر دی جائے اور ایک آہنی تنور میں ڈالدیا جائے تب بھی
ہم اس خدا سے نومید نہیں ہو سکتے ہمارے لئے ابراہیم کا نمونہ کافی ہے جس نے خدا کی مرضی حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے کی
گردن پر چھری رکھدی اور آنکھیں بند کر کے اپنی دانست میں ذبح کر دیا مگر آج اسی ذبح کردہ کی اس قدر اولاد کہ ہم انکو گن نہیں سکتے
خدا بیوفا نہیں انسان خود بیوفا بنتا ہے خدا غدار نہیں انسان خود غدر کرتا ہے خدا ہرگز اپنے وفادار کو نہیں چھوڑتا مگر بدبخت
انسان خود چھوڑتا ہے۔ تب دنیا اور دین دونوں اس کے تباہ ہو جاتے ہیں خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپکے دل میں صبر
ڈالے صبر وہ کیمیا ہے جس کا سونا کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا خدا ابتلا کے طور پر آگ میں ڈالتا ہے مگر صابر اور وفادار
کو بچہ محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۹۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت ہوئی آنکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں
ہو چکا نہایت تردد اور تفکر ہے خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے کہ نمونہ قیامت ہے
گرمی کے ایام میں بھی زور چلا جاتا ہے میں آپکے لئے بار بار دعا کر رہا ہوں خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخرکار یہ پریشانی
دور کریگا۔ مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں سستی نہ کریں کہ اس سے تفکر پیدا ہوتا ہے خدا حافظ ہو چند روز سے میری طبیعت
بیمار منضمحل ہے انشاء اللہ القدیر شفا ہو جائیگی۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ رمئی ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۹۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا میں کئی ہفتہ سے
بیمار ہوں پوری صحت نہیں اس لئے ہاتھ سے جواب نہیں لکھ سکا۔ آپ کی ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا مگر ہر ایک امر اپنے وقت
پر موقوف ہے خدا تعالیٰ آپ کو تمام تفکرات سے رہائی بخشے۔ آمین دعا برابر نماز میں کی جاتی ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے
والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔

مکتوب نمبر ۹۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا بدریافت خیر و عافیت خوشی
ہوئی الحمد للہ اس جگہ بھی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے میں اس وقت تک معہ اپنی جماعت کے باغ میں ہوں
اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی نسبت
میں توجہ کر رہا ہوں اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں۔ اگر
معلوم ہو کہ وہ واقعہ کچھ دیر کے بعد آنیوالا ہے تو پھر قادیان میں چلے جائیں بہر حال دس یا پندرہ جون تک انشاء اللہ میں اسی
جگہ باغ میں ہوں آپ تشریف لے آویں انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں
باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۲ رمئی ۱۹۰۵ء

مکتوب نمبر ۹۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا جیسا کہ میں پہلے بھی
لکھ چکا ہوں آپکے لئے بہت دعا کی جاتی ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریگا وہ کریم رحیم ہے آپ کا
اپنی جماعت کے ساتھ اختلاط اور مصالحت یہ آپ کی رائے پر موقوف ہے اگر ایسی مصالحت میں کوئی امر معصیت

اور گناہ کو درمیان نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فی الصلح خیر ورنہ اس وقت تک صبر کرنا چاہیئے جب تک خدا تعالیٰ خود آسمان سے کوئی صورت بہبودی پیدا کر دے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے انسان اپنی کمزوری اور بے صبری سے آنیوالی رحمت سے منہ پھیر لیتا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ وہ ضرور وقت پر اپنی تمام باتیں پوری کر دیتا ہے قادر ہے اور کریم ہے صبر سے ایک حد تک تلخی اٹھانا موجب برکات ہے۔ مگر یہ کام بڑے خوش قسمت انسان کا ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بہت بھروسہ ہوتا ہے جو کبھی تھکتے نہیں آخر خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وظنوا انہم کذبوا یعنی ہم نے نبیوں کو وعدہ مدد اور فتح کا دیا پھر مدت تک اس وعدہ کو التوا میں ڈالدیا یہاں تک کہ مومنوں نے خیال کیا کہ خدا نے جھوٹ بولا اور جھوٹا وعدہ دیا اور اس کے کچھ آثار بھی ظاہر نہ ہوئے مگر آخر وقت پر وہ وعدہ پورا ہوا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر یہ خوف کا مقام ہے کہ کچی طبیعت والوں پر یہ حالت بھی آجاتی ہے کہ وہ تھک کر خدا کے وعدے بدظنی سے دیکھنے لگتے ہیں اور جھوٹ خیال کرتے ہیں نہایت خوش قسمت وہ شخص ہیں جن میں تھکنے کا مادہ نہیں گویا ان میں پیغمبروں کی طرح ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو قسم دیکر گواہوں کے ساتھ یہ یقین دلایا گیا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا مگر خدا کے وعدہ میں وہ شک نہ لائے اور چوبیس برس کے قریب مدت گذر گئی خدا کے وعدہ نے کچھ بھی ظہور نہ کیا یہاں تک کہ گھر کے لوگ بھی یعقوبؑ کو دیوانہ کہنے لگے آخر خدا کا وعدہ سچا نکلا۔ غرض سب کچھ انسان کر سکتا ہے لیکن صادق مومنوں کی طرح صبر کرنا مشکل ہے خاص کر بے ایمانی ہوا جو ہر طرف سے چل رہی ہے جس نے خدا کی طرف کو بے عزت کر دیا ہے وہ اکثر دلوں پر زہریلا اثر دکھاتی ہے آخر کمزور انسان تھک کر ان میں سے ایک ہو جاتا ہے اور خدا سے ...... جدا ہو جاتا ہے لیکن مومن کے لئے عہد شکنی سے مرنا بہتر ہے مومن کا خدا کے ساتھ ایمانی عہد ہوتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ دیا تو وہ عہد قائم نہیں رہتا پس صبر جیسی کوئی بھی چیز نہیں جس کی برکت سے بگڑے ہوئے کام درست ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے سو خدا تعالیٰ آپ کو ایسی توفیق دے کہ ان ہدایتوں پر آپ پابند رہیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ قادیان آنیکا اس وقت آپ ارادہ کریں جبکہ مدراس میں کچھ اطمینان اور تسلی کی صورت نکل آوے میں آپ کے لئے دعا میں سرگرمی سے مشغول ہوں صرف اس وقت کی دیر ہے جو آسمان پر مقرر ہے بے صبری سے اس پودے کو ضائع نہ کریں خدا مہربان ہو تو آخر ہر ایک مہربان ہو جایا کرتا ہے ورنہ دنیاداروں کی مہربانی بھی ایک مکر ہوتا ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۶ ؍جولائی ۱۹۰۵ء
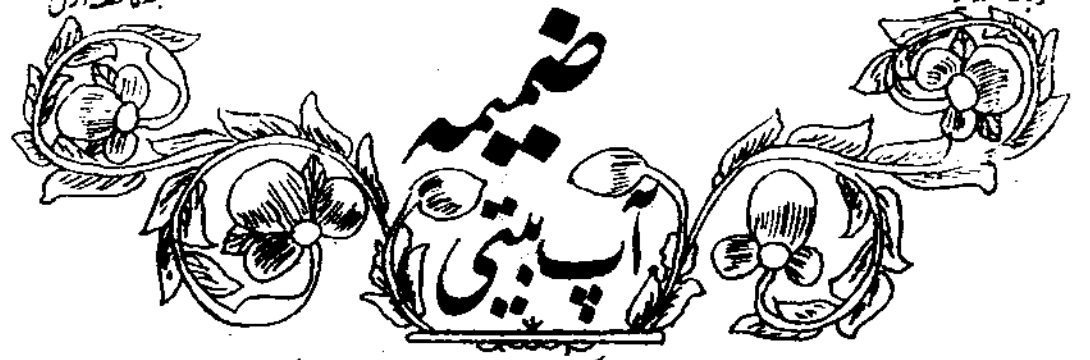
حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات کے بعد میں اس مضمون کو درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو سیٹھ صاحب نے حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد عالی کے ماتحت لکھا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اسے الحکم میں چھاپ دوں چنانچہ وہ الحکم میں چھپ گیا تھا حضرت سیٹھ صاحب کی اس یادگار کے ساتھ اس کا اندراج بہت ضروری ہے ؛

حضور اقدس امام ہمام علیہ السلام! اس ناچیز... کی ابتدائی عمر میں سے قسم قسم کے لوگوں سے ملاقات رہی ہے۔ مگر جس گروہ کے ساتھ جب ملاقات ہوئی ابتداً تو ایک دلی جوش سے ہوا کرتی تھی۔ اور اس ناچیز کو بڑی محبت اس سے رہا کرتی لیکن جب کبھی کسی قسم کی کوئی منافقانہ حرکت ایسے ملاقاتی سے مشاہدہ میں آتی تو میرا دل رنج و غم سے بھر جاتا اور سخت صدمہ پہنچتا میری صحبت اور ملاقات زیادہ تر اور خصوصیت کے ساتھ علماء اور صلحاء سے رہتی اور بجائے خود میں تقوے اور طہارت کو بھی فی الجملہ پسند کرتا تھا۔ چنانچہ میری ابتدائی عمر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ ایک بزرگ وہ خراسانی تھے۔ بنگلور کے قریب ایک مقام میں جسکو لالا گنج کہتے ہیں سکونت رکھتے تھے اور ان کا نام دو دو میاں تھا چونکہ خراسانی گھوڑوں کے سوداگر وہاں قیام کرتے تھے اور سرکاری گھوڑوں کی خریداری بھی وہاں ہی کرتی تھی۔ اس لئے ان کا قیام اسی جگہ رہتا تھا اور کبھی کبھی بنگلور بھی آجایا کرتے تھے۔ ایک نوجوان خوش سواد تقویٰ اور پرہیزگاری میں کامل تھے اور اس وقت ان کا سن بھی کوئی پچاس کے قریب ہوگا مگر قرأت بہت ہی اچھی پڑھتے تھے اور بڑے ہی خوش الحان تھے جب کبھی ان کا آنا بنگلور میں ہوتا تھا تو جامع مسجد میں آکر فروکش ہوا کرتے تھے اور اس ناچیز کے وقت کا ایک حصہ اسی مسجد میں گذرتا تھا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی دو دو میاں صاحب نے نماز عشاء پڑھوائی اور یہ گویا ان کی قرأت اور خوش الحانی پر مطلع ہونیکا پہلا اتفاق تھا جوں جوں نماز پڑھتا تھا اور ساتھ ساتھ طبیعت کو ان کی طرف میلان ہوتا گیا اور پھر تو میرے وقت کا کچھ کچھ حصہ ان کی صحبت میں بھی گذرتا رہا چونکہ وہ بزرگ نہایت درجہ کے متقی پارسا تہجد گذار اور منکسر المزاج تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایک لذت بھی محسوس ہوتی تھی بایں سبب ان پر میرا حسن ظن بڑھتا گیا اور اکثر وہ ہمارے ہاں ہی مہمان رہتے جب تک ان کا قیام ہوتا۔ چونکہ اس ناچیز کے والدین خدا انکو مغفرت کرے اس بات کو نہایت عزیز رکھتے تھے تو میرے لئے یہ بات بہت آسان ہو جاتی تھی کہ جب کبھی کوئی عالم یا کوئی اعلیٰ درجہ کے آدمی وہاں آجاتے تو ہرگز ہمارے مہمان ہوئے بغیر رخصت نہ ہوتے تھے اور یہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ اس ناچیز کو کاروبار دنیا سے کچھ معلوم نہ تھا مسجد اور مدرسہ اور کبھی کبھی اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل تماشہ سیر کرنے میں بھی وقت گذرتا تھا غرض جیسا کہ والدین کی عادت ہوا کرتی ہے بڑے دنوں اپنی مشہور تہواروں میں لڑکوں کو کچھ دیدیا کرتے ہیں جیسا کہ عیدین وغیرہ کو اور ایسا ہی بعض دوسرے رشتہ دار بھی ایسے موقعوں پر کچھ نہ کچھ نقدی

بطور عیدی دیدیا کرتے ہیں تو اس ناچیز کے پاس ایسی تقریبوں کے جمع کئے ہوئے کوئی دس بارہ روپے تھے اور اس کو بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا یعنے کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ میں خاص اپنے صندوق میں رکھا کرتا تھا۔ غرض ایک وقت مولویصاحب مذکور حسب عادت تشریف لائے اور میں انکو کھانا کھلانے کے واسطے مکان پر لے گیا چونکہ وہ کوئی وقت کھانے کا نہ تھا تاہم میری والدہ نے جھٹ پٹ تھوڑی روٹی اور سالن تیار کر لیا اور بہت جلد مولویصاحب کے روبرو پیش کیا معلوم ہوتا ہے اس وقت ان کو اشتہا بھی زیادہ تھی . کھانا کھانے کے بعد .

دعائے خیر معمول سے زیادہ ان سے صادر ہوئی اور ان کی حالت ظاہری سے کچھ ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ ان کو کچھ اور بھی احتیاج ہے اور میں نے وہ مبلغ جو اس عمر تک جمع کیا ہوا تھا تمام و کمال مولویصاحب کے نذر کر دیا اور شاید آج تک اس کی کسی کو خبر نہیں ہے اور مجھے یہ واقعہ اب تک اچھی طرح یاد ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب بہت ہی محبت اور شفقت فرماتے رہے اور چونکہ صوفی منش بھی تھے کچھ کچھ ذکر اور اعمال مجھے سکھلاتے لگے، اور میں بھی ان کی ہدایت بموجب کرتا رہا۔ چنانچہ ان کی بتلائی ہوئی ادعیہ میں سے ایک ابھی تک میرا وستور العمل ہے لیکن بعد اس کے بہت جلد میری شادی ہوئی۔ میری عمر کا شاید چودہواں سال ہوگا۔ جو میرے یہ تقریب ہوئی اور میری حالت اس وقت تک یہ تھی کہ میں اس کی غرض وغیرہ سے بالکل ناآشنا تھا۔ یعنے کچھ بھی خبر نہ تھی کہ شادی سے غرض کیا ہوتی ہے۔ غرض بعد شادی کے بھی مجھے زیادہ انس مسجد اور اچھے لوگوں کی صحبت سے رہی۔ اگرچہ ایک حد تک وہ کاروباری بعد شادی کے ضروری امر ہو گیا مگر میں اس کے واسطے کچھ نہیں کرتا تھا میری بیوی اس وقت کبھی میرے پاس رہتی تھی کبھی میکے میں گذارتی تھی اکثر عادت ایسی تھی کہ ایک ہفتہ یہاں اور ایک ہفتہ وہاں ان کا گذرتا تھا۔ مگر میری یہ حالت رہتی تھی کہ جب وہ میکے میں ہوتی تھیں تو میں بڑا خوش رہتا تھا۔ چونکہ کمرہ خالی ہوتا اور میں مصلے پر ہی صبح کرتا تھا اس لئے مجھے اس تنہائی میں ایک خاص لطف معلوم ہوتا تھا میرے سسرال کو چند روز کے لئے سفر درپیش آیا اور انہوں نے میری بی بی کو ساتھ لیجانا چاہا۔ اور میرے والدین سے اس امر کی درخواست کی اور ان کو یہ بات ناپسند تھی۔ مگر میری یہ خواہش تھی کہ اگر یہ اجازت دیدیں تو مجھے ایک عرصہ تک تنہائی میسر رہے گی۔ غرض ایسا ہی ہوا اور مجھے تنہائی میسر ہو گئی اور میں اس تنہائی میں اپنے شغل میں لگا رہتا تھا اور کچھ کچھ باطنی صفائی بھی مجھے محسوس ہوتی تھی۔ اور اچھے اچھے خواب بھی آتے تھے۔ دیوان حافظ وغیرہ ایسی کتابوں کے ساتھ مجھے خاص رغبت رہتی تھی اور میں وہ دن بڑی خوشی اور ذوق کے ساتھ گذارتا تھا۔ غرض جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ یعنے دو تین سال میرے اسی طرح گذرے اور اس کے بعد میرے چھوٹے بھائی ذکریا مرحوم کی شادی کی ٹھہری اور میرے والد اس سے محبت کیا کرتے تھے اور اس کو بہت ہی چاہتے تھے کیونکہ جیسے وہ کمال درجہ کے شکیل تھے ویسے ہی ذکی الطبع بھی تھے پس ان کی شادی اس وقت کے رسم و رواج کے موافق بڑی دہوم دہام سے ہوئی جب اس شادی سے فراغت پا چکے تو ادہو حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا۔ اور اس اثنا میں ہماری دوکان مدراس میں الگ شروع ہو گئی جو اس سے پیشتر چند شرکا کی تھی چلتی تھی۔ اب سب شرکا نے اپنی اپنی جدا جدا دوکانیں کھول کر مشترکہ دوکان کو بند کر دیا اس مشترکہ دوکان میں چار شریک تھے جن کی اب چار دوکانیں ہو گئیں والد مرحوم نے مجھکو اور ذکریا مرحوم کو یہاں چھوڑا اور باقی سب کو ہمراہ لیکر بیت اللہ شریف کو راہی ہو گئے اور یہاں وہ بھائی

ہم اور دو ہمارے چچازاد بھائی ہے جو بڑی عمر کے تھے اور معاملہ فہم تھے مگر ہم دونو بھائی کم سن اور نوآموز۔ غرض والد صاحب کے تشریف فرما ہونے کے بعد چھوٹا بھائی ذکریا مدراس کو اپنی خاص دوکان پر روانہ کیا گیا۔ چونکہ وہ میرے سے زیادہ معاملہ فہم اور طبیعت کا ہر طرح سے تیز تھا اس لئے میرے بڑے بھائی نے ان کو وہاں روانہ کر دیا اور میرے دوسرے چچازاد بھائی کو الگ دوکان پر بٹھایا اور اپنے تئیں مجھے بڑی دوکان کے لئے تجویز فرمایا۔ اور بعد اس کے خود بھی جلد کسی کام کے پیش آنے سے مدراس روانہ ہو گئے اور میں اکیلا یہاں دوکان پر رہ گیا اور اس وقت تک میں گویا ایک آزاد زندگی بسر کرتا تھا اور اب پابند ہو گیا اس لئے اب کچھ کچھ بوجھ معاملہ کا اور خانہ داری کا محسوس ہونے لگا چونکہ ابتدا سے ہمارے چچازاد بھائیوں کا کھانا پینا الگ ہی تھا۔ معاملہ شرکت کا تھا۔ غرض ہر ایک قسم کی آزمائش ہونے لگی اور بہت جلد طبیعت آیندہ کے لئے ہوشیار ہو چلی تجارت پیشہ میں بھی ایک شمار ہونے لگا۔ اور کچھ عزت اور وقعت کی نظر سے ابنائے جنس میں دیکھا جانے لگا۔ اور بمصداق ؎

تکیہ بر جائے بزرگان نتواں زد بگزاف :: مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ::

ہر ایک موقعہ اور محل کا فہم گویا خدا سے ہی ملنے لگ گیا اور کوئی ایک برس کے بعد مدراس جانے کی نوبت پیش آگئی والد مرحوم کا بعد حج شاید دوسرے یا تیسرے دن مکہ معظمہ میں انتقال ہو گیا اور بڑا سخت صدمہ اس حادثہ سے دل کو پہنچا جس کو یہ عاجز ابتک نہیں بھولا۔ غرض اس حادثہ جانکاہ کے بعد میرا بھائی بنگلور آگیا اور مجھے وہاں جانا پڑا بعد پہنچنے کے میرے بڑے چچازاد بھائی جو وہاں موجود تھے صرف دو یا تین دن رہے اور بنگلور کو روانہ ہو گئے ان کی اس حرکت سے سخت حیرانی ہو گئی یعنی ایک تو میں بالکل نیا اور پھر ہر ایک طرح سے نوآموز دفتر وغیرہ لکھنے کی بالکل تمیز نہ تھی اور نہ کسی اہل معاملہ سے شناسائی کروائی اور نہ کچھ زبان سے کہا اور کہا تو یہ کہا کہ چلنے پر آمادہ ہو گئے اور یہاں مجھے گویا قیامت کا سامنا ہو گیا ہزاروں کا لین دین اور کچھ بھی خبر نہ۔ مگر کیا ہو سکتا تھا بجز اس کے کہ قہر درویش بر جان درویش کبھی تو گھبرا کر رو پڑتا تھا اور کبھی دفتروں کو پاس رکھکر ساری ساری رات غور کیا کرتا تھا اس وقت ایک مدراسی مسلمان ہمارے کام پر تھے جن کو کام و کاج کا کچھ تجربہ تھا ان سے مجھے مدد ملتی رہی غرض یہ کہ ان سب باتوں پر میں بہت جلدی عادی ہو گیا اور پھر معاملہ کے متعلق بھی شوق ہو چلا ::

یا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا اس قدر طوالت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ یہ گویا میری ابتدائی عمر کا ایک ثلث ہے جس کو آج میں یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو نکل پڑتے ہیں وہ کیا ہی مبارک حصہ زندگی کا تھا جس میں ہر ایک قسم کی خیر و خوبی جمع تھی۔ تجارت ایک محدود دائرہ کے اندر چلتی تھی۔ اکثر اسباب بمبئی سے آیا کرتا تھا بمبئی سے بنگلور شاید اڑھائی اور تین مہینے کے اندر اسباب پہنچتا تھا اور جب پہنچتا تھا تو ایک دم ہی تیس چالیس گاڑیوں میں کئی تاجروں کا مال آجاتا تھا گویا ایک قافلہ کی حیثیت ہوتی تھی اور اس اسباب کے آنے سے جو رونق بازار کی ہوتی تھی اس کا نقشہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے غرض بمبئی سے لیکر چالیس فیصدی کے قریب نفع پر وہاں کے بیوپاری جو یہاں مال خرید لیتے تھے اور چار سے چھ قسط میں روپیہ ادا کرنے کی شرط ہوتی تھی اور اس طرح ہر سال میں بیس ہزار کے قریب قریب ہماری تجارت چلتی تھی اور سال میں آٹھ مہینے راستہ کھلا رہتا تھا اور چار مہینے بند یعنے موسم کے مخالف ہونے کی وجہ سے جہاز رانی موقوف رہتی تھی۔ یہ گویا معاش کا ذریعہ اور اس وقت کی تجارت کی حالت تھی اب رہا دوسرا پہلو یعنے خانہ داری کا ملاحظہ فرماوے کہ

ہمارے والد اور چچا نے زندگی تک موافقت کی رہائش اور تجارت میں اس وقت شاید پچیس کے قریب آدمی ہمارے کنبے میں ہونگے
جو ایک ہی مکان میں رہتے تھے کوئی تین روپیہ کرایہ ماہوار کا مکان تھا جس میں اچھی طرح سے اوقات بسری ہوتی تھی میرے چچا
شاید تین روپیہ اور میرے والد پندرہ روپیہ ماہوار خرچ کے لئے اٹھایا کرتے تھے ہر ایک چیز ارزاں تھی گھی کی شاید دو سوا
دو روپیہ فی من قیمت تھی اور عمدہ سے عمدہ چاول کی قیمت پونے دو سے دو روپیہ تک فی بستہ تھی۔ علی ہذا القیاس ہر
ایک خوردنی چیز کا یہ حال تھا اور اس زمانہ میں جو لذیذ اور لطیف غذاؤں کا استعمال ہوا کرتا تھا آج اس کا نام و نشان بھی نظر
نہیں آتا۔ ہمدردی اپنے اور بیگانے سے ایسی تھی کہ شادی و غمی دونوں پہلوؤں کا اثر صاحب خانہ کے برابر دوسروں پر
ہوتا تھا خیراتی کاموں کی نگرانی صدق و اخلاق اور محبت سے ہوا کرتی تھی بدستور فقرا اور علما میں سیر چشمی نظر آتی تھی اور طالب
ضرور ایک حد تک مستفیض ہو جاتے تھے۔ ادنیٰ درجہ کا آدمی یعنی ایک دو روپیہ کا معاش رکھنے والا بھی خرم و خندان نظر
آتا تھا مروت محبت۔ صدق۔ اخلاق۔ حیا۔ شرم۔ حفظ مراتب۔ ہمدردی ہر ایک قسم کے لوگوں میں پائی جاتی تھی گویا آسمان
خیر و برکت کی بارش برس رہی تھی علی العموم جمعیت خاطر کے آثار نظر آتے تھے اور ابھی تک گویا وہ منظر آنکھوں کے سامنے ہے
اس کے بعد عمر کا دوسرا ثلث ہے جس کی نسبت جی نہیں چاہتا کہ کچھ لکھوں صرف اس قدر اشارہ کافی سمجھتا ہوں کہ بتدریج اس ابتدائی
حصہ کی خوبیاں جن کو میں نمونے کے طور پر لکھ آیا ہوں رخصت ہوتی گئیں اور آخر حصہ میں وہ سب کی سب کافور ہو گئیں۔ اور
ان کی جگہ ناگفتہ بہ باتوں کا مجموعہ اپنے اندر جمع ہو گیا اور صحبت اور مجلس بھی ویسی رہتی تھی۔ غرض جب تیسرے حصہ کا آغاز ہونے
لگا شاید عمر بھی چالیس سے متجاوز ہو گئی تو کچھ کچھ آنکھ کھلنے لگی گو کسی قدر حالات وہی دوسرے حصہ کے باقی اور قائم رہ گئے
صرف اتنا فرق پیدا ہوا کہ اپنی حالت کو غور سے دیکھنے لگ گیا اور اچھے اور برے میں تمیز ہونے لگ گئی۔ والدین وغیرہ
تو گویا سر پر سے اٹھ گئے تھے اب نوبت اپنے ہمعصروں کی آئی جو کسی قدر معمر تھے وہ بھی باری باری اٹھنے لگے اور عبرتناک
حالات بھی پیش ہونے لگے کچھ تو اپنی نالائق زندگی کا غم اور تغیرات زمانہ کا رنگ دل کو بیکار کر گیا مروت محبت اپنے بیگانے
سے اٹھنے لگی دوست دشمن سے بدتر نظر آنے لگے۔ گھر کی بات بگڑنے لگی۔ ہم آٹھ بھائی تھے چھ حقیقی اور دو چچا زاد
اور پھر سب باعیال و اطفال بلکہ بھتیجے تک صاحب عیال و اطفال۔ سب مل ملا کر کوئی پچاس آدمی کا مجموعہ تھا مگر سب کے سب ملکر اچھی طرح
گذارتے تھے کوئی کسی کا بار خاطر نہ تھا اور کسی کو کسی کے خرچ کرنا گراں نہیں گذرتا تھا۔ چچا زاد گویا حقیقی بھائیوں سے زیادہ عزیز
تھے مگر اب اس میں بھی فرق آنے لگا اور ایک دوسرے کے درپے ہو گیا اتفاق کی صورت میں فرق آتا گیا گو چندے بات سنبھلی
رہی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس عاجز کا رعب سب گھر والوں پر تھا کسی کو کسی قسم کی سبقت کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ مگر چونکہ صورت
اتفاق میں فرق آگیا تھا اس لئے زندگی بے لطف سی ہو گئی اور یہ علیحدہ ہونے کی نوبت آ پہونچی۔ اور سب کے سب یکے بعد دیگرے
الگ ہو گئے صرف ایک میرا بھائی زکریا میرے ساتھ رہا۔ اور کاروبار بھی ہمارے ہی سر پڑا کوئی دس برس کا عرصہ گذرتا ہے
کہ میں قسم قسم کی ابتلاؤں میں پڑا اور کوئی پہلو زمانہ کا ایسا نہ رہا جس سے مجھکو سابقہ نہ پڑا ہو۔ اور ہر ایک پہلو پر تغیرات کلی کا اثر محسوس
ہونے لگا۔ اور ساتھ اس کے میری زبان پر اس کا شکوہ اور گلہ بھی رہا یہاں تک کہ میں نے اپنے بعض دوستوں کو بعض کاموں
سے روکا جو بظاہر اس وقت ان کے لئے مفید تھے مگر درحقیقت میری نظر میں جو اس حالت سے گذر کر خوفناک اور مضر

ہو گئے تھے غرض انہوں نے میری بات نہ سنی اور خرابیوں میں مبتلا ہو گئے اور آخر اب تک میں ایسا ہی دیکھتا آیا ہوں یعنی
جس پہلو کو کچھ مدت پہلے جیسا میں نے تصور کیا تھا آخر وقت پر وہ ویسا ہی ثابت ہوا اور اس سے یہ امر میری طبیعت میں پیدا
ہو گیا کہ ایک چھوٹی سی بات پر بھی زیادہ غور کرتا۔ اور ایک ادنیٰ کام کو بھی بے سوچے کرنا میری طبیعت کے خلاف ہو گیا اور ہر
ایک پہلو سے زمانہ کو نازک سمجھنے لگ گیا۔ اسی عرصہ میں کچھ خسارہ بھی اٹھایا اور کچھ لوگوں کے حالات کا تجربہ بھی ہو گیا۔ غرض یہ
کہ جیسا کہ میں نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ابتدائی عمر کے حصہ کو خیر و خوبی کا مجموعہ بتایا ہے اس سے وہ چند زیادہ شر و فساد
کا مجموعہ اپنی عمر کے اس آخری حصہ کے زمانہ کو میں نے پایا اور اگر اس کی تفصیل لکھنے بیٹھوں تو شاید میرے ذاتی تجارب
کی ایک بڑی سی کتاب بن جاوے اور میں نے ہر ایک پہلو کو نہ فقط اپنے ہی تجربہ اور مشاہدہ پر چھوڑا بلکہ ہر ایک پہلو کے بگڑنے کا اور
لوگوں کی شہادت بھی میں نے لی اور ہمیشہ ایک خوفناک حالت زمانہ میں زندگی بسر کرتا رہا۔ اور خاصکر تجارت کی حالت گذشتہ
دس سال سے ایسی نازک ہوتی چلی آئی ہے کہ ہمیشہ زوال عزت و ناموس عزت کا دھڑکہ لگا رہا۔ اور شاید سنہ ۱۸۹۱ اور
سنہ ۹۲ء میں دو لاکھ روپے کا خسارہ مجھے ایک ایکسچینج میں مجھے بھگتنا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ٹھوکر سے بچا لیا الحمد للہ
علی ذالک :

غرض اس کے بعد میں ہمیشہ تفکرات کے دریا میں ڈوبا رہا۔ اور زندگی گویا تلخ معلوم ہوتی تھی ایک طرف تو معاملہ
کی کچھ ایسی حالت دوسری طرف کچھ اپنی سیہ کاریاں اور تیسرا یہ کہ جس پہلو کو ایک راحت کا موجب سمجھکر اختیار کیا جاتا تو وہاں
سے بجز نفاق اور بدباطنی کے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ راحت جس کو حاصل کرنا مقصود کرتا وہ تو رہی ایک طرف باقی رنج پہلے
سے دہ چند ہو گیا۔ غرض میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ ایسی حالت دیکھکر میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ اور کسی کسی
وقت میں اپنی سیہ کاریوں کے تصور میں رو پڑتا تھا۔ اور اپنے آپ کو بدترین مخلوق سمجھتا تھا۔ اور باقی میری طبیعت میں
غیر کا لحاظ ابتدائے عمر سے چلا آیا ہے وہ آج تک رہا کسی کو بھی کسی قسم کا آزار پہونچانا میں خطرناک۔ سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ
سے اکثر اس امر کی توفیق طلب کرتا تھا کہ وہ مجھے کسی کے آزار کا موجب نہ بنا دے۔ غرض اسی حالت میں میرے بھائی حاجی ایوب
فوت ہو گئے جن کا مجھے بہت رنج ہوا اور عبرت بھی ہوئی۔ ان کے بعد میرا چھوٹا بھائی زکریا بیمار ہوا۔ وہ بڑے بھائی تو گویا
الگ ہو چکے تھے۔ مگر زکریا میرے ساتھ تھے بمبئی میں ان کی عزت ہر اک طرح سے اچھی تھی تجارتی کاروبار میں۔۔۔ مالی تائید
ان سے ہی ملتی تھی اب ان کا بیمار ہونا دو طرح کا رنج کا باعث ہو گیا جس کے سبب سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی اور یہ قریب
قریب وہی زمانہ ہے جس میں میں نے دو لاکھ روپے کے خسارہ کا ذکر کیا ہے غرض جب ان کی علالت زیادہ ہو گئی۔ تو
میں نے بنگلور میں ایک مکان خریدا۔ اور تبدیل آب و ہوا کے لئے ان کو یہاں لے آیا۔ ہر ہفتہ میں دو دن ان کے پاس
رہتا اور باقی دن مدراس میں :

دوسرے افکار جو جو اس وقت میرے سر تھا اس کا ذکر میں کچھ نہیں کرتا۔ بس اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ میں
کہہ دوں ع دل من داند و من دانم و داند دل من :

غرض ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں جمعہ کی شام کو مدراس سے چلکر ہفتہ کی صبح کو بنگلور پہنچا اور بھائی کے

پاس بیٹھا ہوا تھا ایک منشی صاحب بھی اس وقت پاس بیٹھے تھے ادہر ادہر کی بات چیت ہو رہی تھی اور موجودہ زمانہ کی حالت
زار کا ذکر ہو رہا تھا۔ اور اسی اثنا میں میرا چھوٹا بھائی محمد صالح جو ایک روز پہلے سے بنگلور آیا ہوا تھا۔ وہاں آگیا اور ایک
کتاب بھی ساتھ لایا۔ اور وہ یوں کہنے لگا کہ یہ کتاب مجھے سیالکوٹ (پنجاب) سے غلام قادر فصیح نے بھیجی ہے اور قابل
پڑھنے اور سننے کے ہے یہ کہکر انھوں نے اس کو پڑہنا شروع کیا اور وہ کتاب حضور اقدس کی پہلی کتاب دعوی مسیحیت اور مہدیت
کے بعد کی تھی جس کا مبارک نام فتح اسلام ہے غرض اس کتاب کے کوئی دو دو ورق پڑہنے کے بعد میرے دل پر اس قسم کا اثر ہوا میں اس
کو بیان نہیں کر سکتا مگر میرے بھائی ذکریا مرحوم نے اسی وقت ایک جوش کے ساتھ بآواز بلند کہدیا کہ خدا کی قسم یہ بیشک
وہی ہیں اور ان کا کلام اس کی پوری پوری شہادت دے رہا ہے۔ غرض ان کے اس کہنے پر میں اور وہ منشی
صاحب بھی میرے ساتھ ہم آواز ہوگئے کہ بیشک یہ کلام کوئی نالا اثر دلپر کر رہا ہے اور پھر دیر تک اس کو سنتے رہے یہاں تک
کہ اول سے آخر تک اس کو پورا سن لیا اور مجھے حضور کی طرف پورا پورا یقین ہوگیا۔ مگر مسیحیت کے دعوے پر کچھ تعجب سا رہا
اور اس کے ساتھ یہ خیال بھی رہا کہ مسیح کے لئے تو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور پھر اپنے وقت پر وہاں سے
نزول فرماویں گے۔ اور کسی طرح کا اس میں اختلاف نہیں غرض اس وقت یہ فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر کتابیں تو سب منگوا کر دیکھنی
چاہییں اور اس طرف مرحوم بھائی کا بار بار یہ کہنا کہ یہ بیشک اپنے قول میں صادق ہیں اور بہت جلد لوگوں پر یہ امر کھل جاویگا
حالانکہ ان کی بہت ہی کم استعداد تھی مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے بڑے ہی ذکی الطبع تھے اور ان کی طبیعت طالون اور
پیرزادوں سے ہمیشہ متنفر رہا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کبھی مجھے کسی سے ملتے ہوئے دیکھ لیتے تھے تو صاف کہدیتے تھے
کہ آپ کو ان مکاروں سے ہمیشہ دور رہنا چاہئیے ان کی صحبت میں کبھی خیر نہیں لیکن حضور اقدس کی کتاب کو سنتے ہی ان کا
یقیناً قبول کر لینا ان کی کمال فراست کی پوری دلیل تھی۔ غرض میں دوسرے دن مدراس کو روانہ ہوا اور یہاں پہونچکر سب کتابوں
کے لئے خط لکھوائے اور جس کسی سے ملاقات ہوتی ان سے یہ تذکرہ کرتا اور پھر ساتھ ہی موجودہ وقت کی ہر قسم کی برائیوں
کی طرف ان کی توجہ دلاتا اور اس وقت تک میری نظر صرف مسلمانوں ہی تک محدود تھی۔ یعنی ہر طبقہ کے مسلمانوں کی بد حالت
پر میری نظر تھی جس کے مشاہدہ سے ہمیشہ دل کو دردھ پہونچتا تھا۔

جب کبھی عام مفید کام کے لئے جلسہ ہوتا تو پھر جو چند حضرات موجود ہو جاتے تھے ان کی صورت اور سیرت طرز گفتگو اور پھر
ایک دوسرے کو باہم دیکھا جاتا اس کی بابت ذکر کروں تو شاید طول ہوتا ہے مگر مختصر الفاظ اس کے یہ ہیں کہ پوری پوری بیہودیت
ثابت ہو جاتی تھی یعنی جس غرض کے لئے جلسہ کیا وہ تو ناتمام اور تمام ہو بھی کس طرح جب ایک دوسرے کی رائے کے تابع ہونے کو ایک
سبکی اور ذلت کا موجب سمجھا جاتا ہو آخری جو کچھ کہ اس جلسہ سے نتیجہ حاصل ہوتا وہ یہی کہ دو چار صاحبوں میں ... تو ضرور
ہمیشہ کے لئے نفاق پڑ جاتا اور باقی بھی ایک دوسرے پر ضرور کچھ نہ کچھ الزام لگائے بغیر خالی نہ رہتے غرض جو صاحب یا صاحبان
اس جلسہ کے بانی ہوتے ان کو بجز خفت کے کچھ حاصل نہ ہوتا اور پھر ہمیشہ کے لئے شاید دل میں عہد کرلیں کہ آیندہ کبھی ایسی بے جا
حرکت نہ کرینگے غرض یہ اس قسم کی مجلسیں تھیں جن میں ہر قسم کے اور طائفہ کے لوگ جمع ہو جاتے تھے عالم۔ مولوی خاندانی
بیماری نوکر پیشہ زمیندار وغیرہ وغیرہ گو یا سب قسم کے لوگوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کی طبیعتوں کا اور اخلاق

کا خوب پتہ مل جاتا تھا یہ تو عام مفید کاموں کے جلسہ کا حال ہوا اب خاص خاص قسم کے لوگوں کے جلسے اور تقریبات کا حال جس کا مجھے تجربہ
ہوا ہے لکھنے بیٹھوں تو بہت طول ہوتا ہے اس لئے صرف ہماری تجارت پیشہ لوگوں کا ہی مختصر حال لکھتا ہوں کہ مجھے ہمیشہ سے یہ
آرزو رہی کہ زیادہ نہیں صرف دو مسلمان تاجروں کے کسی تجارت کے کام میں اتفاق اور ایک دلی سے کام کرتے دیکھوں جس
سے وہ نتیجہ جو اتفاق کے لئے لازمی ہے ان کو حاصل ہوا ہو لیکن یہ میری آرزو ناتمام ہی رہی یوں تو بہتوں کو اتفاق کرتے دیکھا
مگر انجام اس کا ایک تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ نظر آیا کہیں تو کورٹ کچہری میں خراب ہوتے دیکھا اور کہیں ہمیشہ کے لئے عداوت
اور کہیں ہمیشہ کے لئے آپس میں کشیدگی پڑ گیا اور دونوں کو خراب کر دیا غرض اس طرح کے بہت تجربے اور مشاہدے کے
بعد میرا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جہاں کہیں کسی امر کے متعلق بھی ہم مسلمانوں کی مجلس ہوتی تو پہلے اس مجلس میں یہ دعوے سے میں
کہدیتا تھا کہ مجھے ایک مدت دراز سے یہ آرزو ہے کہ مسلمان اپنی مجلس میں کامیاب ہوتے ہوئے دیکھوں۔ مگر میری یہ آرزو
پوری نہ ہوئی اور میری یہ عادت مدراس تک ہی محدود نہ تھی جہاں کہیں جانیکا اتفاق ہوتا تھا۔ یعنے مبئی۔ بنگلور۔ مدراس بنگلور کا
تو موقعہ پر ضرور یہ میں کہدیتا تھا۔ اور پھر مخاطب بھی ہو جاتے تھے۔ غرض مسلمانوں کے حالات اور عادات پر ہمیشہ رنج ہوتا
ہی رہتا تھا۔ یورپ کے تو اتحاد اور اتفاق کا کہنا ہی کیا ہے اکثر کام ان کے اتفاق اور شرکت اور یکدلی کی بدولت ترقی کے انتہائی
نقطہ تک پہنچے ہوئے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں میں بھی کچھ نظر آجاتا ہے جو تھوڑے چار
بھی اپنی بساط کے موافق کبھی نہ کبھی کسی کام میں متفق ہو جاتے ہیں مگر مسلمانوں میں اس کے برخلاف کیا عام کاموں میں اور کیا خاص
میں پھر وہ دینی ہو یا دنیوی اور کسی ملک میں بھی یعنے عرب عجم ہند اور سندھ دکھن اور کوکن جہاں تک مجھے علم ہے ایک نمونہ بھی نظر
نہیں آتا غرض ہر ایک موقعہ پر مسلمان بہت ہی کم نظر آتے ہیں اور اگر کسی جگہ اتفاق سے کوئی مسلمان سرکاری کام دکاج میں
کوئی علی مرتبہ پا جاتا ہے تو گویا اس کے لئے یہ مثال موزون ہو جاتی ہے کہ مورچان یہ کہ نباشد پر ش الا ماشاء اللہ غرض یہ
میرے خیالات اور مشاہدے پریشان ہی نہیں بلکہ استعجاب میں بھی ڈال دیتے تھے کہ یا اللہ اسلام تو بنرا ہے مگر مسلمانوں
کی حالت ایسی نار اور قابل عبرت کیوں ہوگئی ہے کوئی ایک پہلوان کا یعنے کیا عبادات اور کیا معاملات سید ہا اور حق پر نظر
نہیں آتا اور حالت ایسی ہو گئی ہے بجز تیرے فضل کے یعنے مردے از غیب بروں آید و کارے بکند کے اور کوئی رستگاری
کی صورت نظر نہیں آتی غرض اسی حالت میں حضور کی کتاب فتح اسلام کو میں نے سنا اور اندر کا اندر ہی میں باغ باغ ہو گیا
کہ آخر خدا نے ایک کو کھڑا ہی کر دیا اور پھر اسی کو جس کا زمانہ رسول کے بعد وقتاً فوقتاً انتظار ہوتا رہا اور کئی جھوٹے مدعی بھی اس نام
کے زمانہ قرب زمانہ رسول سے ہوتی آئی مگر اب تو گویا عین وقت پر اور وہ بھی اشد ضرورت کے وقت ہی آواز آئی ہے۔ سو یا اللہ تو اس
آواز کو سچی اور مسلمانوں کے لئے مبارک ثابت فرما آمین۔ یہ میری اندرونی حالت تھی اور میرے مرحوم بھائی نے تو گویا بآواز بلند
شہادت بھی دیدی اور الحمد للہ والمنۃ کہ خدا تعالے نے ویسا ہی ثابت کر دکھایا اور باغ اسلام میں دوبارہ گئی ہوئی بہار
اور رونق آ چلی ہے غرض اس موقعہ کے بعد کتابیں بھی آگئیں اور اس کے پڑہنے سے کچھ کچھ فہم بڑھتا گیا اور مدراس میں چرچا بھی ہوتا
رہا۔ جو یک بیک ایک اخبار آزاد نام لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا۔ اس میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ مرزا قادیانی ..... اپنے دعوئے مسیحیت
سے دست بردار ہوگئے اس لئے اب پھر ان کی عزت دیہا قائم رہ گئی جو اس دعوی کے قبل تھی یہ مضمون تھا عبارات میں کچھ

فرق ہوگا مگر اس کے پڑھنے سے میرے پر جو صدمہ گذرا اور رنج ہوا اس کو خدا ہی جانتا ہے اور ابھی تک میں اسکو بھولا نہیں غرض
اس کے بعد میں نے جب حضور کی کتابیں ایک طرف ڈالدیں اور ایسی چالوں سے اور اداسی میرے پر چھا گئی کہ کچھ نہیں
لکھ سکا باوجود اس کے بھی ہونے سے صد ہا لوگوں کو میں نے گویا یہ خوشخبری پہنچائی تھی اور اب گویا اس کے خلاف اخبار وں
میں شائع ہو گیا ہے غرض اس مضمون کے دیکھنے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن بمبئی سے میرے بھائی کا تار آیا۔
اور میں روانہ ہو گیا اور وہاں اپنے ایک دوست سے افسوس ناک دل سے میں نے یہ تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا
کہ وہ تو اپنے دعوے پر قائم ہیں چنانچہ ان کے ایک خاص مرید یہاں آئے ہوئے ہیں اور ان کی زبانی مجھے یہ سب کچھ معلوم
ہؤا ہے اب اس موقع پر مجھے جو خوشی ہوئی گویا اس رنج سے وہ چند زیادہ تھی اور وہ مرید گویا ہمارے شیخ رحمت اللہ صاحب
تھے جن سے دوسرے روز میری ملاقات ہوگئی اور بعض حالات بھی معلوم ہوئے اور کتاب آئینہ کمالات اسلام کی خبر پا کے
انہیں کو میں نے جلدی ہی مدراس کے پتہ پر روانہ کرنے کے لئے فرمائش دی اور میں مدراس واپس گیا اس وقت یہ کتابیں
پہنچ گئی تھیں غرض پھر اسی طرح سے میں اس کا چرچا کرتا رہا اور سلطان محمود صاحب اور ان کے برادر زادہ اپنی جگہ پر باہم
اس بارے میں بحث کرتے تھے اور آخر وفات عیسیٰ پر دونوں کا اتفاق ہو گیا اور سلطان محمود صاحب نے مجھے خط لکھا اور حضور
کی کتابوں کی خواہش ظاہر کی اس خط کے طرز تحریر سے یہ پتہ لگ گیا کہ حضور کی جانب ان کا حسن ظن ہے غرض میرے پاس جو
کتابیں موجود تھیں وہ تو بھیجدیں اور آئینہ کمالات اسلام ایک مولوی کو دی تھی ان سے بینے کو لکھدیا اور پھر میں ملاقات کی اور
میرے سے زیادہ انکا میلان حضور کی طرف پایا اور اس وقت تک وفات عیسیٰ پر مجھے کامل یقین نہ ہوا تھا۔ مگر ان کے دوستوں
مولویوں سے۔ غرض ان کا حضور کی رجوع کرنا بڑی تقویت کا باعث ہو گیا اور قلیل عرصہ میں ایک چھوٹی سی جماعت طیار ہو گئی ہے
اور شہر میں زور شور کے ساتھ اس کی شہرت ہونے لگی یہ وہ وقت تھا کہ ان مولویوں اور ملانوں کی اچھی طرح سے قلعی کھلنے
لگی اور ان کی اندرونی حالت کا پتہ ظاہر ہونے لگا جس کی وجہ سے حضور کی طرف کمال درجہ کا یقین بڑھتا گیا یہاں تک کہ حضور
کی خدمت میں خط لکھا گیا اور جس قدر لوگ اس وقت تک اس سلسلہ میں شریک ہوئے ہوئے تھے ان سب کے دستخط لئے گئے
بعد اس کے جو کچھ ان ملانوں کا حال دیکھا وہ احادیث کے موافق تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں پہلے سے بطور
پیشگوئی بنا رکھی تھیں عوام میں ایک خطرناک جوش ان کے دجل اور کذب سے پھیل گیا۔ اور اب یہاں کے مسلمانوں کے اسلام کا حال
ایک نئے رنگ میں ظاہر ہونے لگا۔ **ضرورت امام** پر میرا یقین بڑھتا گیا اور حضور کی زیارت کا شوق دن بدن بڑھنے لگا اور
اس فکر میں ہوا کہ کوئی رفیق مل جائے تو روانہ ہو آؤں۔ وہاں کے ایک مولوی جن سے زیادہ تعلق تھا اور جو بظاہر منافقانہ طریق پر
ملتے جلتے بھی تھے مگر باطن میں پورا دشمن تھا جس سے میں ابتک ناواقف تھا۔ انکو ساتھ لانے کی صلاح ہوئی۔ وہ تو ملکھیری کی
جامع میں رہتے تھے جہاں میں گاڑی پر سوار ہو کر گیا اور حاجی بادشاہ صاحب کے مکان پر جو وہ بھی اندرونی احاطہ مسجد ہی میں واقع ہے
ملاقات ہوگئی اور مذکور بادشاہ صاحب وہاں کے ایک مشہور اور نامی تاجر ہیں ان مولوی صاحب نے ہماری مخالفت اختیار
کرنے کے بعد وہاں اپنے قدم جانے شروع کر دیئے۔ بادشاہ صاحب بھی اگرچہ سخت مخالف تھے لیکن چونکہ قدیم سے
ان کے بزرگوں کے ساتھ میرا کمال درجہ کا ارتباط تھا۔ اس لئے بظاہر ان سے وہی سلوک قائم تھا۔ اور ابتک بھی باقی ہے

غرض وہاں مولوی صاحب سے میں نے کہا کہ حسب بہتر یہی بات ہے کہ تم میرا ساتھ دو اور میں آپ کے ہر قسم کے اخراجات کا کفیل اور ذمہ دار
ہوں جو کچھ امتحان کرنا ہے وہاں جا کر کیا جائے اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں روبرو جا کر جو چاہیں پوچھ سکتے ہیں اس سے خلق
اللہ کو بھی فائدہ پہنچیگا کیونکہ آج کل جو طوفان بے تمیزی پھیل رہا ہے اسی سے خلق اللہ کو نجات ہوگی اور میں نے آپ کو اس لئے
تجویز کیا ہے کہ بظاہر آپ کے مزاج میں حق پسندی ہے اور تمہارے طالب علمی کے زمانہ سے میرا یہ حسن ظن ہے۔ پس آپ
طیار ہو جائیں جمعہ کے دن یہاں سے روانہ ہو جائیں گے مگر ان کو یہ کب منظور تھا۔ ان کو مخالفت میں اس وقت صریح فائدہ
نظر آتا تھا غرض انہوں نے انکار کر دیا اور واپس چلا آیا اسی خیال میں تھا کہ مولوی حسن علی صاحب مرحوم یاد آ گئے اور وہ
ان دنوں مدراس آنیوالے بھی تھے کیونکہ انجمن کی طرف سے سالانہ جلسہ کی دعوت ان کو ہو چکی تھی اور انجمن کے وہ اصلی بانی بھی
تھے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ بھاگلپور سے مولوی صاحب نکل چکے تھے۔ اور یہاں دو مہینے کے لئے جلسہ ملتوی ہو گیا
اس لئے مجھے یہ موقعہ خوب ہاتھ آیا اور فی الفور میں نے بمبئی کی اپنی دوکان پر تار دی کہ مولوی صاحب کو ٹھہرائے۔ اور میں آتا ہوں
تار دیتے ہی میں بنگلور گیا اور دو رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں ارادہ کر چکا ہوں اب تو عالم الغیب اللہ بہتر جانتا ہے میرے
لئے جو بہتر ہے وہ مہیا کر صبح کو حسب معمول ناشتہ کر کے گھر سے باہر چبوترہ پر آ کر بیٹھا کہ اسی وقت ڈاک والا آ گیا اور اس
نے ایک چیٹھی اور اس کے ساتھ ایک رسالہ الحق دیا میں نے اس رسالہ کو کھولا تو میری نظر سب سے پہلے اس ہیڈنگ پر پڑی
ایک بشارت باشارت" سے موسوم تھا۔ اور مضمون اس کا جھنڈے والے پیر صاحب کا واقعہ اور خلیفہ اور عبداللطیف
..عبد ا ... حضور اقدس میں حاضر ہونے کا تھا ؛

غرض اس کے بعد میرا عزم مصمم ہو گیا اور اسی روز شام کو مدراس اور دوسرے دن اس سے بمبئی روانہ ہو گیا اور مولوی حسن علی صاحب
مرحوم سے ملاقات ہوئی اور چلنے کی بابت گفتگو ہوئی مولوی صاحب مرحوم نے حق مغفرت کرے جواب میں یہ فرمایا کہ میں آپکا ساتھ دینے کے
لئے تو طیار رہوں۔ مگر ایک شرط سے میں نے کہا وہ شرط فرمایئے انہوں نے کہا کہ اس سفر میں جب تک آپکا اور ہمارا ساتھ ہے آپ نماز کی
پابندی کا خاطر رکھیں پس یہ پہلی شرط ہے جس کو میں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ دوسرے روز علیگڈھ روانہ ہو گئے اور وہاں
کے حالات پر غور کیا گیا تو یہ ایک دوسری دلیل ضرورت امام کے لئے ہاتھ آ گئی یعنی دو نمونے دیکھے ایک تو اشتراکی ال جس میں یورپین
انداز کا نقشہ تھا جو زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ جو یہاں داخل ہوگا وہ ضرور ایک نہ ایک دن یورپین انداز کا جنٹلمین ہو جائیگا۔ اور دوسرا
نمونہ مسجد کا دیکھا جس کی ظاہری صورت یہ تھی کہ ایک دو چھٹے پرانے بوریئے اور دو چار ٹوٹے پھوٹے لوٹے گویا زبان حال
سے اس کا یہ مضمون ادا ہو رہا ہے کہ جو میری طرف رکوع و سجود کے لئے مائل ہوگا اس کی بساط پھٹے بوریئے اور پھوٹے ہوئے لوٹے
کے سوا کچھ نہیں الا ماشاء اللہ خیر صلاً غرض یہ دونوں نظارے ایک عبرت ہونے کے باعث میرے لئے ہوئی۔ پھر وہاں سے
بعد قادیان شریف کا ارادہ ہوا ہمارے مولوی صاحب نے بہت کچھ قال قرآن میں دیکھے اور استخارے بھی کئے غرض ہر ایک پہلو
سے ان کو جواب ملا کہ چلے چلئے۔ غرض روانہ تو ہو گئے مگر مولوی صاحب کا شروع سے آخر تک یہی بیان رہا کہ مرزا صاحب نے
کی دی ہیں۔ مگر ان کا یہ دعویٰ انکی ظاہری وجاہت سے بہت کچھ بڑھا ہوا ہے ؛
... کے جواب میں کہتا تھا کہ اب جو کچھ ہے وہاں جا کر ہی ہوگا۔ جب امرتسر پہنچے تو وہاں مولوی محمد حسین کا کوئی چیلا ہم کو مل گیا

اور اس نے مولوی صاحب کو بہت کچھ روکا اور بابو محکم الدین صاحب کوٹھی تک ہمارا پیچھا چھوڑا اور بلائے بد کی طرح لگا رہا اور وہاں
پہنچکر بھی مولویصاحب لوگوں کو نرم نرم جواب دیتے رہے اور وہ زیادہ گستاخ ہوتا چلا یہاں تک کہ آخر مولوی صاحب نے میرے
ہر چوار دیکر اپنی جان چھڑائی کب وہ میری طرف ہوا تو میری دوہی جھڑکیوں سے گھبرا گیا اور پھر بیٹھ نہ سکا یکدفعہ ہو گیا غرض
شب ہمنے گذاری اور صبح کو بٹالہ کی راہ لی اور وہاں پہنچے تو وہاں بھی ایک صدراہ ہوا مگر زیادہ جرأت نہ کر سکا اور ہم وہاں سے
یکوں میں بیٹھ کر روانہ ہوئے اور جوں جوں دارالامان سے نزدیک ہوتے گئے ویسے ہی دلپر ایک اثر ہوتا گیا یہاں تک
کہ دارالامان کا نظارہ نظر آنے لگا اور جامع مسجد مجھے ایک بقعۂ نور نظر آتی تھی اس سال بارش کثرت سے ہوئی تھی اس لئے پہنچنے
میں دیر ہوئی جب یہاں پہنچے تو میری اپنی یہ حالت تھی کہ ذوق اور محبت سے بھر گیا تھا اور عجیب و غریب لذت اپنے اندر محسوس کرتا
تھا غرض ہم قادیان پہنچے اور مولینا مولوی نور الدین صاحب کے مدرسہ اور مطب کے پاس یکے کھڑے ہو گئے اور ہم دونوں اتر پڑے
غروب آفتاب کا وقت تھا مولوی حسن علی صاحب نے نور الدین صاحب سے مجھے تعارف کرایا اور میں ان سے مصافحہ کر کے پاس بیٹھ
گیا اتنے میں کسی نے آکر خبر دی کہ وہ نیا مکان جو تیار ہوا ہے اس میں ان مسافروں کا اسباب بھیجدو مولوی حسن علی صاحب اسباب کے
ہمراہ اس مکان کو تشریف لے گئے اور میں نماز عصر پڑھ کر مولوی نور الدین کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ
حضرت اس نئے مکان میں آکر جلوہ فرما ہوئے ہیں۔ تو میں یہاں سے اٹھا اور جلد اس مکان میں داخل ہوا اور میری نظر چہرہ مبارک
پر پڑی میں حلفاً گذارش کرتا ہوں کہ حضور کا سراپا اس وقت ایک نور مجسم مجھے نظر آیا اور میں آنکھ بند کر کے حضور کی دستبوسی کرنے لگا
اور جوش محبت کے ساتھ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور حضور اس کے بعد کمال مہربانی اور شفقت سے احوال پرسی فرماتے
رہے اور میرا حال یہ تھا کہ اندر ہی اندر مولوی حسن علیصاحب کو ملامت کرتا تھا کہ انہوں نے حضور کی ظاہری وجاہت کیا بتلائی
تھی اور یہاں کیا کچھ نظر آرہا ہے اور منتظر تھا کہ حضور یہاں سے تشریف لیجائیں تو ان کی خبر لیجئے ۔ طور کون یہ میرا خیال ہو چکا
اور حضور اقدس واشرف بھی اسی وقت اندر تشریف لے گئے اور جونہی میں مولوی حسن علیصاحب سے مخاطب ہوا۔ انہوں نے
بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہ وہ مرزا نہیں جن کو کچھ برس پہلے میں نے دیکھا تھا یہ تو کوئی اور ہی وجود نظر آرہا ہے
غرض کہ ظاہری وجاہت میں بھی حضور کی بہت کچھ ترقی انہوں نے بیان فرمائی اور اسی وقت کہدیا کہ بے شک اب یہ وہی نظر آرہے
ہیں جس کا ان کو دعویٰ ہے اور مجھے کہا کہ بیشک تم بیعت کر لو ۔ چونکہ میں نے اپنی بھی ان سے غرض بتائی تھی کہ خطا اس سے آپ
کو ساتھ لیتا ہوں کہ موقع پر آپ مجھے ٹھیک اور میرے مناسب مشورہ دیں لیں اسی طرح انہوں نے مجھے فی الفور کہدیا اور میری اندرونی
حالت یہ تھی کہ اگر ایک نہیں ہزار دفعہ بھی اس کے خلاف اگر وہ مشورہ دیتے تو میں حلقہ بگوش ہوئے بغیر اس مبارک آستانہ
سے جدا نہ ہوتا۔ مگر الحمد للہ کہ فی الفور مولویصاحب نے مجھے میری دلی آرزو کے مطابق کہدیا لیکن انکا خاص ارادہ بالکل اس امر پر تھا
ان کے لئے سب ہمارے مدراسی بھائیوں کی یہ رائے تھی۔ اگر مولویصاحب کی مرضی بھی آجاتی سے پھر بھی مصلحت کو ہاتھ سے نہ
چھوڑیں چونکہ اس وقت کی مخالفت بڑی سخت تھی اور مولویصاحب ابھی وہاں بہت کچھ ہونا باقی تھا اس لئے میں خود اس وقت
اس امر کے مخالف تھا مگر مولویصاحب پہلے ہی نظارہ میں مذبح ہو گئے تھے اس لئے وہ بجائے خود بڑی تشویش میں پڑ گئے اور
استخارہ پر استخارہ کرتے تھے اور پھر فرماتے تھے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں تو اس کے جواب میں میں ان کو وہی

تھا جو تمام احباب کی رائے تھی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے مگر وہ ان کے خلاف مرضی ہوتی تھی اور پھر کچھ دنوں کی ...
... تے تھے اور مجھے بھی روک رکھا تھا غرض چار شنبہ کے دن بعد نماز صبح اپنی عادت کے موافق جیادر اوڑھکر سو گئے اور چند منٹ
... بعد جیسا کہ ان کی عادت نہ تھی اٹھے اور فرمایا کہ مجھے یہی جواب ملا ہے کہ مولوی نور الدین صاحب کے مشورہ پر عمل کرو۔ غرض اسیوقت
... مولانا مولویصاحب کو تشریف آوری کے لئے پیغام بھیجا اور حضرت مولینا کے اظہار کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا
... تو شاید بیعت کر چکے ہو ؟ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب نے مجھے روک رکھا ہے اس کو سنکر مولانا نے فرمایا کاش تم نے معًا
... ہوتی تو اب تک اس کا کچھ نہ کچھ اثر بھی محسوس کر لیتے اور پھر مولویصاحب سے کہا پوچھنے کیا ہو ؟
در چہ باشی زود باش ۔ غرض مولوی صاحب کے مشورہ کے بعد یہی صلاح ٹھہری کہ کل شب جمعہ ہے اور ہم دونو بیعت
... کیجئے اور جمعہ پڑھکر شنبہ کو روانہ ہو جائینگے کیونکہ حضور نے وہی دن روانگی کا مقرر فرمایا تھا اس کے بعد مولوی حسن علیصاحب
... حال تھا کہ بار بار فرماتے تھے کہ شب جمعہ تو کل ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ابھی اس میں دیر ہے اور یہاں اتنی دیر کرنے
... داشت نہیں ہے ۔ غرض اسی روز شام کو یہ عاجز اور مولویصاحب بیعت سے مشرف ہو گئے ۔ الحمد للہ علی ذالک ۔
اس کے بعد کوئی دو دن ہی ٹھہرنا ہوا اور حضور سے جدا ہو گئے پھرتے پھراتے کوئی ایک مہینے کے بعد مدراس پہونچے
... وہاں حضرت مولوی سلطان محمود صاحب نے بڑا ہی اہتمام فرمایا تھا سٹیشن سے سیدھا میلاپور لے گئے اور پر تکلف دعوت دی
... ساتھ ہی اس ناچیز کو ایک اڈریس بھی دیا مدراس مخالف بھی اس وقت جمع تھے میں نے اس اڈریس کے جواب میں کچھ نہ کہا صرف اتنا ہی
... مولوی حسن علی صاحب تشریف لا دیں گے اور مجھ سے بدرجہا افضل بھی ہیں جو کچھ ہم نے وہاں دیکھا اور پایا اس کو وہ خوب
... دیں گے اور بعد جلسہ برخاست ہو گیا اس کے بعد لعنت کی آگ بہت تیز ہو گئی یہاں اب اسی سے غرض نہیں مگر یہ ظاہر کرنا ضروری تھا
... از بیعت میری حالت کیا ہوئی اور ضرورت امام کس حد تک محسوس ہونے لگی اور پھر حضرت امام کی صداقت پر یہی اور آسمانی نشان
... ظاہر ہوئے جن پر توجہ نہ کرنے سے کیا نتائج پیدا ہو رہے ہیں غرض ان باتوں کا مختصر طور پر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے سب
... اصل امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر جو تبدیلی ہوئی اس کو مختصر الفاظ میں لکھدینا کافی
... ابتدائی عمر کے زمانہ کے بعد زمانہ اوسط اور اس کی بعد تا زمانہ بیعت جو کچھ اپنی عملی حالت میں نے بتائی ہے اس کا ازالہ
... چلا اور کوئی بیس اور پچیس برس کی ناگفتنی علتیں اور عادتیں جو اپنے اندر تھیں اور جن کی بابت کبھی کبھی خیال کر کے میں رو دیا کرتا
... کہ اب ان برائیوں سے نجات کس طرح ہو گی اور مجھے یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا اور فی الحقیقت اگر میں ہزار کوشش کر کے
... جان چھوڑانا تو پھر یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا کہ میری صحت وغیرہ میں کچھ فتور پیدا نہ ہوتا مگر حلفاً لکھتا ہوں کہ بعد بیعت وہ سب
... یکے بعد دیگرے ایسی دور ہو گئیں جیسا لاحول سے شیطان بھاگتا ہے اور مجھے تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی اور صحت
... حال ہو گیا کہ گویا ان ارتکابوں کے وقت میں بیمار تھا ۔ اور ان کے ترک کے بعد تندرست ہو گیا ۔ اور یہ صرف حضرت
... اللہ امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے انفاس طیبات کی طفیل نصیب ہوا اور اب اپنے اندر وہ باتیں دیکھتا ہوں کہ
... اختیار ہو کر رب کریم و رحیم کا شکر کرتا ہوں اور ابتدائی زمانہ کو بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہوں ۔ فالحمد للہ علی ذالک
... میں اب تک اپنے آپ کو ایک گندہ بشر سمجھتا ہوں اور اپنے اندر بہت سے عیوب محسوس کرتا ہوں مگر اس مولا کریم کی جناب

میں تو بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے حبیب کی جوتیوں کے صدقے میری مغفرت کر دیگا اب دوسری بات یہ کہ ضرورت امام
کس حد تک محسوس ہونے لگی سو اس کے بارے میں صرف اتنا کہدینا کافی ہے اگر اس وجود باجود کو بیس برس سے قائم ہے وہ نہ
ہوتا تو یہ دنیا غارت ہی ہو جاتی اور میرا کامل یقین ہے کہ اس کے مبارک وجود کے طفیل جو سراسر رحمت الٰہی کا مظہر ہے یہ دنیا
قائم ہے اور بہت کچھ برکات اور فیوض آیندہ اس کے وجود باجود سے دنیا کو نصیب ہونے والے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ
عنقریب وہ تمام باتیں عام طور پر ظاہر ہو جائیں گی۔ اگرچہ خاص طور پر اس کا مشاہدہ کرنے والے مشاہدہ بھی کر چکے ہیں۔ والحمد للہ
علیٰ ذالک۔

اب تیسری بات یہ ہے کہ اس عالیجناب امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے سو اس کا جواب یہی ہے
کہ اکثر وہ سب ظاہر ہو گئے ہیں جن کا حدیثوں میں ذکر ہوا ہے اور اکثر ہمارا ان میں یہ اس چودھویں صدی ہجری میں ان کے ظہور فرمانے
کا زمانہ کشفاً اور الہاماً ظاہر ہو گیا ہے اور وہ اپنی اپنی تصنیفات میں اس کا ذکر بھی کر چکے ہیں اور ان سب باتوں کے مفصل مذکور
کے لئے۔ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھری پڑی ہیں خدا تعالیٰ دنیا کو ان کتابوں کے دیکھنے کی توفیق نصیب
کرے۔ تو پھر کسی قسم کا شک باقی نہ رہے گا۔ اب رہی چوتھی بات کہ امام وقت کی طرف رجوع نہ کرنے کے باعث کس قسم
کے آثار وقوع پذیر ہونے لگے ہیں۔ تو جواب میں یہی گزارش کافی ہے کہ میاں چہ بیان۔ آج کئی سال ہوئے جو قہر الٰہی
کے آثار دنیا میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ مگر خاص طور پر ہند کا جو حال ہوا ہے وہ تو پوچھو ہی نہیں۔ ابتدا تو طاعون سے ہوئی
ہے مگر بعد اس کے قہر الٰہی کی وہ مختلف صورتیں جو وقتاً فوقتاً مغضوب قوموں پر عذاب کی صورت میں ظاہر ہوتے نظر
آنے لگے ہیں اور وہ تمام عذاب جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے کسی نہ کسی صورت میں آنے لگے ہیں دیکھو وبا طاعون
کا حملہ باری باری سے کس طرح ہوتا آیا ہے اور ہنوز روز اول ہی کا نمونہ نظر آتا ہے پھر قحط کو دیکھئے کہ اس نے کس طرح
ملک کو تباہ کیا اور یہ محض مطالعہ اخبارات سے بخوبی کھل سکتا ہے۔ پھر زلزلوں کو دیکھئے کیا انہوں نے دنیا کو کس طرح
ہلا ڈالا ہے۔ اور بعض بعض مقامات پر خطرناک خسف الارض ہوا ہے اور مکہ سے لیکر دار جلنگ تک ایک خطرناک
زلزلہ آیا۔

اب رہی چوتھی بات کہ امام وقت کی طرف رجوع نہ کرنیکا باعث کس قسم کے آثار وقوع پذیر ہوتے ہیں
تو جواب میں یہ گزارش کافی ہوگی۔ کہ عیاں راچہ بیان آج کامل تین سال ہوئے جو قہر الٰہی کے آثار کل دنیا میں
آشکار ہو گئے ہیں مگر خاص کر کے ہند کا حال تو پوچھو ہی نہیں ابتدا تو طاعون سے ہوئی ہے مگر بعد اس کے کل ان
قہر الٰہی کے نمونہ جو وقتاً فوقتاً مخالف مغضوب قوموں کے لئے ہوئی جن کا ذکر خود اللہ جلشانہ کی کتاب
پاک میں موجود ہے ظاہر ہو گئی ہیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ ایک وقت دیکھو طاعون کا حملہ باری باری سے
کس طرح ہوتا ہے۔ اور پھر یہ گو ہنوز روز اول ہے اور بعد اس کے قحط کو دیکھو پچھلے سال اس قدر بشدت
نہ تھا جتنا اس سال میں ہے۔ اخباربینوں پر مخفی نہیں۔ اس کے بعد زلزلہ آیا۔ پہلی مرتبہ تو چند ایک پر خطر
منظر پر تھا جو خیر گذری اور بنگالہ ضلع رین کلکتہ سے لے کے دار جلنگ پر ایک وقت شدت سے ہوا اور کچھ
خفیف سا نقصان ہی ہوا۔ مگر جانوں کی خیر گذری اور بعد اس کے خفیف طور پر مختلف مقاموں پر کچھ کچھ حرکتیں
اس کی ہوتی آئیں۔ مگر پہلی دفعہ جو اس کا حادثہ ہوا اس کو ابھی چند مہینے گذرے کس قیامت کا ہوا کتنی جانیں
تلف ہوئیں اور کتنے مقامات زمین کے اندر دھنس گئے۔ علی ہذا القیاس سیلاب کی بابت دیکھئے پہلے تو جب
یہ چھکام اور اس کے اطراف میں آیا تو کچھ کم نقصان ہوا مگر بار ثانی جو پٹنہ ضلع بھاگلپور اس کی نوبت پہنچی تو کیا کچھ
خرابی نہ ہوئی۔ صدہا گاؤں غرقاب ہو گئے اور بے حساب بندگان خدا اور چارپائے ہلاک ہو گئے جس کا صحیح اندازہ
ابتک نہیں ہوا اور کوئی شہر پر پانچ میل کے اندر پانی دس سے بارہ فیٹ چڑھ آیا تھا غرض اندازہ ہو سکتا ہے
کہ کیا کچھ نہ ہوا ہوگا۔ آتشزدگی کا حال تو کچھ پوچھو ہی نہیں کوئی ہفتہ شاید خالی نہیں جاتا اور جان ومال کی خرابی نہیں
ہوتی اور یہ سلسلہ تین سال سے میں تجربہ کر رہا ہوں۔ اب آخر سال میں جو اکثر لوگوں میں یہ بھی مشہور تھا کہ قیامت
آجائے گی اور پھر ان میں بعض قوموں کا تو یہ حال تھا کہ اس امر کو بالکل یقینی سمجھے ہوئے تھے جس سے ایک
عجیب طرح کا خوف ان پر مستولی تھا جس کا میں نے خود نظارہ کیا ہے لیکن علی العموم یہ خوف تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور
ہو کے رہیگا۔ الا ماشاء اللہ۔ غرض اہل کتاب کو بھی ذرا امین نظر سے دیکھو تو یہ کتنا بڑا نمونہ قہر الٰہی کا ثابت ہوتا
ہے غرض آخر الامر اسی تاریخ کے قریب قریب بعض مقاموں پر ایسا ہوا کا سخت طوفان آیا کہ مکانوں
کے اڑ جانے کا خوف ہو گیا اور اکثر مکانوں کی چھت اڑ بھی گئی یہ واقعہ مدراس کے قریب ناگپٹن میں ہوا
جو ایک بڑا بندر ہے اور سب اخباروں میں اس کا ذکر ہوا تھا۔ اور بعض لوگوں کی زبانی میں نے یہ سنا
جو وہاں سے آئے تھے کہ جب یہ حادثہ شروع ہوا اور شدت ہوتی چلی تو ہمکو یہ یقین ہوتا گیا کہ بیشک قیامت
ہی کے آثار ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کی صور ہے کسی کو باہر نکلنے کی طاقت نہیں تھی اور صدہا بلکہ
ہزار ہا بڑے بڑے تناور درخت بیخ وبن سے اکھڑ اکھڑ کر گر گئے اور پختہ مکانات اور چھتیں گر گئے اور ہم کو بھی

یقین ہوگیا تھا کہ اس قیامت خیز حادثہ سے ضرور ہم ہلاک ہو جائینگے اور فی الحقیقت اور کچھ تھوڑے سے وقت اگر یہ حادثہ اسی طرح قائم رہتا تو شاید نا کہیں نابود ہو جاتا مگر اللہ کا فضل کہ جلد وہ دفع ہو گیا اور ہم نے نئی زندگی پائی غرض یہ تو ان واقعات کا ذکر ہے جو اضطراری صورت رکھتے ہیں یعنی انسانی دخل کسی طرح کا ان میں نہیں اور اگر ان امور کی طرف خیال کرتے ہیں جن میں فی الجملہ انسانی دخل ہوتا ہے۔ اور جن کو اختیاری کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں تو ان کی حالت زیادہ وحشت خیز نظر آتی ہے بالخصوص تجارتی امور کو دیکھئے اس کو بتلانے کے آگے ہی یہ امر ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس برٹش حکومت میں اس کی ترقی کس حد تک پہونچی ہوئی ہے اور اگر سچ پوچھو تو برٹش حکومت کی ترقی کا یہی زبردست اصول ہے اور گویہ زمینی استحکام بھی ہے مگر اس کی حالت اس قدر ابتر ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے جس کو مفصل بتلانے کے بہت کچھ لکھنا پڑتا ہے اس لئے مختصر کیفیت یہ ہے کہ بہت سے بیچارے تو کچھ مقابلہ سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں اور گویہ وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور بہت سے ناتجربہ کاری کے باعث خراب ہوگئے اور جو کچھ حد کام کر رہا ہے ان کی یہ حالت ہے کہ گویہ اگر امام شب ماتم شب دیگر ہی الخ ایسی خوفناک تجارت کی حالت ہے یہ تو میں نے ایک بات بتلائی جس کا بہت بڑا اثر ہے لیکن ساتھ اس کے اگر زراعت اور مزارعین کو دیکھتے ہیں تو تاجروں سے بھی بدتر ان کو پایا جاتا ہے اور ساتھ ہی حکومتیں اور سلطنتوں کے حالات پر غور کرتے ہیں تو سب سے زیادہ پریشان اور افکاروں کے سمندر میں غرق بھنور نظر آتے ہیں غرض علی العموم زمانہ کی حالت بدلی ہوئی نظر آتی رہے اور کیا چھوٹا اور کیا بڑا اپنی اپنی حد پر متفکر اور پریشان ہی نظر آتا ہے گویہ جمعیت اور طمانیت مفقود ہوگئی ہے اور ساتھ ہی اس کے گویہ مروت محبت دنیا یہ باتیں بھی اٹھ گئیں ہیں جب وہ نہیں تو پھر کہاں غرض وہ مولیٰ کریم اپنا فضل فرما دے اور اپنے بندوں کو نیک توفیق دے کہ تا وہ ان کو پہنچا دیں اور سلامتی راہ جس کو صراط مستقیم کہتے ہیں اور جس کے دکھلانے کے لئے حضرت امام آخر الزمان جن کا مبارک لقب مسیح و مہدی علیہ السلام ہے موجود ہوگئے ہیں اور بڑے درد دل سے منادی کر رہے ہیں ان کی پیروی نصیب کرے۔ آمین ؛

حضرت سیٹھ عبد الرحمن صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رائے

حضرت سیٹھ عبد الرحمن صاحب کی خود نوشت مختصر سی سوانح عمری کے بعد میں ان کلمات کا اندراج بھی ضروری سمجھتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت سیٹھ صاحب کے متعلق ایک موقعہ پر شائع فرمائے۔ ایڈیٹر

"اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبار تجارت میں مشغول ہیں انہیں سے ایک حبی فی اللہ سیٹھ عبد الرحمن صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقع ثواب کے حاصل کئے ہیں وہ اس قدر پُرجوش محب ہیں کہ اتنی دور رہ کر پھر نزدیک ہیں۔ اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں۔ اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں وہ ایک سو روپیہ ماہواری بلاناغہ بھیجتے ہیں اور آج تک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے ہیں۔ اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے۔" (الاشتہار الانصار ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ایک ضروری یادداشت

حضرت سیٹھ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے ٹرسٹی تھے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو نامزد فرمایا تھا۔ صدر انجمن کے ان ممبروں کے ساتھ بھی (جو بعد میں خارج ہوئے۔ اور جنھوں نے خلافت حقہ سے غدر کیا) اپنے اخلاص اور حسن ظن کی وجہ سے محبت رکھتے تھے لیکن جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر انہوں نے خلافت کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور سلسلہ حقہ میں تفرقہ پیدا کرنا چاہا۔ تو حضرت سیٹھ صاحب نے ان سے قطع تعلق کر لینا ضروری سمجھا۔ بذریعہ تار انہوں نے حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت کی اور آخر دم تک اسی پر قائم رہے۔ اسی محبت و وفا میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے اللہ تعالیٰ ان پر بڑے بڑے فضل اور رحم کرے۔ انہیں اپنی رضا کے مقام پر اٹھائے۔ آمین

سیٹھ صاحب کی ایک مختصر سی سوانح عمری انشاء اللہ بعد میں شائع ہوگی۔ وباللہ التوفیق

خاکسار یعقوب علی

حضرت سیٹھ صاحب کی زندگی کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں

حضرت سیٹھ صاحب کی زندگی کے ایک واقعہ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں کیا ہے۔ میں اُسے بھی یہاں درج کردیتا ہوں۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صادق کی شناخت اور اپنے صادق ہونے کے ثبوت میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

سو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے کہ خواص کے علوم اور کشوف اور عوام کی خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں اور جس طرح سمندر اپنے پانیوں کی کثرت کی وجہ سے ناپیدا کنار ہے اسی طرح وہ بھی ناپیدا کنار ہوتے ہیں اور جس طرح جائز نہیں کہ ایک گندے سڑے ہوئے چھپڑ کو محض تھوڑے سے پانی کے اجتماع کی وجہ سے سمندر کے نام سے موسوم کردیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہیں ان کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ وہ نعوذ باللہ ان بحار علوم ربانی سے کچھ نسبت رکھتے ہیں۔ اور ایسا خیال کرنا اسی قسم کا لغو اور بیہودہ ہے کہ جیسے کوئی شخص صرف منہ اور آنکھ اور ناک اور دانت دیکھ کر سؤر کو انسان سمجھ لے یا بندر کو بنی آدم کی طرح شمار کرے۔ تمام مدار کثرت علوم غیب اور استجابت دعا اور باہمی محبت و وفا اور قبولیت اور محبوبیت پر ہے۔ ورنہ کثرت قلت کا فرق درمیان سے اُٹھا کر ایک کرم شب تاب کو بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کے برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس میں بھی ہے۔ دنیا کی جتنی چیزیں ہیں وہ کسی قدر آپس میں مشابہت ضرور رکھتی ہیں۔ بعض سفید پتھر تبت کے پہاڑوں سے ملتے ہیں اور غزنی کے حدود کی طرف سے بھی لاتے ہیں چنانچہ مینے بھی ایسے پتھر دیکھے ہیں وہ ہیرے سے سخت مشابہت رکھتے اور اسی طرح چمکتے ہیں مجھے یاد ہے کہ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے قادیان میں لایا۔ اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں کیونکہ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے۔ اور ان دنوں میں مدراس سے ایک دوست جو نہایت درجہ اخلاص رکھتے ہیں یعنی اخویم سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس قادیان میں میرے پاس تھے ان کو وہ پسند آگئے اور انکی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو طیار ہو گئے۔ اور پچیس روپیہ یا کچھ کم و بیش ان کو دے بھی دیئے۔ اور پھر اتفاقاً مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ لینے میں سودہ کیا ہے۔ آپکی کیا رائے ہے۔ میں اگرچہ ان ہیروں کی اصلیت اور شناخت سے ناواقف تھا لیکن روحانی ہیرے جو دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنی پاک حالت کے اہل اللہ جن کے نام پر کئی جھوٹے پتھر یعنی مزور لوگ اپنی چمک دمک دکھلا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں اس جوہر شناسی کا مجھے دخل تھا اسلئے میں نے اس ہنر کو اس جگہ برتا اور اس دوست کو کہا کہ جو کچھ آپنے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے ہے کہ قبل دینے پانسو روپیہ کے کسی اچھے جوہری کو یہ پتھر دکھلالیں۔ اگر درحقیقت ہیرے ہوئے تو یہ روپیہ دے دیں۔ چنانچہ وہ پتھر مدراس میں ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بھیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ انکی قیمت کیا ہے۔ پھر شاید دو ہفتہ کے اندر ہی وہاں سے جواب آگیا کہ انکی قیمت ہے چند پیسے۔ یعنی یہ پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں۔ غرض جس طرح اس ظاہری دنیا میں ایک ادنیٰ کو کسی جزئی امر میں اعلیٰ سے مشابہت ہوتی ہے۔ ایسا ہی روحانی اُمور میں ہو جایا کرتا ہے اور روحانی جوہری ہوں یا ظاہری جوہری وہ جھوٹے پتھروں کو اسطرح پر شناخت کر لیتے

(حقوق محفوظ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تحریر کردہ انجیل نمبر (۱)

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

جلد پنجم (۵) نمبر (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب
خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

جنکو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمترین خادم یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم
وغیرہ نے جمع کیا

اور

ابوالعلم محمود احمد عرفانی مجاہد مصری نے بڑے اہتمام سے مرتب کر کے شائع کیا

[illegible]

بار اول (تعداد پانصد ۵۰۰) قیمت (عمر)

عرض حال

میں اپنی زندگی کا یہ بھی ایک مقصد سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر قسم کی تحریروں کو جو کبھی شائع نہیں ہوئی ہیں۔ یا نایاب ہو چکی ہیں۔ اور لوگوں کو خبر بھی نہیں تلاش کروں اور جمع کر کے شائع کرتا رہوں۔ اس سلسلہ میں اب تک بہت کچھ شائع ہو چکا ہے۔ اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ مکتوبات احمدیہ کے سلسلہ میں پانچویں جلد بعد حضرت کے ان مکتوبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے اپنے دوستوں کو لکھے۔ کا دوسرا نمبر شائع کر رہا ہوں۔ یہ مکاتیب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے نام ہیں۔ اور ۱۸۸۷ء سے لیکر ۱۹۰۲ء تک کے ہیں۔ ممکن ہے آپ کے نام کے اور خطوط بھی ہوں مگر مجھے جو مل سکے ہیں میں نے جمع کر دئے ہیں۔ اور اگر اور مکتوبات میسر آئے تو وہ اس نسخہ کے ضمیمہ کے طور پر شائع کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق۔

مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ افسوس ہے ابھی تک جماعت میں ایسے قدر دانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جو ان بیش قیمت موتیوں کی اصل قدر کریں۔

بہر حال میں اپنا کام جس رفتار سے ممکن ہے کرتا رہوں گا۔ جب تک خدا تعالےٰ توفیق دے۔ تاہم دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

وہ اس کام میں میرے مددگار ہوں

والسلام

خاکسار عرفانی۔ کنج عافیت دیار دارالامان ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو رہی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے ہیں پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات ہیں۔ اور اس دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامت کے نام کے مکتوبات ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ جب تک مکتوبات کا ذخیرہ ختم ہو جاوے۔ اس جلد کے تیسرے نمبر میں

حضرت چودہری رستم علی خان رضی اللہ عنہ

کے نام کے مکتوبات ہوں گے۔ اور یہ مکتوبات حوالہ کاتب ہو رہے ہیں۔ خدا کے فضل اور رحم سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ آخر جنوری ۱۹۲۹ء تک انشاء اللہ شائع ہو جائیں۔

یاد رہے کہ جب تک اس سلسلہ کے خریداروں کی تعداد کم از کم ایک ہزار نہ ہو۔ ہر نمبر ایک روپیہ ہوگا (عر)

خاکسار

(عرفانی)

مکتوب نمبر (۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ بخدمت اخویم مکرم ومخدوم حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال صدمہ وفات دولخت جگر آنمخدوم وعلالت طبیعت پسر سوم سُن کر موجب حزن واندوہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلشانہ آپ کو صدمہ گذشتہ کی نسبت صبر عطا فرماوے اور آپ کے قرۃ العین فرزند سوم کو جلد تر شفا بخشے۔ انشاء اللہ العزیز یہ عاجز آپ کے فرزند کیلئے دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل وکرم سے ایسی دعا کی توفیق بخشے۔ جو اپنی جمیع شرائط کی جامع ہو۔ یہ امر کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے صرف اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کی مرضات حاصل کرنے کے لئے اگر آپ خفیہ طور پر اپنے فرزند دلبند کے شفا حاصل ہونے پر اپنے دل میں کچھ نذر مقرر کر رکھیں تو عجب نہیں کہ وہ محسن نواز جو خود اپنی ذات میں کریم ورحیم آپ کی اس صدق دل کو قبول فرما کر ورطۂ غموم سے آپ کو مخلصی عطا فرماوے

پہلے بھی چند خطوط ہوں۔ اس خط کا بھی اصل مسودہ نہیں ملا۔ بلکہ حضرت حکیم الامتہ کی نوٹ بک سے لیا گیا تھا۔ اور اسو اگست ۱۸۹۰ء کے الحکم میں میں نے اسے شائع کر دیا تھا۔ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسیح زمانہ کے قدم پر مبعوث اور مامور ہونیکا دعوٰے مارچ ۱۸۸۲ء میں کر دیا تھا لیکن آپ نے بیعت کا [illegible] سوقت تک نہیں۔ جب تک صریح فرمان ربانی نازل نہیں ہو گیا۔ (عرفانی)

وہ اپنے مخلص بندوں پر ان کے ماں باپ سے بہت زیادہ رحم کرتا ہے۔ اس کو نذر ل کی کچھ حاجت نہیں۔ مگر بعض اوقات اخلاص آدمی کا اُسی راہ سے متحقق ہوتا ہے۔ استغفار اور تضرع اور توبہ بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ اور بغیر اس کے سب نذریں ہیچ اور بے سود ہیں۔ اپنے مولیٰ پر قوی اُمید رکھو۔ اور اس کی ذات بابرکات کو حسب زیادہ بہادر اداؤ۔ کہ وہ اپنے قوی الیقین بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اپنے سچے رجوع لانے والوں کو ورطۂ غموم میں نہیں چھوڑتا۔

رات کے آخری پہر میں اُٹھو۔ اور وضو کرو۔ اور چند دوگانہ اخلاص سے بجا لاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔

اے میرے محسن اور اے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پر معصیت اور پُرغفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا۔ اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی۔ اور اپنی بیشمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پرگناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین! ثم آمین!!

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام واکرام کا اعتراف کرے۔ کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں جوش دلی چاہئے اور رقت اور گریہ بھی۔ یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے۔ اور درحقیقت اس عاجز کے مطابق حال ہے۔ والسّلام خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ ۸ اگست ۱۸۸۵ء

نوٹ (۱) اس مکتوب پر حضرت حکیم الامتہ کا نوٹ ہے۔ یہ [illegible]

سے بچگیا تھا۔ پھر دوبارہ سعال دام الصبیان میں انتقال کرگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون و
ادعوا الیہ ربہ نورالدین۔ ۲۔ اسوج ۱۹۴۳ بکرمی۔

نوٹ نمبر(۲) اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عام قوم ہے۔ جو آپ کے
سوالات سے تھی۔ اور نیز آپ نے قبول ہونیوالی دعا کا راز بتایا ہے۔ اس دعا کو پڑھ کر
حضرت مسیح موعود کی اندرون خانہ لائف پر ایک قسم کی روشنی پڑتی ہے۔ اور یہ ان ایام کی بات ہے
کہ آپ دنیا میں شہرت یافتہ نہ تھے۔ آپکا کوئی دعویٰ نہ تھا کسی سے بیعت بھی نہ لیتے تھے۔ بلکہ
ایک گوشہ گزین کیطرح زندگی بسر کرتے تھے۔ خدا نے پر کس قدر یقین اور قبولیت دعا پر کس
قدر بھروسہ تھا۔ اور آپکے اعمال شب کی حقیقت بھی عیاں ہے۔ نیز حضرت حکیم الامت کا نوٹ
بتاتا ہے کہ وہ بچہ اس وقت بچگیا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ تھا۔ خدا تعالیٰ
نے اس وقت تقدیر کو ٹالدیا۔ یہ زمانہ فضل الٰہی تمام حضرت حکیم الامت کی پہلی بیوی میں سے اولاد [illegible]

مکتوب نمبر (۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہنچا آپ کے مخلصانہ کلمات سے بے شک خوشبو بلکہ جوش راست گفتاری
محسوس ہوتا ہے۔ جزاکم اللہ خیرا آمین ثم آمین! آپ کی دختر صالحہ کے لئے بھی دعا کیگئی
ہے۔ قرآن شریف کا حفظ کرنا یہ آپ کی ہی برکات کا ثمرہ ہے۔ ہمارے ملک کی مستورات
میں یہ فعل [illegible] کرامت میں تصور کیا جاوے کیا خوش نصیب والدین ہیں اور نیز وہ لوگ
جو لحو [illegible] جدید پیدا [illegible] گے جنکو اس صاحب شرف سے علاقہ ہے والسلام علی من اتبع [illegible]

الہدیٰ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۱۔ مارچ ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر (۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی ومکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اس وقت ایک اشتہار درباره ازالہ اوہام مخالفین آپ کی خدمت میں مرسل ہے
چونکہ آپ نسبتہ فاروقی کے مدعی ہیں۔ اور یہ عاجز بھی نہایت درجہ آپ پر حسن ظن
رکھتا ہے۔ اور اپنا مخلص اور دوست جانتا ہے۔ اسلئے آپ کی طرف تعلق خاطر
رہتا ہے جو عنایات خداوند کریم جلشانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارہ
میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے۔ کہ اپنے دوستوں سے کچھ ان میں سے بیان کرتا رہوں اور
بحکم واما بنعمت ربک فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے
بھی جو سب سے مخلص دوست ہیں۔ ایک راز پیشگوئی کا بیان کرتا ہوں۔ شاید چار
ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر
والباطن تم کو عطا کیا جائیگا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال
تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں
ہوتے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الٰہی میں
یہ بات قرار پا چکی ہے۔ کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرۃ اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ
صاحب اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ جب الہام ہوا۔ تو ایک کشفی
عالم میں چار پھل مجکو دئے گئے تین ان میں سے تو آم کے تھے [illegible] پھل
[illegible] رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی [illegible]

بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے۔ کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جنمیں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے۔ تو یہی سمجھا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب

نئی شادی کی تحریک اور الٰہی روک | ان دنوں میں اتفاقاً نئی شادی کیلئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب انکی نسبت استخارہ کیا گیا۔ تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا۔ کہ اسکی قسمت میں ذلت و محتاجگی و بے عزتی ہے۔ اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو۔ اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا۔ کہ اسکی شکل اچھی نہیں گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ صاحب صورت صاحب سیرۃ لڑکا جسکی بشارت دی گئی ہے۔ وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب

اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ کیوں اسکی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ ان کے ابطال میں ایکدوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تیسری شادی ہو کیونکہ اسی تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارے میں کثرت سے ہوئے ہیں۔ اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔ واللہ یفعل ما یشاء وھو علٰی کل شیء قدیر۔ آپ خیر و عافیت سے اطلاع بخشیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔

از قادیان ۸ جون ۱۸۸۶ء

نوٹ:- یہ خط نہایت اہم ہے۔ اور بعض عظیم الشان پیشگوئیاں اس کے اندر موجود ہیں سب سے اول یہ کہ خدا تعالیٰ آپکو چار بیٹے دے گا۔ اور ایک ان میں عظیم الشان ہوگا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی الہام الٰہی سے نہیں بلکہ خود حضرت کا یہ خیال تھا۔ کہ شاید وہ موعود لڑکا تیسری بیوی سے ہو جسکو واقعات نے بتایا کہ وہ دراصل اسی پہلی اہلیہ سے جسکو خدا تعالیٰ نے ام المومنین ہونے کا شرف اور عزت بخشی۔ پیدا ہونے والا تھا۔

جہاں تک واقعات نے ثابت کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کا نہ تھا۔ اس سے مراد دراصل یہ تھی کہ ایک لڑکا تو پیدا ہوگا۔ مگر وہ فوت ہو جائیگا۔ جیسا کہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب۔ (اللھم اجعلہ لنا فرطاً وثقا) سبز رنگ کا پھل آپ کو دکھایا گیا تھا۔ اس سے سبز اشتہار کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے سبز رنگ پر کیوں شائع کیا تھا۔ پھر ایک امر نہایت صفائی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فی الحقیقت خدا کی جانب سے مامور ہو کر آئے تھے۔ اور آپکے الہامات خدا کا کلام ہی تھے۔ آپکو اس پر کامل یقین تھا۔ اور یہ بھی کہ انبیا جسطرح الہامات اور پیشگوئیوں کی تعبیر اور تعین میں قبل از وقت خطا اجتہادی کر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کلیہ سے مستثنٰی نہ تھے۔ آپ کو فرزند موعود کے متعلق اوائل میں یہ اجتہادی غلطی لگ رہی تھی کہ وہ شاید تیسرے نکاح سے پیدا ہوگا۔ مگر واقعات نے بتایا کہ ایسا نہیں مقدر تھا۔ اور اس التباس کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ہی منسوخ کر دیا۔ اور قضائے معلق کو بھی مبرم بنا دیا۔ پھر اس خط کی بنا پر اور واقعات

کی تائید سے حضرت ام المومنین کا مقام شرف ظاہر ہوتا ہے۔ غرض یہ مکتوب گونا گون امور مہمہ پر مشتمل ہے۔ اور ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے والا ہے (عرفانی)

مکتوب نمبر (۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالٰے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الٰہیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو انکی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے۔ اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے تیسرے نکاح کیلئے اشارہ غیبی ہوا ہے۔ تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع کارہ ہے۔ اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں۔ کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ بہر حال عاجز نے یہ عہد کر لیا ہے کہ کیسا ہی یہ موقعہ پیش آئے جب تک اللہ تعالٰی کیطرف سے صریح حکم نے اسکے لئے مجبور نہ کیا جاؤں۔ تب تک کنارہ کش رہوں۔ کیونکہ تعداد ازدواج کے بوجھ اور مکروہات از حد زیادہ ہیں۔ اور اسمیں خرابیاں بہت ہیں۔ اور وہی لوگ ان خرابیوں سے بچے رہتے ہیں۔ جن کو اللہ جلشانہ اپنے ارادہ خاص سے اور اپنی کسی خاص مصلحت سے اور اپنے خاص اعلام و الہام سے اس بارگراں کے اٹھانے کیلئے مامور کرتا ہے۔ تب اس میں بجائے مکروہات

کے سراسر برکات ہوتے ہیں۔ آپکے نوکری چھوڑنے سے بظاہر دل کو رنج ہے مگر آپنے کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی۔ والسلام باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲ رجب ۱۳۰۳ھ

نوٹ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک تیسرے نکاح کے متعلق بعض بشارات ملی تھیں۔ یعنی ان سے پایا جاتا تھا کہ ایک تیسرا نکاح ہوگا۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک تحریک بھی ہوئی۔ وہ نکاح کی تحریک اور پیشگوئی دراصل ایک نشان تھا۔ جو ایسے خاندان کیلئے مخصوص تھا جو آپ کے ساتھ تعلقات قرابت بھی رکھتے تھے مگر خدا تعالیٰ سے دور اور مہجور تھے۔ گونہ منکر تھے۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے اس ذریعہ سے ان پر اتمام حجت کیا۔ حضرت حکیم الامتہ کو آپنے بشارات سے اطلاع دی۔ جہاں تک میرا علم ہے حضرت حکیم الامتہ اس امر پر آمادہ تھے۔ کہ اپنی لڑکی حضرت کو دیدیں۔ بشرطیکہ وہ قابل نکاح ہوتی۔ حضرت اقدس نے اس خط کے ذریعہ تصریح فرمائی۔ کہ آپ اپنے احباب کو قبل از وقت بعض الہامات سے اطلاع کیوں دیتے ہیں اور وہ ایک ہی غرض ہے۔ کہ

ان کی ایمانی قوت ترقی کرے

دوسرے اس خط سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذاتی طور پر تیسرے نکاح کو پسند نہ کرتے تھے۔ بلکہ کارہ ہونا صاف لکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ آپنے عہد کر لیا تھا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے بذریعہ صریح حکم مجبور نہ کیا جاؤں نکاح نہیں کرونگا۔ اس سے ان لوگوں کے تمام اعتراضات دور ہو جاتے ہیں۔ جو نعوذ باللہ آپ پر نفس پرستی کا اسی طرح الزام لگاتے ہیں جس طرح آریہ اور عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگاتے ہیں۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر (۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ یہ بات عین منشاء اس عاجز کے مطابق ہوئی۔ کہ آپ کا استعفا منظور نہیں ہوا۔ انشاء اللہ کسی وقت پر ترقی بھی ہو جائیگی۔ امید کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۷ جولائی ۱۸۹۲ء

مکتوب نمبر (۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ استماع واقعہ وفات فرزند دلبندان مخدوم سے حزن اندوہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم بہت جلد آپ کو نعم البدل عطا کرے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جو چاہتا ہے کرتا ہے انسان کیلئے اس کے گوشہ جگر کا صدمہ بڑا بھاری زخم ہے۔ اسلئے اس کا اجر بھی بہت بڑا ہے اللہ جلشانہ آپ کو جلد تر خوش کرے۔ آمین ثم آمین!

سرمہ چشم آریہ میری بار بار کی علالت کے توقف سے چھپا۔ اور اب پانچویں دن تک اسکی جلدیں یہاں پہنچ جاوینگی۔ تب بلا توقف آپ کی خدمت میں ایک جلد بھیجی جائیگی۔ چونکہ اس کے بعد رسالہ سراج منیر چھپنے والا ہے۔ اور جو اس کے

لئے روپیہ جمع تھا وہ سب اس میں خرچ ہو گیا ہے۔ اس لئے آں مخدوم بھی اپنے گرد ونواح میں دلی توجہ سے کوشش کریں۔ کہ دست بدست اس کے خریدار پیدا ہو جائیں۔ اسپر پانسو روپیہ کا کاغذ قرضہ لیکر لگایا گیا ہے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ نے یہ پانسو روپیہ قرضہ دیا۔ چار سو روپیہ اور تھا۔ جو اسی پر خرچ ہوا یہ موقعہ نہایت محنت اور کوشش کرنے کا ہے۔ تا سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو اس رسالہ سرمہ چشم کی قیمت ۱۲ہ ہے۔ اگر آپ کی محنت سے سو رسالہ بھی فروخت ہو جاوے تب بھی ایک حق نصرت آپ کے لئے ثابت ہو جائیگا۔ ومن نصر اللہ نصرہ اللہ جلشانہ آپ پر رحمت کی بارش کرے۔ اور اپنی خاص توفیق سے ایسے کام کرائے۔ جیسے وہ راضی ہو جاوے۔ ولا توفیق الا باللہ۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آج ایک نوٹ پچاس روپیہ کا آں مخدوم کی جانب سے میاں کریم بخش صاحب نے سیالکوٹ سے بھیجا ہے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ چونکہ رسالہ سراج منیر کے چھپنے میں اب کچھ زیادہ دیر نہیں معلوم ہوتی اور اس کے سرمایہ کے لئے روپیہ کی بہت ضرورت ہوگی۔ اسلئے اگر آنمخدوم بقیہ قیمت پچاس نسخہ یعنی روپیہ بھی جلد تر بھیجدیں۔ تو سرمایہ کتاب کی طبع کیلئے عین وقت میں کام آ جاسکے۔ میں نے مبلغ پانسو روپیہ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ سے قرض لیا تھا۔ اور تین سو روپیہ اور

میرے پاس تھا۔ وہ سب اس رسالہ پر خرچ آگیا۔ ماسوا اس کے ایک سو رسالہ مفت ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں کو تقسیم کیا گیا۔ اگرچہ ۱۲ اس کی قیمت مقرر ہوئی مگر اس کے مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ قیمت کم درجہ کی رہی۔ اکثر قریب کل کے مسلمانوں کا خیال دین کی طرف سے بکلی اُٹھ گیا ہے۔ ہمدردی۔ غمخواری۔ نیک ظنی یہ سب عمدہ صفتیں روز بروز رو بکمی ہیں۔ واللہ خیر والبقی۔

آپ کی ملاقات خدا جانے کب ہوگی۔ ہر ایک بات اس قادر مطلق کے ارادہ پر موقوف ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمدؐ

از صدر انبالہ۔ ۱۳ر نومبر ۱۸۸۶ء

نوٹ:۔ اس مکتوب میں جس رسالہ کی قیمت کیلئے حضرت حکیم الامت کو یاددہانی کرائی گئی ہے۔ وہ سرمہ چشم آریہ ہے۔ اور اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کی سو جلدیں اس وقت تک آپ مفت تقسیم کر چکے تھے (عرفانی)

مکتوب نمبر (۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ جلشانہ آپ کو دنیا و دین میں آرام دلی بخشے۔ کہ ہر ایک بخشش و بخشائش اسی کے فضل پر موقوف ہے نظر برفضل ایک لذت بخش امر ہے۔ ولاتئیسوا من روح اللہ۔ رسالہ مؤلفہ آں مخدوم جوامرتسر بھیجا گیا ہے۔ کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ کہ اس کا کیا بندوبست ہوا۔ آجکل دیانت

کم ہے۔ اور لاف وگزاف زبانی ہرگز لائق اعتماد نہیں کسی کو بجز تحریری شرائط کے رسالہ نہیں دینا چاہئے۔ تا پیچھے سے کوئی خراب نتیجہ نہ نکلے۔ یہ امور مفصلہ ذیل ضرور صاحب مطبع سے طے کر لینے چاہئیں۔ اور اقرار نامہ لے لینا چاہئے۔

اوّل۔ فلاں نمونہ کے مطابق کام چھپائی صاف اور عمدہ ہوگا۔

دوم۔ اگر ایسا صاف نہ ہوا تو استحقاق ہرجہ داب میں رہیگا۔

سوم۔ اتنے ماہ میں کام ختم نہ ہوا تو ہرجہ دینا ہوگا۔

چہارم۔ کل کتابوں کے حوالے کرنے کے بعد اور اُنکی پڑتال صحت کے بعد روپیہ اُجرت کا دیا جائیگا۔

پنجم۔ کاغذ کی عمدگی کا ذمہ وار خود مطبع والا ہوگا۔

دوا جس میں مروارید داخل ہیں۔ جو کسیقدر آپ لیگئے تھے۔ اس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے۔ اور کاہلی اور سستی کو دُور کرتی ہے۔ اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور اسکو استعمال کرکے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجکو تو یہ بہت ہی موافق آگئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ خاکسار غلام احمدؐ۔ ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر (۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلوم ہے

آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں۔ اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی و سستی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔ اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ تر مدت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فواید کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے۔ کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔ اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو دوبارہ تیار کیجائے لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر

میں شکر گذار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض
خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ

مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروزپور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی۔ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں سے

کوئی معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے۔ کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سیدھا طریق یہ ہے کہ قانونی طور پر کارروائی کیجائے۔ اللہ جلشانہ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ جب کوئی داد وستد تم کرو۔ تو اس معاملے کے بارے میں تحریر ہونی چاہئے مطبع ایسا ہونا چاہئے۔ جس کے پریس مین استاد ہوں۔ اور عمدہ اور اول درجہ کی سیاہی استعمال کیجاتی ہو۔ اور سب شرائط اسٹامپ کے کاغذ پر لکھے جاویں۔ جہاں تک ممکن ہو مطبع والوں کو اوّل روپیہ نہ دیا جائے۔ اور کاغذ انکی ذمہ داری سے خریدا جائے۔ مگر اپنا کاغذ اور کاتب بھی اپنا ہو۔ میری دانست میں امام الدین کاتب بہتر ہے۔ کاپی خود غور سے ملاحظہ کرنی چاہئے۔ امرتسر میں ایک ہندو کا مطبع بھی ہے اور وہ مالدار ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ شرائط وہ منظور کریں گے۔ اور بغیر صفائی شرائط اور تحریری اقرار نامہ لکھانے کے کسی مطبع کو ہرگز کام نہیں دینا چاہئے۔ کہ آجکل دیانت اور ایفاء عہد مفقود کی طرح ہو رہی ہے۔ اگر میں امرتسر میں آؤں اور ایک دن کیلئے آپ بھی آجاویں تو اس جگہ کوشش کیجائے۔ مگر آپ نے آجکل کے مسلمانوں پر اعتماد کر کے کچا کام ہرگز نہ کرنا۔ بلکہ ہر ایک بات میں مجھ سے مشورہ لیلیں سالوں کی چھپائی میں تین چار سو روپیہ کا خرچ ہے۔ نہ ایسی کفایت شعاری کرنی چاہئے۔ کہ رسائل مثل ردی کے چھپیں اور نہ ایسا اسراف کہ جس میں بیہودہ خرچ ہو کاپیوں کا ملاحظہ دوسروں کے سپرد ہرگز نہ کریں۔ آپ محنت اٹھائیں خرید کاغذ میں بھی کوئی اپنا دانا آدمی ساتھ چاہئے۔ اور کاغذ کا حساب رکھنا چاہئے۔ آپکی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے۔ اللہ جلشانہ جلد کوئی تقریب پیدا کر دے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ (۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء)

مکتوب نمبر (۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آج عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کی یہی رائے ہے کہ آپ نوکری نہ چھوڑیں۔ اگر اس سے بھی کم تنخواہ ہو۔ جو آپ کو دیتے ہیں تب بھی اسکو قبول کریں۔ اور ہر ایک کے ساتھ اخلاق اور بُردباری سے معاملہ کریں مومن پر یہی لازم ہے کہ بغیر مشورہ کے کوئی امر عجلت سے نہ کر بیٹھیں۔ سو میں آپکو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ آپ علحدگی ہرگز اختیار نہ کریں۔ مجھے اس بات سے افسوس ہوا کہ آپ نے استعفا کیوں دیا۔ حالانکہ آپ نے لکھا تھا کہ میرا اس علیحدگی میں دخل نہیں۔ اب بہرحال جہاں تک ممکن ہے۔ ایسے ارادہ کیلئے کوشش کریں کہ آپ اپنی نوکری پر قائم رہیں۔ والسلام نعم المولٰے و نعم الوکیل۔

[illegible]

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان۔

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ مگر ظن غالب یہی ہے کہ یہ ۱۸۸۶ء کا ہی ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر (۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ واللہ معکم اینما کنتم صفحہ ۹۹ سرمہ

چشم آریہ میں سہو کاتب سے۔ غلطی ہوگئی ہے یعنے ۱۴ سطر کے آخیر میں بجائے کو کے سے لکھا گیا ہے۔ اور چودہویں سطر کے ابتدا میں بجائے سے کے کو درج ہوگیا ہے۔ اور ۱۷ سطر کے آخیر میں لفظ اس کا رہگیا ہے یعنی بجائے اس عبارت کے کہ ضروریہ مطلقہ سے یہ چاہئے تھا۔ ضروریہ مطلقہ اس سے

غرض یہ تین لفظ کی غلطی تو۔ تھے اور اس کے موجب اختلال عبارت ہے۔ جیسا کہ قرینہ سے خود سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسی غلطیاں اتفاقاً کہیں نہ کہیں رہ جاتی ہیں۔ بشریت ہے۔ شاید کاپی نویس سے یا دوسرے کاتب سے ایسی غلطی وقوع میں آئی۔ لیکن یہ عاجز آں مخدوم کے کارڈ کی عبارت سے پڑھ کر اور بھی حیران ہوا ہے۔

آنمخدوم لکھتے ہیں کہ حضرت نے (یعنی اس عاجز نے) قضیہ ضروریہ مطلقہ کو دائمہ مطلقہ سے اخص لکھا ہے یہ عبارت سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ قضیہ ضروریہ مطلقہ کو دائمہ مطلقہ سے اخص کہنا سچ اور صحیح ہے [illegible] کاتب سے بالعکس لکھا گیا۔ چنانچہ منطقین کا یہی قول ہے۔ والنسبۃ بین الدائمۃ والضروریۃ ان الضروریۃ اخص من مطلقاً لان مفہوم الضروریۃ امتناع انفکاک النسبۃ عن الموضوع و مفہوم الدوام شمول النسبۃ فی جمیع الازمنۃ والاوقات مع جواز امکان انفکاکہا۔

اصل کارڈ مرسل ہے۔ اگر اس میں کچھ سہو ہو تو اطلاع بخشیں۔ کیونکہ مجھ کو بوجہ استغراق جانب ثانی ان علوم میں توغل نہیں رہا۔

علاج کسل | مرض کسل اور حزن اگر عوارض اور اسباب جسمانی میں سے ہو

تو آپ تدبیر اور علاج اس کا مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اور اگر اسباب روحانی سے ہے۔ تو اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ جو اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیاۃ الدنیا والاخرۃ ولکم فیہا ماتشتہی انفسکم ولکم فیہا ماتدعون نزلا من غفور الرحیم۔

سو خدا تعالیٰ کو اپنا متولی اور متکفل سمجھنا اور پھر لازمی امتحانوں اور آزمائشوں سے متزلزل نہ ہونا اور مستقیم الاحوال رہنا یہی خوف اور حزن کا علاج ہے۔

حکم جانانہ چونیست زخم مدونہ
جاں اگر بسوزدت گو بسوز

والسلام خاکسار غلام احمدؐ

آپ کی ملاقات کا ازبس شوق ہے۔ اگر وطن جانے کا اتفاق پیش آجاوے تو ضرور مجھ کو ملکر جاویں۔

نوٹ:۔ اس خط پر بھی کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ مگر سرمہ چشم آریہ کی بعض اغلاط کی اصلاح کے متعلق ذکر کرتا ہے کہ یہ خط سرمہ چشم آریہ کی اشاعت کے بعد کا ہے۔ اور یقیناً ۱۸۸۶ء کا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے بعض خاص باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں کامل درجہ کی انکساری اور صفائی باطنی ہے۔ دوم حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت میں کمال درجہ کا ادب

حضرت کیلئے ہے۔ انہوں نے جو کارڈ ایک علمی امر کے دریافت کے متعلق لکھا ہے آپ سے واپس منگوا لیا۔ کہ مبادا وہ ادب کے خلاف نہ ہو۔ اور معترضانہ رنگ اس میں نہ پایا جاوے۔ اور ایسی یادگار ایک قسم یادگار ہوگی۔ سوم یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت اپنی تمام تر توجہ الی اللہ رکھتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور تکلیف کو پوری لذت اور ذوق سے برداشت کرنے کی اہلیت حاصل کر چکے تھے۔ اور اسی لئے ہر قسم کے حزن اور کسل کے مقام سے نکل کر آپ جنت میں تھے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا اور میں نے کئی بار توجہ سے اسکو مطالعہ کیا۔ اور ہر ایک دفعہ مطالعہ کے بعد آپکے لئے دعا بھی کی۔ کہ اللہ جلشانہ ایسی قدرت ربوبیت سے جس سے اس نے خلق عالم کو حیران کر رکھا ہے۔ آپ کو حزن اور خوف اور اندوہ سے مخلصی عطا فرماوے۔ اور اپنی رحمت خاصہ سے دنیا و دین میں کامیاب کرے آمین!

افسوس کہ مجھے آپ کے حزن و اندوہ کی تفاصیل پر اطلاع نہیں ملی۔ اور نہ شدت رنج سے مطلع ہوں۔ جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اگر مناسب تصور فرما دیں تو کسی قدر عاجز کو اپنے ہموم و غموم کا ہمراز کر دیں۔ نوکری قبول کرنے میں آنمخدوم نے بہت ہی

مناسب کیا۔ اللہ تعالیٰ اسی قدر میں برکت بخشے۔

الہام آج مجھے فجر کے وقت یوں القا ہوا۔ یعنی بطور الہام۔ عبدالباسط معلوم نہ تھا کہ یہ کسکی طرف اشارہ ہے۔ آج آپ کے خط میں عبدالباسط دیکھا۔ شاید آپ کی طرف اشارہ ہو۔ واللہ اعلم میں آپ کا دل غمخوار ہوں اور دل سے آپ سے محبت ہے۔ ولکل امر مستقر والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان
۱۳ فروری ۱۸۸۷ء

نوٹ:۔ نمبر اد ۲ کے مقام سے خط پھٹا ہوا ہے۔

حضرت حکیم الامتہ نے بارہا فرمایا کہ میرا الہامی نام عبدالباسط ہے۔ مگر انہوں نے کبھی یہ تشریح نہ کی تھی کہ کسکو الہام ہوا۔ اس خط سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام آپ کا نام عبدالباسط بتایا گیا تھا۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **مکتوب نمبر ۴:** نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عایذ باللہ الصمد غلام احمدؐ بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اسکو غور سے پڑھا۔ جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو جنکو میں نے **نزول شفا کی تلافی** بذات خود آزمایا ہے۔ اور جو میرے پر وارد ہو چکے ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے

بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے۔ اور جسکی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اسپر مصائب نازل کرتا ہے۔ تا اُسے معلوم ہو جائے۔ کیونکہ وہ نومیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے۔ غرض سے فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ جیسا چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت پر وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا۔ کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور **اللہ تعالیٰ پر امید اور قبولیت دعا** اور دعا کرتا رہا تو اللہ جلشانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ سے زیادہ کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکمے اور بے ہنر سمجھیں اور ہر ایک طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سو اگر آپ مجھے بشرط صبر و شکیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہونگا۔ بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں طلبگار باید صبور و حمول۔

میری خوشی کا موجب اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا میں جانتا ہوں۔ کہ تدبیر مصائب بھی تب ہی سوجھتی ہے۔ کہ جب خود قادر مطلق بندی سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں۔ اسطرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشے میں ہوتا ہے۔ کہ ہم ایسا قادر کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں رجسٹری کرا کر سیالکوٹ بھیجدی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا والسلام۔

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء

مکتوب نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز بباعث شدت درد سر جو کئی دن سے لاحق رہی اور آج کچھ تخفیف ہے مگر ضعف بہت تحریر جواب سے قاصر رہا ہے۔

تردد انسانی کا راز

حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت ہی فضل و کرم ہے جسکا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد آپ اسکا شکر ادا نہیں کر سکینگے۔ رہی جزئیات فکر و تردد سو وہ بھی کسی بڑی مصلحت کیلئے جنکی حقیقت تک انسان کو رسائی نہیں۔ ایک وقت مقررہ تک لگائے گئے ہیں۔ اور وقت مقررہ کے آنے سے دور بھی ہو جائیں گے الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ اس احقر ناچیز کی دعا بھی انشاء اللہ منقطع نہیں ہوگی۔ جبتک کشود کار پیدا نہ ہو۔

اپنی دعا کی قبولیت پر اعتقاد

ولم اکن بدعائک ربّ شقیا۔ اور دینی امور میں اگرچہ کچھ قبض ہو یا اعمال صالحہ سے بے رغبتی ہو تو پھر بھی مقام شکر ہے۔ کہ اس نقصان حالت کیلئے دل جلتا ہے۔ اور کباب ہوتا ہے۔ یہ بھی تو ایک بڑی نیکی ہے۔ کہ نیکی کے حصول کیلئے دل غمگین رہے۔ ہم لوگ ایکدّ لینے اختیار میں ہیں۔ علت العلل ہمارے سر پر جو مدبّر و حکیم ہے۔ بمقتضائے مصلحت و حکمت جو چاہتا ہے ہم سے معاملہ کرتا ہے۔ فرض کیا اگر وہ ہمیں دوزخ میں ڈالے۔ تو وہ دوزخ ہمیں بہشت سے اچھا ہے

خدا تعالیٰ سے محبت تعلق

ہم کیسے ہی نالائق ہوں مگر پھر اس کے ہیں۔

گر نہ باشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است طلب کردن

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ مارچ ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر (۱۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دنیا کی حقیقت رنج و راحت کا اصول

دنیا جائے تردد و حزن و مصیبت و غم ہے۔ نہ ایک کیلئے بلکہ سب کے لئے ہے جیسا کے ابتدا میں غلطی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی و شیخوخیت (اگر عمر طبعی تک پہنچے) اور سب سے آخر موت (یا تنگ برآید فلاں نماند) اسمیں پوری پوری راحت و خوشی کا طلب کرنا غلطی ہے۔ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے۔ کہ اصل دنیا میں میرے لئے غم و مصیبت ہے۔ اور اگر کبھی خوشی پہنچ جائے۔ تو یہ ایک زائد امر ہے جسکو میں اپنا حق نہیں سمجھتی۔ سو مومن کو مرد میدان بنکر اس دار فانی سے تلخیاں و ترشیاں سب اٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود انبیا علیہم السلام اور اماموں سے کچھ اونچا نہیں بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ لذت و آتش و شوق و راحت طلب الٰہی میں آپ ہی محسوس ہوتی ہے۔ کہ جب حضرت ایوب کیطرح مصیبتوں پر صابر ہو کر یہ کہیں کہ

میں ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤنگا

مفلس شدیم دوست از ہر مایہ فنا ندیم
دزدِ خبیث شیطاں از مفلساں چہ خواہد

ففروا الی اللہ وکونوا مع من کان اللہ لہ واللہ علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمدؐ۔

نوٹ :۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں ہیں اسے ۱۸۸۶ء کا سمجھتا ہوں۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کارڈ پہنچا خداتعالیٰ آپ کو جلدتر شفا بخشے۔ مجھکو آپ کی بار بار علالت سے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور بمقتضائے بشریت قلق وکرب شامل ہو جاتا ہے۔ خداتعالیٰ بہت جلد وہ دن لائے کہ آپ کی کلی صحت کی میں بشارت سنوں۔ اب موسم ربیع ہے۔ یقین ہے کہ آپ نے کسیقدر مناسب حال تنقیہ بدن کیا ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا اور کوئی عارضہ بدنی مانع نہ ہو تو اس طرف غور کریں۔ کہ آیا کوئی مناسب ہے یا نہیں۔ اگر مناسب ہو تو پھر توقف نہ کریں کسیقدر شیر خشت وغیرہ سے تلئین طبع ہو جائے تو شاید مناسب ہو۔ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ انواع درد کے لئے ایارج فیقرا بہت مفید ہوتا ہے اور اس عاجز نے اپنے درد سر کے لئے کہ جو دوری طور پر تخمیناً ۱۸ سال سے شامل حال ہے استعمال کیا ہے۔ اور مفید پایا ہے۔

طبی مشورہ

ایک اور متوحش خبر سنی گئی ہے کہ گیارہ سو روپیہ کا اور نقصان آپ کا ہو گیا چنانچہ ایک خط میں جو ارسال خدمت ہے یہ حال لکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مصیبت پہنچنے والی تو ضرور پہنچ جاتی ہے۔ مگر کسیقدر رعایت انتظام ظاہر مسنون ہے جسنے دیا اُس نے لیا۔ لیکن آیندہ بے احتیاطی کے طریقوں سے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ پرسوں میری طرف سے آپ کے نام گھوڑے کی سفارش کیلئے ایک خط روانہ ہوا تھا۔ وہ خط میرے اقارب میں سے میرزا امام الدین میرے چچا زاد بھائی نے بالحاح مجھ سے لکھایا تھا۔ ہر چند میں جانتا تھا۔ کہ اس کا لکھنا غیر موزون وغیر محل ہے۔ مگر چونکہ مرزا امام الدین صاحب دراصل میرے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ انکی ایمانی حالت خداتعالیٰ درست کر دے اور خیالات فاسدہ سے چھڑا دے۔ اس لئے انکی دلجوئی کی غرض سے لکھا گیا ہے ورنہ کا معاملہ اب بالکل پختہ ہے۔ آپ کے ارادہ کا توقف ہے۔ خیریت مزاج سے جلد اطلاع بخشیں۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ مارچ ۱۸۸۶ء

رضا بالقضاء
تمسک بالاسباب

مکتوب نمبر ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلےعلیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج عنایت نامہ موصول ہو کر موجب خوشی ہوا میں نے آپکے اس خط کو بھی یادداشت میں رکھ لیا ہے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہٗ

ابواب خیر و خوبی دارین آپ پر منکشف کرے۔ یہ سچ ہے کہ آپ کے لئے میری دعا محدود نہیں۔ اور نہ بے جوش ہے۔ مگر ترتب آثار وقت پر موقوف ہے۔ کار شادی کیلئے استخارہ مسنون عمل میں لاویں۔ پھر اگر انشراح صدر سے میل خاطر جلدی کیطرف ہو تو جلدی سے اس کار خیر کو سرانجام دیویں۔ ورنہ بعد فراغت سفر لوکھنو۔ پانچ نسخہ تحفہ حق اور ایک حصہ رگ وید آج رجسٹری کراکر معرفت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ارسال خدمت کیا گیا۔ یہ وید بطور مستعار ارسال خدمت ہے۔ اس سے جسقدر مطلب نکلتا ہو ایک یا دو ماہ میں نکال کر پھر بذریعہ رجسٹری واپس فرما دیں۔ کہ مجھ کو اکثر اسکی ضرورت پڑتی ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ از قادیان ۱۴ اپریل ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

عنایت نامہ پہنچکر باعث ممنونی ہوا مجھکو آنمخدوم کے ہر ایک خط کے پہونچنے سے خوشی پہنچتی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں خالص دوستوں کا وجود کبریت احمر سے عزیز تر ہے اور آپ کا دین کیلئے جذبہ اور ولولہ اور عالی ہمتی ایک فضل الٰہی ہے جسکو میں عظیم الشان فضل سمجھتا ہوں۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ جلشانہ آپسے اپنے دین میں پہلے درجہ کی خدمتیں لیوے۔ حکیم فضلدین صاحب بھی بہت ہی عمدہ آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ اگر ملاقات ہو تو آپ سلام مسنون پہنچا دیں۔

خاکسار غلام احمد۔ ۲۵ اپریل ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج آپ کا عنایت نامہ پہنچکر مضمون مندرجہ معلوم ہوا۔ مجھ کو بندوبست مطبع و دیگر مصارف کے بارے میں بہت کچھ فکر اور خیال تھا۔ جو آپ کے اس مبشر خط سے سب رفع دفع ہوا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا و العقبیٰ واذہب عنکم الحزن و رضی عنکم و رضیٰ آمین۔

خواب آخر اپریل ۱۸۸۸ء

چند روز ہوئے میں نے اس قرضہ کے تردد میں خواب میں دیکھا تھا۔ کہ میں ایک نشیب گڑھے میں کھڑا ہوں۔ اور اوپر چڑھنا چاہتا ہوں۔ مگر ہاتھ نہیں پہنچتا۔ اتنے میں ایک بندہ خدا آیا۔ اس نے اوپر سے میری طرف ہاتھ لمبا کیا اور میں اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اوپر کو چڑھ گیا۔ اور میں نے چڑھتے ہی کہا کہ خدا تجھے اس خدمت کا بدلہ دیوے۔

آج آپ کا خط پڑھنے کے ساتھ میرے دل میں پختہ طور پر یہ جم گیا کہ وہ ہاتھ پکڑنے والا جس سے رفع تردد ہوا۔ آپ ہی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے خواب میں ہاتھ پکڑنے والے کے لئے دعا کی۔ ایسا ہی برقت قلب خط کے پڑھنے سے آپ کیلئے منہہ سے وہی دعا نکل گئی۔

فستجاب انشاء اللہ تعالیٰ

اگر یہ ممکن ہو میری تحریر پہنچنے پر ماہ بماہ تین سو روپیہ تک آپ بھیج سکیں یہانتک کہ چودہ سو (۱۴۰۰) پورا ہو جاوے۔ تو یہ نہایت عمدہ بات ہے۔ مگر اوّل دفعہ میں

پانسو روپیہ بھیجنا ضروری ہے۔ تا ضروری انتظام کیا جاوے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ کام ماہ رمضان میں جاری ہو جاوے۔ ایک شخص منشی رستم علی نام نے تین سو روپیہ ڈیڑھ سال کی میعاد پر قرضہ دینا کیا ہے۔ اور بابو الٰہی بخش صاحب بھی کچھ دینا چاہتے ہیں۔ سو جسقدر روپیہ دوسروں کیطرف سے بطور قرضہ آئیگا اُسی قدر آپ کو کم دینا ہوگا۔ مگر اصل مدار اس قرضہ کا آپ کے نام پر رہا۔ میں نے آپکا خط بابو الٰہی بخش صاحب کے پاس لاہور میں بھیجدیا ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ کی انشراح صدر اور علو ہمت اور خلوص اور صدق سے میرے دوسرے دوست مطلع ہوں۔

سفارش — کل ایک خط بابو الٰہی بخش صاحب کا کسی شخص کی سفارش کے بارہ میں آیا ہے۔ سو وہ خط ارسال خدمت ہے۔ آپ بپابندی مصلحت جیسا کہ مناسب ہو۔ ہمدردی کام میں لاویں۔ اگر آپ کے اشارہ سے کسی مسلمان کی خیر اور بہتری متصور ہو اور خود وہ اشارہ خیر محض ہو فتنہ سے خالی ہو۔ تو بلاشبہ موجب ثواب ہے۔ کہ

خیر الناس من ینفع الناس

زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ مئی ۱۸۸۸ء

طبی مشورہ — میری لڑکی دو ماہ سے بعارضہ تپ و اسہال و ورم وغیرہ عوارض و شدت عطش مبتلا ہے۔ تین سو کے قریب دست آ چکے ہیں اور تین مسہل بھی دئے گئے۔ اور جونکیں لگائی گئیں۔ چونکہ تپ محرقہ تھا۔ زبان سیاہ ہو گئی تھی۔ اس لئے ایک نسخہ شیخ کے موافق چھ سات دفعہ کافور بھی سکنجبین اور شیرہ

خیارین کے ساتھ دیا گیا۔ اور شربت بنفشہ و نیلوفر و دیگر بردوات بہت دئے گئے اب تپ تیز تو نہیں۔ اور ورم میں بھی تخفیف ہے۔ لیکن پھر بھی کسیقدر تپ اور پیاس باقی ہے۔ بدن بہت دبلا ہو رہا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ سفوف ست گلو شربت دینار کے ہمراہ دوں۔ مگر ست گلو عمدہ نہیں ملتی۔ اور ریوند چینی خالص ملتی ہے۔ لڑکی کی عمر ایک برس اور دو ماہ کی ہے۔ اس عمر میں اس غضب کی حرارت پیدا ہو گئی۔ کہ دس بوتلیں بید مشک کی اور قریب بوتل کے سکنجبین اور لعاب اسبغول اور شیرہ خیارین اور چھ سات دفعہ کافور دیا گیا۔ مگر ابھی حرارت باقی ہے۔ دو بوتل شربت بنفشہ اور نیلوفر بھی پلایا۔ ورم میں اب خفت ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عارضی تھی۔ مگر اب علامات حرارت غالب ہیں۔ اگر تازہ ست گلو اور ایک تولہ ریوند چینی دستیاب ہو سکے۔ تو ضرور ارسال فرماویں

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ میں پروردگار جلشانہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا جس نے ایسے صادق اور کامل الوداد دوست میرے لئے میسر کئے۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ

اجرائے مطبع کا خیال — پانچ رسالہ شحنہ حق خدمت شریف میں روانہ کئے گئے ہیں کتنے مجبوری

کے پیش آنے کی وجہ سے میرا ارادہ ہے کہ اپنا مطبع تیار کر کے سراج منیر وغیرہ کتب اس میں چھپواؤں۔ سو اگر خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے سرمایہ میسر کر دیا۔ تو جلد پریس وغیرہ کا سامان ضروری خرید کر کتابوں کا چھپوانا شروع کیا جائے۔ اس طرف اب بشدت گرمی پڑتی ہے۔ امید ہے کشمیر میں خوب بہار ہوگی۔ کشمیر کا تحفہ کشمیر کے بعض عمدہ میوے ہیں۔ جیسے گوشہ بگو کی لوگ بہت تعریف کرتے ہیں مگر وہ میوہ ذخیرہ خور نہیں ہیں امید کرتا ہوں کہ جلد جلد حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گے اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور خوشی خورمی سے لاوے۔ اور آپ کے ساتھ ہے آمین والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۱۱ مئی ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر (۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم میاں کریم بخش صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ جو محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا تھا پہنچا۔ جس قدر آپ نے خلوص اور محبت سے خط لکھا ہے میں اس کا شکر گذار ہوں۔ خداوند کریم آپ کو اس کا اجر بخشے۔ بیشک اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب نہایت قابل تعریف اخلاق سے متخلق ہیں اور مجھ کو ان کے ہر ایک خط کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ان نادر الوجود مردوں میں سے ہیں کہ جو دنیا میں بہت ہی کم ہیں صفت۔ جوانمردی۔ اور یک رنگی اور خلوص اور وفا اور روحی ہونے کے

حضرت مولوی نورالدین صاحب کے اخلاق کا ذکر

اوصاف ہیں انشراح صدر اور غربت اور فروتنی اور تواضع ایسی ان میں پائی جاتی ہے کہ جس پر درحقیقت ہر ایک مومن کو رشک کرنا چاہئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء میں خوب جانتا ہوں۔ اور مجھے بہت کامل تجربہ ہے کہ اللہ جلشانہ پر کوئی شخص اپنی صفائی میں سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اور وہ محسنین کا ہرگز اجر ضائع نہیں کرتا ہاں یہ بات ہے۔ کہ درمیانی زمانوں میں ابتلا کے طور پر کشف خیر میں کچھ توقف ہوتا ہے۔ مگر آخر رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے۔ اور مومن کو چشم گریاں کیا تم اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ربانی نیکی اور رحمت اور مروت اسکی نیکی سے بڑھ کر ہے۔ سو میں دل اطمینان سے مولوی حکیم نور الدین صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ ہر ایک بات میں امیدوار رحمت الٰہی رہیں۔ خدا تعالیٰ انکو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ جس کے ہاتھ میں سب قدرتیں ہیں نہایت ہی غفور الرحیم ہے وفادار بندے آخر اس سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ اسکا قدیم سے اپنے خالص بندوں کیلئے یہی قانون قدرت ہے۔ کہ درمیان میں کچھ کچھ تکلیف اور خوف اور حزن اُٹھا کر انجام کار فائز المرام ہوتے ہیں والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۳ مئی ۱۸۸۶ء

نکتہ معرفت

مولوی صاحب کے حق میں بشارت

نوٹ از مرتب ہذا۔ یہ خط حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام ہے جو ان ایام میں کریم بخش کہلاتے تھے۔ اسلئے کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا نام انکے والدین نے کریم بخش ہی رکھا تھا۔ میں نے آپکے والد ماجد چوہدری محمد سلطان صاحب کو دیکھا کہ وہ ہمیشہ کریم بخش ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت حکیم الامتہ کے مکتوبات کے ضمن میں اس مکتوب کو میں نے اسلئے درج کر دیا ہے کہ یہ خط حضرت حکیم الامتہ ہی کے متعلق ہے

اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم الملت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے تعلقات اور مراسلات کا سلسلہ بھی حضرت اقدس علیہ السلام سے آپ کے دعوے اور بیعت سے پہلے کا ہے۔ اور یہ سلسلہ دراصل براہین احمدیہ کے اعلان اور اشاعت کے بعد قائم ہوا تھا۔ پھر اس خط سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ان ایام میں حضرت مولوی صاحب (حکیم الامتہ) پر کوئی ابتلا تھا۔ جیسا کہ حضرت حکیم الامتہ کی عام عادت تھی انہوں نے خود حضرت اقدس کو اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ خود حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے اس تعلق اور محبت کی بناپر جو انہیں حضرت حکیم الامتہ سے تھا۔ براہِ راست حضرت اقدس کو اطلاع دی ہے۔ جس پر حضرت نے یہ تسکی نامہ مولوی عبدالکریم صاحب کو لکھا۔ اور انہوں نے حضرت حکیم الامتہ کو دکھایا۔ اور حضرت حکیم الامتہ نے اسے اپنے خطوط میں منسلک کر لیا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ

عنایت نامہ موصول ہو کر موجب خوشی و شکر و ممنونی ہوا۔ پادری صاحب کی نکتہ چینی کے جواب میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ نہایت ہی خوب ہے جزاکم اللہ خیراً جزاکم اللہ خیرا۔ دین اسلام منجانب اللہ ایک حکیمانہ مذہب ہے۔ جو حکمت کے قواعد پر مبنی ہے۔ اس دین میں یہ بات نہیں۔ کہ ہمیشہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیا کریں۔ بلکہ جو مناسب وقت اس کے کرنے کی تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے۔ جادلھم بالحکمۃ یہ نہیں فرمایا جادلھم بالحلم انشاء اللہ القدیر اسقدر بہا کر دواس کیلئے دعا کروں گا۔ اور مصارف مطبع کیلئے چند اور دوستوں کو بھی لکھا ہوا ہے۔ ان کے جواب آنے پر اطلاع دوں گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ مگر اس پر یکم جون کی ڈاک خانہ کی مہر ہے اور قادیان کی مہر ۳۱ مئی ۱۸۸۴ء کی ہے۔ یہ ایک پوسٹ کارڈ ہے (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج عنایت نامہ پہونچکر موجب خوشی و اطمینان ہوا جزاکم اللہ خیرا۔ اس عاجز نے بموجب تحریر ثانی جو مولوی کریم بخش صاحب کے خط کے لفافہ پر تھی۔ بلا توقف کتابیں بھیجدی تھیں لیکن رجسٹری نہیں کرائی گئی تھی۔ اگر اب تک نہ پہونچی ہوں۔ تو مکرر بھیجدی جائیں۔ میں نے مطبع کے بندوبست کیلئے بہت سے فکر کے بعد یہ قرین مصلحت سمجھا کہ بعض دوستوں سے بطور قرضہ کچھ لیا جائے۔ جس سے کچھ پریس اور پتھروں کی قیمت پر خرچ آوے۔ اور کسیقدر کاغذ خریدا جائے۔ اور کچھ اجرت وغیرہ کیلئے جمع رکھا جائے۔ تو ایسے بااخلاق آدمیوں کے انتخاب کیلئے جب فہرست خریداران پر نظر ڈال گئی۔ تو ہزار آدمی میں سے صرف چھ آدمی پر نظر پڑی جنمیں سے بعض قوی الاخلاق ہیں۔ اور بعض کا حال

کما حقہ معلوم نہیں۔ ناچار درد دل سے یہ دعا کرنی پڑی۔

طلب انصار کی دعاء | رب اعطنی من لدنک انصاراً فی دینک واذھب عنی حزنی واصلح لی شانی کلہ لا الٰہ الا انت۔

امید ہے کہ قرین باجابت ہو۔ اب میں آپ کی خدمت میں مفصل ظاہر کرتا ہوں۔ کہ میرا ارادہ تھا۔ کہ ۱۴ آدمی منتخب کر کے سو سو روپیہ بطور قرضہ بوعدہ میعاد ایک سال بعد طبع سراج منیر ان سے لیا جائے یعنے ابتداء میعاد کی اس تاریخ سے ہو جب چھپ چکے۔ کیونکہ طبع سراج منیر کیلئے ۱۴ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر یہ صورت انجام پذیر ہو سکے۔ تو کسی ذی مقدرت دوست پر بوجھ نہیں ہوتا لیکن افسوس کہ فہرست خریداران کے دیکھنے سے صرف چھ آدمی ایسے خیال میں آئے۔ جو اس کام کے لئے انشراح دل سے متوجہ ہو سکتے ہیں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ یہ کام بہرحال رمضان شریف میں شروع ہو جائے۔ اور میں یہ روپیہ لینا صرف قرضہ کے طور پر چاہتا ہوں۔ کہ دوستوں پر تھوڑا تھوڑا بار ہو۔ جو سو روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ سو اگر ایسا ہو سکے۔ کہ بعض بااخلاص آدمی جو آپ کی نظر میں ہوں

قرآنی صداقتوں کا جلوہ گاہ | اس قرضہ کے دینے میں شریک ہو جائیں۔ تو بہت آسانی کی بات ہے۔ ورنہ مالک خزائن السموات والارض کافی ہے۔ جواب جلد مطلع فرماویں۔ کیونکہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ رسالہ قرآنی طاقتوں کا جلوہ جون کے ماہ میں شائع ہو گا۔ سو میں چاہتا ہوں کہ اپنے ہی مطبع میں وہ رسالہ چھپنا شروع ہو جائے۔ مجھے اس قرضہ کے بارہ میں کوئی اضطراب نہیں۔ میں اپنے دل میں نہایت خوشی اور اطمینان اور سرور پاتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ

میری دعائیں کرنے سے پہلے ہی مستجاب ہیں

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

یہ عاجز اس مہندو لڑکے کے لئے انشاء اللہ القدیر دعا کرے گا۔

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ مگر خطوط کے سلسلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی ۱۸۹۶ء کا خط ہے۔ جیسا کہ ۲ مئی ۱۸۹۶ء کا خط بھی اسی سلسلہ میں ہی ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر (۲۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ پانچسو روپیہ پہنچ گیا۔ چونکہ موسم برسات ہے۔ اگر براہ مہربانی دوسرا ٹکڑہ رجسٹری شدہ خط میں ارسال فرماویں تو انشاء اللہ کسی قدر احتیاط سے پہنچ جاوے۔ آج کی تاریخ جو ۱۰ شوال ہے۔ اس جگہ خوب بارش ہو گئی۔ اور اب ہو رہی ہے۔ کل یہ حال تھا کہ گویا لوگ بوجہ شدت حرارت اور گندم جانے ایک حصہ برسات کے نومید ہو چکے تھے سبحان اللہ کیا شان اس قادر مطلق کی ہے۔ کہ

نومیدی کے بعد امید پیدا کر دیتا ہے

نکتۂ معرفت | اسی وجہ سے جو عارف ہیں۔ اگرچہ مصائب و شدائد کے صدمات کی کوفتوں سے غارت بھی ہو جائیں۔ تب بھی ان پر یاس کی دل آزار حالت طاری

نہیں ہوتی کیونکہ وہ پکے یقین سے سمجھتے ہیں کہ وہ مولا کریم مجیب الدعوات ہے اور قادر مطلق اور درحقیقت انسان کو (یہ سطر اڑ گئی ہے۔ میں نے قیاس سے بعض الفاظ کو دیکھ کر لکھی ہے۔ عرفانی) (اسیوقت تسلی نصیب ہوتی ہے۔ کہ جو قوی یقین رکھتا ہے۔ کہ وہ رحمن ہے اور قادر مطلق ہے) اور اپنے خدا کو کریم اور رحیم جانتا ہے۔ خدائے برتر و بزرگ ہم سب کو قوی یقین بخش۔ جس سے ہم ہردم اور ہر لحظہ سرور میں ہیں آمین ثم آمین!۔

گجرات سے دس روپے اور پہنچ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ صاحب مرسل کا نام علا محمد ہے۔ اور وہ ضلع گجرات میں مختار ہیں۔ اب انشاء اللہ ساٹھ روپے کی رسید ان کی خدمت میں بھی بھیجی جاویگی باقی خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۱- جولائی ۱۸۸۷ء

مکتوب نمبر ۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ پانسو روپیہ بذریعہ رجسٹری شدہ پہنچ گیا۔ اب آنمخدوم کیطرف سے پانسو ساٹھ روپے پہنچ گئے اس ضرورت کیوقت جس قدر آپکیطرف سے غمخواری ظہور میں آئی ہے۔ اس سے جسقدر مجھے آرام پہنچا ہے۔ اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ اللہ جلشانہ دنیا و آخرت میں آپکو تازہ تازہ خوشیاں پہنچاوے۔ اور اپنی خاص رحمتوں کی بارش کرے۔

تکذیب براہین کیطرف توجہ

میں آپ کو ایک ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ حال میں لیکھرام نام ایک شخص نے میری کتاب براہین کے رد میں بہت کچھ بکواس کی ہے۔ اور اپنی کتاب کا نام تکذیب براہین احمدیہ رکھا ہے۔ یہ شخص اصل میں غبی اور جاہل مطلق ہے۔ اور بجز گندی زبان کے اور اس کے پاس کچھ نہیں۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں بعض انگریزی خواں اور دنی التعداد ہندوؤں نے اسکی مدد کی ہے۔ کتاب میں دو رنگ کی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ جو عبارتیں دشنام دہی اور تمسخر اور ہنسی اور ٹھٹھے سے بھری ہوئی ہیں۔ اور لفظ لفظ میں توہین اور ٹوٹی پھوٹی عبارت اور گندی اور بدشکل ہیں۔ وہ عبارتیں تو خاص لیکھرام کی ہیں۔ اور جو عبارت کسی قدر تہذیب رکھتی ہے۔ اور کسی علمی طور سے متعلق ہے۔ وہ کسی دوسرے خواندہ آدمی کی ہے۔ غرض اس شخص نے خواندہ ہندوؤں کی منت سماجت کر کے اور بہت سی کتابوں کا اسنے غلط آمیز حوالہ لکھکر یہ کتاب تالیف کی ہے۔ اس کتاب کی تالیف سے ہندوؤں میں بہت جوش ہو رہا ہے یقین ہے کہ کشمیر میں بھی یہ کتاب پہنچی ہوگی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ لالہ لچھمن داس صاحب ملازم ریاست کشمیر نے تین سو روپیہ اس کتاب کے چھپنے کے لئے دیا ہے۔ شاید یہ بات سچ ہو یا جھوٹ ہو لیکن اس پرافترا کتاب کا تدارک بہت جلد از بس ضروری ہے۔ اور یہ عاجز ابھی ضروری کام سراج منیر سے جو مجھے درپیش ہے۔ بالکل عدیم الفرصت ہے۔ اور میں مبالغہ سے نہیں کہتا۔ اور نہ آپ کی تعریف کے رو سے۔ بلکہ قوی یقین سے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ جما دیا ہے۔ کہ جس قدر اللہ تعالیٰ نے کے دین کی نصرت

کیلئے آپکے دل میں جوش ڈالا ہے۔ اور میری ہمدردی پر مستعد کیا ہے۔
کوئی دوسرا آدمی ان صفات سے موصوف نظر نہیں آتا
اسلئے میں آپ کو یہ بھی تکلیف دیتا ہوں۔ کہ آپ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھیں۔ اور جس قدر اس شخص نے اعتراضات اسلام پر کئے ہیں۔ ان سب ایک پرچہ کاغذ پر بیاد داشت صفحہ کتاب نقل کریں۔ اور پھر انکی نسبت معقول جواب سوچیں۔ اور جسقدر اللہ تعالیٰ آپ کو جوابات معقول دل میں ڈالے وہ سب الگ الگ لکھ کر میری طرف روانہ فرماویں۔ اور جو کچھ خاص میرے ذمہ ہوگا میں فرصت پاکر اسکا جواب لکھوں گا۔ غرض یہ کام نہایت ضروری ہے اور میں بہت تاکید سے آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ ہمہ جد وجہد جانفشانی اور مجاہدہ سے اسطرف متوجہ ہوں۔ اور جسطرح مال کام میں آپنے پوری پوری نصرت کی ہے۔ اس سے یہ کم نہیں ہے۔ کہ آپ خداداد طاقتوں کی رُو سے بھی نصرت کریں

اسلام پر مخالفوں کا حملہ اور حضرت کو اس کا احساس

آج ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ پر ایک جان کیطرح ہو رہے ہیں۔ اور اسلام کو صدمہ پہنچانے کے لئے بہت زور لگا رہے ہیں۔ میرے نزدیک آج جو شخص
میدان میں آتا ہے۔ اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے فکر میں ہے
وہ پیغمبروں کا کام کرتا ہے
بہت جلد مجکو اطلاع بخشیں۔ خدا تعالےٰ آپکے ساتھ رہے۔ اور آپ کا مددگار ہو
آپ اگر مجھے لکھیں تو میں ایک نسخہ کتاب مذکور کا خرید کر آپکی خدمت میں بھیجدوں

والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۶۔ جولائی ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلّے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ جلشانہ آپ کو جمیع مطالب پر کامیاب کرے آمین ثم آمین! کتاب لیکھرام پشاوری ارسال خدمت کیگئی ہے۔ امید کہ غایت درجہ کی توجہ سے اسکا قلع قمع فرمائیں گے۔ تا مخالف بدطینت کی جلد تر رسوائی ظاہر ہو۔ اسطرف بکثرت بارش ہوئی ہے اور کوئی دن خالی جاتا ہے جو بارش نہیں ہوتی۔ پانی چاروں طرف سمندر کیطرح کھڑا ہے۔ اس لئے ابھی کاغذ نہیں منگوایا گیا۔ دس پندرہ دن تک جب یہ دن کثرت بارش کے گذر جائیں گے۔ تب انشاء اللہ القدیر کاغذ منگوا کر کام شروع کیا جائے گا۔

ناطہ کی نسبت جو آنمخدوم نے مجھ سے استفسار کیا ہے۔ میرا دل ہرگز فتویٰ نہیں دیتا۔ کہ ایسے شخص کی لڑکی سے نکاح کیا جائے۔ ہرچند میں نے اس بارہ میں توجہ کی ہے۔ مگر میرا دل یہی فتوے دیتا ہے۔ کہ اس سے کنارہ کشی ہو۔ اللہ جلشانہٗ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وما ننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔

برہمن کا لڑکا جسکا آپنے کئی خطوط میں ذکر کیا ہے. اس کے لئے بھی انشاءاللہ القدیر میں دعا کروں گا. اگر کچھ حصّہ سعادت اس کے شامل حال ہے. تو آخر وہ رجوع کرے گا. اور اگر اس گروہ میں سے نہیں تو پھر کچھ چارہ نہیں.

امید کہ آنمخدوم لیکھرام کی طرف بہت جلد توجہ فرمائیں گے. اوّل تمام اعتراضات اس کے علیحدہ پرچہ پر انتخاب کئے جاویں. اور پھر مختصر و معقول و دندان شکن جواب دیا جائے. اللہ جلشانہ آپ پر ہمیشہ سایہ لطف رحمت و نصرت رکھے. اور آپ کا مؤید و ناصر ہو. آمین والسّلام.

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان. ۵ ر اگست ۱۸۸۵ء

نوٹ:- یہ ہندو لڑکا جسکا ذکر حضرت کے خطوط میں آتا ہے شیخ محمد عبداللہ صاحب وکیل علیگڈھ ہے. حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں وہ رہتے تھے اور کشمیر سٹیٹ کے بعض بڑے بڑے ہندو عہدہ دار اسکی مخالفت میں منصوبے کر رہے تھے. کہ مولوی صاحب کے پاس سے اس لڑکے کو نکالا جائے. مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے. ایک موقعہ اس لڑکے کے مسلمان ہونے کے بعد اسپر ارتداد کا بھی آیا اور قریب تھا کہ وہ مرتد ہو جائے. مگر خدا تعالیٰ نے اسے بچایا. اور اب وہ علیگڈھ کے ایک کامیاب وکیل اور تحریک علی گڈھ کے پُرجوش مؤیدہیں. اور کارکنوں میں سے ہیں خصوصیت سے تعلیم نسوان کے متعلق انہوں نے نہایت قابل قدر کام کیا ہے.

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ.

بعد السّلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ. مدت مدید ہوگئی کہ آنمخدوم کے حالات خیریت آیات سے بیخبر ہوں. اللہ جلشانہ آپ کو بہت خوش رکھے اس طرف لشدت بارش ہوئی. یہاں تک کہ بڑے بڑے معمّر بیان کرتے ہیں. کہ ایسی برسات ہم نے اپنی مدت عمر میں نہیں دیکھی. اسیوجہ سے ابھی کام طبع کتاب کا شروع نہیں ہوسکا. کیونکہ ایک تو کاغذ منگوانے میں بڑی دقت ہے اور دوسرے ہر روزہ بارش میں عمدہ چھپائی میں بہت کچھ حرج ہوگا. سو یقین ہے کہ بعد میں بائیس روز کے بعد جب بارش کچھ تھمتی ہے. دہلی سے کاغذ منگوایا جاویگا. تب بفضلہ تعالےٰ کتاب کا چھپنا شروع ہوگا. اب میں ایک کام کیلئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں. اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص نہایت درجہ مخلص ہے جس کا دل خلوص سے بھرا ہوا ہے. اس کا نام فتح خاں ہے. فتحخان بوجہ ان انقلابات کے جو

سپارش فتح خان

مصلحت ایزدی نے ہر ایک فرد بشر کے لئے اس کے حسب حالت مقرر کئے ہیں بہت سے قرضہ کی زیر باریوں میں مبتلا ہے. ادبایںہمہ اس کا دل کچھ ایسے طور پر واقع ہے. کہ ہم و غم دنیا کی نسبت ہم و غم دین کا اس پر بہت غالب ہے مگر میں جو اس کے اندرونی تردّدات پر واقف ہوں. اسلئے مجھے اسکی حالت پر بہت رحم آتا ہے. اور اس کا چھوٹا بھائی عبداللہ خان نام بھی نیک بخت اور

جوان میں بائیس سالہ مستعد آدمی ہے۔ چونکہ فتح خاں پر دین کی ہمدردی اور غمخواری کا اس قدر غلبہ ہو رہا ہے کہ وہ دنیوی معاشات کو بسختی وجدوجہد طلب کرنے کے قابل نہیں لیکن بھائی اسکا اس قابل ہے سو میں چاہتا ہوں۔ کہ آنمخدوم کی سعی اور کوشش اور سفارش سے جموں میں کسی جگہ دس بارہ روپیہ کی نوکری عبد اللہ خاں کو مل جاوے۔ مجھے اس شخص کیلئے دردِ دل سے خیال ہے۔ سو آپ محض للہ ایک دو جگہ سفارش کریں۔ عبداللہ خاں بہت مضبوط آدمی ہے کسی امیر کی اردل میں کام دے سکتا ہے۔ اور پولیس میں عمدہ خدمت دینے کے لائق ہے۔ کسی قدر فارسی بھی پڑھا ہوا ہے۔ امید کہ آنمخدوم نہایت تفتیش فرما کر جواب سے ممنون فرمائیں گے۔ اور اپنی خیر و عافیت سے جلد تر مطلع فرما دیں۔ باقی بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ از قادیان۔ ۷؍اگست ۱۸۸۵ء۔

نوٹ:۔ فتح خاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس خادم تھا۔ اور قریباً چار یا پانچ سال تک یہاں رہا ہے۔ وہ رسولپور متصل ٹانڈہ کا رہنے والا تھا۔ قوم کا افغان تھا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں محض اخلاص ارادت سے رہتا تھا۔ اسکا بھائی عبد اللہ خاں بھی یہاں ڈیڑھ سال تک رہا تھا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سفارش فرمائی ہے۔ اگرچہ وہ محض اخلاص سے رہتا تھا۔ اور اسکی کوئی تنخواہ مقرر نہ تھی۔ مگر مرزا محمد اسمعیل بیگ کو حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کے کپڑے وغیرہ بنوا دو۔ اور کچھ نقدی بھی وقتاً فوقتاً دیدیا کرتے تھے۔ چونکہ نقدی اور حساب کتاب میرزا صاحب کے پاس رہتا تھا اس

لئے انکو ہی یہ حکم دیا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خادموں کی ضروریات کا کس قدر احساس رکھا کرتے تھے۔ اور یہ خط اور بھی اس پر روشنی ڈالتا ہے۔ کہ آپ نے حضرت حکیم الامۃ کو سفارش فرمائی۔

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج نصف قطعات نوٹ مالیت مرسلہ آنمخدوم پہنچ گئے۔ امید کہ باقی قطعات بھی بذریعہ رجسٹری ارسال فرما دیں میں نے السلام علیکم آنمخدوم بشیر احمد کو پہنچا دیا۔ پہلے تو مجھے یہی خیال ہو رہا تھا۔ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا۔ لیکن تعمیل ارشاد آنمخدوم کیگئی اُسوقت طبیعت اسکی اچھی تھی۔ بار بار تبسم کر رہا تھا۔ چنانچہ السلام علیکم کے بعد بھی یہی اتفاق ہوا کہ دو تین مرتبہ اس نے تبسم کیا۔ اور انگشت شہادت منہ پر رکھ لی۔ اگر کشمیر میں یعنے سری نگر میں یہ خط ملجائے۔ تو بیشک ایک مہر کھدوا کر دیویں چاندی کی ایک سک جیسی انگشتری ہو۔ جس پر یہ نام لکھا ہو کہ بشیر۔

امید کہ اب ملاقات میسر آئے گی۔ لیکن قبل از ملاقات ایک ہفتہ مجھکو اطلاع بخشیں کہ بابو محمد صاحب کیطرف سے بہت تاکید ہے۔ کہ اگر آپ آویں تو مجھ کو بھی اطلاع دی جاوے۔ امید کہ آنمخدوم نے کتاب لیکھرام کی طرف توجہ فرمائی ہوگی۔ اسکی بیخ کنی

نہایت ضروری ہے لیکن حتے الوسع یہ مدنظر ہے۔ کہ عام خیال کے آدمی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور واضح اور سریع الفہم خیالوں میں بیان ہو۔

میں نے آگے بھی ایک خط میں اطلاع دی تھی۔ کہ ایک صاحب فتح خاں نامی میرے پاس رہتے ہیں۔ اور میری خدمت میں ملازموں کی طرح مشغول ہیں۔ نیک بخت اور دیندار آدمی ہے۔ ان کا چھوٹا بھائی عبداللہ خاں نام بیکار ہے۔ قرضداری بہت ہے وہ بھی مضبوط عمر بست سالہ اور خوب ہوشیار اور کارکن آدمی اور سپاہیانہ کاموں کیلئے بہت مناسبت رکھتا ہے۔ مجھے فتح خاں کے حال پر بہت رحم آتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ چھوٹا بھائی اسکا عبداللہ کسی اسامی سات آٹھ روپے تنخواہ پر نوکر ہو جائے قرضہ کی بلا سے کچھ تخفیف ہو۔ اگر آنمخدوم کوشش فرماویں۔ تو یقین ہے کہ کسی امیر معزز عہدہ دار کی اردلی میں یا ایسی ہی کسی اور جگہ نوکر ہو جائے۔ مگر تنخواہ سات آٹھ روپے سے کم نہ ہو۔ فارسی بھی پڑھا ہوا ہے۔ اچھا بدن کا مضبوط ہے والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۵ء

مکرر یہ کہ مجھے یاد آیا ہے کہ یہ دو سو چالیس روپے ایک صاحب سے پورا تین سو ہو گیا ہے کیونکہ پہلے علاوہ پانسو روپیہ کے ساٹھ روپے آپ کے زیادہ آگئے ہیں۔ پس ساٹھ روپیہ ملانے سے پورا تین سو ہو گیا۔ اور کل روپیہ جو آجتک آپ کی طرف سے آیا آٹھ سو روپیہ ہوا۔

کشمیر کا تحفہ زیرہ عمدہ اور دو تولہ زعفران اگر ملے تو ضرور آنمخدوم لے آویں زیرہ کی اکثر نہایت ضرورت رہتی ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد۔

مکتوب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا میں بہت شرمسار ہوں کہ صرف ایک خیال سے آنمخدوم کی خدمت میں اپنا نیاز نامہ ارسال نہیں کرسکا۔ اور وہ یہ ہے کہ مجھے خیال رہا کہ جب تک آنمخدوم جموں میں نہ پہنچ جاویں اور جموں سے خط نہ آجائے تب تک کوئی پتہ و نشان پختہ نہیں ہے جس کے حوالہ سے خط پہنچ سکے۔ اگر یہ میری غلطی تھی تو امید ہے کہ معاف فرمائیں گے

حضرت مسیح موعود کا اظہار تام اور دوستوں سے تعلق

بقیہ نصف قطعہ نوٹ مالالعہ بھی پہنچ گئے تھے۔ اب آنمخدوم کیطرف سے کل آٹھ سو روپیہ قرضہ مجکو پہنچگیا ہے۔ اور میں نہایت ممنون کہ آنمکرم بدوش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سچے دل سے اور پورے جوش سے نصرت اسلام میں مشغول ہوں۔ کہ آپ نے میرے تغافل ارسال خط کیوجہ سے اپنی روا رکھی۔ یہ کیونکر ہوسکے کہ آپ کے اخلاص محبت پر میں سوء ظن کروں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے اس زمانہ میں یہ خلوص و محبت و صدق قدم براہ دین کسی دوسرے میں نہیں پایا۔ اور آپ کی عالی ہمتی کو دیکھ کر خداوند کریم جلشانہ کے آگے خود منفعل ہوں۔ خداوند کریم عظیم الشان رحمتوں کی بارش سے آپ کے پودۂ آمال دنیا و آخرت کو بارور کرے۔ جسقدر میری طبیعت آپ کی للّٰہی خدمات سے شکرگذار ہے مجھے کہاں طاقت ہے۔ کہ میں اسکو بیان کرسکوں۔ امید تھی کہ بعد واپسی سفر کشمیر آپکی ملاقات

حکیم الامت کا مقام اخلاص

میسّر ہو۔ نہ معلوم پھر خلاف امید کیوں ظہور میں آیا میں بہت مشتاق ہوں اگر وقت نکل سکے۔ تو ملاقات سے ضرور مسرور فرمائیں میں بباعث تعلقات مطبع جن سے شاید چھ ماہ تک مخلصی ہوگی۔ اس جگہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ میری خواہش تھی کہ اب کی دفعہ خود جاکر آپ سے ملاقات کروں۔ اور اگر آپ کو جلد تر فرصت نہ ہووے اور مجھے چندروز کی کسی وقت فرصت نکل آوے۔ تو کیا عجب ہے۔ کہ اب بھی میں ایسا ہی کروں۔ آپ کو میں یگانہ دوست سمجھتا ہوں۔ اور آپ کے لئے میرے دل و جان سے دعائیں نکلتی ہیں۔ والسّلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان۔ ۱۱ اکتوبر [illegible]ء

مکتوب نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دو روز سے میں نے تخص کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یکدفعہ سخت علیل ہو گئے۔ یعنے تیز تپ ہو گیا جسکی وجہ سے مجھے انکی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کل ارادہ ہے کہ انکو مسہل دوں۔ بعد انکی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں گا۔ اب مجھے محض آپ کے لئے اس طرف بشدت خیال ہے اگرچہ مجھے صحت کامل نہیں۔ تاہم افاقہ میں آپنے جو فتح محمد کے ہاتھ دوا بھیجی تھی وہی کھاتا رہا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ اس دوا نے کچھ فائدہ پہنچایا ہے پیرانداتا کے ہاتھ کوئی دوا نہیں پہنچی۔ اور پیرانداتا کہتا ہے کہ مجھے مولوی صاحب نے

کوئی دوا نہیں دی۔ یعنے اس عاجز کیلئے آپ نے جو کچھ لکھا تھا۔ کہ پیرانداتا کے ہاتھ دوا بھیجی ہے۔ شاید غلطی سے لکھا گیا ہو۔ میر عباس علیشاہ صاحب قادیان میں آپ کی دوا کے منتظر ہیں۔ براہ مہربانی ضرور توجہ فرماکر دوا بھیجدیں آپ کو یہ عاجز بندعا میں یاد رکھتا ہے۔ اور امیدوار اثر ہے گو کسی قدر دیر کے بعد ہو انسان کے دل پر کئی قسم کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں آخر خداتعالےٰ سعید روحوں کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ اور پاکیزگی اور نیکی کی قوت بطور موہبت عطا فرماتا ہے۔ پھر انکی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتی ہیں۔ جو خداتعالےٰ کی نظر میں مکروہ ہیں۔ اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں۔ جو خداتعالےٰ کو پیاری ہیں۔ تب اسکو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں۔ اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے۔ جس کے بعد کسل نہیں۔ اور ایسی تقویٰ دی جاتی ہے کہ جس کے بعد معصیت نہیں۔ اور رب کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے کہ جس کے بعد خطا نہیں۔ مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے۔ اوّل اوّل انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ اور اسفل کیطرف گر جاتا ہے۔ مگر آخر اسکو صادق پاکر طاقت بالا کھینچ لیتی ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی نثبتھم علی التقوٰی والایمان ونھدینھم سبل المحبت والعرفان۔ وسنیسّرھم لفعل الخیرات وترک العصیان

انسان کے دل پر کئی کیفیتیں وارد ہوتی ہیں

کتاب خطبات احمدیہ پیرانداتا کے ہاتھ پہنچ گئی۔ بعض ادویہ بھی۔ مگر اس عاجز کیلئے کوئی دوا نہیں پہنچی۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسّلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور۔

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ قیاس چاہتا ہے۔ کہ ۱۸۸۳ء کا خط ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالےٰ۔

حکیم الامت کے اخلاق فاضلہ کا مقام

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عین حالت انتظار میں عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ تعالےٰ بہت جلد آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اگرچہ ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے مگر خاص طور پر آپ کی صحت کیلئے میں نے آج سے دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے آپ کے اخلاق فاضلہ کہ گویا اس زمانہ کی حالت موجودہ پر نظر کر کے خارق عادت ہیں نہایت اطمینان قلبی سے یقین دلاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اور آپ کو اپنی رحمت خاصہ سے حظ وافر بخشیگا آپ کو خدا نے ذوی الایدی والابصار کا مرتبہ عطا کیا ہے اب لوازم اس مرتبہ کے بھی دے ہی دے گا۔

آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے۔ اور بعض احباب بھی آپ کی ملاقات کے بہت شائق ہیں جیسے بابو محمد صاحب کلرک دفتر انبالہ چھاؤنی۔ اور بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ۔ سو بابو محمد صاحب سے اقرار ہو چکا ہے کہ جس وقت آپ تشریف لانا چاہیں۔ نو دس پندرہ روز پہلے انہیں اطلاع دی جائیگی۔ تب وہ رخصت لیکر

عین موقعہ پر آ جائیں گے۔ اور بابو الٰہی بخش صاحب کو بھی اطلاع دیدیں گے اسلئے مکلف ہوں کہ آنمخدوم عزم بالجزم کر کے بیس روز پہلے مجھے اطلاع دیں اور کم سے کم تین روز یا چار روز تک قادیان میں رہنے کا بندوبست کر کے مفصل اطلاع بخشیں کہ کس تاریخ تک پہنچ سکتے ہیں۔ تا اسی تاریخ کے لحاظ سے وہ لوگ بھی آ جاویں۔

مجھے یہ بات سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ تکذیب براہین کا رد آپنے تیار کر لیا ہے الحمدللہ والمنہ اس رد کے شائع ہونے کیلئے عام طور پر مسلمانوں کا جوش پایا جاتا ہے۔ شاید ڈیڑھ سو کے قریب ایسے خط آئے ہونگے جنہوں نے اس کتاب کے خریدنے کا شوق ظاہر کیا ہے میں نے ابھی کام ہر دو رسالہ کا شروع نہیں کیا اب شاید بیس بائیس روز تک شروع کیا جائے۔

رضائے الٰہی کا اعلےٰ مقام

عوام کو اس تاخیر سے جس قدر غصہ و بدظنی عائد حال ہوئی ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ وہ سب دور کر دے گا۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ راضی ہو۔ تو انجام کار خلقت بعد ندامت خود راضی ہو جاتی ہے۔ اس خط کو رجسٹری کرا کر اس غرض سے بھیجا جاتا ہے۔ کہ آپ مکرر اپنی صحت و عافیت سے بہت جلد اطلاع بخشیں۔ اور نیز اپنی تشریف آوری کے بارہ میں جس وقت چاہیں اطلاع دیدیں۔ مگر پندرہ یا بیس روز پہلے اطلاع ہو۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمدؐ از قادیان۔ ۴۔ جنوری ۱۸۸۳ء

مکتوب نمبر ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آج رجسٹری شدہ خط کے روانہ کرنے کے بعد اخویم حکیم فضلدین صاحب کا خط جو بلیف خط ہذا روانہ کیا جاتا ہے۔ آپ کی علالت طبع کے بارے میں پہونچا۔ اس خط کو دیکھ کر نہایت تردد ہوا۔ اسلئے میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ آپ کی عیادت کیلئے آؤں۔ اور میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو من کل الوجوہ تندرست دیکھوں۔ وھو علی کل شیئ قدیر۔ سو ہفتہ کے دن یعنے ساتویں تاریخ جنوری ۱۸۸۸ء میں روانہ ہونے کا ارادہ ہے آگے اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ سو اگر ہفتہ کے دن روانہ ہوئے۔ تو انشاء اللہ اتوار کے دن کسیوقت پہنچ جائیں گے۔ اطلاعدہی کیلئے لکھا گیا ہے والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

پنجم جنوری ۱۸۸۸ء روز پنجشنبہ۔

مکتوب نمبر ۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علےٰ رسولہ الکریم

مخدومی اخویم مجذوب الحق ومورد احسانات الٰہیہ سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ جب سے یہ خاکسار آپ کی ملاقات کرکے آیا ہے تب سے مجھے آپ کے ہموم وغموم کی نسبت ذرات خیال لگا ہوا ہے۔ اور میرا دل

حکیم الامتہ کو نکاح ثانی کی تحریک اور اولاد کی پیشگوئی

بڑے یقین سے یہ فتوےٰ دیتا ہے کہ اگر نکاح ثانی کا دلخواہ انتظام ہو جاوے تو یہ امر موجب برکات کثیرہ ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سے تمام کسل وحزن بھی دُور ہوگا۔ اور اللہ جلشانہ اپنے فضل و

کرم سے اولاد صالح صاحب عمر وبرکت بھی عطا کرے گا۔ لیکن اہلیہ ایسی چاہیے جس سے موافقت تامہ کا پہلے سے یقین ہو جائے۔

سعید اور نیک کون ہے

نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جسکو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسّر آجائے۔ کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے۔ اسیوجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کیطرف لگی رہی ہے۔ کہ انہیں جمیلہ حسینہ صالحہ بیوی میسّر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ اور لکھا ہے کہ اسلام

میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی

سو میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے میرے نزدیک ہر نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے۔ اور چونکہ

حضرت حکیم الامتہ کیلئے دعا

مومن اعلےٰ درجہ کے تقوای کا طالب جویاں بلکہ عاشق وحریص ہوتا ہے۔ اسلئے میری رائے میں مومن کیلئے یہ تلاش اجابت میں سے ہے۔ اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کیطرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت واخلاص وموافقت ہو۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ اس نعمت کیلئے جلد جلد فکر کرنا چاہیئے۔ اور جو آپ نے زبانی فرمایا تھا کہ اپنی برادری میں ایک جگہ زیر نظر ہے۔ اس کی آپ اچھی طرح تحقیق وتفتیش کریں۔ اور بچشم خود دیکھ لیں اور پھر مجکو اطلاع دیں۔ اور اگر وہ صورت قابل پسند نہ نکلے

تاہم اطلاع بخشیں کہ تا جابجا اپنے دوستوں کی معرفت تلاش کیجاوے۔ دوسرے ایک یہ امر بھی قابل استفسار ہے۔ کہ آپ کے اخراجات ایسے حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ جن کے سبب سے ہمیشہ آپ کو تہیدست رہنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ مینے مولوی کریم بخش صاحب کی زبانی سنا ہے۔ کہ جو آٹھ سو روپیہ مجھ کو آپنے بھیجا تھا۔ وہ بھی قرضہ لیکر ہی بھیجا تھا۔ سو ان سے لاتبسط کل البسط کی طرف خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے نفس سے ایک مستحکم عہد کرلیں۔ کہ تیسرا یا چوتھا حصہ تنخواہ میں سے خرچ کریں۔ اور باقی کسی دوکان وغیرہ میں جمع کرادیں۔ امید کہ ان امور سے آپ مجکو اطلاع دیں گے۔ باقی سب خیریت ہے والسّلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۲۔ فروری ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر دو عنایت نامے پہنچ گئے خدائے قادر ذوالجلال آپکے ساتھ ہو۔ اور آپ کو اپنے ارادات خیر میں مدد دیوے۔ اس عاجز نے ان مخدوم کے نکاح ثانی کی تجویز کیلئے کئی جگہ خط روانہ کئے تھے ایک جگہ سے جو جواب آیا ہے وہ کسی قدر حسب مراد معلوم ہوتا ہے یعنی میر عباس علی شاہ صاحب کا خط جو روانہ خدمت کرتا ہوں۔ اس خط میں ایک شرط عجیب ہے کہ حنفی

ہوں۔ غیر مقلد نہ ہوں۔ چونکہ میر صاحب بھی حنفی اور میرے مخلص دوست منشی احمد جان صاحب (خدا تعالےٰ انکو غریق رحمت کرے) جنکی بابرکت لڑکی سے یہ تجویز درپیش ہے۔ پکے حنفی تھے اور ان کے مرید جو اس علاقہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سب حنفی ہیں۔ اسلئے حنفیت کی قید بھی لگا دی گئی۔ یوں تو حنیفاً مسلماً میں سب مسلمان داخل ہیں۔ لیکن اس قید کا جواب بھی معقولیت سے دیا جائے تو بہتر ہے۔

منشی احمد جان مرحوم کے متعلق

اب میں تھوڑا سا حال منشی احمد جان صاحب کا سناتا ہوں منشی صاحب مرحوم اصل میں متوطن دہلی کے تھے۔ شاید ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء میں لودہانہ آکر آباد ہوئے۔ کئی دفعہ میری ان سے ملاقات ہوئی نہایت بزرگوار۔ خوبصورت۔ خوب سیرۃ۔ صاف باطن۔ متقی۔ باخدا اور متوکل آدمی تھے۔ مجھے اس قدر دوستی اور محبت کرتے تھے۔ کہ اکثر ان کے مریدوں نے اشارتاً اور صراحتاً بھی سمجہایا کہ آپ کی اسمیں کسر شان ہے۔ مگر انہوں نے انکو صاف جواب دیا کہ مجھے کسی شان سے غرض نہیں۔ اور نہ مجھے مریدوں سے کچھ غرض ہے۔ اسپر بعض نالائق خلیفے ان کے منحرف بھی ہوگئے۔ مگر انہوں نے جس اخلاص اور محبت پر قدم مارا تھا۔ آخیر تک نبہاہا۔ اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی۔ جب تک زندہ رہے۔ خدمت کرتے رہے۔ اور دوسرے تیسرے مہینے کسی قدر روپے اپنے رزق خداداد سے مجھے بھیجتے رہے۔ اور میرے نام کی اشاعت کیلئے بدل و جان ساعی رہے۔ اور پھر حج کی تیاری کی۔ اور جیسا کہ انہوں نے اپنے ذمہ مقرر کر رکھا تھا۔ جاتے وقت بھی پچیس روپے بھیجے۔ اور ایک بڑا لمبا اور درد ناک

خط لکھا جس کے پڑھنے سے رونا آتا تھا۔ اور حج سے آتے وقت راہ میں ہی بیمار ہو گئے اور گھر آتے ہی فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منشی صاحب علاوہ اپنی ظاہری علمیت و خوش تقریری و وجاہت کے جو خدا داد انہیں حاصل تھی۔ مومن صادق اور صالح آدمی تھے۔ جو دنیا میں کم پائے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ عالی خیال اور صوفی تھے۔ اسلئے ان میں تعصب نہیں تھا۔ میری نسبت وہ خوب جانتے تھے کہ یہ حنفی تقلید پر قائم نہیں ہیں۔ اور نہ اسے پسند کرتے ہیں لیکن پھر بھی یہ خیال انہیں محبت و اخلاص سے نہیں روکتا تھا۔ غرض کچھ مختصر حال منشی احمد جان صاحب مرحوم کا یہ ہے۔ اور لڑکی کا بھائی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب بھی نوجوان صالح ہے۔ جو اپنے والد مرحوم کے ساتھ حج بھی کر آئے ہیں۔ اب دو باتیں تدبیر طلب ہیں۔

اوّل یہ کہ انکی حنفیت کے سوال کا کیا جواب دیا جائے۔

دوسرے۔ اگر ای رابطہ پر رضا مندی فریقین کی ہو جائے۔ تو لڑکی کے ظاہری حلیے سے بھی کسی طور سے اطلاع ہو جانی چاہیئے۔

بہتر تو بچشم خود دیکھ لینا ہوتا ہے۔ مگر آجکل کی پردہ داری میں یہ بڑی قباحت ہے۔ کہ وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے۔ مجھ سے میر عباس علی صاحب نے اپنے سوالات مستفسرہ خط کا بہت جلد جواب طلب کیا ہے۔ اسلئے متکلف ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو جلد تر جواب ارسال فرماویں۔ ابھی میں نے تصریح سے آپکا نام انپر ظاہر نہیں کیا۔ جواب آنے پر ظاہر کروں گا۔

ہندو لیکھرام کے بارہ میں مجھے خیال ہے ابھی میں نے توجہ نہیں کی۔ کیونکہ جس روز

سے میں آیا ہوں میری طبیعت درست نہیں ہے۔ علالت طبع کچھ نہ کچھ ساتھ چلی آتی ہے۔ اور کثرت مشغولی علاوہ۔ لیکن اگر میں نے کسی وقت توجہ کی۔ اور آپ کی رائے کے موافق یا مخالف کچھ ظاہر ہوا۔ جسکی مجھے ہنوز کچھ خبر نہیں۔ تو بہر حال آپ پر اس کے موافق عمل کرنا واجب ہوگا۔

مرزا محمد یوسف بیگ مرحوم

ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں۔ جن کا نام میرزا محمد یوسف بیگ ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے۔ جسمیں کچلہ مدبّر داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے۔ کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے۔ اور امراض رعشہ اور فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کیلئے اور نیز تقویت معدہ کیلئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسیقدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں۔

چھ سو روپیہ کیلئے جو انمخدوم نے لکھا ہے۔ اسکی ضرورت تو بہر حال درپیش ہے۔ مگر بالفعل اپنے پاس ہی بطور امانت رکھیں۔ اور مناسب ہے کہ وہ آپ کے مصارف سے الگ پڑا رہے۔ تا جس وقت مجھے ضرورت پڑے۔ بلا توقف آپ بھیج سکیں۔ مگر ابھی نہ بھیجیں جس وقت مطالبہ کیلئے میرا خط پہنچے۔ اس وقت ارسال فرماویں۔

لیکھرام کی کتاب کے متعلق اگر جلد مسودہ تیار ہو جاوے۔ تو بہتر ہے لوگ بہت منتظر ہیں۔ اور اگر آپ کی کتاب جو دہلی میں چھپتی ہے۔ تمام و کمال چھپ چکی ہو تو ایک جلد اسکی بھی عنایت فرماویں۔

منشور محمدی میں جو آنمخدوم نے مضمون چھپوایا ہے۔ وہ سب پرچے پہنچ گئے وہ مضمون نہایت ہی عمدہ ہے۔ جزاکم اللہ خیرا۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۳ر جنوری ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔ ابھی وہ خط میں نے کھولا تھا۔ کہ بابو الٰہی بخش صاحب کے کارڈ کے پڑھنے سے کہ جو ساتھ ہی اسی ڈاک میں آیا تھا۔ نہایت تشویش ہوئی۔ کیونکہ اس میں لکھا تھا۔ کہ آپ لاہور میں علاج کروانے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ اور ڈاکٹروں نے کہا کہ کم از کم پندرہ دن تک سب ڈاکٹر ملکر معائنہ کریں۔ تو حقیقت مرض معلوم ہو مگر آپ کے خط کے کھولنے سے کسیقدر رفع اضطراب ہوا۔ مگر تاہم تردد باقی ہے کہ مرض تو بکلی رفع ہوگئی تھی۔ صرف ضعف باقی تھا۔ پھر کس لئے ڈاکٹروں کیطرف التجا کیگئی۔ شاید بعض ضعف وغیرہ کے لحاظ سے بطور دُور اندیشی مناسب سمجھا گیا ہو میری دانست میں جہاں تک ممکن ہے۔ آپ زیادہ ہم وغم سے پرہیز کریں کہ اس سے ضعف بڑھتا ہے اور نہایت سرور بخشنے والی یہ آیۃ مبارکہ ہے۔

الم تعلم ان اللہ علٰی کل شیئٍ قدیرٌ

نکاح ثانی کی تحریک میرے نزدیک یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ آپ نکاح ثانی کے امر کو

سرسری نگاہ سے نہ دیکھیں۔ بلکہ اسکو کسل وحزن کے دور کرنے کے لئے ضروری خیال کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے امید ہے کہ آپ کو نکاح ثانی سے اولاد صالح بخشے میرا اس طرف زیادہ خیال نہیں ہے۔ کہ

تعلیم یافتہ بیوی یا عقیلہ کوئی اہلیہ پڑھی ہوئی ملے۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اگر مرد ہو یا عورت اگر پاکیزہ ذہن اور فطرت سے عمدہ استعداد رکھتا ہو۔ تو امیت اسکے لئے کوئی بڑا سد راہ نہیں ہے۔ جلدی صحبت سے ضروریات دین و دنیا سے خبردار ہو سکتا ہے۔ ضروری یہ امر ہے کہ عقیلہ ہو اور حسن ظاہری بھی رکھتی ہو۔ تا اس سے موافقت محبت پیدا ہو جائے۔ آپ اس محل زیر نظر میں اس شرط کی اچھی طرح تفتیش کرلیں اگر حسب دلخواہ نکل آوے۔ تو الحمد للہ ورنہ دوسرے مواضع میں تمامتر جدوجہد سے تلاش کرنا شروع کیا جائے۔ بندہ کیطرف سے صرف کوشش ہے اور مطلوب کو میسر کر دینا قادر مطلق کا کام ہے۔ بہر حال اس عالم اسباب میں جدوجہد پر نیک ثمرات مل جاتے ہیں۔ میں نے اب تک کسی دوست کیطرف اس تلاش کیلئے نہیں لکھا۔ کیونکہ ابھی تک آپ کی طرف سے قطعی اور یک طرفہ رائے مجھ کو نہیں ملی اسلئے متکلف ہوں کہ درمیانی خیالات کا جلد تصفیہ کر کے اگر جدید تلاش کی ضرورت پیش آوے۔ تو مجھے اطلاع بخشیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا تھا۔ آپ اپنے مصارف کی نسبت ہوشیار ہو جائیں کہ انہیں اموال سے قوام معیشت ہے۔ اور اپنی ضرورت کے وقت بھی موجب ثواب عظیم ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ آپ نے عہد کر لیا ہے کسی حالت میں ثلث سے زیادہ خرچ نہ کریں۔

نبیوں کے دو ہتھیار انگریزی خوانوں کی نسبت جو آپ نے لکھا ہے۔ یہ نہایت عمدہ

صلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس نیت عالیہ میں برکت ڈالے۔ نبیوں کے پاس دو ہتھیار تھے۔ جن کے ذریعہ وہ فتحیاب ہوئے۔ ایک ظاہری طور پر قول توجہ جو ہر ایک مخالف کو ملزم و ساکت کرتا تھا۔ دوسری باطنی توجہ جو نورانی اثر دلوں پر ڈالتی تھی۔ اوائل میں جو نبیوں کے وعظوں میں کم اثر ہوا۔ بلکہ طرح طرح کے دکھ اٹھانے پڑے۔ اور طرح طرح کی نالائق تہمتیں انکی شان میں کیگئیں۔ تو اس کا یہ باعث ہے کہ اول اول انکی ہمت قول موجہ کے پھیلانے اور مخالفوں کے ساکت کرنے میں مصروف رہی۔ پھر جب اس طریق پر کوئی فائدہ مترتب نہ ہوا اور دل ٹوٹ گیا۔ تو بقول حضرت مہدی۔

به همت نا بیند مردی رجال

توجہ باطنی کے کرشمے

عقد ہمت اور توجہ سے کام لیا گیا۔ یہ عقد ہمت اور توجہ شمشیر تیز سے زیادہ اثر رکھتی ہے میری رائے میں نبیوں کی تمام کامیابی کا بڑا بھارا موجب یہی توجہ باطنی تھی۔ اور نیز یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ حکم خواتیم پر ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔

کہ العاقبۃ للمتقین

سنت اللہ اسی طور پر جاری ہے۔ کہ صادق لوگ اپنے انجام سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے کہ جس کام کو میں نے اٹھایا ہے۔ ابھی وہ لوگوں پر

حضرت مسیح موعود کا ابتدائی مشن

بہت مشتبہ ہے۔ اور شاید اس بات میں کچھ مبالغہ نہ ہو کہ ہنوز ایسی حالت ہے۔ کہ بجائے فائدہ کے آثار و علامت نقصان کے نظر آتے ہیں یعنی بجائے ہدایت کے ضلالت و بدظنی سہل لگتی ہے۔ مگر میں جب ایک طرف

آیات قرآنی پڑھتا ہوں۔ کیونکہ اوائل میں نبیوں پر ایسے سخت زلازل آئے کہ مدت تک کوئی صورت کامیابی کی دکھلائی نہ دی۔ اور پھر انجام کار نسیم نصرت الٰہی کا چلنا شروع ہوا۔ اور دوسری طرف مواعید صادقہ حضرت احدیت سے بشارتیں پاتا ہوں۔ تو میرا غم دور اور بالکل دور ہو جاتا ہے۔ اور اس بات پر تازہ ایمان آتا ہے۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

موجودہ زمانہ کا حربہ کیا ہے

میرا یقین ہے کہ زمانہ حال کے اکثر رویہ و مواد فاسدہ کا استیصال صرف خشک اور ظاہری دلائل سے ممکن نہیں۔ تاریکی ہمیشہ نور سے مفقود ہوتی رہی ہے اور اب بھی ایمانی انوار اس تاریکی کو دور کریں گے۔ ایسے معرکہ میں وہ لوگ کام نہیں کر سکتے۔ کہ لیکچر یا تقریر کرنے میں نہایت فصیح ہوں۔ اور ایمانی وفاداریوں اور صدقوں کی تحریک نہ پہنچی ہو۔

انگریزی خوان کون کام آسکتے ہیں؟

ہاں اگر فضل و احسان الٰہی سے کسی انگریزی خوان میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں۔ تو پھر نور علے نور ہو گا۔ اور اگر ایسے انگریزی خوان ہمیں میسر آ جائیں۔ تو پھر بھی ہم ہرگز نا امید نہیں۔ اور کیوں نا امید ہوں ہمارے پاس مواعید صادقہ حضرت اصدق الصادقین کا ایک ذخیرہ ہے۔ اور ہماری تسلی کیلئے یہ آیات قرآن کریم کافی ہیں۔ جنکو ہم پڑھتے ہیں۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستہم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب۔ اب ہمیں انصاف کرنا

چاہیئے۔ کہ ابھی تک ہم نے کیا دُکھ اُٹھایا۔ اور کون سے زلازل ہم پر آئے کس قدر صبر کرتے زمانہ گذرا یہ تو سوء ادبی ہے۔ کہ ہم روز اوّل سے اپنے خداوند کریم پر افسوس کریں۔ کہ اسنے ہماری محنت کا کوئی نتیجہ نہیں دیا۔ ہمیں مستقل رہنا چاہیئے۔ بلاشبہ نتائج خیر ظہور میں آئیں گے۔ ولا تبدیل لکلمات اللہ

اس لڑکے کا حال آپ نے خوب یاد دلایا میں بالکل بھول گیا تھا حافظ کا نقص و ہجوم کار از ہر طرف۔ انشاء اللہ اب اس خیال میں لگوں گا۔ اور اگر اس کے لئے وقت ملا۔ تو توجہ کرونگا۔ خواہ جلدی یا کسیقدر دیر سے کیونکہ امر اختیاری نہیں۔ وما نتنزل الا بامر ربک والسلام

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان ۲۹ فروری ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ بجنسہ میر صاحب کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ پہلے سے

نکاح میں کیا احتیاط ضروری ہے

میں نے بھی ایسا ہی لکھا تھا۔ جیسا آپ نے تحریر فرمایا ہے مگر میں مکرر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ آپ ضرور ایک امینہ و صادقہ عورت بھیجکر سب حال براہ راست دریافت کرلیں۔ کیونکہ یہ ساری عمر کا معاملہ ہے اسمیں اگر درپردہ کوئی خرابی نکل آوے۔ تو پھر لا علاج امر ہے۔ میر عباس علیشاہ صاحب اگرچہ نہایت مخلص اور صادق آدمی ہیں۔ مگر میر صاحب کی طبیعت میں نہایت سادگی

ہے میرے نزدیک ازبس مناسب ضروری ہے کہ شکل و صورت وغیرہ کے بارہ میں قابل اطمینان آپ کو حال معلوم ہو جائے۔ اسمیں ہرگز تساہل نہ کریں۔ کہ یہ معاملہ نازک ہے۔ اگر بیوی مرغوب طبع ہو تو وہ بلاشبہ اس جہان میں ایک بہشت ہے۔ اور لقوی اللہ پر کامل معین۔ اگر خدانخواستہ مکروہ الشکل نکل آوے۔ تو وہ اسی جگہ میں ایک دوزخ ہے۔ مناسب ہے کہ ایک عاقلہ و امینہ عورت اپنی طرف سے روانہ کریں۔ تب ساری کیفیت کھل جاوے گی۔ اس میں ہرگز سستی نہ کریں نکاح کرنے میں جو غلطی لگ جائے۔ اس جیسی دل کو دُکھ دینے والی دنیا میں اور کوئی غلطی نہیں۔ آیندہ آپ خوب سمجھتے ہیں۔ اور ہندو لڑکے کے لئے انشاء اللہ اس امر کے فیصلہ کے بعد توجہ کروں گا۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ مگر اس کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے یہ خط یا تو اواخر جنوری ۱۸۸۸ء کا ہے۔ یا اوائل فروری ۱۸۸۸ء کا۔ کیونکہ یہ خط ۱۳ جنوری ۱۸۸۸ء کے خط کے جواب کے بعد کا معلوم ہوتا ہے (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس خط کی تحریر سے مطلب آپکو ایک تکلیف دینا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مرزا امام دین صاحب جو میرے چچا زاد بھائی ہیں ایک

بیش قیمت گھوڑا ان کے پاس ہے۔ جو خوش رفتار اور راجوں رئیسوں کی سواری کے لائق ہے۔ اب وہ اسکو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ ایسے گراں قیمت گھوڑوں کو عام لوگ خرید نہیں سکتے۔ اور رئیس خود ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں لہذا مکلف ہوں کہ آپ براہ مہربانی رئیس جموں یا اس کے کسی بھائی کے پاس تذکرہ کرکے جد وجہد کریں۔ کہ تا مناسب قیمت سے وہ گھوڑا خرید لیں۔ اگر خرید نے کا ارادہ انکی طرف سے پختہ ہو جائے۔ تو گھوڑا آپ کی خدمت میں بھیجا جاوے۔ ضرور کوشش بلیغ کے بعد اطلاع بخشیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۳ر مارچ ۱۸۸۳ء

نوٹ:۔ باوجودیکہ مرزا امام الدین صاحب سخت معاند و مخالف تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکی سپارش کرنے میں مضائقہ نہیں فرمایا اور یہ مودۃ فی القربیٰ کا ایک ثبوت ہے۔ اور دشمنوں پر کرم و رحم کا ایک نمایاں نمونہ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا بجنسہٖ کچھ مناسب کلمات ساتھ لکھکر پیر صاحب کی خدمت میں بھیجدیا گیا۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جنکی ہمشیرہ سے تجویز نسبت ہے۔ نہایت سعادتمند اور اہل دل آدمی ہیں۔ انکو آپ کی ذات

حضرت حکیم الامۃ کی دوسری شادی کی تجویز

سے کوئی پرخاش نہیں۔ صرف آجکل کے شور و غوغا کے لحاظ سے انہوں نے تحریر کیا تھا۔ امید کہ حکیم فضلدین کے پہنچنے پر بلا تامل بات پختہ ہو جائے گی۔ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ رسالہ سراج منیر اور اشعۃ القرآن کی تکمیل میں چند طرح کی مشکلات در پیش تھیں۔ اب بفضلہ تعالےٰ وہ سب طے ہو گئی ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ماہ مبارک رمضان میں یہ کام شروع ہو جاوے۔ صرف ترتیب ظاہری عبارت کی کسیقدر باقی ہے۔ سو یہ کام فقط دس پندرہ روز کا ہے۔ اگر صحت اور فرصت رہی تو یکم رمضان میں یہ کام طبع کا بفضلہ تعالیٰ شروع ہو جائیگا باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ بشیر احمد خیر و عافیت سے ہے۔ والسلام

سراج منیر اور اشعۃ القرآن

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان

۱۴۔ اپریل ۱۸۸۳ء

مکتوب نمبر ۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بٹالہ میں عنایت نامہ آنمخدوم مجھ کو ملا۔ اللہ جلشانہ آپ کو سلامت رکھے۔ اور بخیر و عافیت واپس لاوے۔ آپ کی طرف بہت خیال رہتا ہے۔ میاں محمد عمر کے معاملہ میں بہت تردد دامنگیر ہے۔ خدا تعالیٰ احسن تدبیر سے اس امر مکروہ کو درمیان سے اٹھاوے بشیر احمد کی طبیعت اب کسی قدر رو بصحت ہے مگر میرا ارادہ یہی ہے کہ آخر رمضان تک اسی جگہ بٹالہ میں رہوں۔ کہ دوا وغیرہ کے ملنے کی

اسجگہ آسانی ہے۔ اور کسیقدر ڈاکٹر کا علاج بھی شروع ہے۔ معلوم نہیں کہ حکیم فضلدین صاحب کب بارادہ لودہانہ تشریف لاویں گے۔ بہر حال اب مناسب ہے کہ بعد رمضان شریف لاویں۔ آپ براہ مہربانی جلد جلد اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں یہ عاجز بمقام پٹیالہ الہی بخش ذیلدار کے مکان پر اُترا ہوا ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از پٹیالہ ۲۸ مئی ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۴۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اگرچہ آنمکرم کی طبیعت میں عجز و نیاز اور انکسار کامل طور پر ہے۔ اور یہی ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیۃ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث نعماء الٰہی کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے اللہ جلشانہ نے آپ کو علم دین بخشا ہے۔ عقل سلیم عطا کی ہے۔ انشراح صدر جو ایک خاص نعمت ہے عطا فرمایا ہے۔ اپنی طرف توجہ دی ہے۔ یہ تمام نعمتیں شکر کے لائق ہیں۔ عنایت نامہ پہنچا معلوم نہیں۔ کب تک آپ جموں میں تشریف لانے والے ہیں اللہ جلشانہ آپ کو بخیر و عافیت اپنے سایۂ رحمت میں رکھے۔ اور سفر و حضر میں اسکا فضل اور احسان آپکے شامل حال رہے۔ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ

۲۲۔ جون ۱۸۸۸ء

نوٹ: مکتوب نمبر ۴۲ سے ۴۶ تک آخیر صفحات میں ہیں (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوب نمبر (۴۷)

(شرائط بیعت کی پابندی کی حد)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کل کی ڈاک میں عنایت نامہ پہنچا۔ جو کچھ پرچہ تکمیل تبلیغ میں تاریخ لکھی گئی ہے۔ وہ فقط انتظامی امر ہے۔ تا ایسی تقریب میں اگر ممکن ہو۔ تو بعض اخوان مومنین کا بعض سے تعارف ہو جائے۔ کوئی ضروری امر نہیں ہے آپکے لئے اجازت ہے۔ کہ جب فرصت ہو۔ اور کسی طرح کا ہرج نہ ہو۔ تو اس رسم کے پورے کرنے کے لئے تشریف لاویں۔ بلکہ تقریب شادی پر جو آپ تشریف لاویں، وہ نہایت عمدہ موقع ہے۔ اور شرائط پر پابند ہونا باعتبار استطاعت ہے۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ دوسرے خط کے جواب سے جلد مطلع فرماویں۔ تا لدھیانہ میں اطلاع دی جاوے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ شائد آپ باہ مارچ کشمیر کی طرف روانہ ہوں۔ پس اگر یہی صورت ہو۔ تو بماہ فروری کاروبار شادی بخیر و عافیت انجام پذیر ہونا چاہیئے۔ منشی عبدالحق صاحبؐ بابو الٰہی بخش صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے۔ منشی عبدالحق صاحب نے تقریر کی تھی۔ کہ ردّ تکذیب کو عام پسند بنانے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ دیباچہ کتاب میں کھول کر لکھا جاوے۔ کہ ہمارا ایمان تو خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایسا قوی اور وسیع ہے۔ کہ جس طرح اہل سنت والجماعت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر بعض نادر طور کے جواب صرف مخالفین کی تنگدلی اور قلت معرفت کے لحاظ سے ان کے

مذاق کے موافق لکھے گئے ہیں۔ تا انہیں معلوم ہو۔ کہ قرآن شریف پر اعتراض کرنے سے کسی معقولی اور منقولی کو مجال نہیں۔ اس عاجز کی دانست میں ایسا لکھنا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ عوام الناس اس فتنہ سے بچ جاویں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام　　خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۲۰ر فروری ۱۸۸۹ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوب نمبر (۴۸)

مخدومی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچکر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالےٰ آپ میں اور آپ کی نئی بیوی میں اتحاد اور محبت زیادہ سے زیادہ کرے۔ اور اولاد صالح بخشے۔ آمین ثم آمین ⁂

اگر پرانے گھر والوں نے کچھ نامناسب الفاظ منہ سے نکالے ہیں۔ تو آپ صبر کریں۔ پہلی بیویاں ایسے معاملات میں بباعث ضعف فطرت بدظنی کو انتہا تک پہنچا کر اپنی زندگی اور راحت کا خاتمہ کر لیتی ہیں۔

عورتوں پر توحید کی حجت

واحدہ لاشریک ہونا خدا کی تعریف ہے۔ مگر عورتیں بھی شریک ہرگز پسند نہیں کرتی ہیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرے ہمسایہ میں ایک شخص اپنی بیوی سے بہت کچھ سختی کیا کرتا تھا۔ اور ایک مرتبہ اس نے دوسری بیوی کرنے کا ارادہ کیا۔ تب اس بیوی کو نہایت رنج پہنچا۔ اور اس نے اپنے شوہر کو کہا۔ کہ میں نے تیرے سارے دکھ سہے۔ مگر یہ دکھ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ تو میرا خاوند ہو کر اب دوسری کو میرے ساتھ شریک کرے

وہ فرماتے ہیں۔ کہ ان کے اس کلمہ نے میرے دل پر نہایت دردناک اثر پہنچایا میں نے چاہا کہ اس کلمہ کے مشابہ قرآن شریف میں پاؤں۔ سو یہ آیت مجھے ملی۔

ویغفر مادون ذالک الایۃ

یہ مسئلہ بظاہر بڑا نازک ہے۔ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جس طرح مرد کی غیرت نہیں چاہتی کہ اس کی عورت اس میں اور اس کے غیر میں شریک ہو۔ اسی طرح عورت کی غیرت بھی نہیں چاہتی۔ کہ اس کا مرد اس میں اور اس کے غیر میں بٹ جاوے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم میں نقص نہیں ہے۔ اور نہ وہ خواص فطرت کے برخلاف ہے۔ اس میں پوری تحقیق یہی ہے۔ کہ مرد کی غیرت ایک حقیقی و کامل غیرت ہے۔ جس کا خدشہ واقعی لاعلاج ہے۔ مگر عورت کی غیرت کامل نہیں بالکل

نکتۂ معرفت

مشتبہ اور زوال پذیر ہے۔ اس میں وہ نکتہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ کو فرمایا تھا نہایت معرفت بخش نکتہ ہے۔ کیونکہ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی درخواست نکاح پر عذر کیا۔ کہ آپؐ کی بہت بیویاں ہیں۔ اور آئندہ بھی خیال ہے۔ اور میں ایک عورت غیرت مند ہوں۔ جو دوسری بیوی کو دیکھ نہیں سکتی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں تیرے لئے دعا کروں گا۔ کہ تا خدا تعالےٰ تیری یہ غیرت دور کر دے۔ اور صبر بخشے۔ سو آپ بھی دعا میں مشغول رہیں۔ نئی بیوی کی دلجوئی نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ مہمان کی طرح ہے۔ مناسب ہے کہ آپ کے اخلاق اس سے اوّل درجہ کے ہوں۔ اور ان سے بے تکلف مخالطت اور محبت کریں اور اللہ جلشانہ سے چاہیں۔ کہ اپنے فضل وکرم سے ان سے آپ کی صافی محبت دو

تعلق پیدا کر دے۔ کہ یہ سب امور اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہیں۔ اب اس کے نکاح سے گویا آپ کی نئی زندگی شروع ہوئی ہے۔ اور چونکہ انسان ہمیشہ کے لئے دنیا میں نہیں آیا۔ اس لئے نسلی برکتوں کے ظہور کے لئے اب اسی پیوند پر امیدیں ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے لئے یہ بہت مبارک کرے۔ میں نے اس محلہ میں خاص صاحب اسرار و واقف لوگوں سے اس لڑکی کی بہت تعریف سنی ہے۔ کہ بالطبع صالحہ، عفیفہ و جامع فضائل محمودہ ہے۔ اس کی تربیت تعلیم کے لئے بھی توجہ رکھیں۔ اور آپ پڑھایا کریں۔ کہ اس کی استعدادیں نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور اللہ جلشانہ کا نہایت فضل اور احسان ہے۔ کہ یہ جوڑ بہم پہنچایا۔ ورنہ اس قحط الرجال میں ایسا اتفاق محالات کی طرح ہے۔ خط سے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کہ ۲۰ مارچ ۱۸۸۹ء تک رخصت ملیگی یا نہیں۔ اگر بجائے بیس کے بائیس کو آپ تشریف لاویں یعنی یوم یکشنبہ میں اس جگہ ٹھہریں تو بابو محمد صاحب بھی آپ سے ملاقات کرینگے۔ یہ عاجز ارادہ رکھتا ہے۔ کہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۹ء کو دو تین روز کے لئے ہوشیارپور جاوے۔ اور ۱۹ مارچ یا ۲۰ مارچ کو بہر حال انشاء اللہ واپس آجاؤں گا۔ والسلام۔ صاحبزادہ افتخار احمد اور ان کے سب متعلقین بخیر و عافیت ہیں۔ کل سات روپیہ اور کچھ پارچہ میرے لئے دیئے تھے۔ جو ان کے اصرار سے لئے گئے۔

خاکسار غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ مگر مضمون خط سے مارچ ۱۸۸۹ء کے پہلے ہفتہ کا معلوم ہوتا ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۴۹)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ موجب خوشی و خرمی ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو بہت جلد لاوے۔ اور خیر و عافیت سے پہنچا دے۔ آمین ثم آمین۔ اس عاجز کے گھر کے لوگوں کی طرف سے یہ درخواست بعد آرزو ہے۔ کہ جس وقت آپ کے گھر کے لوگ لودھیانہ سے آپ کے ساتھ آویں۔ تو دو تین روز تک اس جگہ قادیان میں ان کے پاس ٹھہر کر جاویں۔ اس عاجز کی دانست میں کچھ مضائقہ نہیں۔ بلکہ انشاء اللہ موجب خیر و بہتری ہے۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب اور ان کے تمام اعزہ و متعلقین کے دل پر تقلید حنفی کا بڑا رعب طاری ہے۔ اور مدت دراز کی عادت جو طبیعت ثانی کا حکم پیدا کر لیتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو تدریجاً دور ہو سکتی ہے۔ یکدفعہ تبدیلی گویا انقلاب ماہیت میں داخل ہے۔ اس موقعہ میں تمام تر حکمت عملی حلم و رفق و درگذر و زیادت محبت و مودت و غائبانہ دعا میں ہے۔ فقل لہ قولاً لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ۔ میرے نزدیک یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوّل آپ جموں میں پہنچنے کے بعد براہ راست لدھیانہ میں تشریف لے جائیں۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کو ساتھ لے کر دو تین روز کے لئے قادیان میں ٹھہر جائیں۔ میرے گھر کے لوگوں کے خیالات موحدین کے ہیں۔ اوّل تو خیالات میں خشک موحدین کی طرح حد سے زیادہ غلو تھا۔ مگر اب میں نے کوشش کی ہے کہ اس

ناجائز غلو کو کچھ گھٹا دیا جائے۔ چنانچہ میرے خیال میں وہ کسی قدر گھٹ بھی گیا ہے
میرے گھر کے لوگوں نے ذکر کیا تھا۔ کہ انہوں نے یعنے آپ کے گھر کے لوگوں نے
لودھیانہ میں کسی تقریب سے یہ ذکر کیا تھا۔ کہ اب تک تو مولوی صاحب کا حنفیوں کا
طریق معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں ڈرتی ہوں۔ کہ کہیں وہابی نہ ہوں۔ اور ایک تو میں نے
دہابیوں کی بات ان میں کوئی دیکھی نہیں۔ انہوں نے اس کے جواب میں مناسب نہ
سمجھا کہ اپنی کچھ رائے ظاہر کریں۔ . . . . چونکہ
عورتوں کی باتیں عورتوں کے دلوں پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ اس لئے آپ کے گھر کے
لوگوں کی بشیر کی والدہ سے ملاقات منتج حسنات ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم و علمہ احکم۔
والسلام ❊ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۰ رجون ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❊ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۰)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ موجب تسلی ہوا۔ چند روز سے آں مکرم کی بہت
انتظار تھی۔ اور تشویش تھی۔ کہ کیا باعث ہوا۔ اب معلوم نہیں۔ کہ آپ کو کب فراغت
ہوگی۔ آپ کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے۔ خدا تعالےٰ بخیر و عافیت آپ کو جلد
ملا وے۔ انجمن حمایت اسلام کی طرف سے تین سوال جو کسی عیسائی نے کئے تھے۔ اس
عاجز کے پاس بھی آئے۔ اس غرض سے تا ان کا جواب لکھا جاوے۔ شاید جو آپ کی
خدمت میں بھیجے تھے وہی سوال ہیں یا اور ہیں۔ ہر چند مجھے فرصت نہ تھی اور طبیعت

تین سوالوں کے جواب کی بابت نوٹ

بھی اچھی نہ تھی۔ مگر پھر بھی کسی قدر فرصت نکال کر دو سوال کا جواب میں نے
لکھ دیا تھا۔ اور زیادہ تر رجوع طبیعت کا اس وجہ سے بھی نہیں ہوتا۔ کہ
یہ انجمن اپنی مرضی پر چلتی ہے۔ جو اپنے پسند ہو۔ وہ کام کر لیتے ہیں۔ نہیں تو
نہیں۔ پہلے اشتہار بیعت شائع کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا۔ انہوں
نے چھاپا نہیں۔ اب میرا ارادہ نہیں تھا۔ کہ ان سوالات کا جواب لکھ کر انجمن
کو بھیجوں۔ یہ نامہ نگاروں کا کام ہے۔ کہ اپنا وقت ضائع کر کے پھر چھپنا نہ چھپنا معلق
کا دوسرے کی مرضی پر چھوڑ دیں۔ جب مضمون ردّی کی طرح پھینکا گیا۔ تو اپنا وقت
گو ایک گھنٹہ ہی ہو ضائع گیا۔ لیکن

ان سوالات کا جواب محض محبت رسول صلعم کی وجہ سے لکھا

میں نے محض محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جوش
سے دو سوالوں کا جواب لکھدیا۔ تیسرے کے لئے ابھی فرصت
نہیں۔ مگر مجھے امید نہیں کہ وہ چھاپیں۔
کیونکہ خود پسندی اس انجمن کی عادت ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ آپ نے
انہیں سوالات شکّ وغیرہ کا جواب لکھا ہے۔ یا وہ اور سوال تھے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۲۹ رجون ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (❊) نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۱)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا

بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حبِ صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے۔ اور یہی ایک تخم ہے۔ جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ اللہ جلشانہٗ کا پھل اس کو لگتا ہے۔ فالحمد للہ۔ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے۔ عطا فرمائی ہے۔ اور پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسنات عظیمہ کے جذبہ سے دور ہو جائے گا۔ ان الحسنات یذھبن السیأت۔

آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔

جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اس زمانہ کے ترقی کی ہے۔ ویسا ہی جوش حب للہ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو۔ اس لئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعویٰ تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے قبض وارد کئے۔ اور آپ کے دل کو کھول دیا۔ ھذا فضل اللّٰہ نعمتہ یعطی من یشاء و یھدی من یشاء و یضل من یشاء۔ حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا۔ خدا تعالےٰ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس وقت آپ تشریف لاویں۔ اگر حکیم فضل دین و مولوی عبد الکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں۔ تو بہت خوب ہوگا۔ ان مخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں۔ کیونکہ گاہ گاہ ملاقات ہونا ضروری ہے۔ زندگی بے اعتبار ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؏

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۹ر جولائی ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؏ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۲)

مخدومی احب الاخوان اخی مولوی حکیم نور الدین صاحب کان اللہ معکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آنمکرم کی طرف سے دیر کر کے پرسوں تار پہنچی۔ خط کوئی نہیں پہنچا۔ یہ عاجز ایک روز سخت بیمار ہو گیا۔ مگر اللہ جلشانہٗ کے فضل و رحم سے اب مجھے صحت ہے۔ مجھے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے ایک سو روپیہ کی حاجت ہے۔ اگر حرج نہ ہو اور باسانی میسر آسکے تو ارسال فرماویں۔ مولوی خدا بخش صاحب کے خط آتے ہیں۔ کہ قرضہ کے طور پر ہی کچھ مل جاوے۔ معلوم نہیں آپ کی ملاقات کب تک ہو سکتی ہے۔ اکثر لوگوں کو پراگندہ اور سرد مہر دیکھتا ہوں۔ ایک آپ ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے ذوق محبت بخشا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؏

میں نے پہلے آپ سے نو سو روپیہ لیا تھا۔ اب اس کے ساتھ ہزار روپیہ ہو جائیگا چار سو روپیہ آپ سے پھر دوسرے وقت میں انشاء اللہ القدیر لونگا۔ دوستوں اور مخلصوں کو تکلیف دینا میرا کام نہیں۔ بالخصوص آپ جیسے دوست مخلص یک رنگ کو۔ سو جیسا کہ سنون ہے۔ یہ ہزار روپیہ اور جو باقی لوں بطور قرضہ کے ہے۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ بہت آسانی سے ادا ہو جائے گا۔ و ما عند اللّٰہ باق کے رو سے آنمکرم کو ثواب حاصل ہوگا۔ دماغ اس عاجز کا بباعث سخت بیماری بہت کمزور ہو گیا ہے۔ شاید بیس روز تک فوت ہو۔ اس لئے ابھی کسی

محنت کے لائق نہیں ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ
۲۰ر نومبر ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ⁂ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ کل عنایت نامہ پہنچا ۔ مبلغ سو روپیہ پہلے اس سے پہنچ گیا تھا ۔ جزاکم اللہ خیرا ۔ اس عاجز کا دماغ بہت ضعیف ہو گیا ہے ۔ کوئی محنت کا کام نہیں ہو سکتا ۔ ایک خط کا لکھنا مشکل ہے ۔ اللہ جل شانہٗ غیب سے قوت عطا فرماوے ۔ مولوی محمد حسین بہت دور جا پڑے ہیں ۔ جو شخص اس دنیا سے دل نہ لگاوے اور اپنی حالت پر نظر کرے ۔ اور اپنے قصوروں کا تدارک چاہے ۔ خدا تعالیٰ اس کو بصیرت بخش دیتا ہے ۔ ورنہ بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون کا مصداق ہو جاتا ہے ۔ مولوی محمد حسین ایک مقام اور ایک رائے پر ٹھہر گئے ہیں اور وہ مقام اور رائے انہیں پسند آگیا ہے ۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں ۔ اگر اسی پر ان کی موت ہو ۔ تو انہیں اس طبقہ میں جانا پڑے گا ۔ جس میں محجوبین جایا کرتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ صدق اور صادقین کی طلب ان میں پیدا کرے ۔ اور زنگ موجودہ سے انہیں نجات دے ۔ ورنہ ان کی حالت خطرناک ہے ۔ منقولی طور پر معلومات کی وسعت یا معقولی طور پر کچھ قیل وقال کا مادہ ایک ملحد میں بھی پیدا ہو سکتا ہے جائے فخر نہیں ۔ اور نہ اس سے وہ قدوس خوش ہو سکتا ہے ۔ جس کی دلوں پر نظر ہے ۔ سچائی اور راستبازی اور انقطاع الی اللہ میں

خدا تعالیٰ اہل دل کو بصیرت دیتا ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی کی حالت

انسان کی نجات ہے ۔ ورنہ علم بھی ہو تو کیا فائدہ ! چارپائے بر و کتابے چند ۔ محمد حسین کی حالت نہایت نازک ہے ۔ اور انہیں اس کی خبر نہیں ۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ ۔ خاکسار غلام احمدؐ ۷ر دسمبر ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ⁂ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۴)

مخدومی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ عنایت نامہ پہنچا ۔ موجب مسرت ہوا ۔ نہایت خوشی کی بات ہے ۔ اگر اخویم مکرم عبدالواحد صاحب معہ سید نزیل کے تشریف لاویں ۔ اگر دو تین روز پہلے اطلاع دی جاوے ۔ تو کوئی آدمی واقف بٹالہ کے سٹیشن پر بھیجدیا جائے ۔ میرے گھر کے لوگ تاکید سے آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ۔ کہ آپ ضرور صغریٰ کو ساتھ بھیجدیں ۔ اس صورت میں ان کے لئے تبدیل آب وہوا بھی ہو جائیگی ۔ انہوں نے بہت مرتبہ کہا ہے ۔ اور تاکید سے کہا ہے ۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں ۔ اگر مناسب سمجھیں تو منظور محمد کو ساتھ بھیجدیں ۔ اس تقریب سے وہ بھی ساتھ آجائے گی ۔ اور جو دوا آپ نے ان کے لئے ارسال فرمائی ہے ۔ اس کے کھانے کی ترکیب کوئی نہیں لکھی ۔ مفصل اطلاع بخشیں ۔ اور یہ دوا کشتہ کی قسم ہے یا کوئی اور دوا ہے ۔ اور ان ایام میں اس کو کھا سکتے ہیں یا نہیں ۔ قبض از حد ہے کوئی قابض یا حار دوا موافق نہیں ہوتی ۔ نرم اور معقول درجہ کی دوا جو قابض نہ ہو ۔ موافق آتی ہے ۔ اخویم مولوی غلام علی صاحب کی طبیعت کا بہت خیال ہے ۔ اب کی دفعہ آپ نے ان کی نسبت کچھ نہیں لکھا ۔ خدا تعالیٰ ان کو شفا بخشے ۔ اگر جموں

میں ہوں۔ تو میری طرف سے السلام علیکم دعا کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ قبول فرماوے۔

خاکسار غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ موجود نہیں۔ مگر مولوی غلام علی صاحب کی علالت کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ خط ۱۸۸۹ء کا ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۵)

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میر عباس علی نہایت اخلاص مند آدمی ہیں۔ آپ براہِ مہربانی توجہ کر کے کشتہ مرجان۔ موتی یا جو کچھ مناسب ہو۔ انکی مرض نفث الدم کے لئے ضرور ارسال فرماویں۔ اور میں آج لکھتا ہوں۔ کہ تا وہ تبدیل ہوا کی غرض سے ہفتہ عشرہ تک میرے پاس آجائیں۔ میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار رہو گئی۔ ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔ دماغ بہت ضعیف ہوگیا ہے۔ آپ کے دوست ٹھاکر رام کے لئے ایک دن بھی توجہ کرنے کے لئے مجھے نہیں ملا۔ صحت کا منتظر ہوں۔ اگر وہ اخلاص مند ہے تو اس کے اخلاص کی برکت سے وقت صفا مل جائیگا۔ اور صحت بھی میرے دماغ کے لئے اگر کچھ آپ کے خیال میں احسن تدبیر آوے۔ تو ارقام فرماویں۔ سب کام پڑے ہوئے ہیں۔ واللہ خیر حافظاً وہو ارحم الراحمین۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ یکم جنوری ۱۸۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۶)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طبیعت اس عاجز کی بفضلہ تعالیٰ اب کسی قدر صحت پر ہے۔ گھر میں بھی طبیعت اصلاح پر آگئی ہے۔ محمود کو بخار آتا ہے۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ اسی حالت میں آپ کے دوست کے لئے چند روز بجدّ وجہد جیسا کہ شرط ہے۔ توجہ کروں۔ مگر افسوس کہ بباعث آمد قاضی غلام مرتضٰی کے میں مجبور ہوگیا۔ وہ برابر دس روز تک اس جگہ رہیں گے۔ چونکہ بہت حرج اٹھا کر آئے ہیں۔ اور دور سے خرچ کثیر کر کے آئے ہیں۔ اس لئے بالکل نامناسب ہے۔ کہ ان کی طرف توجہ نہ ہو۔ پھر ان کے ساتھ ہی سید امیر علی شاہ صاحب لاہور سے آنے والے ہیں۔ وہ برابر پندرہ روز تک رہیں گے۔ انکے جانے کے بعد انشاء اللہ القدیر توجہ کامل کروں گا۔ صرف ایک اندیشہ ہے۔ کہ لدھیانہ میں ایک شخص نے محض نادانی سے ایک خون کے مقدمہ میں میری شہادت لکھا دی ہے۔ کہ جو کمیشن کے سامنے ادا کی جائیگی۔ شاید دو چار روز اس جگہ بھی لگ جاویں۔ آپ کے دوست نے اگر بے صبری نہ کی جیسی کہ آج کل لوگوں کی عادت ہے۔ تو محض للہ ان کے لئے توجہ کروں گا۔ مشکل یہ ہے۔ کہ انسان دنیا میں منعم ہو کر بہت نازک مزاج ہو جاتا ہے۔ پھر ادنیٰ ادنیٰ انتظار میں نازک مزاجی دکھاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر احسان رکھنے لگتا ہے۔ اور حسن ظن سے انتظار کرنے والے نیک حالت میں ہیں۔ وقلیل منہم ؂

مقدمہ خون میں شہادت

میر عباس علی کا انتظار

اس خط سے میری اصل غرض یہ ہے۔ کہ میر عباس علی صاحب بیس دن سے آنمکرم کی دوا کی انتظار کر رہے ہیں۔ کل سے بخار آتا ہے۔ نہایت شکستہ خاطر ہیں۔ کل رقعہ لکھ کر مجھے دیا تھا۔ کہ دوا تو آتی نہیں مجھے اجازت دیجئے تا میں لودہانہ میں چلا جاؤں۔ مگر پھر میں نے دو چار دن

کے لئے ٹھہرا لیا ہے۔ آپ براہ مہربانی ضرور بمجرد پہنچنے اس خط کے کوئی عمدہ دوا نفث الدم کی ارسال فرما دیں۔ اور اس شخص پر میرے علامات معقولی طور پر منکشف کر دیں والسلام۔ خاکسار غلام احمدؐ ۲۵ ؍جنوری ۱۸۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۷)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ آپ کے گھر کے آدمیوں کو شفاء کلی عنایت فرماوے۔ بہت تردّد و تفکر پیدا ہؤا۔ واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔ مولوی غلام علی صاحب کی نسبت بھی دل غم اور تردّد سے بھرا ہؤا ہے۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ انگلستان میں ایک انگریز ڈاکٹر نے مسلولوں کے لئے اشتہار دیا ہے۔ اور کوئی نسخہ جو اس مرض کے لئے مفید ہو تجربہ میں آگیا ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے پختہ ارادہ مخالفانہ تحریر کا کر لیا ہے۔ اور اس عاجز کے ضالّ ہونے کی نسبت زبانی طور پر اشاعت کر رہے ہیں۔ مرزا خدا بخش صاحب جو محمد علیخاں صاحب کے ساتھ آئے ہیں ذکر کرتے ہیں۔ کہ میں نے بھی ان کی زبانی ضالّ کا لفظ سنا ہے۔ کل بمشورہ مرزا خدا بخش و محمد علیخاں صاحب ان کی طرف خط لکھا گیا ہے۔ کہ پہلے ملاقات کر کے اپنے شکوک پیش کرو۔ معلوم نہیں کیا جواب لکھیں۔ میں نے یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ اگر آپ نہ آسکیں۔ تو میں خود آسکتا ہوں۔ مگر ان کے اس فقرہ سے سب کو تعجب آیا۔ کہ میں عقلی

مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفت

طور پر مسیح کا آسمان سے اترنا ثابت کر دوں گا۔ غرض ان کی طبیعت عجیب جوش میں ہے۔ اور ایک قسم کا ابتلاء ہے۔ جو انہیں پیش آگیا ہے۔

غزنوی اور ان کے الہام

غزنوی صاحبوں کا جوش اس قدر ہے۔ کہ ناگفتہ بہ ایک صاحب محی الدین نام لکھو کے میں ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں اپنے الہامات لکھے ہیں۔ اور اذا تمنّٰی القی الشیطان فی امنیتہٖ کا نمونہ دکھایا ہے۔ درحقیقت ان الہامیوں نے اپنی پردہ دری کی ہے۔ اور ان کی یعنی محی الدّین اور عبدالحق کے الہامات کا یہی خلاصہ ہے۔ کہ یہ شخص ضالّ ہے۔ جہنمی ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ ان لوگوں نے کچھ دبی زبان سے کافر کہنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہؤا۔ کہ خدا تعالیٰ ایک بڑے امر کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ ایک شخص محمد علی نام شاید گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے۔ مولوی تو نہیں۔ مگر خوش الحان واعظ ہے۔ اس نے سنا ہے۔ کہ بٹالہ میں بڑی بدزبانی شروع کی ہے۔ مولوی محمد حسین بدزبانی نہیں کرتے۔ مگر ضالّ کہے جاتے ہیں۔ اور تعجب یہ کہ بعض لوگ کافر کہتے ہیں۔ وہ اپنے خط میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ کفار کو ایسے لفظ لکھنے نہیں چاہیئے۔ سنا گیا ہے۔ کہ مولوی محمود علی شاہ صاحب جو محمد علی کی طرح واعظ ہیں۔ لودہانہ میں پانچ سال کی قید ہو گئے ہیں۔ یہ عاجز ہفتہ عشرہ تک لودہانہ میں جانے والا ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمدؐ ۱۵ ؍جولائی ۱۸۹۰ء

نوٹ:۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دعویٰ کے ابتدا میں مخالفت کی آگ کس طرح پھیلنی شروع ہوئی ہے۔ اور حضرت کو اتمام حجت کا کس قدر جوش اور خیال تھا۔ کہ خود مولوی محمد حسین صاحب کے گھر جانے کو تیار رہتے۔ اور اس کے

شکوک اور اعتراضات کے رفع کرنے کے لئے آمادہ ۔ غزنویوں لکھوکے والوں کی مخالفت
نے آپ کو کسی تعجب میں نہیں ڈالا ۔ بلکہ آپ نے اس کو خدا تعالےٰ کی طرف سے
کسی امر عظیم کا پیش خیمہ سمجھا ہے ۔ اور یہی یقین آپ کو تھا ۔ چنانچہ اسکے بعد
تائیدات سماوی اور ربانی نصرت کے جو نظارے نظر آتے ہیں ۔ وہ ایک مومن کے
ایمان کو بڑھانے والے ہیں ۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی صداقت پر آسمانی اور ربانی
شہادت ہیں ۔ ان الہامیوں کی ناکامی اور ان کے شیطانی وساوس کو خدا تعالےٰ
نے پاش پاش کر دیا ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسی جماعت عطا
فرمائی ۔ جو اشاعت اسلام اور عزت حضرت خیر الانام کے لئے اپنے دل میں جان نثاری
کا جوش رکھتی ہے ۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم ۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۸)

مخدومی مکرمی ۔ اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
جس بیمار کے لئے آنمکرم کو تکلیف دینی چاہی تھی ۔ وہ بقضائے الٰہی کل ۱۲ ربیع الاول
روز دوشنبہ کو گذر گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ میر عباس علی صاحب جو ایک
پرانے مخلص ہیں ۔ نہایت التجا اور تاکید سے لکھتے ہیں ۔ کہ میرا لڑکا مڈل تک
پڑھا ہوا ہے ۔ انگریزی میں گذارہ کے موافق تحریر کر سکتا ہے ۔ حساب وغیرہ جانتا ہے
منشی محمد سراج الدین صاحب جو افسر ڈاکخانجات ریاست جموں ہیں ۔ آپ کی سفارش

سے توجہ فرما کر اس کو اپنے سلسلہ میں کہیں نوکر رکھ لیں ۔ اس لئے آپ کی خدمت
میں سفارش کرتا ہوں ۔ کہ آپ خاص اپنی طرف سے اور نیز اس عاجز کی طرف سے
سفارش تحریر فرماویں ۔ اور جس وقت وہ بلاویں اس لڑکے کو روانہ کر دیا جاوے ۔
زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۵۹)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہٗ ۔ مولوی خدا بخش حامل ہذا جو مجھ سے تعلق بیعت رکھتے ہیں ۔ بہت نیک
سرشت اور صاف باطن اور محب صادق ہیں ۔ مجھے ان کی تکالیف معلوم ہو گئی ہیں
وہ شاید تیس آدمیوں سے زیادہ کے قرضدار ہیں ۔ اور نہایت تنگی میں انکا زمانہ
گذرتا ہے ۔ وطن میں جانا ان کا ترک ہو گیا ہے ۔ اور میں نے دریافت کیا ہے ۔ کہ
یہ سب تکالیف محض دینی ہمدردی کی وجہ سے جس میں آج تک وہ مشغول ہیں ۔
ان کو پہنچ رہی ہیں ۔ اور کوئی ان کے حال کا پرساں نہیں ۔ لہٰذا ان مخدوم کو محض
اس وجہ سے کہ آپ ہمدرد خلائق ہیں اور للّٰہی امور میں پورا جوش رکھتے ہیں تکلیف
دیتا ہوں ۔ کہ اس بے چارہ بے سرو سامان کے لئے کچھ بندوبست فرمایئے ۔ اگر
چندہ ہو تو میں بھی اس میں شامل ہونے کو تیار ہوں ۔ بلکہ میرے نزدیک
بہتر ہے ۔ کہ آپ کی تحریک اور انتظام سے اور آپ کی پوری اور کامل توجہ سے
چندہ کے لئے احسن تدبیر کی جاوے ۔ اور میں اسی خط میں اپنے تمام مخلصوں کی

خدمت میں محض للہ اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہر ایک صاحب حتی الوسع اپنے اس چندہ میں شریک ہو۔ سب کے ایک ایک لقمہ دینے سے ایک کی غذا نکل آئیگی۔ اور کسی کو تکلیف نہ ہو گی۔ میں نے سنا ہے۔ کہ فری میسن کا گروہ اپنے ہم تعلقوں کے ساتھ قرضہ وغیرہ کے امور میں بہت ہمدردی کرتا ہے۔ پس کیا مسلمانوں کا یہ پاک گروہ فری میسن سے پر بدعت اور ملحد گروہ سے ہمدردی میں کم ہونا چاہیئے؟ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴ر دسمبر ۱۸۹۰ء

نوٹ:۔ مولوی خدا بخش صاحب جالندھری نہایت مخلص آدمی تھے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہادت ہے۔ انہوں نے ۱۸۸۹ء میں ہی بیعت کی تھی۔ اور کبھی کوئی ابتلا ان پر نہیں آیا۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے بڑا جوش رکھتے تھے۔ ہمارے مکرم اور مخلص بھائی سردار مہر سنگھ حال ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے ان کی ابتدائی تربیت اسلام مولوی صاحب ہی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ وہ اس تلاش میں رہتے تھے۔ کہ کسی غیر مسلم کو داخل اسلام کریں۔ اور اسکے لئے وہ کسی قسم کی محنت تکلیف اور خرچ سے کبھی مضائقہ نہ فرماتے تھے۔ اسی قسم کی دینی خدمات کی وجہ سے وہ زیر بار ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس ہمدردی کا اظہار اور عملی اعانت کا ثبوت اس خط میں دیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ مولوی صاحب کا قد میانہ تھا۔ اور رنگ سیاہ تھا۔ بہت سادہ زندگی تھی۔ عمر ۶۰ سال کے قریب تھی (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۰)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالےٰ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

فتح اسلام کی تصنیف

دس روپے پہنچ گئے ہیں۔ چونکہ کتاب فتح اسلام کسی قدر بڑھائی گئی ہے۔ اور مطبع امرتسر میں چھپ رہی ہے۔ اس لئے جب تک کل چھپ جائے روانہ نہیں ہو سکتی۔ امید کہ بیس روز تک چھپ کر آجائے گی۔

مرزا محمد بیگ کی سفارش

دوسری ضروری طور پر یہ تکلیف دیتا ہوں۔ کہ مرزا احمد بیگ کا لڑکا جو میرے عزیزوں میں سے ہے۔ جن کی نسبت وہ الہامی پیشگوئی کا قصہ آپ کو معلوم ہے۔ کچھ عرصہ سے بمرض بحت الصوت مریض ہے۔ حنجرہ پر کچھ ایسا مادہ پڑا ہے۔ کہ آواز پورے طور پر نہیں نکلتی یعنی آواز بیٹھ گئی ہے۔ میں نے موافق قاعدہ علاج کیا تھا۔ اب تک کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اس کی والدہ کو آپ پر بہت اعتماد ہے۔ اور آپ کے دست شفا پر اسے یقین ہے۔ اس نے بصد منت والحاح کہلا بھیجا تھا۔ کہ مولوی صاحب کی طرف لکھو۔ کہ وہ کوئی عمدہ دوائی تیار کر کے بھیجدیں۔ بلکہ پہلے یہ چاہا تھا۔ کہ اس لڑکے کو جس کا نام محمد بیگ ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیجدیں۔ مگر میں نے مناسب سمجھا کہ بالفعل بذریعہ خط آپ کو تکلیف دی جائے۔ حلق میں سے پانی بہت آتا ہے۔ صبح کے وقت بلغم پختہ نکلتی ہے۔ کھانسی بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ دماغ سے نوازل گرتے ہیں۔ آپ ضرور کوئی عمدہ نسخہ ارسال فرماویں۔ اس بیچارے کے اچھے ہو جانے سے انکو آپ کا بہت احسان مند ہونا پڑے گا۔ اور پہلے بھی آپ کے بہت معتقد ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ آپ کے علاج سے لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ آپ خاص طور پر مہربانی فرماویں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ر دسمبر ۱۸۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۱)

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بباعث شدت علالت طبع اخویم مولوی غلام علی صاحب بہت تردد ہؤا۔ اور خط کے پڑھنے کے بعد جناب الٰہی میں بہت دعا کی گئی۔ اور پھر رات کو بھی دعا کی گئی۔ اور اسی طرح میں انشاء اللہ القدیر بہت جدو جہد سے دعا کروں گا۔ آپ بھی انکے حق میں دعا کریں۔ اور ان کو مطمئن کریں۔ کہ گو کیسے عوارض شدیدہ ہوں۔ خدا تعالےٰ کے فضل کی راہیں ہمیشہ کھلی ہیں۔ اسکی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیئے ہاں اس وقت اضطراب میں توبہ و استغفار کی بہت ضرورت ہے۔

[illegible]

یہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ جو شخص کسی بلا کے نزول کے وقت میں کسی ایسے عیب اور گناہ کو توبہ نصوح کے طور پر ترک کر دیتا ہے۔ جس کا ایسی جلدی سے ترک کرنا ہرگز اس کے ارادہ میں نہ تھا۔ تو یہ عمل اس کے لئے ایک کفارہ عظیم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے سینہ کے کھلنے کے ساتھ ہی اس بلا کی تاریکی کھل جاتی ہے۔ اور روشنی امید کی پیدا ہو جاتی ہے۔ سو مولوی صاحب کو آپ بخوبی سمجھاویں۔ کہ دلی استغفار سے خدا تعالےٰ سے زیادہ ربط پیدا کرلیں۔ اور مجھے جسقدر ان کے لئے تردد اور غم ہے۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ اور میں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔ خدا تعالےٰ ان پر فضل وارد کرے۔ اور جلد تر صحت کاملہ بخش کر اس خوشخبری کو اس عاجز تک پہنچا دے۔ وہو علیٰ کل شئی قدیر۔

یہ عاجز بباعث دورہ مرض و علالت طبع کل لاہور نہیں جاسکا بالفعل میاں جان محمد کو بھیجدیا ہے۔ کہ سلطان احمد کو اسی جگہ لے آوے۔ اس عاجز کی طبیعت سفر کے لائق نہیں۔ مرض دوران سر اور دل کے ڈوبنے کی یکدفعہ طاری حال ہو جاتی ہے۔ پھر موت نصب العین معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس وقت تو وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

مثیل مسیح کا دعویٰ اور حضرت کا اپنا مقام

جو کچھ آنمخدوم نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے۔ تو اس میں حرج کیا ہے۔ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں۔ یہ بننا چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرلیوے لیکن ہم ابتلاء سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالےٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلاء ہی رکھا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا وھم لا یفتنون

معلوم نہیں۔ کہ آنمکرم نے ابھی تک وہ خطوط جن کا وعدہ آپ نے فرمایا تھا روانہ کئے ہیں یا نہیں۔ رسالہ ازالہ اوہام میں یہ بحث اس قدر مبسوط ہے۔ کہ شائد دوسرے کسی رسالہ میں نہ ہو۔ اگر آپ کی طرف سے کوئی خاص تحریر آپ کی اس وقت پہنچی۔ تو میں مناسب سمجھتا ہوں۔ اس کو رسالہ ازالہ اوہام میں چھاپ دوں۔ مضمون اگر اردو عبارت میں ہو تو بہتر ہے۔ تا عام لوگ اس کو پڑھ لیں۔ آیندہ جیسا کہ آپ مناسب کہیں۔ وہی بہتر ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۱ء

نوٹ:۔ اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے متعلق جس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ عجیب ہے۔ آپ کو حضرت حکیم الامۃ نے دمشقی حدیث الگ رکھ کر مثیل مسیح کے دعویٰ کے متعلق لکھا ہے۔ مگر حضرت نے صاف فرمایا۔ کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کا فرمانبردار بندہ بن جاؤں۔ اس حصہ کو پڑھو۔ تو کھل جاتا ہے۔ کہ آپ بالطبع پبلک میں آنے سے کارہ ہیں۔ اور آپ صرف خدا تعالےٰ کے عشق و محبت میں سرشار ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ آپ کو باہر نکال رہا ہے۔ اور مامور کر کے دعوت پر مجبور کرتا ہے حضرت اس کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب گویا ابتلا سے ڈرتے ہیں۔ گو صاف الفاظ میں اس کا اظہار نہیں۔ مگر حضرت حجۃ اللہ ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۲)

مخدومی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز شائد کل یا پرسوں تک لاہور جائیگا پھر آپ کی خدمت میں جلد اطلاع دوں گا۔ محمد بیگ کی نسبت آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ ایک خاص طور پر مہربانی سے بھری توجہ اس کی نسبت فرمادیں۔ کہ تا وہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلد صحت یاب ہو جائے۔ اور اس کو آپ تسلی دیں۔ کہ پورے طور پر صحت یاب ہونے کے بعد اس کی نوکری کا بھی بندوبست کیا جائیگا۔ غرض اسپر مہربانی کی نظر فرمادیں۔ اور ہر طرح سے اس کی نیکی کا خیال رکھیں۔ والسلام ؁

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۲ رجون ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۳)

مومنین کی نیکیوں پر رشک کرنا چاہیے

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ معرفت مفتی محمد صادق صاحب پہنچا۔ آنمکرم کے للّٰہی اخلاص کو دیکھ کر دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ مجھ کو بھی ان حسنات کی توفیق بخشے۔ بے شک آپ کی ہمت اور آپ کا عہد ایثار ایک رشک دلانے والی چیز ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو دائمی سرور اور خوشحالی عطا کرے۔ اور بہتوں کو آپ کے نمونہ پر چلاوے ؁

مولوی غلام علی صاحب سے اظہار محبت و ہمدردی

مولوی غلام علی صاحب کی طبیعت کا مجھے کچھ حال معلوم نہیں۔ مگر بے اختیار دل ان کی علالت کی وجہ سے غمگین ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کی اس سخت بیماری کا خاتمہ رو بصحت کرے۔ وہو علیٰ کل شیئٍ قدیر۔ مرزا محمد بیگ کی طبیعت شاید ابھی بدستور ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ مولوی صاحب تو کسی طور سے مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ مگر لنگر خانہ میں بعض وقت بھوک کے وقت مجھ کو روٹی نہیں ملتی۔ لنا مد کثرت آدمیوں کی وجہ سے دیر سے روٹی ملتی ہے۔ چونکہ وہ لڑکا ہے۔ ایسی عمر میں اکثر لوگوں کو کھانے پینے میں ہی خیال رہتا ہے۔ اس لئے مکلف ہوں۔ کہ چند روز کے قیام میں خاص طور پر اس کی خبر رکھیں۔ اور اگر اسکا جموں میں ٹھہرنا چنداں ضروری نہ ہو۔ تو پھر تسلی اور مدارات کے ساتھ دوا دے کر اس کو اس طرف رخصت کر دیں۔ اس کی نوکری اس حالت میں ہو سکتی ہے کہ حالت

صحت اس کام کے لائق ہو۔ آئندہ آپ جیسا مناسب سمجھیں عمل میں لاویں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ میرے رسالہ کے دیکھنے سے مولوی عبدالجبار بہت برافروختہ ہوئے خداتعالےٰ ان کو حقیقت کی طرف رہبری کرے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ ۳۱ر جنوری ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۴)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل عنایت نامہ پہنچکر موجب خوشی ہوا۔ خداتعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ اور اپنے دین کے لشکر کا **مقدمۃ الجیش** بناوے۔ حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے۔ کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گذرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے۔ اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی۔ اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے۔ جو مسنون ہے اور قرأت میں شائد قل ہو اللہ بمشکل پڑھ سکوں۔ کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔ دوستوں کی غائبانہ دعا مستجاب ہوا کرتی ہے۔ آنمکرم اس عاجز کے حق میں دعا کریں۔ شیخ شہاب الدین بہت مسکین

آدمی ہے۔ اس کی ملازمت کے لئے ضرور فکر فرماویں۔ باپ بڈھا آپ کمزور۔ گھر میں کھانے کے لئے نہیں۔ اگر آپ ایسا فرماویں۔ تو میں آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ر فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۵)

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ عاجز لودہانہ کیطرف جانے کو تیار ہے۔ ہر روز آنمکرم کے مضمون کی انتظار رہتی تھی۔ کل مولوی محمد حسین صاحب کا خط آیا ہے۔ اور آپ کی نسبت لکھا تھا۔ کہ وہ ناراض ہو گئے ہیں یعنی اس عاجز کی وجہ سے۔ آج میں نے انہیں لکھا ہے۔ کہ آپ اوّل ملاقات کریں۔ اور رسالوں کو دیکھیں۔ ہر دو رسالے میں نے اپنی طرف سے ان کے پاس بھیجدیئے ہیں۔ اور شائد وہ ملاقات کریں۔ نواب محمد علیخاں صاحب اب تک قادیان میں ہیں۔ آپ کا بہت ذکر خیر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ مجھے مولوی صاحب کی کتاب تصدیق دیکھنے سے بہت فائدہ ہوا۔ اور بعض ایسے عقدہ حل ہو گئے۔ جنکی نسبت ہمیشہ مجھے دغدغہ رہتا تھا۔ وہ ازبس آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ میں نے انہیں کہا ہے۔ کہ اب تو وقت تنگ ہے۔ یقین ہے۔ کہ لودہانہ میں یہ صورت نکل آئے گی۔ یہ شخص جوان صالح ہے۔ حالات بہت عمدہ معلوم ہوتے ہیں۔ پابند نماز اور نیک چلن ہے۔ اور نیز معقول پسند۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴ر فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۶)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ایک خط حافظ محمد یوسف صاحب کا پہنچا ارسال خدمت ہے۔ اس عاجز کی رائے میں لاہور کے جلسہ میں جانے میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ اس کے غیر مضر ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ عاجز پیر کے دن ۹ر مارچ ۱۸۹۱ء کو معہ اپنے عیال کے لودہانہ کی طرف جائیگا۔ اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے۔ اور اس عاجز کی مرض اعصابی ہے۔ سرد ہوا اور بارش سے بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کسی صورت سے اس قدر تکلیف اٹھا نہیں سکتا۔ کہ اس حالت میں لدھیانہ پہنچکر پھر جلدی لاہور میں آوے۔ طبیعت بیمار ہے۔ لاچار رہوں۔ اسلئے مناسب ہے۔ کہ اپریل کے مہینہ میں کوئی تاریخ مقرر کی جاوے۔ اور اشتہارات شائع کئے جائیں۔ اور بعض صلحا اور جملہ علما و فقرا اس میں جمع کئے جاویں۔ یہ عاجز بھی آپ کی رفاقت میں حاضر ہو سکتا ہے۔ امید کہ اپریل کے مہینہ میں موسم اچھا نکل آئے گا۔ سردی سے آرام ہوگا۔ اور اگر خدا تعالےٰ نے چاہا۔ تو بہ نسبت حال کے طبیعت بھی اس عاجز کی اچھی ہوگی۔ آنمکرم کی طرف اگر خط آیا ہو۔ تو بھی جواب لکھدیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ اشتہارات اور خط میاں عبدالحق صاحب و مولوی عبدالرحمان صاحب کے ساتھ بھی فیصلہ ہو جائے اور مباہلہ بھی ہو جاوے۔ تا دوسری مرتبہ نہ آنا پڑے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم (ـ) نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۷)

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عبدالحق غزنوی کا جواب

آج ایک اشتہار از طرف میاں عبدالحق صاحب غزنوی جو جماعت مولوی عبدالجبار صاحب میں سے ہے پہنچا جس میں وہ اپنے الہام ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص یعنے یہ عاجز جہنمی ہے۔ سیصلی نارًا ذات لہب اور دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس گناہ سے کہ مثیل مسیح ہونے کا کیوں دعویٰ کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس اشتہار کے بہت سے پرچے انہوں نے امرتسر میں تقسیم کئے ہیں۔ امید کہ کوئی پرچہ آپ کی خدمت میں پہنچا ہوگا۔ درحقیقت یہ اشتہار مولوی عبدالجبار صاحب کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں۔ جو شاگرد کی طرف سے مشہور کئے گئے ہیں۔ اس میں مباہلہ کی بھی وہ درخواست کرتے ہیں۔ اور اگرچہ اس میں تحقیر اور استہزاء کے طور پر کئی لفظ بھرے ہوئے ہیں۔ مگر میں نے ان سے قطع نظر کر کے اصلی سوال کا جواب دیدیا ہے۔

محمد حسین کی مخالفت کا ارادہ

مولوی محمد حسین کا بھی خط آیا تھا۔ کہ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے لکھو کہ ایسا دعویٰ کیا ہے یا نہیں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ حقیقت میں یہی دعویٰ ہے۔ اس لئے ہاں کے ساتھ جواب دیا گیا۔ مجھے آپ کے اوراق کا انتظار ہے۔ اور رسالہ ازالہ اوہام کے ختم ہونے کے لئے بھی انتظار رہتا ہے۔ آپ ان تمام پہلوؤں کے لحاظ سے جواب دیں۔ میری

طبیعت اکثر علیل رہتی ہے ۔ دوران سر بہت رہتا ہے ۔ کبھی کبھی دورہ درد سر ہو جاتا ہے ۔ اس لئے کوئی محنت کا کام نہیں ہو سکتا ۔ خدا جانے ان رسالوں کا کام کیونکر ہو گیا ۔ ورنہ میری حالت اس لائق نہیں ۔ شہاب الدین انتظار میں بیٹھا ہے ۔ اگر اشارہ ہو تو بھیجدوں ۔ آپ کا پرانا نیاز مند فتح محمدؐ مدت سے امیدوار ہے ۔ اس کی طرف بھی توجہ فرما دیں ۔ محمدؐ بیگ کے مرض کی کیا صورت ہے ۔ مولوی غلام علی صاحب کی طبیعت اب کیسی ہے ۔ ایک دن بعض شریر لوگوں نے سخت غم میں مجھے ڈال دیا کہ مولوی غلام علی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ۔ پھر فتح محمدؐ کے خط آنے پر تسلی ہوئی ۔ والسلام

غلام احمدؐ عفی عنہ ۹ر فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۸)

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ۔ آنمخدوم کے دو ورقہ کے انتظار ہے ۔ تا رسالہ ازالہ اوہام کا طاقہ طبع ہو کر شائع کیا جائے ۔ امرتسر کے غزنوی مولوی صاحبوں نے سنا گیا ہے ۔ کہ بہت شور کیا ہے ۔ یہ بھی خبر سنی ہے ۔ کہ مولوی عبدالرحمٰن لکھو کے والے مولوی محمدؐ صاحب کے جو صاحبزادہ ہیں ۔ انہوں نے کچھ اپنے الہامات لکھ کر بجواب خط اخویم عبدالواحد صاحب جموں روانہ کئے ہیں ۔ حامد علی ان الہامات کو سُن آیا ہے ۔ مگر وہ اس کو یاد نہیں رہے ۔ ایسے الفاظ ان میں ہیں ۔ کہ ضلّوا واضلّوا اگر عبدالواحد صاحب نے آں مخدوم کو ان سے اطلاع دی ہو تو مطلع فرما دیں ۔

نواب محمدؐ علی خان صاحب کی آمد چند روز سے نواب محمدؐ علی خان صاحب رئیس کوٹلہ قادیان

میں آئے ہوئے ہیں ۔ جوان صالح الخیال مستقل آدمی ہے ۔ انٹرس تک تحصیل انگریزی بھی ہے ۔ میرے رسالوں کو دیکھنے سے کچھ شک وشبہ نہیں کیا ۔ بلکہ قوت ایمانی میں ترقی کی ۔ حالانکہ وہ دراصل شیعہ مذہب ہیں ۔ مگر شیعوں کے تمام فضول اور ناجائز اقوال سے دست بردار ہو گئے ہیں ۔ صحابہ کی نسبت اعتقاد نیک رکھتے ہیں ۔ شائد دو روز تک اور اسی جگہ ٹھہریں ۔ مرزا خدا بخش صاحب ان کے ساتھ ہیں ۔ الحمد للّٰہ اس شخص کو خوب مستقل پایا اور دلیر طبع آدمی ہے ۔

شہاب الدین کی نسبت کیا تجویز ہے ؟ یہ عاجز دس روز تک لودہانہ جانے والا ہے میرے ساتھ بعض تعلق رکھنے والے رسالوں کو پڑھ کر بڑی استقامت ظاہر کر رہے ہیں ۔ اس وقت مجھے یہ تمام لوگ اس الہام کا مصداق ٹھہراتے ہیں ۔ جو صد ہا مرتبہ ہو چکا ہے ۔ یعنی یہ کہ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ۔ ابھی سے عقلی طور سے فوقیت ظاہر ہے ۔ کہ جب وہ مخالفوں کے روبرو تقریر کرتے ہیں ۔ تو انہیں لاجواب ہونا پڑتا ہے ۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ ۱۲ر فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۹)

محبی مخدومی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ،

مولوی محمدؐ حسین کا مخالفانہ اعلان اور حضرت مسیح موعود کا اپنی صداقت پر بصیرت افروز بیان آج مولوی محمدؐ حسین صاحب نے صاف طور پر مخالفانہ خط بھیجدیا

ہے ۔ جو آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں ۔ الحمد للہ والمنت کہ ہر ایک قسم کے علماء و امراء و عقلاء میں سے خدا تعالےٰ نے آپ کو چن لیا ۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔ اس عاجز نے آپ کا مضمون غور سے پڑھا ۔ بہت عمدہ ہے ۔ انشاء اللہ القدیر وہ تمام مضمون میں اسی رسالہ میں چھاپ دوں گا ۔ خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے ۔ ہماری مدد کریگا ۔ ایک عجیب بات یہ ہے ۔ کہ کل پرانے کاغذات میں سے اتفاقًا ایک پرچہ نکلا ہے ۔ جس کے سر پر ۵ رجنوری ۱۸۸۸ء لکھا ہوا تھا ۔ اس میں یادداشت کے طور پر ایک خواب اس عاجز نے لکھی ہوئی ہے ۔ جس کا یہ مضمون تھا ۔ کہ مولوی محمد حسین نے ایک مخالفانہ مضمون چھپوایا ہے ۔ اور اس عاجز کی نسبت اس کی سرخی یہ رکھی ہے ۔ کہ کمینہ معلوم نہیں ۔ اس سے کیا مراد ہے ۔ میں نے وہ مضمون دیکھ کر انہیں کہا ۔ کہ میں نے آپ کو منع کیا تھا ۔ آپ نے اس مضمون کو کیوں چھپوایا ۔

میرے نزدیک وہ نالائق جوش دکھلائیں گے ۔ انہیں بہت کچھ اپنی علمیت پر ناز ہے مگر میں آپ کے لئے دعا کروں گا ۔ اور آپ کو اس کے رد کے لئے تکلیف دوں گا ۔ خدا تعالےٰ بلاشبہ آپ کی مدد کرے گا ۔ باقی سب خیریت ہے ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۹ رفروری ۱۸۹۱ء

نوٹ ۔ یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیحیت کے آغاز میں لکھا ہو مولوی محمد حسین بٹالوی نے مخالفت کا کھلا کھلا الٹی میٹم دیا ۔ اور آپ نے اس کی اطلاع حضرت حکیم الامۃ کو دی ۔ اور ساتھ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کا بصیرت افروز یقین دلایا ۔ اور اپنی ایک پرانی رؤیا کا حوالہ دیا ہے ۔ اس وقت چونکہ آپکے مکاشفات اور ملہمات چھپا کرتے تھے ۔ مگر یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے ۱۸۸۸ء میں جو مولوی محمد حسین کی

ارادت اور عقیدت کا عہد تھا ۔ اور وہ براہین احمدیہ پر نہایت اعلیٰ ریویو شایع کر چکا تھا ۔ اس وقت خدا تعالےٰ نے آپ کو بتایا ۔ کہ یہ شخص مخالفت کرے گا ۔ اور نہایت گندی مخالفت کرے گا ۔ اس خواب سے آپ نے خود مولوی محمد حسین صاحب کو بھی اطلاع دی تھی ۔ چنانچہ آپ کے مکتوبات بنام مولوی محمد حسین جو میں نے چھاپے ہیں ۔ اس میں صفحہ ۴ پر بھی یہ چھاپا گیا ہے ۔ یہ خدا تعالےٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے ۔ جس میں مولوی محمد حسین کی مخالفت اور اس کی مخالفت کا نہایت ذلیل پہلو بھی دکھا دیا گیا تھا ایک اور امر بھی اس مکتوب سے مکشوف ہوتا ہے ۔ کہ یہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی ذات اور ہستی کو درمیان میں نہیں رکھتے ۔ اور اپنی کسی طاقت اور علم پر اعتماد نہیں رکھتے ۔ بلکہ خدا تعالےٰ ہی کی تائید اور نصرت پر انہیں ایمان ہوتا ہے ۔ اگرچہ حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ مولوی محمد حسین کے رد کے لئے آپ کو تکلیف دوں گا ۔ مگر کبھی ایک دن اور ایک لحظہ بھی آپ پر نہ آیا ۔ کہ آپ نے ان کو تکلیف دی ہو ۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے آپ پر وہ حقائق اور معارف کھول دیئے ۔ کہ بڑے بڑے علوم کے مدعی حیران اور پریشان رہ گئے ۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۷)

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ ایک خط مولوی محمد حسین صاحب کا محض آپ کی اطلاع کے لئے ارسال خدمت کرتا ہوں ۔ الحمد للہ مولوی صاحب کی نسبت اس عاجز کی فراست صحیح نکلی ۔ یہ عاجز پختہ ارادہ رکھتا ہے ۔ اگر خدا تعالےٰ

چاہیے۔ تو ۲؍ مارچ ۱۸۹۱ء کو یہاں سے روانہ ہو کر ۳؍ مارچ ۱۸۹۱ء کو لودہانہ میں پہنچ جائے۔ اخویم حکیم فضل دین صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا۔ کہ آنمکرم غالباً لاہور میں تشریف لائیں گے۔ آں کرم اطلاع دیدیں۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب خط کو چھپوا دیں۔ اور کچھ آپ بھی لکھدیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔

نوٹ۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ اواخر فروری ۱۸۹۱ء کا مکتوب ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۱۷)

مولوی نذیر حسین دہلوی کے ابتدائی ایام

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچکر موجب مسرت و فرحت ہوا۔ اگرچہ اس عاجز کی طبیعت صحت پر نہیں۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ بیمار نہ ہو جاؤں۔ لیکن اگر آنمکرم مصلحت دیکھتے ہیں۔ تو میں لاہور میں حاضر ہو سکتا ہوں۔ میرے خیال میں کوئی عمدہ نتیجہ ایسے مجمع کا نظر نہیں آتا۔ اناعلیٰ علم من عنداللہ وھم علےٰ رای من انفسھم ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ ان کے خیالات پیش کردہ معلوم کر کے ان کے رفع دفع کیلئے کچھ اور بھی ازالہ اوہام میں لکھا جائے۔ مگر یہ بھی غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ عاجز ازالہ اوہام میں بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ بہرحال اگر آں مخدوم مصلحت وقت سمجھیں۔ تو میں حاضر ہو سکتا ہوں۔ بشرطیکہ طبیعت اس دن علیل نہ ہو۔

غزنوی فتنہ اور مباہلہ کا مطالبہ میاں عبدالحق صاحب نے جو پنجاب اور ہندوستان میں

بھی مولوی عبدالجبار صاحب شایع کئے ہیں۔ جن میں مباہلہ کی درخواست ہے۔ ان اشتہارات سے لوگوں پر بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ سو میں چاہتا ہوں۔ کہ مباہلہ کا بھی ساتھ ہی فیصلہ ہو جائے۔ اور ان کے **الہامات کا فیصلہ خدا تعالےٰ آپ کر دیگا۔** اس جلسہ کی بنا سید فتح علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ اور وہ بہرحال ۲۰؍ مارچ ۱۸۹۱ء کو حج کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ اور گیارہ مارچ تک ہم کسی صورت میں پہنچ نہیں سکتے۔ اگر یہ فتح علی شاہ صاحب دس دن اور ٹھہر جائیں۔ تو اکیس مارچ ۱۸۹۱ء تک یہ عاجز بآسانی امرتسر میں آسکتا ہے۔ آئیندہ جیسی مرضی ہو۔

مفتی فضل الرحمان کے متعلق الہام آنمخدوم کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ اگر فرصت ہو اور ملاقات اسی جگہ ہو جائے تو نہایت خوشی کا موجب ہوگا۔ مفتی فضل الرحمٰن کی نسبت اس عاجز کو پہلے سے ظن نیک ہے۔ ایک دفعہ اس کی نسبت سیشہد لی کا الہام ہو چکا ہے۔ بعد استخارہ مسنونہ اگر اسی تجویز کو پختہ کر دیں۔ تو میں **بالطبع پسند کرتا ہوں۔ قرابت اور خویش بھی ہے۔ جوان ہے۔**

عبدالحق غزنوی اور عبدالرحمٰن لکھوکے کے متعلق خدائی فیصلہ پر یقین مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور میاں عبدالحق صاحب کے معاملہ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ **خدا تعالےٰ خود فیصلہ کر دیگا۔** یہ عاجز ایک بندہ ہے۔ فیصلہ الٰہی کی انتظار کر رہا ہوں۔ خدا تعالےٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔ بڑی خوشی ہوگی۔ اگر آنمخدوم لودہانہ میں تشریف لاویں پھر ضروری امور میں مشورہ کیا جائے گا۔ ۹؍ مارچ ۱۸۹۱ء

نوٹ۔ اس مکتوب میں جن سید فتح علی شاہ صاحب کا ذکر ہے۔ وہ لاہور کے باشندے

اور محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ خان بہادر بھی تھے۔ خاکسار عرفانی ذاتی طور پر انہیں جانتا ہے۔ اس لئے کہ جب وہ محکمہ نہر میں داخل ہوا ہے۔ تو شاہ صاحب اس کے افسر تھے مگر مخلصانہ تعلقات رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں بہت حسن ظن تھا۔ اور محبت رکھتے تھے۔ یہ دراصل ایک مجمع احباب تھا۔ مرزا امان اللہ صاحب۔ منشی امیر الدین۔ منشی عبدالحق۔ بابو الٰہی بخش۔ حافظ محمد یوسف۔ منشی محمد یعقوب صاحب وغیرہم۔ یہ سب کے سب اہلحدیث تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ انہیں قبل از دعویٰ مسیحیت ارادت تھی۔ آپ کی خدمات دین کے بدل معترف اور ان میں مالی نصرت اور اشاعت میں حصہ لیتے تھے۔ دعویٰ مسیحیت پر بھی ان کے حسن ظن میں فرق نہیں آیا۔ لاہور میں مخالفت کا زور تھا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی اس با اثر جماعت کے جاتے رہنے کا صدمہ تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے چاہا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب سے حضرت حکیم الامت کی گفتگو ہو جائے۔ یہ واقعات انشاء اللہ القدیر میں سوانح حضرت میں لکھوں گا۔ اس جلسہ احباب میں شمولیت کے لئے حضرت حکیم الامت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جوان ایام میں لودہانہ مقیم تھے لکھا تھا۔ مولوی صاحب لاہور گفتگو کر کے لودہانہ چلے گئے تھے۔ اور ان احباب کی اجازت سے گئے تھے مگر مولوی محمد حسین نے فرار کا تار دیدیا۔ غرض یہ بہت بڑے معرکہ کا مجمع تھا۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے رشتہ نکاح کے متعلق حضرت مولوی صاحب نے مشورہ پوچھا تھا۔ اور یہ تحریک دراصل ۱۸۸۸ء سے ہوئی تھی۔ اور مفتی صاحب کو لے کر حکیم فضل دین صاحب یہاں قادیان آئے تھے۔ اور ایک اور امیدوار خادم حسین نام کو بھی لائے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے متعلق مشورہ دیا۔ اور الہام الٰہی نے اس کی

تائید فرمائی۔ حضرت اپنی زندگی کی آخری ساعت تک مفتی صاحب سے بہت خوش رہے اور وہ آخری ایام میں آپ کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (عرفانی)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۷۲)

منشی جلال الدین صاحب کے صاحبزادہ کی سفارش

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منشی جلال الدین نام بعہدہ میر منشی ملازم ہیں۔ اور مجھ سے خاص طور پر محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ اور درحقیقت ان احباب میں سے ہیں۔ جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے للّٰہی محبت اس عاجز کی نسبت بٹھادی ہے۔ انہوں نے میرے بڑی امید سے یہ درخواست کی ہے۔ کہ آپ کی سعی اور کوشش سے ان کا صاحبزادہ کہ لائق اور سعید اور نجیب طبع ہے۔ کسی عمدہ نوکری پر ملازم ہو جائے۔ لہٰذا مکلف ہوں۔ کہ اگر آپ خاص توجہ کی گنجائش رکھتے ہوں۔ تو وہ اس غرض کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ امید کہ آپ براہ راست منشی صاحب موصوف کے پاس اس کا جواب بھیجیں گے۔ اور پتہ یہ ہے۔ چھاؤنی ملتان رجمنٹ ۱۲ منشی جلال الدین صاحب ذریشی ۞

شیخ عبدالرحمٰن صاحب نو مسلم لڑکا ایک ہفتہ سے میرے پاس ٹھہرا ہوا ہے اس کی طرف سے یہ آپ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اگر دو چار روز تک آپ نے لودہانہ میں تشریف لانا ہو۔ تو وہ اسی جگہ ٹھہرے ورنہ جموں میں آ جاوے ۞

مولوی محمد احسن صاحب کا خط بھوپال سے آیا ہوا ہے۔ معہ خط مولوی محمد حسین صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ یہ مولوی محمد احسن مستقل آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اور اخلاص ان کے ہر ایک خط سے ظاہر ہو رہا ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ر مارچ ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۳۷)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مہربانی نامہ آنکرم پہنچکر بمژدہ افاقہ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ خدا تعالےٰ آپ کو پوری صحت بخشے۔ آپ ایک حقانی جماعت کے لئے مخلصانہ جوش اور ہمت اور استقامت میں ایک ایسا نمونہ ہیں۔ جس کی دوسروں کو پیروی کرنی چاہیئے۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض فارجوا ان یتمتع اللہ المسلمین بطول حیاتکم مولوی محمد احسن کی جس قدر تحریریں بھوپال سے پہنچی ہیں۔ ان میں اخلاص پایا جاتا ہے۔ اور وہ مدت سے اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ آنکرم بے شک مفصل خط انکی طرف لکھیں۔ آنکرم کی نوکری ہمارے ہی کام آتی ہے۔ ظاہر اس کا دنیا اور باطن سراسر دین ہے۔ اگرچہ بظاہر صورت تفرقہ میں ہے۔ مگر انشاء اللہ القدیر اس میں جمعیت کا ثواب ہے۔ اور انشاء اللہ القدیر ذریعہ بہت سے برکات اور خوشنودی مولیٰ کا ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ نے جو حکیم وعلیم ہے۔ بعض مصالح کے رُو سے اس مقام میں آپ کو متعین فرمایا ہے۔ پس قیام فی ما اقام اللہ ضروری ہے۔ اس راہ سے

آپ کو فیض رحمانی پہنچیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ٭

جس وقت خدا تعالےٰ پورے طور پر آرام وصحت عطا فرماوے۔ اگر رخصت مل سکے۔ تو تشریف لاویں ٭

محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے۔ آنکرم کو معلوم ہوگا۔ کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت اور کینہ رکھتا ہے۔ اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی۔ چونکہ خدا تعالےٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوشش مخالفت ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں۔ کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے۔ کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نرمی کارگر نہیں ہوگی۔ ویفعل اللہ ما یشاء۔ لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں۔ کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے ادفع بالتی ھی احسن کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کئی خط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرا دیں۔ آپ براہ مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھا دیں۔ کہ تیری نسبت انہوں نے بہت کچھ سفارش لکھی ہے۔ اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت کچھ فرق نہ ہوگا۔ غرض آنکرم میری طرف سے اس کے ذہن نشین کر دیں۔ کہ وہ تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔

اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں ٭

اخویم منشی مولوی عبد الکریم صاحب کی بہت انتظار ہے۔ دیکھیں کب تشریف لاتے

ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد از لودھیانہ محلہ اقبال گنج ۔
۲۱ مارچ ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۴۷)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ چونکہ مخالف الرائے لوگوں نے علانیہ اور بالجہر اس عاجز کی اہانت اور تحقیر اور تکفیر کی غرض سے جا بجا خطوط بھیجے ۔ اور اشتہارات جاری کئے اور خلاف واقع باتیں ہر ایک مجلس میں سنائیں اور مشہور کیں ۔ اس لئے اس فتنہ کے تدارک کے لئے کوئی کم اور مخفی جلسہ علماء کا ہرگز مفید نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ جیسا کہ یہ بات عوام تک پہنچائی گئی ہے ۔ اور ہر ایک قوم میں علانیہ طور پر بے جا الزاموں کے ساتھ شہرت دی گئی ہے ۔ اسی طرح سے یہ ایک کھلا کھلا جلسہ چاہیئے ۔ جس میں ہر ایک گروہ کے آدمی موجود ہوں ۔ اور بمقام امرت سر ہو ۔ جہاں سے یہ فتنہ اٹھا ہے ۔ لہٰذا اس عاجز نے اس جلسہ کے لئے ۲۳ مارچ ۱۸۹۱ء مقرر کر دی ہے ۔ جلسہ امرت سر میں ہوگا ۔ اور پہلے سے عام طور پر اشتہارات جاری کر دیئے جائیں گے ۔ اس جلسہ پر آپ کا آنا ضروری ہے ۔ اگر اب آپ تشریف نہ لاویں ۔ تو اتنا حرج نہیں ۔ مگر ۲۳ مارچ ۱۸۹۱ء کو بمقام امرت سر آپ کا آنا ضروری ہوگا ۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۷۵)

علامات کی قوت ایمانی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ محبت نامہ جو آنمخدوم کے مرتبہ یقین اور اخلاص اور شجاعت اور للّہی زندگی پر ایک محکم دلیل اور حجت قویہ تھا ۔ پہنچکر باعث انشراح خاطر و سرور و ذوق ہوا ۔ بلاشبہ اس درجہ کی قوت و استقامت و جوش و ایثار جان و مال شدہ اس چشمہ صافیہ کمال ایمانی سے نکلتا ہے ۔ جس میں چمکتا ہوا یقین اس امر کا پورے زور کے ساتھ موجود ہوتا ہے کہ خدا ہے اور وہ صادقوں کے ساتھ ہے ۔

اس عاجز نے ارادہ کیا تھا ۔ کہ بلا توقف جناب الٰہی میں اس بارہ میں توجہ کروں ۔ لیکن دورہ مرض اور ضعف دماغ اور ایک امر پیش آمدہ کی وجہ سے اس میں تاخیر ہے ۔ اور امید رکھتا ہوں ۔ کہ جس وقت خدا تعالیٰ چاہے مجھے اس توجہ کے لئے توفیق بخشی جائے گی ۔ اوّل حضرت احدیت جل شانہ سے اجازت لینے کے لئے توجہ کی جائے گی ۔ پھر بعد اس کے بعد تعیینہ شرائط فریقین امر خارق عادت کے لئے توجہ ہوگی ۔ یہ بات مسلم اور واضح رہے ۔ کہ راستباز انسان کیلئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے ۔ الکرامات ثمرۃ المجاہدات ۔ علالت طبع بہت حرج انداز ہے ۔ اگر یہ مقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا ۔ تو یقین تھا ۔ کہ تھوڑے دن کافی ہوتے ۔ مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی ۔ اور ادنیٰ درجہ کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے ۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو طلب

الکرامات ثمرۃ المجاہدات

حق ہو گی۔ تو وہ تین باتیں بآسانی قبول کریں گے ؏

[illegible]

(۱) اول یہ کہ سیعاد توجہ یعنے وہ سیعاد جس کے اندر کوئی امر خارق عادت ظاہر ہونے والا ہے از دنوع بتلایا جاوے۔ اس کے موافق ہو۔ جو خدا تعالےٰ ظاہر کرے۔

(۲) دوم جو امر ظاہر کیا جائے۔ یعنی منجانب اللہ بتلایا جاوے۔ اس کی اس سیعاد کی انتظار کریں۔ جو من جانب اللہ مقرر ہو۔ ہاں سیعاد ایسی چاہیئے جو معاشرت کے عام معاملات میں قبول کے لائق سمجھی گئی ہو۔ اور عام طور پر لوگ اپنے کاموں میں ایسی سیعادوں کے انتظار کے عادی ہوں۔ اور اپنے مالی معاملات کو ان سیعادوں پر چھوڑتے ہوں۔ یا اپنے دوسرے کاروبار ان سیعادوں کے لحاظ سے کرتے ہوں۔ اس سے زیادہ نہ ہو ؏

(۳) امر خارق عادت پر کوئی ناجائز اور بے سود شرطیں نہ لگائی جائیں۔ بلکہ خارق عادت صرف اسی طور سے سمجھا جائے۔ جو انسانی طاقتیں اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ مگر یہ سب اس وقت سے ہوگا۔ کہ جب پہلے اجازت الٰہی اس بارے میں ہو جائے آپ کی ملاقات کے لئے دل بہت جوش رکھتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ ہم آنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ تشریف لاویں تو یہ سب باتیں زبانی مفصل طور پر بیان کی جائینگی عبدالرحمٰن لڑکا بھی آپ کے انتظار میں مدت سے بیٹھا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب منتظر ہیں۔ آپ ضرور مطلع فرماویں۔ کہ آپ کب تک تشریف لاویں گے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۱۳؍ مارچ ۱۸۹۱ء

نوٹ:۔ جموں میں ایک ڈاکٹر جگن ناتھ تھے۔ انہوں نے حضرت حکیم الامت کے ذریعہ حضرت اقدس سے نشان دیکھنا چاہا تھا۔ مگر پھر وہ مقابلہ کے لئے قائم نہ رہا (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۶۷)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچکر موجب تسلی ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب زبان درازی میں بہت ترقی کر گئے ہیں۔ اللہ جلشانہ ان کے فاسد ارادوں سے خلق اللہ کو بچا وے۔ یہ عاجز اس وقت بباعث شدت ضرورت خرچ اور ایک طرف تقاضا مطبع اور کاپی نویسوں کے حیران ہے۔ آخر سوچا کہ آنمکرم کو تکلیف دوں آں مکرم نے تجویز چندہ ماہواری کو اس عاجز پر ڈالا تھا۔ اور اب تک بباعث شرم خود تجویزی کے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن اب مجھے خیال آیا۔ کہ باوجود آنمکرم کے اخلاص اور محبت کے جو خدا تعالےٰ نے آپ کو عنایت فرمائی ہے۔ کوئی وجہ

چندہ ماہواری

نہیں۔ کہ زیادہ تامل کیا جاوے۔ اس لئے میری دانست میں بشرطیکہ آپ پر بار نہ ہو۔ اور آسانی سے ایفا ہو سکے۔ اور کچھ ہرج نہ ہو۔ بیس روپیہ ماہواری آپ سے چندہ لیا جائے۔ سو میں چاہتا ہوں۔ کہ آنمکرم سو روپیہ کا ہر طرح بندوبست کر کے پانچ ماہ کا چندہ مجھے بھیجدیں۔ یکم مارچ ۱۸۹۱ء سے یہ چندہ آپ کے ذمہ ہوا۔ اور جولائی کے آخیر تک اس پیشگی چندہ کا روپیہ ختم ہو جائے گا۔ اور پھر ماہواری چندہ ارسال فرمایا کریں۔ محض شدید ضرورت کی وجہ سے مکلف ہوں۔

ڈاکٹر جگن ناتھ کو جواب

ڈاکٹر صاحب کا خط پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب ایسے امور کے دکھلانے کے لئے مجھے مجبور کرتے ہیں۔ جو میرالو تقلب

شہادت نہیں دیتا۔ کہ میں ان کے لئے جناب الہٰی میں دعا کروں۔ گو یہ عاجز خدا تعالےٰ کی قدرتوں کو غیر محدود جانتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتا ہے۔ کہ ہر ایک قدرتی کام وابستہ باوقات ہے۔ اور جب کسی امر کے ہو جانے کا وقت آتا ہے۔ تو اس امر کے لئے دل میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور امید بڑھ جاتی ہے۔ اور آپ ایسی باتوں کی طرف جو ڈاکٹر صاحب کا منشاء ہے۔ کہ کوئی مردہ زندہ ہو جائے۔ یا کوئی مادرزاد اندھا اچھا ہو جائے پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ خواہ مردہ زندہ ہو۔ اور خواہ زندہ مر جائے۔ یہی بات پہلے بھی میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں لکھی تھی۔ کہ آپ صرف یہی شرط رکھیں۔ کہ ایسا امر ظاہر ہو۔ کہ جو انسانی طاقتوں سے برتر ہو۔ اور کچھ شک نہیں۔ کہ جو امر انسانی طاقتوں سے برتر ہو وہی خارق عادت ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے خواہ نخواہ مردہ وغیرہ کی شرطیں لگا دی ہیں۔ اعجازی امور اگر ایسے کھلے کھلے اور اپنے اختیار میں ہوتے۔ تو ہم ایک دن میں گویا تمام دنیا سے منوا سکتے ہیں لیکن اعجاز میں ایک ایسا امر مخفی ہوتا ہے۔ کہ سچا طالب حق سمجھ جاتا ہے۔ کہ یہ امر منجانب اللہ ہے۔ اور منکر کو عذرات رکیکہ کرنے کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے کیونکہ دنیا میں خدا تعالےٰ ایمان بالغیب کی حد کو توڑنا نہیں چاہتا۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نے مردے زندہ کئے۔ اور وہ مردے دوزخ یا بہشت سے نکل کر اپنا حال سناتے ہیں۔ اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ ہم تو عذاب و ثواب کا کچھ دیکھ آئے ہیں۔ ہماری گواہی مان لو۔ کہ یہ خیالات لغو ہیں۔ بیشک خوارق ظہور میں آتے ہونگے۔ مگر اس طرح نہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ بنجائے

یہی وجہ ہے۔ کہ بعض حضرت عیسےٰ سے منکر رہے۔ کہ اور معجزہ مانگتے رہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی ان کو جواب نہ دیا۔ کہ ابھی تو کل میں نے تمہارا باپ زندہ کر کے دکھلایا تھا اور وہ گواہی دے چکا ہے۔ کہ میں بباعث نہ ماننے حضرت عیسیٰؑ کے دوزخ میں پڑا اگر یہ طریق معجز نمائی کا ہوتا۔ تو پھر دنیا دنیا نہ رہتی۔ اور ایمان ایمان نہ رہتا۔ اور ماننے اور ایمان لانے سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوتا۔ پس جب تک ڈاکٹر صاحب اصول ایمان کے مطابق درخواست نہ کریں۔ میری نظر میں ایک قسم سے وہ ضائع وقت کرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از لودھیانہ۔ محلہ اقبال گنج ۱۲ ؍ اپریل ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۷۷)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حالات طبع کے معلوم کرنے سے طبیعت بہت متردد اور متفکر ہوئی۔ اور غائت درجہ کا قلق اور اضطراب ہے۔ امید کہ بہت جلد مفصل حالات خیریت آیات سے مطلع و مطمئن فرما دیں۔ خدا تعالےٰ آنکرم کو صحت اور عافیت کامل سے رکھ کر آپ کے ہاتھ سے سالہائے دراز تک خدمت دین لیتا رہے اور ایک عالم کو آپ سے متمتع اور مستفیض فرما دیں۔ حالات مزاج سامی سے ضرور جلد اطلاع بخشیں۔ اور مجھے مفصل معلوم نہیں ہوا۔ کہ کس قسم کی بیماری تھی۔ خدا تعالےٰ جلد اس سے شفا بخشے۔ اس جگہ کا حال یہ ہے۔ کہ لوگوں کے زور دینے سے مولوی محمد حسین صاحب بحث کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور ۲۰ ؍ جولائی سے ہر روز

تحریری بحث ہو رہی ہے۔ ابھی تمہیدی مقدمات میں بحث چلی آتی ہے۔ فریقین کی تحریریں پانچ جزو تک پہنچ چکی ہیں۔ ان کی طرف سے سوال یہ ہے۔ کہ کتاب اللہ اور سنت کو واجب العمل سمجھتے ہو یا نہیں۔ اس طرف سے جو واقعی اور تحقیقی جواب ہے دیا گیا ہے لیکن اس بحث کو انہوں نے بہت طول دیدیا ہے۔ اور اس طرف سے بھی مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ جہاں تک طول دیتے جائیں۔ اس کا شافی و کافی جواب دیا جاوے۔ خدا جانے یہ بحث کب اور کس وقت ختم ہو۔ اب مجھے زیادہ تر خیال آپ کی طبیعت کیطرف ہے۔ اور کسی بات کے لکھنے کی طرف دل توجہ نہیں کرتا۔ امید کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ حالت مزاج سے مسرور الوقت فرماویں۔ باقی سب خیریت ہے۔ ازالہ اوہام ابھی طبع ہو کر نہیں آیا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از لودیانہ محلہ اقبال گنج ۲۲ جولائی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۷۸)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پارسل مرسلہ آنمکرم جس میں مشک اور　　تھا پہنچا تھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ کل مولوی محمد حسین کی بحث کا خاتمہ ہو گیا۔ آخر حق بات کے سننے سے مولوی محمد حسین کی قوت سبعیہ بڑے زور سے ظہور میں آئی۔ اگر یہ عاجز اپنی جماعت کے ساتھ جلد تر اس جگہ سے باہر نہ آتا۔ تو احتمال فساد تھا۔ درحقیقت ان کو اشتعال کا سبب یہ ہوا۔ کہ وہ اعتراضات کردہ سے ساکت اور لاجواب ہو گئے۔ اور بحالت لاجواب ہونے کے بجز قوت غضبی سے کام لینے کے اور کیا ان کے

ہاتھ میں تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب و مولوی غلام قادر صاحب نے فریقین کے پرچے لے لئے ہیں۔ آج دونو صاحب اس جگہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جلد ہم جناب مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجیں گے۔ آپ کی علالت طبع کی نسبت بہت متردد و غم تھا۔ آج آپ کے خط کے آنے سے کسی قدر طمانیت ہوئی۔ خدا تعالیٰ جلد تر آپ کو پوری صحت عطا فرماوے۔ والسلام ٭ خاکسار غلام احمد از لودھیانہ۔ اقبال گنج۔ ۳۱ جولائی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۷۹)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ونظر اللہ بنظر الرحمۃ والرضوان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ مشتمل بر ملطفات محبت نامہ پہنچکر باعث انشراح و سرور و ممنونی ہوا۔ آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو خیر و خوشی کے ساتھ جلد ملا دے۔ تعلقات دنیا میں حاسدوں کا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ و لکل مقبل حاسد۔ حمایت و حفاظت الٰہی آپ کے لازم حال رہے۔ بیشک ایسے تعلقات بہت خطرناک ہیں۔ اور ان میں بجز خاص رحمت الٰہی کے انجام خیر کے ساتھ عہدہ برا ہونا بہت مشکل ہے ہمیشہ تضرع اور استغفار حضرت رب کریم کی جناب میں لازم حال ہی رکھیں۔ رفق اور نرمی اور اخلاق میں تو پہلے ہی سے آنمکرم سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ حاسدوں اور دشمنوں سے بھی یہی طریق جاری رہے۔ اور حتی الوسع ریاست

کے کاموں میں بہت دخل دینے سے پرہیز رہے۔ کہ

سلامت برکنار است

کا مقولہ قابل توجہ ہے۔ ازالہ اوہام اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ شاید دس پندرہ روز تک آجاوے گا۔ اس کے نکلنے کے بعد آنکرم کو تکلیف دوں گا۔ کہ اس کا لب لباب نکال کر تشریحات اور ایزادات مناسب کے ساتھ آنکرم کی طرف سے بھی کوئی رسالہ شائع ہو جاوے۔ مولوی محمد حسین صاحب سے جس قدر بحث ہوئی۔ اس عاجز کی دانست میں وہ مصلحت سے خالی نہیں تھی۔ اور امید رکھتا ہوں کہ فریقین کے بیانات شائع ہونے کے بعد انشاء اللہ اس کا بہت نیک اثر دلوں پر پڑے گا۔ یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سید محمد عسکری خانصاحب کی نسبت ابھی کچھ تذکرہ ہوا یا نہیں۔ اور سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۱۶ ر اگست ۱۸۹۱ء

نوٹ:۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مکتوب میں ظاہر کیا ہے۔ اس مباحثہ لودھیانہ کی اشاعت کے بعد سلسلہ کی جو ترقی ہوئی وہ ظاہر امر ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۰)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اس جگہ تا تحریر ہذا بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے خیریت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھکر اپنی رحمت خاص کا مورد کرے۔ رسالہ ازالہ اوہام کے اصل

مضامین تو طبع ہو چکے ہیں۔ مولوی محمد حسین کے اشتہار کی نسبت جو ایک مضمون چھپنے کے لئے دیا گیا ہے۔ وہ شاید چند روز تک چھپ کر رسالہ ازالہ اوہام کے ساتھ ہی شائع ہو۔ لاہور کے بعض معزز ارکان نے چھ سات خط علماء کی طرف لکھے ہیں۔ کہ تا وہ اگر حضرت مسیح کی وفات و حیات کی نسبت مباحثہ کریں۔ دیکھیں کیا جواب آتے ہیں۔ اس عاجز کی مرضی ہے۔ کہ رسالہ ازالہ اوہام کے نکلنے کے بعد کل متفرق فوائد اور نکات اس کے ایک جگہ جمع کریں۔ اور پھر ان کے ساتھ ان سوالات کا جواب شامل کرکے جو مخالفین نے اپنی تالیف میں لکھے ہوں۔ کہ رسالہ احسن ترتیب کے شائع کر دیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مخالفین کی طرف سے شاید واللہ اعلم صدہا رسالے شائع ہونگے۔ اور چار تو شائع ہو چکے ہیں۔ جن کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ کوئی ایسی بات ان میں نہیں۔ جس کا جواب رسالہ ازالہ اوہام میں نہ دیا گیا ہو۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ محلہ اقبال گنج ۳۰ ر اگست ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۱)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ چونکہ اس جگہ کے علماء نے حد سے زیادہ شور و غوغا کیا ہے۔ اور تمام دہلی میں ایک طوفان کی صورت پیدا کر دی ہے۔ لہذا مولوی نذیر حسین صاحب سے درخواست کی گئی۔ ایک جلسہ عام کرکے ۱۸ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء روز اتوار کو اس عاجز سے بحث کرلیں۔ ابھی تک ان کی طرف سے جواب نہیں آیا۔ لیکن بہرحال بحث ہو گی۔ اور اگر بالکل

گریز کر جائیں گے۔ تو پھر اپنے طور پر لوگوں کو جمع کر کے مفصل تقریر سنائی جائے گی۔ لہذا مکلف ہوں۔ کہ آنمکرم جس طرح ممکن ہو۔ ۱۵ر اکتوبر ۱۸۹۱ء سے پہلے تشریف لاویں۔ ۱۸ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اتوار کا دن ہوگا۔ اور سب ملازم غیر ملازم فرصت کامل رکھتے ہونگے۔ لہذا یہی تاریخ بحث کے لئے مقرر کی گئی۔ آنمکرم جس طرح ممکن ہو۔ دس روز کی رخصت حاصل کر کے تشریف لاویں۔ تین روز تو آمد و رفت میں خرچ ہو جائیں گے۔ اور سات روز اس جگہ تشریف رکھیں۔ اور مبلغ بیس روپیہ مرسلہ آنمکرم آج پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء۔ اگر حکیم فضل دین صاحب اور کوئی دوسرے دوست بھی اپنی خوشی سے تشریف لا سکتے ہوں۔ تو بہتر ہے۔ کیونکہ اس وقت میں جس قدر ہماری جماعت موجود ہو۔ اسی قدر خوب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از دہلی بازار بلیماراں۔ کوٹھی نواب لوہارو

مکرر یہ کہ اول تو امید ہے۔ کہ فریق مخالف بحث کرینگے۔ اور اگر انہوں نے عمداً گریز کی تو ہماری طرف سے ایک وسیع مکان میں بطور وعظ مفصل بیان ہوگا۔ اوّل انشاء اللہ القدیر میں بیان کروں گا۔ بعد ازاں آنمکرم بیان کریں۔ پھر ہر ایک صاحب جو چاہے بیان کریں۔ والسلام ٭ خاکسار غ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۲)

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچکر علالت طبع آنمکرم سے بہت متردد ہوا۔ رات کو آپ کی صحت کے لئے بہت دعا کی گئی۔ امید کہ

خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے صحت بخشے۔ اخویم مولوی عبدالکریم کی تحریر آپ کی بیماری میں زیادہ دل کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ اگر کل آنمکرم کا دستخطی خط نہ آیا ہوتا۔ تو معلوم نہیں مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریر سے کس قدر قلق و اضطراب دل پر ہوتا خدا تعالےٰ بہت جلد آپ کو شفا بخشے۔ تمام غم راحت سے مبدل ہو جائیں گے۔ اللہ جل شانہٗ جانبین میں خیر و عافیت رکھے۔ اور آپ کی عمر میں صحت اور عافیت اور دین و دنیا کی سعادت کے ساتھ برکت سے بھری ہوئی درازی بخشے۔ آمین ثم آمین ٭ (یہ دعا قبول ہو گئی۔ عرفانی)

عبدالحق اور عبدالرحمٰن کا ابتلاء

میاں عبدالحق اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی تحریروں کا آپ ذرا فکر نہ کریں۔ یہ ایک ابتلاء ہے۔ خدا تعالےٰ آپ اُس کو اٹھا دیگا۔ غور کا مقام ہے۔ کہ جس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت حقہ کی تبلیغ کر رہے تھے۔ اور کلام ربانی نازل ہو رہا تھا۔ اس وقت مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے کیا کیا فتنے برپا کر دیئے تھے۔ ایک طرف قرآن کریم کی یہ سورتیں نازل ہوئیں۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ اور اس کے مقابل پر مسیلمہ نے اپنی وحی یہ سنائی۔ الم تر کیف فعل ربک بالحبلی اخرج منھا۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسے کذاب کے کھڑے ہونے سے کیا کیا فتنے ہوئے ہونگے۔ اور جس وقت سادہ لوح لوگ ایک طرف وحی قرآنی سنتے ہونگے۔ اور ایک طرف مسیلمہ کی شیطانی تکیں ان کے کانوں تک پہنچتی ہونگی۔ تو کیا کیا ابتلاء انہیں پیش آتے ہونگے۔ ایسا ہی ابن صیاد نے بہت فتنہ ڈالا تھا۔ اور یہ تمام لوگ ہزارہا لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوئے تھے۔ لیکن آخر خدا تعالےٰ

نے حق کی روشنی ظاہر کر دی۔ اور مومنین پر سکینت اور اطمینان نازل کی۔

سو اس کے حکم کا منتظر رہنا چاہیئے

اور صبر کے ساتھ راہ دیکھنا چاہیئے وھو علی کل شیئٍ قدیر۔ جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے۔ اور ایک وادی کو پر کرتی ہے۔ اور زور سے چلنا چاہتی ہے۔ تو یہ قانون قدرت ہے۔ کہ اس پر ایک قسم کی جھاگ آجاتی ہے۔ وہ جھاگ بظاہر ایک غلبہ اور فوقیت رکھتی ہے۔ کہ پانی اسکے نیچے اور وہ اوپر ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس قدر بڑھتی ہے۔ کہ پانی کے اوپر کی سطح کو ڈھانک لیتی ہے۔ لیکن بہت جلد نابود کی جاتی ہے۔ اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی چیز ہے باقی رہ جاتی ہے۔ عبدالرحمن نو مسلم لڑکا اسی جگہ پر ہے۔ اور شاید ضعف کی حالت میں ابھی سفر کرنا آنمکرم کا مناسب نہ ہو۔ اگر ایسا فرماویں تو نامبردہ کو آپ کی طرف روانہ کیا جائے ؞

نوٹ۔ عبدالرحمن نو مسلم وہی لڑکا ہے۔ جو آج شیخ عبدالرحمن ماسٹر بی۔ اے مصنف کتب معدودہ ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۳)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

معلوم نہیں کہ اب آنمکرم کی طبیعت کیسی ہے۔ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے جلد تر شفا بخشے۔ اس عاجز کو آنمکرم نے قادیان کی سڑک پر لیکھرام کے اشعار دیئے

تھے۔ ان کی طرف خیال کرنا ایسا فراموش ہوگیا۔ کہ کبھی یاد نہ آیا۔ آنمکرم نے ایک دو مرتبہ لکھا بھی۔ مگر پھر بھی بھول گیا۔ اب انشاء اللہ القدیر بقیہ مضمون کو جلد ختم کر کے اس طرف متوجہ ہوں گا۔ بباعث علالت طبع دورہ مرض حافظہ میں بہت قصور ہوگیا ہے۔ دو تین روز سے اس قدر دورہ مرض ہوا۔ کہ ضعف بہت ہوگیا۔ اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مطبع سے بار بار مطالبہ ہے۔ کہ بقیہ مضمون بھیجنا چاہیئے مگر طاقت نہیں۔ کہ کچھ لکھ سکوں ؞

(فضل احمد کی سفارش اور وکان ابوھما صالحاً کی تفسیر)

فضل احمد کا خط نہایت اور غایت درجہ کی التجا سے آیا تھا۔ کہ مولوی صاحب کی خدمت میں سفارش کریں۔ کہ کوئی نوکری میرے گذارہ کے موافق کرا دیں۔ عینکہ میں اپنے عیال کا گذارہ نہیں کر سکتا۔ سو اگرچہ مصلحت وقت کا حال آنمکرم کو بہتر معلوم ہوگا۔ لیکن اگر کچھ ہرج نہ ہو۔ اور مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ اور کچھ جائز اعتراض نہ ہو۔ اور آنمکرم کچھ اس کی معاش کے لئے اس سے بہتر تجویز کر سکیں تو کر دیں۔ اگرچہ ابھی تک اس کے چال چلن کا حال قابل اعتراض ہے۔ مگر شاید آیندہ درست ہو جاوے۔ ابرار و اخیار جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں۔ کبھی مطابق آیت کریمہ وکان ابوھما صالحاً عمل کر لیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن دو لڑکوں کے لئے حضرت خضر نے تکلیف اٹھائی۔ اصل میں وہ اچھے چال چلن کے ہونے والے نہیں تھے۔ بلکہ غالباً وہ بد چلن اور خراب حالت رکھنے والے علم الٰہی میں تھے۔ ہذا خدا تعالےٰ نے بباعث اپنی ستاری کی صفت کے ان کے چال چلن کو پوشیدہ رکھ کر ان کے باپ کی صلاحیت ظاہر کر دی۔ اور ان کی حالت کو جو اصل میں اچھی نہیں تھی کھول کر نہ سنایا۔

اور ایک خویش کی وجہ سے دو بیگانوں پر رحم کر دیا۔
امید کہ اپنی روانگی سے پہلے اس عاجز کو ضرور مطلع فرماویں گے۔ اس قدر میں نے لکھا تھا۔ کہ پھر نہایت عاجزی سے منشی احمد کا خط آیا ہے۔ کہ خدمت میں مولوی صاحب کے میری نسبت ضرور لکھیں۔ آنمکرم اس کو بلا کر اطلاع دیدیں۔ کہ تیری نسبت وہاں سے سفارش لکھی ہے۔ اگر مناسب سمجھیں۔ کسی کو اس کی نسبت سفارش کر دیں۔ کہ وہ سخت حیران ہے۔ اس کی ایک بیوی میرے ساتھ اس جگہ ہے۔ اور ایک قادیان میں ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ لودھیانہ محلہ اقبال گنج

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ نہیں۔ مگر لودھیانہ کے پتہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۸۹۱ء لکھا ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر۸۴)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ تیس روپیہ معرفت مولوی محمد حسین صاحب مجھ کو پہنچ گئے۔ یہ آپ کا کمال اخلاص اور غایت درجہ کی محبت ہے۔ کہ باوجود نہ ہونے روپیہ کے وقت پر آپ نے قرض لے کر روپیہ بھیجا۔ اور مجھے خارجاً معلوم ہوا ہے۔ کہ پہلے بھی آپ نے ایک دو مرتبہ ایسا ہی کیا تھا جزاکم اللہ کما عملتم۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ رفاقت اور دوستی میں مجھے نسبت فاروقی ہے مگر میرے خیال میں آپ کو نسبت صدیقی ہے۔ کیونکہ انشراح صدر سے ایثار مال اور رفاقت زمانے تک مستعد ہونا۔ یہ نسبت صدیقی تھی۔ اور میں جس نیت سے آپ کو تکلیف دیتا

ہوں۔ وہ خدا تعالےٰ کو معلوم ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ محلہ اقبال گنج۔

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں۔ مگر لودھیانہ کے پتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا ہے۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر۸۵)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ سردار دیٹ خان خلف الرشید مسٹر جان ویٹ کہ ایک جوان تربیت یافتہ قوم انگریز دانشمند مدبر آدمی انگریزی میں صاحب علم آدمی ہیں۔ اور کرنول احاطہ مدراس میں بعہدہ منصفی مقرر ہیں۔ آج بڑی خوشی اور ارادت اور صدق دل سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ ایک باہمت آدمی اور پرہیزگار طبع اور محب اسلام ہیں۔ انگریزی میں حدیث اور قرآن شریف کو دیکھا ہوا ہے۔ چونکہ رخصت کم تھی۔ اس لئے آج واپس چلے گئے پھر ارادہ رکھتے ہیں۔ کہ تین ماہ کی رخصت لے کر اسی جگہ رہیں۔ اور اپنی بیوی کو ساتھ لے آویں۔ وہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ہر ایک ملک میں واعظ بھیجنے چاہئیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ایک مدراس میں واعظ بھیجا جاوے۔ اس کی تنخواہ کے لئے میں ثواب حاصل کروں گا۔ غرض زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تمام اعتقاد سنکر آمنا امنا کہا۔ کوئی روک پیدا نہیں ہوئی۔ اور کہا۔ کہ جو لوگ مسلمان اور مولوی کہلا کر

آپ کے مخالف ہیں۔ وہ آپ کے مخالف نہیں۔ بلکہ اسلام کے مخالف ہیں۔ اسلام کی سچائی کی خوشبو اس میں آتی ہے۔ الغرض وہ محققانہ طبیعت رکھتے ہیں۔ اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر خوشی یہ ہے۔ کہ

پابند نماز خوب ہے

بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے۔ جاتے وقت امام مسجد حافظ کو دو روپیہ عہ دیئے۔ اور اس عاجز کے ملازموں کو پوشیدہ طور پر چند روپیہ دینے چاہے مگر میرے اشارہ سے انہوں نے انکار کیا۔ ایک مضبوط جوان دوہرا بدن کا مشابہ بدن قاضی خواجہ علی کے اور اس سے کچھ زیادہ۔ خدا تعالےٰ اس کو استقامت بخشے۔ کرنول اطراف مدراس میں منصف ہے۔ آنمکرم بھی اس سے خط وکتابت کریں۔ ان کے پتہ کا ٹکٹ بھیجتا ہوں۔ مگر ٹکٹ میں بتور لکھا ہے۔ وہاں سے بدلی ہوگئی ہوگی۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۳ر جنوری ۱۸۹۲ء

یہ وعدہ کر کے گئے ہیں۔ کہ ازالہ اوہام کے بعض مقامات انگریزی میں ترجمہ کر کے بھیجدوں گا۔ ان کو چھپوا کر شائع کر دینا۔ اور ازالہ اوہام کی دو جلدے گئے ہیں قیمت دینے پر اصرار کرتے تھے۔ مگر نہیں لی گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۶)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ کل مفصل حال اپنی علالت طبع کا لکھ

چکا ہوں۔ رات قریباً اٹھارہ دفعہ بول کی حاجت ہوئی۔ اور تمام رات بیچینی اور بیداری میں گذری۔ چار بجے کے قریب کچھ نیند آئی۔ امید کہ توجہ فرما کر کوئی تجویز کر کے بھیجدیں گے۔ کہ ضعف بہت ہوتا جاتا ہے۔ شاید ضعف قلب کے خواص میں سے یہ بھی ہے۔ کہ کثرت سے پیشاب آتا ہے۔ اور پیشاب سے ضعف ہو جاتا ہے۔ امید کہ خداوند کریم اپنے فضل سے شفا بخشے گا۔ اسی طرح دیکھا گیا ہے۔ کہ جب کوئی سخت عارضہ ہوتا ہے۔ تو خداوند کریم اپنی طرف سے شفا بخشتا ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ زحیر اور اسہال خونی کی سخت بیماری ہوئی۔ یہاں تک کہ بظاہر زندگی سے یاس کلّی ہوگئی۔ اور ایک شخص جو میرے ساتھ ہی بیمار ہوا تھا وہ فوت ہوگیا۔ لیکن اس نازک حالت میں خدا تعالےٰ نے اپنی طرف سے ایک عجیب طور سے شفا بخشی۔ اور یہ الہام ہوا۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ

ایسا ہی اس دوسری بیماری میں بھی جب حالت قریب موت ہوا۔ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ الا ابرا۔ سو یقین رکھتا ہوں۔ کہ خداوند کریم اس بیماری سے نجات بخشے گا۔

فضل احمد نے مجھ سے بڑا شکریہ کا خط لکھا ہے۔ کہ حضرت مولوی صاحب نے بڑی جدوجہد اور توجہ سے میرا معالجہ کیا۔ اور نیز درخواست کرتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو تحقہ میں میری تعیناتی کرا دیں۔ اس کو لکھا گیا تھا۔ کہ دو چار روز کے لئے مل جائے۔ معلوم نہیں وہ کیوں نہیں آیا۔ اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب

کی والدہ نہایت الحاح سے عرض کرتی ہیں۔ کہ افتخار احمد کی ہمشیرہ چندروز کیلئے ہم کو مل جاویں۔ اور نیز سیالکوٹ سے مختار بھی مل جاوے۔ اور پھر اکٹھی چلی جاویں پس اگر خود آنمکرم کو فرصت ہو۔ تو نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ مدت کے بعد آنمکرم کی ملاقات سے فرحت حاصل ہو۔ اور ان کا مطلب بھی پورا ہو جائے۔ اور ہمارا بھی۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ۔ ۷ر اپریل ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۷)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
شیخ محمد عرب کا خط آیا تھا۔ آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ حسب استطاعت وکمی بیشی وقت جو مل سکے۔ ان کو دیں۔ اور اگر کچھ کم ہو۔ تو ملاطفت سے استمالت طبع فرماویں۔ اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبہ سے نہایت لاچار رہی ہے۔ مجھ کو ایک مرتبہ آنمکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا۔ وہ نہایت خالص تھا۔ اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا۔ اب میں نے کچھ عرصہ ہوا لاہور سے مشک منگوائی تھی۔ اور استعمال بھی کی

مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں۔ خاص کر مشک۔ یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی۔ چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے۔ اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں۔ کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرماویں۔ اور مشک کو ضرور دستیاب کریں۔ بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو۔ کیونکہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اگرچہ خشک ہو کما شہ یا تین ماشہ ہو۔ وہ بالفعل کفایت کرے گا۔ مگر عمدہ ہو۔ اگر اصلی نافہ جو مصنوعی نہ ہو مل جاوے تو نہایت خوب ہے۔ مگر جلد ہو۔ کتاب چھپ رہی ہے۔ شائد تین جز کے قریب چھپ گئی ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان
۲۴ر اگست ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(مکتوب نمبر ۸۸)

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
کل کی ڈاک میں آنمکرم کا محبت نامہ پہنچ کر بوجہ بشریت اس کے پڑھنے سے ایک حیرت دل پر طاری ہوئی۔ مگر ساتھ ہی دل پھر کھل گیا۔ یہ خداوند حکیم و کریم کی طرف سے ایک ابتلاء ہے۔ انشاء اللہ القدیر کوئی خوف کی جگہ نہیں۔

خدا تعالیٰ کی پیار کی قسم

اللہ جلشانہ کی پیار کی قسموں میں سے یہ بھی ایک قسم پیار کی ہے۔ کہ اپنے بندے پر کوئی ابتلاء نازل کرے ؛

ایک خواب

مجھے تین چار روز ہوئے ۔ کہ ایک متوحش خواب آئی تھی۔ جس کی یہ تعبیر تھی۔ کہ ہمارے ایک دوست پر دشمن نے حملہ کیا ہے ۔ اور کچھ ضرر پہنچایا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دشمن کا بھی کام تمام ہوگیا۔ میں نے رات کو جس قدر آنمکرم کے لئے دعا کی اور جس حالت پر سوز میں دعا کی ۔ اس کو خداوند کریم خوب جانتا ہے۔ اور ابھی اس پر بفضلہ تعالےٰ بس نہیں کرتا ۔ اور چاہتا ہوں۔

.. ..

.. .. کہ خداوند کریم سے کوئی بات دل کو خوش کرنے والی سنوں۔ اگر خدا تعالےٰ نے چاہا۔ تو چند روز تک اطلاع دوں گا۔ اور انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے دعا کروں گا۔ جو کبھی کبھی خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک یگانہ رفیق کے لئے کی جاتی ہے۔ ہیں جو ہمارے بادشاہ ہمارا حاکم ذوی الاقتدار زندہ حیّ و قیوم موجود ہے۔ جس کے آستانہ پر ہم گرے ہوئے ہیں ۔ جس قدر اسکی مہربانیوں اس کے فضلوں اس کے عجیب قدرتوں اس کی عنایات خاصہ پر بھروسہ ہے ۔ اس کا بیان کرنا غیر ممکن ہے ۔ دعا کی حالت میں یہ الفاظ منجانب اللہ زبان پر جاری ہوئے ۔ نوی علیہ رزدا کادلی علیہ اور یہ خدا تعالےٰ کا کلام تھا اور اسی کی طرف سے تھا ۔

الہامات

آج رات خواب میں دیکھا ۔ کہ کوئی شخص کہتا ہے ۔ کہ لڑکے کہتے ہیں ۔ کہ عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی ۔ معلوم نہیں کل اور

پرسوں کی کیا تعبیر ہے ۔ مجھے معلوم نہیں ۔ کہ ایسا پر اشتعال حکم کس اشتعال کیوجہ سے دیا گیا ہے ۔ کیا بدقسمت وہ ریاست ہے ۔ جس سے ایسے مبارک قدم نیک بخت اور سچے خیر خواہ نکالے جائیں ۔ اور معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے ۔ حالات سے مجھے بہت جلد مفصل اطلاع بخشیں ۔ اور یہ عاجز انشاء اللہ القدیر ثمرات بیّنہ دعا سے اطلاع دیگا ۔ بفضلہ و منّہٖ تعالےٰ ۔ مجھے فصیح کی نسبت حالات سن کر نہایت افسوس ہوا ۔ اپنے محسن کا دل سخت الفاظ سے شکستہ کرنا اس سے زیادہ اور کیا نااہلی ہے ۔ خدا تعالےٰ ان کو نادم کرے ۔ اور ہدایت بخشے ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان

۲۶ اگست ۱۸۹۳ء

(مکتوب نمبر ۴۲)

(بہ سلسلہ صفحہ ۶۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔

الحمد للہ و المنۃ کہ کل کے خط سے بخیر و عافیت آپ کے واپس تشریف آوری کی خوشخبری معلوم ہوئی ۔ بشیر احمد عرصہ تین ماہ تک برابر بیمار رہا ۔ تین چار دفعہ

ایسی نازک حالت تک پہنچ گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ شائد دو چار دم باقی ہیں۔ مگر عجیب قدرت قادر ہے۔ کہ ان سخت خطرناک حالتوں تک پہنچا کر پھر ان سے رہائی بخشتا رہا ہے۔ اب بھی کسی قدر علالت باقی ہے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ آثار خطرناک نہیں ہیں۔ بے شک ایسے اوقات بڑے ابتلاء کے وقت ہوتے ہیں۔ اور ایسے وقتوں کی دعا بھی عجیب قسم کی دعا ہوتی ہے۔ سو الحمد للہ المنۃ کہ آپ ایسے وقتوں میں یاد آجاتے ہیں۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ر جولائی ۱۸۸۸ء

(مکتوب نمبر ۴۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

علالت بشیر کی اطلاع

ایک خط روانہ خدمت کر چکا ہوں۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے۔ کہ بشیر احمد میرا لڑکا جس کی عمر قریب برس کے ہو چلی ہے۔ نہایت ہی لاغر اندام ہو رہا ہے۔ پہلے سخت تپ محرقہ کی قسم چڑھا تھا۔ اس سے خدا تعالیٰ نے شفا بخشی پھر بعد کسی قدر سخت تپ کے یہ حالت ہو گئی۔ کہ لڑکا اس قدر لاغر ہو گیا ہے۔ کہ استخوان ہی استخوان رہ گیا ہے۔ سقوط قوت اس قدر ہے۔ کہ ہاتھ پیر بیکار کی طرح معلوم ہوتے

ہیں۔ یا تو وہ جسیم اور قوی ہیکل معلوم ہوتا تھا۔ اور یا اب ایک تنکے کی طرح ہے۔ پیاس بشدت ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بقیہ حرارت کا اندر موجود ہے۔ آپ براہ مہربانی غور کر کے کوئی ایسی تجویز لکھ بھیجیں۔ جس سے اگر خدا چاہے بدن میں قوت ہو۔ اور بدن تازہ ہو۔ اس قدر لاغری اور سقوط قوت ہو گیا ہے۔ کہ وجود میں کچھ باقی نہیں رہا۔ آواز بھی نہایت ضعیف ہو گئی ہے۔ یہ بھی واضح کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ دانت بھی اس کے نکل رہے ہیں۔ چار دانت نکل چکے تھے۔ کہ یہ بیماری شیر کی طرح حملہ آور ہوئی۔ اب بباعث غائت درجہ ضعف قوت اور لاغری اور خشکی بدن کے دانت نکلنے موقوف ہو گئے ہیں۔ اور یہ حالت ہے۔ جو میں نے بیان کی ہے۔ براہ مہربانی بہت جلد جواب سے مسرور فرماویں۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان

۱۱ر جولائی ۱۸۸۸ء

(مکتوب نمبر ۴۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اب بفضلہ تعالیٰ بشیر احمد بکلی تندرست ہے۔ میں نے

صرف اس حالت میں تشریف آوری کے لئے تکلیف دینا چاہا تھا۔ کہ جب وہ سخت بیمار تھا۔ لیکن اب خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے کامل تندرستی بخشدی ہے سو اب کچھ تردد نہ کریں۔ انشاء اللہ القدیر کسی اور وقت ملاقات ہو جائے گی۔ اور حکیم فضل دین صاحب کو تاکیداً تحریر فرماویں۔ کہ اب وہ بلا توقف لودہانہ جانے کے لئے تشریف لے آویں۔ کہ اب زیادہ تاخیر کرنا اچھا نہیں۔ فضل احمد نے جو آنمخدوم کو اپنے رشتہ داروں کو پہنچانے کے لئے روپیہ دیا تھا۔ اب اس جگہ اس کے رشتہ داروں کی ایسی حالت ہے۔ کہ ناگفتہ بہ۔ ان لوگوں کا مفصل حال انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر گذارش خدمت کروں گا۔ وہ نہ صرف مجھ سے ہی عداوت رکھتے ہیں۔ بلکہ علانیہ اللہ اور رسول سے برگشتہ ہیں۔ اس لئے روپیہ پہنچانے کے لئے آپ کا یا میرا واسطہ بننا ہرگز مناسب نہیں۔ بلکہ کسی وقت فضل احمد ملے تو اس کا روپیہ اس کے حوالہ کریں۔ کہ وہ اپنے طور پر جس طرح چاہے پہنچاوے غرض آپ اس روپیہ کو اپنی معرفت ہرگز نہ پہنچاویں۔ کسی وقت جب ملے۔ تو وہ روپیہ اس کے حوالہ کردیں۔ اور اعذر ظاہر کردیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۸ اگست ۱۸۸۷ء

(مکتوب نمبر ۴۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمکرم کا ایک

خط جو بابو محمد بخش صاحب کے نام آپ نے بھیجا تھا۔ انہوں نے بجنسہٖ وہ خط میرے پاس بھیجدیا ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں ظاہر کرتا ہوں۔ کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے اس عاجز کی نصرت کے لئے محبت اور ہمدردی کا آپ کو جوش بخشا ہے۔ وہ تو ایک ایسا امر ہے۔ جس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ الذی اعطانی مخلصاً کمثلکم محبا کمثلکم ناصراً فی سبیل اللہ کمثلکم وھذہٖ کلہ فضل اللہ۔

لیکن بابو محمد بخش کی نسبت جو کچھ آپ نے سنا ہے۔ یہ خبر کسی نے غلط دی ہے۔ بابو محمد بخش بھی مخلص آدمی ہے۔ اور اس عاجز سے ارادت اور محبت رکھتا ہے۔ اور وہ بہت عمدہ آدمی ہے۔ اس کے مال سے ہمیشہ آج تک مجھ کو مدد پہنچتی رہی ہے۔ مجھ کو آپ یہ بھی لکھیں۔ کہ لودھیانہ کے معاملہ میں کس مصلحت سے توقف کی گئی ہے۔ میرے نزدیک بہتر تھا۔ کہ یہ معاملہ جلد پختہ کیا جاتا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان

۱۲ ستمبر ۱۸۸۸ء

(مکتوب نمبر ۴۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا لڑکا بشیر احمد تئیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے رب عزوجل انتقال کر گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہونگی - اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے ملا [illegible] اندازہ نہیں ہو سکتا - وانا راضون برضائہ وصابرون علیٰ [illegible] ھو مولینا فی الدنیا والاخرۃ وھو ارحم الراحمین - والسلام ؛

خاکسار ۴ نومبر ۱۸۸۸ء

نوٹ :- یہ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رضا بالقضاء کا کامل اظہار ہے - آپ کو اس ابتلاء شدید میں اگر غم ہے - تو صرف یہ کہ مخالفین اپنی مخالفت میں خدا سے دور جا پڑینگے - اور بعض موافقین کو شبہات پیدا ہوں گے - مگر آپ ہر حال میں خدا کی رضا کے طالب ہیں - اور خدا تعالیٰ کے اس فعل کو بھی کمال رحم کا نتیجہ سمجھتے ہیں - اور اس کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے ہر بلا پر صبر کرنے کے لئے بانشراح صدر تیار ہیں - اس کے بعد حضرت نے ایک مبسوط خط مولوی صاحب کو وفات بشیر پر لکھا تھا - جس کا یہی مضمون تھا - جو حقانی تقریر میں شائع ہوا اس لئے اس خط کو چھوڑ دیا ہے - (عرفانی)

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳

مکتوبات کی جلد پنجم کے تیسرے نمبر میں مخدومی چوہدری رستم علی خاں مرحوم کے نام کے خطوط ہونگے - جو جلد شائع ہونگے - (عرفانی)

(حقوق محفوظ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی تحریروں کا سلسلہ نمبر (۷)

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

جلد پنجم (۵) نمبر (۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ

جنکو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمترین خادم یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم وغیرہ نے

جمع کیا

اور

محمود احمد عرفانی مجاہد مصری نے روز بازار الیکٹرک پریس امرتسر میں چھپوا کر شائع کیا

عرض حال

خدا کا شکر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچ
جلد کا تیسرا نمبر میں شائع کرنے کی توفیق پاتا ہوں۔ یہ مکتوبات چودھری رستم
علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام ہیں۔

مجھے اس مجموعہ مکاتیب کے متعلق کچھ کہنا نہیں۔ مخدومی ڈاکٹر محمد اسمٰعیل
صاحب نے الفضل میں جو کچھ لکھا ہے۔ میں اسے کافی سمجھتا ہوں۔ البتہ مجھے مکرمی
اخوند محمد افضل خان صاحب پنشنر سب انسپکٹر کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ کہ وہ نہایت
جوش اور اخلاص سے سیرۃ مسیح موعود کی اشاعت و تحریک کے کام میں لگے
ہیں۔ اگر چند احباب ان کے نقش قدم پر چلکر اس کی اشاعت کی کوشش
اور ایک ہزار خریدار پورے ہو جائیں۔ تو میں ہر مہینے ایک نمبر شائع کر سکتا
مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ افسوس ہے۔ ابھی تک جماعت
ایسے قدر دانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جو ان بیش قیمت موتیوں کی ا
قدر کریں۔

بہرحال میں اپنا کام جس رفتار سے ممکن ہے۔ کرتا رہوں گا۔ جب
خدا تعالیٰ توفیق دے۔ تاہم دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس
میرے مددگار ہوں۔ والسلام ✣

خاکسار عرفانی کبیر عافیت قادیان دار الامان ۱۸ فروری ۱۹۲۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات چودھری رستم علی رضی اللہ عنہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۱) پوسٹ کارڈ

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ العزیز یہ عاجز آپ کے
لئے دعا کریگا۔ آپ برعایت اسباب کہ طریقہ مسنون ہے۔ طبیب حاذق کی طرف
رجوع کریں اور طبیب کے مشورہ سے ما ر انجبین یا جو کچھ مناسب ہو اپنی اصلاح مزاج
کے لئے عمل میں لادیں۔ اور آپ کی ہر ایک غرض کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا
کبھی کبھی آپ ہفتہ عشرہ کے بعد بذریعہ کارڈ یاد دلاتے
رہیں اور صبر جو شعار مومن ہے اختیار کر رکھیں۔ والسلام

[صبر شعار مومن ہے]

خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ مئی ۱۸۸۷ء

نوٹ۔ چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ

کی خریداری کے سلسلہ میں ہوا اور یہ ۱۸۸۲ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلقات اور مراسلات کا سلسلہ مضبوط اور وسیع ہوتا گیا۔ ۱۸۸۴ء میں چودہری صاحب خاص شہر جالندھر میں محرر پیشی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو لفافہ اس طرح پر لکھا کرتے تھے

بمقام جالندھر خاص۔ محکمہ پولیس

بخدمت مشفقی مکرمی منشی رستم علی صاحب محرر پیشی محکمہ پولیس کے پہنچے

اس وقت آپ کا عہدہ سارجنٹ تھا۔ آیندہ جب تک چودہری صاحب کا ایڈریس تبدیل نہ ہوگا یا لفافہ کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی ایڈریس درج نہ ہوگا۔ ہر مکتوب کے ساتھ خط یا پوسٹ کارڈ کی تصریح کی جاوے گی۔ عرفانی +

(۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ آپ کے حسن خاتمہ اور صلاحیت دین کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ حصہ چہارم بعد فراہمی سرمایہ چھپنا شروع ہوگا۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد۔ قادیان ۱۸ جون ۱۸۸۳ء)

(۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا دوسرا خط بھی پہنچا۔ یہ عاجز چند روز سے بیمار ہے اور بعدہ دماغ اور جگر اور دیگر عوارض لاحقہ سے مخفی ہو رہا ہے ورنہ آپ کے عزیز کے لئے کوشش اور مجاہدہ سے خاص طور پر دعا کی جائے۔ انشاء اللہ بعد افاقہ توجہ تام سے دعا کرے گا۔ اور مسنون طور پر آپ بھی دعا سے غافل نہیں رہیئے گا۔ بالفعل ارادہ ہے کہ چند مہینے تک کسی پہاڑ میں جاکر یہ مہینہ گرمی کا بسر کرے آیندہ خداتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ خداتعالیٰ آپ کو غم اور فکر سے نجات بخشے۔

والسلام۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۷ اگست ۱۸۸۳ء)

(۴) پوسٹ کارڈ

از طرف خاکسار غلام احمد۔ باخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ بعض اوقات یہ عاجز بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے ارسال جواب سے قاصر رہتا ہے۔ آپ کے لئے دعا کی ہے خداتعالیٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشا درود شریف بہت پڑھیں اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں تو بہتر ہے۔ اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہو تو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۳ء

(۵) پوسٹ کارڈ

از عاجز غلام احمد باخویم منشی رستم علی صاحب۔

بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ طبیعت اس عاجز کی کچھ عرصہ سے علیل ہے اس لئے پہلے خط کا جواب نہیں لکھ سکا۔ منشی الٰہی بخش صاحب

لئے اس عاجز نے دعا کی ہے اور انشاء اللہ العزیز پھر بھی دعا کرے گا۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ر جنوری ۱۸۸۵ء

(٦) پوسٹ کارڈ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ حال وفات آپ کے قبلہ بزرگوار کا معلوم ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جو امر انسا[illegible] کے لئے بہتر ہے وہ ہو جاتا ہے۔ خداتعالےٰ اُن کو غریق رحمت کرے آپ کو اجر بخشے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ ۱۵ فروری ۱۸۸۵ء

(۷) پوسٹ کارڈ

از عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب تحریر آپ کے ایک خط انگریزی ایک اشتہار انگریزی بھیجا جاتا ہے کسی زیرک اور منصف مزاج کو ضرور دکھ[illegible] یہ خطوط انگریزی تمام پادری صاحبان ہندوستان و پنجاب کی خدمت میں [illegible] گئے ہیں۔ اور نیز پنڈتوں کے پاس بھی بھیجے گئے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ ہر ایک بصیغہ رجسٹری بصرف ۲ر روانہ کیا گیا ہے اور سب کی کیفیت انشا[illegible] حصہ پنجم کتاب میں درج ہوگی۔ اور آپ کے لئے دعا کی ہے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمدؐ از قادیان

۲ر اپریل ۱۸۸۵ء)

(۸) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ دنیا مقام غفلت ہے بڑے نیک قسمت آدمی اس غفلت خانہ میں رہ کر حق سمجھتے ہیں۔ استغفار پڑھتے رہیں۔ اور اللہ جلّشانہ سے مدد چاہیں۔ یہ عاجز آپ کو دعا میں فراموش نہیں کرتا۔ ترتیب اثر وقت پر موقوف ہے۔ اللہ جلّشانہ آپ کو دنیا و آخرت میں توفیق خیرات بخشے۔ اخویم چودھری محمد بخش صاحب کو السلام علیکم پہنچے۔ میر عباس علی شاہ صاحب دو روز سے اس جگہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ)

(۹) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ۔

بخدمت اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا۔ اور حصہ پنجم کتاب انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہوگا۔ زیادہ خیریت۔ والسلام۔ بخدمت منشی عطار اللہ صاحب السلام علیکم۔ (خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ ۵ر جون ۱۸۸۵ء)

(۱۰) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ۔ بخدمت اخویم منشی رستم علی صاحب۔

وفات فرزند سے آپ کو بہت غم پہنچا ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کو صبر عطا کرے بہت دعا کی گئی مگر تقدیر مبرم تھی۔ خدا تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا کرے مومن

مومن کو ثواب آخرت کی ضرورت ہے

کو ثواب آخرت کی بھی ضرورت ہے اس لئے دنیا میں تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس رنج کے عوض میں راحت دلی سے متمتع کرے۔ آمین۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ +

(۱۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ چونکہ کتاب در حقیقت قرآن شریف کی تفسیر ہے۔ سو اسی طرز سے اجازت حاصل کرنا چاہیئے تاکہ طبیعت پر گراں نہ گذرے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ر جولائی ۱۸۸۵ء

(۱۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بکثرت درود شریف پڑھنے کی تاکید

مشفقی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد نماز مغرب و عشا جہاں تک ممکن ہو درود شریف بکثرت پڑہیں اور دلی محبت و اخلاص سے پڑہیں۔ اگر گیارہ سو دفعہ روز ورد مقرر کریں یا سات سو دفعہ ورد مقرر کریں تو بہتر ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

وَعَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ یہی درود شریف پڑھیں۔ اگر اس کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذریعہ

دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جاوے۔ تو زیارت رسول کریم بھی ہو جاتی ہے اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے۔ اور بعد نماز صبح کم سے کم سو مرتبہ استغفار دلی تضرع سے پڑھنا چاہیئے۔ والسلام۔ بخدمت چودہری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ میر صاحب نے دعا کے لئے بہت تاکید کی تھی سو کی گئی ہے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲ر اگست ۱۸۸۵ء)

(۱۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ پچاس روپے مرسلہ آپ کے بدست میاں امام الدین صاحب پہنچ گئے جس قدر آپ نے اور چودہری محمد بخش صاحب نے کوشش کی ہے۔ خداوند کریم جلشانہ آپ کو اجر عظیم بخشے۔ اور دنیا اور آخرت میں کامیاب کرے۔ اس جگہ تا دم تحریر ہر طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۴ر اگست ۱۸۸۵ء

(۱۴) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی۔ سلام علیک۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ آپ کو مکروہات زمانہ سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ یہ عاجز آپ کے لئے اور چودھری محمد بخش صاحب کے لئے دعا میں مشغول ہے۔ خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام۔ خاکسار

چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۵ء)

(۱۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا
بہ انشاء اللہ القدیر دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ بھائی مسلمانوں پر فضل و رحم کرے
اور ان کی خطیات کو معاف فرماوے۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ)

(۱۶) پوسٹ کارڈ

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔
سب احباب کے لئے دعا کی گئی اور حوالہ بخدا کیا گیا۔ والسلام
(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۸۵ء)

(۱۷) پوسٹ کارڈ

مکرمی اخویم۔ سلام علیک۔ پیر کے روز یہ عاجز امرتسر سے قریب دوپہر کے
روانہ ہو کر لودھیانہ کی طرف جاوے گا۔ اگر اسٹیشن جالندھر پر آپ کی ملاقات ممکن
ہو تو عین مراد ہے۔ والسلام (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۸۵ء)

(۱۸) ملفوف خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مکرم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی عبدالرحمن صاحب کے لئے دعا کی گئی
ہے اللہ تعالیٰ ان کو بامراد کرے۔ آمین ثم آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر

استقامت بخشے۔ یہ عاجز دعا میں جمیع مومنین بالخصوص اپنے خاص احباب
کو یاد کر لیتا ہے۔ اور فی الحقیقت بڑا مقصود اعظم خوشنودی

مقصد اعظم

حضرت مولیٰ کریم ہے جس کے حصول سے مرادات دارین حاصل
ہو جاتے ہیں۔ سو مومن کی یہی علامت ہے کہ وہ کاہل نہ ہو جائے۔ اور اگر ہمیشہ
نہ ہو سکے تو کبھی کبھی برخلاف مرادات نفس کر گذرے تا مخالفت
حظوظ نفس گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ کہ خداوند کریم
نکتہ نواز ہے اور ایک نیک خیال کا اجر بھی ضائع نہیں کرتا۔ اخویم مکرم میر عباس علی
شاہ صاحب کی خدمت میں ایک خط لودیانہ بھیجا گیا ہے۔ رسالہ اگر براہین احمدیہ
کی تقطیع پر ہو گا۔ تو اس کے چھپنے کا خرچ بہت زیادہ ہو گا۔ کیونکہ اس تقطیع کے
زیادہ صفحات پتھر پر نہیں چھپ سکتے۔ اسی طرح واقف لوگ کہتے ہیں انشاء اللہ
موقع پر آپ کو اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو اطلاع دی جائے گی۔ بخدمت چودھری
محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ (غلام احمد یکم دسمبر ۱۸۸۵ء)

نوٹ۔ اس مکتوب میں جس رسالہ کا ذکر ہے وہ سراج منیر ہے چودھری رستم علی
صاحب نے جیسا کہ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے عرض کیا تھا کہ یہ رسالہ بھی براہین کی تقطیع پر
طبع ہو اور انہوں نے اس میں ثواب کے لئے شریک اعانت ہونے کے لئے عرض کیا تھا مگر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا استغنا اور توکل علی اللہ ملاحظہ ہو۔ آپ نے صاف طور پر
لکھا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو اطلاع دی جائے گی۔ اس سے آپ کے
اخلاص اور صفا قلبی پر بھی پوری روشنی پڑتی ہے اگر محض روپیہ جمع کرنا مقصود
ہوتا تو لکھ دیتے کہ روپیہ بھیج دو۔ مگر آپ نے اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔

مکتوب نمبر (۱) سے نمبر ۲۰ تک ملفوف خطوط ہیں مگر نمبر ۲۱ کارڈ ہے اس کے بعد ۲۳ و ۲۴ پھر ملفوف ہیں اور ۲۵ لغایت ۲۸ پوسٹ کارڈ۔ (عرفانی)

(۱۹) ملفوف خط

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مکرم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی رویا میں کسی قدر وحشت ناک خبر ہے مگر انجام بخیر ہے۔ ایسی خوابیں بسا اوقات بے اصل نکلتی ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ جو خواب دلکو خوش کرے وہ رحمٰن کی طرف سے اور جو دل کو غمگین کرے وہ شیطان کیطرف سے ہے اور دوسری خواب کے سب اجزا اچھے ہیں۔ اب اس عاجز کو امید نہیں کہ جالندھر میں پہنچ سکے۔ اگر ایام تعطیل میں تشریف لاویں تو بہتر ہے۔ مگر اول مجھ کو اطلاع دیں۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۵ء)

(۲۰) ملفوف خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے۔ حال یہ ہے کہ اس خاکسار نے حسب ایماء خداوند کریم بقیہ کام رسالہ کے لئے اس شرط سے سفر کا ارادہ کیا ہے کہ شب و روز تنہا ہی رہے اور کسی کی ملاقات نہ ہو۔ اور خداوند کریم جلشانہ نے اس شہر کا نام بتادیا ہے کہ جس میں کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیئے اور وہ ہوشیارپور ہے آپ کسی پر ظاہر نہ

(ہوشیارپور کا سفر دینی غرض سے ہے)

کریں۔ کہ بجز چند دوستوں کے اور کسی پر ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ اور آپ بھی اور چودھری محمد بخش صاحب بھی دعا کریں۔ کہ یہ کام خداوند جلشانہ جلد انجام پورا کردے۔ والسلام۔ بخدمت چودھری صاحب سلام مسنون۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۳ جنوری ۱۸۸۶ء)

(۲۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچ گیا۔ مفصل خط آپ کی خدمت میں ارسال ہو چکا ہے۔ تعجب کہ نہیں پہنچا۔ شاید بعد میں پہنچ گیا ہو۔ اب یہ عاجز دو روز تک انشاء اللہ روانہ ہوگا۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں اور اگر خط پہلا پہنچا ہو تو مجھ کو اطلاع بخشیں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۶ جنوری ۱۸۸۶ء)

(۲۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس وقت روانگی براہ راست ہوشیارپور تجویز ہو کر کل انشاء اللہ یہ عاجز روانہ ہو جاوے گا۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون پہنچے۔ واپسی کے وقت اگر کوئی مانع پیش نہ آیا تو جالندھر کی راہ سے آسکتے ہیں۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۸ جنوری ۱۸۸۶ء)

(۲۳) خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ یہ عاجز بروز جمعہ بخیر و عافیت ہوشیارپور پہنچ گیا ہے اور طویلہ شیخ مہر علی صاحب میں فروکش ہے آپ بھی دعا کرتے رہیں کہ خداوند کریم جل شانہ یہ سفر مبارک کرے۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب بعد سلام مضمون واحد ہے۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۶ء

(۲۴) خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ یہ عاجز ہوشیارپور بخیریت پہنچ گیا ہے۔ یاد نہیں رہا پہلے بھی اس جگہ آکر آپ کو اطلاع دی یا نہیں۔ اس لئے مکرر آپ کی خدمت میں لکھا گیا۔ آپ بھی دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے جلد تر اس کام کو انجام تک پہنچاوے۔ اور یہ عاجز شیخ مہر علی صاحب رئیس کے مکان پر اُترا ہے اور اس پتہ سے خط پُہنچ سکتا ہے۔ چودھری محمد بخش صاحب کو سلام مسنون پہنچے باقی خیریت ہے۔ والسلام (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۸ جنوری ۱۸۸۶ء)

(۲۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا

یہ خبر غلط ہے کہ یہ عاجز جالندھر آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ابھی تک مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ کب تک اس شہر میں رہوں۔ اور کس راہ سے جاؤں یہ سب باتیں جناب الٰہی کے اختیار میں ہیں۔ افوض امری الی اللہ ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ شاید منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کچھ انگور اور کچھ پھلی کیلہ اگر دستیاب ہو گیا لاہور سے اس عاجز کے لئے آپ کے نام ریل میں بھیجیں سو اگر آیا تو کسی یکہ بان کے ہاتھ پہنچا دیں۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ فروری ۱۸۸۶ء

(۲۶) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ کچھ چیزیں منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور آپ کے نام اور چودھری محمد بخش صاحب کے نام بلٹی کرا کر جالندھر میں بھیجیں گے۔ آپ براہ مہربانی وہ چیزیں کسی یکہ بان کے ہاتھ یا جیسی صورت ہو ہوشیارپور میں اس عاجز کے نام بھیجدیں اور اگر آپ دورہ میں ہوں تو چودھری محمد بخش صاحب کو اطلاع دیدیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۳ فروری ۱۸۸۶ء)

(۲۷) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اب کوئی پہلا اشتہار موجود نہیں۔ اس لئے بھیجنے سے مجبوری ہے۔ اور یہ عاجز

آپ کے لئے اکثر دعا کرتا ہے جس کے آثار کی بفضلہ تعالیٰ دین و دنیا میں امید ہے۔ مضمون محمد رمضان کا پنجابی اخبار میں اس عاجز نے دیکھ لیا ہے کہ ناچار فرد خیزد از درد کا مصداق ہے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۲۸) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اب یہ عاجز قادیان کی طرف جانے کو تیار ہے اور انشاء اللہ منگل کو روانہ ہوگا۔ آپ میر صاحب کو تاکید کر دیں کہ دو جلدیں چہارم حصہ براہین احمدیہ اگر سفید کاغذ پر ہوں تو بہتر ورنہ حنائی کاغذ پر ہی سوموار تک روانہ فرما دیں یعنی اس جگہ پہنچ جاویں۔ والسلام (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ مارچ ۱۸۸۶ء) اور شاید اگر صلاح ہوئی تو جالندھر کی راہ سے جاویں مگر جلدی ہے توقف نہیں ہوگا۔ خاکسار غلام احمدؐ ✦

(۲۹) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ عاجز عرصہ قریب ایک ہفتہ سے قادیان آگیا ہے۔ چند روز بباعث علالت طبع تحریر جواب سے قاصر رہا ہے۔ اب اہتمام رسالہ کی وجہ سے اشد کم فرصتی ہے۔ میری دانست میں آپ کا رسالہ کے لئے روپیہ بھیجنا

اس وقت مناسب ہے۔ جب رسالہ طیار ہو جاوے۔ کیونکہ بغیر طیاری اس کا تخمینہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور انشاء اللہ اب عنقریب چھپنا شروع ہوگا اور میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم جلشانہٗ آپ کو تردّدات پیش آمدہ سے مخلصی عطا فرماوے آمین ثم آمین۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

نوٹ۔ یہ رسالہ جس کا اس مکتوب میں ذکر ہے سرمہ چشم آریہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوشیارپور تشریف لے گئے تھے وہاں لالہ مرلی دھر سے مباحثہ ہو گیا۔ اس مباحثہ کو ترتیب دیکر حضرت نے شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو چودھری رستم علی صاحب نے اس کی طبع و اشاعت کے لئے مدد دینے کی درخواست کی تھی۔ اس مکتوب سے جہاں حضرت چودھری صاحب کے اخلاص پر روشنی پڑتی ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے ایک پہلو کا بھی خوب اظہار ہوتا ہے اگر آپ کو صرف روپیہ لینا مقصود ہوتا تو فوراً لکھ دیتے کہ بھیجدو مگر آپ نے یہ پسند نہیں کیا جب تک رسالہ کا تخمینہ وغیرہ نہ ہو جاوے۔ ابتداً حضرت اقدس کا خیال تھا کہ یہ رسالہ چھوٹا سا ہوگا مگر بعد میں جب وہ مطبع میں گیا تو ایک ضخیم کتاب بن گیا۔ عرفانی ✦

حضرت مسیح موعود اور چودھری صاحب کی تصویر پر نظر

(۳۰) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خط پہنچ گیا۔ میں آپ کے لئے اکثر دعا کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ ان دعاؤں کے اثر خواہ جلدی خواہ دیر سے ظاہر ہوں۔ خواب کے اوّل اجزا تو کچھ متوحش ہیں مگر آخری اجزا ایسے عمدہ ہیں جن سے سب توحش دُور ہو گیا

تعبیر خواب

ہے۔ خواب میں پارچات کو صاف کرنا استقامت اور نجات از ہم و غم اور توبہ خالص پر دلالت کرتا ہے غرض انجام اس کا بہت اچھا ہے۔ فالحمد للہ + رسالہ کے چھپنے میں اب یہ توقف ہے کہ مالک مطبع اُجرت اسا ۱۰ مانگتا ہے مگر لاہور سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُجرت صرف ۱۲ ۲۶ روپیہ ہے۔ سو اُمید ہے کہ دو چار روز تک بات قائم ہو کر مطبع اس جگہ آ جائے گا یا کوئی اور مطبع لانا پڑے گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ اخویم چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون پہنچے۔ ۵ راپریل ۱۸۸۶ء

(۳۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ کام رسالہ کا تین چار روز تک شروع ہونے والا ہے۔ اسی باعث سے اس عاجز کو اس قدر کم فرصتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ حافظ نور محمدؐ کے فرزند کے لئے بعد پڑھنے خط کے دعا کی گئی۔ اللہ جل شانہٗ رحم فرمائے آمین۔ اس وقت بباعث درد سر و علالت طبع طبیعت قائم نہیں۔ اس لئے اسی پر کفایت کی گئی۔ آپ دعا کرتے رہیں۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ راپریل ۱۸۸۶ء

(۳۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بے اذن الٰہی کوئی نقصان نہیں پہنچا

مکرمی۔ السلام علیکم۔ انشاء اللہ آپ کی بیماری کے لئے دعا کرنا شروع کروں گا۔ آپ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ مگر مضطر اور بے صبر نہیں ہونا چاہیئے۔ بے اذن الٰہی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ یہ بیماری کئی لوگوں کو ہوتی ہے اور اچھے ہو جاتے ہیں۔ اگر حکیم حاذق کی صلاح سے مارالجبن شروع کریں اور سر پر بعض مرطب چیزیں ناک میں ڈالنے والی استعمال ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ قوی فائدہ کی امید ہے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۶ راپریل ۱۸۸۶ء)

(۳۳) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قبولیت دعا پر اعتقاد

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے لئے کئی دفعہ دعا کی ہے اور کی جائے گی۔ کس بات کا اندیشہ ہے۔ خداوند کریم جلّ شانہٗ قادر مطلق ہے۔ ابتلا اور غم اور ہم سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ سو ذرہ اندیشہ نہ کریں میں آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔ اگر مزاج میں یبس ہو تو تازہ دودھ بکری کا علی الصباح ضرور پی لیا کریں اگر موافق آ جاوے تو بہت عمدہ ہے اور کسی نوع کا فکر نہ کریں۔ اب رسالہ کا کام عنقریب شروع ہوگا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ راپریل ۱۸۸۶ء بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون +

(۳۴) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ رسالہ سرمہ چشم آریہ صرف ہزار کاپی چھپے گا۔ انشاء اللہ القدیر جو شخص ایک دفعہ اُس کو دیکھ لیگا۔ ہر کوئی حسب نیت و مذاق دینی اس کو ضرور خریدے گا۔ اور یہ کام بہت تھوڑا ہے۔ اب جلد ختم ہونیوالا ہے۔ اور رسالہ سرمہ چشم آریہ تو چار ماہ تک ختم ہوگا۔ اسی رسالہ میں انشاء اللہ القدیر اس کا اشتہار دیا جائے گا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ۔ چودھری محمد بخش صاحب کو سلام مسنون ۱۰ جون ۱۸۸۶ء

(۳۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و[برکاتہٗ]۔ میر صاحب کی روانگی کے دوسرے روز کاتب آگیا ہے اور رسالہ سرمہ چشم آریہ جو صرف پندرہ یا بیس دن کا کام ہے چھپنا شروع ہوا ہے۔ کیونکہ رسالہ سراج منیر چار ماہ میں چھپے گا۔ اور یہ صرف چند روز کا کام ہے۔ اس لئے اول اس سے فراغت کرلینا مناسب سمجھا گیا ہے روز کے روز کاپیاں روانہ ہوتی جاتی ہیں اور کام بفضلہ تعالےٰ ہو رہا ہے آپ کو یہ عاجز دُعا میں فراموش نہیں کرتا۔ بہرحال فضل الٰہی کی امید ہے۔ والسلام۔ چودھری صاحب کو سلام مسنون پہنچے +

نوٹ۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں مگر قادیان کی مہر ۱۵ ؍جون ۱۸۸۶ء کی اور جالندھر کی ۱۷ ؍جون ۱۸۸۶ء کی ہے۔ اس لئے ۱۵ ؍جون ۱۸۸۶ء تاریخ روانگی ہو[گی]۔

(۳۶) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ انشاء اللہ القدیر اگر زندگی رہی

رسالہ سرمہ چشم آریہ رمضان مبارک کے اخیر تک چھپ جائے گا۔ صرف درمیانی حرج یہ واقع ہو گیا ہے کہ شدت سے بارشیں ہو رہی ہیں چھپے ہوئے ورقے دیر کے بعد خشک ہوتے ہیں۔ بہرحال امید کی جاتی ہے کہ رمضان کے گزرنے کے بعد جلد تر شائع ہوگا۔ اس وقت ڈیڑھ سو جلد آپ کی خدمت میں روانہ کروں گا۔ دعا آپ کے لئے کی جاتی ہے۔ مگر یہ دشمن نفس جنگجو ہے اس کی بدیوں کے مقابلہ پر نیکیوں کے ساتھ حملہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکیوں کی برکت سے بدیوں پر آخر انسان غالب آجاتا ہے۔ خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ از قادیان ۲۵ جون ۱۸۸۶ء +

نفسانی جنگ اور اس پر غلبہ کا طریق

(۳۷) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

استغفار کا لزوم اور حقیقت

عنایت نامہ پہنچا۔ استغفار کو بہت لازم پکڑنا چاہیئے جب بندہ عاجزی سے اپنے مولیٰ کریم سے معافی اور مغفرت چاہتا ہے۔ تو آخر اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور اس کے دل کو گناہ کی طرف سے نفرت دی جاتی ہے۔ استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ انسان روکر اور تضرع سے اللہ جلشانہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے سو استغفار کا کم سے کم یہ اثر ہوتا ہے کہ غضب الٰہی سے بچ جاتا ہے۔ اور آخری اثر استغفار کا یہ ہے کہ گناہوں سے بچایا جاتا ہے۔ یہ عاجز بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہے مگر ترتیب اثر کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہیئے اس میں حکمت الٰہی ہے۔ استغفار ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔ یہ بہت مبارک

طریق ہے۔ رسالہ جب تیار ہو گا تو اطلاع دی جائے گی۔ والسلام بخدمت
چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون پہنچے۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳ جولائی
۱۸۸۶ء)

(۳۸) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پہلے اس جگہ امرت سر سے کتابوں
کا آنا ضروری ہے تا ہم ان کی غلطی وغیرہ کو دیکھ لوں۔ کیونکہ اکثر ترتیب
میں جز ملانے کے وقت کمی و بیشی اوراق کی ہو جایا کرتی ہے۔ سو اس جگہ
سے ایک سو تیس کتابیں آپ کی خدمت میں بھیجی جائیں گی۔ جز بندی ہو
رہی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ۲۵ ستمبر تک آپ کے پاس کتابیں پہنچ
جائیں گی۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ از طرف اخویم میر صاحب میر عباس علی
صاحب سلام مسنون پہنچے۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۵ ستمبر ۱۸۸۶ء)

نوٹ اس خط کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس اسوقت صدر انبالہ میں تھے۔ عرفانی

(۳۹) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت
نامہ صدر انبالہ میں مجھ کو ملا۔ میں اس جگہ جب تک اللہ جلشانہ چاہے متوقف
ہوں۔ میرا پتہ یہ ہے۔ صدر انبالہ۔ حاطہ ناگ پھنی۔ محلہ گھوسیاں بنگلہ محمد لطیف
رسالہ سراج منیر اب انشاء اللہ القدیر بعد رسالہ سرمہ چشم آریہ طبع ہو گا۔ مگر چونکہ
اسی کی فروخت کے سرمایہ سے طبع رسالہ سراج منیر کی تجویز ہے۔ واللہ علیٰ کل
شیءٍ قدیر۔ اس لئے جس قدر جلد اس رسالہ کی فروخت ہو گی اسی قدر جلد

رسالہ سراج منیر طبع ہو گا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آریہ پر
خرچ ہو گیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر موانع
مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ امید قوی ہے کہ
چند روز تک من کل الوجوہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ
ضخامت میں بہت بڑا ہو گیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور
ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی ۱۲/ مقرر ہوئی ہے جس نے
پہلے یونہی تخمینہ سے ۴/ قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو
رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے معہ ۲ کا رسالہ
آپ کے ذمہ فروخت کرانا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کر کے اگر آپ محض للہ
اپنی پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم کثیر جمع کرنے میں سعی
مبذول فرماویں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ منجملہ اس کے پانسو روپیہ منشی
عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا
اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ تا سراج منیر
کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمٰن ہو
آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور
سلامت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت ازلی مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے
کافی ہے۔ انشاء اللہ القدیر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا
حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں
یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ واللہ
فی کل فعل حکمۃ۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی)

(۴۰) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پختہ ارادہ ہے کہ اخیر نومبر تک یہ عاجز قادیان کی طرف روانہ ہوگا۔ ابھی کوئی دن مقرر نہیں کہ کب تک یہاں سے روانہ ہونا پڑے۔ اگر موقعہ نکلا تو انشاء اللہ القدیر اطلاع دی جائے گی۔ اللہ جلشانہ اس اخلاص اور خدمت کا آپ کو بہت اجر بخشے۔ شیخ مہر علی شاہ کی نسبت ضرور قادیان میں

شیخ مہر علی صاحب ہوشیارپوری کے متعلق رؤیا

۲۶ اپریل ۱۸۸۶ء میں ایک خطرناک خواب آئی تھی جس کی یہی تعبیر تھی کہ ان پر ایک بڑی بھاری مصیبت نازل ہوگی۔ چنانچہ ان ہی دنوں میں ان کو اطلاع بھی دی گئی تھی۔ خواب یہ تھی کہ ان کی فرش نشست کو آگ لگ گئی اور ایک بڑا ہلکہ برپا ہوا۔ اور ایک پُرہول شعلہ آگ کا اُٹھا اور کوئی نہیں تھا۔ جو اس کو بجھاتا۔ آخر میں نے بار بار پانی ڈال کر اس کو بجھا دیا پھر آگ نظر نہیں آئی مگر دھواں رہ گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس قدر اُس آگ نے جلا دیا۔ مگر ایسا ہی دل میں گزرا کہ کم تھوڑا نقصان ہوا۔ یہ خواب تھی۔ یہ خط شیخ صاحب کے حوالات میں ہونے کے بعد ان کے گھر سے ان کے بیٹے کو ملا۔ پھر بعد اس کے بھی ایک دو خواب ایسے ہی آئے جن میں اکثر حصہ وحشت ناک اور کسی قدر اچھا تھا۔ میں تعبیر کے طور پر کہتا ہوں کہ شاید یہ مطلب ہے کہ درمیان میں سخت تکالیف ہیں اور انجام بخیر ہے مگر ابھی انجام کی حقیقت مجھ پر صفائی سے نہیں کھلی جس کی نسبت دعوے سے بیان کیا جاوے واللہ اعلم بالصواب شیخ صاحب فی الحقیقت

[illegible]

دعا کرتا ہوں۔ اور ان کے عزیزوں کو بھی کئی تسلی کے خط لکھے ہیں۔ اگر کوئی امر صفائی سے منکشف ہوا تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ آپ بھی دعا کریں۔ والسلام چودھری محمد بخش صاحب و مولوی امام الدین صاحب و عطار اللہ خاں صاحب کو سلام مسنون۔ اگر ملاقات ہو تو پہنچا دیں۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ صدر انبالہ)

(۴۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم سلمہ۔ بعد سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کو ہر طرح اختیار ہے جس کو چاہیں مفت دے دیں اور اگر ممکن ہو تو پانچ جلد عمدہ خوبصورت اسی نمونہ کی جو میں نے دکھلایا تھا طیار کرا کر ساتھ لے آویں یا بھیج دیں۔ زیادہ خیریت ہے چودھری محمد بخش صاحب کو سلام مسنون۔

(۷ اکتوبر ۱۸۸۶ء خاکسار غلام احمد عفی عنہ)

(۴۲) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون یہ عاجز قادیان پہنچ گیا ہے۔ اور یہ بات اطلاعاً لکھنا مناسب ہے کہ آں مکرم اس روپے سے جو بابت قیمت کتاب جمع ہوگا۔ ماضے نقد بخدمت بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور پہنچا دیں۔ وہ سرمایہ رسالہ کے لئے جمع کر لیں گے۔ پتہ یہ ہے۔ بمقام لاہور انارکلی پبلک ورکس۔ بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ۔ اور باقی روپیہ براہ مہربانی اس جگہ پہنچا دیں۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ (راقم خاکسار غلام احمد عفی عنہ) نوٹ یہ خط غالباً ۲۵ نومبر کے بعد کا ہے عرفانی

(۴۳) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز ۲۵ رنومبر ۱۸۸۶ء سے قادیان پہنچ گیا ہے۔ آپ براہ مہربانی اس روپیہ میں سے مبلغ ۱۵ روپیہ بابو الٰہی بخش صاحب کے نام لاہور پہنچا دیں کہ وہ رسالہ کے لئے بابو صاحب کے پاس جمع ہوگا۔ اور باقی روپیہ اس جگہ ارسال فرمادیں اور ہمیشہ خیروعافیت سے مطلع فرماتے رہیں چودھری محمد بخش کو سلام مسنون پہنچے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور یکم دسمبر ۱۸۸۶ء)

(۴۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ شیخ مہر علی صاحب کی نسبت میں نے بہت دعائیں کی ہیں اور

شیخ مہر علی کے متعلق کچھ اور انجام بخیر کی پیشگوئی

بہر حال کلی طور پر امید رحمت الٰہی ہے۔ اور بہت چاہا کہ صفائی سے ان کی نسبت منکشف ہو مگر کچھ مکروہات اور کچھ آثار خیر نظر آئے۔ اگر اس کی تعبیر اسی قدر ہو کہ مکروہات اور شدائد جس قدر بھگت چکے ہوں انکی طرف اشارہ ہو۔ انجام بخیر کی بہت کچھ امید ہے۔ اور دعائیں بھی از حد ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے حال پر رحم کرے۔ آمین ثم آمین۔ اور جو آپ نے نیت کی ہے کہ اگر ضرورت ہو تو چار ماہ کے لئے بطور قرضہ سو یا دو سو روپیہ دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس نیت کا اجر بخشے۔ اگر کسی وقت ایسی ضرورت پیش آئے گی۔ تو آپ کو اطلاع

دوں گا۔ اور خود اس عاجز کا ارادہ ہے کہ جو امور ہندوؤں کے وید سے بطور مقابلہ طلب کئے گئے ہیں۔ وہ بطور حق بمائین ہیں۔ ابلاغ پائیں۔ اور اللہ جلشانہٗ توفیق عمر بخشے کہ تا ہم ان سب امور کو انجام دے سکیں۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب وجمیع احباب کو سلام مسنون پہنچے۔ اور جس وقت آپ قادیان میں تشریف لاویں ایک شیشی چٹنی سرکہ کی ضرور ساتھ لاویں۔

نوٹ ۔ یہ مکتوب حضرت کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے مگر آپ حسب معمول اس پر اپنا نام نہیں لکھ سکے۔ تاریخ بھی درج نہیں سلسلہ خطوط سے دسمبر ۱۸۸۶ء کا پایا جاتا ہے۔ عرفانی

(۴۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج آپ کا کارڈ مجھ کو ملا سنا ہے کہ مولوی صاحب نے کچھ ریویو رسالہ سرمہ چشم آریہ پر لکھا ہے ابھی میرے پاس پہنچا نہیں۔ سنا جاتا ہے کہ ابھی وہ رسالہ چھپتا ہے۔ جب میرے پاس پہنچے شاید پندرہ روز تک پہنچے تو انشاء اللہ آپ کی تکرر یاد دہانی سے بھیجدوں گا۔ چودھری صاحب کو سلام مسنون پہنچے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۰ر دسمبر ۱۸۸۶ء)

(۴۶) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آزار بند اور قند جو پہلے آں مکرم نے بھیجے تھے سب پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے کہ آج یا کل شیرمال بھی پہنچ جاوے گی۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ رسالہ سراج منیر کا مضمون تو اب تیار ہے۔ مگر اسکی طبع کے لئے تجویز کر رہا

ہوں۔ کیونکہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ اُس کا چودہ سو روپیہ لاگت ہے۔ اگر کوئی مطبع کسی قدر پیچھے یعنے تین ماہ بعد لینا منظور کرے تو بآسانی کام چل جائے۔ اور اشتہار میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ فتح محمد خاں صاحب کی غلطی سے کچھ کا کچھ لکھ دیا۔ اب آپ بھی وصولی روپیہ قیمت سرمہ چشم آریہ کا بہت جلد بندوبست کریں۔ اور ۱۵ روپیہ کی مجھے اور ضرورت ہے وہ میرے پاس بھیجدیں۔ باقی روپیہ منشی الٰہی بخش صاحب کے نام لاہور روانہ فرماویں۔ اور جو آپ نے دو سو روپیہ بطور قرضہ کے دینا تجویز کیا ہے وہ بھی ان کے پاس محفوظ رکھیں کہ اب روپیہ کی ضرورت بہت پڑے گی۔ قیمت رسالہ میں آجتک آپ سے ۸۵ پہنچ گئے ہیں اور ۵ روپیہ آنیسے پورے ۹۰ روپیہ ہو جائیں گے۔ شیخ مہر علی صاحب کے لئے بہت دُعا کی گئی ہے۔ واللہ غفور الرحیم۔ سندرداس کے لئے تو ہم نے آپ کے کہنے سے بہت دُعا کی تھی مگر چونکہ ہندو آخر ہندو ہے اس لئے وفاداری سے شکرگذار ہونا مشکل ہے۔ آجکل ہندوؤں کے جو مادے ظاہر ہو رہے ہیں اُس سے عقل حیران ہے ہندوؤں میں وہ لوگ کم ہیں جو نیک اصل ہوں۔ ایک خطا۔ دویم خطا۔ سوم مادر بخطا۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب السلام علیکم۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ)

(۴۷) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ القدیر شیخ میر محمد صاحب کے واسطے دُعا کروں گا آپ بالفعل پچیس روپیہ بذریعہ منی آرڈر اس جگہ کی ضرورتوں کے لئے ارسال

فرماویں۔ اور باقی روپیہ کی وصولی کا جہاں تک ممکن ہو جلد بندوبست کریں تا وہ روپیہ سراج منیر کے کسی کام آوے۔ اور قند جیسا کہ آپ نے ہوشیارپور بھیجا تھا اور دو روپیہ کے شیر مال تازہ طیار کروا کے ٹوکری میں بند کرکے بذریعہ ریل بھیجدیں۔ اور اوّل اُس کی بلٹی بھیجدیں۔ اور شیخ صاحب مہر علی صاحب کی صورت مقدمہ سے اطلاع بخشیں۔ سندرداس کی کامیابی سے خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ اُس کو سچی ہدایت بھی بخشے کہ بجز قوم میں سے باہر آنے کے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ واللہ یھدی الیہ من یشاء۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ دو سو روپیہ جو قرضہ لیا جائے گا۔ آپ اپنے طور پر طیار رکھیں کہ جب نزدیک یا دیر سے اُس کی ضرورت ہوئی تو بھیجنے میں توقف نہ ہووے +

(۴۸) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ مہر علی صاحب کے لئے دُعا

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شیخ مہر علی صاحب کے لئے میں نے اس قدر دُعا کی ہے کہ جس کا شمار اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اللہ جلشانہ اس کی جان بخشی کرلے۔ کہ وہ کریم و رحیم ہے۔ رونے والوں کو ایک دم ہنسا سکتا ہے۔ سندرداس کے لئے بھی دُعا کی ہے۔ مگر اسے کیوں ایسا مضطر ہونا چاہیئے۔ وہ تو ابھی لڑکا ہے۔ اور ابھی بہت سا وسیع میدان درپیش ہے مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کس قدر روپیہ لاہور میں بھیجا ہے۔ اگر کچھ بقیہ آپ کے پاس ہو تو مجھے بعض ضروریات کے لئے منگوانا ضروری ہے۔ اس سے جلد تر اطلاع بخشیں۔ اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ قرضہ کی بھی ضرورت پڑے گی

سو اگر آپ دو سو روپیہ تک قرضہ کا انتظام کر دیں تو اس قسم کا ثواب بھی آپکو حاصل ہوگا۔ باقی خیریت ہے۔ مقدمہ شیخ مہر علی صاحب سے اطلاع بخشیں۔ والسلام ۔

(۴۹) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی محبی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ معہ قصیدۂ متبرکہ موصول ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء۔ اگر چند بوتل سوڈا واٹر مل سکیں تو وہ بھی بھیجدینا۔ یہ قصیدہ انشاء اللہ درج کتاب کرا دوں گا۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لودھیانہ)

(۵۰) ملفوف ومختوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ مگر کارڈ کوئی نہیں پہنچا۔ شیخ مہر علی صاحب کے واسطے جس قدر اس عاجز سے ہو سکا۔ دعا کی گئی۔ اور حوالہ بخداوند کریم ورحیم کیا گیا۔ اور اس جگہ سب طرح خیریت ہے۔ رسالہ سراج منیر کے طبع میں صرف بعض امور کی نسبت دریافت کرنا موجب توقف ہو رہا ہے۔ جب وہ امور بھی طے ہو جاتے ہیں۔ تو پھر انشاء اللہ القدیر رسالہ کا طبع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور شائد امرتسر میں کسی قدر توقف کرنا ضروری ہوگا۔ اب آپ کی تشریف آوری کی ۲۴ دسمبر تک اُمید لگی ہوئی ہے اور اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ اخویم چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون پہنچے والسلام۔ (خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۵ دسمبر ۱۸۸۶ء)

نوٹ۔ یہ پہلا خط ہے جس پر حضرت اقدس نے تین مہریں لگائی ہیں ایک الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

کی ہے اور دوسری اذکر رحمتی کی ہے اور یہ مہریں آپنے شروع خط میں لگائی ہیں عرفانی

(۵۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ سردار کی بات بالکل فضول اور دروغ معلوم ہوتی۔ صحیفہ قدسی بہت مدت سے میرے پاس آتا ہے۔ اور اُس کا ایڈیٹر ایک دوست آدمی ہے۔ اس میں مجال نہیں کہ کوئی مخالف مضمون چھپے۔ اور آریہ گزٹ قادیان میں آتا ہے اگر ہوتا تو ظاہر ہو جاتا۔ جو مضمون شائع ہو چکا اس کا پوشیدہ کرنا کوئی وجہ نہیں۔ کل اشاعۃ السنہ خدمت میں بھیجا گیا ہے۔ دلیوپی اپیل کے کاغذات جو آپ نے بھیجے ہیں وہ بیرنگ ہو کر آئے۔ کسی نے ۵/ ٹکٹ نہیں لگادیا۔ زیادہ خیریت ہے (خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۲۰ دسمبر ۱۸۸۶ء) ۔

نوٹ۔ صحیفہ قدسی کے ایڈیٹر مولوی عبدالقدوس صاحب قدسی مرحوم تھے۔ اور فی الحقیقت حضرت اقدس سے ان کو محبت واخلاص تھا۔ مقدمہ کرم دین میں وہ بطور گواہ پیش ہوئے۔ الحکم کے خریدار تھے۔ عرفانی ۔

(۵۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ کل ایک پرزور خط حاجی ولی اللہ صاحب کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ جس میں ان کو واپسی قیمت کی طرف رغبت دی گئی ہے اور جواب طلب کیا گیا ہے۔ جواب آنے پر اطلاع دوں گا۔ مضمون جو آپ لے گئے تھے ضرور چھپوا دیں۔ سند روانس

کے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔
(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ)

(۵۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا مجھے ابھی پختہ معلوم نہیں کہ کب تک امرتسر جاؤں۔ شاید بیس روز تک جانا ہو۔ بہرحال اس وقت انشاء اللہ خبر دیدوں گا۔ شیخ صاحب کے لئے اس قدر دعا کی گئی ہے بہرحال رحم اللہ جلشانہ کی امید ہے وھو الغفور الرحیم۔ آپ استغفار کو لازم پکڑیں۔ اس میں کفارہ ذنوب ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ سندر داس کے لئے بھی دعا کی ہے واللہ یفعل ما یشاء۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان)

نوٹ خط پر تاریخ نہیں۔ مگر مہر ۲ جنوری ۱۸۸۸ء درج ہے۔ عرفانی۔

(۵۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ مہر علی صاحب کے متعلق جوش

مخدومی مکرمی سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ جیسا کہ آپ کو دلی جوش شیخ صاحب کے حق میں ہے ایسا ہی مجھ کو ہے اور میں نے اس قدر دلی جوش سے دعا اُن کے حق میں کی ہے جس کا کچھ اندازہ نہیں رہا۔ اب ہم ان قدر دعاؤں کے بعد شیخ صاحب کو اسی ذات کریم و رحیم کے سپرد کرتے ہیں جو اپنے عاجز اور گنہگار بندوں کی تقصیرات بخشتا ہے اور عین موت کے قریب دیکھ کر بچا لیتا ہے۔ واللہ علیٰ کل شیء قدیر۔ حالات سے اطلاع بخشتے رہیں والسلام (خاکسار غلام احمد عفی عنہ قادیان ۱۱ فروری ۱۸۸۸ء)

(۵۵) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اشتہار پہنچا۔ اور عـہ روپیہ بھی پہنچ گئے۔ انشاء اللہ القدیر اشتہار دینے والے شرمندہ اور رسوا ہونگے۔ آج کل ہندوؤں کو اپنے قومی تعصب میں بہت کچھ اشتغال ہو رہا ہے مگر دروغ کو فروغ تا کجا خود نابود ہو جائیں گے۔ شیخ مہر علی صاحب کے مقدمہ کی تاریخ پہلے آپ نے ۲۲ فروری لکھی تھی۔ اور اب آپ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۸ء لکھی ہے۔ کیا پیشی سے پہلے تاریخ منسوخ ہو گئی۔ یا تاریخ سے پہلے مقدمہ پیش ہو گیا۔ اس سے ضرور اطلاع بخشیں۔ چودھری محمد بخش صاحب کو سلام مسنون پہنچے ۔
(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۲ فروری ۱۸۸۸ء از قادیان)

(۵۶) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پانچ روپیہ کے شیرمال پہنچ گئے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔ اور سب طرح سے خیریت ہے والسلام
(خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان)

نوٹ اس پر تاریخ نہیں مگر مہر ۲ مئی ۱۸۸۸ء کی ہے۔

(۵۷) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مبلغ ہند روپے بابت قیمت کتاب سرمہ چشم آریہ پہنچ گئے۔ رسیدًا اطلاع خدمت ہے

باقی سب خیریت ہے۔ میں دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا تردد دور فرماوے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۸ مارچ ۱۸۸۷ء)

نوٹ۔ اس خط پر سند داس از جالندھر بھی درج ہے جو اس نے خط پہنچنے پر لکھا ہے۔ عرفانی ۔

(۵۸) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے دوست کے لئے کئی دفعہ دعا کی گئی۔ اگر کچھ مادہ سعادت مخفی ہے تو کسی وقت اثر کرے گی۔ ورنہ تہید ست ازل کا کیا علاج آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو غیروں کی طرف التفات کرنے سے مستغنی کرے۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ رسالہ سراج منیر کا سب اسباب طیار ہے صرف یہ خیال ہے کہ اول خریداروں کی مجرد درخواستیں دو ہزار تک پہنچ جائیں پھر چھپنا شروع ہو۔ کیونکہ یہ کام بڑا ہے جس میں دو ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوگا۔ آپ بھی اطلاع بخشیں کہ ایسے سچے شائق آپ کو کس قدر مل سکتے ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۱ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۵۹) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۲۶ مارچ ۱۸۸۶ء کو باعث ضروری کام رسالہ ند ایک یا دو گو سے ایک ہفتہ کے لئے جانا پڑا ہے۔ اس لئے اطلاع دیتا ہوں کہ اگر فرصت ہو تو امرتسر

میں آپ کی ملاقات ہو جاوے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۳ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۶۰) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں کہ کہاں اتروں گا۔ انشاء اللہ وہاں جاکر اطلاع دوں گا۔ اگرچہ میرا پتہ ہال بازار مطبع ریاض ہند میں جاکر شیخ نور احمد سے جو مالک مطبع ہیں بخوبی مل سکتا ہے مگر پھر بھی انشاء اللہ امرتسر میں جاکر آپ کو اطلاع دوں گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان)

نوٹ۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں۔ مگر مہر ۲۶ مارچ ۱۸۸۶ء کی ہے عرفانی۔

(۶۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ عاجز امرتسر پہنچ گیا ہے۔ شاید پیر منگل تک اس جگہ ہوں مگر بروز اتوار صرف ایک دن کے لئے لاہور جانے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ تشریف لاویں تو میں کٹڑہ مہاں سنگھ میں بر مکان منشی محمد عمر صاحب داروغہ سابق اترا ہوں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد از امرتسر کٹڑہ مہاں سنگھ۔ ۳۰ مارچ ۱۸۸۶ء)

(۶۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون ہیں

امرتسر سے قادیان آگیا ہوں۔ آپ دوام استغفار سے غافل نہ رہیں کہ
دنیا نہایت خطرناک آزمایش گاہ ہے۔ شاید کتاب شحنہ حق آپ کے پاس
پہنچی ہے یا نہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ پہلی کتابوں کی بقیہ قیمت وصول ہوئی
یا نہیں۔ اب وہ تمام قیمت جلد وصول ہو جائے تو بہتر ہے۔ کہ وقت نزدیک
ہے اطلاع بخشیں۔ میر صاحب جالندھر میں ہیں یا تشریف لے گئے ہیں۔
امرتسر میں آپ کی بہت انتظار ہوتی رہی مگر مرضی الٰہی نہ تھی۔ زیادہ خیر
ہے۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۸ر اپریل ۱۸۸۷ء)

(۶۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چونکہ مَیں نے رسالہ شحنہ حق کی
اُجرت وغیرہ ادا کرنا ہے۔ اور اس جگہ روپیہ وغیرہ نہیں ہے۔ اس لئے مکلف
ہوں کہ آپ مجھ کو بیس روپیہ بھیجدیں۔ اور حساب یادداشت میں لکھتے رہیں
یعنے جس قدر آپ نے متفرق بھیجا ہے۔ اس کو آپ اپنی یادداشت میں تحریر
فرماتے جاویں۔ اور اب وصولی روپیہ اور تصفیہ بقایا کی طرف توجہ فرماویں کہ
اب روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی۔ بڑا بھاری کام سر پر آگیا ہے۔ آپ کی
ملاقات اگر کبھی ہو تو بہتر ہے۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد از قادیان)

نوٹ۔ تاریخ درج نہیں ڈاک خانہ کی مہر قادیان ۱۱ر اپریل ۱۸۸۷ء ہے عرفانی۔

(۶۴) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ماہوار رسالہ کے اجراء کی تجویز

رسالہ ماہوار کی قیمت بہت ہلکی و خفیف رکھنا مصلحت سمجھا گیا
ہے مگر پہلے۔ اس کے نکلنے پر معلوم ہو جاوے گا۔ آپ کی ہمدردی

دینی کے معلوم کرنے سے بار بار آپ کے لئے دعا نکلتی ہے کہ خداوند کریم جل شانہٗ
آپ کو محمود الدنیا و العاقبت کرے۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ آپ نے
سو رسالہ سراج منیر اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ ملاقات کو دل چاہتا
ہے۔ اگر آپ کو کسی وقت فرصت ملے تو اوّل اطلاع بخشیں۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۸ر اپریل ۱۸۸۷ء)

نوٹ۔ اس مکتوب میں جس رسالہ کا ذکر حضرت اقدس نے کیا ہے اس سے مراد
قرآنی صداقتوں کا جلوہ گاہ ہے جو آپ ماہوار جاری فرمانا چاہتے تھے اس کا
اعلان آپ نے **شحنہ حق** میں بھی فرمایا تھا۔ مگر بعد کے واقعات اور حالات نے حضور کو
دوسری طرف متوجہ کر دیا۔ پھر ایک زمانہ میں **نور القرآن** آپ نے شائع کرنا شروع فرمایا چونکہ
یہ رسائل کسی تجارتی اصول پر جاری نہیں کرنے چاہتے تھے اس لئے دو نمبروں کے بعد
یہ رسالہ بند ہو گیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کے مقاصد و منشاء کی اشاعت کے
سامان اخبارات اور رسالجات کی صورت میں کر دیئے جو آج کئی زبانوں میں جاری
ہیں۔ عرفانی۔

(۶۵) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ دعا کی گئی۔ مجھ کو بباعث ملالت طبیعت خود
مرضی بھی ہے۔ اب میں آپ سے ایک ضروری امر میں مشورہ لینا چاہتا
ہوں اور وہ یہ ہے کہ بوجہ چند در چند وجوہوں کے دوسری جگہ کتابوں کے
طبع کرانے سے میری طبیعت دق آگئی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنا مطبع
طیار کر کے کام سراج منیر و دیگر رسائل کا شروع کرا دوں اگر مطبع ہو تو بہ

خسارہ بھی ہوگا تو ان خساروں کی نسبت کم ہوگا۔ جو مجھے دوسرے لوگوں کے مطابع سے اوٹھانے پڑتے ہیں۔ لیکن تخمینہ کیا گیا ہے کہ اس کام کے شروع کرانے میں تیرہ چودہ سو روپیہ خرچ آئے گا۔ جس میں خرید پریس وغیرہ بھی داخل ہے اور آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم تین ماہ کے عرصہ کے لئے دو سو روپیہ بطور قرضہ دے سکتے ہیں۔ سو اگر آپ سے یہ ہوسکے۔ اور آپ کسی طور سے یہ بندوبست کرسکیں کہ چار سو روپیہ بطور قرضہ چھ ماہ کے لئے تجویز کرکے مجھ کو اطلاع دیں تو میں جانتا ہوں کہ اس میں آپ کو بہت ثواب ہوگا۔ اگر خدا تعالےٰ چاہے تو چھ ماہ کے اندر ہی یہ قرضہ ادا کرا دے لیکن چھ ماہ کے بعد بہرحال بلاتوقف آپ کو دیا جائے گا۔ اور باقی آٹھ نو سو روپیہ کسی اور جگہ سے قرضہ لیا جائے گا اس کا جواب آپ بہت جلد بھیجدیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ آپ کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ نے یہ خیر مقدر کی ہو۔ اگر میں سمجھتا کہ آپ ادھر ادھر سے لے کر کچھ اور زیادہ بندوبست کرسکتے ہیں تو میں آٹھ سو روپیہ کے لئے آپ کو لکھتا مگر مجھے خیال ہے کہ گو

چودھری رستم علی صاحب کی فدائیت

آپ اپنے نفس سے اللہ رسول کی راہ میں فدا ہیں۔ مگر آجکل دوسرے مسلمان ایسے ضعیف ہو رہے ہیں۔ کہ اگر ان کے پاس قرضہ کا بھی نام لیا جاوے تو ساتھ ہی انکی طبع میں قبض شروع ہوجاتا ہے۔ جواب سے جلد تر اطلاع بخشیں۔ شیخ مہر علی صاحب کے مقدمہ کی نسبت اگر کچھ پتہ ہو تو ضرور اطلاع بخشیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۱ رمئی ۱۸۸۴ء)

نوٹ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۴ء میں ارادہ فرمایا کہ قادیان میں ایک مطبع جاری ہو۔ مگر مشیت ایزدی نے اس وقت اسکے لئے سامان پیدا نہ ہوتے دیئے اسکے بعد مختلف اوقات میں قادیان میں پریس منگوایا گیا۔ مگر وہ کام کرکے واپس چلا جاتا رہا

آخر بالاستقلال خدا تعالےٰ نے یہاں مطبع کا سامان مہیا کردیا۔ خاکسار **عرفانی** نے مشین پریس قائم کیا جو اب ضیاء **الاسلام** پریس میں کام کرتا ہے۔ حضرت کے ہر ارادہ کی خدا تعالیٰ نے تکمیل کردی۔ گو دوکان بعد میں ہوئی مگر پریس آپ کی زندگی میں ہی اور اخبارات و رسایل بھی آپ کی زندگی میں جاری ہوگئے یہ منشاء الٰہی تھا اور پورا ہوکر رہا۔ اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چودھری صاحب کے خدا تعالیٰ کی راہ میں **فدا ہونے کا** اظہار فرمایا ہے جو حضرت چودھری صاحب رضی اللہ عنہ کے کمال اخلاص اور اسکے نتیجہ میں کامل فلاح پانے کا ثبوت ہے۔ عرفانی۔

(۶۶) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی غلام علی الدین کے لئے بیٹے کئی دفعہ دعا کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ترددات سے مخلصی بخشے اب مجھ کو نہایت جلدی اسبات کی ہے کہ جس طرح ہوسکے اپنے کام کو شروع کروں۔ کئی دوستوں کو جن پر کسی قدر امید تھی ہے قرضہ کے لئے لکھدیا ہے اور سب کو لکھا گیا ہے کہ بعد طبع سراج منیر ایک برس کے وعدہ پر قرض دیں۔ آپکے مانند چار پانچ آدمی ہیں اور چودہ سو روپیہ اسبارے قرضہ کا بندوبست کرنا ہے آپ مجھ کو بہت جلد اطلاع دیں۔ کہ آپ ٹھیک اس وعدہ پر کس قدر قرضہ کا بندوبست کرسکتے ہیں تا میں روپیہ منگوانے کے لئے کوئی تجویز کروں۔ اور پھر لاہور میں خرید مطبع کے لئے آدمی بھیجا جاوے۔ اب یہ کام جلدی کا ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ماہ مبارک رمضان میں یہ کام شروع ہوجاوے۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۹ رشعبان)

جس قدر بقیہ کتب ہووے وہ بھی آپ وصول کرکے جلد تر بھیجدیں والسلام

نوٹ۔ اس خط میں جن مولوی غلام محی الدین صاحب کا ذکر ہے وہ مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے خاکسار عرفانی کے بھی استاد تھے عرفانی نے براہین احمدیہ ۱۸۸۷ء میں انہیں صاحب کے پاس دیکھی تھی اور **جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے** والی نظم کو اس میں سے نقل کیا تھا سلسلہ احمدیہ میں جیسا کہ بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا نام رکھا یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میرے تعلقات کی ابتدا اسی ۱۸۸۷ء سے ہوئی ہوا اور یہ چودھری رستم علی صاحب مرحوم ہی اس کے موجب ہیں یہ کتاب چودھری صاحب ہی کی تھی۔ مولوی غلام محی الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ابتداً ارادت و عقیدت تھی مگر افسوس ہے کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو سکے۔ عرفانی +

(۶۷) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ شیخ مہر علی صاحب کی نسبت اب تک کوئی خبر نہیں آئی۔ کہ بریت پاکر بخیر و عافیت گھر پہنچ گئے۔ اگر آپ کو خبر ملی ہو تو برائے مہربانی اطلاع بخشیں۔ قرضہ کی بابت تجربہ کار لوگوں سے دریافت کیا گیا۔ تو انھوں نے اس تجویز کی تحسین کی لیکن یہ کہا کہ جس حالت میں انہیں کتابوں کی فروخت سے قرضہ اُتارا جائے گا۔ تو اس صورت میں کم سے کم ادائے قرضہ کی میعاد ایک سال چاہیئے۔ کیونکہ سراج منیر پانچ مہینہ سے کم میں نہیں چھپے گا۔ اس لئے میں نے توکلاً علی اللہ بعض دوستوں کو لکھا ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اگر قرضہ کا بندوبست حسب دلخواہ ہو جاوے تو بہت جلد اس کام کو شروع کروں۔ آپ کو میں نے چھ ماہ کے وعدہ کے لئے لکھا تھا۔ مگر درحقیقت وعدہ ایک سال بہت خوب ہے اگر آپ متحمل ہو سکیں تو اس ثواب کے لینے میں بھی جد و جہد کریں۔

میرا ارادہ ہے کہ رمضان شریف میں یہ کام شروع ہو جائے۔ آیندہ جو ارادہ الٰہی ہو۔ مجھے اس وقت زبانی یاد نہیں۔ کہ آپ نے کتابوں کی قیمت میں کیا کچھ ارسال فرمایا تھا۔ اور کیا باقی ہے۔ بہرحال جو کچھ باقی ہے۔ اب اس موقعہ میں جہاں تک جلدی ممکن ہو بھیجنا چاہیئے۔ اور نیز اس قرضہ کی بابت جو اس میعاد کے لئے ہو جیسی مرضی ہو اطلاع دینی چاہیئے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ (خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۹ مئی ۱۸۸۶ء)

(۶۸) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ جو کچھ آپ نے ایک سال کے وعدہ پر تین سو

قرضہ کی میعاد میں احتیاط

روپیہ دینا کیا ہے۔ اس سے بہت خوشی ہوئی۔ لیکن اس بات کو بھی اپنے لئے گوارا کرلیں کہ یہ وعدہ اس تاریخ سے ہو۔ کہ جب سراج منیر چھپ کر طیار ہو جائے۔ کیونکہ سراج منیر کی چھپائی کا کام پانچ یا چھ ماہ تک ختم ہوگا۔ چونکہ یہ روپیہ سراج منیر ہی کی فروخت سے نکالا جائیگا اس لئے **صرف چھ ماہ ایک خطرناک عہد ہے**۔ ایسا ہونا چاہیئے کہ ایک سال پر چھ ماہ اور زائد کئے جائیں۔ بقیہ فروخت کتب کا جو روپیہ ہے اگر وہ آپ بہت جلد ساتھ لاویں تو آپ کی ملاقات بھی ہو جائے اور روپیہ بھی آ جائے۔ آپ امرتسر میں نہیں آ سکے۔ اگر اس جگہ ملاقات ہو جائے بہت خوشی کی بات ہے اگر آپ آویں تو عـــہ روپیہ کی شکر جو عمدہ ہو اور نیز ایک بوتل چٹنی کی اور دو شیرمال میرے حساب میں خرید کر ساتھ لاویں اور اگر جلد تر آنا ممکن نہ ہو تو بقیہ روپیہ فروخت کتب کا بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔

لیکن جلد آنا چاہیئے۔ کیونکہ مجھے اس وقت روپیہ کی بہت ضرورت ہے اور نیز میرا ارادہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو پختہ ارادہ ہے کہ اسی ماہ رمضان میں جو بہت مبارک ہے یہ کام شروع کیا جائے۔ سو اگر آپ تشریف لاویں تو بعض امور کا مشورہ آپ سے لیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو مکرمی اخویم میر عباس علی صاحب بھی ساتھ آ جائیں۔ تو بہتر ہو میر صاحب سے استصواب کر لیں۔ یہ کام بہت عظیم الشان ہے۔ دوستوں کا مشورہ اس میں بہتر ہے۔ اور بعض مشورہ طلب امور بھی ہیں۔ آپ پہلے اپنے آنے کی پختہ گنجایش نکالکر پھر میر صاحب کو لکھیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمدؐ ۲۹ رمئی ۱۸۸۶ء)

(۶۹) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

تعبیر خواب

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ نے جو خشنوں کا گھر آباد دیکھا جو زیوروں سے آراستہ ہیں اس سے مراد دنیا دار ہیں جو دنیا کی آرائشوں میں مشغول ہیں اور جو دیکھا کہ ایک دوست کی تلاش میں دوڑ رہے ہیں۔ اور پرواز بھی کر رہے ہیں۔ اور پھر ملاقات ہو گئی۔ یہ کسی کامیابی کی طرف اشارہ ہے۔ اور دوست کے جگر سے دوست کا مال مراد ہے جو انسان کو بالطبع عزیز ہوتا ہے اور دشمن کے جگر کا کاٹنا اُس پر تباہی ڈالنا ہے۔ تلوار ہاتھ میں ہونا فتح و نصرت کی نشانی ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے وہ کام جو اب درپیش ہیں۔ آپ کو دکھا دیا ہے۔ اس کام میں چند دوستوں کو قرضہ کے لئے تکلیف دی گئی ہے۔ تا دشمنوں کی بیخ کنی کی جائے۔ سو خواب نہایت عمدہ ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ

فرصت نکال کر ملاقات کریں۔ ایک اور تکلیف دیتا ہوں اگر ممکن ہو تو اس کے لئے سعی کریں۔ آجکل ماہ رمضان میں بباعث مہمانداری و مصارف خانگی میں روغن زرد یعنی گھی کی بہت ضرورت درپیش ہے۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ گھی جو جمع تھا سب خرچ ہو گیا اور ارد گرد تمام تلاش کیا گیا اچھا گھی ملتا نہیں آخر چھ سات دن کے بعد ہمارا معتبر میاں فتح خاں واپس آیا۔ اگر پانچ روپیہ کا گھی عمدہ کسی گاؤں سے مل سکے تو میرے حساب میں ضرور خرید کر ضرور ساتھ لاویں اور وہ دوسری چیزیں بھی جو میں نے پہلے لکھی تھیں۔ بخدمت چودھری صاحب سلام مسنون۔ (خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۲۰ رمئی ۱۸۸۶ء)

(۷۰) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی۔ بعد سلام علیکم۔ اس وقت میں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ میر ناصر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں۔ زندگی سے ناامیدی ہے۔ ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہیئے۔ سو میں آج سے کہ اسی وقت روانہ ہوتا ہوں والسلام

(خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۱۹ رجون ۱۸۸۶ء)

(۷۱) پوسٹ کارڈ

مکرمی اخویم۔ بعد السلام علیکم۔ آم پہنچ گئے تھے۔ اگر دوسری دفعہ ارادہ ارسال ہو۔ تو دو امر کا لحاظ رکھیں۔ ایک تو آم کسی قدر کچے ہوں دوسرے ایسے ہوں جن میں صوف نہ ہو۔ اور جن کا شیرہ پتلا ہو۔ میں نے سندر داس کی شفا اور نیز ہدایت کے لئے دُعا کی ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۱۰ رجولائی ۱۸۸۶ء

(۷۲) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ بعد السلام علیکم۔ آج ایک ٹوکرہ آموں کا پہنچ گیا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ بوجہ شدت حرارت موسم آم جو ٹوکرے کے اندر دبے ہوئے تھے بگڑ گئے۔ اس لئے آموں کی کیفیت سے کچھ اطلاع نہیں ہوئی۔ اگر ٹوکرے میں درخت سے تازہ توڑ کر کسی قدر کچے رکھے جاتے تو غالباً امید تھی کہ نہ بگڑتے۔ دوسری مرتبہ یہ ضرور احتیاط رکھیں

حضرت عیسیٰ ابن مریم کو خواب میں دیکھا

مَیں نے آج خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے مکان پر موجود ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ ان کو کیا کھلائیں۔ آم تو خراب ہوگئے ہیں۔ تب اور آم غیب سے موجود ہوگئے۔ واللہ اعلم۔ اسکی کیا تعبیر ہے۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب کا آدھا نوٹ پانچسو روپیہ کا پہنچ گیا۔ اور ساتھ ہی روپیہ نقد پہنچے۔ اور آدھا ٹکڑا نوٹ کا امید کہ دس روز تک پہنچ جائے گا۔ سندر داس کے لئے انشاء اللہ دُعا کروں گا۔ بخدمت چودہری صاحب محمدؐ بخش السلام وعلیکم۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۱ر جولائی ۱۸۸۷ء

(۷۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔ بعد السلام علیکم۔ آج اکاسی آم مرسلہ آپ کے پہنچ گئے۔ یہ آم بہت عمدہ تھے۔ ان میں سے صرف ایک بگڑا۔ باقی سب عمدہ پہنچ گئے دو آدمیوں کے پاس کے لئے ضرور آپ دوبارہ تحریک کریں۔ اور جلد اطلاع بخشیں کہ اب وقت نزدیک ہے۔ شائد آج دوسرا قطعہ پانسو روپیہ کا

بقایا آجائے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۱۹ر جولائی ۱۸۸۷ء)

عاجز عبداللہ سنوری کا سلام علیک

نوٹ۔ منشی عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس کارڈ پر سلام علیک لکھا ہے۔ عرفانی۔

(۷۴) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آم پہنچ گئے۔ آپ نے خالصاً للہ بہت خدمت کی ہے اور دلی محبت اور اخلاص سے آپ خدمت میں لگے ہوئے ہیں اللہ جلشانہ آپ کو بہت اجر بخشے۔ پاس کا جواب آنے سے مجھ کو آپ اطلاع بخشیں۔ میاں نور احمدؐ خود بخود دہلی چلے گئے۔ مگر پاس دو آدمیوں کے لئے ہونا چاہیئے۔ نصف ٹکڑا نوٹ ابھی نہیں آیا۔ فتح خاں و حامد علی کا سلام علیکم والسلام۔ خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ ۲۱ر جولائی ۱۸۸۷ء،

نوٹ۔ اس کارڈ پر فتح خاں و حامد علی کا سلام علیکم بھی درج ہے۔ عرفانی۔

(۷۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اطلاع مولود بشیر اوّل

آج سولہویں ذیقعد ۱۳۰۴ھ بفضلہ تعالیٰ وکرمہ اس عاجز کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ۲۲ ذیقعد مطابق ۱۳ر اگست روز عقیقہ ہے۔ اگر کچھ موجب تکلیف وحرج نہ ہو تو آپ بھی تشریف لاکر ممنون احسان

فرماویں۔ فقط ۷ر اگست ۱۸۸۷ء (خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور)
اور چودہری محمد بخش صاحب کو بھی اطلاع کر دیں۔ سب کو سلام۔ والسلام

نوٹ۔ اس مکتوب میں **بشیر اول** (والہم اجعلہ لنا فرطاً) کی پیدائش کی آپ نے بشارت دی ہے چونکہ ایک **مولود** کے متعلق خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان **بشارت** برنگ پیشگوئی دی تھی **بشیر اول** کے پیدا ہونے پر حضرت اقدس کا خیال اسی طرف گیا کہ شاید یہی وہ **مولود موعود** ہو اس کے عقیقہ پر آپ نے بہت سے دوستوں کو دعوت دی تھی اور یہ عقیقہ خدا تعالیٰ کے **نشان** کے پورا ہونے پر اظہار مسرت و شکرگذاری کا ایک بہترین نمونہ تھا۔ اس کے متعلق تفصیل آپ کے سوانح حیات میں ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ عرفانی

(۷۶) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم۔ دو شطرنجی کلاں اگر دو روز کے لئے بطور مستعار مل سکیں تو ضرور بندوبست کر کے ساتھ لاویں اور پھر ساتھ ہی لے جاویں۔ اور جمعہ تک یعنی جمعہ کی شام تک ضرور تشریف لے آویں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۰ر اگست ۱۸۸۷ء

(۷۷) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک آپ کو نہایت ضروری تکلیف دیتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کے جدوجہد سے یہ کام بھی انجام پذیر ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ دو روز کے لئے ایک سائبان درکار ہے جو بڑا سائبان ہو خیمہ کی طرح جس کے اندر آرام پا سکیں۔ اگر سائبان نہ ہو تو خیمہ ہی ہو۔ ضرور کسی رئیس سے لے کر ساتھ لاویں

نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ مکان کی تنگی ہے۔ بہت توجہ کر کے کوشش کریں۔　خاکسار غلام احمد ۱۰ر اگست ۱۸۸۷ء

(۷۸) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مگر پان نہیں پہنچے حتی المقدور آپ ایسا بندوبست کریں کہ پان دوسرے چوتھے روز باآسانی پہنچ جایا کریں۔ اور اب جہاں تک ممکن ہو۔ پان جلدی پہنچاویں۔ اور دوبارہ آپ کو تاکیداً لکھتا ہوں۔ کہ آپ بڑی جدوجہد سے ڈیڑھ من خام روغن زرد عمدہ جمعہ تک پہنچاویں۔ اور ۳۰ روپیہ نقد ارسال فرماویں۔ اور شائد قریباً یہ ۲۰ یا ۲۵ روپیہ ہوں گے آپ اس میں جہاں تک ہو سکے بڑی کوشش کریں اور عقیقہ کی ضیافت کے لئے تین بوتل عمدہ چٹنی کی اور بیس ثار آلو پختہ اور چار ثار اربی پختہ اور کسی قدر بھنڈی و پالک وغیرہ ترکاری اگر مل سکے ضرور ارسال فرماویں۔ یہ بڑا بھارا اہتمام عقیقہ کا اپنے آپ کے ذمہ ڈال دیا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ تین روز کی رخصت لے کر معہ ان سب چیزوں کے جمعہ کی شام تک قادیان میں پہنچ جائیں کیونکہ ہفتہ کے دن عقیقہ ہے۔ اگر چودہری **محمد بخش صاحب** کو بھی ساتھ لاویں تو بہت خوشی کی بات ہے۔ مگر آپ تو بہرصورت آویں۔ اور اول تو چار روز کی ورنہ تین دن کی ضرور رخصت لے آویں۔ اپنے مسند داس کے لئے بہت دفعہ دعا کی ہے اور نیز جہاں تک مجھے وقت ملا مولوی مراد علی صاحب کے لئے بھی۔ اگر مولوی مراد علی صاحب بھی اس تقریب پر تشریف لاویں تو عین خوشی ہے والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ **نوٹ۔** اس خط پر تاریخ درج نہیں

کو سلسلہ بتاتا ہے۔ کہ اگست ۱۸۸۸ء کا خط ہے مولوی مراد علی صاحب جالندہری مشہور قدیمی تھے۔ عرفانی +

(۷۹) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ اس وقت ایک نہایت ضرورت خیمہ سائبان کی پیش آئی ہے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ مہمان عقیقہ کے روز اس قدر آئیں گے۔ کہ مکان میں گنجائش نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے لئے ثواب حاصل کرنے کا نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ اس لئے مکلف ہوں کہ ایک سائبان معہ قنات کسی رئیس سے بطور مستعار دو روز کے لئے لیکر پہلے سردار سوچیت سنگھ ہیں ضرور ساتھ لاویں۔ بہرطرح جدو جہد کر کے ساتھ لاویں۔ نہایت تاکید ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۱۰ر اگست ۱۸۸۸ء

مکرر یہ کہ ایک سائبان فراخ معہ قنات کے جو اردگرد اس کے لگائی جاوے تلاش کر کے ہمراہ لاویں +

(۸۰) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے روغن زرد کے لئے

آپ کی خدمت میں لکھا گیا تھا۔ اسی وجہ سے اس جگہ کچھ بندوبست نہیں کیا گیا۔ لیکن دل میں اندیشہ ہے کہ شاید وہ خط نہ پہنچا ہو کیونکہ آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ کہ خرید اگیا یا نہیں۔ اور وقت ضرورت روغن کا بہت ہی قریب آگیا ہے۔ اور روغن کم سے کم ڈیڑھ من خام چاہیئے۔ اور اگر دو من خام ہو تو بہتر ہے۔ کیونکہ خرچ بہت ہوگا۔ چونکہ یہ کام تمام آپ کے ذمہ ڈال دیا گیا ہے۔ اس لئے آپ ہی کو اس کا فکر واجب ہے۔ اگر خدا نخواستہ وہ خط نہ پہنچا ہو۔ تو اس جگہ ایسی جلدی سے بندوبست ہونا محال و غیر ممکن ہے اس صورت میں لازم ہے۔ کہ آپ دو من خام روغن امرتسر سے خرید کر کے ساتھ لاویں۔ خواہ کیسا ہی آپ کا حرج ہو اس میں تساہل نہ فرماویں۔ اور مناسب ہے کہ چودھری محمد بخش صاحب بھی ساتھ آویں۔ اور دوسرے جس قدر آپ کے احباب ہوں۔ یا ایسے صاحب ہوں۔ جو بخوشی خاطر اس موقعہ پر آسکتے ہوں۔ ان کو بھی ساتھ لے آویں اور سب باتیں آپ کو معلوم ہیں اعادہ کی حاجت نہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ضلع گورداسپور

(۸۱) ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل میاں نور احمدؐ نے صاف جواب بھیجا ہے کہ مجھے قادیان میں مطبع لے کر آنا منظور نہیں اور نہ میں دہلی جاتا ہوں اور نہ شرح مجوزہ سابقہ پر مجھے کتاب

چھاپنا منظور ہے اس لئے بالفعل تجویز یاس کی غیر ضروری ہے لوگ ہر ایک بات میں اپنی دنیا کا پورا پورا فائدہ دیکھ لیتے ہیں بلکہ جائز فائدہ سے علاوہ چاہتے ہیں دیانت دار انسان کا ذکر کیا ایسا بددیانت بھی کم ملتا ہے جو کسی قدر بددیانتی ڈر کر کرتا ہے۔ اب جب تک کسی مطبع والے سے تجویز پختہ نہ ہو جاوے خود بخود کاغذ خریدنا عبث ہے۔ میاں عبداللہ سنوری تو بیمار ہو کر چلا گیا۔ میاں فتح خان کا بھائی بھی بیمار ہے۔ اور اس جگہ بیماری بھی بکثرت ہو رہی ہے۔ ہفتہ عشرہ میں جب موسم کچھ صحت پر آتا ہے تو لاہور یا امرتسر جا کر کسی مطبع والے سے بندوبست کیا جائے گا پھر آپ کو اطلاع دی جائے گی +

ایک ضروری بات کے لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ میرے پاس ایک آدمی حافظ عبدالرحمٰن نام موجود ہے وہ نوجوان اور قد کا پورا اور قابل ملازمت پولیس ہے بلکہ ایک دفعہ پولیس میں نوکری بھی کر چکا ہے اور اس کا باپ بھی سارجنٹ درجہ اول تھا جو پنشن یاب ہو گیا ہے۔ اس کا منشاء ہے جو پولیس میں کسی جگہ نوکر ہو جاؤں اگر بالفعل آپ کی کوشش سے کنسٹبل بھی ہو جائے تو از بس غنیمت ہے ایک سند ترک ملازمت بھی بطور صفائی اس کے پاس ہے عمر تخمیناً بائیس سال کی ہے۔ اگر آپ کی کوشش سے وہ نوکر ہو سکتا ہے تو مجھے اطلاع بخشیں کہ اس کو آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں اور جلد اطلاع دیں۔

والسلام

خاکسار غلام احمدؐ قادیان

۹ر اگست ۱۸۸۷ء

(۸۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ پہلے اس سے روغن زرد کے لئے لکھا گیا تھا کہ ایک من خام ارسال فرماویں۔ سو اس کی انتظار رہی۔ کیونکہ اس کی بہت ضرورت ہے۔ دوسری یہ تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خادم کی ضرورت ہے۔ قادیان کے لوگوں کا حال دگرگوں ہے۔ ہمارا یہ منشاء ہے کہ کوئی باہر سے خادم آوے۔ جو طفل نوزاد کی خدمت میں مشغول رہے۔ آپ اس میں نہایت درجہ سعی فرماویں۔ کہ کوئی نیک طبیعت اور دیندار خادم کہ جو کسی قدر جوان ہو مل جائے۔ اور جواب سے مطلع فرماویں

(خاکسار غلام احمدؐ ۲۱ر اگست ۱۸۸۷ء)

(۸۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل آپ کا خط پہنچا۔ آپ کے لئے بہت دعا کی گئی ہے۔ جس بات میں فی الحقیقت بہتری ہوگی۔ وہی بات اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اختیار کرے گا۔ انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میری بہتری کس بات میں ہے۔ یہ اسرار فقط خدا تعالیٰ کو معلوم ہیں سو قوی یقین سے اس پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ روغن زرد اب تک نہیں پہنچا۔ اس جگہ بالکل نہیں ملتا۔ اگر آپ ایک من روغن خام تلاش کر کے بھیج دیں تو اس وقت نہایت ضرورت ہے۔ اور نیز جیسا کہ میں پہلے لکھ

چکا ہوں کوئی خادم ضرور تلاش کریں اور پھر تحریر فرمانے پر روانہ کر دیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۲۰ اگست ۱۸۸۷ء

(۸۴) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بباعث کثرت آمد مہمانان روغن زرد کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس جگہ ملتا نہیں۔ اور میاں عبداللہ سنوری نے لکھا ہے کہ میں بعد گذرنے عید کے آؤں گا۔ معلوم نہیں کہ وہ کب آویں گے۔ اس لئے تاکیداً لکھتا ہوں کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر آپ تین چار دن تک ہی سعی اور کوشش فرما کر روغن زرد ارسال فرماویں۔ اگر ایک من تمام جلدی روانہ نہ ہوسکے تو دس پندرہ سیر ہی روانہ فرماویں کہ شاید ایک ہفتہ کے لئے کافی ہو جاوے۔ مگر پھر باقی مطلوب کو بھی متعاقب اس کے جلد روانہ کر دیں۔ نہایت تاکید ہے یہ ایک ضروری امر تھا لکھا گیا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۷ اگست ۱۸۸۷ء

(۸۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم۔ میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کے لئے وہی صورت مہیا کرے گا جو بہتر ہے جناب الٰہی پر پورا پورا حسن ظن اور توکل رکھیں۔ روغن زرد جو تازہ اور عمدہ ہو کسی انتظام سے جلد تر روانہ فرماویں۔ اور ساتھ اگر ممکن ہو۔ م

پان بھی بھیج دیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۲۵ اگست ۱۸۸۷ء

(۸۶) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید کہ روغن کے لئے آپ نے بہت تلاش کی ہوگی۔ اس جگہ پان کی بھی اشد ضرورت ہے اگر کسی طرح بآسانی پہنچ سکیں تو یہ ثواب بھی آپ کو حاصل ہو جائے معلوم نہیں خادم ملی یا نہیں۔ اس سے بھی اطلاع بخشیں۔ اور نیز نئے انتظام یا پہلی صورت کے قائم رہنے سے مطلع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۳۰ اگست ۱۸۸۷ء

(۸۷) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ پہنچا میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ بارادہ خود کسی طرف حرکت نہ کریں۔ مشیت الٰہی پر چھوڑ دیں۔ لیکن اگر دل میں بہت اضطراب پیدا ہو جاوے۔ تو تب اختیار ہے کہ آپ ہی سلسلہ جنبانی کریں۔ کیونکہ اضطراب منجانب اللہ ہوتی ہے۔ اور آپ کو معلوم ہوگا کہ دعا میں مجھے فرق نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ انجام بہتر ہوگا۔ روغن زرد و پان پہنچ گئے ہیں۔ پیسے انشاء اللہ کل بوٹے خان صاحب کے پاس بھیجدیئے جائیں گے اور خادم کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن آپ اوّل بخوبی معلوم کر لیں کہ وہ نیک چلن اور نیک بخت ہے اور محنتی ہے۔ اور پھر تنخواہ بھی بکفایت ہو۔ اس کے حال سے مفصل اطلاع بخشیں۔ پھر انشاء اللہ طلب کیجائے گی

اور جب خادم آوے تو اُس کے ہاتھ بھی پان ارسال فرماویں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد از قادیان ۴ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۸۸) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خادمہ کے لئے جو کچھ فتح خان صاحب نے شرطیں لکھی ہیں اُنکی تو کچھ ضرورت نہیں۔ صرف نیک بخت اور ہشیار اور بچہ کے رکھنے کے لائق ہو۔ یہ بات ضرور ہے کہ تنخواہ بہت رعایت سے ہو۔ گھر میں تین عورتیں خدمت کرنے والی تو اسی جگہ موجود ہیں جن میں سے کسی کو تنخواہ نہیں دی جاتی۔ اگر یہ عورت تنخواہ دار آئی اور تنخواہ بھی عا روپے تو اُن کو بھی خراب کرے گی۔ تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اِس ایام قحط میں صرف روٹی کپڑا ایک شریف عورت کے لئے ازبس غنیمت ہے۔ جو تین روپے ماہواری بیٹھ جاتا ہے۔ سو اگر ایسی عورت مل سکے تو اُس کو روانہ فرماویں۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ دعا کی گئی ۶ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۸۹) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالےٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مدت ہوئی روغن زرد اور پان پہنچ چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرا خط نہیں پہنچا۔ آپ کی نسبت وہی تجویز میرے نزدیک بھی مناسب ہے جو آپ نے لکھی ہے۔ میں آپ کے لئے اور چودھری محمد بخش صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ جلشانہٗ جلد شفا بخشے۔ اس جگہ مینہ روز برستا ہے

شاذ و نادر کوئی دن خالی جاتا ہے۔ سو یہی وجہ توقف خرید کاغذ ہے۔ جب کچھ تخفیف بارش ہووے تب خرید کاغذ کے لئے کوئی اپنا معتبر بھیجا جائے کاپی روانہ کر دی گئی ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۵ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۰) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حسب تحریر آپ کی آپ کے دوست کے لئے بھی دُعا کی گئی۔ بشیر کے لئے خادمہ کی ازبس ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ کرے کہ آپ کو کوئی نیک طینت خادمہ ملجاوے۔ زیادہ تنخواہ کی تو اب بالکل گنجائش نہیں ہے اگر کوئی ایسی خادمہ مل سکے کہ روٹی کپڑا پر کفایت کرے جیسا کہ اس جگہ کی عورتیں کر رہی ہیں اور پھر شریفہ بھی ہو تو ایسی کی تلاش کرنی چاہیئے اور چونکہ نہایت ضرورت ہے آپ جلدی اطلاع بخشیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۷ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میاں عبداللہ سنوری ابھی آنے والے نہیں ہیں اگر آپ ایک مرتبہ کوشش کر کے بقیہ روغن زرد جو ایک من خام سے باقی رہ گیا ہے۔ معہ کسی قدر پان کے بہت جلد ارسال فرماویں۔ تو میرے لئے موجب آرام ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ روغن نہیں ملتا۔ اور مہمانوں کی آمد بہت ہے۔ اور سندر داس کو ایک ماہ یا دو تین ہفتہ کے لئے اپنے پاس طلب کر لیں۔ پھر اگر مجھے بھی آپ کے ہمراہ ملے

تو اچھا ہے۔ دعا اس کے لئے کرتا ہوں۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط پہنچا۔ سندر داس صاحب کی صحت کے لئے دعا کی گئی۔ اور کئی دفعہ توجہ دلی سے دعا کی گئی۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ تا ایام صحت اس کو رڑکی سے منگوالو اور اگر ممکن ہو تو مجھ سے ملاقات کراؤ۔ کہ جس شخص کو ایک مرتبہ دیکھ لیا ہو اسکی نسبت دعا بہت اثر رکھتی ہے۔ ایک مرتبہ اپنے ساتھ اس کو لے آنا اور وہاں سے ضرور طلب کرلو اور بقیہ روغن زرد معہ کسی قدر پان کے بہت جلد بھیجدیں۔ کیونکہ عبداللہ کے آنے میں ابھی دیر معلوم ہوتی ہے۔ خادمہ کی تلاش ضرور چاہیئے۔
والسلام خاکسار غلام احمد ۱۱ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۳) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم کے بعد روغن زرد کی اشد ضرورت ہے قادیان کے ارد گرد دس دس کوس تک سخت تلاش کی گئی ایک ہرکا روغن بھی نہیں ملتا۔ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے سرادھ ہیں۔ بناچاری آپ کو دوبارہ تکلیف دی جاتی ہے کہ برائے مہربانی جلد تر ارسال فرماویں مہمانوں کی آمد و رفت ہے۔ ہمراہ پان بھی اگر آسکیں وہ بھی ارسال فرماویں

فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۱۵ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۴) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم۔ پان تو آگئے مگر روغن زرد اب تک نہیں پہنچا۔ [illegible] مہربانی کر کے جلد روانہ فرماویں۔ آج ۲۰ ستمبر ۱۸۸۷ء تک نہیں پہنچا شاید کل تک پہنچ جائے۔ تو کچھ تعجب نہیں بہرحال اطلاعاً لکھا گیا۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد ۲۰ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۵) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ روغن زرد اب تک نہیں پہنچا براہ مہربانی جلد تر ارسال فرماویں اور اب ایک خادمہ محنتی ہوشیار دانا۔ دیانت دار کی اشد ضرورت ہے اور اس کا کام یہی ہوگا کہ لڑکا اور لڑکی دونوں کی خدمت میں مشغول رہے۔ چنانچہ [illegible] صاحب تجربہ ہو چکا ہے۔ آپ براہ مہربانی ایک خاص توجہ اور محنت اور کوشش سے ابھی خادمہ تلاش کر کے روانہ فرماویں۔ تنخواہ جو کچھ آپ مقرر کریں گے۔ دی جائے گی۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۲۱ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۶) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ نہایت ضرورت خادمہ اپنے اور روانا اور محنت کش کی پیش آگئی ہے اس لئے مکرر مکلف ہوں کہ آپ جہاں تک ممکن ہو خادمہ کو بہت جلد روانہ فرماویں۔ اور روغن زرد اب تک نہیں پہنچا ہمدست خادمہ ایک آنہ کے پان بھی روانہ فرماویں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۲۲ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۷) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی۔ مکرمی السلام علیکم

روغن زرد اب تک نہیں پہنچا۔ پان تو پہنچ گئے ہیں۔ روغن جلد ارسال فرماویں۔ کیا کیا جائے اس جگہ روغن زرد ملتا ہی نہیں۔ اس لئے تکلیف دی تھی۔ اور خادمہ کی نسبت آپ جہاں تک ممکن ہے۔ پوری پوری کوشش فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۳ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی۔ السلام علیکم۔ ابھی ایک خط روانہ خدمت ہو چکا ہے۔ اب باعث تکلیف وہی یہ ہے کہ میری لڑکی بباعث بیماری نہایت تفتیہ اور

اور ضعیف ہو رہی ہے۔ کچھ کھاتی نہیں۔ انگریزی بسکٹ جو کہ نرم اور ایک بکس میں بند ہوتے ہیں۔ جنکی قیمت فی بکس عہ ۲ ہوتی ہے۔ وہ اس کو موافق ہیں۔ اب براہ مہربانی ایسے بسکٹ شہر میں عہ ۲ کو خرید کر ایک بکس ہمراہ خادمہ یا جس طرح پہنچ سکے جلد ارسال فرماویں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۲۶ ستمبر ۱۸۸۷ء

(۹۹) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

چونکہ بلا خادمہ نہایت تکلیف ہے برائے مہربانی جس طرح ہو سکے خادمہ کو روانہ فرماویں۔ سارا پتہ سمجھا دیں۔ ۲ ر کے پان ساتھ لیتی آوے مگر اسکے پہنچنے میں اب توقف نہ ہو۔ میاں عبد اللہ سنوری معلوم نہیں کب آئیں گے اُن کا انتظار کرنا عبث ہے۔ روغن زرد اب تک نہیں پہنچا۔ معلوم نہیں کسی جگہ رہ گیا ہے یہ روغن محض قرضہ کے طور پر آپ سے منگوایا ہے محض اس ضرورت سے کہ اس جگہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ آپ روغن وغیرہ کا حساب لکھ کر بھیجدیں۔ تا میں آپ کی خدمت میں قیمت روانہ کر دوں مجھے پان کی بابت بھی نہایت دقت و تکلیف رہتی ہے اگر آپ انتظام کر سکیں تو میں پان کے لئے بھی کسی قدر اکٹھی قیمت بھیجدوں۔ امرتسر آنے جانے میں دس گیارہ آنہ خرچ ہوتے ہیں اور بٹالہ میں پان نہیں ملتا۔ اب برسات گذر گئی اور کاغذ خریدنے کے لئے عبد اللہ و نور احمد کو بھیجا جاوے گا۔ کیا اب دو آدمی کے پاس کا بندوبست ہو سکتا ہے

اگر ہو سکتا ہے تو کوشش کریں ورنہ کرایہ دیکر روانہ کیا جاوے گا زیادہ خیریت۔ والسلام۔ تنخواہ دو روپیہ ماہواری خادمہ کی منظور ہے۔ مگر محنت کشی اور دیانتداری شرط ہے کئی عورتیں اس جگہ دن رات بلا تنخواہ کام کرتی ہیں مگر چونکہ نہ محنت کش ہیں۔ نہ دیانتدار۔ اس لئے اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے کام بہت محنت اور جان کاہی اور ہوشیاری کا ہے۔ آپ اُس خادمہ کو خوبی سمجھا دیں تا پیچھے سے کوئی شکایت بات ظہور میں نہ آوے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمدؐ۔ ۲۰ر ستمبر ۱۸۸۷ء

یہ بات مکرر لکھنے کے لائق ہے کہ خادمہ نہایت درجہ کی دیانتدار اور شریف اور نیک نیت اور نیک بخت اور متقی چاہیئے۔ کیونکہ لڑکا اس کے سپرد کیا جاوے گا۔ اور اس جگہ تمام مخالف ہندو اور اکثر مسلمان بھی لڑکے کی موت چاہتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ لڑکا مر جائے تو پھر یہ جھوٹے ہو جائینگے۔ جا بجا یہی ذکر سنتا ہوں۔ کہ اس جگہ کے تمام ہندو اور اکثر مسلمان بشر بطیح بلکہ قریب کل کے مسلمان لڑکے کی موت چاہتے ہیں۔ اور جا بجا علانیہ باتیں کرتے ہیں۔ تعجب نہیں کہ زہر دینے کی تجویز میں ہوں۔ اس لئے لڑکے کی خادمہ جس قدر نیک بخت اور خدا ترس ہو چاہیئے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جاوے

والسلام

(۱۰۰) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امرتسر کے بان پہنچ گئے۔ مگر روغن زرد ۸ ثار خام جو آپ نے لکھا تھا وہ نہیں پہنچا۔ پہلی دفعہ بھی ۲۱ ثار خام روغن گم ہو گیا۔ اب بھی گم ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب آئندہ روغن بھیجنا بالکل فضول ہے معلوم نہیں کہ یہ ۲۹ ثار روغن کس نے راہ میں لے لیا۔ اب آئندہ ارسال نہ فرماویں۔ دو چار روز تک دو آدمی خریداری کا غذ کے لئے انشاء اللہ دہلی میں جائیں گے۔ اگر ممکن ہو تو بندوبست پاس کر رکھیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ ۴ر اکتوبر ۱۸۸۷ء

(۱۰۱) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ میاں نور احمدؐ کے دہلی میں جانے کے آثار کچھ معلوم نہیں ہوتے۔ بہرحال میں ۸ تاریخ یا ۱۷ر اکتوبر ۱۸۸۷ء کو میاں فتح خاں کو امرتسر میں بھیجوں گا۔ اگر میاں نور احمدؐ نے امرتسر جانا قبول کر لیا تو دونوں مل کر دہلی جائیں گے اور اگر قبول نہ کیا تو پھر ناچاری کی بات ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۱۰ر اکتوبر ۱۸۸۷ء

اور یہ بھی تحریر فرماویں کہ آپ کا اس طرف آنے کا کب تک ارادہ ہے۔ اگر سندر داس آ گیا ہو تو ایک دن کے لئے اسکو ساتھ لے آویں۔ ضرور اطلاع بخشیں ؎

~~~~~~~~
~~~~~~~~

(۱۰۲) پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ انسان کے اختیار میں کچھ نہیں جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ مصمم ارادہ تھا۔ کہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو روانگی دہلی کے لئے امرتسر آدمی پہنچ جائے۔ اول میاں نور احمد کی حالت کچھ بدل گئی۔ میاں عبداللہ سنوری بیمار ہو کر اپنے گھر پہنچ گئے۔ میاں فتح خاں کچھ نیم علیل سا ہو گیا اور ان کا بھائی بعارضہ تپ بیمار ہو گیا وہ اس کو چھوڑ کر کسی طرح جا نہیں سکتا۔ اس لئے مجبوراً لکھا جاتا ہے کہ آپ لکھ دیں کہ دس روز کے بعد جانے کی تجویز کی جائے گی۔ اور اول اطلاع کریں گے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۱۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء

(۱۰۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم۔ روغن زرد جو کہ ۸ تار خام تھا وہ اب تک نہیں پہنچا۔ اور دوسری مرتبہ کا شاید ۳ تار تھا۔ وہ پہنچ گیا ہے۔ اگر آپ کوشش کریں تو پہنچ جائے۔ بے فائدہ نہ جائے۔ اگر ممکن ہو تو ۲ سکے پان بھی بھیجدیں۔ اب امید رکھتا ہوں۔ کہ کام جلدی شروع ہو گا۔ مفصل کیفیت پیچھے سے لکھوں گا۔ عبدالرحمٰن کو میں نے کہدیا ہے شاید ہفتہ عشرہ تک آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۶ اکتوبر ۱۸۸۷ء

(۱۰۳) الف۔ ملفوف

ایک غیر معمولی خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی چودہری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نوازشنامہ پہنچا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں سنایا۔ فرمایا لکھ دو خط بھی نصف ملاقات ہوتی ہے اگر وہ خط لکھ دیا کریں اور دعا کے لئے یاد دلا دیا کریں تو میں دعا کرتا رہوں گا۔ بہت پرانے مخلص ہیں۔ فرمایا ابھی کچھ قرضہ کا بوجھ بھی ہے جب تک اس سے فراغت نہیں ہوتی ملازمت کرتے رہیں بعد میں پنشن لے لیویں ٭

آج پھر فرمایا کہ رات کو پھر وہی الہام پھر ہوا۔

قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا۔

قل ميعاد ربك ولا نبقي لك من المخزيات شيئا۔

فرمایا ان فقرات کے ساتھ لگانے سے صاف منشاء الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب پیغام رحلت دیا جاوے گا تو دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ ابھی ہمارے فلاں فلاں مقاصد باقی ہیں اس کے لئے فرمایا کہ ہم سب کی تکمیل کریں گے۔ فرمایا لوگ اکثر غلطی کھاتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ سب امور کی تکمیل مامور ہی کر جائے۔ وہ بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب کچھ مامور اپنی

زندگی میں ہی کرکے اٹھا ہے۔ صحابہ میں بھی ایسا خیال پیدا ہو
گیا تھا کہ ابھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کا
وقت نہیں آیا۔ کیونکہ دعویٰ تو تھا کہ کل دنیا کی طرف رسول ہوئے
اور ابھی عرب بھی بہت سا حصہ یونہی پڑا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ ان
سب امور کی تکمیل آہستہ آہستہ کرتا رہتا ہے۔ تاکہ جانشینوں کو
بھی خدمت دین کا ثواب ملتا رہے۔

اسی ذکر میں فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ
مرتے جاتے ہیں چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب جو ایک عجیب مخلص انسان
تھے۔ اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلم میں فوت ہو
گئے اور بھی بہت سے مولوی صاحبان اس جماعت میں سے فوت ہوگئے
مگر افسوس ہے کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔
پھر فرمایا مجھے مدرسہ کیطرف دیکھ کر بھی رنج ہی پہنچتا ہے
کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی۔
اگر یہاں سے بھی طالب علم نکل کر دنیا کے طالب ہی بنتے
تھے تو ہمیں اس کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم تو چاہتے
تھے کہ دین کے لئے خادم پیدا ہوں چنانچہ پھر بہت سے احباب کو
بلا کر ان کے سامنے یہ امر پیش کیا کہ مدرسہ میں ایسی اصلاح ہونی
چاہیے کہ یہاں سے واعظ اور مولوی پیدا ہوں جو آیندہ ان
لوگوں کے قائم مقام ہوتے رہیں جو گذرتے چلے جاتے ہیں۔ کیسا
افسوس کا مقام ہے کہ آریہ سماج میں وہ لوگ پیدا ہوں جو ایک باطل کیلئے

اپنی زندگیاں وقف کریں مگر ہماری قوم سچے خدا کو پاکر پھر دنیا کیطرف
جھک رہی ہے۔ اور دین کے لئے زندگی وقف کرنا محال ہو رہا ہے۔
فرمایا سب سوچو کہ اس مدرسہ کو ایسے رنگ میں رکھا جاوے کہ یہاں سے
قرآن دان واعظ مولوی لوگ پیدا ہوں۔ جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہوں۔

والسلام خاکسار محمد علی ۱۲ دسمبر [illegible]

یہ مکتوب اگرچہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا
نہیں ہے بلکہ مکرمی مولوی محمد علی صاحب (جو خلافت ثانیہ کے ساتھ ہی قادیان سے
انکار خلافت کرکے خروج کر چکے ہیں اور لاہور جا بسے ہیں۔ عرفانی) نے حضرت اقدس
کے حکم سے لکھا ہے خطوط کی سال وار ترتیب کے لحاظ سے بھی یہ خط یہاں نہیں آنا
چاہیئے تھا مگر اس کے لئے میں دوسری جگہ بھی نہیں نکال سکا ۔

یہ خط بہت سے ضروری اور اہم مضامین پر مشتمل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی بعض پاک خواہشوں اور مقاصد کا مظہر ہے۔ تاریخ سلسلہ میں
یہ ایک مفید اور دلچسپ ورق ہے۔ مناسب موقعہ پر میں اس سے ضروری
امور پر روشنی ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔ آمین۔

ایک امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ اس مکتوب میں جو حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے حکم و ارشاد سے لکھا ہوا ہے خدا کے مامور
... کے جانشینوں کا ذکر کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے خود مولوی صاحب کے ہاتھ سے ان پر اتمام حجت کرا دیا ہے۔ ہر ایک
شخص اپنی انفرادی حیثیت میں جانشین نہیں ہوتا بلکہ خلیفہ موعود و منصوص کے
ساتھ تعلق رکھ کر اور اس میں ہو کر کل جماعت ایک وجود بن جاتی ہے ۔

غرض یہ خط بہت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ حضرت چودھری رستم علی

صاحب اخلاص اور رفقائی السلسلہ کا اظہار یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر ایک خط سے ہوتا ہے مگر اس میں بھی اس کی تائید ہے چوہدری صاحب سلسلہ کی ضروریات ہی کے لئے آخری وقت جبکہ وہ ملازمت کا زمانہ ختم کر رہے تھے مقروض تھے۔ اور حضرت نے ان کو کچھ عرصہ اور ملازمت کرنے کا ارشاد فرمایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ فارغ ہوئے تو خدا کے فضل اور رحم سے ہر قسم کی زیر باری سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے قادیان میں آکر سلسلہ کی کامل خدمت شروع کی۔ اور وہ سلسلہ میں سب سے پہلے بزرگ تھے جنہوں نے پنشن لے کر سلسلہ کا کام مفت کیا حتّٰی کہ کھانا لینا بھی پسند نہ کیا ۔

خدا تعالےٰ یہ رُوح دوسرے بزرگوں میں بھی پیدا کرے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی ایک جماعت ہو تا کہ سلسلہ کے مرکزی اخراجات میں ایسے کارکنوں کے وجود سے بہت کچھ ہو سکے جو مفت کام کریں ۔

(عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۵ رثار خام گھی پہونچ گیا آپ جو محض للہ تکالیف خدمت اٹھا رہے ہیں۔ خداوند کریم جل شانہٗ اس کو باعث اپنی خوشنودی کا کرے جیسے لوگ آج کل اپنی بدخیالی و بدظنی میں ترقی کر رہے ہیں۔ آپ خدمت و خلوص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ایسے قحط الرجال کے وقت میں ان مخلصانہ خدمتوں کا دوہرا ثواب آپ کو بخشے لودھیانہ کے خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اخویم میر عباس علی صاحب کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ خدا تعالےٰ جلد تر ان کو شفا بخشے۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد۔ ۲۸ر اکتوبر ۱۸۸۴ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پہلا گھی صرف ۲۱ر سیر پہنچا تھا۔ جیسا آپ نے لکھا ہے۔ میں نے غلطی سے ۳۰ رثار وزن لکھ دیا تھا۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۳ر اکتوبر ۱۸۸۴ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے کہ اس عرصہ میں کئی عورتیں بچہ کی خدمت کے لئے رکھی گئی ہیں۔ مگر سب ناکارہ نکلی ہیں۔ یہ کام شب خیزی اور ہمدردی اور دانائی کا ہے۔ لڑکا چند روز سے بیمار ہے۔ ظن ہے کہ پسلی کا درد نہ ہو۔ علاج کیا جاتا ہے۔ واللہ شافی۔ مجھے یقین نہیں ہے۔ کہ کوئی کمزور عورت اس خدمت شب خیزی کو اٹھا سکے۔ چند روز سے فقط مجھ تین تین پہر رات تک اور کبھی ساری رات لڑکے کے لئے جاگنا ہوتا ہے۔ ہرگز امید نہیں ہوسکتی۔ کہ کوئی عورت ایسی محنت سے کام کرسکے۔ اس سے دریافت کرلیں۔ کہ کیا ایسا محنت کا کام کرسکتی ہے ؎

خاکسار غلام احمد ۔ ۶ر نومبر ۱۸۸۷ء

(ملفوف نمبر ۱۰۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ خادمہ پہنچ گئی۔ اب تک کسی کام میں مصروف نہیں ہوئی۔ سست اور کاہل الوجود بہت ہے ۔ اس کے آنے سے تکلیف اسی طرح باقی ہے ۔ جو پہلے تھی۔ لیکن آزمائش کے طور پر ایک دو ماہ کے لئے اس کو رکھ لیا گیا ہے۔ کہ دور سے آئی ہے ۔ اس وقت ضروری کام کیلئے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اب ایک مہتمم مطبع بٹالہ سے باہم اقرار کاغذ اسٹامپ پر ہوکر ہر دو رسالہ کے چھاپنے کے لئے تجویز ہوگئی ہے۔ اور سنا جاتا ہے۔ کہ دہلی میں بہ نسبت لاہور کاغذ ارزاں ملتا ہے۔ اس لئے امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ اگر ممکن ہو بہت جلد بندوبست دو آدمی کے پاس کا کرکے مجھ کو اطلاع بخشیں۔ تا میں میاں فتح خاں اور ایک اور آدمی کو دہلی کی طرف روانہ

کروں۔ اور اگر آپ مناسب سمجھیں۔ تو میں بلاتوقف اپنے دونو آدمی امرتسر میں بھیج دوں۔ اور پتہ ان کا یہ ہوگا۔ کہ وہ کٹڑہ مہاں سنگھ میں مکان مولوی حکیم محمد شریف صاحب پر ٹھہرینگے۔ بہرحال آپ کا جواب بواپسی ڈاک آنا چاہیئے۔ کہ بباعث معاہدہ تحریری زیادہ توقف نہیں ہوسکتے۔ اگر دو آدمی کا پاس ملجانا ممکن ہو تو بہتر ہے کہ اس سے کفایت رہیگی۔ اور اگر ناممکن ہو تاہم اطلاع بخشیں۔ جواب بہت جلد آنا چاہیئے۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۵ر نومبر ۱۸۸۷ء

نوٹ:۔ بٹالہ میں شعلۂ طور نامی ایک مطبع تھا۔ اسکی طرف یہ اشارہ ہے ؎

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم ۔ بباعث علالت طبع و دو دفعہ بخار آنے کے میں آپکی طرف خط نہیں لکھ سکا۔ آپ کو اللہ جل شانہٗ جزاء خیر بخشے۔ آپ نے بہت سعی کی ہے۔ اب میرا تپ ٹوٹ گیا ہے۔ کچھ شکایت باقی ہے۔ میاں فتح خاں کے آنے کے وقت اگر کچھ بندوبست ہوسکے۔ تو کچھ رعایت ہوجائیگی۔ آئندہ جو مرضی مولا۔ اور سب خیریت ہے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۹ر نومبر ۱۸۸۷ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی بادہانی پر برادر سندر داس کے لئے دعا کی جاتی۔ بے ترتیبا

از محل قضا کے اختیار میں ہے۔ میاں فتح خاں کو اطلاع دیدی ہے۔ اب تک کچھ حال معلوم نہیں۔ شائد آپ کو کوئی خط آیا ہو۔ اور سب طرح سے خیریت ہے والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ضلع گورداسپورہ

۱۲ر دسمبر ۱۸۸۷ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ پہنچا۔ مسند رداس کی علالت طبع کی طرف مجھے بہت خیال ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو تندرستی بخشے۔ اگر قضاء مبرم نہیں ہے۔ تو مخلصانہ دعا کا اثر ظہور پذیر ہوگا آپ کی ملاقات کو بھی بہت دیر ہوگئی ہے۔ کسی فرصت کے وقت آپ کی ملاقات بھی ہو تو بہتر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اسی کو ہر ایک بات میں مقدم سمجھیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۴ر دسمبر ۱۸۸۷ء

معلوم نہیں۔ کہ میاں فتح خاں کے آنے کے بعد آپ نے کوئی بندوبست کیا یا نہیں۔ وہ آج ۱۴ر دسمبر ۱۸۸۷ء کو روانہ ہونگے۔ والسلام ؛

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرا لڑکا بشیر احمد سخت بیمار ہے۔ کھانسی و تپ وغیرہ خطرناک عوارض ہیں۔ آپ جس طرح ہو سکے ۲ر کے پان

بہت جلد بھیج دیویں۔ کہ کھانسی کے لئے ایک دوا اس میں دی جاتی ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۸۸۷ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ عاجز دعا کرتا ہے۔ کہ آپ کی ترقی اسی ضلع میں ہو۔ آئندہ خدا تعالےٰ کے کاموں میں مصالح ہیں۔ میرا لڑکا شدت سے بیمار تھا۔ بلکہ بظاہر علامات بہت ردّی تھیں۔ امید زندگی کی نہیں تھی۔ اب بفضلہ تعالےٰ وہ سیلاب بیماری کا رک گیا ہے۔ لڑکے نے آنکھیں کھول لی ہیں۔ اور دودھ پیتا ہے۔ ہنوز عوارض باقی ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ بھی دفع ہو جائیں گے۔ ۲ر کے پان ضرور بھیج دیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۸ر دسمبر ۱۸۸۷ء

(ملفوف نمبر ۱۱۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جہاں تک ممکن ہو۔ آپ اس طرف ہو کر جائیں۔ ۲۶ر دسمبر کو آپ کی انتظار رہے گی۔ پان مرسلہ آپ کے نہیں پہنچے۔ سو یہ پہونچانے والوں کی غفلت یا خیانت ہے۔ آپ ۱ر کے پان ضرور لیتے آویں۔ لڑکا اب اچھا ہے۔ کسی قدر کھانسی باقی ہے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ جس سے دنیا و آخرت میں برکات کی امید کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ بشیر احمد کے لئے ایک ایسی دودھ پلانے والی عورت کیضرورت

جس کو بچہ ہونے پر برس سے زیادہ نہ گذرا ہو۔ اور خوب طاقتور عورت ہو۔ اور مر جانے کی اس کو بیماری بھی نہ ہو۔ اور اس کے بچے تازہ اور فربہ ہوتے ہوں۔ دبلے و خشک نہ رہتے ہوں۔ ایسی عورت تلاش کر کے آپ بھیجدیں یا ساتھ لاویں۔ تنخواہ جو مقرر ہو دی جائے گی۔ اگر کوئی ایسی بیوہ عورت ہو۔ تو نہایت عمدہ ہے۔ زیادہ بہتر ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ ردسمبر ۱۸۸۷ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ موجب خوشی ہوا۔ کئی دفعہ سندر داس کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالےٰ اس پر رحم فرماوے۔ مناسب ہے۔ کہ آپ اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہو۔ بشیر احمد بفضلہ تعالےٰ اب اچھا ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ رجنوری ۱۸۸۸ء

(ملفوف نمبر ۱۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اور آپ کی خیر و عافیت سے خوشی و تسلی ہوئی۔ امید کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اب سردی نکلنے والی ہے۔ اور اب آپ کے لئے موسم بہت اچھا نکل آنے کا ہے۔ سندر داس کی طبیعت کا حال پھر آپ نے کچھ نہیں لکھا۔ صرف

اتنا معلوم ہوا تھا۔ کہ اب بہ نسبت سابق کچھ آرام ہے۔ اس کی طبیعت کے حال سے مفصل اطلاع بخشیں۔ اس وقت کاغذی اخروٹ یعنی جوز کے ایک دوا بنانے کے لئے ضرورت ہے۔ اور بقدر بارہ اثار خام اخروٹ چاہیئے۔ مگر کاغذی چاہیئے۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں۔ کہ اگر کاغذی اخروٹ اس جگہ سے مل سکیں۔ اور یہ بندوبست بھی ہو سکے۔ کہ پٹھانکوٹ سے بلٹی کرا کر اسٹیشن بٹالہ پر پہنچ سکیں۔ تو ضرور ارسال فرماویں یہ سب کچھ بے تکلف آپ کی طرف جو لکھا جاتا ہے۔ محض آپ کے اخلاص و محبت کے لحاظ سے ہے۔ جو آپ محض للہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے محض للہ اخلاص کو غایت درجہ پر بڑھا دیا ہے۔ خدمت للہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اللہ تعالےٰ آپکو جزاء خیر بخشے۔ اور دین میں استقامت و تقویٰ و دنیا میں عزت و حرمت عطا کرے۔ آمین۔ مکرر یاد رہے۔ کہ یوں ہی بلا محصول ہرگز بھیجنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ بلٹی بیرنگ کرا کر ملف خط علیحدہ میرے پاس بھیجدیں۔ اور بٹالہ کے اسٹیشن کے نام بلٹی ہو۔ تا اسی جگہ سے لیا جاوے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۵ رجنوری ۱۸۸۸ء

نوٹ: مکتوب نمبر ۱۱۲ میں چودھری رستم علی صاحب کی ترقی کا ذکر آیا ہے۔ انکی ترقی کا سوال درپیش تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ سارجنٹی سے ڈپٹی انسپکٹری پر ترقی پا کر دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں تعینات ہوئے تھے۔ اس وقت ہیڈ کانسٹیبل سارجنٹ اور سب انسپکٹری ڈپٹی انسپکٹری کہلاتی تھی۔ بہرحال چودھری صاحب ڈپٹی انسپکٹر یا سب انسپکٹر ہو کر دھرم سالہ چلے گئے۔ اس وقت حضرت اقدس لفافہ انہیں اس طرح پر لکھتے ہیے

ضلع کانگڑہ۔ بمقام دھرم سال۔ خدمت میں مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب انسپکٹر (جو سررشتہ دار پیشی ہیں یا پولیس میں) پہنچے ؛ (عرفانی)

یہ یاد رہے ۔ کہ اخروٹ کاغذی ہوں ۔ جن کا بآسانی مغز نکل آتا ہے ؏

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

عنایت نامہ پہنچا ۔ اس قحط الرجال اور قساوت قلبی کے زمانہ میں کہ جو ہر ایک فرد بشر پر ہوائے زہرناک غفلت وسنگدلی کی طاری ہو رہی ہے ۔ الا ماشاء اللہ ایسے زمانہ میں خلوص دینی کے لئے زندہ دلی ازبس قابل شکر ہے ۔ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو بڑھاوے ۔ اور ان کو دنیا اور دین میں زیادہ سے زیادہ برکت دے ۔ آمین ثم آمین ۔ بلٹی جو آپ بھیجنا چاہتے ہیں ۔ وہ میری دانست میں لفافہ میں ڈال کر اسجگہ قادیان میں بھیجدی جاوے ۔ تو بلا توقف کوئی شخص یہاں سے جاکر لے آویگا ۔ کیونکہ آخر اس جگہ سے کوئی آدمی بھیجنا ضروری ہوگا ۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ اگر چاہیں محرر تھانہ کے نام بلٹی بھیجدیں ۔ مگر اس صورت میں بہت دیر کے بعد اسباب ملتا ہے ۔ بلکہ چوکیدار و وغیرہ کی شرارت سے اکثر نقصان ہو جاتا ہے ۔ جس حالت میں بلٹی بھیجنا ہے تو قادیان ہمارے ہاں میں کیوں نہ بھیجی جاوے ۔ اور بشیر بفضلِ خداوند قدیر خیر وعافیت سے ہیں اور رسالہ سراج منیر یقین ہے ۔ کہ جلد چھپنا شروع ہوگا ۔ والسلام ؏

غلام احمد از قادیان ۱۴ ؍ فروری ۱۸۸۸ء

(ملفوظ نمبر ۱۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

۱۴ ؍ فروری ۱۸۸۸ء کی گذشتہ رات مجھے آپ کی نسبت دو ہولناک خوابیں آئی تھیں جن سے ایک سخت ہم وغم مصیبت معلوم ہوتی تھی ۔ میں نہایت وحشت و تردد میں تھا ۔ کہ یہ کیا بات ہے ۔ اور غنودگی میں ایک الہام بھی ہوا ۔ کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں رہا ۔ چنانچہ کل سندر داس کے وفات اور انتقال کا خط پہنچ گیا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ یہ وہی غم تھا ۔ جس کی طرف اشارہ تھا ۔ خدا تعالےٰ آپ کو صبر بخشے ؏

ترا با کہ رو در آشنائے است
قرار کارت آخر بر جدائی ست
ز فرقت بر دلے باری نبا شد
کہ با میرنده اش کاری نباشد

مجھے کبھی ایسا موقعہ چند مخلصانہ نصائح کا آپ کے لئے نہیں ملا ۔ جیسا آج ہے جاننا چاہیئے ۔ کہ خدا تعالےٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی ۔ ایمان جو ہمیں سب سے پیارا ہے ۔ وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے ۔ کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں ۔ اللہ جل شانہ مومنین کی علامت یہ فرماتا ہے ۔ والذین امنوا اشد حبًّا للہ ۔ یعنی جو مومن ہیں ۔ وہ خدا سے بڑھ کر کسی سے دل نہیں لگاتے ۔ محبت ایک [illegible] اللہ جل شانہ کا ہے ۔ جو شخص اس کا حق دوسرے کو دیگا ۔ وہ تباہ ہوگا ۔ تمام برکتیں جو مردانِ خدا کو ملتی ہیں ۔ تمام قبولیتیں جو ان کو حاصل ہوتی ہیں ۔ کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز روزہ سے ملتی ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہیں ۔ اسی کے ہو جاتے ہیں ۔ اسی کے ہو رہتے ہیں ۔ اپنے ہاتھ سے دوسروں کو اس کی راہ میں قربان کرتے ہیں ۔ میں خوب اس درد کی حقیقت کو پہنچتا ہوں ۔ کہ جو ایسے شخص کو ہوتا ہے ۔ کہ یکدفعہ

وہ ایسے شخص سے جدا کیا جاتا ہے۔ جس کو وہ اپنے قالب کی گویا جان جانتا ہے۔ لیکن مجھے زیادہ غیرت اس بات میں ہے۔ کہ کیا ہمارے حقیقی پیارے کے مقابل پر کوئی اور ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ سے میرا دل یہ فتویٰ دیتا ہے۔ کہ غیر سے مستقل محبت کرنا کہ جس سے للہی محبت باہر رہے۔ خواہ وہ بیٹا ہو یا دوست۔ کوئی ہو ایک قسم کا کفر اور کبیرہ گناہ ہے۔ جس سے اگر شفقت و رحمت الٰہی تدارک نہ کرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے۔ سو آپ یہ اللہ جل شانہٗ کا احسان سمجھیں۔ کہ اس نے اپنی محبت کی طرف آپ کو بلایا۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شرّ لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ اور نیز ایک جگہ فرماتا ہے جل شانہٗ وعزاسمہ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ومن یومن باللہ یھد قلبہ واللہ بکل شیئٍ علیم۔ یعنی کوئی مصیبت بغیر اذن اور ارادہ الٰہی کے نہیں پہنچتی۔ اور جو شخص ایمان پر قائم ہو۔ خدا اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ یعنی صبر بخشتا ہے۔ اور اس مصیبت میں جو مصلحت اور حکمت تھی۔ وہ اسے سمجھا دیتا ہے۔ اور خدا کو ہر ایک چیز معلوم ہے میں انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اور اب بھی کئی دفعہ کی ہے۔ چاہیئے کہ سجدہ میں اور دن رات کئی دفعہ یہ دعا پڑھیں۔ یا احبّ من کل محبوب اغفرلی ذنوبی وادخلنی فی عبادک المخلصین۔ آمین۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۵ر فروری ۱۸۸۸ء

نوٹ:۔ مکرمی چودھری رستم علی صاحب کو سندر داس نامی ایک شخص سے محبت تھی۔ اور وہ اسے عزیز سمجھتے تھے۔ اس کا ذکر مختلف مکتوبات میں آیا ہے۔ پھر محبت میں چودھری صاحب کو غلو تھا۔ اور یہ بھی ایک کمال تھا۔ کہ وہ اسے محسوس کرتے تھے۔ اور حضرت اقدس کو بار بار لکھتے رہتے تھے۔ آخر وہ بیمار ہوا۔ اور مر گیا۔ اس پر یہ مکتوب حضرت نے تعزیت کا لکھا۔ (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۱۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (×) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کے ساتھ ربط ملاقات پیدا کرنے سے فائدہ یہ ہے۔ کہ اپنی زندگی کو بدلا دیا جائے۔ تا عاقبت درست ہو۔ سندر داس کی وفات کے زیادہ غم سے آپ کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کا ہر ایک کام انسان کی بھلائی کے لئے ہے۔ گو انسان اس کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد بیعت ایمان لینا شروع کیا۔ تو اس بیعت میں یہ داخل تھا۔ کہ اپنا حقیقی دوست خدا تعالےٰ کو ٹھہرایا جائے۔ اور اس کے ضمن میں اس کے نبی اور درجہ بدرجہ تمام صحابہ کو اور بغیر علت دینی کسی کو دوست نہ سمجھا جائے۔ یہی اسلام ہے۔ جس سے آج کل لوگ بے خبر ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ یعنی ایمانداروں کا کامل دوست خدا ہی ہوتا ہے۔ جس حالت میں انسان پر خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کا حق نہیں۔ تو اس لئے خالص دوستی محض خدا تعالےٰ کا حق ہے۔ صوفیہ کو اس میں اختلاف ہے۔ کہ جو شخص غیر سے اپنی محبت کو عشق تک پہنچاتا ہے۔ اس کی نسبت کیا حکم ہے۔ اکثر یہی کہتے ہیں۔ کہ اس کی حالت حکم کفر کا رکھتی ہے۔ گو احکام کفر کے اس پر صادر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بباعث بے اختیاری مرفوع القلم ہے۔ تاہم اس کی حالت کافر کی صورت میں ہے۔ کیونکہ عشق اور محبت کا حق اللہ جل شانہٗ کا ہے۔ اور وہ بد دیانتی کی راہ سے خدا تعالےٰ کا حق دوسرے کو دیتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی صورت ہے۔ جس میں دین و دنیا دونو کے وبال کا خطرہ ہے۔ راستبازوں نے اپنے پیارے بیٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا

اپنی جانیں خدا تعالےٰ کے راہ میں دیں۔ تا توحید کی حقیقت انہیں حاصل ہو۔ سو میں آپ کو خالصاً للہ نصیحت دیتا ہوں۔ کہ آپ اس حزن و غم سے دستکش ہو جائیں۔ اور اپنے محبوب حقیقی کی طرف رجوع کریں۔ تا وہ آپ کو برکت بخشے۔ اور آفات سے محفوظ رکھے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ یکم مارچ ۱۸۸۸ء

(ملفوف نمبر ۱۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ موجب خوشی ہوا۔ اللہ جل شانہٗ آپ کو اس اخلاص اور محبت کا اجر بخشے۔ اور آپ سے راضی ہو۔ اور راضی کرے۔ آمین ثم آمین۔ حال یہ ہے۔ کہ یہ عاجز خود آرزو خواہاں ہے۔ کہ ماہ رمضان آپ کے پاس بسر کرے۔ لیکن نہایت دقت در پیش ہے۔ کہ آج کل میرے دونو بچے ایسے ضعیف اور کمزور ہو رہے ہیں۔ کہ ہفتہ میں ایک دو دفعہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور میرے گھر کے لوگ اس جگہ کچھ قرابت نہیں رکھتے۔ اور ہمارے کنبہ والوں سے کوئی ان کا غمخوار اور انیس نہیں ہے۔ اس لئے اکیلا سفر کرنا نہایت دشوار ہے۔ میں نے تجویز کی تھی۔ کہ ان کو انبالہ چھاؤنی میں ان کے والدین کے پاس چھوڑ آؤں۔ مگر ان کے والدین نے اس بات کو چند وجوہ کے سبب سے تاخیر میں ڈالدیا۔ اب مجھے ایک طرف یہ شوق بھی نہایت درجہ ہے۔ کہ ایک دو ماہ تک ایام گرمی میں آپ کے پاس رہوں۔ اور اسی جگہ رمضان کے دن بسر کروں۔ اور ایک طرف یہ موانع درپیش ہیں۔ اور صحت جہاں پہاڑ کا سفر کرنا مشکل اور صرف کثیر پر موقوف ہے۔ مستورات کا پہاڑ پر بغیر

ڈولی کے جانا مشکل اور ان کے ہمراہی کی ضرورت جسے اپنے لئے ایک ڈولی چاہیئے۔ اور چھ سات خادم اور خادمہ کے ساتھ ساتھ پہنچ جانے کے لئے بھی کچھ بندوبست چاہیئے۔ سو اس سفر کے آمد و رفت میں صرف کرایہ کا خرچ شاید کم سے کم سو روپیہ ہوگا۔ اور اس موقعہ ضرورت روپیہ میں اس قدر خرچ کر دینا قابل تامل ہے۔ البتہ کوشش اور خیال میں ہوں۔ کہ اگر موانع رفع ہو جائیں تو بلا توقف آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ اور میں نے ان موانع کے رفع کرنیکے لئے حال میں بہت کوشش کی۔ مگر ابھی تک کچھ کارگر نہیں ہوئی۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۱۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپکے اس خط پہونچنے کے دو دن پہلے اخروٹ پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ میرا نہایت پکا ارادہ تھا۔ کہ ماہ رمضان میں آپ کی ہمسائیگی میں بسر کروں۔ چنانچہ اپنے گھر کے لوگوں کو انبالہ چھاؤنی میں پہونچانے کی تجویز کری تھی۔ لیکن بحکمت و مصلحت الٰہی چند موانع کی وجہ سے وہ تجویز ملتوی رہی۔ اگر اب بھی رمضان کے آنے تک وہ تجویز قائم ہو گئی۔ تو یہی مراد ہے۔ کہ ماہ مبارک رمضان اس جگہ بسر کیا جائے۔ گھر کے لوگوں کے ساتھ وہاں جانا نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ سراج منیر کی طبع میں حکمت الٰہی سے توقف در توقف ہوتے گئے۔ اب کوشش کر رہا ہوں کہ جلد انتظام طبع ہو جائے۔ آئندہ ہر ایک بات اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور جو آپ نے

وارسلناہ الی مائۃ الف او کے معنے پوچھے ہیں۔ سو واضح رہے کہ رد کا لفظ جیسا کلام عرب میں شک کے لئے آتا ہے۔ ایسا ہی واو کے معنے میں بھی آتا ہے۔ اور یہ محاورہ شائع متعارف ہے۔ سو آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ لوگ ایک لاکھ اور کچھ زیادہ تھے۔ رہا یہ اعتراض۔ کہ اس سے زیادہ کی تصریح کیوں نہیں کی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر ایک بات کی تصریح اللہ جل شانہٗ پر واجب نہیں۔ چاہے کسی چیز کو مجمل بیان کرے اور چاہے مفصل۔ پاؤں کے مسح کی بابت یہ تحقیق ہے۔ کہ آیت کی عبارت پر نظر ڈالنے سے نحوی قاعدہ کی رُو سے دونو طرح کے معنے نکلتے ہیں۔ یعنی غسل کرنا اور مسح کرنا۔ اور پھر ہم نے جب متواتر آثار نبویہ کی رو سے دیکھا۔ تو ثابت ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کو دھوتے تھے۔ اس لئے دو پہلے معنے غسل کرنا معتبر سمجھے گئے۔ مطلع اور مغرب الشمس کا ذکر ایک استعارہ اور مجاز کے طور پر ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ ایسے استعارات جا بجا کلام الٰہی میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور اشارہ بھی ہمیشہ مجاز اور استعارہ کا استعمال کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میں نے چاولوں کی ایک رکابی کھائی۔ تو کیا اس نے رکابی کو توڑ کر کھا لیا۔ پس ایسا اعتراض کوئی دانا نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی مخالف کرے۔ تو پہلے اس کو اقرار کر لینا چاہیئے۔ کہ میری کتاب میں جن کو الہامی مانتا ہوں۔ کسی استعارہ یا مجاز کو استعمال نہیں کیا گیا۔ اور مادامت السموات والارض کی شرط میں کوئی قباحت نہیں۔ کیونکہ قیامت میں جو بہشتوں کے لئے نئی زمینیں اور آسمان بنائے جائیں گے۔ وہ بھی دائمی ہونگے۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا۔ کہ ایک وقت مقررہ کے بعد وہ نہیں رہینگے۔ ماسوا اس کے آسمان اور زمین فوق وتحت کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ سو اس طور سے آیت کے یہ معنے ہوئے۔ کہ جب تک جہات فوق وتحت موجود ہیں۔ تب تک وہ بہشت میں رہیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ

جہات ایسی چیزیں ہیں۔ کہ قابل انعدام نہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۱۲؍ مارچ ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور خط پہنچا۔ جو ۲۷؍ جنوری ۱۸۸۸ء کا لکھا ہوا تھا۔ تعجب کہ دو ماہ تک یہ خط کہاں رہا۔ مکلف ہوں۔ کہ عـــہ روپیہ جو آپ بھیجنے کو کہتے ہیں۔ وہ آپ جلد بھیجدیں کہ یہاں ضرورت ہے۔ ہر چند دل میں خواہش ہے۔ مگر ابھی اس طرف ان کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے ہیں آپ تک پہنچانا ہے۔ تو آثار ظاہر ہو جاینگے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۲؍ اپریل ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آج چالیس رسالہ آنجناب پہنچ گئے ہے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی۔ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ رسالہ اشعۃ القرآن کا انگریزی میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ دونوں رسالہ ایک ہی جگہ اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ ہمیشہ اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ضلع گورداسپور ۲۷؍ فروری ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب خوشی ہوا۔ رسالہ جو انگریزی میں ترجمہ کیا جائے گا۔ اور سراج منیر ان دونو رسالوں کی نسبت میری تجویز ہے۔ کہ ایک ہی جگہ کردی جائیں۔ کیونکہ ان کے باہم تعلقات ایسے ضروری ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے الگ کر دینے میں اثر مطلوب بہت کم ہوجاتا ہے۔ جس قدر توقفات ظہور میں آئے۔ وہ سب حکمت الٰہی اور مصلحت ربانی تھے۔ اب امید کی جاتی ہے۔ کہ منتظرین کی خواہش بہت جلد پوری ہوجائے۔ بہت اپنی خیروعافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ کہ گو مجھے خط لکھنے کا کم اتفاق ہو۔ مگر آپ کی طرف خیال رہتا ہے۔ والسلام ☆

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۶؍ اپریل ۱۸۸۶ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج کی ڈاک میں عنایت نامہ پہنچا مفصل خط علیحدہ لکھا گیا ہے۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ بہت دعا کرتا رہوں گا۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ اثر ہو۔ اگر براہین احمدیہ کا کوئی شائق خریدار ہے۔ تو آپ کو اختیار ہے۔ کہ قیمت لے کر دیدیں۔ مگر ارسال نسبت کا حصول ان کے ذمہ ہے۔ اور ابھی تک نہیں پہنچے۔ شاید دو چار دن تک پہنچ جائیں۔ اور اگر کوئی سبیل پہنچانے کا ہوا ہو۔ تو کسی قدر چاء بے شک بھیجدیں۔ کہ مہمانوں کی خدمت میں کام آجائیگی

بشیر احمد اچھا ہے۔ والسلام ☆

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ مارچ ۱۸۸۶ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ چند روز کی دیر کے بعد آپکے خطوط مرسلہ معہ قصیدہ بٹالہ میں قادیان سے واپس منگوا کر ملے۔ قصیدہ بہت عمدہ ہے۔ خاص کر بعض شعر بہت ہی اچھے ہیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ میں اس جگہ بشیر احمد کے علاج کروانے کے لئے ٹھہرا ہوا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام رمضان اسجگہ ٹھہرنا ہوگا۔ قصیدہ متعاقب روانہ خدمت کردوں گا۔ بشیر احمد کو اب کسی قدر بفضلہ آرام ہے۔ والسلام ☆

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۲ مئی ۱۸۸۶ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بشیر احمد سخت بیمار ہوگیا تھا اس لئے یہ عاجز ڈاکٹر کے علاج کے لئے بٹالہ میں آگیا ہے۔ شاید ماہ رمضان بٹالہ میں بسر ہو۔ بالفعل نبی بخش ذیلدار کے مکان پر جو شہر کے دروازہ پر ہے فروکش ہوں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ☆

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۸ شعبان - (۲۱ مئی ۱۸۸۶ء)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز اب تک بٹالہ میں ہے
کسی قدر بشیر احمد کی طبیعت رو باصلاح ہے۔ انشاء اللہ القدیر صحت ہو جائیگی
پانچ چار روز تک قادیان جانے کا ارادہ ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از بٹالہ۔ ۳ر جون ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم۔ آج ایک خط جس کو آپ نے رحمت علی کے ہاتھ میں
تھا۔ کسی حجام کے ہاتھ قادیان سے مجھ کو ملا۔ خط میں جو آپ نے چاول روانہ کرنے
کا حال لکھا ہے۔ سو واضح رہے۔ کہ آج تاریخ ۴ر جون تک چاول نہیں پہنچے
نہ تھا نہیں آئے۔ اور میں اب تک بٹالہ میں ہوں۔ انشاءاللہ ۲۵ر رمضان تک قادیان
جاؤں گا۔ بشیر احمد کی طبیعت بہ نسبت سابق اچھی ہے۔ اور سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۴ر جون ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی۔ اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔ یہ عاجز اخیر رمضان تک اس جگہ بٹالہ میں ہے۔ غالباً عید پڑھنے کے لئے

قادیان میں جاؤں گا۔ چاول مرسلہ آپ کے نہیں پہنچے۔ معلوم نہیں آپ نے کس کے
ہاتھ بھیجے تھے۔ اور چونکہ اس جگہ خرچ کی ضرورت ہے۔ اگر خریدار براہین احمدیہ سے
دس روپے وصول ہوگئے ہوں۔ تو وہ بھی اسی جگہ ارسال فرماویں۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد ۵ر جون ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ قادیان
میں آکر بشیر احمد سخت بیمار ہوگیا۔ اور کئی بیماریاں لاحق ہوگئیں۔ منجملہ ان کے ایک
تپ محرقہ کی قسم اور زحیر یعنی مروڑ اور اسی اثنا میں ہیضہ بھی ہوگیا۔ حالت نہایت
خطرناک ہوگئی۔ اب کچھ تخفیف ہے۔ اسی وجہ سے کوئی کام طبع رسالہ وغیرہ کا نہیں
ہو سکا۔ مولوی قدرت اللہ صاحب کو السلام علیکم پہنچے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ر جولائی ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ بشیر احمد کی
طبیعت سخت بیمار رہی ہے۔ بلکہ نہایت نازک حالت ہوگئی تھی۔ اس لئے جواب نہیں
لکھ سکا۔ اب کچھ آرام ہے۔ میں انشاءاللہ آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔ مولوی
نورالدین صاحب کی کتاب کا مجھ کو کچھ پتہ نہیں۔ اور نہ میرے پاس اب تک آئی ہے
جس وقت کوئی نسخہ ملے گا۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ خدمت میں بھیجدونگا۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان - ۲۰ر جولائی ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ( ) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی - اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - عنایت نامہ پہنچا - بشیر احمد کی طبیعت سخت بیمار ہے - اس غلبہ بیماری میں تین چار دفعہ ایسی حالت گذر چکی ہے - کہ گویا ایک دو دم باقی معلوم ہوتے تھے - اب بھی شدت امراض موجود ہے - اسلئے دن رات اسی کی طرف مصروفیت رہتی ہے - امید کہ بعد افاقہ طبیعت بشیر احمد آپ کے نسخہ کے لئے توجہ کروں گا - والسلام ؛

خاکسار غلام احمدؐ ۲ر اگست ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - بشیر احمد اب تک مروڑوں کی بیماری میں مبتلا ہے - اور چونکہ نہایت لاغر اور دبلا اور تکلیف میں ہے - اس لئے ضروری کاموں کا حرج بھی کرکے اسی کی طرف مصروفیت ہے - چند مرتبہ اس عرصہ میں اس کی حالت نہایت نازک ہوگئی - اور آخری دم سمجھا جاتا تھا - انشاء اللہ اس کی صحت کے بعد بہت غور سے آپ کے لئے تجویز کروں گا - آپ مطمئن رہیں - والسلام ؛

خاکسار غلام احمدؐ بقلم خود

۸ر اگست ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

[illegible]

مکرمی اخویم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - عنایت نامہ پہنچا - مچھلی کا تیل وہی ہے - جس کا آپ ذکر کرتے ہیں - استعمال کے لئے دودھ کی کچھ ضرورت نہیں - صرف ایک چاء کا چمچہ یعنی چھوٹا چمچہ پی لیا کریں اور پھر ہضم کے لحاظ سے زیادہ کرتے جائیں - کدو سے مراد بیری کدو کا پھل ہے - جس کو گھیا کدو بھی کہتے ہیں - اگر وہ نہ ملے - تو پھر مغز کدو ہی ہمراہ بنفشہ کے پانی میں ڈال دیا جاوے - جب پانی گرم ہو جائے - اور خوب جوش آ جائے - تب اس سے غسل کریں - اور زیادہ گرم ہو - تو اور پانی ملالیں - امید کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ طبی تدبیر بہت مفید ہوگی - اور آپ کا بدن خوب تازہ ہو جائے گا - لیکن اگر اس کے ساتھ صبح کے وقت آدھ سیر خام بکری کا دودھ تازہ پی لیا کریں - تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگا ؛

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - عنایت نامہ پہنچا - یہ عاجز ایک ہفتہ سے موسمی بخار سے علیل ہے - بباعث ضعف وتکلیف مرض کوئی کام نہیں ہو سکتا - صندوقچہ خطوط سے بھرا ہوا ہے - اگر تیل مچھلی اب استعمال کرنے میں کچھ حرارت معلوم ہوتی ہے - تو ایک ماہ کے بعد استعمال کریں - انشاء اللہ ان سب ادویہ کے استعمال سے بدن بہت تازہ ہو جائیگا - آپ کی استقامت کے لئے

دعا کرتا ہوں۔ امید رکھتا ہوں۔ کہ کسی وقت منظور ہو جاوے۔ اشتہارات ارسال خدمت ہیں۔ ہر ایک شہر میں جو آپ کا کوئی دیندار دوست ہو۔ اس کو بھیجدیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۶ ستمبر ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ پہلے اس عاجز کی طبیعت چند روز بعارضہ تپ بیمار رہی تھی۔ اب بفضلہ تعالےٰ بالکل صحت ہے۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ امید کہ اپنی خیر و عافیت سے ہمیشہ مطلع فرماتے رہیں۔ تلی کے واسطے مولیوں کا اچار اور انجیر کا اچار جو سرکہ میں ڈالا جاوے۔ نہایت مفید ہے۔ ان دونوں چیزوں کو جوش دیکر سرکہ میں ڈالدیں۔ اور پھر کبھی روٹی کے ہمراہ یا یوں ہی کھا لیا کریں۔ اور جو سکنجبین صادق الحموضت یعنی جو خوب ترش ہو بہت مفید ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۴ ستمبر ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے مستقل کورٹ انسپکٹر ہونے سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ جل شانہ مبارک کرے۔ اشتہارات آپ کی خدمت میں بھیجے گئے تھے۔ ان کی اب تک رسید نہیں آئی۔ معلوم نہیں۔ کہ آپ اب کی دفعہ کونسے اشتہارات مانگتے ہیں۔ مفصل تحریر فرماویں۔ تا بھیجے جاویں۔ اور اس جگہ

بفضلہ تعالےٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۶ ستمبر ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ انشاء اللہ القدیر اشتہار تلاش کرکے دستیاب ہونے پر روانہ کروں گا۔ میرے نزدیک بہت مناسب ہے۔ کہ آپ بقدر ضرورت انگریزی پڑھ لیں۔ سب بولیاں خدا کی طرف سے ہیں۔ بولی سیکھنے میں کچھ حرج نہیں۔ صرف صحت نیت درکار ہے۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۰ اگست ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۳۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ سردی میں انڈہ بہت کم خراب ہوتا ہے۔ اگر آپ بیس دن توقف کرکے انڈہ منگوالیں اور تازہ ہوں۔ تو وہ بیس روز تک اچھے رہ سکتے ہیں۔ انڈہ اگر ابالا جاوے۔ یہانتک کہ اندر سے زردی و سفیدی دونوں سخت ہو جائیں۔ تو کچھ زیادہ رہ سکتا ہے۔ مگر وہ پھر آپ کے کھانے کے لائق نہیں رہے گا۔ آپ کے لئے تو نیم برشت بہتر ہے۔ جو درحقیقت کچے کی طرح ہوتا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ پچاس تک تازہ انڈہ منگوا کر استعمال کریں۔ جب وہ ختم ہو جاویں۔ اور منگوالیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد ۷ راکتوبر ۱۸۸۸ء

(ملفوف نمبر ۱۴۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

الٰہی تنبیہ کے نزول کا وقت

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ عنایت نامہ پہنچا ۔ انشاء اللہ القدیر آج سے آپ کے لئے دعا کرتا رہونگا مگر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے ۔ یہ بات نہایت صحیح ہے ۔ کہ بندہ جب کسی قدر غافل ہو جاتا ہے ۔ اور بیباکی سے کوئی کام کرتا ہے ۔ یا کسی معصیت میں گرفتار ہوتا ہے ۔ تو رحمت کے طور پر تنبیہ الٰہی اس پر نازل ہوتی ہے ۔ پھر وہ جب سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے ۔ تو کبھی وہ تنبیہ ساتھ ہی دور کی جاتی ہے ۔ اور کبھی اس کو کامل متنبہ کرنے کے لئے کچھ دیر وہ تنبیہ بنی رہتی ہے ۔ سو خطرات فاسدہ یا اعمال نامرضیہ سے بصدق دل توبہ کرنا اعادہ رحمت الٰہی کے لئے بہت ضروری امر ہے ۔ والحمد للہ والمنت کہ خود آپ کے دل کو اس طرف رجوع ہو گیا ۔ خدا تعالیٰ اس رجوع کو ثابت رکھے ۔ خدا تعالیٰ سے ہر حال ڈرتے رہنا ۔ اور اس کے غضب کے اشتعال سے پرہیز کرنا بڑی عقلمندی ہے ۔ دنیا گذشتنی و گذاشتنی اور جذبات نفسانی بدنام کنندہ چیزیں ہیں ۔ اور انسان کی تمام سعادتمندی اور ڈرنا اور آخرت کے سلامتی خوف الٰہی اور اطاعت احکام الٰہی میں ہے ۔ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے ۔ اور اس کی آنکھیں دقیق ہیں ۔ وہ باریک رس ہیں ۔ وہ اسی پر راضی ہوتا ہے ۔ جو اس سے خائف و ہراساں رہے ۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرے ۔ کہ جو بیباکی کا کام ہو ۔ اللہ جل شانہٗ آپ کو سچی اطاعت کی توفیق بخشے ۔ مناسب ہے ۔ کہ اگر ابتلا کے طور پر کوئی دوسری صورت پیش بھی آ جاوے ۔ تو بہت بے قرار نہ ہوں ۔ اللہ جل شانہٗ تغیر وا

بڑی عقلمندی کیا ہے

پر قادر ہے ۔ اور دعا بدستور آپ کے لئے کی جائیگی ۔ میری دانست میں اس موقعہ پر استعلام امور غیبیہ کی کچھ ضرورت نہیں ۔ اس کی جگہ تضرع اور استغفار چاہیئے ۔

والسلام ٭ خاکسار غلام احمد از قادیان ۔ ۱۱ راکتوبر ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشیر احمد کی وفات کی اطلاع

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ آج میرا لڑکا بشیر احمد انیس روز بیمار رہ کر بقضائے الٰہی دنیائے فانی سے قضا کر گیا ۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان

۴ رنومبر ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ خط پہنچا ۔ اللہ جل شانہٗ پر مضبوط بھروسہ رکھو ۔ وہ رحیم و کریم ہے ۔ یہ عاجز انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہے گا ۔ یاددہانی کی ضرورت نہیں ۔ لیکن اگر فرصت ہو ۔ تو کبھی کبھی اپنے خیالات سے مطلع فرمایا کریں ۔ دعا کے لئے یاددہانی کی ضرورت نہیں ۔ محض تسلی خاطر کے لئے ضرورت ہے ۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۲ رنومبر ۱۸۸۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ جو آپ نے لکھا ہے۔ بات تو بظاہر بہت عمدہ ہے۔ اگر حقیقت میں آپ کے لئے یہ بہتر ہے۔ تو اللہ جل شانہٗ آپ کے لئے میسر کرے۔ امید کہ آپ تعطیلوں میں ضرور تشریف لاوینگے۔ میں انشاء اللہ القدیر دعا کرتا رہوں گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؏

خاکسار غلام احمد از قادیان ۸ ردسمبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استغفار کی تاکید

مشفقی اخویم۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ اللہ جل شانہٗ آپ کو مکروہات سے بچاوے۔ ان دنوں میں استغفار کا بہت ورد رکھیں۔ اور بہت بہت معافی گناہوں کی خداوند کریم جل شانہٗ سے مانگیں۔ اور اشتہار صداقت آثار ۸ را پریل ۱۸۸۶ء جس کی بناء پر اشتہار ۷ راگست ۱۸۸۷ء جاری ہوا تھا۔ ارسال خدمت ہے۔ دوسرے اشتہارات میں سے صرف ایک ایک اشتہار بطور سند میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ کہ کسی موقعہ پر مخالفوں کو دکھانے جاتے ہیں۔ اگر ان کے دیکھنے کی ضرورت ہو اور دوسری جگہ سے مل نہ سکیں۔ تو بذریعہ رجسٹری بھیج سکتا ہوں۔ تاکہ ملاحظہ کے بعد واپس بھیج دیں۔ لیکن اگر مشکک کو اسی سے اطمینان ہو سکے۔ تو پھر ضرورت نہیں۔ جیسا منشا ہو اطلاع بخشیں۔ اگر ضرورت ہو گی تو بلا توقف رجسٹری کرا کر بھیج دوں گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؏ خاکسار غلام احمد از قادیان

۱۸۸۹ء مکرر یہ کہ ۷ راگست کا اشتہار ایک کے پاس سے اتفاقاً مل گیا۔ بعد ملاحظہ واپس فرماویں۔ یہ بشیر کی پیدائش کا اشتہار ہے۔ والسلام ؏

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چوہدری رستم علی صاحب کے لئے تجویز نسخہ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اب بفضلہ تعالےٰ بشیر احمد کی طبیعت صحت پر آگئی ہے۔ اور آپ کے لئے بہت غور اور فکر کیا۔ سو اس موسم کے موافق جو کچھ اللہ تعالےٰ کے ایما سے میرے دل میں گذرا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ زردی بیضہ نیم برشت استعمال کریں۔ یعنی خوب پانی گرم کرکے ایسا کہ ابلنا شروع ہو جائے۔ انڈے اس میں ڈال دیئے جائیں اور انڈے ڈال کر ڈیڑہ سو کی گنتی پوری کی جائے۔ جب شمار ڈیڑھ سو تک پہنچ جائے۔ تو بلا توقف انڈے پانی سے نکال لئے جائیں۔ ایک ہفتہ تک تین انڈے صبح اور تین شام خوراک رکھیں۔ جب معلوم ہو کہ انڈا موافق آگیا ہے۔ تو پھر تین کی جگہ چار کر دیئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ گرم پانی کرکے اور اگر مل سکے تو اس میں تین چار ماشہ بنفشہ اور پانچ چار تولہ کدو ڈالکر گرم کریں۔ اور اس میں غسل کریں صبح اور شام تیسرے روغن ماہی جو امرت سر اور لاہور میں مل سکتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ مگر ابھی وہ شاید گرمی کرے گا۔ سردی کے موسم میں ضرور استعمال کریں۔ اور نیز سردی کے موسم میں آپ کے لئے کوئی ماءاللحم تجویز کر دیا جائے گا۔ حالات خیریت سے اطلاع بخشیں۔ والسلام ؏

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

انڈے میں سے صرف زردی کھانی چاہیئے۔ سفیدی نہیں کھانی چاہیئے۔

نوٹ:- اس خط پر تاریخ درج نہیں ہے۔ مگر مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ستمبر ۱۸۸۸ء کا خط ہے۔ اور مکتوب نمبر ۱۳۹ سے پہلے چاہیئے تھا (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کارڈ پہنچا۔ انشاء اللہ القدیر دعا کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھیں۔ وہ بڑا رحیم وکریم ہے۔ اس کے رحم و کرم کا کچھ انتہا نہیں۔ استغفار لازم حال رکھیں۔ شرائط بیعت پھر کسی وقت روانہ کروں گا۔ اور سب طرح سے بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ر جنوری ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج تاکیدی خط آپ کے لئے مولوی حکیم نورالدین صاحب کی خدمت میں لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ترددات دور کرے۔ آمین۔ امید کہ سبز اشتہار بعد میں نکال کر اگر ملے تو خدمت میں مرسل کروں گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ر جنوری ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ۵ جمادی الاوّل کو میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے

جس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین محمود رکھا گیا۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۵ر جنوری ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اشتہارات آج روانہ کئے گئے ہیں جس شخص کی اشتہار سے تسلی نہیں ہوئی۔ آپ اس کے لئے کیوں مضطرب ہوں۔ تعجب ہے۔ ہر ایک شخص اپنے مادہ کے موافق جوہر دکھلاتا ہے۔ اس شخص کو اگر کچھ بصیرت ایمانی ہوتی۔ تو وہ شک میں نہ ہوتا۔ اور جبکہ بصیرت نہیں۔ تو اس کو چھوڑنا چاہیئے کتاب واپس لے لو۔ روپیہ واپس کرو۔ باقی سب خیریت ہے۔ آپ کے لئے دعا کیجاتی ہے۔ تسلی رکھو۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۳ر فروری ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں دعا سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ میری طبیعت آج بباعث غلبہ زکام بہت علیل ہے۔ زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں۔ اگر صحت ہوگئی۔ تو گھر کے لوگوں کو پہنچانے کے لئے میرا ارادہ ہے۔ کہ دس یا گیارہ فروری ۱۸۸۹ء تک لودھیانہ میں جاؤں شاید ایک ماہ تک لودھیانہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ پھر انشاء اللہ وہاں سے خط لکھوں گا۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام ٭ خاکسار غلام احمد از قادیان۔

خواب اس عاجز کو یاد نہیں رہا۔ ہر چند خیال کیا۔ کچھ خیال میں نہیں آتا۔
۷ر فروری ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (٭) نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
مخدومی مکرمی منشی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ خوشی ہوئی۔ میں لڑکے کے واسطے دعا کروں گا۔ اور ۱۸ر اپریل ۸۹ء کو قادیان روانہ ہوں گا۔ انشاء اللہ۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لودھیانہ ۱۵ر اپریل ۱۸۸۹ء

از عبداللہ سنوری سلام علیکم بذیر ۔ حافظ حامد علی صاحب کی طرف سے سلام علیکم

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ موجب خوشی ہوا۔ یہ عاجز بباعث کثرت خطوط اور کسی قدر علالت طبع کے اس قدر حیران ہے کہ حد سے زیادہ۔ انشاء اللہ القدیر بعد رمضان شریف آپ کی خدمت میں اشتہار بھیجا جائیگا۔ ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ آپ کا تھانہ ٹرسر میں بھی حسب مراد تبدیل ہونا موجب خوشی ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ تھانہ آپ کے لئے مبارک کرے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان
۶ر مئی ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ تمام مضمون اوّل سے آخر تک پڑھا۔ مضمون بہت عمدہ ہے۔ کچھ ضرورت اصلاح یا کم و بیش کی نہیں۔ مگر مجھے معلوم نہیں ہوا۔ کہ قوم اوان اولاد حضرت علی کیونکر ہیں۔ آیا سیّد ہیں یا کسی اور بیوی سے اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ اور اوان کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ دوسرے آپ فرماتے ہیں۔ کہ سو کاپی چھپوائی جائے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ خواہ سو چھپوالیں یا کم یا زیادہ سات سو کاپی کی اجرت لیں گے۔ یہی چھاپے والوں کے ہاں دستور ہے۔ میری رائے میں اس مضمون کے چھپوانے میں عللہ روپیہ سے کم خرچ نہیں آئیں گے اگر کم ہو تو شاید آٹھ روپیہ تک ہوگا۔ جیسا منشاء ہو اطلاع بخشیں۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد ۱۶ر مئی ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کارڈ پہنچا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے غلام احمد نام کوئی شخص امرتسر میں مالک مطبع نہیں ہے۔ شاید کوئی نیا آ گیا ہو۔ ہاں شیخ نور احمد صاحب نام ایک صاحب مالک مطبع ہیں۔ مجھے آپ مفصل لکھیں۔ کہ غلام احمد مالک مطبع امرتسر میں کون ہے۔ کس پتہ سے اس کو خط بھیجا جائے۔ اور یہ بھی لکھیں۔ کہ کیا اس نے قبول کر لیا ہے۔ کہ تین روپیہ لوں گا۔ کیا اسی میں کاغذ اور کاپی نویس کی اجرت داخل ہے۔ مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۸ رجون ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ پہلے بھی بذریعہ ایک خط کے آپ کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ میری نظر میں غلام احمد نام کوئی صاحب مطبع نہیں ہے۔ اور نہ آپ نے کچھ پتہ لکھا کہ اس شخص کا مطبع کس کٹڑہ میں ہے۔ جب تک پتہ نہ ہو۔ مضمون ارسال نہیں ہو سکتا۔ براہ مہربانی بہت جلد پتہ بھیجدیں۔ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کی تشریف آوری کی آج کل امید لگی ہوئی ہے۔ جس وقت تشریف لائے۔ خط دے دونگا۔ آپ کی تبدیلی اگر نزدیک ہو جائے تو بظاہر تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ حافظ ہے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۳ رجون ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج اس عاجز نے جناب الٰہی میں آپ کے لئے اس طور سے دعا کی ہے۔ کہ یا الٰہی اگر جالندھر کی تبدیلی موجب بہتری ہے۔ اور موجب خیر اور فضل کا ہو تو اپنے لطف وکرم سے دعا قبول فرما کر اپنے بندہ رستم علی کو اس جگہ پہنچا دے۔ اور اگر اس میں مصلحت نہ ہو تو مشکلات سے نکال کر ایسی جگہ مرحمت فرما۔ جو موجب برکت وخوشی دنیا ودین ہو۔ کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۱۶ رجون ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں۔ کہ اس قسم کی طرح طرح کی مجبوریاں پیش آرہی ہیں۔ کہ میں آپ کے عزیز کی تقریب شادی پر حاضر نہیں ہو سکتا۔ اور مولوی صاحب غالباً کل یا پرسوں تک بحصول رخصت جموں سے لودھیانہ کی طرف تشریف لاوینگے۔ اور قادیان میں آئیں گے۔ مگر میرے خیال میں ایسا ہے۔ کہ وہ ۲۰ رجون سے پہلے ہی تشریف لے جائیں گے۔ پس مشکل ہے۔ کہ وہ بھی اس تقریب پر حاضر ہو سکیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ہمت میں برکت بخشے۔ اور کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ۔ ۲۱ رجون ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالےٰ آپ کو اپنی خاص محبت عطا فرما دے۔ جب خالص محبت کسی دل میں آجاتی ہے۔ تو یاد الٰہی کے لئے قوت اور شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ محبت نہیں۔ کسل شامل حال ہے۔ مولوی نورالدین صاحب بصحت تمام جموں میں پہنچ گئے ہیں۔ تو بہ راہ میں مل گیا تھا۔ میرے پاس موجود پڑا ہے۔ ہمیشہ حالات خیریت آلات سے مطلع فرمایا کریں۔ آپ کو محبت اور اخلاص بہ اس عاجز کے

ساتھ ہے۔ یقین کہ وہ کشاں کشاں آپ کو اعلیٰ مقصد تک لے آئیگی۔ والسلام ؛
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۵ ؍ اگست ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۵۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خدائے عزّوجل کو خواب میں دیکھنا بہرحال بہتر ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ آپ بھی دعا اور استغفار میں مشغول رہیں۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ آپ ایک محب خالص ہیں۔ اور ایسے محب کہ ایسے تھوڑے ہیں۔ پھر کیونکر آپ بھول سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ خود اپنے محبوں کو بنظر محبت دیکھتا ہے۔ آپ کا تولیہ استعمال کیا جائے گا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؛
خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ ؍ ستمبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
کرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ایارج نقرہ کی گولیاں رات کے پچھلے وقت یعنی پہر رات باقی رہے استعمال کرنی چاہئیں۔ ایک درم سے دو درم تک اور معجون بعد تنقیہ کھانے چاہئیے۔ اور نسخہ یہی تو تنقیہ۔ اور آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ اگر اس میں بہتری ہوگی۔ تو اللہ جل شانہٗ بہتر کر دے گا۔ والسلام ؛
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۴ ؍ ستمبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
کرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ایک ضروری خط آپ کے کام کے متعلق چند روز سے بھیجا تھا۔ اب تک آپ نے جواب نہیں بھیجا۔ طبیعت نہایت مشوش ہے۔ وقت گذرتا جاتا ہے۔ جلد جواب ارسال فرماویں۔ اور پیرا نڈتا میرا ملازم غریب ہونے کی حالت میں عمر بسر کرتا ہے۔ آپ براہ مہربانی اس ملک میں ضرور اس کے لئے کوئی زوجہ صالحہ تلاش کریں۔ آپ کی ادنیٰ کوشش سے اس کا کام ہو جائے گا۔ والسلام ؛ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ یکم اکتوبر ۱۸۸۹ء
جواب بہت جلد بھیج دیں۔ کہ انتظار ہے۔ لڑکی باکرہ خورد عمر ہو۔

(ملفوف نمبر ۱۶۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد
بخدمت اخویم محب صادق منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
یہ خط آپ کو میں لدھیانہ سے لکھتا ہوں۔ میری روانگی کے وقت آپ کا خط معہ مبلغ عـــہ روپیہ قادیان میں مجھ کو ملا تھا۔ مگر افسوس کہ میں اس دن ایک تشویش کی حالت میں لدھیانہ کی طرف طیار تھا۔ اس لئے آپ کی فرمائش پر عمل کرنے سے مجبور رہا۔ اسی دن لدھیانہ سے خط پہنچا تھا۔ کہ میر ناصر نواب صاحب کے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں۔ اور انہوں نے میرے گھر کے لوگوں کو بلایا تھا۔ کہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ۔ وقت بہت تنگ تھا۔ اس وجہ سے بندوبست جلد بھیجنے کا نہ کرسکا۔ اور افسوس رہا۔ اب شائد ایک ہفتہ تک لودھیانہ میں ہوں۔ شیخ غلام غوث صاحب نے پیغام بھیجا

تھا۔ کہ میں نے کرشٹی صاحب کو آپ کی نسبت کہلا بھیجا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس شخص کے ساتھ تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی تبدیلی ہو چکی ہے۔ اب پھر اگر کوئی شخص تبدیلی کی درخواست کرے گا۔ تو ہم ضرور رستم علی کو بلا لیں گے۔ غرض غلام غو کی زبانی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگریز نے پختہ وعدہ کر لیا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ جس وقت میں قادیان میں آؤں تو اس وقت آپ کسی پہنچانے والے کا بندوبست کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ میں حلوا طیار کرا کر بھیج دوں گا۔ ہمیشہ حالات خیریت سے مجھ کو اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۷؍ اکتوبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جس روز آپ کا خط اور عنایہ روپیہ کا منی آرڈر پہنچا تھا۔ اسی روز عاجز بباعث ایک عزیز کے سخت بیمار ہونے کے لودھیانہ آ گیا ہے۔ اس مجبوری سے آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکی نہایت ندامت ہے۔ آپ کے اشعار سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خداوند کریم نے آپ کے دل میں طہارت باطنی کے لئے خالص جوش بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوش میں ترقی بخشے آمین۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳۱؍ اکتوبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ عاجز ابھی تک لودھیانہ میں

ہے۔ میرے ملازم پیراں دتہ کی نسبت تو آپ کو زبانی بھی کہا تھا۔ اور اب بھی بطور یاددہانی لکھتا ہوں۔ کہ اس کے نکاح کی نسبت آپ ضرور فکر کریں۔ قوم گوجر میں بہت لڑکیاں مل سکتی ہیں۔ کوئی ایسی لڑکی نو عمر تلاش فرماویں۔ کہ نو عمر پندرہ سولہ برس کی اور نیک چلن اور محنتی ہو۔ انشاء اللہ القدیر آپ کو ثواب ہوگا۔ ضرور تلاش فرماویں۔ شاید میں ۴؍ نومبر ۱۸۸۹ء تک اس جگہ ہوں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲؍ نومبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی۔ اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ معہ چند اشعار جو بہت عمدہ اور دل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے پہنچا۔ افسوس کہ میرے تین خطوں سے ایک خط بھی آپ کے پاس نہیں پہنچا۔ نہایت حیرت ہے۔ جس روز قادیان میں انڈوں کے لئے آپ کا خط پہنچا تھا۔ اسی دن لکھا ہے خط پہنچا۔ کہ والدہ اُمّ بشیر سخت بیمار ہیں۔ بمجرد دیکھنے کے چلے آؤ۔ لہذا بلا توقف روانہ لودھیانہ ہونا پڑا۔ اس وجہ سے انتظام انڈوں یا ان کے حلوا کا نہ ہو سکا۔ اب میں ۵؍ نومبر ۱۸۸۹ء کو قادیان کی طرف طیار ہوں۔ آئندہ جو خط آپ لکھیں۔ قادیان آنا چاہیئے۔ پیراندتا کی نسبت بہت فکر رکھیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ یکم نومبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ معرفت اخویم میر عباس علی شاہ صاحب مجھ کو ملا۔ خدا تعالےٰ آپ کو اپنی محبت عطا کرے۔ آپ کے اشعار آپکے صدق طلب پر گواہ ہیں۔ جزاکم اللہ۔ میں انشاء اللہ القدیر دہم نومبر ۸۹ء کو قادیان کی طرف جانے کے لئے ارادہ رکھتا ہوں۔ آئندہ ہرچہ مرضی مولیٰ۔ پیرانداتا میرے ملازم کے امر نکاح کو خوب یاد رکھیں۔ آپ کی ادنیٰ کوشش سے اس غریب کا کام ہو جائیگا۔ اور آپ اگر ادنیٰ توجہ کرینگے۔ تو ضرور انشاء اللہ کوئی صورت نیک نکل آویگی مگر چاہیئے۔ عورت جوان باکرہ بیس بائیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ اور بیوہ نہ ہو کہ اس میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ دلی توجہ سے تلاش فرماویں۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۹ر نومبر ۱۸۸۹ء

شیخ حامد علی کا سلام علیکم۔ پیرانداتا کا سلام علیکم۔

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل لودھیانہ سے قادیان میں آکر آپ کا دوسرا خط ملا۔ اشعار آبدار جو آپ نے دلی درد اور جوش سے لکھے تھے۔ پڑھکر آپ کے لئے دعا خیر کی گئی۔ ترتب اثر وقت پر موقوف ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے ہر ایک بات کو اوقات سے وابستہ رکھا ہے۔ آپ کا ملاقات کا بہت شوق ہے اور مناسب ہے۔ کہ آپ گنجائش کے وقت میں ضرور ملاقات کریں۔ کہ اس میں انشاء اللہ القدیر فوائد بے شمار ہیں۔ پیراں دتا کے لئے ضرور خیال رکھیں۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۲ر نومبر ۱۸۸۹ء

(ملفوف نمبر ۱۶۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی شفقی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے اشعار نہایت پاکیزہ اور عمدہ دل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ باایں ہمہ متانت ایسی ہے۔ کہ گویا ایک اہل زبان شاعر کی۔ یہ امر خداداد ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو اپنی محبت بخشے۔ دنیا فانی اور محبت دنیا ہمہ فانی۔ جس طرح آسمان پر ستارہ نظر آتے ہیں۔ کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں۔ خدا تعالےٰ کے حکم سے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اور حکم کی پابندی سے بے ستون کھڑے ہیں گرتے نہیں۔ اسی طرح مومن بھی حکم کا پابند ہے۔ خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں کھڑا رہتا ہے گرتا نہیں۔ مومن کا دنیا اور نفس کو چھوڑنا ایک خارق عادت امر ہے۔ وہ تبدیلی جو خدا تعالےٰ اس میں پیدا کرتا ہے۔ وہ مومن کو قوت دیتی ہے۔ ورنہ ہر ایک شخص فانی لذت کا طالب اور شیطانی خیال اس پر غالب ہے۔ مومن پر شیطان غالب نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے بیعت الموت کر چکا ہے۔ شیطان پر وہی فتح پاتا ہے جو بیعت الموت کرے۔ جیسے کہ آپ کے اشعار میں رقت ہے۔ خدا تعالےٰ آپکے دل میں ایسی ہی سچی رقت پیدا کرے۔ ایک شخص تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں شاعر تھا۔ اور ایمان نہیں لایا تھا۔ ایک نفس پرست آدمی تھا لیکن شعر اس کے موحدانہ اور عارفانہ تھے۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شعر سنے نہایت پاکیزہ تھے۔ آنحضرتؐ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ اٰمن شعرہ وکفر نفسہ۔ یعنے شعر اس کا ایمان لایا۔ اور نفس اس کا کافر ہوا۔ خدا تعالےٰ آپ کے شعر اور آپ کے دل کو ایک ہی نور سے منور کرے۔ مناسب ہے۔ کہ یہ اشعار آپ

محبت دنیا فانی ہے

فانی لذات کے ترک کیلئے قوت کی ضرورت ہے

جمع کرتے جائیں۔ کیونکہ لطیف ہیں۔ اور لائق جمع ہیں۔ مجھے بباعث کثرت کار فراغت نہیں۔ ورنہ میں جمع کرتا جاتا۔ تین روز سے لودھیانہ سے قادیان آگیا ہوں۔ مولوی نوردین صاحب کا کچھ پتہ نہیں۔ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ دعا میں بہت مشغول رہیں۔ کہ تمام امن و آرام خدا تعالےٰ کی یاد میں ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۳ر نومبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے اشعار پڑھنے سے ہمیشہ دعا کی جاتی ہے۔ کہ خداوند کریم آپ کو حظ وافر اپنی محبت کا بخشے۔ میں ان دنوں سخت بیمار رہا ہوں۔ نہایت کمزور ہو گیا۔ اس لئے طاقت زیادہ تحریر کی نہیں۔ امید کہ بعد صحت انشاء اللہ مفصل خط لکھوں گا۔ میر صاحب کسی قدر بیمار رہے ہیں۔ اور اب بھی پورے تندرست نہیں۔ اسی وجہ سے میر صاحب کا کوئی خط نہیں آیا ہوگا۔ آپ تلاش رکھیں۔ اگر شہد عمدہ مل سکے۔ تو ضرور ساتھ لیتے آویں۔ آپکی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ اگر رخصت ملے۔ تو ضرور تشریف لے آویں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۵ر نومبر ۱۸۸۹ء

پیر اندتا کی نسبت خیال رہے۔

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میں افسوس

سے لکھتا ہوں۔ کہ درحقیقت بباعث بیماری مجھ سے تحریر جوابات میں کوتاہی ہوئی۔ اور اب بھی پوری تندرستی نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے زیادہ لکھنے سے سخت مجبور ہوں۔ اگر چند سطریں بھی لکھوں۔ تو سر گھوم جاتا ہے۔ ضعف بہت ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ ۲۸ر نومبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اور نہایت خوشی ہوئی۔ خدا تعالےٰ آپ کو مکروہات سے بچا وے۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بجد و جہد دعا کروں گا۔ اپنے حالات سے مجھے مطلع فرماتے رہیں۔ اور استغفار میں بہت مشغول رہیں۔ کہ اس میں دفع بلا ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ر دسمبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ انشاء اللہ القدیر دعا کروں گا۔ مگر اس طرح پر کہ جو کچھ آپ کے دنیا اور دین کے لئے فی الحقیقت بہتر ہے۔ وہ بات آپ کو میسر آوے۔ کیونکہ خبر نہیں کہ خیر کس کام میں ہے۔ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۸ر دسمبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کی انتظار تھی ۔ خدا جانے کیا سبب ہوا ۔ کہ آپ تشریف نہیں لائے ۔ چھ سات روز سے اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔ شائد چھ سات روز تک اور بھی رہیں ۔ اگر آپ ان دنوں میں آجائیں ۔ تو مولوی صاحب کی ملاقات بھی ہو جائے ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۹ ؍ دسمبر ۱۸۸۹ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں ۔ پیر اندتا بغایت درجہ آپ کے وعدہ کا منتظر ہے ۔ اور کسی غریب کا کام کر دینا نہایت ثواب ہے ۔ آپ خاص توجہ فرما کر اس کے لئے کوشش فرماویں ۔ آپ کے لئے برابر دعا بحضرت باری عز اسمہ کی جاتی ہے ۔ امید کہ وقت پر ترتیب اثر بھی ہوگا ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ ۳ ؍ جنوری ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مدت مدید کے بعد آپ کا خط پہنچا ۔ اس قدر خطوط کے ارسال میں توقف کرنا مناسب نہیں ۔ ہمیشہ استغفار میں مشغول رہیں ۔ کہ عمر کا ذرہ اعتبار نہیں ۔ اور جلد جلد اپنے حالات خیریت سے مطلع کرتے رہیں ۔ تا دعا کی جاوے ۔ اور میں قریباً بیس روز سے لودھیانہ میں ہوں ۔ شائد ۶ ؍ مارچ ۱۸۹۰ء تک جاؤں ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ ۲۴ ؍ فروری ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۶)

مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا ۔ یہ عاجز عرصہ دس روز سے سخت بیمار رہا ۔ بظاہر امید زندگی منقطع تھی ۔ اب بھی کسی قدر بیماری باقی ہے ۔ نہایت درجہ کا ضعف ہے ۔ طاقت تحریر نہیں ۔ صرف اطلاع کی غرض سے لکھتا ہوں ۔ ورنہ حالت ایسی نہیں ۔ کہ لکھ سکوں ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد ۷ ؍ اپریل ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا ۔ میں بمقام لاہور بغرض علاج کرانے کے آیا ہوا ہوں ۔ علاج ڈاکٹری شروع ہے ۔ لیکن ابھی پوری پوری صحت نہیں ہوئی ۔ انشاء اللہ کامل صحت ہو جائیگی اور میں دو تین روز تک واپس قادیان چلا جاؤں گا ۔ آپ اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہا کریں ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد از لاہور ۔ مکان مرزا سلطان احمد نائب تحصیلدار لاہور ۳ ؍ مئی ۱۸۹۰ء

نوٹ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اوائل میں جب لاہور جاتے۔ تو مرزا سلطان احمد صاحب (جو آپ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں) کے مکان پر ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اسوقت ڈاکٹر محمد حسین صاحب مرحوم سے علاج کرایا کرتے تھے۔ یہ ڈاکٹر صاحب مسٹر احمد حسین مشہور نادلسٹ کے والد ماجد تھے۔ اور بھاٹی دروازہ کے اندر رہا کرتے تھے) یہ مکتوب حضرت کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں۔ اور اس پر از عاجز حامد علی السلام علیکم بھی تحریر ہے۔ (عرفانی) ؛

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ الحمد للہ والمنۃ۔ کہ بیماری لاحقہ سے اب بہت کچھ آرام ہے اور جس قدر باقی ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلد شفا ہو جائے گی۔ ضعف بہت ہو گیا ہے۔ اس لئے اپنے ہاتھ سے خط لکھنا دشوار ہمیشہ اپنی خیر وعافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام ؛

مرسلہ مرزا غلام احمدؐ از قادیان ۱۰ر مئی ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۷۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے تسلی رکھیں۔ میری طبیعت بباعث ایک مرض دوری کے اکثر بیمار رہتی ہے اور ضعف بہت ہو گیا ہے۔ امید کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اور آپ اندیشہ مند نہ ہوں اور

و استغفار میں مشغول رہیں۔ زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب تک آسمان پر نہ ہو۔ خدا تعالیٰ پر قوی بھروسہ رکھیں۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ تبدیل ہوا کے لئے ۳ر جولائی ۱۸۹۰ء لودھیانہ میں جاؤں۔ اگر آپ کی ملاقات ہو تو بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ محبت اور یقین سے اس پر امید رکھو۔ والسلام ۲۵ر جون ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کے لئے اللہ جل شانہ نے بہتر سمجھا ہے وہی ہوگا۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ دعا کا اثر آپ کے حق میں خیر و برکت ہوگا۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم۔ غالباً ۷ر جولائی ۱۸۹۰ء لودھیانہ کی طرف روانہ ہوں گا۔ اقبال گنج کے محلہ میں میر ناصر نواب کا مکان ہے۔ وہاں سے میرا پتہ معلوم ہوگا۔ اضطراب نہ کریں تسلی رکھیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمدؐ یکم جولائی ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز عرصہ زیادہ دو ہفتہ سے لودھیانہ میں ہے۔ اور بارہا بخلوص قلب آپ کے لئے دعا کی گئی ہے۔ امید ہے خدا تعالیٰ بہر حال آپ کے لئے بہتر کرے۔ اسی کی طرف رجوع رکھو اور بے قرار نہ ہو۔ وہ کریم و رحیم ہے۔ اور میں لودھیانہ میں محلہ اقبال گنج میں بر مکان شاہزادہ حیدر ٹھہرا ہوا ہوں۔ والسلام خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ ۱۵ر جولائی ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ آپ کا خط مدت کے بعد آیا۔ برابر آپ کے لئے بتوجہ دعا کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔ تسلی رکھو اور اپنے حالات سے بلا تاخیر اطلاع فرماتے رہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؎

یکم اگست ۱۸۹۰ء۔ از لودھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شاہزادہ حیدر

نوٹ۔ اس کے بعد چودھری صاحب کی تبدیلی محکمہ ریلوے پولیس میں ہوگئی۔ چودھری صاحب اس کے متعلق حضرت اقدس کو لکھتے رہتے تھے۔ اور آپ ہر خط میں ان کو تسلی اور اطمینان دلاتے تھے۔ آخر خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔ اور چودھری صاحب کو حسب مراد کامیابی ہوگئی۔ حقیقت میں یہی وہ نشانات اور خوارق تھے۔ جن کو دیکھ کر سابقون الاولون کی جماعت نے ایمانی ترقی حاصل کی تھی۔ اور کوئی چیز حضرت کی راہ میں ان کے لئے روک نہ تھی۔ وہ سب کچھ قربان کرکے بھی آرزو رکھتے تھے کہ اور ہو تو دے۔ اس لئے کہ بشاشت ایمانی ان میں داخل ہوچکی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی آیات کو کھلا کھلا انہوں نے دیکھ لیا تھا۔

افسوس ہے۔ کہ اگست سے دسمبر ۱۸۹۰ء بلکہ مارچ ۱۸۹۱ء تک کے خطوط نہیں مل سکے۔ میں تلاش میں ہوں۔ اگر مل گئے۔ تو بطور ضمیمہ شائع ہونگے۔ انشاء اللہ العزیز

(عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد

پھر آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ براہ مہربانی جالندھر چھاؤنی سے انگریزی لوہا جو سوداگروں کی دوکان میں بکتا ہے سنے کر ضرور ارسال فرما دیں۔ صرف لوہا کا کافی ہوگا۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۱ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دہلی بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو ۲۹ ستمبر ۱۸۹۱ء

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج یہ عاجز بخیر وعافیت دہلی میں پہنچ گیا ہے۔ ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔ کہ انشاء اللہ القدیر ایک ماہ تک اسی جگہ رہوں۔ کوٹھی نواب لوہارو جو بلیماراں والے بازار میں ہے رہنے کیلئے لے لی ہے۔ آپ ضرور آتی دفعہ ملیں۔ اور میں نہایت تاکید سے آپ کو سفارش کرتا ہوں۔ کہ آپ شیخ عبدالحق کراچی والے کی نوکری کی نسبت ضرور کوشش فرما دیں کہ وہ میرے بہت مخلص ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ اس عاجز کی تیاری کی ابھی کوئی پختہ خبر نہیں۔ ابھی بحث کے لئے تیاری ہو رہی ہے۔ شاید مولوی حکیم نوردین صاحب اور ایک جماعت ۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء تک میرے پاس پہنچ جاوے۔ میں جانے کے

وقت آپ کو اطلاع دوں گا۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از دہلی

نوٹ۔ یہ مباحثہ دہلی کے ایام کی خط و کتابت ہے۔ جبکہ سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کو حضرت اقدس کی طرف سے دعوت دی گئی تھی۔ (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۶)

۱۸ دسمبر ۱۸۹۱ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کارڈ پہنچا۔ مقان گیروں حامد علی کو پہنچ گیا۔ اور آپ کا چوغہ بنات میاں حافظ معین الدین کو دیا گیا۔ جس کو دینے کے لئے آپ نے کہا تھا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ توجہ سے سلطان احمد سے فیصلہ کر لیں۔ تا اس کے موافق عملدرآمد ہو جاوے۔ کیونکہ میرا قیام قادیان میں زیادہ تر التزام سے اسی غرض سے ہے۔ کہ تا یہ انتظام ہو جاوے۔ زیادہ خیریت ہے والسلام ؛ خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ۔ چودھری رستم علی اس وقت لاہور متعین تھے۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب سے بعض امور متعلق اراضیات و باغ کا تصفیہ حضرت چاہتے تھے (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی۔ اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چونکہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں علماء مکذبین کے فیصلہ کے لئے ایک جلسہ ہوگا۔ انشاء اللہ القدیر کثیر احباب اس جلسہ میں حاضر ہوں گے۔ لہذا مکلف ہوں۔ کہ آپ

بھی براہ عنایت ضرور تشریف لاویں۔ آتے ہوئے مہر کے پان ضرور لیتے آویں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط پر از بندہ محمد اسمٰعیل السلام علیکم بھی درج ہے۔ یہ مرزا محمد اسمٰعیل کی طرف سے ہے۔ اس پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ ۲۲ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو ڈاک میں ڈالا گیا ہے۔ اور لاہور کی مہر ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۱ء کی ہے۔ یہ سب سے پہلے جلسہ کی اطلاع ہے۔ اور اب جیسا کہ حضرت اقدس نے اس جلسہ کے اعلان میں ظاہر فرمایا تھا۔ وہی جلسہ برابر انہیں تاریخوں پر ہوتا چلا آ رہا ہے۔ گویا اب تک ۳۷ سالانہ جلسہ ہو چکے ہیں۔ سلسلہ کی ابتدائی تاریخ اور حضرت اقدس کی اس وقت کی مصروفیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ہی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ضرور دو بڑی شطرنجی اور ایک قالین ساتھ لاویں۔ ۲۵ر دسمبر ۱۸۹۱ء تک ضرور آ جاویں والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۱ء

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ خواب نہایت عجیب ہے۔ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ نتیجہ امتحان سے اطلاع بخشیں۔ اور براہ مہربانی میر ناصر نواب صاحب کا اسباب پٹیالہ پہنچا دیں۔ وہ بہت تاکید کرتے ہیں۔ پتہ یہ ہے۔ دفتر نہر میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس۔

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ۹ر جنوری ۱۸۹۲ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی محبی اخویم سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ عاجز قادیان میں آگیا ہے۔ اور ایک رسالہ دافع الشبہات تالیف کرنے کی فکر میں ہے۔ براہ مہربانی وہ کتاب جو آپ نے مولوی غلام حسین صاحب سے لی ہے یعنی تاویل الاحادیث شاہ ولی اللہ صاحب ضرور مجھ کو بھیجدیں۔ ہرگز توقف نہ فرماویں۔ کہ اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۹ر مئی ۱۸۹۲ء

نوٹ:۔ اس خط میں بھی ازجانب محمد اسمٰعیل اور محمد سعید السلام علیکم درج ہے سید محمد سعید دہلوی حضرت میر صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کے عزیزوں میں سے تھے۔ وہ یہاں قادیان آئے اور حضرت نے انہیں مہتمم کتب خانہ بنا دیا تھا۔ پھر انکی شامت اعمال انہیں یہاں سے لے گئی۔ اور گمنامی میں رخصت ہوئے (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا عزیزی

غلام مصطفےٰ کے لئے دعا کی گئی۔ خدا تعالےٰ اس کو کامیاب کرے۔ آمین۔ انشاء اللہ القدیر پھر بھی دعا کروں گا۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماتے رہیں گے۔ نیا رسالہ ابھی طبع ہو کر نہیں آیا۔ باقی سب خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۰ر جولائی ۱۸۹۲ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۲)

محبی مکرمی اخویم منشی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ رخصت لیں۔ تو ضرور مجھ کو بھی ملیں۔ کیونکہ آپ کی ملاقات کو ایک مدت ہو گئی ہے۔ عرب صاحب کے لئے بہت خیال ہے۔ اور نواب محمد علی خاں صاحب کو اشارہ کے طور پر اور نیز تصریح سے میں نے کہا بھی تھا۔ اس سے زیادہ اور کیا کہا جاوے۔ حیدرآباد سے کوئی خط نہیں آیا۔ معلوم نہیں وہ لوگ کس حال میں ہیں۔ آج کل ایسی ہوا چل رہی ہے۔ کہ ہر ایک نئے روز کا خطرہ ہوتا ہے۔ کہ دلوں پر کیا اثر ڈالے۔ جسمانی دبا بھی ہیں۔ اور روحانی بھی۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۵ر جون ۱۸۹۲ء

نوٹ:۔ حامد علی السلام علیکم و سید محمد سعید السلام علیکم" درج ہے۔ (عرفانی)

ملفوف نمبر ۱۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی محبی منشی رستم علی صاحب سلمہ ربہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی دلی ہمدردی اور محبت اور اخلاص فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ کہ کسی قسم کا فرق باقی نہیں رکھا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔

رسالہ آسمانی نشان کے شروع ہونے میں یہ دیر ہے۔ کہ میاں نور احمد مہتمم مطبع کی لڑکی جوان فوت ہو گئی ہے۔ اس غم کے سبب سے چند روز اس کو توقف ہو گئی۔ اب وہ قادیان آکر اوّل قرارداد اجرت باہم کر کے ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر سے اجازت لیں گے۔ کہ قادیان میں مطبع لاویں۔ بعد ازاں مطبع لے آوینگے۔ شاید اس عرصہ میں ہفتہ عشرہ اور دیر لگ جاوے۔ اسمٰعیل کو سمجھا دیا گیا۔ اس کا بھائی لاہور کسی جگہ نوکر ہے۔ وہ کہتا ہے۔ دو تین روز میں وہاں سے الگ ہو کر امرتسر پہنچ جائے گا۔ آپ کی دس تاریخ جولائی تک انتظار رہے گی۔ کتابیں ابھی امرتسر سے آئی نہیں۔ امید کہ چھ سات روز تک آجائیں گی۔ اور شاید آپ کے پہنچنے تک آجائیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۰ جولائی ۱۸۹۲ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبّی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کے چندہ ۲ ماہوار کی حضرت مولوی محمد احسن صاحب کو اطلاع دی گئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو اجر بخشے۔ اور کتاب رسالہ نشان آسمانی کسی قدر امرتسر میں باقی ہے۔ جس وقت کتابیں آتی ہیں روانہ کردوں گا زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ جولائی ۱۸۹۲ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی

تبدیلی سے خوشی ہوئی۔ مبارکباد اور آپ نے جو مبلغ بیس روپیہ عربی رسالہ کے لئے کہا تھا۔ اس وقت عربی رسالہ دو چھپ رہے ہیں۔ ایک کا نام تحفہ بغداد اور دوسرے کا نام کرامات الصادقین ہے۔ اگر آپ اسی وقت میں اگر گنجائش ہو مبلغ عہ روپیہ سیالکوٹ میں بھیجدیں۔ تو بہتر ہو۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۷ اگست ۱۸۹۲ء

نوٹ۔ اس وقت چودھری رستم علی صاحب تھانہ ونٹوہا ضلع لاہور میں ڈپٹی انسپکٹر تھے (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ( ) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ تفکر سے آپ کو نجات بخشے۔ آپ کی انتظار بہت لگی ہوئی ہے۔ کتاب آئینہ کمالات اسلام ۵ جز تک چھپ چکی ہے۔ اگر آپ دو ماہ کا چندہ مولوی سید محمد احسن صاحب کو بلاتوقف بھوپال بھیجدیں۔ تو موجب ثواب ہوگا۔ پتہ بھوپال دار الریاست محلہ چوبدار پورہ۔ آپ کے اس تفکر کے لئے بھی دعا کی گئی ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور عرب صاحب آپ کے انتظار میں قادیان میں ہیں۔

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۲ء

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے برادر زادہ کی خبر وفات سن کر بہت رنج و اندوہ ہوا - اللہ تعالےٰ اس کے تمام عزیزوں کو صبر عطا فرمادے - اور اس مرحوم کو غریق رحمت کرے - اب تاریخ جلسہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء بہت نزدیک آگئی ہے - آپ کا شامل ہونا بہت ضروری ہے ماسوا اس کے انتظام دو تین شطرنجی اور قالین کا اگر ہو سکے - تو ضرور کریں - یہ تو پہلے آجانی چاہئیں - اگر آپ دو روز پہلے ہی تشریف لادیں - تو مناسب ہے - والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۱۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء

(ملفوف نمبر ۱۹۸)

افسوس ہے - کہ یہ خط پھٹ چکا ہے - اس میں سے صرف مندرجہ ذیل حصہ باقی ہے - (عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کا محبت نامہ پہنچا - آپ کی بار بار کی تکلیفات کی . . . .

معلوم ہوتا ہے - کہ یہ بھی جلسہ کے لئے ضروری سامان وغیرہ لانے کے متعلق تاکیدی خط تھا - اور اس میں حضرت نے عذر کیا ہے کہ آپکو بار بار ضروریات سلسلہ کے متعلق تکلیف دی جاتی ہے - اس سے حضرت اقدس کی پاکیزہ سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے - کہ آپ بالطبع اپنے احباب کو کسی قسم کی تکلیف دینا نہ چاہتے تھے - اور اگر خدا تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ مخلوق کی روحانی ترقی اور اخلاقی اصلاح کا یہ ذریعہ قرار نہ دیا ہوتا تو آپ کو بالطبع اس سے نفرت تھی - لیکن سنت اللہ یہی ہے - اور اسی طرح منازل سلوک طے ہو سکتے تھے - چودھری صاحب کی یہ خوش قسمتی تھی - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بے تکلفی سے انہیں نوازتے تھے - اور یہ سعادت قابل رشک ہے - ابتداءً ہر قسم کے جلسوں کی ابتدائی ضروریات کا انصرام چودھری صاحب ہی کے حصہ میں آیا تھا - اور وہ خود بھی ہر موقع کی تلاش میں رہتے تھے - رضی اللہ عنہ (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۱۹۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
عنایت نامہ پہنچا - آپ مطمئن رہیں - آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر یہ عاجز بہت دعا کرے گا - اللہ جلشانہ پہلے اس سے ہر ایک دعا آپ کے لئے قبول فرماتا رہا ہے امید کہ اب بھی قبول فرمائے گا - مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ جلد یا کسی قدر دیر سے - اس کے ہر ایک کام میں خیر اور خوبی ہے - اپنے حالات سے مجھ کو بدستور مطلع فرماتے رہیں -

والسلام ؛ خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ :- تاریخ مٹ گئی ہے (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
ابھی اس وقت آپ کے لئے تضرع اور ابتہال سے دعا کی گئی - بفضلہ تعالےٰ ضائع نہ جائے گی - اور اس کا اثر ہوگا - آپ صبر سے منتظر رہیں - ہرگز ہرگز بے صبری نہ کریں - اپنے کام کو پوری توجہ اور ہشیاری سے کریں - والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۶ر جنوری ۱۸۹۲ء

(ملفوظ نمبر ۲۰۱)

عربی رسالہ کی تالیف کے دو مقصد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مبلغ بیس۲۰ روپے برسید آنمکرم مجھ کو مل گئے۔ جزاکم اللہ خیرا لجزاء۔ رسالہ عربی سیالکوٹ میں چھپ رہا ہے۔ شاید بیس روز تک تیار ہو جائے۔ اس رسالہ کی تالیف کے دو مقصد ہیں۔ اوّل یہ کہ عربوں کے معلومات وسیع کئے جاویں۔ اور اپنے حقائق ومعارف کی ان کو اطلاع دی جائے۔ دوسرے یہ کہ میاں محمد حسین اور ان کے ساتھ دوسرے علماء جو اپنی عربی دانی اور علم دین پر ناز کرتے ہیں۔ ان کا یہ کبر توڑا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ کے ساتھ اسی غرض سے ہزار روپیہ کا اشتہار بھی شامل ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۶ر جولائی ۱۸۹۲ء

(ملفوظ نمبر ۲۰۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کا اس عاجز سے محض للہ دلی تعلق اور محبت ہے۔ اور یہ عاجز آپ کے ہر ایک تردد کے ساتھ متردد ملول اور ہر ایک غم کے ساتھ غمگین ہوتا ہے۔ پھر کیونکر آپ کی دعا میں غفلت ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحم کرے۔ اور آپ کے مدعا کے موافق کام کر دیوے۔ آمین ثم آمین۔ انشاء اللہ القدیر توجہ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔ بلکہ شروع کر دی ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۵ر جولائی ۱۸۹۲ء

(ملفوظ نمبر ۲۰۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ تعجب کہ کس قدر آپ کے پاس کسی نے جھوٹ بولا۔ اور دوسرا تعجب کہ آپ کو بھی حقیقت واقعہ سے اطلاع نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ جب یہ عاجز امرتسر گیا۔ اور جاتے ہی عاجز نے ایک خط رجسٹری کرا کر عبدالحق کو مباہلہ کے لئے بھیجا۔ کہ تم اس وقت مجھ سے مباہلہ کر لو۔ لیکن اس نے بدست منشی محمد یعقوب صاحب ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ اس وقت تم عیسائیوں سے مباحثہ کرتے ہو۔ اس وقت میں مباہلہ مناسب نہیں دیکھتا۔ جس وقت لاہور میں مولوی غلام دستگیر سے بحث ہوگی۔ اس وقت مباہلہ کروں گا۔ لیکن اس کے جواب میں لکھا گیا۔ کہ جو شخص ہم میں سے مباہلہ سے اعراض کرے۔ اور تاریخ مقررہ پر مقام مباہلہ میں حاضر نہ آوے۔ اس پر خدا تعالےٰ کی لعنت ہو۔ چنانچہ وہ اس سخت خط کو دیکھ کر بہرحال مباہلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ اور ایسا ہی ایک محمد حسین بٹالوی کو بھی لکھا گیا تھا۔ مگر تاریخ مقررہ پر عبدالحق مباہلہ پر آگیا۔ اور امرتسر میں جو بیرون دروازہ رام باغ عیدگاہ متصل مسجد ہے۔ اس میں مباہلہ ہوا۔ اور کئی سو آدمی جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض انگریز پادری بھی آئے۔ اور ہماری جماعت کے احباب شاید چالیس کے قریب تھے۔ اور عبدالحق بھی آیا۔ اور بہت سی بد دعائیں دیں۔ لیکن محمد حسین بٹالوی چار و ناچار مباہلہ کے میدان میں آیا۔ مگر مباہلہ نہیں کیا۔ اور سب لوگ معلوم کر گئے کہ وہ گریز کر گیا۔ یہ سچی حقیقت ہے۔ جس کا شاید دس ہزار کے قریب باشندہ امرتسر

عبدالحق غزنوی سے مباہلہ

گواہ ہوگا۔ اب جب تک پہلے مباہلہ کا فیصلہ نہ ہو دوسرا مباہلہ کیونکر ہو۔ علاوہ اس کے اسی مباہلہ کی تاریخ پر میاں محی الدین لکھو کے والے اور ایسا ہی مولوی محمد جبار کو (عبد الجبار مراد ہے۔ عرفانی) کو رجسٹری کرا کر خط بھیجا گیا۔ کہ اس تاریخ پر تم بھی آکر مباہلہ کر لو۔ اگر تاریخ مقررہ پر نہ آئے تو پھر کاذب ٹھیرو گے۔ مگر باوجودیکہ ان کی رسیدیں بھی آگئیں۔ اور کافی مہلت بھی دی گئی۔ لیکن وہ نہ آئے۔ رسیدیں موجود ہیں۔ ایسا ہی لودھیانہ میں بھی رجسٹری شدہ خط بھیجے گئے تھے۔ اور دہلی اور پٹیالہ میں بھی۔

غلام احمد عفی عنہ ۱۹ راگست ۱۸۹۳ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ( ) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اس جگہ سے آپ کے خط کے جواب میں حتی الوسع توقف نہیں ہوتا۔ شاید کسی وجہ سے خط نہ پہنچ سکا ہو۔ دو رسالہ عربی چھپ رہے ہیں۔ اور ایک رسالہ نہایت عمدہ اردو میں چھپا ہے۔ شائد یہ کام ایک ماہ تک ختم ہو۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مجھ کو مطلع فرماتے رہیں گے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء

نوٹ:۔ اس وقت چودھری صاحب کورٹ انسپکٹر ہوکر منٹگمری تبدیل ہو چکے تھے۔ اور محکمہ ریلوے سے دوسری طرف منتقل ہو گئے تھے۔ اب لفافہ پر حضرت اقدس لکھتے تھے:۔

بمقام منٹگمری۔ کچہری صدر۔ بخدمت مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس

(عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مبلغ دس روپیہ مرسلہ آپ کے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ کتابیں ابھی چھپ رہی ہیں۔ جس وقت آئیں گی۔ آپ کی خدمت میں ارسال ہونگی۔ باقی خیریت ہے۔ امید کہ اپنے حالات سے ہمیشہ مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام

نوٹ:۔ اس خط پر آپ نے دستخط نہیں کئے۔ اور تاریخ بھی درج نہیں فرمائی۔ قادیان کی مہر ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۳ء کی ہے (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ پچیس روپیہ مرسلہ آنمکرم پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ رسالہ حمامۃ البشریٰ جو مکہ معظمہ میں بھیجا جاویگا۔ اور تفسیر سورہ فاتحہ چھپ رہے ہیں۔ اب کچھ چھپنا باقی ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۱ نومبر ۱۸۹۳ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ میری طبیعت چند روز سے بعارضہ تپ بیمار ہے۔ اور دردسر اور ضعف بہت ہے

اس لئے میں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ آپ کے دریافت طلب امور کا جواب لکھ سکتا ہوں۔ اور کسی اور وقت پر چھوڑتا ہوں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۷ ر نومبر ۱۸۹۳ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۲۸ ر نومبر ۱۸۹۳ء

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں اس وقت فیروز پور چھاؤنی میں ہوں۔ اتوار کو واپس قادیان جاؤں گا۔ آپ اپنے حالات خیرت سے بواپسی ڈاک مجھ کو اطلاع دیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو کلی صحت بخشے۔ آمین ثم آمین ؛

خاکسار غلام احمد از فیروز پور چھاؤنی

نوٹ:۔ اس کارڈ پر مندرجہ ذیل السلام علیکم بھی لکھے ہوئے ہیں۔ "از عاجز سید محمد سعید السلام علیکم ونیز غلام محمد کاتب۔ حامد علی السلام علیکم" (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں کل ایک ماہ کے قریب سفر میں رہ کر آیا ہوں۔ امید کہ اپنی طبیعت کے حالات سے اطلاع بخشیں۔ والسلام ؛ خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۵ ر دسمبر ۱۸۹۳ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۱۰)

السلام علیکم۔ اوّل بشیر و محمود کی والدہ بغرض ملاقات اپنے والد ماجد کے

فیروز پور گئے۔ پھر سنا کہ بشیر بہت بیمار ہو گیا۔ اس لئے ہم فیروز پور گئے۔ اور وہاں پچیس روز کے قریب رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضامندی اور اپنے نبی کریمؐ کی اتباع میں خورم و خورسند رکھے۔ والسلام ؛

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۶ ر دسمبر ۱۸۹۳ء

نوٹ: یہ خط حضرت اقدس کے ارشاد سے حضرت حکیم الامۃ نے لکھا ہے۔ اور حضرت کے دستخط بھی خود انہوں نے ہی کئے ہیں۔ اس وقت گویا حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ حضرت کی ڈاک بھی لکھا کرتے تھے۔ اور یہ پہلا خط ہے۔ جس پر مرزا کا لفظ بھی لکھا گیا ہے۔ (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جو کوٹ کپڑا بنوانے کے لئے لکھا تھا۔ میرے خیال میں سب سے بہتر یہ ہے۔ کہ آپ ایک لحاف مہمانوں کی نیت سے بنوا دیں۔ کہ مہمانوں کے لئے اکثر لحافوں کی ضرورت ہوتی ہے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ نہیں۔ مگر قادیان کی مہر ۲۲ ر دسمبر ۱۸۹۳ء کی ہے۔ دوسری بات اس خط میں یہ ہے۔ کہ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پورا نہیں لکھا۔ بلکہ صرف بس لکھ دیا ہے۔ تیسری بات یہ خط آپ کے ایثار اور اکرام ضیف کے حسنات کو آپ کی سیرت میں دکھاتا ہے۔ چودھری رستم علی صاحب آپ کے لئے ایک کوٹ تیار کرانا چاہتے ہیں۔ مگر آپ اپنے نفس اور آرام کو ترک کر کے انہیں مہمانوں کے لئے

باقی ابھی تک کوئی تازہ خبر نہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ۲ر اگست ۱۸۹۴ء

بہ روضن آپ کے چندہ میں جو آپ آئندہ دینگے۔ محسوب ہو جائے گا۔

(ملفوف نمبر ۲۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ، عنایت نامہ معہ کارڈ پہنچا۔ اب تو صرف چند روز پیشگوئی میں رہ گئے ہیں۔ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچا دے۔ شخص معلوم فیروز پور میں ہے۔ اور تندرست اور فربہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلا سے بچا دے۔ آمین ثم آمین۔ باقی خیریت ہے۔ مولوی صاحب کو بھی لکھیں۔ کہ اس دعا میں شریک رہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان۔ ۲۲ر اگست ۱۸۹۴ء

نوٹ: یہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس کا ایمان خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور استغناء ذاتی پر قابل رشک ہے۔ آپ کو مخلوق کے ابتلاء کا خیال ہے (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ، آتھم کی نسبت جو فیصلہ الٰہی ہے۔ حقیقت میں فتح اسلام ہے۔ جب انتہا پہنچے گا۔ تو آپ معلوم کرینگے کہ کیا حقیقت ہے۔ مگر آپ کی استقامت اور استقلال پر نہایت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر بخشے۔ انشاء اللہ تجدید بیعت کا آپ کو دوہرا ثواب ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ اگر بخشیگا

اور آپ پر خاص فضل کرے گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء

(ملفوف نمبر ۲۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ خط آپ کا جو بنام صاحبزادہ سراج الحق صاحب تھا پہنچا۔ جس کے دیکھنے پر بہت ہی تعجب ہوتا ہے۔ کہ آپ ایسی خوشی کے موقع پر کیوں اس قدر اظہار اور ملال اور حزن کر رہے ہیں۔ اور نہ یہ افسوس صرف مجھ کو ہے۔ بلکہ جس قدر ہماری جماعت کے احباب اس جگہ موجود ہیں۔ وہ سب افسوس کرتے ہیں۔ اگر آپ کو حقیقت حال معلوم ہو۔ تو آپ کا ایسا غم خوشی کے ساتھ تبدیل ہو جائے۔ آپ ضرور دو چار روز کے لئے رخصت لے کر تشریف لاویں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء

نوٹ:۔ یہ مکتوب حضرت نے مخدومی حضرت سید حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے اشتہار بہ عنوان "این مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیاں۔ کہ بہر دور مسیحا نفسے آید" پر ہی لکھدیا ہے۔ یہ اشتہار حضرت شاہ صاحب نے سعد اللہ لودھانوی کے جواب میں شائع کیا تھا (عرفانی)۔

(مکتوب نمبر ۲۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا

محبت نامہ پہنچا۔ آتھم کی نسبت جو خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ اس کی آپ کو کچھ بھی خبر نہیں۔ میں نے پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے۔ تین چار دن تک آپ کی خدمت میں پہنچے گا۔ اس وقت بجائے غم کے آپ کے دل میں خوشی پیدا ہو جائیگی۔ کہ اسلام کی فتح ہوئی۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد ۸ ستمبر ۱۸۹۴ء میاں نور احمد صاحب کو السلام علیکم

(ملفوف نمبر ۲۲۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے تردد کا حال معلوم ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنی طرف سے اطمینان بخشے آمین۔ رسالہ انوار الاسلام تین دن تک یا چار دن تک چھپ کر آ جائیگا امید کہ وہ آپ کے اطمینان کا موجب ہو۔ تاہم بہتر ہے۔ کہ آپ ایک ہفتہ کی رخصت لیکر ضرور ہمارے پاس آ جائیں۔ میں بباعث کثرت مہمانان پہلے اس سے خط نہیں لکھ سکا۔ بخدمت اخویم میاں نور احمد صاحب السلام علیکم۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۶ ستمبر ۱۸۹۴ء

(ملفوف نمبر ۲۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ۲۵ عـــہ مرسلہ آں محب مجھ کو ملے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ امید کہ اشتہار چار ہزار روپیہ پہنچ گیا ہوگا۔ میری صلاح ہے۔ کہ کل اشتہار دونو پیشگوئیوں کے متعلق

رسالہ انوار الاسلام کے ساتھ شامل کر کے اپنے مخلص دوستوں کے نام بھیج جاویں اور وہ ایک جلد میں ان کو مجلد کرالیں والسلام ؛

خاکسار غلام احمد ۲ نومبر ۱۸۹۴ء

محبی اخویم میاں نور احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا پہلا خط مجھے معلوم نہیں کہ کب پہنچا۔ شاید سہو سے نظر انداز ہو گیا۔ اگر کوئی خاص مطلب ہے۔ تو اس سے اطلاع بخشیں۔ تا اس کا جواب لکھا جاوے۔ اسوقت وقت تنگ ہے۔ اس لئے زیادہ نہیں لکھا گیا۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد ۲ نومبر ۱۸۹۴ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ بہت خوب ہے۔ کہ آپ انوار الاسلام معہ جملہ اشتہارات کے مجلد کرالیں۔ اگر ایسا ہی ہر ایک صاحب کریں۔ تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ امید کہ انوار الاسلام آپ کی خدمت میں پہنچ گئی ہوگی۔ باقی خیریت ہے۔ خاکسار

نوٹ:۔ اس مکتوب پر خاکسار لکھکر آگے اپنا نام حضرت نہیں لکھ سکے۔ اور نہ تاریخ درج کی ہے۔ مگر مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۸ نومبر ۱۸۹۴ء کو قادیان سے پوسٹ کیا گیا ہے۔ (عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۲۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
اللہ تعالےٰ آپ کے مقاصد کو پورا کرے۔ اگر طبیعت ایسی ہی علیل رہتی ہے تو کچھ مضائقہ
نہیں۔ کہ آپ اپنے آرام کے لئے کوشش کریں۔ جو منافی احکام شرع نہ ہو۔ مگر اللہ
تعالےٰ پر توکل رکھیں۔ اگر معمولی طور پر سارٹیفکٹ مل جائے۔ تو بہتر ہے۔ زیادہ
خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۲ر نومبر ۱۸۹۲ء

(ملفوف نمبر ۲۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالےٰ آپ کو اپنی مرادات میں کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔
نہایت خوشی ہوگی۔ اگر آپ کورٹ انسپکٹری پر گورداسپور تشریف لے آویں۔ جلسہ ۲۷ر
دسمبر ۱۸۹۳ء نزدیک آگیا۔ امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ ضرور اس موقع پر خدا تعالیٰ کے
فضل و کرم سے تشریف لاوینگے۔ اس جلسہ احباب میں آپ کا آنا نہایت ضروری ہے
ابھی سے اس کا بندوبست کر رکھیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۳ر دسمبر ۱۸۹۲ء

(ملفوف نمبر ۲۲۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبلغ
۔۔۔ مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گئے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ چونکہ اب عنقریب تعطیلیں آنیوالی

ہیں۔ مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ آپ کو فرصت ملیگی یا نہیں۔ بہت خوشی ہوگی۔ اگر آپ کو
تعطیلوں میں اس جگہ آنے کا موقع ملے۔ خدا تعالےٰ آپ کو ترددات سے نجات
بخشے۔ اور اپنی محبت میں ترقی عطا فرماوے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء

(ملفوف نمبر ۲۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب معہ چند دیگر مہمانان تشریف لے
آئے ہیں۔ امید کہ آپ بھی ضرور جلد تشریف لے آویں۔ اور آتے وقت کسی سے
بطور عاریت دو قالین اور دو شطرنجی لے آویں۔ کہ نہایت ضرورت ہے۔ اور ہم
کے پاس لے آویں۔ قالین اور شطرنجی والے سے کہدیں۔ کہ صرف تین چار روز
تک ان چیزوں کی ضرورت ہوگی۔ اور پھر ساتھ واپس لے آوینگے۔ زیادہ خیریت
ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۹ر دسمبر ۱۸۹۲ء

(ملفوف نمبر ۲۲۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (٭) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ میری دانست میں بہ تواتر نماز استخارہ کے تبدیلی کیلئے
پوری کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ میں سنتا ہوں۔ کہ گورداسپورہ میں کام بہت ہے۔

اور طرح طرح کے پیچیدہ مقدمات ہوتے ہیں۔ اس صورت میں تعجب نہیں کہ کوئی دقت پیش آوے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک آفت سے محفوظ رکھے۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۶ رجنوری ۱۸۹۵ء

(ملفوف نمبر ۲۲۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible] اس وقت باعث تکلیف دہی یہ ہے۔ کہ مہمانوں کی آمد و رفت زیادہ ہے۔ اور اس وقت روغن زرد کا اس جگہ اس قدر قحط ہے۔ کہ بازار میں کہیں روغن نہ اچھا نہ بُرا دستیاب نہیں ہوا۔ اور آج لاچار سرسوں کا تیل ہنڈیا میں ڈال دیا گیا۔ آپ ہمیشہ عنہ ماہوار چندہ ارسال کرتے ہیں۔ بہتر ہوگا۔ کہ آپ اس ماہ کی بابت بیس عنہ روپیہ کا عمدہ روغن زرد خرید کر کے ارسال فرماویں۔ مگر ریل میں روانہ کرکے بلٹی اس کی بھیج دیں تا جلدی پہنچ جاوے۔ اور تبدیلی کے بارہ میں اوّل استخارہ کرنا چاہیئے۔ گورداسپور میں اکثر حاسد اور شریر طبع لوگ ہیں۔

خاکسار غلام احمد۔ ۹ رجنوری ۱۸۹۵ء

نوٹ:۔ تبدیلی کے متعلق چودہری رستم علی صاحب اپنے اخلاص اور محبت کے اقتضا سے چاہتے تھے۔ کہ گورداسپور آجاویں۔ اور حضرت اقدس بھی قرب کو پسند فرماتے تھے۔ مگر لوگوں کی سازشوں اور شرارتوں کو مدنظر رکھ کر آپ جلد بازی کا مشورہ نہیں دیتے تھے۔ بلکہ ہر ایک کام کے لئے استخارہ کی ہدایت دیتے ہیں۔ اس سے آپ کا توکل علی اللہ ظاہر ہے۔ اور آپ کبھی پسند نہ کرتے۔ کہ کوئی کام اپنی

ذاتی خواہش اور خیال سے کریں۔ بلکہ ہر امر کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسی کے سپرد کرنا انسب قرار دیتے۔ (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۳۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل روغن کے لئے آدمی بھیجدیا گیا ہے۔ شاید آج یا کل آجاوے۔ جزاک اللہ خیراً۔ رات تہجد میں آپ کے لئے دعا کی تھی۔ اور کوئی خواب بھی دیکھی تھی۔ جو یاد نہیں رہی۔ خدا تعالیٰ جو کچھ کرے گا۔ بہتر کرے گا۔ انشاء اللہ پھر بھی توجہ سے دعا کروں گا۔ آپ سلسلہ ظاہر کے محرک رہیں۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲ رفروری ۱۸۹۵ء

(ملفوف نمبر ۲۳۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ اور روغن زرد اس سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ جزاکم اللہ خیرا آپ کے لئے جناب الٰہی میں کئی دفعہ اخلاص اور توجہ سے دعا کی گئی۔ اب انشاء اللہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بہتر جانتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپکے ہم وغم کو دور کرے۔ آمین ؛

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ
۱۶ رفروری ۱۸۹۵ء

(ملفوف نمبر ۲۳۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔
آپ کا محبت نامہ پہنچا ۔ میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے ۔ کہ اگر گورداسپور کی تبدیلی آپ کے لئے بہتر ہو ۔ اور اس میں کوئی شر نہ ہو ۔ تو خدا تعالےٰ میسر کرے ۔ یقین ہے کہ خدا تعالےٰ جو آپ کے لئے بہتر ہے وہی کرے گا ۔ اور منشی امام الدین مصنف کو میرے نزدیک کچھ ذرہ علم نہیں ۔ سمجھ پر شیطانی پردہ ہے ۔ اس کے ساتھ بحث وقت ضائع کرنا ہے ۔ لیکن بہرحال اگر آپ اس کی تحریریں بھیجدیں ۔ تو شائد کسی موقعہ پر ان کا رد کیا جائے گا ۔ مگر وہ اپنی سخت ناسمجھی سے ناپاک غلطیوں میں گرفتار ہے ۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد ۷/ مارچ ۱۸۹۵ء

نوٹ :۔ جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ آیا ہوں ۔ چودھری صاحب گورداسپورہ کی تبدیلی کے لئے کوشاں تھے ۔ اور حضرت اقدس ان کے لئے یہ دعا فرماتے تھے ۔ کہ جو ان کے لئے بہتر ہو وہ میسر آوے ۔ اور یہ بصیرت افزا یقین حضرت اقدس کا تھا ۔ کہ جو کچھ ہوگا بہتر ہوگا ۔ یہ دعا چودھری صاحب کے حق میں گورداسپور ہی کی تبدیلی کی صورت میں قبول ہوئی ۔ اور وہ یہاں نہایت عزت واحترام سے رہے ۔ اور انہیں سلسلہ کی خدمت کا قریب سے موقع ملتا رہا ۔

امام الدین مصنف جس کا اس مکتوب میں ذکر ہے ۔ یہ شخص اپنے آپ کو فاتح الکتب المبین کہتا تھا ۔ اور اس کا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن مجید کو بائبل کے ساتھ ایک جلد میں رکھنا چاہیئے ۔ اور بھی بعض عجیب وغریب عقائد وہ رکھتا تھا ۔

(عرفانی)

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۳۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۲/ اپریل ۱۸۹۵ء

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔
گورداسپور آنے سے بہت خوشی ہوئی ۔ امید کہ اب وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہیگی ۔ اطلاع بخشیں ۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور میں ہیں یا نہیں ۔ اور اگر نہیں تو کب تک آئیں گے ۔ کیونکہ ایک اخبار جاری کرنے کے لئے منظوری حاصل کرنی ہے ۔

والسلام ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(ملفوف نمبر ۲۳۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔
چونکہ اخراجات پریس وغیرہ اس قدر ہیں ۔ کہ جس قدر معمولی آمدنی ہوتی ہے ۔ اس کے لئے کافی نہیں ۔ اس لئے بعض دوستوں کو تکلیف دینا اس کارروائی کے لئے ضروری سمجھا گیا ۔ آن مکرم اس کارخانہ کے لئے بیس ۲۰ روپیہ ماہواری چندہ دیتے ہیں ۔ سو اگر بندوبست ہو سکے ۔ اور فوق الطاقت تکلیف نہ ہو ۔ تو اڑھائی مہینہ کا چندہ ۵۰ بھیجدیں ۔ جب تک یہ اڑھائی مہینہ گذر جائیں یہ چندہ محسوب ہوتا رہے گا ۔ اس طور سے ایسے ضروری وقت میں مدد پہنچ جائیگی ۔ ورنہ پریسوں کے توقف میں خدا جانے کس وقت کتابیں نکلیں ۔ کیونکہ تاخیر میں بہرحال آفات ہیں ۔ رسالہ نور القرآن ۳ چھپ رہا ہے ۔ اور ست بچن اور آریہ دھرم بعض بیرونی شہادتوں کے انتظار میں معرض تعویق میں ہے ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۷/ اکتوبر ۱۸۹۵ء

(ملفوف نمبر ۲۳۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ پچاس ۵۰ روپیہ مرسلہ آپ کے معہ شیشی عطر کے مجھ کو پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ تینوں رسالے چھپ رہے ہیں۔ آپ کا ڈاک کا خط مجھ کو پہنچ گیا تھا۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۵ نومبر ۱۸۹۵ء

(ملفوف نمبر ۲۳۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن کریم کی وحی اور دیگر انبیاء کی وحی میں ایک امتیاز

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، عنایت نامہ پہنچا۔ بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی وحی کئی قسم کی ہوتی ہے اور وحی میں ضروری نہیں ہوتا۔ کہ الفاظ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ بلکہ بعض وحیوں میں صرف نبی کے دل میں معانی ڈالے جاتے ہیں۔ اور الفاظ نبی کے ہوتے ہیں۔ اور تمام پہلی وحییں اسی طور کی ہوئی ہیں۔ مگر قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ پہلی وحیوں کے معانی بھی معجزہ کے حکم میں تھے۔ مگر قرآن شریف معانی اور الفاظ دونوں کے رُو سے معجزہ ہے۔ اور توریت میں یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ وہ دونو کے رُو سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ تفصیل اسکی انشاء اللہ القدیر بروقت ملاقات سمجھاؤں گا۔ نقل خط امام الدین بھیجدیں۔ وہ نیم مرتد کی طرح ہی۔ خاکسار غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں۔ اور افسوس ہے کہ لفافہ محفوظ نہیں۔ مگر سلسلہ مکتوبات ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ نومبر ۱۸۹۵ء کا مکتوب ہے۔ (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۳۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نصیحت ضروری

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، افسوس کہ مجھ کو سوائے دو متواتر خط کے اور کوئی خط نہیں پہنچا۔ چونکہ دنیا سخت ناپایدار اور اس چندروزہ زندگی پر کچھ بھی بھروسہ نہیں۔ مناسب کہ آپ التزام توبہ اور استغفار میں بہت مشغول رہیں۔ اور تدبّر سے تلاوت قرآن کریم کریں۔ اور نماز تہجد کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے۔ آمین ؎

اشتہار "چار ہزار" چھپ گیا ہے۔ امید کہ آپ کو پہنچ گیا ہوگا۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۔ میاں نور احمد صاحب کو السلام علیکم۔

(ملفوف نمبر ۲۳۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

ضروری کام یہ ہے۔ کہ جو (باوا) نانک (صاحب) نے کمالیہ ضلع ملتان میں چلہ کھینچا تھا۔ اس کے بارے میں منشی داراب صاحب سے دریافت ہو۔ کہ کس بزرگ کی مزار پر چلہ کھینچا تھا۔ اور وہ مزار کمالیہ گاؤں کے اندر ہے یا باہر ہے۔ اور اس بزرگ کا نام کیا ہے۔ اور کس سلسلہ میں وہ بزرگ داخل تھے۔ اور کتنے برس ان کو فوت ہوئے

گذر گئے ۔

دوسرے یہ کہ کمالیہ میں کوئی مقام چلہ نانک کا بنا ہوا موجود ہے یا نہیں ۔ اور اس مقام کا نقشہ کیا ہے ۔ اور اس مقام کے پاس کوئی مسجد بھی ہے یا نہیں ۔ اور وہ مقام رو بقبلہ ہے یا نہیں؟

تیسرے یہ کہ اگر منشی دارب صاحب کو کسی قسم کے (باوا) نانک (صاحب) کے سفر یاد ہوں ۔ جو گرنتھ میں موجود ہوں ۔ جو ہمارے مفید ہوں ۔ اور ان کا حوالہ یاد ہو ۔ تو وہ بھی لکھدیں ۔

چوتھے یہ کہ کیا یہ ثابت ہو سکتا ہے ۔ کہ (باوا) نانک (صاحب) کسی مسلمان بزرگ کا مرید ہوا تھا ۔

اور آپ کی خدمت میں ایک نوٹس بھیجا جاتا ہے ۔ اس کے متعلق جہاں تک ممکن ہو دستخط کرا کر بھیجدیں ۔ اور ایسے دستخط بھی بھیجدیں ۔ اور جو گورنمنٹ کی طرف درخواست جائیگی ۔ اس پر دستخط کرائے جاویں ۔

پیچھے سے نقل درخواست اور نقشہ گواہوں کے لئے بھیج دوں گا ۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

نوٹ :۔ اس خط پر بھی تاریخ درج نہیں ۔ اور لفافہ محفوظ نہیں یہ سنہ ۱۸۹۵ء کا مکتوب ہے ۔ جب کہ ست بچن زیر تالیف تھا ۔ (عرفانی)

(ملفوظ نمبر ۲۳۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

رسالہ عربی طبع ہو رہا ہے ۔ اور جو آپ نے اس کی مدد کے لئے ارادہ فرمایا ہے

خدا تعالےٰ آپ کو جزائے خیر بخشے ۔ لیکن چونکہ مطبع کے لئے اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے ۔ یعنی کاغذ وغیرہ کے لئے سو بہتر ہے ۔ کہ وہ بیس روپیہ جو آپ نے وعدہ فرمایا ہے وہ مطبع سیالکوٹ میں یعنی پنجاب پریس سیالکوٹ میں بنام منشی غلام قادر صاحب فصیح مالک مطبع ارسال فرماویں ۔ تا اس کام میں لگ جاوے ۔ کتابیں تو اکثر مفت تقسیم ہونگی ۔ مگر خرچ کی اب ضرورت ہے ۔ اور روپیہ میرے پاس نہیں بھیجنا چاہیئے ۔ فصیح صاحب کے پاس جانا چاہیئے ۔ اور اس میں لکھدیں ۔ میرے نزدیک اس قدر لمبی رخصت ابھی لینی قابل مشورہ ہے ۔

نوٹ :۔ یہ مکتوب اسی قدر ہے ۔ حضرت اقدس اپنا نام تاریخ وغیرہ کچھ نہیں لکھ سکے ۔ یہ کمال استغراق کا نتیجہ ہے ۔ (عرفانی)

(ملفوظ نمبر ۲۴۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا محبت نامہ پہنچا ۔ امید کہ میرا کارڈ بھی پہنچا ہوگا ۔ تینوں رسالے سیالکوٹ میں چھپ رہے ہیں ۔ درمیان میں بباعث بیماری پریس مین کے توقف ہو گئی ہے ۔ لیکن اب برابر کام ہوتا ہے ۔ امید کہ انشاء اللہ القدیر جلد چھپ جائینگے ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب گجرات نے ان رسائل کی امداد کے لئے ایک سو روپیہ سیالکوٹ میں بھیجا ہے وہ بمبئی گئے ہیں ۔ وہیں انشاء اللہ دوبارہ تقسیم کے بلاد عرب میں بندوبست کرینگے باقی خیریت ہے ۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان

ضلع گورداسپور

(ملفوظ نمبر ۲۴۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کو بار بار تکلیف دیتے شرم آتی ہے۔ تمام جماعت میں ایک آپ ہی ہیں جو اپنی محنت اور کوشش کی تنخواہ کا ایک ربع ہمارے سلسلہ کی امداد میں خرچ کرتے ہیں۔ آپ کو اس صدق وثبات کا خدا تعالےٰ بدلہ دیوے۔ آمین

اس وقت ایک شدید ضرورت کے لئے چند دوستوں کو لکھا گیا ہے اور اسی ضرورت کے لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں۔ کہ اگر آپ مبلغ بیس روپیہ بطور پیشگی اپنے چندہ میں سے بھیج دیں۔ تو پھر جب تک کل حساب پیشگی چندہ ملے نہ ہووے۔ آئندہ کچھ نہ بھیجیں۔ یہ روپیہ جہاں تک جلد ممکن ہو روانہ فرماویں جزاکم اللہ خیرا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد یکم مئی ۱۸۹۶ء

آپ نے پہلے للعہ پیشگی چندہ روانہ کیا تھا۔ اور اب عــہ آپ سے طلب کیا گیا ہے۔ پس جب تک یہ ساٹھ روپیہ چندہ کے ایام ختم نہیں ہونگے۔ تب تک آپ سے طلب نہ کیا جائے گا۔ والسلام ٭

(ملفوظ نمبر ۲۴۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی۔ کہ بیس روز سے نکاح ہوگیا ہے۔ قادیان میں اس

خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہذا مکلف ہوں۔ کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کرکے تحریر فرماویں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہوا۔ تو کیا وجہ ہے؟ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں۔ اور نیز سلطان احمد کے معاملہ میں ارقام فرماویں۔ کہ اس نے کیا جواب دیا ہے؟ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء

(ملفوظ نمبر ۲۴۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج آنمکرم کا کارڈ پہنچا مجھے تعجب ہے۔ کہ بیس روپیہ کی رسید کے بارے میں میں نے ایک کارڈ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو وہ کارڈ اسی سے گم ہوگیا۔ جس کو ڈاک میں ڈالنے کے لئے دیا گیا تھا۔ اور یا ڈاک میں گم ہوگیا۔ خدا تعالےٰ نے دعا کا کچھ تو اثر ظاہر کیا۔ کہ اس انگریز نے آپ کے گھوڑے کے بارے میں کچھ سوال نہیں کیا۔ اور پھر اس کے فضل پر امید رکھنی چاہیئے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد ۱۲ مئی ۱۸۹۸ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۴۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

انشاء اللہ میں آپ کے صبر کے لئے کئی دفعہ دعا کروں گا۔ خدا تعالےٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس لڑکے کو جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ کسی تعطیل میں اپنے ساتھ لے آویں۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۵ فروری ۱۸۹۶ء

(ملفوف نمبر ۲۴۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

(رضا بالقضا) عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ وفات پسر مرحوم کی خدا تعالےٰ کا فعل ہے اور صبر پر وہ اجر ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس لئے آپ جہاں تک ممکن ہو۔ اس غم کو غلط کریں۔ خدا تعالےٰ نعم البدل اجر عطا کر دیگا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ خدا تعالےٰ کے خزانوں میں بیٹوں کی کمی نہیں۔ غم کو انتہا تک پہنچانا اسلام کے خلاف ہے ؎

(تعدد ازدواج اور تقویٰ) میری نصیحت محض للہ ہے۔ جس میں سراسر آپ کی بھلائی ہے۔ اگر آپ کو اولاد اور لڑکوں کی خواہش ہے۔ تو آپ کے لئے اس کا دروازہ بند نہیں۔ علاوہ اس کے شریعت اسلام کے رُو سے دوسری شادی بھی سنّت ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے۔ کہ آپ ایک دوسری شادی بھی کر لیں۔ جو باکرہ ہو اور حسن ظاہری اور پوری تندرستی رکھتی ہو۔ اور نیک خاندان سے ہو۔ اس سے آپ کی جان کو بہت آرام ملیگا۔ انسان کی تقویٰ تعدد ازدواج کو چاہتی ہے۔ اچھی بیوی جو نیک اور موافق اور خوبصورت ہو تمام غموں کو فراموش کر دیتی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اچھی بیوی بہشت کی نعمت ہے۔ اسکی تلاش ضرور

ضرور رکھیں۔ آپ ابھی نوجوان ہیں۔ خدا تعالےٰ اولاد بہت دیدیگا۔ اس کے فضل پر قوی امید رکھیں۔ والسلام ؎

خاکسار غلام احمد ۷ جون ۱۸۹۰ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۴۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی صاحب کوٹلہ مالیر کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ نواب صاحب نے چھ ماہ کے لئے مولوی صاحب کو بلایا ہے۔ مگر شائد مولوی صاحب ایک ماہ یا دو ماہ تک رہیں۔ یا کچھ زیادہ رہیں۔ حامد علی نے پختہ عزم کر لیا ہے۔ اب وہ شائد باز نہیں آئے گا۔ جب تک آخیر نہ دیکھ لے۔ دراصل دنیا طلبی ایک بلا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اپنے غم کو موت کے برابر دیکھ رہا ہوں۔ کاش یہ غم لوگوں کو ایمان کا ہو۔ والسلام ؎ خاکسار غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ کوئی نہیں۔ مگر قادیان کی مہر ۳ جولائی ۱۸۹۶ء کی ہے۔ چودھری صاحب ان ایام میں گورداسپور رہتے تھے۔ حافظ حامد علی مرحوم نے اس وقت افریقہ جانے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اپنی بعض خانگی ضرورتوں اور مشکلات کی وجہ سے بہت تکلیف میں تھے۔ حضرت اقدس کا یہ منشا نہ تھا۔ لیکن حافظ صاحب کا اصرار دیکھ کر آپ نے اجازت دیدی تھی۔ گو بالطبع آپ کو پسند نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حافظ صاحب وہاں سے ناکام واپس آگئے۔ اور پھر کہیں جانے کا نام نہ لیا۔ (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۴۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (*) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

صاحبزادہ ظہور الحسن از شرارت ہائے برادر عم زادہ خود ظہور الحسین نابینا بسیار مظلوم است۔ مناسب کہ حتی الوسع بر حال اوشان نظر ہمدردی کردہ در مواسات اوشان دریغ نفرمایند۔ کہ ایں ہمدردی از قبیل اعانت مظلوماں است۔ و مبلغ چہل روپیہ رسید و انجام آتھم فرستادہ شود۔ والسلام ٭ خاکسار غلام احمد

(ملفوف نمبر ۲۴۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس وقت میں نے تاکیداً میاں منظور محمد صاحب کو کہدیا ہے۔ کہ ایک نقل اس خط کی جو امیر کابل کی طرف لکھا گیا ہے۔ آپ کی طرف بھیجدیں۔ امید کہ کل یا پرسوں تک وہ نقل آپ کی خدمت میں پہنچ جائیگی۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ جون ۱۸۹۶ء

اور میں انشاء اللہ القدیر اب دلی توجہ سے آپ کی اولاد کے لئے دعا کرونگا تسلی رکھیں۔ میں ارادہ رکھتا ہوں۔ اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ اور کثرت مصارف نہ ہو۔ مع عیال کے دو تین ماہ تک ڈلہوزی میں چلا جاؤں۔ کیا آپ کا کوئی ایسا شخص وہاں دوست ہے۔ جو اس کی معرفت مکان کا بندوبست ہو سکے۔ مع عیال کس سواری پر جا سکتے ہیں۔ اور کرایہ کیا خرچ آئے گا۔ تحریر فرماویں ٭ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(ملفوف نمبر ۲۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط پہنچا۔ پڑھ کر چاک کر دیا گیا۔ ڈلہوزی جانے کی تجویز ہنوز ملتوی ہے۔ کیونکہ میرا چھوٹا لڑکا زحیر کی بیماری سے سخت بیمار ہو گیا۔ کئی دن تو خطرناک حالت میں رہا اب ذرا سا افاقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہنوز قابل اعتبار نہیں۔ اس حالت میں کسی طرح یہ سفر نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا چاہتا تو یہ عوارض اور موانع پیش نہ آتے۔ ان میں کچھ حکمت ہوگی۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ جون ۱۸۹۶ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۵۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (*) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس جگہ بفضلہ تعالےٰ خیریت ہے۔ دوسرے رسالہ نور القرآن کی تیاری ہے۔ اور منن الرحمٰن چھپ رہی ہے۔ آپ کی ملاقات پر مدت گذر گئی ہے۔ ضرور دو چار روز کی تعطیل پر ملاقات کے لئے تشریف لاویں۔ والسلام ٭

خاکسار غلام احمد ۱۷ اگست ۱۸۹۵ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
اب عورت کی بالفعل ضرورت نہیں ۔ اور میاں غلام محی الدین کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی گئی تھی ۔ خدا تعالےٰ اس کو اس سخت مشکل سے مخلصی عنایت فرما دے آمین ثم آمین ۔ اور آتھم کی نسبت اب جلد اشتہار نکلنے والا ہے ۔ نکلنے کے بعد ارسالِ خدمت ہوگا ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۸؍ اگست ۱۸۹۶ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۵۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
عنایت نامہ پہنچا ۔ بابو غلام محی الدین کے لئے دعا کی گئی ۔ اگر یاد دلاتے رہینگے تو کئی مرتبہ دعا کی جائیگی ۔ اور برص کا نسخہ مجھ کو زبانی یاد نہیں ۔ اور نہ کوئی نسخہ مجرب ہے ۔ یوں تو قرابادین میں بہت سے نسخے لکھے ہوئے ہیں ۔ مگر میرا تجربہ نہیں ۔ اگر کوئی عمدہ نسخہ ملا ۔ تو انشاء اللہ لکھ کر بھیج دوں گا ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد ۳؍ ستمبر ۱۸۹۶ء

(ملفوف نمبر ۲۵۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
میری طبیعت علیل رہی ہے ۔ اور اب بھی علیل ہے ۔ اس لئے زیادہ تحریر کی طاقت نہیں ۔ میں نے اس مہمان خانہ کے لئے ضرورت اشد کی وجہ سے ایک کنواں

لگوانا شروع کیا تھا ۔ چند دوستوں کو چندہ کے لئے تکلیف بھی دی گئی ۔ مگر وہ چندہ ناکافی رہا ۔ اب کنوئیں کا کام شروع ہے ۔ مگر روپیہ کی صورت ندارد پاتا ہوں ۔ اگر آپ دو ماہ کا چندہ چالیس روپیہ بھیجدیں ۔ تو شائد اس سے کچھ مدد مل سکے ۔ ابھی کام بہت ہے ۔ بلکہ عمارت بھی شروع نہیں ہوئی ۔ بوجہ ضعف کے زیادہ لکھ نہیں سکتا ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۷؍ ستمبر ۱۸۹۶ء

(ملفوف نمبر ۲۵۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کی خدمات متواترہ سے مجھے شرمندگی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر بخشے اس وقت بباعث قحط اور کثرت مہمانوں کے ضرورتیں ہیں ۔ اخراجات کا کچھ ٹھکانا نہیں اب آٹے کی قیمت کے لئے ضرورت ہے ۔ اس لئے مکلّف ہوں کہ اگر ممکن ہو سکے ۔ تو پھر آپ مبلغ چالیس بطور پیشگی بھیجدیں ۔ کہ بہت ضرورت درپیش ہے ۔ اور مجھ کو اطلاع دیں ۔ کہ یہ روپیہ کس میعاد تک آپ کے وعدہ چندہ کا متکفل رہے گا تا اس وقت تک آیندہ تکلیف دینے سے خاموشی رہے ۔ یہ امر ضرور تحریر فرما دیں ۔ کہ یہ روپیہ فلاں انگریزی مہینہ تک بطور پیشگی پہنچ گیا ہے ۔ باقی سب خیریت ہے ۔ امید کہ دسمبر کی تعطیلات میں آپ تشریف لادیں گے ۔ والسلام ؛

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۴؍ نومبر ۱۸۹۶ء

یہ خط آپکی خدمت میں ضرورت کے وقت لکھا گیا ہے ۔ ورنہ بے وقت آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ تھا ۔ اور نیز اس عالت میں کہ اس وقت آپ کو تنخواہ نہیں ۔ والسلام ؛

(ملفوف نمبر ۲۵۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم (××) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی مکرمی منشی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اب تو آپ کی ملاقات پر مدت گذر گئی۔ باعث تکلیف دہی یہ ہے۔ کہ اگر اپنے چندہ کو دو ماہ کا بھیجدیں یعنی للعہ تو اس وقت خرچ کی ضرورت پر کام آوے۔ والسلام ۵

خاکسار غلام احمد ۹ دسمبر ۱۸۹۶ء

جس وقت تک آپ کا یہ روپیہ ہوگا۔ اس سے اطلاع بخشیں ۵

(ملفوف نمبر ۲۵۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ×× نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ باعث عذر مرض کچھ مضایقہ نہیں کہ آپ روزہ رمضان نہ رکھیں۔ کسی اور وقت پر ڈال دیں۔ کتابوں کی روانگی کے لئے کہدیا ہے۔ میں بھی بدستور بیمار رہا جاتا ہوں۔ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ والسلام ۵

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ فروری ۱۸۹۷ء

نوٹ:۔ یہ پہلا خط ہے۔ جس پر آپ نے مرزا کا لفظ اپنے نام کے ساتھ تحریر فرمایا ہے (خاکسار عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۵۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ×× نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نقل حکم نوٹس اور اظہار نور الدین عیسائی پہنچ گیا۔ مگر چٹھہ انگریزی ہے۔ اور نیز روبکار فارسی جس کے رُو سے بریت ہوئی وہ کاغذات نہیں پہنچے۔ امید آتے وقت ضرور ساتھ لے آویں۔ اور ضرور آ جائیں۔ اُجرت کا حال معلوم نہیں ہوا۔ آپ جس وقت آویں گے۔ آپ کے ہاتھ تمام اُجرت بھیجی جاوے گی۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۷ اگست ۱۸۹۷ء

اور جو صاحب آنا چاہتے ہیں۔ ابھی تک ان کے لئے کوئی مکان مجھکو نہیں ملا۔ بہتر ہے۔ کہ جس وقت مکان ملے اس وقت آویں خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(ملفوف نمبر ۲۵۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ×× نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ شاید ہفتہ سے زیادہ ہوگیا۔ کہ دوا مطلوبہ آپ کی طرف آہنی ڈبیا میں بھیجدی گئی ہے جو آپ نے بھیجی تھی۔ تعجب ہے۔ کہ اب تک آپ کو نہیں پہنچی۔ جس کو آپ نے ڈبیا دی تھی۔ اسی کے ہاتھ میں دوا بھیجی گئی تھی باقی خیریت ہے۔ والسلام ۵

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

اشتہار جب چھپے گا۔ بھیج دیا جائے گا ۵

(ملفوف نمبر ۲۵۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ×× نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ شاید ہفتہ سے زیادہ ہو گیا۔ کہ دوا مطلوبہ آپ کی طرف سے آہنی ڈبیا میں بھیجدی گئی ہے۔ جو آپ نے بھیجی تھی۔ تعجب ہے۔ کہ اب تک آپ کو نہیں پہنچی۔ جس کو آپ نے ڈبیا دی تھی۔ اس کے ہاتھ میں دوا بھیجی گئی ہے۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۷ء

اشتہار جب چھپے گا۔ بھیجدیا جاوے گا۔

دینانگر میں ایک قسم کا سفید اور شفاف شہد آیا کرتا ہے۔ آپ تلاش کرا کر ایک بوتل سفید اور تازہ شہد کی ضرور ارسال فرماویں۔ غلام احمد

(ملفوف نمبر ۲۶۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اور بعد پہنچنے خط کے جناب الٰہی میں آپ کے لئے دعا کی گئی۔ اور انشاء اللہ رات کو دعا کروں گا۔ معلوم نہیں کہ سرکاری انتظام کے موافق اب آپ کتنے روز اور گورداسپور میں ٹھیریں گے۔ باقی تا دم حال بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۹ جنوری ۱۸۹۹ء

نوٹ: تاریخ ۱۹ جنوری ۱۸۹۸ء درج ہے۔ جو غالباً ۱۸۹۹ء ہے (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۶۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس مقدمہ کی نقل جو محمد حسین پر ہوا تھا ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء سے پہلے جو تاریخ پیشی مقرر ہے۔ مجھ کو پہنچ جاوے کیونکہ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر نے محمد حسین کی صفائی کرتے ہوئے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ بہت نیک چلن آدمی ہے۔ کوئی مقدمہ اس کی طرف سے یا اس پر نہیں ہوا۔ مگر اس جگہ سے آدمی آنا البتہ مشکل ہے۔ اسی جگہ سے خواہ اخویم بابو محمد صاحب کے ذریعہ سے کسی کو مقرر کر کے درخواست دلا دینا چاہیئے۔ اور پھر جہاں تک [illegible] ہو۔ وہ درخواست جلد بذریعہ رجسٹری پہنچا دینی چاہیئے۔ محمد بخش نے نہایت ناپاک اور جھوٹا اظہار دیا ہے۔ اور صاف لکھوا دیا ہے۔ کہ یہ اور ان کی تمام جماعت بدچلن ہیں۔ اوّل کسی کے مارنے کی پیشگوئی کر دیتے ہیں۔ پھر پوشیدہ ناجائز کوششوں کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں قادیان میں اسی خیال سے دوسرے تیسرے روز ضرور جاتا ہوں۔ اسی وجہ سے مجھے سب کچھ معلوم ہے۔ اور ان کا چلن اچھا نہیں خراب اور خطرناک آدمی ہیں۔ مگر محمد حسین نیک بخت اور اچھے چلن کا آدمی ہے۔ کوئی بری بات اس کی کبھی سنی نہیں گئی۔ ایسے گندہ اظہار کی وجہ سے کل میں نے گواہوں کی طلبی اور خرچہ کے لئے چار سو روپیہ کے قریب روپیہ عدالت میں داخل کیا ہے۔ تین سو روپیہ میں نے دیا تھا۔ اور ایک سو گورداسپور سے قرضہ لیا گیا۔ اور وکیلوں کو جو کچھ ۲۷ جنوری کی پیشی میں دینا ہے۔ وہ ابھی باقی ہے۔ شاید پانسو روپیہ کے قریب دینا پڑیگا۔ اور یقیناً اس کے بعد ایک یا دو پیشیاں ہونگی۔ تب

تب مقدمہ فیصل پائے گا۔ میں نے سنا ہے کہ پوشیدہ طور پر اس مقدمہ کے لئے ایک جماعت کوشش کر رہی ہے۔ اور چندے بھی بہت ہو گئے ہیں۔ آپ اگر ملاقات ہو تو اخویم بابو محمد صاحب کو لکھدیں۔ کہ میں نے انتظام کیا ہے۔ کہ اس خطرناک مقدمہ میں جو تمام جماعت پر بد اثر ڈالتا ہے جماعت کے لوگوں سے چندہ لیا جاوے۔ سو اس چندہ میں جہاں تک گنجائش ہو۔ وہ بھی شریک ہو جائیں۔ لیکن ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء سے پہلے اپنی للّٰہی مدد سے ثواب آخرت حاصل کریں۔ اور اخویم سید عبد الہادی صاحب کو بھی اس سے اطلاع دے دیں۔ اب کی دفعہ مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت حملے ہے اب صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت پر دیندار اور مخلص دوستوں کو مالی مدد سے جلد اپنا صدق دکھلانا چاہیئے۔ آپ کی طرف سے للعہ عین وقت پر پہنچ گئے۔ وہ آپ کے چندہ میں داخل ہیں۔ اب انبالہ میں بابو محمد صاحب اور سید عبد الہادی باقی ہیں۔ اگر ملاقات ہو تو بجنسہٖ یہ خط ان کے پاس بھیجدیں۔ اور تاکید کر دیں۔ کہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء سے پہلے ہر ایک مالی امداد پہنچنی چاہیئے۔ تاکہ وکیلوں کو دینے کے لئے کام آوے۔ چند پیشیاں محض شیخ رحمت اللہ صاحب کے مال سے ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے تین وکیلوں کے مقرر کرنے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب خرچ کر دیا ہے۔ جو اب تک پیشیوں میں دیتے رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اب کی پیشی میں چار ہزار روپیہ ضمانت کے لئے لائے تھے۔ والسلام ؞

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مجھے فرصت نہیں ہوئی۔ کہ بابو صاحب کی طرف علیحدہ خط لکھوں۔ یہ آپ کے ذمہ ہوگا۔ کہ دونو صاحبوں کو پیغام پہنچا دیں۔ اور خط دکھلا دیں ؞

(ملفوف نمبر ۲۶۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج کی ڈاک میں غلام محی الدین صاحب نے آپ کی طرف سے مبلغ پچاس روپیہ در بھیجے ہیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ ابھی وہ دس روپیہ نہیں آئے۔ اس نازک وقت میں آپ کی طرف سے مجھے وہ مدد پہنچی ہے۔ کہ میں بجز دعا کے اور کچھ بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے بباعث شدت رمد اور درد چشم اور پانی جاری ہونے کے طاقت نہ تھی۔ کہ کاغذ کی طرف نظر بھی کر سکوں۔ مگر بہر صورت اپنے پر جبر کر کے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ کل کا اندیشہ ہے۔ خاص کر کچہری کے دن کا۔ کہ اللہ تعالےٰ آنکھوں کا درد اور بند رہنے سے بچا دے۔ نہایت خوف ہے۔ والسلام ؞

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۹ء

اس سے پہلے آج ہی ایک خط صبح روانہ کر چکا ہوں ؞

(ملفوف نمبر ۲۶۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ۹۹ لعہ مرسلہ آپ کے بذریعہ منی آرڈر پہنچے تھے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ آپ ہر ایک موقعہ پر اپنی مخلصانہ خدمات کا رضامندی اللہ جلشانہ کے لئے ثبوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزاء خیر بخشے۔ آمین ؞

کل میں مقدمہ پر جاؤں گا۔ میری آنکھ اس وقت اس قدر دکھتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ رحم فرما دے۔ اسی دردناک حالت میں میں نے یہ خط لکھا ہے۔ تا آپ کو اطلاع دیدوں۔ بباعث شدت درد آنکھ زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں۔ والسلام ؞

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۹ء

(ملفوظ نمبر ۲۶۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (؟) نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کو خبر پہنچ گئی ہوگی۔ کہ پہلی سب کارروائی کالعدم ہو چکی ہے۔ اور اب صرف نوٹس اجاری ہوگا۔ تاریخ مقدمہ ۱۴ر فروری ۱۸۹۹ء قرار پائی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ دفتر انگریزی کے کلارک پیشگوئی بابت آتھم اور پیشگوئی بابت لیکھرام اور پیشگوئی حال کا ترجمہ کرکے پیش کریں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیت بخیر نہیں ہے۔ محمد حسین کو غالباً بری کردیا ہے۔ اور اس گروہ کے لوگ یہی مشہور کرتے ہیں۔ اور اس کی نسبت نوٹس بھیجنے کی کچھ بھی تیاری نہیں۔ وہ لوگ بہت خوش ہیں۔ اس حاکم نے ایک ٹیڑھی لکیر اختیار کی ہے۔ کہ قانون سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بڑی شوخی اور بدزبانی سے ظاہر کر رہا ہے۔ اور علانیہ ہر ایک کے پاس کہتا ہے۔ کہ میں ضمانت کراؤں گا۔ سزا دلاؤں گا۔ اور ظاہراً یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ مجسٹریٹ اس کی بڑی عزت کرتا ہے۔ اور بڑا کچھ اختیار ہے۔ ہر ایک دفعہ میں دیکھتا رہا ہوں۔ کہ میری نسبت اس کی نیت نیک نہیں ہے بیمار چند بھی بگڑا ہوا ہے۔

جمعہ کی رات میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص کی درخواست پر میں نے دعا کرکے ایک پتھر یا لکڑی کی ایک بھینس بنا دی ہے۔ اس بھینس کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مقدمہ کے متعلق یہ خواب ہے۔ کیونکہ پتھر یا لکڑی سے وہ منافق حاکم مراد ہے۔ جس کا ارادہ یہ ہے۔ کہ بدی پہنچاوے اور جس کی آنکھیں بند ہیں۔ اور پھر بھینس بن جانا اور بڑی بڑی آنکھیں ہو جانا۔ اسکی

تبیر معلوم ہوتی ہے۔ کہ یکدفعہ کوئی ایسے امور پیدا ہو جائیں۔ جن سے حاکم کی آنکھیں کھل جائیں مجھے یاد ہے۔ کہ جب میں نے بھینس بنائی ہے۔ تو اس نشان کے ا ہونے سے کہ خدا تعالیٰ نے ایک لکڑی یا ایک پتھر کو ایک مفید حیوان بنا دیا جو دودھ دیتا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور یکدفعہ سجدہ میں گرا ہوں۔ اور بلند آواز سے کہتا ہوں۔ ربی الاعلیٰ ربی الاعلیٰ۔ اور سجدہ میں گرنے کی بھی یہی تعبیر ہے۔ کہ دشمن پر فتح ہے۔ اسی کی تائید میں کئی الہامات ہوئے ہیں۔ ایک یہ الہام ہے:۔

"انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابہ" یعنی ہم نے دشمن کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی پس دشمن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور اس کے اسباب بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے آئندہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور اس خواب اور الہام کا مصداق کونسا امر ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ محمد بخش کے کہاں گھر ہیں؟ اور ذات کا کون ہے۔ مجھے سرسری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ ذات کا ـــ ہے۔ اور گوجرانوالہ میں اسکے گھر ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ نظام الدین اس کے ایک شادی پر گوجرانوالہ میں گیا تھا۔ اور تمبول دیا تھا۔ اگر اس کا کچھ پتہ آپ کو معلوم ہو تو ضرور مطلع فرماویں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۵ر فروری ۱۸۹۹ء قادیان

(ملفوظ نمبر ۲۶۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (؟) نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۱۶ر فروری ۱۸۹۹ء

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں پٹھان کوٹ سے واپس آگیا۔ ۱۴ر فروری ۱۸۹۹ء میرے بیان کے لئے اور فیصلہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ حالات بظاہر ابتر اور خراب معلوم ہوتے ہیں محمد حسین

اور محمد بخش کے اظہارات تعلیم سے کامل کئے گئے ہیں۔ مجھ پر محمد حسین نے بغاوت سرکار انگریزی اور قتل لیکھرام کا اپنے بیان میں الزام لگایا ہے۔ محمد بخش نے لکھوایا ہے۔ ان کی حالت بہت خطرناک ہے۔ سرحدی لوگ آتے ہیں۔ اب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ دشمنوں نے افترا میں کچھ فرق نہیں کیا۔ میں نے آتے وقت حکیم فضل الدین صاحب کو ایک درخواست لکھدی تھی۔ اور مبلغ عہ؍ چار گواہوں کے طلب کرانے کے لئے دیدیئے تھے۔ مگر نہایت خراب حالت ہے۔ کچھ امید نہیں۔ کہ طلب کئے جاویں۔ منجملہ ان گواہوں کے ایک رانا جلال الدین خاں ہیں۔ دوسرے شیخ ملک یار اور تیسرے منشی غلام حیدر تحصیلدار چوتھے محمد علی شاہ صاحب ساکن قادیان۔ لوگ کہتے ہیں کہ رانا جلال الدین خانصاحب اگر طلب بھی ہوئے تو محمد بخش اور دوسرے لوگ کوشش کرینگے۔ کہ اس کا اظہار اپنی مرضی کے موافق دلادیں۔

ہرچہ مرضی مولیٰ ہماں اولیٰ

اوّل تو مجھے امید نہیں۔ کہ طلب کئے جاویں۔ مجسٹریٹ خواہ نخواہ درپے توہین اور سخت بدظن معلوم ہوتا ہے۔ میرے وکیلوں نے یہ حالات دریافت کر کے یہی چاہا تھا۔ کہ چیف کورٹ میں مثل کو منتقل کرادیں۔ لیکن یہ بات بھی نہیں ہو سکی۔ اگر آپ کو رانا جلال الدین خاں کی نسبت کچھ مشورہ دینا ہو تو اطلاع بخشیں۔ حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوّل تو مجسٹریٹ گواہ بلانے منظور نہیں کریگا۔ چنانچہ وہ پہلے بھی ایسا کر چکا ہے۔ اور کرے بھی تو غالباً بند سوال بھیجے گا۔ رانا جلال الدین خاں کا مقام گوجرانوالہ لکھایا گیا ہے۔ شاید وہیں ہیں یا اور جگہ ہیں۔ والسلام ؛

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

(ملفوظ نمبر ۲۶۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میری گواہی کے لئے رانا جلال الدین خانصاحب عدالت میں طلب کئے گئے ہیں۔ اور ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء تاریخ پیشی مقرر ہے۔ اور چونکہ محمد حسین نے صاف طور پر لکھوادیا ہے۔ کہ ظن غالب ہے۔ کہ لیکھرام کے قاتل یہی ہیں۔ اس لئے لیکھرام کی مسل بھی طلب ہوئی ہے۔ زیادہ خیریت ہے والسلام ؛

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ کوئی نہیں۔ مگر تسلسل خط و کتابت سے واضح ہے۔ کہ یہ ۱۶ر فروری ۱۸۹۹ء کے بعد کا ہے (عرفانی)

(ملفوظ نمبر ۲۶۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ پیش ہو کر بغیر لینے گواہوں کے مجھے بری کیا گیا استغاثہ کی طرف سے گواہی گذر چکی تھی۔ اور فریقین کے لئے دو نوٹس لکھے گئے۔ اور ان پر دستخط کرائے گئے۔ جن کا یہ مضمون تھا۔ کہ نہ کسی کی موت کی پیشگوئی کریں گے۔ اور نہ دجال۔ کذاب۔ کافر کہیں گے۔ اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے۔ اور نہ مباہلہ کو کسی کے ساتھ اور گالیاں نہیں دینگے۔ اور ہدایت کی گئی۔ کہ یہ نوٹس عدالت کی طرف سے نہیں ہے۔ اور نہ اس کو مجسٹریٹ کا حکم سمجھنا چاہیئے۔ صرف خدا کے سامنے اپنا اپنا اقرار سمجھو۔ قانون کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ ہمارا کچھ دخل نہیں۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو ان کی گندی گالیوں سے تکلیف پہنچی ہے۔ آپ اختیار رکھتے ہیں۔ کہ بذریعہ عدالت اپنا انصاف لیں۔ اور مثل خارج ہو کر داخل دفتر کی گئی۔ والسلام ؛

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۷ رفروری ۱۸۹۹ء

نوٹ:- میرا خیال ہے۔ کہ ۲۷ رفروری ۱۸۹۹ء ہے۔ جلدی سے ۷ رفروری ۱۸۹۹ء لکھا گیا ہے (عرفانی)

(ملفوف نمبر ۲۶۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
بلٹی آم پہنچکر آج دونو چیزیں آم اور بسکٹ میرے پاس پہنچے۔ جزاکم اللہ خیراً افسوس کہ آم کل کے کل گندے اور خراب نکلے۔ اسی خیال سے میں نے رجسٹری شدہ خط آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ تا ناحق آپ کا نقصان نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ آم اس خط کے پہونچنے سے پہلے روانہ ہوچکے تھے۔ افسوس کہ اس قدر خرچ آپ کی طرف سے ہُوا۔ خیر انما الاعمال بالنیات۔ کل میرے نام ایک پروانہ تحصیل سے آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ پتہ بتاؤ۔ کہ عبدالواحد اور عبدالغفور اور عبدالجبار کہاں ہیں۔ خدا جانے اس میں کیا بھید ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام ؞

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

(ملفوف نمبر ۲۶۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آم مرسلہ آنمکرم پہنچے۔ جزاکم اللہ خیراً الجزاء۔ اگر ممکن ہوسکے تو اسی قدر اور آم بھیجدینا۔ کیونکہ مہمان عزیز بہت ہیں۔ بہت شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر کوئی چیز آدے اور بعض محروم

رہیں۔ افسوس کہ آپ کو عقیقہ پر رخصت نہ مل سکی۔ خیر دوسرے موقعہ پر سہی۔ مسمی عبدالحمید گرفتار ہوکر گورداسپور میں آگیا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ پھر مقدمہ بنایا جاوے گا۔ خدا تعالےٰ ہر ایک بہتان سے بچاوے۔ مثل سے کسی قدر صفائی سے ظاہر ہے۔ کہ پہلا اظہار عبدالحمید کا جھوٹا تھا۔ جو پادریوں کی تحریک سے لکھا گیا ہے۔ مگر پھر تفتیش ہوگی۔ کہ کونسا اظہار جھوٹا ہے۔ شائد اب پادریوں کو پھر کسی جعلسازی کا موقعہ ملے۔ اور پھر اس کو طمع دیکر یہ بیان لکھوا دیں۔ کہ پہلا اظہار ہی سچا ہے اور دوسرا جھوٹا۔

کچھ معلوم نہیں۔ کہ ایسا صاف مقدمہ فیصل شدہ پھر کیوں دائر کیا گیا ہے۔ سزا اگر عبدالحمید کو دینا تھا۔ تو پہلا حاکم دے سکتا تھا۔ اور سزا دینے کے لئے بہت سی تحقیقات کی ضرورت نہیں۔ عبدالحمید خود اقرار لکھاتا ہے۔ یعنی کپتان ڈگلس صاحب کے روبرو کا پہلا اظہار میرا جھوٹا ہے۔ والسلام ؞

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۳۰ رجون ۱۸۹۹ء

(ملفوف نمبر ۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
پہلا خط میں نے آم پہنچنے سے پہلے لکھا تھا۔ اب اس وقت جو وقت عصر ہے۔ آم آئے۔ اور کھولے گئے۔ تو سب کے سب گندے اور سڑے ہوئے نکلے۔ اور چند بصورت بیداغ معلوم ہوئے ان کا مزہ بھی تلخ رسوت کی طرح ہو گیا تھا۔

غرض سب پھینک دینے کے لائق ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ نے اس قدر تکلیف اٹھائی۔ اور خرچ کیا۔ اور ضائع ہوا۔ مگر پھر بھی ضائع نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ کو بہرحال ثواب ہو گیا۔ اب یہ خط اس لئے دوبارہ لکھتا ہوں۔ کہ آپ دوبارہ خرچ سے بچے رہیں۔ اگر آپ کا دوبارہ بھیجنے کا ارادہ ہو۔ تو سرولی کا آم جو سبز اور نیم خام اور سخت ہو بھیجیں۔ یہ آم ہرگز نہ بھیجیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ یکم جولائی ۱۸۹۹ء

خط اس غرض سے رجسٹری کرا کر بھیجا گیا ہے۔ کہ تا تسلی ہو کہ پہنچ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ ویسے ہی آم بھیجدیں۔ اور ناحق اسراف ہو۔ بجز اس قسم کے جس کو سردلی کہتے ہیں۔ اور کوئی قسم روانہ نہ فرماویں۔ اور وہ بھی اس شرط سے کہ آم سبز اور نیم خام ہوں۔ تا کسی طرح ایسی شدت گرمی میں پہنچ سکیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(مکتوب نمبر ۲۷۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء جس کے ساتھ جلسۃ الوداع کا بھی ایک پرچہ ہے۔ آپ کے پاس پہنچ گیا ہوگا۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے۔ کہ اخویم مولوی محمد علی صاحب کی نسبت جو گورداسپور میں تحریک کی گئی تھی۔ اس کو حد سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ اور درحقیقت اس طرح پر مولوی صاحب کا بڑا حرج ہو گیا

ہے۔ کہ اگر آخرکار لوگ کسی رشتہ سے انکار کریں۔ تو کتنے اور عمدہ رشتے اسی انتظار میں ان کے ہاتھ سے چلے گئے۔ یہ ایسا طریق ہے۔ کہ خواہ مخواہ ایک شخص پر ظلم ہو جاتا ہے۔ جب اسی انتظار میں دوسرے لوگ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ بعض ہاتھ سے چلے گئے ہیں۔ تو کس قدر یہ امر باعث تکلیف ہے۔ لڑکی والے بعض اوقات دس روز بھی توقف ڈالنا نہیں چاہتے۔ بلکہ توقف سے وہ لاپروائی سمجھتے ہیں۔ اس لئے ناحق نقصان ہو جاتا ہے۔ مناسب ہے۔ کہ آپ رجسٹری کرا کر ایک مفصل خط ان کو لکھدیں۔ کہ وہ ایک شریف اور مہذب ہیں۔ آپ کے لئے انہوں نے دوسرے کئی رشتوں کو ہاتھ سے دیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ اب آپ اپنے جواب باصواب سے جلد ان کو مسرور الوقت کریں۔ اور پھر اگر وہ کسی ملازمت کے شغل میں لگ گئے۔ تو فرصت نہیں ہوگی۔ یہی دن ہیں۔ کہ جن میں وہ اپنی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی پہلی شادی کا ذکر درمیان میں آوے۔ تو آپ کہدیں۔ کہ پہلی شادی تھی۔ وہ رشتہ طلاق کے حکم میں ہے۔ اس سے وہ کچھ تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ اور شاید طلاق بھی دیدیا ہے۔ غرض اس کا جواب آپ دوسری طرف سے بہت جلد لیکر جہاں تک جلد ممکن ہو سکے بھیجدیں۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ یہ توقف ان کی اس طرف کے لئے بہت حرج کا باعث نہ ہو جاوے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

(مکتوب نمبر ۲۷۲)

حضرت اقدس نے یہ مکتوب چوہدری صاحب کے مرسلہ خط کی پشت پر ہی لکھدیا ہے۔ اور اس طرح پر وہ اصلی خط بھی محفوظ ہے

میں نے پسند کیا۔ کہ پہلے اس خط کو درج کردوں۔ پھر حضرت کا اصل مکتوب جو اس کے جواب میں ہے (عرفانی)

(چودھری رستم علی صاحب کا خط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور پر نور جناب نا و ہادینا حضرت مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سرفراز نامہ حضور کا صادر ہُوا۔ باعث افتخار ہُوا۔ آج تک اشتہار کوئی بھی اس عاجز کے پاس قادیان سے صادر نہیں ہُوا۔ امیدوار کہ براہ نوازش دو دو چار چار کاپیاں مرحمت فرمائی جاویں۔ مولوی محمد علی صاحب کی بابت گورداسپور سے جو جواب آیا۔ اس کی بابت پہلے نیاز نامہ میں عرض کر چکا ہوں۔ یعنی اس میں جواب سمجھنا چاہیئے۔

اب رہا یہاں پر جو ہمارے سر دفتر صاحب خواہشمند ہیں۔ ان کی دو لڑکیاں ہیں اگر ان میں سے کوئی پسند آجاوے۔ تو بابو مذکور بہت خوش ہوسکتا ہے۔ مگر اس کی متلون مزاجی پر مجھے پورا اعتماد نہیں ہے۔ یہ لشکری لوگ ہیں۔ گو شریعت کی پابندی کا دعویٰ ہے۔ مگر وقت پر اگر ایسی ایسی شرائط پیش کرتے ہیں۔ کہ جو مشکل ہوں مثلاً مہر کی تعداد بہت زیادہ۔ مگر اس کی لڑکیوں میں سے کوئی پسند آجاوے۔ تو پھر ایسی شرائط پہلے ہی طے کر لی جاویں۔

میری حالت بہت خراب ہے۔ گناہوں میں گرفتار ہوں۔ کیا کروں کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ سوائے اس کے کہ خداوند کریم اپنا فضل شامل حال کرے

حضور سے التجا ہے۔ کہ میرے واسطے ضرور بالضرور دعا فرمائی جاوے۔ کہ نفس امارہ کی غلامی سے رہائی پاؤں۔ مجھے اپنی حالت پر بہت افسوس رہتا ہے۔ اور ڈرتا بھی ہوں۔

آج کل خلف صاحب علی گوہر خاں صاحب میرے پاس ہیں۔ وہ بیمار ہیں۔ بخار آتا ہے۔ اور دیر سے بخار آتا ہے۔ ان کی درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت جسمانی و روحانی کے واسطے دعا فرمائی جاوے۔ اور وہ السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ مولوی صاحبان و میر صاحب و پیر صاحب و دیگر احباب سے السلام علیکم کہدیا جاوے۔

۲۲ر اکتوبر ۱۸۹۹ء عاجز رستم علی از انبالہ

ج

(مکتوب حضرت اقدس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جلدی سے بہت ضروری سمجھ کر آپ کے خط کی پشت پر ہی میں یہ خط لکھتا ہوں۔ کہ اخویم مولوی محمد علی صاحب کا گورداسپور کا معاملہ بہت حرج پہنچا چکا ہے۔ کچھ روپیہ دیکر اور یکہ کرا کر ایک عورت اور ایک مرد حجام کو گورداسپورہ میں بھیجا تھا۔ اور پھر انتظار میں اس قدر توقف کیا۔ آخر ان لوگوں نے اوّل آپ ہی کہا۔ اور پھر آپ ہی جواب دیدیا۔ اب اپنے سر دفتر صاحب کی نسبت جو آپ تحریر فرماتے ہیں۔ اس کی نسبت اگر میں ایک کچی بات میں کوئی عورت اور مرد یہاں سے بھیجوں تو

مناسب نہیں ہے۔ اوّل آپ براہ مہربانی جہاں تک جلد ممکن ہو۔ لڑکیوں کی شکل اور حلیہ وغیرہ سے مجھے اطلاع دیں۔ اور پھر میں کوئی خادمہ مزید تفتیش کے لئے بھیجدوں گا میں اس وقت اس لئے یہ خط اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں۔ کہ آپ بلا توقف کوئی عورت بھیجکر شکل اور خلق اور تعلیم سے مجھ کو اطلاع دے دیں۔ اور پھر بعد میں اگر ایسی کوئی عورت آپ کے پاس بھیجی جاوے۔ اور نیز اس کے پختہ ارادہ سے بھی اطلاع بخشیں۔

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

(ملفوف نمبر ۳/۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❊ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۳۱ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ سر دفتر صاحب جن کی لڑکی سے رشتہ کی درخواست ہے۔ کچھ شکون مزاج اور تیز مزاج ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ خاص طور پر پہلے ان سے کھلے کھلے طور پر تذکرہ کرلیں۔ کہ چھوٹی لڑکی سے ناطہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ شریعت کی پابندی سے نکاح ہوگا۔ کوئی اسراف کا نام نہیں ہوگا۔ شریفانہ رسموں میں سے جو کپڑے زیور کی ان کے خاندان میں رسم ہو۔ اس سے وہ خود اطلاع دیدیں۔ تا وہ طیار کیا جاوے۔ اور ان سے پختہ اقرار لے لیں۔ کہ وہ اس پر قائم رہیں۔ اور نیز یہ قابل گذارش ہے۔ کہ اگر میں اس جگہ سے کوئی عورت بھیجوں۔ تو وہ حجام عورت ہوگی۔ اور وہ اکیلی نہیں آسکتی۔ کیونکہ جوان عورت ہوگی۔ اس کے ساتھ اس کا خاوند جاویگا۔ اور وہ اس اجرت

میں سات آٹھ روپیہ اس کو دینے پڑیں گے۔ اور دو آدمیوں کے آنے جانے کا دو روپیہ یکہ کا کرایہ ہوگا۔ اور چھ سات روپیہ ریل کا کرایہ دو آدمیوں کی آمد و رفت کا ہوگا۔ غرض اس طرح ہمیں قریباً ۱۶ خرچ کرنے پڑیں گے۔ لیکن اگر آپ اپنا سے کسی عورت کو میری طرف سے تین چار روپیہ دیدیں تا وہ لڑکی کو دیکھ کر دیانت سے بیان کردے۔ تو خرچ کی کفایت رہیگی۔ ہم تو اس قدر خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو۔ کہ گورداسپورہ کے معاملہ کی طرح سب کچھ خرچ ہو کر پھر ان کی طرف سے جواب ہو جاوے۔ آپ مہربانی فرما کر یہ کوشش کریں۔ کہ کوئی حجام عورت جو دیانت دار معلوم ہو۔ اس کچھ دیکر بھیجدیں۔ وہ کل حلیہ بیان کردے۔ کہ آنکھیں کیسی ہیں۔ ناک کیسا ہے۔ گردن کیسی ہے۔ یعنی لمبی ہے یا کوتہ۔ اور بدن کیسا ہے۔ فربہ یا لاغر منہ کتابی چہرہ ہے یا گول۔ سر چھوٹا ہے یا بڑا قد لمبا ہے یا کوتہ۔ آنکھیں کیری ہیں یا سیاہ۔ رنگ گورہ ہے یا گندمی یا سیاہ۔ منہ پر داغ چیچک ہیں یا نہیں یا صاف غرض تمام مراتب جن کے لئے یہاں سے کسی عورت کو بھیجنا تھا بیان کردے۔ اور دیانت سے بیان کرے۔ اس سے ہمیں فائدہ ہوگا۔ چونکہ اس کا مجھے زیادہ فکر ہے۔ میری طرف سے یہ خرچ دیا جاوے۔ میں تو اب بھی بیس روپیہ خرچ کرکے کسی عورت کو اس کے خاوند کے ساتھ بھیج سکتا تھا۔ مگر اندیشہ ہوا۔ کہ کچی بات میں گورداسپور کی طرح صورت پیش نہ آجائے۔ اگر آپ توجہ فرمائیں گے۔ تو آپ کو انبالہ شہر سے بھی کوئی دانا اور حسن و قبح کے پرکھنے والی اور دیانت دار کوئی عورت میسر آجائیگی۔ آپ کسی سے مشورہ کرکے ایسی عورت تلاش کرلیں۔ اور یہ غلط ہے۔ کہ اخویم مولوی محمد علی صاحب کی پہلی عورت موجود ہے۔ مدت ہوئی۔ کہ وہ اس پہلی

کو طلاق دے چکے ہیں۔ اب کوئی عورت نہیں۔ پوری تفتیش کے بعد آپ جلد جواب دیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(مکتوب نمبر ۲۷۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نہایت ضروری کام کے لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں۔ کہ اس جگہ تین ایسے عمدہ اور مضبوط پلنگ کی ضرورت ہے۔ جس کے سیرو اور پائے اور پٹیاں درخت سال یا اور مضبوط لکڑی کے ہوں۔ اسی غرض سے امرت سر آدمی بھیجا گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ ایسے سیرو اور پٹیاں اور پائے نہ امرت سر میں ملتے ہیں۔ اور نہ لاہور میں مل سکتے ہیں۔ اور انبالہ میں اس قسم کے پلنگ مل سکتے ہیں۔ اس لئے مکلف ہوں۔ کہ آپ تمام تر کوشش سے ایسے تین پلنگ تیار کروا کر بھیجدیں۔ لیکن چاہیئے کہ ہر ایک پلنگ اسقدر بڑا ہو۔ کہ دو آدمی اور ایک بچہ بآسانی اس پر سو سکیں۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ پلنگ بہت بوجھل نہ ہوں۔ گھر میں امید بھی ہے۔ اور کئی وجوہ سے یہ ضرورت پیش آئی ہے اور روپیہ کے خرچ کا کچھ مضائقہ نہ کریں۔ جس قدر روپیہ خرچ آئے گا۔ انشاء اللہ بلا توقف بھیجدیا جائے گا۔ بہرحال پٹیاں اور سیرو اور پائے مضبوط لکڑی کے ہوں اور عمدہ طور سے بنے جائیں۔ یہ یاد رہے۔ کہ یہ ضروری ہے۔ کہ ہر ایک پلنگ اس قدر بڑا ہو۔ کہ دو پورے آدمی اور بچہ ان پر سو سکے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ دو ہفتہ تک

آپ طیار کروا کر بذریعہ ریل بھیجدیں۔ اور ریل کے کرایہ کو دیکھ لیں۔ کہ زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ ایک مرتبہ دہلی سے ایک پالکی منگوائی گئی تھی۔ اور غلطی سے خیال نہ کیا گیا۔ آخر ریل والوں نے پچاس روپیہ اس کا کرایہ لیا۔ باقی سب خیریت ہے۔ طاعون سے اس طرف شور قیامت برپا ہے۔ دن کو آدمی اچھا ہوتا ہے۔ اور رات کو موت کی خبر آتی ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۹ راپریل ۱۹۰۲ء

(ملفوف نمبر ۲۷۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ اس جگہ بنائی کا کام مشکل ہے۔ ہر طرف طاعون کی بیماری ہے۔ کوئی آدمی ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ اگرچہ سات روپیہ تک کرایہ کی زیادتی ہو۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ وہیں سے تیار ہو کر آنی چاہئیں۔ لیکن اگر کرایہ زیادہ مثلاً بیس یا پچیس روپیہ ہو تو پھر صرف سامان پلنگوں کا بھیج دیا جاوے۔ ایک پلنگ نواڑ کا ہو۔ اور دو عمدہ باریک سن کی سوتری کے۔ غرض اس جگہ پلنگوں کے بننے کی بڑی دقت پیش آئے گی۔ ایک طرف زراعت کاٹنے کے دن ہیں۔ اور ایک طرف طاعون سے قیامت برپا ہے۔ لوگوں کو مردے دفن کرنے کے لئے آدمی نہیں ملتے۔ عجب حیرانی میں لوگ گرفتار ہیں۔ جہاں تک جلد ممکن ہو جلد تر روانہ فرماویں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲ رمئی ۱۹۰۲ء

(ملفوف نمبر ۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۷۸۶) نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -
آپ کا عنایت نامہ پہنچا - حال یہ ہے - کہ اب کی دفعہ میں نے پچاس روپیہ ﷲ کا مشک منگوایا تھا - اتفاقاً وہ سب کا سب رَدّی اور مخشوش نکلا - اس قدر روپیہ ضائع ہوگیا - اس لئے میں نے آپ کی تحریر کے موافق مبلغ عہ ۱۲ قیمت چھ ماشہ مشک مولوی صاحب کے حوالہ کردی ہے - اگر یہ قیمت کم ہوگی - باقی دیدوں گا - اور عنبر بھی مدت ہوئی - کہ میں نے افریقہ سے منگوایا تھا - وہ وقتاً فوقتاً خرچ ہوگیا - میں نے اس قدر استعمال سے ایک ذرہ بھی اس کا فائدہ نہ دیکھا - وہ اس ملک میں فی تولہ ایک سو روپیہ کی قیمت سے آتا ہے - اور پھر بھی اچھا نہیں ملے گا - ولایت میں عنبر کو محض ایک رَدّی چیز سمجھتے ہیں - اور صرف خوشبوؤں میں استعمال کرتے ہیں - میرے تجربہ میں ہے کہ اس میں کوئی مفید خوبی نہیں - اگر آپ نے دوا میں عنبر ڈالنا ہو - تو بواپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں - تو عنبر ہی کے خرید کے لئے مبلغ پچاس ﷲ روپیہ مولوی صاحب کے حوالہ کئے جائیں گے - مگر جواب بواپسی ڈاک بھیجدیں - باقی سب خیریت ہے - والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

مکتوبات کے متعلق مرتب کا نوٹ

(۷۸۶)

جس قدر مجھے مکتوبات مل سکے تھے - وہ میں نے جمع کر دیئے ہیں والحمد للہ علیٰ ذالک - ایک مکتوب کو میں نے عمداً ترک کیا ہے - اور حضرت حکیم الامۃ کے مکتوبات میں بھی اسے چھوڑا ہے - اور یہ وہ مکتوب ہے - جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کی وفات پر لکھا تھا - وہ خط دراصل حضرت حکیم الامۃ کے نام تھا - مگر اس کی نقول آپ نے متعدد احباب کے نام بھجوائی تھیں - میں اس مکتوب کو متفرق خطوط کی جلد میں انشاء اللہ العزیز شائع کروں گا - اور اس میں ان دوستوں کے اسماء گرامی بھی لکھدوں گا - (انشاء اللہ) جن کی خدمت میں ان کی نقول بھیجی گئی تھیں۔

میں ان تمام احباب کو جنہیں حضرت چوہدری صاحب مرحوم سے تعلق رہا ہے - توجہ دلاتا ہوں - کہ وہ اس کام میں میرے معین ومددگار ہوں - اور اگر کسی کے پاس چوہدری صاحب کا کوئی خط یا نظم ہو یا کوئی واقعہ ان کے سوانح حیات سے متعلق انہیں معلوم ہو - تو وہ لکھ کر مجھے ضرور بھیجدیں - یہ کام علمی اور مالی تعاون کا ہے - اور میں اپنے دوستوں سے بجا توقع رکھتا ہوں - اور انہیں کہتا ہوں

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

میرے لئے دعا بھی کریں - کہ میں اس کام کو سرانجام دے سکوں وباللہ التوفیق (عرفانی)

حضرت چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کا کلام

(کلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض مکتوبات میں چودھری صاحب مرحوم و مغفور کے اشعار کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اسے بہت پسند کیا ہے۔ بلکہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا۔ کہ ان کو جمع کرتے جاویں۔ چودھری صاحب مرحوم کے کلام کو جمع کرنا آسان کام نہیں۔ بیس برس کے قریب ان کی وفات پر گذرتا ہے۔ تاہم میں اپنی کوششوں کو زندگی بھر چھوڑ نہ دوں گا۔ محض اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش پوری ہو جاوے جو آپ نے اس وقت ظاہر فرمائی تھی۔ پس اگر کامیاب نہ ہوا۔ تب بھی اس نیت کے لئے یقیناً ماجور ہوں گا۔

اب جبکہ مکتوبات کے اس مجموعہ کو میں ختم کر چکا ہوں۔ مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت چودھری صاحب مرحوم کے کلام کا کچھ نمونہ یہاں دیدوں۔ جو میں اس وقت تک جمع کر چکا ہوں۔ آپ کے کلام کے اندراج کے لئے بہتر موقعہ اور مقام آپکے سوانح حیات کا ایک باب ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ توفیق کسے ملے گی۔ میں نے پسند کیا۔ کہ اسے کسی غیر معلوم وقت تک ملتوی کرنے کی بجائے بہتر ہے۔ کہ کچھ نمونہ حضرت چودھری صاحب مرحوم کے کلام کا یہاں دیدوں۔ اور اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی کسی قدر تک تعمیل کر دوں۔ جو آپ نے چودھری صاحب کو اس کے جمع رکھنے اور طبع کرا دینے کے متعلق فرمایا تھا۔

حضرت چودھری صاحب مرحوم کے کلام پر میں کسی شاعرانہ تنقید کی نہ قابلیت

رکھتا ہوں۔ اور نہ اس کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ بلکہ میں تو اسے کلام المحبوب محبوب الکلام سمجھتا ہوں۔ مجھ کو ان سے خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر محبت تھی۔ اور ان کی ادا پسند تھی۔ ان کے کلام کی داد جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام دے چکے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر اس کی سعادت کیا ہو گی۔ میں چودھری صاحب مرحوم کے کلام کے انتخاب میں اپنے نقطۂ خیال کو مدنظر رکھتا ہوں۔ اور یہ بطور نمونہ ہے۔

خطاب بہ اقبال

ڈاکٹر سر اقبال آج علمی دنیا میں معروف ہیں۔ کسی زمانہ میں وہ سلسلہ عالیہ سے محبت و اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ جب ایف۔ اے میں پڑھتے تھے۔ تو سلسلہ کے بعض معاندین کا جواب بھی نظم میں آپ نے دیا تھا۔ آپ کے خاندان کے بعض ممبر اسی سلسلہ میں شامل ہونے کی عزت و سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ مخزن نمبر ۲ جلد ۳ بابت ماہ مئی ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۸ پر سر اقبال نے جو اس وقت اقبال تھے ایک نظم پیغام بیعت کے جواب میں شائع کی تھی۔ ڈاکٹر اقبال کے کسی شفیق ناصح نے انہیں بیعت کی تحریک کی تھی۔ اس کا جواب انہوں نے نظم میں مخزن کے ذریعہ شائع کیا۔ سلسلہ کے گرامی قدر بزرگ پیر اعنی ڈاکٹر اقبال کے مکرم حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ایام میں اس کا جواب منظوم نہایت لطیف شائع فرمایا۔ اور ڈاکٹر اقبال کو ان کی ایک دوبا

کی یاد دلائی ۔ حضرت چودھری رستم علی صاحب مغفور نے بھی اس کا ایک جواب لکھا ۔ اور یہ جواب گویا حضرت اقدس کی زبان سے دیا ہے ۔ اور دنیا اس سے غافل رہی ۔ مگر میں آج ۲۷ برس کے بعد اس کے بعض اشعار کو پبلک کرتا ہوں ۔ کہ یہ اسی کی امانت ہے (عرفانی)

(اقبال) کھل کے محفل سے چھپ کے کہہ رہا ہوں میں
تشنہ کام مئے فنا ہوں میں

(چودھری حبیب) یہی ہر اک سے کہہ رہا ہوں میں
حق سے خضر رہ خدا ہوں میں

(چودھری حبیب) وہ مریگا جیئیگا جو مجھ سے
فانیوں کے لئے بقا ہوں میں

(اقبال) ہم کلامی ہے غیریت کی دلیل
خامشی پر مٹا ہُوا ہوں میں

(چودھری حبیب) میں تو خاموش تھا اور اب بھی ہوں
بالا سو سطے سے بولتا ہوں میں

(چودھری حبیب) ہمکلامی جو غیریت ہے تو ہو
پیرو احمد خدا ہوں میں

(اقبال) کانپ اٹھتا ہوں ذکر مرہم پر
دو دل درد آشنا ہوں میں

(چودھری حبیب) آشنا اور درد جھوٹی بات
آ تیرے درد کی دوا ہوں میں

(اقبال) تنکے چن چن کے باغ الفت کے
آشیانہ بنا رہا ہوں میں

(چودھری حبیب) تنکے تنکے ہُوا آشیاں تیرا
ایک جھونکے میں کہ آ پناہ ہوں میں

(اقبال) گل پژمردہ چمن ہوں مگر
رونق خانہ صبا ہوں میں

(چودھری حبیب) گل شاداب باغ احمد ہوں
رونق خانہ خدا ہوں میں

(اقبال) کارواں سے نکل گیا آگے
مثل آوازۂ درا ہوں میں

(چودھری حبیب) مارا جائیگا تو جو کہتا ہے ترا
کارواں سے نکل گیا ہوں میں

(چودھری حبیب) تاکہ سیلے خوف موت سے ہوں
مجھ میں آ کارواں سرا ہوں میں

(اقبال) دست واعظ سے آج بن کے نماز
کس ادا سے قضا ہُوا ہوں میں

(چودھری حبیب) یہ ادا ہے کوئی قضا کی نماز
اس کو ہرگز نہ مانتا ہوں میں

(چودھری حبیب) نہ قضا ہو کبھی کسی سے ہر روز
اس غرض سے کھڑا ہُوا ہوں میں

(اقبال) مجھ سے بیزار ہے دلِ زاہد
دیدۂ حور کی حیا ہوں میں

(چودھری حبیب) مومنوں نے ہے مجھ کو پہچانا
رند کی آنکھ سے چھپا ہوں میں

(چودھری حبیب) پاس میرے کب آسکے اوباش
دیدۂ حور کی حیا ہوں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر

(۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر آپ نے درد دل کا اظہار کیا ۔ اور حوالہ قلم و کاغذ کر دیا ۔ یا کاغذ پر کلیجہ نکال کر رکھ دیا ۔ ان اشعار میں سے چند کا انتخاب ذیل میں کرتا ہوں ۔ اس سے چودھری صاحب مرحوم و مغفور کا لاہور کے متعلق بھی خیال ظاہر ہو جاتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جو عشق و محبت انہیں تھی ۔ اس نے زیادہ دیر تک ، آپ سے جدا نہ رہنے دیا ۔ اور ایک سال کے اندر ہی آقا کے قدموں میں پہنچا دیا (عرفانی)

اے حضرت اقدس اب کہاں ہو
آنکھوں سے میری کہاں نہاں ہو

او جہل ہو نظر سے جبکہ خورشید
تاریک نہ کس طرح جہاں ہو

گم مجھ میں ہوا وہ رہبر خلق | لاہور! تیرا بھلا کہاں ہو
بے چین ہیں دُور رہنے والے | کس حال میں اہلِ قادیاں ہو

یارب ہے کہاں مسیح موعود | اب قادیان میں نہیں ہے موجود
مخدوم جہان غلام احمدؐ | مہدی دوران مسیح مسعود
کس دیس میں لے گئے ہیں یوسف | بتلاؤ میاں بشیر و محمود
اس مصلح گمرہاں کو کھو کر | لاہور رکھے امید بہبود

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۷۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نماز مقتدی بغیر سورہ فاتحہ بھی ہو جاتی ہے۔ مگر افضلیت پڑھنے میں ہے۔ اگر کوئی امام جلد خواں ہو تو ایک آیت یا دو آیت جس قدر میسر آوے آہستہ پڑھ لیں جو مانع سماعت قرأت امام نہ ہو اور اگر میسر نہ آسکے تو مجبوری ہے نماز ہو جائیگی۔ مگر افضلیت کے درجہ پر نہیں ہوگی۔ ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۵ء

(پوسٹ کارڈ نمبر ۲۷۸)

علماء تعبیر الرؤیا کا خواب میں کسی دوست کے گھر جانا موجب برکات ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ . . . کبھی خواب اپنی ظاہری صورت پر بھی واقع ہو جاتی ہے۔ مگر بہت کم اتفاق ہوتا ہے۔ ۵ر جنوری ۱۸۸۶ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو رہی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں۔ جو آپ نے اپنے مخلص احباب خدام کو لکھے ہیں۔ پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوب ہیں۔ اور دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح (اول) رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات ہیں۔ اور اس تیسرے نمبر میں جیسا کہ وعدہ کیا گیا حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات کو درج کیا گیا (اور اب) چوتھے نمبر میں حضرت [illegible] علی خان صاحب [illegible] سلمہ اللہ تعالےٰ [illegible] مکتوبات ہونگے [illegible] جاری ہے [illegible] یہاں تک کہ خدا تعالےٰ [illegible] اور رحم سے [illegible] موجود ہے مکمل ہو جاوے [illegible] صاحب کے [illegible] شکر کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے [illegible] میں پھر کہتا [illegible] چاہئیں۔

[illegible]

(عرفانی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی تحریروں کا سلسلہ نمبر ۴

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

جلد پنجم نمبر چہارم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب قبلہ مدظلہٗ تعالیٰ کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمترین خادم شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم و سیرۃ مسیح موعودؑ وغیرہ نے

جمع کر کے دفتر الحکم قادیان دارالامان سے شائع کیا۔

اور

محمد ابراہیم علی عرفانی مینیجر الحکم [illegible] نے [illegible] پریس امرتسر میں باہتمام شیخ [illegible]

چھپوا کر شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

میں اپنی زندگی کا یہ بھی ایک مقصد سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر قسم کی پرانی تحریروں کو جو کبھی شائع نہیں ہوئی ہیں۔ یا نایاب ہو چکی ہیں اور لوگوں کو خبر بھی نہیں۔ تلاش کروں اور جمع کر کے شائع کرتا رہوں۔ اس سلسلہ میں اب تک بہت کچھ شائع ہو چکا ہے۔ اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ میں خدا کا بہت شکر کرتا ہوں کہ مکتوبات احمدیہ کے سلسلہ میں پانچویں جلد (جو حضرت کے ان مکتوبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے اپنے دوستوں کو لکھے) کا چوتھا نمبر شائع کر رہا ہوں۔ یہ مکاتیب نواب محمد علی خانصاحب قبلہ کے نام ہیں اور ممکن ہے کہ آپ کے نام کے اور خطوط بھی ہوں۔ مگر مجھے جو مل سکے ہیں میں نے جمع کر دیے ہیں۔ اور اگر اور مکتوبات میسر آئے تو وہ نمبر کے ضمیمہ کے طور پر شائع کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق۔

مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ افسوس ہے ابھی تک جماعت میں ایسے قدردانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جو ان بیش قیمت موتیوں کی اصل قدر کریں۔

بہر حال میں اپنا کام جس رفتار سے ممکن ہے کرتا رہوں گا۔ جب تک خدا تعالیٰ توفیق دے۔ تاہم دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

وہ اس کام میں میرے مددگار ہوں

والسلام

خاکسار۔ عرفانی کنج عافیت قادیان دارالامان۔ یکم فروری ۱۹۴۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے نام

مکتوب نمبر ۱ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایدہ باخویم محمد علی خاں صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ اس عاجز نے جو بیعت کے لئے لکھا تھا۔ وہ محض آپ کے پہلے خط کے حقیقی جواب میں واجب سمجھ کر تحریر ہوا تھا۔ کیونکہ

حالت پُر معصیت سے کیونکر رستگاری ہو

آپ کا پہلا خط اس سوال پر متضمن تھا۔ کہ پُر معصیت حالت سے کیونکر رستگاری ہو۔ سو جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس عاجز پر القا کیا تحریر میں آیا۔ اور فی الحقیقت جذبات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز

اس صورت کے ممکن نہیں کہ عاشق زار کی طرح خاکپائے محبان الہٰی ہو جائے اور بصدق ارادت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے جس کی روح کو روشنی بخشی جاوے تا اسی کے چشمۂ صافیہ سے اس فرد ماندہ کو زندگی کا پانی پہونچے۔ اور اس ترو تازہ درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے موافق پھل لاوے۔ غرض آپ نے پہلے خط میں نہایت انکسار اور تواضع سے اپنے روحانی علاج کی درخواست کی تھی۔ سو آپ کو وہ علاج بتلایا گیا تھا۔ جس کو سعید آدمی بصد شکر یہ قبول کرے گا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔ معلوم نہیں کہ ابھی کیا کیا دیکھنا ہے۔ اور کیا کیا ابتلا در پیش ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں شیعہ ہوں اس لئے بیعت نہیں کرسکتا۔ سو آپ کو اگر صحبت فقراء کاملین میسر ہو تو آپ خود ہی سمجھ لیں۔ کہ شیعوں کا یہ عقیدہ کہ ولایت اور امامت بارہ شخص پر محدود ہو کر آئندہ قرب الہٰی کے دروازوں پر مہر لگ جائے تو پھر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹھیرتی ہے۔ اور اسلام ایک ایسا گھر ویران اور سنسان ماننا پڑتا ہے جس میں کسی نوع کی برکت کا نام و نشان نہیں۔ اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمام برکتوں اور امامتوں اور ولایتوں پر مہر لگا چکا ہے۔ اور آئندہ کے لئے وہ راہیں بند ہیں۔ تو خدائے تعالیٰ کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دل توڑنے والا واقعہ نہ ہوگا۔ گویا وہ جیتے ہی مر گئے۔ اور ان کے ہاتھ میں بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغزدار بات نہیں۔ اور اگر شیعہ لوگ اس عقیدہ کو سچ مانتے ہیں۔ تو پھر کیوں پنج وقت نماز میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔

فیوض انعمت علیہم کا دروازہ کھلا ہے

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم
کیونکہ اس دعا کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ اے خدائے قادر ہم کو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا۔ پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے۔ کہ کمالات امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ اس عاجز نے اسی راہ کے اظہار ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار میں بھیجا ہے۔

اگر یہی کھلا نہیں تو پھر اسلام میں فضیلت کیا ہے

یہ تو سچ ہے۔ کہ بارہ امام کامل اور بزرگ اور سید القوم تھے۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ کمالات میں ان کے برابر ہونا ممکن نہیں۔

خدائے تعالیٰ کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ اور کھلے رہیں گے۔ اور جس دن اسلام میں یہ برکتیں نہیں ہوں گی۔ اس دن قیامت آجائے گی۔ خدائے تعالےٰ ہر ایک کو راہ راست کی ہدایت کرے۔

پرانا عقیدہ ایسا مؤثر ہوتا ہے۔ کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے۔ اور اس سے کوئی انسان بغیر فضل خدا تعالےٰ نجات نہیں پاسکتا۔ ایک آدمی آپ لوگوں میں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہے۔ کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو خیال آتا ہے۔ کہ اس کی آزمائش کروں۔

براہین حصہ پنجم | کتاب براہین احمدیہ کا اب تک حصہ پنجم طبع نہیں ہوا ہے۔ امید

کہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے جلد سامان طبع کا پیدا ہو جائے۔ صرف کتاب کے چند نسخے باقی ہیں۔ اور بطور پیشگی دئے جاتے ہیں اور بعد تکمیل طبع باقی انہی کو ملیں گے۔ جو اوّل خریدار ہو چکے ہیں۔ قیمت کتاب سو روپیہ سے پچیس روپیہ تک حسب مقدرت ہے۔ یعنی جس کو سو روپیہ کی توفیق ہے وہ سو روپیہ ادا کرے۔ اور جس کو کم توفیق ہے وہ کم مگر بہر حال پچیس روپیہ سے کم نہ ہو اور اور نادار کو مفت للہ ملتی ہے۔ آپ جس صیغہ میں چاہیں لے سکتے ہیں۔ اور چاہیں تو مفت بھیجی جاوے۔ والسلام۔

احقر عباد اللہ غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شاہزادہ حیدر ۷ اگست ۱۸۹۰ء

مکتوب نمبر ۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت اخویم عزیزی خانصاحب محمد علی خاں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ متضمن بہ دخول درسلسلہ بیعت این عاجز موصول ہوا۔ دعا ثبات و استقامت درحق اس عزیز کی گئی۔

ثبتکم علی التقویٰ والایمان وافتح لکم ابواب الخلوص المحبتہ والفرقان امین ثم امین

اشتہار شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے۔ جہاں تک وسعت و طاقت ہو اس پر پابند ہوں۔ اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ سے مدد چاہتے رہیں اپنے رب کریم سے مناجات خلوت کی مداومت رکھیں۔ اور ہمیشہ طلب قوت کرتے رہیں۔

یاد موت

جس دن کا آنا نہایت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہو جانا نہایت یقینی ہے ۔ اس کو فراموش مت کرو اور ہر وقت ایسے رہو ۔ کہ گویا تیار ہو۔ کیونکہ نہیں معلوم کہ وہ دن اور گھڑی کس وقت آجائے گی ۔ سو اپنے وقتوں کی محافظت کرو ۔ اور اس سے ڈرتے رہو۔ جسکے تصرف میں سب کچھ ہے۔ جو شخص قبل از بلا ڈرتا ہے۔ اس کو امن دیا جائے گا ۔ کیونکہ جو شخص بلا سے پہلے دنیا کی خوشیوں میں مست ہو رہا ہے ۔ وہ ہمیشہ کیلئے دکھوں میں ڈالا جائے گا ۔ جو شخص اس قادر سے ڈرتا ہے ۔ وہ اس کے حکموں کی عزت کرتا ہے پس اس کو عزت دی جائے گی ۔جو شخص نہیں ڈرتا اس کو ذلیل کیا جائے گا۔ دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے ۔

عاجزی حقیقت اور دعا

بے وقوف وہ شخص ہے جو اس سے دل لگا دے ۔ اور نادان ہے وہ آدمی جو اسکے لئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے ۔ سو ہوشیار ہو جاؤ تا غیب سے قوت پاؤ ۔ دعا بہت کرتے رہو ۔ اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ ۔جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زباں سے دعا کی جاتی ہے ۔ کچھ بھی چیز نہیں ۔ جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فرض کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ ۔ اور اپنی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنےٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے ۔ خدائے تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو

اے رب العالمین ! تیرے احسان کا میں شکر نہیں کر سکتا۔
تو نہایت رحیم و کریم ہے ۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر

احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے
دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔
اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا۔
جن سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ
اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ تیرا غضب مجھ پر وارد
ہو۔ رحم فرما اور دین و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک
فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کی اس بیعت کی کسی کو خبر نہیں دی گئی۔ اور بغیر آپ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن مناسب ہے کہ اس اخفا کو صرف اسی وقت تک رکھیں کہ جب تک کوئی اشد مصلحت درپیش ہو۔ کیونکہ اخفا میں ایک قسم کا ضعف ہے اور نیز اظہار سے گویا قولاً نصیحت للخلق ہے۔

آپ کے اظہار سے ایک گروہ کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اور رغبت الی الخیر پیدا ہوتی ہے۔ خدائے تعالیٰ ہر ایک کام میں مددگار ہو۔ کہ بغیر اس کی مدد کے انسانی طاقتیں ہیچ ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ۔

نوٹ:۔ اس خط کی تاریخ تو معلوم نہیں۔ لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے نواب صاحب کو بیعت کی تحریک فرمائی تھی۔ مگر اسوقت وہ اس کے لئے تیار نہ تھے۔ اور اپنی جگہ بعض شکوک ایسے رکھتے تھے۔ جو مزید اطمینان کے لئے رفع کرنے ضروری تھے۔ جب وہ شکوک رفع

ہوئے۔ تو انہوں نے تامل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں نواب صاحب کے ایک خط کا اقتباس دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ

ابتدا میں گو میں آپ کی نسبت نیک ظن ہی تھا۔ لیکن صرف اس قدر کہ آپ اور علماء اور مشائخ ظاہری کی طرح مسلمانوں کے تفرقہ کے مؤید نہیں ہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ مگر الہامات کے بارے میں مجھ کو نہ اقرار تھا نہ انکار۔ پھر جب میں معاصی سے بہت تنگ آیا۔ اور ان پر غالب نہ ہو سکا تو میں نے سوچا کہ آپ نے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں۔ یہ سب جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ تب میں نے بطور آزمائش آپ کی طرف خط و کتابت شروع کی جس سے مجھ کو تسکین ہوتی رہی۔ اور جب قریباً اگست میں آپ سے لودہانہ ملنے گیا۔ تو اس وقت میری تسکین خوب ہو گئی۔ اور آپ کو باخدا بزرگ پایا۔ اور بقیہ شکوک کو پھر بعد کی خط و کتابت میں میرے دل سے بکلی دھو دیا گیا۔ اور جب مجھے یہ اطمینان دی گئی کہ ایک ایسا شیعہ جو خلفائے ثلٰثہ کی کسرشان نہ کرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تب میں نے آپ سے بیعت کر لی۔ اب میں اپنے آپ کو نسبتاً بہت اچھا پاتا ہوں۔ اور آپ گواہ رہیں کہ میں نے تمام گناہوں سے

آئندہ کے لئے توبہ کی ہے۔ مجھ کو آپ کے اخلاق اور طرز معاشرت سے کافی اطمینان ہے۔ کہ آپ ایک سچے مجدد اور دنیا کے لئے رحمت ہیں"

جیساکہ پہلے خط سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس اگست ۱۸۹۰ء میں لودھانہ ہی تھے۔ اس لئے کہ وہ خط لودہانہ سے ہی حضرت نے لکھا ہے۔ پس ۱۸۹۰ء کی آخری سہ ماہی میں غالباً نواب صاحب کے شکوک وغیرہ صاف ہوگئے۔ اور آپ نے سلسلہ بیعت میں شمولیت اختیار کی۔ اگر میں صحیح تاریخ بیعت بھی معلوم کرسکا تو وہ کسی دوسری جگہ درج کر دی جائیگی۔

وباللہ التوفیق عرفانی

مکتوب نمبر ۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی عزیزی محبی نواب صاحب سردار محمد علی خانصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ آج کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ الحمدللہ والمنۃ کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو صحت بخشی اللہ جل شانہٗ آپ کو خوش رکھے۔ اور عمر اور راحت اور مقاصد دلی میں برکت اور کامیابی بخشے۔ اگرچہ حسب تحریر مرزا خدابخش صاحب آپ کے مقاصد میں سخت پیچیدگی ہے۔ مگر ایک دعا کے وقت کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے پاس موجود ہیں۔ اور ایک دفعہ گردن اونچی

نواب صاحب کے متعلق کشف

ہوگئی اور جیسے اقبال اور عزت کے بڑھنے سے انسان اپنی گردن کو خوشی کے ساتھ ابھارتا ہے۔ ویسی ہی صورت پیدا ہوئی۔ میں حیران ہوں کہ یہ بشارت کس وقت اور کس قسم کے عروج سے متعلق ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ظہور کا زمانہ کیا ہے۔ مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ کسی وقت میں کسی قسم کا اقبال اور کامیابی اور ترقی عزت اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ کے لئے مقرر ہے۔ اگر اس کا زمانہ نزدیک ہو یا دور ہو سو میں آپ کے پیش آمدہ ملال سے گو پہلے غمگین تھا۔ مگر آج خوش ہوں۔ کیونکہ آپ کے مآل کار کی بہتری کشفی طور پر معلوم ہوگئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آسمانی فیصلہ کے لئے مامور میں پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ ایک آسمانی فیصلہ کے لئے میں مامور ہوں۔ اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کے لئے میں نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے۔ متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ آں محب بوجہ ضعف و نقاہت ایسے متبرک جلسہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس حالت میں مناسب ہے۔ کہ آں محب اگر حرج کار نہ ہو۔ تو مرزا خدا بخش صاحب کو روانہ کر دیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر ۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے پیارے دوست نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔

آپ کا محبت نامہ عین انتظار میں مجھ کو ملا ۔ جس کو میں نے تعظیم سے دیکھا اور ہمدردی اور اخلاص کے جوش سے حرف حرف پڑھا ۔ میری نظر میں طلب ثبوت اور استکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہیں ہے ۔ بلکہ سعیدوں کی یہی نشانی ہے ۔ کہ وہ ورطۂ مذبذبات سے نجات پانے کے لئے حل مشکلات چاہتے ہیں ۔ لہٰذا یہ عاجز آپ کے اس طلب ثبوت سے ناخوش نہیں ہوا ۔ بلکہ نہایت خوش ہے ۔ کہ آپ میں **سعادت کی وہ علامتیں** دیکھتا ہوں جس سے آپ کی **نسبت عرفانی ترقیات کی امید** بڑھتی ہے ۔

مباہلہ سے قطعی انکار نہیں کیا ۔ اب آپ پر یہ واضح کرتا ہوں ۔ کہ میں نے مباہلہ سے قطعی طور پر انکار نہیں کیا ۔ اگر امر متنازعہ فیہ میں قرآن اور حدیث کی رو سے مباہلہ جائز ہو تو میں سب سے پہلے مباہلہ کے لئے کھڑا ہوں ۔ لیکن ایسی صورت میں ہرگز مباہلہ جائز نہیں ۔ جب کہ فریقین کا یہ خیال ہو کہ فلاں مسئلہ میں کسی فریق کی اجتہاد یا فہم یا سمجھ کی غلطی ہے ۔ کسی کی طرف سے عمداً افترا

مباہلہ کی حقیقت یہ دروغ بافی نہیں ۔ کیونکہ مجرد ایسے اختلافات میں ۔

جو قطع نظر مصیت یا مخطی ہونے کے صحت نیت اور اخلاص اور صدق پر مبنی ہیں۔ مباہلہ جائز ہوتا ـ اور خدائے تعالیٰ ہر ایک جزئی اختلاف کی وجہ سے مخطی پر عندالمباہلہ عذاب نازل کرتا۔ تو آج تک تمام اسلام کا روئے زمین سے خاتمہ ہو جاتا۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مباہلہ سے یہ غرض ہوتی ہے ـ کہ جو فریق حق پر نہیں اس پر بلا نازل ہو۔

اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ اجتہادی امور میں مثلاً کسی جزئی میں حنفی حق پر نہیں اور کسی میں شافعی حق پر اور کسی میں اہل حدیث اب جب کہ فرض کیا جائے۔ کہ سب فرقے اسلام کی جزئی اختلاف کی وجہ سے باہم مباہلہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ اس پر جو حق پر نہیں عذاب نازل کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اپنی اپنی خطا کی وجہ سے تمام فرقے اسلام کے روئے زمین سے نابود کئے جائیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ جس امر کے تجویز کرنے سے اسلام کا استیصال تجویز کرنا پڑتا ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک جو حامی اسلام اور مسلمین ہے۔ کیونکر جائز ہوگا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے نزدیک جزئی اختلافات کی وجہ سے مباہلہ جائز ہوتا تو وہ ہمیں یہ تعلیم نہ دیتا ربنا اغفر لنا ولاخواننا یعنی اے خدا ہماری خطا معاف کر اور ہمارے بھائیوں کی خطا بھی عفو فرما۔ بلکہ مصیت اور غلطی کا تصفیہ مباہلہ پر چھوڑتا۔ اور ہمیں ہر ایک جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ کی رغبت دیتا

لیکن ایسا ہرگز نہیں

اگر اس امت کے باہمی اختلافات کا عذاب سے فیصلہ ہونا ضروری ہے تو

پھر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے لئے دشمنوں کی نظر میں اس سے بہتر کوئی حکمت نہیں ہو گی۔ کہ ان تمام جزئیات مختلف میں مباہلہ کرایا جائے۔ تا ایک ہی مرتبہ سب مسلمانوں پر قیامت آجائے۔ کیونکہ کوئی فرقہ کسی خطا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا۔ اور کوئی کسی خطا کے سبب سے مورد عذاب و ہلاکت ہو گا۔ وجہ یہ کہ جزئی خطا سے تو کوئی فرقہ بھی خالی نہیں۔

مباہلہ کس صورت میں جائز ہے | اب میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس صورت میں مباہلہ جائز ہے۔ سو واضح ہو کہ دو صورت میں مباہلہ جائز ہے۔

(۱) اول اس کافر کے ساتھ جو یہ دعوے رکھتا ہے۔ کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں۔ اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتیں میں مانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔

(۲) دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے۔ کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا مثلاً یہ ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شراب خوار ہے۔ اور میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہونچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب نے کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے۔ کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ

طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ سو مولوی اسمٰعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی جس کی اپنے ایک دوست کی رؤیت پر بنا رکھی تھی۔ لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو۔ اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے۔ تو یہ کوئی تعجب نہیں۔ بلکہ جہانتک اس کی سمجھ اور اس کا علم تھا۔ اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔ غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے۔ جو اپنے قول کی قطعی اور یقین پر بنار رکھکر دوسرے کو مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

پس انا نحن فیہ میں مباہلہ اس وقت جائز ہوگا۔ کہ جب فریق مخالف یہ اشتہار دیں کہ ہم اس مدعی کو اپنی نظر میں اس قسم کا مخطی نہیں سمجھتے۔ کہ جیسے اسلام کے فرقوں میں مصیب بھی ہوتے ہیں اور مخطی بھی۔ اور بعض فرقے بعض سے اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ ہم یقین کلی سے اس شخص کو مفتری جانتے ہیں۔ اور ہم اس بات کے محتاج نہیں کہ یہ کہیں کہ امر متنازعہ فیہ کی اصل حقیقت خدائے تعالےٰ جانتا ہے۔ بلکہ یقیناً اس پیشگوئی کی سب اصل حقیقت ہمیں معلوم ہو چکی ہے۔ اگر یہ لوگ اس قدر اقرار کریں۔ تو پھر کچھ ضرورت نہیں کہ علماء کا مشورہ اس میں لیا جاوے۔ وہ مشورہ نقصان علم کی وجہ سے طلب نہیں کیا گیا۔ صرف اتمام حجت کی

غرض سے طلب کیا گیا ہے۔ سو اگر یہ مدعیان ایسا اقرار کر دیں۔ کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ تو پھر کچھ حاجت نہیں کہ علماء سے فتویٰ پوچھا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص آپ ہی یقین نہیں کرتا۔ وہ مباہلہ کس بنا پر کرنا چاہتا ہے؟ مباہل کا منصب یہ ہے۔ کہ اپنے دعوے میں یقین ظاہر کرے صرف ظن اور شبہ پر بنا نہ ہو۔ مباہل کو یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو کچھ اس امر کے بارے میں خدائے تعالےٰ کو معلوم ہے۔ وہی مجھ کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے۔ تب مباہلہ کی بنیاد پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے۔ کہ مباہلہ سے پہلے شخص مبلغ کا وعظ بھی سن لینا ضروری امر ہے۔ یعنی جو شخص خدائے تعالےٰ سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ اوّل دلایل بینہ سے اشخاص منکرین کو اپنے دعوے کی صداقت سمجھا دے اور اپنے صدق کی علامتیں ان پر ظاہر کرے پھر اگر اس کے بیانات کو سن کر اشخاص منکرین باز نہ آویں۔ اور کہیں کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ تو مفتری ہے۔ تو آخر الحیل مباہلہ ہے۔ یہ نہیں کہ ابھی نہ کچھ سمجھا نہ بوجھا نہ کچھ سُنا پہلے مباہلہ ہی لے بیٹھے۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی درخواست کی تو اسوقت کی تھی۔ کہ جب کئی برس قرآن شریف نازل ہو کر کامل طور پر تبلیغ ہو چکی تھی۔ مگر یہ عاجز کئی برس نہیں چاہتا۔ صرف یہ چاہتا ہے کہ ایک مجلس علماء کی جمع ہو۔ اور ان میں وہ لوگ بھی جمع ہوں جو مباہلہ کی درخواست کرتے ہیں۔ پہلے یہ عاجز انبیاء کے

میں مباہلہ کے لئے کیا چاہتا ہوں۔

طریق پر شرط نصیحت بجا لائے۔ اور صاف صاف بیان سے اپنا حق ہونا ظاہر کرے جب اس وعظ سے فراغت ہو جائے۔ تو درخواست کنندہ مباہلہ اٹھ کر یہ کہے کہ وعظ میں نے سن لیا۔ مگر میں اب بھی یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شخص کاذب اور مفتری ہے۔ اور اس یقین میں شک و شبہ کو راہ نہیں بلکہ رؤیت کی طرح قطعی ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے۔ کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ ایسا شک و شبہ سے منزہ ہے۔ کہ جیسے رؤیت تب اس کے بعد مباہلہ شروع ہو۔ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہوتا ہے۔ تا حجت پوری ہو جائے۔ کبھی سنا نہیں گیا۔ کہ کسی نبی نے ابھی تبلیغ نہیں کی۔ اور مباہلہ پہلے ہی شروع ہو گیا۔

غرض اس عاجز کو مباہلہ سے ہرگز انکار نہیں

مگر اسی طریق سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند کیا ہے۔ مباہلہ کی بنا یقین پر ہوتی ہے نہ اجتہادی خطا و صواب پر جب مباہلہ سے غرض تائید دین ہے۔ تو کیونکر پہلا قدم ہی دین کے مخالف رکھا جائے۔

یہ عاجز انشاء اللہ ایک ہفتہ تک ازالۃ الاوہام کے اوراق مطبوعہ آپ کے لئے طلب کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ابھی آپ کسی پر ان کو ظاہر نہ کریں۔ اسکا مضمون اب تک امانت رہے۔ اگرچہ بعض مقاصد عالیہ ابھی تک طبع نہیں ہوئے اور یکجائی طور پر دیکھنا بہتر ہوتا ہے۔ تا خدانخواستہ قبل از وقت طبیعت سیر نہ ہو جائے۔ مگر آپ کے اصرار سے آپ کے لئے طلب کروں گا۔ چونکہ میرا نوکر جس کے اہتمام اور حفاظت میں یہ کاغذات ہیں۔ اس جگہ سے

تین چار روز تک مرتسر جائیگا۔ اس لئے ہفتہ یا عشرہ تک یہ کاغذات آپ کی خدمت میں پہونچیں گے۔ آپ کے لئے ملاقات کرنا ضروری ہے۔ ورنہ تحریر کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً استکشاف کرنا چاہیئے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ نہیں ہے۔ لیکن ازالہ اوہام کی طبع کا چونکہ ذکر ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا یہ مکتوب ہے۔ نواب صاحب قبلہ نے آپ کو مباہلہ کی درخواست منظور کرنے کے متعلق تحریک کی تھی۔ جو عبدالحق غزنوی وغیرہ کی طرف سے ہوئی تھی۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ مکتوب لکھا۔ اس مکتوب سے آپ کی سیرۃ پر بھی ایک خاص روشنی پڑتی ہے۔ اور آپ کے دعاوی پر بھی جب مباہلہ کے لئے آپ کھڑے ہونے کی آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ تو صاف فرماتے ہیں۔ کہ پہلے یہ عاجز انبیاء کے طریق پر شرط نصیحت بجالاوے اپنے سلسلہ کو ہمیشہ منہاج نبوت پر پیش کیا ہے۔ دوسرے آپ استکشاف حق کے لئے کسی سوال اور جرح کو برا نہیں مناتے۔ بلکہ سایل کو شوق دلاتے ہیں کہ وہ دریافت کرے۔ اس لئے کہ اسے آپ سعیدوں کی نشانی قرار دیتے ہیں

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سردار محمد علی خاں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ ۲۸۱ روپیہ مرسلہ آں محب کل کی ڈاک میں مجھ کو مل گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ جس وقت آپ کا روپیہ پہونچا ہے۔ مجھکو اتفاقاً نہایت ضرورت درپیش تھی۔ موقعہ پر آنے کی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم دفادراس خدمت للّٰہی کا آپ کو بہت اجر دے گا۔ واللّٰہ یحب المحسنین

بشارت آج مجھ کو صبح کی نماز کے وقت بہت تضرع اور ابتہال سے آپ کے لئے دعا کرنے کا وقت ملا۔ یقین کہ خدائے تعالےٰ اس کو قبول کرے گا اور جس طرح چاہے گا اُس کی برکات ظاہر کرے گا۔ میں آپ کو خبر دے چکا ہوں کہ میں نے پہلے بھی بشارت کے طور پر ایک امر دیکھا ہوا ہے۔ گو میں ابھی اس کو کسی خاص مطلب یا کسی خاص وقت سے منسوب نہیں کرسکتا۔ تاہم بفضلہ تعالےٰ جانتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے کسی بہتری کی بشارت ہے۔ اور کوئی اعلیٰ درجہ کی بہتری ہے۔ جو اپنے مقررہ وقت پر ظاہر ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خدا کی قدرت کو کون دیکھتے ہیں۔ خداوند ذوالجلال کی جناب میں کوئی کمی نہیں۔ اُس کی ذات میں بڑی بڑی عجائب قدرتیں ہیں۔ اور وہی

لوگ ان قدرتوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ جو وفاداری کے ساتھ اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص عہد وفا کو نہیں توڑتا۔ اور صدق قدم سے نہیں ہارتا۔ اور حسن ظن کو نہیں چھوڑتا۔ اس کی مراد پوری کرنے کے لئے اگر خدا تعالےٰ بڑے بڑے محالات کو ممکنات کر دیوے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایسے بندوں کا اس کی نظر میں بڑا ہی قدر ہے۔ کہ جو کسی طرح اس کے دروازہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اور **شتاب باز اور بے وفا نہیں ہیں**

سفر لاہور | یہ عاجز انشاء اللہ العزیز ۲۰ جنوری ۱۸۹۲ء کو لاہور جائے گا۔ اور ارادہ ہے کہ تین چار ہفتہ تک لاہور رہے۔ اگر کوئی تقریب لاہور میں آپ کے آنے کی اسوقت پیدا ہو تو یقین کہ لاہور میں ملاقات ہو جائے گی۔

والسلام۔ راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ۹ر جنوری ۱۸۹۲ء

مشفقی اخویم مرزا خدا بخش صاحب کو السلام علیکم

مکتوب نمبر ۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ایک ہفتہ سے بلکہ عشرہ سے زیادہ گذر گیا کہ آں محب کا محبت نامہ پہونچا تھا۔ چونکہ اس میں امور مستفسرہ بہت تھے۔ اور مجھے بباعث تالیف کتاب **آئینہ کمالات اسلام** نہایت درجہ کی کمی فرصت تھی۔ کیونکہ ہر روز

مضمون تیار کر کے دیا جاتا ہے۔ اس لئے میں جواب لکھنے سے معذور رہا۔ اور آپ کی طرف سے تقاضا بھی نہیں تھا۔ آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ آپ خاص محب ہیں۔ اور آپ کا استفسار سراسر نیک ارادہ اور نیک نیتی پر مبنی ہے اس لئے بعض امور سے آپ کو آگاہ کرنا۔ اور آپ کے لئے جو بہتر ہے۔ اس سے اطلاع دینا ایک امر ضروری ہے۔ لہذا چند سطور آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے **مسیح موعود** ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے۔ تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں۔ اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہیئے۔

(۱) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ جل شانہ نے اجازت دے دی ہے۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کے ارادہ سے آپکے ارادے کا توارد ہے۔ کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے میں حکمت یہ ہے کہ اوّل حال میں صرف اس لئے مباہلہ ناجائز تھا۔ کہ ابھی مخالفین کو بخوبی سمجھایا نہیں گیا تھا۔ اور وہ اصل حقیقت سے سراسر ناواقف تھے۔ اور تکفیر پر بھی ان کا وہ جوش نہ تھا۔ جو بعد اس کے ہوا۔ لیکن اب تالیف آئینہ کمالات اسلام کے بعد تفہیم اپنے کمال کو پہونچ گئی۔ اور اب اس کتاب کے دیکھنے سے ایک ادنیٰ استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ مخالف لوگ اپنی رائے میں سراسر خطا پر ہیں۔

اس لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مباہلہ کی درخواست کو کتاب آئینہ کمالات اسلام
کے ساتھ شائع کروں۔ سو وہ درخواست انشاء اللہ القدیر پہلے حصے کے ساتھ
ہی شائع ہوگی۔ اول دنوں میں میرا یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں سے کیونکر مباہلہ
کیا جائے کیونکہ مباہلہ کہتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا۔ اور مسلمان
پر لعنت بھیجنا جائز نہیں۔ مگر اب چونکہ وہ لوگ بڑے اصرار سے مجھ کو
کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور حکم شرع یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھہراوے
اگر وہ شخص درحقیقت کافر نہ ہو تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔ جو کافر
ٹھہراتا ہے۔ اسی بناء پر مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ جو لوگ تجھ کو کافر ٹھہراتے
ہیں۔ اور امام اور سجادہ نشین رکھتے ہیں۔ اور فتویٰ کفر کے پیشوا ہیں ان سے
مباہلہ کی درخواست کر۔

(۲) نشان کے بارے میں جو آپ نے لکھا ہے یہ بھی درست ہے درحقیقت
انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو زیرک اور ذکی ہیں۔ اور اپنے اندر
قوت فیصلہ رکھتے ہیں۔ اور متخاصمین کی قیل وقال میں سے جو تقریر حق کی عظمت
اور برکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس تقریر کو پہچان لیتی ہے
اور باطل جو تکلیف اور بناوٹ کی بدبو رکھتا ہے۔ وہ بھی اُن کی نظر سے پوشیدہ
نہیں رہتا۔ ایسے لوگ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شناخت
کے لئے اس بات کے محتاج نہیں ہو سکتے کہ ان کے سامنے سوٹی کا سانپ
بنایا جائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت کے لئے حاجتمند
ہو سکتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے مفلوجوں اور مجذوبوں کو اچھے ہوتے

دیکھ لیں اور نہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے اعلےٰ درجہ کے لوگوں نے کبھی معجزہ طلب نہیں کیا کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کوئی معجزہ دیکھ کر ایمان لائے تھے بلکہ وہ زکی تھے اور نور قلب رکھتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھ کر ہی پہچان لیا تھا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے اس لئے خدا ئے تعالےٰ کے نزدیک صدیق اور راستباز ٹہرے انہوں نے حق کو دیکھا اور اُن کے دل بول اُٹھے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔

دوسرے قسم کے وہ انسان ہیں جو معجزہ اور کرامت طلب کرتے ہیں اُن کے حالات خدا ئے تعالےٰ نے قرآن کریم میں تعریف کے ساتھ بیان نہیں کئے اور اپنا غضب ظاہر کیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے واقسموا باللّٰہ جهد ایمانهم لئن جآءتهم اٰیة لیؤمنن بها قل انما الاٰیات عند اللّٰہ وما یشعرکم انها اذا جاءت لا یؤمنون یعنی یہ لوگ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے ان کو کہہ دے کہ نشان تو خدا ئے تعالےٰ کے پاس ہیں اور تمہیں خبر نہیں کہ جب نشان بھی دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ پھر فرماتا ہے یوم یاتی بعض اٰیات ربك لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن اٰمنت من قبل یعنی جب بعض نشان ظاہر ہوں گے تو اس دن ایمان لانا بے سود ہوگا اور جو شخص صرف نشان کے دیکھنے کے بعد ایمان لایا ہے اس کو وہ ایمان نفع نہیں دے گا پھر فرماتا ہے ویقولون متیٰ هٰذا الوعد ان کنتم صادقین قل لا املك

لنفسی ضراً ولا نفعاً الا ماشاء اللہ لکل امۃ اجل الخ یعنی کافر کہتے ہیں کہ وہ نشان کب ظاہر ہوں گے۔ اور یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ سو ان کو کہدے کہ مجھے ان باتوں میں دخل نہیں - نہ میں اپنے نفس کے لئے ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا۔ مگر جو خدا چاہے۔ ہر ایک گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو ٹل نہیں سکتا - اور پھر اپنے رسول کو فرماتا ہے وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلماً فی السماء فتاتیھم بایۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین یعنی اگر تیرے پر اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں کا اعراض بہت بھاری ہے - سو اگر تجھے طاقت ہے تو زمین میں سرنگ کھود کر یا آسمان پر زینہ لگا کر چلا جا - اور ان کے لئے کوئی نشان لے آ- اور اگر خدا چاہتا۔ تو ان سب کو جو نشان مانگتے ہیں ہدایت دیتا - پس تو جاہلوں میں سے مت ہو۔ اب ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کافر نشان مانگا کرتے تھے - بلکہ قسمیں بھی کھاتے تھے۔ کہ ہم ایمان لائیں گے - مگر جل شانہ کی نظر میں وہ مورد غضب تھے - اور ان کے سوالات بیہودہ تھے - بلکہ جل شانہ صاف صاف فرماتا ہے کہ جو شخص نشان دیکھنے کے بعد ایمان لاوے اُس کا ایمان مقبول نہیں - جیسا کہ ابھی آیت لا ینفع نفساً ایمانھا تحریر ہو چکی ہے۔ اور اسی کے قریب قریب ایک دوسری آیت ہے اور وہ یہ ہے - ولقد جاءتھم رسلھم بالبینات فما کانوا لیومنوا

بما کذبوا من قبل کذالک یطبع اللہ قلوب الکافرین یعنی پہلی امتوں میں جب ان کے نبیوں نے نشان دکھلائے تو ان نشانوں کو دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہ لائے ۔ کیونکہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے تکذیب کر چکے تھے ۔ اسی طرح خدا اُن لوگوں کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے ۔ جو اس قسم کے کافر ہیں جو نشان سے پہلے ایمان نہیں لاتے ۔

یہ تمام آیتیں اور ایسا ہی اور بہت سی آیتیں قرآن کریم کی جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے بالاتفاق بیان فرما رہی ہیں کہ نشان کو طلب کرنیوالے مورد غضب الٰہی ہوتے ہیں ۔ اور جو شخص نشان دیکھنے سے ایمان لاوے اُس کا ایمان منظور نہیں ۔ اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں ۔ اول یہ کہ نشان طلب کرنے والے کیوں مورد غضب الٰہی ہیں ۔ جو شخص اپنے اطمینان کے لئے یہ آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے یا نہیں ۔ بظاہر وہ نشان طلب کرنے کا حق رکھتا ہے تا دھوکا نہ کھاوے ۔ اور مردود الٰہی کو مقبول الٰہی خیال نہ کرلے ۔

اس وہم کا جواب یہ ہے کہ تمام ثواب ایمان پر مترتب ہوتا ہے ۔ اور ایمان اسی بات کا نام ہے کہ جو بات پردۂ غیب میں ہو ۔ اُس کو قراین مرجحہ کے لحاظ سے قبول کیا جاوے ۔ یعنی اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں ۔ اور قراین موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اُس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں ۔

یہ تو ایمان کی حد ہے لیکن اگر اس حد سے بڑھ کر کوئی شخص نشان طلب کرتا ہے تو وہ عند اللہ فاسق ہے اور اُسی کے بارے میں اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد اُس کو ایمان نفع نہیں دے گا یہ بات سوچنے سے جلد سمجھ میں آسکتی ہے کہ انسان ایمان لانے سے کیوں خدائے تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ جن چیزوں کو ہم ایمانی طور پر قبول کر لیتے ہیں وہ بکلی الوجود ہم پر مکشوف نہیں ہوتیں۔ مثلاً انسان خدائے تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے مگر اُس کو دیکھا نہیں۔ فرشتوں پر بھی ایمان لاتا ہے لیکن وہ بھی نہیں دیکھے۔ بہشت اور دوزخ پر ایمان لاتا ہے اور وہ بھی نظر سے غائب ہیں محض حسن ظن سے مان لیتا ہے اس لئے خدائے تعالےٰ کے نزدیک صادق ٹھہر جاتا ہے اور یہ صدق اس کے لئے موجب نجات ہو جاتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ اور ملایک مخلوق خدائے تعالےٰ کی ہے اُن پر ایمان لانا نجات سے کیا تعلق رکھتا ہے جو چیز واقعی طور پر موجود ہے اور بدیہی طور پر اُس کا موجود ہونا ظاہر ہے اگر ہم اُس کو موجود مان لیں۔ تو کس اجر کے ہم مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ ہم آفتاب کے وجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور زمین پر ایمان لائے کہ موجود ہے اور چاند کے موجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور اس بات پر ایمان لائے کہ دنیا میں گدھے بھی ہیں اور گھوڑے بھی اور خچر بھی اور بیل بھی اور طرح طرح کے پرند بھی تو کیا اس ایمان سے کسی ثواب کی توقع ہو سکتی ہے پھر کیا وجہ ہے

کہ جب ہم مثلاً ملایک کے وجود پر ایمان لاتے ہیں تو خدا تعالے کے نزدیک مومن ٹھیرتے ہیں اور مستحق ثواب بنتے ہیں اور جب ہم اُن تمام حیوانات پر ایمان لاتے ہیں جو زمین پر ہماری نظر کے سامنے موجود ہیں تو ایک ذرّہ بھی ثواب نہیں ملتا حالانکہ ملایک اور دوسری سب چیزیں برابر خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس اس کی یہی وجہ ہے کہ ملایک پردہ غیب میں ہیں اور دوسری چیزیں یقینی طور پر ہمیں معلوم ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان لانا منظور نہیں ہوگا یعنی اگر اُس وقت کوئی شخص خدائے تعالے کی تجلیات دیکھ کر اور اُس کے ملایک اور بہشت اور دوزخ کا مشاہدہ کرکے یہ کہے کہ اب میں ایمان لایا تو منظور نہ ہوگا۔ کیوں منظور نہ ہوگا؟ اسی وجہ سے کہ اُس وقت کوئی پردۂ غیب درمیان نہ ہوگا تا اس سے ماننے والے کا صدق ثابت ہو۔

اب پھر غور کرکے ذرا اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالے تھوڑا سا فکر کرکے اس بات کو جلد سمجھ جائیں گے کہ ایمان لانا اس طرز قبول سے مراد ہے کہ جب بعض گوشے یعنی بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے مخفی ہوں اور نظر دقیق سے سوچکر اور قراین مرجحہ کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبل اس کے کہ وہ تجلی کھل جائے قبول کرلیا جائے یہ ایمان ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاء کرام علیہم السلام سے بلاشبہ نشان ظاہر

ہوتے ہیں۔ مگر سعید آدمی جو خدائے تعالےٰ کے پیارے ہیں۔ اُن نشانوں سے پہلے اپنی فراست صحیحہ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں۔ اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں۔ وہ لوگ خدائے تعالےٰ کی نظر میں ذلیل اور بے قدر ہیں۔ بلکہ قرآن کریم باواز بلند بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد بھی قبول نہیں کرتے کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ بالجہر منکر ہوتے ہیں۔ اور علانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص کذاب اور جھوٹا ہے۔ کیونکہ اس نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ اور ان کی ضلالت کا زیادہ یہ موجب ہوتا ہے کہ خدائے تعالےٰ بھی بباعث آزمائش اپنے بندوں کے نشان دکھلانے میں عمداً تاخیر اور توقف ڈالتا ہے۔ اور وہ لوگ تکذیب اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکار میں ترقی کرتے کرتے اپنی رائوں کو پختہ کر لیتے ہیں۔ اور دعویٰ سے کہنے لگتے ہیں کہ درحقیقت یہ شخص کذاب ہے۔ مفتری ہے۔ مکار ہے۔ دروغگو ہے۔ جھوٹا ہے۔ اور منجانب اللہ نہیں ہے۔ پس جب وہ شدت سے اپنی رائے کو قایم کر چکتے ہیں۔ اور تقریروں کے ذریعہ سے اور تحریروں کے ذریعہ سے اور مجلسوں میں بیٹھ کر۔ اور منبروں پر چڑھ کر اپنی مستقل رائے دنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔ کہ درحقیقت یہ شخص کذاب ہے۔ تب اُس کو عنایت الٰہی توجہ فرماتی ہے۔ کہ اپنے عاجز بندے کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے۔ سو اُس وقت کوئی غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے

صرف وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو پہلے مان چکے تھے۔ اور انصار حق میں داخل ہو گئے تھے۔ یا وہ جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی قلموں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا۔ لیکن وہ بد نصیب گروہ جو مخالفانہ رائیں کو ظاہر کر چکے تھے۔ وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اُس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی رائیں علی رؤس الاشہاد شائع کر چکے۔ اشتہار دے چکے مُہریں لگا چکے۔ کہ یہ شخص درحقیقت کذاب ہے۔ اس لئے اب اپنی مشہور کردہ رائے سے مخالف اقرار کرنا اُن کے لئے مرنے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے اُن کی ناک کٹتی ہے۔ اور ہزاروں لوگوں پر ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعوے کرتے تھے کہ یہ شخص ضرور کاذب ہے ضرور کاذب ہے۔ اور قسمیں کھاتے اور اپنی عقل اور علمیت جتلاتے تھے۔ اور اب اُسی کی تائید کرتے ہیں۔

اور میں پہلے اس سے بیان کر چکا ہوں کہ ایمان لانے پر ثواب اسی وجہ سے ملتا ہے۔ کہ ایمان لانے والا چند قراین صدق کے لحاظ سے ایسی باتوں کو قبول کر لیتا ہے کہ وہ ہنوز مخفی ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے مومنوں کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے۔ یومنون بالغیب یعنی ایسی بات کو مان لیتے ہیں کہ وہ ہنوز در پردۂ غیب ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام نے ہمارے سید و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا۔ اور کسی نے نشان نہ مانگا۔ اور کوئی ثبوت طلب نہ کیا۔ اور گو بعد اس کے اپنے وقت پر بارش کی طرح نشان برسے۔ اور معجزات ظاہر ہوئے۔ لیکن صحابہ کرام

ایمان لانے میں معجزات کے محتاج نہیں ہوئے اور اگر وہ معجزات کے دیکھنے پر ایمان موقوف رکھتے تو ایک ذرہ بزرگی اُن کی ثابت نہ ہوتی اور عوام میں سے شمار کئے جاتے تو خدائے تعالےٰ کے مقبول اور پیارے بندوں میں داخل نہ ہو سکتے کیونکہ جن لوگوں نے نشان مانگا خدائے تعالیٰ نے اُن پر عتاب ظاہر کیا اور درحقیقت اُن کا انجام اچھا نہ ہوا اور اکثر وہ بے ایمانی حالت میں ہی مرے۔ غرض خدائے تعالےٰ کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نشان مانگنا کسی قوم کے لئے مبارک نہیں ہوا اور جس نے نشان مانگا وہی تباہ ہوا۔ انجیل میں بھی حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اس وقت کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں ان کو کوئی نشان نہیں دیا جائے گا۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ بالطبع ہر شخص کے دل میں اس جگہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ بغیر کسی نشان کے حق اور باطل میں انسان کیونکر فرق کرسکتا ہے اور اگر بغیر نشان دیکھنے کے کسی کو منجانب اللہ قبول کیا جائے تو ممکن ہے کہ اس قبول کرنے میں دھوکا ہو۔

اس کا جواب وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ خدائے تعالےٰ نے ایمان کا ثواب اکبر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہو اور حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ چند قراین جو وجہ تصدیق ہوسکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا۔
اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے۔ تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا امین ہونا ثابت ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان
کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدائے تعالے پر
جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہر ایک صحابی ایک ایک اخلاقی
یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھ کر اور اپنی نظر دقیق سے
اُس کو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے۔ اور اُن میں سے کسی نے بھی
نشان نہیں مانگا تھا۔ اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے اُن کی
نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقوے کے اعلیٰ
مراتب پر ہیں۔ اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت
رکھتے ہیں۔ اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری تعلیموں سے صاف تر اور
پاک تر اور سراسر نور ہے۔ اور تمام اخلاق حمیدہ میں بے نظیر ہیں۔ اور للہی
جوش اُن میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں۔ اور صداقت اُن کے چہرہ پر
برس رہی ہے۔ پس انہیں باتوں کو دیکھکر انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ درحقیقت
خدائے تعالے کی طرف سے ہیں۔ اس جگہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے
لیکن عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اوائل میں کھلے کھلے معجزات
اور نشان مخفی رہتے ہیں۔ تا صادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پرکھا جائے
یہ زمانہ ابتلا کا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی کھلا نشان ظاہر نہیں

ہوتا۔ پھر جب ایک گروہ صافی دلوں کا اپنی نظر دقیق سے ایمان لے آتا ہے۔
اور عوام کا لانعام باقی رہ جاتے ہیں۔ تو ان پر حجت پوری کرنے کے لئے یا
ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ان نشانوں
سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پہلے ایمان لا چکے تھے۔ اور بعد میں ایمان
لانے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر روز تکذیب سے ان کے دل
سخت ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی مشہور کردہ رائوں کو وہ بدل نہیں سکتے۔ آخر
اُسی کفر اور انکار میں واصل جہنم ہوتے ہیں۔

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو یہ بات سمجھ میں
آجاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ
چیزوں کو مان لیا جاوے۔ اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جائے
یا ایک وافر حصہ اُس کا کھل جائے۔ تو پھر اُس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں
مثلاً اب جو دن کا وقت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں
کہ اب دن ہے رات نہیں ہے۔ تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی۔ اور
اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہے۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہی
ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جس قدر
ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں۔ ان کی عقلوں پر
یہی پردہ پڑا ہوا تھا۔ کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور چاہتے
تھے۔ کہ جب تک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور اُن
کی تعلیم کھل نہ جائے۔ تب تک قبول کرنا مناسب نہیں۔ اور وہ بیوقوف

یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا۔ وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا کہ جس کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے۔ اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے۔ اور مخالفانہ رائوں پر اصرار کر چکے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے۔ غرض نظر دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے۔ اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیا کا شیوہ ہے۔ جس کی وجہ سے کروڑہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا۔ وہ جیسا کہ اس نے فرمادیا ہے۔ ان ہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے۔ جو زیادہ ضد نہیں کرتے اور قرائن مرجحہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پاکر صادق کو قبول کر لیتے ہیں۔ اور صادق کا کلام اور صادق کی راستبازی۔ صادق کی استقامت اور خود صادق کا منہ ان کے نزدیک اس کے صدق پر گواہ ہوتا ہے۔ مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دیجاتی ہے۔

ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا نا سمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لادیں۔ لیکن اس

جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہ ہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہ ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس اس قدر حیرانی ہو۔ **مسیح موعود** کا دعویٰ اس وقت گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جب کہ اُس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی۔ اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی۔ اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے۔ اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔ اور اس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں۔ اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کوئی مخالفانہ اثر ہے۔ تو کیا اس دعویٰ کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے؟ جس کا مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے۔ ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدائے تعالےٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے۔ اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے۔ اور مسلمانوں کو اللہ و رسول کی محبت کی طرف رجوع دلا دے۔ کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے؟

مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقائد پر کچھ اثر پہونچتا۔ تو بے شک ایک ہولناک بات تھی۔

لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میں نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے کون سے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے ہاں ایک پیشگوئی کے وہ معنی کیئے گئے ہیں جو خدائے تعالےٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کھولے ہیں اور قرآن کریم ان معنوں کے صحت کیلئے گواہ ہے اور احادیث صحیحہ بھی اُن کی شہادت دیتے ہیں پھر نہ معلوم کہ اس قدر کیوں شور و غوغا ہے:۔

ہاں طالب حق ایک سوال بھی اس جگہ کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کے لیئے کون سے قرائن موجود ہیں کیوں کہ کسی مدعی کی صداقت ماننے کے لیئے قراین تو چاہیئے خصوصاً آجکل کے زمانہ میں جو مکر و فریب اور بد دیانتی سے بھر ہوا ہے اور دعاوی باطلہ کا بازار گرم ہے۔

اس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالب حق کے لیئے بطور علامات اور قراین کے ہیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو تواتر معنوی تک پہونچ گئی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دیگا اور اسکی کمزوریوں کو دور کرکے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اُسکو لے آویگا اس پیشگوئی کی رو سے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودہویں صدی پر بھی خدائے تعالےٰ کیطرف سے مبعوث

ہونا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے پیش قدمی دکھلاتا سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہؤا۔ اس لئے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا۔ اور احادیث صحیحہ ہو بیکار پکار کر کہتی ہے کہ تیرہویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے۔ میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ چودھوی صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہؤا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں۔ اور صدہا بزرگوار صاحب الہام جھوٹے ٹھیرتے ہیں۔

(۲) اس بات کو بھی سوچنا چاہئے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے۔ اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے۔ اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدائے تعالیٰ کا ہمکلام ہو۔ اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں مثیل ہونے میں کوئی اصلی فضیلت

نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے۔ پھر جس شخص مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہوگیا۔ تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں موسیٰ عیسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں۔ اس تفاول کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں۔ پھر اگر خدائے تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دے کر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھدے۔ تو اس میں کیا استبعاد ہے؟

اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے۔ دلایل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لیے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں۔ جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔ اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے۔ حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو اُن پر اس زمانہ میں کئے گئے۔ اپنے مثالی نزول کے لیے شدت جوش میں تھی۔ اور خدائے تعالےٰ سے درخواست کرتی تھی کہ اس وقت مثالی طور پر

اس کا نزول۔ سو خدائے تعالے نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا۔

یہ ایک سر اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اسکی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بیہودہ اور بیجا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ناحق کا جھوٹ افترا کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فساد اور تہمتوں کے دور کرنے کیلئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقعہ پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جبکہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا اور اسی لئے وہ مصلوب ہوا اور عیسائیوں نے اس بات پر غلو کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کیلئے اس نے صلیب پر جان دی۔ پس جبکہ مسیح علیہ السلام کی بابرکت شان میں ناہنجار یہودیوں نے نہایت خلاف تہذیب جرح کی اور بموجب توریت کے اس آیت کے جو کتاب استثناء میں ہے کہ جو شخص صلیب پر

کھینچا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی
قرار دیا اور مفتری اور کاذب اور ناپاک پیدائش والا ٹھیرایا اور عیسائیوں
نے اُن کی مدح میں اطراد کر کے اُن کو خدا ہی بنا دیا اور اُن پر یہ تہمت لگائی
کہ یہ تعلیم آنہی کی ہے تب بہ اعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی
اور اس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدائے تعالےٰ
سے اپنا قائم مقام چاہا تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ اُن تمام
بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک صاف کریں اور اس کے حق میں صداقت
کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنّا کی انجیل کے ۱۶ باب میں
کہا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی مفید مند
ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں جاؤں تو اُسے تم پاس بھیجدوں گا اور وہ
آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھیرائے
گا گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ
میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے عدالت سے
اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے جب وہ روح
حق آئے گی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی اور روح حق میری
بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی (۱۴) وہ تسلی
دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائیگا

لوکا ۱۳ باب	میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھکو نہ دیکھو گے ۔ اُس وقت تک کہ تم کہو گے
	مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنی مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے ۔

ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اُسے تم پاس بھیجدوں گا۔ اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اُس کے آنے کے لئے تقاضا کریگی اور یہ فقرہ کہ باپ اس کو میرے نام سے بھیجے گا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا ۔ اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کے رو سے وہ مسیح ہوگا ۔ جیساکہ ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے ۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیار کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں ۔کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی ۔ اور آدم بھی اور ابراہیم بھی ۔ اور یوسف بھی اور یعقوب بھی اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے ۔ فبھدیٰھم اقتدہ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے ۔ جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیار کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں ۔ اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلے اللہ علیہ وسلم اسی امر کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔کیونکہ محمدؐ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا ۔ اور غایت درجہ کی تعریف تب ہی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیار کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں ۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی

آیتیں جن کا اسوقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بہ شدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہونچائی یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہمارے مسیح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہونچا۔ فالحمد اللہ۔

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اسوقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعوی بھی کرے گا اور خدائی کا بھی ایسا ہی انہوں نے نبوت کا دعوی اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل

دیئے وہ قواعد ترتیب کئے اور وہ تنسیخ و ترمیم کی جو کہ نبی کا کلام تھا۔
جس حکم کو چاہا قائم کر دیا اور اپنی طرف سے عقائد نامے اور عبادت کے
طریقے گھڑ لئے۔ اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کے
لئے وحی الٰہی ان پر نازل ہو گئی سو الٰہی کتابوں میں اسقدر بیجا دخل دوسرے
رنگ میں نبوت کا دعویٰ ہے اور خدائی کا دعویٰ اس طرح پر کہ اُن کے
فلسفہ والوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدائی کے ہمارے قبضہ
میں آجائیں۔ جیسا کہ ان کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات
ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم بھی مینہہ برسائیں اور نطفہ
کو کسی آلہ میں ڈال کر اور رحم عورت میں پہونچا کر بچے بھی پیدا کریں۔ اور
ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کی تقدیر کچھ چیز نہیں بلکہ ناکامی ہماری بوجہ
غلطی تدبیر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدائے تعالےٰ کی طرف
منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں
کو ہر ایک چیز کی طبعی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے تھک جانے کی حد
انتہا کا نام خدا اور خدا کی تقدیر رکھا تھا اب علل طبعیہ کا سلسلہ جب بکلی
لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو یہ خام خیالات خود بخود دور ہو جائیں گے۔
پس دیکھنا چاہئے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے یہ اقوال خدائی
کا دعویٰ ہے یا کچھ اور ہے اسی وجہ سے ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں
کہ کسی طرح مردے بھی زندہ ہو جائیں اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی
فلاسفروں کا انہیں باتوں کا تجربہ کر رہا ہے اور مینہہ برسانے کا کارخانہ

تو شروع ہو گیا اور ان کا منشاء ہے کہ بجائے اسکے کہ لوگ مینہہ کیلئے
خدائے تعالےٰ سے دعا کریں یا استسقاء کی نماز پڑہیں گورنمنٹ
میں ایک عرضی دیدیں کہ فلاں کھیت میں مینہہ برسایا جائے۔ اور یورپ میں یہ کوشش
ہو رہی ہے کہ نطفہ رحم میں ٹھہرانے کیلئے کوئی کل پیدا ہو۔ اور نیز یہ بھی کہ
کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کرلیں اور جب چاہیں لڑکی اور ایک مرد کا نطفہ لیکر اور
کسی پچکاری میں رکھکر کسی عورت کے رحم میں چڑہا دیں اور اس تدبیر سے
اسکو حمل کردیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ خدائی پر قبضہ کرنے کی فکر ہے
یا کچھ اور ہے اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال اول نبوت کا دعویٰ
کرے گا پھر خدائی کا اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ چند روز نبوت
کا دعویٰ کر کے پھر خدا بننے کا دعویٰ کرے گا۔ تو یہ معنی صریح باطل ہیں
کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ
خدائے تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدائے تعالیٰ
کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام
سُنا وے جو اسپر خدائے تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک
اُمت بنا دے جو اسکو نبی سمجھتی اور اسکی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے اب
سمجھنا چاہیئے کہ ایسا دعویٰ کرنے والا اُسی امت کے روبرو خدائی کا دعویٰ
کیونکر کرسکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدا
تعالےٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدائے تعالیٰ کا کلام ہم کو سُناتا تھا اور اب
اس سے انکار ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے پھر جب اول دفعہ تیرے ہی

اقرار سے تیرا جھوٹ ثابت ہوگیا تو دوسرا دعویٰ کیونکر سچا سمجھا جاوے
جس نے پہلے خدائے تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرلیا اور اپنے تئیں بندہ قرار
دے دیا اور بہت سا الہام اپنا لوگوں میں شائع کردیا کہ یہ خدائے تعالےٰ
کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کرکے خدا ٹھہر سکتا
ہے اور ایسے کذاب کو کون قبول کرسکتا ہے۔ سو یہ معنی جو ہمارے علماء
لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں صحیح معنی یہی ہیں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد دخل
در امور نبوت اور خدائی سے دعویٰ دخل در امور خدائی ہے جیسا کہ
آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آرہی ہیں۔ ایک فرقہ ان میں سے
انجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اس پر آیتیں نازل ہو
رہی ہیں۔ اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اس قدر دخل دے رہا ہے
کہ گویا خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔
غرض یہ دجالیت عیسائیوں کی اس زمانہ میں کمال درجہ تک پہونچ گئی
ہے اور اس کے قائم کرنے کے لئے پانی کی طرح انہوں نے اپنے مالوں
کو بہا دیا ہے اور کروڑ ہا مخلوقات پر بد اثر ڈالا ہے۔ تقریر سے تحریر سے
مال سے عورتوں گانے سے بجانے سے تماشے دکھلانے سے ڈاکٹر کھلانے
سے غرض ہر ایک پہلو سے ہر ایک طریق سے ہر ایک پیرایہ سے ہر ایک ملک
پر انہوں نے اثر ڈالا ہے چنانچہ چھ کروڑ تک ایسی کتاب تالیف ہوچکی
ہے جس میں یہ غرض ہے کہ دنیا میں یہ ناپاک طریق عیسیٰ پرستی کا پھیل
جائے پس اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیح کی روحانیت کو جوش

آیا اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں دنیا میں اپنا نزول چاہا اور جب
اُن میں مثالی نزول کے لئے اشد درجہ کی توجہ اور خواہش پیدا ہوئی تو
خدائے تعالیٰ نے اُس خواہش کے موافق و حال موجودہ کے نابود کرنے کے
لئے ایسا شخص بھیج دیا جو اُن کی روحانیت کا نمونہ تھا۔ وہ نمونہ مسیح علیہ السلام
کا روپ بن کر مسیح موعود کہلایا۔ کیونکہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا۔
یعنی حقیقت عیسویہ اس سے متحد ہو گئے تھے۔ اور مسیح کی روحانیت کے
تقاضا سے وہ پیدا ہوا تھا پس حقیقت عیسویہ اس میں ایسی منعکس ہو گئی
جیسا کہ آئینہ میں اشکال۔ اور چونکہ وہ نمونہ حضرت مسیح کی روحانیت کے تقاضا
سے ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس لئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ
حضرت عیسیٰ کی روحانیت نے قادر مطلق عز اسمہ سے بوجہ اپنے جوش کے
اپنی ایک شبیہہ چاہی۔ اور چاہا کہ حقیقت عیسویہ اس شبیہہ میں رکھی جاوے۔
تا اس شبیہہ کا نزول ہو۔ پس ایسا ہی ہو گیا۔ اس تقریر میں اس وہم کا بھی جواب
ہے کہ نزول کے لئے مسیح کو کیوں مخصوص کیا گیا۔ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ
موسیٰ نازل ہوگا یا ابراہیم نازل ہوگا۔ یا داؤد نازل ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ
صاف طور پر کھل گیا کہ موجودہ فتنوں کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی
ضروری تھا۔ کیونکہ مسیح کی ہی قوم بگڑی تھی۔ اور مسیح کی قوم میں ہی دجالیت
پھیلی تھی۔ اس لئے مسیح کی روحانیت کو ہی جوش آنا لائق تھا۔ یہ وہ دقیق
معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے۔ اور یہ بھی کھلا
کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانے کے گذرنے کے بعد کہ خیر اور اصلاح اور غلبہ

توحید کا زمانہ ہوگا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑی زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی تب کہ قہری شبیہ میں اس کا نزول ہوکر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالایق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لیے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہوکر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ معنی اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر انکا نام محمد یا احمد تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ان فسادوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ

رہی ہے جو حضرت عیسیٰ کی امت کو پیش آئے اور آجتک ہزارہا صلحا اور
اتقیا اس امت میں موجود ہیں کہ جو محبہ دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں
پنج وقت توحید کی اذان مسجد میں ایسی گونج پڑتی ہے کہ آسمان تک محمدی
توحید کی شعاعیں پہونچتی ہیں پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح عیسائیوں کے
دل آزار وعظوں اور نفرتی کاموں اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوت میں
بیجا دخلوں اور خدا ئے تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا اس زمانہ میں
یہ جوش حضرت موسیٰ کی روح میں بھی اپنی امت کے لئے نہیں آسکتا تھا کیونکہ
وہ تو نابود ہو گئی اور اب صفحہ دنیا میں ذریت ان کی بجز چند لاکھ کے باقی
نہیں اور وہ بھی ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق اور
اپنی دنیا داری کے خیالات میں غرق اور نظروں سے گرے ہوئے ہیں
لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے
اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں
کو دلوں میں جاگزین کر رہی ہے بعض واعظوں کے رنگ میں پھرتے ہیں بعض گویے
بنکر گیت گاتے ہیں بعض شاعر بنکر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں بعض
جوگی بن کر اپنے خیالات کو شائع کرتے پھرتے ہیں بعض نے یہی خدمت لی ہے
کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی محرف انجیل کا ترجمہ کرکے اور ایسا ہی دوسری
کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں
بعض تھیٹر کے پیرایہ میں اسلام کی بری تصویر لوگوں کے

دلوں میں جماتے ہیں۔ اور ان کاموں میں کروڑہا روپیہ ان کا خرچ ہوتا ہے۔ اور بعض ایک فوج بناکر اور مکتی فوج اُس کا نام رکھکر ملک بہ ملک پھرتے ہیں۔ اور ایسا ہی اور اور کارروائیوں نے بھی جو اُن کے مرد بھی کرتے ہیں۔ اور اُن کی عورتیں بھی کروڑہا بندگان خدا کو نقصان پہونچایا ہے۔ اور بات انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ اس لیے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح کی روحانیت جوش میں آتی۔ اور اپنی شبیہ کے نزول کے لیے جو اُس کی حقیقت سے متحد ہو تقاضا کرتی۔ سو اس عاجز کے صدق کی شناخت کے لیے یہ ایک بڑی علامت ہے مگر ان کے لیے جو سمجھتے ہیں اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں۔ اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ ایک فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کبھی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے۔ جس کو کہتے ہیں فلاں ولی موسیٰ کے قدم پر ہے۔ اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرب اور ابراہیمی المشرب نام رکھتے ہیں۔ وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

(۳) تیسری علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اس عاجز سے بہت سے سال پہلے اس عاجز کے آنے کی خبر دی ہے۔ یہانتک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال بتصریح بتلایا ہے۔ جیساکہ نشان آسمانی میں لکھ چکا ہوں۔

(۴) چوتھی علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کے لئے مذاہب غیر کیطرف

روانہ کیے۔ بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا ہوگا جس کی طرف خط رجسٹری کرکے نہ بھیجا ہو۔ مگر سب پر حق کا رعب چھا گیا۔ اب جو ہماری قوم کے مولوی لوگ اس دعوت میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ان کی دروغگوئی اور نجاست خواری ہے مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے سامنے مقابلہ کے لئے آئے گا۔ تو میں اس پر غالب ہونگا۔ اور وہ ذلیل ہوگا۔ پھر یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کیوں اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ نہیں کرانے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہدیں کہ یہ شخص درحقیقت مفتری ہے۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہم ذمہ وار ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دیگا۔ میں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جائداد یعنی اراضی وغیرہ بطور وراثت میرے قبضہ میں آئی ہے۔ بحالت دروغگو نکلنے کے وہ سب اس پادری یا پنڈت کو دیدوں گا۔ اگر وہ دروغگو نکلا تو بجز اس کے اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا۔ یہ بات میں نے اپنے جی میں جزماً ٹھیرائی ہے۔ اور تہ دل سے بیان کی ہے۔ اور اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ اور اشتہار دینے کے لئے مستعد بلکہ میں نے بارہ ہزار اشتہار شائع کر دیا ہے۔ بلکہ میں بلاتا بلاتا تھک گیا کوئی پنڈت پادری نیک نیتی سے سامنے نہیں آیا۔ میری سچائی کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ میں اس مقابلے کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھلانے کا دعویٰ نہ کرے

تو ایسا پنڈت یا پادری صرف اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دے کہ میں صرف ایک طرفہ کوئی امر خارق عادت دیکھنے کو تیار ہوں اور اگر امر خارق عادت ظاہر ہو جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کر سکوں تو فی الفور اسلام قبول کرونگا تو یہ تجویز بھی مجھے منظور ہے کہ کوئی مسلمانوں میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بیدین کہتے ہیں اور دجال نام رکھتے ہیں بمقابل کسی پادری کے اُسکا امتحان کر لیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں (۵) پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں اُنکے ملہموں کو چاہیئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائید الہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کا روے چاہیں مجھکو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو کفر کے فتوی دینے والے جو الہاماً میرے مخاطب ہیں یعنی جنکو مخاطب ہونے کے لئے الہام الہی مجھکو ہو گیا ہے پہلے لکھدیں اور شائع کرا دیں کہ اگر کوئی خارق عادت امر دیکھیں تو بلاچون و چرا دعوی کو منظور کر لیں۔ میں اس کام کیلئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے ساتھ ہے لیکن مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایسا مقابلہ صرف ائمۃ الکفر سے کروں انہیں سے مباہلہ کروں اور انہیں سے اگر وہ چاہیں یہ مقابلہ کروں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کرینگے کیونکہ حقانیت کے اُنکے دلوں پر رعب ہیں وہ اپنے اور زیادتی کو خوب جانتے ہیں وہ ہرگز مباہلہ نہیں کرینگے مگر میری طرف سے عنقریب کتاب دافع الوساوس میں اُنکے

نام اشتہار جاری ہو جائیں گے۔

رہے احادالناس کہ جو امام اور فضلاء علم کے نہیں ہیں اور نہ ان کا فتویٰ ہے ان کے لئے مجھے یہ حکم ہے۔ کہ اگر وہ خوارق دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو صحبت میں رہیں۔ خدائے تعالیٰ غنی بے نیاز ہے جب تک کسی میں تذلل اور انکسار نہیں دیکھتا اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا۔ لیکن وہ اس عاجز کو ضائع نہیں کریگا۔ اور اپنی حجت دنیا پر پوری کردے گا۔ اور کچھ زیادہ دیر نہ ہوگی۔ کہ وہ اپنے نشان دکھلا دے گا۔ لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے قبول کر گئے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں۔ اور وہ صادق ہیں۔ جن میں دغا نہیں۔ نشانوں کے مانگنے والے حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے۔ کہ ہم کو رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو ان بزرگ لوگوں کو ہوئی جنہوں نے قرائن سے قبول کیا۔ اور کوئی نشان نہیں مانگا۔

سو یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔" جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں۔ ان کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے۔ کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بے وقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ کیا یہ استقامت

اور جرأت کسی کذاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اسکے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگرا اور دل ہوتا ہے۔ کہ ایک فرد تمام جہاں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں۔ کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا۔ اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے۔ کہ گویا اس نے ہزاروں نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے۔ خدائے تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے۔ جنہوں نے دقیق نظر سے مجھکو دیکھا۔ اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا۔ اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے حق تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے۔ جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حکم بناتا ہے۔ اور میری راہ پر چلتا ہے۔ اور اطاعت میں فانی ہے۔ اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا

ہے۔ کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے
لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے۔ جو ان راستبازوں
کو ملیں گے۔ جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ کی
چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا۔ اس کی خوشبو ان کو آگئی۔ انسان
کا اس میں کیا کمال ہے۔ کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ
پھر اسکو سلام کرے باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے
اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں
ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہو ایمانی فراست اس کو عطا
کرتا ہے۔ انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور یہی باتیں
ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے۔ زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اب
میں جانتا ہوں۔ کہ نشانوں کے بارہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ
جانتا ہے۔ کہ یہ بات صحیح اور راست ہے کہ اب تک تین ہزار کے قریب یا کچھ
زیادہ وہ امور میرے لئے خدائے تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں۔ جو انسانی
طاقتوں سے بالاتر ہیں۔ اور آئندہ ان کا دروازہ بند نہیں۔ ان نشانوں کے
لئے ادنیٰ ادنیٰ میعادوں کا ذکر کرنا بیادب سے دور ہے۔ خدا تعالےٰ غنی
بے نیاز ہے۔ جب مکہ کے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھتے
تھے۔ کہ نشان کب ظاہر ہوں گے۔ تو خدا تعالےٰ نے کبھی یہ جواب نہ دیا۔ کہ
فلاں تاریخ نشان ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ یہ سوال ہی بے ادبی سے پُر تھا اور
گستاخی سے بھرا ہوا تھا۔ انسان اس نابکار اور بے بنیاد دنیا کے لئے سالہا سال

انتظاروں میں وقت خرچ کر دیتا ہے۔ ایک امتحان دینے میں کئی برسوں سے تیاری کرتا ہے۔ وہ عمارتیں شروع کرا دیتا ہے۔ جو برسوں میں ختم ہوں۔ وہ پودے باغ میں لگاتا ہے۔ جن کا پھل کھانے کے لئے ایک دور زمانہ تک انتظار کرنا ضروری ہے پھر خدا تعالےٰ کی راہ میں کیوں جلدی کرتا ہے۔ اس کا باعث بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے انسان خدائے تعالیٰ سے نشان طلب کرتا ہے۔ اور اپنے دل میں مقرر نہیں کرتا کہ نشان دیکھنے کے بعد اس کی راہ میں کونسی جانفشانی کروں گا اور کس قدر دنیا کو چھوڑ دوں گا۔ اور کہاں تک خدائے تعالےٰ کے مامور بندے کے پیچھے ہو چلوں گا۔ بلکہ غافل انسان ایک تماشا کی طرح نشان کو سمجھتا ہے۔ حواریوں نے حضرت مسیحؑ سے نشان مانگا تھا۔ کہ ہمارے لئے مائدہ اترے تا بعض شبہات ہمارے جو آپ کی نسبت ہیں دور ہو جائیں۔ پس اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں حکایتاً حضرت عیسیٰؑ کو فرماتا ہے۔ کہ ان کو کہہ دے کہ میں اس نشان کو ظاہر کر دوں گا۔ لیکن پھر اگر کوئی شخص مجھ کو ایسا نہیں مانے گا کہ جو حق ماننے کا ہے۔ تو میں اس پر وہ عذاب نازل کروں گا جو آج تک کسی پر نہ کیا ہوگا۔ تب حواری اس بات کو سن کر نشان مانگنے سے تائب ہو گئے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس قوم پر ہم نے عذاب نازل کیا ہے نشان دکھلانے کے بعد کیا ہے اور قرآن کریم میں کئی جگہ فرماتا ہے کہ نشان نازل ہونا عذاب نازل ہونے کی تمہید ہے۔ وجہ یہ کہ جو شخص نشان مانگتا ہے اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد یک لخت دنیا سے دست بردار ہو جائے۔ اور فقیرانہ دلق پہن

لے اور خدا تعالیٰ کی حکمت اور ہیبت دیکھ کر اس کا حق ادا کرے۔ لیکن چونکہ غافل انسان اس درجہ کی فرمانبرداری کر نہیں سکتا۔ اس لئے شرطی طور پر نشان دیکھنا اس کے حق میں وبال ہوجاتا ہے۔ کیونکہ نشان کے بعد خدا تعالیٰ کی حجت اس پر پوری ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر پھر بھی کامل اطاعت کے بجالانے میں کچھ کسر رکھے تو غضب الٰہی مستولی ہوتا ہے۔ اور اس کو نابود کردیتا ہے۔

تیسرا سوال آپ کا استخارہ کے لئے ہے جو درحقیقت استخبارہ ہے۔ پس آپ پر واضح ہو۔ کہ جو مشکلات آپ نے تحریر فرمائی ہیں۔ درحقیقت استخارہ میں ایسی مشکلات نہیں ہیں۔ میری مراد میری تحریر میں صرف اسقدر ہے۔ کہ استخارہ ایسی حالت میں ہو کہ جب جذبات محبت اور جذبات عداوت کسی تحریک کی وجہ سے جوش میں نہ ہوں۔ مثلاً ایک شخص کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے۔ اور غصہ اور عداوت کے اشتعال میں سوگیا ہے۔ تب وہ شخص جو اس کا دشمن ہے۔ اس کو خواب میں کتے یا سؤر کی شکل میں نظر آیا ہے۔ یا کسی اور درندہ کی شکل میں دکھائی دیا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ کہ شاید درحقیقت یہ شخص عنداللہ کتا یا سؤر ہی ہے۔ لیکن یہ خیال اس کا غلط ہے۔ کیونکہ جوش عداوت میں جب دشمن خواب میں نظر آوے۔ تو اکثر درندوں کی شکل میں یا سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ درحقیقت وہ بدآدمی ہے کہ جو ایسی شکل میں ظاہر ہوا ایک غلطی ہے۔ بلکہ چونکہ دیکھنے والے کی طبیعت اور خیال میں وہ درندوں کی طرح تھا۔ اس لئے خواب میں درندہ ہوکر اس کو دکھائی دیا۔ سو میرا مطلب یہ

ہے۔ کہ خواب دیکھنے والا جذبات نفس سے خالی ہو۔ اور ایک آرام یافتہ اور سراسر رو بحق دل سے محض اظہار حق کی غرض سے استخارہ کرے۔ میں یہ عہد نہیں کر سکتا۔ کہ ہر ایک شخص کو ہر ایک حالت نیک یا بد میں ضرور خواب آجائے گی۔ لیکن آپ کی نسبت میں کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ چالیس روز تک رو بحق ہو کر بشرائط مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں۔ تو میں آپ کے لئے دعا کرونگا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہو۔ تا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفل حج سے ثواب زیادہ ہے۔ اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔ سچی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کر دیتی ہے۔ اور دل پر ایک نور کا اثر ڈالتی ہے اور میخ آہنی کی طرح اندر کھب جاتی ہے۔ اور دل اس کو قبول کر لیتا ہے۔ اور اس کی نورانیت اور ہیبت بال بال پر طاری ہو جاتی ہے۔ میں آپ سے عہد کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ میرے روبرو میری ہدایت اور تعلیم کے موافق اس کار میں مشغول ہوں۔ تو میں آپ کے لئے بہت کوشش کروں گا۔ کیونکہ میرا خیال آپ کی نسبت بہت نیک ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں۔ کہ آپ کو ضائع نہ کرے۔ اور رشد اور سعادت میں ترقی دے۔ اب میں نے آپ کا وقت بہت لے لیا۔ ختم کرتا ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

آپ کا مکرر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی۔

اور وہ یہ ہے۔ کہ استخارہ کے لئے ایسی دعا کی جائے۔ کہ ہر ایک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عزیز من یہ بات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ کہ وہ شیاطین کو ان کے مواضع مناسبہ سے معطل کر دیوے۔ اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطٰن فی امنیّتہ فینسخ اللّٰہ ما یلقی الشیطان ثمّ یحکم اللّٰہ اٰیٰتہ واللّٰہ علیم الحکیم یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اس کی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا کرے۔ یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے۔ تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملاوے۔ یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے۔ تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے۔ اس دخل کو اٹھا دیتی ہے۔ اور منشاء الٰہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نبی کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں۔ اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ لیکن قرآن کی وحی دوسری وحی سے جو صرف منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلی رکھتی ہے۔ اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے۔ اور ہر ایک بات اس کی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ برکت روح القدس سے اس

کلام میں رکھی جاتی ہے - لہذا ہر ایک بات جو نبی کی توجہ تام سے اور اس کے خیال کی پوری مصروفیت سے اس کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے - تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں۔ جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔ اب اللہ جل شانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے ۔کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے ۔بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے - اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کے لئے تمنا کرتا ہے ۔تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے ۔کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے ۔پس چونکہ ہر ایک بات جو اس کے منہ سے نکلتی ہے وحی ہے ۔ اس لئے جب اس کے اجتہاد میں غلطی ہو گئی۔ تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہاد کی اب خدا تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جس کو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مس شیطانی سے مخلوط ہو جاتی ہے ۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنا کرتا ہے ۔کہ یوں ہو جائے ۔ تب ایسا ہی خیال اس کے دل میں گذرتا ہے جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کے لئے ارادہ کر لیتا ہے تب فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے ۔ نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے ۔ اور وحی متلو شیطان کی دخل سے بکلی منزہ ہوتی ہے کیونکہ وہ سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور قول

ثقیل اور شدید النزول بھی ہے۔ اور اس کی تیز شعائیں شیطان کو جلاتی ہیں۔ اس لیے شیطان اس کے نام سے دور بھاگتا ہے۔ اور نزدیک نہیں آسکتا۔ اور نیز ملائک کی کامل محافظت اس کے اردگرد ہوتی ہے لیکن وحی غیر متلو جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے یہ قوت نہیں رکھتی۔ اس لئے اس لئے تمنا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے۔ پھر وحی متلو اس دخل کو اٹھا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے۔ جو بعد میں رفع کی گئی۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جس حالت میں خدائے تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے۔ کہ نبی بلکہ رسول کی ایک قسم کی وحی میں بھی جو وحی غیر متلو ہے۔ شیطان کا دخل بموجب قرآن کریم کی تصریح کے ہوسکتا ہے۔ تو پھر کسی دوسرے شخص کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانون قدرت کی تبدیل کی درخواست کرے۔ ماسوا اس کے صفائی اور راستی خواب کی اپنی پاک باطنی اور سچائی اور طہارت پر موقوف ہے۔ یہی قدیم قانون قدرت ہے۔ جو اس کے رسول کریم کی معرفت ہم تک پہنچا ہے۔ کہ سچی خوابوں کے لئے ضرور ہے کہ بیداری کی حالت میں انسان ہمیشہ سچا اور خدائے تعالیٰ کے لئے راستباز ہو۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس قانون پر چلے گا۔ اور اپنے دل کو راست گوئی اور راست روی اور راست منشی کا پورا پابند کرلے گا۔ تو اس کی خوابیں سچی ہوں گی۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا یعنی جو شخص باطل خیالات

اور باطل نیات اور باطل اعمال اور باطل عقائد سے اپنے نفس کو پاک کر لیوے۔ وہ شیطان کی بند سے رہائی پا جائے گا۔ اور آخرت میں عقوبات اخروی سے رستگار ہوگا۔ اور شیطان اس پر غالب نہیں آسکے گا ایسا ہی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی اے شیطان میرے بندے جو ہیں جنہوں نے میری مرضی کی راہوں پر قدم مارا ہے۔ ان پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا۔ سو جب تک انسان تمام کجیوں اور نالائق خیالات اور بیہودہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف آستانۂ الٰہی پر گرا ہوا نہ ہو جائے۔ جب تک وہ شیطان کی کسی عادت سے مناسبت رکھتا ہے اور شیطان مناسبت کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس پر دوڑتا ہے۔

اور جب کہ یہ حالت ہے۔ تو میں الٰہی قانون قدرت کے مخالف کونسی تدبیر کر سکتا ہوں کہ کسی سے شیطان اس کے خواب میں دور رہے۔ جو شخص ان راہوں پر چلے گا جو رحمانی راہیں ہیں خود شیطان اس سے دور رہے گا۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ جب کہ شیطان کے دخل سے بکلی امن نہیں۔ تو ہم کیونکر اپنی خوابوں پر بھروسہ کرلیں۔ کہ وہ رحمانی ہیں۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک خواب کو ہم رحمانی سمجھیں اور در اصل وہ شیطانی ہو اور یا شیطانی خیال کریں اور در اصل وہ رحمانی ہو تو اس وہم کا جواب یہ ہے۔ کہ رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے

نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جو چیز ناپاک اور گندے پانی سے نکلی ہے اس کا گند اور اس کی بدبو فی الفور آجاتی ہے۔ سچی خوابیں خود خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا۔ اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتے ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ اس کے کسی مجلسی کو بطور گواہ ٹھہرانے کے لئے وہی خواب یا اس کے کوئی حصہ دکھلا دیتا ہے۔ تب اس خواب کو دوسرے کی خواب سے قوت مل جاتی ہے۔ سو بہتر ہے۔ کہ آپ کسی اپنے دوست کو رفیق خواب کرلیں جو صلاحیت اور تقویٰ رکھتا ہو اور اس کو کہہ دیں کہ جب کوئی خواب دیکھے لکھ کر دکھلا دے اور آپ بھی لکھ کر دکھلا دیں۔ تب امید ہے۔ کہ اگر سچی خواب آئے گی تو اس کے کئی اجزاء آپ کی خواب میں اور اس رفیق کی خواب میں مشترک ہوں گے۔ اور ایسا اشتراک ہوگا۔ کہ آپ تعجب کریں گے افسوس کہ اگر میرے روبرو آپ ایسا ارادہ کر سکتے۔ تو میں غالب امید رکھتا تھا کہ کچھ عجوبہ قدرت ظاہر ہوتا میری حالت ایک عجیب حالت ہے۔ بعض دن ایسے گذرتے ہیں۔ کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہوجاتی

ہیں۔ اور بعض مدت دراز کے بعد پوری ہوتی ہیں۔ صحبت میں رہنے والا محروم نہیں رہ سکتا۔ کچھ نہ کچھ تائیدالٰہی دیکھ لیتا ہے۔ جو اس کی باریک بین نظر کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اب میں متواتر دیکھتا ہوں۔ کہ کوئی امر ہونے والا ہے۔ میں قطعاً نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد یا دیر سے ہوگا۔ مگر آسمان پر کچھ تیاری ہو رہی ہے۔ تا خدا تعالیٰ بدظنوں کو ملزم اور رسوا کرے۔ کوئی دن یا رات کم گذرتی ہے۔ جو مجھ کو اطمینان نہیں دیا جاتا۔ یہی خط لکھتے لکھتے یہ الہام ہُوا۔ الحق الحق ویکشف الصدق ویخسر الخاسرون یاتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی ان ربک فعال لما یرید یعنی حق ظاہر ہوگا۔ اور صدق کھل جائے گا۔ اور جنہوں نے بدظنیوں سے زیاں اٹھایا وہ ذلت اور رسوائی کا زیان بھی اٹھائیں گے۔ نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام ظاہر ہو جائیگا۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا یہ کب ہوگا۔ اور جو شخص جلدی کرتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کو اس کی ایک ذرہ بھی پروا نہیں وہ غنی ہے دوسرے کا محتاج نہیں۔ اپنے کاموں کو حکمت اور مصلحت سے کرتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کی آزمائش کرکے پیچھے سے اپنی تائید دکھلاتا ہے۔ کہ پہلے سے نشان ظاہر ہوتے تو صحابہ کبار اور اہل بیت کے ایمان اور دوسرے لوگوں کے ایمانوں میں فرق کیا ہوتا۔ خدائے تعالیٰ اپنے عزیزوں اور پیاروں کی عزت ظاہر کرنے کے لئے نشان دکھلانے میں کچھ توقف ڈال دیتا ہے۔ تا لوگوں پر ظاہر ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کے خاص بندے نشانوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ اور تا ان کی فراست اور دوربینی سب پر ظاہر ہو جائے۔ اور ان کے مرتبہ عالیہ میں کسی کو کلام نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام

سے بہتر آدمی اوائل میں اس بد خیال سے پھر گئے۔ اور مرتد ہو گئے کہ آپ نے ان کو کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ ان میں سے بارہ قائم رہے۔ اور بارہ میں سے پھر ایک مرتد ہو گیا۔ اور جو قائم رہے انہوں نے آخر میں بہت سے نشان دیکھے۔ اور عنداللہ صادق شمار ہوئے۔

مگر میں آپ کو کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ چالیس روز تک میری صحبت میں آجائیں تو مجھے یقین ہے کہ میرے قرب و جوار کا اثر آپ پر پڑے۔ اور اگرچہ میں عہد کے طور پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر میرا دل شہادت دیتا ہے۔ کہ کچھ ظاہر ہوگا۔ جو آپ کو کھینچ کر یقین کی طرف لے جائے گا۔ اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ہونے والا ہے۔ مگر ابھی خدائے تعالیٰ اپنی سنّت قدیمہ سے دو گروہ بنانا چاہتا ہے۔ اگر ایک وہ گروہ جو نیک ظنّی کی برکت سے میری طرف آتے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ گروہ جو بدظنّی کی شامت سے مجھ سے دور پڑتے جاتے ہیں۔

اور میں نے آپ کے اس بیان کو افسوس کے ساتھ پڑھا جو آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجرّد قیل و قال سے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو ازراہ تودد و مہربانی ورحم اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اکثر فیصلے دنیا میں قیل و قال سے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ صرف باتوں کے ثبوت یا عدم ثبوت کے لحاظ سے ایک شخص وعدالت نہایت اطمینان کے ساتھ پھانسی دے سکتی ہے اور ایک شخص کو تہمت خون سے بری کر سکتی ہے۔ واقعات کے ثبوت یا عدم ثبوت پر تمام مقدمات فیصلہ پاتے ہیں۔ کسی فریق سے یہ سوال نہیں ہوتا۔

کہ کوئی آسمانی نشان دکھلا دے۔ تب ڈگری ہوگی یا فقط اس صورت میں
مقدمہ ڈسمس ہوگا۔ کہ جب مدعا علیہ سے کوئی کرامت ظہور میں آوے۔ بلکہ
اگر کوئی مدعی بجائے واقعات کے ثابت کرنے کے ایک سوٹی کا سانپ بناکر
دکھلادیوے یا ایک کاغذ کا کبوتر بناکر عدالت میں اڑا دے۔ تو کوئی حاکم صرف
ان وجوہات کی رو سے اس کو ڈگری نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ باقاعدہ
صحت دعویٰ ثابت نہ ہو اور واقعات پرکھے نہ جائیں۔ پس جس حالت میں
واقعات کا پرکھنا ضروری ہے۔ اور میرا یہ بیان ہے۔ کہ میرے تمام دعاوی
قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اولیاء گزشتہ کی پیشگوئیوں سے
ثابت ہیں۔ اور جو کچھ میری مخالف تاویلات سے اصل مسیح کو دوبارہ دنیا
میں نازل کرنا چاہتے ہیں۔ نہ صرف عدم ثبوت کا داغ ان پر ہے۔ بلکہ یہ خیال
بہ بداہت قرآن کریم کی نصوص بیّنہ سے مخالف پڑا ہوا ہے۔ اور اس کے
ہر ایک پہلو میں اس قدر مفاسد ہیں۔ اور اسقدر خرابیاں ہیں۔ کہ ممکن نہیں
کہ کوئی شخص ان سب کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر پھر اس کو بدیہی البطلان
نہ کہہ سکے۔ تو پھر ان حقائق اور معارف اور دلائل اور براہین کو کیونکر فضول قیل و
قال کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم بھی تو بظاہر قیل و قال ہی ہے۔ جو عظیم الشان معجزہ
اور تمام معجزات سے بڑھ کر ہے۔ معقولی ثبوت تو اول درجہ پر ضروری ہوتے
ہیں۔ بغیر اس کے نشان ہیچ ہیں۔ یاد رہے۔ کہ جن ثبوتوں پر مدعا علیہ کو عدالتوں
میں سزائے موت دی جاتی ہے وہ ثبوت ان ثبوتوں سے کچھ بڑھ کر نہیں
ہیں۔ جو قرآن اور حدیث اور اقوال اکابر اور اولیاء کرام سے میرے پاس موجود

ہیں۔ مگر غور سے دیکھنا اور سمجھ سے سننا شرط ہے۔
میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور کھول کر دکھلا دیا ہے۔ کہ جو لوگ اس انتظار میں اپنی عمر اور وقت کو کھوتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح پھر اپنے خاکی قالب کے ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشاء کلام الٰہی سے دور جا پڑے ہیں۔ اور کیسے چاروں طرف کے فسادوں اور خرابیوں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے۔ مسیح موعود کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے۔ وہ جبھی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیل مسیح لیا جائے جو اسی امت میں پیدا ہو۔ اور نیز دجال سے مراد ایک گروہ لیا جاوے۔ اور دجال خود گروہ کو کہتے ہیں بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے بڑی ذلت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یک طرف چھوڑ دیا ہے۔ وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاہت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر مغرور ہیں۔ مگر ان کو شرمندہ کرنے والا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔
میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دل پر کیا اثر پڑے گا۔ مگر میں نے ایک واقعی نقشہ آپ کے سامنے کھینچ کر دکھلا دیا ہے۔ ملاقات نہایت ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لاویں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور بللہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے

ہوتا ہے۔ اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ ایدکم اللہ من عندہ ورحمکم فی الدنیا والاٰخرۃ والسلام

خاکسار

دہم دسمبر ۱۸۹۲ء غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(نوٹ)

اس خط کو کم سے کم تین مرتبہ غور سے پڑھیں۔ یہ خط اگرچہ بظاہر آپ کے نام ہے اس کی بہت سی عبارتیں دوسروں کے اوہام دور کرنے کے لئے ہیں۔ گو آپ ہی مخاطب ہیں

مکتوب نمبر ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خاں صاحب سلمہ تعالیٰ

آتھم کی پیشگوئی پر تذبذب اور احباب کا تعین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو آج کی ڈاک میں ملا۔ آتھم کے زندہ رہنے کے بارے میں میرے دوستوں کے بہت خط آئے لیکن یہ پہلا خط ہے جو تذبذب اور تردد اور شک اور سوءظن سے بھرا ہوا تھا ایسے ابتلاء کے موقعہ پر جو لوگ اصل حقیقت سے بے خبر تھے جس ثابت قدمی سے اکثر دوستوں نے خط بھیجے ہیں تعجب میں ہوں کہ کس قدر سوز یقین کا خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دیا۔ اور بعض نے ایسے موقعہ پر

نئے سرے بیعت کی

صحبت کا اثر ایمان کو قوی کرتا ہے۔

اس نیت سے کہ تا ہمیں زیادہ ثواب ہو ان دوبارہ بیعت کرنے والوں میں چودھری رستم علی رضی اللہ عنہ کا نام مجھے معلوم ہے۔ عرفانی، بہرحال آپ کا خط پڑھنے سے اگرچہ آپ کے ان الفاظ سے بہت ہی رنج ہوا جن کے استعمال کی نسبت ہرگز امید نہ تھی۔ لیکن چونکہ دلوں پر اللہ جل شانہ کا تصرف ہے اس لئے سوچا کہ کسی وقت اگر اللہ جل شانہ نے چاہا تو آپ کے لئے دعا

کی ہے۔ نہایت مشکل یہ ہے کہ آپ کو اتفاق ملاقات کا کم ہوتا ہے۔ اور دوست اکثر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ کتنے مہینوں سے ایک جماعت میرے پاس رہتی ہے۔ جو کبھی پچاس کبھی ساٹھ اور کبھی ستر سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور معارف سے اطلاع پاتے رہتے ہیں۔ اور آپ کا خط کبھی خواب خیال کی طرح آجاتا ہے۔ اور اکثر نہیں۔

سوال کا جواب اب آپ کے سوال کی طرف توجہ کر کے لکھتا ہوں کہ جس طرح آپ سمجھتے ہیں ایسا نہیں۔ بلکہ درحقیقت یہ فتح عظیم ہے۔ مجھے خدائے تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ عبداللہ آتھم نے حق کی عظمت قبول کری۔ اور سچائی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے سزائے موت سے بچ گیا ہے۔ اور اس کی آزمائش یہ ہے کہ اب اس سے ان الفاظ میں اقرار لیا جائے تا اس کی اندرونی حالت ظاہر ہو۔ یا اس پر عذاب نازل ہووے۔ میں نے اس غرض سے اشتہار دیا ہے کہ آتھم کو یہ پیغام پہونچایا جاوے کہ اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ خبر ملی ہے کہ تو نے حق کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اگر وہ اس کا قائل ہو جاوے تو ہمارا مدعا حاصل ورنہ ایک ہزار روپیہ نقد بلاتوقف اس کو دیا جاوے کہ وہ قسم کھا جاوے کہ

میں نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا

اور اگر وہ اس قسم کے بعد ایک برس کے بعد (تک) ہلاک نہ ہو تو ہم ہر طرح سے کاذب ہیں۔ اور اگر وہ قسم نہ کھاوے تو وہ کاذب ہے آپ اس کو سمجھ سکتے ہیں کہ اگر تجربہ سے اس نے مجھکو کاذب یقین کر لیا ہے۔ اور

وہ اپنے مذہب پر قائم ہے۔ تو قسم کھانے میں اس کا کچھ بھی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس نے قسم کھائی اور باوجود دیکہ دو کلمہ کے لئے ہزار روپیہ اس کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اگر وہ گریز کر گیا تو آپ کیا سمجھیں گے۔ اب وقت نزدیک ہے۔ اشتہار آنے چاہئے ہیں۔ میں ہزار روپیہ کے لئے متردد تھا۔ کہ کس سے مانگو۔ ایسا دیندار کون ہے جو بلا توقف بھیجدے گا۔ آخر میں نے ایک شخص کی طرف لکھا ہے۔ اگر اس نے دے دیا تو بہتر ہے۔ ورنہ یہ دنیا کی نابکار جائدا دبیچ کر خود اس کے آگے جا کر رکھوں گا۔ تا کامل فیصلہ ہو جائے۔

اور جھوٹوں کا منہ سیاہ ہو جائے۔ اور خدائے تعالیٰ نے کئی دفعہ میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اس جماعت پر ایک ابتلاء آنے والا ہے۔ تا اللہ تعالیٰ دیکھے کہ کون سچا ہے۔ اور کون کچا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میرے دل میں اپنی جماعت کا انہیں کے فائدہ کے لئے جوش مارتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو مجھے تنہائی میں لذت ہے۔ بے شک فتح ہو گی۔ اگر ہزار ابتلاء درمیان ہو تو آخر ہمیں فتح ہو گی۔ ان ابتلاؤں کی نظیر آپ مانگتے ہیں

ان کی نظیریں بہت ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بادشاہ ہونے کا جو وعدہ کیا۔ اور وہ ان کی زندگی میں پورا نہ ہوا۔ تو ستر آدمی مرتد ہو گئے۔ حدیبیہ کے قصہ میں تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ کئی سچے

حضرت مسیح موعود کی راستبازی کے لئے

جماعت کے لئے ضرورت ابتلاء

آدمی مرتد ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ اس پیشگوئی کی کفار مکہ کو خبر ہو گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور صحابہ پانچ چھ ہزار سے کم نہیں تھے۔ یہ امر کس قدر معرکہ کا امر تھا۔ مگر خدائے تعالیٰ نے صادقوں کو بچا لیا۔ مجھے اور میرے خاص دوستوں کو آپ کے اس خط سے اس قدر افسوس ہوا کہ اندازہ سے زیادہ ہے۔ یہ کلمہ آپ کا کہ مجھے ہلاک کیا کسقدر اس اخلاص سے دور ہے جو آپ سے ظاہر ہوتا رہا۔

ہمارا تو مذہب ہے کہ اگر ایک مرتبہ نہیں کروڑ مرتبہ لوگ پیش گوئی نہ سمجھیں۔ یا اس رات کے طور پر ظاہر ہو تو خدائے تعالیٰ کے صادق بندوں کا کچھ بھی نقصان نہیں۔ آخر وہ فتح یاب ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس فتح کے بارے میں لاہور پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے۔ اور ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ جس کا نام انوار الاسلام ہے وہ بھی پانچ ہزار چھپے گا۔ آپ ضرور اشتہار اور رسالہ کو غور سے پڑھیں۔ اگر خدائے تعالےٰ چاہے تو آپ کو اس سے فائدہ ہو گا۔ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی ڈاک میں آپ کا خط اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کا خط پہونچا۔ مولوی صاحب کا یہ صدق اور ثبات کا خط جس کو پڑھکر رونا آتا تھا۔ ایسے آدمی ہیں جن کی نسبت میں یقین رکھتا ہوں کہ اس جہاں میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اس جہان میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ :۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ اور لفافہ بھی محفوظ نہیں تاہم خط کے

مضمون سے ظاہر ہے کہ ستمبر ۱۸۹۶ء کا خط ہے۔ حضرت نواب صاحب نے جس جرأت اور دلیری سے اپنے شکوک کو پیش کیا ہے۔ اس سے حضرت نواب صاحب کی ایمانی اور اخلاقی جرأت کا پتہ لگتا ہے۔ انہوں نے کسی چیز کو اندھی تقلید کے طور پر ماننا نہیں چاہا۔ جو شبہ پیدا ہوا اس کو پیش کر دیا۔ خدائے تعالےٰ نے جو ایمان انہیں دیا ہے۔ وہ قابل رشک ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس کا اجر انہیں یہ دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نسبت فرزندی کی عزت نصیب ہوئی۔ یہ موقعہ نہیں کہ حضرت نواب صاحب کی قربانیوں کا میں ذکر کروں جو انہوں نے سلسلہ کیلئے کی تھیں۔

بہت ہیں جن کے دل میں شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو اخلاقی جرأت کی کمی کی وجہ سے اُگل نہیں سکتے۔ مگر نواب صاحب کو خدائے تعالیٰ نے قابل رشک ایمانی قوت اور ایمانی جرأت عطا کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر کسی شخص کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اسے قے کی طرح باہر نکال دینا چاہیئے۔ اگر اسے اندر ہی رہنے دیا جائے تو بہت بُرا اثر پیدا کرتا ہے۔ غرض حضرت نواب صاحب کے اس سوال سے جو انہوں نے حضرت اقدس سے کیا۔ ان کے **مقام** اور مرتبہ پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا بلکہ ان کی شان کو بڑھاتا ہے۔ اور واقعات نے بتا دیا کہ وہ خدائے تعالےٰ کے فضل اور رحم سے اپنے **ایمان** میں بہت بڑے **مقام** پر تھے۔ اللّٰھم زد فزد۔

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ادائے قرض کے لئے احتیاط

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپیہ آں محب کا قرض دینا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے۔ اور قرضہ کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کتنے برس گذر گئے ہوں گے۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے۔ تاحتی الوسع اس کا فکر رکھکر توفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے۔ اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں۔ امید کہ جلد اس سے مطلع فرماویں۔ تا میں اس فکر میں لگ جاؤں۔ کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے۔ اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔

مولوی محمد احسن کے لئے تحریک اعانت

دوسری بات قابل استفسار یہ ہے کہ مکرمی اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب قریباً دو ہفتہ سے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور آپ نے جیسا آپ کا اس عاجز کا تعلق اور حسن ظن تھا۔ بیس روپیہ ماہوار ان کو اسی سلسلہ کی منادی

اور واعظ کی غرض سے دنیا مقرر کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ تک کو دیا
امید کہ اس کا ثواب بہرحال آپ کو ہوگا لیکن چند ماہ سے ان کو کچھ نہیں دیا
اب اگر اس وقت مجھ کو اس بات کے ذکر کرنے سے کچھ آپ سے ساتھ
دل رکتا ہے۔ مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف اس تنگی سے تکلیف اٹھاتے ہیں۔
اس لئے آپ جو مناسب سمجھیں میرے جواب کے ساتھ ان کی نسبت تحریر
کر دیں۔ حقیقت میں مولوی صاحب نہایت صادق دوست اور محب صادق
ہیں۔ وہ مدراس اور بنگلور کی طرف دورہ کر کے ہزارہا آدمیوں کے دلوں
سے تکفیر اور تکذیب کے غبار کو دور کر آئے ہیں۔ اور ہزارہا کو اس
جماعت میں داخل کر آئے ہیں۔ اور نہایت مستقیم اور قوی الایمان اور
پہلے سے بھی نہایت ترقی پر ہیں۔

ہماری جماعت اگرچہ غرباء اور ضعفاء کی جماعت ہے۔
لیکن العزیز یہی علماء اور محققین کی جماعت ہے۔ اور انہیں میں متقی
اور خدا ترس اور عارف حقائق پاتا ہوں۔ اور نیک دلوں۔ اور
دلوں کو دن بدن خدا تعالیٰ کھینچ کر اس طرف لاتا ہے۔
فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ۹ دسمبر ۱۸۹۳ء

مکتوب نمبر ۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مولوی صاحب کو کل ایک دورہ مرض پھر ہؤا۔ بہت دیر تک رہا۔ مالش کرانے سے صورت افاقہ ہوئی۔ مگر بہت ضعف ہے۔ اللہ تعالےٰ شفا بخشے۔

تحقیق ام الالسنہ کا کام

اس جگہ ہماری جماعت کا ایک قافلہ تحقیق السنہ کے لئے بہت جوش سے کام کر رہا ہے۔ اور یہ اسلام کی صداقت پر ایک نئی دلیل ہے۔ جو تیرہ سو برس سے آجتک کسی کی اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اس مختصر خط میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا کہ یہ کس پایہ کا کام ہے۔ اگر آپ ایک ماہ تک اس خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کو شریک کریں۔ اور وہ قادیان میں رہیں تو میری دانست میں بہت ثواب ہوگا۔ آئندہ جیسا کہ آپ کی مرضی ہو۔ دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ

دنیا کے کام اور مومن

کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائینگے کون سمجھاوے جبکہ خدائے تعالےٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں۔ مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے۔ اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے

دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے۔ اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے۔ ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکا ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں موت ہر ایک سال نئے کرشمے دکھلاتی رہتی ہے۔ دوستوں کو دوستوں سے جدا کرتی۔ اور لڑکوں کو باپوں سے۔ اور باپوں کو لڑکوں سے علیحدہ کر دیتی ہے۔

درازی عمر کا راز | مورکھ وہ انسان ہے جو اس ضروری سفر کا کچھ بھی فکر نہیں رکھتا۔ خدائے تعالیٰ اس شخص کی عمر کو بڑھا دیتا ہے۔ جو سچ مچ اپنی زندگی کا طریق بدل کر خدا تعالیٰ ہی کا ہو جاتا ہے۔ ورنہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم

یعنی اُن کو کہہ دو کہ خدائے تعالیٰ تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے۔ اگر تم اس کی بندگی و اطاعت نہ کرو۔ سو جاگنا چاہیئے اور ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور غلطی نہیں کھانا چاہیئے کہ یہ گھر سخت بے بنیاد ہے۔ میں نے اس لئے کہا کہ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان دنوں میں دنیوی غم و ہم میں اعتدال سے زیادہ مصروف ہیں۔ اور دوسرا پلہ ترازو کا کچھ خالی سا معلوم ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ تحریریں آپ کے دل پر کیا اثر کریں۔ یا کچھ بھی نہ کریں۔ کیونکہ بقول آپ کے وہ عتقادی امر بھی اب درمیان نہیں جو بظاہر پہلے تھے۔ میں نہیں چاہتا

کہ ہماری جماعت میں سے کوئی ہلاک ہو۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ خود خدا تعالیٰ قوت بخشے۔ اور زندہ کرے۔ کاش اگر ملاقات کی سرگرمی بھی آپ کے دل میں باقی رہتی۔ تو کبھی کبھی کی ملاقات سے کچھ فائدہ ہو جاتا۔ مگر اب یہ امید بھی مشکلات میں پڑ چکی ہے۔ کیونکہ اعتقادی محرک باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی لاہور وغیرہ میں کسی انگریز حاکم کا جلسہ ہو جس میں خیالی طور پر داخل ہونا آپ اپنی دنیا کے لئے مفید سمجھتے ہوں تو کوئی دنیا کا کام آپ کو اس شمولیت سے نہیں روک سکے گا۔ خدا تعالیٰ قوت بخشے۔

حضرت حکیم الامۃ کا دنیا کو لات مارنا

بیچارہ نورالدین جو دنیا کو عموماً لات مار کر اس جنگل قادیان میں آبیٹھا ہے بے شک قابل نمونہ ہے۔ بہتیری تحریکیں اٹھیں کہ آپ لاہور میں رہیں۔ اور امرتسر میں رہیں۔ دنیادی فائدہ طبابت کی رو سے بہت ہوگا۔ مگر کسی کی بات انہوں نے قبول نہیں کی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سچی توبہ کرکے دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہے۔ خدائے تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ اور ہماری جماعت کو توفیق عطا کرے کہ ان کے نمونہ پر چلیں آمین۔ کیا آپ بالفعل اس قدر کام کر سکتے ہیں کہ ایک ماہ کے لئے اور کاموں کو پس انداز کر کے مرزا خدا بخش صاحب کو ایک ماہ کے لئے بھیجدیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

نوٹ :۔ آتھم کی پیشگوئی پر حضرت نواب صاحب کو ابتلا آیا تھا۔ اور انہیں کچھ شکوک پیدا ہوئے تھے۔ مگر وہ بھی اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی تھے

وہ ایک امر جو ان کی سمجھ میں نہ آوے ماننا نہیں چاہتے تھے۔ اور اسی لئے انہوں نے حضرت اقدس کو ایسے خطوط لکھے ہیں جن سے یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ گویا کوئی تعلق سلسلہ سے باقی نہ رہے گا۔ مگر خدائے تعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں کیا اپنی ذرّہ نوازی بخشی اور ایمان میں قوت عطا فرمائی۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ا ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی محبی اخویم خانصاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ پہونچا۔ میں بوجہ علالت طبع کچھ لکھ نہیں سکا۔ کیونکہ دورہ مرض کا ہو گیا تھا۔ اور اب بھی طبیعت ضعیف ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو اپنی محبت میں ترقی بخشے۔ اور اپنی اس جاودانی دولت کی طرف کھینچ لیوے جس پر کوئی زوال نہیں آ سکتا کبھی کبھی اپنے حالات خیریت آیات سے ضرور اطلاع بخشا کریں کہ خط بھی کسی قدر حصہ ملاقات کا بخشتا ہے۔ مجھے آپ کی طرف دلی خیال ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ کی روحانی ترقیات بچشم خود دیکھوں مجھے جس وقت جسمانی قوت میں اعتدال پیدا ہوا تو آپ کے لئے سلسلہ توجہ کا شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور توفیق شامل حال کرے۔ آمین۔ والسلام غلام احمد عفی عنہ۔

عاجز غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۵ء روز پنجشنبہ

مکتوب نمبر ۱۱ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مبلغ دو سو روپیہ کے نصف نوٹ آج کی تاریخ آگئے۔ عمارت کا یہ حال ہے۔ کہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ کہ نوسو

حضرت مسیح موعود اور تعمیر مکانات میں آپ کا نقطۂ نظر۔

روپیہ تک پہلی منزل جس پر مکان تعمیر بنانے کی تجویز ہے ختم ہوگی۔ کل صحیح طور پر اس تخمینہ کو جانچا گیا ہے۔ اب تک اساھ روپیہ تک لکڑی اور اینٹ اور چونہ اور مزدوروں کے بارے میں خرچ ہوا ہے۔ معماران کی مزدوری اساھ سے الگ ہے۔ اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلی منزل کے تیار ہونے کے بعد بالفعل عمارت کو بند کر دیا جاوے۔ کیونکہ کوئی صورت اس کی تکمیل کی نظر نہیں آتی۔ یہ اخراجات گویا ہر روز پیش آتے ہیں۔ ان کے لئے اول سرمایہ ہو تو پھر چل سکتے ہیں۔ شاید اللہ جلشانہ اس کا کوئی بندوبست کر دیوے۔ بالفعل اگر ممکن ہو سکے تو آں محب بجائے پانچ سو روپیہ کے سات سو روپیہ کی امداد فرماویں۔ دو سو روپیہ کی جو کمی ہے وہ کنویں کے چندہ میں سے پوری کر دی جاوے گی۔ اور بالفعل کنواں بنانا موقوف رکھا جاوے گا۔ پس اگر سات سو روپیہ آپ کی طرف سے ہو۔ اور دو سو روپیہ کنویں سے

اس طرح پر نوسو روپیہ تک پہلی منزل انشاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ اور کیا تعجب ہے کچھ دنوں کے بعد کوئی اور صاحب پیدا ہو جائیں تو وہ دوسری منزل اپنے خرچ سے بنوا دیں۔ نیچے کی منزل مردانہ رہائش کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ زنانہ مکان سے ملی ہوئی ہے۔ مگر اوپر کی منزل اگر ہو جائے تو عمدہ ہے۔

مکان مردانہ بن جائے گا جس کی لاگت بھی اسی قدر یعنی نوسو یا ہزار روپیہ ہوگا۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو اس وقت میں نے تکلیف دی۔ اور ذاتی طور پر مجھ کو کسی مکان کی حاجت نہیں۔ خیال کیا گیا تھا۔ کہ نیچے کی منزل میں ایسی عورتوں کے لئے مکان تیار ہوگا کہ جو مہمان کے طور پر آئیں۔ اور اوپر کی منزل مردانہ مکان ہو۔ سو اللہ تعالے جب چاہے گا اس خیال کو پورا کر دے گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۴ مئی ۱۸۹۷ء

نوٹ:۔ جب یہ مکان بن رہا تھا۔ تو خاکسار عرفانی ان ایام میں یہاں تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ گول کمرے میں دوپہر کا کھانا حضرت کھایا کرتے تھے اور دستر خوان پر گاہے ضرور آیا کرتا تھا۔ حضرت ان ایام میں بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ ذاتی طور پر ہمیں کسی مکان کی ضرورت نہیں۔ مہمانوں کو جب تکلیف ہوتی ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ لوگ خدا کے لئے آتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کے آرام کا فکر کریں۔

خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ اس خط میں آپ نے ظاہر فرمایا تھا۔ آخر وہ تمام

مکانات بنوا دیئے۔ اور وسع مکانک کی پیشگوئی ہمیشہ پوری ہی ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی شان ہمیشہ جدا ہوتی ہے۔ مبارک وہ جن کو اس کی تکمیل میں حصّہ ملتا ہے۔ ابتدائی ایام میں حضرت نواب صاحب کو سابق ہونے کا اجر ملا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

(وفات صاحبزادی حکیم الامۃ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آخر مولوی صاحب کی وہ بیماری لڑکی جس کی شدت بیماری کی وجہ سے مولوی صاحب آ نہ سکے کل نماز عصر سے پہلے اس جہان فانی سے کوچ کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی والدہ سخت مصیبت کی حالت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو صبر بخشے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۷ اپریل ۱۸۹۷ء

نوٹ:- یہ لڑکی حضرت حکیم الامۃ کی چھوٹی لڑکی ایک سال کی تھی۔ اور اس کی وفات کے متعلق حضرت حکیم الامۃ کو خدائے تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ پہلے ہی بتا دیا تھا۔ یوں تو حضرت حکیم الامۃ خدائے تعالےٰ کی مقادیر سے پہلے ہی مسالمت تامہ رکھتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جب قبل از وقت ان کو بتا دیا تھا۔ تو انہیں نہ صرف ایک راحت بخش

یقین اور معرفت پیدا ہوئی۔ بلکہ خدا ے تعالےٰ کے اس انعام اور فضل پر پر انہوں نے شکریہ کا اظہار کیا تھا۔ ان ایام میں نواب صاحب نے مولوی صاحب کو بلایا تھا۔ اسی وجہ سے آپ نہیں جا سکے تھے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۳ ملفوف ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کہ مولوی صاحب اس قدر تکلیف کی حالت میں ہیں کہ اگر اور کوئی سبب بھی نہ ہوتا تب بھی اس لائق نہیں تھے کہ اس شدت گرمی میں سفر کر سکتے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ سخت بیمار ہو جاتے ہیں۔ پیرانہ سالی کے عوارض ہیں۔ اور مولوی صاحب کی بڑی لڑکی سخت بیمار ہے۔ کہتے ہیں اس کو بیماری سل ہو گئی ہے۔ علامات سخت خطرناک ہیں۔ نواسی بھی ابھی بیماری سے صحت یاب نہیں ہوئی۔ ان وجوہ کی وجہ سے درحقیقت وہ سخت مجبور ہیں۔ اور جو دو آدمی نکالے گئے تھے۔ یعنی غلام محی الدین اور غلام محمد۔ وہ کسی کی نمامی کی وجہ سے نہیں نکالے گئے۔ بلکہ خود مجھکو کئی قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کا قادیان میں رہنا خطرناک ہے۔ اور مجھے سرکاری مخبر نے خبر دے دی تھی۔ اور نہایت بد اور گندے حالات بیان کئے۔ اور وہ مستعد ہوا کہ میں ضلع میں رپورٹ کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کے یہ کام

سپرد ہے۔ اور چاروں طرف سے ثبوت مل گیا کہ ان لوگوں کے حالات خراب ہیں۔ تب سخت ناچار ہو کر نرمی کے ساتھ ان کو رخصت کر دیا گیا۔ لیکن باوجود اس قدر نرمی کے غلام محی الدین نے قادیان سے نکلتے ہی طرح طرح کے افتراء اور میرے پر بہتان لگانے شروع کر دئے۔ بٹالہ میں محمد حسین کے پاس گیا۔ اور امرت سر میں غزنویوں کے گروہ میں گیا۔ اور لاہور میں بدگوئی میں صدہا لوگوں میں وعظ کیا۔ چنانچہ ایک اشتہار زٹلی کا آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ شخص کس قسم کا آدمی ہے۔ اور چونکہ سرکاری مخبر بھی ہماری جماعت کے حال لکھتے رہتے ہیں۔ اس لئے مناسب نہ تھا کہ ایسا آدمی قادیان میں رکھا جاتا۔ اور دوسرا آدمی اس کا دوست تھا والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

(نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ مگر نفس واقعات مندرجہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مئی ۱۸۹۸ء کا مکتوب ہے۔ اس میں غلام محی الدین نام جس شخص کا ذکر ہے۔ وہ راہوں ضلع جالندھر کا باشندہ تھا اور خاکی شاہ اس کا عرف تھا۔ وہ عیسائی بھی رہ چکا تھا۔ قادیان میں آیا اور اپنی اس اباحتی زندگی کو جو عیسائیت میں رہ چکا تھا۔ یہاں بھی جاری رکھنا چاہا۔ مگر حضرت اقدس تک جب اس کی شکایت پہونچی تو آپ نے اسے نکال دیا۔ اس کے ساتھ جس شخص غلام محمد کا ذکر ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکتوب میں اس کے متعلق اس قدر فرمایا ہے کہ وہ اس کا دوست تھا۔ وہ اصل ہم وطنی اور ہم صحبتی لے

اسے بھی اس وقت اس بہشت سے نکالا۔ لیکن چونکہ اس میں اخلاص اور سلسلہ کے لئے سچی محبت تھی۔ خدا نے اس کو ضائع نہیں کیا۔ وہ اور اس کا سارا خاندان خدا کے فضل اور رحم سے نہایت مخلص ہے۔ خاکی شاہ نے جیسا کہ خود حضرت نے لکھدیا ہے۔ یہاں سے نکل کر اپنی بد باطنی کا عملی اظہار کر دیا۔ آخر وہ خائب خاسر رہکر مرگیا۔ اب اس کا معاملہ خدائے تعالیٰ سے ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی شفا کے لئے نماز میں اور خارج نماز میں دعا کرتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید ہے۔ کہ شفاء عطا فرما دے آمین ثم آمین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیچک خاص طور کے دانے ہوں گے۔ جن میں تیزی نہیں ہوتی۔ یہ خدائے تعالیٰ کا رحم ہے۔ کہ چیچک کے موذی سم سے بچایا ہے۔ اور چیچک ہو یا خسرہ ہو یہ دونوں طاعون کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے نکلنے سے طاعون کا مادہ نکل جاتا ہے۔ اور اس کے بعد طاعون سے امن رہتا ہے۔ امید ہے۔ کہ آں محب ۵ راگست ۱۸۹۸ء سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو ادائے شہادت کے لئے روانہ قادیان فرمائیں گے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۶ر جولائی ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بکلی صحت عطا فرماوے۔ چونکہ ان دنوں بباعث ایام برسات موسم میں ایک ایسا تغیر ہے۔ جو تپ وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے درحقیقت یہ سفر کے دن نہیں ہیں میں اس سے خوش ہوں کہ اکتوبر کے مہینہ میں آپ تشریف لاویں۔ افسوس کہ مولوی صاحب کے لئے نکاح ثانی کا کچھ بندوبست نہیں ہو سکا۔ اگر کوٹلہ میں یہ بندوبست ہو سکے تو بہتر تھا۔ آپ نے سن لیا ہوگا کہ مولوی صاحب کی جوان لڑکی چند خورد سال بچے چھوڑ کر فوت ہو گئی ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی اللہ عنہ ۴ر ستمبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

دعاؤں کی تاثیرات | السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں محب کے چار خط یکے بعد دیگرے پہونچے۔ آپ کے لئے دعا کرنا تو میں نے ایک لازمی

امر ٹھیرا رکھا ہے۔ لیکن بے قرار نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کیوں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ دعاؤں کے لئے تاثیرات ہیں۔ اور ضرور ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک جگہ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے برس ہیں نے بعض دعائیں کیں جن کا کچھ بھی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اور گمان گذرا کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آخر تیس برس کے بعد وہ تمام مقاصد میسر آگئے۔ اور معلوم ہوا کہ تمام دعائیں قبول ہوگئیں ہیں۔ جب دیر سے دعا قبول ہوتی ہے۔ تو عمر زیادہ کی جاتی ہے۔

اور جب جلد کوئی مراد مل جاتی ہے۔ تو کمیٔ عمر کا اندیشہ ہے۔ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ مطلب کے حصول کی بشارت خدائے تعالےٰ کی طرف سے سن لوں۔ لیکن وہ مطلب دیر کے بعد حاصل ہو تاموجب طول عمر ہو۔ کیونکہ طول عمر اور اعمال صالحہ بڑی نعمت ہے

خیرکم خیرکم لاھلہ اور آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔ سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے

خیرکم خیرکم لاھلہ

یعنی تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدائے تعالےٰ نے اس قدر کجی رکھی ہوئی ہے۔ کہ کچھ تعجب نہیں

کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بھی برا کہہ بیٹھیں۔ اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں بہت مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں۔

اشتہار رشتہ کے لئے آپ کی شرط موجود نہیں۔ ایم۔ اے صاحب اگرچہ بہت صالح نیک چلن جوان خوش رو جنٹلمین ہر طرح سے لائق نیک چلن بہت سی نیک صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ نہ پٹھان ہیں نہ مغل۔ نہ سید نہ قریشی۔ بلکہ اس ملک کے زمینداروں میں سے ہیں۔ غریب خاندان میں سے ہیں۔ میری بیوی کا برادر حقیقی محمد اسمٰعیل اٹھارہ سالہ خاندانی سید ہے ایف۔ اے میں پڑتا ہے مگر افسوس کہ کوئی آمدنی اُن کے پاس نہیں۔ اوّل شاید سلاطین اسلامیہ کی طرف سے تخمیناً ہزار کی جاگیر تھی۔ وہ ۱۸۵۷ء میں ضبط ہو گئی اور کچھ تھوڑا ان لوگوں کو ملتا ہے۔ جس میں سے ۵/ ماہوار میر صاحب کی والدہ کو ملتا ہے بس والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نواب صاحب کیلئے دعا

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
عنایت نامہ پہونچا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ آپ کو اس نے اپنے فضل وکرم سے شفا بخشی۔ میں نے آپ کے لئے اب کی دفعہ غم اٹھایا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس جگہ قادیان میں جس بڑی عمر کے آدمی کو جو اسّی برس سے زیادہ کی عمر کا تھا۔ چیچک نکلی وہ جاں بر نہیں ہو سکا۔ ہمارے ہمسایوں میں دو جوان عورتیں اس مرض سے راہی ملک بقا ہوئیں۔ آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ یہ بیماری اس عمر میں نہایت خطرناک تھی۔ بالخصوص اب کی دفعہ یہ چیچک وبائی طرح پر ہوئی ہے۔ اس لئے نہایت اضطراب اور دلی درد سے نماز پنجگانہ میں اور خارج نماز گویا ہر وقت دعا کی گئی۔ اصل باعث عاقبت خدا کا فضل ہے جو بموجب وعدہ اللہ سے بہت سی امیدیں اس کے فضل کے لئے ہو جاتی ہیں۔ مجھے کثرت مخلصین کی وجہ سے اکثر زمانہ غم میں ہی گذرتا ہے۔ ایک طرف فراغت پاتا ہوں۔ دوسری طرف سے پریشانی لاحق حال ہو جاتی ہے۔ خدائے تعالےٰ کی بہت سی عنایات کی ضرورت ہے جس کو میں مشاہدہ بھی کرتا ہوں۔ [دوسروں کے لئے غم] اب یہ غم لگا ہوا ہے۔ کہ چند دفعہ الہامات اور خوابوں سے طاعون کا غلبہ پنجاب میں معلوم ہوا تھا۔ جس کے ساتھ یہ بھی تھا۔ کہ لوگ توبہ کریں گے۔ اور نیک چلن ہو جائیں گے تو خدائے تعالےٰ اس گھر کو بچا لے گا۔ لیکن نیک ہونے کا بڑا مشکل ہے اگرچہ بدچلن بدمعاش اور طرح طرح کے جرائم ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر پنجاب میں وبائے طاعون یا ہیضہ پھوٹا تو بڑی مصیبت ہو گی

بہت سے گھروں میں ماتم ہو جائیں گے۔ بہت سے گھر ویران ہو جائیں گے مرزا خدا بخش صاحب پہنچ گئے۔ ان کے گھر میں بیماری ہے۔ تپ روز چڑھتا ہے۔ اور جگر اور معدہ ضعیف معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی دوسری لڑکی انہیں دنوں سے بیمار ہے۔ جبکہ آپ نے بلایا تھا۔ اب بظاہر ان کی زندگی کی چنداں امید نہیں۔ حواس میں بھی فرق آگیا ہے۔ اور مولوی صاحب بھی ہفتہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو جاتے ہیں بعض دفعہ خطرناک بیماری ہوتی ہے

اپنی جماعت کے لئے قبرستان میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے جس طرح مدینہ میں بنایا گیا تھا۔ بقول شیخ سعدی

کہ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے۔ جس کو شریعت میں معتبر سمجھا گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں۔ کہ کہاں بنایا جاوے۔ امید کہ خدائے تعالےٰ کوئی جگہ میسر کر دے گا۔ اور اس کے اردگرد ایک دیوار چاہیئے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۶ ر اگست ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تریاق الٰہی عنایت نامہ معہ مبلغ دوسو روپیہ مجھکو ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو

ہر ایک مرض اور غم سے نجات بخشے۔ آمین ثم آمین۔ خط میں سو روپیہ لکھا ہوا تھا۔ اور حامل خط نے دو سو روپیہ دیا۔ اس کا کچھ سبب معلوم نہ ہوا۔ میں عنقریب دوائی طاعون آپ کی خدمت میں مع مرہم عیلٰے روانہ کرتا ہوں اور جس طور سے یہ دوائی استعمال ہوگی آج اس کا اشتہار چھاپنے کی تجویز ہے امید ہے انشاء اللہ تعالٰے اشتہار ہمراہ بھیجدوں گا۔ بہتر ہے کہ یہ دوا ابھی سے آپ شروع کر دیں۔ کیونکہ آئندہ موسم بظاہر وہی معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ الہاماً معلوم ہوا تھا۔ وہ خبر بھی اندیشہ ناک ہے۔ میرے نزدیک ان دنوں میں دنیا کے غموم وہموم کچھ مختصر کرنے چاہئیں۔ دن بہت سخت ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو آپ اپنے بھائیوں کو بھی نصیحت کریں اور اگر وہ باز نہ آویں تو آپ کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جو گلٹیاں آپ کے نکلی ہیں۔ وہ انشاء اللہ سینک دینے اور دوسری تدبیروں سے جو مولوی صاحب تحریر فرمائیں گے اچھی ہو جائیںگی ان دنوں التزام نماز ضروری ہے مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ دن دنیا کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں اور موت اور دکھ کے دن ہیں۔ اب بہر حال متنبہ ہونا چاہیئے۔ عمر کا کچھ بھی اعتبار نہیں

ایام بلا کا علاج

میں نے خط کے پڑھنے کے بعد آپ کے لئے بہت دعا کی ہے۔ اور امید ہے کہ خدائے تعالٰے قبول فرمائے گا۔ مجھے اس بات کا خیال ہے۔ کہ

اس شور قیامت کے وقت جسکی مجھے الہام الٰہی سے خبر ملی ہے۔ حتی الوسع اپنے عزیز دوست قادیان میں ہوں۔

مگر سب بات خدائے تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ۔ ۱۲؍ جولائی ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۱۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم نواب سردار محمد علی خاں صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ خدائے تعالےٰ فرزند نوزاد کو مبارک اور عمر دراز کرے آمین ثم آمین۔ میں نے سنا ہے۔ کہ جب کم دنوں میں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ تو دوسرے تیسرے روز ضرور ایک چمچہ کیسٹرائل دیدیتے ہیں۔ اور لڑکے کے بدن پر تیل ملتے رہتے ہیں حافظ حقیقی خود حفاظت فرماوے۔ اور آپ کے لئے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین دعا میں آپ کے لئے مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان۔ ۱۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۲۰ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کی بیوی مرحومہ کیلئے توجہ اور الحاح سے دعائے مغفرت کرونگا۔ اس جگہ

موسمی بخار سے گھر میں اور بچوں کو بیماری ہے۔ اللہ تعالےٰ فضل کرے۔ اور مرزا خدا بخش صاحب کی بیوی بھی تپ ۔اب طاعون بھی ہمارے ملک سے نزدیک آگئی ہے۔ خدائے تعالیٰ کا رحم درکار ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان۔

مکتوب نمبر ۱۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خسرہ کا نکلنا ایک طرح پر جائے خوشی ہے۔ کہ اس سے طاعون کا مادہ نکلتا ہے۔ اور انشاء اللہ تین سال امن کے ساتھ گذرتے ہیں۔ کیونکہ طبی تحقیق سے خسرہ اور چیچک کا مادہ اور طاعون کا مادہ ایک ہی ہے۔ آپ تین تین چار چار رتی جدوار رگڑ کر کھاتے رہیں۔ کہ اس مادہ اور طاعون کے مادہ کا یہ تریاق ہے۔ میں ہر وقت نماز میں اور خارج نماز کے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ خط پہونچنے پر تردد ہوا۔ اس لئے جلدی سے مرزا خدا بخش آپ کی خدمت میں پہونچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا بخشے۔ آمین ثم آمین۔

مقدمہ انکم ٹیکس اور میرے پر عدالت ضلع گورداسپور کی طرف سے تحصیل میں ایک مقدمہ انکم ٹیکس ہے۔ جس پر مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چھ سات اور آدمی اور نیز مرزا خدا بخش صاحب میری طرف سے گواہ ہیں

امید کہ تاریخ سے تین چار روز پہلے ہی مرزا صاحب کو روانہ قادیان فرمادیں۔
اور حالات سے جلد از جلد مطلع فرماتے رہیں۔ خدائے تعالیٰ حافظ ہو۔
(نوٹ) اس خط پر حضرت اپنا نام بھول گئے ہیں۔ اور تاریخ بھی درج نہیں ہوئی۔ عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ معہ دوسرے خط کے جو آپ کے گھر کے لوگوں کی طرف سے تھا۔ جس میں صحت کی نسبت لکھا ہوا تھا پہونچا۔ بعد پڑھنے کے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ بدست مرزا خدا بخش صاحب مبلغ تین سو روپیہ کے تین نوٹ بھی پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ ان کے لڑکے کا حال ابھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ گو پہلی حالت سے کچھ تخفیف ہے۔ مگر اعتبار کے لائق نہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہٗ

مکتوب نمبر ۲۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱۸ اپریل ۱۸۹۹ء) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دوستوں کے پاس رہنے کا خیال

عنایت نامہ پہونچا۔ اگرچہ آں محب کی ملاقات پر بہت مدت گذر گئی ہے۔ اور دل چاہتا ہے۔ کہ اور دوستوں کی طرح آپ بھی تین چار ماہ تک میرے پاس رہ سکیں۔ لیکن اس خانہ داری کے صدمہ سے جو آپ کو پہونچ گیا ہے۔ بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں یہ روک کچھ ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ ایک دو سال تک بھی دور ہو سکے بلکہ یہ دائمی اور اس وقت تک ہے۔ کہ ہم دنیا سے چلے جائیں۔ غرض سخت مزاحم معلوم ہوتی ہے۔ صرف یہ ایک تدبیر ہے۔ کہ آپ کی طرف سے ایک زنانہ مکان بقدر کفایت قادیان میں تیار ہو۔ اور پھر کبھی کبھی معہ قبائل اور سامان کے اس جگہ آجایا کریں۔ اور دو تین ماہ تک رہا کریں لیکن یہ بھی کسی قدر خرچ کا کام ہے۔ اور پھر ہمت کا کام ہے اللہ تعالےٰ اپنی طرف سے اسباب پیدا کر دے۔ اور اپنی طرف سے ہمت اور توفیق بخشے۔ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے وقت آخر کسی کو معلوم نہیں۔ اس لئے۔ دینی سلسلہ کو کامل

بے ثباتی دنیا

کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ دانشمند کے لئے فجر سے شام تک زندگی کی امید نہیں۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ نے کسی سے یہ عہد نہیں کیا۔ کہ اس مدت تک زندہ رہیگا۔ ماسوا اس کے ہمارے ملک میں طاعون نے ہی ایسے پیر جمائے ہیں۔ کہ دن بدن

خطرناک حالت معلوم ہوتی ہے۔ مجھے ایک الہام میں معلوم ہوا تھا۔ کہ اگر لوگوں کے اعمال میں اصلاح نہ ہوئی۔ تو طاعون کسی وقت جلد پھیلے گی۔ اور سخت پھیلے گی۔ ایک گاؤں کو خدا محفوظ رکھیگا۔ وہ گاؤں پریشانی سے بچایا جائے گا۔ میں اپنی طرف سے گمان کرتا ہوں۔ کہ وہ گاؤں غالباً قادیان ہے۔ اور بڑا اندیشہ ہے۔ کہ شاید آئندہ سال کے ختم ہونے تک خطرناک صورت پر طاعون پھیل جائے اس لئے میں نے اپنے دوستوں کو یہ بھی صلاح دی تھی کہ وہ مختصر طور پر قادیان میں مکان بنالیں۔ مگر یہی وقت ہے۔ اور پھر شاید وقت ہاتھ سے جاتا رہے۔ سو آں محب بھی اس بات کو سوچ لیں۔ اور عید کی تقریب پر اکثر احباب قادیان آئیں گے۔ اور بعض دینی مشورے بھی اسی دن پر موقوف رکھے گئے ہیں۔ سو اگر آں محب آنہ سکیں۔ جیسا کہ ظاہری علامات ہیں۔ تو مناسب ہے کہ ایک ہفتہ کے لئے مرزا خدا بخش صاحب کو بھیجدیں۔ تا ان مشوروں میں شامل ہو جائیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔
مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں سب خیریت ہے۔

راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

مکتوب نمبر ۲۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل سے میرے گھر میں بیماری کی شدت بہت ہو گئی ہے۔ اور مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں بھی تپ تیز چڑھتا ہے۔ اسی طرح تمام گھر کے لوگ یہانتک کہ گھر کے بچے بھی بیمار ہیں۔ اگر مرزا خدا بخش صاحب آجائیں۔ تو اپنے گھر کی خبر لیں۔ اس قدر بیماری ہے کہ ایک شخص دوسرے کے حال کا پرساں نہیں ہو سکتا۔ حالات تشویش ناک ہیں۔ خدائے تعالے فضل کرے امید ہے۔ کہ آپ حسب تحریر میرے استقامت اور استواری سے کام لیکر جلد تر تجویز شادی فرمادیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج صدمۂ عظیم کی تار مجھ کو ملی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرماوے اور اس کے عوض کوئی آپ کو بھاری خوشی بخشے۔ میں اس درد کو محسوس کرتا ہوں۔ جو اس ناگہانی مصیبت سے آپ کو پہونچا ہو گا۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ آئندہ خدائے تعالےٰ ہر ایک بلا سے آپ کو بچاوے۔ اور پردۂ غیب سے اسباب راحت آپ کے لئے میسر کرے۔ میرا اس وقت آپ کے درد سے دل دردناک ہے۔ اور سینہ غم سے

بھرا ہے۔ خیال آتا ہے کہ

دنیا کیسی بے بنیاد ہے۔

ایک دم میں ایسا گھر کہ عزیزوں اور پیاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ویران بیابان دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالٰے آپ کے اس رفیق کو غریق رحمت کرے۔ اور اس کی اولاد کو عمر اور اقبال اور سعادت بخشے۔ لازم ہے۔ کہ ہمیشہ ان کو دعائے مغفرت میں یاد رکھیں۔ میری یہ بڑی خواہش رہی۔ کہ آپ ان کو قادیان میں لاتے۔ اور اس خواہش سے مدعا یہ تھا۔ کہ وہ بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر اس گروہ میں شریک ہو جاتے۔ کہ جو خدا تعالٰے تیار کر رہا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ کی بعض مجبوریوں سے یہ خواہش ظہور میں نہ آئی۔ اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

رؤیا　میں نے کچھ دن ہوئے خواب میں آپ کی نسبت کچھ بلا اور غم کو دیکھا تھا۔ ایسے خوابوں اور الہاموں کو کوئی ظاہر نہیں کرسکتا۔ مجھے اندیشہ تھا آخر اس کا یہ پہلو ظاہر ہوا۔ یہ تقدیر مبرم تھی جو ظہور میں آئی۔ معلوم ہوتا ہے علاج میں بھی غلطی ہوئی۔ یہ رحم کی بیماری تھی۔ اور بباعث کم دنوں میں

رحم کے زہریلے مواد کا علاج　پیدا ہونے کے زہریلا مواد رحم میں ہوگا۔ اگر خدائے تعالٰے چاہتا تو علاج یہ تھا۔ کہ ایسے وقت پچکاری کے ساتھ رحم کی راہ سے آہستہ آہستہ یہ زہر نکالا جاتا۔ اور تین چار دفعہ روز پچکاری ہوتی۔ اور کیسٹر آئل سے خفیف سی تلیین طبع بھی ہوتی۔ اور عنبر اور مشک وغیرہ سے ہر وقت دل کو قوت دیجاتی۔ اور اگر خون نفاس

بند تھا۔ تو کسی قدر رواں کیا جاتا۔ اور اگر بہت آتا تھا تو کم کیا جاتا۔ اور زبستی اور ہینگ وغیرہ سے تشنج اور غشی سے بچایا جاتا۔ لیکن جب کہ خدائے تعالےٰ کا حکم تھا تو ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ پہلی دو تاریں ایسے وقت میں پہونچیں۔ کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار تھے۔ اور اب بھی بیمار ہیں۔ تیسرا مہینہ ہے دست اور مروڑ ہیں۔ کمزور ہو گئے ہیں۔ بعض وقت ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ کہ میں ڈرتا ہوں کہ غشی پڑ گئی۔ اور حاملہ کی غشی گویا موت ہے۔ دعا کرتا ہوں مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ کے گھر کے لوگوں کے لئے مجھے دعا کا موقعہ بھی نہ ملا۔ تاریں بہت بے وقت پہونچیں۔ اب میں یہ خط اس نیت سے لکھتا ہوں کہ آپ پہلے ہی بہت نحیف ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ بہت غم سے آپ بیمار نہ ہو جائیں۔ اب اسوقت آپ بہادر بنیں۔ اور استقامت دکھلائیں۔ ہم سب لوگ ایک دن نوبت بہ نوبت قبر میں جانے والے ہیں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ غم کو دل پر غالب ہونے نہ دیں۔ میں تعزیت کے لئے آپ کے پاس آتا۔ مگر میری بیوی کی ایسی حالت ہے۔ کہ بعض وقت خطرناک حالت ہو جاتی ہے۔ مولوی صاحب کے گھر میں بھی حمل ہے۔ شاید چھٹا ساتواں مہینہ ہے۔ وہ بھی آئے دن بیمار رہتے ہیں۔ آج مرزا خدا بخش صاحب بھی لاہور سے قادیان آئے۔ شاید اس خط سے پہلے آپ کے پاس پہونچیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ قادیان ۸ ر نومبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۲۶ ملفوف

یہ خط مرزا خدا بخش صاحب کے نام ہے۔ چونکہ نواب صاحب ہی
کے خط میں دوسرے ورق پر لکھدیا گیا ہے۔ اس لیئے میں نے
بھی اسی سلسلہ میں اسے درج کر دیا ہے (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم مرزا خدا بخش صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل میرے گھر میں والدہ محمود کو تپ اور گھبراہٹ اور بدحواسی کی سخت تکلیف ہوئی۔ اور ساتھ ہی عوارض اسقاط حمل کے ظاہر ہوئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چند منٹوں کے بعد خاتمہ زندگی ہے۔ اب اسوقت کسی قدر تخفیف ہے۔ مگر چونکہ تپ نوبتی ہے۔ اس لئے کل کا اندیشہ ہے۔ اور آپ کے گھر میں سخت تپ چڑھتا ہے۔ اندیشہ زیادہ ہے۔ اگر رخصت لے کر آجائیں تو بہتر ہے۔ آج کل کے تپ اندیشناک ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ اور آتے وقت ایک روپیہ کے انار بیدانہ لے آویں۔ اور کچھ نہ لاویں۔ کہ تمام بچے بیمار ہیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۲ نومبر ۱۸۹۸ء

مکتوب نمبر ۲۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - اس وقت حفظ ماتقدم کے طور پر امراض خون کے لئے گولیاں بھیجتا ہوں - جن سے انشاء اللہ القدیر مادہ جذام کا استیصال ہوتا ہے - شرط یہ ہے کہ ایک گولی جو بقدر تین فلفل کے ہو - ہمراہ آب زلال مہندی کھائی جائے - اسطرح پر کہ ایک ماشہ برگ حنا یعنی مہندی رات کو بھگو یا جاوے - اور پانی صرف تین چار گھونٹ ہو صبح اس پانی کو صاف کر کے ہمراہ اس گولی کے پی لیں - شیرینی نہیں ملانی چاہیئے - پھیکا پانی ہو پانی تلخ ہو گا - مگر ضروری شرط ہے - کہ پھیکا پیا جاوے - یہ رعایت رکھنی چاہیئے - کہ ایک ماشہ سے زیادہ نہ ہو - جب برداشت ہو جائے - تو دو ماشہ تک کر سکتے ہیں - ہر ایک میٹھی چیز سے حتی الوسع پرہیز رہے - کبھی کبھی کھالیں اور مہینہ میں سے ہمیشہ دس دن دوا کھالیا کریں - بیس دن چھوڑ دیا کریں - یہ دوا انشاء اللہ نہایت عمدہ ہے ایسے امراض میں حفظ ماتقدم کے طور پر ہمیشہ دوا کو استعمال کرنا ضروری ہے - یعنی مہینہ میں دس دن - والسلام -

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

(حاشیہ: امراض خون [illegible] کا علاج)

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ اور یہ خط بذریعہ ڈاک نہیں بھیجا گیا بلکہ جیسا کہ اس خط پر ایک نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بدست میاں کریم بخش بھیجا گیا۔ مگر دوسرے خط سے جو اس دوائی کے متعلق ہے۔ کہ جون ۱۸۹۸ء کا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت اقدس کی بیماری کی حالت ۱۸۹۸ء

میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے۔ کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب حالت ہو جاتی ہے۔ اور دوران خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے۔ جس میں اگر خدائے تعالےٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے۔ رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائیتعالیٰ کے بھروسہ پر زندگی ہے۔ ورنہ دل جو رئیس بدن ہے۔ بہت ضعیف ہو گیا ہے۔

آپ نے دوا کے بارے میں جو دریافت کیا تھا۔ ایام امید میں دوا ہرگز نہیں

کھانی چاہیئے۔ اور نہ ہمیشہ کھانی چاہیئے۔ کبھی ایک ہفتہ کھا کر چھوڑ دیں اور ایک دو ہفتہ چھوڑ کر پھر کھانا شروع کریں۔ مگر ایام حمل میں قطعاً ممنوع یعنی ہرگز نہیں کھانی چاہیئے۔ جب تک بچہ پیدا ہو کر دو مہینہ نہ گذر جائیں۔ اگر سرعت تنفس باختلاج قلب ہو تو تدبیر غذا کافی ہے۔ یعنی دودھ مکھن چوزہ کا پلاؤ استعمال کریں۔ بہت شیرینی سے پرہیز کریں۔ شیرہ بادام مقشر الائچی سفید ڈال کر پیویں۔ موسم سرما میں اسکاٹش ایمکیش استعمال کریں۔ یعنی مچھلی کا تیل جو سفید اور جما ہوا شہد کی طرح یا دہی کی طرح ہوتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ دل کا مقوی ہے۔ پھیپڑہ کو بہت فائدہ کرتا ہے۔ چہرہ پر تازگی اور رونق اور سرخی آتی ہے۔ لاہور سے مل سکتا ہے۔ مگر میری دانست میں ان دنوں میں استعمال کرنا جائز نہیں کسی قدر حرارت کرتا ہے۔ ان دنوں میں سادہ مقوی غذائیں مکھن گھی دودھ اور مرغن پلاؤ استعمال کرنا کافی ہے۔ اور کبھی کبھی شیرہ بادام استعمال کرنا وہ دوا یعنی گولیاں وہ ہمیشہ کے استعمال کے لئے نہیں ہے۔ ایک گولی خوراک کافی ہے۔ اگر مہندی کا پانی بھی نہ پی سکیں تو یونہی کھائیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ مہندی بھی ایک زہر کی قسم ہے۔ اگر پانی پیا جائے تو صرف احتیاط سے ایک ماشہ برگ مہندی بھگوئیں وزن کر کے بھگوئیں۔ ہرگز اس سے زہر نہ ہو۔ کیونکہ زیادہ سخت تکلیف دہ ہے۔ اس پانی کے ساتھ گولی کھائیں۔ اور اگر پانی مہندی کا پیا نہ جائے۔ تو عرق گاؤزبان کے ساتھ کھائیں۔ ہمیشہ کثرت شیرینی سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ زیادہ خیریت ہے اس وقت

بھی میری طبیعت بحال نہ تھی۔ لیکن بہرحال یہ خط میں نے لکھدیا۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۰ رجون ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۲۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے منظور ہے۔ کہ مرزا خدابخش صاحب کی سوائی ۱۰ ستمبر ۱۸۹۹ء تک ملتوی رکھی جاوے۔ اور آپ کی قادیان میں تشریف آوری کے لئے میں پسند نہیں کرتا کہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کے پہلے آپ تشریف لاویں۔ کیونکہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء سے پہلے سخت گرمی اور پریشانی اور بیماریوں کے دن ہیں۔ ریل کی سواری بھی ان دنوں میں ایک عذاب کی صورت معلوم ہوتی ہے۔ اور معدہ ضعیف اور دبائی ہوا حرکت میں ہوتی ہے۔ لیکن ۲۲ ستمبر کے بعد موسم میں ایک صریح انقلاب ہو جاتا ہے۔ اور رات کے وقت اندر سو سکتے ہیں۔ اور اطمینان کے ساتھ حالت رہتی ہے۔ اس موسم میں۔ ارادہ کو ۲۲ ستمبر پر مصمم فرماویں۔ اور اس سے پہلے موسم کچا اور سفر کرنا خطرناک ہے یہی صلاح بہتر ہے۔ کوئی ایسی تجویز ہو آپ کے لئے اس جگہ کوئی سامان تیار ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ ہر ایک شے پر قادر ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

اس خط پر کوئی تاریخ تو درج نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جولائی

کے آخر یا اگست ۱۸۹۹ء کے شروع کا ہے۔ حضرت اقدس نے جو خواہش نواب صاحب کیلئے مکان کی فرمائی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے وہ بھی پوری کردی (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۰ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ پہونچا۔ حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ جیساکہ یہ الہام هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق اور جیساکہ یہ الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔

الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ آنا

نوٹ:۔ ایک قرأت اس الہام کی یہ بھی ہے۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور یہی قرأت براہین میں درج ہے۔ اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی۔ منہ

ایسے ہی بہت سے ایسے الہام ہیں۔ جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ جو اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت مراد ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے تو صرف اسقدر

مراد ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے۔ کہ خدا سے علم پاکر پیشگوئی کرنیوالا یا معارف پوشیدہ بتانیوالا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں فتنہ ہوتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے۔ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے اس کو دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہوتا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت میں ہے۔ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے۔ اور دنیا میں بھیجے گئے نہ اسلئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں۔ ہمیشہ شیاطین کی راہ زنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے۔ اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پھیلانا چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارے

آنے کی علت غائی ہے ۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں ۔ اور نبوت یہ ہے۔ کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اِس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنے ہوتے ہیں ۔کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں ۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے ۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدائے تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں ۔

اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ

اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے ۔ اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے ۔ اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے ۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں ۔ کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے ۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے ۔ اور یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے ۔ اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے ۔ وہ ہم پر افترا کرتا ہے ۔ ہم اپنے نبی کریمؐ کے ذریعہ فیض برکات پاتے ہیں ۔ اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض

معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ خدا تعالے کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان ۔ ۷ اگست ۱۸۹۹ء

نوٹ:۔ اس مکتوب میں حضور نے اپنے دعوئے نبوت و رسالت کی حقیقت کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے ۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا۔ جو آپ کے معاندین و منکرین نے انکی طرف منسوب کیا۔

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۱ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدابخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ اور کسی قدر اسوقت دیدوں گا جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں

تریاق جدید

پڑی ہیں۔ جیسے مشک۔ عنبر۔ زر تبی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد یاقوت احمر کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں۔ اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا۔ بہر حال یہ دوا خدائے تعالےٰ کے فضل سے تیار ہوگئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اسقدر بھی محض خدائے تعالےٰ کی عنایت سے تیار ہوئی۔ خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ تا گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے۔ اور خارش اور ثبور زات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے۔ اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ سُرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں۔ اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھیجدونگا موجود ہیں۔

مرزا خدا بخش کو نصیبین میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے۔

خدائے تعالےٰ کے راضی کرنے کے کئی موقعے ہوتے ہیں۔ جو

ہر وقت ہاتھ نہیں آتے۔ کیا تعجب کہ خدائے تعالےٰ آپ کی اس خدمت سے آپ پر راضی ہوجاوے۔ اور دین اور دنیا میں آپ پر برکات نازل کرے۔ کہ آپ چند ماہ اپنے ملازم خاص کو خدائیتعالیٰ کا ملازم ٹھیراکر اور بدستور تمام بوجھ اس کی تنخواہ اور سفر خرچ کا اپنے ذمہ پر رکھکر اس کو روانہ نصیبین وغیرہ ممالک بلاد شام کریں۔ میرے نزدیک یہ موقعہ ثواب کا آپ کے لئے وہ ہوگا۔ کہ۔

شاید پھر عمر بھر ایسا موقعہ ہاتھ نہ آوے

مگر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ جانے سے پہلے دس بیس دن میرے پاس رہیں تا وقتاً فوقتاً ضروری یادداشتیں لکھ لیں۔ کیونکہ جس جگہ جائیں گے وہاں ڈاک نہیں پہونچ سکتی۔ جو کچھ سمجھایا جائے گا پہلے ہی سمجھایا جائیگا۔ اور میرے لئے یہ مشکل ہے کہ سب کچھ مجھے ہی سمجھانا ہوتا ہے۔ اور ابھی تک ہماری جماعت کے آدمی اپنے دماغ سے کم پیدا کرتے ہیں۔ سو ضروری ہے کہ دو تین ہفتہ میرے پاس رہیں۔ اور میں ہر ایک مناسب امر جیسا کہ مجھے یاد آتا جائے ان کی یادداشت میں لکھا دوں۔ جس وقت آپ مناسب سمجھیں ان کو اس طرف روانہ فرماویں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء تک آپ قادیان میں ضرور تشریف لاویں گے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۹ اگست ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۳۲ ملفوف

اللہ ۹ نومبر ۱۸۹۹ء

مجبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پانچ سو روپیہ کا نوٹ اور باقی روپیہ یعنی ۵۰ پہونچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء۔ دو آدمی جو نصیبین میں برفاقت مرزا خدا بخش صاحب بھیجے جائیں گے۔ ان کے لئے پانچسو روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا تحریراً آں محب اطلاع دی گئی ہے۔ کہ پانچسو روپیہ ان کی روانگی کے لئے چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ نومبر ۱۸۹۹ء تک آں محب تشریف لائینگے باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیان

نوٹ:۔ اس خط میں نواب صاحب کے آنے کی جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ صاف پڑھی نہیں گئی۔ غالباً آخر نومبر کی کوئی تاریخ ہوگا نصیبین کا مشن بعد میں بعض مشکلات کی وجہ سے بھیجا نہ جاسکا۔ گو اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔

اس خط پر جیسا کہ حضرت کا عام معمول تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی نہیں لکھا۔ مگر وہ نشان جس کے گرد میں نے حلقہ دیدیا ہے۔ جو اللہ پڑھا جاتا ہے۔ درج ہے۔ بہر حال آپ نے بسم اللہ ہی سے اسکو شروع فرمایا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۳ ملفوف

۲۹ر جنوری ۱۹۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ دوبارہ ہی لکھا ہے

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نواب صاحب کے اخلاص کا مقام

عنایت نامہ بدست مولوی محمد اکرم صاحب مجھ کو ملا۔ اور اول سے آخر تک پڑھا گیا۔ دل کو اس سے بہت درد پہونچا۔ کہ ایک پہلو سے تکالیف اور ہموم وغموم جمع ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ان سے مخلصی عطا فرماوے۔ مجھکو (جہانتک انسان کو خیال ہو سکتا ہے) یہ خیال جوش مار رہا ہے۔ کہ آپ کے لئے ایسی دعا کروں جس کے آثار ظاہر ہوں۔ لیکن میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ اور حیران ہوں کہ باوجودیکہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کو ان مخلصین میں سے سمجھتا ہوں۔ جو صرف چھ سات آدمی ہیں۔ پھر بھی ابھی تک مجھکو ایسی دعا کا پورا موقعہ نہیں مل سکا۔

دعا کی ایک قسم

دعا تو بہت کی گئی اور کرتا ہوں۔ مگر ایک قسم کی دعا کی ہوتی ہے۔ جو میرے اختیار میں نہیں۔ غالباً کسی وقت کسی قدر ظہور میں آئی ہوگی۔ اور اس کا اثر یہ ہوا ہوگا۔ کہ پوشیدہ آفات کو خدا تعالیٰ نے ٹال دیا۔ لیکن میری دانست میں ابھی تک اکمل اور اتم طور پر ظہور میں نہیں آئی۔ مرزا خدابخش صاحب کا اس جگہ ہونا بھی بہت یاددہانی

کا موجب ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کسی وقت کوئی ایسی گھڑی آجائے گی۔ کہ یہ مدعا کامل طور پر ظہور میں آجائیگا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالے آپ کی عمر دراز کرے اور کامل طور پر قوت ایمان عطا فرماوے۔ اور ہر طرح سے امن میں رکھے۔ تب اس کے باقی ہموم وغموم کچھ چیز نہیں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ آپ دو تین ماہ تک میرے پاس رہیں۔ نہ معلوم کہ یہ موقعہ کب ہاتھ آئے گا۔ اور مدرسہ کے بارے میں انشاء اللہ استخارہ کرونگا۔ اگر کچھ معلوم ہوا تو اطلاع دونگا۔ باقی ہر طرح خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکتوب نمبر ۳۴ ملفوف

۷ اگست ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا تحفہ پارچات نفیس وعمدہ جو آپ نے نہایت درجہ کی محبت اور اخلاص سے عطا فرمائے تھے مجھکو مل گئے ہیں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہر ایک پارچہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آں محب نے بڑی محبت اور اخلاص سے ان کو تیار کرایا ہے۔ اللہ تعالے اس کے عوض میں اپنے بے انتہا اور نہ معلوم کرم اور فضل آپ پر کرے۔ اور لباس التقویٰ سے کامل طور سے اولیاء اور صلحاء کے رنگ سے مشرف

فرماوے ایک بڑی خواہش ہے۔ کہ آپ فرصت پاکر تشریف لاویں۔ کیونکہ اب تک ایک سوئی اور مخالطت کی صحبت کا آپ کو اتفاق نہیں ہوا۔ اور جو کچھ آنمحب نے صاحب کمشنر کی زبانی سنا تھا۔ اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ اور خیال انگریزی سلطنت کی نسبت بخیر اور نیک ہے۔ اس لئے آخر انگریزوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ تہمتیں ہیں۔ کوئی تردد کی جگہ نہیں۔ اور علالت طبیعت کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا۔ خدائے تعالےٰ کا فضل درکار ہے۔ سب خیر ہے۔ میں بہت دعا کرتا ہوں۔ بہتر ہے کہ اکثر مچھلی کے تیل کا استعمال شروع رکھیں۔ اور جو تریاق الٰہی میں نے بھیجا تھا۔ ان میں سے یعنی دونوں قسموں میں سے کھایا کریں بہت مفید ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے گھر کی نسبت لکھا تھا۔ کہ مجھ کو کچھ بہت خوش نہیں رکھتیں۔ اس میں میری طرف سے یہی نصیحت ہے۔ کہ آپ اپنے گھر کے لوگوں سے بہت احسان اور خلق اور مدارت سے پیش آیا کریں۔ اور غائبانہ دعا کریں۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ خیرکم خیرکم لاہلہ۔

خیرکم خیرکم لاہلہ

انشاء اللہ بہت خوبیاں پیدا ہو جائیں گی۔ دنیا ناپائیدار ہے۔ ہر ایک جگہ اپنی مروت اور جوانمردی کا نمونہ دکھلانا چاہیئے۔ اور عورتیں کمزور ہیں وہ اس نمونہ کی بہت محتاج ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ مرد خلیق پر خدائے تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ میں بہ سبب ایام صیام اور عید کے خط نہیں لکھ سکا۔ آج خط لکھا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ایک ضروری نوٹ از خاکسار ایڈیٹر

مکتوبات کا یہ حصہ جو میں یہاں دے رہا ہوں۔ یہ مکرمی خانصاحب میاں عبدالرحمن خاں صاحب خلف الرشید حضرت نواب صاحب قبلہ کے ذریعہ مجھے میسر آیا ہے مجھے افسوس ہے۔ کہ ان خطوط کے لفافہ نہیں رکھے گئے۔ ورنہ ہر خط جس پر تاریخ درج نہیں، تھی تاریخ کا باآسانی پتہ لگ سکتا تھا۔ اب بھی واقعات کے تاریخی سلسلہ سے ان کی تاریخ کا پتہ لگانا مشکل نہیں۔ مگر میں دارالامان قادیان سے دور ساحل بمبئی پر انہیں ترتیب دے رہا ہوں۔ جہاں اس قسم کا سامان مجھے میسر نہیں ہے۔ اس لئے ہر خط پر نوٹ دینے کی بجائے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک نوٹ ان خطوط سے پہلے دے دوں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔ اگر کسی خط پر مزید کسی صراحت کی ضرورت ہوئی ہے۔ تو وہاں بھی میں نے نوٹ دے دیا ہے

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۳۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دس روز کے قریب ہو گیا۔ کہ آپ کو دیکھا نہیں۔ غائبانہ آپ کی شفاء کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مگر چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس آ کر سنت عیادت کا

ثواب بھی حاصل کروں۔ آج سرگردانی سے بھی فراغت ہوئی ہے۔ اور لڑکی کو بھی بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۱۲ اگست ۱۹۰۲ء

مکتوب نمبر ۱۱۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؐ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ

محبّی عزیزی نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ مضمون پڑھکر کہ عزیزی عبدالرحمٰن خاں کو پھر بخار ہوگیا ہے۔ نہایت قلق ہوا۔ خدائے تعالیٰ شفا بخشے۔ اب میں حیران ہوں کہ اس وقت جلد آنے کی نسبت کیا رائے دوں۔ پھر دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور صرف چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ کب تک یہ ابتلا دور ہو۔ لوگ سخت ہراساں ہو رہے ہیں زندگی کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ ہر طرف چیخوں اور نعروں کی آواز آتی رہتی ہے قیامت برپا ہے۔ اب میں کیا کہوں اور کیا رائے دوں۔ سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ اگر خدائے تعالیٰ کے فضل سے بخار اتر گیا ہے۔ اور ڈاکٹر مشورہ دے دے۔ کہ اس قدر سفر میں کوئی حرج نہیں۔ تو بہت احتیاط اور آرام کے لحاظ سے عبدالرحمٰن کو لے آویں۔ مگر بٹالہ سے ڈولی کا انتظام ضرور چاہیئے۔ اس جگہ نہ ناجیور ڈولی بردار ملتا ہے

نہ ڈولی کا بندوبست ہو سکتا ہے بٹالہ سے کرنا چاہیئے۔ آپ کے گھر میں ہر طرح خیریت ہے۔ ام حبیبہ مرزا خدا بخش کی بیوی برابر آپ کے گھر میں سوتی ہے۔ اور بچے چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ وہ اکثر روتے چیختے رہتے ہیں۔ کوئی عورت نہیں جوان کی حفاظت کرے اس لئے یہ تجویز خیال میں آتی ہے۔ کہ اگر ممکن ہو تو چند روز مرزا خدا بخش آکر اپنے بچوں کو سنبھالیں وہ بالکل ویران حالت میں ہیں۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔ والسلام۔ (خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکرر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا بکس فینائل کا جو سولہ یا بیس روپیہ کو آتا ہے ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس جگہ دیجاوے گی۔ اور علاوہ اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لئے فینائل بھیجدیں۔ اور ڈس انفکٹ کے لئے رسکپور اس قدر بھیجدیں۔ جو چند کمروں کے لئے کافی ہو۔

مکتوب نمبر ۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ مجھکو ملا الحمدللہ والمنۃ کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے عزیزی عبدالرحمٰن خان کو صحت بخشی۔ گویا نئے سرے زندگی ہوئی ہے۔ اب میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے قادیان میں آجائیں۔ لیکن ڈاکٹر کا مشورہ ضروری ہے۔ کیونکہ مجھے دور بیٹھے۔ معلوم نہیں کہ حالات کیا ہیں۔ اور صحت کس قدر

ہے۔ بظاہر اس سفر میں چنداں تکلیف نہیں۔ کیوں کہ بٹالہ تک تو ریل کا سفر ہے۔ اور پھر بٹالہ سے قادیان تک ڈولی ہوسکتی ہے۔ اور گو ڈولی میں بھی کسی قدر حرکت ہوتی ہے۔ لیکن اگر آہستہ آہستہ یہ سفر کیا جائے تو بظاہر کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اور قادیان کی آب و ہوا بہ نسبت لاہور کے عمدہ ہے۔ آپ ضرور ڈاکٹر سے مشورہ لے لیں۔ اور پھر ان کے مشورہ کے مطابق بلا توقف قادیان میں چلے آویں۔ باقی اس جگہ زور طاعون کا بہت ہو رہا ہے۔ کل آٹھ آدمی مرے تھے۔ اللہ تعالے اپنا فضل و کرم کرے۔ آمین والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۶ اپریل ۱۹۰۳ء

مکتوب نمبر (۳۸) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمد للہ والمنۃ عزیز عبد الرحمٰن خان صاحب کی طبیعت اب رو بصحت ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ اب میرے نزدیک (واللہ اعلم) مناسب یہ ہے۔ کہ اگر ڈاکٹر مشورہ دیں۔ تو عبد الرحمٰن کو قادیان میں لے آویں۔ اس میں آب و ہوا کی تبدیلی بھی ہو جائے گی۔ ریل میں تو کچھ سفر کی تکلیف نہیں۔ بٹالہ سے ڈولی کی سواری ہو سکتی ہے۔ بظاہر بات تو یہ عمدہ ہے۔ تفرقہ دور ہو جائیگا اس جگہ قادیان میں آجکل طاعون کا بہت زور ہے۔ اور گرد کے دیہات تو قریباً

ہلاک ہو چکے ہیں۔ باقی اس جگہ سب خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ،

مکتوب نمبر ۲۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آج کی ڈاک میں آپ کا خط مجھکو ملا اس وقت تک خدا کے فضل و کرم اور جود اور احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثان کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے۔ اور ماسٹر محمدؐ دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے۔ غرض ہماری اس طرف بھی کچھ زور طاعون کا شروع ہے بنسبت سابق کچھ آرام ہے۔ میں نے اس خیال سے پہلے لکھا تھا۔ کہ اس گاؤں میں اکثر وہ بچے تلف ہو[illegible]یں۔ جو پہلے بیمار یا کمزور تھے۔ اسی خیال نے مجھے اس بات کے لکھنے پر مجبور کیا تھا۔ کہ وہ دو ہفتہ تک ٹھہر جائیں اس وقت تک کہ یہ جوش کم ہو جائے۔ اب اصل بات یہ ہے۔ کہ افسوس طور پر تو کچھ کمی نظر نہیں آتی۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی بخار ہو گیا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ سخت تفرقہ میں مبتلا ہیں۔ اس وقت یہ خیال آیا کہ بعد استخارہ

مسنونہ خدائے تعالیٰ پر توکل کر کے قادیان آجاویں۔ میں تو دن رات دعا کرتا ہوں۔ اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں۔ کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا۔ کہ یہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے۔ اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے۔ اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفکیٹ کے لئے کچھ ڈسکپور اور کسی قدر فنائل لے آویں۔ اور کچھ گلاب اور سرکہ لے آویں تو بہتر ہو گا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۷ اپریل ۱۹۰۱ء

مکتوب نمبر (۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں پہونچا پہلے اس سے صرف بہ نظر ظاہر لکھا گیا تھا۔ اب مجھے یہ خیال آیا ہے۔ کہ توکلاً علی اللہ اس ظاہر کو چھوڑ دیں۔ قادیان ابھی تک کوئی نمایاں کمی نہیں ہے۔ ابھی اس وقت جو لکھ رہا ہوں ایک ہندو بیجناتھ نام جس کا گھر گویا ہم سے دیوار بہ دیوار ہے۔ چند گھنٹہ بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوا۔ بہرحال خدائے تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ آپ بخیر و عافیت تشریف لے آویں۔ شب بیداری اور دلی توجہات سے جو عبد الرحمٰن کے لئے کی گئی میرا دل و دماغ بہت

ضعیف ہو گیا ہے۔ بسا اوقات آخری دم معلوم ہوتا تھا۔ یہی حقیقت دعا ہے۔ کوئی مرے تا مرنے والے کو زندہ کرے۔ یہی الٰہی قانون ہے۔ سو میں اگرچہ نہایت کمزور ہوں لیکن میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ آپ جب آویں تو پھر چند روز در دانگیز دعاؤں سے فضل الٰہی کو طلب کیا جائے۔ خدائے تعالیٰ صحت اور تندرستی رکھے۔ سو آپ بلا توقف تشریف لے آویں۔ اب میرے کسی اور خط کی انتظار نہ کریں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

مکتوب نمبر (۱۴) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزہ سعیدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے آپ کا خط غور سے پڑھ لیا ہے۔ اور جس قدر آپ نے اپنی عوارض لکھی ہیں غور سے معلوم کر لئے ہیں۔ انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ میں نہ صرف دوا بلکہ آپ کے لئے بہت توجہ سے دعا بھی کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو پوری شفا دے گا۔ یہ تجویز جو شروع ہے۔ آپ کم سے کم چالیس روز تک اس کو انجام دیں۔ اور دوسرے وقت کی دوا میں آپ ناغہ نہ کریں۔ وہ بھی خون صاف کرتی ہے۔ اور دل کی گھبراہٹ کو دور کرتی ہے۔ اور آنکھوں کو بھی مفید ہے۔ مگر آپ بیچ میں ناغہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کل آپ نے دوا نہیں پی۔ ناغہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نیز مصالحہ۔ مرچیں۔ اور لونگ

اور لہسن وغیرہ نہیں کھانا چاہیئے یہ آنکھوں کے لئے بھی مضر ہیں۔
آپ کے لئے یہ غذا چاہیئے۔ انڈا۔ دودھ۔ پلاؤ گوشت ڈال کر۔ گوشت جس میں کچھ سبزی ہے۔ ثقیل یعنی بوجھل چیزوں سے پرہیز چاہیئے بہت میٹھا یعنی شیرینی نہیں کھانی چاہیئے۔ ایک جگہ بیٹھے نہیں رہنا چاہیئے کچھ حرکت چاہیئے۔ عمدہ ہوا ریح کی لینی چاہیئے۔ غم نہیں کرنا چاہیئے۔ اس علاج سے پھنسیاں وغیرہ انشاء اللہ دور ہو جائیں گی۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر (۴۲) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط میں نے پڑھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس بات کے معلوم ہونے سے کہ جس قدر بوجہ ہمسائیگی ہمدردی ضروری ہے۔ وہ آپ سے ظہور میں نہیں آئی۔ یعنی والدہ محمود جو قریباً دس ماہ تک تکالیف حمل میں مبتلا رہیں۔ اور جان کے خطرہ سے اللہ تعالیٰ نے بچایا۔ اس حالت میں اخلاق کا تقاضا یہ تھا۔ کہ آپ سب سے زیادہ ایسے موقعہ پر آمد و رفت سے ہمدردی ظاہر کرتے۔ اور اگر وہ موقعہ ہاتھ سے گیا تھا۔ تو عقیقہ کے موقعہ پر برادرانہ تعلق کے طور پر آنا ضروری تھا۔ بلکہ اس موقعہ پر کم تعلق والی عورتیں بھی مبارکباد کے لئے آئیں۔ مگر آپ کی طرف سے ایسا دروازہ بند رہا۔ کہ گویا سخت ناراض ہیں۔ اس سے سمجھا گیا

کہ جب کہ اس درجہ تک آپ ناراض ہیں۔ تو پھر دروازہ کا کھلا رہنا نامناسب ہے۔ ایسے دروازے محض آمد و رفت کے لئے ہوتے ہیں۔ اور جب آمد و رفت نہیں۔ تو ایسا دروازہ ایسی ٹہنی کی طرح ہے۔ جسکو کبھی کوئی پھل نہ لگتا ہو۔ اسی لئے اس دروازہ کو بند کر دیا گیا لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سخت بیمار تھے۔ اس وجہ سے آنے سے معذوری ہوئی۔ اس عذر کے معلوم ہونے کے بعد میں نے وہ دروازہ کھلا دیا ہے۔ اور درحقیقت ایسی بیماری جس سے زندگی سے بھی بیزاری ہے۔ خدا تعالےٰ شفا بخشے۔ میں نے والدہ محمود کو بھی سمجھا دیا ہے۔ کہ ایسی سخت بیماری کی حالت میں کیونکر آ سکتے تھے۔ امید ہے کہ جس طرح نواب صاحب سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ بھی اس میں ترقی کریں۔ خدائے تعالےٰ ہر ایک آفت اور بیماری سے بچاوے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہٗ

مکتوب نمبر (۴۳) ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید عنایت علی صاحب کو اس نوکری کی پرواہ نہیں ہے۔ ورنہ باوجود اس قدر بار بار لکھنے کے کیا باعث کہ جواب تک نہ دیا۔ اس صورت میں آپ کو

اختیار ہے جس کو چاہیں مقرر کریں۔ اور یہ بھی آپ کی مہربانی تھی۔ ورنہ نوکروں
کے معاملہ میں بار بار کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۴۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جب کہ وہ خود استعفاء بھیجتا ہے۔ تو آپ
حق ترحم ادا کر چکے۔ اس صورت میں اس کی جگہ بھیج سکتے ہیں۔ آپ پر
کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ انتظام
کیا ہے۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

مکتوب نمبر ۴۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت تار کے نہ پہنچنے سے
بہت تفکر اور تردد ہوا۔ خدائے تعالیٰ خاص فضل کرکے شفا بخشے۔ اس
جگہ دور بیٹھے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اصل حالت کیا ہے۔ اگر کوئی

صورت ایسی ہو کہ عبدالرحمٰن کو ساتھ لے کر قادیان آجاویں۔ تو رو برو دیکھنے سے دعا کے لئے ایک خاص جوش پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ شفا بخشے اور وہ آپ کے دل کا درد دور کرے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۴ء

مکتوب نمبر ۴۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں اس کام میں بالکل دخل نہیں دیتا۔ آپ کا کلی اختیار ہے۔ اس وقت مجھے وہی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی ہے۔ نتم اعلم بدنیاکم اور سرمایہ لنگرخانہ کا یہ حال ہے۔ کہ گھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی ایسا دن نہیں گذرا کہ کچھ روپیہ نہیں دیا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس کا خرچ متفرق ہوتا رہا۔ میرے پاس اس وقت شاید پانچ سو روپیہ کے قریب ہوگا۔ جو لنگرخانہ کے لئے جمع تھے۔ باقی سب خرچ ہو چکا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ابتلا ہے۔ کہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ روپیہ بہت جمع ہوتا ہے۔ اور میرے پاس کچھ نہیں رہتا۔ اگر کوئی ان اخراجات کا ذمہ وار ہو۔ جو ہر ایک پہلو سے ہو رہے ہیں۔ تو وہ اس روپیہ کو اپنے پاس رکھے تو مجھے اس رنج و بلا سے سبکدوشی ہو۔ خواہ نخواہ تفرقہ طبیعت ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اور موجب آزار ٹھیرتا ہے

مکتوب نمبر ۴۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ اس کو پڑھ کر اس قدر خوشی ہوئی۔ کہ اندازہ سے باہر ہے۔ مجھے اوّل سے معلوم ہے۔ کہ نور محمدؐ کے لڑکے کی شکل اچھی نہیں۔ اور نہ ان لوگوں کی معاشرت اچھی ہے۔ اگر سادات میں سے کوئی لڑکی ہو۔ جو شکل اور عقل میں اچھی ہو۔ تو اس سے کوئی امر بہتر نہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر کسی دوسری شریف قوم میں سے ہو۔ مگر سب سے اوّل اس کے لئے کوشش چاہئے۔ اور جہانتک ممکن ہو جلد ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ظہور میں آگیا تو مولوی صاحب کے تعلقات کوٹلہ سے پختہ ہو جائیں گے۔ اور اکثر وہاں رہنے کا بھی اتفاق ہوگا۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اور چند ہفتہ میں یہ مبارک کام ظہور میں آئیں تو کیا تعجب ہے کہ یہ عاجز بھی اس کارِ خیر میں مولوی صاحب کے ساتھ کوٹلہ میں آوے۔ سب امر اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ امید کہ پوری طرح آں محب کوشش فرماویں۔ کیونکہ یہ کام ہونا نہایت مبارک امر ہے۔ خدائے تعالےٰ پوری کر دیوے۔ آمین ثم آمین۔

اس عاجز نے دوسو روپیہ آں محب سے طلب کیا ہے۔ اینٹوں کی قیمت اور معماروں کی اجرت میں

برسات اب سرپر ہے۔ اگر اس وقت تکلیف فرماکر ارسال فرماویں۔ تو اس غم سے کہ ناگہانی طور پر میرے سرپر آگیا ہے مجھے نجات ہوگی۔ مجھے ایسی عمارات سے طبعاً کراہت اور سخت کراہت ہے۔ اگر آپ کی نیت درمیان نہ ہوتی۔ تو میں کجا اور ایسے بیہودہ کام کجا۔ آپ کی نیت نے یہ کام شروع کرایا۔ مگر افسوس اس وقت تک یہ بیکار ہے۔ جب تک کہ اوپر کی عمارت نہ ہو۔ عمارت کے وقت تو یہ شعر نصب العین رہتا ہے ؎

عمارت درسرائے دیگر انداز ۔ کہ دنیارا اساسے نیست محکم

خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ از قادیان ۱۸۹۷ء

مکتوب نمبر ۷۸ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ خدائے تعالےٰ آپ کو ان مشکلات سے نجات دے۔ علاوہ اور باتوں کے میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جس حالت میں شدت گرمی کا موسم ہے۔ اور بباعث قلت برسات یہ موسم اپنی طبعی حالت پر نہیں۔ اور آپ کی طبیعت پہ سلسلہ اعراض اور امراض کا چلا جاتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ درحقیقت بہت کمزور اور نحیف ہو رہے ہیں۔ اور جگر بھی کمزور ہے۔ عمدہ خون بکثرت پیدا نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت

میں آپ کا شدائد سفر تحمل کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیوں اور کیا وجہ کہ آپ کے چھوٹے بھائی سردار ذوالفقار علی خاں صاحب جو صحیح اور تندرست ہیں۔ ان تکالیف کا تحمل نہ کریں۔ اگر موسم سرما ہوتا۔ تو کچھ مضائقہ بھی نہ تھا۔ مگر یہ موسم آپکے مزاج کے نہایت ناموافق ہے۔ جو مشکلات پیش آئی ہیں وہ بے صبری اور بیجا شتاب کاری سے دور نہیں ہو سکتیں۔ صبر اور متانت اور آہستگی اور ہوشمندی سے ان کا علاج طلب کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اس خطرناک موسم میں سفر کریں۔ اور خدانخواستہ کسی بیماری میں مبتلا ہو کر موجب شماتت اعدا ہوں۔ پہلے سفر میں کیسی کیسی حیرانی پیش آئی تھی۔ اور لڑکے کے بیمار ہونے سے کس قدر مصائب کا سامنا پیش آگیا تھا۔ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ کمشنر کے پاس آپ ہی جائیں۔ اور دوسری کوئی تدبیر نہیں۔ غرض میری بھی یہی رائے ہے۔ کہ یہ کاروبار آپ پر ہی موقوف ہے۔ تو اگست اور ستمبر تک التوا کیا جائے۔ اور اگر ابھی ضروری ہے۔ تو آپ کے بھائی یہ کام کریں۔ ڈرتا ہوں کہ آپ بیمار نہ ہو جائیں۔ خط واپس ہے۔ اس وقت مجھے بہت سردرد ہے۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

مکتوب نمبر ۴۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
میں نے آپ کے تمام خطوط مرسلہ پڑھ لئے۔ میرے نزدیک اب کفایت شعاری کے اصول کی رعایت رکھنا ضروریات سے ہے۔ اس لئے اب جواب کافی ہے۔یعنی نسبت میر عنایت علی کہ چونکہ وقت پردہ حاضر نہیں ہوسکے اس لئے بالفعل گنجائش نہیں۔اور آئندہ اگر گنجائش ہوئی۔ تو اطلاع دے سکتے ہیں۔ اور مرزا خدا بخش صاحب کے خواہرزادے چونکہ بباعث کمی استعداد تعلیم پانے کے لائق نہیں۔ ان کو بہ توقف رخصت کرنا بہتر ہے۔ ناحق کی زیر باری کی کیا ضرورت ہے۔ اور افسوس کہ جس قدر آپ نے اپنے کاروبار میں تخفیف کی ہے۔ ابھی وہ قابل تعریف نہیں۔شاید کسی وقت پھر نظر ثانی کریں۔ تو اور تخفیف کی صورتیں پیدا ہوجائیں۔ اور دعا تو کی جاتی ہے۔ مگر وقت پر ظہور اثر موقوف ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ تکالیف سے آپ کو نجات بخشے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵ ملفوف

(اصل خط نواب صاحب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

التجا ہے۔ کہ بعد ملاحظہ کل عریضہ حکم مناسب سے مطلع فرمایا جاوے

* یہ خط نواب صاحب کا ہے جس کے جواب میں مکتوب نمبر ۹۹ لکھا گیا ہے۔ (عرفانی)

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مجھ کو جب کسی ملازم کو موقوف کرنا پڑتا ہے - تو مجھ کو بڑی کشش و پیچ ہوتی ہے
اور دل بہت گرمسنا ہے - اس وقت بھی مجھکو دو ملازموں کو برخاست کرنے
کی ضرورت پیش آئی ہے - ایک قدرت اللہ خاں صاحب - اور دوسرے
عنایت علی صاحب - یہ دونوں صاحب احمدی بھی ہیں - اس سے اور بھی
طبیعت میں پیچ و تاب ہے - میرا جی نہیں چاہتا - کہ کوئی لائق آدمی ہو - اور
اس کو بلاقصور موقوف کردوں - اب وقت یہ پیش آئی ہے - کہ سید عنایت
علی کوئی پانچ سال سے میرے ہاں ملازم ہیں - مگر کام کی حالت ان کی اچھی
نہیں - اب تک جس کام پر ان کو میں نے لگایا ہے - اس کی سمجھ اب تک ان کو نہیں آئی - اور
انہوں نے کوئی ترقی نہیں کی - اور میرے جیسے محدود آمدنی کے لئے ایسے
ملازم کی ضرورت ہے - کہ جو کئی کئی کام کر سکے - وہ اپنا مفوضہ کام پوری طرح
نہیں چلا سکتے - ہاں اس میں شک نہیں کہ نیک اور دیانت دار ہیں - مگر کام
کے لحاظ سے بالکل نادار دہیں - اور اس پانچ سال کے تجربہ نے مجھے اس
نتیجہ پر پہونچا دیا ہے - کہ میں ان کو علیحدہ کردوں - یہ میری سال گذشتہ
سے منشاء تھی - مگر محض اس سبب سے کہ وہ نیک ہیں - دیانت دار
ہیں اور احمدی ہیں میں رکا تھا - مگر اب میں دیکھتا ہوں - کہ جو فائدہ ان کی
دیانت سے ہے - اس سے زیادہ نقصان ان کی عدم واقفیت کام سے ہوتا
ہے - بس اب میں نہایت ہی متردد ہوں - کہ ان کو موقوف کردوں - کہ
نہیں - کاش وہ میرا کام چلا سکتے - تو بہت اچھا ہوتا - ایک وقت

ہے - کہ میں نے ان سے مختلف صیغوں میں کام لیا - مگر وہ ہر جگہ ناقابل ہی ثابت ہوئے ۔

مکتوب نمبر ۱۵ ملفوف

(نواب صاحب کا خط)

سیدی مولائی مکرمی معظمی طبیب روحانی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم - جو رنج اور قلق اس واقعہ سے جو ہماری بد قسمتی اور بے سمجھی سے پیش آیا ہے - یعنی میرے گھر حضور کی علالت کے موقعہ پر حاضر نہیں ہوئے - اب اس کے وجوہات کچھ بھی ہوں - ہم کو اپنے قصور کا اعتراف ہے ہم اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے حاضر ہوئے ہیں - اب تک جو معافی قصور کے لئے درخواست کرنے میں دیر ہوئی - وہ میرے گھر کے لوگوں کو بہ سبب ایسے واقعات کے کبھی پیش نہ آنے کی وجہ سے اور زیادہ حجاب واقع ہو گیا - اور ان کو شرم ہر ایک سے آنے لگی ہیں اب تک خاموش رہا - کہ جب تک اس جھوٹی شرم سے خود ہی باز نہ آئیں گے - جب تک میں خاموش رہوں - تاکہ دل سے ان کو یہ اثر محسوس ہو - اور خود دل سے معافی چاہیں - چنانچہ انہوں نے ایک پرچہ اپنے حال کا لفافہ میں رکھ بھیجا ہے - تاکہ حضور کی خدمت میں پیش کروں پس اب عرض ہے - بقول برما منگر بکرم خویش بگر از خوردان خطا واز بزرگان عطا - آپ میری بیوی کا یہ قصور معاف

فرماویں

(راقم محمد علی خاں)

حضرت اقدس کا مکتوب

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
جو کچھ میں نے رنج ظاہر کیا تھا۔ وہ درحقیقت ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے۔ چونکہ میں تربیت کے لئے مامور ہوں۔ سو میری فطرت میں داخل کیا گیا ہے۔ کہ میں ایک معلم ناصح اور شفیق مربی کی طرح اصلاح کی غرض سے کبھی رنج بھی ظاہر کروں۔ اور غلطی کو معاف نہ کرنا خود عیب میں داخل ہے۔ اس لئے میں پورے دل کی صفائی سے اس خطا کو معاف کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو اپنے فضل سے سچی پاکیزگی اور سچی دینداری سے پورے طور پر متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین اور اپنی محبت اور اپنے دین کی الفت عطا فرمائے۔ آمین والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکتوب نمبر ۵۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کل کی ڈاک میں آں محب کا عنایت نامہ

مجھکو ملا۔ آپ کی محبت اور اخلاص اور ہمدردی میں کچھ شک نہیں۔ ہاں میں ایک استاد کی طرح جو شاگردوں کی ترقی چاہتا ہے۔ آئندہ کی زیادہ قوت کے لئے اپنے مخلصوں کے حق میں ایسے الفاظ بھی استعمال کرتا ہوں۔ جن سے وہ متنبہ ہوکر اپنی اعلےٰ سے اعلیٰ قوتیں ظاہر کریں۔ اور دعا بھی کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی کمزوریاں دور فرماوے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس دنیا کا تمام کاروبار اور اس کی نمائش اور عزتیں حباب کی طرح ہیں۔ اور نہایت سعادتمندی اسی میں ہے۔ کہ پورے جوش سے اور پوری صحت کے ساتھ دین کی طرف حرکت کی جائے۔ اور میرے نزدیک بڑے خوش نصیب وہ ہیں۔ کہ اس وقت اور میری آنکھوں کے سامنے دکھ اُٹھاکر اپنے سچے ایمان کے جوش دکھاویں۔ مجھے خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اس زمانہ کے لئے تجھے گواہ کی طرح کھڑا کروں گا۔ پس کیا خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے بارے میں اچھی گواہی ادا کرسکوں۔ اسی لئے میں باربار کہتا ہوں۔ کہ خدا کا خوف بہت دل میں بڑھالیا جائے۔ تا اس کی رحمتیں نازل ہوں۔ اور تا وہ گناہ بخشے۔ آپ کے دو خط آنے کے بعد ہمارے اس جگہ کے دوستوں نے اس رائے کو پسند کیا۔ کہ جو زنانہ گھر کے حصہ مغربی کے مکانات کچے اور دیوار کچی ہے۔ اس کو مسمار کرکے اس کی چھت پر مردانہ مکان تیار ہوجائے۔ اور نیچے کا مکان بدستور گھر سے شامل رہے۔ چنانچہ حکمت الٰہی سے یہ غلطی ہوگئی۔ کہ وہ کل مکان مسمار کردیا گیا۔ اب حال یہ ہے کہ مردانہ

مکان تو صرف اوپر تیار ہو سکتا ہے۔ اور زنانہ مکان جو تمام گرایا گیا ہے اگر نہایت ہی احتیاط اور کفایت سے اس کو بنایا جاوے۔ تو شاید ہے۔ کہ آٹھ سو روپیہ تک بن سکے۔ کیونکہ اس جگہ اینٹ پر دوہری قیمت خرچ ہوتی ہے۔ اور مجھے یقین نہیں کہ چار سو روپیہ کی لکڑی اگر بھی کام ہو سکے۔ بہر حال یہ پہلی منزل اگر تیار ہو جائے تو بھی بیکار ہے۔ جب تک دوسری منزل اس پر نہ پڑے۔ کیونکہ مردانہ مکان اسی چھت پر پڑ گیا۔ اور چونکہ ایک حصہ مکان گرنے سے گھر بے پردہ ہو رہا ہے اور آج کل ہندو بھی قتل وغیرہ کے لئے بہت کچھ اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے کنویں کے چندہ میں سے عمارت کو شروع کرا دیا ہے۔ تا جلد پردہ ہو جائے۔ اگر اس قدر پکا مکان بن جاوے۔ جو پہلے کچا تھا تو شاید آئندہ کسی سال اگر خدائے تعالےٰ نے چاہا تو اوپر کا مردانہ حصہ بن سکے۔ افسوس کہ لکڑی چھت کی محض بیکار نکلی۔ اور ایسی بوسیدہ کہ اب جلانے کے کام میں آتی ہے۔ لہذا قریباً چار سو روپیہ کی لکڑی چھت وغیرہ کے لئے درکار ہو گی۔ خدائے تعالےٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔ اگر اس نے چاہا ہے۔ تو کسی طرح سے انجام کر دے گا۔ یقین کہ مولوی صاحب کا علیحدہ خط آپ کو پہنچے گا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۴ر اپریل ۱۸۹۶ء

مکتوب نمبر ۵۳ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ قادیان میں تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ آج میاں محمد افضل ایڈیٹر اخبار البدر کا لڑکا جاں بلب ہے۔ نمونیا پلیگ ہے۔ آخری دم معلوم ہوتا ہے۔ ہر طرف آہ و زاری ہے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ ایسی صورت میں میرے نزدیک بہت مناسب ہے۔ کہ آپ آخیر اپریل ۱۹۰۵ء تک ہرگز تشریف نہ لاویں۔ دنیا پر ایک تلوار چل رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ رحم فرماوے۔ باقی خدائے تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۴ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج مولوی مبارک علی صاحب جن کی نسبت آپ نے برخاستگی کی تجویز کی تھی۔ حاضر گئے ہیں۔ چونکہ وہ میرے استاد زادہ ہیں۔ اور مولوی فضل احمد صاحب والد بزرگوار ان کے جو

بہت نیک اور بزرگ آدمی تھے۔ ان کے میرے پر حقوق استادی ہیں۔ میری رائے ہے کہ اب کی دفعہ آپ ان کی لمبی رخصت پر اغماض فرماویں۔ کیونکہ وہ رخصت بھی چونکہ کمیٹی کی منظوری سے تھی کچھ قابل اعتراض نہیں۔ ماسوا اس کے چونکہ وہ واقعہ دیں) ہم پر ایک حق رکھتے ہیں۔ اور عفو اور کرم سیرت ابرار میں سے ہے۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واعفوا واصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور الرحیم ط یعنی عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ خدا بھی تمہاری تقصیریں معاف کرے اور خدا تو غفور رحیم ہے۔ پھر تم غفور کیوں نہیں بنتے۔ اس بنا پر ان کا یہ معاملہ درگذر کے لائق ہے۔ اسلام میں یہ اخلاق ہرگز نہیں سکھلائے گئے۔ ایسے سخت قواعد نصرانیت کے ہیں۔ اور ان سے خدا ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ ماسوا اس کے چونکہ میں ایک مدت سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ان کے گناہ معاف کرتا ہوں۔ جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں۔ اور یہی میرا تجربہ ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگ راہ ہو۔ ایک جگہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے۔ اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ خدائے تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی کہ تو لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا اس لئے میں تیرے

گناہ معاف کرتا ہوں ۔ سو میری صلاح یہی ہے ۔ کہ آپ اس امر سے درگذر کرو تا آپ کو خدائے تعالےٰ کی جناب میں درگذر کرانے کا موقعہ ملے اسلامی اصول انہی باتوں کو چاہتے ہیں ۔ دراصل ہماری جماعت کے ہمارے عزیز دوست جو خدمت مدرسہ پر لگائے گئے ہیں وہ ان طالب علم لڑکوں سے ہمیں زیادہ عزیز ہیں جن کی نسبت ابھی تک معلوم نہیں ۔ کہ نیک معاش ہوں گے یا بدمعاش ۔

یہ سچ ہے کہ آپ تمام اختیارات رکھتے ہیں ۔ مگر یہ محض بطور نصیحتاً للہ لکھا گیا ہے ۔ اختیارات سے کام چلانا نازک امر ہے ۔ اس لئے خلفاء راشدین نے اپنے خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو سچے دل سے اپنے ساتھ رکھا تا اگر خطا بھی ہو تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر ۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۵ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ ایسے وقت آپ کا عنایت نامہ مجھکو ملا ۔ کہ میں دعا میں مشغول ہوں ۔ اور امیدوار رحمت ایزدی حالات کے معلوم کرنے سے میری بھی یہی رائے ہے ۔ کہ ایسی حالت میں قادیان

میں لانا مناسب نہیں۔ امید کہ انشاءاللہ تعالےٰ جلد وہ دن آئے گا کہ بآسانی سواری کے لائق ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس وقت عزیزی عبدالرحمٰن ڈاکٹروں کی رائے سے ریل کی سواری کے لائق ہو جائیں۔ تو بٹالہ میں پہونچ کر ڈولی کا انتظام کیا جائے۔ کیونکہ یکہ وراستہ وغیرہ ضعف کی حالت میں ہرگز سواری کے لائق نہیں ہیں۔ میں خدائے تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے بہت توجہ سے دعا کرتا رہوں گا۔

اوقات دعا

دو خاص وقت ہیں (۱) وقت تہجد (۲) اشراق ماسوا اس کے پنج وقت نماز میں انشاءاللہ دعا کروں گا۔ اور جہانتک ہو سکے آپ تازہ حالات سے ہر روز مجھے اطلاع دیتے رہیں۔ کیونکہ اگرچہ اسباب کی رعایت بھی ضروری ہے۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ اسباب بھی تب ہی درست اور طبیب کو بھی تب ہی سیدھی راہ ملتی ہے۔ جب کہ خدائے تعالےٰ کا ارادہ ہو۔ اور انسان کے لئے بجز دعا کے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے۔ جو خدائے تعالےٰ کے ارادہ کو انسان کی مرضی کے موافق کردے ایک دعا ہی ہے کہ اگر کمال تک پہونچ جائے تو ایک مردہ کی طرح انسان اس سے زندہ ہو سکتا ہے۔ خدائے تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کہ دعا کمال کو پہونچ جائے وہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ یہی کیمیا ہے اگر اپنے تمام شرائط کے ساتھ متحقق ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ کا حق لوگوں پر فرض ہے۔ اور جو لوگ اصطفا اور اجتبا کے درجہ تک پہونچتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ان کو نہیں دی گئی کہ اکثر دعائیں ان کی

قبول ہو جائیں۔ کو مشیت الٰہی نے یہ قانون رکھا ہے۔ کہ بعض دعائیں مقبولوں کی بھی قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن جب دعا کمال کے نقطہ تک پہنچ جاتی ہے۔ جس کا پہونچانا محض خدائے تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ یہ کبریت احمر ہے جس کا وجود قلیل ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہٗ۔ از قادیان

مکتوب نمبر ۵۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ جو کچھ آپ نے مجھکو لکھا ہے اس سے مجھے بکلی اتفاق ہے۔ میں نے مفتی محمدؐ صادق صاحب کو کہدیا ہے۔ کہ آپ کے منشار کے مطابق جواب لکھدیں۔ اور آپ ہی کی خدمت میں بھیج دیں۔ آپ پڑھکر اور پسند فرما کر روانہ کر دیں۔ ہاں ایک بات میرے نزدیک ضروری ہے۔ گو آپ کی طبیعت اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ دو چار ماہ کے بعد کمشنر صاحب وغیرہ حکام کو آپ کا ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض شکی مزاج حکام کو جو اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں ہمارے فرقہ پہ سوء ظن ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی بھی حکام کو نہیں

ملتا۔ اور مخالف ہمیشہ ملتے رہتے ہیں۔ پس جس حالت میں آپ جاگیر دار ہیں اور حکام کو معلوم ہے۔ کہ آپ اس فرقہ میں شامل ہیں اس لئے ترک ملاقات سے اندیشہ ہے۔ کہ حکام کے دل میں یہ بات مرکوز نہ ہو جائے۔ کہ یہ فرقہ اس گورنمنٹ سے بغض رکھتا ہے۔ گو یہ غلطی ہوگی۔ اور کسی وقت رفع ہو سکتی ہے۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ میں انشاء اللہ القدیر بروز جمعرات قادیان سے روانہ ہونگا والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۷ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ خاکسار بباعث کثرت پیشاب اور دوران سر اور دوسرے عوارض کے خط لکھنے سے قاصر رہا۔ ضعف بہت ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ بمشکل دو وقت یعنی ظہر اور عصر کے گھر میں نماز پڑھتا ہوں۔ آپ کے خط میں جس قدر تردوات کا تذکرہ تھا پڑھ کر اور بھی دعا کے لئے جوش پیدا ہوا۔ میں نے یہ التزام کر رکھا ہے۔ کہ پنج وقت نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور میں بہ یقین دل جانتا ہوں کہ یہ دعائیں بیکار نہیں

جائیں گی - ابتلاؤں سے کوئی انسان خالی نہیں ہوتا - اپنے اپنے قدر کے موافق ابتلا ضرور آتے ہیں - اور وہ زندگی بالکل طفلانہ زندگی ہے جو ابتلاؤں سے خالی ہو - ابتلاؤں سے آخر خدائے تعالےٰ کا پتہ لگ جاتا ہے - حوادث دہر کا تجربہ ہو جاتا ہے - اور صبر کے ذریعے سے اجر عظیم ملتا ہے - اگر انسان کو خدائے تعالےٰ کی ہستی پر ایمان ہے - تو اس پر بھی ایمان ضرور ہوتا ہے - کہ وہ قادر خدا بلاؤں کے دور کرنے پر قدرت رکھتا ہے - میرے خیال میں اگرچہ وہ تلخ زندگی جس کے قدم قدم میں خارستان مصائب و حوادث و مشکلات ہے - بسا اوقات ایسی گراں گذرتی ہے - کہ انسان خودکشی کا ارادہ کرتا ہے - یا دل میں کہتا ہے کہ اگر میں اس سے پہلے مرجاتا تو بہتر تھا - مگر درحقیقت وہی زندگی قدرتاً ہوتی ہے - اور اس کے ذریعہ سے سچا اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے - ایمان ایوبؑ نبی کی طرح چاہیئے - کہ جب اس کی سب اولاد مر گئی اور تمام مال جاتا رہا - تو اس نے نہایت صبر اور استقلال سے کہا کہ

میں ننگا آیا اور ننگا جاؤں گا -

پس اگر دیکھیں تو یہ مال اور متاع جو انسان کو حاصل ہوتا ہے صرف خدا کی آزمائش ہے - اگر انسان ابتلاء کے وقت خدائے تعالےٰ کا دامن نہ چھوڑے - تو ضرور وہ اس کی دستگیری کرتا ہے - خدا تعالیٰ درحقیقت موجود ہے - اور درحقیقت وہ ایک مقرر وقت پر دعا قبول کرلیتا ہے - اور سیلاب ہموم و غموم سے رہائی بخشتا ہے - پس قوی ایمان کے ساتھ اس پر

بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ وہ دن آتا ہے کہ یہ تمام ہموم و غموم صرف ایک گذشتہ قصہ ہو جائیگا۔ آپ جب تک مناسب سمجھیں لاہور میں رہیں۔ خدائے تعالیٰ جلد ان مشکلات سے رہائی بخشے۔ آمین۔

اپیل مقدمہ جرمانہ دائر کیا گیا ہے۔ مگر حکام نے مستغیث کی طرف سے۔ یعنی کرم دین کی مدد کے لئے سرکاری وکیل مقرر کر دیا ہے۔ یہ امر بھی اپیل میں ہمارے لئے بظاہر ایک مشکل کا سامنا ہے۔ کیونکہ دشمن کو وکیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں وہ بہت خوش ہو گا۔ اور اس کو بھی اپنی فتح سمجھے گا۔ ہر طرف دشمنوں کا زور ہے۔ خون کے پیاسے ہیں۔ مگر وہی ہو گا جو خواستہ ایزدی ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۷ دسمبر ۱۹۰۴ء

مکتوب نمبر ۵۸ دستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

رات مجھے مولوی صاحب نے خبر دی کہ آپ کی طبیعت بہت بیمار تھی تب میں نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا رہا۔ چند روز ایک دینی کام کے لئے اس قدر

نوٹ:۔ یہ مکتوب حضرت نواب صاحب قبلہ کے ایک خط کے جواب میں ہے جو حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم مجھ کو اس دفعہ نزلہ

مجھے مشغولی رہی کہ تین راتیں میں جاگتا رہا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو شفاء بخشے۔ میں دعا میں مشغول ہوں۔ اور بیماری مومن کے لئے کفارہ گناہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اشفاء بخشے آمین والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۸) کچھ عجیب طرح کا ہوا ہے۔ بالکل بخار کی سی کیفیت رہتی ہے۔ پہلے زکام ہوا۔ اس میں سوزش تو کسی قدر کم تھی مگر ضعف اس میں بھی تھا۔ سر میں غبار اس سے ذرا افاقہ ہوا۔ میں نے سمجھا کہ اب آرام ہو گیا۔ مگر اسی روز کھانسی ہو گئی۔ اب سینہ میں جس طرح چھری سے کھرچتے ہیں۔ اس طرح خراش ہو رہی ہے۔ اور سر میں بدن میں کسل۔ کمر میں درد ہو گیا۔ چونکہ قبض بھی رہتی ہے۔ اس لئے سر میں غبار رہتا ہے۔ کل ذرا طبیعت بحال ہوئی تھی۔ مگر آج کچھ باقی استدعائے دعا۔

(راقم محمد علی خاں)

مکتوب نمبر ۵۹ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
تمام خط میں نے پڑھا۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ اس

بنا پر تھا کہ نور محمدؐ کی بیوی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ نواب صاحب میرے خاوند کو یہ تنخواہ چار روپیہ ماہوار کوٹلہ میں بھیجتے ہیں۔ اور اس جگہ چھ روپیہ تنخواہ تھی اور روٹی بھی ساتھ تھی۔ اب ہماری تباہی کے دن ہیں اس لئے ہم کیا کریں۔ یہ کہہ کر وہ رو پڑی۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ اس تنزل تبدیلی کی کوئی اسباب ہوں گے۔ اور کوئی ان کا قصور ہوگا۔ مگر مجھے خیال آیا کہ ایک طرف تو میں نواب صاحب کے لئے پنج وقت نماز میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالےٰ ان کی پریشانی دور کرے۔ اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جن کی شکایت ہے کہ ہم اب اس حکم سے تباہ ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں میری دعا کیا اثر کرے گی۔ گو یہ سچ ہے کہ خدمت گار کم حوصلہ اور احسان فراموش ہوتے ہیں۔ مگر بڑے لوگوں کے بڑے حوصلے ہوتے ہیں۔ بعض وقت خدائے تعالےٰ اس بات کی پرواہ نہیں رکھتا کہ کسی غریب نادار خدمت گار نے کوئی قصور کیا ہے۔ اور یہ دیکھتا ہے کہ صاحب دولت نے کیوں ایسی حرکت کی کہ اس کی شکرگذاری کے برخلاف ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو ان کی دلی رنجش کے برے اثر سے بچانے کے لئے مولوی محمدؐ علی صاحب کو لکھا تھا۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ اکثر خدمتگار اپنے قصور پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور یوں ہی واویلا کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے مہمان کے طور پر اس کی بیوی کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔ تا کوئی امر ایسا نہ ہو کہ جو میری دعاؤں کی قبولیت میں حرج ڈالے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ ارحموا فی الارض

ترحموا فی السماء زمین میں رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو مشکل یہ ہے کہ امراء کے قواعد انتظام قائم رکھنے کے لیئے اور ہیں۔ اور وہاں آسمان پر کچھ اور چاہتے ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ

مکتوب نمبر ۶ دستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اشتہار کے بارے میں جو مدرسہ کے متعلق لکھا ہے۔ چند دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ لکھوں اور ایک دفعہ یہ مانع اس میں آیا کہ دو حال سے خالی نہیں۔ کہ یا تو یہ لکھا جائے کہ جس قدر چندہ کا لنگرخانہ کی نسبت ارادہ کیا جاتا ہے۔ اسی رقم میں سے مدرسہ کی نسبت ثلث یا نصف ہونا چاہیئے۔ تو اس میں یہ قباحت ہے کہ ممکن ہے اس انتظام سے دونوں میں خرابی پیدا ہو۔ یعنی نہ تو مدرسہ کا کام پورا ہو اور نہ لنگرخانہ کا۔ جیساکہ دو روٹیاں دو آدمیوں کو دی جائیں تو دونوں بھوکے رہیں گے۔ اور اگر چندہ دینے والے صاحبوں پر یہ زور ڈالا جائے کہ وہ علاوہ اس چندہ کے وہ مدرسہ کے لئے ایک چندہ دیں۔ تو ممکن ہے کہ ان کو ابتلا پیش آوے۔ اور وہ اس تکلیف کو فوق الطاقت تکلیف سمجھیں۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ بہتر ہے کہ مارچ اور اپریل دو مہینے امتحان کیا جائے کہ اس تحریک کے بعد جو لنگرخانہ کے لئے کی گئی ہے۔

کیا کچھ ان دو مہینوں میں آتا ہے۔ پس اگر اس قدر روپیہ آگیا جو لنگر خانہ کے تخمینی خرچ سے بچت نکل آئے تو وہ روپیہ مدرسہ کے لئے ہوگا۔ میرے نزدیک ان دو ماہ کے امتحان سے ہمیں تجربہ ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ انتظام کیا گیا ہے۔ کس قدر اس سے کامیابی کی امید ہے۔ اگر مثلاً ہزار روپیہ ماہوار چندہ کا بندوبست ہوگیا۔ تو آٹھ سو روپیہ لنگر خانہ کے لئے نکال کر دو سو روپیہ ماہوار مدرسہ کے لئے نکل آئیگا۔ یہ تجویز خوب معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک روپیہ جو ایک رجسٹر میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر دو ماہ بعد سب حقیقت معلوم ہو جائے۔

غلام احمدؐ عفی عنہ

مکتوب نمبر ۱۶ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں اس جگہ آکر چند روز بیمار رہا۔ آج بھی بائیں آنکھ میں درد ہے۔ باہر نہیں جاسکا۔ ارادہ تھا کہ اس شہر کے مختلف فرقوں کو سنانے کے لئے کچھ مضمون لکھوں۔ ڈرتا ہوں کہ آنکھ کا جوش زیادہ نہ ہو جائے خدائے تعالےٰ فضل کرے۔

مرزا خدا بخش کی نسبت ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ گو ہر شخص اپنی رائے کا تابع ہوتا ہے۔ مگر میں محض آپ کی ہمدردی کی وجہ سے لکھتا ہوں۔

کہ مرزا خدا بخش آپ کا سچا ہمدرد اور قابل قدر ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے۔ اپنی کمینہ اغراض کی وجہ سے یا حسد سے یا محض سفلہ پن کی عادت سے بڑے آدمیوں کے پاس اُن کے ماتحتوں کی شکایت کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں میں کسی شخص نے آپ کی خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کی نسبت خلاف واقعہ باتیں کر کر آپ کو ان پر ناراض کیا ہے۔ گویا انہوں نے میرے پاس آپ کی شکایت کی ہے۔ اور آپ کی کسرشان کی غرض سے کچھ الفاظ کہے ہیں مجھے اس امر سے سخت ناراضگی حاصل ہوئی۔ اور عجیب یہ کہ آپ نے ان پر اعتبار کر لیا ایسے لوگ دراصل بدخواہ ہیں نہ کہ مفید۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ مرزا خدا بخش کے منہ سے ایک لفظ بھی خلاف شان آپ کے نہیں نکلا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بے چارہ دل وجان سے آپ کا خیر خواہ ہے۔ اور غائبانہ دعا کرتا ہے اور مجھ سے ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی تاکید کرتا رہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ یہ چند روزہ زندگی آپ کے ساتھ ہو۔ رہی یہ بات کہ مرزا خدا بخش ایک بیکار ہے۔ یا آجتک اس سے کوئی کام نہیں ہو سکا۔ یہ قضاؤ قدر کا معاملہ ہے انسان اپنے لئے خود کوشش کرتا ہے۔ اور اگر بہتری مقدر نہ ہو تو اپنی کوشش سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے انسانوں کے لئے جو ایک بڑا حصہ عمر کا خدمت میں کھو چکے ہیں۔ اور پیرانہ سالی تک پہونچ گئے ہوں۔ میرا تو یہی اصول ہے۔ کہ ان کی مسلسل ہمدردیوں کو فراموش نہ کیا جائے۔ کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ مگر ایک سچا ہمدرد انسان حکم کیمیا رکھتا ہے

وہ نہیں ملتا۔ ایسے انسانوں کے لئے شاہان گذشتہ بھی دست افسوس ملتے رہے ہیں۔ اگر آپ ایسے شخص کی محض کسی وجہ سے بے قدری کریں۔ تو میری رائے میں ایک غلطی کریں گے۔ یہ میری رائے ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ اور آپ ہر ایک غائبانہ بد ذکر کرنے والوں سے بھی چوکس رہیں۔ کہ حاسدوں کا وجود دنیا میں ہمیشہ بکثرت ہے۔

والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکرر یاد دلاتا ہوں کہ میرے کہنے سے مرزا خدا بخش چند روز کے لئے لاہور میرے ساتھ آئے تھے۔

مکتوب نمبر ۶۲ ملفوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزہ امۃ الحمید بیگم زاد عمرہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا۔ میں نے اول سے آخر تک اس کو پڑھ لیا ہے۔ یاد رہے کہ میں آپ کی نسبت کسی قسم کی بات نہیں سنتا۔ ہاں مجھے یہ خیال ضرور ہوتا ہے۔ کہ جن کو ہم عزیز سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا میں ان کی بھلائی ہو۔ ان کی نسبت ہمیں یہ جوش ہوتا ہے۔ کہ کوئی غلطی ان میں ایسی نہ رہے۔ جو خدائے تعالےٰ کے سامنے گناہ ہو۔ یا جس میں ایمان کا خطرہ ہو۔ اور جس قدر کسی سے میری محبت ہوتی ہے اسی قدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچو جلد شائع ہو رہی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے ہیں۔ پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔ اور دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامتہ کے نام کے۔ تیسرے نمبر میں چودہری رستم علی خانصاحب رضی اللہ عنہ کے مکتوبات ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جب تک مکتوبات کا ذخیرہ ختم ہو جاوے۔ اس جلد کے اس نمبر میں نواب محمد علی خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے نام کے مکتوبات ہیں ؂

یاد رہے کہ جب تک اس سلسلہ کے خریداروں کی تعداد کم از کم ایک ہزار نہ ہو ہر نمبر کا ہدیہ ایک روپیہ ہوگا (عہ)

خاکسار:۔ (عرفانی)

مشاہدات عرفانی

یعنے

سیاحت یوروپ و بلاد اسلامیہ

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ و بلاد اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپ
مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد
شائع ہو چکی ہے۔

سفرنامہ بالکل نئی طرز پر لکھا گیا ہے۔ نکتہ رس اور غور کُن دماغ سے کام لیکر اس نے
میں آنکھ کو مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے۔

اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار قوموں کے عروج و زوا
اسباب کا پتہ ملے گا۔ قعر مذلت سے نکل کر بام رفعت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔ اس کا جواب ہوگ
ہر مقام اور ہر شہر کے حالات جہاں مصنف گیا ہے۔ معمولی نظر سے نہیں۔ بلکہ شو
افزا صورت میں واقعات اور تاریخ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کی میں قومی ز
اور ملی روح کے نشو و نما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے ؛

قیمت جلد اوّل علاوہ محصول ڈاک ۸/عہ

المشتھر : مینجر الحکم آفس قادیان دارالامان

تحفہ منجانب
محمد اعظم اکسیر

مکتوبات احمدیہ

(جلد پنجم نمبر پنجم)

(مرتبہ)

خاکسار عرفانی کبیر ایڈیٹر و موسس الحکم

(صرف ٹائٹل مطبوعہ مطبع نظام دکن حیدرآباد دکن)

صفحہ 63 ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] مصلح موعود
والی پیشگوئی ایک نہیں بلکہ دو [illegible]

خود نام
حضرت [illegible]

کتاب التعارف

یہ کتاب مرحوم و مغفور شیخ محمود احمد عرفانی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خواہش کو پورا کرنے کے لئے شایع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس کتاب میں صحابہ کے تذکرے ہونگے۔ یہ کتاب مصور ہوگی۔ انشاءاللہ العزیز پہلی جلد زیر ترتیب ہے۔ آپ اپنے حالات شایع کرانا چاہتے ہوں تو خط و کتابت کریں اور خریداری کے لئے بھی درخواست کرسکتے ہیں۔

ایڈیٹر الحکم الدین بلڈنگ (سکندرآباد دکن)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم۔ نمبر پنجم)

(مختلف احمدی احباب و خدام کے نام)

مکتوبات احمدیہ کی پانچویں جلد کے چوتھے نمبر میں حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علیخان مدظلہ العالی کے نام کے مکتوبات میں سے شایع کئے تھے اس پانچویں جلد میں حضرت کے دو مکتوبات شریک ہیں جو آپ نے اپنے مخلص خدام کے نام لکھے۔ جن احباب کے نام خطوط کا ایک مخصوص ذخیرہ تھا دو میں نے جداگانہ ہر ایک کے نام سے شایع کر دیا اب اس جلد کے پانچویں نمبر میں مختلف احباب کے نام کے خطوط کو جمع کر رہا ہوں اور جتنی جلد میں شایع ہو چکی ہیں اگر اس سلسلہ کے بعض خطوط رہ گئے ہوں وہ بھی اس میں شایع ہو جائینگے و باللہ التوفیق۔ یہ سب تالیفات (جیسا کہ میں متعدد مرتبہ بیان کر چکا ہوں) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح حیات اور سیرۃ مطہرہ کی کڑیاں ہیں

اس لئے میں نے تالیف کی سہولتوں کو مدنظر رکھ کر مختلف حصص شایع کئے۔ مثلاً سوانح حیات میں حیات احمد کے نام سے متفرق حصص و سیرۃ و شمایل کے کئی حصے اور مکتوبات کی کئی جلدیں۔

اللہ تعالیٰ جو عالم السر و النیات ہے جانتا ہے کہ میری غرض اس کی رضا ہے۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے بلند کرنے کا آپ وعدہ دیا میں نے چاہا کہ ان اسباب و ذرایع میں میرا بھی حصہ ہو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس نابکار کو موقع دیا کہ الحکم کے ذریعہ آپ کی سیرۃ و سوانح اور آپ کے ملفوظات اور الہامات اور تاریخ سلسلہ کو محفوظ کرنے کی توفیق ارزانی ہوئی وہ کام میری جوانی کے آغاز سے شروع ہوا اور اب جبکہ میں طبعی عمر کو پہونچ چکا یعنے ستر سال کا ہو گیا اسی کے فضل اور توفیق سے چاہتا ہوں کہ اسی خدمت میں آخری وقت تک مصروف رہوں تا میری نجات کا یہی ذریعہ ہو جاوے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی سے توفیق چاہتا ہوں **ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔**

خاکسار یعقوب علی (عرفانی کبیر)

سکندر آباد

۱۰ر جون ۱۹۴۴ء

(۱) احباب لودہانہ کے نام

لودہانہ کو تاریخ سلسلہ میں بہت بڑی اہمیت ہے اور خدا تعالیٰ کی اس وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی لودہانہ کا ذکر ہے چنانچہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو جو اشتہار آپ نے مختلف اخبارات میں اور علیحدہ شایع کیا اور ریاض ہند پریس امرتسر میں طبع ہوا۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے۔

"میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو
قبولیت کی جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور
لودہانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا"

اور یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت اقدس نے باعلام الٰہی سلسلہ بیعت شروع کیا چنانچہ ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کو جو اعلان آپ نے بیعت کرنے والوں کے لئے شایع کیا اس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

"تاریخ ہذا سے ۲۵ر مارچ ۱۸۸۹ء تک یہ عاجز لودہانہ محلہ
جدید میں مقیم ہے اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں
تو لودہانہ میں ۲۰ر تاریخ کے بعد آجاویں"

یہ مکان جہاں بیعت ہوئی حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کے مکان کا ایک حصہ تھا اور اب وہاں دارالبیعت کے نام سے

سلسلہ کی ملکیت میں ایک شاندار عمارت ہے اور ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے دعویٰ کے اعلان و اظہار میں جلسہ ہو چکا ہے۔

پھر لودہانہ کو یہ بھی فضیلت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ براہین احمدیہ کے آغاز میں اسی شہر کے ایک فرد میر عباس علی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت براہین کے لئے کھڑا کر دیا افسوس ہے کہ ان کا انجام کسی پنہانی معصیت کی وجہ سے ارتداد پر ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان بھی پہلی مرتبہ لودہانہ ہی سے کیا اور لودہانہ ہی میں وہ عظیم الشان مباحثہ ہوا جو مباحثہ لودہانہ کے نام سے الحق میں شایع ہوا۔ جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو خطرناک شکست ہوئی۔ اور جس میں اس کی علمی اور اخلاقی پردہ دری ہوئی۔ لودہانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ سے پیشتر لودہانہ والوں کی متواتر درخواستوں اور التجاؤں پر ۱۸۸۴ء میں تشریف لائے اور محلہ صوفیاں میں ڈپٹی امیر علی صاحب کے مکان پر حسب تجویز میر عباس علی صاحب قیام فرمایا تھا لودہانہ کے متعلق آپ کے بعض رؤیا اور کشوف بھی ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پورے ہوئے ان کی تفصیل کی اس جگہ ضرورت نہیں اپنے موقعہ پر ان کا مناسب ذکر آئیگا۔ سلسلہ مکتوبات میں خیر کے شایع کرنے کی خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملی پہلی جلد لودہانہ ہی کے میر عباس علی صاحب کے نام کے مکتوبات ہیں۔

میر صاحب کا معمول اور اعتقاد اس وقت اس حد تک تھا کہ وہ باوضو ہو کر ان مکتوبات کو پڑھتے اور ان کی نقل کرتے تھے میر صاحب کا مختصر تذکرہ میں جلد اول میں کر چکا ہوں یہ جلد اول نہایت قیمتی حقایق و معارف کی دنیا ہے۔

چونکہ وہ قریباً ختم ہو چکی ہے دوسرے اڈیشن کو اس موجودہ تقطیع ہی پر نہایت احتیاط سے شایع کر دیا جائیگا (ان شاء اللہ) اور اس میں مندرجہ پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں ان کی تفصیل بھی دی جاوے گی۔ بہرحال لودہانہ سلسلہ کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت اور امتیاز رکھتا ہے۔ جیسے اولاً اسی شہر میں معاندین کی ابتدا ہوئی اسی شہر سے اول الکافرین کی ایک خطرناک جماعت بھی پیدا ہوئی اور انھوں نے اس سلسلہ کے مٹانے اور فنا کر دینے کے لئے اپنی تمام طاقتوں اور حیلوں کو استعمال کیا مگر وہ نامراد و ناکام رہے پھر اس زمانے میں یعنے حضرت امیر المومنین مصلح موعود کے عہد خلافت میں انہی ذریت نے بڑے فرعونی دعاوی کے ساتھ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے اعلان کئے اور خدا تعالیٰ کے مقدس خلیفہ نے اعلان کیا کہ ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں اور آخر وہی ہوا جو آپ نے باعلام الٰہی کہا تھا اور شیطان کو اس جنگ میں دوبارہ شکست ہوئی الحمد للہ۔ اب میں بغیر کسی مزید تمہید و تصریح کے احباب لودہانہ کے نام متفرق خطوط کو جو اس وقت تک مجھے مل سکے ہیں درج کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انکو دنیا کی ہدایت اور میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

(خاکسار عرفانی کبیر)

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

(تعارفی نوٹ)

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ لودہانہ محلہ جدید میں ایک صاحب ارشاد بزرگ تھے اور ان کے مریدوں کی بہت بڑی تعداد تھی ان کا مفصل تذکرہ کتاب تعارف میں انشاء اللہ العزیز آئیگا خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۸۸ء میں کچھ تذکرہ لکھا ہے اور اس وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی شادی کی تجویز حضرت منشی صاحب کی صاحبزادی صغریٰ بیگم صاحبہ مدظلہا سے ہو رہی تھی۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ

"اب میں تھوڑا سا حال منشی احمد جان صاحب کا سناتا ہوں منشی صاحب مرحوم اصل میں متوطن دہلی کے تھے۔ شاید ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء میں لودہانہ آکر آباد ہوئے۔ کئی دفعہ میری ان سے ملاقات ہوئی نہایت بزرگوار خوبصورت خوب سیرت۔ صاف باطن متقی۔ باخدا اور متوکل آدمی تھے مجھ سے اس قدر دوستی اور محبت کرتے تھے۔ کہ اکثر ان کے مریدوں نے اشارتاً اور صراحتاً بھی سمجھایا کہ آپ کی اس میں کسر شان ہے۔ مگر انھوں نے ان کو

صاف جواب دیا کہ مجھے کسی شان سے غرض نہیں۔ اور نہ مجھے مریدوں سے کچھ غرض ہے۔ اس پر بعض نالائق خلیفے ان کے منحرف بھی ہوگئے۔ مگر انھوں نے جس اخلاص اور محبت پر قدم مارا تھا۔ آخیر تک نبایا۔ اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی۔ جب تک زندہ رہے۔ خدمت کرتے رہے۔ اور دوسرے تیسرے مہینے کسی قدر روپیہ اپنے رزق خداداد سے مجھے بھیجتے رہے۔ اور میرے نام کی اشاعت کے لئے بہ دل و جان ساعی رہے۔ اور پھر حج کی تیاری کی۔ اور جیسا کہ انھوں نے اپنے ذمہ مقدر کر رکھا تھا۔ جاتے وقت بھی پچیس روپے بھیجے۔ اور ایک بڑا لمبا اور دردناک خط لکھا جس کے پڑھنے سے رونا آتا تھا۔ اور حج سے آتے وقت راہ میں ہی بیمار ہوگئے اور گھر آتے ہی فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منشی صاحب علاوہ اپنی ظاہری علمیت و خوش تقریری کے [illegible] بہت کچھ جو خداداد انہیں حاصل تھی۔ مومن صادق اور صالح آدمی تھے۔ جو دنیا میں کم پائے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ عالی خیال اور صوفی تھے۔ اس لئے ان میں تعصب نہیں تھا۔ میری نسبت وہ خوب جانتے تھے کہ حنفی تقلید پر قائم نہیں ہیں۔ اور نہ اسے پسند کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ خیال انہیں محبت و اخلاص سے نہیں روکتا تھا۔

غرض کچھ مختصر حال منشی احمد جان صاحب مرحوم کا یہ ہے۔ اور لڑکی کا بھائی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب بھی نوجوان صالح ہے۔ جو اپنے والد مرحوم کے ساتھ حج بھی کر آئے ہیں۔

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست مومنانہ نے بہت پہلے دیکھ لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود بن کر مبعوث ہوں گے چنانچہ انھوں نے جو اعلان براہین احمدیہ کی اعانت کیلئے شائع کیا اُس میں لکھا ؎

تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اگرچہ وہ اعلان بیعت سے پہلے فوت ہو گئے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو مبایعین میں شریک قرار دیا اور ان کے اخلاص و عقیدت کو انعام میں داخل فرمایا۔ حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد اور مریدوں کو قبول سلسلہ کی وصیت فرمائی اور خدا کے فضل و کرم سے آپ کا سارا خاندان سلسلہ احمدیہ میں شریک اور صدق و وفا کے اعلیٰ مقام پر ہے اور حضرت موصوف کی صاحبزادی صغریٰ بیگم صاحبہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک سے اس جلیل القدر انسان کے نکاح میں آئیں جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل از پر نور یقیں بودے

اور جس کے اخلاص و ایثار اور قربانی کا یہ ثمرہ اس دنیا میں ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے خلیفہ اول منتخب ہوئے۔

اور حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کی نواسی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ایک وہ خلیفہ کی بیٹی اور دوسرے خلیفہ کی اہلیہ ہوں میں سمجھتا ہوں اس قدر تعارفی نوٹ کافی ہے تفصیل انشاء اللہ کتاب تعارف میں آئے گی جس کی پہلی جلد اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس سال شائع ہوگی۔ اب میں ان کے نام کے مکتوبات درج کرتا ہوں و باللہ التوفیق۔

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

(۱) مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ بعد ہذا آں مخدوم کے دونوں عنایت نامہ مع اشتہار پہنچ گئے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خداوند کریم آپ صاحبوں کی کوشش میں برکت ڈالے اور آپ کو وہ اجر بخشے جو آپ کے خیال سے باہر ہو آں مخدوم نے جو کچھ اس عاجز کی اپنی نسبت لکھا ہے وہ عاجز کے دل میں ہے۔ سست حالک کی کیا حقیقت ہے کہ کچھ دعوےٰ کرے۔ یا زبان پر لاوے لیکن اگر خداوند کریم نے چاہا اور توفیق بخشی تو حضرت احدیت میں عاجزانہ دعا کروں گا۔ آپ اپنے کام میں جہاں تک ممکن ہو سرگرمی سے متوجہ ہوں۔ کیونکہ ایسی محبت مستحق ہوتی ہے اور حصہ چہارم کے صفحہ ۵۱۹

میں ایک الہام یہ ہے من ربکم علیکم و احسن الی احبابکم یہ الہام اگرچہ بصورت ماضی ہے لیکن اس سے استقبال مراد ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر احسان کرے گا اور تمہارے دوستوں سے نیکی کریگا اور پھر حصہ چہارم صفحہ ۲۴۲ میں الہام ہوا وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو لوگ ارادت سے رجوع کرتے ہیں ان کا عمل مقبول ہے اور ان کے لئے قدم صدق ہے۔ پھر صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی تیری مدد وہ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے۔

سو ان سب الہامات سے خوشنودی حضرت احدیت کی نسبت سمجھی جاتی ہے۔ جن کو خدا نے اس طرف رجوع بخشا ہے اس سے زیادہ ذریعہ حصول سعادت اور کوئی نہیں کہ جو مرضی مولا ہے اس کے موافق کام کیا جائے اور مولا کریم کی ایک نظر عنایت انسان کے لئے کافی ہے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جو اخوان مومنین اس بات کی توفیق دئے گئے ہیں۔ جو انھوں نے صدق دل سے اس احقر عباد کا انصار ہونا قبول کیا ان کے لئے حضرت احدیت کے بڑے بڑے اجر ہیں اور میں اجمالی طور پر اُن کو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت سعید ہیں اور دنیا کی روشنی ہیں۔

ایک الہام حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۶ کی آخری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔

یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا جس کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے۔ اس میں انواع اقسام کا وعدہ ہے۔

غرض کریم میزبان تب کسی کو اپنی طرف بلاتا ہے کہ جب اس کے طعام کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اور وہی لوگ اس کے خوان نعمت پر بلائے جاتے ہیں جن کو اس عالم الغیب نے اپنی نظر عنایت سے چن لیا ہے۔

سو جن کو اس نے پسند کر لیا ہے اُن کو وہ رد نہیں کرے گا۔ اور ان کے خطیات کو معاف فرمائے گا۔ اور اُن پر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم و رحیم اور بڑا وفادار اور نہایت ہی محسن مولیٰ ہے۔ فسبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

(۲۶ مارچ ۱۸۸۴ء ۔ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ)

(نوٹ) اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ مطہرہ اور تعلق باللہ کی ایک شان نمایاں ہے۔ اور آپ کی جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات کے وعدہ ہیں جن کو آج ہم پورا ہوتے دیکھتے ہیں الحمد للہ علی ذالک۔

(۲) مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ، بعد ہذا کارڈ آں مخدوم پہنچا سوال آپ کی طرف سے یہ ہے کہ اس کار خیر میں کتنے لوگ بصدق دل ساعی ہیں۔ سو واضح ہو کہ آں مخدوم کے سوا چار آدمی ہیں کہ ارادت اور حسن ظن سے ساعی ہیں پٹیالہ میں منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ دفتر نہر ہند۔ ڈیرہ غازی خاں میں منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ پشاور میں

مولوی غلام رسول صاحب صدر قانون گو انبالہ میں منشی محمد بخش صاحب
ان چاروں صاحبوں نے سعی میں کچھ فرق نہیں کیا۔ منشی عبدالحق صاحب
نے سب سے پہلے اس کارِ خیر کی طرف قدم رکھا۔ اور جانفشانی سے کام
کیا۔ اور ان کی کوشش سے لاہور اور انبالہ اور کئی ایک شہروں میں
خریداری کتاب کی ہوئی۔ اور اب بھی وہ بدستور سرگرم ہیں۔ کچھ حاجت
کہنے کہانے کی نہیں۔ منشی الٰہی بخش صاحب نے سعی اور کوشش میں کچھ
دریغ نہیں کیا۔ اور منشی محمد بخش صاحب بھی بدل و جان مصروف ہیں۔
اور ان کی سعی سے بہت مدد پہنچی۔ یہ چاروں صاحب دلی مخلص ہیں۔
اور حتی الوسع اپنی خدمت ادا کر چکے ہیں۔ مگر پھر سے دوبارہ منشی عبدالحق صاحب
منشی الٰہی بخش صاحب کو لکھا ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سعی میں
کچھ فرق نہ کریں گے اور نہ کیا ہے۔
اور ان کے سوا دو تین آدمی اور بھی ہیں کہ جنہوں نے حسبِ مقدار جوش
اپنے کچھ خدمت کی ہے۔ مگر بہتر ہے کہ ان کی اسی قدر خدمت پر قناعت
کی جائے۔ تا موجب کسی ابتلاء کا نہ ہو۔"
(۱۵ مارچ ۱۸۸۴ء م ۱۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ھ)

ضروری نوٹ

مندرجہ بالا مکتوب کے متعلق مجھے نہایت درد دل کے ساتھ
ایک ضروری امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ مقام خوف ہے۔ جن
بزرگوں کا اس مکتوب میں حضرت اقدس نے ذکر فرمایا ہے۔ سوائے
مولوی غلام رسول صاحب کے میں تینوں بزرگوں سے ذاتی واقفیت

رکھتا ہوں۔ یہ لوگ مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے
والوں میں سے تھے۔ جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے۔ ان کی زندگیاں
حتی الوسع شریعت کے مطابق تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانے میں فدائیوں میں سے
تھے۔ اور ہر خدمت کو بجا لانا اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھتے تھے
بعض حالتوں میں طبع کتب کے سلسلے میں یا اور ایسی ہی دینی ضرورتوں
کے لئے حضرت اقدس منشی الٰہی بخش یا عبدالحق سے قرض بھی لے لیا کرتے
تھے۔ اس وقت یہ اپنے اخلاص میں بے نظیر تھے لیکن حضرت کے
دعوے مسیحیت کی ابتداء تک ان کی یہی حالت چلی گئی۔ منشی الٰہی بخش صاحب
کو الہام ہونے کا دعویٰ تھا۔ لیکن ان کی طبیعت میں خشونت اور
ضد بے حد تھی۔ رفتہ رفتہ ان میں تکبر اور رعونت پیدا ہونے
لگی۔ میں اس وقت ساری داستان نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ میں پورے
طور سے شاہد عینی کے طور پر اس سے واقف ہوں۔ اس تکبر اور
رعونت نے انہیں حق سے دور ڈالنا شروع کر دیا۔ آخری مرتبہ وہ
منشی عبدالحق کو ساتھ لیکر قادیان آئے۔ اور حضرت اقدس سے
ملاقات کی اور اپنے الہام وغیرہ سناتے رہے۔
شام کے وقت بغیر کسی ارادے اور تجویز کے حضرت مخدوم
الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ بلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے مقابلے میں باوجود اپنی نیکی کے کیوں رد کر دیا گیا؟
اس پر حضرت اقدس نے ایک تقریر کی لیکن منشی الٰہی بخش نے

یہ سمجھا کہ مجھ کو ملہم یا مامور بنایا گیا۔ اس غصے میں پیچ و تاب کھاتا ہوا آخر وہ یہاں سے چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایام میں ضرورت امام شائع کی۔ لیکن وہ بھی الٰہی بخش کے رنج کا علاج نہ کر سکی بلکہ یضل بہ کثیرا کا باعث ہو گئی۔ آخر وہ اس سلسلے سے کٹ گیا۔ اور اس نے مخالفت پر کمر باندھی۔ مگر اس کا جو دردناک انجام ہوا۔ وہ بہت عبرت انگیز ہے اس کا کچھ ذکر میرے مکرم محترم مخلص بھائی بابو فضل دین صاحب اور میں نے ایک علیحدہ شاہد کی حیثیت سے لکھا ہے۔ میرا مقصد اس واقعہ کے بیان کرنے سے صرف اس قدر ہے۔ کہ انسان اپنی خدمات پر نہ اترائے۔ بلکہ مومن کا خاصہ ہے کہ جس قدر اسے نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اسی قدر وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان لوگوں نے حضرت کے ابتدائی زمانے میں بڑی خدمات کیں مگر خدا جانے کہ ان کے ساتھ ان کے نفس کی کیسی بری ملونی تھی کہ ان کا خاتمہ قابل افسوس ہوا۔
منشی عبدالحق کی طبیعت الٰہی بخش سے متاثر واقع ہوئی تھی۔
مگر اسے اس کی دوستی نے تباہ کیا۔
بابو محمد صاحب آخیر وقت تک سلسلے میں رہے گو انکو کچھ شکوک سلسلے کے بعض اخراجات کے متعلق پیدا ہو گئے تھے۔ انھوں نے کبھی تعلق کو نہ توڑا۔ اور آخیر وقت تک اسے قائم رکھا۔ پس
مقام خوف ہے
انسان اپنی نیکی اور خدمت پر اترائے نہیں اور ہمیشہ حسن خاتمہ کیلئے دعا کرتا رہے۔ اس مقصد سے میں نے اس عبرت انگیز واقعہ کو لکھا۔
(عرفانی)

(۳۳) مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ وجزاکم اللہ خیر الجزا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ خداوند کریم کے احسانات کا شکر ادا نہیں ہو سکتا جس نے اس احقر العباد کے لئے ایسے دلی احباب میسر کئے جن کا وجود اس ناچیز کے لیے موجب عزت و فخر ہے۔ خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے۔ اور آپ کو ان دلی توجہات کا اجر بخشے۔ یہ عاجز سخت ناکارہ اور حقیر ہے۔ اور حضرت ارحم الراحمین کا سراسر منت اور احسان ہے کہ اس نالائق پر بغیر ایک ذرہ استحقاق کے تفضلات کثیرہ کی بارش کر رہا ہے قصور پر قصور پاتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے۔ اور ظلم پر ظلم دیکھتا ہے۔ اور انعام پر انعام کرتا ہے۔ فی الحقیقت وہ نہایت رحیم و کریم ہے۔ ایسی زبان کہاں سے لاؤں جو اس کا شکر ادا کر سکوں۔ یہ عاجز ہیچ اور ذلیل اور بے بضاعت اور سراسر مفلس ہے۔ اس نے خاک میں مجھے پایا اور اٹھا لیا۔ اور نالائق محض دیکھا۔ اور میری پردہ پوشی کی۔ میرے ضعف پر نظر کر کے مجھ کو آپ قوت دی۔ اور میری نادانی کو دیکھ کر مجھ کو آپ علم بخشا۔ میرے حال پر وہ عنایتیں کیں جن کو میں گن نہیں سکتا۔ اور اس کی عنایات کا ایک یہ ظہور ہے کہ آپ جیسے بزرگ بھائیوں کے دلوں میں اس احقر کی محبت ڈال دی۔ سو اسکے احسانات سے تعلق ہے کہ اس حب کو ترقی دے گا۔ اور وہ ان سب پر فضل کرے گا۔ جن کو اس ملک میں منسلک کیا ہے۔
اس خط کے تحریر کے بعد یہ شعر کسی بزرگ کا الہام ہوا ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(۲۸ مارچ ۱۸۸۳ء ۱۹ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ)

(نوٹ) اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر محبت و عظمت الٰہی کا بے انتہا غلبہ ہے اور اپنی فروتنی مسکینی اور خاکساری کا کمال بھی نمایاں ہے الٰہی تفضلات اور انعامات پر شکر گزاری کی روح آپ کے اندر بول رہی ہے۔ اور جو عشق و محبت آپ کو حضرت باری عز اسمہ سے ہے اسکی صداقت اس الہام باری سے ہوتی ہے جو اس مکتوب کی تحریر کے بعد آپ کو ہوا۔ ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر فانی اور ابدی زندگی اور دنیا میں شہرت دوام اور امٹ ہونے کی عظیم الشان پیشگوئی کو لئے ہوئے ہے۔ آج ساٹھ برس بعد اس کی شہادت روئے زمین کے بسنے والے ہر ملک اور ہر قوم میں دے رہے ہیں۔ اور دنیا کی ہر زبان میں یہ نام مبارک پہونچ چکا ہے۔ اللہم صل علے محمد و علی آل محمد و بارک و سلم۔

(۴) از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد۔ باخویم مخدوم و مکرمی منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ‘ عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی کہ سامان سفر میسر

ہونا چاہئے۔ اب چونکہ خدا تعالےٰ نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم مصمم ہے۔ اور ہر طرح سامان درست ہے۔ اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرمائے۔ اور آپ کا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عز اسمہ ہو۔ اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بہ تحصیل مرضات اللہ واپس آویں۔ آمین یا رب العالمین۔ اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کرے گا۔ اور آپ کے بچیس (۲۵) روپے پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی ہے اور حالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجا لائے جزاکم اللہ خیر الجزاء احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔

یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا۔ لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں اس فوز عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے۔ اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے۔ آمین

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالےٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت و غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:

اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پر خطا

اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ
اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو۔ اور میرے خطیات اور گناہوں
کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے۔ اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی
راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری
ڈال۔ اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے
حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کرا اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور
اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل محبین میں اٹھا۔ اے
ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے
اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو
اپنے ہی فضل سے انجام تک .... اور عاجز کے ہاتھ سے حجت
اسلام مخالفین پر اور ان سب پر .... جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر
ہیں پوری کر اور اس عاجز اور .... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو
مغفرت اور مہربانی کے .... حمایت میں رکھ کر دین اور دنیا میں ان
کا متکفل .... اور سب کو اپنے دارالرضا میں پہنچا۔ اور اپنے ....
اور اس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام نازل کر۔
آمین یارب العٰلمین۔

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا
تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف
سے کریں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۱۳۰۳ھ

(نوٹ) یہ خط آپ نے حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کو
جب کہ وہ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے تھے اور آپ نے جیسا کہ

مکتوب مبارک سے ظاہر ہے بیت اللہ میں اس دعا کے لئے تاکید
کی تھی چنانچہ حضرت صوفی احمد جان رضی اللہ عنہ نے اپنی جماعت کے ساتھ
بیت اللہ اور عرفات میں دعا کی۔

اس سال حج اکبر ہوا یعنی جمعہ کے دن حج سے فراغت پا کر بخیر و عافیت
جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا۔ واپس تشریف لائے اور گیارہ
بارہ روز زندہ رہ کر ۱۳۰۳ھ میں لودھیانہ میں وفات پائی۔ یہ اس دعا
کی قبولیت کا ایک نشان ہے۔ حضرت اقدس نے منشی صاحب کی
بخیر و عافیت واپسی کے لئے دعا کی تھی۔ اس دعا کی قبولیت تو
ان کی مع الخیر واپسی سے ظاہر ہے۔ اور یہی ثبوت ہے۔ کہ دعا جو اس
خط میں درج ہے۔ وہ بھی قبول ہوئی۔ اور بعد کے واقعات۔ اور
حالات نے اس کی قبولیت کا مشاہدہ کرا دیا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اس خط کے بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے کچھ حصہ آ گیا ہے۔
جہاں نقطے دیدیئے ہیں۔ مگر یہ ضائع شدہ الفاظ مضمون کے مطالعہ
سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ تقاضائے ادب مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں
ان الفاظ کو (جو سیاق و سباق عبارت سے بآسانی سمجھ میں آ سکتے
ہیں) اپنی طرف سے نہ لکھوں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
یہ دعا آپ کی سیرت آپ کے ایمان علی اللہ اور جوش تبلیغ اور قبولیت
دعا پر ایمان کے مختلف شعبوں کو ظاہر کرتی ہے۔ (عرفانی کبیر)

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت میں ایک
مبسوط باب کا متن ہے۔ میں ناظرین کرام سے بار بار درخواست
کروں گا۔ کہ وہ اس کو پڑھیں کہ کیا یہ اس قلب کی تصویر ہوسکتی ہے
جس کو کاذب اور مفتری کہا جاتا ہے؟ یا اس ضمیر پرتنویر کا مرقع ہے
جو غیر فانی جوش اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ اور وہ اس شعور سے بول
رہا ہے کہ خدا نے اسے کھڑا کیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا مقصد صرف
ایک ہے کہ

میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے

اگر یہ صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے تو اس کے بعد اسکی تکذیب
مجھ کو کیا نتیجہ پیدا کرے گی۔ یہی وہ دعا ہے جس کے لئے خدا تعالے نے
اس پر شعر الہام کیا ؎

دلم می بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

حضرت نواب علی محمد خان (رضی اللہ عنہ) آف جھجر کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر (جو فتنۂ غدر کے بعد لودہانہ آکر مقیم ہو چکے تھے) جھجر کے حکمران خاندان میں سے تھے ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جھجر کے خاندان پر بھی الزام آیا اور اس کا نتیجہ اس خاندان کا عزل تھا نواب علی محمد خان صاحب لودہانہ آکر آباد ہوئے اور انھوں نے اپنی رہائش کے لئے ایک عالی شان کوٹھی معہ باغ تعمیر کی۔ اور اسکے ساتھ ہی ایک مسجد عبادت کے لیے اور ایک سرائے تعمیر کی تاکہ وہ آمدنی کا ذریعہ ہو۔ راقم الحروف خاکسار عرفانی کو بفضلہ تعالے نواب مرحوم سے سعادت ملاقات وہم نشینی اس وقت سے حاصل ہوئی جب کہ وہ ۱۸۸۸ء میں لودہانہ کے بورڈ سکول کا ایک طالبعلم تھا اور روزانہ ظہر کی نماز ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا اور نواب صاحب باقاعدہ شریک جماعت ہوتے تھے سرائے میں ایک مدرسہ عربیہ بھی قائم تھا جس کی صدر مدرسی حضرت مولوی عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی اسی عہد کے بعض یاران قدیم الحمد للہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شریک ہو گئے جیسے حضرت مولوی ابو البقا محمد ابراہیم صاحب تھاپوری اور ان کے برادر محترم حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ۔

حضرت نواب محمد علی محمد خان صاحب ایک نہایت دیندار۔ خدا ترس۔ متخیر اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ غدر کے حوادث اور انقلابات نے ان کی طبیعت میں دنیا کی بے ثباتی اور دنیوی شان و شوکت اور مال و منال کی حقیقت کو نمایاں کر دیا تھا۔ غدر کے مصائب اور انقلابات نے انھیں یقین

دلا دیا تھا کہ مسلمانوں کا نفع صرف مسلمان ہو کر رہنے میں ہے۔ اگرچہ جیسا کہ ان کے واقف کاروں نے بتایا کہ وہ ہمیشہ سے ایک پرہیزگار اور متقی انسان تھے مگر اس انقلاب کے بعد ان کی زندگی میں بھی ایک غیر معمولی انقلاب پیدا ہوا۔ اور انکا اکثر وقت عبادت ذکر الٰہی اور مطالعہ کتب وغیرہ میں گذرتا تھا اور حمایت اسلام کی اعانت میں اکثر جلسے ان کے ہی مکان پر ہوا کرتے تھے۔ وہ ایک لمبے قد کے خوش رو انسان تھے اور ان کے چہرہ کو دیکھکر ہی ان کی متقیانہ زندگی کا اثر ہوتا تھا۔ ڈاڑہی کو حنا کرتے تھے لباس نہایت سادہ ہوتا تھا اور چلتے پھرتے ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے چونکہ پرانی طرز کے صوفی تھے اس لئے ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رہتی تھی۔ نہایت خوش اخلاق ملنسار۔ منکسر المزاج اور خندہ پیشانی رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی ارادت ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء میں شروع ہوئی۔ اور یہ براہین احمدیہ کا اثر تھا۔ نواب صاحب خود صاحب علم تھے اور علوم عربیہ دینیہ اور تصوف کے ماہر تھے۔ میر عباس علی صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف کرے) اسوقت بڑے سرگرم معاونین میں سے تھے اور ان معاونین کی جماعت میں نواب علی محمد خان بھی پیش پیش تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت تک اس پایہ کا کوئی آدمی بھی حضرت اقدس کے ارادت مندوں میں شریک نہ ہوا تھا۔

اس لئے کہ گو اس وقت ان کی وہ خاندانی حکومت کا جاہ و جلال باقی نہ تھا مگر ابھی اس دور حکومت کے اثرات باقی تھے اور وہ اپنی خاندانی

غلمت کے علاوہ اپنی عملی زندگی اور ہمدردی اسلام کے سچے جوش
کیوجہ سے مشار الیہ تھے۔
چونکہ حضرت قاضی خواجہ علی صاحب کی شکرموں کا اڈا پاس ہی تھا
اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بڑے بے ریا اور مخلص اور جان نثار اور
دلیر انسان تھے اکثر نواب صاحب کے ہاں ان کی نشست و برخاست
رہتی۔ اور حضرت اقدس کے حالات اور تازہ واقعات کا تذکرہ رہتا
نواب صاحب کو حضرت اقدس کے ساتھ غایت درجہ کا عشق اور محبت
تھی اس لئے کہ انھوں نے خود اپنی ذات میں ان نشانات و آیات کا
مشاہدہ کیا تھا جو خدا کے مرسلوں کے سوا کسی اور کو نہیں دئے جاتے۔
حضرت اقدس نے ان نشانات کا اپنی تصانیف میں بھی ذکر فرمایا ہے اور
ان خطوط میں بھی جو میں ذیل میں درج کر رہا ہوں بعض نشانات کا
ثبوت ملیگا۔ نواب علی محمد خاں صاحب بیعت اولیٰ میں شریک تھے
اور سابقین الاولین کی اس جماعت میں ممتاز تھے۔ چونکہ صوفی مشرب تھے
اور حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی کے خاندان سے بھی
انھیں ارادت و عقیدت تھی اس لئے صاحبزادہ صاحب جب بھی لودہانہ
آتے ان کے ہاں ہی قیام فرماتے ان کے خاندان کے بعض لوگ پیر صاحب
کے سلسلے میں مرید بھی تھے۔ اگرچہ اس تعارفی نوٹ کا مقصد سوانح حیات
کا بیان نہیں تاہم میں اس نوٹ کو بھی درج کردینا ضروری سمجھتا ہوں
جو صاحبزادہ مرحوم نے مغفور نواب صاحب کے متعلق اپنے سفرنامہ میں
لکھا ہے تاکہ احباب کو ایسے بزرگ کے لیئے جو سلسلہ کی بنیادی اینٹوں میں
سے ایک ہیں اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور

حضرت اقدس جن سے محبت رکھتے تھے دعا کی خاص تحریک ہو اور میں
اذکروا موتاکم بالخیر کے ارشاد کی تعمیل کا ثواب حاصل کرسکوں
و باللہ التوفیق۔
نواب صاحب موصوف حکمت اور تصوف میں اور علوم شرعیہ
میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور خصوصاً تصوف میں ایسی معرفت رکھتے تھے
کہ میں نے سینکڑوں درویش صوفی دیکھے مگر یہ معلومات اور یہ دستگاہ نہیں
دیکھی۔ نواب صاحب اہل اللہ کے بڑے معتقد تھے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق جانباز تھے ہر وقت درود شریف پڑھتے
رہتے۔ باوجود اس قدر وسیع معلومات اور تصوف میں ماہر ہونے کے
حضرت اقدس علیہ السلام سے اعلےٰ درجہ کا عشق تھا اور پورا اعتقاد رکھتے تھے۔
نواب صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ جو بات میں نے حضرت میرزا غلام احمد
صاحب قادیانی میں دیکھی۔ وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اگر کوئی شخص ہے تو یہی ہے۔ اس کی تحریر میں نور اور ہدایت
اس کے کلام میں اس کے چہرہ میں نور ہے۔ ایک روز میں نے نواب صاحب
سے اپنا کشف بیان کیا جو آگے آئے گا۔ تو اس کو سن کر نہایت خوش
ہوئے اور وہ کشف لوگوں سے بیان کیا اور وہ کشف حضرت اقدس
کی تصدیق میں تھا۔
حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی کبھی نواب صاحب سے ملنے جایا
کرتے تھے اور نواب صاحب بھی آپ سے ملنے کے لئے اکثر آیا کرتے تھے۔
نواب صاحب کے انتقال کے وقت حضرت اقدس علیہ السلام
لودہیانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ بوقت انتقال نواب صاحب نے

دعا و سلامتی ایمان اور نجات آخرت کے لئے ایک آدمی حضرت اقدس کی
خدمت میں بھیجا اور جوں جوں وقت آتا جاتا تھا۔ آدھ آدھ گھنٹہ اور
دس دس منٹ کے بعد آدمی بھیجتے رہے اور کہتے رہے کہ میں بڑا خوش
ہوں کہ آپ میرے آخیر وقت میں لودھیانہ تشریف رکھتے ہیں اور مجھے
دعا کرانے کا موقع ملا۔ پھر بیہوشی طاری ہوگئی۔ لیکن جب ہوش
آتا تو کہتے کہ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں آدمی جائے اور دعا نیت بخیر
اور اچھے انجام کے لئے عرض کرے۔ اور جب حالت نزاع طاری ہوئی تو
یہ وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز حضرت مرزا صاحب پڑھائیں۔ تاکہ
میری نجات ہو۔ ادھر حضرت اقدس بھی نواب صاحب کے لئے بہت
دعائیں کرتے رہے اور ہر بار آدمی سے یہی فرماتے رہے کہ ہاں ہاں
تمھارے واسطے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور یہ وصیت نماز جنازہ
بھی حضرت اقدس تک پہنچا دی اور نواب صاحب مرحوم کا انتقال ہوگیا
جب نواب صاحب کا انتقال ہوا تو نواب صاحب کے اقربا۔ انکی اولاد
اور بھائی مولویوں کے زیر اثر اور مرعوب تھے۔ اور مولوی محمد اور
مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز یہ تینوں حضرت اقدس علیہ السلام
کے مکفر اور مکفرین اولین میں سے تھے۔ تینوں بہو دصفت بلکہ ان سے
بھی بڑھ چڑھ کر تھے اور اس وقت سے مکفر اور سخت مخالف تھے کہ
جب سے براہین احمدیہ شائع ہوئی تھی تمام مولوی خاموش یا موافق
تھے۔ مگر یہ بدقسمت اور ایک بدبخت مولوی غلام دستگیر قصوری مخالف
تکفیر کے علاوہ سب و شتم کرنے والے تھے اور ان مولویوں کی یہ عادت
تھی کہ جو مولوی درویش لودھیانہ میں آیا اور ان سے مل لیا تو خیر اور

جو نہ ملا تو بس اس کو کفر کا نشانہ بنایا۔ یہ تینوں شلیث مولوی اِس
آیت کے مصداق تھے کہ اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا
ظَلِیۡلٍ وَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ اللَّهَبِ۔ چلو اس تین رخے سایہ کی طرف جس میں
[illegible] ہے اور نہ گرم لپٹ سے بچاؤ کی کوئی صورت ہے۔
[illegible] زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت
میں ایک قیامت برپا کر رکھی تھی۔ اِن مولویوں کو بھی خبر نواب صاحب
کی وصیت نماز جنازہ پہنچ چکی تھی۔ اِن مولویوں اور معتقدوں نے
نواب صاحب کے اقربا کو کہلا بھیجا کہ اگر مرزا امام موعود علیہ السلام
جنازہ پڑھایا تو ہم اور کوئی مسلمان جنازہ پر نہ آئیں گے۔ اور تم پر کفر کا
فتوے لگ جائے گا۔ اور آئندہ تم میں سے جو مرے گا تو نماز جنازہ
کوئی نہ پڑھے گا۔ وہ بیچارے ڈر گئے اور یہ خیال نہ کیا کہ ان یہود صفت
مولویوں کی کیا مجال ہے کہ ایسا کر سکیں کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔
اور کیا اور کوئی بندہ خدا کا نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملیگا۔ اور حضرت
اقدس علیہ السلام کے مرید لودھیانہ میں نہیں ہیں۔ اِن کی کمزوری اور
ضعف ایمانی نے اِن کو ڈبو دیا۔ وہ مرحوم بھی ان سے متنفر تھا اور
جب ان مولویوں کا ذکر کبھی مرحوم کے روبرو کوئی کرتا تو مرحوم کی
پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے۔ اور وہ ان کو بدتر سے بدتر خیال کرتا تھا۔
اِن اشر الناس مولویوں کی نماز سے تو بے نماز ہی جنازہ رہتا تو بہتر
تھا اس لئے کہ مسیح وقت علیہ السلام خود دعائیں کر چکا۔ اور مرحوم دعائیں
کرا چکا۔ اور نماز جنازہ بھی تو ایک دعا ہی ہے۔ ایمان ایک ایسی شئے
ہے جو کوئی شئے اس کو دور نہیں کر سکتی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہو تو کوئی اسکو
بول و براز میں پھینک دے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اور اگر کوئی بے ایمان
مرے تو کیسے ہی اُس کو عطر و گلاب میں رکھے تو اس کو کچھ فائدہ نہیں
پہنچتا۔ پھر یہ حدیث شریف پڑھتے۔ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ
اَوْحُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔

الغرض حضرت اقدس نے نواب صاحب کے جنازہ کی نماز
اپنے مکان پر پڑھی اور دعاء مغفرت و رحمت بہت کی۔ جنازہ کی نماز
جو حضرت اقدس علیہ السلام پڑھاتے تھے سبحان اللہ کیسی عمدہ اور
باقاعدہ موافق سنت پڑھاتے تھے۔

مکتوب نمبر ۵/۱

(اوپر کا نمبر سلسلہ کا ہے اور نیچے کا مکتوب الیہ کے نام مکتوبات کا عرفانی کبیر)

مخدومی مکرمی عنایت فرمائے این عاجز نواب صاحب
علی محمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد ہذا اس عاجز نے ماہ صفر ۱۳۰۱ھ
میں آپ کے حق میں بہت دعائیں کیں۔ اور میں اُمید نہیں رکھتا کہ کوئی گدا حضرت
کریم میں اس قدر دعائیں کر کے بھی محروم رہے۔ سو اگرچہ تعین نہیں ہوگی۔
مگر اُمید واثق ہے کہ خداوند کریم آپ کے حال پر جس طرح چاہے گا کسی وقت
رحم کرے گا۔ وھو ارحم الراحمین۔
میں نے قریب صبح کے کشف کے عالم میں دیکھا کہ ایک کاغذ میرے

سامنے پیش کیا گیا اس پر لکھا ہے کہ ایک ارادت مند لدھیانہ میں ہے۔ پھر
اس کے مکان کا مجھے پتہ بتایا گیا جو مجھے یاد نہیں۔ اور پھر اُس کی
ارادت اور ثبوت ایمانی کی یہ تعریف اسی کاغذ میں لکھی ہوئی دکھائی
اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء مجھے معلوم نہیں۔
وہ کون شخص ہے۔ مگر مجھے شک پڑتا ہے کہ شاید خداوند کریم آپ
ہی میں وہ حالت پیدا کرے۔ یا کسی اور میں واللہ اعلم بالصواب۔
اپنی خیر و عافیت سے اطلاع بخشیں۔ والسلام

الراقم عاجز غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور
(مورخہ ۱۸؍ جنوری ۱۸۸۳ء)

نوٹ۔ اس نوٹ میں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
لودہانہ کے ایک شخص کے اخلاص و ارادت کے متعلق اطلاع دی گئی ہے۔
اگرچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کا پتہ نشان بتا دیا تھا مگر اپنی مشیت خاصہ
کے تحت اسے بھلا دیا۔ ایک وقت میں آپ اس کا مصداق میر عباس
علی صاحب کو بھی سمجھتے رہے اس وجہ سے کہ وہ خدمت دین میں بظاہر
کامل اخلاص و ارادت کا اظہار کر رہا تھا۔ لیکن اس کے انجام نے ثابت
کر دیا کہ وہ اس کا مصداق نہ تھا اور حضرت اقدس کے اس مکتوب سے پتہ
چلتا ہے کہ آپ نے نواب علی محمد خاں آف جھجر کو بھی اس کا مصداق سمجھا
اور واقعات نے اس کی تصدیق کی کہ وہ آخر وقت تک اخلاص و
ارادت کا ایک پیکر بنا رہا۔
حضرت اقدس نے جنوری ۱۸۸۳ء میں ہی ایک مکتوب میر عباس علی صاحب
کے نام لکھا تھا جو مکتوبات احمدیہ کی جلد اول میں مکتوب نمبر ۳ کے

عنوان سے طبع ہوا ہے اس میں فرمایا
"خصوص ایک عجیب کشف سے جو مجھ کو ۳۰؍ دسمبر ۱۸۸۲ء
بروز شنبہ کو یکدفعہ ہوا۔ آپ کے شہر کی طرف نظر لگی ہوئی
تھی اور ایک شخص نامعلوم الاسم کی ارادت صادقہ خدا
نے میرے پر ظاہر کی جو باشندہ لودہانہ ہے اس عالم
کشف میں اس کا تمام پتہ و نشان سکونت بتلا دیا جواب
مجھ کو یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد رہا کہ سکونت خاص
لودہانہ اور اس کے بعد اس کی صفت میں یہ لکھا ہوا پیش
کیا گیا۔

سچا ارادت مند اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء

یعنی اس کی ارادت اتنی قوی اور کامل ہے کہ جس میں نہ کچھ تزلزل ہے
نہ نقصان بعض لوگ میر عباس علی صاحب کے ارتداد پر اور اب بھی کبھی
اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس کے متعلق یہ الہام ہوا تھا یہ غلط ہے لودہانہ کے
کسی شخص کے متعلق ہوا تھا اور اس کا نام و پتہ اللہ تعالیٰ نے بتلا کر پھر آپ
کے حافظہ سے اسے محو کر دیا۔ اور ۱۳ جنوری ۱۸۸۳ء کو جو مکتوب آپ نے
نواب علی محمد خاں صاحب کے نام لکھا اس میں آپ نے اپنا خیال نواب صاحب
میں ہی اس حالت کے پیدا ہو جانے کا ظاہر فرمایا اور واقعات نے بتایا کہ
اسکے مصداق نواب علی محمد خاں رضی اللہ عنہ ہی تھے۔
اس مکتوب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب کے تعلقات حضرت اقدس
سے ۱۸۸۲ء سے پہلے قائم ہو چکے تھے اور یہ زمانہ تالیف براہین احمدیہ ہے۔
(عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر ۶/۲

یہ حصہ مکتوب اصل میر عباس علی صاحب کے مکتوب کا ایک
حصہ تھا مگر چونکہ نواب صاحب کے متعلق تھا اس لئے
میں نے اسے علیحدہ نمبر دیکر یہاں درج کر دیا (عرفانی کبیر)

نواب صاحب کے بارے میں جو آپ نے دریافت فرمایا ہے اس کی
حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت
تضرع سے دعا کرتا رہا ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی
حالت غم سے خوشی کی طرف مبدل ہو گئی ہے۔ اور آسودہ حال و شکر گزار
ہیں۔ اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی۔ اور یہ خواب بطور
کشف تھی۔ چنانچہ اسی صبح نواب صاحب کو اس خواب کی اطلاع دی گئی۔
پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے جو اس
کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی۔ اور
بطور خدمت پچاس روپے بھیجے۔ اور جس روز خواب آئی۔ اس دن سے
دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکی تھی۔ دیگر
یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا۔ اس لئے ان کے لئے دعا کرنے
کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا۔ جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت
دی گئی۔ تو اس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے بھی توجہ سے
دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر وقت صفا پایا۔ اور دعا کا ارادہ کیا گیا۔
تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں نواب صاحب کو بھی شامل
کر لیا جاوے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کیلئے دعا کی گئی

بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا کہ نجی ھما من الغم یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے۔ چونکہ یہ عاجز اسی دن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت تسلی دی گئی تھی۔ اسی لئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دی گئی۔ اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے۔ اور اتفاقاً دو ہندو ملاوامل اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں۔ عین اس وقت پر موجود تھے۔ ان کو بھی اسی وقت اطلاع دی گئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے۔ ان کو بھی خبر دی گئی۔ پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا۔ کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔ سو چونکہ یہ دعا اسی کام کے لئے کی گئی تھی۔ پھر اطلاع دینا فضول سمجھا گیا۔ مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے کہ مجمع کثیر میں یہ الہام ہوا۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تھے۔ جن کو اسی وقت منفصل بتایا گیا۔ اور دوسرے نمازیوں کو بھی خبر دی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو بھی لکھا گیا۔

نواب علی محمد خاں صاحب کی ارادت اور محبت اور دلی توجہ اور اخلاص قابل تعریف ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہر غم سے خلاصی بخشے۔ اور حسن عاقبت عطا فرمائے۔ آپ نواب صاحب کو بھی اطلاع دیں۔ کہ مالیر کوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خاں صاحب والئے مالیر کوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا کہ وہ مبلغ پچاس روپے بطور امداد بھیجیں گے مگر ابھی نہیں آئے۔

مکتوب نمبر ۴

مخدومی مکرمی حضرت والا شان نواب صاحب دام لطفہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا والا نامہ آنحضرت عین انتظار میں اس احقر العباد کو پہنچا۔ خداوند کریم کے لطف و احسان کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آں مخدوم کا منی آرڈر بھی پہنچ گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزا و احسن الیکم فی الدنیا والاخرۃ آں مخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت کچھ مدد فرمائی خدا تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ اور آپ کی عمر و عزت اور عافیت میں برکت اور ترقی بخشے۔ حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک نشانی ہے کہ بعض اوقات آپ کی ترقیات کی مجھ کو وہ خبر دیتا رہتا ہے۔ اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی۔ کہ ابھی آں مخدوم کا منی آرڈر نہیں پہنچا تھا۔ اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھ کو حالت کشفی میں دکھایا گیا۔ اور پھر آں مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی۔ اور آپ کے مافی الضمیر اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا۔ جس میں یہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آں مخدوم کی طرف تھا۔ میرے خیال میں یہ آپ ہی کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور بعد ازاں بعد آپ کا منی آرڈر اور خط بھی آگیا۔ سو حضرت خداوند کریم کا بیش از تصرع

آپ کے نام اور آپ کے منی آرڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مضمون خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ کے حال پر رحمت شامل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک آں مخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا۔ اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی قائم مقام دعا کا ہی ہو رہا ہے۔ اور دلی دعا اور ربط کو خاص مدعا میں بہت دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق میں کسی وقت دعا نہ کرے۔ تب بھی اثر ہو جاتا ہے مجھ کو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو میں نے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے اس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جائے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور ہی دعا کریں۔ مجھ کو وہ خط پڑھ کر بجائے دعا کے غصہ آیا کہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی تمام تر نفرت اور کراہت چاک کر دیا۔ اور دل میں کہا کہ دنیوی غرض اپنے مالک کے پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی الہام ہوا "پاس ہو جاوے گا" وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتا یا گیا۔ چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا۔ فالحمد للہ۔ سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ میں نازک آداب ہیں جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہوتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط محبت و اعتقاد کرنا ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دور کئے جاتے ہیں کہ اس کی اس کو خبر نہیں ہوتی۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کا ایک

کچھ روپیہ نہیں آیا۔ مناسب ہے کہ آں مخدوم تاکیدی طور پر ان کو یاد دلائیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان

(۱۱ رمئی ۱۸۸۴ء)

(نوٹ) اس مکتوب میں جس لڑکے کا ذکر آپ نے فرمایا ہے وہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان ایام میں وہ نائب تحصیلدار تھے۔ اس مکتوب میں آپ نے دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی ایک گُر بتایا ہے کہ تعلقات اور ربط ایک ایسی چیز ہے جس کا قبولیت دعا سے بہت بڑا تعلق ہے۔ نواب علی محمد خان مرحوم اس خط کو اپنی نوٹ بک میں رکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے مقام قرب کے اظہار کے لئے ہر اس شخص کو دکھاتے تھے جن سے وہ حضرت اقدس کا ذکر کرتے وہ آپ کی دلائل صداقت میں اپنے اس ذاتی نشان کا ذکر فرماتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نشان کا ذکر اپنی کتاب نزول المسیح کے نشان نمبر ۹۳ میں کیا ہے اس کو میں یہاں اس لئے درج کر رہا ہوں کہ تا ہمارا اپنے وامے کا ایمان بڑھے۔ اور جس روک کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔ مکتوب نمبر ۳ میں اس کے متعلق صاف ذکر موجود ہے۔

علی محمد خان صاحب نواب جھجر نے لدھیانہ میں ایک غلہ منڈی بنائی تھی کسی شخص کی شرارت کے سبب ان کی منڈی بے رونق ہو گئی اور بہت نقصان ہونے لگا تب انھوں نے دعا کیلئے میری طرف

رجوع کیا لیکن پیشتر اس کے کہ نواب صاحب کے طرف سے میرے
پاس کوئی خط اس خاص امر کے لیے دعا کے بارے میں آتا میں نے
اللہ تعالے کے طرف سے یہ خبر پائی کہ اس مضمون کا خط نواب
موصوف کی طرف سے آرہے گا چنانچہ میں نے اس واقعہ کی خبر
اپنے خط کے ذریعے سے نواب محمد علیخاں مرحوم کو قبل از وقت
دیدی اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس طرف سے تو میرا خط روانہ ہوا
اور اسی دن ان کے طرف سے اسی مضمون کا خط میری طرف روانہ
ہوگیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا جس کی روانگی کی میں نے اسی
وقت ان کو خبر دیدی تھی کہ گویا ایک ہاتھ سے انھوں نے
ڈاک میں چھٹی ڈالی اور دوسرے ہاتھ سے وہی خط میرا انکو مل گیا
جس میں اس روانہ شدہ چھٹی کا مع مضمون اس کے ذکر تھا
تب تو نواب محمد علیخاں خط کو پڑھ کر ایک عالم سکتہ میں آگئے
اور تعجب کیا کہ یہ راز کا خط جس کو میں نے ابھی ڈاک میں روانہ کیا
کیونکر اس کا حال ظاہر کیا گیا اس علم غیب نے ان کے ایمان کو
بہت قوت دی چنانچہ انھوں نے بارہا مجھے جتلایا کہ اس خط سے خدا
پر میرا ایمان بہت بڑھ گیا اس خط کو وہ ہمیشہ اپنی کتاب جیبی میں بطور
تبرک رکھا کرتے تھے ایک مرتبہ انھوں نے خلیفہ محمد حسین کو بھی
جو وزیر اعظم پٹیالہ تھے بڑی تعجب سے وہ خط دکھایا اور موت سے
ایک دن پہلے پھر اس خط کو مجھے دکھلایا کہ میں نے اپنی جیبی کتاب
میں رکھ لیا تھا اور اس نشان کے ساتھ دوسرا نشان یہ ہے کہ جب
عالم کشف میں ان کا دوسرا خط مجھ کو ملا جس میں بہت بے قراری

ظاہر کی گئی تھی تو میں نے اس جواب کے خط کو پڑھ کر ان کے لیے دعا کی
اور مجھ کو الہام ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے یہ روک اٹھا دیجاوے گی
اور ان کو اس غم سے نجات دیجاوے گی۔ یہ الہام ان کو اسی
خط میں لکھ کر بھیجا گیا تھا جو زیادہ تر تعجب کا موجب ہوا چنانچہ
وہ الہام جلد تر پورا ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد ان کی شادی
بہت عمدہ طور پر بارونق ہو گئی اور روک اٹھ گئی۔ اس نشان میں
دو نشان ظاہر ہوئے اول قبل از وقت اطلاع دینا کہ ایسا واقعہ
پیش آنے والا ہے۔ دوم قبولیت دعا سے اطلاع ہونا کہ وہ شادی
پھر بارونق ہو جاوے گی[1]

---
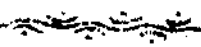
[1] نواب صاحب نے اس واقعہ کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا تھا اور محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کو بھی میرے سامنے اپنی کتاب دکھائی تھی وزیر صاحب کی مجلس میں بیٹھنے والے لوگ اور لدھیانہ کے کئی آدمی اس واقعہ کی گواہ ہیں۔

۴ ایک گشتی مکتوب

یہ ایک مکتوب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بظاہر حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اول رض کے نام بشیر اول کی وفات پر لکھا تھا مگر اس مکتوب کی متعدد نقول میاں شمس الدین ساکن قادیان (جو حضرت اقدس کے استاد اول میاں فضل الٰہی کے بیٹے تھے۔ ابتداً اور عموماً حضرت اقدس کے مسودات کو خوشخط صاف کیا کرتے تھے) نے کی تھیں اور حضرت اقدس نے ایک نقل لودہانہ کپورتھلہ کے احباب اور بعض بعض احباب کو روانہ فرمائی تھیں۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے مکتوبات میں اسے چھوڑ دیا تھا اس لئے کہ وہ حقانی تقریر کے مضمون کا خلاصہ تھا اور میں نے اس جلد کے آخر میں اس کا ذکر بھی کیا تھا لیکن چونکہ یہ مکتوب متعدد احباب کو بھیجا گیا تھا اس لئے میں اس متفرق مکتوبات کے سلسلے میں اسے شائع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ وہ سلسلے کے ریکارڈ میں محفوظ ہو جاوے۔ اس مکتوب میں حضرت نے بعض احباب کے اخلاص خاص کا ذکر ان الفاظ میں) فرمایا ہے کہ "یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے جن کو اس کے مرنے پر للہ غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی اور بشیر جیتا رہتا تو ہمیں کچھ رنج نہ تھا۔"

یہ بزرگ جس نے اس اخلاص کا اظہار کیا وہ حضرت منشی محمد خان صاحب افسر بگھی خانہ کپورتھلہ رضی اللہ عنہ تھے نور اللہ مرقدہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت منشی محمد خان صاحب کے اس اخلاص پر رشک فرمایا کرتے تھے اور بار ہا فرمایا کہ بشیر اول کی وفات پر جو شخص ہم سب سے آگے نکل گیا وہ محمد خاں تھا رضی اللہ عنہ حقیقت میں یہ بڑا فضل اور بڑا کرم رب کریم کا ان پر تھا اور اس اخلاص و عقیدت کا ایک بین ثبوت دنیا نے دیکھ لیا کہ انکی وفات پر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی کہ

اولاد سے نیک سلوک کیا جائیگا

چنانچہ سب کے سب معزز و خوشحال ہوئے اور اپنے اپنے رنگ میں اخلاص کا بہترین نمونہ ہیں اب میں اس مکتوب کو درج کر دیتا ہوں غور سے پڑھو اور مصلح موعود (جس کو خدا نے اب ظاہر کر دیا ہے) کے مقام اور شان کو سمجھو۔ (عرفانی کبیر)

ایک عام مکتوب

۲ ازعاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدومی و مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کا لفظ لفظ قوت ایمانی پر شاہد ناطق ہے
عادة اللہ قدیم سے جاری ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر آزمائش
کے نہیں چھوڑتا۔ اور ایسے ایمان کو قبول نہیں کرتا۔ جو آزمائش سے
پہلے انسان رکھتا ہے اگر بشیر احمد کی وفات میں ایک عظیم الشان
حکمت نہ ہوتی۔ تو خداتعالیٰ ایسا رحیم و کریم تھا۔ کہ اگر بشیر عظم رمیم
بھی ہوتا۔ تب بھی اس کو زندہ کر دیتا۔ مگر اللہ جل شانہ نے یہی چاہا
تا اس کے ذریعہ سے کام پورے ہوں۔ جن کا اس نے ارادہ کیا ہے۔
بشیر احمد کی وفات کا حادثہ ایسا امر نہیں ہے۔ کہ جو ایک صفا باطن اور
دانا انسان کی ٹھوکر کھانے کا باعث ہو سکے جب بشیر پیدا ہوا۔
تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط ملک پنجاب اور ہندوستان سے
اس مضمون کے پہنچے۔ کہ آیا یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتھ پر لوگ
ہدایت پائیں گے۔ تو سب کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ اس بارہ میں صفائی
سے ابتک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں گمان غالب ہے۔ کہ یہی ہو
کیونکہ اس کی ذاتی بزرگی الہامات میں بیان کی گئی ہے۔ ایسے
جوابات کی یہ بھی وجہ ہے۔ کہ خداتعالیٰ نے اس پسر متوفی کے
استعدادی کمالات اس عاجز پر کھول دیئے تھے۔ اور اس بنا پر
قیاسی طور پر گمان کیا گیا تھا۔ کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ
ذاتی استعداد اور مقدس اور مطہر ہونے کی حالت جو اس کی
پیدائش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی۔ وہ مصلح موعود کے برابر بلکہ
اس سے کہیں بڑھ کر تھی۔ مگر پیدائش کے بعد ایسا الہام نہیں ہوا۔ کہ یہی
مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے۔ اور اسی تصفیہ کی غرض سے سراج منیر

کے چھاپنے میں توقف در توقف ہوتی گئی۔
الہامات جو اس پسر متوفی کی نسبت اس کی پیدائش کے بعد ہوئے
ان سے خود مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلائے عظیم کا
موجب ہوگا۔ جیسا کہ یہ الہام۔ انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و
نذیرا۔ کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق۔ پس اس
الہام میں صاف فرما دیا۔ کہ وہ ابر رحمت ہے۔ مگر اس میں تاریکی بھی۔
اس تاریکی سے وہی آزمائش کی تاریکی مراد ہے۔ جو لوگوں کو اس کی موت
سے پیش آئی۔ اور ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے۔ جو ظلمات کی طرح تھا۔
یہ سچ ہے۔ اور بالکل سچ۔ کہ یہ عاجز اجتہادی غلطی سے اس خیال میں
پڑ گیا تھا۔ کہ غالباً یہ لڑکا مصلح موعود ہوگا۔ جس کی صفائی باطنی اور
روشنی استعداد اور تطہر اور پاکیزگی کی اس قدر تعریف کی گئی ہے۔ مگر
اجتہادی غلطی کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ نفس الہام پر کوئی دھبہ لگا سکے۔
ایسی غلطیاں اپنے مکاشفات کے سمجھنے میں نبیوں سے بھی ہوتی رہی
ہیں۔ بااینہمہ جب لوگ پوچھتے رہے۔ کہ کیا یہ لڑکا مصلح موعود ہے۔
تو ان کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ ہنوز یہ امر قیاسی ہے۔ چونکہ خداتعالیٰ نے
ارادہ کیا تھا۔ کہ لوگوں کو ایک ابتلائے عظیم میں ڈالے۔ اور سچوں اور
کچوں میں فرق کر کے دکھلادے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کہ ایک ضعیف
بشر ہے۔ اس ارادہ کا مغلوب ہو گیا۔ اور یوں ہوا۔ کہ اس لڑکے کی
پیدائش کے بعد اس کی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریفیں
الہام میں بیان کی گئیں۔ اور پاک نور اللہ اور ید اللہ اور مقدس اور
بشیر اور خدا با ماست۔ اس کا نام رکھا گیا۔ سو ان الہامات سے یہ

خیالات پیدا کئے کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہوگا مگر تحقیق سے کھل گیا کہ مصلح موعود نہ تھا۔ مگر مصلح موعود کا بشیر تھا۔ اور روشن فطرتی اور کمالات استعداد یہ میں بہت بڑھا ہوا تھا اور وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں شریک ہوتے۔ بطور فرط کے ہوگا۔ پس یہ نہیں کہ وہ بے فائدہ آیا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے ظاہر کر دیا۔ کہ اس کی موت عظیم الشان ابتلاء کا ایک بھاری حملہ تھا۔ وہ ان کو جو اس حملہ کی برداشت کر گئے۔ عنقریب ایک تازہ زندگی بخشے گی۔ اور اسی حالت میں وہ ترقی کر جائیں گے۔ یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا۔ اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ جن کو اس کے مرنے پر محض للہ غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی۔ اور بشیر جیتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ رنج نہ تھا۔ پس کیا ایسے لوگوں کے گناہوں کا وہ کفارہ نہ ہوگا۔ کیا ایسوں کے لئے وہ پاک اور معصوم شفیع نہیں ٹھہریگا ضرور ٹھہریگا۔ اور اس کی موت نے ایسے مومنوں کو زندگی بخشی ہے۔ غرض وہ مومنوں اور ثابت قدموں کیلئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے۔ ایک ربانی مبشر تھا۔ اللہ جل شانہ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے کئی طریقے ہیں۔ سو بشیر کی موت مومنوں کو برکت دینے کیلئے ان طریقوں میں سے ایک عمدہ طریقہ ہے۔ گو کوئی شخص اس عاجز پر اعتقاد رکھے یا نہ رکھے۔ اور اس ضعیف کو ملہم سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر بشیر کی موت سے اگر محض للہ اس کو غم پہنچا ہے۔ تو بلا شبہ اور اس کے لئے فرط اور شفیع ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ درحقیقت وہ ۲ لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنے گناہ سے) پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت اس پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور مہمان کا لفظ جو اس کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اس کی چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے۔ جو چند روز رہکر چلا جاوے۔ اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے۔ اور اخیر تک اسی کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو اولوالعزم ہوگا۔ اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی انھوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور بشیر کی موت سے پہلے آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارے میں آپ کو الہام سنا دیا گیا۔ یعنے یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا یخلق ما یشاء وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ سو الہام الٰہی نے پہلے سے ظاہر کر دیا۔ کہ لڑکا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ اور کسی مدت تک یہی اجتہادی غلطی رہی کہ لڑکا ایک ہی سمجھا گیا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

پیشگوئی جو لڑکے کی بابت تھی۔ وہ درحقیقت دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔
جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں بشیر کی موت سے پہلے خود الہام
نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ اگر الہام اس غلطی کو بشیر کی موت سے پہلے رفع نہ کرتا۔
تو ایک غبی کو شبہات پیدا ہونے ممکن تھے۔ مگر اب کوئی گنجائش شبہ کی
نہیں۔ حضرت مسیح نے اجتہادی طور پر بعض اپنی پیشگوئیوں کو ایسے طور سے
سمجھ لیا تھا۔ کہ اس طور سے وقوع میں نہیں آئیں۔ اور حضرات حواریاں
بھی جو عیسائیوں کے نبی کہلاتے ہیں۔ کئی دفعہ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں
غلطی کرتے رہے۔ حالانکہ ان غلطیوں سے ان کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا۔
اجتہادی غلطی جیسے کبھی علماؤں کو پیش آتی ہے۔ ایسے ہی علماء باطن کو بھی
پیش آجاتی ہے۔ اور پاک دل آدمی ان امور سے ذرہ بھی متغیر نہیں ہوتے۔
خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایسی حالت میں کب چھوڑتا ہے۔ اور
اپنے انوار کو صرف اسی حد تک کب ختم کر دیتا ہے۔ بلکہ بعض وقت کی یہ
اجتہادی غلطی خلق اللہ کے لئے موجب نفع عظیم کی ہوتی ہے۔ اور جب
فرستادہ الٰہی کی سچائی کی کرنیں چاروں طرف سے کھلنی شروع ہوتی ہیں۔
تب سالک کے لئے یہ اجتہادی غلطی ایک دقیق معرفت کا نکتہ معلوم
ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ سے کچھ غرض نہیں۔ اور معرفت الٰہی سے کچھ
واسطہ نہیں۔ اور اس کا ذہن محض ہنسی اور ٹھٹھا ہے۔ اور اس کا مبلغ علم
صرف موٹی باتوں اور سطحی خیالات تک محدود ہے۔ ایسے شخص کی نکتہ چینی
اور اعتراضات کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ وہ حباب کی طرح جلد گم ہو جاتے
ہیں اور نور حقانیت اور برہان صداقت جب پورا پورا اپنا پرتو دکھلاتے ہیں
تو ایسے ظلماتی اعتراضات کہ ایک غبی اور مردہ دل کے منہ سے نکلتے ہیں

ساتھ ہی ایسے معدوم ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا وہ کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔
محجوب لوگ جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی اس کے
خالص بندوں کی شناخت سے قاصر ہیں۔ اور ایسوں کو اپنے ایمان اور
اپنی معرفت کے پورا کرنے کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ وہ کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں
دیکھتے۔ کہ ہم دنیا میں کیوں آئے۔ اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے۔ جس کو
ہمیں حاصل کرنا چاہئے۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر مذہب کے
پابند رہتے ہیں۔ اور صرف رسمی جوش سے قوم کے حامی یا مذہب کے ریفارمر
بن بیٹھے ہیں۔ وہ کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ سچا یقین حاصل
کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اور کبھی اپنی حالت کو نہیں ٹٹولتے۔ کہ وہ
کیسے سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے۔ اور تعجب یہ کہ وہ آپ تو حق کے
بھوکے اور پیاسے نہیں ہوتے۔ بااینہمہ یہ مرض ایسی طبیعت ثانی کا
حکم ان میں پیدا کر لیتی ہے۔ کہ وہ اسی مرض کو صحت سمجھتے ہیں۔ اور اب
اس کی تائید میں زور دیتے ہیں۔ کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی اپنی اس
حالت کی طرف کھینچ لاویں۔ سو ایسوں کے اعتراضات کچھ چیز نہیں۔ ہمارے
نزدیک اگر وہ مسلمان بھی کہلاویں بلکہ مولوی اور فاضل عالم کے نام سے
موسوم کئے جائیں تب بھی ان کا ایمان ایک ایسی حقیر چیز ہے۔ جس سے
ہر ایک طالب عالی ہمت بالطبع متنفر ہو گا۔ ہم ایسے لوگوں سے جھگڑنا
نہیں چاہتے۔ اور ان کا اور اپنا تصفیہ فیصلہ کے دن پر چھوڑتے ہیں۔
اور لکم دینکم ولی دین کہہ کر ان کو رخصت کرتے ہیں۔
یہ بالکل سچ اور سراسر سچ ہے۔ کہ سچا رجوع اور سچا یقین بجز
سچی معرفت کے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ بالکل غیر ممکن ہے۔

یہ کام مجرد عقلی دلایل سے ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ وہ اتم اور اکمل مرتبہ معرفت جو مدار نجات ہے۔ فقط عقلی دلایل سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فقط عقلی طور پر اپنے خصم کو ساکت کرنا ایک ناقص اور ناتمام فتح ہے ہمیشہ حقیقی فائدہ خلق اللہ کے ایمان کو اکابر کی برکاتِ روحانیہ سے ہوتا رہا ہے۔ اور اگر کبھی ان کی کوئی پیشگوئی کسی کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہوئی بھی۔ تو دراصل خود اسی کا قصور تھا۔ جس نے بوجہ قلتِ معرفت عادۃ اللہ ٹھوکر کھائی۔ یہ بات ہر ایک وسیع المعلومات شخص پر ظاہر ہے کہ اپنے مکاشفات کے متعلق اکثر نبیوں سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوئی ہیں۔ اور ان کے شاگردوں سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر نے بضع کے لفظ کو جو آیت سیغلبون فی بضع سنین میں داخل ہے۔ تین برس میں محدود سمجھ لیا تھا۔ اور یہ غلطی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو متنبہ کیا۔ اور اسرائیلی نبیوں کی اجتہادی غلطیاں تو خود ظاہر ہیں۔ جن سے

لہ۔ بنی اسرئیل کے چارسو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلی یعنے بجائے فتح کے شکست ہوئی۔ دیکھو سلاطین اول باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اس عاجز کی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔ الہام نے پیش از وقوع لڑکا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ کہ جو انسان کے اختیار سے باہر تھا۔ سو لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور الہام نے اس لڑکے کی ذاتی فضیلتیں تو بیان کیں۔ مگر کہیں نہیں تبلایا۔ کہ وہ ضرور بڑی عمر پائے گا۔ بلکہ یہ تبلایا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ہاں الہام نے پیش از وفاتِ بشیر یہ بھی کھول دیا کہ ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا نام محمود ہے۔ دیکھو اشتہار

عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ پس کیا بمجرد ظہور کسی اجتہادی غلطی کے ان پاک نبیوں کے وفادار اور روشن ضمیر پیرو انھیں یہ صلاح دے سکتے تھے۔ کہ آپ اپنے دعویٰ اور پند کو صرف عقلی طریق تک محدود رکھیں۔ اور دعوے نبوت اور پیشگوئیوں کے بیان کرنے سے دستکش ہو جائیں۔ کہ یہ حق کے طالبوں کے لئے نافع اور مفید چیز نہیں۔ ان بزرگوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ بمقابل ان روحانی برکات کے کہ جو خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں سے صادر ہوتی ہیں۔ ایک آدھ اجتہادی غلطی کوئی چیز نہیں۔ میں قطعاً و یقیناً کہتا ہوں۔ اور علے وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ کہ مجرد عقلی دلایل کا ذخیرہ اس تسکین اور اطمینان بخش معرفت تک نہیں پہنچا سکتا۔ جس سے انسان بکلی خدا تعالیٰ کے طرف منجذب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے فقط آیات آسمانی و مکالمات ربانی ذریعہ ہیں۔ اس ذریعہ کو وہی مجنون الرحمن ڈھونڈتا ہے جو اپنے اندر سچی آگ تلاش کی پاتا ہے۔ اور اپنے تئیں رسمی ایمان پر اکتفا کر کے دھوکہ دینا نہیں چاہتا۔ فقط رسمی ایمان پر خوش ہونا ان لوگوں کا طریق ہے۔ جن کے دل محبت دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جو کبھی دن کو یا رات کو اور چلنے یا پلنگ پر لیٹے ہوئے اپنے ایمان کی آزمائش نہیں کرتے۔ کہ کس قدر اس میں قوت ہے۔ اور زبان کی چالاکی اور

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۶) ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو اگر ابتدا میں دو لڑکوں کو ایک لڑکا سمجھا گیا تو حقیقت میں یہ کچھ غلطی نہیں۔ کیونکہ اس غلطی کو پہلے لڑکے کی موجودگی میں ہی الہام نے رفع کر دیا۔ ۱۲

شعلہ منطق نے کہاں تک ان کے دلوں کو منور کرکے سیدھی راہ پر لگا دیا
ہے۔ اور کس درجہ تک جام یقین پلاکر محبت مولیٰ بخش دی ہے۔
شاید بعض لوگ میری تقریر مندرجہ بالا کو پڑھ کر جو میں نے صفائی
استعداد اور عالی فطرتی پسر متوفی کی بابت لکھا ہے۔ اس حیرت میں پڑینگے۔
کہ جو بچہ صغیر سنی میں مر جائے اس کے علو استعداد کے کیا معنے ہیں سو
میں ان کی تسکین کے لئے کہتا ہوں۔ کہ کمال استعدادی اور پاک جوہری
کے لئے زیادہ عمر پانا کچھ ضروری نہیں۔ اور یہ بات عندالعقل بدیہی ہے۔
کہ بچوں کی استعدادیں ضرور باہم تفاوت ہوتا ہے گو بعض ان میں سے
مریں یا زندہ رہیں۔ وہ اندرونی قوتیں اور طاقتیں جو انسان اس مسافرخانہ
میں ساتھ لاتا ہے۔ وہ بچوں میں کبھی برابر نہیں ہوتیں۔ ایک بچہ دیوانہ سا
اور غبی معلوم ہوتا ہے۔ اور منہ سے رال ٹپکتی ہے اور ایک ہوشیار دکھائی
دیتا ہے بعض بچے جو کسی قدر عمر پاتے ہیں۔ اور مکتب میں پڑھتے ہیں۔
نہایت ذہین اور فہیم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر عمر وفا نہیں کرتی۔ اور صغر سنی
میں مر جاتے ہیں۔ پس تفاوت استعدادات میں کس کو انکار ہو سکتا ہے۔
اور جس حالت میں صدہا بچے فہیم اور ذہین اور ہوشیار مرتے نظر آتے ہیں
تو کون کہہ سکتا ہے کہ کمالات استعدادیہ کے لئے عمر طبعی تک پہنچنا ایک
ضروری امر ہے سیدنا و مولانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابراہیم
اپنے لخت جگر کی نسبت بیان کرنا کہ اگر وہ جیتا رہتا۔ تو صدیق یا نبی ہوتا۔
بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سو اسی طرح خدائے عزوجل نے
مجھ پر کھول دیا ہے۔ کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ کمالات استعدادیہ میں
اعلیٰ درجے کا تھا۔ اور اس کے استعدادی کمالات دوسرے عالم میں نشوونما پائینگے۔

قصیر العمر ہونا اس کے علو جوہر کے لئے مضر نہیں۔ بلکہ اس کا پاک آنا اور
پاک جانا اور گناہ سے بکلی معصوم رہنا اس کے شرف پر ایک بدیہی دلیل ہے
اور جیسا کہ الہام نے بتلایا تھا۔ کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے
اور وہ گناہ سے پاک ہے۔ ایسا ہی وہ مہمان کی طرح چند روز رہ کر پاکی
اور معصومیت کی حالت میں اٹھایا گیا اور موت کے وقت بطور خارق
عادت اس کا چہرہ چمکا۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ اور
سو گیا۔ یہی اس کی موت تھی۔ جو معمولی موتوں سے دور اور نہایت پاک
و صاف تھی۔

اس جگہ یہ بھی تحریر کے لائق ہے کہ اس کی موت سے اللہ جل شانہ نے
پہلے اس عاجز کو پوری بصیرت بخش دی تھی۔ کہ یہ لڑکا اپنا کام کرچکا ہے۔
اور اب فوت ہو جائیگا۔ اسی وجہ سے اس کی موت نے اس عاجز کی
قوت ایمانی کو بہت ترقی دی۔ اور آگے قدم بڑھایا۔ اس موت کی تقریب
پر بعض مسلمانوں کی نسبت الہام ہوا۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا
آمنا وھم لا یفتنون۔ قالوا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون
حرضا او تکون من الھالکین۔ شاھت الوجوہ فتول عنھم حتی حین۔
ان الصابرین یوفی اجرھم بغیر حساب۔ اب خدا تعالیٰ نے ان آیات
میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری
امر تھا جو کچے تھے۔ وہ پسر موعود کے ملنے سے نومید ہو گئے۔ اور انہوں
نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہیگا۔ یہاں تک کہ
قریب المرگ ہو جائیگا۔ یا مر جائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ان سے
اپنا منہ پھیر لے۔ جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشیر کی موت پر جو بہت قسم

رہے۔ ان کیلئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں۔ اور کوتہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔

کوتہ بین لوگ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جس حالت میں اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی شائع کیگئی تھی۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے تو کیا یہ ضرور تھا۔ کہ وہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ فی الحقیقت بشیر کی خورد سالی اور اسکی موت نے ایک پیشگوئی کو پورا کیا۔ جو اس کی موت سے تین سال پہلے کی گئی تھی۔ سو دانا کیلئے زیادہ معرفت کا یہ محل ہے نہ انکار و حیرت کا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے پسر متوفی کے اپنے الہام میں کئی نام رکھے۔ ان میں سے ایک بشیر اور ایک عنموائیل اور ایک خدا با ماست و رحمت حق اور ایک ید اللہ بجلال و جمال ہے۔ اور اسکی تعریف میں ایک الہام ہوا۔ جاءَ ک النور و ھو افضل منک یعنے کمالات استعدادیہ میں وہ تجھ سے افضل ہے۔ کیونکہ اس پسر متوفی کو اس آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے۔ اور اس کے وجود کیلئے یہ بطور ارہاص تھا۔ اس لئے الہامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج تھی۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا۔ کہ گویا ایک ہی ذکر ہے۔ ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق ما یشاء۔ یہی حقیقت حال ہے۔ جو میں نے آپ کے لئے لکھی۔ و افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان

احبابِ کپورتھلہ کے نام

تعارفی نوٹ

جماعت کپورتھلہ کے وہ بزرگ (جو جماعت مذکور کے بانیوں میں سے تھے اور جنھوں نے اپنے عشق و وفا کا وہ عملی ثبوت دیا کہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جنت میں اپنے ساتھ ہونیکا وعدہ دیا۔ گویا یہ وہ لوگ تھے جو عشرہ مبشرہ کے نمونے کے لوگ تھے) انکا تذکرہ تو سیرۃ صحابہ میں انشاء اللہ ہوگا اور کسی قدر ہر ایک بزرگ کے متعلق الحکم میں مختلف اوقات میں لکھا بھی گیا ہے یہاں صرف ان مکتوبات کا اندراج مقصود ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ان مخلصین و صادقین کو لکھے۔ میری تحقیقات میں کپورتھلہ کی جماعت کے آدم حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے ان کے اخلاص اور عملی زندگی نے دوسروں کو شیدائے مسیح موعود کر دیا اور پھر یہ کہنا مشکل ہو گیا کہ کون پہلے ہے اور کون پیچھے۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں بے نظیر اور واجب التقلید تھا اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے رحم و کرم کا بادل برسائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات دے اور ہمیں انکی عملی زندگی کی توفیق۔ جماعت کپورتھلہ کے مخلصین کے نام مکتوبات بہت کم ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ عشق و محبت کے یہ پروانے ذرا فرصت پاتے تو قادیان پہنچ جاتے اور خط و کتابت کی نوبت ہی نہ آتی جہاں حضرت جاتے یہ ساتھ جاتے تاہم جو تبرکات ان سے حاصل ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

(عرفانی کبیر)

(۱) حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور کے نام

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب دو قالب و یک جان تھے حضرت منشی صاحب کے بزرگوار حاجی ولی اللہ صاحب براہین کے خریدار تھے اور ان ایام میں خوش عقیدت بھی تھے ان کی کتاب براہین احمدیہ نے حضرت ظفر المظفر (حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ منشی ظفر احمد صاحبؓ کو اسی نام سے عام گفتگو میں پکارا کرتے تھے) کو کھینچا اور پھر یہ دونوں بزرگ حضرت اقدس جیں ہو کر۔

ایک ہی باپ کے توام بیٹے ہو گئے

حاجی پور ان ہی حاجی صاحب کا آباد کیا ہوا گاؤں تھا جہاں کے رئیس منشی صاحب مغفور تھے (عرفانی کبیر)

مشفقی محبی اخویم   ۹/۱

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

محبت نامہ پہونچکر آپ کے ترددات کا حال دریافت کر کے بہت غم ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو تمام ترددات سے مخلصی عطا فرماوے۔ آپ نے بہت ثواب کا کام کیا۔ کہ دس رسالے مفت تقسیم

جزاکم اللہ۔ اب عنقریب انشاء اللہ رسالہ دافع الوساوس بھی شائع
ہو جائے گا۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ آپ کی خواب نہایت عمدہ ہے۔
منشی ظفر احمد جو موجود تھے اس سے مراد انشاء اللہ ظفر ہے۔ یعنی فتح
آپ کو ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۴ر جنوری ۱۸۹۲ء

۱۰/۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
محبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ
آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی علالت کی خبر سنکر تفکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو جلد صحت کامل عطا فرماوے۔ نہایت آرزو ہے کہ آپ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء
کے جلسہ میں تشریف لائیں۔ اگر آٹھ نو روز تک صحت کامل ہو جائے۔
تو آپ آسکتے ہیں۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔
مرض کی حالت میں قصر نماز نہیں چاہیئے البتہ اگر طاقت کھڑے ہونے
کی نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ والسلام۔ ۱۹ر دسمبر ۱۸۹۲ء

۱۱/۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
محبی اخویم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ ڈیڑھ میل تک شہر میں اپنے گاؤں
سے آنا بکچھ حرج کے متصور نہیں۔ چونکہ گاؤں میں مسجد ہے۔ اگر شہر کے
نزدیک بھی ہے۔ تب بھی ایک محلہ کا حکم رکھتا ہے۔ کسی حدیث صحیح میں

اس ممانعت کا نام ونشان نہیں۔ بلاشبہ جمعہ جائز ہے۔ خداتعالیٰ کے
دین میں حرج نہیں۔ کتاب دافع الوساوس چھپ رہی ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد۔ ۳۰ر اگست ۱۸۹۲ء

۱۲/۴ مشفقی محبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ، عنایت نامہ پہونچکر بدریافت واقعہ
ہائلہ حادثہ وفات آپ کی ہمشیرہ کے بہت غم واندوہ ہوا۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ خداتعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس مرحومہ کو داخل
جنت میں داخل فرمائے آمین ثم آمین باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت
ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ر مئی ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
۱۳/۵ محبی مشفق اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ مدت کے بعد آپکا عنایت
نامہ مجھکو ملا۔ ایک سال آپکے نام روانہ ہوگیا ہے۔ دافع الوساوس بعد اس کے شائع
ہوگا۔ زیورات کی نسبت جو آپ نے دریافت کیا ہے۔ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔
گر اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو زیور مستعمل ہو اسکی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر بہتر
ہے کہ دوسرے کو عاریتاً کبھی دیدیا کریں مثلاً دو تین روز کیلئے کسی عورت کو
اگر عاریتاً پہننے کیلئے دیدیا جائے تو پھر بالاتفاق ساقط ہو جاتی ہے۔ خواب
آپ کی نہایت عمدہ ہے۔ والسلام
راقم خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۵ر جنوری ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مکرمی عزیزی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

جو جوتا آپ نے بھیجا تھا بہت عمدہ تھا صرف اس قدر فرق تھا کہ وہ کچھ مردانہ قطع تھی دوسرے جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہوا کرتی ہیں نازک ...... کا حصہ انچ ان کم ہے اور بقدر ایک جو اس پہلی جوتی کے چھوٹی ہے۔ اور اس لئے ......

والسلام ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۹ر اکتوبر ۱۸۹۴ء

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عموماً لودیانہ کا بنا ہوا نرم نری کا سرخ رنگ کا جوتا پہنا کرتے تھے اور منشی حبیب الرحمٰن مرحوم کی یہ عادت تھی کہ وہ عموماً لودیانہ سے جوتا بنوا کر پیش کیا کرتے تھے۔ ان کے گاؤں میں دیمک کی کثرت تھی اکثر کاغذات اور کتب ان کے تباہ ہو گئے۔ یہ خط بھی ایک دو جگہ سے صاف نہیں پڑھا جاتا۔ البتہ یہ سمجھ میں آتا تھا کہ اس مرتبہ جو جوتا آپ نے پیش کیا اس میں بعض نقائص رہ گئے۔ تاہم حضور نے اولاً اس کی خوبی اور عمدگی کو بیان کیا تاکہ جس اخلاص اور محبت سے تیار کرا کر انھوں نے بھیجا تھا اسکو ٹھیس نہ لگے۔ اور اس میں جو واقعی نقص رہ گیا تھا وہ اس وجہ سے اصل غرض پوری نہ ہو سکتی تھی اس کا بھی ذکر فرما دیا۔

(عرفانی کبیر)

---

(۲) حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ میری تحقیقات میں کپورتھلہ کی جماعت کے آدم ہیں عین عنفوان شباب میں انھوں نے براہین احمدیہ کو پڑھا اور اس نور سے حصہ لیا۔ ان کا تاریخی نام انظار حسین تھا۔ وہ ضلع مظفر نگر (یو۔پی) کے اصل باشندے تھے اور ایک شریف معزز اور عالم خاندان کے فرد تھے۔ خاندان میں شرافت کے علاوہ دینداری کا ہمیشہ چرچا رہا اس لئے کہ یہ خاندان عرصہ دراز سے خاندان مغلیہ کے عہد میں مسلمان ہو چکا تھا اور اس عہد کی تاریخوں میں اس خاندان کے تذکرے آتے ہیں۔ یہ قانون گو کہلاتے تھے۔ قرآن کریم کے حفظ کرنے کا بھی شوق اس خاندان میں پایا جاتا ہے چنانچہ خود حضرت منشی صاحب کے والد صاحب۔ دادا صاحب۔ پردادا صاحب سب حافظ قرآن تھے مگر خدا تعالےٰ نے حضرت منشی صاحب کو قرآن مجید کے حقایق و معارف کے ایک چشمہ جاریہ پر لاکر کھڑا کر دیا اور وہ سیراب ہو گئے اور دوسروں کو سیراب کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے عشاق میں سے تھے اور اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ان کے ایمان کا جزو اعظم تھا اس جگہ مجھے ان کی زندگی کے واقعات کی تفصیل مطلوب نہیں سرسری تعارف زیر نظر ہے۔ بزرگان ملت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب کبار آپ کے ساتھ محبت رکھتے تھے جو دراصل خود ان کی اس محبت کا عکس تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکا ذکر ان الفاظ میں فرمایا
منشی ظفر احمد صاحب۔ یہ جوان صالح کم گو اور اخلاق سے بہرا دقیق الفہم آدمی ہے استقامت کے آثار و انوار اس میں ظاہر ہیں وفاداری کی علامات و اثارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے اور جس طن جو اس راہ کا مرکب ہے۔ دونوں سیرتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا لجزا (ازالہ اوہام طبع اول) سنہ ۱۲۸۰ ہجری کے قریب قصبہ باغپت میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء کو کپور تھلہ میں فوت ہو گئے اور وہاں سے ان کا جنازہ قادیان لایا گیا اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے (رضی اللہ عنہ)

(خاکسار عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مکرم منشی ظفر احمد صاحب بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آپ کا پہنچا حرف حرف اس کا پڑھا گیا۔ اور آپ کے لئے دعا کی گئی۔

قبض اور بے ذوقی میں کیا کرنا چاہئے

قبض اور بے مزگی اور بے ذوقی کی حالت میں مجاہدات شاقہ بجالا کر اپنے مولا کو خوش کرنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مجاہدہ جس کے حصول کے لئے قرآن شریف میں ارشاد و ترغیب ہے اور جو مورد کنود کا رہے۔
وہ مشروط بے ذوقی و بے حضوری ہے۔

مجاہدہ حقیقی

اور اگر کوئی عمل ذوق اور بسط اور حضور اور لذت سے کیا جائے اس کو مجاہدہ نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ اس پر کوئی ثواب مترتب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ایک لذت اور نعیم ہے۔ اور تنعم اور تلذذ کے کاموں سے

کوئی شخص مستحق اجر نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص نیر میں شربت پی کر اس کے پینے کی مزدوری نہیں مانگ سکتا، سو یہ ایک نکتہ نہایت باریک ہے۔ کہ بے ذوقی اور بے مزگی، تلخی اور مشقت کے ختم ہونے سے وہیں ثواب اور اجر ختم ہو جاتا ہے۔ اور عبادات عبادات نہیں رہتیں

نکتہ معرفت بلکہ ایک روحانی غذا کا حکم پیدا کر لیتی ہیں۔ سو حالت قبض جو بے ذوقی اور بے مزگی سے مراد ہے ہی ایک ایسی مبارک حالت ہے جس کی برکت سے سلسلہ ترقیات کا شروع رہتا ہے۔ ہاں بے مزگی کی حالت میں اعمال صالحہ کا بجالانا نفس پر نہایت گراں ہوتا ہے۔ مگر ادنیٰ خیال سے اس گرانی کو انسان اٹھا سکتا ہے جیسے ایک مزدور خوب جانتا ہے کہ اگر میں نے آج مشقت اٹھا کر مزدوری نہ کی تو پھر رات کو فاقہ ہے۔ اور ایک نوکر یقین رکھتا ہے کہ میں نے تکالیف سے ڈر کر نوکری چھوڑ دی تو پھر گذرہ ہونا مشکل ہے۔ اسی طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ

فلاح آخرت بجز اعمال صالحہ کے نہیں

اعمال صالحہ اور اعمال صالحہ وہ ہوں جو خلاف نفس اور مشقت سے ادا کئے جائیں اور عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ دل سے جس کام کے لئے مصمم عزم کیا جاوے۔ اس کے انجام کیلئے طاقت مل جاتی ہے۔ سو مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور نماز میں اس دعا کو پڑھتے ہیں کہ

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الخ)

(طریق دعا)

بہت خشوع اور خضوع سے زور لگانا چاہئے اور بار بار پڑھنا چاہئے۔ انسان بغیر عبادت کچھ چیز نہیں۔ بلکہ جانوروں سے بدتر ہے اور شر البریۃ ہے۔ وقت گذر جاتا ہے اور موت در پیش ہے اور جو کچھ عمر کا حصہ ضائع طور پر گذر گیا۔ وہ ناقابل تلافی ہے اور سخت حسرت کا مقام ہے۔ دعا کرتے رہو اور مخلوصت لا تیئسوا من روح اللہ

(کامیابی کے گر)

ہم ہمیشہ آپ کے لئے دعا کرتے رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہر ایک بات کے لئے ایک وقت ہے۔ صابر اور منتظر رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کچھ فرق آجاوے۔ کیونکہ استعجال سم قاتل ہے اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ غور سے ترجمہ قرآن شریف کا دیکھا کرو۔

(منشی صاحب کا خواب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ نے خواب میں دیکھا ہے بہتر ہے فاروق کی زیارت سے قوت شجاعت دین حاصل ہوتی ہے۔

(فقر کا مفہوم)

میری دانست میں فقر کے یہ معنی ہیں کہ اعمال کی ضرورت ہے نہ نسب کی۔ یہ پوچھا جائے گا کہ کیا کام کیا۔ یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کس طرح ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مناسبت و پیروی و محبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے یہ باتیں بالعرض حاصل ہوجاتی ہیں خدا تعالےٰ کے راضی ہوجانے کے بعد اور بآسانی یہ امور طے ہوجاتے ہیں۔ والسلام

(خاکسار:۔غلام احمد از قادیان ۱۱ر مئی ۱۸۹۹ء)

نوٹ۔ اس مکتوب میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی ایک رویا کا ذکر بھی حضرت نے فرمایا ہے جس میں انھوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور حضرت نے اس کی تعبیر عام بھی فرمادی ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ یہ حقیقی تعبیر ہے۔ لیکن میں اپنے ذوق پر اس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں حضرت منشی صاحب کو قبل از وقت بشارت دی تھی کہ وہ اس عصر سعادت کے فاروق فضل عمر کو دیکھ لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں ایک یہ بھی ہے کہ ا۔

فیک مادۃ فاروقیہ

اس میں کیا شبہ ہے کہ حضرت بجائے خود بھی فاروق ہی تھے۔ لیکن اس وحی میں یہ ہے کہ تجھ میں فاروقی مادہ ہے اور اس کا ظہور آپ کی صلبی اولاد میں سے ایک اولوالعزم مولود کے ذریعہ ہونے والا تھا جو زبان وحی میں فضل عمر کہلایا۔

بہرحال حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے بتا دیا کہ وہ اس عہد کے فاروق کو دیکھیں گے اور یہ خواب اسی سال کا ہے جب کہ وہ مولود و بشیر موعود عالم وجود میں آچکا تھا یعنی ۱۸۸۹ء۔

پس میرے ذوق میں اس خواب کی تعبیر واقعات کے رنگ میں بھی نمایاں ہے اور میں حضرت ظفر کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اس عہد مبارک کو پالیا۔ اور حضرت فضلِ عمر کو دیکھ لیا۔

(عرفانی کبیر)

خانصاحب عبدالمجید خاں صاحب کے نام

تعارفی نوٹ

خانصاحب عبدالمجید خاں صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کپور تھلہ حضرت منشی محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر ہیں حضرت منشی محمد خاں صاحب کپور تھلہ کی جماعت کے ان عشاق میں سے تھے جو اپنی عقیدت و اخلاص اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت و ایثار میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں۔ منشی محمد خانصاحب کا ذکر میں پہلے اس گشتی مکتوب میں کر آیا ہوں جو نمبر اول کی وفات پر حضرت نے لکھا تھا اور تفصیلی تذکرہ کتاب تعارف میں انشاء اللہ مزید آئے گا۔ منشی محمد خانصاحب افسر بگھیانہ کپورتھلہ تھے جب ان کی وفات ہوئی۔ اس جگہ کے لئے کپورتھلہ کے کئی شخص امید وار تھے اور حالت یہ تھی کہ حضرت منشی محمد خاں صاحب کی علالت کی طوالت کے باعث حساب کتاب بھی نامکمل تھا اور مختلف قسم کے خطرات درپیش تھے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی بتا دیا تھا کہ اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائے گا چنانچہ

منشی عبدالمجید خاں صاحب افسر بگھیانہ مقرر ہوئے اور بالآخر ترقی کرتے کرتے وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوئے اور اسی عہدہ سے پنشن پائی۔ خانصاحب عبدالمجید خانصاحب اپنے اخلاص و ارادت میں اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر ہیں۔ اور سلسلہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہنا اپنی سعادت اور خوش قسمتی یقین کرتے ہیں اللھم زد فزد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطوط سے پہلے میں ایک مکتوب مکرمی مفتی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کا درج کرتا ہوں اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان کا ایک شاہد ہے۔ (عرفانی کبیر)

مفتی صاحب کا خط حضرت منشی اروڑے خاں رضی اللہ عنہ کے نام

۱۲/۱ مکرمی منشی صاحب۔ السلام علیکم۔ خاکسار کل ۲ بجے یہاں پہونچا حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا فرمایا مجھے ۲ جنوری کو ایسی حالت طاری ہوئی تھی جیسے کوئی نہایت عزیز مرجاتا ہے ساتھ ہی الہام ہوا۔

اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائیگا

اطلاعاً عرض ہے دعا کے واسطے کہا گیا حضور کو بہت سخت رنج ہوا ہے میرے بعد میرے والد صاحب کی دو دنا ین آئی تھیں میں نے آج بھیرد

جاتا ہوں کل سے بارش شروع ہے ۱۳ تاریخ انشاء اللہ گورداسپور پہونچ جاؤنگا اور خیریت ہے عبدالمجید خاں وغیرہ سب کو السلام علیکم۔

خاکسار فضل الرحمن از قادیان

(نوٹ اب اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کے مکتوبات درج کئے جاتے ہیں۔ عرفانی کبیر)

۱۸/۲ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مجی اخویم میاں عبدالمجید خاں صاحب سلمکم اللہ تعالٰے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ چاول اور آم مرسلہ آپ کے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ ایک گھوڑی نہایت عمدہ نسل کی دہنی کمیت کے غالباً تے کی ہے۔ عمدہ قد کی۔ اور خوب چالاک اور ساری خوبیاں اس کے اندر ہیں اور عمر کی جوان بچھری۔ یعنی نوجوان۔ صرف یہ بات ہے کہ ذرا ڈرتی ہے اور ہمارے بچے کمزور ہیں۔ میں خود اندیشہ کرتا ہوں کہ اس چالاک گھوڑی پر سواری ان کے مناسب نہیں۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی پاس شدہ ہے اور اس پر ای۔ آئی کمپنی کا داغ دیا ہوا ہے۔ صرف باعث خوف و ڈر اس کے میرا یہ ارادہ ہے کہ اس کے عوض کوئی اور گھوڑی اصیل جو ڈرتی نہ ہو اور ناخن نہ لیتی ہو اور بدلگام نہ ہو اور چک گیر نہ ہو۔ چال بہت صاف بغیر ٹھوکر کے ہو خرید لی جائے۔ اور میرے خیال میں آپ اس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اور آپ کا اختیار ہے کہ اس جگہ اور گھوڑی بدلا کر بھیجدیں۔ یا اس کو بیچ کر اور گھوڑی عمدہ خرید کر بھیجدیں اور ضرور توجہ کر کے اس کام کو انجام دیں۔ نہایت تاکید ہے۔

اور آپ ایک ہوشیار آدمی بھیج کر گھوڑی منگوالیں۔ اور ہم اس جگہ بھی اس کے ہمراہ اپنا ایک آدمی کردیں گے۔ والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان
۲۶ اگست ۱۹۰۶ء

(نوٹ) اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ درجے کے شاہ سوار تھے جو ہدایات آپ نے گھوڑی کی خرید کے متعلق دی ہیں ان سے اس علم کا بھی پتہ لگتا ہے جو گھوڑوں کی خوبی کے متعلق آپ کو تھا۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بچپن ہی سے صاحبزادوں کی تربیت ایک ایسے رنگ میں فرمائی جو ان کی آیندہ زندگی کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تربیت میں آپ کو خاص شغف تھا۔ یہ گھوڑی حضرت امیر المومنین ہی کی سواری کے لئے لی گئی تھی اور حضرت امیر المومنین ایک عمدہ شاہ سوار ہیں۔

۱۹/۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط پہونچا میری یہ حالت ہے کہ میں قریباً تین روز سے بیمار ہوں کھانسی کی بہت شدت سے ہے دوسرے عوارض بھی ہیں اس وقت میں ایسا کمزور ہو گیا ہوں کہ دعا میں پورا مجاہدہ اور کوشش نہیں کر سکتا اگر اللہ تعالٰے نے چاہا تو شخص مذکور کے لئے دعا کروں گا اللہ تعالٰے رحم فرما دے میں اسقدر کمزور ہو گیا ہوں کہ اسقدر تحریر بھی مشکل سے کی ہے۔ یہ خدا تعالٰے کے

اختیار میں ہے کہ اگر میری صحت میں خدا نخواستہ کچھ زیادہ خلل ہوا
تو حتی المقدور دعا کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مرزا غلام احمد۔
۱۰ فروری ۱۹۰۸ء

(نوٹ) اس مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطوط کے جواب میں کس قدر محتاط اور مستعد تھے اور آپ انسان کی فطرت کو سمجھتے تھے کہ خطوط کے جواب کے لئے وہ کسی قدر مضطرب رہتا ہے۔ دوسرے آپ نے دعا کے متعلق بھی قبول ہونے والی دعا کا راز بتایا کہ وہ ایک خاص مجاہدہ اور کوشش کو چاہتی ہے۔ سوم آپ کی طبیعت پر صداقت کس قدر غالب ہے نمائش اور ریا سے آپ پاک ہیں چونکہ بوجہ علالت شدید دعا کے لئے وہ حالات میسر نہیں صاف اعتراف فرمایا کہ اس وقت دعا نہیں کر سکتا۔ اس مکتوب کے ہر لفظ سے آپ کا توکل علی اللہ نمایاں ہے۔
(عرفانی کبیر)

۲۰/۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ
ہر ایک خط کے پہونچنے پر دعا کی گئی انشاء اللہ بعد میں کئی دعائیں کی جائینگی خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے آمین والسلام۔
مرزا غلام احمد عفی اللہ۔ ۴ جون ۱۹۰۷ء

۲۱/۵ حبی فی اللہ عبد المجید خاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کے واسطے دعا کیجاتی ہے حساب سرکاری میں اللہ تعالیٰ سہولت عطا فرمائے والسلام۔

انشاء اللہ القدیر دعا کروں گا آپ کا قریباً ہر روز خط پہنچتا ہے اور دعا بھی کی ہے والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۲ جون ۱۹۰۷ء

(نوٹ) خط نمبر ۵ کا ابتدائی حصہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ کا قلمی ہے جو ان ایام میں حضور کے کاتب خطوط تھے یا آجکل کی اصطلاح میں پرائیویٹ سکرٹری۔ ان کی عادت میں تھا کہ جن خطوط کے جواب کے لئے حضرت کا ارشاد بھی ہوتا تھا خط لکھنے کے بعد حضرت کے حضور اس نیت اور مقصد سے پیش کر دیتے کہ حضرت بھی خود کوئی جملہ یا کم از کم اپنا دستخط ہی کر دیں جس کے خدام طلبگار رہتے تھے۔ ان ایام میں حضرت منشی محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے ایام علالت کا حساب ہو رہا تھا اور حضرت منشی اروڑے خاں صاحب اور حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہما یہ کام کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حساب میں سہولت اور اولاد کے لئے نرم سلوک کے انوار ظاہر کر دئے مرحوم منشی صاحب ہی کا روپیہ ایصال طلب ثابت ہوا۔ اور حکومت کپورتھلہ نے اسے ادا کر دیا حضرت مرحوم اپنی دیانت امانت اور تقویٰ و طہارت میں ایک بے نظیر آدمی تھے۔ باوجود اتنے بڑے عہدہ پر مامور ہونے کے اپنی زندگی درویشانہ گزارتے تھے جو ملتا تھا اس میں سے صرف قوت لایموت رکھ کر سلسلہ کی نذر کر دیتے اللہ اللہ کیا لوگ تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
(عرفانی کبیر)

۲۲/۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ہر ایک خط پہونچنے پر دعا کی گئی ہے انشاء اللہ بعد میں کئی دن دعا میں کوشش کی جائے گی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے آمین۔

مرزا غلام احمدؐ ۲ جنوری ۱۹۰۷ء

(نوٹ) اس خط سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خاص عادت کا پتہ ملتا ہے اور میں اس کو ذاتی علم اور بصیرت سے بھی جانتا ہوں۔ حضرت اقدس کا معمول تھا کہ جب ڈاک آتی تو ایک اجمالی دعا سب کے لئے کرتے اور پھر ہر خط کو پڑھتے وقت اور لکھوتے وقت صاحب خط کے مقاصد کے لئے دعا فرماتے۔ اور اس کے بعد یہ بھی انتظام تھا کہ دعا کے لئے ایسے تمام ارباب کی ایک فہرست تیار ہو کر حضور کی خدمت میں بھیجی جاتی تھی۔ خاں صاحب عبدالمجید خاں صاحب کے نام اس خط میں آپ نے ہر بلا سے محفوظ رکھے جانے کی دعا کی اور دوران ملازمت میں دشمنوں کی ہر مخالفت اور منصوبے سے جو ان کو نقصان پہونچانے کا کیا گیا اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا وللہ الحمد (عرفانی کبیر)

۲۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی خاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج آپ کا خط مجھے ملا جس میں آپ تاکید فرماتے ہیں۔ کہ حضرت کے نام جو آپ کا خط ہو اس کا جواب آپ سوائے حضرت کے اور کسی کے

ہاتھ سے نہیں چاہتے۔ ساتھ حضرت نے آج مجھ سے دریافت فرمایا ہے۔ کہ عبدالمجید صاحب کے خطوط کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ حضرت کے نام آپ کے خطوط کا جواب فوراً دیا جاتا ہے۔ اور عموماً میں خود لکھتا ہوں۔ بلکہ حضرت کی تحریر بھی آپ کو روانہ کرتا ہوں۔ پھر بھی آپ نے حضور کو ایسے الفاظ لکھے ہیں جن سے حضور کو یہ خیال ہوا ہے۔ کہ گویا آپ کو خطوط کا جواب ہی نہیں دیا جاتا۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ بوضاحت لکھتے۔ کہ میرے خطوط کا جواب حضور کی طرف سے بہ دستخط محمد صادق پہنچتا ہے۔ مگر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

اور اب بھی آپ حضرت کو اطلاع کر دیں۔ اور کھول کر اب ری یہ بات کہ ہم آپ کے خطوط کا جواب لکھا کریں یا نہ لکھا کریں۔ سو اس کے متعلق یہ گزارش ہے۔ کہ مجھے آپ کا حکم ماننے بھی کبھی تامل نہ ہوتا۔ مگر میں حضور علیہ السلام کے حکم سے مجبور ہوں۔ مجھے جب حکم ہوتا ہے۔ کہ میں ایک خط کا جواب لکھوں۔ تو وہ مجھے ضرور لکھنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی کو پسند ہو یا ناپسند۔ اس کا خیال نہیں۔ اطاعت حکم سے مطلب ہے۔ آج حضور نے مجھے حکم دیا۔ کہ اس کا جواب لکھو۔ میرے عرض کرنے پر پھر فرمایا۔ کہ اچھا میں بھی لکھوں گا۔ مگر آپ بھی لکھو۔ فرمائیے اب میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہو۔ والسلام۔

خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان

اس واقعہ سے محبت اور اطاعت کے گراں قدر جذبے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
از کپور تھلہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء

۲۴/۸ جنابِ عالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہٗ

حضور! عاجز کئی ایک عریضہ جات خدمت بابرکت میں گذارش کرچکا ہے۔ مگر اس وقت تک کوئی جواب غلام کو نہیں ملا۔ اس صورت میں طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اس لئے بار بار تکلیف دیجاتی ہے۔ یہاں طاعون بڑی سخت ہے۔ حضور ہمارے لئے دعا فرمادیں۔ بارگاہِ الٰہی میں شخص حضور کے تعلق کو جتا جتا کر دعا کی جاتی ہے۔ ورنہ ہماری روحانی حالت بہت گندی ہے۔ حضور کے جواب کا منتظر۔ عبدالمجید خاں
حضور کا غلام:۔

۲۴/۸ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جواب لکھدیں کہ خط آپ کے پہونچتے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو مع تمام عزیزوں کے طاعون سے محفوظ رکھے۔ والسلام

برادرم السلام علیکم۔
بشارت نامہ ارسال خدمت ہے۔ خدا تعالےٰ کا فضل آپ کے ساتھ ہو۔

خادم۔ محمد صادق

(نوٹ) اس کے بعد کے خطوط میں خاں صاحب کے اصل خط بھی درج کردئے ہیں جن کے جوابات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دئے گئے ہیں (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
از کپور تھلہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۸ء

۲۵/۹ جناب عالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عاجز اپنے چھوٹے بھائی عزیز بشیر احمد کو سہارنپور کے کالج متعلقہ باغات کی اوور سیر کلاس میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ مگر بجز حضور کی اجازت حاصل کئے اور اس کے داخلہ کے قبل دعا کرائے بغیر میں ہرگز اس کو وہاں پر بھیج نہیں سکتا۔ اجازت حاصل کرنے کے واسطے ایک عریضہ بذریعہ ڈاک گذارش کرچکا ہوں۔ جس کا جواب عاجز کو موصول نہیں ہوا۔ اور اگر حضور اجازت دیدیں تو وقت داخلہ تھوڑا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ بذریعہ عریضہ دستی اجازت کی درخواست کی جائے۔ اور دعا کے لئے خواستگار ہوں۔ چنانچہ حامل عریضہ ہذا کو حضور کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ کہ کالج مذکور میں ۳ سالہ پڑھائی ہے۔ اور گورنمنٹ ملازمت دینے کی ذمے وار ہے۔ اور جو تعلیم پوری کرکے ملازمت کریں ان کو گورنمنٹ ابتدائی تنخواہ (۶۰) روپیہ کے قریب دے گی۔ کالج نیا ہے۔ شروع میں وظیفہ بھی پڑھائی کے لئے سرکار سے تقریباً کل لڑکوں کو ملتا ہے۔ اگر حضور پسند فرمادیں تو اجازت دیدیں۔ اور دعا فرما کر فخر بخشیں تاکہ عزیز بشیر احمد کے داخل کرنے کا جلد انتظام کرایا جاوے۔ ورنہ جیسا حکم ہو کیا جاوے۔

حضور کے جواب باصواب کا منتظر عاجز غلام ۔ بندہ عبدالمجید نائب مہتمم
(حضور میں اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھوں ۔ اگر حضور کسی
چیز کے لئے حکم کریں جو کہ ۲ ماہ حال کو یعنی جب قادیان حاضر ہوں ہمراہ
لیتا آؤں ۔ عاجز غلام ۔ بندہ عبدالمجید)

۲۶/۱۰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
پ کا کارڈ کل بھی خط پہونچا تھا مجھے چونکہ دورہ کے طور پر
بیماری لاحق ہوجاتی ہے اسوقت جواب لکھنے سے معذور ہوجاتا ہوں آج
لکھنا چاہتا تھا کہ آج بھی بیمار رہا میرے نزدیک کچھ مضایقہ نہیں توکلاً علی اللہ
داخل کرادیا جائے میں انشاء اللہ دعا کرونگا کہ خدا تعالے کامیاب کرے اور
بلاؤں سے محفوظ رکھے محمود احمد اس جگہ نہیں ہے خط اس جگہ رکھ لیا ہے وہ
امرتسر جواب ضرور لکھدیں کہ ہم دعا میں مشغول ہیں تسلی رکھیں ۔
والسلام ۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۷/۱۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
از کپورتھلہ ۔ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء

جناب عالی ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
حضور کی علالت طبع کا سنکر دل کو صدمہ ہوا خدا تعالے جلد
صحت کلی عطا فرماوے ۔ حضور جان ہیں اور کل جہان جسم ہے حضور کی بیماری
کی خبر سخت بے چینی کا موجب ہوتی ہے ۔ حضور بواپسی ڈاک اپنی صحت
سے اطلاع بخشیں ۔ اس معاملہ میں جس کے لئے حضور نے توجہ فرمائی تھی ۔
وہ اب درست ہوتا معلوم ہوتا ہے یعنی صاحب بہادر نے جو استعفاء
دیا تھا وہ اب واپس لینے کے قریب ہیں ۔ حضور کی خدمت میں بطور

بار دیگر بعد عجز التماس ہے ۔ کہ حضور دعا فرماویں ۔ کہ سری حضور
دام اقبالہ یعنی مہاراجہ صاحب بہادر کے دل میں نرمی پیدا ہو ۔ اور وہ
صاحب بہادر کی دلجوئی کر دیں ۔ اتنے میں صاحب خوش ہوجائیں گے
اور کام بدستور بنا رہے گا ۔
صاحب بہادر کی بیگم حضور کی خدمت میں بعد عجز دعا کے لئے
التماس کرتی ہیں ۔ خود حاضر ہونے کو تیار ہیں ۔ مگر حالات موجودہ اجازت
نہیں دیتے ۔ بعد میں وہ اس معاملہ میں کوشش کریں گے ۔
حضور کے جواب کا منتظر ۔ عاجز غلام
بندہ عبدالمجید نائب مہتمم

۲۸/۱۲ برادرم مکرم خانصاحب
السلام علیکم ۔ حضور جب آپ کے واسطے دعا میں مشغول ہیں تو
تمام مشکلات خود ہی حل ہوجائیں گے ۔ آپ کے مضطربانہ خط پڑھ کر
عاجز نے بھی دعا کی ہے ۔ مگر حضور کی دعا کے بعد کسی کی دعا کی ضرورت
نہیں ۔ مگر حصول ثواب کے واسطے اور آپ کی تکلیف کو محسوس کر کے
محبت دلی سے بے اختیار دعا ہوتی ہے ۔ اپنے حال سے روزانہ اطلاع
کیا کریں ۔ تازہ الہام ظفرکم اللہ ظفراً مبیناً ۔
خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

۲۹/۱۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
محبی اخویم عبدالمجید خاں سلمہ اللہ تعالے
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کا خط پہونچا میں انشاء اللہ
پھر دعا کروں گا ۔ خدا تعالے ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اسی طرح

باربار یاد دلاتے رہیں تا دعا کا سلسلہ جاری رہے باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ
۹ر جولائی ۱۹۰۶ء

۳/۴۴ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھ کو ملا۔ بباعث علالت طبع میں جلد تر جواب نہیں لکھ سکا۔ آپ کے (پڑھا نہیں گیا) سے بہت رنج اور افسوس ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صبر بخشے اور نعم البدل عطا فرماوے دنیا کی بنا انہیں غموم پر ہے اور ہر ایک مصیبت کا ثواب بھی خدا تعالےٰ کا کرم و رحم ہے آپ کے بھائی بخیریت و عافیت پہونچ گئے ہیں۔ بخدمت منشی عبدالرحمٰن صاحب السلام علیکم باقی سب طرف سے خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد
۱۰ر جولائی ۱۹۰۶ء

(نوٹ) مزید مکتوبات اگر میسر آئے بطور ضمیمہ درج ہونگے۔

(عرفانی کبیر)

متفرق احباب کے نام

حضرت صاحبزادہ سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی (رضی اللہ عنہ) کے نام

(تعارفی نوٹ)

حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب سابقون الاولون میں سے ہیں اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انھوں نے سلسلہ کے لئے بہت بڑی قربانی کی تھی وہ ایک سجادہ نشین خاندان کے رکن تھے اور اپنے مریدوں کا بھی ایک وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ لیکن جب ان پر سلسلہ کی صداقت کھل گئی تو انھوں نے اس عظمت دراحت پرلات ماردی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر دھونی رمالی میں انشاء اللہ العزیز صاحبزادہ صاحب کی زندگی پر بہت جلد ایک مضمون لکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ ایک شخص جس کی عمر کا بہت بڑا حصہ نازو نعمت میں گذرا ہو اور جو اپنے خاندان اور اپنے مریدوں میں اکرام و احترام کا مرکز ہو سلسلہ احمدیہ میں آنے کے بعد اس کی زندگی میں حیرت انگیز تغیر ہوا۔ وہ فی الحقیقت ایک درویش کی زندگی بسر کرتا تھا۔ آخری وقت تک اس نے کوشش کی کہ وہ اپنی محنت سے روٹی کمائے۔ کتابت کے ذریعہ کچھ عرصے تک وہ اپنی قوت لایموت پیدا کرتے رہے۔ لیکن جب قویٰ نے جواب دیدیا اور اس کام کو نہ نبھا سکے تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خصوصیت سے ان کی ضروریات کا لحاظ رکھتے تھے۔

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی زندگی کا آخری دور نہایت عسرت اور امتحان کا دور تھا۔ مگر وہ اس دور میں پورے ثابت قدم رہے۔ اور اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ان کی زندگی کا آخری کارنامہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی لکھ رہے تھے۔ جو انھیں یاد تھے۔ میں ان کی زندگی میں چاہتا تھا کہ اس مسودہ کو دیکھوں۔ انھوں نے خواہش بھی کی۔ لیکن مجھے اپنے بکھیڑوں سے فرصت نہ ملی۔ وہ اکثر بیمار رہتے تھے۔ مگر نہایت صبر و حوصلہ سے اس بیماری کو برداشت کرتے جب ذرا فاقہ ہو جاتا تو باہر نکل آتے۔ آخر عمر میں لوگوں سے مصافحہ کرنے سے گھبراتے تھے۔ اس لئے کہ لوگ جو محبت سے ہاتھ کو دباتے تو وہ اس شدت کو برداشت نہ کرسکتے تھے۔ مجھے بعض احباب کے متعلق یہ حسرت رہے گی کہ میں انکی آخری ساعات میں ان کے پاس نہ تھا۔ غرض کاغذات میں کچھ مکتوبات مل گئے۔ جن کو میں صاحبزادہ صاحب کی یاد تازہ رکھنے کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

۱/۱۴۳

ازعاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا موجب خوشی ہوا۔ خداوند کریم آں مکرم کو خوش و خورم رکھے۔ یہ عاجز کچھ عرصے تک بیمار رہا۔ اور اب بھی اس قدر ضعف ہے کہ کوئی محنت کا کام نہیں ہوسکتا۔ اسی باعث سے ابھی کام حصہ پنجم شروع نہیں ہوا بعد درستی وصحت انشاء اللہ شروع کیا جائیگا۔

آپنے جو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت چاہی ہے یہ کام صرف اجازت سے نہیں ہوسکتا۔ بلکہ امر ضروری یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے مضمون سے مناسبت حاصل ہو۔ جب انسان کو ان باتوں پر ایمان اور ثبات قدم حاصل ہو جاوے۔ جو سورۂ فاتحہ کا مضمون ہے تو برکات سورہ فاتحہ سے مستفیض ہوگا۔ آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے۔ اور میں بھی امید رکھتا ہوں کہ خداوند کریم جل شانہٗ آپ کی جد و جہد پر ثمرات مرتب کریگا وقال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
مارچ ۱۸۸۵ء

(نوٹ) یہ مکتوب شریف قریباً پچاس سال پہلے کا ہے۔
پیر صاحب چونکہ ایک سجادہ نشین کے بیٹے تھے۔ اور عملیات اور چلہ کشیوں کو ہی معراج سلوک و معرفت یقین کرتے تھے۔ اس لئے انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس زمانے میں جبکہ ابھی بیعت بھی نہیں لیتے تھے سورۂ فاتحہ کے برکات اور فیوض کو بطور منتر حاصل کرنے کیلئے اجازت چاہی جیسا کہ آجکل کے مروجہ پیروں اور سجادہ نشینوں میں یہ طریق جاری ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب تک انسان اس روح کو اپنے اندر پیدا نہ کرلے جو سورۂ فاتحہ میں رکھی گئی ہے محض منتر جنتر کے طور پر پڑھنے سے وہ برکات حاصل نہیں ہوسکتے۔ یہ عجیب نکتہ معرفت ہے اور اس سے آپ کی ایمانی اور عملی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ معرفت الٰہیہ کے کس بلند مقام پر آپ پہونچے ہوئے تھے۔

۳۰/۴ دوسرا مکتوب

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدومی مکرم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ کل ایک خط خدمت میں روانہ کرچکا ہوں۔ مگر آپ کے سوال کا جواب رہ گیا تھا سو اب لکھتا ہوں۔ علماء اس سوال کے جواب میں اختلاف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر مگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر میں ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے لیکن منزل جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جاسکتا۔ والسلام۔

عاجز غلام احمد عفی عنہ
۲۱ جون ۱۸۸۵ء

(نوٹ) سفر میں روزہ کے متعلق بڑی عجیب غریب تحقیقیں ہیں اور سفر کی تعین اور مقدار میں مختلف آرا ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسا آسان اور عام فہم اصل تعلیم فرمادی جس سے ایک عامی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور حقیقت میں الدین یسر کے معنی ہیں خود سفر اور حالت بیماری میں روزہ کو خدا تعالیٰ نے یسر کے رنگ میں بیان کیا ہے پھر اس میں بیجا پیچیدگی و مشکلات پیدا کرنا ہے یہ حضرت کے تفقہ کا ایک عین ثبوت اور اجتہاد ہے۔
(عرفانی کبیر)

۳۱/۳ (یہ مکتوب ناقص ہے کچھ حصہ کاغذات میں مل گیا ہے عرفانی)

آپ کی تشریف آوری کا انتظار ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کی ملاقات نصیب کرے۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور عرب صاحب اس جگہ ہیں۔ اور آپ کے منتظر ہیں۔ منشی محمد اعظم صاحب کا خط بھی میں نے پڑھ لیا۔ اور ان کے حق میں دعا کی گئی۔ ان کو اطلاع دیں۔ اور کہہ دیں۔ کہ استغفار بہت پڑھیں۔ اور ہر نماز کے بعد کم از کم گیارہ دفعہ لاحول پڑھا کریں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ ستمبر ۱۸۹۲ء

۳۲/۴ مکرمی محبی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عنایت نامہ مجھ کو قادیان میں ملا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس نواح میں اشاعت حق کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کرتے ہونگے۔ لیکن ترتب اثر وقت پر موقوف ہے۔ آپ نے جو ایک انسپکٹر کے نام چند میں کتاب روانہ کرائی تھی۔ وہ شخص بڑی کراہت کے ساتھ کتاب لینے سے انکار کر گیا اور کتاب واپس آئی آئندہ آپ کو اگر کوئی شخص خریداری کتاب کا شوق ظاہر کرے۔ تو اول خوب آزما لینا چاہئیے۔ کہ آیا فی الواقع سچے دل سے خریدنے کے لئے مستعد ہے یا صرف لاف وگذاف کے طور پر بات کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ آجکل لوگوں کے دلوں میں سخت کینہ پیدا ہو رہا ہے۔ اور بجائے اخلاص کے بغض وعداوت میں ترقی کر رہے ہیں۔

آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ دیکھئے کب میسر آتی ہے۔ امید ہے کہ تا دم ملاقات اپنی خیر و عافیت سے مطمئن و مسرور

فرماتے رہیں گے باقی خیریت ہے۔ والسلام

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۶ نومبر ۱۸۹۱ء

۳۳/۵ مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ایک بڑی بھاری بحث مولوی نذیر حسین صاحب سے پیش ہے۔ اگر آپ اس بحث پر تین چار روز تک پہونچ سکیں تو عین خوشی اور تمنا ہے مگر آنے میں توقف نہیں چاہئیے۔ آپ کے آنے سے بہت مدد ملے گی۔

والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ مقام دہلی بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو۔

(نوٹ) صاحبزادہ سراج الحق صاحب نے اپنے سفرنامہ میں دہلی آنے اور مباحثہ کے متعلق بعض حالات کا تذکرہ لکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کو شریک ثواب ہونے کا ہر موقعہ دیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ کو اس موقعہ پر اس خدمت میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ دہلی کے علماء نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ حضرت اقدس کو اگر کسی کتاب کی ضرورت پڑے تو نہ دی جائے۔ حق پوشی کے اس منصوبے سے انھوں نے اپنی جگہ سمجھا تھا کہ وہ حق کا مقابلہ کر سکیں گے

لیکن خدا تعالےٰ اپنے غیب سے کتابوں کے میسر آنے کے سامان تو پیدا کر دے۔ مگر ان دشمنان حق کو باوجود اپنے ہر قسم کے ساز و سامان

کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور سید نذیر حسین باوجود استاد الکل
کہلانے کے باوجود مقابلہ سے فرار کر گیا۔
یہ واقعات خود بہت دلچسپ ہیں۔ اور انشاء اللہ سوانح حیات
میں آجائیں گے۔
اسی سلسلہ میں سید نذیر حسین صاحب کے ایک واقعہ کا ذکر کئے بغیر
نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی دوسری شادی جو اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں کے ماتحت
دہلی میں ہوئی تو یہی نذیر حسین حضور کا نکاح پڑھنے کے لئے آئے تھے۔
اور انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح پڑھ
[illegible] تھا۔ اس تقریب پر دستور کے موافق پانچ روپے
بھی اور ایک جانماز ان کو دیئے گئے تھے)

(عرفانی کبیر)

۴۴/۶ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آں مخدوم کا عنایت نامہ جو محبت سے بھرا ہوا تھا۔ پہونچا۔
جزاکم اللہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ یہ عاجز
حضرت عزاسمہ میں شکرگزار ہے۔ کہ ایسے مخلص دوست اسی نے میرے
لئے میسر کئے۔ فالحمد للہ۔
ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اور اس جگہ
بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۶ر دسمبر ۱۸۸۲ء

(نوٹ) اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ
سراج الحق صاحب ۱۸۸۲ء میں حضرت کی خدمت میں پہونچ چکے تھے۔
اور اخلاق و عقیدت کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کا اثر غالب تھا
اور وہ ہر امر کو فعل باری ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ حضور کے مکتوبات
کے پڑھنے سے یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کہ حضور اپنے خدام اور مخلصوں
کو کس محبت اور ادب سے خطاب کرتے تھے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا
ایک نمونہ ہے۔ خدام اور وابستگان دامن آپ کی روحانی اولاد تھی
اور آپ اس مولا کے ماتحت ہر شخص سے محبت و اکرام پیش
آتے تھے۔

(عرفانی کبیر)

۴۵/۷ ۔ مکرمی مخدومی اخویم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ نیز یک دستار بدیہ آں مخدوم پہونچا حقیقت
میں یہ عمامہ نہایت عمدہ و خوبصورت ہے۔ جو آپ کی دلی محبت کا جوش
اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور
اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھہریگا۔ زیادہ نہیں۔
والسلام۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ
از ہوشیارپور ۹ مارچ ۱۸۸۶ء

کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور سید نذیر حسین باوجود استاذ الکل کہلانے کے باوجود مقابلہ سے فرار کر گیا۔

یہ واقعات خود بہت دلچسپ ہیں۔ اور انشاء اللہ سوانح حیات میں آجائیں گے۔

اسی سلسلہ میں سید نذیر حسین صاحب کے ایک واقعہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری شادی جو اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں کے ماتحت دہلی میں ہوئی تو یہی نذیر حسین حضور کا نکاح پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ اور انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح پڑھنے کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس تقریب پر دستور کے موافق پانچ روپیہ بھی اور ایک جانماز ان کو دیئے گئے تھے۔)

(عرفانی کبیر)

۳۴/۶ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ جو محبت سے بھرا ہوا تھا۔ پہونچا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ یہ عاجز حضرت عزاسمہ کا شکر گزار ہے۔ کہ ایسے مخلص دوست اسی نے میرے لئے میسر کئے۔ فالحمد للہ۔

ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اور اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۴ء

(نوٹ: اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اس حضرت کی خدمت میں پہونچ چکے تھے۔ اور اخلاق وعقیدت کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو اللہ تعالےٰ کی حمد وتسبیح کا اثر غالب تھا۔ اور وہ ہر امر کو فعل باری ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ حضور کے مکتوبات کے پڑھنے سے یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کہ حضور اپنے خدام اور غلاموں کو کس محبت اور ادب سے خطاب کرتے تھے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ خدام اور وابستگان دامن آپ کی روحانی اولاد تھی اور آپ اکرموا اولادکم کے ماتحت ہر شخص سے محبت واکرام سے پیش آتے تھے۔

(عرفانی کبیر)

۳۵/۷۔ مکرمی مخدومی اخویم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آں مخدوم پہونچا حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ خوبصورت ہے۔ جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھہریگا۔ زیادہ نہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ
از ہوشیارپور ۹ مارچ ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت اقدس کا یہ سفر ہوشیارپور ایک تاریخی سفر ہی نہیں بلکہ اس سفر کے ساتھ بہت سے بشارات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریک خفی کے ماتحت کچھ عرصے کے لئے ضلع گورداسپور کے پہاڑی علاقہ (سوجان پور) کی طرف جاکر عبادت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن پھر خدا تعالیٰ کی صاف صاف وحی نے آپ کو ہوشیارپور جانے کا ایما فرمایا اور اس شہر کا نام بتایا۔ اس سفر میں تحریر کا ایک خاص کام بھی زیر نظر تھا۔ چنانچہ حضور نے مرحوم چوہدری رستم علی خانصاحب کو لکھا تھا کہ

حسب ایماء خداوندکریم بقیہ کام رسالہ کے لئے اس شرط سے سفر کا ارادہ کیا ہے۔ کہ شب و روز تنہائی ہی رہے اور کسی کی ملاقات نہ ہو۔ اور خداوندکریم جلشانہٗ نے اس شہر کا نام بتادیا ہے کہ جس میں کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیئے۔ اور وہ شہر ہوشیارپور ہے

بالآخر یہ سفر حضرت نے قادیان سے سیدھا ہوشیارپور کو گیا تھا۔ چنانچہ ۱۹ر جنوری ۱۸۸۶ء کو حضور معہ حضرت حافظ حامد علی صاحب و حضرت منشی عبداللہ صاحب و میاں فتح خاں (یہ شخص بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر میں آگیا۔ ضلع ہوشیارپور کا رہنے والا تھا) روانہ ہوئے اور بروز جمعہ ہوشیارپور پہونچ کر طویلہ شیخ مہر علی صاحب میں فروکش ہوئے تھے۔ اسی سفر میں ماسٹر مرلیدھر سے مباحثہ ہوا جو کتاب سرمہ چشم آریہ کی صورت میں شایع ہوا۔

اس سفر کے برکات عظیم الشان میں خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا۔ تیرے سفر کو جو ہوشیارپور اور لودہانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء) ان عظیم الشان برکات میں سے ایک وہ ہے جو مصلح موعود اور پھر بشیر کے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مکتوبات کی اس جلد کے شایع کرتے وقت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ الاحد نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے مشرف ہوکر مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا ہے اور اسکا اعلان دنیا میں ہوچکا ہے اسی سلسلہ میں ہوشیارپور لاہور اور دہلی میں کامیاب جلسے ہوچکے ہیں۔ خدا کا فضل اور رحم ہے کہ خاکسار عرفانی کبیر تو عرصہ دراز سے اس موعود کے متعلق ایمان رکھتا تھا جیساکہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے مگر اب کشف غطاء ہوگیا اور منکرین کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ تاہم ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے آنکھ کے اندھوں کے لئے بینات اور حقایق کام نہیں آتے۔

(عرفانی کبیر)

۳۶/۸ - مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ (عہ) پہونچ گئے۔ آپ اپنی محبت برادرانہ سے اس عاجز کی تائید میں بہت کوشش کررہے ہیں اور خلوص و محبت کے آثار بارش کی طرح آپ کے وجود سے ظہور میں آتے جاتے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ آپ کو خوش رکھے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد
۴ر جون ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود چونکہ شکور
خدا کے عبدِ شکور تھے ۔ اس لئے اپنے خدام کی ہر خدمت کو نہایت
عزت و قدر سے دیکھا کرتے تھے ۔ معمولی سے معمولی کام بھی کوئی کرتا تو
جزاکم اللہ احسن الجزاء فرماتے اور اس کو قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے ۔
اس چیز نے آپ کے صحابہ میں اخلاص کی ایک عملی روح پیدا کر دی
تھی ۔ اور ہر ایک صادق چاہتا تھا ۔ کہ خدمت کے لئے آگے بڑھے ۔
صاحبزادہ سراج الحق صاحب اب ہمارے درمیان نہیں وہ
خود ایک پیرزادہ تھے ۔ اور لوگوں سے نذرانہ لینے اور ایسی فضا
میں ان کی تربیت اور اٹھان ہوئی تھی ۔ کہ خدمت اسلام کے لئے
کچھ خرچ کرنے کا موقعہ نہ تھا ۔ لیکن جب خدا تعالےٰ نے انہیں راہ حق
دکھایا تو انہوں نے اپنے اخلاص کا ہر رنگ میں ثبوت دیا ۔
فجزاہ اللہ احسن الجزاء ۔

(عرفانی کبیر)

۳۷/۹ ۔ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج عنایت نامہ پہونچ کر طبیعت کو نہایت بشاشت اور خوشی
ہوئی ۔ خداوند کریم آپ کے فرزند دلبند کی عمر دراز کرے ۔ اور آپ
کے لئے مبارک کرے ۔ آمین ثم آمین ۔ آں مخدوم نے اول مجھ کو ہر
عامہ خوب و عطر عمدہ بھیجا اور اب مہندی اور جوتہ کے لئے آپ نے لکھا
چونکہ محض محبت اور اخلاص کی راہ سے آپ لکھتے ہیں ۔ اس لئے
سب مجھے منظور ہے ۔ یہ تاگا جو خط کے درمیان بھیجتا ہوں ۔ اس عاجز
جوتہ کی نوک تک آتا ہے کل لمبائی جوتہ کی یہی ہے ۔ افسوس کہ اشتہار
موجود نہیں ۔ انشاء اللہ اگر مل گئے تو روانہ کر دوں گا ۔ زیادہ خیریت
والسلام ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ'

۳۸/۱۰ ۔ مکرمی محبی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ'
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عنایت نامہ قادیان میں مجھ کو ملا مجھے یقین ہے کہ آپ اس
نواح میں اشاعت حق کے لیے بڑی سرگرمی سے سعی کرتے ہوں گے
لیکن مترتب اثر وقت پر موقوف ہے آپ نے جو ایک انسپکٹر کے نام
جنید میں کتاب روانہ کرائی تھی بڑی کراہت کے ساتھ کتاب لینے سے
انکار کر گیا اور کتاب واپس آئی آئندہ اگر آپ سے کوئی شخص خریداری
کتاب کا شوق ظاہر کرے تو اول خوب آزما لینا چاہئیے کہ آیا فی الواقع
سچے دل سے خریدنے کے لیے مستعد ہے یا صرف لاف و گذاف کے
طور پر بات کرتا ہے وجہ یہ ہے کہ آجکل لوگوں کے دلوں میں سخت
کینہ پیدا ہو رہا ہے اور بجائے اخلاص کے بغض و عداوت میں
ترقی کر رہے ہیں آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے دیکھئے کب میسر
آتی ہے امید کہ تا دم ملاقات اپنی خیر و عافیت سے مطمئن و مسرور الوقت
فرماتے رہیں زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور
۲۶ر نومبر [illegible]

۳۹/۱۱ مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ایک بڑی بھاری بحث مولوی نذیر حسین صاحب سے پیش ہے اگر آپ اس بحث پر تین چار روز تک پہونچ سکیں تو عین خوشی و تمنا ہے مگر آنے میں توقف نہیں چاہیئے آپ کے آنے سے بہت مدد ملیگی۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ' ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء از مقام دہلی بازار بلیماران کوٹھی نواب لوہارو۔

۴۰/۱۲ ۔ مخدومی مکرمی اخویم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آں مخدوم پہونچا حقیقت میں نہایت عمدہ و خوبصورت ہے جو آپ کی دلی محبت کا جوش ہے مترشح ہے اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے آمین اور اب یہ شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھہرے گا زیادہ نہیں والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از ہوشیارپور ۹ مارچ ۱۸۸۶ء

۴۱/۱۳ ۔ مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مبلغ (عہ) پہونچ گئے اپنی محبت برادرانہ سے اس عاجز کی تائید میں بہت کوشش کر رہے ہیں اور خلوص اور محبت کے آثار بارش کیطرح آپ کے وجود سے ظہور میں آتے جاتی ہیں اللہ جلشانہ آپ کو خوش رکھے آمین والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۴ جون سنہ

۴۲/۱۴ ۔ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مدت مدید ہوئی کہ حال آں محب سے بالکل بے خبر ہوں بلکہ رسالہ سرمہ چشم جو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اس کی رسید بھی نہیں آئی میں آج تک اسی جگہ چھاؤنی انبالہ میں ہوں اور میرا پتہ یہ ہے کہ مقام انبالہ چھاؤنی صدر بازار امید کہ آپ اپنی خیریت سے مطلع فرماویں گے اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از صدر بازار ۴ نومبر ۱۸۸۶ء

۴۳/۱۵ ۔ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

کئی دن کے بعد آج عنایت نامہ آں مخدوم پہونچا خدا تعالےٰ آپ کو ہمیشہ اور ہر جگہ خوش و خرم رکھے فتح خاں سے اشتہار لے کر بلا توقف بھیجا جاتا لیکن فتح خاں مدت تیس روز سے لاہور گیا ہوا ہے ایک ادنیٰ کام دو تین روز کا ہے نہایت اندیشہ کی بات ہے کہ اب تک واپس نہیں آیا لاہور امرتسر میں بیماری بکثرت پھیلی ہوئی ہے اور ہیضہ بکثرت ہے ایسا نہ ہو کہ بیمار ہو گیا ہو جب فتح خاں بخیر و عافیت واپس آتا ہے تو اشتہار لیکر ارسال خدمت کرونگا جعفید سے اب تک روپیہ تک نہیں آیا اور نہ فروسی سے آیا شاید کل پرسوں تک آ جاوے آں مخدوم نے جو سو جلد کتاب سراج منیر کی فروخت اپنے ذمہ ڈال لی خدا تعالےٰ آپ کو اسکا اجر بخشے اور آپ کو دنیا و آخرت میں مرادات دلی تک پہونچا دے اور ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرمایا کریں

اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

$\frac{44}{16}$ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ پہونچا موجب خوشی ہوا اللہ جلشانہ آپ کی دلی مراد پوری کرے آمین۔ کچھ تھوڑا عطر کیوڑہ یا جو اس سے بھی عمدہ معلوم ہو یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے بمقام لدہیانہ محلہ صوفیاں پاس میر عباس علی شاہ صاحب ارسال فرما دیں کہ یہ عاجز دس روز تک لدہیانہ میں رہنا چاہتا ہے تکلیف دینے کو دل نہیں چاہتا مگر چونکہ آپ نے دوستانہ طور پر بلا تکلف لکھا ہے اس آپ کی اخوت اور محبت کے لحاظ سے تحریر کیا گیا اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے اور کل یہ عاجز لدہیانہ کیطرف روانہ ہو جائیگا۔ پتہ یہی لکھا جائے بمقام لدہیانہ محلہ صوفیان پاس میر عباس علی شاہ صاحب زیادہ خیریت ہے اور جب تک آپ جی پور میں تشریف رکھیں ضرور کبھی کبھی اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۲۲ اکتوبر ۸۷ء

$\frac{45}{17}$ از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدومی و مکرمی محبی صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہٗ

اس جگہ بفضلہ تعالیٰ ہر ایک طرح سے خیریت ہے خداوند کریم آں محب مخلص کو خوش رکھے عنایت نامہ جس وقت آیا دوسرے روز

یہاں سے جواب لکھکر روانہ کیا گیا تھا مگر کل کے عنایت نامہ سے جو وارد ہوکر موجب خوشی ہوا معلوم ہوا کہ وہ پہلا خط اس عاجز کا نہیں پہونچا یہ عاجز آپ کی توجہ کا بہت شکر گزار ہے اور آپ کے ملنے کو دل چاہتا ہے مگر موقوف بر وقت ہے آپ بلا تکلف کاروبار متعلقہ اس طرف سے مسرور فرمایا کریں حصہ پنجم انشاء اللہ اب عنقریب چھپنے والا ہے اور ایک خبر تازہ خبر یہ ہے کہ اندرمن مراد آبادی نے جو ایک بڑا مخالف اسلام ہے دعویٰ کیا تھا کہ اگر چوبیس سو روپیہ میرے لئے سرکار میں جمع کرا دیا جائے تو میں ایک سال تک قادیان میں کوئی نشان دیکھنے کے لئے ٹھیرونگا اور اسی غرض سے اس نے اول نابھہ سے اور پھر لاہور میں آکر خط لکھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے شکست کھا کر بھاگ گیا یعنی چوبیس روپیہ ایک مسلمان نے اس کے ایک سال کے لئے اس عاجز کو دیئے کہ تا حسب منشا اندرمن سرکار میں جمع کرائی جائیں آخر وہ اس بات کا نام سنتے ہی فراری ہوا فالحمد للہ علی ذالک والسلام

خاکسار غلام احمد ۷ جون ۸۵ء

$\frac{46}{18}$ مشفقی مکرمی محبی صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

سرفرازنامہ سامی صادر ہوا عمامہ و عطر آپ کا پہونچا خداوند کریم آپ کو اس خدمت یا اخلاص کا اجر نیک عطا فرماوے اس ہندو کے بارے میں اطلاع دیجاتی ہے کہ جیسا کہ اس نے خواہش ظاہر کی ہے دعا کرنے کے واسطے جد و جہد اور دعا و توجہ کی اشد ضرورت ہے

اور یہ عاجز اُس وقت بسبب بیمار رہنے کے ایک عرصہ تک جد وجہد سے مجبور ہے۔ میرا کوئی ایسا اشتہار نہیں ہے جو موافق خیال چندو مذکور کے ہو یعنی یہ کہ جو کچھ وہ خواہش کرے اُس کی خواہش کے مطابق کوئی خرق عادت خداوند کریم ظاہر فرما دے بلکہ اشتہار یہی ہے کہ جیسا خداوند کریم کو منظور ہو کوئی خرق عادت ظہور میں آئیگا جو انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔ طلب اسلام میں بدیدن خرق عادت کے ایسی خرق عادت کا طالب ہونا جس کو مدعی خود درخواست کرے اور کسی دوسرے امر پر قانع نہ ہو جو خداوند کریم کی مرضی سے ظاہر ہو ایک قسم کی ہٹ دھرمی ہے اگر اس کو اسلام کی خواہش ہے اور وہ میرے اشتہار کے مضمون پر بہ تحمل آنا چاہتا ہے تو اُس کی تسلی کے واسطے میں تیار ہوں اور اگر وہ دنیا طلبی کے پیرایہ میں دین کا طالب ہونا چاہتا ہے یہ امر اگرچہ محالات سے نہیں ہے مگر تا ہم مشکلات سے معلوم ہوتا ہے امید ہے کہ آپ نے بھی اشتہار شرطیہ کو دیکھا ہوگا اور اس لئے بھی آپ اُس کو اُس کا مطلب اچھی طرح پر سمجھا دیں پھر اگر اُس کو خواہش سچی ہو تو وہ اپنی تسکین کر سکتا ہے والسلام علی من اتبع الھدیٰ زیادہ زیادہ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ نومبر ۱۸۹۰ء

مکتوب ۱۹ از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ واقعہ وفات آپ کی والدہ ماجدہ سے حزن واندوہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون خداتعالیٰ

آپ کو صبر بخشے اس میں کیا شک ہے کہ آپ اولیاء کے قائل ہیں ودرحقیقت ولایت کو بدلی اعتقاد مانتے ہیں عجیب خیال کے وہ لوگ ہیں کہ کاملین کو منکرین قرار دیں اور تحقیر میں مشغول ہوں ایک مولوی صاحب نے میری تحقیر کے لئے مکہ معظمہ تک تکلیف کشی کی کسی کے کافر کہنے سے کب کوئی کافر بن سکتا ہے کافر وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر ہے جو شخص مسلمان کو کافر کہے درحقیقت وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر ٹھیرتا ہے ایسے لوگوں کی باتوں سے مضطرب نہیں ہونا چاہیئے میرے نزدیک مومن کی یہی نشانی ہے کہ نادان لوگ اس کو کافر کہیں فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔ صرف اس مضمون کے چند کلمے شامل کر دئے جائیں کہ بھائیو ہم مسلمان اور اولیاء کے وجود کے قائل اور درحقیقت ولایت کے معترف ہیں جو شخص ہم پر یہ الزام لگاتا ہے وہ جھوٹا ہے والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۱ء

مکتوب ۲۰ بخلصی محبی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہونچا موجب خوشی اور شکر گزاری ہوا آپکی استقامت اور حسن ظن اور فراست کی یہ برکت ہے کہ آپ کو ایسے پر آشوب وقت میں کوئی تزلزل پیش نہیں آیا خداتعالیٰ آپ کو دن بدن مراتب محبت اور اخلاص میں ترقی بخشے اور آپ کے ساتھ میں آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق ہوں اگر رمضان کے بعد ماہ شوال میں آپ کی زیارت ہو تو

مجھے بہت خوشی ہوگی میں انشاء اللہ القدیر دو تین ماہ تک ابھی اس جگہ
لدھیانہ میں ہوں رسالہ ازالہ اوہام طبع ہو رہا ہے درمیان میں طرح
طرح کے حرجوں کے باعث سے اب تک توقف ہوا امید کی جاتی ہے کہ
انشاء اللہ القدیر بہت جلد مکمل ہو جائے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لدھیانہ اقبال گنج
مئی ۱۸۹۱ء روز جمعہ

۴۹/۲۱ از عاجز عایذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مکرم
صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے بطور تحفہ عمامہ وعطر ارسال
فرمایا ہے اس ہدیہ دوستانہ کا آپ سے شکرگزار ہوں جزاکم اللہ
خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ خدا تعالیٰ آپ کو
بہت خوش رکھے اور مکروہات دنیا و دین سے بچاوے آمین ثم آمین
جس ہندو کے بارے میں آپ نے لکھا ہے بخشش رحمت اس کے اعتقاد
اور اخلاص پر موقوف ہے اللہ جلشانہ غنی بے نیاز ہے بجز قدم خلوص
و نیازمندی اور کوئی حیلہ اس درگاہ میں پیش نہیں جاتا شرط کے طور
پر اس کی راہ میں کچھ دینا ایک رشوت کا طریق ہے خدا تعالیٰ رشوت
ستان نہیں ہے ہاں اس کی جناب میں کچھ درخواست کرنے کے
لئے کسی متمول حاجتمند کے لئے یہ طریق ہے کہ اپنے خلوص اور
نیازمندی کے اثبات کے لئے اس کی راہ میں اور اس کے کام
کی امداد میں کوئی نذر حسب حیثیت پیش کرے اور اگرچہ ظاہر کرے

ہو کچھ اس کے حق میں خیر یا شر مقدر ہے یا جو کچھ اس کے امر کا انجام
ہے امید قوی ہے کہ ظاہر ہو جائے لیکن یہ جد و جہد
کا کام ہے شاید ہفتہ عشرہ اس طرف مشغول اور توجہ کرنی پڑے
اور توجہ بھی جو سخت محنت پر موقوف ہے ہر ایک کے لئے نہیں ہو سکتی
ورنہ حق کی تضیع اوقات معصیت میں داخل ہے ہاں ایسے شخص
کے اگر کوئی دینی امداد پہنچ جائے اور وہ کوئی ہدیہ امدادی فی سبیل اللہ
دل کر سکے تو محنت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں سو اس ہندو کو آپ
سمجھا دیں کہ اگر وہ اپنے نفس میں یہ طاقت پاتا ہے اور حسب حیثیت
امداد دین میں خدمت بجا لا سکتا ہے تو اس کے لئے توجہ کر سکتے ہیں
اس توجہ میں اگرچہ غالب امید استجابت دعا ہے لیکن اگر نا کامی
کے لئے تقدیر مبرم ہے تو پھر مجبوری ہوگی زیادہ خیریت والسلام۔
راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور
۲۵ اکتوبر ۱۸۹۱ء

۵۰/۲۲ محبی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مدت دراز کے بعد عنایت نامہ پہنچا اب یہ عاجز قادیان
میں ہے اور انشاء اللہ القدیر ابھی رہائش قادیان میں ہی ہے یہ
عاجز آپ کے اخلاص اور محبت کا نہایت شکرگزار ہے اور خدا تعالیٰ
سے بھی امید رکھتا ہے کہ آپ سے ہر ایک ابتلا میں اول درجہ استقلال
اور ثابت قدمی ظہور میں آتی رہے گی۔ آپ کے نواح کے طرف
اگر کسی آپ نے یہ خبر مشہور کی ہے کہ گویا اس عاجز نے دعویٰ مسیح موعود

تو بھی) یہ تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ آج ہمارے مخالفوں کا دن رات افترا ؤں پر گزارہ ہے یہ مخالف لوگ اگر انصاف پر ہوں تو خود ان کو حضرت مسیح کے دعوی حیات سے جو قرآن کریم اور احادیث صحیح سے برخلاف ہے توبہ کرنا چاہیئے نہ کہ ایسے ایسے افترا کریں جس قدر آپ محض للہ کوشش اور مباحثہ کر رہے ہیں خدا تعالے اس کا آپ کو اجر بخشے آپ کی ملاقات کو بہت عرصہ گزر گیا ہے کبھی ملاقات بھی چاہیئے اس وقت میں نے ایک رسالہ طبع کرانا چاہا ہے جس کا نام نشان آسمانی ہے وہ رسالہ طبع ہو رہا ہے شاید دو ہفتہ تک طبع ہو کر میرے پاس آ جائے دو ہفتہ کے بعد آپ مجھے کو ضرور یاد دلائیں تا وہ رسالہ آپ کی خدمت میں بھی بھیجدوں زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۱۱ جون ۱۸۹۲ء

$\frac{15}{24}$ اخوی مکرم معظم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

عرض خدمت ہے کہ آپ کا عنایت نامہ معہ خط مولوی رشید احمد صاحب پہونچا حال مندرجہ معلوم ہوا لوگوں کے دلولہ اور شور و غل سے ڈرنا نہ چاہئے دین انور کی اشاعت میں کسی قسم کا رنج اور مصیبت پیش آ جائے تو عین راحت ہے مولوی رشید احمد کے خط کا جواب روانہ کر دیا نقل واسطے ملاحظہ بلفہ ہذا روانہ خدمت ہے [illegible] مرض ہیضہ چند روز سے کچھ زیادتی پر ہے اس عاجز کی بڑی لڑکی عصمت نام اسی مرض سے پرسوں فوت ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم غلام احمد بقلم عباس علی ۹ نومبر ۱۸۹۱ء

(نوٹ) اس مکتوب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نام خط کا ذکر ہے اور اس کے بعد نمبر ۱۶/۲۴ میں وہ خط بھی سلسلہ میں درج کر دیا ہے۔ واقعات کے متعلق مزید واقفیت کی غرض سے میں یہاں صاحبزادہ سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان بھی درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اس سے مولوی رشید احمد صاحب کی مباحثہ پر آمادگی اور پھر فرار کے اسباب اور محرکات کا پتہ لگ جائیگا۔

$\frac{16}{24}$ مخدوم مکرم معظم مولوی رشید احمد صاحب سلمہ تعالے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

بعد ہذا عرض خدمت ہے کہ صاحبزادہ سراج الحق نے آپکا خط بجنسہ میرے پاس بھیجدیا حرف بحرف ملاحظہ کیا گیا۔ آپ جو اس عاجز کو واسطے بحث کے سہارنپور بلاتے ہیں مجھ کو کچھ عذر نہیں مگر اتنی بات خدمت میں عرض کرنی ہے کہ امن قائم کرنے کے واسطے آپ نے کیا بندوبست کیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب کی تحریری اجازت ہونی ضروریات سے ہے اور مجالس بحث میں سپرنٹنڈنٹ یا اور کسی حاکم با اختیار کا ہونا بھی امر ضروری ہے بنابریں اس قسم کی تسلی بخش تحریر ہمارے پاس بھیجدیں تو بندہ واسطے بحث کے حاضر خدمت ہو جائیگا۔ اگر لاہور آپ تشریف لے چلیں تو تسلی بخش تحریر امن قائم کرنے کی آپ کے پاس ہم بھیجدیں پس اس تحریر کے جواب میں جیسا آپ مناسب سمجھیں اطلاع دیں۔

راقم غلام احمد
بقلم عباس علی

۵۳/۲۵ - مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

پہلے آج ہی ایک خط روانہ خدمت ہو چکا ہے اب دوبارہ
اس لئے تحریر خدمت کرتا ہوں کہ چونکہ نسخجات براہین احمدیہ صرف بیس
عدد میرے پاس موجود ہیں اس لئے قرین مصلحت یہ ہے کہ اگر کم سے کم
(مـعـہ) فی نسخہ پر خریداران حیدرآبادی صاحب کو منظور ہو تو جسقدر
خریداری کا پختہ اور قطعی طور پر ارادہ ہو اس سے تعداد جلدیں
بطور ویلیو پے ایبل بھیجے جائیں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ اس جگہ
جمع رہیں کیونکہ بلحاظ ضخامت کتاب (مـعـہ) ایک ادنیٰ قیمت ہے
اور ممکن ہے کہ ان جلدوں کے روانہ کرنے کے بعد اس طرف بعض عمدہ
خریدار پیدا ہو جائیں جو سو روپیہ فی نسخہ پر کتاب لینے کو طیار ہوں
تب اگر اس جگہ کوئی کتاب ہی نہ ہو تو کیا کیا جائے اور یہ نہایت
صاف انتظام ہے کہ حیدرآباد میں جیسے جیسے کوئی خریدار کم سے کم
(مـعـہ) پر پیدا ہو اس کی وہاں سے اطلاع آ جائے اور فی الفور بذریعہ
ویلیو پے ایبل وہاں کتاب بھیجے جائے تاکوئی حرج عائد نہ ہو کیونکہ حساب
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت دراصل سو روپیہ قیمت کی کتاب
ہوگی اور جو کچھ کم قیمت پر کتابیں فروخت ہوتی ہیں ان کا حرج
اٹھاتا ہوں تھا۔ اول میرا خیال تھا کہ شاید صندوق میں کتابیں بہت
ہوں گی اور روپیہ کی ضرورت بھی تو اس دھوکہ سے لکھا گیا تھا لیکن
اب معلوم ہوا کہ کتابیں تو ختم ہو چکیں آپ مفصل حال دریافت کر کے
اطلاع دیں اور اس وقت تک کتابیں روانہ نہیں ہو سکتیں کہ اس میں

حرج متصور ہے جب تک پختہ بات نہ ہو تب تک ناحق کے جھگڑے کا
اندیشہ ہے پہلے کئی جگہ ایسا معاملہ پیش آ چکا ہے اور چار جلدیں ایک
نسخہ کی ارسال خدمت ہیں انکی رسید سے مطلع فرماویں والسلام
خاکسار غلام احمد از مقام صدر انبالہ حاطہ ناگر ہینی متصل محلہ
کوہستان بنگلہ شیخ محمد لطیف۔ ۵ر دسمبر ۱۸۸۶ء

۵۴/۲۶ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ
سراج الحق صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا موجب خوشی ہوا خداوند کریم
آں مکرم کو خوش وخرم رکھے یہ عاجز کچھ عرصے تک بیمار رہا اور اب
بھی اس قدر ضعف ہے کہ کوئی محنت کا کام نہیں ہو سکتا اسی وجہ
سے ابھی کام حصہ پنجم شروع نہیں بعد درستی وصحت طبیعت
انشاء اللہ شروع کیا جائیگا اپنی جو سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی اجازت
چاہی ہے یہ کام صرف اجازت سے نہیں ہو سکتا بلکہ امر ضرور
یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے مضمون سے مناسبت حاصل ہو جائے
انسان کو ان باتوں پر ایمان اور ثبات قدم حاصل ہو جائے
جو سورہ فاتحہ کا مضمون ہے تو برکات سورہ فاتحہ سے متمتع
ہوگا آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے اور میں بھی امید رکھتا ہوں
کہ خداوند کریم جلشانہ آپ کی جدوجہد پر ثمرات حسنہ مرتب کرے
وقال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔
والسلام
خاکسار غلام احمد از قادیان ۳ر مارچ ۱۸۸۸ء

مولوی رشید احمد گنگوہی سے مباحثہ کی تحریک اور آخر اسکا انکار

میں نے ایک بار حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ مولوی رہ گئے اور سب کی نظر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف لگ رہی ہے۔ اگر حکم ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو لکھوں کہ وہ مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں۔ فرمایا اگر تمہارے لکھنے سے مولوی صاحب مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں۔ تو ضرور لکھدو اور یہ لکھدو کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کل لودہیانہ میں ہیں۔ انھوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی وہ اب نہیں آویں گے اور جس عیسیٰ کے اس امت میں آنے کی خبر تھی۔ وہ میں ہوں۔

اور مولوی تو مباحثہ نہیں کرتے ہیں۔ چونکہ آپ بہت سے مولویوں اور گروہ اہل سنت والجماعۃ کے پیشوا اور مقتدا مانے گئے ہیں اور کثیر جماعت کی آپ پر نظر ہے آپ مرزا صاحب سے اس بارہ میں مباحثہ کریں چونکہ آپ کو محدث اور صوفی ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور ما سوا اس کے آپ مدعی الہام بھی ہیں۔ (مدعی الہام اس واسطہ کرکے کہ مولوی شاہدین اور مولوی مشتاق احمد اور مولوی عبدالقادر صاحب نے گنگوہ مولوی رشید احمد صاحب متوفی کے پاس جا کر حضرت اقدس علیہ السلام کے الہامات جو براہین احمدیہ میں درج ہیں سنائے تھے مولوی رشید احمد صاحب

نے چند الہام سنکر جواب دیا تھا کہ الہام کا ہونا کیا بڑی بات ہے۔ ایسے ایسے الہام تو ہمارے مریدوں کو بھی ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ کے مریدوں کو اگر ایسے الہام ہوتے ہیں تو وہ الہام ہمارے سامنے پیش کرنے چاہئیں تاکہ ان الہاموں کا یا آپ کے الہاموں کا کیونکہ مریدوں کو جب الہام ہوں تو مرشد کو تو ان سے اعلیٰ الہام ہوتے ہوں گے موازنہ اور مقابلہ کریں اور لو تقول علینا بعض الاقاویل کی وعید سے ڈریں مولوی صاحب نے کہنے کو کہدیا۔ مگر کوئی الہام اپنا یا کسی اپنے مرید کا پیش نہیں کیا کہ یہ الہام ہمارے ہیں اور یہ ہمارے مریدوں کے ہیں۔ غرضکہ اب آپ کا حق ہے [illegible] مباحثہ کریں۔ اور کسی طرح سے پہلو تہی نہ کریں کس لئے کہ ادھر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا زور شور سے بیان کرنا وفات کا دلیلوں یعنی نصوص صریحہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت کرنا اور علماء اور ائمہ سلف کی شہادت پیش کرنا اور پھر مدعی مسیحیت کا کھڑا ہونا اور لوگوں کا رجوع کرنا اور آپ جیسے اور آپ سے بڑھ کر علماء[1] کے مرید ہونے سے دنیا ل

---

[1] حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب تم جانتے ہو کہ علماء کا رجوع کرنا اپنے ہمارے ساتھ ہونا غلط نہیں ہے۔ ایک تو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب ہیں جو ان سے کم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر ہی ہیں۔ اور [illegible] مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب ہیں جنھوں نے رسالہ اعلام الناس چھپوا کر ہمارے دعوے کی تصدیق میں چھپوائے حالانکہ ان کی

بل چل جاتی رہی ہے۔ اور بحث اصل مسئلہ میں ہونی چاہئے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات میں۔ پس میں نے یہ خط لکھا اور حضرت اقدس علیہ السلام کو ملاحظہ کرا کے روانہ کر دیا۔

اور آپ نے اس پر دستخط کر دیئے اور راقم سراج الحق نعمانی و جمالی سرساوی لکھا گیا۔ مجھے یہ خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھنا اس واسطے ضروری ہوا تھا کہ میں اور مولوی صاحب ہم زلف ہیں اور باوجود اس رشتہ ہم زلف ہونے کے تعارف اور ملاقات کبھی نہیں ہوئی اور قصبہ سرساوہ اور قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں ہیں اور ان دونوں قصبوں میں پندرہ کوس کا فاصلہ ہے اور ویسے برادرانہ تعلق بھی ہیں اور میری خوشدامن اور سسرال کے لوگ ان سے بیعت مرید بھی ہیں۔ پس یہ میرا خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ جانا تھا اور مولوی صاحب اور ان کے معتقدین اور شاگردوں میں ایک شور برپا ہونا تھا۔ اور لوگوں کو ٹال دینا تو آسان تھا۔ لیکن اس خط کو کیسے ٹالتے اور کیا بات بناتے بجز اس کے کہ مباحثہ کو قبول کرتے

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ

مخدوم مکرم پیر سراج الحق صاحب پہلے میں اس بات کا افسوس کرتا ہوں تم مرزا کے پاس کہاں پھنس گئے۔ تمہارے خاندان گھرانے میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳) اور ہماری ابھی تک ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ کیسا عجیب معاملہ کہ اسمیں ہمارا ثانی الضمیر دیا ہے اور اسمیں ہمارا اور مولوی صاحب کا توارد ہو گیا ہے اور وہ ایک اور مولویوں بھی لئے تھے جو مجھے اسوقت یاد نہیں ہے میں سنید

کس چیز کی تھی۔ اور میں بحث کو مرزا سے منظور کرتا ہوں۔ لیکن تقریری اور صرف زبانی تحریری مجھ کو ہرگز منظور نہیں ہے۔ اور عام جلسہ میں بحث ہوگی اور وفات و حیات مسیح میں کہ یہ فرع ہے بحث نہیں ہوگی۔ بلکہ بحث نزول مسیح میں ہوگی جو اصل ہے۔ کتبہ رشید احمد گنگوہی

یہ خط مولوی صاحب کا حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھلایا۔ فرمایا خیر شکر ہے۔ کہ اتنا تو تمہارے لکھنے سے اقرار کیا کہ مباحثہ کے لئے طیار ہوں گو تقریری سہی ورنہ اتنا بھی نہیں کرتے تھے۔ پھر اس کے جواب میں یہ لکھا گیا کہ مباحثہ میں خلط مبحث کرنا درست نہیں بحث تحریری ہونی چاہئے تاکہ غائبین کو بھی سوائے حاضرین کے پورا پورا حال معلوم ہو جاوے اور تحریر میں خلط مبحث نہیں ہوتا اور زبانی تقریر میں ہو جاتا ہے تقریر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور نہ اس کا اثر کسی پر پڑتا ہے۔ اور نہ پورے طور سے یاد رہ سکتی ہے۔ اور تقریر میں ایسا ہونا ممکن ہے۔ کہ ایک بات کہکر اور زبان سے نکال کر پھر جانے اور مکر جانے کا موقع مل سکتا ہے۔ اور بعد بحث کے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور ہر ایک کے معتقد کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں کہ جس سے حق و باطل میں التباس ہو جاتا ہے اور تحریر میں یہ فائدہ ہے۔ کہ اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے یا غلط بات مشہور کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ اور آپ جو فرماتے ہیں کہ مباحثہ اصل میں جو نزول مسیح ہے۔ ہونا چاہئے سو اس میں یہ التماس ہے کہ مسیح اصل کیونکر ہے۔ اور وفات و حیات مسیح فرع کس طرح سے ہوئی اصل مسئلہ تو وفات حیات مسیح ہے۔ اگر حیات مسیح کی ثابت

ہوگئی تو نزول بھی ثابت ہوگیا اور جو وفات ثابت ہوگئی تو نزول خود بخود باطل ہوگیا۔ جب ایک عہدہ خالی ہو تو دوسرا اس عہدہ پر مامور ہو۔ ہمارے دعوے کی بنا ہی وفات مسیح پر ہے۔ اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جاوے تو ہمارے دعوے میں کلام کرنا فضول ہے مہربانی فرما کر آپ سوچیں اور مباحثہ کے لیے طیار ہو جاویں کہ بہت لوگوں اور نیز مولویوں کی آپ کی طرف نظر لگ رہی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس پر دستخط کر دئے اور میں نے اپنے نام سے یہ خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ بھیجدیا۔

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ افسوس ہے مرزا صاحب اصل کو فرع اور فرع کو اصل قرار دیتے ہیں اور مباحثہ بجائے تقریری کے تحریری مباحثہ میں نہیں کرتا اور ہمیں کیا غرض ہے۔ کہ ہم اس مباحثہ میں پڑیں۔ یہ خط بھی میں نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو سنا دیا۔ آپ نے یہ فرمایا کہ ہمیں افسوس کرنا چاہئے نہ مولوی صاحب کو کیونکہ ہم نے تو ان کے گھر یعنی عقائد میں ہاتھ مارا ہے۔ اور ان کی جائداد دبالی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن پر ان کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور ان کے آسمان سے اترنے کی آرزو رکھتے تھے مار ڈالا ہے جس کو وہ آسمان میں بٹھائے ہوئے تھے اس کو ہم نے زمین میں دفن کر دیا ہے اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور بقول ان مولویوں کے اسلام میں رخنہ ڈال دیا ہے۔ اور لوگوں کو گھبرا کر اپنی طرف کر لیا ہے جس کا نقصان ہوتا ہے۔ وہی روتا اور چلاتا ہے۔

یہ مولوی حامیان دین اور محافظ اسلام کہلا کر اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر کوئی ان کی جائداد دبالے اور مکان اور اسباب پر قبضہ کرے تو یہ لوگ عدالت میں جا کھڑے ہوں اور لڑنے مرنے سے بھی نہ ہٹیں اور نہ ٹلیں جب تک کہ عدالت فیصلہ نہ کرے اور آپ یہ بہانے بتاتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا غرض ہے۔ گویا یوں سمجھو کہ ان کو دین اسلام اور ایمان سے کچھ غرض نہیں رہی اور اب یہ حیلہ وبہانہ کرتے ہیں کہ ہمیں کیا غرض ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کے ہاتھ پلے کچھ نہیں ہے۔ اور درحقیقت کچھ نہیں ہے۔ ان کے باطل اعتقاد کا خرمن جل کر راکھ ہوگیا یہ اگر اس بحث میں پڑیں تو ان کی مولویت کو بٹہ لگتا ہے۔ اور ان کے علم و فضل کو سیاہ دھبہ لگتا ہے۔ ان کی پیری پر آفت آتی ہے۔ ان کو لکھو کہ مولوی صاحب آپ تو علم لدنی اور باطنی کے بھی مدعی ہیں اگر ظاہری علم آپ کا آپ کو مدد نہ دے باطنی اور لدنی علم سے ہی کام لیں یہ کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔

پس میں نے یہ تقریر حضرت اقدس علیہ السلام کی اور کچھ اور تیز الفاظ نمک مرچ لگا کر قلم بند کر کے مولوی صاحب کے پاس بھیجدی۔

اس کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے یہ لکھا میں تقریری بحث کرنے کو طیار ہوں اور اگر مرزا صاحب تحریری بحث کرنا چاہیں تو ان کا اختیار ہے میں تحریری بحث نہیں کرتا۔ لاہور سے بھی بہت لوگوں کی طرف سے ایک خط مباحثہ کیلئے آیا ہے۔ مرزا چاہے تقریری بحث کرے۔

جب کسی طرح مولوی صاحب کو مفر کی جگہ نہ رہی اور صریح الحق سے مخلصی نہ ہوئی اور لاہور کی ایک بڑی جماعت کا خط پہنچا اور ادھر حضرت اقدس کی خدمت میں بھی اس لاہور کی جماعت کی طرف سے مولوی رشید احمد کے مباحثہ کے لئے درخواست آگئی اور اس جماعت نے یہ بھی لکھا کہ مکان مباحثہ کے لئے اور خورد و نوش کا سامان ہمارے ذمہ ہے۔ اور ہم نے بھی مولوی صاحب کو یہ لکھا کہ اگر آپ مباحثہ نہ کرینگے اور ٹال مٹال بتائیں گے اور کچے پکے عذروں سے جان چھڑا دینگے تو تمام اخبارات میں آپ کے اور ہمارے خط چھپکر شائع ہو جاوینگے پڑھنے والے آپ نتیجہ نکال کر کے مطلب و مقصد اصلی حاصل کر لیں گے۔

پھر دوسرے موقعہ پر حضرت اقدس نے فرمایا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو ضرور لکھو اور حجت پوری کرو اور یہ لکھو کہ اچھا ہم بطریق تنزل تقریری مباحثہ ہی منظور کرتے ہیں۔ مگر اس شرط سے کہ آپ تقریر کرتے جاویں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر کو لکھتا جاوے اور جب ہم تقریر کہیں تو ہماری جوابی تقریر کو بھی دوسرا شخص لکھتا جاوے۔ اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہوے تو دوسرا فریق بالمقابل یا اور کوئی دوران تقریر میں نہ بولے پھر وہ دونوں تقریریں چھپکر شائع ہو جاویں۔ لیکن بحث مقام لاہور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ لاہور دارالعلوم ہے۔ اور ہر علم کا آدمی وہاں پر موجود ہے۔

میں نے یہی تقریر حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی مولوی صاحب کے پاس بھیجدی۔ مولوی صاحب نے لکھا کہ تقریر صرف زبانی ہوگی

لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی اور جو شخص کے حق میں آویگا حاضرین میں سے رفع اعتراض و شک کیلئے بولیگا۔ میں لاہور نہیں جاتا مرزا ہی سہارنپور آجاوے اور میں بھی سہارنپور آجاؤنگا حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا بودا پن ہے اور کیسی پست ہمتی ہے۔ کہ ایسی تحریر نہ دیجاوے تحریر میں بڑے بڑے فائدے ہیں کہ حاضرین و غائبین اور نزدیک و دور کے آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور فیصلہ کر سکتے ہیں۔ زبانی تقریر محدود ہوتی ہے جو حاضرین اور سامعین تک رہ جاتی ہے حاضرین و سامعین بھی زبانی تقریر سے پورا فائدہ اور کامل فیصلہ نہیں کر سکتے مولوی صاحب کیوں تحریر دینے سے ڈرتے ہیں۔ ہم بھی تو اپنی تحریر دیتے ہیں گویا ان کا منشا یہ ہے کہ بات بیچ بیچ میں غلط مبحث ہو کر رہ جاوے اگر گڑ بڑ پڑ جاوے اور سہارنپور میں مباحثہ ہونا مناسب نہیں ہے سہارنپور والوں میں فیصلہ کرنے یا حق و باطل کی سمجھ نہیں ہے۔ لاہور آج دارالعلوم اور مخزن علم ہے اور ہر ایک ملک اور شہر کے لوگ اور ہر مذہب و ملت کے اشخاص وہاں موجود ہیں۔ آپ لاہور چلیں اور میں بھی لاہور چلا چلتا ہوں اور آپ کا خرچ آمد و رفت اور قیام لاہور ایام بحث تک اور مکان کا کرایہ اور خرچ میرے ذمہ ہوگا۔ سہارنپور اہل علم کی بستی نہیں ہے۔ سہارنپور میں سوائے شور و شر اور فساد کے کچھ نہیں ہے۔ یہ مضمون میں نے لکھکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دستخط کرا کر گنگوہ بھیجدیا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے اس کے جواب میں پھر یہی لکھا کہ میں لاہور نہیں جاتا صرف سہارنپور تک آسکتا ہوں اور بحث تحریری مجھے منظور نہیں نہ میں خود لکھوں اور نہ کسی دوسرے شخص کو لکھنے کی اجازت بھی دے سکتا ہوں۔

حضرت اقدس نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ اُن لوگوں میں کیوں قوت فیصلہ اور حق و باطل کی تمیز نہیں رہی اور ان کی سمجھ بوجھ جاتی رہی یہ حدیث پڑھاتے ہیں اور محدث کہلاتے ہیں۔ مگر فہم و فراست سے ان کو کچھ حصہ نہیں ملا صاحبزادہ صاحب اُن کو یہ لکھدو کہ ہم مباحثہ کے لئے سہارنپور ہی آجاوینگے آپ سرکاری انتظام کریں جس میں کوئی یوروپین افسر ہو اور ہندوستانیوں پر پورا اطمینان نہیں ہے بعد انتظام سرکاری ہمیں لکھ بھیجیں اور کاغذ سرکاری بھیجدیں میں تاریخ مقررپر آجاؤنگا اور ایک اشتہار اس مباحثہ کی اطلاع کے لئے شائع کر دیا جاویگا تاکہ لاہور وغیرہ مقامات سے صاحب علم اور مباحثہ سے دلچسپی رکھنے والے صاحب سہارنپور آجاوینگے۔

ورنہ ہم لاہور میں سرکاری انتظام کر سکتے ہیں۔ اور پورے طور سے کر سکتے ہیں۔ رہا تقریری اور تحریری مباحثہ وہ اس وقت پر رکھیں تو بہتر ہے جیسی حاضرین جلسہ کی رائے ہوگی۔ کثرت رائے پر ہم تم کاربند ہوں خواہ تحریری خواہ تقریری جو مناسب سمجھا جاویگا وہ ہو جاویگا۔ آپ مباحثہ ضرور کریں کہ لوگوں کی نظریں آپکی طرف لگ رہی ہیں۔

یہ تقریر میں نے مولوی صاحب کو لکھ بھیجی۔ مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ دیا صرف اس قدر لکھا کہ انتظام کا میں ذمہ دار نہیں ہو سکتا ہوں۔ پھر میں نے دو تین خط بھیجے جواب ندارد۔

حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب عمار رضی اللہ عنہ سیالکوٹی کے نام

(تعارفی نوٹ)

حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹ کے
رئیس اور حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار
تھے۔ حضرت حکیم صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف تلمذ
بھی حاصل تھا۔ آپ نے طب کی بعض ابتدائی کتابیں حضور سے پڑھی تھیں
حکیم صاحب مرحوم نے حضرت اقدس کو عین عنفوان شباب میں دیکھا
تھا۔ اور حضور کی متقیانہ زندگی کا ان پر خاص اثر تھا۔ حضرت کی
نیم شبی دعاؤں اور قرآن مجید کے ساتھ عشق و محبت کے نظارے
ان کے دل کو تسخیر کر چکے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب حضرت اقدس
نے خدا کی طرف سے مامور اور مرسل ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو حضرت
حکیم صاحب کو ایک لحظہ کے لئے بھی شک و شبہ نہیں ہوا۔ حضرت اقدس
بھی حکیم صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے حکیم صاحب مرحوم تیز طبیعت
واقع ہوئے تھے لیکن حضرت اقدس کے سامنے وہ بہت مؤدب اور
محتاط ہوتے تھے۔ حضور کو حکیم صاحب کی دلجوئی اور خاطر داری ہمیشہ
ملحوظ رہتی تھی۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام جب شروع ہوا تو حکیم صاحب
مرحوم ہی کو اس کا اہتمام دیا گیا۔ اور انھوں نے اپنے صاحبزادے
میر عبدالرشید صاحب مرحوم کو اس کام پر مامور کیا۔ غرض حضرت
اقدس کے ساتھ حکیم صاحب کا اخلاص و محبت قابل رشک تھی۔
اور حضور بھی ان کا احترام کرتے تھے۔
حضرت حکیم صاحب کے ساتھ حضرت میر خصیلت علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

کو تعلقات دامادی کی عزت حاصل تھی۔ اور خود سید خصیلت علی شاہ
صاحب بھی اپنے ایمانی جوش اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ مقام پر تھے
سیرۃ صحابہ کے سلسلہ میں ان بزرگوں کا انشاء اللہ تفصیلی ذکر آئیگا۔
حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب کے انتقال پر حضرت
اقدس نے حکیم صاحب مرحوم کو تعزیت کا ایک خط لکھا تھا اور یہی وہ
مکتوب ہے جسے میں آج درج کر رہا ہوں اس کے پڑھنے سے معلوم
ہوگا کہ سید صاحب مرحوم کے اخلاص و محبت کی حضرت اقدس
کے دل میں کیا قدر تھی۔ اور انھوں نے سلسلہ میں داخل ہو کر کیسی
پاک تبدیلی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج کو بلند کرے۔ اور ہم
کو توفیق دے کہ وہی حقیقت اور روح اپنے اعمال میں پیدا کریں۔
(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی مکرمی اخویم حکیم سید حسام الدین صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
اس وقت یک دفعہ دردناک مصیبت واقعہ وفات اخویم
سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کی خبر سنکر وہ صدمہ دل پر ہے
جو تحریر اور تقریر سے باہر ہے طبیعت اس غم سے بے قرار ہو گئی
انا للہ و انا الیہ راجعون۔
سید خصیلت علی شاہ صاحب کو جس قدر خدا تعالیٰ نے اخلاص
بخشا تھا اور جس قدر انھوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا

کی تھی اور جیسے انھوں نے اپنی سعادت مندی اور نیک چلنی اور صدق و محبت کا عمدہ نمونہ دکھایا تھا۔ یہ باتیں عمر بھر کبھی بھولنے کی نہیں۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ دوسرے سال پر ملاقات نہیں ہوگی۔ دنیا کی اسی ناپائیداری کو دیکھکر کئی بادشاہ بھی اپنے تختوں سے الگ ہو گئے۔ آپ کے دل پر بھی جسقدر ہجوم غم کا ہوگا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اس ناگہانی واقعہ کا غم درحقیقت ایک جانکاہ امر ہے۔ لیکن چونکہ یہ خدا تعالےٰ کا فعل ہے اس لئے ایسی بھاری مصیبت پر جس قدر صبر کیا جائے اسی قدر امید ثواب ہے لہذا امید رکھتا ہوں کہ آپ مرضی مولا پر راضی ہو کر صبر فرما دینگے۔ اور مردانہ ہمت اور استقامت سے متعلقین کو تسلی دینگے۔ میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ بعض خدا کے بندے جب دنیا سے انقطاع کر کے خدا تعالےٰ سے ملیں گے۔ تو ان کے نامہ اعمال میں مصیبتوں کے وقت صبر کرنا بھی ایک بڑا عمل پایا جائے گا۔ تو اسی عمل کے لئے بخشے جائیں گے۔

بخدمت محبی اخویم سید حامد شاہ صاحب السلام علیکم یہی مضمون واحد

خاکسار

غلام احمد از قادیان

خط کے پہنچتے ہی دعائے مغفرت بہت کی گئی اور کرتا ہوں مگر یہ تجویز ٹھہری ہے کہ جنازہ جمعہ کے روز پڑھا جائے۔

نوٹ:- چنانچہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے کارڈ سے معلوم ہوا کہ قبل از جمعہ حضور مقدس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہت دیر تک چپ چاپ کھڑے دعائیں مانگتے رہے۔

حضرت سید محمد عسکری رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت سید محمد عسکری رضی اللہ عنہ سلسلہ کے سابقین الاولین کی جماعت میں سے ایک نہایت مخلص اور وفادار بزرگ تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے اخلاص و وفا کی وجہ سے آپ سے خاص محبت تھی سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے تھے مگر آپ نے اس وقت ان کی دعوت کو دینی امور میں انہماک اور مصروفیت کی وجہ سے نامنظور فرمایا یہ ایسے زمانے (۱۸۹۸ء) کا واقعہ ہے جب کہ ابھی آپ بیعت نہ لیتے تھے۔ اس مکتوب میں حضور نے اپنی زندگی کا مقصد بیان کیا ہے۔ احباب متعدد مرتبہ اس مکتوب کو پڑھیں جن سے انہیں حضرت اقدس کی سیرۃ مبارک کے مختلف پہلوؤں کا اندازہ ہوگا۔

(عرفانی کبیر)

۱/۶ مخدومی مکرمی اخویم سید محمد عسکری سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ'

عنایت نامہ پہنچا موجب تسلی ہوا۔ میں آپ کے واسطے غائبانہ بہت دعا کرتا ہوں اور آپ کے اخلاص سے خوش ہوں۔ اللہ جل شانہ آپ کے تردوات دور کرے۔ اس وقت میں آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ اپریل یا مئی کے مہینے میں انشاء اللہ القدیر آپ کی یاد دہانی پر بشرط خیریت و عدم موانع آپ کو اطلاع دونگا۔ اور شاید ان مہینوں میں کسی ایسے مقام میں میرا قیام ہو جس میں بآسانی ملاقات ہو جائے مجھے اس وقت تالیف رسالہ "سراج منیر" کیلئے نہایت مصروفیت اور خلوت ہے۔ اور میری زندگی صرف احیاء دین کے لئے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اس سے بکلی منہ نہ پھیر لیں۔ ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت اور رنج گذرنے والی چیزیں ہیں۔ اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے تو اس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت انہیں کی وراثت ہے کہ جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لئے قبول کرتے ہیں۔ اور لذات عیش و عشرت دنیوی کے لئے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں۔ آخری خوش حالی کی خواہش ہے۔ اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بانشراح صدر اٹھائے اور اس نابکار گھر کی عزت اور ذلت کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا برباد ہو کر رہنے والا مقام ہے۔ جس کو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس کے غم سے غمگین نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام

۲؍ فروری ۱۸۹۸ء

مقلدین اور غیر مقلدین کے متعلق ایک اہم مکتوب

۵۷/۲ مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ بعد سلام مسنون مقلدین و غیر مقلدین کے بارے میں جو آپ نے خط لکھا تھا اس میں کس فریق کی زیادتی ہے۔

سو اس عاجز کی دانست میں مقلدین و غیر مقلدین کے عوام افراط و تفریط
میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور اگر وہ صراط مستقیم کی طرف رجوع کریں حقیقت
میں ایک ہی دین اسلام کا مغز اور لب لباب توحید ہے اسی توحید
کے پھیلانے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف
سے آئے اور قرآن شریف نازل ہوا۔

سو توحید صرف اس بات کا نام نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کو زبان سے
وحدہٗ لاشریک کہیں اور دوسری چیزوں کو خدا تعالےٰ کی طرح سمجھ کر ان
سے مرادیں مانگیں۔ اور نہ توحید اس بات کا نام ہے کہ گو بظاہر تقدیر
اور تشریعی امور کا مبدء اسی کو سمجھیں۔ مگر اس کی تقدیر اور تشریع
میں دوسروں کا اس قدر دخل روا رکھیں۔ گویا وہ اس کے بھائی
ہیں۔ مگر افسوس کہ عوام مقلدین (حنفی) ان دونوں قسموں کی
میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ ان کے عقائد میں بہت کچھ شرک کی باتوں کا
دخل ہے۔ اور اولیاء کی حیثیت کو انھوں نے ایسا حد سے بڑھا دیا ہے
اربابا من دون اللہ تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ دوسری طرف
امور تشریعی میں آئمہ مجتہدین کی حیثیت کو ایسا بڑھایا ہے کہ گویا
کبھی ایک چھوٹے چھوٹے نبی مانے گئے ہیں۔ حالانکہ جیسا امور
تقدیر میں وحدت ہے۔ ایسا ہی تبلیغ کے کام میں بھی وحدت ہے۔
مقلد لوگ تب ہی راستی پا سکتے ہیں اور اسی حالت میں
ایمان درست ہو سکتا ہے جب صاف صاف یہ اقرار کر دیں کہ ہم آئمہ
مجتہدین کی خطا کو ہر گز تسلیم نہیں کریں گے۔ غضب کی بات ہے
غیر معصوم کو معصوم کی طرح مانا جائے۔ ہاں بے شک چاروں

قابل تعظیم اور شکر گذاری ہیں۔ ان سے دنیا کو بہت فوائد پہونچے ہیں۔
مگر انکو پیغمبر کے درجے پر سمجھنا۔ صفات نبوی ان میں قائم کرنا۔ اگر کفر نہیں
ہے۔ تو قریب قریب اس کے ضرور ہے۔

اگر ائمہ اربعہ سے خطا ممکن نہ تھا۔ تو پھر باہم ان میں صدہا
اختلاف کیوں پیدا ہو گئے۔ اور اگر ان سے اپنے اجتہادات میں
خطا ہوئی تو پھر ان خطاؤں کو ثواب کی طرح کیوں مانا جائے۔ یہ
بری عادت مقلدین میں نہایت شدت سے پائی جاتی ہے۔
ہر ایک دیانت دار عالم پر واجب ہے کہ ایسا ہی ان پر شدت توجہ
سے حملہ کرے۔ اور خدا کے آستانہ پر بھروسہ کر کے زید و عمرو کی
ملامت سے نہ ڈرے۔ اور وہ لوگ جو موحدین کہلاتے ہیں۔ اکثر
عوام الناس ان میں سے اولیاء کی حالت اور مقام کے منکر پائے
جاتے ہیں۔ ان میں خشکی بھری ہوئی ہے۔ اور جن مراتب تک انسان
بفضلہ تعالےٰ ہو سکتا ہے اس سے وہ منکر ہیں۔ بعض جاہل ان میں
سے آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ہنسی بیجا کرتے ہیں۔

سو ان حرکات بے جا سے دونوں کا فرض ہے اور طریق فقر
و توحید حقیقی و ذوق و شوق و الٰہی محبت سے بالکل دور و مہجور پائے
جاتے ہیں خدا تعالےٰ دونوں فریقوں کو راہ راست بخشے۔

۸ر جون ۱۸۹۲ء

حضرت مولوی ابوالخیر عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زمانہ دراز تک لوگوں کی بیعت نہیں لی اور جب کبھی کوئی شخص بیعت کے لیے عرض کرتا تو آپ یہی فرماتے تھے کہ مجھے حکم نہیں یا میں مامور نہیں لیکن جب خدا تعالےٰ نے آپ کو بیعت لینے پر مامور فرمایا تو آپ نے ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء م ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ کو لودہانہ میں بیعت لی یہ بیعت حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کے ایک مکان میں ہوئی جو اس وقت دار البیعت کے نام سے جماعت لودہانہ کے قبضہ میں ہے اس بیعت کے بعد سب سے پہلا آدمی جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کی اجازت دی وہ مولوی ابوالخیر عبداللہ صاحب ولد ابو عبداللہ احمد قوم افغان سکنہ تنگی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور ہیں۔ افسوس ہے کہ آج ان کے تفصیلی حالات سے ہم واقف نہیں تاہم ہم اس کوشش اور فکر میں ہوں کہ ان کے حالات معلوم ہوسکیں۔ مکرمی صاحبزادہ سراج الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے مولوی ابوالخیر صاحب کو دیکھا تھا میں پنتیس سال کے خوش رو نوجوان تھے۔ میانہ قد تھا ذی علم اور متقی انسان تھے۔ ان کے چہرہ سے رشد اور سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو اجازت نامہ مولانا ابوالخیر عبداللہ صاحب کو لکھکر دیا تھا وہ تاریخ بیعت سے پورے ایک ماہ چھ دن بعد لکھا یعنی ۲۹ر اپریل ۱۸۸۹ء مطابق ۲۸ر شعبان ۱۳۰۶ھ۔

اس اجازت نامہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کن لوگوں سے بیعت لینا چاہتے تھے۔ اور بیعت لینے والے کے فرائض کیا یقین کرتے تھے؟ اس سے اس روح کا پتہ لگتا ہے جو آپ کے اندر اپنے خدام کے لئے تھی یعنے آپ اپنے خادموں کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے تاکہ اُن میں وہ تبدیلی پیدا ہو جائے جو خدا تعالےٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

مولوی ابوالخیر عبداللہ صاحب سابقون الاولون میں سے ہیں اُنھوں نے ۱۹؍رجب ۱۳۰۶ھ کو بمقام لودہانہ بیعت کی تھی اور بیعت کرنے والوں میں اُن کا نمبر پانچواں تھا جیسا کہ سیرۃ المہدی حصہ سوم کے صفحہ ۹ سے ظاہر ہوتا ہے چونکہ پہلے آٹھ نمبر کے احباب کے نام قیاس اور دوسری روایات کی بنا پر لکھے ہیں اس لئے مولوی صاحب کی سکونت کے متعلق بھی محض قیاس سے چارسدہ یا خوست لکھدیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تنگی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے اور سلسلہ میں پہلے آدمی تھے جنکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کی اجازت دی چنانچہ جو اجازت نامہ ان کو لکھکر دیا گیا اسے میں نے مکتوبات ہی کے سلسلہ میں درج کر دیا ہے۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مہر: غلام احمد

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد از عاجز عائذ باللہ الصمد بخدمت اخویم مولوی ابوالخیر عبداللہ پشاوری بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ واضح باد۔ کہ چونکہ اکثر خوش قسمت لوگ جو اس عاجز کے

بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں بوجہ ناداری وسفر دور دراز یا بوجہ کم فرصتی و مزاحمت تعلقات قادیان میں بیعت کیلئے پہنچ نہیں سکتے اسلئے باتباع سنت حضرت مولانا و سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ایسے معذور و مجبور لوگوں کی بیعت ان سعید لوگوں کے ذریعہ سے لیجائے کہ جو اس عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں سو چونکہ آپ بھی شرف اس بیعت سے مشرف ہیں اور جہاں تک فراست حکم دیتی ہے رشد اور دیانت رکھتے ہیں۔ اس لیئے وکالتاً اخذ بیعت کیلئے آپکو یہ اجازت نامہ دیا جاتا ہے آپ میری طرف سے وکیل ہو کر اپنے ہاتھ سے بندگان خدا سے جو طالب حق ہوں بیعت لیں مگر انہیں کو اس سلسلہ بیعت میں داخل کریں کہ جو سچے دل سے اپنے معاصی سے توبہ کرنے والے اور اتباع طریقہ نبویہ کیلئے مستعد ہوں اور ان کے لئے دلی تضرع سے دعا کریں اور پھر نام انکے بقید ولدیت و سکونت و پیشہ وغیرہ اس تصریح سے اصل سکونت کہاں ہے اور کس محلہ میں اور عارضی طور پر کہاں ہیں بھیج دیں۔ تا یہ عاجز ان کیلئے دعا کرنے کا موقعہ پاتا رہے اور پورے تعارف سے وہ یاد رہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

راقم احقر عباد اللہ عبداللہ الصمد غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔ اٹھائیس شعبان ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۹؍اپریل ۱۸۸۹ء روز دوشنبہ

نشان مہر الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

مکرمی اخویم ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب کو السلام علیکم پہنچا دیں اور ہر ایک صاحب جو بیعت کریں مناسب ہے کہ وہ براہ راست بھی اپنا اطلاعی خط بھیجدیں۔

حضرت صوفی سید حافظ تصور حسین رضی اللہ عنہ کے نام

(تعارفی نوٹ)

حافظ سید تصور حسین صاحب رضی اللہ عنہ، بریلی کے رہنے والے تھے جب حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ، بیعت کرکے بریلی پہونچے تو انھوں نے علم تبلیغ کو بلند کیا وہ نہایت جری اور نڈر عریاں تھے بریلی ایک خاص قسم کے علماء دین کا مرکز تھا اور اب بھی ہے ان کے جانے سے وہاں احمدیت کا گھر گھر چرچا ہونے لگا اسی سلسلہ میں حضرت صوفی سید تصور حسین صاحب رضی اللہ عنہ کو سلسلہ کی طرف اولاً مخالفانہ رنگ میں توجہ ہوئی جو آخر انہیں سلسلہ حقہ میں لے آئی حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب نے ان کے تذکرہ میں فرمایا

الغرض گھر گھر احمدیت کا چرچا تھا اس چرچے کی وجہ سے صوفی تصور حسین صاحب مرحوم و مغفور کو بھی توجہ ہوئی۔ ان کو شاعری کا شوق تھا اور اس وجہ سے تمام بڑے بڑے امرائے شہر سے ان کا تعلق تھا۔ عالم بھی تھے۔ حافظ بھی تھے قرآن خوب یاد تھا۔ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط دس بارہ صفحے کا لکھا اور تمام بڑے آدمیوں کو دکھایا کہ میں یہ خط مرزا صاحب کو بھیج رہا ہوں سب نے اس خط کی بڑی تعریف کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ ملا تو انھوں نے مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دو۔ مولوی صاحب نے ایک خط پر لکھا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا تو ہماری کتابیں پڑھو یا ہمارے پاس آجاؤ۔

جب وہ کارڈ بریلی میں پہنچا تو وہ اُس کارڈ کو لیکر تمام بریلی میں پھرے۔ ہر شخص کو خط دکھاتے اور کہتے کہ دیکھو یہ مرزا صاحب کی علمی لیاقت ہے۔ میرے خط کے جواب میں یہ کارڈ آیا ہے۔ الغرض خوب مذاق اڑایا میں ان سے اسی سبب سے ناراض ہو گیا سلام علیک تک جاتی رہی۔ ایک لمبے عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔ میں نے بغیر سلام علیکم کہنے خطبہ الہامیہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ انھوں نے اُسے لے لیا اور دیر تک پڑھتے رہے ایک بجے کے قریب جوش سے انھوں نے اللہ اکبر کہا۔ اور حضرت کو بیعت کا خط لکھ دیا اور لکھا کہ میرا دل حضور کے ملنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر میرے پاس کرایہ نہیں۔ حضور نے جواب لکھا کہ توکل پر چلے آؤ خط ملنے پر انھوں نے لکڑی کندھے پر رکھی اور چند روٹیاں پکوا کر لے آئے۔ اور مجھے کہا کہ میں قادیان جا رہا ہوں میں حیران ہوا اور ان کو روکا کہ اس طرح نہیں جانا چاہئے انھوں نے حضرت کا کارڈ دکھلایا کہ یہ حکم ہے میں نے کہا کہ اچھی بات ہے اگر توکل پر جانا ہے تو آج رات کو آپ کو روانہ کر دیں گے۔ لہذا رات کی گاڑی سے قادیان روانہ کر دیا۔

صوفی تصور حسین صاحب کی بیعت کے بعد بریلی میں اور بھی شور بڑھ گیا۔ لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ ایک دفعہ جب کہ وہ گلی سے گزر رہے تھے تو لوگوں نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے کی نیت سے ان کے سینے پر چاقو رکھ دیا۔ صوفی صاحب نے اپنے دشمن سے کہا کہ تم اپنا کام کرو میں حضرت مرزا صاحب کو کبھی جھوٹا نہیں کہوں گا۔

راہگیروں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو انھوں نے شور مچایا کہ ایک آدمی کو کیوں مارتے ہو۔ اس شور پر بدمعاش انکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس طرح پر حافظ صاحب قادیان آگئے اور پھر آکر نہ گئے۔ اکل حلال سے ان کو محبت تھی باوجودیکہ ایک رنگ میں صوفیوں اور مشایخوں کی زندگی بسر کی تھی مگر قادیان میں انھوں نے ہمیشہ محنت ورشقت سے معاش کیا۔ مختلف قسم کی تجارتیں کیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ ایک قسم کی عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے مگر کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آتا تھا۔ آخر مقبرہ بہشتی میں آرام فرما ہوئے (رضی اللہ عنہ) یہ مختلف مکتوبات ان کے رقعہ جات کے جواب میں ہیں مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس ان کے اور بھی خطوط کی نقل تھی مگر وہ خدا تعالے کی مصلحت سے ضائع ہو گئے۔

(عرفانی کبیر)

۹۵/۱ محبی اخویم حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط میں نے اول سے آخر تک پڑھ لیا ہے۔ یہ بات بہت درست ہے۔ کہ سعید انسان کی علامت یہی ہے کہ جب تک گوہر مقصود ہاتھ نہ آوے سست نہ ہو اور کسل کی طرف مائل نہ ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

گر نیا شد بدست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

خدا تعالے کی طلب بڑا مشکل کام ہے۔ گویا ایک موت ہے۔ بلکہ درحقیقت موت ہے۔ پھر دوسری طرف عالی ہمت اور عالی فطرت اور

وفا دلدوِ دل کے لئے بہت سہل بھی ہے۔ وہ وہ ہے کہ جو زمانہ دراز کے
طلب کو بھی ایک ساعت سے کم سمجھتا ہے۔ بقول حافظ ؎
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود و لیک بخون جگر شود
مگر افسوس کہ دنیا میں شتاب کاروں۔ بدظنوں کم ہمتوں کا
فرقہ بہت ہے اور یہی لوگ محروم ازل سے ہیں چاہتے ہیں۔ کہ ایک
پھونک مارنے سے عرش معلی تک پہونچ جائیں۔ اور اللہ فرماتا ہے
احسب الناس ان یترکوا ان یقوا آمنا وھم لا یفتنون۔
والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد

نوٹ۔ اس مکتوب کو مکرر سہ کرر پڑھو۔ کہ اس میں سعادت
کی علامت اور اس سے اس مقام رفیع کا بھی پتہ لگتا ہے۔ جو حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔

۶۰/۴ مجبی اخویم مولوی ذکصور حسین صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،
آپ کا خط پہونچا میں اس وقت بیمار ہوں اور بہت ضعف
ہے۔ خون بہت آیا ہے اس لئے میں زیادہ جواب نہیں لکھ سکتا میرے
نزدیک آپ کی خواب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں شرح صدر کا لفظ
ہے جو تسلی اور اطمینان پر دلالت کرتا ہے زیادہ لکھنے سے معذور ہوں
خدا تعالےٰ فضل شامل حال رکھے آمین۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۰۵ء

۶۱/۴ ۔ مجبی اخویم حافظ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،
میں باعث درد شکم معدہ و کمر و دیگر عوارض بیمار رہا اور اب
بھی بیمار ہوں مسجد بھی جانے سے معذور رہا۔ انسان کے لئے
ہر وقت استغفار اور توبہ اور دعا جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔
ہمیشہ سوز و گداز کے ساتھ مرضات اللہ کی طلب میں مشغول رہنا
چاہئے اور سستی سے آرام نہ کرنا چاہئے جب تک مطلب حاصل
نہ ہو جاوے یہی کامیابی کی راہ ہے ماسوا اس کے تدبر سے
درود شریف کو پڑھنا اور ہر ایک موقعہ مناسب پر دعا کرنا چاہئے
اور سب سے زیادہ خطرناک جلدبازی اور بدظنی ہے اس سے بچنا
چاہئے۔ نماز میں بہت دعا کرنی چاہئے بجز قرآن شریف اور
ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان میں اور میں بھی دعا کروں گا۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ،

(نوٹ) اس مکتوب شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آپ
اپنے خدام کی عملی تربیت کس طرح فرماتے تھے۔ زمانہ حال کے پیروں
اور مشایخ کی طرح غیر مسنون اور بدعتی طریقوں پر چلہ کشیاں نہیں
کراتے تھے بلکہ جو صحیح اور مجرب صراط مستقیم ہے اس پر چلاتے تھے۔
دعاؤں پر آپ کا بہت زور تھا اور استغفار اور درود شریف
کے پڑھنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے تھے۔ اور یہ
آپ کا خود تجربہ کردہ نسخہ تھا۔
دعاؤں کے سلسلہ میں آپ نے بھی اس امر کی طرف بھی توجہ کیا کہ

ادعیہ ماثورہ کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔
یہ اس لئے کہ اپنی زبان میں انسان اپنے جذبات اور مطلوبات
کو نہایت وضاحت سے بیان کر سکتا ہے اور وہ نفس مدعا کو سمجھتے
ہوئے اپنے قلب میں جوش اور خشوع پیدا کرنے میں آسانی پاتا
ہے جہاں تک میری تحقیقات ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اس تعلیم میں پہلے شخص ہیں۔ عربوں کی زبان تو عربی تھی اس لئے ماثورہ
ادعیہ کے وقت ان کے مفہوم اور منشاء سے واقف ہونے کی وجہ
سے ان کے قلوب خشوع و خضوع سے بھر جاتے تھے مگر دوسری
اقوام جب تک اپنی زبان میں بھی دعائیں نہ کریں وہ کیفیت پیدا
نہیں ہو سکتی۔ اس مکتوب سے خود حضرت اقدس کے معمولات پر
بھی روشنی پڑتی ہے۔

(عرفانی کبیر)

۶۲۔ محبی اخویم سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

۲ سجدہ میں دعا یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بہت پڑھو اصلاح
نفس کے لئے جو نہایت مشکل امر ہے خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی مدد
مانگتے رہو میں بھی انشاء اللہ دعا کروں گا۔ مگر ایسی ....
سنت اللہ ہے۔ موتی کتوں کے منہ میں ڈالنا مراد رکھتا ہے
کہ نااہل کو تربیت کرنا نااہل سے نیک امید رکھنا ہے۔ ہر آدمی کی ہمت
سے بہ پرہیز ضروری ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

عزم درست اور استقامت اور خدا تعالیٰ کے سامنے
صدق و صفا آخر کامیاب کر دیتا ہے مگر صبر درکار ہے۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

(نوٹ) اس مکتوب میں بعض جملے پڑھے نہیں گئے چھٹ گئے
ہیں تاہم اس مکتوب میں دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایک اصل
فرمایا ہے کہ عزم صحیح اور استقامت کو نہ چھوڑا جاوے اور یہ بھی فرمایا
ہے کہ ہر آدمی اس کا اہل نہیں ہوتا کہ انسان اس کی بیعت کرے بلکہ
...ق اور اولی وہی لوگ ہیں جن کا وجود خدا نما ہو۔

(عرفانی کبیر)

۶۳۔ محبی اخویم حافظ نصور حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
یہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ جو انسانی قویٰ یعنی روحانی
جسمانی قوتیں ہیں اسی کے راہ میں خرچ کرنی چاہئیں لیکن اسرار کا
پوشیدہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ایک نااہل کے آگے ایسے معارف
بیان نہیں کرنے چاہئیں جن کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ اور مذہب وحدت
وجود کی حقیقت اس مرتبہ تک پہونچنی چاہئے کہ گویا وحدت وجود کا اس
میں جلوہ ہے اور صرف قیل و قال کچھ چیز نہیں ہے۔ عمل ضروری ہے اور
...جگہ بعض آدمی ہمارے منشاء کے مطابق اپنی حالت درست
کرنے میں سرگرم ہیں اور بعض ابھی حقیقت سے دور ہیں ....
(نوٹ) یہ مکتوب نامکمل ہے اور نمبر ۱ اور ۲ کے فقرات محض ربط کلام
کے لحاظ سے میں نے لکھے ہیں اصل مکتوب کی نقل دریدہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ
نے چاہا اور اسکی مکمل نقل دستیاب ہوگئی تو پھر مکرر شائع کر دیا جائیگا۔
(عرفانی کبیر)

احباب سیالکوٹ کے نام

تمہیدی نوٹ

سیالکوٹ کو بھی سلسلہ کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہد شباب کے آغاز میں کئی سال سیالکوٹ میں گذارے۔ اس زمانہ کی یاد آپ ہمیشہ رکھتے چنانچہ جب ۱۹۰۴ء میں آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے تو آپ نے ایک لیکچر کے دوران میں اپنی صداقت کے نشانات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

اور اگر میری نسبت نصرت الٰہی کو تلاش کرنا چاہے۔ تو یاد رہے۔ کہ اب تک ہزارہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں منجملہ ان کے دو نشان ہے۔ جو آج سے چوبیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور اس وقت لکھا گیا۔ جب کہ ایک فرد بشر بھی مجھ سے تعلق بیعت نہیں رکھتا تھا۔ اور نہ میرے پاس کوئی سفر کرکے آتا تھا اور وہ نشان یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق یعنے وہ وقت آتا ہے

مالی امداد ہر ایک طرف سے تجھے پہنچے گی اور ہزارہا مخلوق تیرے پاس آئے گی۔ اور پھر فرماتا ہے۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس یعنی اس قدر مخلوق آئے گی۔ کہ تو ان کی کثرت سے حیران ہو جائیگا۔ پس چاہئے۔ کہ تو ان سے بد اخلاقی نہ کرے۔ اور نہ ان کی ملاقاتوں سے تھکے۔ پس اے عزیزو! اگرچہ آپ کو یہ تو خبر نہیں کہ قادیان میں میرے پاس کس قدر لوگ آئے۔ اور کیسی وضاحت سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ لیکن اسی شہر میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ کہ میرے آنے پر میرے دیکھنے کے لئے ہزارہا مخلوقات اس شہر کے ہی اسٹیشن پر جمع ہو گئی تھی۔ اور صدہا مردوں اور عورتوں نے اسی شہر میں بیعت کی۔ اور میں وہی شخص ہوں۔ جو براہین احمدیہ کے زمانے سے تخمیناً سات آٹھ سال پہلے اسی شہر میں قریباً سات برس رہ چکا تھا۔ اور کسی کو مجھ سے تعلق نہ تھا۔ اور نہ کوئی میرے حال سے واقف تھا۔ پس اب سوچو۔ اور غور کرو۔ کہ میری کتاب براہین احمدیہ میں اس شہرت اور رجوع خلائق کی چوبیس سال پہلے میری نسبت ایسے وقت میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ جب کہ میں لوگوں کی نظر میں کسی حساب میں نہ تھا۔ اگرچہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ براہین کی تالیف کے زمانے کے قریب اسی شہر میں قریباً سات سال رہ چکا تھا تاہم آپ صاحبوں میں ایسے لوگ کم ہوں گے۔ جو مجھ سے واقفیت رکھتے ہوں۔ کیونکہ میں اس وقت ایک گمنام آدمی تھا۔ اور احد من الناس تھا۔ اور میری کوئی عظمت اور عزت لوگوں کی نگاہ میں نہ تھی۔ مگر وہ زمانہ میرے لئے نہایت شیریں تھا۔ کہ انجمن میں خلوت تھی۔ اور کثرت میں

وحدت تھی اور شہر میں ایسا رہتا تھا۔ جیساکہ ایک شخص جنگل میں مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیساکہ قادیان سے۔ کیونکہ میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں۔ اور اس شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں۔ میرے اس زمانے کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں۔ یعنی حکیم حسام الدین صاحب جن کو اس وقت بھی مجھ سے بہت محبت رہتی ہے۔ وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا۔ اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا وجود تھا۔ اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے زمانے میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا کہ ایسے گمنام کا آخر کار یہ عروج ہوگا۔ کہ لاکھوں لوگ اس کے تابع اور مرید ہو جائیں گے۔ اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے۔ اور باوجود دشمنوں کی سخت مخالفت کے رجوع خلائق میں فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت ہوگی۔ کہ وہ قریب ہوگا کہ وہ لوگ تھکا دیں۔ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے۔ اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکار کر سکتا ہے۔ کہ جو بیس سال پہلے تنہائی اور بے کسی کے زمانے میں اس عروج اور رجوع خلائق ہونے کی خبر دے۔ کتاب براہین احمدیہ جس میں پیشگوئی ہے۔ کوئی گمنام کتاب نہیں۔ بلکہ وہ اس ملک میں مسلمانوں عیسائیوں اور آریہ صاحبوں کے پاس بھی موجود ہے۔ اور گورنمنٹ میں بھی موجود ہے۔ اگر کوئی اس عظیم الشان نشان میں شک کرے۔ تو اس کو دنیا میں اس کی نظیر دکھلانا چاہیئے۔

سیالکوٹ میں کئی نشانات آپ کی صداقت کے اس زمانے میں

ظاہر ہوئے۔ اور سیالکوٹ کے مولوی فیض احمد صاحب مرحوم کو یہ عزت اور سعادت حاصل تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ طالب علمی میں کچھ عرصہ قادیان میں حضرت اقدس کی تعلیم پر مامور رہے اور جب آپ نے ماموریت کا دعویٰ کیا تو سیالکوٹ میں جن لوگوں نے دعوت کو قبول کیا۔ انھوں نے اپنی بے نظیر وفاداری ایثار اور قربانی سے اپنا مقام بہت بلند رکھا۔ ان ایام میں جماعت سیالکوٹ تمام جماعتوں میں ممتاز اور سربلند تھی۔ اور اس جماعت نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت خصلت علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ جیسے مخلص پیدا کئے۔ حضرت حکیم حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کا خط میں پہلے درج کر آیا ہوں۔ اور جن احباب کے جو [illegible] درج ذیل ہیں۔

حضرت مولوی محمد شادیخاں صاحب سیالکوٹی کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مولوی محمد شادیخاں صاحب سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ ابتدائے سن شعور سے ان کو اسلام کی عملی زندگی کا شوق تھا۔ اور وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاص احباب اور مخلصین میں داخل تھے۔ جب وہ بزرگ اہلحدیث تھے مولوی محمد شادیخاں صاحب پر بھی یہ رنگ غالب تھا۔ اور جب وہ احمدی ہوئے تو یہ احمدی ہو گئے۔ ایک عرصہ تک وہ راجہ امر سنگھ آنجہانی (جموں و کشمیر) کے خاص ملازموں میں رہے ان کی دیانت امانت مسلم تھی جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ریاست جموں و کشمیر کی خدمت سے فارغ ہو گئے یہ بھی نوکری چھوڑ آئے اور کچھ عرصہ تک لکڑی کی تجارت کرتے رہے بالآخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان ہجرت کر آئے اور اللہ تعالٰے نے ان کو اور ان کی والدہ صاحبہ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کا بہت بڑا موقع دیا اور ان کے بعد ان کی اولاد بھی سلسلہ کی خادم رہی۔ اور ان کی صاحبزادیاں اپنے علم و فضل کے لحاظ سے ممتاز اور خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔ خاکسار عرفانی کبیر کو یہ عزت اور فخر حاصل ہے کہ کچھ عرصہ تک ہجرت کے ابتدائی ایام میں مولوی محمد شادیخاں صاحب کو الحکم کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر انکے صاحبزادہ مرحوم عبدالرحمٰن کو بھی موقعہ ملا۔ مولوی شادیخاں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق تھا اور وہ ایک وفادار اور جان نثار احمدی تھے۔ سلسلہ کی تحریکوں پر ایسے کام کر گذرتے تھے کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے منارۃ المسیح کے چندہ میں سب کچھ دیدیا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سو آدمیوں کا ایک خاص گروہ تجویز فرمایا تھا کہ جو ایک ایک سو روپیہ دیدے ان میں حضرت محمد شادیخاں بھی تھے انھوں نے گھر کا ساز و سامان فروخت کر کے دو سو روپیہ دیدیا۔ ابھی وہ اعلان شائع ہوا تھا ان کو علم ہوا اور انھوں نے روپیہ بھیجدیا۔ حضرت اقدس نے اس اشتہار میں ان کی نسبت تحریر فرمایا کہ۔

دوسرے مخلص جنھوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھائی ہے۔ میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیجدیا ہے اور یہ وہ متوکل

شخص ہے۔ کہ اگر اسکے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ ہو اور انہوں نے اپنے خط میں لکھتا ہے چونکہ ایام قحط میں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کریں" اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا اور در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا (اشتہار خاص گروہ) یہ صرف تعارفی نوٹ ہے ان کے حالات زندگی اللہ تعالےٰ نے چاہا تو کتاب تعارف میں تفصیل سے لکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اخلاص اور صدق و وفا کو دیکھکر انہیں وہ شرف بخشا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مثیل قرار دیا۔

خاکسار عرفانی کبیر سے ان کو بڑی محبت تھی اور میں تو ان کے مقام کو بہت عزت و احترام سے دیکھتا ہوں مگر اپنے اخلاص کی وجہ سے وہ خاکسار عرفانی کا احترام کرتے تھے۔ اور یہ انکی اپنی خوبی تھی ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اب میں انکے نام کے مکتوبات درج کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

میں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ مکتوبات عزیز مکرم میاں فضل حسین مہاجر کی کوشش کا نتیجہ ہیں اس لئے مع ان کے نوٹ کے درج کرتا ہوں۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۶۴

محبی مشفق اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبی اخویم حکیم فضل دین صاحب باوجود دو شادیوں کے اب تک بے اولاد ہیں۔ اور اب کئی وجوہ سے ان دو بیویوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اور حکیم صاحب موصوف مدت سے چاہتے ہیں۔ کہ اگر کسی شریف آدمی کے ساتھ جو اپنی جماعت میں سے ہو۔ یہ تعلق پیدا ہو جائے۔ تو کچھ مراد ہے۔ اس عرصہ میں کئی جگہ ان کے لئے پیدا ہوئیں۔ اور اب بھی ہیں۔ مگر ان کی طبیعت نے کراہت کی۔ چنانچہ ایک ان میں سے اب تک بار بار خط بھیجتا ہے۔ کہ میں اپنی لڑکی آپ کو دیتا ہوں۔ مگر وہ اس سے کراہت کرتے ہیں۔ اب دلی توجہ سے آپ کی طرف طبیعت ان کی راغب ہوئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ کس قدر وہ شریف اور صالح ہیں اور متقی حافظ قرآن اور علم دین میں خوب ماہر ہیں۔ اور واقعی مولوی ہیں۔ علاوہ ان تمام امور کے دنیوی جمعیت رکھتے ہیں۔ صاحب املاک و جایداد ہیں۔ امید ہے آپ اپنی منشا سے اطلاع بخشیں گے۔ اور بعد استخارہ مسنونہ جس طرح آپ کی رائے ہو بلا تکلف اس سے مطلع فرمائیں زیادہ خیریت والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ ۲۹ جون ۱۹۰۰ء

۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی

محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خط اس وقت آپکی والدہ صاحبہ[1]

[1] یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خادمہ جو دادی کے نام سے مشہور تھیں۔ مرتب

مجھ سے لکھوا رہی ہیں۔ ان کو اس بات کے سننے سے بہت ہی فکر اور غم
لاحق حال ہوا ہے۔ کہ آپ کو سخت تپ آتا ہے۔ اور انھوں نے ارادہ
کیا تھا۔ کہ ایسے وقت سیالکوٹ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ لیکن میں
نے روکا۔ کہ موسمی تپ ہے۔ خیر ہو جائے گی۔ چنانچہ میں رات کے پچھلے
حصے میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا رہا۔ امید ہے کہ خدا تعالےٰ صحت
بخشے گا۔ اگر تپ میں قے آوے تو ہوا سے پرہیز رکھیں۔ اور مناسب
ہے۔ کہ چار تولہ کیسٹر آئیل سے بلا توقف جلاب لے لیں۔ اور بعد اسکے
کونین تین یا چار رتی معہ کافور بقدر ایک چاول کے تین چار روز تک
برابر کھا دیں۔ مگر قبض نہ ہونے پاوے اور بواپسی ڈاک اپنے حالات
سے اطلاع دیں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ اور کونین کے بعد
دودھ پی لیا کریں۔ سب کو ان کی طرف سے السلام علیکم۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
۳ اگست ۱۸۹۹ء

$\frac{66}{3}$ مجبی اخویم میاں محمد شادی خاں صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں مناسب دیکھتا ہوں۔ کہ
دو تین روز کے لئے آپ اگر ہمیں مل جائیں۔ چند دفعہ مجھے خبر ملی۔ کہ آپ
آنے والے ہیں لیکن پھر آپ نہیں آئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ اور لڑکے
دونوں منتظر ہیں۔ ضرور اس خط کو دیکھکر دو تین روز کے لئے آجائیں۔
زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

$\frac{67}{4}$ میرے نزدیک عائشہ[1] کا جانا مناسب نہیں ہے۔ وہ اس جگہ خدمت
سے ثواب حاصل کرتی ہے۔ اور ہمیں اس کی رعایت میں کسی طرح فرق نہیں
ہے۔ اس کو خود کہہ دو کہ جو کچھ اس کو کپڑہ وغیرہ کی نسبت حاجت ہوا
کرے۔ وہ بلا توقف کہہ دے۔ ہم سب کچھ اس کے لئے مہیا کر دینگے۔
مگر شرم نہ کرے۔ اور دوسرے یہ امر ہے۔ کہ شریعت اسلام میں اس
امر کی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے۔ کہ جو عورتیں بیوہ ہو جائیں۔
ایام عدت کے بعد ان کا نکاح کرایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خود اپنی لڑکیوں کا نکاح ثانی کرایا ہے۔ اس صورت میں اگر آپ
کا منشا ہو۔ تو اس صورت میں ہماری کوشش سے بامراد یہ مطلب
ہو سکتا ہے۔ لڑکی جوان اور نیک بخت ہے۔ اس کے لئے ایسا آدمی
تلاش ہو سکتا ہے۔ جو عبدالکریم صاحب کا قائم مقام ہو۔ اور دنیا
کی حالت بھی آسودہ اور عزت کے ساتھ رکھتا ہو۔ میرے نزدیک
یہ انتظام بھی ہے۔ اور انشاء اللہ جیسا کہ اس جگہ بخیر و خوبی یہ امر حاصل
ہو سکتا ہے اور ایسے آدمی کی تلاش ہو سکتی ہے۔ دوسری جگہ نہیں
ہو سکتی۔ یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی تکالیف کپڑہ وغیرہ کی بابت کہہ دیا
کرے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

$\frac{68}{5}$ محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ آپ

---

[1] بیوہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

مع عائشہ بمجرد دیکھنے اس خط کے آ جاؤ۔ باقی حالات زبانی کہے جائینگے۔
والسلام۔ مرزا غلام احمد۔ ۲۰ اگست ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے جب تحریک کی تو اس وقت منشی شادی خاں صاحب نے گھر کا اثاثہ فروخت کر کے حضور کی خدمت میں بھجدیا۔ جس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے یہ خط لکھا۔

69/6 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ یکصد روپیہ مرسلہ آپ کا مجھ کو پہنچا آپ نے خدا تعالےٰ کی راہ میں بڑی بہادری دکھلائی ہے۔ اگر کوئی نواب ایک لاکھ روپیہ بھی دے تب بھی وہ اس ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اپنی طاقت سے بہت بڑھ کر کام کیا ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو جزائے خیر بخشے اور آپ کی والدہ معظمہ کو تمام ثوابوں میں داخل کرے آمین ثم آمین۔

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۱۷ جون ۱۹۰۳ء

اس کے بعد منشی صاحب مرحوم نے گھر کی چارپائیاں تک بھی فروخت کر دیں۔ اور پھر مزید ۱۱۰ روپے پیش کئے جس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

70/7 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ نے جو علاوہ پہلے چندہ مبلغ دو سو روپیہ کے ایک سو دس اور چندہ دیا ہے۔ یہ کام آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں اجر بخشے آمین اس قدر خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا مال عزیز خرچ کرنا جو ہزار محنت اور مشقت سے جمع کیا جاتا ہے صاف دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ اور آخرت کو ہر ایک امر پر مقدم رکھتے ہیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزا۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔
۱۸ جولائی ۱۹۰۳ء۔

۱۹۰۳ء میں منشی صاحب مرحوم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں مندرجہ ذیل عریضہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
الحمد للہ الذی ھو رحمۃ للعالمین۔ اما بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
قادیان میں دوکان نکالنے کے واسطے میں نے سفر اختیار کیا۔ کہ اگر برادرم اللہ دت صاحب بطریق سابق روپیہ منافع پر دیدے تو دوکان کی جائے مگر اتفاقاً انہوں نے چھترے خریدے ہوئے تھے پھر میں سیالکوٹ گیا۔ وہاں بعض نے ہمدردی دکھائی اور کہا ملازمت چاہو تو مل سکتی ہے۔ ورنہ دکان کرو تو روپیہ منافع پر مل جائیگا۔ یا شراکت کرو تو ہم شریک بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر میں اب شراکت سے بیزار ہوں۔ البتہ منافع پر لے لونگا۔ یا ملازمت

کرونگا۔ میرے پاس سندات موجود ہیں اب حضور اجازت فرمائیں۔ تو میں بمع عیال
سیالکوٹ لے جاؤں۔ اور دعا کریں کہ رب العالمین دین و عقبیٰ نیک کرے۔
لیس کمثلہ شیءٌ وھو السمیع العلیم۔ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم
آمین اگرچہ میں عاصی پر تقصیر ہوں۔ مگر امیدوار ہوں کہ اللہ کریم
رحیم رب العالمین آپ کی طفیل آپ کے جلیس کو دنیا و آخرت
میں خوار نہیں فرمائیگا۔ مجھے حضور علیہ السلام کی جدائی کا سخت رنج رہیگا۔
جبتک پھر نہ میں آؤنگا۔ مگر جدائی میں اپنے غریب مرید کو محض للہ یاد فرماتے
رہنا اور اپنی دعاؤں میں شامل کرتے رہنا عاجزانہ عرض ہے۔ والسلام
فدوی محمد شادی خان کمترین مریداں۔ مورخہ ۴ر اگست ۱۹۰۶ء

منشی صاحب مرحوم کے مندرجہ بالا خط کے جواب میں حضور علیہ السلام نے انہی کے رقعہ کی پشت پر مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ بات تو میرے نزدیک بہت مناسب ہے۔ کہ کوئی کام کیا جائے۔ بغیر کام کے عیال والے کے اخراجات چل نہیں سکتے۔ اسی غرض سے میں نے کہا تھا۔ کہ عطاری ہے۔ کوئی موٹا کام جس کی ہر ایک کو حاجت ہوتی ہے شروع کیا جائے۔ سو اگر قادیان میں اس کا کوئی انتظام نہیں بنتا تو اجازت ہے سیالکوٹ میں چلے جائیں۔ شائد اللہ تعالےٰ وہاں کوئی تجویز بنا دے۔ دل کی نزدیکی چاہیئے اگر بعد مکانی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

حضرت مولوی عبداللہ سنوری رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مولوی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ (جو منشی عبداللہ سنوری کے نام سے مشہور ہیں) سابقون الاولون کی جماعت میں ایک بڑا اہم اور ممتاز بزرگ ہیں وہ اپنے مال و دولت کے لحاظ سے نہیں اپنے علم و فضل رسمی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اپنے اخلاص تقویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کمال عشق و محبت اور آپ کی راہ میں فداکاری کا شریف جذبہ رکھنے کی وجہ سے انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے شمار نشانات و آیات کا معائنہ کیا اور ایک شاہد عینی کی حیثیت سے اپنے ایمان و اخلاص میں ترقی پائی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت منشی عبداللہ صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے

خدا تعالیٰ کا نزول برائی العین مشاہدہ کیا ان کے حالات زندگی پر انشاء اللہ مستقل تذکرہ کتاب تعارف میں ہوگا۔ یہاں میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو درج کر دیتا ہوں جو حضرت نے ازالہ اوہام میں اپنے مخلص دوستوں کے ضمن میں منشی صاحب ممدوح کے متعلق فرمائے۔

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل رضی اللہ عنہ نے حضرت منشی صاحب کے مکتوبات کو جمع کر کے اس کا ایک اڈیشن شائع کر دیا

جس پر قریباً چوتھائی صدی گذرتی ہے مگر میں نے مناسب سمجھا کہ مکتوبات احمدیہ کے اس سلسلہ تکمیل میں انہیں بھی درج کر دوں۔ اور احباب حضرت فاضل محمد اسماعیل کے لئے دعا کریں۔

اب میں ازالہ اوہام میں شائع شدہ ارشاد حضرت درج کر کے مکتوبات کو جمع کرتا ہوں و باللہ التوفیق۔

(عرفانی کبیر)

یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلا جنبش نہیں لا سکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو مہینہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور میں ہمیشہ بنظر امعان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں سو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ و رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی بھی وجہ نہیں جو اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول سے ہے اور اس جوان نے بعض خوارق اور آسمانی نشان جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے بچشم خود دیکھے ہیں جن کی وجہ سے اس کے ایمان کو بہت فائدہ پہنچا الغرض میاں عبداللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبوں میں سے ہے۔ اور باوجود تھوڑے سے گذارہ ملازمت پٹواری کے حسب مقدرت اپنی خدمت مالی میں بھی حاضر ہے۔ اب بھی بارہ روپے سالانہ چندہ کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ بہت بڑا موجب میاں عبداللہ کے زیادت خلوص و محبت و اعتقاد کا یہ ہے کہ وہ اپنا خرچ بھی کر کے ایک عرصہ تک میری صحبت میں آکر رہتا رہا اور کچھ آیات بار بار دیکھتا رہا سو اس تقریب سے روحانی امور میں ترقی پا گیا۔ کیا اچھا ہو اگر میرے دوسرے مخلص بھی اس عادت کی پیروی کریں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات

(٧٢/١) پوسٹ کارڈ۔ مشفقی مکرمی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ ابھی تک بباعث بعض موانع یہ عاجز قادیان میں ہے سوجان پور کی طرف نہیں گیا۔ اور بوجہ علالت و ضعفِ طبیعت ابھی ہندوستان کی سیر میں تامل ہے۔ شاید اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو یہ بات موسم سرما میں میسر آجائے۔ ہر ایک امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کبھی کبھی اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں۔ خواب آپ کی انشاء اللہ بہت عمدہ ہے کہ بعض نقصانی آلائشوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان۔ ۷ ستمبر ۱۸۸۴ء

(نوٹ) سوجان پور کی طرف تشریف لے جانے کا ارادہ حضور کا اس بنا پر تھا۔ کہ حضور کو ان ایام میں یہ خواہش تھی۔ کہ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں نہ ہم کسی کو جانتے ہوں۔ نہ ہمیں کوئی جانتا ہو۔ اس پر جناب مولوی عبداللہ صاحب نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اس خاکسار (مولوی عبداللہ صاحب) کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔ حضور نے مولوی عبداللہ صاحب کی اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اسی بنا پر مولوی عبداللہ صاحب کے خط کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا کہ ابھی تک بباعث بعض موانع یہ عاجز قادیان

میں ہے۔ سوجان پور کی طرف نہیں گیا۔ اسی اثنا میں حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ "تمہاری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی" اس لئے حضور نے سوجان پور کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر کے ہوشیارپور جانے کا ارادہ فرمالیا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور شروع جنوری ۱۸۸۶ء میں مولوی عبداللہ صاحب حافظ حامد علی صاحب اور ایک شخص فتح خاں نامی کو اپنے ہمراہ لیکر سیدھے ہوشیارپور کو روانہ ہوگئے۔ اور وہاں پہنچ کر شیخ مہر علی صاحب رئیس (جو اس وقت حضور سے محبت اور اخلاص رکھتے تھے) کے طویلہ میں جاکر چالیس روز تک ایک بالاخانہ میں بالکل الگ رہے۔ حضور کے ہرسہ خدام رفقاء اسی طویلہ میں نیچے کے حصہ میں الگ رہتے تھے۔ چنانچہ وہاں حضور نے چلہ کشی کی۔ اور پھر ۲۰ روز وہاں اور ٹھیر کر مارچ ۱۸۸۶ء میں واپس قادیان کو تشریف لائے۔

ہندوستان کی سیر ۱۸۸۹ء میں آکر حضور نے صرف اس قدر کی۔ کہ لدھیانہ میں بیعت لینے کے بعد علی گڈھ تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک ہفتہ کے قریب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے ہاں ٹھیر کر وہاں سے پھر واپس لدھیانہ تشریف لائے۔

(٧٣/٢) (پوسٹ کارڈ) مشفقی اخویم سلمہ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ یہ عاجز کچھ دنوں سے بیمار ہے۔ طاقت زیادہ تحریر کی نہیں۔ ضعف بہت سا ہو رہا ہے۔ مگر آپ کی خوابیں انشاء اللہ نیک ہیں۔ جائے فکر نہیں۔ مفصل لکھنے کی

اگر طاقت ہوتی تو لکھتا۔ مگر ضعف سے مجبور ہوں۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۴ء۔

۴/۷

۳۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ‘۔ سورہ بقرہ کا لفظ خواب میں سنائی دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ سورہ بقرہ کی طرف رجوع کرو۔ کسی نوع کی کسر ہے۔ جو سورہ بقرہ کی طرف رجوع دلایا گیا ہے۔ اور اس سورۃ میں حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بہت تفصیل ہے۔ اور امر اور نہی کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اور صبر اور ایثار کی بہت تاکید ہے پس غور سے سورۃ بقرہ کا ترجمہ پڑھو۔ اور جہاں اور جس امر یا نہی میں اپنے تئیں قاصر دیکھو۔ اس حالت کو درست کرو۔ آفتاب[2]

---

[1] حضور کے اصل خط میں یہ الفاظ اسی طرح پر ہی لکھے ہوئے ہیں۔

[2] مولوی عبد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ دو آفتاب جنکے درمیان کچھ تھوڑا سا فاصلہ تھا مغرب کیطرف سے چڑھے اور نصف النہار تک پہنچتے ہیں۔ سو جب حضور نے اس خواب کی یہ تعبیر کی تو میں ”اکابر دین جن سے فائدہ دین کا پہنچے“ کے الفاظ سے میں اسی وقت یہ بات سمجھا۔ کہ ایک آفتاب تو خود حضور ہیں! اور دوسرے آفتاب کیلئے منتظر تھا۔ جب حضور نے ہوشیار پور سے پسر موعود کا اشتہار دیا۔ تو اسوقت مجھکو بہت خوشی ہوئی۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ دوسرا آفتاب بھی ہے اور اسکو میں بخوبی دیکھونگا۔ سو الحمد للہ کہ میں نے یہ دوسرا آفتاب بھی دیکھ لیا۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں!!

سے مراد اچھی حالت یا والدین مراد ہیں۔ یا اکابر دین جن سے فایدہ دین کا پہنچے۔ بہرحال یہ خواب اچھی ہے آپ کی تیسری خواب بھی اچھی ہے۔
اور عاجز دعا سے غافل نہیں ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد۔ یکم نومبر ۱۸۸۴ء

۴/۷۵

۴۔ (پوسٹ کارڈ) ازطرف خاکسار غلام احمد باخویم میاں عبد اللہ صاحب
بعد سلام مسنون۔ یہ عاجز اب تک بیمار رہا ہے۔ اور اب بھی طبیعت درست نہیں۔ اس لئے تحریر جواب سے مجبور رہتا ہے۔ طاقت تحریر جواب نہیں ہے۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۴ء
بحافظ رحمت اللہ صاحب سلام مسنون پہنچے۔

۷/۶

۵۔ (دستی خط بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو اسوقت لاہور میں تھے۔)
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بخدمت اخویم مکرم مولوی صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مسودہ خط شکستہ آں مخدوم جو محمد شاہ نام ایک شخص نے مجھکو دیا ہے۔[1]

---

[1] جس اشتہار کا اس خط میں ذکر ہے۔ یہ وہ اشتہار ہے۔ جو سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق و آئینہ کمالات اسلام و برکات الدعا کے اخیر میں بھی لگا کر شایع کیا گیا تھا۔ اور جس کے ایک صفحہ پر اردو مضمون متعلق براہین احمدیہ و دعوے ماموریت و مجددیت ہے اور دوسرے صفحہ پر اسی اردو مضمون کا انگریزی میں ترجمہ ہے۔ اور جس جلد کا

مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا۔ دوسرا مسودہ جو شمس الدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے پڑھ لیا۔ اس عاجز نے محض اتمام حجت کی غرض سے یہ قصد کیا ہے۔ بعد اجرائے نوٹس اگر کوئی مقابلہ کے لئے آیا یا نہ آیا۔ بہر حال اتمام حجت ہے۔ اور احدی الحسنیین سے خالی نہیں۔ انشاء اللہ تعالٰی عمر کا اعتبار نہیں جس قدر جلدی ہو بہتر ہے اخیر خط میں یہ عبارت ضرور چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص آنے کا ارادہ کرے تو اول بذریعہ درخواست اپنے ارادہ سے مطلع کرے۔ میاں عبداللہ پٹواری جو اس کام کے لئے گئے ہوئے ہیں ان کو آپ فہمائش کر دیں۔ کہ دو ہزار اشتہار انگریزی لیکر قادیان میں آجائیں۔ اور خطوط بعد میں پہنچ جائینگے۔ انکا زیادہ توقف کرنا کچھ ضروری نہیں والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۹ فروری ۱۸۸۵ء۔

۶/۷۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی میاں عبداللہ صاحب
بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' چونکہ خطوط کے چھپنے میں ابھی دیر ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ آپ دو ہزار اشتہار انگریزی لیکر قادیان چلے آویں۔ اور جس روز یہ خط پہنچے۔ اسی روز روانہ ہو آویں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) اس میں ذکر ہے یہ وہ خط ہے۔ جو اشتہار مذکور کے ساتھ حضور نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور پیشواؤں کے نام رجسٹر ڈ کرا کر بھیجا تھا۔ اور جس میں دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کے لئے بغرض نشان دیکھنے کے یہاں آکر رہنے والے غیر مذہب کے ممتاز لوگوں کو دینے کا ذکر ہے۔

کہ میاں شیخ محمد خاں انبالہ کیطرف جائیں گے۔ اور اسی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ مگر توقف نہو فی الفور چلے آویں۔ اور دو ہزار اشتہار لے آویں والسلام
خاکسار غلام از قادیان

(نوٹ) یہ خط بھی حضور نے ۹ فروری ۱۸۸۵ء کو ہی لکھکر مولوی عبداللہ صاحب کے نام ارسال فرمایا تھا۔ جو ۱۰ فروری کو لاہور میں پہنچا۔ جیسا کہ ڈاک خانہ کی مہر سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

۷/۸۔ (پوسٹ کارڈ) یکم مارچ ۱۸۸۵ء۔
از عاجز غلام احمد بعد سلام مسنون۔ مناسب ہے کہ آپ جلد تر کچھ خطوط مطبوعہ ساتھ لیکر (اگر سب کا لانا ممکن نہو) آجائیں کہ بہت دیر مناسب نہیں اور بروقت آنے کے اشیاء مفصلہ ذیل ساتھ لاویں۔ پان عمدہ۔ کاتھ۔ چونہ۔ تمباکو زردہ جو پان میں کھاتے ہیں۔ مہندی وسمہ۔ یہ سب خرچ اور بجواپنے لئے ضرورت ہو۔ منشی الٰہی بخش صاحب سے لے لیں۔ اور کل خرچ کا حساب ساتھ لے آویں۔ اگر تین روز اور ٹھیر کر کام ہو سکتا ہو۔ تو ٹھیر جاویں۔ ورنہ آجائیں۔ بخدمت منشی الٰہی بخش صاحب سلام مسنون۔

خاکسار غلام احمد

لہ مصنف عصائے موسےٰ۔

۷۹/۸۔ (دستی خط) بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اگرچہ ڈمی کاغذ کی کتابیں اب شاید تین چار باقی ہیں۔ اور اندرونی بہت ضایع ہو گئیں لیکن آپ کی تاکید کے لحاظ سے بھیجی جاتی ہیں۔ طبیعت اس عاجز کی بدستور ہے۔ چونکہ اس جگہ مہمانوں کی اس قدر کثرت ہے۔ کہ اکثر وقت ان کی ملاقات میں خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عاجز تردد میں ہے۔ کہ ترتیب و تالیف حصہ پنجم کے لئے کس طرح فرصت نکالی جائے۔ بارہا یہ دل میں گذرتا ہے۔ کہ کسی ایسی طرف چلا جائے۔ کہ جس میں کوئی پرسان نہ ہو۔ تا خاطر خواہ فراغت سے محنت اور کوشش کیجائے۔ مگر ابھی تک کوئی جگہ قائم نہیں ہوئی۔ آپ نے جس قدر سعی اور توجہ کی ہے۔ اس کے صلہ میں رسمی شکر گذاریوں سے درگذر کر کے یہ چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مولا کریم عز اسمہ و جل شانہ' آپ کی اس خدمت کو اپنی رضامندی اور خوشنودی کا موجب کرے۔ کہ انسان کے لئے یہ بڑی مہم عظیم ہے۔ کہ اس کا مالک اس پر راضی ہو جائے۔ یہی فوز عظیم ہے۔ جسکو بذریعہ مخلصانہ عملوں کے طلب کرنا چاہیئے۔ خدا ہم کو اور آپ کو اس سے متمتع فرما دے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد

۸۰/۹۔ (پوسٹ کارڈ) السلام علیکم۔ میری دانست میں شاعت ہدایت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۲ دسمبر ۱۸۸۵ء

(نوٹ) جس رات نہایت کثرت کے ساتھ ستارے ٹوٹتے تھے۔ ان کو دیکھکر مولوی عبداللہ صاحب نے حضور کی خدمت میں بذریعہ عریضہ ان کے متعلق استفسار کیا تھا۔ جس کے جواب میں حضور نے یہ نوازش نامہ مولوی صاحب موصوف کو لکھا۔

۸۱/۱۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی میاں عبداللہ صاحب

بعد سلام مسنون۔ میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ چونکہ کام ابھی دس پندرہ روز کا معلوم ہوتا ہے۔ اس قدر عرصہ تک آپ کا امرتسر میں ٹھہرنا بے فائدہ ہے۔ سو بالفعل واپس چلے آویں۔ اور مفصلہ ذیل چیزیں خرید کر لے آویں۔ پھول عمدہ۔ انگریزی چونہ درز عمارت مسجد بند کرنے کی ۲ پیسہ کی۔ پنسل ہٹی۔ برف۔ انار عمدہ شیریں ۲۔ اگر انار عمدہ ملیں۔ تو تین ۳ انار لیتے آنا۔ ورنہ خیر۔ اور آج تنخواہ ۲ عدد بیس ۲۰ روپیہ منشی امام الدین صاحب کو بھیجے گئے ہیں۔ اگر دو تین روپیہ کی ضرورت ہو۔ تو ان سے لے لینا۔ اور پیسہ تیل ہٹی بٹالہ میں بر مکان مولوی غلام علی صاحب جو ذیل گھر میں رہتے ہیں۔ چھوڑ آنا۔ یہاں سے کوئی آ نا لے آئیگا۔

غلام احمد عفی عنہ (تاریخ مہر ڈاک خانہ قادیان ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء)

(نوٹ) منشی امام الدین صاحب حضور کے کاپی نویس تھے۔ جن کی تنخواہ بیس ۲۰ روپیہ ماہوار حضور کی طرف سے مقرر تھی۔ اس طرح پر کہ جب ضرورت ہوتی تو انہیں امرتسر سے یہاں بلا لیا جاتا تھا۔ اور بلانے پر آ جاتا۔ معاہدہ کے رو سے اس کا فرض ہوتا تھا۔ معاہدہ یہ تھا۔

کہ جبتک یہاں رہکر کام کرے بیس روپیہ ماہوار اور کھانا اسے دیا جایا کریگا۔

۸۲
۱۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
اخویم مکرم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔
میں اس وقت بوجہ کثرت کار اس قدر کم فرصت ہوں۔ کہ بیان
نہیں کرسکتا۔ تمہارے لئے کئی دفعہ دعا کروں گا۔ کہ اللہ جل شانہٗ
مشکل پیش آمدہ سے مخلصی عطا فرماوے۔ بخدمت مولوی صاحب
سلام مسنون کہدیں۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء از قادیان
(نوٹ) مولوی محمد یوسف صاحب۔ جو مولوی عبد اللہ صاحب کے
ماموں تھے۔

۸۲
۱۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مناسب ہے۔ کہ چند روز
یا اگر فرصت ہو۔ تو ایک دو ماہ کے لئے اس جگہ آجاویں تا تبدیل خیال ہو۔
اللہ جل شانہٗ کے ہر ایک کام میں اسرار اور مصالح ہیں۔ بہشت کے وارث
وہی متقی ہیں۔ جو دنیا کا دوزخ اپنے لئے قبول کر لیتے ہیں۔ خدا را راضی کن
تا جہاں از تو راضی شود۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ
بخدمت مولوی محمد یوسف صاحب سلام مسنون
(تاریخ مہر ڈاک خانہ قادیان ۸ فروری ۱۸۸۷ء)

(نوٹ) حضرت مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میرا ایک
خاص جگہ پر نکاح ثانی کا ارادہ تھا۔ جس کے لئے میں کوشش کر رہا تھا۔
چونکہ اس لڑکی کا والد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معتقد تھا۔
اس لئے حضور نے بھی اس کے لئے بہت کوشش کی۔ اور لڑکی
کے والد کو خود حضور نے بڑے زور سے کہا۔ اور جو جو عذر وہ پیش کرتا
رہا۔ ان سب کی حضور نے تردید کی۔ اور آخر یہاں تک فرما دیا۔ کہ ان
سب باتوں کا مجھے آپ ضامن سمجھیں۔ مگر اس نے اپنی بیوی کی ناراضگی
کا عذر کر کے صاف انکار کر دیا۔ جس پر حضور فرماتے تھے۔ کہ مجھے بہت
رنج ہوا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ تا زیست اس کی شکل نہ دیکھوں۔
(چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس کے بعد اسے حضور کی زیارت نصیب
نہ ہوئی۔ جب حضور نے مجھے اس گفتگو کا واقعہ سنایا۔ تو فرمایا۔ کہ یہ
کہتا ہے۔ کہ میرا خدا اور میرا رسول اور میرا پیر میری بیوی ہے۔ جس
جگہ وہ کہے گی۔ وہاں کروں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے
نکاح ثانی کے بارہ میں اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد جو ایک سے زیادہ نکاح کے متعلق ہے۔ اسے سنایا۔ اور
نیز اسے خود بھی اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ جسے اس نے اپنی بیوی
کی وجہ سے ڈر کر صاف انکار کر دیا۔ حضور کی اس کوشش سے قبل جب
حضور نے اس بات کے لئے دعا فرمائی تھی۔ تو حضور کو اس بارہ میں
یہ تین الہام ہوئے تھے (۱) "ناکامی" (۲) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
(۳) "فصبر جمیل"۔ ہاں اس سے قبل حضور نے اس رشتہ کے لئے
اس شخص کو خط لکھا تھا۔ جس کے بعد حضور کو الہام ہوا "ناکامی" پھر بعد

والے اور اس الہامی اطلاع کے بعد اس شخص کی طرف سے بھی نفی میں جواب
آگیا۔ جس پر مجھے بہت گھبراہٹ ہوئی۔ اور اس رشتہ سے نومید ہوگیا۔
اور حضور کی خدمت میں بھی عرض کیا۔ کہ اب کوشش بے فائدہ ہے۔
کیونکہ نہ صرف اُن کی طرف سے انکار ہوا ہے۔ بلکہ الہام کے ذریعہ سے
بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اس میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ تو حضور نے
فرمایا۔ کہ نہیں ہم کوشش نہیں چھوڑتے۔ بلکہ اب ہم خود اسے کہیں گے۔
اور فرمایا۔ کہ جو تجویزیں اور تدبیریں ہم نے اختیار کی تھیں۔ ان میں بھی
ناکامی ہو چکی ہے۔ اور ممکن ہے کہ کسی اور طریق سے اللہ تعالٰے ہمیں
کامیاب کردے۔ کیونکہ کل یوم ھو فی شان ہر دن اس کی
نرالی شان ہوتی ہے۔ اس سے چند روز بعد حسن اتفاق سے ایک جگہ پر
حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور عشاء کی نماز کے بعد چارپائی پر
لیٹے ہوئے تھے۔ اور چند معزز خدام بھی حاضر خدمت تھے۔ جن میں
وہ شخص بھی تھا۔ حضور نے ان احباب سے فرما دیا تھا۔ کہ اب آپ
لوگ آرام کریں۔ ہمیں ان سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ وہ لوگ اٹھ کر
چلے گئے۔ اور وہ شخص اٹھکر حضور کے پاؤں دبانے لگ گیا۔
بیشتر اس سے کہ حضور کے ساتھ گفتگو شروع کرتے۔ کشف میں حضور
نے دیکھا کہ اس شخص نے حضور کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر دست
(راسہال) پھیر دیا۔ اور پھر کشف ہی میں حضور نے دیکھا۔ کہ اس کی
دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کٹ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ
جب مجھے یہ کشف ہوا۔ تو میں اس وقت سمجھ گیا تھا۔ کہ اس معاملہ
میں نیچے نہایت گندہ جواب دیگا۔ چنانچہ اس نے حضور کو ایسے ہی جواب

دے۔ جواس نوٹ کے شروع میں درج کئے جا چکے ہیں۔ اس نشان کیطرف
حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں میرا ذکر کرکے اشارہ فرمایا ہے۔
انہی کے بعد اس نے اپنی اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کردیا۔ جس سے
مجھے از سر نو پریشانی ہوئی۔ اس بات کی حضور کو اطلاع پہنچ گئی۔ جس پر
حضور نے یہ خط ۱۲ لکھکر مجھے اپنے پاس بلا لیا جب اس نے اس لڑکی
کا دوسری جگہ نکاح کردیا۔ تو اس کے بعد یہ واقعات اس کو پیش آئے کہ
پہلے اس کا سب سے بڑا اور نوجوان لڑکا مرگیا۔ جس کا اسے بہت ہی صدمہ
پہنچا۔ اس کے بعد اس کا پوتا چھوٹی عمر کا جو اسے بہت ہی عزیز تھا۔ مرگیا۔
اس کے بعد اس کا دوسرا نوجوان لڑکا مرگیا۔ اس کے بعد اس کی اسی
بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اور ان سب کے واقعات وفات دیکھکر آخر وہ
خود بھی مرگیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکی کا خاوند بھی ایک لڑکا
اور ایک لڑکی چھوڑ کر مرگیا۔ اور وہ لڑکی بیوہ ہوگئی۔
میری دوسری شادی اس شخص کی زندگی میں ہی حضور نے
ایک جگہ کرادی تھی۔ جو فریقین کے لئے بفضلہ تعالٰے بہت ہی مبارک
ثابت ہوئی۔ جب اس نے اس بات کو مشاہدہ کرلیا اور نیز اس پر
مذکورۂ بالا صدمات آئے۔ تو وہ اپنے انکار پر بہت پچھتایا۔ اور مجھے
کہا۔ کہ آپ بذریعہ خط حضرت اقدس کے پاس میرے لئے سفارش کریں۔
کہ حضور مجھے معافی دیدیں۔ اور میری بیعت منظور فرما دیں۔ چنانچہ
میں نے حضور کی خدمت میں اس کی معافی اور بیعت کے لیے خط لکھدیا۔
حضور نے اس کی بیعت منظور فرمالی۔

۸۴/۱۴ - (پوسٹ کارڈ) مشفقی کرمی میاں عبداللہ صاحب سلمہ
بعد سلام مسنون ۔ آپ بواپسی ڈاک یہ تحریر فرماویں ۔ کہ آپ کے ضروری کام کس قدر عرصہ تک ختم ہو سکتے ہیں ۔ اگر آپ کا حرج نہ ہو تو بہتر ہے کہ یکم اکتوبر ۱۸۸۷ء تک ضرور اس جگہ پہنچ جائیں اور اگر کچھ حرج ہو ۔ تو اطلاع بخشیں ۔ والسلام ۔ بخدمت کرمی مولوی دنیز حکیم صاحب سلام مسنون پہنچے ۔
خاکسار غلام احمد ۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۷ء

۸۵/۱۴ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی ۔
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ بعد سلام مسنون اب کام بہت قریب ہے ۔ آپ کو فرصت ہو ۔ اور کسی قسم کا حرج قلیل یا کثیر نہ ہو ۔ تو آنا چاہیئے ۔ اور اگر حرج ہو ۔ تو اطلاع دینا چاہیئے ۔ جواب سے جلدی مطلع کریں ۔ والسلام
خاکسار غلام احمد ۔ از قادیان ۲۶ ستمبر ۱۸۸۷ء

۱۵ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی ۔ مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپکے تفرقہ اور واقعہ وفات آپکی دادی صاحبہ سے بہت حزن و غم ہوا ۔ خدا تعالیٰ آپکو تسلی بخشے ۔ میں تم پر بہت راضی ہوں ، اور جانتا ہوں ۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے دل میں اخلاص اور محبت بھری ہوئی ہے ۔ اور لوگوں کے بگڑنے اور بدظن ہو جانے سے مجھے اندیشہ نہیں ۔ بلکہ راحت ہے خس کم جہاں پاک ۔ میں مخلوق پرست نہیں ہوں ۔ کہ مخلوق کی دوستی یا دشمنی پر نظر رکھوں ۔ زیادہ خیریت ہے والسلام ۔ خاکسار غلام احمد ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء ۔

۸۷/۱۴ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مشفقی کرمی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ عنایت نامہ پہنچا ۔ بشیر احمد سخت ٭ [illegible]گ تھا ۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ اس پر ایسی نوبت آئی ۔ کہ معلوم ہوتا تھا ۔ کہ گویا [illegible]ی دم ہے ۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ بہت آرام ہے ۔ میاں اسمٰعیل کے وفا فرزند [illegible]ل غم و اندوہ ہے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اسمٰعیل بیچارہ پر بڑا صدمہ [illegible]ا ۔ خدا تعالیٰ اسے صبر بخشے ۔ میں نے ایک اشتہار آپکی خدمت میں بھیجا تھا ۔ [illegible]ین کہ پہنچ گیا ہوگا ۔ ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں والسلام ۔
خاکسار غلام احمد از قادیان ۔ ۱۱ اگست ۱۸۸۸ء

۸۸/۱۴ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ کل کی ڈاک میں آپ کا خط پہنچ کر [illegible]وجب خوشی و خرمی ہوا ۔ میں آپ کے اخلاص اور محبت سے شکر گذار [illegible]ہوں ۔ جزاکم اللہ خیراً ۔ آج چند اشتہار بھیجے جاتے ہیں ۔ اور سب [illegible]رح سے خیریت ہے ۔ بشیر احمد بفضلہ تعالیٰ صحیح و تندرست ہے ۔ گویا [illegible]نئے سرے اللہ تعالیٰ نے اس کے قالب میں جان ڈالی ہے ۔ مولوی [illegible]محمد یوسف صاحب و دیگر احباب کو السلام علیکم ۔
خاکسار غلام احمد از قادیان ۔ ۲۳ اگست ۱۸۸۸ء

٭ [illegible] یہاں "تو بیمار" کا لفظ اصل خط سی ہی رہ گیا ہوا ہے اسلئے یہاں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے ۔
م ۔ بشیر اول ۔

۸۹ / ۱۸ - (رجسٹرڈ پوسٹ لفافہ)

(یہ مکتوب گشتی پہلے درج ہو چکا ہے)

(منقول از نسخہ منقولہ جو خود حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نقل کروا کر اس کے آخر میں خود دست مبارک سے حسب ذیل کلمات تحریر فرمائے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ایک نقل جواب مولوی حکیم نورالدین صاحب آپ کی خدمت میں روانہ کروں۔ سو بھیجتا ہوں۔ باقی خیریت ہے۔ ہمیشہ اپنے حال خیریت مآل سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۸ر نومبر ۱۸۸۸ء

۹۰ / ۱۹ - (پوسٹ کارڈ) عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی رویا انشاء اللہ القدیر نہایت عمدہ ہے۔ بہر حال جلد یا دیر سے اس کا ظہور ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں نے رفع وساوس خام طمع لوگوں کے لئے چند اشتہار چھپوائے ہیں۔ امرتسر میں چھپ رہے ہیں جب آئیں گے۔ تو اشتہار بھیجا جائیگا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
۱۷ر دسمبر ۱۸۸۸ء

۹۱ / ۲۰ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۹ر جمادی الاول کو میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین احمد رکھا گیا بروز جمعہ اس کا عقیقہ ہے اطلاعاً لکھا گیا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۵ر جنوری ۱۸۸۹ء

۹۲ / ۲۱ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا اخلاص نامہ پہنچا۔ چونکہ مجھے پہلے سے آپ کے آنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے آپ کی تحریر سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ امید کہ بلا توقف دو چار روز تک ہی آجائیں۔ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے لوگوں کے خطوط کا جواب بھی نہیں لکھا جاتا۔ امید ہے کہ آپ ہر ایک طرح کا کام محض للہ کر کے مجھے آرام پہنچائیں گے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۲ر جنوری ۱۸۸۹ء

۹۳ / ۲۲ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

مشفقی محبی میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ خط کے پڑھنے کے بعد آپ کیلئے دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ آپکے ترددات دور فرمائے۔ آمین۔ اور دین میں استقامت بخشے آمین روحی ہونا صرف ایک ہی خیال سے پیدا ہو جاتا ہے جلد جلد اپنے حالات خیریت سے مطلع فرمایا کریں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۱ر جولائی ۱۸۸۹ء۔

۹۴
۲۳ ۔ (پوسٹ کارڈ) ۲۲ر فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سنوری ۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ میں سنتر و روز سے لدھیانہ آیا ہوا ہوں ۔ محلہ اقبال گنج اترا ہوا ہوں ۔ آپ کو اطلاع دی گئی تھی ۔ مگر کمال افسوس کہ آپ کا خط تک نہیں آیا ۔ ابھی میں ۴ر مارچ ۹۱ء تک اسی جگہ ہوں ۔ اس لئے متکلف ہوں ۔ کہ اپنی خیریت سے اطلاع دیں ۔ اور اگر ایک دن کے لئے آجائیں ۔ تو بہت خوب ۔ از طرف حامد علی اور حافظ نور احمد ۔ السلام علیکم ۔

راقم غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۹۵
۲۴ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ عرصہ دو ماہ سے یہ عاجز بیمار ہے ۔ پہلے دنوں میں بیماری کی ایسی شدت ہوئی تھی ۔ بظاہر امید زندگی منقطع ہو چکی تھی ۔ بلکہ خبر وفات مشہور ہو گئی تھی ۔ اب بفضلہ تعالیٰ بہت کچھ آرام ہے ۔ مگر تاہم ضعف و ناتوانی اس قدر ہے کہ خط لکھنا تو درکنار لکھوانا بھی مشکل ہے اور ہر طرف سے خط بکثرت آتے ہیں ۔ آپ براہ مہربانی اس وقت اپنے وعدہ کا ایفا فرماویں ۔ یعنے ایک دو ماہ تک یہاں رہ جاویں ۔ تو مجھ کو بہت مدد ملے گی ۔ اور آپ کو ثواب ہوگا ۔ خدمت مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم ۔ براہ مہربانی بہ خط

جہاں میاں عبداللہ صاحب ہوں ۔ وہیں پہنچا دیں ۔ والسلام
مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۳۱ر مئی ۹۰ء

(یہ خط و نیز خطوط ۲۵ لغایت ۲۷ حضرت اقدس کے اپنے دست مبارک کے لکھے ہوئے نہیں مگر لفظ بہ لفظ لکھوائے ہوئے حضرت اقدس ہی کے ہوتے ہیں ۔ واللہ اعلم)

۹۶
۲۵ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ ۔ آپ کا خط پہنچا ۔ چونکہ میں ایک عرصہ سے بیمار ہوں ۔ اور بہت ناطاقت ہو گیا ہوں ۔ اس لئے مجھ سے خطوط کا جواب نہیں لکھا جاتا ۔ اگر آپ ایسے موقعہ پر دو مہینے کے لئے آجائیں ۔ تو بہتر ہوگا ۔ امید ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ تک وصولی مالیہ سے فراغت ہو جائے گی ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام
مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۴ر جون ۹۰ء

۹۷
۲۶ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ ۔
آپ کا خط ہو پہنچا ۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق رو بصحت ہے الحمد للہ آپ بعد وصول مالیہ اس جگہ آنے کا قصد کریں ۔ عوضی مقرر کرا کر رخصت حاصل نہ کریں ۔ بعد وصولی مالیہ بہ تکمیل تمام رخصت لیکر آرام سے

آجاویں جلدی نہ کریں۔ تاکہ حرج نہو زیادہ خیریت ہے والسلام۔
مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۱۷؍ جون ۹۰ء

۹۸ / ۲۷ ۔ (پوسٹ کارڈ) مرسلہ مرزا غلام احمد۔ قادیان ۔ ۲۰؍ جون ۹۰ء

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' آپ کا کارڈ پہنچا۔ پہلے خط کا جواب دیا گیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ایک دو مہینے کے واسطے بغرض تبدیل آب و ہوا دس بارہ روز تک بمقام لدھیانہ جاؤں گا آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ آپ بعد فراغت از کام و فرائض منصبی اپنے کے رخصت لیکر آرام سے آویں۔ والسلام۔

(تاریخ روانگی از ڈاک خانہ قادیان ۲۱؍ جون ۹۰ء)

۹۹ / ۲۸ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی ۔

مشفقی اخویم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز بمقام لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۔ مکان شاہزادہ حیدر مقیم ہے۔ اسی جگہ پر آپ تشریف لاویں۔ بوجہ علالت و ضعف زیادہ نہیں لکھ سکا۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۵؍ جولائی ۹۰ء

۱۰۰ / ۲۹ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

ایک اور ضروری کام ہے آتے ہوئے ایک روپیہ کے جوڑہ مرغ

[کے] ایسے مرغ جو کم عمر ہوں ۔ چھ مہینہ سے زیادہ کے نہ ہوں ۔ ضرور خرید کر [لے] آویں اس جگہ سے وہ سب روپیہ انشاء اللہ دیا جائیگا ۔ چار روپیہ [کے ...] اور ایک روپیہ کے مرغ نوجوان کل پانچ روپیہ ۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۶؍ جولائی ۹۱ء از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۔

۱۰۱ / ۳۰ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ'

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ نہایت تعجب کا مقام ہے ۔ کہ پھر نہ آپ [آئے] ۔ اور نہ کوئی خط آیا ۔ سخت حیرانی اور تفکر ہے ۔ مناسب ہے ۔ کہ جو اپنی [جلد] اپنے حالات خیریت سے اطلاع دو ۔ اور یہ بھی کہ اب آنا ہو سکتا ہے [یا] نہیں میں نے سنا تھا ۔ کہ بباعث کاروبار مردم شماری آنا مشکل ہے ۔ [او]ر اپنے حال سے جلد اطلاع دیں والسلام ۔
خاکسار غلام احمد از لدھیانہ ۷؍ ستمبر ۱۸۹۰ء

۱۰۲ / ۳۱ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچ کر باعث تسلی ہوا ۔ عاجز ابھی اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ۔ اخیر ستمبر تک اسی جگہ لدھیانہ میں [ر]ہی ہے ۔ باقی خیریت ہے ۔ بخدمت سید محمد شاہ صاحب السلام علیکم ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۔ ۹؍ ستمبر ۱۸۹۰ء

۳۲/۱۰۳۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ عاجز بتاریخ ۱۵ر اکتوبر ۱۸۹۰ء بروز بدھ بروقت ۱۲ بجے دن کے انشاء اللہ القدیر قادیان کے طرف روانہ ہوگا۔ اس لئے اطلاع کرتا ہوں۔ کہ اگر ممکن ہو۔ تو ملنے کیلئے آجاویں اور اگر حرج کار ہو۔ تو خیر۔ کسی دوسرے وقت ملاقات ہو جائے گی اپنی خیریت سے مطلع فرماویں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۲ر اکتوبر ۱۸۹۰ء

۳۳/۱۰۴۔ (پوسٹ لفافہ) مشفقی ومحبی اخویم میاں عبداللہ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون واضح ہو کہ آپ کا کارڈ مورخہ پہنچا۔ امر[1] معلومہ کے واسطے کوشش کی گئی ہے۔ اور حسب درخواست آپ کے ایک شخص کو اس امر کے واسطے کہدیا گیا ہے بندوبست ہو رہا ہے۔ جس وقت معاملہ طے ہو جاتا ہے ان کو اطلاع دیجائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اختتام مردم شماری کے بعد یہاں قادیان میں آویں۔ اور ضرور آویں۔ بالمشافہ اس امر معلومہ پر زیادہ گفتگو کی جائے گی۔ ایک جدید رسالہ بنام فتح اسلام تیار ہوا ہے اور مطبع میں زیر طبع ہے۔ عنقریب شایع ہوا چاہتا ہے۔ یہ رسالہ دنیا میں ایک بالکل ظاہر نئی مگر دراصل قدیم بات کا ظاہر کرنے والا ہوگا۔

[1] لہ۔ مولوی صاحب کا نکاح ثانی ۱۲۔

آپ عنقریب اس کو مطالعہ کرینگے۔ بعد اس کے کہ مطبع سے نکلتا ہے۔ آپ کے پاس بھیجدیا جائے گا۔ اور سب طرح فضل آلٰہی سے خیریت ہے۔
راقم مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۰ء
(یہ خط بھی حضرت اقدس کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

۳۴/۱۰۵۔ (پوسٹ کارڈ) نحمدہ ونصلی۔
محبی اخویم منشی عبداللہ صاحب سلمہ ربہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد مدعا یہ ہے۔ کہ خط مرسلہ آپ کا آیا۔ حال معلوم ہوا۔ آپ کے کام[1] کا انتظام درپیش ہے۔ آپ تسلی رکھو۔ اور دعا بھی کروں گا۔ والسلام خیر الختام۔
۲ر جنوری ۱۸۹۱ء مرزا غلام احمد از قادیان
از بندہ خدا بخش جالندھری شیخ حافظ حامد علی السلام علیکم۔
(اور یہ خط ۳۳ بھی مثل خط ۳۲ حضور کا اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا نہیں ہے)

۳۵/۱۰۶۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعث روپیہ آپ کے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ آپ کے تفکر پیش آمدہ کی نسبت ضرور تحریر فرماویں۔

[1] لہ۔ مولوی عبداللہ صاحب کا نکاح ثانی ۱۲۔

ب اس سے ہر طرح خدا تعالےٰ نے نجات بخشی ہے۔ باقی خیریت ہے۔
لام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۷ مارچ ۱۸۹۱ء

۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
اخویم محبی۔ السلام علیکم۔ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے لئے دعا کی گئی۔ اور حوالہ بخدا وند کریم
کیا۔ آپ ضرور دو ماہ کے لئے میرے پاس آجاویں۔ کہ میرے پاس
وط کا کام بہت ہے۔ اور میں ایک طرف بیمار ہوں۔ ایک طرف
م بہت ہے۔ سخت لاچار ہوں۔ مکان وہی لدھیانہ محلہ اقبال گنج
ے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ۔ ۱۵ مارچ ۱۸۹۱ء

۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ تعالےٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کارڈ پہنچا۔ مگر ایسے وقت میں
ں بوجہ خارش بہت تکلیف میں تھا۔ میں انشاء اللہ القدیر آپ
لئے بہت دعا کروں گا۔ میں چند ہفتہ سے بہت علیل ہوں۔
تعالےٰ آپ کی پریشانی دور فرماوے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان

تاریخ بروئے مہر ڈاک خانہ قادیان $\frac{12}{1}$ ۹۱ ۵

$\frac{109}{38}$ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
اس وقت ایک رسالہ "نشان آسمانی" آپ کی خدمت میں
ارسال ہے۔ اور رسالہ دافع الوساوس طبع ہو رہا ہے۔ شاید دو ماہ
تک چھپ جاوے۔ دیکھئے آپ کی ملاقات کب ہوتی ہے۔ اپنی ملاقات
سے مسرور الوقت کرتے رہیں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۳ جولائی ۱۸۹۲ء

$\frac{110}{39}$ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے
مقدمہ کے لئے بحضرت عزت جل شانہ و عز اسمہ دعا خیر کی گئی۔ اللہ
جلشانہ منظور فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کے آنے کی خوشخبری سے
بہت خوشی ہوئی۔ کتاب آئینہ کمالات اسلام چھپ رہی ہے۔
باقی سب خیریت ہے۔ اور آپ کی انتظار۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۴ ستمبر ۱۸۹۲ء

$\frac{111}{40}$ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
عزیزی محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالےٰ
آپ کو کامیاب کرے۔ دعا کی گئی ہے۔ امید کہ تا دستدا د ملاقات اپنے

حالات خیریت سے مطلع فرماتے رہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

۴/۱۱۲۔ مکتوب حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جو حضرت ممدوح نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جناب مولوی عبداللہ صاحب سنوری کو بھیجا!

(پوسٹ کارڈ) السلام علیکم آج صبح کے آٹھ بجے تین شوال ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء حضرت کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ مبارک باد سب احباب کو اطلاع دے دینا والسلام۔
نورالدین۔ ۲۰ اپریل ۹۳ء۔ از قادیان

۴/۱۱۳۔ (پوسٹ کارڈ) محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ، میں کل قریباً ایک ماہ سفر میں رہکر قادیان میں آیا ہوں۔ اُمید کہ اپنے صاحبزادہ کی خیر و عافیت سے مطلع فرماویں۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد ۱۵ دسمبر ۱۸۹۳ء

۴/۱۱۴۔ (پوسٹ کارڈ) عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم۔ میں نے دعا کی ہے۔ اور بلاناغہ آپ کے لیے دعا کروں گا خدا تعالےٰ آپ پر اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اس وقت نہایت کم فرصتی ہے اس لئے کم لکھا۔ والسلام
خاکسار غلام احمد ۲۶ فروری ۱۸۹۴ء

۴/۱۱۵۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
محبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں بوجہ علالت طبیعت جلدی سے جواب نہیں لکھ سکا۔ جو کچھ آپ نے مجھ سے مشورہ لینا چاہا ہے۔ میری دانست میں اس کام میں بہت احتیاط اور سوچ لینا چاہیئے۔ اور میری دانست میں جب تک آپ نہ دیکھ لیں۔ جلدی نہیں کرنا چاہیئے۔ بوجہ علالت زیادہ نہیں لکھ سکا۔ مگر اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔
بخدمت اخویم سید محمد شاہ صاحب السلام علیکم
از قادیان۔ ۲۵ مارچ ۱۸۹۴ء

(نوٹ) یہ مشورہ مولوی عبداللہ صاحب نے ایک جگہ پر اپنے نکاح ثانی کے متعلق بذریعہ عریضہ حضور سے لیا تھا۔ جس کی تاریخ نکاح (۲ شوال ۱۳۱۱ء) بھی اور دو سو روپیہ مہر بھی مقرر ہو چکا تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے محض تبرکاً حضور سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا تھا۔ اور اپنے عریضہ میں ظاہر بھی کر دیا تھا۔ کہ تمام امور طے ہو چکے ہیں۔ صرف تبرک کے لئے حضور سے مشورہ طلب کیا ہے۔ جس پر حضور نے یہ جواب لکھکر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی اشد تاکید فرمائی۔ چنانچہ میں حضور کے اس ارشاد کی بنا پر رمضان شریف

ہی میں غوث گڈھ سے دو تین احباب کو ہمراہ لیکر اس گاؤں میں پہنچا
اور جاکر بچشم خود اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ کوئی بدشکل نہیں تھی۔ مگر مجھے
اس کی شکل دیکھتے ہی اس سے اس قدر نفرت اور کراہت ہوئی کہ
جس کو میں بیان نہیں کرسکتا۔ اس وجہ سے اس نکاح کی تجویز منسوخ
کی گئی۔ اور میرا ایمان حضرت اقدس پر اور بھی بڑھ گیا۔

۱۱۶/۴۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ اپنے والد صاحب کی
طبیعت کا حال لکھیں۔ ابھی اشتہار چار ہزار[له] چھپکر نہیں آیا جس وقت
آوے گا۔ انشاء اللہ آپ کی خدمت میں مرسل ہوگا۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد ۲۳/ اکتوبر ۱۸۹۴ء

۱۱۷/۴۶۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے والد صاحب کی
صحت سے خوشی ہوئی۔ اب آپ کو خدا تعالےٰ مقدمات کے ہم و غم سے
نجات بخشے۔ آج میں نے آپ کے لئے جناب باری تعالےٰ میں دعا کی
اللہ تعالےٰ آپ پر خاص فضل کرے۔ آمین ثم آمین۔ امید کہ اپنے حالات

له۔ چار ہزار روپیہ والا اشتہار جو آتھم کے متعلق شائع فرمایا تھا ۱۲

خیریت آباد سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ یکم نومبر ۱۸۹۴ء
آپ کے پاس اشتہار تین ہزار و چار ہزار پہنچ گئے یا نہیں۔

۱۱۸/۴۷۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجی مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے لئے حضرت باری
عز اسمہ میں تہجد میں دعا کی گئی۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے
مطلع و مسرور الوقت فرماویں۔ اور اس جگہ بفضلہ تعالےٰ سب طرح
سے خیریت ہے اپنی خیریت و عافیت سے جلد مطلع فرماویں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۲/ نومبر ۱۸۹۴ء
(نوٹ) مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا
کی قبولیت ایک عظیم الشان نشان کی صورت میں دیکھی۔ جس کی تفصیل
یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ محکمہ نظامت بسی (ریاست پٹیالہ) میں ایک مال
کے مقدمہ میں ایک شہادت کے لئے میری طلبی ہوئی تھی۔ اور میرا
ارادہ اس رمضان میں غوث گڈھ کی مسجد میں اعتکاف کرنے کا تھا۔
ناظم صاحب بسی چونکہ مسلمان اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ میں نے پروانہ
طلبی پر رپورٹ کردی کہ یہ میرے اعتکاف کے دن ہوں گے۔ اس لئے
مہربانی فرماکر کوئی اور تاریخ مقرر فرمادیں۔ اس پر میں حاضر ہو جاؤنگا
اس رپورٹ کے پیش ہونے پر ناظم صاحب نے اس غصہ میں آکر کہ
ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ مجھے معطل کردیا۔ اور اسی تاریخ پر حاضری کا

مجھے بکر حکم بعجد یا میں اعتکاف توڑ کر بستی میں حاضر عدالت ہوگیا۔ دو ہفتے
بھر میں وہاں ہر روز کچہری میں پورے وقت کے لئے حاضر ہوتا رہا۔
کوئی پیشی نہ ہوئی۔ جس پر میرے ایک عزیز بھائی ہاشم علی صاحب
ز راہ ہمدردی میرے پاس وہاں بستی میں پہنچے۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ اس
طرح پر تو معلوم نہیں۔ آپ کو کب تک یہاں بیٹھے رہنا پڑے۔ میں
اس ناظم کے کسی رشتہ دار کی اس کے پاس سفارش لے آتا ہوں۔
یہ حاضر کرے گا۔ میں نے انہیں جواب دیا۔ کہ آپ مجھے اس بارہ میں
حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے لینے دیں۔
اس کے بعد جس طرح پر ارشاد ہوگا۔ کرینگے چنانچہ میں نے حضور
کی خدمت میں اس بارہ میں مفصل عریضہ لکھدیا۔ اور اس میں لکھا کہ
اگر حضور اجازت دیں۔ تو اس کے پاس کسی کی سفارش کرالی جائے۔
میرے اس عریضہ کے جواب میں حضور نے یہ خط بدستہٖ خاکسار کو لکھا۔
جس میں یہ بشارت تھی۔ کہ اسی کے لئے "حضرت باری عز اسمہ میں بہت
میں دعا کی گئی ہے"۔ مجھے اس والا نامہ کے پہنچتے ہی اطمینان ہوگیا۔
اور میں نے منشی ہاشم علی صاحب کو کہہ دیا۔ کہ اب کسی سفارش کی ضرورت
نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نے خدا تعالےٰ کی جناب میں سفارش
فرمادی ہے۔ اور مجھے اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ اب میرا کام بن گیا ہے۔
اس کے بعد منشی ہاشم علی صاحب واپس چلے گئے۔ اور اس سے
تین چار روز بعد میری پیشی ہوئی۔ ناظم صاحب نے اظہار افسوس
کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لیا۔ اور مجھے کام پر واپس حاضر کر دیا۔
اور ایام معطلی کی تنخواہ بھی دلادی۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ میں

جب اپنے حلقہ میں چلا گیا۔ تو اس کے پندرہ بیس روز کے بعد اپنا ایک
خاص آدمی میرے پاس بھیجوا کر مجھے اپنے پاس بلوایا۔ اور ایک اپنا
خاص اعتباری تنخ کا کام میرے سپرد کر دیا۔ اور مجھکو برکمان اپنے
پاس رکھ لیا۔ اور میری جگہ پر میری خواہش اور درخواست کے مطابق
میرے ایک شاگرد عزیز عطاء الٰہی کو جو غوث گڈھ کا رہنے والا
ہے۔ اس حلقہ غوث گڈھ پر میرا قائم مقام پٹواری کر دیا۔ میں نے
اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کے اس کام کو عرصہ ایک سال میں بہت
عمدگی کے ساتھ سر انجام دیا۔ جس سے اسے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس
عرصہ میں اس نے اپنے ماتحت ایک آسامی پر جس کی تنخواہ میری اس
وقت کی موجودہ تنخواہ سے دو چند سے بھی زیادہ تھی بغیر میری خواہش
اور اطلاع کے مجھے ترقی دلادی۔ اور اس کی منظوری بھی لے لی۔
اس کے بعد مجھے اس نے اطلاع دی۔ لیکن یہ بات مجھے پسند نہ آئی۔
کیونکہ میں غوث گڈھ ہی میں رہنا پسند کرتا تھا۔ جب اس کی منشاء کے
مطابق میں اس کے کام کو سر انجام دے چکا۔ اور اس سے فارغ
ہوگیا۔ تو چونکہ وہ کام اس کے بہت بڑے دنیوی فائدہ کا تھا۔
اس لئے وہ بہت ہی خوش ہوا۔ اور اس موقعہ پر اس نے نوکروں
کو انعامات دئے۔ اس وقت میں نے موقعہ پا کر اس سے کہا۔ کہ آپ
مجھے بھی کچھ انعام دیجئے۔ اس نے کہا اچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا
کہ آپ مجھے خوشی سے علاقہ غوث گڈھ میں عہدہ پٹواری پر ہی واپس
کر دیں۔ میں ترقی لینا نہیں چاہتا اس پر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ کہ
تو تو بیوقوف ہے۔ تیرے ساتھ میں بھی بیوقوف بن جاؤں۔

میں تو تجھ کو اس سے بھی زیادہ ترقی دیکر اپنی پیشی میں رکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی بات پر اصرار کیا۔ اور کہا کہ میں یہاں نہیں رہنا چاہتا آپ مجھے پٹوار پر حلقہ غوث گڑھ میں واپس کر دیں۔ اس کے بعد میرے والد صاحب اور دوسرے اقرباء کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ وہ ناظم مجھے اپنی پیشی میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور میں انکار کر رہا ہوں۔ اور پٹوار پر غوث گڑھ واپس آنا چاہتا ہوں۔ اس بات سے میرے والد صاحب و دیگر متعلقین سب ناراض ہوئے آخر میں نے یہ معاملہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہمارے نزدیک آپ کا غوث گڑھ میں رہنا مفید ہے۔ اس پر میں نے سب کو قطعی جواب دیدیا۔ اور ناظم صاحب کو بھی کہدیا۔ کہ میں واپس ہی جاؤنگا۔ آخر انھوں نے افسوس کے ساتھ لکھا کہ میں نے تو تمہیں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایسا چاہا تھا۔ اگر ایسا نہیں چاہتا۔ تو میں اجازت دیتا ہوں۔ آخر میں واپس اپنے حلقہ غوث گڑھ میں آگیا۔ اس وقت وہ ترقی کر کے میر منشی ہوگیا تھا۔ مجھے غوث گڑھ میں واپس آنے سے بہت فائدے پہنچے۔ چنانچہ تمام گاؤں احمدی ہوگیا۔ وہ میرے غوث گڑھ واپس آجانے اور خود بڑے عہدہ پر ہوجانے کے بعد بھی میری بہت عزت کرتا تھا اور اکثر میری سفارشیں منظور کیا کرتا تھا۔ اب کچھ عرصہ سے فوت ہوچکا ہے۔

۱۱۹

۴۸۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اُمید کہ اپنی خیر خیریت اور حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماویں۔ اور اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔ ۷ر دسمبر ۱۸۹۴ء

۱۲۰

۴۹۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کی خدمت میں خط تو کئی بھیجے گئے۔ مگر چونکہ پتہ درست نہ تھا۔ اس لئے غالباً نہیں پہنچے ہوں گے۔ کل آپ کے خط پہنچنے سے خوشی ہوئی۔ کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک بلا سے نجات دی۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کے والد صاحب کو بھی جلد شفا بخشے۔ آمین۔ اُمید کہ خیر خیریت سے جلد اطلاع بخشیں گے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء

۱۲۱

۵۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ اُمید کہ اپنی صحت و تندرستی سے بہت جلد اطلاع دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلدی شفا بخشے۔ اور غم و ہم دور کرے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد
۲۰ر اپریل ۱۸۹۵ء

۱۲۲/۵۱ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سنوری سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ ایک مدت کے بعد آپ کا محبت نامہ پہنچا ۔ مقام شکر ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو ہم و غم سے نجات بخشی ۔ وہ غفور و رحیم ہے ۔ اور آخر بندوں پر رحم کرتا ہے اور جو آپ نے اپنی غفلت کا حال لکھا ہے ۔ عزیز من در حقیقت نہایت خوف کی جگہ ہے ۔ یہ زندگی جس کے ساتھ ہزار ہا بلائیں اور خوفناک مرضیں اور انواع و اقسام کی مصیبتیں لگی ہوئی ہیں ۔ وہ بجز خدا تعالےٰ کے رحم کے بسر نہیں ہو سکتی ۔ پس ہر ایک رات اور دن میں خدا تعالےٰ سے ڈرنا ۔ اور اپنے اعضاء کو بدیوں سے بچانا جانگداز مصیبتوں سے بچنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ۔ انسان کا وجود ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اپنی زندگی کا مالک نہیں ۔ رات کو ہنستا سووے اور دن کو روتا اٹھے ۔ یہی دنیا کی وضع ہے ۔ جس کی پناہ سے ہر ایک دم گذرتا ہے ۔ اگر وہی ناراض ہو تو پھر کیا ٹھکانا ہے ۔ مناسب کہ بہت استغفار کرتے رہیں ۔ اور اللہ جلشانہ کی عظمت اپنے دل میں بٹھا دیں ۔ اور میں نے آپ کے تقویٰ اور استقامت ایمانی اور صراط مستقیم کے لئے دعا کی ہے ۔ اللہ جلشانہ قبول فرماوے ۔ اور کبھی کبھی اگر رخصت مل سکے ۔ تو ضرور ملا کریں ۔ رسالہ نور القرآن جو اب چھپا ہے شاید آپ کو پہنچا ہوگا اور ایک کتاب نہایت لطیف چھپ رہی ہے ۔ چونکہ عمر کا اعتبار نہیں ۔ معلوم نہیں کہ کس وقت اس کائنات عالم سے گذر جائیں ۔ اس لئے

یہی دعا اور مدعا ہے کہ دینی خدمات حسب المراد ہم سے صادر ہوں ۔ باقی سب خیریت ہے ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۔ ۴ / جون ۱۸۹۵ء

۱۲۳/۵۲ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ مبلغ (عـــہ) حسب تفصیل آپ کے خط کے مجھ کو پہنچ گئے ۔ مگر مجھ کو ان لفظوں سے سخت حیرانی ہے ۔ جو آپ نے اپنی نسبت استعمال کئے ہیں ۔ اس واسطے اطلاع دیں ۔ تا اگر کوئی امر قابل دعا ہو ۔ تو آپ کے لئے دعا کی جاوے ۔ ایسے[1] الفاظ استعمال کرنا منع ہے ۔

خاکسار غلام احمد ۔ ۴ / جنوری ۱۸۹۶ء

آپ کا اقرار تھا ۔ ایسا ہی مجھ کو یاد ہے ۔ کہ کچھ مدت رخصت لیکر یہاں رہیں گے اللہ تعالےٰ موقعہ کرے ۔ کہ آپ رخصت لیکر آویں ۔

---

[1] مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے طرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ہے ۔ وہ یہ کہ مجھے اپنا نام "عبداللہ" لکھتے ہوئے اپنی حالت پر نظر کر کے شرم آئی ۔ اور میں نے اپنے خیال پر نظر کر کے خط کے نیچے اپنا نام بجائے عبداللہ لکھنے کے "عبدالشیطان" لکھدیا جس پر حضور نے ہدایت فرمائی ۔ ۱۲

۱۲۴/۵۳ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کو ضرور آنا چاہئیے ۔ اور کوشش کرنی چاہئیے ۔ کہ رخصت منظور ہو جاوے ۔ میں اس وقت علیل ہوں ۔ زیادہ نہیں لکھ سکا ۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۵ر فروری ۱۸۹۶ء

۱۲۵/۵۴ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط پہنچا ۔ مقدمہ کی فتح آپ کو مبارک ہو ۔ اور اس جگہ آپ کی انتظار لگی ہوئی ہے ۔ ضرور آویں ۔ مگر ایک مہینہ سے رخصت کم نہ ہو ۔ اس سے پہلے بھی ایک خط روانہ کر چکا ہوں ۔ احتیاطاً دوسرا خط لکھا گیا ہے ۔ باقی خیریت ہے ۔ والسلام ۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۸ر فروری ۱۸۹۶ء

۱۲۶/۵۵ ۔ (پوسٹ کارڈ) ۹ر اپریل ۱۸۹۶ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
محبی مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ، چونکہ میاں غلام قادر[1] کی

---

[1] ۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ میاں غلام قادر میرے رشتہ کے

طبیعت اچھی نہیں ۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے ۔ ابھی تک کچھ فائدہ نہیں معلوم ہوتا ۔ اس لئے آپ خود آکر یا کسی دوسرے کو بہت جلد بھیجکر اس بات کی تحریک کریں ۔ کہ کسی طرح وہ سنور میں چلے جائیں ۔ شاید تبدیلی ہوا سے خدا تعالےٰ فضل کرے ۔ اس میں توقف نہیں کرنا چاہئیے ۔ کیونکہ اگر حالت زیادہ خراب ہو ۔ تو پھر سفر مشکل ہے ۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۲۷/۵۶ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کا کارڈ پہنچا ۔ بہت خوشی کی بات ہے ۔ کہ آپ کی دو ماہ کی رخصت منظور ہو گئی ۔ اب آپ کو جلد اس جگہ آنا چاہئیے ۔ منشی غلام قادر صاحب کی طبیعت بہ نسبت سابق صحت کیطرف مایل معلوم ہوتی ہے ۔ البتہ تپ ہنوز دامنگیر ہے ۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے ۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد آویں ۔ دیر نہ کریں ۔ کیونکہ آپ کے آنے سے انکو بہت حوصلہ ہوگا ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۔ ۲۱ر اپریل ۱۸۹۶ء

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۸۲) بھائی تھے ۔ انہیں مرض سل ہو گئی تھی ۔ اور بہت دبلے ہو گئے تھے جسپر بغرض علاج از حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں انہیں یہاں لے آیا تھا ۔ حضرت اقدس نے بھی ان کے لئے ایک نسخہ تجویز فرمایا تھا مگر وہ جانبر نہ ہوئے اور واپس سنور پہنچکر وفات پا گئے ۔

۱۲۸/۵۷۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ اب تک نہیں آئے۔
مانع بخیر ہو۔ اول منشی غلام قادر کی نسبت میرا یہ خیال تھا۔ کہ بعض
مجرب نسخے جو میرے والد صاحب سے مجھ کو یاد ہیں۔ اور ایسی بیماریوں
کی نسبت گویا حکم اکسیر رکھتے ہیں۔ اس جگہ ان کو ٹھہرا کر استعمال
کراؤں۔ لیکن بعد اس کے مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ اس جگہ وہ دوائیں
تازہ بتازہ پیدا ہونا بہت مشکل اور محال کی طرح ہے۔ اور کسی قدر
ضعف ان کو زیادہ ہے۔ اس لئے اب تاخیر علاج میں کرنا ہرگز
مناسب نہیں ہے۔ سو میرے نزدیک بہت مناسب ہے کہ وہ سنور
میں ٹھہریں۔ اور امید ہے کہ اس جگہ وہ دوائیں روز بروز تازہ بتازہ
مل جائیں گی۔ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جہاں
تک جلد ممکن ہو۔ یہ تجویز کی جائے۔ انشاء اللہ مجھے قوی امید ہے۔
کہ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ لہذا آپ کو مکلف ہوں کہ دو تین روز کے
لئے آپ ضرور آجائیں۔ ہرگز توقف نہ کریں۔ کیونکہ ان بیماریوں میں
غفلت کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ اپنا حرج کر کے بھی آجائیں۔ اگر میں
اس جگہ اس بات کو ممکن دیکھتا۔ کہ یہ علاج بآسانی ہو سکتا ہے۔
تو آپ کو تکلیف نہ دیتا۔ مگر اب یہی دیکھتا ہوں۔ کہ بغیر ان کے سنور
رہنے کے یہ علاج ہو نہیں سکتا۔ ماسوا اس کے ان کی والدہ بھی نہایت
قلق میں ہیں۔ اس صورت میں ان کو بھی تسلی رہے گی۔ تاکید ہی ہے کہ
جلد آویں۔ اور اگر کوئی ایسا مانع ہو۔ تو اپنی جگہ عبد الرحمٰن یا کسی اور کو

بھیجدیں تاکید ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۲۱ مئی ۱۸۹۶ء
(نوٹ) مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ عبد الرحمٰن میرے
ماموں زاد بھائی ہیں۔

۱۲۹/۵۸۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ منشی غلام قادر صاحب کے خط
سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ابھی سنور میں ہیں۔ آج میں نے جواب لکھدیا ہے۔
چاہئے بکر توجہ سے ان کا علاج کریں۔ اور ماء الشعیر میں یہ دوائیں
ڈال دیا کریں۔ عناب۔ تخم خشخاش سفید۔ سپستان۔ اصل سوس مقشر۔
کہربا۔ سرطان مغسول ۲ عدد۔ اور جلد جلد اطلاع دیویں۔ اور بنفشہ اب
ڈالنا مناسب نہیں۔
خاکسار غلام احمد۔ ۳۱ مئی ۱۸۹۶ء

۱۳۰/۵۹۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم منشی غلام قادر صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اخویم میاں عبد اللہ صاحب
کا خط پہنچا۔ پہلے اس سے گولیاں ارسال کر چکا ہوں۔ مناسب ہے کہ
ایک شیشی پوٹس واٹر کی جو انگریزی دوا ہے۔ خرید کریں۔ اور غذا کے
بعد ایک چاء کے چمچے کی مقدار پی لیا کریں اور اگر موافق ہو تو دو چمچہ

پی لیا کریں اور کبھی دودھ میں چاء ڈال کر پیویں۔ ایسی غذا کھاویں جو جلد منہضم ہو جاوے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۱۲؍ جون ۹۶ء

۱۳۱
۶۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی اخویم منشی غلام قادر صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو گولیاں بھیجی گئی ہیں۔ ان میں ہرگز کوئی بری چیز نہیں ہے۔ صرف کسی وجہ سے دھوکا لگا ہے۔ مناسب ہے کہ اول ایک گولی کا چہارم حصہ کھا لیا کریں۔ پھر رفتہ رفتہ گولی زیادہ کر لیں۔ اور قریب ۲ رتی کے کہربا پیسکر کھایا کریں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱؍ جون ۹۶ء

۱۳۲
۶۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آج ایک خط آپکی نسبت بخدمت ماسٹر صاحب قادر بخش روانہ کر دیا ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کے تمام کام درست کریں آمین۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
۱؍ جولائی ۱۸۹۶ء

۱۳۳
۶۲۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو نئی شادی مبارک ہو۔ بروز جمعہ حسب تحریر آپ کے طعام ولیمہ آپ کی طرف سے مہمانوں کو کھلایا گیا۔ چونکہ مہمان بہت تھے۔ اور سیٹھ[1] صاحب اور شیخ رحمۃ اللہ صاحب اور دوسرے بہت معزز دوست موجود تھے۔ اور اسی سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ اس لئے دس روپیہ کافی نہ تھے۔ لہذا اس خوشی میں دس روپیہ میں نے اپنی طرف سے ڈالکر بیس روپیہ دعوت میں خرچ کئے عمدہ پلاؤ نمکین اور زردہ نہایت عمدہ اور روغن جوش اور قورمہ اور نان اور شیرین چاول وغیرہ کھانا تھا۔ مہمان نہایت خوش ہوئے۔ اور کھا کر آپ کو دعاء خیر کہی۔ شاید یہ طعام ولیمہ اس خوبی سے کسی جگہ آپ کو اتفاق نہیں ہوگا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۴؍ جنوری ۹۷ء

۱۳۴
۶۳۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی ومشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچکر جناب الٰہی میں آپ کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مشکلات پیش آمدہ دور فرماوے اور آپ کی مرادات کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بیشک آپ بعد استخارہ

---

[1] سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراسی ۱۲۰

مسنونہ تبدیلی کے التوا کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ حسب المراد تقریب پیدا کرے۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۱ رمئی ۱۸۹۶ء

۱۳۵
۶۴۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
مجبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت آپ کا خط پہنچا۔ آپ کے والد صاحب کی بیماری کا حال معلوم کر کے اُن کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو شفا بخشے۔ اور تقصیر معاف کرے۔ آمین ثم آمین اِس وقت وقت بہت تنگ۔ اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ پھر بھی دعا کروں گا۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۰ر نومبر ۱۸۹۶ء

۱۳۶
۶۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
مجبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی خیریت سے طبیعت خوش ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک سنا گیا۔ کہ آپ کی طبیعت کچھ بیمار ہے۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ اُمید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے جلد مطلع فرماویں اور اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۴ر اپریل ۱۸۹۸ء
از قادیان ضلع گورداسپور۔

بخدمت اخویم مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم

۱۳۷
۶۶۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
مجبی عزیزی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ لدھیانہ میں طاعون پیدا ہونے سے بہت اندیشہ ہوا۔ خدا تعالیٰ خیر کرے۔ اس میں مسئلہ شرعی یہ ہے۔ کہ اگر طاعون یا ہیضہ کی ایک دو واردات ہوں۔ تو اس شہر سے نکلنا جائز ہے۔ لیکن اگر وبا پھیل جائے۔ تو پھر نکلنا حرام ہے۔ چونکہ ابھی لدھیانہ میں وبا پھیلا نہیں ہے۔ اس لئے اختیار ہے کہ وہاں سے جلد نکل جائیں۔ اس جگہ بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ مکان نہیں ملتا۔ اکثر لوگ شرارت سے دیتے نہیں۔ ہمارے گھر میں بہت کے قریب عورتیں بھری ہوئی ہیں۔ نواب صاحب بھی مع عیال و اطفال اس جگہ ہیں۔ سو اس گھر میں تو بالکل گنجائش نہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ قریب قریب بھی کوئی گنجائش نہیں۔ اور دور میں شاید بہت تلاش کرنے سے کوئی ویران کوٹھہ بے پردہ مل جائے۔ تو تعجب نہیں۔ مگر شرفاء کے رہنے کے لایق تو کوئی نظر نہیں آتا۔ جب تک مکان کا پختہ بندوبست ہو وے۔ ہرگز قدم نہیں اٹھانا چاہئے تا عیال اور اطفال کو تکلیف ہو۔ دوسرے یہ بات بھی سوچنے کے لایق ہے کہ طاعون کا دورہ ساٹھ ساٹھ اسی اسی برس ہوتا ہے۔ پس اگر طاعون لدھیانہ میں پھیل گئی۔ تو یہ سمجھو۔ کہ شاید اس صدی کے پورے ہونے تک پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ یہ یقینی

امر ہے نہ ظنی ۔ طبی تجربے اس کی گواہی دیتے ہیں ۔ پھر اگر شہر کو چھوڑنا ہو تو اس نیت سے چھوڑنا چاہیئے ۔ کہ اب تمام عمر ہم اس سے الگ رہیں گے ۔ اور اپنے مکانات اور دوسرے تعلقات کا پورا انتظام کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ سفر گویا ہمیشہ کے لئے الوداع ہے ۔ پھر دوبارہ شہر میں داخل ہونا ممانعت ہوگی ۔ اگر خدا چاہے ۔ تو چند جاڑوں کے بعد اس بیماری کو لدھیانہ سے دور کر دے ۔ لیکن اگر یہ بیماری لدھیانہ میں پھیل گئی ۔ تو پھر غالباً ایک عمر لے گی ۔ دیکھو کتنے برس سے بمبئی میں پھیل رہی ہے ۔ یہ تمام امور سوچ لینے چاہئیں ۔ یہ سرسری کام نہیں ہے اگر لدھیانہ کے قریب کوئی گاؤں ہو ۔ جو طاعون سے پاک ہو ۔ تو بہتر ہوگا ۔ کہ اس میں گھر لیا جائے ۔ اس میں فائدہ یہ ہے کہ برابر ہر روز خبر رکھ سکتے ہیں ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام ۔

(نوٹ) اس خط پر حضور نے تاریخ نہیں دی ہے ۔ (ہاں اس بات سے اس سال کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ جس میں یہ حضور نے لکھا ہے ۔ کہ یہ طاعون کے حملے پہلے سال کا واقعہ ہے ۔ حضور اپنے مکتوب مورخہ ۲۷ اپریل ۹۸ء بنام سیٹھ حاجی عبدالرحمٰن اللہ رکھا صاحب مدراس رضی اللہ عنہ میں تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ " اس طرف طاعون کا بہت زور ہے ۔ سنا ہے ۔ ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں " اور مکتوب مورخہ ۵ مئی ۹۸ء بنام سیٹھ صاحب موصوف نیز فرماتے ہیں ۔ کہ " اس طرف طاعون چمکتی جاتی ہے ۔ اب اسی کے قریب گاؤں ہیں ۔ جن میں زور و شور ہو رہا ہے ۔ قادیان میں یہ حال ہے کہ لڑکوں اور جوانوں اور بڈھوں کو بھی خفیف ساتپ

چڑھتا ہے ۔ دوسرے دن کانوں کے نیچے یا بغل کے نیچے یا ران میں گلٹی نکل آتی ہے ۔ گلٹی تیسرے چوتھے روز خود بخود تحلیل ہو کر کم ہو جاتی ہے " مگر اس خط بنام مولوی عبداللہ صاحب میں یہ کوئی ذکر نہیں ۔ کہ اس علاقے میں بھی طاعون نمودار ہو رہی ہے ۔ جس سے بطور تخمینہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط مارچ یا اپریل ۹۸ء کا لکھا ہوا ہے ۔ اس لئے اس کو اس محل پر درج کیا گیا ۔ اور اس خط کے آخر میں حضور نے اپنا اسم مبارک بھی تحریر نہیں فرمایا ہے ۔ مگر یہ خط ہے حضور کے اپنے قلم اور دست مبارک کا لکھا ہوا ۔

یہ خط حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب مولوی عبداللہ صاحب کو مولوی صاحب کے ایک ایسے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا ۔ جو انھوں نے ماسٹر قادر بخش صاحب احمدی ساکن لدھیانہ کے طرف سے حضور کی خدمت میں لکھا تھا ۔

۱۲۸
۶۷ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مجی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ[له] × × × × مبارک ہو اللہ تعالےٰ عمر × × × × × رکھا ہے کل بہت تکلیف سے × × × × × × گیا ہے ۔ دو دنے

له ۔ اس خط میں تین جگہ پر کچھ عبارت کٹی ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس اصل خط کا اتنا حصہ جدا ہو کر کہیں ضائع ہو گیا ہوا ہے ۔ ان کٹی ہوئی سطروں سے پہلی اور چھٹی سطر کی کٹی ہوئی عبارت کے متعلق اندازہ سے بھی کچھ نہیں لکھا جا سکتا ہے

ذبح کئے گئے۔ جن کا گوشت نہایت عمدہ تھا۔ اور ایک دیگ گوشت کے پلاؤ کی۔ اور ایک دیگچہ زردہ شیریں مزعفر کا تیار کیا گیا۔ اور روٹی اور گوشت بھی پکایا گیا۔ اور نہایت عمدگی سے مہمانوں کو جو ستر کے قریب ہوں گے۔ کھلایا گیا۔ آپ کی نیک نیتی کی وجہ سے دونوں پلاؤ ایسے عمدہ تھے۔ جو چھوڑنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ بباعث نہایت لذیذ × × × × × ددد رکابیاں کھائیں اور بہت ہی × × × × × × کی قدرت ہے۔ کہ اتفاقاً چاول × × × عمدہ اور باریک ہاتھ آ گئے۔ کہ قادیان میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس لطف کے ساتھ یہ کام صرف (للعہ) روپیہ تک انجام پذیر ہوگا۔ مگر آپ سے میں اس قدر لینا نہیں چاہتا۔ ہم اس خوشی میں نصف کے شریک ہو جاتے ہیں۔ لہذا آپ صرف (عہ) روپیہ کسی وقت بھیجدیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

اتفاقاً دعوت عقیقہ کے روز جس قدر مرد مہمان تھے۔ گھر میں عورتیں مہمان بھی بہت جمع تھیں۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ پلاؤ شیریں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱) دوسری سطر کے کٹے ہوئے حصہ کا مفہوم جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے بتایا۔ یہ تھا۔ کہ "دراز کرے اس کا نام برکت اللہ" تیسری جگہ کے اس حصہ کا مفہوم مولوی صاحب نے یہ بتایا۔ کہ "اس کا عقیقہ کیا" اور چوتھی کا "ہونے کے بجائے ایک ایک رکابی کے نے) اور پانچویں کا "خوش ہوئے خدا تعالے"

نمکین نہایت عمدہ خوشگوار تیار ہوا۔ اور گوشت شوربہ وسالن بہت عمدہ تھا۔ اور روغن جوش کی قسم میں سے تھا۔ والسلام

(نوٹ) خط ۶۴ پر تاریخ درج نہیں تھی۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ خط ۶۳ سے بعد کا اور ۶۵ سے پہلے کا ہے۔ اور تخمیناً ۵ جون ۹۸ء کے بعد دو تین دن کے اندر کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ۵ جون کا حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اول رضی اللہ) کا مولوی عبداللہ صاحب کے نام جو خط ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ حضور نے اس عقیقہ کے لئے دو بکرے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ اور نام برکت اللہ رکھا ہے۔

۱۳۹
۶۸
(پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے گھر کے لوگوں کے لئے رضا کیگئی۔ آپ پھر لکھیں کہ اب کیسی حالت ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۴ جولائی ۹۸ء از قادیان

۱۴۰
۶۹
(پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی مخلصی اخویم میاں عبداللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بوصول خط بدریافت صحت عزیزی رحمۃ اللہ اطمینان ہوئی۔ خدا تعالے عمر دراز کرے۔ آمین۔ اور تفصیل روپیہ (ﷲعہ) سے اطلاع ہوئی۔ خدا تعالے آپ کو اور تمام شرکاءِ خدمت کو ثواب اور اجر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ امید کہ کبھی

ملاقات کے لئے بھی وقت نکالا کریں۔ والسلام۔ تمام احباب کو سلام علیکم
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۴ر دسمبر ۱۸۹۸ء

۱۴۱/۷۰

(پوسٹ لفافہ) ۱۹ر مارچ ۱۸۹۹ء از قادیان
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ القدیر آج ہی عبدالوحید کے لئے دعا کروں گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو کامیاب کرے۔ آمین۔ اور انشاء اللہ آپ کے اور آپ کی چھوٹی بیوی کے لئے بھی جناب الٰہی میں دعا کروں گا۔ وہ دوا جو دی گئی تھی۔ کھانے کے بعد کھانا بہتر ہے۔ اور کسی قدر بقدر ہضم دودھ استعمال کرنا چاہیئے۔ باقی سب خیریت ہے۔
خاکسار مرزا غلام احمد

۱۴۲/۷۱

۲۸ر جولائی ۱۹۰۱ء۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
محبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا تحفہ مرسلہ تحفہ طلائی بذریعہ ڈاک مجھ کو پہنچ گیا۔ اس سے پڑھ کر علامت اخلاص اور دلی محبت کیا ہوگی۔ کہ آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کے زیور کو بھیجدیا اور نیز

له۔ مولوی عبداللہ صاحب کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ۱۲

آپ کے گھر کے لوگوں کی محبت اور اخلاص قابل تعریف ہے۔ کہ زیور جو عورتوں کو بالطبع عزیز ہوتا ہے۔ اس کے دینے سے دریغ نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ آپ کو اس سلسلہ کی خدمت کے لئے دل میں جوش آرہا ہے۔ اور بباعث کثرت مصارف اور قلت آمدن روپیہ میسر نہ ہو سکا۔ اسی صورت میں دل کی بیتابی نے یہی ہدایت دی۔ کہ آپ اپنی عزیز زوجہ کا زیور اتار کر بھیجدیں۔ سو خدا تعالےٰ آپ کو اس اخلاص کی بہت بہت جزائے خیر دے۔ اور آپ کی زوجہ کو علاوہ ثواب آخرت کے دنیا میں بہت سے زیور طلائی عنایت کرے کہ وہ دنیا ستر آخرت تو ایک وعدہ ہے۔ آمین ثم آمین۔ ہم نے آپ کی مرضی کے موافق تعمیل کردی ہے اور مدت دراز گذر گئی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہیں آئے۔ بہتر ہے کہ موسم سرما میں کوئی ایسی تجویز نکالیں۔ کہ ایک ماہ تک قادیان میں ٹھیر سکیں۔ دیکھیں آئندہ طاعون کی کیا صورت ہے۔ کب تک اس کے ٹھیرنے کے لئے حاکم حقیقی کا حکم ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

(نوٹ ۱۴۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو پورا کرنے والے اللہ تعالےٰ نے حضور کی اس بات کو بھی کہ "وہ دنیا اور ستر آخرت تو ایک وعدہ ہے" اب بیس سال کے بعد لفظ بلفظ پورا کیا۔ اور وہ اس طرح سے کہ اگست ۱۹۲۱ء میں مولوی عبداللہ صاحب کے فرزند اصغر اور مولوی صاحب موصوف کی اس چھوٹی بیوی کے اکلوتے بیٹے عزیز عبدالقدیر کی اہلیہ کے رخصتانہ کے موقع پر اس ایک

نقد طلائی قیمتی بتیس روپیہ کی بجائے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اور اپنی خاص حکمت سے جس کو وہی جانتا تھا۔ عزیز کی اہلیہ کو دس طلائی زیور جن کی قیمت اس نقد کی قیمت سے دہ چند سے بھی یک صد روپیہ اوپر ہے۔ پہنائے۔ جس کے متعلق پہلے وہم وگمان بھی نہ تھا۔ زیوروں کو شمار کرنے کے وقت حضور کی یہ بات یاد آئی۔ جسے اس وقت مولوی صاحب موصوف نے اپنے گھر کے لوگوں کے پاس بیان کیا جس سے سب کے ایمان بفضلہ تعالیٰ اور بھی بڑھے والحمد للہ علی ذالک۔

(نوٹ) ۲۔ مولوی عبد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عبد اللطیف میرے لڑکا (جو برکت اللہ کے بعد پیدا ہوا) اس کا عقیقہ میں نے خود قادیان آکر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرایا۔ عقیقہ کے دن حضور کو سر درد کا دورہ تھا۔ شام کے وقت جب میں حضور کے پاس اندر گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ ہم نے جو کھانا عقیقہ کے کھانے میں اپنے لئے منگوایا تھا۔ وہ اسی طرح پڑا ہے (جس جگہ پر پڑا تھا اس کی طرف اشارہ بھی فرمایا) چونکہ ہمارے سر درد کا دورہ ہے۔ اس واسطے اس میں سے ہم نے ایک چاول تک نہیں کھایا۔ اس کے بعد جب میں نے غوث گڑھ سے حضور کی خدمت میں وہ زیور بھیجا جس کا اس خط میں ذکر ہے تو میں نے ساتھ ہی یہ درخواست بھی بذریعہ عریضہ حضور کی خدمت میں کی۔ کہ کل چونکہ عقیقہ کے روز حضور نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس لئے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اس زیور کی قیمت میں سے فلاں قدر رقم (غالباً دو روپیہ لکھے تھے یا اس سے کم وبیش) کا عمدہ کھانا

میرے طرف سے تیار کروا کر حضور تناول فرماویں۔ اس بات کی طرف حضور نے اپنے اس فقرہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ "آپ کی مرضی کے موافق تعمیل کر دی ہے"۔

۱۴۳/۷۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا چندہ مرسلہ مبلغ (ے) پہنچ گیا ہے۔ میں نے ابھی آپ کے لئے دعا کی ہے۔ سخت امتحان کے دن ہیں۔ آپ بھی توجہ سے توبہ استغفار کرتے رہیں۔ بہت دعا کرتے رہیں۔ ہماری جماعت کے لئے ایک خاص رعایت ہوئی۔ مگر معلوم رہے کہ کسی حد تک بعض کا بطور شہادت فوت ہونا ممکن۔ مگر تشویش کامل۔ تباہی خانگی سے محفوظ رہے گی۔ کم ابتلا ہوگا۔ توبہ کے لئے ہر ایک پر زور دیں۔ اب وقت ہے۔ آئندہ جاڑا خطرناک ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد

(تاریخ مہر روانگی از ڈاکخانہ قادیان۔ ۳۰؍اپریل ۱۹۰۲ء)

۱۴۴/۷۳۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ افسوس کہ آپ کے پہلے خط کا مضمون مجھے یاد نہیں رہا۔ اور تعجب کہ آپ کو جواب نہ پہنچا۔ نہ معلوم کیا سبب ہوا۔ یا شاید خط گم ہو گیا ہو۔

میاں عبدالعزیز اور ابراہیم کے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ اور ٹیکا اگرچہ بیہودہ یا علاج ہے اور کہتے ہیں کہ خطرہ سے خالی نہیں۔ اور بعض اس سے مجذوم اور دیوانہ بھی ہو گئے ہیں۔ بعض طاعون کو خود بلا کر جانِ عزیز کھوتے ہیں۔ مگر آپ ملازم ہیں۔ آپ کو شاید توکلاً علی اللہ لگانا ہی پڑے گا۔ میں نے ٹیکہ کے باب میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے کشتی نوح وہ چھپ رہا ہے۔ اگر آپ دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیں۔ تو آپ کو پہنچ سکتا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء۔

۱۲۵/۷۴ ۔ (پوسٹ لفافہ) ۲۷ اپریل ۱۹۰۳ء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچا۔ چونکہ عمر کا اعتبار نہیں۔ آپ کو مناسب ہے۔ کہ دو تین ماہ کی رخصت لیکر قادیان میں آجائیں۔ آپ کے عمر کے اوائل حصہ میں اگرچہ قادیان رہنے کا اتفاق ہوا۔ مگر اب نہیں ہوا۔ اب ہونا ضروری ہے اس بات میں ضرور غور کرنا چاہئے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

(اخویم سید محمد شاہ صاحب کو سلام علیکم)

۱۲۶/۷۵ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

عزیزی مشفقی محبی میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کئی دن سے آپ کا خط پہنچا ہوا ہے۔ مگر مجھے دو ماہ سے اس قدر کھانسی ہے کہ میں جواب لکھنے سے مجبور رہا۔ اس وقت بھی میری حالت تحریر کے قابل نہیں تھی۔ اپنے تئیں ضبط کر کے لکھا ہے افسوس کہ میں علالت طبع سے زیادہ لکھ نہیں سکتا۔ بعد صحت انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کروں گا صرف رسید کے طور پر یہ خط بھیجتا ہوں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۴ جنوری ۱۹۰۴ء

۱۲۷/۷۶ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچکر بدریافت خیر و عافیت نہایت خوشی ہوئی۔ اُمید کہ جلد جلد اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع کرتے رہیں گے۔ اور جو کچھ آپ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ یک صد روپیہ سالانہ معہ چندہ احباب خوشگڑھ روانہ کرتے رہیں۔ خدا تعالےٰ اس کا آپ کو ثواب بخشے۔ باقی ہر طرح سے یہاں خیریت ہے۔ ایک اشتہار ساتھ اسکے ارسال ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء۔

اخویم مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع دیدی گئی ہے۔ کبھی آپ کو ملاقات کے لئے بھی آنا چاہئے۔

۱۴۸/۷۷۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی رخصت منظور ہونے سے بہت خوشی ہوئی۔ اور دعا ہے کہ عزیز رحمۃ اللہ کو بھی خدا تعالیٰ اس عہدہ پر مستقل فرماوے۔ آمین۔ اور یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ جس بات میں آرام دیکھیں وہی طریق اختیار کریں۔ چاہیں تو عیال کو ہمراہ لے آویں۔ چاہے مجرد آ جائیں۔ چند روز سے ہمارے گھر میں بعض مہمان معہ عیال اترے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ عید تک اسی جگہ رہیں۔ لہذا عید تک کل مکان رکا ہوا ہے لیکن اگر آپ معہ عیال آویں۔ تو انشاء اللہ کوئی اور بندوبست ہو جاوے گا۔ مسمی علیا کی بیعت منظور کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو استقامت بخشے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۰ء

۱۴۹/۷۸۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم میاں عبداللہ صاحب نوری۔ بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ تمام خط اول سے آخر تک غور سے پڑھا گیا۔ میں بخوبی اس بات پر مطمئن ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں اخلاص اور محبت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور آپ کو فطرتی مناسبت ہے۔ اور ایسی محبت ہے۔ کہ زمانے کے رنگ بدلانے سے

دور نہیں ہو سکتی۔ سو میں آپ پر بہت خوش ہوں۔ ظاہری ملاقات میں اگر کچھ بعد واقع ہو گئی ہے۔ تو یہ صوری بعد آپ کے باطنی قرب کا کچھ حارج نہیں۔ انشاء اللہ ملاقات بھی کسی وقت ہو جائے گی۔ اور آج جس قدر بعض لوگوں میں بدخیالات و ظنون فاسدہ پیدا ہو گئے ہیں۔ میں ان سے کچھ آزردہ نہیں۔ اور نہ ایسے لوگ میری کارروائیوں کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے اکثر لوگ سریع التغیر اور کچے خیال کے ہوتے رہے ہیں۔ ایسا ہی اس زمانہ میں بھی ہیں۔ مگر ایسے لوگ نہ اپنے شمول سے کچھ برکت زیادہ کرتے ہیں۔ اور نہ اپنے مخالفانہ قیل و قال سے کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ انسان کے لئے اس کا حقیقی محاسب خدا تعالیٰ ہے۔ اگر وہ کسی بنا پر ناراض ہو۔ تو تمام دنیا مل کر اس بندہ کو اپنی مرادات میں کامیاب نہیں کر سکتی۔ اور اگر راضی ہو۔ تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جو شخص حقیقت میں سچا اور زیر سایہ حمایت الٰہی ہو۔ اس کو کسی کی دوستی اور دشمنی کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ ہر ایک شخص اپنا جوہر ظاہر کرتا ہے۔ نیک آدمی اپنی نیک باتوں اور وفاداری اور صدق اور صفا سے اپنی نیکوکاری کا ثبوت دیتا ہے۔ اور بد آدمی اپنی بدافعالی بدگمانی سے اپنے مادۂ بد کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے۔ وکل یعمل علی شاکلتہ یعنے ہر شخص اپنے مادہ اور فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ اور اس جگہ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۶ر مارچ ۱۹۰۱ء

سب کی طرف سے السلام علیکم

۱۵۰/۷۹ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔
آپ کا ایک نہایت دردناک خط پہنچا ۔ درحقیقت اس قدر غم اور صدمہ جو چاروں طرف سے آپ کے دل کو گھیر رہا ہے ۔ یہ خدا تعالےٰ کا بڑا امتحان ہے ۔ خدا کرے جو آپ اس امتحان میں صادق نکلیں میں نے اس خط کے لکھنے سے پہلے جناب الٰہی میں بہت دُعا کی ہے ۔ اگر تقدیر مبرم نہ ہو ۔ تو قبول[1] ہونے کی اُمید ہے ۔ مجھے اب تک آپ نے پتہ نہیں دیا ۔ کہ مرض کی کیا حالت ہے ۔ کیا دست تو نہیں آتے ؟ بدن تو بہت لاغر نہیں ۔ ؟ کس درجے پر بخار معلوم ہوتا ہے ؟ اور بخار کو کتنے دن ہو گئے ۔ ؟ اور میں ایک نسخہ اس خط کے ہمراہ بھیجتا ہوں ۔ وہ میرے بہت سی جگہ تجربہ میں آ چکا ہے ۔ برگ بیدا ورگل نیلوفر کے عرق کے ساتھ اس کو کھانا چاہیئے ۔ بلا توقف کھانا شروع کر دیں ۔ اور دل برداشتہ نہ ہوں ۔ خدا سب چیز پر قادر ہے ۔ دو تین ماہ کی مدت ہوئی ۔ کہ میرا لڑکا مبارک احمد جو اس کی والدہ کو بہت ہی پیارا تھا ۔ تپ سے فوت ہوا ہے ۔ اس کے انتقال کے قریب وقت میں میں نے اُن کو کہدیا ۔ کہ دیکھو اب یہ لڑکا مرنے والا ہے ۔ اور ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو مارنے والا ہے ۔ وہ مرنے والے سے ہمیں زیادہ پیارا ہے ۔ اور یہی طریق

---

[1] ۔ مولوی صاحب نے فرمایا ۔ کہ حضور کی دُعا کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرما کر رحمتہ اللہ کو اپنے فضل سے صحت و عافیت بخشی ۔ الحمد للہ علیٰ ذلک ۱۲ ۔

ایمان کامل کا ہے ۔ کہ صرف یہ کہو کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ خدا کی امانت تھی ۔ خدا نے لے لی ۔ سو انہوں نے لڑکے کی موت کے وقت ایسا ہی کہا ۔ یہ تو ظاہر ہے ۔ کہ اگر کوئی مر جائے ۔ تو یہ غیر معمولی بات نہیں ہم بھی تو ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں نہیں رہیں گے ۔ خدا کے نزدیک انہیں کو مراتب ملتے ہیں ۔ جو اس چند روزہ زندگی میں تلخی دیکھتے ہیں ۔ اور خدا تعالےٰ اگر خوش ہوتا ہے ۔ تو بدل عطا کرتا ہے ۔ ہرگز ہرگز طریق عوام نہیں اختیار کرنا چاہیئے ۔ خدا جس سے پیار کرتا ہے ۔ اس کو کوئی مصیبت بھی بھیجتا ہے ۔ سو نہایت استقلال سے خدا تعالےٰ پر توکل کرو ۔ اور اس سے نومید مت ہو ۔ اور مجھے اطلاع دیتے رہیں ۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمد بقلم خود

نسخہ مرض دق وسل ودیگر تپہا

ھوالشّافی

طباشیر ۔ صمغ کتیرا ۔ نشاستہ ۔ گلسرخ منزوع ۔ رب السوس ۔

۲ درم ۲ درم ۲ درم ۶ درم ۶ درم

مغز تخم خیارین ۔ کدو ۔ تخم خرفہ ۔ کافور ۔ زعفران ۔

۴ درم ۴ درم ۴ درم یکدرم نیمدرم

کوفتہ بیختہ بہ لعاب اسبغول اقراص بندند ۔ خوراک دو نیم درم ۔ یہ سب دوائیں ۔ قرص بنا کر اور ان میں کافور داخل کر کے یا بطور سفوف رکھکر

دو وقت تین تین ماشہ دیدیں۔ اور پھر پانچ ماشہ کر دیں۔ اگر عرق تیار نہ ہو۔ تو بلا توقف یہی نسخہ دیں۔ پھر جلدی سے عرق تیار کر لیں۔
(اس خط پر تاریخ درج نہیں تھی سیاق و سباق دیکھکر اس کو اس جگہ پر درج کیا گیا)

۱۵۱
۸۰۔ (پوسٹ لفافہ) ۲ر مئی ۱۹۰۸ء بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی
السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
مجھے لاہور میں آپ کا خط ملا۔ میں بباعث علالت طبع والدہ محمود احمد کے۔ اور نیز بباعث خود اپنی بیماری کے تبدیل آب و ہوا کے لئے لاہور میں آگیا ہوں۔ کمزوری دماغ کے لئے میری دانست میں یخنی جیسی اور کوئی عمدہ چیز نہیں ہے۔ وہ استعمال کرنا چاہئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ باقی خیریت ہے والسلام۔
مرزا غلام احمد از (لاہور)

۱۵۲
۸۱۔ (پوسٹ لفافہ) ۲ر مئی ۱۹۰۸ء
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
لاہور میں قادیان سے ہوکر دونوں خط آپ کے مجھ کو ملے۔ خدا تعالےٰ آپ کو اس دلآزار تشویش سے نجات بخشے۔ اور آپ کے صحت جگر کو کامل شفا عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ انشاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔ حالات سے مجھ کو اطلاع دیتے رہیں۔ میں بیمار تھا۔

اور میرے گھر کے لوگ مجھ سے زیادہ بیمار تھے۔ اس لئے تبدیل ہوا کے لئے لاہور میں آ گئے۔ خدا تعالےٰ آپ کو غم سے رہائی بخشے۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

۱۵۳
۸۲۔ (پوسٹ لفافہ)
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
محبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ رحمۃ اللہ کی صحت سے بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ۔ مگر مناسب ہے۔ کہ جب تک پوری قوت نہ ہو۔ دوا کھاتے رہیں۔ ابھی قرص کافور کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور بہتر ہے۔ کہ اکثر اوقات باہر ہوا میں رہیں۔ اگر ایسی جگہ میسر آوے۔ کہ باغ ہو۔ اور درختوں کا سایہ ہو۔ اور کھلی ہوا۔ تو یہ بہت ہی بہتر ہے۔ اور ایک بڑی دوا ہے۔ اور تاریک جگہ اور بند ہوائی جگہ میں ہرگز نہیں رہنا چاہئے۔ باغ کے سایہ کی ہوا حکم اکسیر رکھتی ہے۔ مگر شام کے وقت باغ میں نہ رہیں۔ اور گائے کا دودھ بہت پیویں جس قدر ہو سکے تھوڑا جوش دے لیا کریں۔ خداوند تعالےٰ کامل صحت عطا فرماوے باقی سب خیریت ہے۔ مجھ کو اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد

(میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔)

۱۵۴/۸۴۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے لاہور میں آپ کا خط ملا۔ الحمد للہ آپ کے فرزند لخت جگر کو مرض سے صحت ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ میرے گھر کے لوگ بیمار تھے۔ تبدیل آب ہوا کے لئے لایا ہوں۔ شاید ایک ماہ تک ہم یہاں رہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد

۵ مئی ۱۹۰۸ء

۱۵۵/۸۴۔ (دستی پرچہ)

مشفقی میاں عبد اللہ صاحب

السلام علیکم۔ انشاء اللہ کل آپ کو سمجھا دوں گا۔ اور کل کسی وقت آپ بیعت کر لیں۔

(اس پرچہ پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ ہاں تخمیناً ۱۸۹۳ء کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ بیعت جس کا اس میں ذکر ہے ۱۸۸۹ء والی بیعت سے تین چار سال بعد میں ہوئی تھی۔

(نوٹ) :۔ اس خط کی تاریخ ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کہ ترتیب میں اسے کس خط کے بعد اور کس سے قبل رکھنا چاہئے اس لئے اسے اس جگہ پر درج نقل کیا گیا۔

۱۵۶/۸۵۔ (دستی خط)

(ہر دو اہلیہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

میں محض تمہاری دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم نماز کی پابند رہو۔ اور اپنے خاوند میاں عبد اللہ کی تابعداری رکھو۔ کیونکہ عورتوں کے لئے خدا تعالے کا وعدہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچائے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد

۱۵۷/۸۶۔ (الفاظ بیعت اولیٰ۔ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ رجب ۱۳۰۶ء کو بمقام لدھیانہ لی تھی۔ (۱۸۸۹ء میں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے اُن تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا۔ اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک میری طاقت اور

سمجھے۔ اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔
اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھونگا۔
اور ۱۲ جنوری کی دس شرطوں پر حتے الوسع کاربند رہوں گا۔ اور
اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں۔
استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل
ذنب و اتوب الیہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔
رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنبی
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

۲۰ رجب سنہ ۱۳۰۶ھ

مولوی الہ دتا صاحب مرحوم لودی ننگل کے نام

تعارفی نوٹ

مولوی الہ دتا صاحب لودی ننگل ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ جو ایک حکیم حاذق اور جید عالم تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک بزرگ ہستی تھے۔ مولوی الہ دتا صاحب اہل حدیث مشرب کے تھے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ بھی فرقہ اہل حدیث میں ممتاز تھے۔ سنہ ۱۸۷۲ء میں حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مولوی الہ دتا صاحب مرحوم کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب کی تعلیم کے لئے بلایا تھا اس لئے کہ وہ ایک جید عالم تھے۔ مولوی الہ دتا صاحب جب قادیان میں آئے تو اکثر حضرت اقدس سے بعض مسائل پر تبادلہ خیالات بھی ہوا کرتا تھا اس زمانہ میں فرقہ اہل حدیث (جو اس وقت وہابی مشہور تھے) کہ لوگ بڑے خشک سمجھے جاتے تھے اور وہ تقلید و عدم تقلید کے مسائل میں متشدد واقع ہوئے تھے۔ روحانیت

کے ساتھ انہیں دلچسپی نہ تھی ظاہری امور پر زور دیتے تھے جیسے مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں فقیہ اور فریسی ہوتے تھے۔

مولوی الہ دتا صاحب زیادہ عرصہ تک قادیان میں رہ چکے اور اس کام کو چھوڑ کر چلے گئے مگر حضرت اقدس سے ان کو محبت اور اخلاص تھا۔ اور حضرت اقدس [illegible] کے وہ [illegible] تھے۔ واپس جانے کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے [illegible] منظوم خط لکھا اور وہ فارسی زبان میں تھا۔ حضرت اقدس نے [illegible] جواب [illegible] فارسی نظم میں لکھکر بھیجدیا اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے اس وقت بھی قائل تھے اور آپ کو زندہ ہی یقین کرتے تھے۔

اس خط سے اس محبت و عقیدت کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپ کو نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اور یہ استغراق آپ پر غالب تھی کہ

من تو شدم تو من شدی

کا مضمون صادق آتا ہے۔ حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ اس تبرک کو نہایت عزت و احترام سے رکھتے تھے۔ تبرک مکتوب ۱۹۰۹ء میں کپورتھلہ حضرت مفتی ڈاکٹر صادق صاحبؓ کے ذریعہ پہونچا اور پھر شایع ہوگیا حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ نے اصل سے نقل کیا۔

(عرفانِ کبیر)

۱۵۸ / ۱

مکتوب در مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سپاس آں خداوندِ یکتائے را — بہر دو بہ عالم آرائے را
بہر لحظہ امید باری از دست — بہر حالتے [illegible]
جہاں جملہ یک صنعت آباد اوست — [illegible]
رسولِ خدا پرتو از نور اوست — [illegible]
جہاں سرور و سید و نورِ جہاں — محمد کز و ہست نقشِ جہاں
بشر کے بدے از ملک نیکتر — نہ بودے اگر چون محمد بشر
دلش ہست نورانی و سرمدی — بتابد درو فرّہ ایزدی
کسے کش بود مصطفےٰ رہنما — سر بخت او باشد اندر سما
چرا زیاد او ہست جانم دلم — بخواب اندر اندیشہ ہم [illegible]
پس از نے سلامم تو اے شفیق — کرم گسترد مہر و ہم طریق
کہ یاد من خستہ کردی ز دور — فرستادہ نامہ [illegible]
چناں نظم و نثرش کہ مانند آں — ندیدم بعمر خود اندر جہاں
صفا با چنان بند آن پیش پیش — کہ حاسد بہ بیند دراں روئے خویش
ظہوری گر آگہہ شدے زاں صفا — نشستے بس زانوئے اعتقاد
جہاں در سخن صفوت بند بست — [illegible] عقد گہر را بہ صد شکست
تو گفتی سر آراست صفوت [illegible] — مرصع زیا توت مرجان [illegible]

زہے نحو آں بود نحو سداد
ہمہ منطق صرف آں نحو یاد

سخن را ازاں گونہ آراستہ [لہ]
نمے آید از بیرو نو خاستہ

سخن کو نمود ست در معدن
بہ معنے رسانید لفظ سخن

سخن نام دریافت زاں نامۂ
زہے پختگی ہائے آں خامۂ

سخن آں بناں باید استوار
چہ حاصل سخن گفتن کامگار

خموشی بہ از گفتن ایں چنیں
کہ لب ہا نہ جنباند از آفریں

سخن معدن دُر و سیم و طلاست
اگر نیک دانی ہمیں کیمیاست

سخن گرچہ باشد چو لولوء تر
گزاریدنش نیز خواہد تمیز

سخن قامتے ہست با اعتدال
فصاحت چو خد و بناگوش خال

چو گفتار باشد بلیغ و اتم
اثر ہا کند در دلے لاجرم

اگر منطقے مہمل است و خراب
چو خواب پریشاں بود بے حساب

زباں گرچہ بحرے بود موجزن
طلاقت بگیر و بحر علم و فن

کسے کو ندارد وقوفے تمام
چہ طورش سیاقت [لہ] بود در کلام

بحمد اللہ کان مشفق پر سداد
دریں جملہ اوصاف یکتا فتاد

عجب ذوق میداشت آں روز چند
کہ بودیم در خدمت ارجمند

کجا شد دریغ آں مالِ وصال
کجا شد چناں خرم آں ماہ و سال

نوٹ:۔ لہ ان ہر دو شعروں میں کاغذ کے بوسیدہ ہو کر پھٹ جانے کے سبب پہلے دو دو لفظ معلوم نہ تھے۔ منشی ظفر احمد صاحب نے نقل کے وقت سیاق و سباق کے مطابق یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں۔

لہ۔ اگر لفظ سیاق ہیں جسکے معنے روانگی ہیں۔ شاید جائز ہو۔ تو سیاقت ہے ورنہ لیاقت۔ (ظفر احمد)

بدستم از آں جز خیالے نماند
از آں جام مے یک سفالے نماند

دریں گوشہ چوں یاد یاراں کنیم
دو دیدہ چو ابر بہاراں کنیم

دل خود بدنیا چہ بندد کسے
کہ ایام الفت ندارد بقے

چہ فرق است در روز و شب کہ ما
شد از خاک بر فرق ایں روزگار

دو دست دعا پیش حق گسترم
کہ جہرت نماید بفضل و کرم

بمکتوب گہ گہ بجن شاد کام
خط و نامہ با تو چرا شد حرام

وگر آنچہ تحریر کرد آں رفیق
کرم گستر و مہرباں مشفقا

کہ از بحث دیں زاں بخوردیم یاد
کہ خوف ملال تو در دل فتاد

من آں نسختم گم کردہ بعض وکیں
برنجم ز تحریک در بحث دیں

ترا ما حق ایں بدگمانی فتاد
در و کن کسے بدگماں ہم مباد

بہ غمخوار بیت گویم اے نیک مرد
نہ باید بہ غمخوار دل رنجہ کرد

کہ انکار بر زندگی نبی
نشان است بر موت ہا جلی

جہاں جملہ مردہ فتاد ست زار
یکے زندہ او ہست از کردگار

چنیں است ثابت بقول سروش
اگر راز معنی نیابی خموش

اگر در ہوا ہمچو مرغاں پری
وگر بر سر آب ہا بگذری

وگر ز آتش آئی سلامت بروں
دگر خاک را زر کنی از فسوں

اگر منکری از حیات رسول
[illegible] زباں ہست کار فضول

خدایش چو خواندہ گواہ جہاں
چرا دانش عاقل از غائباں

اگر ہمسرا و خبر داشتے
بجاں دانش نیز نگذاشتے

بمہر منیرش خطاب از خدا ست
دریغا ازیں پس گماں ہا جرا ست

اگر نکیدے گم شود آفتاب
شود عالم از تیرگی ہا خراب

خردمند نیکو منش طبع راست   ثنا جوی از آنچه حق و بجاست
چو بیند سخن راز حق پروری   اگر در سخن گم کند داوری
مشو عاشق زشت روز بهار   وگر خوب گم گردد از روزگار
مکافات دارد همه کار و بار   تو خار و خسک تا توانی مکار
زمین از زراعت تهی داشتن   به از تخم خار و خسک داشتن
زهی دولت من که فضل مجید   مرا اندر این اعتنا آفرید
زمین نیک تر آن که بعد از خبر   نیارد بدل اعتنا و دگر
زبان را کند منع زان هر سخن   که دور از ادب باشد و سوء ظن
به دنیا همه نوع سعد و زیان   با غلب رسد از ممر زبان
توان از سخن مایهٔ یافتن   بقربت شدن پایهٔ یافتن
هم از گفتگو با کسی آن بود   که در گفتنش خطرهٔ جان بود
چنان گفتمی من بفهمی تمام   چنان بزم اندر دولت این کلام
اگر جاهلی سر نتابد ز پند   عجب نیست گو خود به جهل است بند
ولی از تو دارم عجب ای اخی   که فرزانه باشی و نادان شوی
رسوی معظم که دارد جهان   چراغ جهانش بگو تا عیان
چه چیز از تو او را حجاب است بند   چه دیوار داری کشیده بلند
مشو غره بر گفتهٔ یک کسی   که عقل و تدبر نه دارد بسی
ز هر فاضلی بهره گیر ای جوان   بعقل و ادب باش پیر ای جوان
قدم نه به تقلید اهل کمال   که خود او فتد ناگهان در ضلال
میانه گزین باش و با اعتدال   که یکسو روی باشد از اختلال
بچشم کسی چون سلامت بود   بیک چشم دیدن ندامت بود

بتحقیق با دانها حیت داشت   دو دیده معطل نباید گذاشت
چو صوف و صفا در دل بخشند   مدار از سواد عیون ریخته کند
دو چیز است جویان تیا دو بین   دل روشن و دیدهٔ دوربین
خدا راست آن بندگان کرام   که از بهر شان میکند صبح و شام
بدنبال چشمی چو می بنگرند   جهانی بدنبال خود می کشند
اثرهاست در گفتگوهای شان   چکد نور وحدت ز روی تا شان
درا و شان به اظهار هر خیر و شر   نهادست حق خاصیت مستتر
بگفتن اگر چه خدا نیستند   ولی از خدا هم جدا نیستند
کسی را که او ظل یزدان بود   قیاسش بخود جهل و طغیان بود
برویش از آن سو گر آمد کتاب   از این سو بزودی بگو هم جواب
ولیکن بباید کتابی تمام   که باشد محیط همه با مرام
ز عهدی که گردم بگردم گهی   نه گردم رباید چه بازیچهی
مگر کاسمانی و گر گونه کار   فراز آید از گردش روزگار
چه گویم ز تدریس اطفال حال   که دارم دل از حال شان پر ملال
معلم میسر شود بهتر کسی   ولیکن بزرگ مشکل این است و بس
کجا آن قناعت گزین اوستاد   که برابر کی آمد از اوستاد
نکو شیم و انجام کار آن بود   که آن خواهش رای ... بود
قناد است در فاضلان حرص و آز   همه خاک گاه شد ورنه طمع باز
طمع عهدهای گران بگسلد   و دلدار پیوند جان بگسلد
بجو سید از حرص کثرت بمال   از آن خود فتند اندر آن اختلال
دریغا نداد ند این همه دمان   که آهستگی هم رساند بد آن

زمانہ بسا بیذق آہستہ راند — کہ ناگاہ بر جائے فرزیں نشاند
بنظمم ایں قدر با جرائے برفت — بپوشی گر از من خطائے برفت
کہ من بندہ ناکس بے ہنرم — نہ گوہر شناسم نہ با گوہرم
بود چشم احرار از عیب پاک — اگر جاہلے عیب بیند چہ باک

الراقم
بندہ آثم غلام احمد عفی اللہ عنہ
۴ ستمبر ۱۸۷۲ء

(نوٹ) اس نظم میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی پڑتی ہے وہ ایک مختصر نوٹ میں بیان نہیں ہو سکتی تاہم حضرت کی اس محبت و اخلاص کا پتہ لگتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کو تھا۔

(عرفانی کبیر)

حضرت سید ناصر شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت سید ناصر شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اصل میں کشمیر کے باشندے تھے مگر ان کے بزرگ لاہور میں آکر آباد ہو گئے تھے اس خاندان میں احمدیت شاہ صاحب کے ماموں مولوی کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آئی اور شاہ صاحب کے برادر بزرگ حضرت سید فضل شاہ صاحب رضی اللہ عنہ پہلے داخل سلسلہ ہوئے۔ شاہ صاحب موصوف کو حضرت اقدس کے ساتھ محبت و اخلاص کا وہی تعلق ہے جو حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری کو تھا۔ سید فضل شاہ رضی اللہ عنہ کو حضرت اقدس کی خدمت کا بڑا موقعہ ملا۔ اور انھوں نے حضرت پر وحی اترتے ہوئے بھی دیکھی۔ سید ناصر شاہ صاحب ایک نہایت مخلص کم سخن اور گداز طبیعت کے بزرگ تھے۔ خاکسار عرفانی کے ساتھ ان تمام بزرگوں کو قلبی محبت تھی اور وہ اس سے اپنے اسرار اور راز کی باتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت سید ناصر شاہ صاحب ریاست جموں کشمیر میں ملازم تھے اور حضرت اقدس کی خدمت میں ہمیشہ اپنے مالی نذرانے پیش کرتے رہتے آپ بہت ہی کم اپنی ذات پر خرچ کرتے۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب تعارف میں آتا ہے ان کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ نزول المسیح کی طبع کے تمام اخراجات انھوں نے ادا کئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا فی الدنیا والعقبیٰ۔ اب دونو بھائی مقبرہ بہشتی میں آرام فرماتے ہیں ذیل کے مکتوبات ان کے ہی نام کے ہیں۔

(عرفانی کبیر)

159/1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کتاب نزول المسیح چونکہ بڑھ گئی ہے
اس لئے میں اندازہ کرتا ہوں کہ دو سو روپیہ تک اس کا اتمام ہوگا۔
یعنی علاوہ اس روپیہ کے جو خرچ ہو چکا ہے۔ اور دو سو روپیہ لگے گا۔
تب کتاب پوری ہوگی۔ آپ نے اس مدد کو اپنے ذمہ اٹھا لیا۔ اور یہ خرچ
اور آپ کو ادا کرنا پڑا ہے۔ ایک دفعہ اگر غیر ممکن ہو۔ تو دو تین دفعہ کرکے
بھیج دیں۔ کتاب کشتی نوح جو نزول المسیح کا ایک جزو ہے۔ آپ کی خدمت
میں بھیجی جاتی ہے۔ دو نسخے بھیجے جاتے ہیں۔ ایک آپ کے لئے اور ایک
محبی اخویم سید فضل شاہ صاحب کے لئے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔
والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۱۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء

اب روپیہ کی عنقریب ضرورت ہے

160/2

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بہت بہت استغفار پڑھ کر آپ دعا کریں اور دعا کے وقت
کامل یقین قبولیت کا ہو۔ دعا میں ماندگی ظاہر نہ ہو۔ میں بھی دعا کروں گا۔
نماز میں خاص کر دعا کریں جس زبان میں ممکن ہو مضائقہ نہیں۔ والسلام۔
مرزا غلام احمد از قادیان
۱۷ جون ۱۸۹۳ء

از راقم نوردین۔ السلام علیکم

161/3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آپ کا
پہونچ گیا خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر پہونچائے۔ اور آپ
کے ساتھ ہو۔

بخدمت اخویم محبی سید فضل شاہ صاحب
السلام علیکم۔ خط پہونچ گیا۔ اگر جموں میں طاعون کی ترقی کا خطرہ نہیں
تو خیر ورنہ ضرور عیال کو اس جگہ سے نکالنا چاہیئے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء

162/4

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

محبی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں
مجھ کو ملا۔ میں انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کروں گا مطمئن رہیں۔ اور
ہمیشہ خیر و عافیت سے اطلاع دیتے رہیں۔ باقی بفضلہ تعالیٰ سب
طرح سے خیریت ہے۔ والسلام
راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۱ جنوری ۱۹۰۶ء

۱۶۳/۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

مجبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ بدریافت خیرو عافیت خوشی ہوئی۔ اور اس سے پہلے مبلغ ایک سو روپیہ ایک دفعہ اور مبلغ پچاس روپیہ (۵۰) آپ کے مرسلہ پہونچے۔ اور مبلغ آٹھ روپے کی نسبت مجھ کو یاد نہیں۔ شاید پہونچے ہیں۔ ان کا حال دریافت کر کے لکھوں گا۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ خدا تعالےٰ روکوں کو درمیان سے اٹھا دے سنا گیا ہے۔ کہ کشمیر میں طاعون ہے معلوم نہیں۔ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ مکرر یہ کہ آج ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو مبلغ آٹھ روپے کا منی آرڈر پہونچ گیا۔ اسی وقت پہونچا ہے۔ انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ خدا تعالےٰ حاسدوں سے محفوظ رکھے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ
۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء

۱۶۴/۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۳۱ جون ۱۹۰۶ء

مجبی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے دو عنایت نامے پہنچے میں بباعث بیماری نقرس اور تکلیف درد جواب نہیں لکھ سکا۔ کل اس

پہونچ گئے ہیں۔ مگر سخت ترش تھے۔ اس لئے ان کا اچار ڈال دیا۔ کسی دوسرے پھل کی تلاش رکھیں جو اس ملک میں نہ ہوتا ہو۔ اور میں انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہوں گا۔ اب میری طبیعت بہ نسبت سابق روبصحت ہے۔ مگر چل نہیں سکتا چلنے سے سخت درد ہوتی ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۶۵/۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کئی روز کا آپ کا خط آیا ہوا تھا۔ میں بیمار رہا۔ جواب نہیں لکھ سکا۔ جہاں تک ممکن ہے۔ دعا توجہ سے کی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرمائیں گے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۱ جولائی ۱۹۰۶ء

۱۶۶/۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

مجبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں آپ کے خط کا بباعث علالت طبع جلد جواب نہیں دے سکا۔ دعاء بہت کی گئی۔ امید ہے۔ اپنے حالاتِ خیریت آیات سے مطلع فرمائیں گے۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہر ایک وقت میں محفوظ رکھے۔ باقی اس جگہ بفضلہ تعالےٰ

ہر طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء

۱۶۷/۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

محبی عزیزی سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا عنایت نامہ اور نیز مبلغ پچاس روپیہ معہ اس کے جو منظوری آئی۔ پہونچ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالےٰ آپ کو یہ ترقی مبارک کرے۔ اور آپ کی آسائش اور عمر میں برکت دے۔ اور آفات سے بچا دے۔ آمین باقی بفضلہ تعالےٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان
۲۶ اگست ۱۹۰۶ء

۱۶۸/۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

محبی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے لئے اوقات معلوم میں دعا کروں گا۔ خدا تعالےٰ آپ کی دعا منظور فرمائے آمین (صہ) روپے پہونچ گئے۔ باقی خیریت والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ
۹ نومبر ۱۹۰۶ء

۱۶۹/۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپ کے آج کی ڈاک میں مجھ کو ملے جزاکم اللہ خیراً۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ اور مشکلات حل فرمائے۔ میں غائبانہ آپ کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ اس نواح میں [illegible] کا بہت ہی زور سنا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ امن میں رکھے۔ آمین۔ انشاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

۱۷۰/۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط آپ کا معرفت حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا۔ حضرت صاحب نے آپ کے حق میں بہت دعا فرمائی ہے۔ اور بہت فکر ہے۔ اپنی طبیعت کی خیریت سے جلد جلد اطلاع دیں۔ حضرت صاحب کا خیال آپ کی طرف لگا ہوا ہے۔ والسلام۔

۴ جنوری ۱۹۰۷ء

بدست راقم محمد صادق عفی اللہ عنہٗ از قادیان

۱۷۱/۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ

مجھ کو افسوس ہے کہ میں بباعث بیماری جلد جواب نہیں دے سکا۔ اور اس وجہ سے مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے پہلے خط کا جواب بھی دیا یا نہیں۔ میں نے اس وقت آپ کے لئے دُعا کی ہے۔ مگر میں اس وقت بھی بیمار ہوں انشاء اللہ بہت دُعا کروں گا۔ بہت ضروری ہے۔ کہ آپ ان اضطرار کے دنوں میں جلد جلد بلکہ روز اطلاع دیں۔ مجھ کو بہت فکر ہے۔ آپ کے الفاظ نہایت (تشویش) میں رکھتے ہیں۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ
۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء

حضرت ڈاکٹر خان صاحب میر محمد اسمٰعیل صاحب سلمہ اللہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مخدومی ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب جماعت احمدیہ میں ایک
خاص مقام رفیع رکھتے ہیں اپنے علم فضل تقویٰ و طہارت اخلاق فاضلہ
کے لحاظ سے اور اس نسبت کی وجہ سے جو ان کو حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے آپ حضرت ام المومنین (متعنا اللہ بطول
حیاتہا) کے حقیقی بھائی ہیں ان کی تربیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی نظر کیمیا اثر کے نیچے ہوئی ہے میں حضرت میر صاحب کو
جماعت احمدیہ کے صوفی منش بزرگوں میں سب سے بلند قیام پر
دیکھتا ہوں وہ روحانیت سے سرشار اور قرب الٰہی کیلئے بیتاب
قلب رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق
روایات کے سلسلے میں اہل بیت کی روایات کو مستثنیٰ کر کے آپ کا مقام
ہی بلند ہے اور میں تو ان کو بھی اہل بیت میں داخل سمجھتا ہوں انکی
بیان کردہ روایات نہایت صاف اور صحیح ہیں انھوں نے جو چوتھائی
صدی کا زمانہ حضرت اقدس کے ساتھ گزارا ہے وہ خود اللہ تعالےٰ
کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا
ایک نشان ہیں۔ اور میں ان کو آیت اللہ یقین کرتا ہوں ان کی
زندگی اور ان کا ڈاکٹر ہونا یہ سب ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے حضرت میر صاحب
کا تذکرہ تفصیل سے مرحوم عرفانی صغیر لکھنا چاہتے تھے ان کے نوٹوں کی

بنا پر اب کتاب تعارف میں انشاء اللہ خدا کے فضل سے خاکسار لکھنے کا
عزم رکھتا ہے۔ حضرت میر صاحب کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ جیسے
حضرت نانا جان رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے نسبت صہری حاصل تھی حضرت میر صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
(جو المصلح الموعود اور مثیل مسیح بھی ہیں) سے یہ نسبت خدا تعالیٰ کے فضل سے
حاصل ہے۔ حضرت میر صاحب کے نام کے مکتوبات ان کی روایات کے
سلسلے میں سیرۃ المہدی میں درج ہوئے ہیں ابھی سے بکثرت ان
روایات کے جن کے تحت وہ درج ہوئے ہیں اور حضرت مخدومی
مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے نوٹ کے ساتھ درج کر رہا ہوں۔

(عرفانی کبیر)

۱۷۲ / ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے مختلف حصوں میں رہائش تبدیل فرماتے رہتے تھے۔ سال ڈیڑھ سال ایک حصہ میں رہتے۔ پھر دوسرا کمرہ یا دالان بدل لیتے۔ یہاں تک کہ بیت الفکر کے اوپر جو کمرہ مسجد مبارک کی چھت پر کھلتا ہے اس میں بھی آپ رہے ہیں۔ اور ان دنوں میں گرمی میں آپ کی اور اہلبیت کی چارپائیاں اوپر کی مسجد میں جو صحن کی صورت میں ہے بچھتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے جس زمانے کا ہوش ہے میں نے آپ کو زیادہ تر اس کمرہ میں رہتے دیکھا ہے جس میں اب حضرت اماں جان رہتی ہیں جو بیت الفکر کے ساتھ شمالی جانب واقع ہے۔

۱۷۳ / ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میری شادی کی تیاری ہوئی تو میں دہلی کے شفاخانہ میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے متعلق خط و کتابت ہوتی تھی۔ میں پہلے اس جگہ راضی نہ تھا۔ آپ نے مجھے ایک خط میں لکھا کہ اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ لڑکی کے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔ تو پھر بھی تم اس جگہ کو منظور کر لو۔ اگر اس کے اخلاق پسندیدہ نہ ہوئے۔ تو میں انشاء اللہ اس کے لئے دعا کروں گا جس سے اس کے اخلاق درست ہو جائیں گے۔

حضور کے خط کی نقل یہ ہے :-

۱۷۴ / ۲ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزی میر محمد اسمٰعیل صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے تمہارا خط پڑھا۔ چونکہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ بات ضروری ہے کہ جو امر اپنے نزدیک بہتر معلوم ہو اس کو پیش کیا جائے۔ اس لئے میں آپ کو لکھتا ہوں کہ اس زمانے میں جو طرح طرح کی بدچلنیوں کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نسل خراب ہو گئی ہے۔ لڑکیوں کے بارے میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ بڑی بڑی تلاش کے بعد بھی اجنبی لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے کئی بد نتیجے نکلتے ہیں۔ بعض لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے باپ یا دادوں کو کسی زمانے میں آتشک تھی اور کئی مدت کے بعد وہ مرض ان میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض لڑکیوں کے باپ دادوں کو جذام ہوتا ہے تو کسی زمانے میں وہی مادہ لڑکیوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض میں سل کا مادہ ہوتا ہے۔ بعض میں دق کا مادہ اور بعض کو بانجھ ہونے کی مرض ہوتی ہے۔ اور بعض لڑکیاں اپنے خاندان کی بدچلنی کی وجہ سے پیرایہ تقویٰ کا اپنے اندر نہیں رکھتیں۔ ایسا ہی اور بھی عیوب ہوتے ہیں کہ اجنبی لوگوں سے تعلق پکڑنے کے وقت معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن جو اپنی قرابت کے لوگ ہیں۔ ان کا سب حال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میری دانست میں آپ کی طرف سے نفرت کی وجہ بجز اس کے کوئی نہیں ہو سکتی کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بشیر الدین کی لڑکی دراصل بدشکل ہے۔

یا کانی یعنی یک چشم ہے یا کوئی ایسی اور بدصورتی ہے جس سے وہ نفرت کے لائق ہے۔ ایں بجز اس کے کوئی عذر صحیح نہیں ہے یہ تو ظاہر ہے کہ لڑکیوں کے اپنے والدین کے گھر میں اور اخلاق ہوتے ہیں اور جب شوہر کے گھر آتی ہیں تو پھر ایک دوسری دنیا ان کی شروع ہوتی ہے۔ ماسوا اس کے شریعت اسلامی میں حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرو۔ اور ان کی بداخلاقی پر صبر کرو اور جب تک ایک عورت پاک دامن اور خاوند کی اطاعت کرنے والی ہو۔ تب تک اس کے حالات میں بہت نکتہ چینی نہ کرو۔ کیونکہ عورتیں پیدائش میں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ یہی طریق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی بداخلاقی کی برداشت کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورت کو تیر کی طرح سیدھی کر دے وہ غلطی پر ہے۔ عورتوں کی فطرت میں ایک کجی ہے۔ وہ کسی صورت سے دور نہیں ہو سکتی۔ رہی یہ بات کہ سید بشیر الدین نے بڑی بداخلاقی دکھلائی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ جو لوگ لڑکی دیتے ہیں۔ ان کی بداخلاقی قابل افسوس نہیں۔ سبب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ ہمیشہ سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے اوائل میں کچھ بداخلاقی اور کشیدگی ہوتی ہے اور وہ اس بات میں سچے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی جگر گوشہ لڑکی کو جو ناز و نعمت میں پرورش یافتہ ہوتی ہے۔ ایک ایسے آدمی کو دیتے ہیں۔ جس کے اخلاق معلوم نہیں۔ اور وہ اس بات میں بھی سچے ہوتے ہیں کہ وہ لڑکی کو بہت سوچ اور سمجھ کے بعد دیں۔ کیونکہ وہ ان کی پیاری اولاد ہے اور اولاد کے بارہ میں ہر ایک کو ایسا کرنا پڑتا ہے اور جب تم نے شادی کی اور

اور کوئی لڑکی پیدا ہوئی۔ تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ لڑکی والوں کی ایسی باتیں افسوس کے لائق نہیں ہوا کرتیں۔ ہاں جب تمہارا نکاح ہو جائیگا۔ اور لڑکی والے تمہارے نیک اخلاق سے واقف ہو جائیں گے۔ تو وہ تم پر قربان ہو جائیں گے۔ پہلی باتوں پر افسوس کرنا دانائی نہیں۔ غرض میرے نزدیک اور میری رائے میں یہی بہتر ہے کہ اس رشتہ کو مبارک سمجھو۔ اور اس کو قبول کر لو۔ اور اگر ایسا تم نے کیا۔ تو میں بھی تمہارے لئے دعا کروں گا۔ اپنے کسی مخفی خیال پر بھروسہ مت کرو۔ جوانی اور ناتجربہ کاری کے خیالات قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ موقعہ کو ہاتھ سے دینا سخت گناہ ہے۔ اگر لڑکی بداخلاق ہوگی تو میں اس کے لئے دعا کروں گا۔ کہ اس کے اخلاق تمہاری مرضی کے موافق ہو جائیں گے۔ اور سب کجی دور ہو جاوے گی۔ ہاں اگر لڑکی کو دیکھا نہیں ہے۔ تو یہ ضروری ہے کہ اول اس کی شکل و شباہت سے اطلاع حاصل کی جاوے لڑکپن اور طفولیت کے زمانے کی اگر بدشکلی بھی ہو۔ تو وہ قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ اب شکل و صورت کا زمانہ ہے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ تسلی کر کے قبول کر لینا چاہئے۔ مولود بے شک پڑھے۔ آخر وہ تمہارا ہی مولود پڑھے گی حرج کیا ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد

(آخر صفحہ کے بعد) مگر یہ کہ اس خط کے پڑھنے کے بعد صاف لفظوں میں مجھے اس کا جواب ایک ہفتہ کے اندر بھیجدیں۔ والدعا

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ خط بیاہ شادی سے تعلق رکھنے والے امور کے متعلق ایک نہایت ہی قیمتی فلسفہ

پڑھتی ہے اور یہ جو حضرت صاحب نے خط کے آخر میں مولود کے متعلق لکھا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہماری ممانی صاحبہ اپنے والدین کے گھر غیر احمدیوں کے رنگ میں مولود پڑھا کرتی تھیں۔ اور غالباً ان کے والد صاحب کو اصرار ہوگا کہ وہ بدستور مولود پڑھا کریں گی جس پر حضرت صاحب نے لکھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں جب لڑکی بیاہی گئی اور خاوند کے ساتھ اس کی محبت ہو گئی تو پھر آپ سے ان رسمی مولودوں کو چھوڑ کر بالآخر گویا خاوند کا ہی مولود پڑھتا ہے سو ایسا ہی ہوا۔ اور اب تو خدا کے فضل سے ہماری ممانی صاحبہ احمدی ہو چکی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۷۵/۴

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مبارک احمد کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیز مبارک احمد ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء بقضاء الٰہی فوت ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اپنے رب کریم کی قضا و قدر پر صبر کرتے ہیں۔ تم بھی صبر کرو۔ ہم سب اُن کی امانتیں ہیں اور ہر ایک کام اس کا حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کہنے کو تو اس قسم کے الفاظ ہر مومن کہہ دیتا ہے۔ مگر حضرت صاحب کے منہ اور قلم سے یہ الفاظ حقیقی ایمان اور دلی یقین کے ساتھ نکلتے تھے اور آپ واقعی انسانی زندگی کو ایک امانت خیال فرماتے تھے اور اس امانت کی واپسی پر دلی انشراح اور خوشی کے ساتھ تیار رہتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ہمارے حقیقی ماموں ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ اپنے چھوٹے عزیزوں کی طرح خط و کتابت فرماتے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۸۱ء کی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا ذکر انجام آتھم کے ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں ۔۷ نمبر پر کیا ہے۔ مگر چونکہ سید محمد اسمٰعیل دہلوی طالب علم کے طور پر نام لکھا ہے۔ اس لئے بعض لوگ سمجھتے نہیں۔ ست بچن میں بھی ان کا نام انہی الفاظ میں درج ہے۔

شیخ فتح محمد صاحب کے نام

تعارفی نوٹ

شیخ فتح محمد صاحب آغاز شباب میں بہ حیثیت طالب علم حضرت
یفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے حضور جموں پہونچے اور آپ کی خدمت
ں کچھ کتابیں پڑھیں اور آپ کے توسط سے سلسلہ ملازمت میں منسلک
گئے ذہین اور زیرک ہونے کے ساتھ طبیعت تیز تھی اور اس وجہ
ے دوستوں کی بجائے دشمن زیادہ پیدا کر لیتے تھے۔ حضرت مسیح
عود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اخلاص رکھتے تھے اور حضور [illegible]
طور پر ہمیشہ دلداری فرماتے۔ خیش لیکر آخر قادیان آگئے تھے حضرت
یفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ہمیشہ چشم پوشی فرماتے رہے۔ [illegible]
لآخر میں تو قادیان سے باہر گیا ہوا تھا معلوم ہوا کہیں روپوش
ہو گئے اور پھر واپس آئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی ستاری فرمائے ان کی
ولاد میں صلاحیت ہے اور وہ سلسلہ سے وابستہ ہیں شیخ صاحب کے
اس حضرت اقدس کے خطوط کا ایک اچھا مجموعہ تھا اور مجھے دینے کا
عدہ کرتے رہے مگر میری غیر حاضری اور ان کی روپوشی نے موقعہ
نہ دیا۔ ذیل کے مکتوبات ان کے فرزند رشید صالح محمد صاحب سے حاصل
کرکے ملک فضل حسین صاحب نے الفضل میں شائع کئے ہیں۔

(عرفانی کبیر)

۱۷۶/۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فتح محمد حصول بشارت کے لیے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھکر اکتالیس دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کے اول و آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لیے دعا کرے اور بقیہ رات باوضو سو رہے۔ جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ امر جس میں خیر اور برکت ہے۔ حالت منام میں ظاہر ہوگا۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۹ مارچ ۱۸۹۰ء

بباعث ضعف و علالت فتح محمد کی طرف خط نہیں لکھا گیا۔

(پتہ) بمقام جموں دارالریاست۔ مکرمی اخویم حکیم نورالدین صاحب ملازم و معالج ریاست"

۱۷۷/۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

عزیزی میاں فتح محمد صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط پہنچا چونکہ اکثر اوقات طبیعت ضعیف رہتی ہے اس لیے خط کے جواب میں تاخیر ہوئی ہمیشہ اپنے حالات خیریت سے مطلع کرتے رہیں۔ والسلام۔

غلام احمد عفی عنہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۰ء
بمقام لدھیانہ اقبال گنج "

۱۷۸/۳

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مہربانی نامہ پہونچا۔ آپ کے تردّدات بہت طول پذیر ہوگئے۔ خدا تعالیٰ رہائی بخشے۔ شاید ایک ہفتہ ہوا۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ گویا آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں کیا کروں۔ تو میں نے آپ کو یہ کہا ہے۔ خدا سے ڈر پھر جو چاہے کر۔
سو آپ تقوےٰ اختیار کریں۔ اللہ جلشانہٗ آپ کوئی راہ پیدا کر دیگا۔
والسلام

غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج۔ (۱۵ مارچ ۱۸۹۱ء)

(نوٹ از ناقل) اس خط کے بائیں طرف اوپر کے حصہ میں مندرجہ ذیل عبارت بھی لکھی ہوئی ہے۔

"از طرف عاجز حامد علی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یہ الہامی الفاظ جس روز آپ کا خط پہونچا۔ اسی روز معلوم ہوئے۔"

۱۷۹/۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مشفقی اخویم میاں فتح محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا شفقت نامہ لودیانہ میں مجھ کو ملا آپ کی بیماری کی وجہ سے بہت تردد ہوا۔ آپ کے لیے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد شفا بخشے۔ اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔ از لودیانہ۔
(۱۸ جولائی ۱۸۹۱ء)

۱۸۰
۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

مشفقی محبی اخویم سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ تسلی رکھیں۔ انشاء اللہ العزیز میں آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔
مشکلے نیست کہ آساں نشود
استغفار کا ورد رکھیں۔ اور مجھ کو اپنے حالات سے خبر دیتے رہیں۔ میں لودھیانہ میں اسی مکان میں ہوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ
(۲۳؍اگست ۱۸۹۱ء)

۱۸۱
۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

عزیزی میاں مسیح محمد صاحب سلمہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپکی صحت سے بہت خوشی ہوئی۔ اور میں بھی علیل رہا ہوں۔ اب بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ آپ بوجہ تعلق ملازمت معذور ہیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ کب آپ کی ملاقات ہو۔ ہمیشہ اپنی خیر و عافیت سے مطلع و مسرور کرتے رہیں۔ زیادہ خیریت والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان
(۲۳؍دسمبر ۱۸۹۱ء)

۱۸۲
۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا خط پہونچا۔ افسوس کہ آپ پھر متعطل اور بیکار ہیں۔ میں انشاء اللہ العزیز آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اور ظاہری سعی و کوشش آپ کرتے رہیں۔ اور التزام نماز اور توبہ و استغفار ضروریات سے ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی پریشانی دور کرے۔ اور وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
(۲؍جولائی ۱۸۹۲ء)

حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لودہانوی رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مولوی عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہٗ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہین احمدیہ کے زمانے سے عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ اور قدیم طرز کے علماء میں سے یہ ایک ایسے بزرگ تھے جو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باوجود قدیم وضع کے عالم

ہونے کے اخلاص کے رنگ میں رنگین ہوئے۔ وہ ایک جید عالم تھے حنفی المذہب تھے۔ آپ کے والد ماجد مولوی محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ بھی بڑے عالم تھے۔ لودیانہ میں ان کا مدرسہ بڑی شان کا مدرسہ تھا اسی مدرسے سے مکرمی مولوی ابو البقا صاحب بقاپوری اور ان کے برادر بزرگ مولوی حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری رضی اللہ عنہ انھیں کے شاگردوں میں سے ہیں حضرت مولوی عبد القادر صاحب کو تبلیغ کا بہت شوق اور جوش تھا اور وہ جہاں جاتے حضرت اقدس کے دعوے اور دلایل کو پیش کرتے۔ اور علماء میں تبلیغ کرتے رہتے خاکسار عرفانی سے ۱۸۹۸ء سے تعلقات اخوت تھے وہ مولوی مشتاق احمد صاحب کے پاس باقاعدہ آیا کرتے تھے اور مولوی صاحب موصوف میرے استاد تھے افسوس ہے ان کو ہدایت نہ ہوئی۔ ان کا ذکر مکتوبات کی چوتھی جلد کے دوسرے نمبر میں آئے گا۔ جہاں ان کے نام کا خط درج ہوگا غرض حضرت مولوی عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ سلسلے کے اولین علماء میں سے ایک نہایت مخلص اور جید عالم تھے وہ خود لکھنے سے قاصر تھے اس لئے لودہانہ میں عموماً میر عباس علی صاحب کے خطوط میں جو کچھ عرض کرنا ہوتا کر دیتے تھے اور ان کے خطوط ہی میں جواب مل جاتا تھا۔ اور کثرت سے قادیان آتے رہتے تھے اس لئے کچھ زیادہ خط وکتابت نہ کرتے تھے اللہ تعالےٰ ان پر اپنے بیکران فضل کرے آمین۔

(خاکسار عرفانی)

۱۸۱۳ مخدومی

بخدمت مولوی عبد القادر صاحب!

بعد سلام مسنون عرض یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے نہایت بہتر ہے۔ دنیا میں دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ یہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے ایسی دعائیں کرنے کا وقت پاتا رہے کہ جو..... رب العرش تک پہونچ جاویں اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آجایا کرے مگر یہ بات اپنے اختیار میں نہیں سو اگر خداوند کریم چاہے گا تو یہ عاجز آپ کے لئے دعا کرتا رہے گا۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے کہ سچا تعلق وہی ہے جس میں سرگرمی سے دعا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا مرید ہے۔ مگر اس بزرگ کے دل میں اس شخص کی مشکل کشائی کے لئے جوش نہیں اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے دل میں بہت جوش ہے اور وہ ایسے کام کے لئے ہوتا ہے کہ حضرت احدیت سے اس کی رستگاری حاصل کرے سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہ شخص رکھتا ہے پیری مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے اگر مرشد عاشق کی طرح ہو اور مرید معشوق کی طرح۔ تب کام نکلتا ہے یعنی مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی کے لئے ایک ذاتی جوش ہوتا ہو تا وہ کام کر دکھاوے۔ سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا۔ یعنی ان کی فطرت میں حضرت احدیت نے بندگان خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے پس وہی عشق کی آگ ان سے سب کچھ کراتی ہے اور اگر ان کو خدا کا یہ حکم بھی پہونچے۔ کہ اگر تم دعا اور غمخواری

خلق اللہ کرو۔ تو خواہ انہیں اجر میں کچھ تصور نہیں تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے اور ان کو اس بات کی طرف خیال ہی نہیں ہوتا۔ کہ ہم کو اس جانکنی سے کیا اجر ملیگا کیونکہ اُن کے جوشوں کی بنا کسی غرض پر نہیں۔ بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین" سپارہ ۱۹ (۱) خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے۔ کہ اس قدر غم اور درد کو تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اُٹھاتا ہے۔ اس سے تیری جان جاتی رہے گی سو وہ عشق ہی تھا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ پس حقیقی پیری مریدی کا یہی حال ہے اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے تا وہ سچے غمخوار بننے کے لائق ٹھہریں۔ جیسے والدین اپنے بچے کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں۔ تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے۔ اسی طرح جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے ڈال لیتا ہے کیونکہ قوت عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی اور یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے۔ کہ اس نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے۔ مثلاً دنیا میں بہادروں اور جنگجو لوگوں کی ضرورت ہے۔ سو بعض فطرتیں جنگجوئی کی استعداد رکھتی ہیں۔ اسی طرح دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح ہوا کرے سو بعض فطرتیں یہی استعداد لیکر آتی ہیں اور قوت

عشقیہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔
فالحمد للہ علیٰ ذالک اجر نا و ربا [illegible]

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء
مطابق ۲۵ رجب ۱۳۱۰ھ

مکرم سید امیر علی شاہ صاحب کے نام

(نوٹ) ان سید امیر علی شاہ صاحب کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون بزرگ تھے مگر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد فضل صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ وہ حضرت اقدس کے دعاوی اور مقاصد سے آگاہ ہوئے تھے۔

انہیں اس امر پر غالباً اعتراض تھا کہ حضرت اقدس اپنے دعاوی کا اظہار کرتے ہیں مگر حضور نے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ جو شخص مامور برائے اصلاح خلق ہوتا ہے وہ اگر اظہار نہ کرے تو معصیت ہوتی ہے۔ خط فارسی زبان میں ہے مگر حضرت اقدس نہایت سلیس زبان میں لکھتے تھے اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔
(عرفانی کبیر)

عرضی پیش شدہ بیان کند بشرطیکہ مامور با خفا نہ باشد دراں ہم باکے نیست بلکہ اشاعت علم و معرفت و خلق را ازاں علم و معرفت متمتع و مستفیض گردانیدن از خلفائے آں علم و معرفت است و در حدیث آمدہ است کہ ہر کہ را علمے دادہ شد و او ازاں علم بندگان خدا را نفع نہ رساند بروز قیامت ازو مواخذہ خواہد شد۔ غرض حقیقت این است کہ بیان کردم۔ واللہ اعلم بالصواب انما الاعمال بالنیات والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ۔

خاکسار غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور

ایک مدرس کے نام

تعارفی نوٹ

تعلیم الاسلام قادیان کے ایک مدرس نے ۱۹۰۲ء میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا جس میں بعض حالات کے ماتحت وہ استعفا دینا چاہتا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ مجھے بھیک مانگنی منظور ہے پر اس درسے نہ ٹلونگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو فراست عطا فرمائی تھی اس کا نمونہ اس جواب سے ظاہر ہے اور نیز مدرسہ تعلیم الاسلام سے حضرت اقدس کا کیا منشا تھا نمایاں ہے۔

(عرفانی کبیر)

۱۸۵۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے نزدیک یہ ارادہ ہرگز مناسب نہیں اس سے خود غرضی اور دنیا طلبی سمجھی جاتی ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ مدرسہ محض دینی اغراض کی وجہ سے ہے اور میرے اس میں کام کرنے والے خدا تعالےٰ کی رحمت سے نزدیک ہوتے جاتے ہیں چونکہ یہ مدرسہ نیک نیتی سے محض دینی تخم ریزی کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اس لئے میرے خیال میں استعفا دینے والوں کے استعفا سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ اس کے لئے اور خدمت کرنے والا پیدا کر دیگا۔ لیکن اگر کوئی اس مدرسہ سے الگ ہوکر اپنی دنیا طلبی میں اِدھر اُدھر خراب ہوگا تو وہ رفتہ رفتہ دین سے دور ہو جائے گا۔

چاہیئے کہ صبر کے ساتھ گزارا کریں اگر خدا تعالےٰ اس قدر لیاقت نہ دیتا تب بھی تو پانچ سات روپیہ میں گزارہ کرنا ہوتا بلکہ میں نے آپ کے امتحان کی ناکامیابی کے وقت سوچا تھا کہ اس میں کیا حکمت ہے تو میرے دل میں یہی حکمت خیال آئی تھی کہ تا دنیوی طمع کا دامن کم کر کے دین پیش کیا جاوے۔ پس امتحان میں پاس ہونا ایسا ہی تھا جیسا کہ خضر نے کشتی کا تختہ توڑ دیا تھا تا عمدہ حالت میں ہو کر غیروں کے ہاتھ میں نہ جا پڑے اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر آپ اس جگہ سے استعفا دے گئے تو عیالداری کے لحاظ سے قادیان کو چھوڑنا ہی پڑیگا اور یہی صورت دینی تعلقات سے دور ہو جانے کیلئے مقدمہ ہو جاتی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت سب خدا کے لئے ہوگئی تھی مگر اس زمانہ میں اسقدر غنیمت ہے کہ اس جماعت کی ایسی حالت ہو جائے کہ کچھ خدا کیلئے اور کچھ دنیا کے لئے ہوں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

حضرت چوہدری الہ داد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

چودہری الہ داد خاں صاحب ضلع شاہ پور کے باشندے تھے۔ وہ (۔) ماہوار کی سرکاری ملازمت ترک کر کے قادیان ہجرت کر کے آگئے تھے اور ریویو میں کام کرنے لگے جہاں انکو (۔) ماہانہ ملتے تھے۔ یہ بہت بڑی قربانی تھی اور اللہ تعالٰے نے اسے قبول فرمایا۔ اور آخر وہ یہاں ہی فوت ہو گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکے ایثار و قربانی اور دینی خدمات کے زیر نظر مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے اجازت دی اور جنازہ پڑھا۔

چودہری صاحب کے نام جو مکتوب ہے اسکی حقیقت سمجھنے کے لیے خود چودہری صاحب مرحوم کا خط بھی میں نے درج کر دینا مناسب سمجھا چودہری صاحب بہت ہر دلعزیز خوش اخلاق اور جماعت کے نوجوانوں کی تربیت و تبلیغ کا خاص جوش رکھتے تھے لوگ انکو امین سمجھکر اپنی امانتیں بھی انکے پاس رکھتے تھے اور بعض احباب انکو امین الملۃ بھی کہا کرتے تھے بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے۔ جوان سال فوت ہو گئے۔ اللہ تعالٰے انکو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

(عرفانی کبیر)

حضرت اقدس کا مکتوب نمبر $\frac{186}{1}$

یہ خط حضرت اقدس نے ان ایام میں چودہری صاحب کو لکھا جب کہ وہ شاہ پور میں تھے انہوں نے اپنے بعض ابتلاؤں کا ذکر کر کے ایک عریضہ حضرت کے حضور لکھا تھا اس کا جواب حضرت نے حسب ذیل فرمایا

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالٰے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لیئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے۔ اس کو صدق دل سے برداشت کرنا چاہیئے اور خدا تعالٰے کی رحمت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جو شخص اس بات پر حقیقی ایمان لاتا ہے کہ میرا خدا ہے جو قادر اور کریم اور رحیم اور حلیم ہے۔ اس کو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھانا چاہیئے۔ وہ خدا تو قادر ہے۔ کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ کو حل کر دے مگر بندہ کی تربیت کے لیئے جو دوسرے مصالح کسی بنا پر کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے خلاف ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ خدا بوجھ دیتا ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مگر اسکی

مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی نمازوں میں اپنی ہی زبان میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع میں سجود میں التحیات میں ہر ایک وضع میں دعا کرو۔ کوئی نیا امر نہیں ہے۔ جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے۔ اس کو کسی قدر ابتلاء کا مزہ چکھاتا ہے تا اس کی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر تلخیوں کی جگہ ہے سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ ہو لیکن اور درحقیقت کوئی دکھ دکھ نہیں صرف ایمان کا قصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کر دو اور یقین سے سمجھو کہ وہ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو وہ رحم کرے یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا۔ جس کو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے چند روز دنیا سے مخلوق طاعون سے مر رہی ہے ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔ امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کرے مخلصی چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھانا چاہیئے۔

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ از قادیان

۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء

دوسرا مکتوب نمبر ۱۸۷/۲

یہ خط جس عریضہ کے جواب میں ہے میں پہلے اسے درج کرتا ہوں تاکہ حضرت اقدس کے مکتوب کی پوری وضاحت ہو جائے۔ اسکے بعد وہ قادیان ہجرت کر گئے (عرفانی کبیر)

چودھری صاحب کا عریضہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور منبع علوم ربانی و مخزن انوار و فیوض رحمانی واقف رموز حقانی و کان گوہر معانی حضرت اقدس مرسل یزدانی جناب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چونکہ حضور کے حکم سے اپنے درد دل کی داستان گزارش بندگان عالی کرنے کی اجازت ہوئی ہے۔ اس واسطے کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا۔

۲۔ اس امر کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتا کہ خاکسار کے دل میں عرصہ دراز سے شعلہ محبت بھڑکا ہوا تھا۔ سال ۱۸۹۱ء یعنی ایام طالب علمی سے جب کہ خاکسار ابھی انٹرنس میں تعلیم پاتا تھا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کے ساتھ تعلق اخلاص مندی نصیب ہوا جس کو اب چودھواں سال جا رہا ہے بفضلہ تعالیٰ اس تعلق میں روز افزوں ترقی ہی ہوتی چلی آئی۔ اور یہ رشتہ دن بدن مستحکم ہی ہوتا گیا اور بتدریج محسوس ہوتا گیا کہ اس پیوند کی مضبوط رسی کے ذریعے عالم تاریکی سے ایک بڑی روشنی کی طرف کھینچا جا رہا ہوں اور الفت و محبت قلبی نے تو ایسی ترقی کی کہ کچھ سالوں سے بڑے جوش کے ساتھ یہی دلی خواہش رہی کہ

کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ بقیہ ایام زندگی حضور کی بابرکت اور سراپا نور
خیز قدموں میں گذاروں۔ جس سے دین و دنیا کی اصلاح ہو کر حسنات
دارین سے مستفیض و بہرہ مند ہوں۔ کیونکہ جب ایسا مبارک زمانہ پایا
ہے اور ایسی نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوئی ہے۔ تو اس کی قدر نہ کرنا اور
ایسی نعمت الٰہی سے وقت پر مستمتع نہ ہونا محض شومئی قسمت کا باعث ہے۔

۳۔ چونکہ دل میں بڑے ذوق کے ساتھ اس امر کی گدگدی و چاہت
لگی ہوئی تھی۔ اس کے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد دل و دماغ نے بھی مشورہ
وفتویٰ دیا۔ کہ مرسل صادق کے مبارک قدموں میں زندگی گذارنا تمہارا
مقصود بالذات ہونا چاہیئے اس لئے اس غرض کے حصول کے لئے
کئی بار یہاں دارالامان کے مقیم احباب و برادران کو تصدیعہ دیتا رہا۔
چنانچہ ایک دفعہ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء میں مکرمی اخویم جناب مولوی محمد علی صاحب
ایم۔ اے نے ایک ایسی صورت پیدا بھی کر دی تھی کہ خاکسار اسی وقت
مستقل طور پر یہاں آجاتا۔ مگر کچھ ناسازی قسمت و مخالفوں کی سعی سے
اس وقت کامیابی کا مونہہ دیکھنا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت
مخالف آریہ افسروں نے عمداً وقت پر رخصت سے استفادہ نہ کرنے
دیا۔ حالانکہ اس وقت حضور کی جانب سے بھی آنے کے لئے اجازت
ہو چکی تھی۔

اس وقت عاجز کے نہایت ہی مکرم و محسن و فخر قوم جناب مخدومی
مکرمی مولوی عبد الکریم صاحب نے جن الفاظ سے خاکسار کو خطاب
کیا تھا وہ الفاظ اب تک عاجز کے لوح قلب پر نقش برسنگ کی طرح
منقش ہیں جو یہ ہیں۔ "تج و دبج دونوں ہاتھ آویں پھر آنے میں کیا تامل ہے۔

اس نعمت کے لینے میں ہرگز توقف نہ چاہیئے۔"
سو واقعی صحیح ہے اور بالکل سچ ہے کہ جب ہر دو چیزیں حاصل
ہو جاویں پھر اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے اول الذکر کے لئے تو مامور
و مرسل الٰہی کی صحبت وفا کیا ہے کا شرف کافی۔ امر دوم کے لئے وجہ معاش
کا ذریعہ۔ جب دونوں مل جاویں۔ پھر اور کسی چیز کی کیا ضرورت۔

۴۔ وہ پہلا موقع تو جاتا رہا تھا کیونکہ میرے توقف کرنے سے
مکرمی منشی صاحب کی تجویز ہو گئی مگر اس کے بعد بھی دل میں یہی تڑپ
لگی رہی۔ کہ کسی طرح آن ہادی و مہدی زمان کے مبارک قدموں میں رہنے
کا موقعہ ملے دل تو پہلے ہی سے آتش محبت سے مشتعل ہوا تھا
مگر اب یہاں آکر اور کچھ عرصہ یہاں رہ کر ٹھنڈے دل کے ساتھ محسوس کیا ہے۔
کہ خصوصاً میرے جیسے مذاق کے انسان کے لئے دارالامان سے باہر رہنا
تو زندگی کا عبث گذارنا ہے۔

خاکسار پہلے دو ماہ کی رخصت لیکر آیا تھا مگر دو ماہ کے گذرنے پر ہرگز
دل نہ چاہا کہ وطن کا رخ کروں۔ کیونکہ وطن میں بے وطنی اور قادیان میں وطن
نظر آتا ہے۔ مجبوراً تین ماہ کی اور رخصت لی۔ اس صورت میں اب چوتھا
ماہ جا رہا ہے۔ اب تو دن بدن دل کی یہ حالت ہے کہ یہاں سے نکلنا
ایک موت نظر آتا ہے۔ رات دن اسی دعا میں تھا کہ کوئی ایسی صورت نکلے
کہ معمولی گزارہ چل سکے۔ تو حضور کے مبارک قدموں میں رہنے کی سبیل بن
جائے۔ جو اصلی مدعا ہے۔ الحمد للہ کہ ایک ایسا امر پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جس
سے خاکسار کے گذارہ کی بھی پوری صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اور انتظام
بھی مکمل ہے۔ وہ یہ ہے کہ دفتر میگزین میں کلرک کی جگہ خالی تھی۔

وہاں میرے قدیمی مکرم و محسن جناب مخدومی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے
نے عاجز کے لئے (مصہ) روپیہ ماہوار کی مستقل تجویز فرمائی ہے اور کل
بالمواجہ پختہ وعدہ فرمایا ہے اور خود آپ ذمہ اٹھایا ہے کہ جب تک
میگزین کا وجود ہے بشرط زندگی اقل درجے (صعہ) روپیہ ماہوار تک
میں تنخواہ دینے کا ذمہ دار ہوں اور اگر اس میگزین کے کام میں ترقی ہوتی
گئی جو ضرور بفضلہ تعالیٰ ہوگی۔ تو اس میگزین کی ترقی کے ساتھ تمہاری
بہبودی و ترقی کا خیال بھی رہے گا اول تو وہی رازق حقیقی ہی ہر کسی کا
کفیل ہے اور اپنے سچے دل و ایمان کے ساتھ اسی کی کفالت پر نظر ہے
اور ناکارہ جیسے نکموں کا تو خاص اسی پر ہی بھروسہ ہے مگر مولوی صاحب
موصوف نے بھی جو وعدہ فرمایا ہے اور ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اس
پر بھی خاکسار کو پوری تسلی ہو چکی ہے اول تو جس قادر مطلق کے ارادے و
منشا سے اس میگزین کا پودہ لگایا گیا ہے وہ خود ہی اس کی ترقی۔ استحکام
و پائیداری کی صورت و ذرائع پیدا کرتا رہے گا اور بفضلہ تعالیٰ اس پودہ
کی جڑیں پورا استحکام پکڑیں گی۔ اس میں انشاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوگی اور
یہ بڑی عمر پائے گا۔ بفرض محال اگر کوئی صورت دگرگوں بھی ہو تو میگزین
کی عمر بالمقابل ہماری اپنی عمر کے کیا ہستی ہے۔ خاکسار خود اپنی عمر پر کیا
اعتبار کر سکتا ہے یہی غنیمت ہے کہ یہ چند روزہ ایام زندگی صادق مامور
کی پاک صحبت و معیت میں گذر جاویں اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت
غیر مترقبہ حاصل ہو سکتی ہے۔

۵۔ یہ (مصہ) ماہوار کی جو تجویز ہوئی ہے اس میں عاجز کا بخوبی
گذارہ چل سکتا ہے۔ خاکسار بچپن سے بالکل سادگی سے زندگی بسر کرنیکا عادی

ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی صورت فراخی کی آوے تو وہ تو اس
جواد کریم کا خاص رحم ہے اس کی نعمت سمجھ لینے سے کون انکار کر سکتا ہے
ورنہ ایسے تو میں معمولی قلیل سے قلیل چیز پر بھی اکتفا کر سکتا ہوں۔
خاکسار تو اس کو خاص ترحم و فضل الٰہی سمجھتا ہے کہ ایک تو گذارہ کے
لئے صورت نکل آئی دوم پیارے امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
فیوض صحبت سے بہرہ اندوز ہونے کا ایک عمدہ موقعہ حاصل ہوا جو عین
دلی منشاء تھا اور جس کیلئے عرصہ سے درپے تھا۔

۶۔ یہ مسئلہ کہ جس نیک کام کرنے کے لئے صافی نیت و سچے دل
کے ساتھ انسان کوشش کرتا ہے خواہ بظاہر وہ کیسا ہی مشکل کام ہو۔
اللہ تعالیٰ "الاعمال بالنیات" کی بنا پر اس کو اس کام میں ضرور ہی
کامیابی بخشتا ہے۔ آج عاجز کو جو ذریعہ معاش کی طرح کھل گیا ہے۔ خاکسار کئی
سال سے اس مدعا کے درپے تھا۔ مگر اب چار پانچ ماہ سے تو برابر اس مدعا کے
حصول کے لئے خلوص نیت سے دعاؤں میں لگا رہا۔ کئی دفعہ استخارہ کئے
اور دعاؤں میں تو بہت ہی کثرت کی۔ ان دعاؤں و استخاروں کے بعد
خوابیں بھی دیکھیں۔ جن سب کا ماحصل یہی تھا کہ اس جگہ دارالامان میں رہنا
مفاد دارین کے لئے ضروری ہے اور اسی میں کامیابی ہوگی۔ بلکہ بعض اوقات
دعا کی حالت میں غنودگی سی آئی اور اس غنودگی میں اس فائز المرامی کا تمام
نقشہ دکھلایا گیا۔ مگر باوجودیکہ دو ماہ سے اس قسم کی خوابیں آ رہی تھیں۔
مگر پھر بھی خاکسار دعاؤں میں لگا رہا۔ ان تمام کیفیات کا تذکرہ مجملاً اپنے
قدیمی عزیز بھائیوں برادرم مکرم مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ و برادرم
مخدوم مفتی محمد صادق صاحب سے کیا جو میرے ہموطن و ابتدائے بچپن کے

عزیز اور ابتدائی واقف ہیں۔ ان کا بھی خاکسار کے ساتھ اتفاق رائے ہوا
کیونکہ وہ ابتدا سے جانتے تھے۔ کہ خاکسار کس مذاق و مشرب کا آدمی ہے
اور یہ بھی ان کو بخوبی معلوم تھا کہ عاجز کی فطرت بھی اس امر کی مقتضی ہے
اور مناسبت رکھتی ہے کہ دار الامان میں رہے۔

یہ افتادہ خاکسار حضور کی خاص دعاؤں سے بھی استفادہ و استمداد
کرہی رہا تھا۔ انہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس نعمت کے
حصول کیلئے ذرائع خود بخود پیدا کر دئے اور ایک صورت گذارہ بھی
نکل آئی یہ سب بطفیل دعائے آں قبلہ دارین کے اللہ تعالےٰ کا خاص فضل
ہے ورنہ یہ نابکار عاجز کس رعایت کا مستحق تھا کہ اس قدر ذمہ داری کے
وعدہ بھی دئے جا رہے ہیں۔

اس قادر مطلق جیسے مربی و حقیقی محسن کے ہزار ہزار سجدات شکر
بجا لاتا ہوں۔ جس نے ایسی خوشی کے دن دیکھنے کی امیدیں دلائی ہیں۔
اور اسی ذات ستودہ صفات جامع کمالات پر بھروسہ ہے کہ وہ بے نیل
المرام عاجز کو نہ چھوڑیگا۔

اب کل سے مجھے امید لگنے لگی ہے کہ رحمت الٰہی سے کچھ بعید نہیں ہے
کہ عاجز جیسے نابکار کو جلدی ہی مستقل طور پر اس نعمت سے متمتع ہونے
کا موقعہ نصیب کرے۔

۷۔ جس قدر حال عرض ہوا ہے وہ صرف خاکسار کی اپنے ذاتی
مفاد تک محدود تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ اگر خاکسار کو اس جگہ دار الامان میں
رہنا نصیب ہو جاوے تو صرف یہی نہیں ہے۔ کہ اس کا فائدہ خاکسار کے
وجود تک ہی محدود رہے گا۔ بلکہ اس کا فائدہ خاکسار کی بڑی طرز دیگر [illegible]

تک بھی اگر فضل ایزدی شامل حال ہو تو پہنچ سکے گا۔ بلکہ رفقاء احباب بھی
اس کے اثر سے خالی نہ رہیں گے۔

سردست میرے بھائیوں کے لڑکے جو ۹ - ۱۰ کے قریب ہیں
میری اس جگہ رہایش کے توسل سے اس جگہ دار الامان کے سکول میں آکر داخل
ہو جاویں گے اور اس جگہ تعلیم پاویں گے۔ ان کا یہاں آنا صرف میری
یہاں کی رہایش سے وابستہ ہے اور میرے اور ان کے تعلق سے دیگر
متعلقین کی آمد و رفت شروع ہو جائے گی جو بفضلہ تعالےٰ انکی ہدایت
فیض یابی کا باعث ہوتی جائے گی اور اس تعلق سے کیا عجب ہے کہ
اس نواح کے اور بھی بہت سے لڑکے اس جگہ آکر تعلیم پاویں کیونکہ
ابتدا میں صرف تحریک چاہئے۔ پھر پیچھے خود بخود کام چل پڑتا ہے۔ اس
وقت تک کوئی ذریعہ تحریک کا اس طرف پیدا نہیں ہوا۔ اپنی جانب
سے تو کوشش ہے۔ آگے اس کوشش میں خود اللہ تعالےٰ برکت ڈالیگا۔
اس طرف کی جہر شاہی دام تزویر کا اثر اسی طرح سے انشاء اللہ تعالےٰ
مٹے گا جب تک طلباء و دیگر لوگ اس جگہ کی آمد و رفت کے ذریعہ
سے تبدیلی خیالات نہ کریں اور یہاں کے روحانی خیالات سے موثر و منور
نہ ہوں تب تک جہر شاہی فرسودہ طلسمات کا زنگ ان کے زنگ آلودہ
دلوں میں محو و زایل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کرے کوئی ایسی ہی سبیل پیدا
ہو۔ جہر شاہی بت ان کے دلوں کے مندروں سے ٹوٹ جائے آمین ثم آمین۔

۸۔ باقی رہا معاملہ ابتلاء۔ ابتلاؤں سے بچانا بھی اسی ذات
مقدس کا کام ہے اور اسی سے ہر وقت دعا ہے کہ محض اپنے فضل و کرم سے
ہر مصیبت و ابتلاء سے محفوظ رکھا ہوں کے۔

ایسے تو ابتلاء کا میدان ہر جگہ وسیع ہے کسی خاص جگہ کی خصوصیت
نہیں ہے۔ ہر جگہ اسی ذات جامع کمالات ہی کا تصرف ہے۔ اس کے
تصرف سے کوئی جگہ خالی نہیں بلکہ مقابلتہً یہ دارالامان کی سرزمین اور
جگہوں کی نسبت ابتلاؤں کی سپر ہے۔ کیا بلحاظ روحانیت ہو کیا
بلحاظ جسمانیت ہو۔ روحانیت کی پیاس بجھانے کے لئے تو آب زلال
حیات ابدی کا حوض کوثر موجود ہے جس کے پینے سے ابداً لآباد تک
پیاس نہیں لگتی۔ جسمانیت کے لحاظ سے یہاں کے نیاز شدہ دل تو کچھ
ایسے ابتلاؤں کی برداشت بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہاں کے سکول معرفت
کے تعلیم یافتہ روحیں ایسے ابتلاؤں سے چنداں گھبراتی نہیں ہیں۔ ورنہ
کسی دیگر جگہ کے جیفۃ الدنیا کے طالب کو تو اگر ذرا سا بھی ابتلا آ جائے
تو اس کو اپنے وجود تک ہوش نہیں رہتی۔ دور کیوں جائیں۔ خود ہمارا
اپنا واقعہ سال ۱۹۰۸ء کا حضور کو بخوبی یاد ہوگا کہ میرے چھوٹے بھائی
پر ایک مقدمہ .... بن گیا تھا۔ جس کے واسطے حضور کی خدمت میں بھی
دعا کے لئے بہت کچھ عرض کیا تھا۔ اور بطفیل دعائے آن حضرت بفضلہ تعالیٰ
انجام کار بریت وتخلصی تو ہو گئی تھی۔ مگر سال بھر کی مقدمہ بازی سے جسقدر
تکلیف اٹھائی تھی اور جس قدر خرچ کی زیر باری ہوئی تھی وہ حاجت بیان
نہیں۔ اڑہائی ہزار روپیہ سے بڑھکر خرچ مقدمہ ہو گیا تھا۔
وہاں شاہ پور میں خاکسار کی موجودہ حالت بھی کچھ ابتلاء سے
کم نہیں ہے جو .... افسر ہے۔ بوجہ عناد مذہبی کے سخت مخالف ہے
خود .... بھی اس کے ورغلانے سے ایسی کوشش میں ہیں کہ اگر موقعہ لگے
تو صرف موقوفی تک اکتفاء کرے بلکہ اس سے بڑھ کر نقصان پہنچا دے۔

معمولی بجا آوری فرائض الٰہی تک میں سخت تنگی کرتے ہیں۔ چنانچہ کرمی اخویم
مرزا خدا بخش صاحب وجناب حافظ محمد اسحاق صاحب سب اور سپر خود یہ تمام
حال مشاہدہ کر آئے ہیں۔
علیٰ ہذا القیاس ایسے سینکڑوں دنیوی ابتلا ہیں۔ جو دنیوی اشتغال
کی حالت میں انسان کو ان میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے۔
یہاں دارالامان میں تو اللہ تعالیٰ کا ہر طرح سے فضل ہے۔ کہاں دارالامان
کی رحمت خیز سرزمین اور کہاں جیفۃ الدنیا کا دیگر زاد بوم عالم۔ چہ نسبت
خاک را با عالم پاک۔
وجملہ حالات کو بہ ہیئت مجموعی زیر نظر لانے کے بعد خاکسار کے
دل میں تو ایک ایسا جوش پیدا ہوا ہوا ہے کہ
مرنا قبول مگر دارالامان کی سرزمین سے قدم باہر رکھنا محال۔
بلکہ معرکہ قیامت سے کم نہیں۔ اگرچہ پہلے حضور کی ایک دفعہ اجازت
ہو چکی ہوئی ہے۔ کہ خاکسار اس جگہ آ جاوے اور اسی سابقہ سلسلہ میں
یہ اب یہ دوسرا موقعہ پیش آیا ہے۔ مگر موجودہ موقعہ کے لئے بھی حضور
کی منظوری ضروری خیال کر کے نہایت مودبانہ خواستگار اجازت ہوں۔
اور ساتھ ہی ملتجی دعا بھی کہ اللہ تعالیٰ اس رہائش میں برکت ڈالے۔
اور جن اغراض کی بنا پر یہ سعی کار خیر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے
ثمرات حسنہ سے اس احقر کمترین خادم حضور کو بہرہ مند فرما دیں۔ کیا ہی
خوش قسمتی کی وہ گھڑی ہوگی جس لمحہ میں اس دہن مبارک سے حکم اجازت
نفاذ پا کر اس خادم کی روح پژمردہ کی تروتازگی و شادابی کا باعث ہوگا
اور اس نیم مردہ جسم وجان میں از سر نو روح حیات پھونکی جاوے گی۔

کیونکہ اس حکم یا جازت پر ہی نابکار کی آیندہ قسمت کا فیصلہ ہے اور یہ حکم اب ایسے اجلاس سے صادر ہونا ہے۔ جس کے آگے کوئی اپیل ہی نہیں۔ حسن اتفاق سے آج روز جمعہ آگیا ہے۔ اس واسطے یہ بھی ایک فال سعید خیال کرکے اس عریضہ نیاز کے ذریعے علی الصباح ہی شرف باریابی حاصل کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ چونکہ تقسیم برکات کا دن اور اعلیٰ انعم آلہی کے عطا ہونے کی گھڑی ہے۔ اس واسطے اُمید ہے کہ اس سخاوت مجسم در سے خاکسار کی یہ مؤدبانہ گذارش خالی از قبولیت نہ جاوے گی۔ والسلام۔

جواب باصواب کا منتظر حضور کا کمترین خادم
احقر العباد اللہ داد عفی اللہ عنہ احمدی کلرک شاہ پور حال قادیان
معروضہ ۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس کا جواب

ازجانب حضرت مسیح موعودؑ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے آپ کا خط اول سے آخر تک تمام پڑھ لیا ہے۔ اگرچہ سرکاری نوکری جو پچاس روپیہ آپ کو ملتے ہیں ایک ظاہر بین شخص کی نظر میں اس کو چھوڑنا اور (عہ) روپیہ پر جو وہ بھی ابھی ایک ظنی بات ہے قناعت کرنا دنیوی مصلحت کے برخلاف ہے۔ لیکن آپ جیسا آدمی جو استقامت اور اخلاص اور توکل علی اللہ کا ہنر اپنے

اندر رکھتا ہو۔ اس کے لیے درحقیقت ان خیالات سفلیہ کی پیروی کرنا ضروری نہیں یہ سچ ہے کہ عمر ناپائدار اور اس جگہ کی صحبت ازبس غنیمت ہے اور بہرحال خدا تعالےٰ رزاق ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر یہ فرض کریں۔ کہ کسی دن میگزین کا سلسلہ بند ہو جائیگا۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل کا سلسلہ بند نہیں ہوسکتا ؎

چو از راہ حکمت ببندد درے
کشاید بفضل وکرم دیگرے

آپ کے صدق وثبات پر نظر کرکے میری رائے یہی ہے کہ آپ توکل علی اللہ اس نوکری کو لعنت سمجھیں اور اس صحبت کو غنیمت سمجھیں اور بالفعل (عہ) روپیہ پر قناعت کریں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔
۴ر دسمبر ۱۹۰۳ء

تکملہ مکتوبات احمدیہ

تمہیدی نوٹ

مکتوبات احمدیہ کی جلد اول میں میر عباس علی صاحب کے نام کے مکتوبات شائع ہوئے اور جلد دوم میں وہ مکتوبات جو حضور نے ہندو آریہ برہمو وغیرہ مذاہب کے لیڈروں کے نام لکھے ہیں۔ اور جلد سوم میں جو نیسائی پادریوں کے نام تھے۔ اور جلد چہارم کے پہلے نمبر میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام (۔) پانچویں جلد کے چار نمبروں میں اپنے مخلص خدام اور احباب سلسلہ کے نام۔ ان نمبروں میں مخصوص بزرگوں کے نام خطوط ہیں۔ اس پانچویں نمبر میں مختلف احباب کے نام۔ اس سلسلہ میں ایک یا دو نمبر اور بھی ہونگے۔

ہر نمبر میں ایک باب تکملہ مکتوبات کا بھی رہیگا۔ اس میں وہ مکتوبات درج ہوتے رہیں گے جو پہلے نمبروں میں کسی بزرگ کے نام کے مکتوبات میں رہ گئے تھے اور اب ملے ہیں۔ اس میں یہ امر مدنظر رہیگا کہ سلسلہ نمبر شمارہ کے علاوہ شایع شدہ نمبر کا سلسلہ بھی تحت میں دیا جاویگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(عرفانی کبیر)

حضرت سیٹھ عبدالرحمن مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام

حضرت سیٹھ صاحب کے نام کے مکتوبات جلد پنجم کے نمبر اول میں شایع ہوئے تھے۔ بعض مکتوب اس میں نہیں آسکے اور اب معلوم ہوئے ہیں جو یہاں درج کئے جاتے ہیں جلد پنجم کے نمبر اول کا آخری نمبر مکتوبات ۹۴ تھا اس لئے اب سلسلہ شمار کے علاوہ نمبر ۹۵ بھی دیا جا رہا ہے۔

(عرفانی کبیر)

۱۸۸/۹۵ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا مجھکو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت بھی دنیا داروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو استقامت بخشی یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم اطاعت بھی ساتھ ہوں مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امور میں میں نے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدائے حی وقیوم کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ

میں نے اس قدر آپ کے لیے دعائیں کیں ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک
کے لیے کیجاتیں تو وہ بھی سبز ہو جاتے۔ اور ابھی میں تھکا نہیں جب تک
فرشتہ ظاہر نہ ہو کہ جو قضا و قدر کے امر کو ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا
ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو
پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے
اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلا توقف رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی
بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہونے لگتے ہیں۔ سو میں اسی
غرض سے دعا میں مشغول ہوں آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ دعاؤں پر دل سے
ایمان لا کر ایسے خوش رہیں جیسا کہ ایک شراب پینے والا عین نشہ کی حالت
میں خوش ہوتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور جو دہریہ کے رنگ کے
لوگ ہیں ان کی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ
کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلاء آتا ہے اور کبھی ابتلاء
لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام
غم کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلا آتا ہے!
تو وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان
نہیں صرف اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہو گئے
تب وہ بھی نابود ہونے کو طیار ہو جاتا ہے سو آپ کیلئے تخم ریزی کر
یہ ایسی نہیں کہ خالی جائے صرف صبر درکار ہے اور سوء ظن زہر قاتل
ہے اگر زمین مدراس کی آپ کو تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ مع جمیع عیال
قادیان میں آجائیں۔ غرض اب آپ سے صبر اور استقامت کا مطالبہ
ہے۔ جب پھر آپ کے لئے دن پھرینگے۔ تو آپ ان دنوں کو یاد رکھینگے۔

اور ضرور دل میں حسرت کرینگے۔ کہ کاش میں نے جس قدر مصیبت پیش آمدہ
پر صبر کیا اس سے زیادہ کرتا تب آپ کی معرفت بڑھ جائیگی اور جس طرح
دنیا دار کی جان صرف جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپ
کے اندر ایک نئی روح آجائے گی کیونکہ میری دعاؤں کے لئے یہ بھی ایک
چیز ہے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ اگست ۱۹۰۲ء

۱۸۹/۹۶ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا موجودہ حالات
سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں
میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر
ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں
جو آپ کے لیے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں ہاں میرے خدائے کریم
و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کے قبولیت
کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو
بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص طور کے
فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عز و جل کے دفتر میں سعید
لکھے گئے ہیں اس لیے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا ہو
کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لیے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد
ہو جائے۔ دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں
جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹی کو سرسبز باغ کر سکتا ہے
اگر خدائے عز و جل کا آپ کے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپکے

لئے اس قدر جوش نہ بخشتا۔ یہ خیال مت کرو کہ بربادی در پیش ہے یا ہلکی ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں خامی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اس قادر کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے لیکن نمونہ کے دیکھنے بعد وہ قادر خدا اس شے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسرے چیز کے ہونے نہ ہونے سے کبھی غم کرتا نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جس میں تمام جواہرات ہیں اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا آخر ایک با خدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف آنکھیں کھولدیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا اور یہ کہا۔

گفت معشوقم تو بودستی نہ آن
لیک کار از کار خیزد در جہان

خلاصہ ان تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کر سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے۔ تب بھی افسردہ نہ ہوں۔

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار۔ کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکیست

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۳ء

۱۹۰/۹۷ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل کی ڈاک میں آپکا عنایت نامہ پہنچا اس جگہ اس قدر کم بارشیں ہیں کہ گویا نہیں تا دم تحریر راہ یعنی سڑک کے جو بٹالہ سے خادیان آئی ہے صاف ہے اس لئے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ توکلاً علی اللہ بلا توقف سفر اس طرف کا کریں۔ خدا تعالیٰ خیر و عافیت سے آپ کو پہنچا دے آمین باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۵ اگست ۱۹۰۵ء

۱۹۱/۹۸ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا عنایت نامہ پہنچا جیسا کہ میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ آپ کے لئے بہت دعا کیجاتی ہے۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کو ضائع ہونے سے بچا لیگا کہ وہ کریم و رحیم ہے آپ کا اپنی جماعت کے ساتھ اختلاط اور مصالحت یہ آپ کی رائے پر موقوف ہے۔ اگر ایسی مصالحت میں کوئی امر معصیت اور گناہ کا درمیان نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الصلح خیر ورنہ اس وقت تک صبر کرنا چاہیئے۔ جب تک خدا تعالےٰ خود آسمان سے کوئی صورت بہبودی پیدا کر دے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان اپنی کمزوری اور بے صبری سے آنے والی رحمت سے منہ پھیر لیتا ہے ورنہ خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ وہ ضرور وقت پر اپنی تمام باتیں پوری کر دیتا ہے کہ قادر ہے اور کریم ہے صبر سے ایک حد تک تلخی اٹھانا موجب برکات ہے مگر یہ کام بڑے خوش قسمت

انسانوں کا ہے جن کو خدا تعالےٰ پر بہت بھروسہ ہوتا ہے۔ جو کبھی
تھکتے نہیں آخر خدا تعالےٰ ان کی مدد کرتا ہے اللہ تعالےٰ قرآن شریف
میں ایک جگہ فرماتا ہے وظنوا انھم کذبوا۔ یعنی ہم نے نبیوں کو وعدہ
مدد اور فتح کا دیا پھر مدت تک اس وعدہ کو التوا میں ڈالدیا یہانتک
کہ مومنوں نے یہ خیال کیا کہ خدا نے جھوٹ بولا اور جھوٹا وعدہ دیا
اور اس کے کچھ آثار ہی ظاہر نہ ہوئے مگر آخر وقت تک وہ وعدہ پورا
ہوا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر یہ خوف کا مقام ہے کہ
کچی طبیعت والوں پر یہ حالت بھی آجاتی ہے کہ وہ تھک کر خدا کے
وعدہ کو بدظنی کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں اور جھوٹ خیال کرتے ہیں۔
نہایت خوش وہ شخص ہیں جن میں تھکنے کا مادہ نہیں گویا ان میں پیغمبروں
کی روح ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو قسم دیکر گواہوں کے ساتھ
یہ یقین دلایا گیا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا مگر خدا کے وعدے میں
وہ شک نہ لائے اور چوبیس برس کے قریب مدت گذر گئی خدا کے
وعدے نے کچھ بھی ظہور نہ کیا یہانتک کہ گھر کے لوگ بھی حضرت
یعقوبؑ کو دیوانہ کہنے لگے لیکن آخر کار وہ سچا نکلا غرض سب کچھ انسان
کرسکتا ہے لیکن صادق مومنوں کی طرح صبر کرنا مشکل ہوتا ہے خاصکر
بے ایمانی ہوا جو ہر طرف سے چل رہی ہے جس نے خدا کی طرف کو
بے عزت کر دیا ہے وہ اکثر دلوں پر زہریلہ اثر دکھاتی ہے آخر کمزور
انسان تھک کر ان میں سے ایک ہوجاتا ہے۔ اور خدا سے جدا
ہوجاتا ہے لیکن مومن کے لئے عہد شکنی سے مرنا بہتر ہے مومن کا
خدا کے ساتھ ایمانی عہد ہوتا ہے اور جب خدا تعالےٰ کا بھروسہ

چھوڑ دیا تو وہ عہد قایم نہیں رہتا پس صبر جیسی کوئی بھی چیز نہیں جس کی
برکت سے بگڑے ہوئے کام درست ہوجاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ راضی
ہوجاتا ہے سو خدا تعالےٰ آپ کو ایسی توفیق دے کہ ان ہدایتوں پر
آپ پابند رہیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ قادیان آنے کا
اس وقت آپ ارادہ کریں جب کہ مدراس میں کچھ اطمینان اور تسلی کی
صورت نکل آوے میں آپ کے لئے دعا میں سرگرم مشغول ہوں۔
صرف اس وقت کی دیر ہے جو آسمان پر مقرر ہے بے صبری سے اس
پودے کو ضائع نہ کریں خدا مہربان ہو تو آخر ہر ایک مہربان ہوجاتا ہے
ورنہ دنیا داروں کی مہربانی بھی ایک مکر ہوتا ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۹ جولائی ۱۹۰۰ء

192/98 مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس بات
کے سننے سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ عنقریب تشریف لانا چاہتے
ہیں۔ اس مسرت کا اندازہ نہیں ہوسکتا اس ناپائدار دنیا میں بڑا ہی
خدا تعالےٰ کا فضل سمجھنا چاہیئے۔ کہ جدائی کے بعد پھر ملاقات ہو میں
دن رات کوشش کررہا ہوں۔ کہ جلد تر کتاب تریاق القلوب کو ختم کروں
شاید ایک ماہ تک ختم ہوجائے اشتہار ۴ اکتوبر ۹۹ء آپ کی خدمت میں
پہونچ گیا ہوگا جس میں ضمیمہ جلسہ الوداع بھی ہے خدا تعالےٰ اپنا فضل
شامل حال رکھے اور جلد تر خیر و عافیت سے آپ کو ملادے نہایت خوشی
بلکہ بے اندازہ خوشی ہوئی کہ آپ کی تشریف لانے کی بشارت سنی جزاکم اللہ
خیراً والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۸ اکتوبر ۹۹ء

۱۹۳/۱۰۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایکسو روپیہ نقد مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا خدا تعالےٰ متواتر خدمات کے عوض میں آپ کو متواتر اپنے فضل اور جزا سے خوش کرے آمین ثم آمین۔ کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے ابھی میں نہیں کہہ سکتا کہ کب ختم ہو شاید اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو دو ہفتہ تک ختم ہو جائے یہ آپ کے حصہ میں اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے کہ مشکلات میں آپ کی طرف سے مدد پہنچی ہے اس ملک میں سخت قحط ہو گیا ہے اور اب تک بارش نہیں ہوئی اب کی دفعہ انتہاء کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ کے اخراجات کا یہ حال ہے کہ علاوہ اور خرچوں کے دوسو روپیہ ماہوار کا آٹا ہی آتا ہے۔ اب میں خیال کرتا ہوں اور پانسو روپیہ کا آٹے گا اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک چلے گا اور دوسرے اخراجات بھی اور جہان داری کے ہوتے ہیں وہ بھی اس کے قریب ہیں۔ چنانچہ ایندھن یعنی جلانے کی لکڑی وغیرہ غلہ کی طرح کمیاب ہو گئی ہیں اور ایسی کمیاب ہے کہ شاید اب کی دفعہ ڈیڑھ سو یا دوسو روپیہ ماہوار اسی کا خرچ ہو میں ڈرتا ہوں کہ وہی وقت آ گیا ہو جو کہ احادیث میں پایا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مسیح موعود اور اس کی جماعت پر قحط کا سخت اثر ہوگا سو حیرت ہے کہ کیا کیا جائے۔ اگر دعا کے لئے وقت ملے تو دعا کروں ابھی تک ہماری جماعت میں سے اہل استطاعت میں سے ایک آپ ہیں جو حتی الوسع اپنی خدمات میں تعہد رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ

یا تو نادار ہیں۔ یا سچا ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا لیکن ہمارے مرنے کے بعد بہت سے لوگ پیدا ہو جائیں گے کہ کہیں گے اگر وہ وقت پاتے تو تمام مال اور جان سے قربان ہو جاتے مگر وہ بھی اس بیان میں جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ اگر وہ بھی اس زمانے کو پاتے تو وہ بھی ایسے ہی ہو جاتے اللہ تعالےٰ ان میں سچا ایمان بخشے خدا کے مامور جو آسمان سے آتے ہیں وہ اپنی جماعت کے ساتھ خرید اور فروخت کا سا معاملہ رکھتے ہیں۔ لوگوں سے ان کا چند روزہ مال لیتے ہیں اور جاودانی مال کا ان کو وارث بناتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ مشکلات کے وقت میں ایک اشتہار شائع کروں تا ہر ایک صادق کو ثواب کا موقع ملے۔ اور اس میں کھلے کھلے طور پر آپ کا ذکر بھی کر دوں کیونکہ اب سخت ضرورت کا سامنا ہے اور ہمارے سید و مولیٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ضرورتوں کے وقت جب ایسا کرتے تھے تو صحابہ دل و جان سے اس راہ میں قربان تھے جو کچھ گھروں میں ہوتا تھا۔ تمام آگے رکھدیتے تھے غرض اسی طرح کا اشتہار ہوگا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۶ ستمبر ۱۸۹۹ء

۱۹۴/۱۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ یہ بھی خدا تعالےٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی۔ کہ خط برابر بھیجا جاوے اور میں جس قدر خدا تعالےٰ کی عجیب در خارق عادت فضلوں پر یقین رکھتا ہوں۔ کاش اگر کوئی ایسا طریق ہوتا کہ میں آپ کے

دل میں بھی ڈال سکتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر
ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو نومید نہیں کر سکتا کہ جب انسان
پابزنجیر زندان میں ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے اور اسباب سے
سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جائیں
یہ امید ہماری ٹوٹنے کے قابل نہیں ہے کہ ہمارا خدا [illegible] خدا ہے جو ہر ایک
بات پر قادر ہے انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ دو چار
تجربے سے خواص اشیاء پر یقین کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ پانی
ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتی ہے
کسٹر آئل دست لاتا ہے سم الفار پوری خوراک پر ہلاک کر دیتا ہے تو پھر
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جس کو ہم اپنی زندگی میں
صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں سچ تو یہ ہے کہ گھبراہٹ ضعف ایمان کے باعث
ہوتی ہے اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع
نہیں کرے گا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ غمگین ہو اور کیونکر غمگین ہو سکے انسان
تو آدمی سے بھی تسلی پا کر غمگین نہیں ہوتا مثلاً اگر کسی کو لاکھ دو لاکھ روپیہ
کی ضرورت پیش آجائے اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں اور وہ فکر
ادائے گی میں مر رہا ہے اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائیگا۔
جس طرح سید احمد خاں ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے کوچ
کر گئے لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دوست مل جائے جو ذات
کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے یا چمار ہے اور وہ بہت دولت مند ہو اور وہ
اس کو تسلی دے کہ تو غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام تیرا روپیہ ادا کر دوں گا
اور اس کو یقین آجائے کہ اب بلاشبہ اپنے وعدے پر یہ شخص تمام

روپیہ ادا کر دے گا تو قبل پہنچنے روپیہ کے جس قدر اس کو کشاکش ہو رہی ہے
وہ اس کی نظر میں ایک معمولی ہو جائے گا اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہیگی
ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ضایع نہیں کرے گا
اور بلاشبہ ضایع نہیں ہوگا۔ غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے ایک
بشریت کا غم ہے اس میں تو انسان ایک حد تک معذور رہتا ہے جیسا کہ
کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ
حضرت یعقوب ؑ یوسف ؑ کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے وہ
بشریت کا غم تھا۔ مگر ایک ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے جیسا کہ کوئی
نادان یہ غم کرے۔ کہ اب میرا کیا حال ہوگا کیونکہ مجھے روٹی اور کپڑا
ملے گا عیال کا کیا حال ہوگا اس غم سے اگر انسان توبہ نہ کرے تو کافر ہو جاتا
ہے کیونکہ اپنے رازق کا منکر ہے دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری
ہے ہر ایک ساعت خدا تعالیٰ کے فضل کی امید ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

۱۹۴ / ۱۰۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ
بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے کم یا معدوم ہونے کی
حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے مگر وہی بگاڑتا ہے۔
وہی بنانے پر بھی قادر ہے پس دنیا میں شکستہ دلوں کی اور تباہ شدہ
لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس خدائے
ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں
تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے

ایک لحظہ میں پھر تخت پر بٹھاتا ہے اس جگہ یہ کہنا کفر ہے کہ کیوں کہ اور کس طرح اور ایسے اوہام کا جواب یہی ہے کہ جس طرح ایک قطرہ نطفہ سے انسان کو پیدا کیا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ نابینائی اور شک اور بدظنی کی وجہ سے تمام دکھ پیدا ہوتے ہیں ورنہ وہ ہمارا خدا عجیب قادر بادشاہ ہے جو چاہے کرے کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں اگر یقین کی لذت پیدا ہو جائے تو شاید انسان دنیا طلبی کے ارادوں کو خود ترک کر دے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں کہ اس بات کو آزما لیا جائے کہ درحقیقت خدا موجود ہے اور درحقیقت وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں والسلام۔

مرزا غلام احمد۔ ۷ جولائی ۱۹۰۲ء

حضرت نواب محمد علیخان صاحب قبلہ کے نام

حضرت نواب محمد علیخان صاحب مدظلہ تعالیٰ کے نام کے مکتوبات جلد پنجم کے نمبر چہارم میں شائع ہو چکے ہیں ذیل کا مکتوب اس مجموعہ میں نہیں آیا اس لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ (عرفانی کبیر)

۱۹۴
۱۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بجہت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علیخان صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ پہنچکر بموجب مسرت وانشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی کسی قدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے چاہا کہ آپ کو بہت انتظار میں نہ رکھوں اس لئے بلحاظ اختصار آپ کے سوالات کا جواب دیتا ہوں (۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اس کو قال اللہ وقال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے۔ (۲) بیعت کرنے والے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئینگے ان کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہیں ہو گی یہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسی کو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع فضائل و کمالات میں بے مثل نہیں کہہ سکتے اور ممکن نہیں کہ کسی کمال نوع کی خدمت گذاری میں آیندہ اس سے بہتر پیدا ہوں جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ بے مثل ٹھہر سکتے ہیں جیسے صحابہ اور اہل بیت کی یہ فضیلت جو انھوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کی وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا آنحضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور اُسی چہرہ سے عاشقانہ زندگی بسر کی اور اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے تو جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر ان کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پھیلایا اور کفر کے زور کو مٹایا اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کر کے تمام ملکوں میں رواج دیا اور اسلام کی

صداقت پر اپنے خون سے مہریں کر کے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہ ان کی اس فضیلت کو بعد میں آنے والی نہیں پا سکتے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء مگر اُس کے سواء ہر ایک کمال کیحاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجے کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفہ اللہ فی الارض اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے اور اب بھی خدا تعالےٰ کے انعام واکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔ نبوۃ و رسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں جس قدر سالک کی استعداد ہو گی ضرور پر تو وہ نور کا پڑے گا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے مگر جو لوگ امامت و خلافت و صدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر ان کے ہاتھ میں ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے۔ وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رو سے انسان کی ساری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو غور سے پڑھنا چاہیئے اس آیت کو اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ دوسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ محض کسی قسم کی رشتہ سے خواہ کسی رسول سے ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوالقربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں وقال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف اب تک

ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اس کو غار میں لیکر اب تک چھپا بیٹھا ہے یہ ان لوگوں کا بہتان ہے جنکو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ چوتھے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالے عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔

بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اسی قدر محبت اور عشق پیدا کریں گے جس قدر ہمیں ان بزرگوں کے امین ہونے کی نسبت ہوگا اگر ہم ذرا بھی کمالات ایمانیہ میں ان کو کم سمجھیں گے تو اتنی ہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارہ میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ جس پیار سے اور محبت سے سنت جماعت کے لوگ قرآن شریف کو پڑھتے ہیں اور بعض ان کے حفظ کر لیتے ہیں یہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجھے تخمیناً معلوم ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکھ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اس ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی حافظ ہیں؟ مگر میرے خیال میں ایک حافظ بھی نہیں اس کا کیا سبب ہے؟ وہی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کو بنظر تخفیف دیکھنے میں سراسر ایمان کا گھاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ

پانچویں بیعت کے لئے یہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہ تمام عقائد کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہ اس کی حالت اچھی ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طریق ناانصافی کو چھوڑ دیوے جو شخص عمداً ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ دراصل حقیقت بیعت سے غافل ہے ہم اس مسافر خانہ میں تھوڑے عرصہ کے لئے آئے ہیں اور اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم و زیادتی سے خالی ہیں۔ باہم انصاف کا خون کر رہے ہیں جن بزرگ لوگوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آن جناب کی رفاقت اختیار کی اس رفاقت اور اس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے وطن سے نکالے گئے اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے صدہا نے اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا ان کی شان کو جیسا چاہئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجے کے متقی تھے ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اس کے حسن خدمات کے اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ

مسترہ کی رو سے بپایہ ثبوت پہونچ گئی ہے کسی اور دوسرے کی فضیلت
ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا
میں آکر کیا وہ صرف اس قدر ہے کہ ایک نابکار دنیا دار کے ہاتھ پر انہوں
نے بیعت نہ کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ مگر یہ ایک
شخصی ابتلا ہے جو انہیں پیش آیا اگر اس کو حضرت صدیق اکبر کی ان
جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جاوے جو انہوں نے تمام عمر محض اعلائے
کلمۂ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تھیں۔ تو کیا شخصی ابتلاء
کو کچھ اس سے نسبت ہوسکتی ہے۔ اللہ جلشانہ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔
جو شخص اعلیٰ درجے کی وفاداری اور خدمت گذاری کرے گا وہی اس کا
مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔
البتہ نواسے زندہ رہے ہیں۔ جیسے حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری
بیبیوں کی اولاد۔ سو خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے مدارج ان کے
اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ مخواہ کا درجہ کسی کو دیا نہیں جاتا۔ جو شخص
محض خدا تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کرتا ہے اس کو چاہئے۔ کہ خدا
تعالیٰ سے خوف کرکے دیکھئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس نے کیا کیا
[illegible]ہ کام کیا ہے ناحق فضیلت ان کو نہ دیوے کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض
رشتے سے کیوں کر فضیلت پیدا ہوجاتی ہے خاص کر کے ذرا سے رشتے
جو نواسہ ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم
کا باپ پس کیا انہیں یہ رشتہ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اہل بیت
ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بے شک امام حسن و حسین ان
لوگوں میں سے ہیں۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ان کی راستبازی کی وجہ سے

کامل کیا ہے نہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں
کیوں کہ نواسے تو اور بھی تھے نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا خلقت
کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی وفاروقی کے
مقابل پر حسینی کمالات تنزل میں ہیں ان بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان
کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا۔ اور وہ جانفشانی کے کام
کئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں۔ جو شخص ان کے احسانات کا منکر ہووے
وہ خدا تعالیٰ کا کافر نعمت ہے اگر ہم ذبح بھی کئے جاویں۔ تو ہرگز راستی
کو نہیں چھوڑ سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں یہ سراسر
غلط ہے۔ تمام صحابہ کرام کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم
شاہد ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اس قدر تعریفی کلمات
نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا ان دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر
ہماری نظر میں مجرد مناقب کوئی چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں سچے
مومنوں کی تعریفیں کی ہیں اور اس بات کا فیصلہ کہ ان میں سے زیادہ بزرگ
کون ہے ان بزرگوں کی خدمات سے کرنا چاہئے۔ کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ
ہدایت فرماتا ہے۔ اب اصل کلام یہ ہے۔ کہ بیعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ
انسان ہر ایک قولی وفعلی واعتقادی ناانصافی سے بکلی دست بردار ہوجاوے
کیونکہ راہ راست حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہر حال اسی راہ پر قائم رہنا
جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے ؎

ہر کجا شمع ہدایت یافتی پروانہ باش گر خردمندی بپے راہ ہدا دیوانہ باش

(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ
کھڑا ہونا قانون فطرت کے رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے

لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی
طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسنون وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا
اِس قدر اختلاف بعیت کا کچھ حارج نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اس کا نام
و نشان بھی نہیں۔ (۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ نشانوں کے چاہنے والے
دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے
دشمن یعنی جب کوئی انسان مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی و
محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اس کی
خاکپا ہو جائے تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا تکمیل مدارج کے
لئے رحمت کے آثار دیکھتا ہے اور اس کی برکت اور محبت سے جذبات
نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں اور ذوق اور محبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی
محبت کم اور ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نشانوں کے ذریعہ سے
اِس پر ظاہر کرتا جاتا ہے کہ یہ شخص محبوبان اور مقبولان الٰہی میں سے ہے
اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے کہ جب اِس درجہ پر کسی کی
ارادت پہونچ جائے تو اس کا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان
ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بیشتر آزمائش صداق کے
محققین حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسی کو کافر اور کسی کو بے دین
کہہ دیتے ہیں اور محققین اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ اگر ہم صدیقی اور فاروقی
خدمات کو جو اپنی زندگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ
وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی
خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت
کی وجہ سے کربلا میں روکے گئے اور شہید کئے گئے۔ کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟

بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیا دار کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت
نہیں کی مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ اپنے باپ بزرگوار کے قدم پر کیوں
نہ چلے باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق آدمیوں کے ہاتھ پر جو بزعم
ان کے مرتد سے بھی بدتر تھے اور بقول ان کے صرف معمولی بادشاہوں میں
سے تھے بیعت کر لی اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق سے اعراض کر کے
ایک فاسق کی بھی بیعت نہیں کی اور انکار ہی میں جان دی۔ بہرحال
یہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آگیا اور بڑا بھاری ذخیرہ
ان کے درجہ کا صرف یہی ایک حادثہ ہے جس کو محض غلو اور ناانصافی
کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو رسول کی
طرح دنیا میں کام کر گئے اور ہر میدان میں جان فدا کرنے کے لئے حاضر
ہوئے ان سے بقول آپ کے لاپرواہی تو آپ کا طریق ہے۔ یہ فیصلہ تو
آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دار العمل ہے اور میدان حشر میں مراتب
بلحاظ اعمال ملیں گے۔ پس جس کے دل میں امام حسین و حسن کی وہ عظمت
ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے اس کو چاہیئے کہ انکی
خدمات شائستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر ان کی خدمات کا پلہ بھاری
ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہریں گے ورنہ ہم اِس
بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسی کو افضل ٹھہرایا جاوے
اور یہ خیال کرنا کہ اون کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے ہیں یہ خیال
کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا
کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
کئی لڑکیاں تھیں اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں یہ

آیۃ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم مجھے اللہ جل شانہٗ نے کھول دیا ہے کہ اس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے بعض لوگوں کو یہ بھی دھوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیا کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے مگر یہ خیال کہ کیونکہ اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کی نسبت پیدا کی جائے اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر اعلیٰ درجہ کی ارادت اور قربانبرداری بغیر پوری آزمائش کے نہیں ہو سکتی مگر طالب حق اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے کسی قدر قرائن سے بہ تکلف ارادت مندوں کا پیراہن پہن لیتا ہے پھر عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے صحابہ اور اہل بیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روز ازل سے انہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آ سکتیں اور پھر غایت درجہ کی دشمنی پر اور جو مرد مقبول کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اس کے درپے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من عادیٰ اولیالی فقد آذنتہٗ بالحراب اس لئے یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جس کو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا تو غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہے کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائیں۔ اللہ جل شانہٗ اور اس کے فرمانبردار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ

ہیں اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی ان کی عادت نہیں اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامت مثل بارش کے برستی ہے لیکن وہ شخص جو کہ پورا دوست یا پورا دشمن نہ ہو ان انوار کے مشاہدہ سے بے نصیب رہتا ہے اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہار کرامت نمائی کے لئے شائع کیا تھا اور شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامت ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آ کر بیٹھے اس کا ہرجہ دیا جائے گا اس اشتہار سے اللہ جل شانہٗ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے وہی شخص آ کر ایک سال تک بیٹھے گا جو تمہارا دشمن ہوگا۔

(۶) اس میں شک نہیں ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے اور دل میں بہت خوش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بھی دیکھیں لیکن خدا تعالیٰ اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا دوست کامل بننا چاہیئے یا دشمن کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں ہاں ایک طریق ہے اور اس کو آپ ہی بجا لا سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اب تک یہ عقیدہ ہے کہ بارہ اماموں کو جس قدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں غایت درجہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں اور اس عاجز کا یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب کبار کے مقابل میں بارہ امام کچھ بھی چیز نہیں بلکہ اصحاب کبار کی محبت ان کا فخر اور ان کے ترقی ایمان کا موجب ہے قرآن شریف میں بجز ابوبکر صدیقؓ کے کسی اہل بیت کا ذکر نہیں اور یہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جس قدر اہل بیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں بے مثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں یہ میرے لئے شکر کا مقام ہے اور اسبات کا کہنا اپنے

محل یہ ہے کہ ان اماموں کے موافق ایک ہی بھی ہوں اور ان سے زیادہ بھی
مجھ پر انعامات الٰہی ہیں جس کو آپ سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس زمانے کی
خلقت سمجھ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں راستی پر نہیں تو میری طرف
سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق
مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جل شانہٗ
ان کی پردہ دری کریگا اور اپنے بندے کی تائید میں وہ انوار دکھلائیگا
جو ہمیشہ اپنے خادموں اور بندوں کے لئے دکھلاتا رہا ہے اس طریق سے
آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ
کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ پر بٹھاویں اور مقابلہ
کراویں۔ تا سیہ روی شود ہر کہ در وغش باشد۔
(۷) موافق شرائط مطبوعہ کے تحریری بیعت بھی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ
کی طرف سے وقت صفا میسر آیا تو انشاء اللہ آپ صاحبان کے لئے
دُعا کروں گا۔ (والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ) ۔ خاکسار مرزا غلام احمد

محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ قریشی محمد عثمان صاحب کے نام

(تعارفی نوٹ)

قریشی محمد عثمان صاحب ایس ڈی او سلسلہ کے پرانے
مخلصین میں سے ہیں انکی اہلیہ محترمہ مرحومہ کے خطوط کے

جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین
مکتوب لکھے تھے جن کو رسالہ مصباح نے الفضل ۳ نومبر
۱۹۴۳ء سے لیکر شائع کیا تھا مصباح نومبر ۱۳۴۳ء سے لیکر
یہاں درج کئے جاتے ہیں۔
(عرفانی کبیر)

۱۹۵/۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزہ صدیقہ بیگم:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تمہارا خط پہنچا
خدا تعالیٰ تم کو معہ تمام عزیزان کے خوش رکھے اور تمہیں عمر والا لڑکا عطا
فرمائے آمین۔ بہتر ہوگا کہ جب خدا تعالیٰ موقعہ دے۔ تو دو تین مہینے
اس جگہ رہ جائیں۔ یہ تمہاری محبت اور اخلاص کی نشانی ہے کہ تم
نے میری طرف خط لکھا۔ ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع کرتی
رہو میں تم پر بہت خوش ہوں۔ ہمیشہ نماز کی پابندی رکھیں۔ والسلام:۔
خاکسار مرزا غلام احمدؐ (۱۳ ؍جون ۱۹۰۰ء)

۱۹۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ تمہارا خط پہنچا۔ تمہارے اخلاص
اور محبت سے بہت خوشی ہوئی ۔ خدا تمہیں بہت خوش رکھے اور دنیا کی

بلاؤں اور آفتوں سے بچائے آمین۔ ہمیشہ اپنی خیریت سے اطلاع دیتی رہو۔ تم اپنے میاں سے بڑھ کر اخلاص مند ثابت ہوئی ہو۔ اور تمہارے خط میں بہت محبت اور اخلاص کی بو آتی ہے۔ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔ اور تمہارے بہت لڑکے ہوں اور خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین والسلام۔

"مرزا غلام احمد"

۱۹۷
۳

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ تمہارا خط پہنچا۔ تمہارے اخلاص اور محبت سے مجھے تعجب آتا ہے کہ۔ خدا نے اس قدر تمہیں سچی ارادت اور محبت سے حصہ دیا ہے۔ اور تمہارے دل میں یقین بھر دیا ہے۔ خدا تمہیں بہت خوش رکھے۔ اور اولاد صالح عنایت کرے۔ اور تمہیں موقعہ دے۔ کہ دو تین مہینے تک اس جگہ رہ جاؤ۔ میں تم سے بہت خوش ہوں اور ایسی عورتیں میں نے بہت کم دیکھی ہیں۔ جو اس قدر یقین اور اعتقاد رکھتی ہوں تمہارے دل میں محبت اور اعتقاد رچا ہوا معلوم ہوتا ہے خدا تمہیں ہر ایک مصیبت سے بچائے اور تمہیں خوش رکھے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۰ر فروری ۰۶ء

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہٗ سلسلہ کے نوجوانوں کیلئے ایک موثر نمونہ کے نوجوان تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں وہ گداز تھے اور انکی عملی زندگی قابل رشک تھی در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری کا مفہوم ان کے حسب حال تھا انکی سیرۃ بہت کچھ لکھوانا چاہتی تھی اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں کتاب تعارف میں تفصیل سے لکھنے کا عزم رکھتا ہوں میری تحقیقات میں وہ اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے گو ان کے برادر بزرگ مخدومی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ومغفور کہتے تھے کہ میں نے پہلے بیعت کی ہے لیکن چونکہ ایک دوسرے کو پتہ نہ تھا اس لئے تقدیم تاخیر کی بحث ہو سکتی ہے بہرحال مرحوم ایوب صادق ایک فرشتہ خصلت پاک باز نوجوان تھا وہ عین جوانی میں فاضلکا میں فوت ہو گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مقبرہ بہشتی اللہ تعالیٰ کی وحی کے ماتحت قائم فرمایا تو حضرت ایوب صادق کی ہڈیوں کو وہاں سے منگوا کر مقبرہ میں دفن فرمایا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَنَوِّرْ مَرْقَدَہٗ مرحوم مرزا یعقوب بیگ صاحب ان کی سیرۃ لکھنا چاہتے تھے اور کچھ حصہ میرے اہتمام میں طبع ہوا تھا پھر وہ رہ گیا اور اختلاف کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب نے الحکم میں ان کے متعلق لکھا۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات گرامی پھر شائع کئے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے نام کے اور بھی خطوط

ہوتے چاہئیں۔ میں نے عزیز مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب کو لاہور لکھا تھا اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا مگر اس اشاعت تک وہ مکتوبات نہ آسکے اسلئے جو میرے پاس ہے شائع کر دیا جاتا ہے میں اسے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نوٹ کے ساتھ درج کر رہا ہوں اور مزید خطوط مل جانے پر انشاء اللہ آئندہ شائع ہو جائیں گے وباللہ التوفیق۔

(عرفانی کبیر)

سیرت ایوب کا مختصر خاکہ

اس وقت جو میں عزیز مرحوم ایوب بیگ کی سیرت لکھ رہا ہوں میرا وہ خط جو کہ میں عزیز مرحوم کی وفات کے بعد میں نے آخر اپریل ۱۹۰۰ء میں الحکم میں چھپوایا تھا۔ میرے سامنے ہے۔ اس خط میں حق اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ولی اللہ کے حالات گویا کہ ایک کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے جو میرے دل کی حالت ہوئی ہے۔ اور جو رقت اس وقت مجھ پر طاری ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ خط کو پڑھتے پڑھتے میں کئی دفعہ سجدہ میں گرا اور مرحوم اور اس کے والدین بلکہ کل مسلمانوں کے لئے بہت دعا کی اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے بھی دعا کی۔ پیشتر اس کے کہ احباب تک مکمل سیرت پہونچے۔ یہ خط بغرض اشاعت ارسال ہے۔ ممکن ہے کہ اہل دل کو اس سے فائدہ ہو اور حضرت مسیح موعود کی صداقت اور آپ کی برکات صحبت اس کے لئے سرچشمہ بن سکیں آمین ۔

گوش کن گر اہل دل اشنو گر عاقلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

دار السلام دلہوزی
۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء
خاکسار :۔ مرزا یعقوب بیگ

مرحوم کی وفات پر خاکسار کا خط

در حقیقت بس است یار یکے | ہر کہ او عاشق یکے باشد
دل یکے جاں یکے نگار یکے | ترک دنیاش از یکے باشد

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ :۔ آج میرے لئے نہایت افسوس کا دن ہے کہ میں اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپ کے سامنے کرتا ہوں جو کہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جبکہ وہ نونہال ابھی برگ و برلانے کے قابل ہوا تھا۔ یک لخت کاٹا گیا۔ اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا۔ اور پس ماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا اور اپنی صرف پچیس سالہ عمر میں سب سے پہلے دوسرے جہان میں لایا گیا بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں۔ اور ایک بھائی کی وفات دوسرے بھائی کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور یگانگت کا تھا۔ میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق و شیدا تھا۔ اور اس قدر دلی لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ابھی داڑھی کا آغاز شروع ہی ہوا تھا۔ اور مرحوم ایوب بیگ مجھ سے بھی خورد سال تھا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری پہونچ ہوئی اس پیر بزرگ نے عنایت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح کنار عاطفت میں لیا۔ اور ہم کو بھی نہایت تکلف کے ساتھ اس نور سے بہرہ ور کیا۔ جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا۔ اور ہم کو بھی اپنے زمرۂ خدام میں شمولیت کا شرف بخشا۔ ان دونوں پودوں پر خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوتی رہی۔ اور اس مرسل باغبان کے باغ میں پرورش پاتے رہے جس کے باغ کو کسی بیرونی آبپاشی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے اندر ہی اندر ہر ایک درخت کی جڑ کے نیچے نہر چلتی ہے اور اس کو سیراب کرتی ہے

اور اس آلہی پیوند سے اور اس باغبان کی کوشش سے دونوں پودے بڑھے
پھولے اور سرسبز ہوئے ان کا رنگ و بو نہایت خوشگوار اور دل و دماغ
کو راحت بخشنے والا ہوا۔ دردمند باغبان ان کو جب کبھی دیکھتا نہایت ہی
خوش ہوتا۔ یہاں تک کہ قضاء الہی سے ایک دن آندھی چلی۔ اور ان دونوں
درختوں میں سے چھوٹا پودا اکھاڑ گیا اور اس آندھی کے اندھیرے میں
کوئی اس کو اٹھا کر لے گیا۔ جب باغبان نے ادھر نظر کی تو اس کو نہ پایا
نہایت متردد ہوا۔ اور قریب تھا کہ درد سے آہ نکالے کہ خداوند ذوالجلال
نے آواز دی کہ یہ پودا سب پودوں سے مجھے پسند آیا۔ میں نے اس کو سفلی
باغ سے اٹھا کر علوی باغ میں لگا لیا ہے۔ یہ قبولیت کی خبر سن کر باغبان کا
دل نہایت خوش ہوا اور اس ذرہ نوازی کا شکر بجا لایا۔ وہ تو نہایت
خوش قسمت تھا کہ جس کی جڑھ بہشت میں جا لگی جس کو کبھی بھی انقطاع
نہ ہوگا۔ اور ابدالآباد تک بڑھے گا اور پھولے گا۔ مگر ابھی دوسرے
پودے اور دیگر درختوں کی ہستی معرض خطر میں ہے۔ کہ ان کا کیا انجام
ہوگا۔ کہ وہ کھڑے کھڑے ہی سوکھ جاتے ہیں یا ان کو بھی اعلیٰ طبقات میں
ہی جگہ ملتی ہے)۔

اس مبارک پیوند کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدق اور راستی سے محبت ہو گئی
اور ہر ایک قسم کے جہل اور تاریکی سے نفرت۔ اور دل جو ابھی کسی قسم کے
اثرات سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اس نیک صحبت سے فیض یاب ہو گئے۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر اور خیر الرسل ہے۔
اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑھ ہے۔ غایت درجہ کا انس ہو گیا۔ اور خدا
اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی دعا سے خدا تعالیٰ کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔
ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی۔ روحانی طور پر بھی ہم ایک باپ کے
فرزند ہو گئے۔ اور ماموریت کے اس یگانگت کے تعلق سے تو ایک
دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا تھا کہ ہم دونوں بھائی ایک
دوسرے کیلئے ایک جان اور دو قالب تھے۔

مرحوم کی وفات

جب کہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے تو ایسے آرام
قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیاداروں
کی طرح میں بھی اندوہ غم و کرب میں مبتلا ہو کر فراق میں ہلاک ہو جاتا
مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جو کہ
اس امام زمان کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہو چکا تھا

اسم با مسمیٰ ایوبؑ

یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت
میں اسلام کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا
اور جو صبر اور استقلال اس نے اپنی ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری
میں دکھایا۔ اس کی اس زمانہ میں بہت کم نظیر ملتی ہے۔ یعنی اس تمام عرصہ میں
ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی۔ اور
وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر شاکر تھا
جیسے کہ کوئی دنیادار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے
شکر کا لفظ منہ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم با مسمیٰ ایوب نے اُف تک
نہ کی اور آخری سانس تک بیماری کے دکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔

اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگنے میں گذر رہا تھا اور کئی کئی راتیں اس نے اپنی آنکھوں میں گزاری تھیں اس نے کبھی ناشکری نہیں کی اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا منہ سے نکالا۔ میں نے اس کو ساری ساری رات کھانستے سُنا۔ اور بے آرامی میں دیکھا تھا مگر جب کبھی میں پوچھتا کہ بھائی کیا حالت ہے۔ تو جواب دیتا۔ کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔

کامل الایمان

میں طبیب ہوں۔ میں نے ہزار ہا بیمار دیکھے ہیں بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے۔ اور متعلقین و تیمار داروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے مگر میں نے اُسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا۔ کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا اور اُس کی نازک حالت کو دیکھ کر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتا۔ تو وہ بڑے مضبوط دل اور اقویٰ یقین سے اُس کو تسلی دیتا۔ اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو میں تو اُس کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو جس سے اُس کو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ اور اُس کی اخیر ایام بڑی بھاری یہی آرزو تھی کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو۔ اور مرنے کے وقت کلمۂ شہادت کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اُس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخر الزماں پر ایمان ہے۔ بس یہی اُس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود کا خط

جن کا کہ وہ کامل درجہ عشق رکھتا تھا۔ اُس کی عین نزع کی حالت میں پہنچا۔ وہ خط اس وقت اس عزیز کو جو خدا تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا سُنایا گیا اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جس کو وہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا۔ اس کے مُنہ اور آنکھوں سے لگا کر اس کے سینے پر رکھدی گئی۔ اس کے بعد معاً وہ پاک رُوح ہمارے پاس سے پرواز ہو گئی۔ گویا کہ اس کو صرف اس خط کی انتظار تھی۔

یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی زندگی انبیاء کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم میں اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی۔ مگر دین اور خدا شناسی میں وہ اس پچیس سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا۔ کروڑ ہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اور اِس جہان میں ہی اس کا تعلق اُس جہان سے نزدیک تر ہو گیا تھا۔ اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ایسا پُر تھا کہ وہ سارا ہی اُس کا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس ربّ السمٰوات والارض نے اُس کو اپنے ہی پاس بلا لیا اور یہ سب فضل اور برکت اور حُسنِ خاتمت اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دُعاء کا نتیجہ تھا۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جاں نثار ثابت ہو جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور مرحوم ایوب تھا۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو جیسا کہ اس عزیز کا ہوا (آمین)

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقویٰ کی وجہ سے حضرت اقدسؑ کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت اور پیار تھا۔ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہوگا جو ذیل میں درج ہیں۔ اوّل دو خط

ہے جس کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ وہ آں عزیز کے دامِ واپسیں پر ملا۔ اور دوسرا اِس مخبرِ صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے۔

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیں کہ فرصت نہیں رکھتا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں۔ اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ صاحبان کی طرف لکھا ہے تاکہ جہاں جہاں کہ آپ ہوں اس واقعہ ناگزیری کی خبر ہو اور آپ سب صاحبان اس مرحوم و مغفور کے لئے اگلے جہاں میں ترقی مدارج و مغفرت کی دعا کریں۔

وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا۔ اور ہر ایک کی محبت اس کے دل میں تھی اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبان کو آخری سلام پہنچے۔

اس عزیز نے عمر تو تھوڑی پائی۔ مگر اس کی صلاحیت اور تقویٰ کا قصہ لمبا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو ایک کتاب کی صورت میں پیش کر دوں۔ شاید کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے۔ اور اس نور کے چشمہ کی طرف بہمہ تن رجوع کرے۔ جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے۔ تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے۔ اور ایمان کا پودا اس سے نشو و نما پا جائے اور یہ اسکی نجات کا موجب ہو جائے۔

اس کی زندگی اور موت تو نمونہ تھی ہی۔ اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں۔ جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اس کو اولیاء اللہ اور انبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں جنت کے نعما کھاتے اور خوش و خرم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں کیونکہ بعض

کوئی بات جھوٹ کہنے پر مجبور نہیں کرتی اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اس خاتم الانبیاء کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو جو کہ اس آخری زمانہ کا امام ہے۔ اور اگر دُنیا میں عزت اور آسودگی اور کشائش رزق چاہتے تو بھی اس مسیح موعود کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ کیونکہ یہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا کس قدر ضروری ہے۔

والسلام۔ (مرزا یعقوب بیگ ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن

از نا قصدکا

مرقومہ آخری اپریل ۱۹۰۵ء

سیرت ایوب ۱۹۸

خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اس وقت جو میں درد سر اور موسمی تپ سے یکدفعہ سخت بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھ کو تار ملی۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کی دعا میں مشغول ہوں۔ لیکن کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید نہیں ہونا چاہئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ

قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ جن سے میں اس درد کو بیان کروں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرست جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں اس وقت میں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑے ہوئے ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی۔ لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اس وقت اُٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھ کو اطلاع دیں معلوم نہیں جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی وہ پہنچی یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ معلوم نہیں مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربہ یعنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام۔

۵/ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء۔

نوٹ :۔ یہ وہی خط ہے جس کا ذکر خاکسار نے اپنے خط مورخہ آخر اپریل سنہ ۱۹ء میں کیا ہے۔ جو کہ مرحوم کے عین نزاع کے وقت پہنچا۔ اور عین اس آخری وقت یعنی حالت نزع میں موصول ہوا۔ یہ خط مرحوم کو اُس وقت پڑھ کے سنایا گیا

اور اس کی آنکھوں اور ہونٹوں سے لگایا گیا اس کے معاً بعد اس کی رُوح جان بحق تسلیم ہوئی۔ گویا کہ اسی خط کی اُسے انتظار تھی۔ اور پھر رفیق اعلیٰ سے جا ملی اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (مرزا یعقوب بیگ دیوبندی ۸ / ۲ جولائی)

خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمبر (۱۹۹/۲)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وہ تار جس کا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا آخر کل عصر کے بعد پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید کہ کا جو سراسر نیک بختی اور محبت و اخلاص سے پُر تھا۔ اس کی جُدائی سے مجھے بہت صدمہ اور دکھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ بخشیں اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطاء کرے۔ اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ (آمین ثم آمین)

اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہو گا اور اس کی بیوہ عاجزہ پہ کیا گزرا ہو گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطاء فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشوونما یافتہ جو اب اُمید کے وقت پہ پہنچ گیا تھا یک دفعہ اس کا کاٹا جانا اور دُنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ سوختہ دلوں پر رحم کی بارش کرے۔ اسی خط کے وقت جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف میری توجہ تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ کہ یکدفعہ الہام ہوا۔

"مبارک وہ آدمی جو اس دروازے کی راہ داخل ہوں"

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔ ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بکثرت اس کی شفا کے لئے دعا کی۔ تب خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کرکے بنائی گئی ہے۔ اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر لیجا رہا ہے۔ اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی سڑک ہے۔ گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔

میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دل نہیں مانتا تھا کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی! **انا للہ وانا الیہ راجعون**

میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی عزا پُرسی کا پیغام پہنچا دیں خدا تعالیٰ نے جو چاہا ہو گیا۔ اب صبر و رضاء درکار ہے۔ رب اغفر و ارحم وانت خیر الراحمین والسلام۔

نوٹ:۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا تعزیت نامہ ہے جو کہ مرحوم کی وفات کے بعد موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُسے غریق رحمت کرے (آمین)۔

مرزا یعقوب بیگ ڈلہوزی ۳۵/۷/۲۸

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نام

مکتوب نمبر (۲۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور استقامت بخشے اور اس مصیبت کا اجر عطا فرمائے۔ دنیا کی بلائیں ہمیشہ ناگہانی ہوتی ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو آپ دوسری شادی کی تجویز کریں۔ میں ڈرتا ہوں کہ آپ کو اس صدمہ سے دل پر کوئی حادثہ نہ پہنچے۔ جہاں تک ممکن ہو کثرت غم سے پرہیز کریں۔ دنیا کی یہی رسم ہے۔ **نبیوں اور رسولوں کے ساتھ یہی ہوتی آئی ہے۔**

خدا اپنے پیاروں کو امتحان میں ڈالتا ہے

اللہ تعالیٰ جس سے پیار کرتا ہے اُسے کسی امتحان میں ڈالتا ہے اور جب وہ اپنے امتحان میں پورا نکلتا ہے تو اس کو دنیا اور آخرت میں اجر دیا جاتا ہے۔

نواب صاحب کی نسبت الہام

ایک امر آپ کو اطلاع دینے لائق ہے کہ آج جو پیر کا دن ہے اس میں غالباً تین بجے کے قریب آپ کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔ **فبای عزیز بعدہ تعلمون**۔ یہ اللہ جلشانہ کا کلام ہے۔ وہ آپ کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ کہ اس حادثہ کے بعد اور کونسا بڑا حادثہ ہے جس سے تم عبرت پکڑو گے اور دنیا کی بے ثباتی کا تمہیں علم ہوگا۔

میاں بیوی کا رشتہ سب سے نرالا ہوتا ہے

درحقیقت اگرچہ بیٹے بھی

پیارے ہوتے ہیں۔ بھائی اور بہنیں بھی عزیز ہوتی ہیں لیکن میاں بیوی کا علاقہ
ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں۔ میاں بیوی ایک ہی بدن
اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی
جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں
ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس محبت اور باہم انس پکڑنے کے
زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو بیتاب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند
ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ اسی تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا ہے
کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔ بسا اوقات اس تعلق کی برکت
سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس
تعلق کے محتاج تھے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوتے
تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے
تھے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔
اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی۔ پیارا رفیق اور انیس عزیز ہے جو اولاد
کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے
معاملات کی متولی ہوتی ہے جب وہ ایک دفعہ دنیا سے گذر جاتی ہے تو کیسا
بھاری کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی ہے۔ گھر ڈراتا معلوم
ہوتا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے سو اس الہام میں خدا تعالیٰ نے یہی
یاد دلایا ہے کہ اس صدمہ سے دین میں قدم آگے رکھو۔ نماز کے پابند اور سچے مسلمان ہو
اگر یوں کیا کرو گے تو خدا جلد اس کا عوض دے گا اور غم کو بھلا دے گا۔ وہ ہر ایک
بات پر قادر ہے یہ الہام تھا اور پیغام تھا اس کے بعد آپ ایک تازہ نمونہ دینداری کا دکھلائیں
خدا برحق ہے اور اس کے حکم برحق ہیں تو وہ غموں کو دور کر دیتا ہے والسلام (خاکسار مرزا غلام احمد [illegible]

احباب بمبئی کے نام

حضرت سیٹھ اسماعیل آدم سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام

تعارفی نوٹ

بمبئی کو اپنی تجارتی اور سیاسی حیثیت سے جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے
بمبئی گویا باب عالم ہے جن کو بمبئی کو دیکھنے کا کبھی موقع ملا ہے وہ وہاں کی
مصروف زندگی کو دیکھ کر یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہاں کے رہنے والوں
کو مذہب کے متعلق سوچنے کا بھی وقت مل سکتا ہے۔ بمبئی ایک بین الاقوامی شہر بن گیا
ہے ہندوستان کے اس سب سے بڑے شہر میں احمدیت کی بنیاد دسمبر ۹۲ء میں
رکھی گئی۔ اور سب سے پہلے بابا زین الدین ابراہیم جو ایک [illegible] انجینئر تھے

سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوئے اس وقت ہمارے محترم بھائی سیٹھ **اسماعیل آدم** عہد وشباب میں تھے وہ ایک معزز میمن خاندان کے فرد تھے اسی قبیلہ کے جس کے ایک فرد حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ تھے اسی زمانہ کا **اسماعیل آدم** اپنی قوم کے نوجوانوں میں ایک ہونہار اور علمی مذاق کا نوجوان تھا مذہب کی اہمیت مقبولیت کے رنگ میں گو سمجھتا تھا مگر مذہب کی علمی روح اس زمانہ کے تاجر نوجوانوں کی طرح نہ تھی۔ ہاں علمی مذاق تھا۔ اخبار بینی اور اخبار نویسی کا بھی مذاق تھا یہی مذاق انہیں احمدیت کے لئے رہنمائی کرنے والا ہوا۔ ۱۸۹۶-۹۵ء کے قریب ان کے اندر حق پرستی اور حق جوئی کی فطرتی چنگاری سلگ اٹھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اخبار اذکار نے ان کو تحقیق حق کی طرف متوجہ کیا اس کے متعلق مفصل حالات ان کے تذکرہ میں آئیں گے انہوں نے اپنے پیر **صاحب العلم** (جھنڈے والا پیر) سے ایک حلفی بیان چاہا اور فارسی زبان میں ایک خط لکھا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"ہم تو دنیا دار ہیں۔ اور روحانی آنکھوں سے اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور رہنما ہیں۔ صاحب بصیرت ہیں لہذا آپ حلفاً جواب دیں۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مہدویت ومسیحیت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب۔ اگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ (مرزا صاحب) سچے ہوئے۔ اور ہم ہدایت سے محروم ہوگئے۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کے ذمہ وار ہیں۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں اور ہم نے نادانی سے ان کو مان لیا۔ تو ہماری گمراہی کا وبال سب آپ کے سر پر ہے۔"

اس کا جواب حضرت پیر سائیں جھنڈے والے صاحب نے جو لکھا وہ بھی درج ذیل ہے:۔

شہادت اوّل:۔ ہمارے سلسلہ کا دستور ہے۔ کہ مابین نماز مغرب و عشاء ہم اپنے مریدوں کے ساتھ حلقہ کر کے ذکر اللہ کیا کرتے ہیں ایک روز حلقہ میں بحالت کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے دیکھا۔ تو ہم نے آپ سے سوال کیا۔ کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام احمد کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔

"از ماست"

یعنی مرزا غلام احمد تو ہماری طرف سے ہے۔

شہادت دوم:۔ "ہمارے خاندان کا دستور ہے۔ کہ بعد نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے۔ اور سو جاتے ہیں یہی سنت رسول ہے۔ ایک دن خواب میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ تو ہم نے سوال کیا۔ کہ حضور مولویوں نے اس شخص (حضرت مسیح موعود) پر کفر کے فتوے لگا دئے ہیں۔ اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"در عشق ما دیوانہ شدہ است"

یعنی مرزا غلام احمد تو ہمارے عشق اور محبت میں دیوانہ ہیں۔

شہادت سوم:۔ "ہمارا سلسلہ اور خاندان تہجد گذار ہے اس لئے ہم روزانہ رات کو تین بجے کے بعد اٹھتے ہیں۔ اور بعد نماز تہجد کروٹ کے بل لیٹے رہتے ہیں۔ اور اسی وضوء سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ بھی سنت رسول صلعم ہے ایک دن اسی کروٹ لیٹنے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت

ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی۔ تو ہم نے آپکا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ اب تو سارا ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دیدئے۔ تو آپنے بڑے جلال میں تین بار دوہرا کر فرمایا۔

"ھو صادق۔ ھو صادق ھو صادق"

یعنی مرزا غلام احمدؐ تو سچے ہیں۔ مرزا غلام احمدؐ تو سچے ہیں۔ مرزا غلام احمدؐ تو سچے ہیں۔

یہ جواب "پیر سائیں جھنڈے والے" صاحب نے جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب آف بمبئی کے پاس یہ لکھ کر کہ

"یہ سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہوگئے۔ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔" (راقم رشید الدین پیر صاحب العلم)

بھیج دیا۔

یہ جواب پہنچنا تھا۔ کہ سیٹھ اسمٰعیل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ اور آپ کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گئے۔

سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد کل کا اسماعیل بالکل بدل گیا اور حقیقی معنوں میں ابدال ہو گیا قابلیت موجود تھی اخلاص تھا اس سلسلہ میں آکر ترقی کرتا چلا گیا۔ اور وہ بمبئی کے سلسلہ کا آدم قرار پایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عاشقانہ رنگ میں اخلاص ہے اور سلسلہ کی خدمت میں انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں اُن کی تفصیل کتاب تعارف میں آئے گی خلافت ثانیہ کی اوّل ہی بیعت کر لی مگر بعد میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور دوسرے لاہوری احباب کے اثر میں لاہور سے تعلق رہا مگر قادیان

سے قطع تعلق کیا نہ فسخ بیعت با آخر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ اصل مرکز سے کامل طور پر وابستہ ہو گئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سیٹھ صاحب سے بڑی محبت تھی اور اس محبت کے اظہار کو خاکسار عرفانی نے بارہا دیکھا۔ ۱۸۹۶ء سے مجھے شرف ملاقات نصیب ہوا۔ اور اس تعلق مودت واخوت میں ہر نئے دن نے ترقی بخشی اب ہم دونوں ستر سے اوپر جا رہے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہو کر ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔ ذیل کے خطوط انہیں کے نام ہیں اور حضرت سیٹھ صاحب اب کاروباری سلسلہ سے ریٹائر ہو کر سلسلہ کے کاموں میں مصروف ہیں اور جماعت احمدیہ بمبئی کے امیر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خدمت سلسلہ کے لئے تا دیر سلامت رکھے آمین

(خاکسار عرفانی کبیر)

مکتوبات

۹ر جنوری ۱۹۰۲ء

مکتوب ۱/۲۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا اور نیز مبلغ دس روپیہ عللہ کا نوٹ پہونچا خدا تعالیٰ آپکی ترددات دور فرماوے اور نعم البدل عطا کرے آمین۔ اللہ تعالیٰ بہت کریم و رحیم ہے۔ وہ بہت کریم و رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ فضل و کرم کرتا ہے دنیا میں انسانوں کو تھوڑی سی تکلیف دیکر رحمتوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس پر توکل رہنا چاہیئے۔ اور میں نے بھی آپ کے لئے دعا کی ہے خدا تعالیٰ قبول فرماوے آمین۔ باقی سب طرح سے خیریت

رہے۔ والسلام (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (ب/۲) ۲۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔
آج کی ڈاک میں مبلغ پندرہ روپیہ مرسلہ آپ کے مجھ کو عین اسوقت پہنچے جب کہ سالانہ جلسہ آخری سال میں ضرورت تھی۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان تمام خدمات کی جزائے خیر بخشے آمین باقی بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے خیریت ہے۔ گاہی گاہی اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام
۲۵ر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (ب/۳) ۲۰۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا میں نے پہلے خط کا جواب بھیجا ہوا تھا۔ شاید ڈاک میں گم ہو گیا ہو میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ پہلے بھی دعا کی تھی۔ منی آرڈر نہیں پہونچا غالباً کل تک پہنچ جائے گا باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔
(خاکسار مرزا غلام احمدؐ قادیان) ۳ر اگست سنہ ۱۹۰۷ء

مکتوب نمبر (ب/۴) ۲۰۴ ۲۲ر دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم :۔

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔ آپ کے پارچہ جات کا پارسل پہونچا۔ جزاکم اللہ خیراً آمین افسوس کہ تمام پارچہ جات جو تقسیم

کرنے کے لایق تھے غرباء مستحقین کو تقسیم کر دئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین اور جو خاص ہمارے گھر کے لئے آپ کا تحفہ تھا اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ دے آمین :۔ باقی بفضل تعالیٰ تا دم حال سب طرح سے خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مع اہل وعیال خیریت اور امن اور امان سے رکھے اور بلاؤں سے بچا دے آمین ثم آمین والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی اللہ تعالیٰ از قادیان

مکتوب نمبر (ب/۵) ۲۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم :۔

محبی عزیزی اخویم سیٹھ اسماعیل آدم صاحب :۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔ آپ کا محبت اور اخلاص کا تحفہ جو آپ نے برخوردار محمود اور بشیر کی شادی کی تقریب پر بھیجا ہے۔ یعنی ایک ٹوپی اور ایک اوڑھنی پہنچ گیا۔ میں آپ کا اس محبانہ تحفہ کا شکر کرتا ہوں اور آپ کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا میں اس کا اجر بخشے آمین۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔
۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء (خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہٗ)

مکتوب نمبر (ب/۶) ۲۰۶ ۱۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔ آپ کا اخلاص نامہ مع نوٹ مبلغ دس روپیہ پہونچا جزاکم اللہ خیراً۔ خدا تعالیٰ یہ نئی شادی آپ کے لئے مبارک کرے اور اس سے آپ کا صدمہ اور غم بھلا دے آمین

بفضلہ تعالیٰ اسب طرح خیریت ہے میں یہ خط بمبئی میں بھیجتا ہوں امید ہے انشاء اللہ العزیز اِس خط کے پہنچنے تک آپ بخیر و عافیت بمبئی میں پہنچ گئے ہوں گے خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے و السلام۔

خاکسار مرزا غلام احمدؐ از قادیان۔

مکتوب نمبر (۲۰۷/۷) ا ر دسمبر ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ آج کی تاریخ آپ کا محبت نامہ مع مبلغ دس روپیہ مجھ کو ملا خدا تعالیٰ آپ کو اِن تمام خدمتوں کی جزائے خیر بخشے آمین:۔ اِس طرف بھی قحط پڑ گیا ہے یہ تمام انسانوں کی شامت اعمال ہیں آگے طاعون کے دن بھی قریب آتے جاتے ہیں معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے ایک پیش گوئی میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آئندہ ایک سخت طاعون ہونے والا ہے معلوم نہیں کہ اس سال یا آئندہ سال اسی طرح ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں والسلام۔ (مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۰۸/۸)

حضرت اقدس:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

سیٹھ اسمٰعیل آدم کا لڑکا پلیگ سے بیمار ہے اونہوں نے دعا کے واسطے لکھا ہے۔ (محمدؐ صادق)

السلام علیکم:۔ میرے نام بھی کل خط آیا تھا اور نیز دس روپیہ آئے تھے کہ آپ بہ نسبت سابق اچھا ہے اور کل تار آئی تھی۔ میری طرف

آپ خط لکھدیں کیونکہ میں اسوقت بیمار ہوں اور خط میں لکھدیں کہ تار پہونچ گئی تھی دعا کی گئی تھی اور اب خط بھی پہونچ گیا اور دس روپیہ بھی پہونچ گئے ہیں دعا کی جاتی ہے جلد اور والیسی صحت سے اطلاع بخشیں یہی خط میری طرف سے ڈاک میں روانہ کر دیں اپنے ہاتھ سے لکھدیں اور میری طرف سے لکھدیں کہ آج بخار ہے میں خود نہیں لکھ سکتا۔ والسلام۔ (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۰۹/۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ آپ کا محبت نامہ پہونچا الحمد للہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے لخت جگر کو طاعون کے صدمہ میں بچا لیا۔ درحقیقت یہ نئی زندگی ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ پر بہت ہی رحم کیا۔ کہ اِس مہلک مرض میں بچا لیا۔ اِس خط میں ایک نوٹ مبلغ دس عہ روپیہ پہونچا۔ جزاکم اللہ خیر الجزا۔ باقی بفضلہ تعالیٰ ہر طرح خیر و عافیت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۱۰/۱) ۱۲ ر فروری ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ آج آپ کا محبت نامہ معہ مبلغ دس روپے میرے پاس پہونچا خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر بخشے آمین ثم آمین۔ تجارت کی رونق اور بے رونقی اور امور کی طرح خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے یہ سب اس ملک کی شامت اعمال

میں ہے آپ ایک مدت تک مجھے یاد دلاتے رہیں میں انشاء اللہ القدیر دعا کرتا رہوں گا باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔ (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲/۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :- آپ کا خط مشتمل عزا بر عزیز مرحوم مبارک احمدؐ معہ مبلغ دس روپیہ کے نوٹ کے پہونچا خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر بخشے میں ہمیشہ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور انشاء اللہ کرتا رہونگا باقی سب طرح سے خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ
۵ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

مکتوب نمبر (۲/۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ دس روپیہ کے پہونچا جزاکم اللہ خیر الجزاء میں انشاء اللہ آپ کے لئے کئی دفعہ دعا کرونگا خدا تعالیٰ آپ کو کسادت روزگار سے بچاوے۔ آمین یہ آپکے اخلاص کا نشان ہے کہ باوجودیکہ کاروبار تجارت کی ویسی حالت نہیں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تب بھی سلسلہ کے لئے آپکی طرف سے برابر مدد پہونچتی ہے خدا تعالیٰ آپ کے کاروبار تمام آسان کر دے اور مشکلات سے نجات بخشے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ
۲۰ر جنوری ۱۹۰۸ء

مکتوب نمبر (۲۱۳/۱۴) ۳ر مئی ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم سیٹھ اسماعیل آدم صاحب سلمہ اللہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط آمدہ سے واقعہ دردناک آپ کی اہلیہ کی وفات سے اطلاع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعا بہت کی گئی تھی مگر تقدیر مبرم کے ساتھ کیا چارہ ہے بجز اس کے کہ صبر اور رضا سے کام لیا جائے مجھے آپ کی زبانی معلوم ہے کہ آپ کی یہ اہلیہ مرحومہ بڑی خیرخواہ اور آپکی تکالیف کے وقت خود اپنے آپ کو درد اور تکالیف میں ڈالتی تھی جبکہ آپ کو طاعون ہوئی تو آپ کی خدمت کرنے کے وقت اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی درحقیقت ایسی دلی خیرخواہ بیویاں بہت ہی کم ملتی ہیں اور ان کے مرنے سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور نیز ان کے مرنے سے خانہ داری کا انتظام تمام درہم برہم ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر سے موافقت کرنا اور اس کی رضا پر راضی ہونا سچے ایماندار کا کام ہے خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت انشراح صدر سے صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کی بیماری میں آپ کو بہت تکلیف ہے اس لئے دعا بار بار کی گئی مگر چونکہ آسمان پر ان کی موت مقرر ہو چکی تھی اور عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اس لئے دعا بے سود تھی بہرحال اب آپ کو صبر کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ کسی نعم البدل سے اس درد کو دور کر دے آپ کی موجودہ تکالیف کی گھبراہٹ تو بے شک آپ کو بہت صدمہ پہونچا رہی ہوگی مگر صبر کریں خدا آپ کو اس مصیبت کی جزا دے آمین۔

باقی سب طرح سے خیریت ہے والسلام۔ (خاکسار مرزا غلام احمدؐ بقلم خود)

مکتوب نمبر (۲۱۴/۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پہلے آپ کے خط کا میں جواب لکھ چکا ہوں اور نوٹ دس عہ کے پہنچنے کی بھی اطلاع دے چکا ہوں آپ کے تجارتی کام میں تشویش ہونا میرے لئے باعث تفکر ہے خدا تعالیٰ غیب سے آپ کے لئے کوئی سامان میسر کرے اور کام میں رونق بخشے آمین باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ دوسرا خط بھی پہنچ گیا۔ باقی سب خیریت ہے

والسلام (غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۱۵/۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا اخلاص نامہ مع نوٹ مبلغ دس عہ روپیہ مجھ کو ملا۔ خدا تعالیٰ آپ کو آپ کے " " جذبات کا دست بدست بدلہ دے آمین۔ درحقیقت تجارت کے امور میں ہر جگہ یہی ہوا چل رہی ہے مگر اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس ہوا کو بدلا دے۔ آمین انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے دعا کرتا رہونگا ہمیشہ اپنے حالات اطلاعات سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد)

مکتوب نمبر (۲۱۶/۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عید الفطر مبارک باد

جناب سیدنا ومولانا حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود ایدکم اللہ بنصرہٖ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قبل اس کے ایک عریضہ مع ایک پارسل بذریعہ ڈاک مورخہ ۲۴ رمضان المبارک کے روز خدمت عالی میں ارسال کیا تھا یقین ہے کہ پہونچا ہوگا۔ آج روز اس عریضہ کے ساتھ مبلغ دس روپیہ کا نوٹ ارسال خدمت ہے غالباً یہ عید الفطر کے روز پہونچے گا۔ یہ **تحفہ عید قبول فرماویں** اور دعاے یاد شاد فرماویں۔

آپ کا خاکسار خادم اسماعیل آدم

از بمبئی ۵ نومبر ۱۹۰۴ء

دس روپیہ پہونچ گئے۔ والسلام (غلام احمدؐ)

مخدومی السلام علیکم۔

اتفاقاً پرانے کاغذات میں سے یہ کاغذ نکلا ہے جس پر حضرت صاحب کے دست مبارک سے لکھا ہوا ہے اس واسطے ارسال خدمت ہے والسلام

(عاجز محمدؐ صادق)

مکتوب نمبر (۲۱۷/۱۷)

(۳۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سیٹھ اسمٰعیل آدم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا محبت اور اخلاص کا تحفہ جو آپ نے برخوردار محمود اور بشیر کی شادی کے تقریب پر بھیجا ہے یعنی ایک ٹوپی اور ایک اوڑھنی پہونچ گیا ہے میں آپ کے اس محبانہ تحفہ کا شکر کرتا ہوں اور آپ کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو

دین اور دُنیا میں اس کا اجر بخشے آمین باقی خیریت ہے والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

نوٹ ۱: حضرت سیٹھ اسماعیل آدم کے نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک خاص مکتوب درج کیا جاتا ہے۔ اس خط کا فوٹو الحکم کے جوبلی نمبر میں مرحوم محمود احمد عرفانی نے شائع کیا تھا یہ خط اپنے اندر ایک تاریخ رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شادی پر مکرمی حضرت سیٹھ اسماعیل آدم نے ایک تحفہ حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا وہ ایک ٹوپی تھی اور اوڑھنی تھی ٹوپی پر کلابتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام درج تھا فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت سیٹھ صاحب دوسرے اکابر صحابہ کی طرح اس وقت بھی حضرت خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا یقین رکھتے تھے۔

نوٹ ۲: حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کے نام کے خطوط سے خود سیٹھ صاحب کی سیرۃ پر بھی ایک روشنی پڑتی ہے گو مکتوبات کی اشاعت میں مکتوب الیہ کے سوانح حیات یا سیرۃ پر بحث مقصود نہیں یہ چیزیں خود ان کے سوانح حیات میں تفصیلاً اور کتاب تعارف میں اجمالاً آئیں گی مگر میں یہاں اپنے دلی جوش کو دبا نہ رہوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطوط سے مکرم سیٹھ صاحب کا یہ عمل ثابت ہوتا ہے کہ وہ جب حضرت صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھتے تو اس کے ساتھ ضرور ایک مقررہ رقم بھیجتے۔ خواہ ایسے خطوط کتنی مرتبہ لکھنے پڑتے۔ یہ

دراصل قرآن مجید کی اس ہدایت پر عمل تھا کہ

"مومنو جب تم رسول سے علیحدہ مشورہ کرو تو اپنے مشورہ سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو یہ تمہارے لئے خیر و برکت کا باعث ہے"۔

یہ ایک رُوح تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدسی نے اپنی جماعت میں پیدا کر دی تھی۔ وللہ الحمد۔

(عرفانی کبیر)

ضروری گذارش

احباب بمبئی میں سے مکرمی بابا زین الدین ابراہیم مغفور الخبیر کے نام کے خطوط اس نمبر میں نہیں آسکے وہ بھی کافی تعداد میں ہیں اس لئے پانچویں جلد کے چھٹے نمبر کا آغاز ان سے ہی ہوگا (انشاء اللہ العزیز) اس پانچویں جلد میں وہ مکتوبات درج ہیں جو حضور نے اپنے خدام و احباب سلسلہ کو لکھے اس جلد کے پانچ نمبر شائع ہو چکے ہیں اور ابھی کم از کم دو یا تین نمبر اور ہوں گے یا شاید زیادہ۔ میرے پاس بھی کافی ہیں اور بہت سے لوگوں کے پاس ہیں ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ جمع ہو کر شائع ہو جائیں الا ما شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ

جن احباب کے پاس حضرت اقدس کے مکتوبات ہیں وہ ان کے نقول میرے پاس بھیجدیں تاکہ وہ شایع ہو جائیں۔

اب میں اس نمبر کو ختم کرتا ہوں۔ اور چھٹے نمبر کی اشاعت کیلئے

توفیق ربی کا امیدوار ہوں فقط

خاکسار

(عرفانی کبیر)

مکتوبات جلد پنجم کا پورا سٹ طلب کرو

نمبر (۱) حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کے نام

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے نام

(۳) حضرت چوہدری رستم علیخاں رضی اللہ عنہ کے نام

(۴) حضرت نواب محمد علیخاں سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام

ان چار نمبروں کے مجموعہ کی قیمت پانچ روپیہ مع محصول ڈاک ہے۔

عرفانی کبیر الہ الدین بلڈنگ سکندرآباد دکن

سلسلہ سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکتوبات احمدیہ

جلد ششم (حصہ اول)

(جس میں مکفرین و مکذبین علماء کے نام کے خطوط ہیں)

مرتبہ

خاکسار:- عرفانی الکبیر موسس و ایڈیٹر الحکم وغیرہ

مطبوعہ اشوک پریس۔ ترپ بازار حیدرآباد دکن
قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک عہ سکہ ہند

459 66
21-1-92

کتاب التعارف

اس کتاب کی تالیف واشاعت کا عزیز مکرم شیخ محمود احمد عرفانی ثانی (مجاہد مصر) مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کے لئے اعلان کیا تھا اس میں وہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکرے شایع کرنا چاہتے تھے اور ان کے فوٹو بھی۔ مشیت ایزدی نے ان کو یہ موقعہ نہ دیا۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم پر بھروسہ کرکے ارادہ رکھتا ہوں کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے اور سلسلہ کی تاریخ کے مواد کو فراہم کرنے کی سعادت کے شکریہ میں اسے شایع کروں احباب میرے لئے دعا کریں۔ انشاء اللہ اسی سال کے ختم ہونے سے پہلے میں پہلی جلد کے شایع ہونے کی توقع کرتا ہوں۔

وباللہ التوفیق ھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق ۃ

۱۰ر جولائی ۱۹۵۰ء

عرفانی الکبیر
الدین بلڈنگ سکندرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد ششم

(تمہیدی نوٹ)

اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد ہے کہ اس نے اس خاکسار کو توفیق بخشی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی چھٹی جلد کو ترتیب دے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس جلد میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مکاتیب کو جمع کرنے کی سعی کی ہے جو آپ نے مخالف الرائے علماء ومشائخین اور غیر احمدی

مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً لکھے۔ یہ مکاتیب کبھی تو بعض کے استفسارات کے جواب میں لکھے گئے اور کبھی اتمام حجت اور تبلیغ حق کے لئے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ مکتوب الیہم کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ دیدوں تاکہ تاریخ سلسلہ میں ان کی حیثیت ظاہر رہے۔

مکتوبات احمدیہ کے سلسلہ میں اسوقت تک پانچ جلدیں نو نمبروں میں شائع ہو چکی ہیں اور اس لحاظ سے یہ دسویں جلد ہے۔ ایک جلد متفرقات کی ہوگی اور اس طرح مکتوبات کے سلسلہ کی تکمیل ہو جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔

مکتوبات کی جمع و ترتیب بھی دراصل سیرۃ و سوانح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اہم حصہ ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس کام کو میں متواتر اور مسلسل جاری نہیں رکھ سکا۔ میں اپنی کمزوریوں سے ناواقف نہیں مگر میں ایک یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس غفلت اور کوتاہی کے لئے جماعت بھی منفرداً و مجتمعاً ذمہ دار ہے الا ماشاء اللہ اس لئے کہ اس نے اس کام کی اہمیت کو ابھی تک نہیں سمجھا۔ بہر حال میں اپنے ذوق اور استعداد کے موافق اس سے غافل نہیں رہا اور یہ اسی جذبہ کی ایک حقیر کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے آمین

۲۸ فروری سنہ ۱۹۵۰ء

(خاکسار)
عرفانی کبیر
از سکندرآباد دکن

حاجی ولی اللہ صاحب کے نام

(تعارفی نوٹ)

حاجی ولی اللہ صاحب ریاست کپورتھلہ کے ایک معزز عہدہ دار تھے اپنی سمجھ اور فکر کے موافق اس عہد کے دیندار مسلمانوں میں آپ کا شمار تھا۔ وہ ابتداً سرکار انگریزی میں ملازم تھے مگر جب بندوبست کا آغاز پنجاب میں ہوا تو ریاست کپورتھلہ کے مہاراجہ نے آپ کی خدمات کو مستعار لے لیا۔ اور پھر مستقل طور پر اپنی ریاست میں رکھا۔ وہ صاف گو اور دلیر عہدہ دار تھے۔ ریاستی پالٹیکس کے قائل نہ تھے۔ اسلئے وہ ریاست کے وزیر اعظم تو نہ ہو سکے مگر یہ واقعہ ہے کہ وزیر اعظم تک ان سے دبتے تھے۔ حاجی صاحب کا خاندان ضلع میرٹھ کا ایک معزز خاندان تھا اور ایک مدبر اور علم دوست خاندان سمجھا جاتا تھا۔

حاجی صاحب اگرچہ خود احمدی نہ ہو سکے مگر یہ واقعہ ہے کہ کپورتھلہ کی جماعت کا باعث وہی ہوئے۔ اور ان کے خاندان میں حضرت منشی حبیب الرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ان سے تعلق رکھنے والے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ حاجی صاحب کے ہی ذریعہ سے سلسلہ میں آئے۔

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب تو آپ کے بھتیجے اور وارث ہی تھے۔ حاجی صاحب براہین احمدیہ کے خریدار تھے اور اس کے حصص آپ کے پاس جا رہے تھے۔ وہ خود بھی پڑھا کرتے تھے اور حضرت منشی ظفر احمد

صاحب کو بھی سنانے کے لیے فرمایا کرتے۔ اور حضرت ظفر نے عین عنفوانِ شباب میں ہی براہین احمدیہ حاجی صاحب کو سناتے اس نعمت کو پالیا۔ میری تحقیقات میں منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ کے آدم ہیں۔

غرض حاجی صاحب براہین احمدیہ کے خریدار تھے اور شوق ذوق سے اُسے پڑھتے اور سنتے تھے مگر ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے کی توفیق نہ ملی البتہ ان کے ذریعہ سے حضرت اقدس کی دعوت کپورتھلہ پہونچی اور ان کے خاندان میں ایک مخلص شاخ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہٗ کے خاندان کی بارآور ہوئی۔ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی صاحب کی وفات کے بعد جائز وارث اور ان کے جانشین تجویز ہوئے۔ اور اس کا اعلان اس زمانہ کے عام رواج دستاربندی سے کیا گیا۔

حاجی صاحب کو میں مخالفین کے زمرہ میں نہیں سمجھتا۔ ہاں عملاً وہ سلسلہ بیعت میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ براہین ہی کے زمانہ میں انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ سوالات کیے۔ جن کے جواب میں حضرت نے آپ کو خط لکھا۔ حاجی صاحب کے ذریعہ جماعت کپورتھلہ (اس لئے کہ براہین کپورتھلہ میں ان کے ذریعہ پہونچی) کا قیام عمل میں آیا اور یہ جماعت اپنے اخلاص و وفا میں ایک ایسی جماعت گزری ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ جنت میں رہنے کی بشارت دی (رضی اللہ عنہم)

حاجی صاحب کی تعمیر کردہ مسجد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ غیر احمدی اس مسجد کو لینا چاہتے تھے اور اس کا مقدمہ عرصہ تک چلتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے جماعت کو بشارت دی کہ اگر میں سچا ہوں تو یہ مسجد تم کو ملیگی آخر وہی ہوا۔ یہاں تک کہ ایک حاکم عدالت جو احمدیوں کے خلاف اپنے دل میں فیصلہ کر چکا تھا قبل اس کے فیصلہ سنائے اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آکر فوت ہوگیا۔ حاجی صاحب کے یہ کام اپنی جگہ ایک وزن رکھتے ہیں مگر حضرت اقدس کے ابتدائی زمانہ کے بعض معاونین کو سنت اللہ کے موافق ابتلا آیا اور یہ اس لئے بھی ہوا تا خدا تعالیٰ کی قدرت نمایاں ہو۔ حاجی صاحب نے براہین کے التوا کے متعلق اعتراضات کیئے اور ادب کے مقام سے ہٹ کر وہی غلطی ان کے سامنے آگئی۔ اور وہ اس نعمت کی قدر نہ کر سکے۔ اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وہ مکفرین اور سب وشتم کرنے والوں میں نہ تھے۔ ان کو ایک وقت حجاب ہوا ورنہ براہین کے ابتدائی دور میں خود

حضرت کو مجدد تسلیم کرتے تھے

اس خصوص میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہٗ کی شہادت جو حیات احمد جلد دوم نمبر دوم کے صفحہ (۸۲) پر درج کی ہے۔

اس خط وکتابت کے پڑھنے سے (جو حاجی صاحب اور حضرت اقدس کے مابین ہوئی) معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً حاجی صاحب کو بعض حالات اور اثرات کے ماتحت کچھ قبض ہوا۔ اور اس کا اظہار انھوں نے اپنے کسی خط میں کیا جس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳ دسمبر ۱۸۸۳ء کو دیا۔ اور پھر اس خط کے بعد حاجی صاحب نے کچھ سوالات کیے جن کا جواب حضرت نے ۳۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کے مکتوب میں تحریر فرمایا۔

اس کے بعد ۲۱ جنوری ۱۸۸۴ء کو حاجی صاحب نے ایک تفصیلی خط حضرتؑ کی خدمت میں لکھا جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت اقدس کو احیاء اسلام کا ذریعہ سمجھتے تھے اور ہندوستان ہی میں آپ کی بعثت کو ضروری سمجھتے تھے۔ میں حاجی صاحب کے اس خط کو حضرت اقدس کے دوسرے مکتوب کے بعد درج کر دیتا اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ تاریخ سلسلہ میں حاجی صاحب کے متعلق کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ میں نے حیات احمد جلد دوم کے نمبر دوم میں بھی آپ کا ذکر کیا ہے اور اس سے مقصد صرف اسی قدر امر واقعہ کا اظہار ہے جو اس مکتوب سے متعلق ہے جو انھوں نے براہین کے سلسلہ میں حضرت کو لکھا اور جس کا جواب ۲۲ دسمبر ۱۸۸۳ء کے خط میں موجود ہے اب میں کسی مزید تفصیل کے بغیر مکتوبات کو درج کرتا ہوں۔

(عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر (۱)

مخدومی مکرمی اخویم حاجی صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ آج مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا۔ آپ نے جس قدر اپنے عنایت نامے میں اس حقیر عباد اللہ کی نسبت اپنے بزرگانہ ارشادات سے بدنیتی، ناراستی اور خراب باطنی اور وعدہ شکنی اور انحراف از کعبہ حقیقت وغیرہ وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میں ان سے ناراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو ع ہرچہ از دوست مے رسد نیکوست۔

ماسوا اس کے اگر خداوند کریم و رحیم ایسا ہی برا انجام کرے جیسا کہ آپ نے سمجھا ہے تو میں اس سے بدتر ہوں اور درشت تر الفاظ کا مستحق ہوں۔ رہی یہ بات کہ میں نے آپ سے کوئی وعدہ خلافی کی ہے یا میں کسی عہد شکنی کا مرتکب ہوا ہوں تو اس وہم کا جواب زیادہ تر توجہ سے خود آپ ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ جس روز چھپے ہوئے پردے کھلیں گے اور جس روز حصل ما فی الصدور کا عملدرآمد ہوگا اور بہت سے بدظن اپنی جانوں کو رویا کریں گے۔ اس روز کا اندیشہ ہر ایک جلد باز کو لازم ہے۔ یہ سچ ہے کہ براہین احمدیہ کی طبع میں میری امید اور اندازے سے زیادہ توقف ہو گیا۔ مگر اس توقف کا نام عہد شکنی نہیں۔ میں فی الحقیقت مامور ہوں اور درمیانی کارروائیاں جو الٰہی مصلحت نے پیش کر دیں در اصل وہی توقف کا موجب ہو گئیں۔ جن لوگوں کو دین کی غمخواری نہیں وہ کیا جانتے ہیں کہ اس عرصہ میں کیا کیا عمدہ کام اس براہین کی تکمیل کے لئے ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اتمام حجت کے لئے کیا کیا سامان میسر کئے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ قرآن شریف کئی برسوں میں نازل ہوا تھا۔ کیا وہ ایک دن نازل نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کو اگر معلوم نہ ہو تو کسی باخبر سے دریافت کر سکتے ہیں کہ اس عرصہ میں یہ عاجز بیکار رہا یا بڑا بھاری سامان اتمام حجت کا جمع کرتا رہا۔ بیس ہزار سے زیادہ اشتہارات اردو انگریزی میں تقسیم ہوئے۔ بیس ہزار سے زیادہ خطوط میں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر

مختلف مقامات میں روانہ کیے۔ ایک عقلمند اندازہ کر سکتا ہے کہ علاوہ جد و جہد اور محنت اور عرق ریزی کے کیا کچھ مصارف ان کارروائیوں پر ہوئے ہوں گے۔ ہر ایک کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ بد باطن اور نیک باطن کو خوب جانتا ہے۔ وان یك کاذبا فعلیہ کذبہ اور اگر بقول آپ کے میں خراب اندرون ہوں اور کعبہ کو چھوڑ کر بتخانہ کو جا رہا ہوں تو وہ عالم الغیب ہے آپ سے بہتر مجھے جانتا ہوگا۔ لیکن اگر حال ایسا نہیں ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ روز مطالبہ اس بدظنی کا کیا جواب دیں گے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ ولا تقف ما لیس لك بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنہ مسئولا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(۲۲ دسمبر ۱۸۹۴ء)

(نوٹ) اس مکتوب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کے خط کا اسلوب کیا ہوگا مگر حضرت اقدس نے جس حوصلہ اور ہضم نفس سے اس کو پڑھا اور جواب دیا ہے وہ آپ کے اخلاق فاضلہ کی رفعت و عظمت کا مظہر ہے۔ اور آپ کو اپنی ماموریت پر کامل بصیرۃ کے ساتھ یقین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ و کردار کے متعدد پہلو اس مکتوب کے آئینہ میں نظر آتے ہیں۔ یہ یقین اور بصیرۃ کسی شخص کو میسر نہیں آسکتی جب تک وہ خدا تعالیٰ کی متواتر وحی سے تسلی نہ پاتا ہو۔ (عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر (۲)

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ۔ بعد سلام مسنون۔ آں مخدوم کا دوبارہ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کو اگرچہ بباعث علالت طبع طاقت تحریر جواب نہیں۔ لیکن آں مخدوم کی تاکید دوبارہ کی وجہ سے کچھ بطور اجمال عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔

(۲) تجدید کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کم یا زیادہ کیا جائے۔ اس کا نام تو نسخ ہے۔ بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے اور طرح طرح کے زوائد ان کے ساتھ لگ گئے ہیں یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آگئی ہے یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طریق اور قواعد محفوظ نہیں رہے ان کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ یعنی عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ دل مر جاتے ہیں اور محبت الٰہیہ دلوں سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور ذوق اور شوق اور حضور اور خضوع نماز و دعا میں نہیں رہتا اور اکثر لوگ دہریہ یا بدنیا ہو جاتے ہیں اور علماء میں نفسانیت اور فقراء میں عجب اور پست ہمتی اور انواع و اقسام کی بدعات پیدا ہو جاتی ہیں تو ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ صاحب قوت قدسیہ کو پیدا کرتا ہے اور وہ حجۃ اللہ ہوتا ہے اور بہتوں کے دلوں کو خدا کی طرف کھینچتا ہے اور بہتوں پر اتمام حجت کرتا ہے یہ وسوسہ بالکل نکما ہے کہ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں پھر مجدد کی کیا ضرورت ہے یہ انہی لوگوں کے خیالات ہیں جنہوں نے کبھی غمخواری سے اپنے ایمان کی طرف نظر نہیں کی۔ اپنی حالت اسلامیہ کو نہیں جانچا اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا بلکہ اتفاقاً مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے اور پھر رسم و عادات کے طور پر لا الٰہ الا اللہ کہتے رہے۔ حقیقی یقین اور ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا قرآن شریف تو اس وقت بھی ہوگا جب قیامت آئے گی مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہوں گے کہ جو کہ قرآن شریف کو سمجھتے تھے اور اپنی قوت قدسی سے مستعدین پر اس کا اثر ڈالتے تھے لا یمسہ الا المطھرون۔ پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے۔ قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب ہے جب تک یہ دونوں نمایاں انوار ایمانی ظاہر نہیں ہوتے تب تک

انسان خدا تک نہیں پہنچتا۔ فتدبروا وتفکروا۔

(۳) اس کا جواب جواب دوم میں آگیا۔

(۴) اول قرآن شریف مجدد کی ضرورت بتلاتا ہے جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یحی الارض بعد موتھا۔ وقال اللہ تعالیٰ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور ایسا ہی حدیث نبوی بھی مجدد کی ضرورت بتلاتی ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد اور اجماع سنت وجماعت بھی اسپر ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگرداں ہوسکتا ہے اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر مجدد شریعت موسوی تھے اور یہ امت خیر الامم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشہ خاطر عاطر سے فراموش کردے اور باوجود صدہا خرابیوں کے کہ جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہوگئی ہیں اور اسلام پر بیرونی حملے ہو رہے ہیں۔ نظر اٹھا کر نہ دیکھے جو کچھ آج کل اسلام کی حالت خفیف ہو رہی ہے۔ کسی عاقل پر مخفی نہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں پرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے۔ ٹھیک ٹھیک دو بجا لاتے ہیں۔ کہاں ہیں اور کدھر ہیں۔ ہر ایک صدی میں کوئی نامی مجدد پیدا ہونا ضروری نہیں نامی گرامی مجدد صرف اسی صدی کے لئے پیدا ہوتا ہے کہ جس میں سخت ضلالت پھیلتی ہے جیسے آجکل ہے۔

(۵) پانچواں سوال میں آپ کا سمجھا نہیں۔ مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا۔

(۶) حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں ان سے افضل

نہیں ہوں۔ اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً لنعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔ سو یہ عاجز مجدد صاحب کا پیرو نہیں ہے بلکہ براہ راست اپنے نبی کریم کا پیرو ہے اور جیسا سمجھا گیا ہے۔ بدل یقین سمجھتا ہے کہ ان سے اور ایسا ہی ان بہتوں سے کہ جو گزر چکے ہیں افضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۷) خدا تعالیٰ کے کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے مجھ کو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور نیز دوسرے ایسے لفظوں سے جن کے سننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر

اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ
قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ اَجْمَعِیْنَ

یہ بخوبی کھول دی ہے کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی تمام روئے زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے پس سوال ہفتم کے جواب میں اسی قدر کافی ہے۔

(۸) اس ناکارہ کے والد مرحوم کا نام غلام مرتضیٰ تھا جو حکیم حاذق تھے اور دنیوی وضع پر اس ملک کے گرد و نواح میں مشہور بھی تھے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(۳۰ دسمبر ۱۸۸۲ء)

(نوٹ) اس مکتوب سے واضح ہوتا ہے کہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۲ء کو جو مکتوب حضرت نے لکھا تھا اور جس میں اپنی ماموریت کا اعلان فرمایا تھا اس پر حاجی صاحب نے آٹھ سوال کئے اور آپ نے ان کے جوابات دیئے۔ اور ماموریت کا قوت

دلیری سے اپنے مقام رفیع کا اظہار فرمایا۔ حضرت اقدس نے اس امر کی
طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں مجھے ایسے لفظوں
سے بھی یاد فرمایا ہے کہ جن کی ہر شخص کو سننے اور سمجھنے کی برداشت نہیں
ہوتی۔ یہ وہی مقام ہے جس کو مقام نبوۃ کہتے ہیں۔ بہرحال اس مبوط
مکتوب کے بعد حاجی صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کو
ذیل میں درج کر دیتا ہوں جس میں انھوں نے اپنے اعتراضات کو
واپس لیکر اظہار معذرت کیا۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ التائب من
الذنب کمالا ذنب۔ (عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر ۳

مخدومی مکرمی اخویم حاجی محمد ولی اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ کا جواب بھیجا گیا تھا مگر آج تک انتظار
رہا کہ آپ کی طرف سے کوئی جواب آوے تا پورا انشاء خط سابق میں کا ظاہر کیا جاوے
آخر جواب سے نا امید ہو کر خود اپنی طرف سے تحریک کی جاتی ہے کہ آنمخدوم کے خط سابق
میں اسقدر حرارت اور تلخی بھری ہوئی تھی اور ایسے الفاظ درشت اور نا ملائم
تھے جن سے بداہت یہ بو آتی تھی کہ آں مکرم کی بدظنی غایت درجہ کے فساد اور
خرابی تک پہونچ گئی ہے اگر کتاب کی خرید و فروخت کا تعلق نہ ہوتا تو ہرگز
امید نہ تھی کہ آپ کے قلم سے ایسے الفاظ نکلتے پس اس سے ثابت ہوا کہ ایسے
منحوس تعلق نے آپ جیسے بزرگ کی طبیعت کو آشفتہ کیا اور ابھی معلوم نہیں
کہ آشفتگی اور پریشان باطنی کہاں تک منجر ہو۔ اور اس عاجز کا حال یہ ہے کہ یہ
تمام کاروبار بجز ذات باری عز اسمہ کسی کے بھروسہ پر نہیں۔ پس اسی صورت میں

قرین مصلحت ہے کہ فسخ بیع اور استرداد قیمت مرسلہ سے آپ کی طبیعت کو ٹھنڈا اور
آرام پہونچایا جاوے کیونکہ اس تمام اشتعال کا بجز اس کے اور کوئی موجب نظر
نہیں آتا کہ چند درہم کی جدائی نے جو بہرصورت جدا ہونے والے ہیں آپ کی طبیعت کو
تردد و تاسف و پریشانی و حیرت میں ڈال دیا ہے تو اسی نظر سے یہ خط بھیجا جاتا
ہے کہ اگر ان سخت اور نالایق الفاظ کا موجب یہی ہے جو میں نے سمجھا ہے تو آپ
مجھ کو قیمت کے لئے اطلاع دیں تاکہ آپ کی قیمت مرسلہ واپس کر کے وہ علاج
کرو یا جائے جس سے کف لسانی کی سعادت جو شعار مومنین ہے آپ کو حاصل ہو
اگر آپ رسالہ سرمہ چشم آریہ دیکھتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس عاجز نے پہلے
ہی اشتہار دے دیا ہے کہ اگر کوئی توقف طبع براہین پر ناراض ہو اور اپنی
قیمت واپس لینا چاہے تو وہ اطلاع دے تو ویسے سب خریداروں کی قیمت
واپس ہوگی۔

آپ پر واضح رہے کہ جو لوگ بدظنی کرتے ہیں اور منہ سے گندی باتیں نکالتے
ہیں وہ ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ وہ آپ ہی بدظن ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ
کے مصداق ٹھیر جاتے ہیں۔ یہ کاروبار سب جناب الٰہی کی طرف سے ہے اور وہی اسکو
بخیر و خوبی پورا کرے گا۔ اگر تمام بنی آدم ایسا ہی خیال دل میں پیدا کریں جیسا کہ
آج کل آپ کا ہے تو تب بھی ایک ذرہ ہم کو ضرر نہیں پہونچا سکتا۔ ہمارا وہ مربی
کریم ہے جس نے تاریکی کے زمانہ میں مامور کیا وہ ہمارے ساتھ ہے اور وہی کافی ہے
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ (۴ فروری ۱۸۸۵ء)

(نوٹ) یہ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس یقین اور بصیرت
کا مظہر ہے جو آپ کو اپنی ماموریت اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت پر تھی
اور آپ ایک کامل یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ آپ کی مخالفت کرنے والے
خائب و خاسر ہوں گے۔ اور فتح و ظفر کی کلید آپ ہی کے حوالہ کی گئی ہے۔

یہ مکتوب آج سے ۶۵ برس پہلے کا ہے۔ براہین احمدیہ کے معرض التوا میں آنے کی وجہ بدظنی پھیل رہی تھی۔ لیکن آپ آنے والی کامیابیوں اور ربانی تائیدات کو دیکھ رہے تھے اس مکتوب سے آپ کے توکل علی اللہ کا بھی پتہ لگتا ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کا نام متوکل بھی رکھا۔ غرض حضرت اقدس کی سیرۃ مطہرہ کا یہ مکتوب آئینہ ہے۔

اس مکتوب میں آپ نے براہین احمدیہ کی قیمت کی واپسی کے متعلق اشتہار مندرجہ سرمۂ چشم آریہ کا بھی حوالہ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تاریخوں میں کچھ غلطی ہوئی ہو۔ مگر اس سے نفس واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس وقت یہ خط لکھ رہے تھے اس وقت آپ نے کوئی خاص دعویٰ بجز بحیثیت مجدد و مامور ہونے کے نہ کیا تھا۔ بلکہ آپ بیعت بھی نہ لیتے تھے اور لوگ التجا کرتے تھے تو آپ

لَسْتُ بِمَأْمُوْرٍ یعنی میں مامور نہیں ہوں

فرما دیا کرتے تھے۔

بہرحال حاجی صاحب سے یہ خط و کتابت ہوئی اور حاجی صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں ۲۲ جنوری ۱۸۸۸ء کو ایک مکتوب لکھا۔ جس میں انہوں نے اظہار ندامت کیا۔ ان خطوط کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب نے اولاً حضرت اقدس کو ایک خط ایسے طور پر لکھا جس میں آپ کے بعض مضامین کو غلط فہمی سے نیچریت کا نتیجہ سمجھا جب حضرت اقدس نے اپنے مقام اور دعویٰ کی صراحت فرمائی تو حاجی صاحب پر انکشاف حقیقت ہوا۔ مگر بعد میں انہیں پھر براہین کے توقف پر اعتراض ہوا تو حضرت اقدس نے یہ جواب دیا۔

حاجی صاحب کے مکتوب مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۸ء کو بھی میں یہاں درج کر دینا ضروری سمجھا ہوں (عرفانی کبیر)

مکتوب منجانب حاجی محمد ولی اللہ صاحب

اللہ اکبر

بخدمت بابرکت مرزا صاحب مجمع فضائل و کمالات دینی و دنیوی دام مجدکم۔

پس از ادائے لوازم کرمت و احترام گزارش آنکہ یہ عاجز گنہگار معافی چاہتا ہے۔ جو سابقاً نیاز نامہ جات ارسال کئے تھے اور اس میں آپ کو متعلد سید احمد نیچری کا تحریر کیا تھا۔ یا کوئی اور لفظ خلاف ادب تحریر ہوگیا ہو یا آپ کے غائبانہ کوئی لفظ برخلاف ذات شریف اور منشاء شریف کے زبان پر گزر گیا ہو۔ کیونکہ وہ وقت نادانی اور ناواقفی اصل حال کا تھا۔ اس زمانہ میں جو ظلمات کا وعدہ ہے اور ہر طرف سے دیکھا جاتا ہے۔ جو فروش گندم نما۔ اول اپنی خوبیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنی دنیا طلبی دکھلاتے ہیں۔ یہ بڑی احتیاط کا زمانہ ہے۔ اگر احتیاط نہ کرے تو سلامتی ایمان کی ناممکن ہے۔

اشتہارات اور آوازہ تصنیفات سید احمد کے دیکھ سن کر میں نے ایک دوست کو مشورہ دیا تھا کہ تصنیفات اوس کی منگا لینی چاہئیں تاکہ دیکھ کر اصل بات سے واقفیت پیدا ہوگی۔ چنانچہ اس نے اپنا روپیہ صرف کیا جب ان کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ جانب دین سے بالکل پردہ ڈالتے ہیں اور ظلمت کو زیادہ کرتے ہیں اور جیفۂ دنیا کی طرف زور سے پکڑ کر زنجیر سنگین ڈال کر کھینچے لئے جاتے ہیں۔ اس واسطے بندہ کو افسوس اس مشورہ سے ہوا۔ جس دوست کو مشورہ دیا تھا۔ اس کی تعلیم اور طبیعت مستعد ہوگئی تھی۔ اس نے اس کی طرف توجہ مبذول کر لی اور اس کے مسائل پر قائم ہوگیا۔ چونکہ مومن ایک

سوراخ سے دوبارہ نیش نہیں کھاتا۔ اور چھاچھ کو بھی دودھ کی طرح گرم سمجھ کر پھونک پھونک کر نوش کرتا ہے اس واسطے آپ کے اشتہار کو بھی دیکھ کر احتیاطاً اسی قسم کا سمجھا تھا۔ اب اتفاقیہ مجھ کو دو جلدیں سوم و چہارم کتاب آپ کی دستیاب ہو گئیں۔ اور از اول سے آخر تک مطالعہ میں آ گئی ہیں۔ اور اس عاجز کو وہ ایسی برخلاف تصنیفات دیگر سے معلوم ہوئی ہیں۔ گویا زمین آسمان کا فرق ہے۔ یعنی وہ دنیا کی طرف لیجانے کا زور دیتے ہیں۔ اور آپ کی کتاب دین کی طرف لیجاتی ہے وہ خیالات جو دین اور اہل دین سابقین اولین اور متاخرین اور محققین کی جانب سے بجبر منہ پھیر دیتے ہیں اور شکوک اور توہمات دین اور قرآن شریف اور نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر شیاطین اور دجالان سے کسی کے دل میں کسی وقت پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی بڑے زور شور سے بیخ کنی کرتی ہے اور انوار اور برکات کے نزول کے سبب ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں جو مذاہب باطلہ اور اعتقادات ناحقہ نے بسبب میسر ہو جانے اور پڑھائے جانے علم منطق اور فلسفہ اور ریاضی وغیرہ کے مخالف دین متین کے عموماً رواج اور شہرت پا کر مسلمانوں کے دلوں پر اثر کر کے حقیقت دین اسلام اور قرآن شریف پر پردہ ڈال رہے ہیں اور نیچری اور عیسائی اور سماج اور دھرم سماج مقابلہ پر کھڑے ہو گئے ہیں اور مسلمانوں میں نادانی اور بے علمی اور مفقود ہونے وجود علماء راسخین کے سبب سے مخالفین کے لغویات نے زور ڈال دیا ہے۔ ضرور تھا اور لازمی تھا کہ خدا تعالیٰ کسی ایسے شخص کو واسطہ محافظت اپنے دین حق کی کرتا۔ جو مخالفین کا من کل الوجوہ مقابلہ کرتا۔ اور عام خاص کو تزلزل سے بچاتا۔ سو شکر ہے خداوند کریم رحمٰن و رحیم کا کہ ہندوستان میں آپ کی ذات کو یہ شرف دیا اور اپنے نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ایسے نازک وقت میں کہ جب ان کی دنیا میں نہیں نہ حکومت باقی ہے نہ ثروت نہ قدر و منزلت ملک پر ہر جگہ ذلیل نظر آتے ہیں۔

تقویت بخشی۔ دعا ہے اسی سے جو سب کا خالق اور عالم رب العالمین ہے کہ آپ کے الہامات کے منشا اور اثر کو جیسے اس کی مرضی ہے پورا کرے۔ ہندوستان میں اس وقت اور ملکوں سے زیادہ اس کی ضرورت تھی۔ سو شکر ہے اپنے ہندوستان میں آپ کو شرف دیا۔ جو آپ نے اپنی کتاب کے متن اور حاشیوں میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن شریف کے باب میں درج فرمایا ہے۔ اس میں کوئی مسلمان جاہل اور عالم سوائے امنّا اور صدقنا کے زبان پر نہیں لا سکتا۔ ہاں وہ زبان کھولے جسکو دین اسلام سے ظاہر و باطن میں مس نہ ہو اور شرم و حیا بھی نہ ہو۔ البتہ جن اشخاص کو حسد و تکبر غالب ہوگا وہ آپ کے الہامات اور پیشگوئیوں پر اعتراض کریں گے مگر اس عاجز کے خیال میں نہیں آتا وہ ایسا کیوں خیال کرتے ہیں یا کریں گے۔ جب گزشتہ اولیاء اللہ اور عالمان دین سے ایسے الہامات اور کشف اور کرامت سنتے دیکھتے رہے ہیں اور ہر مست مدہوش دیوانہ کے درپے واسطہ حاصل کرنے پیشگوئیوں کے پھرتے رہتے ہیں اور اس وقت کچھ لحاظ اتباع سنت ہونے یا نہ ہونے اس شخص کا نہیں کرتے بلکہ خلاف مذہب کے ایسے لوگوں پر خیال نہیں کرتے۔

جب ہم ایام گزشتہ میں جس کو سو برس نہیں گزرے جن کے دیکھنے والے اب تک موجود ہیں خاندان شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور ان کی اور سید احمد صاحب مرحوم بریلوی کو دیکھ سن چکے ہیں اور ان کی کتابوں کو معائنہ کر چکے ہیں اور اس میں اس قسم کے الہامات ان کے پڑھ چکے ہیں پھر ہم اب کسی شخص پر انکار نہ کریں جن پر اس قسم کے حالات وارد ہوں اور معلوم ہوں کیونکر ایسے شخص ہو سکتے ہیں جب عموماً اس خاندان کی افضلیت اور باکمال ہونے کے قائل ہیں یہ قائل ہو۔ خاص کسی پر منحصر نہیں۔ اہل اسلام ہندوستان کیا اہل ہنود بھی تعریف اور توصیف سے یاد کرتے ہیں اور اعتقاد اپنا جتلاتے ہیں اس عاجز سے جیسے ... باقی ہے اسی خاندان کو اپنا پیشوا گردانا ہے۔ اگرچہ بزرگان عاجز کے بھی ایسا خیال کرتے رہے

اور محبت پوری بجالاتے رہے۔ ان کی تصنیفات اور تالیفات جہاں تک ممکن ہوئی مطالعہ
کرتا رہا ہے اور جو ان کے خاندان کا آدمی مل سکا ان سے صحبت کا فیض حاصل کرتا
رہا ہے اور اقوال پسندیدہ اور افعال حمیدہ کو ذہن نشین کرکے اس زمانہ کے اشخاص
واعظ اور علماء کے اقوال افعال کے قبول کرنے کے لئے انہیں کو معیار مقرر کیا ہے۔
چونکہ آپ کی کتاب جو مطالعہ کی گئی ہے اسے ان کے طریقہ اور خیالات دینی سے
متفق پایا اس واسطے اسکو ملا اور تحسین آفرین کی صدا دل سے بلند ہوئی ہے
اور آپ کے اقوال کو معتبر تصور کرتا ہوں۔ جو زبانی مولوی عبدالقادر خلف عبداللہ
لودیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کو مولوی سید احمد صاحب نے جو دیوبند کے
قریب رہتے ہیں جو ان صالح فرمایا ان کی درخواست پر توجہ نہیں فرمائی اس سے
بھی مجھ کو آپ کی تصدیق کی تقویت ملی ہے کہ وہ لوگ بھی صاحب ظاہر و باطن ہیں
اور ان کا خاندان بھی ہندوستان میں لاثانی ہے ان پر انوار الٰہی کا اثر پایا جاتا ہے
یہ بھی ظاہر کرنا کچھ نقص نہیں معلوم ہوتا کہ میں اپنے حال پر اور اہل دین کے خیالات پر جو
بندہ کو معلوم ہوئے ہیں کہ جو عموماً حالات مخالفان زمانہ دیکھ سن کر فکر کرتے ہیں تو ایسی
وقت ایسے سوالات دل میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کے جوابات بھی اس وقت پیدا ہو جاتے
ہیں جس کو آپ نے بشرح اور مفصل طور پر اپنی کتاب میں درج فرما کر مشتہر فرمایا ہے
اس سے یہ مراد حاصل ہوتی ہے کہ ملائے اعلیٰ میں توجہ اس طرف ہے اور جس کا
انعکاس اس عالم فانی میں ہوتا ہے مگر جس قدر جس کی استعداد ہے اسی پر اثر
کرتا ہے آپ کی جیسے استعداد مخلوق فرمائی گئی آپ پر اسی قدر اثر ظاہر ہوا آپ کو
خلعت اس فخر کا پہنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت رحمانی سے روز افزوں ترقی عطا
فرما دے جو اشارات اور بشارات آپ پر نازل ہوئے ہیں ان سب کو اعلان فرما دے
آمین ثم آمین۔

یہ کتاب ایسی اس زمانہ میں ہے جس کی ہر جگہ رائج ہونے کی ضرورت ہے۔

آپ کی تجویز پر سوائے احسنت کے اور کچھ زائد کرنا مناسب نہیں ہے مگر دست بستہ نیک
نیتی سے عرض کرتا ہوں امید ہے کہ باوجود اس قدر بلند منزلت کے ناگوار نہ ہوگا
اس وقت تعداد قیمت ادنیٰ بھی حالات مسلمانوں پر گراں ہے اور تابع رواج اور
اشتہار کے ہو رہی ہے اکثر غریب مسکین آدمیوں کو شوق دین کا ہوتا ہے متمول
آدمیوں کو تو اپنے اشتغال سے فرصت ہی نہیں ہوتی کہ توجہ دیا سے دین کی طرف کریں
اس واسطے کم استطاعت آدمی قیمت سن کر خاموش رہ جاتے ہیں اپنی قدر و منزلت
سے زیادہ سمجھتے ہیں جب آپ نے کل اوقات اور جائداد اس کار خیر میں مستغرق کر دیا
ہے اور آپ کا درجہ اعلیٰ ملائے اعلیٰ میں ہے اس وقت اس فیضان عام کو کیوں
محدود کیا گیا ہے استمداد منعم حقیقی پر ہی کیوں تعلق چھوڑا نہیں گیا
اب یہ عاجز اپنا حال عرض کرتا ہے کہ ابتداء سے عاجز کو مطالعہ کتاب کا خصوص
دینی اور تواریخ کا اس قدر خیال ہے جب کتاب دستیاب ہو کسی وقت صبر نہیں آتا۔
جب تک اول سے آخر تک مطالعہ نہ کر لیا جاوے اور در باب خرید کتب ہائے کے شوق
نہیں معلوم ہوتا بلکہ روک ہو جاتی ہے کبھی اپنے ذہن میں مالیخولیا اس کو قرار دیتا ہوں
اور کبھی بخل۔ مگر یہ عادت بدلتی نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ایام شباب میں جب ایک
دفعہ کسی کتاب کو مطالعہ کر لیا یا کوئی واقعہ سن لیا یا سامنے گزر گیا جس وقت بروقت
خیال کیا جاتا تھا سہو نہیں ہوتا تھا اور دوسری دفعہ کسی کتاب کو مطالعہ کرنے سے
طبیعت نفرت کر جاتی تھی اب ذرا زیادہ غور سے یاد آتا ہے
جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ باعث بخل کے ہو تو دعا فرماویں کہ
خدا تعالیٰ نجات بخشے۔
حسب حال اپنی درخواست کرتا ہوں کہ یہ کتاب بندۂ عاجز کو آپ محض خدا کے
واسطے عطا فرما دیں اگر خدا کی مرضی ہے۔ کیونکہ بندہ کا کچھ اختیار نہیں
عاجز حسبۃً للہ نہ بلحاظ قیمت محض بنظر حصول خوشنودی وہ خداوند تعالیٰ کے

لئے بلا ارسال خدمت کرے گا۔ اگر آپ کتاب عطا فرمائی ہو جس قدر اب تک طبع ہو چکی ہے تو ۲۷؍ جنوری سے پہلے عطا فرمائی جاوے کیونکہ بندہ اس درمیان میں غیر حاضر اپنے مقام سے رہے گا اپنے وطن قصبہ سرادہ چوکی کھرکھودہ ضلع رہتک میں جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر بعد تاریخ مندرجہ بالا عنایت کرنے ہو تو ۵؍ فروری تک مقام مندرجہ بالا میں ارسال کرنی چاہیے۔ اور پھر کہور تعلقہ میں بھیجنی مناسب ہے۔ اگر وطن میں پہونچ جاوے گی۔ امید ہے وہاں دیکھ کر اور بہت خواہشمند ہوں اور خیالات جو اس عاجز گنہگار کے دل میں واسطے دین کے متکلم ہوتے تھے ان میں سے اکثر تو مطالعہ کتاب سے ظاہر ہو گیا کہ اس کتاب نے پوری کر دی اور امید ہے کہ اتفاق بھی جیسے ضرورت ہے اس سے پیدا ہو اور نفاق کی بیخ کنی ہو۔ مگر یہ خیال کہ عام خاص مسلمان پانچوں شرائط اسلام بجا لایا کریں یا جس میں نقص ہے اس کو پورا کریں تب ترقی ہوگی اور منجملہ اس کے ایک زکوٰۃ ہے جو باوجود فرض ہونا اس کا عام لوگوں کے خیالات سے مفقود ہو گیا ہے اس کو زور دیکر رواج دیا جاوے۔ اپنا خیال اکثر واعظوں پر ظاہر کیا گیا اور کئی مرتبہ موقع بموقع جتلایا گیا کہ مجلس اور کمیٹی مقرر کر کے کیوں اس کو جاری نہیں کرتے جس سے ایسے اخراجات دینی کے اور چندہ وغیرہ بآسانی دئے جا سکیں صاحبان امرتسر نے چرم قربانی کا تو مدارس اسلامیہ کے لئے جمع کرنا قرار دیا مگر اس طرف توجہ نہیں کی۔ جناب توجہ باطنی اگر اس پر فرما کر اور دعا اور التجا بجناب باری کر کے خلق کو توجہ دلاویں تو عام خاص اہل اسلام کو فائدہ مند ہوگا۔

اب یہ عاجز گنہگار السلام علیکم پر اس عریضہ کو ختم کر کے التجا کرتا ہے کہ اوقات عزیزہ میں یاد رکھ کر دعائے خیر بابت درستی دنیا و آخرت کے مشرف فرمائے

مرقومہ ۲۲؍ جنوری ۱۸۸۳ء روز چہار شنبہ۔ (پنجشنبہ)

عریضہ نیاز گنہگار محمد ولی اللہ از کرنولہ

مکتوب نمبر (۴)
مولوی نور محمد صاحب کے نام

(تعارفی نوٹ)

لکھوکے ضلع فیروزپور میں مولوی محمد صاحب لکھوکے والے ایک مشہور عالم خاندان کے رکن تھے انہوں نے پنجابی زبان میں بعض کتابیں احوال الآخرت وغیرہ تصنیف کی تھیں اور کچھ قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی۔ اس خاندان کے بعض افراد کو خواب بینی یا الہام کا بھی دعویٰ تھا۔ اسی خاندان کے ایک فرد مولوی نور محمد صاحب بھی تھے میں نے ان کو دیکھا ہے۔ یہ مکتوب جو میں نیچے درج کر رہا ہوں انہیں کے نام ہے میں نے جب ان کو دیکھا تو وہ سلسلہ کے خلاف ضلع گورداسپور میں دورہ کر رہے تھے اور وہ قادیان بھی آئے اور انہیں یہ معلوم تھا کہ حضرت اقدس کے ابنائے عم آپ کے مخالف ہیں۔ اس لئے انہیں بڑی امیدیں تھیں۔ میرے سامنے کا واقعہ ہے اور میں بحمد اللہ عینی شاہد ہوں وہ ایک گھوڑی پر سوار تھے مسجد مبارک کے سامنے ایک چبوترہ پر مرزا نظام الدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے ان سے اس نے دریافت کیا کہ نمبردار مرزا نظام الدین صاحب سے ملنا ہے۔ مرزا صاحب نے دریافت کیا۔ کیا کام ہے۔ میں ہی ہوں اس نے کہا کہ یہاں مرزا نے دعویٰ کیا ہے میں اس کی مخالفت کرنے آیا ہوں۔ مرزا نظام الدین صاحب نے ہنس کر کہا کہ یہ سمجھا ہوگا کہ ہم ان کے مخالف ہیں یہاں کوئی تقریر نہیں ہو سکتی روٹی کھانی ہے تو منگوا دیتا ہوں۔ ورنہ سیدھے چلے جاؤ تمہارا کچھ کام نہیں۔ اسپر وہ سیدھا بازار کے راستہ چلا گیا۔ بازار میں بھی کسی نے پوچھا نہیں۔ میں نے مرزا نظام الدین صاحب کے جواب کو نہایت نرم الفاظ میں لکھا ہے ورنہ انہوں نے تو نہایت خشونت سے اپنے محاورہ میں ان سے کلام کیا تھا۔ پس یہ وہ نور محمد صاحب ہیں۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از طرف احقر عباد عائذ باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد نامہ گرامی آں مخدوم پہنچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب و نیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے قاصر رہا اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں۔ صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کی رو سے فی الواقعہ نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کی جائے وہ تھوڑی ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اس قدر ہے کہ جس بناء پر آپ اور آپ کی ان بزرگوں نے جن کے رویا اور کشوف آپ کے زعم تمام میں قطعی اور یقینی ہیں۔ جنہیں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افترا کا الزام لگایا ہے۔ اور اپنی گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت ایں احقر یقین کر لیا ہے۔ ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید نہیں ہے اللھم اصلح امۃ محمد۔ آپ اور آپ کے بزرگوار کو بڑی وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپ کی اس بزرگوار نے دیکھی ہیں جس میں ان کی تخلیہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ یہ عاجز ایک جھوٹے پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے۔ جھوٹے کے دم کی طرف منہ ہے اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور اس پر قرآن شریف بھی رکھا ہوا ہے۔ اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپ کے اس عاجز کی بینائی میں بھی فرق دیکھا۔ ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کر کے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپ نے چھوڑ دیا۔ اور جو کچھ تمہارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن المومنین والمومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اس تاکید کو یکلخت بھول گئے۔ اور بڑے دھوکے

زبان پر لائے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ برادر آپ ناراض نہ ہو جائیں کہ یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں۔ کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے ایسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افترا کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور نیک طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین۔ نہ معلوم کہ اب آپ اور آپ کے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سن آئے جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہوئے وہی صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے۔ کیونکہ آج تک تمام معبرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رویا و کشوف میں اکثر اصول یہی ہے کہ جو امور صور حسیہ اور مثالیہ میں داخل ہوتی ہیں وہ اپنی ظاہری شکل پر قیاس نہیں کیے جاتے کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے۔ اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ عمل قوت متخیلہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے کہ یہ نہیں سانپ کے صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کی رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو۔ صرف رائی کے خبث اعتقادی سانپ کی صورت پر اس کو دیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں مستعمل ہو کر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخص رائی کی خود اپنی حالت ہوتی ہے جو خبث اور فساد کے دوسرے کی نسبت وہ رائی دیکھتا ہے۔ حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اسی کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے۔ اور شخص مرئی جو کامل صفات ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے جب وہ اپنی صورت آئینہ میں دیکھے گا تو ضرور اس کی صورت کا عکس آئینہ میں پڑے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ باعث نہایت صفائی کے اس میں انعکاس بدشکلی کا ہو گیا ہے۔ اسی جہت سے محققین علم تعبیر لکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل قیاسی

سے صفات ہو جایا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے قدیم سے تحریر ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفرہ
فجرہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بد تھا۔ انبیاء اور اولیاء کو خراب حالتوں میں دیکھا
ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے۔ اور کفر پر مرے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کی بات
ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام نے کہ جو موضع فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے
ہیں ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور اب تک بقید حیات ہیں۔ اس
عاجز کے پاس ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خراب میں
دیکھا اور لباس و وضع مکان و حالت وغیرہ امور میں نالایق باتیں مشاہدہ کیں۔ اور
مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے۔ اور ہر
چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیاری ہے۔ تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ
کے اقوال ان کو پڑھ کر سنائے۔ اور معتبر رسالے تعبیر کے کھول کر ان پر ظاہر کیا کہ اس
پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے۔ نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں
یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور
ان کا تمام انقباض دور ہوگیا۔ اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت بعد اس خواب
کے عیسائی ہوگیا۔ سو خاتمہ بری قوی علامت ہے اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا
کہ مجھ کو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی۔ اب مجھ کو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ
بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔ بغرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں
کی حالت خراب دیکھتا ہے وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے۔ اور
جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے جو کہ عباد اللہ سے
ہے۔ دوسروں کی حالت پر جن میں شخص خواب بین داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے جیسا کہ
خود صاحب درد کو ہونا چاہیے۔ پس اسی جہت سے شخص رائی کی حالت ناقصہ اس
صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت محو فی الخلق بھی بطور انعکاس دکھائی دیتی
ہے اور سادہ لوح کو دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اس میں موجود ہے اور

کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے
کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے۔ اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے۔
شخص متوجہ کے قطع نظر بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے نہ کھلنے کی وجہ سے کچھ
اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کو جو آسمان کی طرف نظر آتا ہے۔
تو آسمان بوجہ بہت دور ہونے کے اس کو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنے ہی آنکھوں کی
کبودی کے سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور دھوکہ سے نادان آدمی
یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان برنگ کبود ہے۔ حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے اور
اسی طرح نقصان توجہ بھی دھوکے لگتے ہیں جس میں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔ اب
قصہ کو مختصر کر کے گزارش کرتا ہوں جو آپ کے بزرگوار نے خواب دیکھے وہ تعبیر کی رو سے
نہایت عمدہ خواب ہیں۔ کاش آپ کے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تو دو تو
بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیئے کہ امام ابن سیرین کہتے ہیں کہ زنار کا باندھنا مستور الحال
کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے
گا اور نہ تھکے گا جب تک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے اور گاؤمیش سے قوم الیعقل و
نفس پرست مراد ہے اور اس پر سوار ہونا بشارت بہ غلبہ و فتح و ظفر ہے۔ جس سے بالآخر
سب نااہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے اور حق ظاہر ہو جائے گا اور جو اس بزرگ نے
دیکھا کہ سواری کی حالت میں وہ دم کی طرف منہ ہے۔ یہ اعراض عن الجٰہلین کی طرف اشارہ
ہے یعنی جاہلوں سے منہ پھرا ہوا ہے اور ان کی جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں سو
دم کی طرف منہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض
عن الجٰہلین پر عمل ہے۔ اور دوسری خواب پہلی خواب کی تائید میں ہے۔ ریچھ سے
مراد احمق اور سفلہ آدمی ہیں کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں۔ اور ریچھ کی کھال
پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے۔ اور ریچھ کی کھال اور اس کے اخلاق ذمیمہ کا
پردہ ہے جس پردے کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔

اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے۔ اس کی یہ تعبیر ہے کہ یہ حجت قرآنی ایسے شخصوں پر قائم ہو جائے گی۔ گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ اور حزن مراد ہے کہ جو شفقۃ علی خلق اللہ طاری حال ہے۔ چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبروں نے شخص ناموِ الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے۔ اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے۔ وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم۔

یہ تعبیر اول کشف صریح ذریعہ سے اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہنچ گئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

افسوس آپ کو ان قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہنچ گئے۔ کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صد ہا انوارِ یقینیہ قطعیہ کے سامنے کس کی پیش جا سکتی ہے

خدا تعالیٰ اس امت پر رحم کرے اور مرض خفاش سیرتی کے جو ظلمت سے پیار اور نور سے بغض رکھنے کا موجب ہوا ہے آپ دور فرما دے۔ آمین

والسلام علیٰ ارباب الصدق والدین۔ یکم مارچ ۱۸۸۴ء مطابق

۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ۔

(نوٹ) اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم تعبیر الرویا کے بعض عجیب نکات بیان فرمائے ہیں۔ اور آپ کے دشمن نے آپ کی نسبت جو خواب دیکھا ظاہر کیا جس نے مولوی نور محمد صاحب کو ٹھوکر دی علم تعبیر الرویا کے ذریعہ اس کی صحیح تعبیر پیش کی اور بتایا کہ دشمن کا یہ خواب بھی آپ کی صداقت اور ماموریت کی دلیل ہے۔ اور جہاں خود حضرت پر نازل شدہ الہامات و بشارات ظاہر آپ کی کامیابی کی قبل از وقت پیشگوئیاں ہیں دشمن کا یہ خواب بھی اس کا موید ہے۔

مکتوب نمبر (۵)

امام الدین فاتح کتاب المبین کے نام

امام الدین نام پنجاب میں ایک مصنف تھے انھوں نے اپنے نام کے ساتھ فاتح کتاب المبین کا اضافہ کیا یہ شخص اس امر کا مدعی تھا کہ نعوذ باللہ قرآن مجید نامکمل ہے جب تک اس کے ساتھ ایک ہی جلد میں بائبل کو نہ شریک کیا جائے۔

قرآن مجید کے متعلق اوقات میں مختلف فتنے اندر اور باہر سے پیدا ہوتے رہے اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر انا لہ لحافظون کے وعدہ کے موافق قرآن مجید کی صداقت اور کمال کو ظاہر فرمایا۔ عباسیوں کے زمانہ میں خلق قرآن کا بڑا خطرناک فتنہ پیدا ہوا جس نے مسلمانوں کی دینی اور عملی قوت کو ضرب لگائی پھر کبھی بعض لوگوں نے دوسرے رنگ میں عدم تکمیل کا فتنہ برپا کیا اور مجھے تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اکملت لکم دینکم پر اعتقاد رکھنے کے پھر ایسے عقیدہ تراشتے رہے لیکن یہ بھی قرآن کریم کا ایک اعجاز ہے کہ ہر زمانہ میں سدا ایسے معترضین کے جواب کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ قرآن کریم زندہ کتاب اور محفوظ صحیفہ مطہرہ ثابت ہوا۔ اس زمانہ میں بھی قرآن کریم کی شان پر اندرونی اور بیرونی حملے ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کو توڑنے کے لئے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مبعوث فرمایا۔

آریوں اور عیسائیوں سے قطع نظر خود مسلمان کہلانے والے بعض لوگوں نے بھی نادانستہ قرآن مجید پر حملے کئے۔ مثلاً وہ جو قرآن کریم پر احادیث کو قاضی اور حکم ٹھیراتے ہیں ایسا ہی بعض وہ لوگ جو قرآن سے تمسک کے مدعی ہو کر احادیث کے مقام کو گراتے ہیں اور یہ تیسرا مدعی جو بائبل کو ساتھ رکھنا ضروری سمجھتا تھا۔ یہ شخص فوت ہو چکا ہے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کی تھی اور خط و کتابت کے نام سے ایک پمفلٹ شایع کیا تھا میری لائبریری میں وہ موجود تھا اب میں مرکز سے دور ہوں۔ حیات احمد میں اس کا تذکرہ توفیق راہ ہوئی تو لکھوں گا۔ انشاءاللہ العزیز۔ یہ شخص لاہور کے جلسہ میں بھی شریک ہوا تھا۔ اور اب فوت ہو چکا ہے۔ دراز قد گندم گون تھا۔

(عرفانی کبیر)

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میری نسبت جو آں مکرم خود ستائی واستکبار یا کسی بیجا ادعا کا ظن رکھتے ہیں۔ اس ظن کی بنا صرف بے خبری و ناواقفیت پر ہے۔ بہتوں نے نبیوں کی نسبت ایسے ہی ظن کئے۔ پھر جب کسی وقت صحبت میسر ہوئی تو جس کو حق کے ساتھ مناسبت تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس کی وسوسں دور کر دیئے۔ سو اگر آپ صحبت سے دور ہیں اور ملاقات سے کارہ تو پھر اس بیماری کا کیوں کر علاج ہو۔ دعا بھی ان ہی لوگوں کے حق میں قبول ہوتی ہے کہ جو اپنے تعصب اور سوء ظن کو کچھ کم کرتے ہیں جن لوگوں کو انکار میں غایت درجہ کا غلو تھا۔ ان کو اولوالعزم رسولوں کی توجہ اور دعا بھی کچھ سود مند نہ ہوئی۔ اور جو آپ اپنے وساوس کے دور کرنے کے لئے مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں میرے گمان میں اس آرزو کی بنیاد اخلاص پر نہیں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ میری ملاقات سے بھی کارہ ہیں تو آپ کو میری ملاقات کچھ فائدہ نہیں دے گی میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ

آپ ایک رسالہ مستقلہ اپنی رائے اور خیال کی تائید میں چھپا کر میرے پاس بھیج دیں۔ مگر رسالہ ایسا ہونا چاہیے جس میں وہ سب دلائل مندرج ہوں۔ جن پر بہ تائید اپنے دعویٰ کے آپ زور دیتے ہیں۔ اس طور کی بحث سے ملک کو بہت فائدہ ہو گا۔ اور ہر ایک منصف کو رائے لگانے کا موقع مل سکتا ہے۔

آپ کی رائے میں قرآن شریف پہلی کتابوں کا اسطور سے متمم و مکمل ہے۔ جو کچھ پہلی تحریرات سے کچھ زیادہ بیان کرنا قرین مصلحت تھا صرف وہ امر زائد یا کسی قدر مفصل قرآن شریف نے بیان کر دیا ہے۔ مگر دوسری ہزار ہا صداقتیں کہ جو اچھی طرح پہلی کتابوں میں بیان ہو چکی ہیں وہ قرآن شریف میں پائی نہیں جاتیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہی ارادہ کیا ہے کہ ان کا اعادہ قرآن شریف میں ضروری نہیں۔ ان کے لئے پہلی کتابوں کی تلاوت لازم پکڑنی چاہیئے ورنہ ایمان اور عمل اور علم ناقص رہے گا۔ اب ایک دانشمند سوچ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ تھا۔ اور قرآن شریف درحقیقت ایک ناقص کتاب ہے اور اس کی تکمیل اس تمام مجموعہ کتب پر موقوف تھی۔ جو حضرت آدم سے لیکر تمام متفرق قوموں کے نبیوں پر نازل ہوتے رہے ہیں تو چاہیئے تھا کہ خدا تعالیٰ وہ تمام کتابیں روئے زمین کے مسلمانوں کے لئے میسر کر دیتا۔ یا قرآن شریف میں ان کے نام بتلا دیتا۔ مگر اس نے تو بجز حضرت موسیٰ کی کتاب توریت اور حضرت داؤد کی کتاب زبور اور صحف ابراہیم اور انجیل کے اور کسی کتاب کا نام بھی نہیں بتلایا۔ اور جن کتابوں کا نام بتلایا اس کے ساتھ یہ دل توڑنے والی خبر دے دی کہ وہ تمام کتابیں محرف اور مبدل ہیں۔

غرض آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو اول وہ دنیا کی تمام کتابیں جمع کر کے دکھا دیں۔ جن کے شمول و الحاق پر قرآن شریف کی تکمیل موقوف ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو قرآن شریف ناقص رہ جاتا ہے۔ میری دانست میں آپ نے ایک ایسا فضول اور بے بنیاد دعویٰ اپنے ذمہ لے لیا ہے جس کا ثبوت آپ کے لئے محال اور ممتنع ہے

بینات قرآنی سے آپ کیوں کرہا گتے ہیں۔ کیا کبھی قرآن شریف کی تلاوت کا
بھی اتفاق نہیں ہوا۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے یتلوا علیہم صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمہ۔
سو جس حالت میں اللہ جل شانہٗ آپ فرماتا ہے کہ تمام پاک صداقتیں جو پہلی کتابوں
میں تھیں اس کتاب میں درج ہیں تو آپ ایسی جامع کتاب کو کیوں نظر تحقیر
سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے لئے یہ طریقہ بہتر ہے کہ چند پاک صداقتیں کسی پہلی کتاب کی
جو آپ کے گمان میں قرآن شریف میں نہیں پائی جاتیں اس عاجز کے سامنے پیش
کریں۔ پھر اگر یہ عاجز قرآن شریف وہ صداقتیں دکھانے میں قاصر رہا تو آپ کا دعویٰ
خود ثابت ہو جائے گا کہ ایسی ضروری اور پاک صداقتیں قرآن شریف میں نہ پائی گئیں
ورنہ آپ کو اس غایت درجہ کی بے ادبی سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اور جس کتاب کا نام
جامع الکتاب اور نور مبین رکھا ہے۔ آپ اس کتاب کو ناقص ٹھیراتے ہیں۔ آپ کو
اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ خود یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے اقرار سے ثابت
ہے کہ پہلی کتابیں جو دنیا کے لوگوں پر نازل ہوئی تھیں کچھ تو انھیں سے تباہ و
نابود ہو گئیں اور کچھ تحریف کی گئیں اور کچھ ناقص رہ گئیں اور اب بہ صحت و کاملیت
و جامعیت دستیاب ہونا ان کتابوں کا محال ہے۔ پس آپ قرآن شریف کی کاملیت
کو محال پر موقوف رکھ کر ایک زہرناک فتنہ لوگوں میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ آپ کے لئے
ممکن نہ ہو گا۔ اور عنقریب آپ کو ندامت کے ساتھ اس مفسدانہ اعتقاد سے رجوع
کرنا پڑے گا۔ زیادہ کیا لکھوں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

۲۸ اپریل ۱۸۸۳ء

(نوٹ) اس مکتوب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے لیے
آپ کو کس قدر غیرت اور قرآن مجید کی تعلیم پر اسقدر بصیرۃ اور معرفت
حاصل ہے کہ ہر مخالف کو قرآن مجید ہی سے اس کے کمالات دکھانے کا

دعویٰ کرتے ہیں اور اس مقابلہ میں کوئی شخص آپ کے سامنے نہیں آتا۔
(عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر (۶)

مولوی سلطان محمود صاحب کے نام

(تعارفی نوٹ)

مولوی سلطان محمود صاحب ایک مشہور سجادہ نشین تھے اس مکتوب میں
آپ نے اپنے دعویٰ تجدید کی حقیقت اور اپنے نام مسیح موعود اور مہدی
معہود کے راز کو بیان فرمایا ہے اس مکتوب کے آخر میں اپنی مہر بھی
لگائی ہے اور مہر کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ایک وحی
ہے آپ نے بعض اور مواہیر بھی تیار کی تھیں اور ان میں بھی الہامات
ہی درج تھے۔ اپنے نام غلام احمد کی مہر میں نے نہیں دیکھی۔ یہ انگوٹھیاں
مختلف اوقات میں تیار ہوئیں۔ الیس اللہ بکاف عبدہ کی انگوٹھی
حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم آپ کے والد کی وفات کے بعد تیار
ہوئی تھی کیونکہ یہ الہام وفات سے معاً بعد ہوا تھا جو ایک عظیم الشان
پیشگوئی پر مشتمل تھا جس کا ظہور آپ کی بعد کی زندگی میں ہوا اور اللہ تعالیٰ
نے آپ کی تمام ضروریات کا خارق عادت طور پر تکفل فرمایا۔ غرض یہ
مکتوب پنجاب کے ایک مشہور سجادہ نشین کی طرف ہے اور چونکہ حضرت
حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہٗ
اس خاندان سے ذاتی تعلقات رکھتے تھے آپ نے بھی اس پر چند

سطریں تحریر کردیں۔

(عرفانی کبیر)

شعبان ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد۔ بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اس بات سے اطلاع دوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس صدی چہاردہم کے سر پر اس قسم کی تجدید کے لئے بھیجا ہے کہ تا کہ وہ فتنہ عیسائیت جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت نہایت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے۔ اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے کیلئے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدایت پر قائم کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ پر فرو ہو اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو۔ وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان ایمان کے مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھیں اور وہ اس لئے بھیجا ہے تا دوبارہ ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکے وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ۔ خدا نے چودھویں صدی کو اس کے لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودھویں رات میں ہوتا ہے اور چودھویں رات کے دونوں طرف انحطاط ہے۔ اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا۔ اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھے گا

اگر وہ فراست رکھتا ہو گا تو اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ نہ کسی تکلف اور [illegible] بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ نے چاہا ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے پھر جس کی خدمت کسر صلیب ہے اس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہو سکتا اور جو قوم کے مردہ قالب میں دوبارہ ہدایت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام بلحاظ حالات موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مہدی اور مسیح ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالات موجودہ خواقضا مجھ کو یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتیں تو میں جھوٹا ہوں اور اگر کرتی ہیں تو ہر ایک متقی اور خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جائے اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کی طرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہو گا۔ میری نصرت میں لگ جائیں۔ ہر ایک روح جو تعصب اور پندار اور خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کرے گی تو خدا تعالیٰ میری سچائی کی گواہی اس کو دے گا۔ سو اے عزیز! خدا سے خوف کر کے اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی باز پرس ہو گی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ جنہوں نے خدا کے مسیح کو پا کر سر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا۔ یہ میری طرف سے تبلیغ ہے اور ان تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے۔ جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ پر حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم المامور من الرب القدیر میرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

[illegible] حضرت [illegible] جو اپنے [illegible]

چاہتا اور نہ کسی [illegible] کے ساتھ اس ناپائیدار دنیا سے سفر کرنا چاہتا ہے

اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ موقع دیا ہے کہ اپنی معرفت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے۔ کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق و معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کھاوے اور اس سعادت سے عمداً محروم نہ رہے جس کے لئے آسمان سے دروازے کھولے گئے ہیں فقط

ذیل میں عبارت الہامی مہر حضرت صاحب اذکر نعمتی التی انعمت علیک وفرمت بیدی رحمتی وقدرتی لك۔

ذیل میں عبارت حضرت مولوی نورالدین صاحب کی جو حضرت صاحب کے حکم سے مراسلہ کے نیچے لکھی گئی۔ کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ صاحب مکتوب الیہ کی مولوی صاحب سے سابقہ معرفت ہے۔ اس لئے حضرت صاحب نے مناسب خیال فرما کر مولوی صاحب کی طرف سے تھوڑا سا مضمون لکھوا دیا۔

اور وہ یہ ہے:۔

خاکسار نورالدین گرامی خدمت قاضی صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گزارش پرداز۔ سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ پس با متثال امر خاتم النبیین رسول رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین کے دو دل سے عرض ہے کہ جناب امام زمان علیہ الرضوان کے ارشاد کو دنیا کی بے ثباتی پر نظر کر کے غور سے پڑھیں اور بجائے اس کے کہ آپ گزشتہ بزرگان کے قبور پر توجہ کریں زندہ امام کے انصار اللہ میں اپنے آپ کو منسلک کر دیں سارے کمالات اور الٰہی رضامندی اطاعت میں ہے۔ اور بس

(نورالدین)

مکتوب نمبر (۷)

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام

(تعارفی نوٹ)

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام سلسلہ کی تاریخ اعدا میں نمایاں ہے۔ یہ صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور کے باشندے تھے دراصل وہ ہندو خاندان پوری سے تعلق رکھتے تھے ان کے اجداد میں ایک شخص مسلمان ہو گیا مولوی محمد حسین اپنے علم و فضل کے لحاظ سے اپنے معاصرین میں ممتاز تھے اور شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ پنجاب میں فرقہ اہلحدیث کے اپنے زمانہ اول میں سردار تھے اور رسالہ اشاعۃ السنہ کے موسس و ایڈیٹر تھے ان کے والد شیخ رحیم بخش صاحب کو حضرت اقدس کے خاندان سے تعلقات نیازمندی حاصل تھے۔ اور اس خاندان کی ریاست و وجاہت سے مستفید ہوتے رہتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے براہین احمدیہ پر نہایت شاندار ریویو لکھا اور حضرت اقدس سے ان کو اسقدر ارادت تھی کہ اپنے ہاتھ سے وضو کراتا اور آپ کی جوتیاں سامنے رکھنا فخر سمجھتے تھے۔ مگر آپ کے دعویٰ مسیح موعود پر مولوی صاحب نے علم مخالفت بلند کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں نے ہی اسے اونچا کیا اور میں ہی گرا دوں گا۔ ادھر خدا کی وحی نے بشارت

دی گرائی تحقیق من اراد اہانتک آخر مولوی محمد حسین صاحب کا جو
انجام ہوا۔ وہ تاریخ سلسلہ کا ایک خاص باب ہے۔ حضرت اقدس کی مخالفت
میں کیا کیا پاپڑ بیلے مگر ہر مرحلہ پر شکست کھائی کفر کا فتویٰ تیار کر یا جھوٹے
مقدمات میں گواہیاں دیں۔ خود ایک مقدمہ چلایا لیکن ہوا وہی جو خدا
تعالیٰ نے پہلے سے بتا دیا تھا۔ عرفانی کبیر ۱۸۹۱ء سے اس کے
حالات سے بے تکلف واقف ہے اور اس نے اس کے عروج اور زوال
کے زمانوں میں بچشم خود دیکھا ہے۔ میں نے مولوی صاحب کے نام
کے کچھ خطوط مکتوب کی جلد چہارم میں شائع کئے تھے یہ خط میں اس وقت
شائع نہ کر سکا۔ اس مکتوب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی
محمد حسین صاحب شروع میں ہی مبتلائے مرض ہو چکے تھے اور ان کو
شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے امر واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک قسم کی
ڈکٹیٹری چاہتے تھے فی الحقیقت وہ شکوک و شبہات میں مبتلا نہ
تھا۔ وہ براہین احمدیہ کی طبع و اشاعت کے متعلق اپنے اختیارات
حاکمانہ رکھنا چاہتے تھے اور براہین کی تالیف و اشاعت کلیۃً حضرت
رب کریم کے منشاء کے تحت تھی۔ حضرت اقدس کی اپنی ذات کو تدبیر اور
انتظام میں کوئی دخل نہ تھا گو عملاً اور ظاہراً آپ کر رہے تھے مولوی
محمد حسین صاحب نے نخوت و تکبر کے نشہ سے بے خود ہو کر اعتراض شروع
کیا کہ کتاب کی اشاعت میں توقف کیوں ہے جو رقم آئی ہے اس کا حساب
کیا ہے حضرت اقدس نے بکمال رفق و ملائمت کے سمجھانا چاہا۔ مگر خوئے
بدرا بہانہ بسیار آخر وہ بیج عداوت اور مخالفت کا جو بویا گیا تھا۔ اس کا
ثمار دار درخت مسیح موعود کے دعویٰ کے بعد … کیا اور اسی میں جو شخص
خود الجھ کر ختم ہو گیا اور آج … ی

اور جس کی مخالفت میں اس نے بڑے بڑے دعوے کئے تھے اور اس کے
سلسلہ کا نام و نشان مٹا دینے کا متمنی تھا۔ وہ سلسلہ آج اکناف عالم میں پھیل
چکا ہے اور اس کلمہ طیبہ کے درخت کی شاخیں آسمان تک جا چکی ہیں اور
اس کے تازہ … ثمرات سے دنیا حیات نو پا رہی ہے۔ اللّٰھم صل
علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ۲۸ ستمبر ۱۸۸۳ء کو آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ واضح رہے کہ اس عاجز کے
قلم سے کوئی کلمہ رنج یا خفگی کا آپ کی نسبت نہیں نکلا۔ بلکہ میں ممنون ہوں کہ آپ بغیر اس کے
اصل حال سے واقف ہوتے میرے خیر خواہ ہوں اور خیر اندیشوں اور نیک خیالوں میں
رہے۔ سو میرے لئے آپ کا شکر کرنے کے لئے یہی کافی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں
کہ آپ میں سچی محبت رہی ہے اور میرا دل شہادت دیتا ہے کہ فقط ایک سچی محبت کے
جوش سے آپ قلم و زبان سے میری … دائیوں کی نصرت میں لگے رہے ہیں۔ سو رنج
و خفگی کا کوئی محل نہیں تاہم … نے آپ پر ایک واقعی حال اظہار کیا۔ اور پھر وہ سب
واقعی عذرات آپ کی نظر میں مستحق نہ ہوئے تو بقول شخصے کہ طاقت مہمان نداشت خانہ خالی
گذاشتم۔ چند الفاظ … ترک نزاع کے سلسلے میں نے استعمال کئے شاید انہیں الفاظ
کو آپ نے کلمہ رنج و خفگی سمجھا ہوگا۔ مگر حاشا و کلا میرا … ہرگز نہیں ہے جو آپ نے سمجھا ہے
پھر باد … آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آئندہ خرابات کی کمی … تخفیف کی لکھ
میں آپ ہی ہوں مگر … میرے حد امکان سے باہر ہے اسی قصور کا
خود معترف ہوں کہ جو کچھ آپ کی تہمت … یا وہ خرچ ہوتا رہا ہے مگر یہ بات کہ خدا تعالیٰ

کے نزدیک میرے وہ معارف کس رنگ میں ہیں اور نکتہ چینوں کی نظر میں کس رنگ میں۔ اس میں بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ گزری ہوئی بات کو طول دینا کچھ فائدہ نہیں اور میری رائے ناقص میں آپ کا اس فکر میں پڑنا مالایعنی ہے۔

آں مخدوم سے شرعی یا عرفی طور پر کچھ مواخذہ یا مطالبہ نہیں لاتزر وازرۃ وزر اخری
میں نے سرمہ چشم آریہ کے پہلے صفحہ پر ہی اشتہار دے دیا ہے کہ جو شخص خرید کتاب سے ناراض ہو وہ فسخ بیع کر سکتا ہے۔ ایسے خطوط جب پہنچیں گے تو میں کوشش کروں گا کہ جلد تر کتابیں واپس لیجائیں اور ان کا روپیہ مسترد کیا جائے۔ سو وہ اشتہار اطلاع عام کے لئے کافی ہے۔ میں آپ پر مکرر ظاہر کرتا ہوں کہ میں آپ پر ہرگز ناراض نہیں لیکن اگر آپ خواہ نخواہ بات کو طول دیں تو میری طرف سے ناراض ہونا بے محل بھی نہیں۔ میں بشر ہوں اور بشریت کے صفات اور لوازم سے نبی بھی الگ نہیں رہ سکتے جو شخص ان کے دل کو خوش کرے اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص ان کے دل کو خواہ مخواہ آزار پہنچاوے اس سے وہ خوش نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بشر ہیں۔ آپ کے سامنے قرآن وحدیث سے اس کے نظائر پیش کرنا حاجت نہیں

آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گویا مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ وہ لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے آپ میرے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو دیکھ لیں اس میں "وہ" کا لفظ نہیں بلکہ ایک کا لفظ ہے۔ اور یہ آپ کا قول کہ ایسی پیشگوئی سے بجائے نفع اسلام کو کمال نقصان پہنچے گا میری دانست میں یہ کہنا اس کا حق ہے کہ پیشگوئیوں کا مقابلہ کر کے دکھلاوے۔ میرے رسالہ سراج منیر اور اس کے تمام پیشگوئیوں کی بنا اسی پر ہے کہ اگر کوئی مخالف کسی پیشگوئی کا انکار کرے تو ایسی پیشگوئی پیش کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سراج منیر میں اسی طور پر پیشگوئیاں ہیں تو میری رائے ہے کہ سراج منیر کا طبع کرانا موقوف رکھا جائے کیونکہ ایسی کتاب سے مسلمانوں کا کمال ہتک ہوگا۔ اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ بیشک سراج منیر میں سب سے بڑھ کر یہی پیشگوئی ہے مگر دوسرا فقرہ آپ کا کہ ایسی

پیشگوئیوں سے مسلمانوں کا کمال ہتک ہوگا۔ فراست صحیحہ پر مبنی نہیں ہے۔ اور آپ کا یہ قول کہ مجھے صرف یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کا زیادہ ہتک نہ ہو اور ان کا مال ناحق برباد نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پیشگوئیوں کا سچائی سے ظہور میں آجانا مسلمانوں کے لئے موجب ہتک ہے تو جس قدر یہ ہتک ہو اتنا ہی تھوڑا ہے۔ ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کو آریوں نے ایک اشتہار دیا تھا کہ ہمیں اپنے پرمیشر کی طرف سے الہام ہوا کہ ہرگز بیٹا پیدا نہیں ہوگا۔ اب تک نہیں ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ہندو منجم فنان کی اطمینان کی ہوگی اور یہ اشتہار عام طور پر پنجاب اور ہندوستان میں شائع کئے تھے۔ اب آپ سوچ کر دیکھیں کہ بر طبق اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء بیٹا پیدا ہو جانا جو مصداق پیشگوئی ہے۔ یہ موجب ہتک اور ندامت آریوں اور دیگر مخالفین کا ہوا یا مسلمانوں کا اس سے ہتک ہو گیا۔ انجیل میں حضرت مسیح کی پیشگوئیاں آپ نے نہیں دیکھیں کہ بھونچال آویں گے۔ کال پڑیں گے۔ وبا پھیلے گی۔ مگر اس وقت کے سچے عیسائیوں کا اس سے کچھ ہتک نہ ہوا۔ آپ کو یاد رہے کہ مخالفین خود ملزم ہیں۔ ہر چیز کا قدر وقت سے ظاہر ہوتا ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۲ ستمبر ۱۸۸۶ء

مکتوب نمبر (۸/۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز کی طبیعت علیل ہے۔ اخویم منشی عبدالحق صاحب کو تاکید فرماویں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو معمولی گولیاں ارسال فرماویں توجہ سے کہدیں۔ افسوس کہ میری علالت طبع کے وقت آپ عیادت کے لئے بھی نہیں آئے۔ اور آپ کے استفسار کے جواب میں صرف ہاںؔ کافی سمجھتا ہوں۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد ۲؍ فروری ۹۱ء)

مکتوب نمبر (۹/۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی۔ مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ خداوند کریم خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز اس کی طرف سے مامور ہے۔ اور ایسے امور میں جہاں عوام کے فتنے کا اندیشہ ہے۔ جب تک کامل اور قطعی اور یقینی طور پر اس عاجز پر ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ہرگز زبان پر نہیں لاتا لیکن اس میں کچھ حکمت خداوند کریم کی ہوگی کہ اس نزول مسیح کے مسئلہ میں جس کو اصل اور لب اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ اور ایک مسلمان پر اس کی اصل حقیقت کھولی گئی ہے جس پر بوجہ اخوت حسن ظن بھی کرنا چاہیئے۔ آں مکرم کو مخالفانہ تحریر کے لئے

جوش دیا گیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ آپ کی اس میں نیت بخیر ہوگی۔ اور اگرچہ مجھے آپ کے استعجال کی نسبت شکایت ہو۔ اور اس کو روبرو یا غائبانہ بیان بھی کروں۔ مگر آپ کی نیت کی نسبت مجھے حسن ظن ہے۔ اور آپ کو زمانہ حال کے اکثر علماء بلکہ اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ تو بعض للّٰہی جدوجہد کے کاموں کے لحاظ سے مولوی نذیر حسین صاحب سے بھی بہتر سمجھتا ہوں۔ اور اگرچہ میں آپ سے ان باتوں کی شکایت کروں تاہم مجھے بوجہ آپ کی صفائی باطن کے آپ سے محبت ہے۔ اگر میں شناخت نہ کیا جاؤں تو میں سمجھوں گا کہ میرے لئے یہی مقدر تھا۔ مجھے فتح اور شکست سے بھی کچھ تعلق نہیں بلکہ عبودیت و اطاعت سے غرض ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس خلاف میں آپ کی نیت بخیر ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کر کے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلٰثہ کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں۔ مجھے اس سے کچھ غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں۔ کیونکہ یہ مخالفت رائے بھی حق کے لئے ہوگی۔ کل میں نے اپنے بازو پر یہ لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔ اور اس کے ساتھ مجھے الہام ہوا۔ ان معی ربی سیھدین سو میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی حجت ظاہر کر دے گا۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ مگر ضرور ہے کہ جو آپ کے لئے مقدر ہے۔ وہ سب آپ کے ہاتھ سے پورا ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو آپ نے مثل لکھی ہے۔ اشارۃ النص پایا جاتا ہے۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ موسیٰ نے کیا۔ اس قصے کو قرآن شریف میں بیان کرنے سے غرض بھی یہی ہے کہ تا آئندہ حق کے طالب معارف روحانیہ اور عجائبات مخفیہ کے کھلنے کے شائق ہیں۔ حضرت موسیٰ کی طرح جلدی نہ کریں۔ حدیث صحیح بھی

اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اب مجھے آپ کی ملاقات کے لئے صحت حاصل ہے۔ آپ اگر بٹالہ میں آجائیں تو اگرچہ میں بیمار ہوں اور دوران سر اس قدر ہے کہ نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھی جاتی۔ تاہم افتاں وخیزاں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔ بقول رنگین ؎

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگیں
اس میں کیا تیری شان جاتی ہے

ازالۃ الاوہام ابھی چھپ کر نہیں آیا۔ فتح اسلام اور توضیح المرام ارسال خدمت ہیں۔

(الراقم غلام احمد از قادیان)

مکتوب نمبر (۱۰/۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ پہنچا۔ چونکہ آں مکرم عزم پختہ کر چکے ہیں تو پھر میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس عاجز کی طبیعت بیمار ہے۔ دوران سر اور ضعف بہت ہے۔ ایسی طاقت نہیں کہ کثرت سے بات کروں جس حالت میں آں مکرم کسی طور سے اپنے ارادہ سے باز نہیں رہ سکتے اور ایسا ہی یہ عاجز اس بصیرت اور علم سے اپنے تئیں نابینا نہیں کر سکتا جو حضرت احدیت جلّ شانہٗ نے بخشا ہے۔ اس صورت میں گفت و شنید عبث ہے۔ رسالہ ابھی کسی قدر باقی ہے۔ ناقص کو میں بھیج نہیں سکتا۔ اس جگہ آنے کے لئے آں مکرم کو یہ عاجز تکلیف دینا نہیں چاہتا

مگر ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو یہ عاجز انشاء اللہ القدیر لودیانہ کے ارادہ سے بٹالہ میں پہنچیگا۔ وہاں صرف آپ کی ملاقات کرنے کا شوق ہے۔ گفتگو کی ضرورت نہیں اور یہ عاجز للہ آپ کے ان الفاظ کے استعمال سے جو مخالفانہ تحریر کی حالت میں کبھی حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ یا اپنے بھائی کی تذلیل اور بدگمانی تک نوبت پہنچاتے ہیں معاف کرتا ہے۔ واللہ علیٰ ما قلت شہید۔

چند روز کا ذکر ہے کہ پرانے کاغذات کو دیکھتے دیکھتے ایک پرچہ نکل آیا۔ جو میں نے اپنے ہاتھ سے بطور یادداشت کے لکھا تھا۔ اس میں تحریر تھا کہ یہ پرچہ ۵ر جنوری ۱۸۸۸ء کو لکھا گیا ہے۔ مضمون یہ تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی امر میں مخالفت کرکے کوئی تحریر چھپوائی ہے اور اس کی سرخی میری نسبت "کمینہ" رکھی ہے۔ معلوم نہیں اس کے کیا معنی ہیں۔ اور وہ تحریر پڑھ کر کہا ہے۔ کہ آپ کو میں نے منع کیا تھا۔ پھر آپ نے کیوں ایسا مضمون چھپوایا۔ ھٰذا ما رایت واللہ اعلم بتاویلہ۔

چونکہ حتی الوسع خواب کی تصدیق کے لئے کوشش مسنون ہے اس لئے میں آں مکرم کو منع کرتا ہوں کہ آپ اس ارادہ سے دست کش رہیں۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں۔ اور اگر صادق نہیں تو پھر ان یک کاذباً کی تہدید پیش آنے والی ہے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم ولا تدخل نفسک فیما لا تعلم حقیقتہ یا اخی وافوض امری الی اللہ [illegible] صبرک یا اخی وانا انظر الی السماء وارجو تائید اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

حضرت اخویم حبی فی سبیل اللہ مولوی حکیم نور الدین اور آں مکرم کی تحریر میں یہ عاجز جل

نہیں دینا چاہتا۔

(خاکسار غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۱۱/۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت محبی اخویم مکرم ابوسعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ یہ عاجز اپنی دانست میں ناتمام مضمون ازالۃ الاوہام کا آں مکرم کو دکھلانا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر اس عاجز کی رائے میں صرف میں بیس روز تک رسالہ ازالۃ الاوہام چھپ جائے گا۔ کچھ بہت دیر نہیں ہے۔ پھر انشاء اللہ القدیر سب سے پہلے یہ عاجز آں مکرم کی خدمت میں بھیجدے گا۔ آں مکرم کو معلوم ہوگا کہ درحقیقت ان رسالوں میں کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بلاکم و بیش یہ وہی دعویٰ ہے جس کا براہین احمدیہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے جس کی آں مکرم نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں امکانی طور پر تصدیق کر چکے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ اب پھر دوسری مرتبہ آں مکرم کو دیکھنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ کیا وہی کافی نہیں جو پہلے آں مکرم اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۷ میں تحریر فرما چکے ہیں۔ جب کہ اول سے آخر تک وہی دعویٰ وہی مضمون وہی بات ہے تو پھر آپ جیسے محقق کی نگاہ میں معلوم ہو کس قدر تعجب ہے۔

یہ عاجز رسالہ ازالۃ الاوہام میں آں مکرم کے ریویو کی بعض عبارتیں درج بھی کر چکا ہے۔ اس عاجز نے جو ۸ جنوری ۱۸۹۱ء کو خواب دیکھی تھی۔ اس کی سرخی "کمینہ" تھا۔ جس کی حقیقت ابھی معلوم نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پھر بھی میں آں مکرم کو للہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس سماوی امر میں

آپ کا دخل دینا مناسب نہیں۔ مثیل مسیح موعود کا دعویٰ کوئی امر عند الشرع مستبعد نہیں۔

اگر آپ ناراض نہ ہوں تو اس عاجز کی دانست میں اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مقابل آپ کی تحریر میں کسی قدر سختی تھی۔ خداتعالیٰ انکسار اور تذلل کو پسند کرتا ہے اور علماء کے اخلاق اپنے بھائیوں کے ساتھ سب سے اعلیٰ درجے کے چاہئیں جس دین کی حمایت اور ہمدردی کے لئے دن رات کوشش ہو رہی ہیں۔ وہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ اللہ اور رسول کی منشاء کے موافق ہمارے جمیع احوال وافعال وحرکات سکنات ہو جائیں۔

میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جسقدر خداتعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے۔ ایسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بیدین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی۔ اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے واغلظ علیہم پر عمل کیا۔ مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی۔ اس لئے الہام ہوا کہ تیرے بیان میں سختی بہت ہے رفق چاہئے رفق۔ اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں تو ہم کیا چیز اور ہمارا علم کیا چیز۔ اگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے تو اس سے کیا کم کرے گی۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں۔ جب کہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزت سے بے عزتی اچھی ہے جس سے ہم مورد عتاب ہو جائیں۔

آپ کی تحریر اگر اس طرح پر ہوئی کہ جس قدر خداوند تعالیٰ نے میرے پر کھولا ہے اگر آپ مہربانی فرما کر میں یا میں طول تو بیان کروں کا تو کیا اچھا ہوتا۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس حالت اندرونی سے الفاظ نکلتے ہیں وہی رنگ الفاظ میں بھی آجاتا ہے۔

میں نے اس فیصلہ میں مولوی نورالدین صاحب کا کچھ لحاظ نہیں کیا اور محض للہ آں مکرم کی خدمت میں عرض کی گئی ہے۔ اس عاجز کو پختہ طور پر معلوم نہیں کہ کس تاریخ اس جگہ سے یہ عاجز روانہ ہو۔ بعض مواقع پیش آگئے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ شائد ایک ہفتہ کے اندر اندر روانہ ہو جاؤں اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اطلاعاً آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ میں تشریف نہ لاویں۔ کیونکہ کوئی پختہ معلوم نہیں۔ جس وقت خدا تعالیٰ چاہے گا ملاقات ہو جائے گی۔ والسلام

(از خاکسار غلام احمد قادیان ۲۳ فروری ۱۸۹۱ء)

مکتوب نمبر (۱۲/۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی۔ مخدومی مکرمی مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج بذریعہ [illegible] آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ بظاہر مجھے گفتگو میں کچھ فائدہ معلوم نہیں دیتا مجھے خدا تعالیٰ نے ایک علم بخشا ہے جس کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ ایسا ہی آپ بھی اپنی رائے کو چھوڑنے والے نہیں۔ مجھے ایک ایسا سبیل بخشا گیا ہے جو معرض بحث میں نہیں آسکتا۔ [illegible] اس نیت سے میں مجلس علماء میں حاضر ہو سکتا ہوں کہ شائد خدا تعالیٰ حاضرین میں سے کسی کے دل کو اس سچائی کی طرف کھینچے جو اس نے اس عاجز پر ظاہر کی ہے سو اگر شرائط مندرجہ ذیل آپ قبول فرما دیں تو میں حاضر ہو سکتا ہوں۔

(۱) اس مجمع میں حاضر ہونے والے صرف چند ایسے مولوی صاحب نہ ہوں جو ضدی کا حکم رکھتے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے بجز اس صورت کے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے کہ میں ان کے خیالات و اجتہادات کا اتباع کروں اور میری طرف سے بار بار ان کو یہی جواب ہے کہ ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ اگر یہ مجمع کسی قدر عام مجمع ہوگا اور ہر ایک مذاق اور طبیعت کے آدمی اس میں ہوں گے تو شائد کوئی دل حق کی طرف توجہ کرے اور مجھے اس کا ثواب ملے سو میں چاہتا ہوں کہ یہ مجلس صرف چند مولوی صاحبوں میں محدود نہ ہو۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث جو محض اظہار الحق ہوگی تحریری ہو کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ صرف زبانی باتیں کرنا آخر منجر بہ فتنہ ہوتی ہیں۔ اور بجز حاضرین کے دوسروں کو ان کی نسبت رائے لگانے کا موقع نہیں دیا جاتا اور کیسی ہی عمدہ اور محققانہ باتیں ہوں جلدی بھول جاتی ہیں اور جن لوگوں کو غلو یا دروغ بیانی کی عادت ہے خواہ وہ کسی گروہ کے ہیں ان کو جھوٹ بولنے کے لئے بہت سی گنجائش نکل آتی ہے کوئی شخص محنت اٹھا کر اور ہر ایک قسم کے اخراجات سفر کا متحمل ہو کر اور بہت سی مغز خواری کرنے کے بعد کب روا رکھ سکتا ہے کہ غیر منتظم طرز کی وجہ سے تمام محنت اس کی ضائع جائے۔ اور طالب حق کو اس کی تقریر سے فائدہ پہونچ سکے۔ سو تحریری بحث کا ہونا ایک شرط ہے۔

(۳) اس مجمع بحث میں وہ الہامی گروہ بھی ضرور شامل چاہیئے۔ جنہوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس عاجز کو جہنمی ٹھہرایا ہے۔ اور ایسا کافر جو ہدایت پذیر نہیں ہو سکتا اور مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ الہام کی رو سے کافر اور ملحد ٹھہرانے والے تو میاں مولوی عبدالرحمٰن لکھو والے ہیں۔ اور جہنمی ٹھہرانے والے میاں عبدالحق غزنوی ہیں۔ جن کے الہامات کے مصدق و پیرو میاں مولوی عبدالجبار ہیں۔ سو ان تینوں کا جلسہ بحث میں حاضر ہونا ضروری ہے تاکہ مباہلہ کا بھی

ساتھ ہی قضیہ طے ہو جائے۔ اور اگر مولوی صاحب باہم مسلمانوں کے مباہلہ کو صورت پیش آمدہ میں ناجائز قرار نہ دیں تو مباہلہ بھی اسی مجلس میں ہو جائے۔ کیونکہ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے۔ بار بار سفر کی طاقت نہیں۔

(۴) یہ کہ تحریری بحث کے لئے تمام مخالف الرائے مولوی صاحبوں کی طرف سے آپ منتخب ہوں۔ کیونکہ یہ عاجز نہیں چاہتا کہ خواہ نخواہ لعن طعن اور تو تو میں میں متفرق لوگوں کا سُنے۔ ایک مہذب اور شائستہ آدمی تحریری طور پر سوالات پیش کرے کہ اس عاجز کے اس دعویٰ میں جس کے الہام الٰہی پر بنا ہے۔ کیا خرابیاں ہیں اور کیا وجہ ہے کہ اس کو قبول نہ کیا جاوے سو اس عاجز کی دانست میں اس کام کے لئے آپ سے بہتر اور کوئی نہیں۔

(۵) یہ آپ کا اختیار ہے کہ جس تاریخ میں آپ گنجائش سمجھیں مجھے اور اخویم مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع دیں چونکہ یہ عاجز بیمار ہے۔ اور مرض خدر و دوار سے لاچار اور ضعیف بہت ہے۔ اس لئے اخویم مولوی نورالدین صاحب کا شامل آنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اس عاجز کی طبیعت زیادہ علیل ہو جائے تو جیسا اکثر دورہ مرض کا ہوتا رہتا ہے اور زیادہ بات کرنے سے سخت دورہ مرض کا ہوتا ہے۔ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف حسب منشاء اس عاجز کے مناسب وقت کارروائی کر سکتے ہیں۔

(۶) اگر آپ ہندوستان کی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں تو لدھیانہ راہ میں ہے۔ کیا بہتر نہیں کہ لدھیانہ میں ہی یہ مجلس قرار پائے یہ عاجز بیمار ہے۔ حاضری سے عذر کچھ نہیں۔ مگر ایسی صورت میں مجھے بیماری کی حالت میں شدائد سفر اٹھانے سے امن ہوگا۔ ورنہ جس جگہ غزنوی صاحبان اور مولوی عبدالرحمٰن (اس عاجز کو ملحد اور کافر قرار دینے والے) یہ جلسہ منعقد ہونا مناسب سمجھیں تو اسی جگہ یہ عاجز حاضر ہو سکتا ہے۔ والسلام

مگر یہ کہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۱ء تاریخ جلسہ مقرر ہوگئی ہے اور یہ قرار پایا ہے کہ

بمقام امرتسر یہ جلسہ ہو۔ اشتہارات عام طور پر اپنے واقف کاروں میں یہ عاجز شائع کر دے گا۔ ایسا ہی آپ کو بھی اختیار ہے آپ بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرماویں کہ جواب کا انتظار ہے۔

(۰ مارچ ۱۸۹۱ء)

(خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شہزادہ غلام حیدر)

مکتوب نمبر (۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی۔ مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا اس عاجز کے لئے بڑی مشکل کی بات یہ ہے کہ طبیعت اکثر دفعہ ناگہانی طور پر ایسی علیل ہو جاتی ہے کہ موت سامنے نظر آتی ہے اور کچھ کچھ علالت تو دن رات شامل حال ہے اگر زیادہ گفتگو کروں تو دورہ مرض شروع ہو جاتا ہے اگر زیادہ فکر کروں تو وہی دورہ شامل حال ہے چونکہ آپ کا آخری خط آیا معلوم ہوتا تھا کہ گویا شمولیت مولوی عبدالجبار صاحب لکھا گیا ہے اس لئے جواب اس طرز سے لکھا گیا تھا یہ عاجز غلبہ مرض سے بالکل نکما ہو رہا ہے یہ طاقت کہاں ہے کہ مباحثہ تقریری یا تحریری شروع کروں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تینوں رسالے لکھے گئے اور وہ بھی اس طرح سے کہ اکثر دوسرا شخص اس عاجز کی تقریر کو لکھتا گیا اور نہایت کم اتفاق ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا ہو اتنی فرصت نہیں ہوئی کہ عبارت کو عمدگی سے درست کر دیا جاوے آپ کے معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں یہ عاجز ایک امی اور جاہل آدمی ہے نہ عبادت ہے نہ ریاضت نہ علم نہ لیاقت غرض کچھ بھی چیز

نہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امر تھا اور قطعی اور یقینی تھا اس عاجز نے پہنچا دیا
ماننا نہ ماننا اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے در حقیقت میرے لئے یہ کافی تھا کہ
میں صرف الہام الٰہی کو ظاہر کرتا لیکن میں نے اپنے رسالوں میں قال اللہ اور
قال الرسول کا بیان اس لئے کچھ مختصر سا کر دیا ہے کہ شاید لوگ اس سے نفع اٹھاویں
مجھے اس سے کچھ بھی انکار نہیں کہ خدا تعالیٰ آئندہ کسی کو اس کی روحانی حالت کے لحاظ
سے در حقیقت مسیح بنا کر دمشق کی مشرقی طرف اسی طور سے اُتار دے جیسے مسافر
ایک جگہ سے دوسری جگہ جا اترتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ اس زمانے میں دجال بھی ہو
حضرت مہدی بھی ہوں اور پھر اسلام میں سیفی طاقت پیدا ہو جائے اور تمام لوگ
مسلمان ہو جاویں مگر جو خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر کھولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہ عاجز روحانی
طور پر مثیل مسیح ہے اور روحانی طور پر موعود بھی ہے اور نیز یہ کہ کوئی مسیح آسمان سے
خاکی وجود کے ساتھ اترنے والا نہیں۔ ظلی اور مثالی طور پر مسیح کے آنے سے مجھے انکار
نہیں بلکہ ایک ہزار مسیح بھی کہا جائے تو میرے نزدیک ممکن ہے میرے نزدیک
احادیث صحیحہ بھی تحقیقی طور پر مسیح کے اترنے کے بارے میں وہ زور نہیں دیتیں
جو آج کل کے علماء خیال کر رہے ہیں۔ مسیح کا اترنا سچ مگر ظلی اور مثالی طور پر۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب اپنے الہامات کے حوالہ سے اس عاجز کو ضال
و مضل قرار دے چکے ہیں۔ اور ایسا ہی ذکر کرتے ہیں کہ کبھی ہدایت نصیب نہ ہوگی اور
میاں عبدالحق غزنوی بھی اپنے الہام کے حوالہ سے اس عاجز کو جہنمی قرار دے
چکے ہیں اور مولوی عبدالجبار صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ میاں عبدالحق صاحب
کے الہام ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ صحیح اور درست ہیں اب آپکے
سمجھانے سے وہ کیا سمجھیں گے اور آپ انہیں کیا سمجھائیں گے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

جس طرح چاہے گا اس کی راہ پیدا کر دے گا اگر آپ کی ملاقات ہو تو میں خوشی سے
چاہتا ہوں مگر آپ کے آنے کا کرایہ میرے ذمہ رہے۔ میں آپ کو مالی تکلیف
دینا نہیں چاہتا بہ بہتر ہے کہ آپ اس جگہ آجائیں۔ بہرحال ملاقات کی خوشی
تو اس بیماری کی حالت میں ہوگی ازالۃ الاوہام عنقریب تیار ہوتا ہے جیسے جلد و لگا
ابھی کچھ باقی ہے والسّلام (غلام احمد)

مکتوب نمبر (۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی۔ مخدومی مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط آج کی ڈاک
میں مجھ کو ملا اور اس کے پڑھنے سے مجھ کو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ مکالمات
الٰہیہ کے امر کو لہو و لعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں یہ سچ ہے کہ اس عاجز نے
براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں اس ظاہری عقیدے کی پابندی سے
جو مسلمانوں میں مشہور ہے یہ عبارت لکھی ہے کہ یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام
دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق میں پھیل
جائے گا چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم
نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء ہی سے اس عاجز کو شریک رکھا ہے۔ فقط
لیکن ان عبارتوں کو اس امر کے لئے دستاویز ٹھہرانا کہ براہین میں اول
یہ اقرار ہے اور پھر اسکے مخالف یہ دعویٰ اور ایسا خیال سراسر غلط اور دور از حقیقت ہے۔
اے میرے عزیز دوست اس عاجز کے اس دعوے کی جو مسیح اسلام میں

شایع کیا گیا ہے اپنے علم اور عقل پر بنا نہیں تا اُن دونوں بیانات میں بوجہ اتحاد بنا صورت تناقض پیدا ہو بلکہ براہین مذکورہ کی مندرجہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کے رو سے ہیں جو سرسری طور پر عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں اور اس دعوے کی بنا الہام الٰہی اور وحی ربانی پر ہے پھر تناقض کے کیا معنی ہیں۔ میں خود یہ مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی امر پر بذریعہ اپنے خاص الہام کے مجھے آگاہ نہ کرے میں خود بخود آگاہ نہیں ہو سکتا اور یہ امر میرے لئے کچھ خاص نہیں اس کی نظیریں انبیاء کی سوانح میں بہت ہیں ہم لوگ بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے لا علم لی الا ما علمنی ربی بلکہ خدا تعالیٰ کا سمجھانا بھی جب تک صاف طور پر نہ ہو انسان ضعیف البنیان اس میں بھی دھوکا کھا سکتا ہے۔

مذہب وھلی کی حدیث آپ کو یاد ہی ہو گی۔

اب خدا تعالیٰ نے فتح اسلام کی تالیف کے وقت مجھے کہا یا تب میں نے لکھا اس سے پہلے کوئی اس بارے میں الہام نہیں ہوا کہ درحقیقت وہی مسیح آسمان سے اترے گا اگر ہے تو آپ کو پیش کرنا چاہئے۔ ہاں یہ عاجز روحانی طور پر مثیل موعود ہونے کا براہین میں دعویٰ کر چکا ہے جیسا کہ اسی صفحہ ۴۹۸ میں موعود ہونے کی نسبت یہ اشارہ ہے۔ صدق اللّٰہ و رسولہ چونکہ اپنے ریویو میں اس دعوے کا رد نہیں کیا اس لئے اپنے اس معرض بیان میں سکوت اختیار کر کے اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر مان لیا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر براہین احمدیہ میں ابن مریم کے موعود یا غیر موعود ہونے کے بارہ کچھ بھی ذکر نہیں کیا صرف ایک مشہور عقیدہ کے طور سے ذکر کر دیا تھا آپ کو اس جگہ اسے پیش کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اعمال میں جب وحی نازل نہیں ہوتی تھی انبیائے بنی اسرائیل کی سنن مشہورہ کا اقتدار کیا کرتے تھے اور وحی کے بعد جب کچھ ممانعت پاتے تھے تو چھوڑ دیتے تھے اس کو تو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے آپ جیسے فاضل کیوں نہیں سمجھیں گے۔

مجھے نہایت تعجب ہے کہ آپ یہی طریق انصاف پسندی کا قرار دیتے ہیں کیا اس عاجز نے کبھی دعویٰ کیا ہے کہ میرا ہر ایک نطق وحی اور الہام میں داخل ہے اگر آپ طریق فیصلہ اسی کو ٹھیراتے ہیں تو بسم اللہ میرے رسالہ کا جواب لکھنا شروع کر دیجئے آخر حق کو فتح ہو گی۔ میں نے آپ کو ایک صلاح دی تھی کہ عام جلسہ علماء کا بمقام امرتسر منعقد ہو اور ہم دونوں حسبۃً للہ و اظہاراً للحق اس جلسہ میں تحریری طور پر اپنی اپنی وجوہات بیان کریں اور پھر وہی وجوہات حاضرین کو پڑھ کر سنا دیں اور وہی آپ کے رسالہ میں چھپ جائیں دور نزدیک کے لوگ خود دیکھ لیں گے۔

جس حالت میں آپ اس کام کے لئے ایسے سرگرم ہیں کہ کسی طرح رک سکتے نہیں اور جب تک اشاعۃ السنہ میں عام طور پر اپنے مخالفانہ خیال کو شایع نہ کریں صبر نہیں کر سکتے تو کیا اس تحریری مباحثہ میں کسی فریق کی کسر شان ہے۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس جلسہ میں خاک کی طرح متواضع ہو کر حاضر ہو جاؤں گا اور اگر کوئی ایسی سخت وشتامی بھی کرے جو انتہا تک پہنچ گئے ہو تو میں اس پر بھی صبر کروں گا اور سراسر تہذیب اور نرمی سے تحریر کروں گا خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔

اگر آپ مجھے اب بھی اجازت دیں تو میں اشتہارات سے اس جلسہ کے لئے عام طور پر خبر کر دوں اب میری دانست میں خفیہ طور پر آپ کا مجھ سے ذکر کرنا مناسب نہیں جب آپ بہرحال اشاعت پر مستعد ہیں تو محض للہ اس طریق کو منظور کریں۔

وما اقول الا باللہ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(خاکسار غلام احمد از لودھیانہ محلہ اقبال گنج ۴ اپریل ۱۸۹۱ء)

مکتوب نمبر (۱۵/۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی از عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا تار جس میں یہ لکھا تھا کہ تمہارے وکیل بھاگ گئے ان کو لوٹاؤ یا آپ آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے پہنچا۔ اے عزیز شکست اور فتح خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے فتمند کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے شکست دیتا ہے کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتمند کون ہونیوالا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے وہی زمین پر ہوگا گو دیر سے ہی سہی لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپ نے کیونکر یہ گمان کر لیا کہ مولوی حکیم نور الدین صاحب آپ سے بھاگ کر چلے آئے آپ نے ان کو کب بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے اصل بات تو اسقدر تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ مولوی عبدالرحمٰن اس جگہ آئے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کو دو تین روز کے لئے ٹھیرا لیا ہے تاکہ ان کے رو برو ہم بعض شبہات اپنے آپ سے دور کرالیں اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس میں مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلالیں گے چنانچہ مولوی صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور میں پہونچے اور منشی امیر الدین صاحب کے مکان پر اترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے

اپنی طرف سے آپ کو بھی بلالیا تب مولوی عبدالرحمٰن صاحب تو عین تذکرہ میں اٹھ کر چلے گئے اور جن صاحبوں نے آپ کو بلایا تھا انھوں نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمیں مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہیں آیا یہ سلسلہ تو دو برس تک بھی ختم نہیں ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب دیجئے ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ انھوں نے آپ کو بلایا ہے تب جو کچھ ان لوگوں نے پوچھا مولوی صاحب موصوف نے بخوبی ان کی تسلی کر دی۔ یہاں تک کہ تقریر ختم ہونے کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہو گئی اور میرے دل میں نہ کوئی شبہ اور نہ کوئی اعتراض باقی ہے پھر بعد اس کے یہی تقریر منشی عبدالحق صاحب و منشی امیر الدین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی اور بہت خوش ہو کر ان سب نے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور تہ دل سے قائل ہو گئے کہ اب کوئی شک باقی نہیں اور مولوی صاحب کو یہ کہہ کر رخصت کیا کہ ہم نے محض اپنی تسلی کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تھی سو ہماری بکلی تسلی ہو گئی آپ بٹالہ تشریف لے جائیے سو انھوں نے ہی بلایا اور انھوں نے ہی رخصت کیا آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا پھر آپ کا یہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کس قدر بے محل ہے۔ آپ خود انصاف فرماویں جب کہ ان سب لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بلانا نہیں چاہتے ہماری تسلی ہو گئی اور وہی تو تھے جنھوں نے مولوی صاحب کو لدھیانہ سے بلایا تھا تو پھر مولوی صاحب آپ سے کیوں اجازت مانگتے۔ کیا آپ نہیں سمجھ سکتے اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہیئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں تو یہ عاجز بسر و چشم حاضر ہے مگر تقریری بحثوں میں صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے صرف

تحریری بحث چاہیئے اور وہ یوں ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو
چاہیں لکھ کر پیش کریں اور لوگوں کو بآواز بلند سنا دیں اور ایک نقل اس کی
اپنے دستخط سے مجھے دیدیں پھر بعد اس کے میں بھی چار ورق پر اس کا جواب لکھوں
اور لوگوں کو سنادوں ان دونوں پرچوں پر بحث ختم ہو جائے اور فریقین میں
سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے بارے میں نہ کرے جو کچھ ہو تحریر
میں ہو اور پرچے صرف دو ہوں اول آپ کی طرف سے ایک چو ورقہ پرچہ جس میں
آپ میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد لکھیں اور
پھر دوسرا پرچہ چو ورقہ اسی تقطیع کا میری طرف سے ہو جس میں میں اللہ جلّ شانہٗ
کے فضل و توفیق سے رد الرد لکھوں اور انہیں دونوں پرچوں پر بحث ختم
ہو جائے اگر آپ کو ایسا منظور ہو تو میں لاہور میں آسکتا ہوں اور ان شاء اللہ
تعالیٰ امن قائم رکھنے کے لئے انتظام کرا دوں گا یہی آپ کے رسالہ کا بھی جواب
ہے اب اگر آپ نہ مانیں تو پھر آپ کی طرف سے گریز تصور ہوگی۔

(راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۹ اپریل ۱۸۹۱ء)

مکرر یہ کہ جس قدر ورق لکھنے کے لئے آپ پسند کریں اسی قدر اوراق پر
لکھنے کی مجھے اجازت دی جائے لیکن یہ پہلے سے جلسہ میں تصفیہ پا جانا چاہیئے
کہ آپ اس قدر اوراق لکھنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور آں مکرم اس بات کو خوب
یاد رکھیں کہ پرچے صرف دو ہوں گے اول آپ کی طرف سے ان دونوں بیانات کا
رد ہوگا جو میں نے لکھا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن
مریم درحقیقت وفات پا گئے ہیں پھر اس رد کے رد الرد کے لئے میری طرف سے
تحریر ہوگی۔ غرض پہلے آپ کا یہ حق ہوگا کہ جو بھی ان دعاوی کے ابطال کے لئے

آپ کے پاس ذخیرہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کریں پھر جس طرح خدا
تعالیٰ چاہے گا یہ عاجز اس کا جواب دے گا اور بغیر اس طریق کے جس کے انصاف پر
بنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور
نہیں اگر یہ طریق منظور ہو تو پھر ہماری طرف سے یہ آخری تحریر تصور فرماویں اور
خود بھی خط لکھنے کی تکلیف روا نہ رکھیں اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر یا کوئی
خط میری طرف نہ لکھیں اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم و بیش میری رائے
ہی منظور ہو تو صرف اس حالت میں جواب تحریر فرماویں ورنہ نہیں۔

آج بھوپال سے ایک کارڈ مرقومہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۱ء اخویم مولوی محمد احسن
صاحب مہتمم مصارف ریاست پڑھ کر آپ کے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ تحریر
کا نمونہ معلوم ہو گیا آپ اپنے کارڈ میں فرماتے ہیں کہ میں نے غلام احمد کے دعویٰ
جدید کی اپنے ریویو میں تصدیق نہیں کی بلکہ اس کی تکذیب خود براہین میں موجود
ہے آپ بلا رویت مرزا پر ایمان لے آئے آپ ذرا ایک دفعہ آکر اس کو دیکھ
تو لیں لتسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ اشاعۃ السنۃ میں اب ثابت ہوتا
رہے گا کہ یہ شخص ملہم نہیں ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم
آپ جہاں تک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجئے میں کہتا ہوں اور میری
شان کیا ہے بے شک آپ جو چاہیں لکھیں اور اس وعدہ تہذیب کی پرواہ نہ رکھیں
جس کو آپ چھاپ چکے ہیں۔ دل لیسمع و یری۔ والسلام علیٰ من اتبع
الھدیٰ۔ (خاکسار غلام احمد)

آج ۱۹ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت میں خط بھیجا گیا ہے اور ۲۰
اپریل ۱۸۹۱ء تک آپ کا جواب نہ پہنچا تو یہی خط آپ کے رسالے کے جواب میں

کسی اخبار میں شائع کر دیا جاوے گا فقط

مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر (۱۶/۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مکرم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس جوشش بے اصل سے باز رہ سکتے ہیں۔ عزیز من رحمکم اللہ یہ عاجز آپ کو کوئی الزام دینا نہیں چاہتا اگر آپ ہی کا قول و فعل آپ کو الزام دے رہا ہے آپ کا آدھی رات کو تار پہنچا کہ ابھی آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے کس قدر آپ کی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پھیلا رہے ہیں۔ افسوس کہ آپ نے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پھر آپ گریز کر گئے اور اب آپ کا خط مثت بعد از جنگ کا نمونہ ہے فضول باتوں کو پیش کر کے اور بھی تعجب میں ڈالتا ہے چنانچہ ذیل میں آپ کے اقوال کا جواب دیتا ہوں:-

قولہ۔ وہ باتیں جن سے آپ کو ڈھیل دیتا ہوں لکھتا ہوں۔

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئیں ڈھیل دے رہے ہیں میں نے کب کہا تھا کہ مجھے ڈھیل دیں آپ کی آدھی رات کو تار آئی میں تیار ہو گیا۔

آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے خرچ دیکر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کر لی۔ سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لے لیا اگر آپ ہماری تیاری کا نام سنتے ہی کنارہ کش ہو گئے اب سوچیں کہ کیا میں نے بحث کو ڈھیل میں ڈال دیا یا آپ نے اگر میں آپ ہی لاہور پہنچتا تو کس قدر تکلیف ہوتی آپ کی اس حرکت نے نہ صرف آپ کو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو خجالت کا حصہ دیا اس کنارہ کشی کا آپ پر بڑا بار ہے کہ جو بودی عذروں سے دور نہیں ہو سکتا آپنے ناگوار طریقہ سے مقابل پر آنے کی دھمکی تو دی مگر آخر آپ ہی نہ ٹھہر سکے کیا اس دعویٰ کے ساتھ جو آپ کو ہے علمی وجاہت پر دھبہ نہیں لگاتے۔

قولہ۔ اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ میں اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈریں تو میں ان اصول کو آپ کے پاس وہاں بھیجدیتا ہوں تا آپ کو آپ کے سمجھنے کے لئے کافی مہلت مل جائے۔ ناگہانی ابتلا سے بچ جائیں اور وہ حال نہ ہو جو آپ کے حواری کا ہوا۔

اقول۔ حضرت آپ کو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولوں سے ڈریں کوئی عقلمند ان بیہودہ باتوں سے ڈر نہیں سکتا۔ اور میں آپ کے ان اصولوں کو محض لغو سمجھتا ہوں اور ایسے لغویات کی طرف سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ والذین ھم عن اللغو معرضون اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن الاسلام ترکہ مالا یعنیہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپ کو کس بات کی ضرورت ہے سو ادنیٰ تامل سے ظاہر ہو گا کہ آپ صرف اس بات کے مستحق ہیں کہ مجھ سے تشخیص دعویٰ کرا دیں سو

ہیں۔ نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح میں شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعویٰ بیان کیا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعویٰ نہیں کہ آپ پر مخفی ہو۔ اور وہ دعویٰ یہی ہے کہ میں الہام کی بنا پر مثیل مسیح ہونے کا مدعی ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت مسیح ابن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہیں سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ اشاعۃ السنۃ میں امکانی طور پر مان چکے ہیں اور میں اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بھی نہیں کرانا اگر میں حق پر ہوں تو خود اللہ جل شانہٗ میری مدد کرے گا اور اپنے زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کر دے گا۔

رہا ابن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونے کے دلائل لکھنا میرے پر کچھ فرض نہیں کیونکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل طور پر ابتدائے حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے۔ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جوانی کی حالت میں یا بڈھا ہو کر مرے گا جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا پس جب کہ میرے پر یہ فرض ہی نہیں کہ میں مسیح کے فوت ہونے کے دلائل لکھوں یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کے لئے پہلے آپ قلم اٹھائیں اور آیات اور احادیث سے ثابت کر دکھائیں کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریمؐ بھی وفات پا گئے مگر مسیح اب تک وفات پانے سے باقی رہا ہوا ہے کسی مناظر کو پوچھ کر دیکھ لیں کہ دا پ مناظرہ کیا ہے۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی دوسری سب بحثیں مسیح کے زندہ مع الجسد اٹھائے جانے کے فرع ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں گے کہ مسیح زندہ بجسد العنصری آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو پھر آپ نے سب کچھ ثابت کر دیا۔ غرض پہلے تحریر کرنا آپ کا حق ہے اگر اب بھی آپ مانتے نہیں تو چند غیر قوموں کے آدمیوں کو منصف مقرر کر کے دیکھ لو۔

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپ کے بلائے لاہور میں گئے تھے جنھوں نے بلایا انھوں نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی۔ اور آپ کے ان لغو اصولوں سے بیزاری ظاہر کی تو پھر اگر مولوی صاحب آپ سے اعتراض نہ کرتے تو اور کیا کرتے۔ اعتراض کا نام آپ نے فرار رکھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے دست بدست آپ کو دکھا دیا کہ فرار کس سے ظہور میں آیا یہ مولوی صاحب کی راستبازی کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرعہ سچا کر دیا۔ ؎ مرا خواندی و خود بدام آمدی۔

قولہٗ۔ اگر آپ میری اس شرط کو قبول نہ کریں اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام بھیج نہ سکیں تو میں اس شرط کی تسلیم سے آپ کو بری کرتا ہوں۔ بشرطیکہ پہلی تحریرات آپ کی ہوں اور بعد میں میری۔

اقول۔ حضرت آپ ازالہ اوہام کے اکثر اوراق دیکھ چکے اب مجھے کس شرط سے بری کرتے ہو۔ اور میں ابھی ثابت کر چکا ہوں کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکھئے یہ آپ کا آخری ہتھیار بھی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بھی بذریعہ اخبارات پبلک کے سامنے پیش کیا جائے گا تا لوگ دیکھ لیں کہ آپ کی تحریرات میں کہاں تک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے۔

بالآخر ایک مثال بھی سنئے زید ایک مفقود الخبر ہے جس کے گم ہونے پر مثلاً دو برس گزر گیا۔ خالد اور ولید کا اسکی حیات اور موت کی نسبت تنازع ہے اور خالد کو ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ درحقیقت زید فوت ہو گیا لیکن ولید اس خبر کا منکر ہے اب آپ کی کیا رائے ہے۔ بارِ ثبوت کس کے ذمہ ہے کیا خالد کو موافق اپنے دعوے کے زید کا مرجانا ثابت کرنا چاہیئے۔ یا ولید زید کا اس مدت تک زندہ رہنا ثابت کرے کیا فتویٰ ہے۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودہانہ اقبال گنج ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء

نوٹ:۔ اس مثال سے یہ غرض ہے کہ جس پر بارِ ثبوت ہے اسکی طرف سے ثبوت دینے کے لئے پہلے تحریر چاہیئے۔

مکتوب نمبر (۱۶/۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی۔ محبی اخویم مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کو کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ جس کا جواب لکھا جائے اس عاجز کے دعویٰ کی بنا الہام پر تھی اگر آپ ثابت کرتے کہ قرآن اور حدیث اس دعویٰ کے مخالف ہے اور پھر یہ عاجز آپ کے ان دلائل کو اپنی تحریر سے توڑ نہ سکتا تو آپ تمام حاضرین کے نزدیک سچے ہو جاتے۔ اور بقول آپ کے میں اس الہام سے توبہ کرتا۔ خیر اب ازالہ اوہام کا رد لکھنا شروع کیجئے لوگ خود دیکھ لیں گے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس کارڈ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سلسلہ میں خط و کتابت کو گویا بند کر دیا تھا۔ اس لئے کہ مولوی محمد حسین صاحب اصل مطلب کی طرف آتے نہ تھے آپ نے اتمام حجت کیلئے اشتہار× ۱۷ مئی ۱۸۹۱ء میں علماء لودہانہ کو خطاب کیا اور اس میں مولوی محمد حسن صاحب کو بھی مخاطب فرمایا مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو آڑ بنا کر پھر خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا ہر چند وہ خطوط مولوی محمد حسن صاحب کے ہاتھ کے تھے لیکن اصل ان کی تہ میں مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ اور قلم تھا اس لئے جو خطوط اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھے انھیں بھی درج سلسلہ کر دیتا ہوں۔ مرتب

مکتوب نمبر (۱۵/۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی۔ مخدومی و مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ عاجز بسر و چشم تحریری گفتگو کے لئے موجود ہے۔ اصول پیش کرنے کو بھی میں مانتا ہوں چند سوال آپ کی طرف سے چند سوال میرے طرف سے ہوں اور امر متنازعہ وفات یا حیات مسیح ہو گا کیونکہ اس عاجز کا دعویٰ اسی بنا پر ہے۔ جب بنا ٹوٹ جاوے گی تو یہ دعویٰ خود ٹوٹ جاوے گا۔ اصل امر یہی ہے۔

× حاشیہ اشتہار بطور ضمیمہ درج ہے۔ عرفانی۔

اس وقت بارہ بجے تک مجھے بباعث بعض نجی کے کاموں کے بالکل فرصت نہیں بہتر ہے کہ آں مکرم عید کے بعد یعنی شنبہ کے دن کو بحث کے لئے مقرر کریں تا فرصت اور فراغت سے ہر ایک شخص حاضر ہو سکے۔

خاکسار غلام احمد ۳ مئی ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر (۱۹/۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب آپ خوب جانتے ہیں کہ اصلی امر اس بحث میں جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے۔ اور میرے الہام میں بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ الہام یہ ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے" سو پہلا اور اصل امر الہام میں بھی یہی ٹھیرایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ اب ظاہر ہے اور ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کر دیں گے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہو گا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے میرے دعوے کی شرط صحت مسیح کا فوت ہونا بیان فرمایا ہے اور یہ حکم اذا فات الشرط فات المشروط مسیح کی زندگی کے ثبوت سے دوسرا دعویٰ میرا خود ہی ٹوٹ جائے گا اور اس کے میرے دعوی

مثیل مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو جائے پھر وہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر میری صحبت میں رہ کر میرے دعویٰ کی آزمائش کرے۔ اب ظاہر ہے کہ پھر وفات و حیات پر قرعہ پڑا۔ بہرحال یہی امر حقیقی اور طبعی طور پر بحوث عنہ اور متنازعہ فیہ ٹھیرتا ہے۔ ماسوا اس کے آپ کی غرض دوسری بحث سے جو آپ کے دل میں ہے وہ اس بحث میں بھی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میں اقرار کرتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ اگر آپ مسیح کا زندہ ہونا کلام الٰہی سے ثابت کر دیں گے تو میں اپنے دعوے سے دست بردار ہو جاؤں گا اور الہام کو شیطانی القا سمجھ لوں گا۔ اور توبہ کروں گا۔ اب حضرت اس سے زیادہ کیا کہوں خدا تعالیٰ آپ کے دل کو آپ سمجھا وے مگر یہ کہ اول قرآن کریم کی رو سے دیکھا جائے گا کہ کس کس آیت کو آپ حضرت مسیح ابن مریم کے زندہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور اگر بغیر کسی جرح و قدح کے وہ ثبوت آپ کا مسلم ٹھیرے گا تو بھلا پھر کس کی مجال ہے کہ اس سے انکار کر جائے لیکن اگر قرآن شریف سے آپ ثابت نہ کر سکے تو پھر آپ کو اختیار ہو گا کہ بعد تحریری اقرار اس بات کے کہ قرآنی ثبوت پیش کرنے سے ہم عاجز ہیں اور احادیث صحیحہ غیر متعارضہ کو اس ثبوت کے لئے آپ پیش کریں اور جب آپ ایسا ثبوت دے چکیں گے تو منصفین از روئے انصاف لیکر خود جانچ کر لیں گے کہ کس طرف پلہ ثبوت بھاری ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

راقم مرزا غلام احمد ۳ مئی ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر (۲۰/۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی۔ مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس عاجز کی گزارش ہے کہ اب فتنہ مخالفت بڑھتا جاتا ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب جس جگہ پہنچتے ہیں یہی وعظ ہے کہ یہ شخص ملحد اور دین سے خارج اور کذاب اور دجال ہے۔ اول طرف سے یہ عرض کیا تھا کہ میرا مسیح ہونے کا دعویٰ مبنی بر الہام ہے اور جو امور محض الہام پر مبنی ہوں وہ زیر بحث نہیں آسکتے بلکہ خدا تعالیٰ ان کی سچائی آپ ظاہر کرتا ہے ہاں مسیح کی وفات و حیات کا مسئلہ گو الہام کا اصل الاصول ہے۔ مگر بباعث ایک شرعی امر ہونے کے زیر بحث آسکتا ہے۔ اور اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے تو میرا دعویٰ موخر الذکر کٹ جاتا ہے۔ لیکن یہ عرض میری منظور نہیں کی گئی اور اصل حقیقت چھپا کر منشی سعد اللہ صاحب نے جو چاہا چھپوا دیا اور لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کی اور میرے پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ قرآن سے منکر ہیں اور اس کے خلاف اجماع معنی کرتے ہیں اور یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ملائکہ کے وجود سے منکر ہیں اور ملائکہ کو صرف ارواح کواکب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سارے الزام محض بہتان ہیں۔ یہ عاجز اسی طرح ان پر ایمان رکھتا ہے جو قال اللہ وقال الرسول سے ثابت ہیں مسلمانوں کا گروہ ان کو مانتا ہے۔ اس وقت مجھے خیال ہے کہ

میرا ہر حال میں خدا ناصر ہے۔ مجھے ہر طرح سے اتمام حجت کرنا چاہیئے لہذا مکلف ہوں کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی یہ درخواست بھی منظور کی۔ کہ مسیح موعود میں بحث کیجائے مگر بحث تحریری ہوگی اور تحریر میں کسی دوسرے کا ہرگز دخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب میں ایک مہجور کی طرح آدمی ہوں میرے ہاتھوں کی طرح کسی دوسرے کے ہاتھ یہ کام نہیں کریں گے۔ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے ہاتھ سے لکھیں اور میں اپنے ہاتھ سے لکھوں گا درمیانی شرائط کا تصفیہ بحث سے ایک دن پہلے ہو جائے۔ لیکن دس روز پہلے مجھے خبر ملنی چاہیئے تا لوگ جو شکوک و شبہات میں غرق ہو گئے ہیں ان کو بذریعہ خطوط و اشتہارات میں بلالوں اور اس بحث سے ایک عام نفع مترتب ہو۔ اور ہر روز کا جھگڑا طے ہو جائے۔ اور آپ پر یہ فرض ہے کہ آپ براہ مہربانی آج محمد حسین صاحب کو اطلاع دیدیں اور بحث سے دس دن پہلے مجھے بھی مطلع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۲۷ مئی ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر (۲۱/۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا شرائط مندرجہ ذیل ہدف ہیں۔

(۱) جلسہ کے لئے آپ مکان کی تجویز اور امن قائم رکھنے کے لئے تمام

انتظام آپ کے ذمہ ہوگا۔ یہ بات قریب یقین کے ہے۔ کہ چھ سات ہزار آدمی
تک اس جلسہ میں جمع ہو جائیں گے ایسا امکان تجویز کرنا آپ کے ہی ذمہ
ہوگا۔ میرے نزدیک یہ بات نہایت ضروری ہوگی کہ کوئی یورپین افسر
اس جلسہ میں ضرور تشریف رکھتے ہوں کیونکہ اس طرف چند آدمی اور
دوسری طرف صدہا آدمی ہوں گے اور اکثر بدزبان اور مکفر ہوں گے بغیر حاضری
کسی یورپین کے ہرگز انتظام نہیں ہو سکتا لیکن اگر آپ کے نزدیک یورپین افسر
کی ضرورت نہیں تو اول مجھے اپنی دستخطی تحریر سے مطلع فرما دیجئے کہ میں کامل
انتظام گروہ مفسد خیال لوگوں کا کر لوں گا اور ان کا منہ بند رہے گا اور کسی
یورپین افسر کی کچھ ضرورت نہیں ہوگی۔ اس صورت میں میں یہ شرط بھی چھوڑ
دوں گا۔ پھر اس تحریر کے بعد ہر ایک نتیجہ کے آپ ہی ذمہ دار ہوں گے۔

۲۔ بحث تحریری ہر ایک فریق اپنے ہاتھ سے لکھے اور جو لکھنے سے عاجز ہو
وہ اول یہ عذر ظاہر کرکے کہ میں لکھنے سے عاجز ہوں دوسرے سے لکھا دیوے۔
کیونکہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا اول درجے پر سند کے لائق ہوتا اور دوسروں کی
تحریریں اگرچہ تصدیق کی جائیں مگر پھر بھی اس درجے پر نہیں پہنچتیں۔ کیونکہ
ان میں تحریف کاتب کا عذر ہو سکتا ہے۔

۳۔ پرچے پانچ ہونے چاہئیں جو صاحب اول لکھے ایک پرچہ زائد ان کا
حق ہے۔ ابتداءً مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہوگا۔ چاہیں وہ پہلا پرچہ
لکھنا منظور کریں یا اس عاجز کا لکھنا منظور رکھیں جس طرح پسند کریں مجھے منظور ہے۔

۴۔ ہر ایک پرچہ فریقین کی ایک ایک نقل بعد دستخط صاحب راقم فریق ثانی کو
اسی وقت بلا توقف دیا جائے اور پھر جلسہ عام میں وہ پرچہ بآواز بلند سنا دیا جائے

۵۔ اس بحث میں تقریراً یا تحریراً کسی تیسرے آدمی کا ہرگز دخل نہ ہو۔
نہ تصریحاً نہ اشارتاً نہ کنایتاً اور جلسہ بحث میں کسی کتاب سے مدد نہ لی جائے۔
بلکہ جو کچھ فریقین کو زبانی یاد ہے وہی لکھا جاوے تا تکلف اور تصنع کو اس
میں دخل نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی فریق یہ ظاہر کرے کہ میں بغیر کتابوں کے کچھ
نہیں لکھ سکتا تو پہلے یہ تحریری اقرار اپنی عجز بیانی کا دے کر پھر اس کتاب
سے مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

۶۔ اگر کوئی فریق بعض امور تمہیدی قبل از اصل بحث پیش کرنا چاہے
تو فریق ثانی کو بھی اختیار ہوگا کہ ایسے ہی امور تمہیدی وہ بھی پیش کرے
مگر دونوں کی طرف سے یہ تمہیدی امور ایک ایک پرچہ تحریری طور پر پیش ہوں گے
ایسے پرچہ کی نسبت فریقین کو اختیار ہوگا۔

مکتوب نمبر (۲۲/۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابو سعید بٹالوی الحمد للہ والسلام علیٰ
عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے
فتویٰ تکفیر کی وجہ سے جس کا یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے اس خط میں
سلام مسنون یعنی السلام علیکم سے ابتدا نہیں کر سکا لیکن چونکہ آپ کی نسبت
ایک منذر الہام مجھ کو ہوا اور چند مسلمانوں بھائیوں نے بھی مجھ کو آپ کی

نسبت ایسی خوابیں سنائیں جن کی وجہ سے میں آپ کے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا تب بوجہ آپ کے ان حقوق کے جو بنی نوع کو اپنے نوع انسان سے ہوتے ہیں اور نیز بوجہ آپ کی ہم وطنی اور قرب وجوار کے میرا رحم آپ کی اس حالت پر بہت جنبش میں آیا اور میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی حالت پر نہایت رحم ہے اور ڈرتا ہوں کہ آپ کو وہ امور پیش نہ آجائیں جو ہمیشہ صادقوں کے مکذبوں کو پیش آتے رہے ہیں اسی وجہ سے میں آج رات کو سوچتا سوچتا ایک گرداب تفکر میں پڑ گیا کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کروں آخر مجھے دل کے فتوے نے یہی صلاح دی کہ پھر دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھوں کیا تعجب کہ اسی تقریب سے خدا تعالیٰ آپ پر فضل کر دے اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے سو عزیز من آپ خدا تعالیٰ کی رحمت سے نومید نہ ہوں وہ بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی لیکن اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہو گیا اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اس گاؤں میں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ

کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدائی سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا

اور اگر آپ کو یہ خیال گزرے کہ یہ دعویٰ کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف ہے تو اس کے جواب میں باادب عرض کرتا ہوں کہ یہ خیال محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل میں ہے اگر آپ مولویانہ جنگ و جدال کو ترک کر کے چند روز طالب حق بن کر میرے پاس رہیں تو امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کی غلطیاں نکال دیگا اور مطمئن کر دے گا اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہیں تو آپ چاہتے ہیں کہ پھر آخری علاج فیصلہ آسمانی ہے مجھے اجمالی طور پر آپ کی نسبت کچھ معلوم ہوا ہے اگر آپ چاہیں تو میں چند روز توجہ کر کے اور تفصیل پر بفضلہ تعالیٰ اطلاع پا کر چند اخباروں میں شائع کر دوں۔

اس کے شائع کرنے کے لئے آپ کی خاص تحریر سے مجھ کو اجازت ہونی چاہیئے میں اس خط کو محض آپ پر رحم کر کے لکھتا ہوں اور بہ ثبت شہادت چند کس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں اور آخر دعا پر ختم کرتا ہوں

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۲۰ ستمبر ۹۳ء

گواہان حاشیہ

۱۔ خدا بخش اتالیق نواب صاحب ۲۔ عبد الکریم سیالکوٹی ۳۔ قاضی ضیاء الدین ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ ۴۔ [illegible] ۵۔ محمد احسن

۶۔ شادی خاں ملازم سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر۔ ۷۔ لطف احمد گوجر کھلی۔ ۸۔ عبداللہ سنوری۔ ۹۔ عبدالعزیز دہلوی۔ ۱۰۔ علی گوہر جالندہری۔ ۱۱۔ فضل الدین حکیم بھیروی ۱۲ حافظ محمد صاحب پشاوری۔ ۱۳۔ حکیم محمد اشرف علی ہاشمی خطیب بٹالہ۔ ۱۴۔ عبدالرحمٰن برادر زادہ مولوی نورالدین۔ ۱۵۔ محمد اکبر ساکن بٹالہ۔ ۱۶۔ قطب الدین ساکن بدوملی۔

اس عاجز کے خط مندرجہ بالا کے جواب میں جو شیخ بٹالوی صاحب کا خط آیا وہ ذیل میں معہ جواب الجواب درج کیا جاتا ہے لیکن چونکہ وہ جواب الجواب اس طرف سے بٹالوی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے اس میں ان کی تمام ہذیانات وبہتانات کا جواب نہیں ہے جو ان کے خط میں درج ہیں اور ممکن ہے کہ ان کا خط پڑھنے والے ان افتراؤں سے بے خبر ہوں جو اس خط میں دھوکہ دہی کی غرض سے درج ہیں اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس خط کی تحریر سے پہلے شیخ صاحب کے بعض افتراؤں اور لافوں اور بہتانوں کا جواب دیں سو بطور قولہ اقول ذیل میں جواب درج کیا جاتا ہے

قولہ میں قرآن اور پہلی کتابوں اور دین اسلام اور پہلے دینوں کو اور نبی آخرالزماں اور پہلے نبیوں کو سچا جانتا ہوں اور مانتا ہوں اور اس کا لازمہ اور شرط ہے کہ آپ کو جھوٹا جانوں

اقول۔ شیخ صاحب اگر آپ قرآن کو سچا جانتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق مانتے تو مجھ کو کافر نہ ٹھہراتے کیا قرآن کریم اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچا اسنے کے یہی معنی ہیں کہ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا قائل ہے اور اسلام میں نجات محدود سمجھتا اور بدل وجان اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں فدا ہے اس کو آپ کافر بلکہ اکفر ٹھیراتے ہیں اور دائمی جہنم اس کے لئے تجویز کرتے ہیں اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کو قتل کرنا اور اس کے مال کو بطور سرقہ لینا سب جائز قرار دیتے ہیں۔ رہے وہ کلمات اس عاجز کے جن کو آپ کلمات کفر ٹھیراتے ہیں ان کا جواب اس رسالہ میں موجود ہے ہر ایک منصف خود پڑھ لے گا اور آپ کی دیانت اور آپ کا فہم قرآن اور فہم حدیث اس سے بخوبی ظاہر ہو گیا ہے۔ علیحدہ لکھنے کی حاجت نہیں۔

قولہ۔ عقائد باطلہ مخالف دین اسلام وادیان سابقہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جزو ہے۔

اقول۔ شیخ صاحب جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو اول تو وہ بے تحقیق کرکے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل کسی فسق اور کفر کا الزام نہیں لگاتا اور اگر لگائے تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے۔ پس اگر آپ ان دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں تو آپ کو اس خداوند قادر ذوالجلال کی قسم ہے جس کی قسم دینے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے کہ آپ حسب خیال اپنے یہ دونوں قسم کا خبث اس عاجز میں ثابت کرکے دکھلا دیں یعنی اول یہ کہ میں مخالف دین اسلام اور کافر ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا شیوہ جھوٹ بولنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی رؤیا میں صادق وہی ہوتا ہے جو اپنی باتوں میں صادق تر ہوتا ہے اس حدیث میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے صادق کی یہ نشانی ٹھہرائی ہے کہ اس کی خوابوں پر
سچ کا غلبہ ہوتا ہے اور ابھی آپ دعویٰ کر چکے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔

پس اگر آپ نے یہ بات نفاق سے نہیں کہی اور آپ درحقیقت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے
ہیں کہ اپنے قول میں سچے ہیں تو آؤ ہم اور تم اسی طریق پر
ایک دوسرے کو آزما لیں کہ بموجب اس محک کے کون صادق
ثابت ہوتا ہے اور کس کی سرشت میں جھوٹ ہے اور ایسا ہی اللہ جل شانہٗ
قرآن کریم میں فرماتا ہے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا یعنی یہ مومنوں
کا ایک خاصہ ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے ان کی خوابیں سچی نکلتی ہیں اور آپ
ابھی دعویٰ کر چکے ہیں کہ میں قرآن پر بھی ایمان لاتا ہوں بہت خوب آؤ قرآن
کریم کے رو سے بھی آزما لیں کہ مومن ہونے کی نشانی کس میں ہے یہ دونوں
آزمائشیں یوں ہو سکتی ہیں کہ بٹالہ یا لاہور یا امرتسر میں ایک مجلس مقرر
کر کے فریقین کے شواہد رویا اس میں حاضر ہو جائیں اور پھر جو شخص ہم دونوں
میں سے یقینی اور قطعی ثبوتوں کے ذریعہ سے اپنی خوابوں میں اصدق ثابت
ہو اس کے مخالف کا نام کذاب اور دجال اور کافر اور اکفر اور ملعون یا جو
نام تجویز ہوں اسی وقت اس کو یہ تمغہ پہنایا جائے اور اگر آپ گزشتہ کے
ثبوت سے عاجز ہوں تو میں قبول کرتا ہوں بلکہ چاہتا ہوں کہ آپ کو فرصت
دیتا ہوں کہ آپ چند اخباروں میں اپنی ایسی خوابیں درج کرا دیں جو امور
غیبیہ پر مشتمل ہوں اور میں بھی صرف اسی پر اکتفا نہ کروں گا کہ گزشتہ کا
آپ کو ثبوت دوں بلکہ آپ کے مقابل پر بھی انشاء اللہ [illegible] خوابیں

درج کراؤں گا اور جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن شریف اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں یہی میرا دعویٰ ہے کہ میں بدل و جان
اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پیاری کتاب قرآن کریم پر
ایمان رکھتا ہوں اب اس نشانی سے آزمایا جائے گا کہ اپنے دعویٰ میں سچا
کون ہے اور جھوٹا کون ہے اگر میں اس علامت کے رو سے جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور قرآن کریم نے قرار دی ہے مغلوب رہا تو پھر آپ سچے رہیں
گے اور میں بقول آپ کے کافر و دجال بے ایمان شیطان اور کذاب اور مفتری
ٹھہروں گا اور اس صورت میں آپ کے وہ تمام ظنون فاسدہ درست اور برحق
ہوں گے کہ گویا میں نے "براہین احمدیہ" میں فریب کیا اور لوگوں کا روپیہ
کھایا اور دعا کی قبولیت کے وعدہ پر لوگوں کا مال خورد و برد کیا اور حرام خوری
میں زندگی بسر کی اگر خدا تعالیٰ کی اس عنایت نے جو مومنوں اور صادقوں اور راست
بازوں کے شامل حال ہوتی ہے مجھ کو سچا کر دیا تو پھر آپ فرماویں کہ یہ تمام [illegible]
آپ کی مولویانہ شان کے لائق سزا وار ٹھہریں گے یا اس وقت بھی کوئی کنارہ کشی کا راہ
آپ کے لئے باقی رہے گا آپ نے مجھ کو بہت دکھ دیا
اور ستایا میں صبر کرتا گیا مگر آپ نے ذرہ اس ذات قدیر کا خوف نہ کیا جو آپ کی
نیت سے واقف ہے اس نے مجھے بطور پیشگوئی آپ کے حق میں اور پھر آپ کے
ہم خیال لوگوں کے حق میں خبر دی کہ انی مھین من اراد اھانتک یعنی میں
اس کو خوار کروں گا جو تیرے خوار کرنے کی فکر میں ہے۔

سو یقیناً سمجھو کہ اب وقت نزدیک ہے جو خدا تعالیٰ ان تمام بہتانات میں
آپ کا دروغ گو ہونا ظاہر کر دے گا اور جو بہتان تراشی اور مفتری لوگوں
کو [illegible] ان تمام ذلتوں کی مار آپ پر ڈالے گا

آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن کریم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں پس اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آزمایش کے لئے **میدان** میں آویں تا خدا تعالیٰ ہمارا اور تمھارا خود فیصلہ کرے اور جو کاذب اور دجال ہے روسیاہ ہوجائے اور میرے دل سے اس وقت حق کی تائید کے لیئے ایک بات نکلتی ہے اور میں اس کو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ القاء ربی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپ نے مجھے کافر ٹھیرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب **آپ کو** اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ بالا میرے مقابلہ پر فی الفور آجاویں تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رو سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے اور اگر اس تبلیغ کے بعد تم دونوں میں سے کوئی شخص مخلف رہا اور باوجود اشد غلو اور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق کے میدان میں نہ آیا اور شغال کی طرح دم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا۔

(۱) لعنت ——————

(۲) لعنت ——————

(۳) لعنت ——————

(۴) لعنت ——————

(۵) لعنت ——————

(۶) لعنت ——————

(۷) لعنت ——————

(۸) لعنت ——————

(۹) لعنت ——————

(۱۰) لعنت ——————

تلک عشرۃ کاملہ

یہ وہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ آپ کر دے گا کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ مومن بہرحال غالب رہے گا چنانچہ وہ خود فرماتا ہے۔ لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومن پر راہ پائے اور نیز فرماتا ہے۔ یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا یعنی اے مومنو اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں اور تمھارے غیر میں خدا تعالیٰ ایک فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق کیا ہے کہ تمھیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمھارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائے گا یعنی نور الہام اور نور اجابت دعا اور نور کرامات اصطفاء۔

اب ظاہر ہے کہ جس نے جھوٹ کو بھی ترک نہیں کیا وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے آگے متقی ٹھیر سکتا ہے اور کیونکر اس سے کرامات صادر ہو سکتی ہیں۔ غرض اس طریق سے ہم دونوں کی حقیقت مخفی کھل جائے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ کون میدان میں آتا ہے اور کون بموجب آیت کریمہ لھم البشریٰ اور حدیث نبوی امامکم منکم کے صادق ثابت ہوتا ہے۔ ماسوا ایک اور بات بھی ذریعہ آزمایش صادق ہو جاتی ہے جس کو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی انسان کسی ایسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس وقت بجز کذب کے اور کوئی سبیل رہائی اور کامیابی کا اس کو نظر نہیں آتا۔ تب اس وقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اس کی زبان پر صدق جاری ہوتا

یا اپنی جان اور آبرو اور مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے اس قسم
کے نمونے بھی عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے ہیں جن کا مفصل بیان کرنا موجب تطویل
ہے تاہم تین نمونے اس غرض سے پیش کرتا ہوں کہ اگر ان کے برابر بھی کبھی آپ کو
آزمایش صدق کے موقع پیش آئے ہیں تو آپ کو اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ
آپ ان کو معہ ثبوت ان کے ضرور شائع کریں تا معلوم ہو کہ آپ کا صرف دعویٰ
نہیں بلکہ امتحان اور بلا کے شکنجہ میں بھی آکر آپ نے صدق نہیں توڑا۔ ازانجملہ
ایک یہ واقعہ ہے کہ میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ صاحب
لاہوری نے شرکا ملکیت قادیان سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر
پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کر دیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ
ان شرکا کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت
میں نابود ہو چکی تھی اور میرے والد صاحب نے تن تنہا مقدمات کر کے اس ملکیت
اور دوسرے دیہات کے بازیافت کے لئے آٹھ ہزار کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا
تھا وہ شرکا ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے سو ان مقدمات کے اثنا میں جب میں
نے فتح کے لئے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک
یعنی میں تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا مگر شرکا کے بارے میں نہیں سو میں نے
اس الہام کو پاکر اپنے بھائی اور تمام زن و مرد عزیزوں کو جمع کیا جو ان میں
سے بعض اب تک زندہ ہیں اور کھول کر کہہ دیا کہ شرکا کے ساتھ مقدمہ مت
کرو یہ خلاف مرضی حق ہے مگر انھوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے
لیکن میری طرف سے ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھانے کے لئے استقامت
ظاہر ہوئی اس کے وہ سب جو اب دشمن ہیں گواہ ہیں چونکہ تمام کاروبار زمینداری کی

میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا اس لئے میں نے بار بار ان کو سمجھایا مگر انھوں نے نہ مانا۔
اور آخر نقصان اٹھایا۔

ازانجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ تخمیناً پندرہ سال کا عرصہ گزرا ہوگا یا شاید اس سے
کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی
کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرت سر میں رہتا
تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک
پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں
ایک خط بھی رکھ دیا تھا چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید
اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ
دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفت کی وجہ سے افروختہ ہوا
اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں
رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم
کی سزا میں قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے
سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور
قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے
میرے پر ظاہر کیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ کو بھیجا ہے
اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات
کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ
ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آسکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں
صدر گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ

لیا گیا۔ انھوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ بیانی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دیدو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلی دے کر کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت سے فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں۔ مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔

تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار وہ افسر جب اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور

شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت یہ سن کر میں عدالت کے کمرے سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھا تھا کہ ایک شخص نے میری ٹوپی کو میرے سر پر سے اتارنے کے لئے ہاتھ مارا میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے۔ خیر ہے۔

ازاں جملہ ایک نمونہ یہ ہے کہ میرے بیٹے سلطان احمد نے ایک ہندو پر بدیں بنیاد نالش کی کہ اس نے ہماری زمین پر مکان بنا لیا ہے اور مسماری مکان کا دعویٰ تھا اور ترتیب مقدمہ میں ایک امر خلاف واقعہ تھا جس کے ثبوت سے وہ مقدمہ ڈسمس ہونے کے لائق ٹھہرتا تھا اور مقدمہ کے ڈسمس ہونے کی حالت میں نہ صرف سلطان احمد کو بلکہ مجھ کو بھی نقصان تلف ملکیت اٹھانا پڑتا تھا تب فریق مخالف نے موقعہ پا کر میری گواہی لکھا دی اور میں بٹالہ میں گیا اور بابو فتح الدین سب پوسٹ ماسٹر کے مکان پر جو تحصیل بٹالہ کے پاس ہے جا ٹھہرا۔ اور مقدمہ ایک ہندو منصف کے پاس تھا جس کا اب نام یاد نہیں رہا۔ مگر ایک پاؤں سے لنگڑا بھی تھا اس وقت سلطان احمد کا وکیل میرے پاس آیا کہ اب وقت پیشی مقدمہ ہے۔ آپ کیا اظہار دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ اظہار دوں گا جو واقعی امر اور سچ ہے تب اس نے کہا کہ پھر آپ کے کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں تا مقدمہ سے دست بردار ہو جاؤں۔ سو وہ مقدمہ میں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایت صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور راست گوئی کو ابتغاء لمرضات اللہ

مقدم رکھ کر مالی نقصان کو ہیچ سمجھا۔ یہ آخری دو نمونے بھی بے ثبوت نہیں پچھلے واقعہ کا گواہ شیخ علی احمد وکیل گورداسپور اور سردار محمد حیات خاں صاحب سی ایس آئی ہیں اور نیز مثل مقدمہ دفتر گورداسپور میں موجود ہوگی۔ اور دوسرے واقعہ کا گواہ بابو فتح الدین اور خود وکیل جس کا اس وقت مجھ کو نام یاد نہیں اور نیز وہ منصف جس کا ذکر کر چکا ہوں جو اب شائد لدھیانہ میں بدل گیا ہے غالباً اس مقدمہ کو سات برس کے قریب گزرا ہوگا ہاں یاد آیا اس مقدمہ کا ایک گواہ نبی بخش پٹواری بٹالہ بھی ہے۔

اب اے حضرات شیخ صاحب اگر آپ کے پاس بھی اس درجہ ابتلا کی کوئی نظیر ہو جس میں آپ کی جان و آبرو اور مال راست گوئی کی حالت میں برباد ہوتا آپ کو دکھائی دیا ہو اور آپ نے سچ کو نہ چھوڑا ہو اور مال اور جان کی کچھ پروا نہ کی ہو تو للہ وہ واقعہ اپنا مع اس کے کامل ثبوت کے پیش کیجئے ورنہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس زمانہ کے اکثر ملا اور مولویوں کی باتیں ہی باتیں ہیں ورنہ ایک پیسہ پر ایمان بیچنے کو تیار ہیں کیوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مولویوں کو بدترین خلائق بیان فرمایا ہے اور آپ کے مجدد صاحب نواب صدیق حسن خاں مرحوم حجج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے سو ایسے مولویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلعم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہوگا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہے مگر کوئی دعویٰ بلا امتحان قبول کے لائق نہیں۔ اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے یا نہیں یا ان کو معلوم ہوگا جو

آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔

جو شخص ابتلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالےٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔

آپ کی ان بیہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کہ آپ لکھتے ہو کہ تم مختاری اور مقدمہ بازی کا کام کرتے رہے ہو آپ ان افتراؤں سے باز آجائیں آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ عاجز ان پیشوں میں کبھی نہیں پڑا کہ دوسروں کے مقدمات عدالتوں میں کرتا پھرے۔ ہاں والد صاحب کے زمانہ میں اکثر وکلا کی معرفت اپنے زمینداری کے مقدمات ہوتے تھے۔ اور کبھی فرورتاً مجھے آپ بھی جانا پڑتا تھا۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ وہ جھوٹے مقدمات ہوں گے ایک شیطنت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے کیا ہر ایک نالش کرنے والا ضرور جھوٹا مقدمہ کرتا ہے یا ضرور جھوٹ ہی کہتا ہے۔

اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی کیا جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے یا اپنے حقوق کے طلب کے لئے عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اس کو ضرور جھوٹ بولنا پڑتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جس کو خدا تعالیٰ نے قوت صدق عطا کی ہو اور سچ سے محبت رکھتا ہو۔ وہ بالطبع دروغ سے نفرت رکھتا ہے اور جب کوئی دنیوی فائدہ جھوٹ بولنے پر ہی موقوف ہو تو اس فائدہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ نجاست خوار انسان ہر یک انسان کو نجاست خوار ہی سمجھتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ بغیر جھوٹ بولنے کے عدالتوں میں مقدمہ نہیں کر سکتے۔ سو یہ قول ان کا اس

حالت میں سچا ہے کہ جب ایک مقدمہ باز کسی حالت میں اپنے نقصان کا روادار نہ
ہو اور خواہ مخواہ ہر ایک مقدمہ میں کامیاب ہونا چاہیئے مگر جو شخص صدق کو بہرحال
مقدم رکھے وہ کیوں ایسا کرے گا جب کسی نے اپنا نقصان گوارا کر لیا تو پھر وہ
کیوں کذب کا محتاج ہوگا۔

اب یہ بھی واضح رہے کہ یہ سچ ہے کہ والد مرحوم کے وقت میں مجھے بعض
اپنے زمینداری معاملات کے حق رسی کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا تھا مگر والد
صاحب کے مقدمات صرف اس قسم کے ہوتے تھے۔

بعض آسامیاں جو اپنے ذمہ کچھ باقی رکھ لیتی تھیں یا کبھی بلا اجازت
کوئی درخت کاٹ لیتی تھیں یا بعض دیہات کے نمبرداروں سے تعلقداری کے
حقوق بذریعہ عدالت وصول کرنے پڑتے تھے اور وہ سب مقدمات بوجہ اس حسن
انتظام کے کہ محاسب دیہات یعنی پٹواری کی شہادت اکثر ان میں کافی ہوتی
تھی۔ پیچیدہ نہیں ہوتی تھی اور دروغ گوئی کو ان سے کچھ تعلق نہیں تھا کیونکہ
تحریرات سرکاری پر فیصلہ ہوتا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں زمین کی بے قدری تھی۔
اس لئے ہمیشہ زمینداری میں خسارہ اٹھانا پڑتا اور بسا اوقات کم مقدمات کا
کاشتکاروں کے مقابل پر خود نقصان اٹھا کر رعایت کرنی پڑتی تھی اور عقلمند
لوگ جانتے ہیں کہ ایک دیانتدار زمیندار اپنے کاشتکاروں سے ایسے برتاؤ
رکھ سکتا ہے جو بہ حیثیت پورے متقی اور کامل پرہیزگار کے ہو اور زمینداری
اور نکوکاری میں کوئی حقیقی مخالفت اور ضد نہیں با ایں ہمہ کوئی ثابت نہیں
کر سکتا کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد کبھی میں نے بجز اس خط کے مقدمہ
کے جس کا ذکر کر چکا ہوں کوئی مقدمہ کیا ہو اگر میں مقدمہ کرنے سے بالطبع متنفر

نہ ہوتا میں والد صاحب کے انتقال کے بعد جو پندرہ سال کا عرصہ گزر گیا آزادی سے
مقدمات کیا کرتا اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان مقدمات کا مہاجنوں کے مقدمات پر
قیاس کرنا کور باطن آدمیوں کا کام ہے۔ میں اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ
کئی پشت سے میرے خاندان میں زمینداری چلی آتی ہے اور اب بھی ہے
اور زمینداری کو ضرورتاً کبھی مقدمہ کی حاجت پڑتی ہے مگر یہ امر ایک منصف
مزاج کی نظر میں جرح کا محل نہیں ٹھہر سکتا۔ حدیثوں کو پڑھو کہ وہ آخری
زمانہ میں آنے والا اور اس زمانہ میں آنے والا کہ جب قریش سے بادشاہی
جاتی رہے گی اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک تفرقہ اور پریشانی میں
پڑی ہوئی ہوگی۔ زمیندار ہوگا اور مجھ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ میں
ہوں احادیث نبویہ میں صاف لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک مؤید دین
وملت پیدا ہوگا اور اس کی یہ علامت ہوگی کہ وہ حارث ہوگا یعنی زمیندار
ہوگا۔

اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کو چاہیئے
کہ اس کو قبول کرے اور اس کی مدد کرے۔ اب سوچو کہ زمیندار ہونا تو
میرے صدق کی ایک علامت ہے نہ جائے جرح اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے قبول کرنے کے لئے حکم ہے نہ رد کرنے کے لئے۔ چشم بد اندیش کہ بر
کندہ باد عیب نماید ہنرش در نظرا

ہاں مقدمہ بازی آپ کے والد صاحب کی جائے جرح ہو تو کچھ تعجب نہیں
کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ انگریزی عملداری میں اکثر سود خواروں کی مختارکاری
میں ان کی عمر بسر ہوئی اور جس طرح بن پڑا انھوں نے بعض لوگوں کے مقدمے

مختانہ پڑے گو وہ قانونی طور پر مختار نہ وکیل بلکہ فیل شدہ بھی نہیں تھے مگر
پیٹ بھرنے کے لئے سب کچھ کیا لیکن یہ عاجز تو بجز اپنی زمینداری کے مقدمات
کے جن میں اکثر آپ کے والد صاحب جیسے بلکہ عزت اور لیاقت میں ان سے
بڑھ کر مختار بھی کئے ہوئے تھے۔ دوسروں کے مقدمات سے بھی کچھ غرض نہیں
رکھتا تھا اور مجھ کو یاد ہے بلکہ آپ کو بھی یاد ہوگا کہ ایک دفعہ آپ کے والد
صاحب نے بھی مقام بٹالہ میں حضرت مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں
اپنی تمنا ظاہر کی تھی کہ مجھ کو بعض مقدمات کے لئے نوکر رکھا جاوے تا
بطور مختار عدالتوں میں جاؤں مگر چونکہ زمینداری مقدمات کی پیروی
کی ان میں لیاقت نہیں تھی۔ اس لئے عذر کر دیا گیا تھا۔

قولہ:- آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی یہی جھوٹ بولا۔

اقول:- آپ اپنے سفلہ پنے سے باز نہیں آتے خدا جانے آپ کس
خمیر کے ہیں۔ اس پیشگوئی میں کونسی دروغ بیانی ہے اگر آپ کا مطلب
یہ ہے کہ پیشگوئی کے بعد ایک لڑکا تولد ہوا اور مر گیا تو کیا آپ یہ ثبوت دے سکتے
ہیں کہ کسی الہام میں یہ مضمون درج تھا کہ وہ موعود لڑکا یہی ہے اگر دے سکتے
ہیں تو وہ الہام پیش کریں یاد رہے کہ ایسا کوئی الہام نہیں۔ ہاں اگر میں نے
اجتہادی طور پر لکھا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی موعود لڑکا ہے تو کیا اس سے
یہ ثابت ہو جائے گا کہ الہام غلط نکلا آپ کو معلوم نہیں کہ کبھی ملہم اپنے الہام
میں اجتہاد بھی کرتا ہے اور کبھی وہ اجتہاد خطا بھی جاتا ہے مگر اس سے الہام
کی وقعت اور عظمت میں کچھ فرق نہیں آتا صدہا مرتبہ ہر ایک کو اتفاق پیش
آتا ہے کہ ایک خواب تو سچی ہوتی ہے مگر تعبیر میں غلطی ہو جاتی ہے یہ ہدایت اور

یہ معرفت کا دقیقہ تو خاص قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے لیکن ان کے لئے
جو آنکھیں رکھتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ آج تو آپ نے مجھ پر اعتراض کیا کبھی ایسا
نہ ہو کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کر دیں اور کہیں کہ آنحضرت
نے جس وحی کی تصدیق کے لئے یعنی طواف کی غرض سے دو سو کوس کا سفر اختیار
کیا تھا وہ طواف اس سال نہ ہو سکا اور اجتہادی غلطی ثابت ہوئی افسوس
کہ ذرا تعصب سے مذہب وہابی کی حدیث بھی آپ کو بھول گئی مجھے تو آپ کے
انجام کا فکر لگا ہوا ہے دیکھیں کہاں تک نوبت پہنچتی ہے

اور لڑکے کی پیشگوئی تو حق ہے ضرور پوری ہوگی۔ اور آپ جیسے
منکروں کو خدا تعالیٰ رسوا کرے گا۔ اے دشمن حق جب کہ تمام پیشگوئیوں
کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ اور ایک لڑکا
خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا تو پھر آپ کا اعتراض اس بات پر
کھلی دلیل ہے کہ آپ کا باطن مسخ شدہ ہے۔ یہ تو یہودیوں کے علماء کا
آپ نے نقشہ اوتار دیا اب آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

قولہ:- اس سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ
بولنے میں دلیر ہو وہ خدا پر جھوٹ بولنے سے کیونکر رک سکتا ہے۔

اقول:- ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی فطرت ان الزامات سے
خالی نہیں جن کو آپ کے والد صاحب جن کے بعض خطوط آپ کے اوصاف
حمیدہ کے متعلق میرے پاس بھی غالباً کسی بستہ میں پڑے ہوئے ہوں
گے بزبان خود مشہور کر گئے ہیں۔ اے نیک بخت اول ثابت تو کیا ہوتا کہ فلاں
فلاں شخص کے مقدمہ میں عاجز نے بھی جھوٹ بولا تھا اپنے الزام صدق

کے جو میں نے نظیریں پیش کی ہیں ان کے مقابل پر بھلا کوئی نظیر پیش کرو تا آپ کا منہ اس لایق ٹھیرے کہ آپ اس شخص کی نکتہ چینی کرسکو جو سخت امتحان کے وقت صادق نکلا۔ اور صدق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ میں حیران ہوں کہ کونسا جن آپ کے سر پر سوار ہے جو آپ کی پردہ دری کرا رہا ہے۔

آخر میں یہ بھی آپ کو یاد رہے کہ یہ آپ کا سراسر افترا ہے کہ الہام کلب یموت علی کلب کو اپنے اوپر وارد کر رہے ہیں۔ میں نے ہرگز کسی کے پاس یہ نہیں کہا کہ اس کا مصداق آپ ہیں اور جو بعض درشت کلمات کی آپ شکایت کرتے ہیں یہ بھی بیجا ہے آپ کی سخت بدزبانیوں کے جواب میں آپ کے کافر ٹھیرانے کے بعد آپ کے دجال اور شیطان اور کذاب کہنے کے بعد ہم آپ کے موجودہ حالت کے مناسب آپ کو کچھ حق حق کہہ دیا۔ تو کیا برا کیا آخر واغلظ علیہم کا بھی تو ایک وقت ہے۔

آپ کا یہ خیال کہ گویا یہ عاجز براہین احمدیہ کے فروخت میں دس ہزار روپیہ لوگوں سے لیکر خورد برد کر گیا ہے یہ اس شیطان نے آپ کو سبق دیا ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے آپ کو کیوں کر معلوم ہو گیا کہ میری نیت میں براہین کا طبع کرنا نہیں اگر براہین طبع ہو کر شایع ہو گئی تو کیا اس دن شرم کا تقاضا نہیں ہو گا کہ آپ غرق ہو جائیں ہر یک دیر بدظنی پر مبنی نہیں ہو سکتی اور میں نے تو اشتہار بھی دیدیا تھا کہ ہر ایک مستعجل اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے اور بہت سا روپیہ واپس بھی کر دیا۔ قرآن کریم جس کی خلق اللہ کو بہت ضرورت تھی اور لوح محفوظ میں قدیم سے جمع تھا۔ تیئیس ۲۳ سال میں نازل ہوا اور آپ جیسے بدظنیوں کے مارے ہوئے اعتراض

کرتے رہے کہ لولا نزل علیہ القرآن جملة واحدة۔

قولہ :۔ جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے اس دن سے آپ کی کوئی تقریر کوئی تصنیف جھوٹ سے خالی نہیں۔

اقول :۔ اے شیخ نامہ سیاہ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ خدا تعالیٰ تجھ کو آپ ہی جواب دیوے کہ اب تو حد سے بڑھ گیا۔ اے بدقسمت انسان تو ان بہتانوں کے ساتھ کب تک تو اس لڑائی میں جو خدا تعالیٰ سے لڑ رہا ہے موت سے بچتا رہے گا اگر مجھ کو تو نے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغ گو سمجھا تو یہ کچھ نئی بات نہیں آپ کے ہم خصلت ابوجہل اور ابولہب بھی خدا تعالیٰ کے نبی صادق کو کذاب جانتے تھے انسان جب فرط تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے تو صادق کی ہر ایک بات اس کو کذب ہی معلوم ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ صادق کا انجام بخیر کرتا ہے اور کاذب کا نقش ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

قولہ :۔ (آپ نے) بحث سے گریز کر کے انواع اتہام اور اکاذیب کا اشتہار دیا۔

اقول :۔ یہ سب آپ کے دروغ بے فروغ ہیں جو بباعث تقاضاء فطرت بے اختیار آپ کے منہ سے نکل رہے ہیں ورنہ جو لوگ میری اور آپ کی تحریروں کو غور سے دیکھتے ہیں وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اتہام اور کذب اور گریز اس عاجز کا خاصہ ہے یا خود آپ ہی کا چالاکی کی باتیں اگر آپ نہ کریں تو اور کون کرے ایک تو قانون گو شیخ ہوئے دوسرے چہار حرف پڑھنے کا دماغ میں کیڑا اگر خوب یاد رکھو وہ دن آتا ہے کہ تو خدا تعالیٰ ظاہر کر دے گا کہ ہم دونوں

ہیں کون کاذب اور مفتری اور خدا کی نظر میں ذلیل اور رسوا ہے اور کس کی خداوند کریم آسمانی تائیدات سے عزت ظاہر کرتا ہے۔ ذرا صبر کرو اور انجام کو دیکھو۔

قولہ:۔ آپ میں رحمت اور ہمدردی کا شمہ اثر بھی ہوتا تو جس وقت میں نے آپ کے دعوی مسیحائی سے اپنا خلاف ظاہر کیا تھا۔ آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے یا غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے۔

اقول:۔ اے حضرت آپ کو آنے سے کس نے منع کیا تھا۔ میری ڈیوڑھی پر دربان تھے جنہوں نے اندر آنے سے روک دیا پہلے اس سے آپ بوجھ پوچھ کر آیا کرتے تھے آپ کے تو والد صاحب بھی بیماری کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتاں خیزاں میرے پاس آجاتے تھے۔ پھر آپ کو نئی روک کونسی پیش آگئی تھی اور جبکہ آپ اپنے ذاتی بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں چھوڑنے والے نہیں تھے تو میں آپ کو مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔ ہاں میں نے آپ کے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا۔ کیونکہ میں نے آپ کی مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کر لیا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا کہ آپ کو ایک مسہل دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپ کے اندر سے باستیفا نکال دیا جائے سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی۔ خدا جانے کس غضب کا مادہ آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے۔ اور اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدگوئی اور بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر پر بہرحال صبر کر سکتا ہوں لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے

پیرایہ درشتی آپ کی بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادہ خبث کا جو مولویت کے باطل تصور سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے وہ بکلی نکل جائے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں کہ آپ صرف استخواں فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلید آدمی ہیں جن کو حقایق اور معارف کے کوچہ کی طرف ذرا بھی گذر نہیں اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو ہلاک ہی کر دیا ہے۔ جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور دماغ سے غرور کا کیڑا نہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں نہ دین کی۔ آپ کا بڑا دوست وہ ہوگا جو اس کوشش میں لگا رہے جو آپ کی جہالتیں اور نخوتیں آپ پر ثابت کرے میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس بات پر ناز ہے۔

شرمناک فطرت کے ساتھ اور اس موٹی سمجھ اور سطحی خیال پر یہ تکبر اور یہ ناز

نعوذ باللہ من ھذہ الجہالۃ والحمق وترک الحیاء والسخافۃ والضلالۃ

اور آپ کا یہ خیال کہ میں نے اب فساد کے لئے خط بھیجا ہے تاکہ بٹالہ کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑے۔ عزیز من یہ آپ کے فطرتی توہمات ہیں میں نے پھوٹ کے لئے نہیں بلکہ آپ کی حالت زار پر رحم کر کے خط بھیجا تھا تا آپ تحت الثریٰ میں نہ گر جائیں اور قبل از موت حق کو سمجھ لیں۔ مسلمانوں میں تفرقہ اور فتنہ ڈالنا تو آپ ہی کا شیوہ ہے۔ یہی تو آپ کا مذہب اور طریق ہے جس کی وجہ سے آپ نے ایک مسلمان کو کافر اور بے ایمان اور دجال قرار دیا اور علماء کو دھوکے دے کر

تکفیر کے فتویٰ لکھوائے اور اپنے استاد نذیر حسین پر موت کے دنوں کے قریب یہ احسان کیا کہ اس کے منہ سے کلمہ تکفیر کہلوایا۔ اور اس کی پیرانہ سالی کے تقویٰ پر خاک ڈالی۔ "آفریں باد ہمت مردانہ تو"۔ نذیر حسین تو ارزل عمر میں مبتلا اور بچوں کی طرح ہوش و حواس سے فارغ تھا یہ آپ ہی نے شاگردی کا حق ادا کیا ہے اس کے اخیر وقت اور لب بام ہونے کی حالت میں ایسی مکروہ سیاہی اکی منہ پر مل دی۔ کہ اب غالباً وہ گور میں ہی سیاہی کو لیجائے گا۔ خدا تعالیٰ کی درگاہ خالہ جی کا گھر نہیں ہے جو شخص مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ اس کو وہی نتائج بھگتنے پڑیں گے جن کا ناحق کے مکفرین کیلئے اس رسول کریم نے وعدہ دے رکھا ہے جو ایسا عدل دوست تھا جس نے ایک چور کی سفارش کے وقت سخت ناراض ہو کر فرمایا تھا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قولہٗ:۔ اس صورت میں قادیان پہونچ سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کھولوں۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

اقول:۔ اب آپ کسی حیلہ و بہانہ سے گریز نہیں کر سکتے اب تو دس لعنتیں آپ کی خدمت میں نذر کر دی ہیں اور اللہ جل شانہٗ کی قسم بھی دی ہے کہ آپ آسمانی طریق سے میرے ساتھ صدق اور کذب کا فیصلہ کر لیں۔ اگر آپ مجھ کو جھوٹا سمجھے ہیں تو میری اس بات کو سنتے ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ورنہ ان تمام لعنتوں کو ہضم کر جائیں گے اور کچے اور بیہودہ عذرات سے ٹال دیں گے اور میں آپ کو ہلاک کرتا نہیں چاہتا ایک ہی ہے جو آپ کو ورحالت

نہ باز آنے کے ہلاک کرے گا اور اپنے دین کو آپ کے اس فتنہ سے نجات دے گا۔ اور آپکے قادیان آنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر آپ اللہ اور رسول کے نشان کے موافق آزمائش کے لئے مستعد ہوں تو میں خود بٹالہ اور امرتسر اور لاہور میں آسکتا ہوں تا سیاہ روئے شود ہر کہ در دغش باشد۔

مکتوب نمبر ۲۳/۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد آپ کا رجسٹری شدہ خط مورخہ ۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ اگرچہ آپ کا یہ خط جو کذب اور تہمت اور بیجا افتراؤں کا مجموعہ ہے۔ اس لائق نہیں ہوگا کہ میں اس کا جواب آپ کو لکھتا فقط اعراض کافی تھا۔ لیکن چونکہ آپ نے خط کے صفحہ دو اور تین میں اس عاجز کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی پر حصر کر دیا ہے جو نور افشاں دہم مئی ۱۸۸۸ء اور نیز میرے اشتہار مشتہرہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی اس لئے اس عاجز نے پھر آپ کی حالت پر رحم کر کے آپکے اس الہام پیشگوئی کے ثبوت کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھا۔ وہ پیشگوئی جیسا کہ

آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں۔ یہی تھی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری
اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی سے نکاح کر دیوے تو روز نکاح سے
تین برس کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ
خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کو درخواست کی گئی تھی۔ بلکہ یہ بنیاد تھی کہ
یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا۔ اس عاجز کے قریبی
رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے ایک ان میں سے عداوت میں
اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو
علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا اور نشان کے
طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا۔ اور یہ سب کو مکار خیال
کرتے تھے۔ اور نشان مانگتے تھے اور صوم و صلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا
کیا کرتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے سو اس نے
نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بیدین قرابتوں پر
اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے کہ موت اور حیات انسان کے
اختیار میں نہیں۔ اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت کو
اس کی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کر دیا گیا اور موت کی حد مقرر
کر دی گئی۔ انسان کا کام نہیں ہے۔ چونکہ یہ الہامی پیشگوئی صاف بیان
کر رہی تھی کہ مرزا احمد بیگ کی موت اور حیات اس کی لڑکی کے نکاح سے
وابستہ ہے اس لئے پانچ برس تک یعنی جب تک اس لڑکی کا نکاح
کسی دوسری جگہ نہیں کیا گیا۔ مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور ۷ اپریل ۱۸۹۲ء
میں احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا۔ اور بموجب پیشگوئی

کے تین برس کے اندر یعنی نکاح کے چوتھے مہینہ میں جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء تھی
فوت ہو گیا اور اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگرچہ روز نکاح سے موت
کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ
بہت عرصہ نہیں گزرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت میں صرف
چار مہینہ بلکہ اس سے کم فاصلہ رہا یعنی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷ اپریل
۱۸۹۲ء میں نکاح ہوا۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو مرزا احمد بیگ اس
جہان فانی سے رخصت ہو گیا اب ذرا خدا سے ڈر کر کہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی
یا نہیں اور اگر آپ کے دل کو یہ دھوکہ ہو کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیشگوئی
ہے کیوں جائز نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم و رمل و جفر سے ہو تو اس کا جواب
یہ ہے کہ منجموں کی اس طور کی پیشگوئی نہیں ہوا کرتی۔ جس میں اپنے ذاتی
فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شرطیں ہوں کہ اگر فلاں شخص ہمیں بیٹی دے گا
تو زندہ رہے گا ورنہ نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مر جائے گا اگر دنیا
میں کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیشگوئی ظہور میں آئی ہے تو اس کے ثبوت
کے ساتھ پیش کریں علاوہ اس کے اس پیشگوئی کے ساتھ اشتہار میں ایک دعویٰ
پیش کیا گیا ہے یعنی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے
مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی
ہے۔ اب اگرچہ آپ کچھ بھی اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے
ہیں کہ ایسی پیشگوئی کو جو منجانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت پیش کی گئی
ہے اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ
ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعویٰ کے لئے بطور نشان

صدق بیان کی گئی ہرگز پوری نہیں کرسکتا وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کیلئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم اور فرمایا و لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعوے کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خدا تعالیٰ نے اس کو سچی کرکے دکھلا دیا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغ گوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں۔ اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دے گا اور کسی دوسرے سے نکاح کردے گا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا۔

اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی شیخی پیش نہیں جائے گی اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جفر اس عاجز کی طرح دعویٰ کرکے کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں درج کرادو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کرسکو گے

اور مفتری ہلاک ہوگا خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بتلاتا تو اس کی رگ جان قطع کیجاتی پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کیجانے کے اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر مفتری دجال کذاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دی کہ تائید دعویٰ میں پیشگوئی پوری کرے کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالے پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اس کی پیشگوئی کو پورا کرکے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کردے اور آپ کی کوشش کا یہ نتیجہ ہو کہ آپ کے تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی کے روکنے کے تین سو ستائیس ۳۲۷ احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق پر دوڑے آویں۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کردوں گا اور مجھے ہر بات کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمائش کے لئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کروں مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعت السنہ میں میرے اس خط کو شائع کردیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ اب آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے جو منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے۔

مگر یہ کہ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں نہ مفتری ہوں نہ دجال۔ جو کذاب اس زمانہ میں کذاب اور دجال اور مفتری پہلے اس سے کچھ نہیں تھے تا خدا تعالیٰ صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدد کے جو اس کی طرف سے مبعوث ہو ایک دجال کو قائم کرکے اور بھی فتنہ و فساد کو بڑھاتا

مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف
دوڑیں میں ان کا کیا علاج کروں۔ میں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار
کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گیں ہوں اور دعا کرتا ہوں
کہ اے قادر ذوالجلال خدا ہمارے ہادی اور رہنما ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور
آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام
بخش اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی کیونکہ میں
اس کی طرف سے ہوں اور اس کی طرف بلاتا ہوں یہ سچ ہے اگر اسکی طرف
سے نہیں ہوں اور مفتری ہوں تو وہ بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کریگا۔ کیونکہ وہ مفتری کو
کبھی وہ عزت نہیں دیتا جو صادق کو دیجاتی ہے میں جو ایک پیشگوئی جس پر آپنے
میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا آپ کی خدمت میں پیش کی ہے
یہی میرے صدق اور کذب کی شناخت کے لئے ایک کافی شہادت ہے کیونکہ
ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کی مدد کرے لیکن ساتھ اس کے میں
یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور ہیں جنکو میں اشتہار ۱۰ جولائی
۱۸۸۸ء میں شایع کر چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت
کو بیوہ کر کے میری طرف رد کریگا اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ تو انسان اپنی
حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ
فلاں وقت تک زندہ رہیگا یا فلاں وقت تک مر جائے گا میری اس پیشگوئی
میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح
کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد
اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچیگا۔ چہارم اسکے خاوند کا

ڈہائی برس تک مرجانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس
لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود
سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ اب آپ ایماناً کہیں
کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی
پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی آپ
کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعت السنہ میں ایک اشتہار حسب
اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ظنون
باطلہ سے توبہ کروں گا اور دعوی میں سچا سمجھ لوں گا اور اس کے خدا تعالیٰ سے ڈر کر
بھی اقرار کریں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے
کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر تو ضرور چاہیے کہ جب تک اخیر
ظاہر نہ ہو کف لسان اختیار کریں جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس کی
کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہیے۔ آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی
کے دنوں کے انتظار میں ہیں اور خدا تعالیٰ میرے دعوی کی سچائی پر نشان
ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر زور ہی کیا ہے۔
لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوایل ایام انکار میں بباعث کسی اشتباہ
کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں ٹھہر سکتا کیا یہ
پیشگوئی جو پوری ہو گئی کوئی ایسا اتفاقی امر ہے جسکی خدا تعالیٰ کو کچھ بھی خبر
نہیں کیا بغیر اس کے علم و ارادہ کے ایک دجال کی تائید میں خود بخود یہ پیشگوئی
وقوع میں آگئی کیا یہ سچ نہیں کہ مدعی کاذب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی یہی
قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی اگر آپ میں انصاف کا کچھ حصہ ہے اور

مخلوق کا کچھ ذرا ہے تو آپ زبان کو بند کرلیں خدا تعالیٰ کا غضب آپ کے غضب سے بہت بڑا ہے۔

مَا یَفعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُم اِن شَکَرتُم وَاٰمَنتُم وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الھُدٰی وَمَا اَستَکبَرَ وَمَا اَبٰی۔

عاجز

غلام احمد عفی اللہ عنہ

مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کے نام

تعارفی نوٹ | اس مکتوب کے ساتھ سلسلہ کی اور خاکسار عرفانی کبیر کی تاریخ کا دلچسپ تعلق ہے اس لئے میں اس مکتوب کو درج کرنے سے پہلے اس تعارفی نوٹ کو کسی قدر تفصیل سے لکھوں گا۔ اور میرا یہ بھی مقصد ہے کہ تاریخ سلسلہ کے آنیوالے مورخ کے لئے آسانی ہو۔

مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی حضرت مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے۔ مولوی سید عبداللہ صاحب اہل اللہ میں سے تھے اور متبع کتاب و سنت تھے ان کے اہل وطن نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور اپنے ملک سے جلاوطن کیا۔ وہ امرتسر کے قریب موضع خیردی میں رہتے تھے اور لوگوں میں ان کے تقویٰ اور توکل علی اللہ کا شہرہ تھا مولوی محمد حسین صاحب کو بھی ان سے ارادت تھی حضرت مسیح موعود بھی ابتدائی زمانہ میں ان کے پاس گئے تھے اور مولوی عبداللہ صاحب نے آپ کے متعلق

کی اطلاع بھی ملی تھی۔ ابتداً حضرت کے ساتھ جن لوگوں نے تعلق ارادت پیدا کیا ان میں ایک حصہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب کے مریدوں میں سے آیا تھا۔

ان کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ قادیان میں ایک نور چمکے گا اور میری اولاد اس سے محروم رہے گی۔ مولوی محمد حسین صاحب کی عمی پردہ دری کی بھی انھوں نے باعلام الٰہی خبر دی تھی۔

غرض مولوی عبد الجبار صاحب ان کے ہی خلف اکبر تھے اور ان کے صاحبزادہ مولوی داؤد غزنوی اب تک کانگریس کے داعی تھے اور مسلم لیگ کے مخالف مگر جولائی سنہ ۱۹۴۶ء میں انھوں نے یکایک پینترا بدلا اور جس لیگ کی مخالفت کرتے تھے اس میں شریک ہوگئے۔ شائد کہیں بقیہ برگ ردپروبال۔

مولوی عبد الجبار صاحب ایک عالم تھے اور اپنی [illegible] کے سردار۔ داروغہ محمد شاہ صاحب حسین پوری نے امرتسر میں ان لوگوں کیلئے ایک مسجد تعمیر کردی تھی اور ان کا خاندان جو سارے کا سارا محکمہ نہر میں ملازم تھا۔ اس خاندان سے ارادت رکھتا اور ان کی تابعداری کرتا تھا۔ اس خاندان میں سے حافظ محمد یوسف ضلعدار اور ان کے بھائی محمد یعقوب صاحب اپنے مرشد مولوی عبداللہ صاحب کی ہدایتوں کے ماتحت حضرت اقدس سے ارادت رکھتے تھے مگر آپ کے دعویٰ کے بعد غزنوی جرگہ سے ان کے اختلافات بڑھتے گئے۔ اسی غزنوی جرگہ میں ایک شخص عبد الحق غزنوی بھی تھا

بعض اسے اسی خاندان کا ایک فرد سمجھتے تھے اور بعض شاگرد
بہرحال وہ اسی جرگہ میں ملا جلا تھا۔ اور صوفی اور صاحب الہام
مشہور تھا۔ سارے غزنوی طایفہ کے خلاف اس نے سلسلہ
احمدیہ کی مخالفت میں اقدام کیا۔ اور کچھ الہامات شائع کئے
اور مباہلہ کا اعلان کر دیا۔ یہ حضرت کے دعویٰ کے ابتدائی
ایام کی بات تھی۔ حضرت اقدس اس اختلاف کو ایک اختلافی
مسئلہ تو قرار دیتے مگر مباہلہ کے لئے سند چاہتے تھے اسی
سلسلہ میں یہ خط مولوی عبدالجبار صاحب کو لکھا گیا۔

میرا تعلق اس اشتہار سے | حضرت اقدس کا یہ باقی مشتہر
اور پنجاب گزٹ سیالکوٹ میں شائع ہوا۔ میں اس وقت لاہور
کے موڈل سکول میں نورتھ ہائی کا طالب علم تھا۔ حضرت صاحب
کی بیعت میں نومبر ۱۸۸۹ء میں کر چکا تھا مگر وہ ایک رسمی اور تقلیدی
بیعت تھی گو حسن عقیدت سے ہی تھی مگر اس کے بعد لاہور
آجانے کی وجہ سے میرا چنداں تعلق نہ رہا ہاں بدستور حسن ظن
اور اعتقاد حضرت کی نسبت قائم تھا اور میں پیسہ اخبار لاہور
کے لئے (جس کا میں ۱۸۸۷ء سے خریدار تھا) خبروں اور بعض
کہانیوں کا ترجمہ فارغ وقت میں کیا کرتا تھا اور پیسہ اخبار کے
دفتر میں ایک مولوی سید احمد صاحب لکھنوی اور منشی اللہ دتا صاحب
سیالکوٹی بھی کام کرتے تھے۔ مارچ ۱۸۹۱ء کے پہلے یا دوسرے
ہفتہ کا واقعہ ہے کہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ میں یہ خط اس عنوان سے

شائع ہوا۔ "آنے والا مسیح آگیا ہے جس کی آنکھیں دیکھنے کی
ہوں دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہوں سنے" منشی محبوب عالم
ایڈیٹر پیسہ اخبار جانتے تھے کہ میں مذہبی آدمی ہوں اور بارہا
انہوں نے انارکلی میں عیسائیوں اور آریوں کے خلاف لیکچر دیتے
اور مباحثے کرتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے مجھے اور مولوی سید احمد
اور منشی اللہ دتا کو بلایا اور کہا کہ ایک نئی خبر سناتا ہوں۔ اس پر انہوں نے
یہ مضمون سنایا۔

میرا علم و معرفت نہایت ہی کمزور تھی میں نے مضمون سن کر
اظہار افسوس کیا اور جو نادان صوفیوں سے سنا ہوا تھا کہ سلوک
کے راستہ میں بعض وقت کوئی ٹھوکر لگ جاتی ہے اور ایسے
بزرگ کچھ دعویٰ کر دیتے ہیں میں نے بھی یہی کہا کہ حضرت کو
نعوذ باللہ ٹھوکر لگی ہے اس سے زیادہ میں نے کچھ نہ کہا۔
اور نہ حضرت کے متعلق کوئی شبہ پیدا ہوا۔ بات آئی گئی۔ کچھ دنوں
کے بعد مجھے رسالہ فتح اسلام مل گیا میں نے اسے تین چار مرتبہ
پڑھا اور مجھے شرح صدر ہو گیا۔ میں نے رسالہ جیب میں رکھا
اور دفتر جا کر ان ہر سہ کی موجودگی میں انکو گواہ کر کے کہا کہ
میرا خیال غلط تھا حضرت مرزا صاحب واقعی مسیح موعود ہیں اور حضرت
مسیح ابن مریم فوت ہو گئے اور رسالہ فتح اسلام سے بعض پیراگراف
سنائے اس پر منشی محبوب عالم صاحب نے کہا تم بڑے
متلون مزاج ہو چند روز پیشتر وہ خیال ظاہر کیا اور آج

ان کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہو۔ میں نے کہا آپ نے تلوّن کی
حقیقت ہی نہیں سمجھی اپنی غلطی سے رجوع کرکے صداقت کو قبول
کرنا تو اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے۔ اس پر وہ بحث ختم ہو گئی اور میں نے
حضرت کو اپنا یہ سارا قصہ لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے منشی الہ دتا صاحب
کو تو سلسلہ میں داخل کر دیا۔ سید احمد ناول نویس تھے ان کو
کچھ توجہ ہی نہ ہوئی۔ اور منشی محبوب عالم صاحب مخالفت بھی کرتے
رہے۔ اور اسکے بعد خاکسار عرفانی کبیر کو تو علی الاعلان اس
پیغام کو لاہور کے بازاروں میں پہونچانے کی سعادت نصیب
ہوئی۔ اور حضرت اقدس کے سفر لاہور کے ایام میں مخالفین
سے ماریں بھی کھائیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ واقعہ میں نے اس اشتہار کے سلسلہ میں لکھ دینا ضروری سمجھا۔

حضرت نواب محمد علیخاں صاحبؓ کا تعلق

حضرت نواب محمد علیخاں صاحبؓ
کی زندگی کو بھی عبدالحق کے اشتہار مباہلہ سے ایک تعلق ہے۔ آپ نے
اس سلسلہ میں حضرت کو ایک خط لکھا جس میں مزید انکشاف بذریعہ
سوالات کیا گیا تھا۔ حضرت اقدس نے حضرت نواب صاحب کو
جو مکتوب گرامی لکھا وہ آپ کے مکتوبات میں چوتھے نمبر پر درج ہے

حاشیہ: حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے
ہر ایک کے پاس سے ہی مل سکتا ہے مگر میں اس خط کو یہاں حاشیہ میں اس لئے درج کر دیتا ہوں
کہ زمانہ آئندہ کے مورخ کو آسانی ہو۔ (عرفانی)

جس میں حضرت اقدس نے نواب صاحب کے طریق استفسار کو
سعادت کی نشانی قرار دیا اور لکھا کہ "میری نظر میں طلب ثبوت اور
انکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہیں بلکہ سعیدوں
کی یہی نشانی ہے کہ وہ ورطۂ مذبذبات سے نجات پانے کے لئے
حل مشکلات چاہتے ہیں۔ لہذا یہ عاجز آپ کے اس طلب ثبوت
سے ناخوش نہیں ہوا بلکہ نہایت خوش ہے کہ آپ میں سعادت
کی وہ علامتیں دیکھتا ہوں جس سے آپ کی نسبت عرفانی ترقیات
کی امید بڑھتی ہے۔" اسوقت یہ پیشگوئی تھی اور حقیقت ثابتہ
ہو گئی۔ اس طرح یہ خط میری زندگی کے نشیب و فراز میں ایک موڑ کا
مقام ہے اور مجھے بہت ہی عزیز ہے۔ اس خط کی ایک نقل حضرت
حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے اپنے
ایک مکتوب کے ساتھ بھیجی تھی۔ وہ مکتوب حضرت خلیفہ اولؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بقیہ حاشیہ۔ میرے پیارے دوست نواب محمد علیخاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ عین انتظار میں مجھ کو ملا جس کو میں نے
تعظیم سے دیکھا اور ہمدردی اور اخلاص کے جوش سے حرف حرف پڑھا۔ میری نظر میں طلب
ثبوت اور انکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہیں ہے بلکہ سعیدوں کی یہ
نشانی ہے کہ وہ ورطۂ مذبذبات سے نجات پانے کے لئے حل مشکلات چاہتے ہیں۔ لہذا یہ
عاجز آپ کے اس طلب ثبوت سے ناخوش نہیں ہوا۔ بلکہ نہایت خوش ہے کہ آپ میں سعادت کی

مکتوب ہیں کسی وجہ سے شایع نہ ہو سکا۔ ۹ فروری ۱۸۹۱ء کو حضرت اقدس نے جو مکتوب (۹۷) لکھا تھا اس میں عبدالحق غزنوی کے اشتہار کا ذکر ہے اور آپ نے یہ خیال بھی ظاہر فرمایا کہ "درحقیقت یہ اشتہار مولوی عبدالجبار صاحب کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں۔" اور اس مکتوب میں بھی حضرت نے اشارہ کیا ہے۔ مولوی عبدالجبار صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چونکہ حضرت حکیم الامت کے نام کا مکتوب رہ گیا ہے اس لئے اسے بھی یہاں درج کر دیتا ہوں۔ اس خط پر جو نوٹ لکھا گیا ہے وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ۔ وہ علامتیں دیکھتا ہوں جس سے آپ کی نسبت عرفانی ترقیات کی امیدیں رکھتی ہیں۔

مباہلہ سے قطعی انکار نہیں کیا | اب آپ پر یہ واضح کرتا ہوں کہ میں نے مباہلہ سے قطعی طور پر انکار نہیں کیا اگر امر متنازعہ فیہ میں قرآن اور حدیث کی رو سے مباہلہ ہو تو میں سب سے پہلے مباہلہ کے لئے کھڑا ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں ہرگز مباہلہ جائز نہیں جب کہ فریقین کا یہ خیال ہو کہ فلاں مسئلہ میں کسی فریق کی اجتہاد یا فہم یا سمجھ کی غلطی ہے۔ کسی کی طرف سے عمداً افترا۔

مباہلہ کی حقیقت | یا دروغ بیانی نہیں۔ کیونکہ مجرد ایسے اختلافات ہیں جو قطع نظر مصیب یا مخطی ہونے کے صحت نیت اور اخلاص اور صدق پر مبنی ہیں۔ مباہلہ جائز ہوتا اور خدائے تعالیٰ ہر ایک جزئی اختلاف کی وجہ سے مخطی پر عند المباہلہ عذاب نازل کرتا تو آجتک تمام اسلام کا روئے زمین سے خاتمہ ہو جاتا کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مباہلہ سے یہ غرض ہوتی ہے کہ

اب ہم ایک خط چھاپتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا ہے۔ اس خط کو پڑھتے وقت ہمیں قرآن حمید کی وہ آیت یاد آئی اور جناب ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے اثبات میں ایک بڑی زبردست خطابی دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے قل انما ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ ان کو کہدو کہ میں تمہیں اللہ کی طرف جو بلاتا ہوں تو میں اپنے مشن کی صداقت کی نسبت مذبذب ومتردد نہیں ہوں۔ بخلاف اس کے مجھ کو کامل وثوق ہے پوری بصیرت ہے کہ میں راست باز ہوں اور اس لئے بالیقین کامیاب ہونے والا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل سکینہ صادق ہیں اور مذبذب دلی مضطر مضطر کاذب کے لہجے اور کلام کی تلونیات میں فرق عظیم ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ "جو فریق حق پر نہیں اس پر بلا نازل ہو"۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اجتہادی امور میں مثلاً کسی جزئی میں حنفی حق پر نہیں اور کسی میں شافعی حق پر اور کسی میں اہل حدیث اب جب کہ فرض کیا جائے کہ سب فرقے اسلام کی جزئی اختلاف کی وجہ سے باہم مباہلہ کریں اور خدائے تعالیٰ اس پر جو حق پر نہیں عذاب نازل کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنی خطا کی وجہ سے تمام فرقہ اسلام کے روئے زمین سے نابود کئے جائیں اب ظاہر ہے کہ اس امر کے تجویز کرنے سے اسلام کا استیصال تجویز کرنا پڑتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک جو حامی اسلام اور مسلمین ہے کیونکر جائز ہوگا پھر میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے نزدیک جزئی اختلافات کی وجہ سے مباہلہ جائز ہوتا تو وہ ہمیں یہ تعلیم نہ دیتا ربنا اغفرلنا ولاخواننا

حضرت مرزا صاحب کا یہ خط بڑی بھاری دلی طمانیت اپنے مولائے کریم
پر قوی اعتماد و وثوق کی خبر دیتا ہے۔ فقرہ فقرہ سے اس کے بامذاق
ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ پس پردہ کوئی حمایت و نصرت کی بشارت
و تسلی دینے والا ضرور ہے اور اس وادی ایمن کے منتخب اولوالعزم
کی طرح جو ابتدا میں ضعف بشریت کی تحریک سے اخاف ان
یقتلون کا عذر پیش کرتا تھا مگر بالآخر اننی معکما اسمع واریٰ
کی بشارت آمیز آواز پر پرجوش ناخدا ترس قوم کی طرف بے خوف

بقیہ حاشیہ۔ یعنی اے خدا ہماری خطا معاف کر۔ اور ہمارے بھائیوں کی خطا بھی عفو فرما
بلکہ مسیح اور علی کا قصہ بار بار پڑھتا۔ اور ہمیں ہر ایک جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ
کی رغبت دیتا لیکن مباہلہ ہرگز نہیں اگر اس امت کے باہمی اختلافات کا مباہلہ سے
فیصلہ ہونا ضرور ہے۔ پھر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے لئے دشمنوں کی نظر میں اس سے
بہتر کوئی حکمت نہیں ہوگی کہ ان تمام جزئیات مختلف میں مباہلہ کرایا جائے تا ایک ہی مرتبہ
سب مسلمانوں پر قیامت آجائے۔ کیونکہ کوئی فرقہ کسی خطا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا اور
کوئی کسی خطا کے سبب سے مورد عذاب و ہلاکت ہوگا۔ وجہ یہ کہ جزئی خطا سے تو کوئی
فرقہ بھی خالی نہیں۔

مباہلہ کس صورت میں جائز ہے۔ اب میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس صورت میں مباہلہ
جائز ہے۔ سو واضح ہو کہ دو صورت میں مباہلہ جائز ہے۔

(۱) اول اس کافر کے ساتھ جو یہ دعوے رکھتا ہے کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام
حق پر نہیں۔ اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتیں میں مانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔

چل دیا۔ جہاں بھی عادت اللہ اس مجدد کو تقویت دے رہی ہے۔
عجب ہیں وہ دل جو اس پر بھی رقیق ہونے میں نہ آئیں۔ انہیں
ہر وقت یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ من عادی لی ولیا
فقد اٰذنتہ بالحرب۔ خداوند فرماتا ہے میرے دوست سے جو
بیر کرے میں اسے اپنے ساتھ لڑنے کا نوٹس دیتا ہوں۔ وہ خوف
کریں کہ ایسا نہ ہو کہ وہ خدا سے لڑنے والے ٹھہریں۔

بقیہ حاشیہ۔ (۲) دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بیجا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔
مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم
خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا مثلاً یہ ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ
شراب خوار ہے اور میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں
بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک شخص اپنے
یقین اور رویت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہونچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی
اسمٰعیل صاحب نے کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے۔
کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور
انہیں کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے الہام
ہوا ہے۔ سو مولوی اسمٰعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا۔
بلکہ اس عاجز کی امانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی۔ جس کی اپنے ایک دوست
کی رویت پر بنا رکھی تھی۔ لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو۔ اور اجتہادی طور پر کوئی
شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تعجب نہیں۔ بلکہ جہاں تک اس کی

خطِ حضرت مرزا صاحب بنام مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل آپ کی خدمت میں مولوی عبدالجبار صاحب اور میاں عبدالحق صاحب کے خط روانہ کر چکا ہوں۔ اور مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے جس کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا کہ مولیٰ کریم اور میرا آقا و محسن عزّ اسمہٗ جل شانہٗ مجھے فتح و نصرت کی بشارت دیتا ہے اور ان لوگوں کے فیصلہ کے لئے مجھے ایک راہ بتاتا ہے جنہوں نے الہامات کا ادعا کر کے اس عاجز کو ضالّ ملحد اور جہنمی قرار دیا ہے اور جرأت کر کے اس مضمون کو شائع بھی کر دیا اور جن باتوں سے اپنے بھائی مسلمان کو آزار پہنچتا ہے اور اس کی تذلیل ہوتی ہے اس کی کچھ بھی پروا نہیں کی اور طریق تقویٰ کی رعایت نہیں رکھی۔ اس لئے یہ امر خدا تعالیٰ کی جناب میں کچھ سہل و آسان

بقیہ حاشیہ سمجھا اور اس کا علم تھا۔ اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطعی اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

پس بالحق شیعہ میں مباہلہ اس وقت جائز ہوگا جب فریق مخالف یہ اشتہار دیں کہ ہم اس مدعی کو اپنی نظر میں اس قسم کا مخطی نہیں سمجھتے کہ جیسے اسلام کے فرقوں میں مصیب

نہیں بلکہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا تھا سو مجھے خدا تعالیٰ کی نصرت کی خوشبو آ رہی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ مجھے ایک ایسی راہ کی رہبری کرتا ہے جس سے جھوٹوں کا جھوٹ کھل جائے اگر یہ الزام صرف میری ذات تک محدود ہوتا تو دوسرا امر تھا لیکن اس کا بد اثر ہزاروں لوگوں پر ہوتا ہے۔ جہنمی اور ضال کے لفظ میں سب قسم کے عیب بھرے ہوئے ہیں سو میں انشاء اللہ القدیر ان امور کے پورے طور پر کھلنے کے بعد جن کی مجھے بشارت دی گئی ہے اور پھر ان کے چھپوانے کے بعد ان لوگوں سے رجسٹر شدہ خطوط کے ذریعے سے درخواست کروں گا اور انشاء اللہ القدیر وہ ایسا امر ہوگا جو کاذب کی پردہ دری کر دے گا۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ فروری ۱۸۹۱ء

(عرفانِ کبیر)

بقیہ حاشیہ۔ بھی ہوتے ہیں اور مخطی بھی اور بعض فرقے بعض سے اختلاف رکھتے ہیں بلکہ ہم یقین کلی سے اس شخص کو مفتری جانتے ہیں اور ہم اس بات کے محتاج نہیں کہ یہ کہیں کہ امر متنازعہ فیہ کی اصل حقیقت خدائے تعالیٰ جانتا ہے بلکہ یقیناً اس پیشگوئی کی اصل حقیقت ہمیں معلوم ہو چکی ہے اگر یہ لوگ اس قدر اقرار کریں تو پھر کچھ ضرورت نہیں کہ علماء کا مشورہ اس میں لیا جائے وہ مشورہ نقصانِ علم کی وجہ سے طلب نہیں کیا گیا۔ صرف اتمام حجت کی غرض سے طلب کیا گیا ہے سو اگر یہ عیان

مکتوب بنام مولوی عبدالجبار غزنوی

السلام علیکم۔ ایک اشتہار جو عبدالحق کے نام سے جاری کیا گیا ہے۔ جس میں مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ کل کی ڈاک میں مجھے ملا۔ چونکہ میں نہیں جانتا کہ عبدالحق کون ہے۔ آیا کسی گروہ کا مقتدی یا مقتدا ہے۔ اس واسطے آپ ہی کی طرف خط ہذا لکھتا ہوں۔ اس خیال سے کہ میری رائے میں وہ آپ ہی کی جماعت میں سے ہے۔ اور اشتہار بھی دراصل آپ ہی کی تحریک سے لکھا گیا ہوگا۔ پس واضح ہو کہ مباہلہ سے مجھے کسی طرح سے اعتراض نہیں جس حالت میں میں نے اس مدعا کی غرض سے قریب بارہ ہزار کے خطوط و اشتہارات مختلف ملکوں میں بڑے بڑے مخالفوں کے نام روانہ کئے ہیں۔ تو پھر آپ سے مباہلہ کرنے میں کونسی تامل کی جگہ ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی وحی اور الہام سے میں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی

بقیہ حاشیہ۔ ایسا اقرار کریں کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے تو پھر کچھ حاجت نہیں کہ علماء سے فتویٰ پوچھا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص آپ ہی یقین نہیں کرتا۔ وہ مباہلہ کس بناء پر کرنا چاہتا ہے؟ مباہل کا منصب یہ ہے کہ اپنے دعویٰ میں یقین ظاہر کرے۔ صرف ظن اور شبہ پر بنا نہ ہو۔ مباہل کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ اس امر کے بارے میں خدائے تعالےٰ کو معلوم ہے۔ وہی مجھ کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے۔ تب مباہلہ کی بناء پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ مباہلہ سے پہلے شخص مبلغ کا

میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔ سو میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔ بلکہ ایک آنے والا تو خود میرے پر بھی ظاہر کیا گیا ہے جو میرے ہی ذریت میں سے ہوگا لیکن اس جگہ میرا دعویٰ جو بذریعہ الہام مجھے یقینی طور پر سمجھایا گیا ہے۔ صرف اتنا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث میں میرے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو۔ اور شاید یہ پیشگوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں۔ اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔ لیکن یہ میرے پر کھول دیا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی تھی فوت ہو چکا ہے۔ اور یحییٰ کی روح کے ساتھ اس کی

بقیہ حاشیہ۔ بھی سن لینا ضروری ہے۔ یعنی جو شخص خدائے تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہے لازم ہے کہ اول دلائل بینہ سے اشخاص منکرین کو اپنے دعوے کی صداقت سمجھاوے اور اپنے صدق کی علامتیں ان پر ظاہر کرے پھر اگر وہ اس کے بیانات کو سن کر اشخاص باز نہ آویں۔ اور کہیں کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ تو مفتری ہے۔ تو آخر الحیل مباہلہ ہے۔ یہ نہیں کہ ابھی نہ کچھ سمجھایا نہ کچھ سنا پہلے مباہلہ ہی لے بیٹھے۔

میں مباہلہ کے لئے کیا چاہتا ہوں۔ | ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی درخواست اس وقت کی تھی کہ جب کئی برس قرآن شریف نازل ہو کر کامل طور پر تبلیغ ہو چکی تھی

دوسرے آسمان میں اور اپنے سماوی مرتبہ کے موافق بہشت بریں کی سیر کر رہی ہے۔ اب وہ روح بہشت سے بموجب وعدہ الٰہی کے جو بہشتیوں کے لئے قرآن شریف میں موجود ہے نکل نہیں سکتی اور نہ دو موتیں ان پر وارد ہو سکتی ہے۔ ایک موت جو ان پر وارد ہوئی وہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے اور ہمارے اکثر مفسر بھی اس کے قائل ہیں۔ اور ابن عباس کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ظاہر ہے اور انجیل میں بھی لکھا ہے اور نیز توریت میں بھی۔ اور دوسری موت ان کے لئے تجویز کرنا خلاف نص و حدیث ہے۔ وجہ یہ کہ کسی جگہ ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دو مرتبہ مریں گے۔ یہ تو میرے الہامات اور مکاشفات کا خلاصہ ہے جو میرے رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے اور ایسا ہی اس پر ایمان رکھتا ہوں جیسا کتاب اللہ پر اور اسے اقرار اور انہیں لفظوں کے ساتھ میں مباہلہ بھی کروں گا اور جو لوگ اپنے شیطانی اوہام کو ربانی الہام قرار دیکر مجھے جہنمی اور ضال قرار دیتے ہیں۔ ایسا ہی ان سے بھی ان کے الہامات کے بارے میں اللہ جل شانہٗ کی حلف لوں گا۔ کہاں تک انہیں اپنے الہامات کی یقینی معرفت حاصل ہے۔ مگر بہرحال مباہلہ کے لئے میں مستعد کھڑا ہوں لیکن امور مفصلہ ذیل کا تصفیہ پہلے مقدم ہے۔

بقیہ حاشیہ۔ یہ عاجز کسی طرح نہیں چاہتا۔ صرف یہ چاہتا ہے کہ ایک مجلس علماء کی جمع ہو اور ان میں وہ لوگ بھی جمع ہوں جو مباہلہ کی درخواست کرتے ہیں۔ پہلے یہ عاجز انبیاء کے طریق پر شرط نصیحت بجا لاوے۔ اور صاف صاف بیان سے اپنا حق ہونا ظاہر کرلے جب اس وعظ سے فراغت ہو جائے تو درخواست کنندہ مباہلہ اٹھ کر یہ کہے کہ وعظ میں نے سن لیا۔

اول یہ کہ چند مولوی صاحبان نامی جیسے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری بالاتفاق یہ فتویٰ لکھ دیں کہ ایسی جزئیات خفیفہ میں اگر الہامی یا اجتہادی طور پر اختلاف واقع ہو تو اس کا فیصلہ بذریعہ لعن طعن کرنے اور ایک دوسرے کو بددعا دینے کے جس کا دوسرے لفظوں میں مباہلہ نام ہے کرنا جائز ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں جزئی اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں کو لعنتوں کا نشانہ بنانا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ ایسے اختلافات صحابیوں میں بھی شروع ہو گئے تھے۔ مثلاً حضرت ابن عباس محدث کی وحی کو نبی کی وحی کی طرح قطعی سمجھتے تھے۔ اور دوسرے ان کے مخالف بھی تھے۔ ایسا ہی صاحب صحیح بخاری کا یہ عقیدہ تھا کہ کتب سابقہ یعنی توریت و انجیل وغیرہ محرف نہیں ہیں۔ اور ان میں کچھ لفظی تحریف نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ عقیدہ اجماع مسلمین کے مخالف ہے۔ اور باایں ہمہ سخت مضر بھی ہے اور نیز بہ بداہت باطل۔ ایسا ہی محی الدین ابن عربی رئیس المتصوفین کا یہ عقیدہ ہے کہ فرعون دوزخی نہیں ہوگا اور نبوت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا اور کفار کے لئے عذاب جاودانی نہیں اور مذہب وحدت الوجود کے بھی گویا وہی موجد ہیں۔ پہلے ان سے کسی نے ایسی ۔

بقیہ حاشیہ۔ مگر میں اب بھی یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص کاذب اور مفتری ہے۔ اور اس یقین میں شک و شبہ کو راہ نہیں بلکہ رویت کی طرح قطعی ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ ایسا شک و شبہ سے منزہ ہے کہ جیسے رویت تب اس کے بعد مباہلہ شروع ہو۔ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہوتا ہے۔ تا حجت پوری ہو جائے۔ کبھی سنا نہیں گیا کہ کسی نبی نے ابھی تبلیغ نہیں کی اور مباہلہ کی

واشگاف کلام نہیں کی۔ سو یہ چاروں عقیدے ان کے ایسا ہی اور بعض عقائد بھی اجماع کے برخلاف ہیں۔ اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا یہ عقیدہ ہے کہ اسمٰعیل ذبیح نہیں ہیں۔ بلکہ اسحاقؑ ذبیح ہے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذبیح اسمٰعیل ہے اور عید الضحیٰ کے خطبہ میں اکثر صاحبان رو رو کر انھیں کا حال سنایا کرتے ہیں۔ اسی طرح صدہا اختلافات گزشتہ علماء و فضلاء کے اقوال میں پائے جاتے ہیں۔ اسی زمانہ میں بعض علماء مہدی موعود کے بارہ میں دوسرے علماء سے اختلاف رکھتے ہیں۔ کہ وہ سب حدیثیں ضعیف ہیں۔ غرض جزئیات کے جھگڑے ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ مثلاً یزید پلید کی بیعت پر اکثر لوگوں کا اجماع ہو گیا تھا۔ مگر امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے اور ان کی جماعت نے اس اجماع کو قبول نہیں کیا۔ اور اس سے باہر رہے۔ اور بقول میاں عبد الحق اکیلے رہے حالانکہ حدیث صحیح میں گو خلیفۂ وقت فاسق ہی ہو بیعت کر لینی چاہیئے [illegible]

بقیہ حاشیہ ـ ہی شروع ہو گیا۔

غرض اس عاجز کو مباہلہ سے ہرگز انکار نہیں

مگر اسی طریق سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند کیا ہے۔ مباہلہ کی بنا یقین پر ہوتی ہے نہ اجتہادی خطا و صواب پر جب مباہلہ سے غرض تائید دین ہے۔ تو کیونکر پہلا قدم ہی دین کے مخالف رکھا جائے۔

یہ عاجز انشاء اللہ ایک ہفتہ تک ازالۃ الاوہام کے اوراق مطبوعہ آپ کے لئے طلب کریگا مگر شرط یہ ہے کہ ابھی آپ کسی پر ان کو ظاہر نہ کریں۔ اسکا مضمون آپ تک امانت رہے۔ اگرچہ بعض مقاصد عالیہ ابھی تک طبع نہیں ہوئے اور یکجائی طور پر دیکھنا بہتر ہوتا ہے تا خدا نخواستہ

ہے۔ پھر انھیں حدیثوں پر نظر ڈال کر دیکھو جو مسیح کی پیشگوئی کے بارہ میں ہیں کہ کس قدر اختلافات سے بھری ہوئی ہیں۔ مثلاً صاحب بخاری نے دمشق کی حدیث کو نہیں لیا اور اپنے سکوت سے ظاہر کر دیا کہ اس کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

اور ابن ماجہ نے بجائے دمشق کے بیت المقدس لکھا ہے

اب حاصل کلام یہ ہے کہ ان بزرگوں نے باوجود ان اختلافات کثیرہ کے ایک دوسرے سے مباہلہ کی درخواست ہرگز نہیں کی۔ اور ہرگز روا نہیں رکھا کہ ایک دوسرے پر لعنت کریں بلکہ بجائے لعنت کے یہ حدیث سناتے رہے کہ اختلاف امتی رحمۃ۔ اب یہ نئی بات نکلی ہے کہ ایسے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے پر

بقیہ حاشیہ ـ قبل از وقت طبیعت سیر نہ ہو جائے۔ مگر آپ کے اصرار سے آپ کے لئے طلب کرونگا۔ چونکہ میرا نوکر جس کے اہتمام اور حفاظت میں یہ کاغذات ہیں۔ اس جگہ سے بیس چار روز تک امرتسر جائیگا۔ اس لئے ہفتہ یا عشرہ تک یہ کاغذات آپ کی خدمت میں پہنچیں گے آپ کے لئے ملاقات کرنا ضروری ہے۔ ورنہ تحریر کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً استکشاف کرنا چاہیئے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

نوٹ :- اس خط پر تاریخ نہیں ہے۔ لیکن ازالہ اوہام کی طبع کا چونکہ ذکر ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا یہ مکتوب ہے۔ نواب صاحب قبلہ نے آپ کو مباہلہ کی درخواست منظور کرنے کے متعلق تحریک کی تھی۔ جو عبد الحق غزنوی وغیرہ کی طرف سے ہوئی تھی اس کے جواب میں آپ نے یہ مکتوب لکھا۔ [illegible] اور آپ [illegible] فرماتے ہیں

لعنت کریں۔ اور بددعا اور گالی اور دشنام کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی ایک
شخص پر امر تہمت کی راہ سے کسی فسق اور معصیت کا الزام لگایا جاوے جیسا کہ مولوی
اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڈھ نے اس عاجز پر لگایا تھا کہ نجوم سے کام لیتے ہیں اور
اس کا نام الہام رکھتے ہیں تو مظلوم کو حق پہنچتا ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔
مگر جزئی اختلافات میں جو ہمیشہ سے علماء و فقراء میں واقع ہوتے رہے ہیں۔
مباہلہ کی درخواست کرنا یہ غزنوی بزرگوں کا ہی ایجاد ہے۔ لیکن اگر علماء ایسے
مباہلہ کا فتویٰ دیں تو ہمیں عذر بھی کچھ نہیں۔ کیونکہ ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم
اس ملاعنہ کی طریق سے جس کا نام مباہلہ ہے اجتناب کریں۔ تو یہی اجتناب
ہمارے گریز کی وجہ سمجھی جائے۔ اور حضرات غزنوی خوش ہو کر کوئی دوسرا اشتہار
عبدالحق کے نام سے چھپوا دیں۔ اور لکھدیں کہ مباہلہ قبول نہیں کیا اور بھاگ گئے۔
لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی خوف ہے کہ اگر ہم مسلمانوں پر خلاف حکم شرع اور
طریق تقویٰ کی لعنت کرنے کے لئے امرتسر پہنچیں تو مولوی صاحبان ہم پر یہ اعتراض
کر دیں کہ مسلمانوں پر کیوں لعنتیں کیں اور ان حدیثوں سے کیوں تجاوز کیا۔

حاشیہ۔ یہ عادت ہے یہ عاجز انبیاء کے طریق پر حتی الوسع نصیحت بجا لاوے۔ اپنے سلسلہ کو ہمیشہ
منہاج نبوت پر پیش کیا ہے۔ [illegible] استکشاف حق کے لئے کسی سوال اور جرح کو
نہیں مٹاتے۔ بلکہ سائل کو شوق دلاتے ہیں کہ وہ دریافت کرے۔ اس لئے کہ اسے آپ
سعیدوں کی نشانی قرار دیتے ہیں۔

(عرفانی)

جو مومن لعان نہیں ہوتا۔ اور اس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔
سو پہلے یہ ضروری ہے کہ فتویٰ لکھا جاوے۔ اور اس فتویٰ پر ان تینوں مولوی
صاحبان کے دستخط ہوں۔ جن کا ذکر میں لکھ چکا ہوں۔ جس وقت وہ استفتاء مصدقہ
بمواہیر علماء میرے پاس پہنچے تو پھر حضرت غزنوی مجھے امرتسر پہنچا سمجھ لیں۔ ماسوا
اس کے یہ بھی دریافت طلب ہے کہ مباہلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں
منجانب اللہ تجویز کیا گیا تھا۔ وہ کفار نصاریٰ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا جو نجران
کے معزز اور مشہور نصرانی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مباہلہ جو ایک مسنون امر ہے کہ
اس میں ایک فریق کا کافر یا ظالم کس کو خیال کیا گیا ہے اور نیز یہ بھی دریافت
طلب ہے کہ جیسا کہ نجران کے نصاریٰ کی ایک جماعت تھی آپ کی کوئی جماعت ہے
یا صرف اکیلے میاں عبدالحق صاحب قلم چلا رہے ہیں۔ تیسرا یہ امر بھی تحقیق طلب
ہے کہ اس اشتہار کے لکھنے والے درحقیقت کوئی صاحب آپ کی جماعت میں سے ہیں
جن کا نام عبدالحق ہے یا یہ فرضی نام ہے اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ آپ بھی
مباہلین کے گروہ میں داخل نہیں تو کیا وجہ؟ اور پھر وہ کونسی جماعت ہے
جیسا کہ منشاء آیت کا ہے ان تمام امور کا جواب بواپسی ڈاک ارسال فرماویں۔
اور میاں عبدالحق نے اپنے اشتہار میں جو مجھے جہنمی اور ناری لکھا ہے اس کے جواب
میں مجھے کچھ ضرورت لکھنے کی نہیں ہے کیونکہ مباہلہ کے بعد خود ثابت ہو جائے گا کہ
اس خطاب کا مصداق کون ہے۔ لیکن جہاں تک ہو سکے آپ مباہلہ کے لئے [illegible]
استفتاء تیار کر کے مولوی صاحبان موصوفین کی مواہیر ثبت ہونے کے بعد وہ کاغذ
میرے پاس بھیجدیں۔ اور اس میں کچھ توقف کریں گے یا میاں عبدالحق چپ کر کے
بیٹھ جائیں گے تو گریز پر حمل کیا جائے گا۔

اخبار میں اور نیز رسالہ ازالہ اوہام میں چھاپ دی جائیں گی۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور یکم رجب ۱۳۰۸ھ م ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء

حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار کے نام

تمہیدی نوٹ

حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار، حسین پور ضلع مظفر نگر کے رہنے والے ایک نومسلم خاندان سے تعلق رکھتے تھے یہ خاندان پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھا اور اس لئے نہر والے کہلاتے تھے۔ امرتسر میں اس خاندان کے ایک رکن محمد عمر صاحب نے ایک مسجد تعمیر کی تھی جو حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے خاندان میں اسوقت تک چلی آتی ہے۔ حافظ محمد یوسف اہلحدیث کے فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور اہلحدیث گروہ کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے اور مولوی عبداللہ صاحب کے ساتھ ارادت رکھتے تھے محکمہ نہر کے چند آدمی سید فتح علی شاہ، حافظ صاحب منشی الٰہی بخش منشی امیر الدین، منشی عبدالحق صاحب وغیرہم ابتداً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ارادت اور عقیدت کے ساتھ ملے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقوی و طہارت اور زہد و ورع سے ذاتی طور پر واقف تھے اور نیز مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے

کشوف حضرت اقدس کی نسبت سن چکے تھے اور حضرت اقدس کی اسلامی خدمات کو برای العین مشاہدہ کرتے تھے۔ خاکسار عرفانی کبیر کو ذاتی طور پر ان لوگوں سے ملاقات کی ابتدا ۱۸۹۲ء میں ہوئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ یہاں تک بڑھا کہ عرفانی کبیر کو حافظ محمد یوسف صاحب تبلیغ سلسلہ کے لئے اپنے ساتھ لے گئے۔ اور اسے موقع ملا کہ وہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور ان کے شاگردوں کے ساتھ اپنی بصیرت کے موافق مباحثات کرتا رہا۔ اور قصور میں جماعت کا قیام اسی وقت ہوا۔ اور ان اولون السابقون میں حضرت مرزا فضل بیگ رضی اللہ عنہ اور حضرت چودھری نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا خاندان ہے۔ خاکسار عرفانی کبیر حافظ محمد یوسف صاحب کو ڈپٹی کلکٹری کے امتحان کی تیاری خود قانون کی کتابوں کو یاد کرکے کراتا تھا۔ اور ان کے ساتھ ضلعداری کا کام بھی کرتا تھا اسی سلسلہ میں وہ نائب ضلعدار مقرر ہوا مگر خدا تعالیٰ کی خاص مشیت کے ماتحت استعفیٰ دیدیا۔ یہ ذکر ضمناً آگیا حافظ محمد یوسف اس وقت اہلحدیث کے ایک سرگرم مبلغ تھے اور اس غرض کے لئے وہ اپنا روپیہ بھی خرچ کرتے تھے مجھے ان لوگوں سے انصاف کرنا چاہیئے کہ یہ پارٹی بڑے جوش سے کام کر رہی تھی۔ ان سب کی روح رواں حافظ صاحب ہی تھے وہ صاحب الہام ہونے کے بھی مدعی تھے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ انہیں اپنے الہامات اور کشوف ہی کی وجہ سے اس طرف زیادہ تر توجہ تھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی

جب اس نے حضرت اقدس کی مخالفت کا اظہار کیا حافظ صاحب مباحثہ کی طرف بلاتے رہے اور ایک مرتبہ منشی امیر الدین صاحب کے مکان پر حضرت حکیم الامتہ مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرا دیا۔ اور اگست ۱۹۱۱ء میں چوٹی کے علماء مخالف الرائے کے نام ایک جماعت کو شامل کر کے مباحثہ کی دعوت دی۔ اس وقت ایک عام شور برپا تھا۔ لودیانہ سے ایک جماعت اہل اسلام نے علماء کے نام ایک خط شایع کیا اور لاہور سے حافظ صاحب نے چند سربرآوردہ اور ممتاز مسلمانوں کو ساتھ ملا کر مولوی محمد صاحب لکھنوی وغیرہ متعدد علماء کے نام ایک خط لکھا تاکہ وہ حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق ایک فیصلہ کن مباحثہ کر لیں۔ یہ خطوط اور حضرت اقدس کا جواب انہیں ایام میں اخبار ریاض ہند امرتسر کے ضمیمہ میں شایع ہو گیا تھا۔ میں نے انکو یہاں بھی بلفظہ ضمیمہ حافظ صاحب کے نام کے خطوط کے بعد درج کر دوں گا (انشاء اللہ العزیز)

اس سے ظاہر ہے کہ حافظ صاحب کس قدر اس سلسلہ میں سرگرم تھے یہاں تک ہی نہیں۔ حافظ محمد یوسف صاحب پہلے آدمی ہیں جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مولوی عبد الحق غزنوی سے مباہلہ کیا اور اس مباہلہ کا اثر اسی وقت ہی ظاہر ہو گیا۔ حافظ محمد یوسف صاحب نے مباہلہ کے بعد کہا کہ اگر اس مباہلہ کا کچھ بھی اثر مجھ پر ہوا تو میں اپنے عقیدہ سے رجوع کر لوں گا لیکن جب مولوی عبد الحق سے دریافت کیا تو اس نے

کہا کہ اگر میں اپنی اس بد دعا سے سور بندر اور ریچھ بھی ہو جاؤں تب بھی اپنا عقیدہ تکفیر ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ اور کافر کہنے سے باز نہ آؤں گا۔ یہ بجائے خود عبد الحق پر مباہلہ کا اثر تھا کہ اس کی فطرت مسخ ہو گئی۔ حافظ صاحب کی یہ سرگرمیاں جاری رہیں اور حافظ صاحب نے اپنا ایک کشف خصوصیت سے حضرت اقدس کے متعلق بیان کیا تھا جس کا میں بھی گواہ تھا اور وہ معراج یوسفی کے نام سے شایع ہو چکا ہے۔ یہ ساری جماعت جس میں حافظ صاحب۔ منشی الٰہی بخش۔ منشی عبد الحق وغیرہ شامل تھے اخلاص کے ساتھ کام کر رہی تھی مگر کوئی مخفی معصیت تھی جو اندر ہی اندر غیر معلوم طور پر ان کے حبط اعمال کا سامان کر رہی تھی۔ ایک روز منشی الٰہی بخش اور عبد الحق صاحب لاہور سے آئے ان ایام میں منشی الٰہی بخش کو اپنے الہامات کا بڑا دعویٰ تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ موسیٰ ہیں۔ شام کی نماز کے بعد حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر تشریف فرما تھے۔ یہ بزرگ بھی موجود تھے حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ قرآن مجید کی بعض آیات کے متعلق ایسے موقعہ پر کوئی سوال کیا کرتے تاکہ حقایق و معارف کے دریا بہہ نکلیں انھوں نے (یہ سب میرے سامنے کا واقعہ ہے۔ (عرفانی کبیر) حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت! یہ کیا راز ہے کہ بلعم جو بڑا خدا رسیدہ اور عبادت گذار صاحب الہام تھا وہ ساقط ہو گیا کہ قرآن کریم میں اس کی مثال

کئے سے دی گئی ہے اس پر حضرت اقدس نے بڑی لطیف تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا مقام اتنا بلند ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ کوئی ان کے مقابلہ میں کھڑا ہو۔ اور جو بھی اس مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے وہ عالم ہو تو اسکا علم اور صاحب کشف و الہام ہو تو اس کے کشوف و الہام سلب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ مامور من اللہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اس کی ہستی کو منوانے کے لئے اسکا مظہر ہو کر کھڑا ہوتا ہے۔ بلعم موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھڑا ہوا وہ موسیٰ کا نہیں خدا کا مقابلہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو معزول کر دیا۔ یہ خلاصہ اس تقریر کا میرے اپنے الفاظ میں ہے۔

بدقسمتی سے منشی الٰہی بخش نے یہ سمجھا کہ مجھے بلعم بنایا گیا ہے اور میری اس طرح تحقیر کی گئی ہے اس کے بعد وہ مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ فی الحقیقت معزول بلعم ثابت ہوا۔ حافظ صاحب اور منشی عبدالحق۔ الٰہی بخش کے رفقاء میں سے تھے۔ اور دوست نوازی نے ان کو بھی اپنے مقام سے گرا دیا۔ اور مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ان کا انجام اس دنیا میں اس کا مصداق ہوا

معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں

میں نے لکھ دیا ہے۔ تفصیل کی توفیق ملی تو عاقبۃ المکذبین میں کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق۔ (عرفانی کبیر)

پہلا خط بنام حافظ محمد یوسف صاحب

میرے پاس شیخ حامد علی صاحب ساکن تھہ غلام نبی نے یہ بیان کیا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار نے مجھ سے کہا کہ منشی الٰہی بخش[1] صاحب اکونٹنٹ لاہور کو مرزا غلام احمد کی نسبت کئی الہامات ایسے ہوئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ منشی صاحب موصوف کو یہ خبر دیتا ہے کہ غلام احمد صرف کذاب ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر الہام ہوئے ہیں لیکن منشی صاحب اس مصلحت سے ان الہامات کو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع نہیں کرتے کہ مبادا مرزا غلام احمد ہم پر انگریزی عدالت میں نالش کر دے۔ ہاں اگر مرزا غلام احمد یہ تحریری وعدہ لکھ دے کہ میں نالش نہیں کروں گا۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہفتہ عشرہ میں کسی اشتہار یا اخبار کے ذریعہ سے ان الہامات کو منشی الٰہی بخش صاحب کے ہاتھ سے شائع کرا دیں گے۔ پس چونکہ یہ طریق نہایت عمدہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے کوئی فیصلہ ہو جائے۔ اس لئے میں حضرت عزت کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں ایسے الہامات کے شائع کرنے سے کسی عدالت میں نالش نہیں کروں گا۔ ہاں یہ شرط ہے بلکہ نہایت ضروری شرط ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر الہامات شائع

---

[1] لفظ بخش چھوٹ گیا معلوم ہوتا ہے۔ (ناقل)

کریں یعنی تحریر الہامات کے پہلے یہ قسم کھائیں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ جو الہامات
ذیل میں لکھتا ہوں۔ وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اگر اس تحریر میں
میری طرف سے کوئی گستاخی یا جھوٹ یا افترا ہے تو خدا تعالیٰ اس افترا کا مجھے
پاداش دے۔ یہ لکھ کر یہ الہامات لکھ دیں۔

سو میں یہ رقعہ بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب اس غرض سے لکھتا ہوں۔

الراقم مرزا غلام احمد بقلم خود

مکرر یہ کہ یہ بھی شرط ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب اپنے تکذیب تفسیق کے الہامات
کو اپنے نام اور پورے پتہ و سکونت وغیرہ سے شائع کریں۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو
پھر تین ہفتہ تک انتظار کر کے یہ رقعہ کسی اشتہار یا اخبار کے ذریعہ سے شائع کر دیا
جائے گا اس کی ایک نقل اسی غرض سے رکھی گئی ہے۔ فقط ۲۰ اپریل ۱۸۹۹ء
گواہ شد دستخط عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا۔ گواہ شد دستخط مرزا خدابخش۔ گواہ شد دستخط۔
نورالدین عفا اللہ عنہ۔ گواہ شد دستخط معراج الدین حنفی عنہ گواہ شد دستخط۔
عبدالکریم سیالکوٹی۔

دوسرا خط بنام حافظ محمد یوسف صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت شریف مکرمی حافظ محمد یوسف صاحب ۱۵ مئی ۱۸۹۹ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ وہ شرائط
جو میں نے لکھے تھے وہ سب قسم کے نزاع کے لئے لکھے تھے۔ اور ان کے لکھنے سے
نہ یہ غرض تھی کہ حضرت منشی الٰہی بخش صاحب پر مجھے اعتبار نہیں۔ اور نہ یہ غرض

تھی کہ میں نعوذ باللہ ان کے لئے کوئی بد منصوبہ سوچتا ہوں۔ محض نیک نیتی سے لکھا
گیا تھا۔ لیکن چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مدعا ہے کہ تا لوگ ایسے
شخص کو شناخت کر کے جس کا وجود حقیقت میں ان کے لئے مفید ہے راہ راست
پر مستقیم ہو جائیں اور تا لوگ اس شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ
کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کسکو معلوم ہے کہ وہ کون ہے اور ابھی
تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے۔ صرف خدا کو معلوم ہے یا ان کو جن کو
خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے۔ اس لئے یہ انتظار کیا گیا ہے۔ پس اگر
جناب منشی الٰہی[1] صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں تو وہ الہام
جو میری نسبت انکو ہوئے ہیں۔ اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کریں گے۔ اور اس طرح
یہ خلقت جو واجب الرحم ہے۔ مسرف کذاب سے نجات پا جائے گی۔ اور اگر خدا تعالیٰ
کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائے گا
لہٰذا میں اس بات سے تو باز آیا کہ منشی صاحب کے منہ سے قسم کا اقرار لوں۔ گو
خدا تعالیٰ نے بھی قسمیں کھائی ہیں اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے بعض اوقات قسمیں کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے والذی نفسی بیدہٖ
لیکن میں عام لوگوں کو زیادہ توجہ دلانے کے لئے خود منشی الٰہی بخش صاحب کو قسم دیتا
ہوں اور میری طرف سے منشی صاحب موصوف کو یہ قسم ہے کہ اے منشی الٰہی بخش
صاحب آپ کو اس خدائے قادر ذوالجلال غیور کی قسم ہے کہ میری نسبت جسقدر
آپ کو خدائے تعالیٰ کیطرف سے الہامات ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب مع ترجمہ

---

[1] یہاں بخش چھوٹ گیا ہے۔ (ناقل)

لکھ کر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کر دیجئے۔ میں آپکو اے منشی الٰہی بخش صاحب پھر اس قادر قدوس کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ان الہامات میں سے جو آپ نے حافظ صاحب کو یا حضرت منشی عبدالحق صاحب کو یا کسی اور کو سنائے ہیں یا ابھی سنائے نہیں کوئی الہام مخفی نہ رکھئے۔ میں پھر تیسری مرتبہ اے منشی الٰہی بخش صاحب آپ کو اس حی و قیوم لا الٰہ الا اللہ کے مصداق کی قسم دیتا ہوں۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن شریف نازل کیا اور قسم کا منشاء یہی ہے کہ آپ اسی کے منہ کے لئے اسی کی عزت کے لئے اسی کے نام کے ادب کیلئے وہ کل الہامات جو میری نسبت آپکو ہوئے ہیں۔ اس خط کے پہونچنے سے ایک ہفتہ تک کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کرا دیجئے۔

اور وہ اشتہار میری طرف بھیج دیجئے۔ اور کوئی الہام جو میری نسبت ہو چکا ہے مخفی نہ رکھئے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہو گی اور نہ کسی قسم کا بیجا حملہ آپ کی وجاہت و شان پر ہو گا۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے سب کام بد ذاتی ہیں۔ میں صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف اور کذاب کا نام دیتے ہیں جو قرآن میں فرعون اور کسی اشد کافر کا نام ہے اور وہ لوگ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ آپ فیصلہ کرے۔ میں نے تین قسموں کیساتھ آپکی خدمت میں عرض کی ہے اور یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام پیغمبروں کی ہے کہ جب قسم دیکر انکو پوچھا جاتا تھا تو وہ اس جواب کو بغیر کم یا زیادہ کرنے کے اور بغیر کسی قسم کی خیانت و تحریف کے ٹھیک ٹھیک مطابق واقعہ بیان کر دیتے۔ سوا اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا آپ اپنے منہ سے قسم کھانے سے الگ رہیئے گر میرا مدعا بھی اس طور سے حاصل ہو جائیگا ضرور نہیں کہ اظہار قسم کرو۔

دستخط مرزا غلام احمد

بابو الٰہی بخش کے نام

(تمہیدی نوٹ)

بابو الٰہی بخش صاحب کا ضمنی ذکر میں نے حافظ محمد یوسف صاحب کے متعلق تمہیدی نوٹ میں کیا ہے یہ صاحب ضلع ملتان کے باشندے تھے اور محکمۂ نہر میں ترقی کرتے کرتے اکونٹنٹ کے درجہ تک پہونچ چکے تھے۔

محکمہ نہر کے یہ چند مسلمان افسر مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت اور ارادت رکھتے تھے اور انھوں نے مولوی صاحب موصوف کی زبانی یہ سنا تھا کہ "ایک نور پیدا ہوگا جس سے دنیا کے چاروں طرف روشنی ہو جائے گی اور وہ نور مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے جو قادیان میں رہتا ہے" اور مولوی صاحب موصوف کا جب کبھی ذکر ہو تو حضرت مرزا صاحب کے متعلق نیک خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ اس لئے اس گروہ کو حضرت اقدس سے تعلق اور محبت پیدا ہوئی۔ اپنے فہم اور عقل کے موافق یہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور زمانہ کی حالت کے لحاظ سے اسلامی خدمات سے دلچسپی رکھتے تھے۔ منشی الٰہی بخش کو یہ بھی دعویٰ تھا کہ ان کو الہام اور کشف ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسلامی خدمات اور مخالفین اسلام کے جواب میں سینہ سپر ہوتے دیکھ کر اور

آپ کے تقویٰ و طہارت سے آگاہ ہو کر یہ گروہ آپ کی خدمت میں آیا اور تعلقات کو بڑھایا۔ حضرت اقدس بھی منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت حسن ظن رکھتے تھے چنانچہ آپ نے جب منشی صاحب کی رہنمائی کے لئے خصوصاً اور عوام کے فائدہ کے لئے عموماً ضرورت امام لکھی تو آپ نے اس میں تحریر فرمایا" ان دنوں میں نے ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء میں جو مطابق جمادی الاول ۱۳۱۶ھ ہے ایک میرے دوست جن کو میں ایک بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیزگار جانتا ہوں اور ان کی نسبت ابتدا سے میرا بہت نیک گمان ہے واللہ حسیبہٗ مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں اور اس غلطی کے ضرر سے ان کی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں۔"

حضرت اقدس کو ان کی نسبت حسن ظن تھا اور ان کے انجام کے متعلق خطرہ اور اندیشہ بھی تھا کہ وہ غلطی ان کو ہلاک نہ کر دے۔ اور آخر ایسا ہی ہوا جس کا بہت ہی افسوس ہے۔ یہاں ایک جملہ معترضہ کے طور پر میں یہ بھی لکھ دینا چاہتا ہوں کہ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے عہد میں جو لوگ بظاہر بڑے اخلاص سے شریک ہوئے اور انھوں نے آپ کے کاموں میں امداد کے لئے ہاتھ بٹایا نخوت اور تکبر نے ان کی حالت کو بدل دیا اور وہ ع "معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے" ان میں بعض الہام و کشف کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور بعض رسول نما بنتے تھے۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کے مقابلہ میں جو بھی کھڑا ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ اس کے علم کو اس مخالفت کے نتیجہ میں سلب کر لیتا ہے ؎

خدا خود قصۂ شیطاں بیاں کرد است تا دانند
کہ ایں نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را

منشی الٰہی بخش صاحب کو ابتداءً حضرت اقدس کی تائید اور تصدیق میں الہامات اور کشوف ہوتے تھے اور یہ الہامات وہ ایک رجسٹر میں لکھتے تھے۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ملتا جلتا اور ان کی مجالس میں بے تکلف آتا جاتا تھا وہ اپنے الہامات اور رویا سناتے۔ یہ بھی وہ سنایا کرتے بلکہ اس رجسٹر میں لکھ رکھا تھا کہ ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ مرزا صاحب کو تو خدا نے بڑے بڑے درجات دیئے ہیں مگر میرے واسطے کچھ نہیں تو الہام ہوا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یعنی یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ باوجود اس محبت کے جو وہ حضرت اقدس سے ظاہر کرتے تھے ان کے دل میں ایک مخفی حسد بھی تھا جس کو وہ محسوس نہ کرتے تھے۔ اور اپنی ظاہری عبادت پر نازاں تھے جو بجائے اس کے کہ ان کے اندر خشیت الٰہی کو پیدا کرتی۔ اس نے ایک قسم کی نخوت پیدا کر دی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے آپ کو ایک ایسے مقام پر سمجھنے لگے کہ مجھے امام الزماں کی بیعت کی ضرورت نہیں یہ تحریک اس حد تک پہونچی کہ انھیں ایک خواب آ گیا اور وہ خود انھوں نے حضرت اقدس کو سنایا کہ "میں نے آپ کی نسبت کہا ہے کہ میں ان کی بیعت کیوں کروں بلکہ انھیں میری بیعت کرنی چاہیئے" کشوف اور

الہامات میں حدیث النفس کو سمجھنے والے لوگ بآسانی اس خواب
کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ ایک زمانہ تک اس شخص کا یہ دعویٰ
رہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں ایسے
الہامات اور کشوف ہوتے ہیں اور وہ آپ کی اسلامی خدمات کو
خود دیکھتا تھا اور حضرت کے متعلق اس کے اپنے الہام میں یہ بتایا
گیا تھا کہ یہ خاص اللہ کا فضل ہے۔ باوجود ان باتوں کے اس خواب
نے اس کو غلطی میں ڈال دیا۔ اور وہ اپنے آپ کو اس مقام پر
سمجھنے لگا کہ وہ شخص جس کے مقام اور شان کی خدا تعالیٰ نے بقول
اس کے اس کو خبر دی تھی اس کی بیعت کرے۔ یہ خواب اس کے لئے
ٹھوکر کا پتھر ہوا۔ بابو صاحب ستمبر ۱۸۹۸ء میں قادیان اس خواب
کو دیکھ کر آئے۔ منشی عبدالحق صاحب لاہوری بھی ان کے ساتھ تھے
انھوں نے حضرت اقدس کو اپنے الہامات اور یہ خواب سنایا حضرت
اقدس نے نہایت محبت اور درد دل کے ساتھ ان کو بتایا کہ مامور
من اللہ اور عوام کے الہامات میں ایک فرق بیّن ہوتا ہے عوام
کے الہامات میں ان کی ذاتی خواہشات اور تمنی بھی شامل ہو جاتی
ہے اور اس طرح بعض اوقات وہ شیطان کے ہاتھ میں کھیلتے
ہیں حضرت اقدس سے ان کا یہ تخلیہ قریباً دو گھنٹہ تک رہا مغرب
کی نماز کے بعد وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر میں نے حافظ محمد یوسف
صاحب کے ذکر میں کیا ہے۔ حضرت اقدس کی نصائح سے وہ
پہلے ہی برافروختہ تھے بابو صاحب زود رنج تھے اور اس کے علاوہ

ہر شخص ان کے چہرہ پر دیکھ سکتا تھا کہ وہ عموماً عبوس الوجہ رہتے تھے
جب بلعم والے معاملہ کو حضرت نے بیان کیا تو اس بدقسمت
نے یہ سمجھا کہ مجھے ایسا کہا گیا ہے۔ میں جو اس مجلس میں موجود
تھا قسم کھا کر بیان کر سکتا ہوں کہ حضرت نے اشارۃً کنایۃً بھی
ان کی نسبت کچھ نہ کہا۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا سوال بھی اس
نیت سے نہ تھا اور وہ خالی الذہن تھے حضرت اقدس نے اس
گفتگو کا جو اندر تخلیہ میں منشی الٰہی بخش سے ہوئی اب تک ذکر نہ
کیا تھا۔ یہ حالات تو ضرورۃ الامام کی تصنیف اور منشی الٰہی بخش
کے جانے کے بعد کھلے۔

غرض منشی صاحب کے لئے یہ سفر نہایت نامبارک ہوا وہ
اخلاص اور محبت جو انھوں نے سالہا سال سے پیدا کی تھی وہ اپنے
نفس کے مکاید میں مبتلا ہو کر ضائع کر دی اور ان کا انجام ابتدا
سے بدتر ہو گیا۔ وہ اپنے دل میں یہ جذبہ لے کر گئے کہ حضرت مرزا
صاحب نے انکو بھری مجلس میں ذلیل کیا اور میرے الہامات کو حقیر
سمجھا۔ کیونکہ حضرت اقدس نے اپنی ملاقات میں انھیں یہ بھی بتایا
تھا کہ آپ ان الہامی فقرات سے دھوکہ نہ کھائیں جو آپ کی زبان
پر جاری ہوتے ہیں میری جماعت میں اس قسم کے ملہم بہت ہیں یہاں
تک کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے اور ان کے الہامات
میں آپ کی نسبت غلطی کم ہوتی ہے ایسے الہامات سے کوئی
شخص بھی امام الزمان کی بیعت سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ غرض

ان تمام حالات نے انکی ایمانی حالت میں ایک تغیر پیدا کر دیا۔ اور وہ محبت کی بجائے کینہ اور مخالفت کے جذبات لے کر واپس گئے اور اپنی مجلسوں میں انھوں نے ذکر کیا کہ میری تحقیر اور تذلیل کی گئی۔ حضرت اقدس نے ہمدردی کے جوش میں ضرورۃ امام نام کی کتاب ڈیڑھ دن میں تیار کر کے شایع کر دی اس میں کہا کہ میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں ان کے لئے امامت حقہ کے بیان میں یہ رسالہ لکھوں اور بیعت کی حقیقت تحریر کروں"

حضرت اقدس کے اس رسالہ کے بعد ان کی مخالفت میں شدت اور محبت بغض کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ اور وہ پھر اسی غزنوی ٹولہ کے افراد سے ربط ضبط کرنے لگے جن کی نسبت انھیں کبھی الہام ہوا تھا

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

چونکہ وہ علوم دینی سے واقف نہ تھے اور ایک عامی انگریزی خواں تھے اس لئے مخالفانہ تحریروں کے لئے ان لوگوں کے دامن میں ہی پناہ لینی پڑی جن کو نفرت اور حقارت سے اپنے الہامات میں ہندو کے لفظ سے یاد کرتے تھے اور مخالفت میں شدت ہوتی گئی۔ جون ۱۸۹۹ء کو حضرت اقدس نے بابو صاحب کو ایک خط لکھا کہ آپ کو بھی الہام ہوتے ہیں اور مجھے بھی الہام ہوتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں مسلمان حیران

ہیں کہ کس کو مانیں اور کس کو نہ مانیں۔ پس آپ کو خدا کی قسم ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر رحم کر کے ۳۰ جون ۱۸۹۹ء تک اپنے الہامات جو میرے خلاف ہیں چھاپ کر مجھے بھیجدیں تا پھر میں بھی اپنے الہامات جن پر میرے دعاوی کی بنا ہے چھاپ دوں اور پھر ہم دونوں خدا سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کریں تا مسلمانوں کو اس تذبذب سے نجات ہو۔ منشی الٰہی بخش صاحب اس میدان مقابلہ میں نہ نکلے اور یوں اپنی مجلسوں میں مخالفت کرتے رہے۔ اس پر حضرت اقدس نے ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو اتمام حجت کے لئے ایک اعلان بعنوان معیار الاخیار شایع کیا اور پھر ۱۶ جون ۱۸۹۹ء والے خط کے مطالبہ کو دہرایا مگر لاہوری ملہم کو اس مقابلہ میں علی الاعلان آنیکی ہمت نہ پڑی اور ایک کتاب عصائے موسیٰ کے نام سے عام مکذبین کے طریق پر شایع کی اور اس میں حضرت اقدس کی نسبت دعویٰ کیا کہ وہ کذاب ہیں اور میری زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس طرح گویا منشی الٰہی بخش صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحان کے لئے خدائی فیصلہ کا نفاذ بھی باقی تھا

جو حق و باطل میں ہونیوالا تھا

منشی الٰہی بخش نے اپنے الہامات کی بنا پر علی الاعلان یہ کہا تھا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون سے اس کی زندگی میں فوت ہو جائیں گے۔ اور خود موسیٰ ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور حضرت کو لکھا کہ میں موسیٰ ہوں اور میرے ہاتھ سے آپ کا سلسلہ ہلاک کر دیا جاوے گا۔ (مفہوم)

اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بذریعہ الہام بشارت دی کہ "ایک موسیٰ ہے اسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرے نشان روشن ہو جائیں گے۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا (یعنی ہلاک ہو جائے گا) ہن اس دا ایکہا خدا نال جا پیا ہے"

یہ الہامات قبل از وقت اخبار الحکم اور بدر میں شایع ہو گئے۔

یہ مارچ ۱۹۰۷ء کی بات ہے ان الہامات کی اشاعت کے سترھویں دن بعد، ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو بابو الٰہی بخش صاحب (جو حضرت مسیح موعود کا اپنی زندگی میں طاعون سے ہلاک ہونیکا اعلان کرتے تھے خود طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فیصلہ سے حق اور باطل میں امتیاز کر دیا۔ اور بتا دیا کہ الٰہی بخش اپنے دعاوی میں کاذب اور حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ والحمد للہ۔ تفصیلی تذکرہ انشاء اللہ العزیز انجام المکذبین میں ہو گا۔ وباللہ التوفیق ہو نعم المولیٰ نعم الرفیق۔

(عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از جانب متوکل علی اللہ الواحد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد۔ بخدمت اخویم مکرم بابو الٰہی بخش صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا اس عاجز کو اس وقت تک آں مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم نہیں کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ میں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خداوند کریم جانتا ہے۔ یہ درخواست کی تھی تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ان تناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے۔ اور اسلام کے مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقعہ ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالےٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے۔ اور اس کی درگاہ میں وجیہہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے۔ اور ادھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔ ایسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ جو اس کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اسلئے ہمدردی اسلام اسی میں ہے کہ

ان الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ
کی راہ پیدا کر دے گا۔ اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑا دے گا۔ لیکن یہ
فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے وہ زنانہ سیرت اختیار نہ
کریں اور مرد میدان بن کر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کے ساتھ
چھاپ دیں اور کوئی الہام جو تصدیق یا تکذیب کے متعلق ہو۔ پوشیدہ نہ
رکھیں۔ تب کسی آسمانی فیصلہ کی امید ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اللہ تعالیٰ
کی قسمیں آپ کو پہلے خط میں دی تھیں۔ تا آپ جلد تر اپنے الہام میری طرف
بھیجدیں مگر آپ نے کچھ پروا نہیں کی۔ اور میرے نزدیک یہ عذر آپ کا قبول
کے لایق نہیں کہ آپ کو مخالفانہ الہام اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک مدت
ان کی تشریح کے لئے چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ کام چند منٹ سے زیادہ
کا کام نہیں ہے۔ اور غائت درجہ دو گھنٹہ تک معہ تشریح و تفسیر آپ لکھ
سکتے ہیں۔ اور اگر کسی اور کتاب کا ارادہ ہے تو اس کو اس سے کچھ تعلق
نہیں مناسب ہے کہ آپ اس امت پر رحم کرکے اور نیز خدا تعالیٰ کی قسموں
کی تعظیم کرکے بالفعل دو تین سو الہام ہی جو گھنٹہ دو گھنٹہ کا کام ہے چھپوا کر
روانہ فرما دیں۔ یہ تو میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ الہامات کی بڑی بڑی عبارات
ہیں۔ بلکہ ایسی ہوں گی جیسا کہ آپ کا الہام مُسرِفٌ کذّابٌ۔ تو اس صورت
میں آپ جانتے ہیں کہ اس قدر الہام کاغذ کے ایک صفحہ میں کس قدر آسکتے
ہیں۔ میں پھر آپ کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت پر
رحم کرکے بمجرد پہونچنے اس خط کے اپنے الہامات چھپوا کر روانہ فرما دیں۔ مجھے
اس بات پر بھی سخت افسوس ہوا ہے کہ آپ نے بے وجہ میری یہ شکایت کی کہ

گویا میں نے مولوی عبداللہ صاحب کی کوئی بے ادبی کی ہے۔ آپ جانتے ہیں
کہ میری گفتگو صرف اس قدر تھی کہ آپ مولوی محمد حسین کو کیوں برا کہتے ہیں۔
حالانکہ آپ کے مرشد مولوی عبداللہ صاحب نے اس کے حق میں یہ الہام شایع
کیا تھا کہ وہ تمام عالموں کے لیے رحمت ہے۔ اور سب امت سے بہتر ہے۔
یہ قرآنی الہام تھے جن کا میں نے ترجمہ کر دیا ہے۔ اس صورت میں اگر شک
تھا تو آپ مولوی محمد حسین سے دریافت کر لیتے۔ سچی بات پر غصہ کرنا مناسب
نہیں ہے۔ پھر ماسوا اس کے جس دعویٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے
اس کے مقابل پر عبداللہ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے۔ میں یقیناً جانتا
ہوں کہ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو وہ میرے تابعداروں اور خادموں
میں داخل ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے آگے گردن خم کرنا اور عزت
اور چاکری کی راہ سے اطاعت اختیار کر لینا ہر ایک دیندار اور سچے
مسلمان کا کام ہے۔ پھر وہ کیونکر میری اطاعت سے باہر رہ سکتے تھے۔ اس
صورت میں آپ کا کچھ بھی حق نہیں تھا۔ اگر میں حکم ہونے کی حیثیت سے
ان میں کچھ کلام کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے مولوی عبداللہ
کا کوئی درجہ مقرر نہیں کیا۔ اور نہ ان کے بارے میں کوئی خبر دی۔ یہ فقط آپکا
نیک ظن ہے جو آپ نے ان کو نیک سمجھ لیا۔ ورنہ کسی حدیث یا آیت سے تو
ثابت نہیں کہ درحقیقت پاک دل تھے۔ ہاں جہاں تک ہمیں خبر ہے وہ پابند
نماز تھے۔ رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ اور بظاہر دیندار مسلمان تھے۔
اندرونی حالت خدا کو معلوم۔
حافظ محمد یوسف صاحب نے کئی دفعہ قسم کو یاد کرنے سے یقین کامل سے

کئی مجلسوں میں میرے روبرو بیان کیا کہ ایک دفعہ عبداللہ صاحب نے اپنے کسی
خواب یا الہام کی بنا پر فرمایا تھا کہ آسمان سے ایک نور قادیان میں گرا جس کے
فیضان سے ان کی اولاد بے نصیب رہ گئی۔ حافظ صاحب زندہ ہیں۔ ان سے
پوچھ لیں۔ پھر آپ کی شکایت کس قدر افسوس کے لائق ہے اور اللہ جل شانہٗ
خوب جانتا ہے کہ ہمیشہ مولوی عبداللہ غزنوی کی نسبت میرا نیک ظن رہا ہے۔
اگرچہ بعض حرکات ان کی میں نے ایسی بھی دیکھی ہیں کہ اس حسن ظن میں فرق
ڈالنے والی تھیں تاہم میں نے ان کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ اور ہمیشہ سمجھتا رہا
کہ وہ ایک مسلمان اپنی فہم اور طاقت کے مطابق پابند سنت تھا۔ لیکن میں
اس سے مجبور رہا کہ میں ان کو ایسے درجہ کا انسان خیال کرتا کہ جیسے خدا کے
کامل بندے مامورین ہوتے ہیں اور مجھے خدا نے اپنی جماعت کے نیک بندوں
کی نسبت وہ وعدے دیئے ہیں کہ جو لوگ ان وعدوں کے موافق میری جماعت
میں سے روحانی نشوونما پائیں گے اور پاک دل ہو کر خدا سے پاک تعلق
جوڑ لیں گے۔ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ان کو صدہا درجہ مولوی
عبداللہ غزنوی سے بہتر سمجھوں گا۔ اور سمجھتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کو وہ
نشان دکھلاتا ہے کہ جو مولوی عبداللہ صاحب نے نہیں دیکھے اور ان کو وہ معارف
سمجھاتا ہے جن کی مولوی عبداللہ صاحب کو کچھ بھی خبر نہیں تھی اور انھوں نے
خوش قسمتی سے مسیح موعود کو پایا۔ اور اسے قبول کیا۔ مگر مولوی عبداللہ
صاحب اس نعمت سے محروم گزر گئے۔ آپ میری نسبت کیا ہی بدگمان کریں
اس کا فیصلہ تو خدا کے پاس ہے لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں
اور اس نور میں میرا پودا لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخرالزماں چاہیئے تھا۔

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت
ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر
ہے یہ خدا تعالیٰ کی عطا کی تقسیم ہے۔ اگر کوئی بخل سے مر بھی جائے تو اس کو
کیا پروا ہے۔ اور جو شخص مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے ذکر سے مجھ پر ناراض
ہوتا ہے۔ اس کو خدا سے شرم کر کے اپنے نفس سے ہی سوال کرنا چاہیئے کہ کیا
یہ عبداللہ صاحب غزنوی اس مہدی و مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے جس کو
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کہا اور فرمایا کہ خوش قسمت ہے وہ
امت جو دو بناہوں کے اندر ہے۔ ایک میں جو خاتم الانبیاء ہوں اور ایک مسیح
موعود جو ولایت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو نجات
پائیں گے۔

اب فرمائیے کہ جو شخص مسیح موعود سے کنارہ کر کے عبداللہ غزنوی کی وجہ سے
اس سے ناراض ہوتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کیا سچ نہیں کہ تمام مسلمانوں
کا متفق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے صلحا
اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی
شان اور مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔ پھر اگر یہ سچ ہے تو آپ کا مسیح موعود کے مقابلہ
پر مولوی عبداللہ غزنوی کا ذکر کرنا اور بار بار یہ شکایت کرنا کہ عبداللہ کے حق
میں یہ کہا ہے۔ کس قدر خدائے تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول کریم کی وصیتوں
سے لاپرواہی ہے۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ عبداللہ
غزنی سے نکالا جائے گا اور پنجاب میں آئے گا۔ اس کو تم نے مان لینا۔ اور
میرا سلام اس کو پہونچانا۔ یا یہ نصیحت فرمائی تھی کہ غلبہ صلیب کے وقت مسیح موعود

ظاہر ہوگا۔ اور وہ نبیوں کی شان لے کر آئے گا اور خدا اس کے ہاتھ پر صلیبی مذہب کو شکست دے گا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا اور اس کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور اگر یہ کہو کہ وہ تو آکر نصاریٰ سے لڑے گا اور ان کی صلیبوں کو توڑے گا۔ اور ان کے خنزیروں کو قتل کرے گا تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ علمائے اسلام کی غلطیاں ہیں بلکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود نرمی اور صلح کاری کے ساتھ آتا۔ اور صحیح بخاری میں بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا بلکہ اس کا حربہ آسمانی حربہ ہوگا۔ اور اس کی تلوار دلائل قاطعہ ہوگی۔ سو وہ اپنے وقت پر آچکا۔ اب کسی فرضی مہدی اور فرضی مسیح موعود کی انتظار کرنا اور خونریزی کے زمانہ کا منتظر رہنا سراسر کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے اور خدا نے میرے ہاتھ پر بہت سے نشان دکھلائے اور وہ ایسے یقینی طور پر ظاہر ہوئے کہ تیرہ سو برس کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اسلامی اولیاء کی کرامات ان کی زندگی سے بہت پیچھے لکھی گئی ہیں اور ان کی شہرت صرف ان کے چند مریدوں تک محدود تھی لیکن یہ نشان کروڑہا انسانوں میں شہرت پا گئے۔ مثلاً دیکھو کہ لیکھرام کی پیشگوئی کو کیونکر فریقین نے اپنے اشتہارات میں شایع کیا اور قبل اس کے جو وہ پیشگوئی ظہور میں آوے۔ لاکھوں انسانوں میں اس پیشگوئی کا مضمون شہرت پا گیا اور تین قومیں ہندو مسلمان، عیسائی اس پر گواہ ہو گئیں۔ اسی کروفر سے وہ پیشگوئی ظہور میں بھی آئی۔ اور اسی طرح لیکھرام قتل کے ذریعہ سے فوت ہوا۔ جیسا کہ پیش از وقت ظاہر کیا گیا تھا۔ کیا ایسی ہیبت ناک پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ کیا اس ملک کی تین قوموں میں اس قدر شہرت پا کر اور

اور ایک کشتی کی طرح لاکھوں انسانوں کے نظارہ کے نیچے آکر اس کا پورا ہو جانا ایسی پیشگوئی کی جو اس شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی ہو۔ تیرہ سو برس کے زمانہ میں کوئی نظیر بھی ہے؟ اور بعض کا یہ کہنا کہ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب بجز اس کے ہم کیا دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ نور انصاف ہوتا۔ تو وہ شبہ کے وقت میرے پاس آتے تو میں ان کو بتلاتا کہ کس خوبی سے تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ ہاں ایک پیشگوئی ہے جس کا ایک حصہ پورا ہو گیا اور ایک حصہ شرط کی وجہ سے باقی ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالےٰ کی وہ سنتیں اور قانون بھی معلوم نہیں جو پیشگوئیوں کے متعلق ہیں۔ ان کے قول کے مطابق تو یونس نبی بھی جھوٹا تھا۔ جس نے اپنی پیشگوئی کے قطعی طور پر چالیس دن مقرر کئے تھے۔ مگر وہ لوگ تو چالیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہے۔ اور چالیس دن میں نینوہ کا ایک تنکا بھی نہ ٹوٹا۔ بلکہ یونس نبی تو کیا تمام نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ نظیریں ملتی ہیں۔

پھر اخیر پر خدا تعالیٰ کی قسم آپ کو دیتا ہوں کہ آپ وہ تمام مخالفانہ پیشگوئیاں جو میری نسبت آپ کے دل میں ہوں لکھ کر چھاپ دیں۔ اب دس دن سے زیادہ میں آپ کو مہلت نہیں دیتا۔ جون کے مہینے کی ۳۰ تاریخ تک آپ کا اشتہار مخالفانہ پیشگوئیوں کا میرے پاس آجانا چاہیئے ورنہ یہی کاغذ چھاپ دیا جائے گا۔ اور پھر آئندہ آپ کو کبھی مخاطب کرنا بھی بے فائدہ ہوگا۔ والسلام

خاکسار:۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۶ جون ۱۸۹۹ء

امام الدین فاتح الکتاب المبین کے نام

امام الدین مصنف کے نام ایک خط میں نے اس کتاب کے صفحہ ۲۸ سے ۳۰ تک درج کیا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ دوسرا خط جو ۳۰ ستمبر ۱۸۸۹ء کا ہے کسی وجہ سے درج نہ ہو سکا اسلئے تکمیل کے لئے یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔ امام الدین کے متعلق تعارفی نوٹ میں پہلے درج کر چکا ہوں۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے دوست جناب مولوی امام الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ بباعث بعض موسمی بیماریوں کے آپ کے خط کا جواب لکھنے سے قاصر رہا۔ دعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ اور بوجہ ضعف بشریت ایک غلطی جو آپ کے خیال پر غالب آ رہی ہے۔ اسکو رفع دفع فرماوے۔ کہ ہر ایک ہدایت اسی کی طرف سے ہے۔ اور انشاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ براہین احمدیہ کے کسی محل پر آپکا جواب بجواب لکھوں۔ نہ بحث کی غرض سے بلکہ اس غرض سے کہ ہادی مطلق اس کے ذریعہ سے آپ کو راہ نمائی کرے۔ مگر میرے نزدیک اس سے پہلے مناسب ہے کہ آپ بائیبل کے ان مقامات کی صاف طور پر تشریح کر دیں۔ جن سے نہ صرف یہ بات قطعاً معلوم ہوتی ہے وہ قصص احکام خداتعالیٰ کا کلام نہیں۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی عقلمند و متقی دیندار کا بھی وہ کلام نہیں ہو سکتا۔

بائیبل میں بعض بیانات عقل طبعی کے برخلاف ہیں۔ اور بعض خداتعالیٰ کے تقدس اور اس کی پاک تعلیم کے برخلاف اور بعض اسکے انبیا کی شان کے برخلاف اور بعض ایسے امور ہیں جو حال کی تحقیقاتوں سے جھوٹے ثابت ہو گئے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف اجمالی طور پر تمام امور ضروریہ علمی و عملی کا جامع اور تمام معارف و حقائق پر بطور ایجاز و اجمال مشتمل ہے اور خود خداتعالیٰ نے تفصیل کا حوالہ اپنے رسول کی طرف کر دیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ جو کچھ رسول دے وہ لے لو۔ اور جس چیز سے منع کرے۔ اس سے باز آؤ۔ اور اگر فرض کے طور پر یہ خیال کیا جاوے کہ بغیر بائیبل کے تکمیل قرآن شریف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر بائیبل کو قرآن شریف کیساتھ پڑھا جائے۔ تو پھر کوئی حکم اور دینی صداقت باہر نہیں رہے گی۔ تو یہ بھی خیال خام اور گمان باطل ہے اور اگر آپ کو سیر احادیث نبویہ ہو۔ تو کسقدر صدہا جزیات متعلق حقوق عباد و معاملات و حقوق باری عز اسمہٗ غیرہ اسمیں مندرج ہیں۔ اور پھر کسقدر متقیوں نے ان جزئیات کی تشریح کرنیکے وقت اجتہاد سے کام لیا ہے اور کسقدر مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ تو آپ کو اقرار کرنا پڑے ہاں بڑے زور سے اقرار کرتا ہوں کہ ان ضروری امور سے تمام بائیبل خالی ہے۔ تو پھر ہم بائیبل کی تہیدستی کا شکوہ کہاں لیجائیں۔ اور کس کے پاس جا کر رو دیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انجیل اور توریت کی حالت کی نسبت یہ آیت نہایت موزوں معلوم ہوتی ہے۔ واثمھما اکبر من نفعھما۔ انھوں نے اپنی قوم کو جنکے ہاتھ میں صدہا سال سے یہ کتابیں ہیں کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ جو آپ کو بھی پہنچائینگی۔ جنکے گندہ اور غیر مہذب بیانات کی بڑے فاضل تحریز جانپورٹ دلائل جیسے قائل ہو گئے ہیں۔ اب آپ نے ان میں کیا دیکھ لیا۔ کہ آپ قائل نہیں ہوتے۔ خداتعالیٰ رحم کرے۔ رب اغفر وارحم ولا تکلنی الیٰ نفسی لا تعضلات د

توفیقات والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ خاکسار غلام احمد مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۹ء۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کے نام

مجھے افسوس ہے کہ میری مصروفیت نے مکتوبات کی ترتیب میں ایک نقص پیدا کر دیا تاہم میرا مقصد جمع کر دینے کا ہے میرے بعد لوگ آئیں گے جو ان مکتوبات کی ترتیب مختلف عنوانات کے ذیل کرینگے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام یہ خط بھی درج ہونے سے رہ گیا جسکو میں یہاں درج کرتا ہوں۔ عرفانی

مکتوب نمبر ( )

آپکا خط[*] دوسری شوال ۱۳۱۰ھ کو مجھکو ملا۔ الحمد للہ۔ المنۃ کہ آپ نے میرے اشتہار[1] مورخہ ۳۰ مارچ ۱۸۹۳ء کے جواب میں بذریعہ اپنے خط ۸ اپریل ۱۸۹۳ء کے مجھکو مطلع کیا کہ میں بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو حاضر ہوں۔ خاصکر مجھے اس سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے اپنے خط کی دفعہ ۲ میں صاف لکھدیا کہ میں تمہاری ہر ایک بات کی اجازت کیلئے

* (لاہور ۱۸ اپریل ۱۸۹۳ء) غلام احمد قادیانی

تمہارے چند اوراق کتاب وساوس کے بدست عزیزم خدا بخش اور رجسٹرڈ خط وصول ہوئے (۱) میں تمہاری اس کتاب کا جواب لکھنے میں مصروف تھا۔ اسلئے تمہارے خطوط کے جواب میں توقف ہوا۔ اب اس سے فارغ ہوا ہوں تو جواب لکھتا ہوں (۲) میں تمہاری ہر ایک بات کی اجازت کیلئے مستعد ہوں مباہلہ کیلئے تیار ہوں۔ بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو بھی

[1] یہ اشتہار جلد ہذا کے صـــ پر نمبر ۹۹ درج ہے۔ (المرتب)

مستعد ہوں۔ اس اشتہار کے متعلق باتیں جنکو آپنے قبول کر لیا صرف تین ہی ہیں زیادہ نہیں۔

اول یہ کہ ایک مجلس قرار پاکر قرعہ اندازی کے ذریعہ سے قرآن کریم کی ایک سورت جسکی آیتیں اسّی سے کم نہوں۔ تفسیر کرنے کیلئے قرار پاوے۔ اور ایسا ہی قرعہ اندازی کے رو سے قصیدہ کا بحر تجویز کیا جائے۔

دوسری یہ کہ وہ تفسیر قرآن کریم کے ایسے حقایق و معارف پر مشتمل ہو جو

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۴۶) حاضر ہوں۔ میری نسبت جو تم کو نندر الہام ہوا ہے۔ اسکی اشاعت کی اجازت دینے کو بھی مستعد ہوں۔ مگر ہر ایک بات کا جواب و اجابت رسالہ میں چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو انشاء اللہ آئندہ ایام اپریل میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (۳) تمہارا سابق تحریرات میں یہ قید لگانا کہ وہ ہفتہ میں جواب آوے۔ اور آخری خط میں یہ لکھنا کہ ۲۰ اپریل تک جواب ملے ورنہ گریز مشتہر کیا جائیگا۔ کمال درجہ کی خفت و وقاحت ہے اگر بعد اشتہار انکار ادھر سے اجابت کا اشتہار ہوا۔ تو پھر کون شرمندہ ہوگا؟ (۴) ہماری طرف سے جو جواب خط نمبری ۲۱ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۳ء کیلئے ایک ماہ کی میعاد مقرر ہوئی تھی اسکا لحاظ تم نے یہ کیا۔ کہ تیسرے مہینے کے اخیر میں جواب دیا۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکومت کے جواب دو ہفتہ یا ۲۰ اپریل تک آوے۔ کیوں موجب شرم نہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہے؟ اور اس حکومت کی کیا وجہ ہے۔ جن پر تم حکومت کرتے ہو۔ وہ تم کو دجال۔ کذاب۔ کافر و زندیق سمجھتے ہیں پھر وہ ایسی حکومتوں کو کیونکر تسلیم کریں۔ کیا تم نے سب کو اپنا مرید ہی سمجھ رکھا ہے ذرا عقل سے کام لو۔ کچھ تو شرم کرو۔ دین سے تعلق نہیں رہا تو کیا دنیا سے بھی بے تعلق ہو؟ اس خط کی رسید ڈاکخانہ سے لیگئی ہے۔ وصول سے انکار کروگے۔ تو وہ رسید تمہاری مکذب ہوگی (ابو سعید محمد حسین عفا اللہ عنہ
ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

جدید ہوں۔ اور منقولات گی مد میں داخل ہوسکیں۔ اور باایں ہمہ عقیدہ متفق علیہا اہل سنت والجماعت سے مخالف بھی نہو۔ اور یہ تفسیر عربی بلیغ فصیح اور مقفیٰ عبارت میں ہو۔ اور ساتھ اس کے سو شعر عربی بطور قصیدہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ہو۔

تیسری یہ کہ فریقین کیلئے چالیس دن کی مہلت ہو۔ اس مہلت میں جو کچھ لکھ سکتے ہیں لکھیں۔ اور پھر ایک مجلس میں سناویں۔

پس جبکہ آپ نے یہ کہدیا کہ میں آپکی ہر ایک بات کی اجابت کیلئے مستعد ہوں۔ تو صاف طور پر کھل گیا کہ آپنے یہ تینوں باتیں مان لیں۔ اب انشاءاللہ القدیر اسی پر سب فیصلہ ہوجائیگا آج اگرچہ روز عید سے دوسرا دن ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے آپکے مان لینے اور قبول کرنے سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میں آج کے دن کو عید کا ہی دن سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اب ایک کھلے کھلے فیصلہ کیلئے بات قائم ہوگئی۔ اب لوگ اس بات کو بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے۔ کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کو بقول آپکے کافر اور کذاب ثابت کرتا ہے یا وہ امر ظاہر کرتا ہے۔ جو صادقین کی تائید کیلئے اسکی عادت ہے۔ اگرچہ دل میں اسوقت یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسا نہو کہ آپ اس صاف اقرار کے بعد رسالہ میں کچھ اور کا اور لکھ ماریں۔ لیکن پھر اس بات سے تسلی ہوتی ہے کہ ایسے صاف اور کھلے کھلے اقرار کے بعد جو آپ کی ہر ایک بات مان لی ہے۔ ہرگز ممکن نہیں کہ آپ گریز کی طرف رخ کریں۔ اور اب آپکیلئے یہ امر ممکن بھی نہیں کیونکہ آپ ان شرائط پیش کردہ کو بغیر اس عذر کے کہ انکے انجام دہی کی مجھ میں لیاقت نہیں اور کسی صورت سے چھوڑ نہیں سکتے۔ اور خود جبکہ آپ اپنے اس خط میں قبول کرچکے ہیں کہ میرے ہر ایک بات مان لی تو پھر ماننے کے بعد انکار کرنا خلاف وعدہ ہے۔

مجھے اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ میری تحریر کے موافق آپ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں اور اپنی ذات کی نسبت کوئی نشان بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ اب تو آپ کچھ رخ پر آگئے اگر رسالہ میں کچھ نئے پتھر نہ ڈالدیں مگر کیونکر ڈال سکتے ہیں۔ آپ کا یہ فقرہ کہ میں آپ کی ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں۔ طیار ہوں حاضر ہوں صاف خوشخبری دے رہا ہوں۔ کہ آپ نے میری ہر ایک بات اور ہر ایک شرط کو سچے دل سے مان لیا ہے اب میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس خوشخبری کو چھپایا نہ جائے۔ بلکہ چھپوایا جائے۔ مراسلے معہ آپ کے خط کے اس خط کو چھاپ کر آپکے حضور میں نذر کرتا ہوں اور ایفاء وعدہ کا منتظر ہوں۔ والسلام علے من اتبع الھدیٰ .. ..

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۹؍ اپریل ۱۸۹۳ء

منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی۔ خاصکر شیخ محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے

۲۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء سے چار مہینہ پہلے صفحہ ۲۶۶۔ آئینہ کمالات اسلام میں بقید تاریخ شائع ہوچکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک اور بیٹے کا اس عاجز سے وعدہ کیا ہے جو عنقریب پیدا ہوگا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ سیولد لک الولد و یدنی منک الفضل ان نوری قریب۔

ترجمہ۔ یعنی عنقریب تیرا لڑکا پیدا ہوگا۔ اور فضل تیرے نزدیک کیا جائیگا یقیناً میرا نور قریب ہے۔ سو آج ۲۰؍ اپریل ۱۸۹۳ء کو وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو خود اپنی زندگی کا اعتبار نہیں۔ چہ جائیکہ یقینی اور قطعی طور پر یہ اشتہار دیوے۔ کہ ضرور عنقریب اسکے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔ خاصکر ایسا شخص جو اسکی پیشگوئی کو اپنے صدق کی علامت ٹھیراتا ہے اور تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اب چاہیئے کہ شیخ محمد حسین اس بات کا بھی جواب دیں کہ یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی۔ کیا یہ استدراج ہے یا نجوم ہے یا اٹکل ہے اور کیا سبب ہے کہ خدا تعالیٰ بقول آپکے کہ ایک دجّال کی ایسی پیشگوئیاں پوری کرتا جاتا ہے جن سے اسکی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے

الراقم

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

اس مکتوب گرامی کی پہلی ہی سطر جس اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے
اسے بھی برائے تکمیل کے لئے درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ مجھے ندامت
کے ساتھ یہ عذر کرنا پڑتا ہے کہ اس مکتوب کا کچھ حصہ سہل نگاری سے نظر انداز
ہو گیا طباعت کے دوران میں جب معلوم ہوا تو یہ صفحات اضافہ کر دیئے گئے (عرفانی)

ایک روحانی نشان جس سے ثابت ہوگا کہ یہ عاجز صادق اور خدا تعالیٰ سے مؤید ہے یا نہیں

شیخ محمد حسین بٹالوی اس عاجز کو کاذب اور دجال قرار دیتے ہیں

صادق ہے یا خود کاذب اور دجال ہے

عاقل سمجھ سکتے ہیں کہ منجملہ نشانوں کے حقائق اور معارف اور لطائف

حکمیہ کے بھی نشان ہوتے ہیں۔ جو انکو خاص دیئے جاتے ہیں جو پاک نفس ہوں۔ اور جن پر فضل عظیم ہو جیسا کہ آیت ولا یمسہ الا المطھرون اور آیہ ومن یوتی خیرا کثیرا۔ بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے۔ سو یہی نشان میاں محمد حسین کے مقابل پر میرے صدق اور کذب کے جانچنے کے لئے کھلی کھلی نشانی ہوگی اور اس فیصلہ کے لئے احسن انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مختصر جلسہ ہوکر منصفان تجویز کردہ اس جلسہ کی چند سورتیں قرآن کریم جن کی عبارت اسّی آیت سے کم نہ ہو۔ تفسیر کے لئے منتخب کر کے پیش کریں۔ اور پھر بطور قرعہ اندازی کے ایک سورۃ ان میں سے نکال کر اسی کی تفسیر معیار امتحان ٹھہرائی جائے اور اس تفسیر کے لئے یہ امر لازمی ٹھہرایا جاوے کہ بلیغ فصیح زبان عربی اور مقفّٰی عبارت میں قلمبند ہو اور دس جزو سے کم نہ ہو اور جس قدر اسمیں حقائق اور معارف لکھے جائیں وہ نقل عبارت کی طرح نہ ہو بلکہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہوں۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائے جائیں۔ اور با ایں ہمہ اصل تعلیم قرآنی سے مخالف نہ ہوں بلکہ انکی قوت اور شوکت ظاہر کرنے والے ہوں ٭ اور کتاب کے آخر میں سو شعر لطیف بلیغ

٭ اگر کسی کے دل میں خدشہ گذرے کہ ایسے جدید حقائق و معارف جو پہلی تفاسیر میں نہ ہوں وہ کیونکر تسلیم کئے جا سکتے ہیں اور وہ انہیں پہلی ہی تفاسیر میں محدود کرے تو اسے مناسب ہے کہ عبارت ذیل کو ملاحظہ کرے۔ ثم رأیت کل اٰیۃ کل حدیث بحرا مواجا فیہ من اسرار ما لا کتب شرحھم ووعاہ منوعا فی مجلدات لما احاط طلبہ ورأیت لا امواج الخفیۃ متبدلۃ فی اشارات القراٰن والسنۃ فقضیت العجب کل العجب فیوض الحرمین

اور فصیح عربی میں نعت اور مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور قصیدہ درج ہوں اور جس بحر میں وہ شعر ہونے چاہئیں وہ بحر بھی بطور قرعہ اندازی کے اسی جلسہ میں تجویز کیا جائے۔ اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے اور چالیس دن کے بعد جلسہ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اپنے اشعار جو عربی میں ہوں گے سنا دیں۔ پھر اگر یہ عاجز شیخ محمد حسین بٹالوی سے حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور عبارت عربی فصیح و بلیغ اور اشعار آبدار مدحیہ کے لکھنے میں قاصر اور کم درجہ پر رہا یا یہ کہ شیخ محمد حسین اس عاجز سے برابر رہا تو اسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا۔ اور اپنی کتابیں جلا دے گا۔ اور شیخ محمد حسین کا حق ہو گا کہ اس وقت اس عاجز کے گلے میں رسہ ڈال کر یہ کہے کہ اے کذّاب اے دجال۔ اے مفتری آج تیری رسوائی ظاہر ہوئی اب کہاں ہے وہ جسکو تو کہتا تھا کہ میرا مددگار ہے۔ اب تیرا الہام کہاں ہے اور تیرے خوارق کدھر چھپ گئے۔ لیکن اگر یہ غالب عاجز ہوا تو پھر چاہیئے کہ میاں محمد حسین اسی مجلس میں کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرے کہ اے حاضرین آج میری روسیاہی ایسی کھل گئی۔ کہ جیسا آفتاب کے نکلنے سے دن کھل جاتا ہے اور اب ثابت ہوا کہ یہ شخص حق پر ہے اور میں ہی دجال تھا اور میں ہی کذاب تھا اور میں ہی کافر تھا اور میں ہی بیدین تھا۔ اور اب میں توبہ کرتا ہوں کہ سب گواہ رہیں۔ بعد اسکے اسی مجلس میں اپنی کتابیں جلا دے اور ادنیٰ خادموں کی طرح پیچھے ہو لے ؎؎

؎؎ شیخ بٹالوی کو اختیار ہو گا کہ میاں شیخ الکل اور دوسرے تمام منکر ملاؤں کو ساتھ ملا لے۔ منہ

صاحبو! یہ طریق فیصلہ ہے جو اس وقت میں نے ظاہر کیا ہے۔ میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان جاہل ہے * اور علم قرآن سے بالکل بے خبر ہے اور خدائے تعالیٰ سے مدد پانے کے لائق ہی نہیں۔ کیونکہ کذاب اور دجال ہے اور ساتھ اس کے ان کو اپنے کمال علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے کیونکہ انکے نزدیک حضرت مخدوم مولوی حکیم نور الدین صاحب جو اس عاجز کی نظر میں علامہ عصر اور جامع علوم ہیں۔ صرف ایک حکیم اور اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب جو گویا علم حدیث کے ایک پتلے ہیں صرف ایک منشی ہیں۔ پھر باوجود انکے اس دعوے کے اور میرے اس ناقص حال کے جسکے وہ بار بار شائع کر چکے ہیں اس طریق فیصلہ میں کونسا استغنا باقی ہے اور اگر وہ اس مقابلہ کے لائق نہیں اور اپنی نسبت بھی جھوٹ بولا ہے اور میری نسبت بھی اور میرے معظم اور مکرم دوستوں کی نسبت بھی تو پھر ایسا شخص کس قدر سزا کے لائق ہے۔ کہ کذّاب اور دجال تو آپ ہو اور دوسروں کو خواہ مخواہ دروغ گو کر کے مشتہر کرے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ عاجز در حقیقت نہایت ضعیف اور ہیچ ہے گویا کچھ بھی نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ متکبر کا سر توڑے اور اس کو دکھا دے کہ آسمانی مدد اس کا نام ہے چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے جسکی تاریخ مجھے یاد نہیں کہ ایک مضمون میں نے میاں محمد حسین کا دیکھا جسمیں میری نسبت لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص کذاب اور دجال

* دیکھو ان کا فتویٰ نمبر ۴ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۵

اور بے ایمان اور باایں ہمہ سخت نادان جاہل اور علوم دینیہ سے بے خبر ہے تب
میں جناب الٰہی میں رویا کہ میری مدد کر تو اس دعا کے بعد الہام ہوا کہ ادعونی
استجب لکم یعنی دعا کرو کہ میں قبول کروں گا۔ مگر میں بالطبع نافر تھا کہ کسی کے
عذاب کے لئے دعا کروں۔ آج جو ۲۹ر شعبان ۱۳۱۰ھ ہے۔ اس مضمون
کے لکھنے کے وقت خدا تعالیٰ نے دعا کے لئے دل کھولدیا۔ سو میں نے اس وقت
اس طرح سے رقت دل سے اس مقابلہ میں فتح پانے کے لئے دعا کی اور میرا دل
کھل گیا اور میں جانتا ہوں کہ قبول ہوگئی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ الہام جو مجھ
کو میاں بٹالوی کی نسبت ہوا تھا کہ انی مھین من اراد اھانتک وہ
اسی موقعہ کے لئے ہوا تھا۔ میں نے اس مقابلہ کے لئے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر
دعا کی ہے۔ اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا۔ اب صاحبو! اگر میں اس
نشان میں جھوٹا نکلا یا میدان سے بھاگ گیا یا کچھ بہانوں سے ٹالدیا تو
تم سارے گواہ رہو کہ بیشک میں کذاب اور دجال ہوں۔ تب میں ہر یک
سزا کے لائق ٹھہروں گا۔ کیونکہ اس موقعہ پر اس پہلو سے میرا کذب ثابت
ہو جائیگا اور دعا کا نامنظور ہونا کھل کر سب کے الہام کا باطل ہونا بھی ہر ایک
پر ہویدا ہو جائیگا۔ لیکن اگر میاں بٹالوی مغلوب ہو گئے تو انکی ذلت اور
روسیاہی اور جہالت اور نادانی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی۔ اب
اگر وہ کھلے فیصلہ کو منظور نہ کریں اور بھاگ جائیں اور خط کا اقرار بھی نہ کریں
تو یقیناً سمجھو کہ انکے لئے خدا تعالیٰ کی عدالت سے مندرجہ ذیل انعام ہے۔

(۱) لعنت ______________________

(۲) لعنت ______________________

(۳) لعنت ______________________

(۴) لعنت ______________________

(۵) لعنت ______________________

(۶) لعنت ______________________

(۷) لعنت ______________________

(۸) لعنت ______________________

(۹) لعنت ______________________

(۱۰) لعنت ______________________

تلک عشرۃ کاملہ

المشتہر میرزا **غلام احمد** قادیانی۔ ۳۰ر مارچ ۱۸۹۳ء

نوٹ:۔ اگر میاں بٹالوی اس نشان کو منظور نہ کریں اور کسی اور قسم
کا نشان چاہیں تو پھر اسی کے بارے میں دعا کی جائیگی مگر پہلے اشتہارات کے
ذریعہ سے شائع کر دیں کہ میں اس مقابلہ سے عاجز اور قاصر ہوں:۔

تنبیہ:۔ اس کا جواب ۱۵ اپریل سے دو ہفتہ کے اندر آیا تو آپ کی
گریز سمجھی جائیگی:۔

ادارہ حقایق و معارف قرآنیہ کی تالیفات

(۱) اسرار القرآن فی القرآن — قیمت ے
(۲) قرآنی دعاؤں کے اسرار — " ۸/ ے
(۳) البیان فی اسلوب القرآن — " ۸/ ے
(۴) اعجاز القرآن باثبت القرآن — " ۸/ ے
(۵) رحمتہ العالمین فی کتاب مبین جلد اول — " ۸/ ے

پورا سٹ خریدنے والوں کو صرف (۵؎) میں دیا جائیگا۔

عرفانی الکبیر
الہ دین بلڈنگ سکندر آباد۔ حیدر آباد دکن

منشی عبد القادر بیدل کے نام

شکار پور (سندھ) سے ایک شخص مسمی عبد القادر بیدل نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک خط مشتمل بر چند سوالات لکھا تھا۔ یہ اوائل جون ۱۹۰۵ء کی بات ہے حضور نے اس کا جواب لکھنا شروع فرمایا اور ایک حصہ اس کا بغرض اشاعت عطا فرمایا جو بدر ۲۲ جون ۱۹۰۵ء میں شایع ہوا۔ لیکن مضمون چونکہ وسعت چاہتا تھا اس لئے حضور کا خیال تھا کہ مفصل کتاب میں لکھ دیا جائے۔ اگرچہ ان کے سوالات کا جواب تو آ گیا تھا مگر حضور مزید وضاحت کرنا چاہتے تھے اور من بعد مختلف کتابوں میں اس کی صراحت ہوئی اس لئے جس قدر حصہ منشی عبد القادر صاحب بیدل کو بھیجا گیا تھا اور شایع بھی ہو گیا تھا اسے یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔

(عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر ( )

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا سوالات کے جواب حسب ذیل ہیں
نمبر (۱) جو شخص سچی ارادت سے مریدوں میں داخل ہوگا اور سچا مسلمان بنے گا

میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے بہتری کرے گا۔
نمبر (۲) اگر کوئی معجزہ دیکھنے پر بیعت کے لئے طیار ہے تو اس وقت تک دس ہزار
کے قریب اللہ تعالیٰ معجزات دکھا چکا ہے جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں
اور اپنی مرضی سے ہمیشہ دکھاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ گزشتہ معجزات
میرے لئے کافی نہیں اور میں اپنے اقتراح سے معجزہ چاہتا ہوں تو ایسا
آدمی شریر اور بدنصیب ہے۔ خدا تعالیٰ کو نہ اس کی پرواہ ہے نہ اس کی
بیعت کی۔

نمبر (۳) کرشن ہونے کا دعویٰ خدا تعالیٰ کی وحی سے ہے ہر ایک ملک میں
نبی ہوتے رہے ہیں پس یہ شرارت ہے کہ بغیر علم یقین کے کرشن کو برا کہا
جاوے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔

نمبر (۴) میں نے ثناء اللہ صاحب کو ہرگز نہیں کہا کہ میرے مکان پر نہ
آؤ۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ بلکہ خود وہ آریہ سماج والوں کے مکان پر
اترا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صدہا گالیاں نکالتے تھے جن کے گندے
رسالے اب تک موجود ہیں ایک غیرت مند مومن کا کام نہیں کہ ایسے پلید گروہ
دشمن اسلام کے گھر میں اترے نہ میرے پاس وہ آیا نہ آنے کی خواہش ظاہر کی
میں نے اس کو کب کہا تھا کہ تم چوروں کی طرح میرے پاس آؤ۔ وہ ہرگز
میرے پاس نہیں آیا ہاں قادیان میں آریہ سماج والوں کے پاس آیا اور اسکی
اس حرکت سے قادیان کے مسلمان بھی حیران تھے کہ مولوی کہلا کر دشمنان اسلام
کے پاس اترا جن کا طریق توہین اسلام ہے کوئی غیرت مند مسلمان ہرگز
قبول نہیں کر سکتا کہ ایسے مکان پر کسی کے ملنے کے لئے جانے جہاں حضرت

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور دن رات
توہین اسلام ان کا کام ہے وہ میرے دروازے پر نہیں آیا تا میں اس کی خاطر
داری کرتا۔ بلکہ دشمنان اسلام اور دشمنان نبی کریم کے دروازے پر گیا اور
اگر وہ اب اس واقعہ سے انکاری ہے تو میں بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہوں
کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قولہ آپ نے پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کا
قادیان پر اثر نہ ہوگا اور میرے مریدوں سے کوئی اس مرض مہلک میں گرفتار
نہ ہوگا اور اس کے برعکس ہوا۔ الجواب۔ میں نے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں
کی کہ قادیان میں طاعون سے کوئی نہیں مرے گا۔ بلکہ قادیان کی نسبت یہ پیشگوئی
کی تھی کہ لولا الاکرام لھلک المقام یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں تیری
غیرت کا پاس نہ کرتا تو قادیان کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اس
گاؤں میں اکثر شریر اور خبیث ناپاک طبع ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔
انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں قادیان میں طاعون بھیجوں گا اور
میں ان سب لوگوں کو بچالوں گا جو تمہارے گھر کی چار دیوار کے اندر ہیں۔
اب ظاہر ہے کہ اگر قادیان کی نسبت عام طور پر بچانے کا وعدہ تھا تو پھر اس
وحی الہٰی کے کیا معنی ہوئے کہ میں اس گھر کے رہنے والوں کو بچا لوں گا۔
اب میں یہ بھی بتلاتا ہوں کہ شریر اور مفسد طبع لوگوں نے کہاں سے ایک
جھوٹی بات بنالی۔ پس اس کی جڑ یہ ہے کہ ایک یہ وحی الہٰی تھی اِنَّ اللّٰہ
لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ یعنی
خدا تعالیٰ اس بیماری کو اس ملک کے رہنے والوں سے دور نہیں کرے گا
جب تک وہ ان خیالات کو دور نہ کریں جو ان کے دل میں ہیں اور وہ اس

گاؤں کو یعنی قادیان کو بالکل تباہ ہونے سے بچالے گا یعنی قادیان کی ایسی حالت نہ ہوگی کہ بالکل نابود ہوجائے جیسا کہ اسی نواح میں کتنے دیہات نابود ہوگئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ یاد رہے کہ اوٰی کا لفظ جو اسی وحی الٰہی میں ہے یعنی یہ فقرہ کہ انہ اوی القریۃ۔ اس لفظ کے عربی میں یہ معنی ہیں کہ ایک حد تک مصیبت دکھلا کر پھر اپنی پناہ میں لے لینا بکلّی برباد نہ کرنا یہ محاورہ قرآن شریف اور تمام عرب کی زبان میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے الم یجدک یتیما فآوی یعنی کیا خدا نے تجھ کو یتیم پاکر پھر پناہ نہ دی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اول آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم کیا اور یتیمی کے تمام مصائب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد کئے اور پھر بعد مصائب کے پناہ دی پس اوٰی کے لفظ میں شرط ہے کہ جس کو پناہ دی جائے۔ وہ اول کچھ مصیبتیں اٹھا چکا ہو یہی فقرہ وحی الٰہی کا ہے جس کے معنی مفسد طبع لوگوں نے اپنی قدیم عادت کے موافق یہ بنالئے کہ گویا خدا نے یہ فرمایا تھا کہ قادیان میں طاعون سے کوئی نہیں مرے گا اب اس جگہ بھی بجز اس کے ہم کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور یاد رہے کہ پیسہ اخبار والے کو توحق سے قدیم بغض ہے اور خلاف واقعہ لکھنا اور اپنی طرف سے بات بنانا اس کی عادت ہے۔ اور میں اس بارے میں مدت ہوئی چند کتابیں شائع کر چکا ہوں اور عام طور پر بتلا چکا ہوں کہ ایسی کوئی وحی مجھے نہیں ہوئی جس کے یہ معنی ہوں کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں پڑیگی۔ اب اگر آپ کا دعویٰ ہو کہ ضرور میں نے ایسی کوئی پیشگوئی شائع کی تھی تو اسکو پیش کرنا چاہیئے میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ایسی کوئی وحی شائع نہیں کی جس کے یہ معنی ہوں کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گی۔ اب اگر کوئی کہے کہ شائع

کی تھی تو بجز اس کے کیا جواب دوں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پھر یہ دوسرا اعتراض کہ مریدوں کے لئے یہ وحی شائع کی تھی کہ ان میں کوئی نہیں مریگا یہ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ صرف یہ وحی الٰہی شائع کی تھی۔ ان الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون یعنی جو لوگ ایمان لائے اور کسی قسم کا ظلم اور قصور ان کے ایمان میں نہ تھا وہ امن میں رہیں گے پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ایک بھی ایسے مریدوں میں سے طاعون سے نہیں مرا۔ باقی وہ لوگ جو کچھ کچھ دنیاداری کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور ان کا میرے ساتھ وہ پاک تعلق نہیں جو ظلم اور قصور سے انکو خیال و گمان میں ہو کہ ایسا واقعہ ہونے والا ہے یا امکان میں ہے پھر اگر کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہٖ ظہور میں آجائے تو وہ خبر نہ صرف معجزہ کہلائے گی بلکہ اول درجہ کا معجزہ ہوگا۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ معترض صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگوں کی نظر میں تخفیف ٹھہرانے کے لئے انجیل کی اس بے معنی پیشگوئی سے اس کو مشابہت دی ہے جس میں محض معمولی الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ زلزلے ہوں گے۔ لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھول کر میرے اشتہارات کی عبارت کو پڑھے گا اس کو افسوس سے کہنا پڑے گا کہ ناحق معترض نے روز روشن پر پردہ ڈال دینا چاہا ہے اور ایک بھاری خیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو پڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلے کی نسبت بیان کئے گئے ہیں وہ انجیل کے الفاظ کی طرح سست اور

معمولی نہیں تاہم اس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کر لیا کس کو معلوم نہیں کہ عربی الہام یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا ایک ایسی چونکا دینے والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدنوں پر لرزہ پڑ جائے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین میں دھنس جائیں گے اور اردو میں تصریح کی گئی ہے کہ وہ زلزلے کا دھکا ہو گا۔ دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵ کالم ۲۔ مورخہ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء اور پھر سنہ ۱۹۰۱ء میں جو رسالہ میں شایع کیا گیا تھا اس میں لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہو گا کہ اس سے قیامت یاد آجائے گی اور الحکم ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء میں شایع کیا گیا ہے کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائے گا اور پھر اشتہار الانذار میں لکھا ہے کہ آنے والا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہو گا اور پھر الندا میں لکھا ہے کہ آنے والے زلزلے سے زمین زیر و زبر ہو جائے گی پھر اسی مین لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائے گا اور پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیرے لئے زمین پر اتر آؤں گا تاکہ اپنے نشان دکھلاؤں۔ ہم تیرے لئے زلزلے کا نشان دکھلائیں گے اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دیں گے اور میں وہ نشان ظاہر کروں گا جس سے زمین کانپ اٹھے گی۔ تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہو گا اور پھر اس اشتہار میں جس کی سرخی ہے زلزلے کی خبر بار سوم آنے والے زلزلے کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور

کسی دل میں گزرا اب ایماناً کہو کہ انجیل میں زلزلے کے بارے میں اس قسم کی عبارتیں کہاں ہیں۔ اور اگر ہیں تو وہ پیش کرنی چاہیئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اس حق پوشی سے باز آنا چاہیئے۔

قولہٗ۔ ترجمہ میں زلزلہ کا لفظ بھی داخل کر دیا تا کہ جاہل لوگ یہ سمجھیں کہ الہام میں زلزلے کا لفظ بھی موجود ہے۔

اقول۔ اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیار محلہا ومقامہا دیکھو اخبار الحکم سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۹۰۴ء ان دونوں کے معنی یہ ہوئے کہ ایک زلزلے کا دھکا لگے گا اور اس دھکے سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائے گا اور عمارتیں گر جائیں گی اور نابود ہو جائے گی اب بتلاؤ کہ کیا ہم نے جاہلوں کو دھوکا دیا ہے یا آپ جاہلوں کو دھوکا دیتے ہیں اور کیا ہم نے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اخبار الحکم موجود ہے اس کے دونوں اور یہ اخبار زلزلہ موعود سے ایک سال پہلے ملک میں شایع ہو چکی ہے گورنمنٹ میں بھی پہنچ چکی ہے اب بتلاؤ کس تعصب نے آپ کو اس جھوٹ پر آمادہ کیا جو آپ دعویٰ کر بیٹھے جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی میں موجود ہی نہیں ہے۔

قولہٗ۔ یہ الہام ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم کے صفحہ کالم ۴ پر موجود ہے۔ اور اس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ متعلق طاعون

اقول۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ بھی طاعون کا ایک ضمیمہ ہے اور اس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے بار بار فرمایا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونوں تیری تائید کے لئے ہیں۔ پس زلزلہ درحقیقت طاعون کے

ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون بھی میرے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ بھی۔ پس اسی وجہ سے دونوں کو باہم تعلق ہے اور دونوں ایک ہی امر کے مؤید ہیں۔ اور اگر یہ وہم دل میں پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ وہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اس کا جزو نہیں ہو سکتی ماسوا اس کے قرینہ قویہ اس جگہ موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی نہیں ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرا انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہیئے کہ عمارتوں کا گرنا اور بستیوں کا معدوم ہونا کیا یہ طاعون کی صفات میں سے ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو زلزلہ کی صفات میں سے ہے اس قدر منہ زوری ایک پرہیزگار انسان میں نہیں ہو سکتی کہ جو معنی ایک عبارت کے الفاظ سے پیدا ہو سکتے ہیں اور جو اس کے سیاق اور سباق سے مترشح ہو رہے ہیں اور جو معنی واقعہ کے ظہور سے کھل گئے ہیں اور انسانی کانشنس نے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیار کے الہام سے نکلتا ہے پھر اس کے انکار پر اصرار کرے۔ اگر فرض بھی کر لیں کہ خود ملہم نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو اس کی یہ غلطی کہ قبل از وقوع ہے۔ مخالف کے لئے کوئی حجت نہیں دنیا میں کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں گزرا جس نے اپنی کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی نہ کی ہو تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالےٰ کا ایک نشان نہ ہو گا اگر یہی کفر دل میں ہے تو دینی زبان سے

کیوں کہتے ہیں پورے طور پر اسلام پر کیوں حملہ نہیں کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہیں جس نے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنی کرنے میں غلطی نہیں کھائی تو پھر بتلاؤ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ لفظ متعلق کے معنی بعینہٖ طاعون ہے تو کیا یہ حملہ تمام انبیاء پر نہیں عفت الدیار کے الہامی فقرہ پر نظر ڈال کر صاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہو گا کہ ایک حصہ ملک کی عمارتیں اس سے گر جائیں گی اور نابود ہو جائیں گی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا بھی لکھ دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور تعلق سے وہ معنی سمجھے جائیں جو معترض نے کہے تو غایت مافی الباب یہ کہا جائے گا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے میں غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذہب وہلی کی حدیث بخاری میں موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں۔ قَالَ ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض فیھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب۔ (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔

(نوٹ از مرتب) اسی قدر خط بھیجا گیا اور شایع ہوا۔ اس مکتوب کے نمبروں سے مکتوب الیہ کے سوالات کا بھی علم ہو جاتا ہے۔
مکتوب کے آخر میں خاکسار عرفانی کبیر کے الحکم اخبار کے ایک مضمون پر نکتہ چینی کا جواب بھی حضرت اقدس نے دیا ہے۔ منشی عبدالقادر بیدل نے الحکم کے ایک حوالہ کی بنا پر زلزلہ کی پیشگوئی کے متعلق اعتراض کیا تھا کہ ایڈیٹر الحکم نے اسے طاعون کے متعلق قرار دیا۔ الحکم کا فایل تو اس وقت میرے سامنے نہیں اس لئے کہ میں مرکز سے دور حیدر آباد میں ہوں تاہم خود حضرت اقدس نے جواب میں صراحت فرما کر رفع اعتراض کر دیا ہے۔ ملہم کے سوا کسی کا الہام کے متعلق غلط اجتہاد کرنا تو کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا خود ملہم بھی بعض اوقات کسی پیشگوئی کے اجتہاد میں خطائے اجتہادی کر سکتا ہے۔ پیشگوئی کی حقیقت دراصل اسی وقت کھلتی ہے جب وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس قسم کی پیشگوئی کے نمونے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہیں جن میں سے ایک مثال حضرت اقدس کے مکتوب میں درج ہے علاوہ بریں اس زلزلہ کے متعلق آپ نے اپنی ایک منظوم پیشگوئی ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کے اس شعر پر ؎

آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب — اک برہنہ سے نہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے — کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

ایک نوٹ لکھا جسمیں تحریر فرمایا "خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار

لفظ آیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیئے جس کی طرف سورت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ ہاں اگر ایسا فوق العادۃ نشان ظاہر نہ ہوا اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھیروں گا۔"
اس میں صراحت سے آپ نے لکھا ہے کہ زلزلہ کا ظہور کس رنگ میں ہوگا یہ ۱۹۰۵ء کا اعلان ہے اور ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جو جنگ عظیم پہلی مرتبہ ہوئی اس میں پیشگوئی کا ظہور ہوا۔ اور من وعن جو نشانات اور آثار بتائے گئے تھے وہ پورے ہو گئے ان نشانات میں ایک نشان زار روس کی حکومت کا انقلاب بھی تھا اور پھر اس زلزلہ شدید کے دوبارہ آنے کی بھی پیشگوئی تھی۔ چنانچہ فرمایا ؎

وحی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر

فوق عادت ہے کہ سمجھائے گا وہ روز شمار
تم ہمیں لو ہے کے کیوں ڈرتے نہیں اسوقت سے
جس سے پڑجائے گی اک دم میں پہاڑوں میں غار
وہ تباہی آئے گی شہروں پر اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
وہ جو اونچے تھے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جا گئے غار
ایک ہی گردش سے ہو جائینگے مٹی کا ڈھیر
جسقدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار

میں نے یہ صرف بطور نمونہ لکھا ہے ورنہ اس دوسری جنگ میں جسقدر واقعات کا ظہور ہوا ان سب کے متعلق آپ کے الہامات میں صراحت اور اشارات ہیں۔ یہاں تک کہ چھتری فوج کے متعلق بھی صاف وحی تھی کہ آسمان سے فوجیں اتریں گی اور زہریلی گیس کے متعلق بھی۔ شہروں کی تباہیوں کا ذکر بھی موجود ہے۔

غرض یہ پیشگوئی جس میں زلزلہ کا لفظ استعمال ہوا تھا اس رنگ میں پوری ہوگی۔ والحمد اللہ علیٰ ذالک۔

میں نے یہ مختصر نوٹ اس لئے لکھ دیا ہے کہ تا اس کتاب کو پڑھنے والوں پر اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے۔ نافہم و تدبر ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ زلزلہ کی پیشگوئی مختلف اوقات

میں ہوئی اور اس کے لحاظ سے ۱۹۰۵ء میں جو زلزلہ آیا جس کی نظیر اس سے پہلے موجود نہ تھی اس رنگ میں بھی وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مگر بعد میں جو قیامت کا نمونہ دکھایا گیا وہ حرب عمومی کے رنگ میں نمودار ہوا۔ (عرفانی کبیر)

قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر قلقل کے نام

(تعارفی نوٹ)

قاضی نذر حسین صاحب نے بجنور سے ایک اخبار قلقل نام شائع کیا تھا۔ یہ ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے اس زمانہ میں علی العموم اخبار نویس الا ماشاء اللہ اپنے کاروبار کی گرم بازاری کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھنا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ اور بعض تو اسی مقصد کے لئے مخصوص اور وقف تھے۔ یو۔ پی میں بجنور سے کئی اخبارات وقتاً فوقتاً نکلتے رہے لیکن آخر وہ اپنی اجل مسمی پر ختم ہو گئے۔ قاضی صاحب نے بھی اپنے اخبار میں ایک مضمون لکھا جس میں سلسلہ کی سچائی پر حملہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نے اپنا پرچہ خاص طور پر روانہ کیا۔ اس لئے حضرت اقدس نے خود اس کا جواب لکھا اور شائع بھی کر دیا۔ اس مکتوب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور نے

اپنی صداقت کا ایک معیار دنیا کے سامنے پیش کیا کہ "میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی"۔ آج دنیا دیکھتی ہے اور جانتی ہے کہ آپ نے جو دعویٰ کیا تھا وہ کس قوت اور وضاحت سے پورا ہوا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے نکل کر پنجاب اور پنجاب سے نکل کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور اب ہندوستان سے نکل کر روئے زمین میں پھیل گیا اور دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو رہا ہے اور عیسائیت کی شکست کو خود عیسائی قوم نے اپنے عمل اور اپنے قلم سے تسلیم کر لیا ہے۔ جس مقصد کیلئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا وہ پوری قوت اور شان سے پورا ہوا اور ہر نیا دن اس کی ترقی کی شعاعیں لیکر آتا ہے وہ جو مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ اور ان کے اسباب ختم ہو گئے اور کوئی ان کا نام لیوا موجود

نہیں اور اگر کوئی باقی ہے وہ اپنے انجام سے اس صداقت پر مہر کریں گے۔

قاضی صاحب اور ان کے اخبار قلقل کو کوئی نہیں جانتا لیکن حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اور جسمانی نسل تا دیر مبارک ہے اور دنیا کے ہر قصبہ میں دن رات کے ہر لحظہ میں آپ پر سلام بھیجا جا رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

ایک مشہور درس گاہ کے صاحبزادے کے نام

میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب نے اس خط کی نقل بڑی محنت سے حاصل کی تھی اور انھوں نے اسے اخبار بدر مورخہ ۱۹ر اپریل سنہ ۱۹۰۶ء میں شایع کر دیا تھا جسے اب میں مکرر شایع کر رہا ہوں (عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۷ر جون سنہ ۱۹۰۳ء

محبی حافظ صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا واضح ہو کہ اکثر لوگ دعا کے اصول سے بے خبر ہیں اس لئے اپنے مقاصد سے محروم رہتے ہیں۔ دعا میں یہ شرط ہے کہ اس شخص سے جس سے دعا کروانا چاہتا ہے

اور جو حقیقت میں مقبول درگاہ الٰہی ہے پورا پورا تعلق ارادت اور محبت کا پیدا کرے اور اس پر ثابت کرے کہ وہ ایسا ہی ہے۔ دعا کرنے والے کی توجہ کامل طور پر اس کی طرف ہو جائے کیونکہ جو لوگ خدا کے مقبول بندے ہوتے وہ زبانی باتوں سے متوجہ نہیں ہو سکتے جب تک سچی ارادت مشاہدہ نہ کریں اور کسی کو وفادار نہ پائیں پھر دعا کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے شخص سے جو بطور شفیع درمیان ہو کر دعا کرتا ہے ہرگز ہرگز اس سے جلدی نہ کی جاوے گو سات سال ہی گزر جائیں جو دنیا کی عمر کا ایک عدد ہے۔ ایسے لوگ بہت امید سے کہا جاتا ہے کہ آخر اپنے مطلب کو پاتے ہیں مگر جلدی کرنے والے اپنے مطلب کو نہیں پاتے۔

دوسرے یہ کہ چونکہ آسمان سے ایک انقلاب کا ارادہ ہو رہا ہے کہ تا غلط کار اور بدعتی مسلمانوں کو کم کرے اور سچے مسلمان جو کتاب اللہ کے موافق چلتے ہیں ان کو زیادہ کرے تو پھر آپ دنیا کے اسباب سے ڈر کر کیوں اس سلسلہ سے دور رہتے ہیں کیا بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی قادر ہے جس سے ڈرنا چاہیے۔ یقین ہے کہ اگر آپ سچے دل سے پورے جوش سے پورے صدق سے پورے وفا سے اس سلسلہ میں داخل ہوں تو کچھ مدت کے بعد خدا تعالیٰ آپ کے لئے کچھ بندوبست کر دے گا کیونکہ زمین و آسمان دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھلے کھلے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور اپنے مال و دولت اور اقارب کی کچھ بھی پرواہ نہ کی آخر تیس برس کے بعد خدا نے ان کو

بادشاہ کر دیا جو شخص مرد بن کر خدا کی طرف آتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے گو کچھ دیر کے بعد ہی ہو۔ اور جو شخص مخلوق سے ڈرتا ہے اس کی عزت جناب الٰہی میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ شرک پر ہے مخلوق کو خدا کا شریک سمجھتا ہے ایسا شخص ہمیشہ ناقص الدین رہتا ہے مداہنہ سے زندگی بسر کرتا ہے۔ صحبت میں نہیں رہ سکتا ڈرتا ہے کہ کسی کو اطلاع نہ ہو۔ دیکھو طاعون کے دن میں غضب الٰہی مشتعل ہے اول حق کو خوب تحقیق کراو اور پھر اپنی سب عزت اس پر قربان کر دو اور اس کے لئے دکھ اٹھاؤ گالیاں سنو تا آسمان پر تمہاری عزت ہو اور عقدہ سربستہ کھل جاوے والسلام

غلام احمد ۔ ۱۰ جون ۱۹۰۲ء

بانس بریلی کے ایک مسلمان کے خط کا جواب

(تمہیدی نوٹ)

اواخر فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں بانس بریلی (یو۔ پی) کے ایک مسلمان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ینابیع الاسلام نام کی ایک مسیحی کتاب سے متاثر ہو کر دردناک خط لکھا اور اس کے جواب کا خواستگار ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو خدا تعالیٰ نے شوکت اسلام کے اظہار اور کسر صلیب ہی کے لئے مامور فرمایا تھا آپ نے اس کا جواب لکھا اور وہ

جواب ایک مستقل رسالہ کی صورت میں شایع ہوا۔ اگرچہ وہ
جواب بجائے خود ایک رسالہ ہے لیکن وہ ایک خط ہی کا جواب
اور مکتوب ہے اس لئے ہیں اس رسالہ کے موضوع کے
لحاظ سے اسے پورا درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس جواب
کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور کو کس قدر غیرت اسلام
کے لئے ودیعت کی گئی تھی۔ اس خط کا نام آپ نے چشمۂ مسیحی
تجویز فرمایا تھا۔ (عرفانی کبیر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَ نَبِیِّہِ الْعَظِیْم

السلام علیکم بعد ہذا واضح ہو کہ میں نے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا۔
جس کو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کی پڑھنے کے بعد لکھا۔ مجھے
تعجب ہے کہ وہ قوم جن کا خدا مردہ۔ جن کا مذہب مردہ۔ جن کی کتاب مردہ۔ اور
جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مردے ہیں۔ ان کی دروغ اور پرافترا
باتوں سے اسلام کی نسبت آپ تردد میں پڑ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
آپ کو یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف خدا کی کتابوں کی تحریف نہیں
کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کے لئے افترا اور مفتریانہ تحریروں میں
ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے۔ چونکہ ان لوگوں کے پاس وہ نور نہیں۔ جو سچائی

کی تائید میں آسمان سے اترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتوں سے
دنیا میں ایک صحیح امتیاز بخشتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ ان باتوں کے لئے مجبور
ہوئے کہ لوگوں کو ایک مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح
کے افتراؤں اور مکروں اور فریبوں اور دھوکہ دہی اور محض جعلی اور بناوٹی
باتوں سے کام لیا وے۔ اے عزیز! یہ لوگ سیاہ دل لوگ ہیں۔ جن کو خدا کا
خوف نہیں۔ اور جن کے منصوبے دن رات اسی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح لوگ
تاریکی سے پیار کریں۔ اور روشنی کو چھوڑ دیں۔

میں سخت تعجب میں ہوں کہ آپ ایسے شخص کی تحریروں سے کیوں متاثر
ہوئے یہ لوگ ان ساحروں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے موسیٰ نبی کے سامنے رسیوں
کے سانپ بنا کر دکھا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسیٰ خدا کا نبی تھا اس لئے اس کا عصا
ان تمام سانپوں کو نگل گیا۔ اسی طرح قرآن شریف خدا تعالیٰ کا عصا ہے
وہ دن بدن رسیوں کے سانپوں کو نگلتا جاتا ہے۔ اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک
ہے۔ کہ ان رسیوں کے سانپوں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ صاحب ینابیع الاسلام
نے اگر یہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلاں فلاں قصوں یا کتابوں سے بنایا گیا
ہے سو یہ کوشش اس کی اُس کوشش کے ہزارم حصہ کے برابر بھی نہیں جو ایک
فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے کی ہے۔ اس
فاضل نے اپنے خیال میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم
یہودیوں کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابوں سے

لی گئی ہے۔ اور یہ چوری اس قدر صریح طور پر عمل میں آئی ہے کہ عبارتوں
کی عبارتیں بعینہٖ نقل کر دی گئی ہیں۔ اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے کہ درحقیقت
انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے۔ درحقیقت اس نے حد کر دی اور خاص کر پہاڑی
تعلیم کو جس پر عیسائیوں کو بہت کچھ ناز ہے۔ طالمود سے اخذ کرنا لفظ بہ لفظ ثابت
کر دیا ہے۔ اور دکھلا دیا ہے کہ یہ طالمود کی عبارتیں اور فقرے ہیں۔ اور
ایسا ہی دوسری کتابوں سے وہ مسروقہ عبارتیں نقل کر کے لوگوں کو حیرت میں
ڈال دیا ہے۔ چنانچہ خود یورپ کے محقق بھی اس طرف دلچسپی سے متوجہ ہو گئے
ہیں۔ اور ان دنوں میں میں نے ایک ہندو کا رسالہ دیکھا ہے۔ جس نے یہ
کوشش کی ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم کا سرقہ ہے۔ اور بدھ کی اخلاقی تعلیم کو پیش کر کے
اس کا ثبوت دینا چاہا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بدھ لوگوں میں وہی قصہ شیطان
کا مشہور ہے جو اس کو آزمانے کے لئے کئی جگہ لئے پھرا۔ پس ہر ایک کو یہ خیال
دل میں لانے کا حق ہے کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی قصہ انجیل میں بھی بطور
سرقہ داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسٰی علیہ
السلام ہندوستان میں آئے تھے۔ اور حضرت عیسٰیؑ کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود
ہے جس کو ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اس صورت میں ایسے معترضین
کو اور بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایسا خیال کریں کہ اناجیل موجودہ درحقیقت بدھ
مذہب کا خاکہ ہے۔ یہ شبہات اس قدر گزر چکی ہیں کہ اب مخفی نہیں ہو سکتیں
ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب (جس کی نسبت اکثر محقق

انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسٰی کی پیدائش سے بھی پہلے شائع
ہو چکی ہے) جس کے ترجمے تمام ممالک یورپ میں ہو چکے ہیں۔ انجیل کو اس کے
اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں۔ اور جو انجیلوں
میں بعض مثالیں موجود ہیں۔ وہی مثالیں انہی الفاظ کے ساتھ اس کتاب میں بھی
موجود ہیں۔ اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو کہ گویا اندھا ہو وہ بھی اس کتاب کو دیکھکر
یقین کرے گا کہ انجیل اسی میں سے چرائی گئی ہے۔ بعض لوگوں کی یہ رائے
ہے کہ یہ کتاب گوتم بدھ کی ہے۔ اور اول سنسکرت میں تھی۔ پھر دوسری زبانوں
میں ترجمے ہوئے چنانچہ بعض محقق انگریز بھی اس بات کے قائل ہیں۔ مگر اس
بات کے ماننے سے انجیل کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور نعوذ باللہ حضرت عیسٰی اپنی تمام تعلیم
میں چور ثابت ہوتے ہیں۔ کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ مگر ہماری رائے
تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسٰی کی یہ انجیل ہے۔ جو ہندوستان کے سفر میں لکھی
گئی۔ اور ہم نے بہت سے دلائل سے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ یہ درحقیقت
حضرت عیسٰی کی انجیل ہے۔ اور دوسری انجیلوں سے زیادہ پاک و صاف ہے۔ مگر
وہ بعض محقق انگریز جو اس کتاب کو بدھ کی کتاب ٹھیراتے ہیں۔ وہ اپنے پاؤں
پر آپ تبر مارتے ہیں۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سارق قرار دیتے ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریوں کی مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ایک ایسا
ردّی ذخیرہ ہے۔ جو نہایت قابلِ شرم ہے۔ وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے
بعض کتابوں کو آسمانی ٹھیراتے ہیں۔ اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ

ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن[1] کے قریب ہیں۔ جعلی ہیں۔ مگر محض گمان اور شک کے رو سے نہ کسی محکم دلیل پر اس خیال کی بنا رہے۔ چونکہ مروجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے۔ اس لئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں۔ اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کی تخت نشینی کی تقریب پر لندن کے پادریوں نے وہ تمام کتابیں جن کو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کر کے مبارکبادی کے طور پر نذر پیش کی تھیں۔ اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے۔ پس غور کا مقام ہے کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی اور جعلی اور ناپاک ہوتیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں۔ نہ اصلی ٹھیرا سکتے ہیں۔ اپنی اپنی رائیں ہیں۔ اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ ان کو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ برنباس کی انجیل جس میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے۔ وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے کہ اس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرت کی پیشگوئی موجود ہے۔ چنانچہ سیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو بھی لکھا ہے کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئیے کہ یہ لوگ جس کتاب کی

نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا قصہ ہے۔ ایسی باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب اناجیل مروجہ کے مخالف ہوتی ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسی قدر مطابق ہوتی ہے۔ اور بعض شریر اور سیاہ دل انسان ایسی کوشش کرتے ہیں کہ اول اصول[2] مسلمہ کے طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جعلی کتابیں ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں ان کا قصہ درج ہے۔ اور اس طرح پر نادان لوگوں کو دھوکا میں ڈالتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے نوشتوں کا جعلی یا اصلی ثابت کرنا بجز خدا کی وحی کے اور کسی کا کام نہ تھا۔ پس خدا کی وحی کا جس کسی قصہ سے توارد ہوا۔ وہ سچا ہے گو بعض نادان انسان اس کو جھوٹا قصہ قرار دیتے ہوں۔ اور جس واقعہ کی خدا کی وحی نے تکذیب کی۔ وہ جھوٹا ہے۔ اگرچہ بعض انسان اس کو سچا قرار دیتے ہوں۔ اور قرآن شریف کی نسبت یہ گمان کرنا کہ ان مشہور قصوں یا فسانوں یا کتبوں یا اناجیل سے بنایا گیا ہے۔ نہایت قابلِ شرم جہالت ہے کیا ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گزشتہ مضمون سے توارد ہو جائے۔ چنانچہ ہندوؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے۔ ان کی کئی سچائیاں قرآن شریف میں پائی جاتی

---

[2] عیسائی مذہب میں دین کی حمایت کیلئے ہر ایک قسم کا افترا کرنا اور جھوٹ بولنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔ دیکھو پولوس کا قول۔ منہ

ہیں پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا۔ اناجیل کا ذخیرہ جو چھاپہ خانہ کے ذریعہ سے اب ملا ہے۔ عرب میں کوئی ان کو جانتا بھی نہ تھا۔ اور عرب کے لوگ محض اُمّی تھے۔ اور اگر اس ملک میں شاذ ونادر کے طور پر کوئی عیسائی بھی تھا تو وہ بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ تو پھر یہ الزام کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرقہ کے طور پر ان کتابوں سے وہ مضمون لئے تھے ایک لغتی خیال ہے۔ آنحضرت محض اُمّی تھے۔ آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے۔ چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔ یہ بارِ ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمہ ہے کہ اس زمانہ کی کوئی پرانی کتاب پیش کریں۔ جس سے مطالب اخذ کئے گئے۔ اگر فرضِ محال کے طور پر قرآن شریف میں سرقہ کے ذریعہ سے کوئی مضمون ہوتا تو عرب کے عیسائی لوگ جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ فی الفور شور مچاتے کہ ہم سے سن کر ایسا مضمون لکھا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا۔ اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ

---

* پادری فنڈل صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ عرب کے عیسائی بھی وحشیوں کی طرح تھے اور بے خبر تھے۔ منہ

* قرآن شریف نے تو اپنی نسبت معجزہ اور بے مثل ہونے کا دعویٰ کو کے اپنی بریت اس طرح پر ثابت کر دی کہ بلند آواز سے کہہ دیا کہ اگر کوئی اس کو انسانی کلام سمجھتا ہے۔ تو وہ جواب دے لیکن

اس کی خبریں اور اس کے قصے سب غیب گوئی ہے۔ اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک اس میں درج ہیں۔ اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے۔ پس عیسائیوں کے لئے اس وقت یہ بات نہایت سہل تھی کہ وہ بعض قصے نکال کر پیش کرتے کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے چوری کی ہے! اس صورت میں اسلام کا تمام کاروبار سرد ہو جاتا۔ مگر اب تو بعد از مرگ واویلا ہے۔ عقل ہرگز ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ اگر عرب کے عیسائیوں کے پاس درحقیقت ایسی کتابیں موجود تھیں۔ جن کی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے قصے لئے ہیں۔ خواہ وہ کتابیں اصلی تھیں یا فرضی تھیں تو عیسائی اس پردہ دری سے چپ رہتے؟ پس بلاشبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے اور وہ وحی ایسا عظیم الشان معجزہ تھا کہ اس کی نظیر کوئی شخص پیش نہ کر سکا۔ اور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص دوسری کتابوں کا چور ہوا اور خود مضمون بنا دے اور جانتا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے میں نے یہ مضمون لیا ہے۔ اور غیب کی

بقیہ حاشیہ۔ تمام مخالف خاموش رہے۔ مگر انجیل کو تو اسی زمانہ میں یہودیوں نے مسروقہ قرار دیا تھا۔ اور نہ انجیل نے دعویٰ کیا کہ انسان ایسی انجیل بنانے پر قادر نہیں۔ پس مسروقہ ہونے کے شکوک انجیل پر عائد ہو سکتے ہیں۔ نہ قرآن شریف پر۔ کیونکہ قرآن کا تو دعویٰ ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں۔ اور تمام مخالفین نے چپ رہ کر اس دعویٰ کا سچا ہونا ثابت کر دیا۔ منہ

باتیں نہیں رہیں اس کو کب جرأت اور حوصلہ ہو سکتا ہے کہ تمام جہان کو مقابلہ کے لئے بلاوے۔ اور پھر کوئی بھی مقابلہ نہ کرے اور کوئی اس کی پردہ دری پر قادر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں۔ اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پر وبال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں۔ ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلایا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا۔ نہایت درجہ سے ہونا چاہیئے تھا۔ نہایت درجہ ناقص اور نکما ہونا اس کا پایۂ ثبوت پہنچا دیا۔ تو پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہیئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افترا کریں تھوڑا ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔ اور وہی نطفہ بن جائے مسیح مدت ہوئی کہ مر گیا۔ اور سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ اور اگر اس کے معجزات ہیں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ بلکہ الیاس نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا اور پیشگوئیوں کا

٭ یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیح کے قول سے تائید پائی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حرام کار مجھ سے نشان مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائے گا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسٰی نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت ان معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں۔ کیا بارہ۱۲ حواریوں کو وعدہ کے موافق بارہ۱۲ تخت بہشت میں نصیب ہو گئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسیٰ کو ان کی اپنی پیشگوئی کے موافق مل گئی۔ جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے۔ کوئی تو بولے؟ اور کیا اسی زمانہ میں حضرت مسیحؑ اپنے دعویٰ کے موافق آسمان سے اتر آئے ہیں۔ کہتا ہوں۔ اترنا کیا ان کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا۔ یہی رائے یورپ کے محقق علما کی بھی ہے بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مردہ ہو کر بچ گئے۔ اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہونچے اور وہیں فوت ہو گئے۔ ٭

٭ جو لوگ مسلمان کہلا کر حضرت عیسٰی کو مع جسم عنصری آسمان پر پہنچاتے ہیں وہ قرآن شریف کے برخلاف ایک لغویات منہ پر لاتے ہیں۔ قرآن شریف تو آیت فلما توفیتنی میں حضرت عیسٰی کی موت ظاہر کرتا ہے اور آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا میں انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا ممتنع قرار دیتا ہے۔ پھر یہ کیسی جہالت ہے کہ کلام الٰہی کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں۔ توفی کے یہ معنی کرنا کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانا اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہ ہوگی۔ اول تو کسی کتاب لغت میں توفی کے یہ معنی نہیں لکھے کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھایا جانا پھر سوا اس کے جبکہ آیت فلما توفیتنی قیامت کے متعلق ہے۔ یعنی قیامت کو حضرت عیسٰی خدا تعالیٰ کو یہ جواب دیں گے تو اس سے لازم آتا ہے کہ قیامت تو آجائے گی مگر حضرت عیسٰی نہیں مریں گے اور مرنے سے پہلے ہی مع جسم عنصری خدا کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ قرآن شریف کی یہ تحریف کرنا یہودیوں سے بڑھ کر قدم ہے۔ منہ

پھر تعلیم کا یہ حال ہے کہ قطع نظر اس سے کہ اس پر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ انسانی قویٰ کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ حلم اور درگذر پر انجیل کی تعلیم زور دیتی ہے۔ اور باقی شاخوں کا خون کیا ہے کہ جو کچھ انسان کو قدرت قادر نے عطا کیا ہے۔ کوئی چیز اس میں سے بیکار نہیں ہے۔ اور ہر ایک انسانی قوت اپنی اپنی جگہ پر عین مصلحت سے پیدا کی گئی ہے۔ اور جیسے کسی وقت اور کسی محل پر حلم اور درگذر عمدہ اخلاق میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ ایسا ہی کسی وقت غیرت اور انتقام اور مجرم کو سزا دینا اخلاقِ فاضلہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ نہ ہمیشہ درگزر اور عفو قرینِ مصلحت ہے۔ اور نہ ہمیشہ سزا۔ اور انتقام مصلحت کے مطابق ہے۔ یہی قرآنی تعلیم ہے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ جزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ یعنی بدی کی جزا اسی قدر ہے جس قدر بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو* تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے۔ پامال کر دیا ہے۔ اور انسانی قویٰ کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک

* قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگذر کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں۔ اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس عفو کی اجازت دی جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔

شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے۔ اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی۔ اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔ اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں۔ اور برے برے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انھوں نے آپ بھی عمل نہ کیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا۔ بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو۔ اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آیا ہے۔ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ نرمی اور درگذر نہیں بلکہ

وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے۔ ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے۔ ہمارا خدا صرف حلیم خدا نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے۔ اور اس کا قہر بھی عظیم ہے۔ سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانونِ قدرت کے مطابق ہے۔ اور سچا قول آلہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں۔ ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا۔ کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ہمیشہ حلیم اور درگذر کا معاملہ کیا ہو۔ اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے۔ جو ان کو ہلاک کرے گا۔ اور طاعون بھی ابھی دور نہیں ہوئی پہلے اس سے نوح کی قوم کا کیا حال ہوا۔ لوط کی قوم کو کیا پیش آیا۔ سو یقیناً سمجھو کہ شریعت کا ماحصل تخلق باخلاق اللہ یعنی خدائے عزوجل کے اخلاق اپنے اندر حاصل کرنا یہی کمال نفس ہے۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا سے بھی بڑھ کر کوئی نیک خلق ہم میں پیدا ہو۔ تو یہ بے ایمانی اور پلید رنگ کی گستاخی ہے اور خدا کے اخلاق پر ایک اعتراض ہے۔

اور پھر ایک اور بات پر بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانونِ قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دعا بھی قبول کرتا ہے۔ مگر یہ ہم نے خدا کے قانونِ قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکر کی دردِ سر جاتا رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی

اندرونی بیماری کا دور ہونا کس قانون پر مبنی ہے۔ اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کر سکتا ہے۔ بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے۔ کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خدا پرستی کا مادہ تھا۔ مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے۔ یہی عیسائیوں کے نفسانی جوشوں کا حال ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ اگر یہ خودکشی مسیح سے بالارادہ ظہور میں آئی تھی تو بہت بیجا کام کیا۔ اگر وہی زندگی وعظ و نصیحت میں صرف کرتا۔ تو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ اس بیجا حرکت سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں اگر مسیح خودکشی کے بعد زندہ ہوکر یہودیوں کے روبرو آسمان پر چڑھ جاتا۔ تو اس سے یہودی ایمان لے آتے۔ مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر چڑھنا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔

اور پھر تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے۔ کیا کسی نے سنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو۔ اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو عیسائیوں کا مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور پھر ہر ایک امر میں لغزش ہے اور پھر باوجود ان تمام تاریکیوں کے آئندہ زمانہ کے لئے وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے۔ اور اب ان تمام اناجیل کی غلطیوں کا فیصلہ حسب اعتقاد عیسائیوں کی وحی جدید کی رو سے تو غیر ممکن ہے۔

کیونکہ انکے عقیدہ کے موافق اب وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہگئی ہے۔ اب تمام مدار صرف
اپنی اپنی رائے پر ہے جو جہالت اور تاریکی سے مبرا نہیں۔ اور ان کی انجیلیں اسقدر
بیہودگیوں کا مجموعہ ہیں جو ان کا شمار کرنا غیر ممکن ہے مثلاً ایک عاجز انسان کو خدا بنانا
اور دوسروں کے گناہوں کی سزا میں اسکے لئے صلیب تجویز کرنا اور تین دن تک
اسکو دوزخ میں بھیجنا اور پھر ایک طرف خدا بنانا اور ایک طرف کمزوری اور دروغگوئی
کی عادت کو اسکی طرف منسوب کرنا چنانچہ انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے
جاتے ہیں کہ جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا دروغگو ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً
وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولے گا اور ایک
طرف وہ خلاف وعدہ اسی دن دوزخ میں جاتے ہیں۔ اور تین دن دوزخ میں
ہی رہتے ہیں۔ ایسا ہی انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان آزمایش کیلئے مسیح کو
کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیح خدا بن کر بھی شیطان کی آزمایش سے
نہ بچ سکا۔ اور شیطان کو خدا کی آزمایش کی جرأت ہوگئی۔ یہ انجیل کا فلسفہ تمام دنیا سے
نرالا ہے۔ اگر درحقیقت شیطان مسیح کے پاس آیا تھا تو مسیح کے لئے بڑا عمدہ موقعہ تھا
کہ یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتا۔ کیونکہ یہودی حضرت مسیح کی نبوت کے سخت
انکاری تھے۔ وجہ یہ کہ ملاکی نبی کی کتاب میں سچے مسیح کی یہ علامت لکھی تھی کہ اس سے
پہلے الیاس٭ نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ پس چونکہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا۔

٭ اس زمانہ میں یہودی لوگ الیاس نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے اور آسمان سے اترنے کے ایسے ہی
منتظر تھے جیسے کہ آجکل ہمارے سادہ طبع مولوی حضرت عیسٰی کے آسمان سے اترنے کے منتظر ہیں۔

اس لئے یہودی اب تک حضرت عیسٰی کو مفتری اور مکار کہتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایسی
حجت ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور شیطان کا مسیح کے پاس
آنا یہ بھی یہودیوں کے نزدیک مجنونانہ خیال ہے۔ اکثر مجانین ایسی ایسی خوابیں دیکھا کرتے
ہیں۔ یہ مرض کابوس کی ایک قسم ہے۔ اس جگہ ایک محقق انگریز نے یہ تاویل کی ہے
کہ شیطان کے آنے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا مگر مسیح اس سے متاثر
نہیں ہوا۔ ایک شیطانی الہاموں میں سے یہ تھا کہ مسیح کے دل میں شیطان کی
طرف سے یہ ڈالا گیا کہ وہ خدا کو چھوڑ دے۔ اور محض شیطان کے تابع ہو جائے
مگر تعجب کہ شیطان خدا کے بیٹے پر مسلط ہوا اور دنیا کی طرف اس کو رجوع دیا۔
حالانکہ وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور پھر خدا ہونے کے برخلاف وہ مرتا ہے۔ کیا خدا بھی
مرا کرتا ہے۔ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعویٰ ہے کہ ابن اللہ نے
انسان کے لئے جان دی۔ اور پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی
بے خبر ہے۔ جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے کہ وہ باوجود ابن اللہ ہونے کے نہیں
جانتا کہ قیامت کب آوے گی۔ باوجود خدا کہلانے کے قیامت کے علم سے بے خبر ہونا
کس قدر بیہودہ بات ہے بلکہ قیامت تو دور ہے اس کو تو یہ بھی خبر نہ تھی کہ جس درخت
انجیر کی طرف چلا اسپر کوئی پھل نہیں۔

بقیہ حاشیہ:۔ مگر حضرت عیسٰی کو ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کی تاویل کرنی پڑی۔ اسی وجہ سے یہودی
اب تک انکو سچا نبی نہیں جانتے کہ الیاس آسمان سے نہیں اترا۔ اس عقیدہ کیوجہ سے یہودی تو
داخل جہنم ہوئے اب اسی طمع خام میں مسلمان گرفتار ہیں یہ سراسر یہودیوں کا رنگ ہے تا پوری ہو آنحضرت صلعم
کی ایک پیشگوئی پوری ہوگئی۔

اب ہم اصل امر کی طرف رجوع کرکے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ایک وحی اگر کسی گزشتہ قصہ یا کتاب کے مطابق آجائے یا پوری مطابق نہ ہو یا فرض کرو کہ وہ قصہ یا کتاب لوگوں کی نظر میں ایک فرضی کتاب یا فرضی قصہ ہے۔ تو اس سے خدا تعالیٰ کی وحی پر کوئی حملہ نہیں ہو سکتا جن کتابوں کا نام عیسائی لوگوں نے تاریخی کتابیں رکھتے ہیں یا آسمانی وحی کہتے ہیں۔ یہ تمام بے بنیاد باتیں ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں اور کوئی کتاب ان کی شکوک و شبہات کے گند سے خالی نہیں اور جن کتابوں کو وہ جعلی اور فرضی کہتے ہیں ممکن کہ وہ جعلی نہ ہوں اور جن کتابوں کو وہ صحیح مانتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی ہوں۔ خدا تعالیٰ کی کتاب ان کی مطابقت یا مخالفت کی محتاج نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب کا یہ معیار نہیں ہے کہ ایسی کتابوں کی مطابقت یا مخالفت دیکھی جائے۔ عیسائیوں کا کسی کتاب کو جعلی کہنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو جوڈیشل تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور نہ ان کا کسی کتاب کو صحیح کہنا کسی باضابطہ ثبوت پر مبنی ہے۔ نری اٹکلیں اور خیالات ہیں۔ لہٰذا ان کے یہ بیہودہ خیالات خدا کی کتاب کے معیار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ معیار یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کتاب٭ خدا کے قانونِ قدرت اور قوی معجزات سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتی ہے یا نہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں۔ مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گزشتہ معجزات کو پیش کریں۔ بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلعم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور ان کی امت

٭ دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانونِ قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے۔ جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر

خالی اور تہیدست ہے۔ صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلعم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملینِ امت جو شرفِ اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا ایک زندہ خدا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کیلئے یہی بندہ حضرت عزت موجود ہے اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیق رسول اللہؐ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں۔ اب ہوشیار ہو جاؤ اور سوچ کر دیکھ لو کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو کیونکر ثابت ہو کہ وہ درحقیقت منجانب اللہ ہیں۔ آخر سچے مذہب کیلئے کوئی تو مابہ الامتیاز چاہیئے اور صرف معقولیت کا دعویٰ کسی مذہب کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ معقول باتیں انسان بھی بیان کر سکتا ہے اور جو خدا محض انسانی دلائل سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا نہیں ہے بلکہ خدا وہ ہے جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے وہ مذہب جو محض خدا کی طرف سے ہے اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونے کے نشان اور خدائی مہر اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ تا معلوم ہو کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہے۔ سو یہ مذہب اسلام ہے وہ خدا جو پوشیدہ اور نہاں در نہاں ہے اسی مذہب کے ذریعہ سے اس کا پتہ لگتا ہے اور اسی مذہب کے حقیقی پیروؤں پر وہ ظاہر ہوتا ہے جو درحقیقت سچا

میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں ہی محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ خدا سے بے خبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن نے پیش کیا ہے اس سے کوئی شخص ذی العقل [illegible]

مذہب ہے سچے مذہب پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور خدا اس کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے
کہ میں موجود ہوں۔ جن مذاہب کا محض قصوں پر بنا ہے وہ بت پرستی سے کم نہیں۔
ان مذاہب میں کوئی سچائی کی روح نہیں ہے اگر خدا اب بھی زندہ ہے جیسا کہ
پہلے تھا اور اگر وہ اب بھی بولتا اور سنتا ہے جیسا کہ پہلے تھا تو کوئی وجہ معلوم نہیں
ہوتی کہ وہ اس زمانہ میں ایسا چپ ہو جائے کہ گویا موجود نہیں اگر وہ اس زمانہ
میں بولتا نہیں تو یقیناً وہ اب سنتا بھی نہیں گویا اب کچھ بھی نہیں۔ سو سچا وہی مذہب
ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے۔ غرض سچے
مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔
خدا شناسی ایک نہایت مشکل کام ہے۔ دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام
نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگا دیں۔ کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا
ہے کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا
کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے اور ہونا چاہیئے۔ اور ہے میں جو فرق
ہے وہ ظاہر ہے پس اس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف
ہے جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا۔ بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے اور کوئی
کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

مذہب سے غرض کیا ہے؟ بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی
صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے
اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت
سے بے خبر نہیں [illegible] خدا نے جس کو قرآن نے پیش کیا ہے۔ [illegible]
[illegible]

میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا۔ اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے
دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت
میں انواع و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا اور اصل مقصود اس راہ میں یہ
ہے کہ اس کو خدا کی ہستی پر پورا یقین حاصل ہو اور پھر پوری محبت ہو۔ اب دیکھنا
چاہیئے کہ کونسا مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل
ہو سکتی ہے انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور
یقین کرنیکی راہیں مسدود ہیں اور جو کچھ ہوا وہ پہلے ہو چکا اور آگے کچھ نہیں۔
مگر تعجب کہ وہ خدا جو اب تک اس زمانہ میں بھی سنتا ہے۔ وہ اس زمانہ
میں بولنے سے کیوں عاجز ہو گیا ہے کیا ہم اس اعتقاد پر تسلی پکڑ سکتے ہیں کہ
پہلے کسی زمانہ میں وہ بولتا بھی تھا اور سنتا بھی۔ مگر اب وہ صرف سنتا ہے مگر
بولتا نہیں۔ ایسا خدا کس کام کا جو ایک انسان کی طرح بڈھا ہو کر بعض قویٰ اس کے
بیکار ہو جاتے ہیں۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض قویٰ اس کے بھی بیکار ہو گئے
اور نیز ایسا خدا کس کام کا کہ جب تک ٹکٹکی سے باندھ کر اس کو کوڑے نہ لگیں اور
اس کے منہ پر نہ تھوکا جائے اور چند روز اس کو حوالات میں نہ رکھا جائے۔
اور آخر اس کو صلیب پر نہ کھینچا جائے۔ تب تک وہ اپنے بندوں کے گناہ نہیں
بخشتا۔ ہم تو ایسے خدا سے سخت بیزار ہیں جس پر ایک ذلیل قوم یہودیوں کی جو
اپنی حکومت بھی کھو بیٹھی تھی۔ غالب آگئی۔ ہم اس خدا کو سچا خدا جانتے ہیں جس نے
ایک مکہ کے غریب بیکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اسی زمانہ میں

تمام جہان کو دکھا دیا۔ یہاں تک کہ جب شاہِ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادرِ خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہہ دے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ایک طرف ایک شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور انجام نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ رومی کا ایک سپاہی اس کو گرفتار کر کے ایک دو گھنٹہ میں جیلخانہ میں ڈال دیتا ہے اور تمام رات کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور دوسری طرف وہ مرد ہے کہ صرف رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا اس کے مقابلہ پر بادشاہوں کو ہلاک کرتا ہے۔ یہ مقولہ طالب حق کے لئے نہایت نافع ہے۔ کہ یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے۔ ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مردہ خدا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں۔ اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں۔ اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس نے مجھے نہیں چھوڑا اور مسیح کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا۔ مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا۔ اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے۔ اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے اور ہزارہا

نشانوں سے اس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور میں عیسیٰ مسیح کی ہر گز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔ اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔

کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔
خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام
رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات
حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔
غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کہ کیونکر ایک سچا مذہب جو
خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب
ہے جسکے ذریعہ سے خدا کا پتہ لگتا ہے دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں
پیش کیجاتی ہیں گویا انسان کا خدا پر احسان ہے جو اس نے اس کا پتہ دیا۔
مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی
کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اس رسول پر
ہزاروں سلام اور برکات جسکے ذریعہ سے ہم نے خدا کو شناخت کیا۔
بالآخر میں دوبارہ افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم
کا اُخت ہارون ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے۔ میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت
ظاہر کرتا ہے۔ اس بیہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔
اگر استعارہ کے رنگ میں یا اور بنا پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھیرایا
ہے تو آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا۔ جب کہ قرآن شریف بجائے خود بار بار
بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا۔ اور یہ مریم حضرت
عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی تو کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

خدا تعالیٰ ان واقعات سے بے خبر ہے اور نعوذ باللہ اس نے مریم کو ہارون کی
ہمشیرہ ٹھیرانے میں غلطی کی ہے۔ کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ
اعتراض کر کے خوش ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام
ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شئے تو لازم نہیں آتا۔ مگر یہ لوگ اپنے گریبان
میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ
ہے۔ دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا۔ تا وہ ہمیشہ
بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے۔ لیکن جب چھ سات
مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم
کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا۔ اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے
بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض
یہ ہے کہ اگر در حقیقت معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں
کیا گیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت
میں رہے گا۔ پھر کیوں عہد شکنی کر کے اور اس کو خدمت بیت المقدس سے الگ
کر کے یوسف نجار کی بیوی بنایا گیا۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رو سے
بالکل حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر
کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا
گیا۔ حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا۔ اور اس کی پہلی بیوی موجود
تھی۔ وہ لوگ جو تعداد ازدواج سے منکر ہیں شائد ان کو یوسف کے اس نکاح کی

اطلاع نہیں۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح
کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا اگرچہ
ہم قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت
سے تھا۔ تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے۔ اور جس حالت میں برسات
کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم
علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے
کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے
محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ
سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی
تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے
اور یہودنا پکار نے ناجائز تعلق کے شبہات شائع کئے پس اگر کوئی اعتراض قابل حل
ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف
میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی مریم ہمشیرہ تھی۔ صرف ہارون کا نام ہے
نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ
نبیوں کے نام تبرکاً رکھے جاتے تھے۔ سو قرین قیاس ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہوگا
جس کا نام ہارون ہوگا اور اس بیان کو محل اعتراض سمجھنا سراسر حماقت ہے۔
اور قصہ اصحاب کہف وغیرہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی پہلی کتابوں
میں بھی ہو۔ اور اگر فرض کر لیں کہ وہ لوگ ان قصوں کو ایک فرضی قصے سمجھتے ہوں تو

اس میں کیا حرج ہے۔ آپ کو یاد رہے کہ ان لوگوں کی مذہبی اور تاریخی کتابیں اور
خود ان کی آسمانی کتاب تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یورپ
میں ان کتابوں کے بارے میں آج کل کس قدر ماتم ہو رہا ہے اور سلیم طبیعتیں خود بخود
اسلام کی طرف آتی جاتی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں اسلام کی حمایت میں تالیف ہو رہی
ہیں چنانچہ کئی انگریز امریکہ وغیرہ ممالک کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں
آخر جھوٹ کب تک چھپا رہے۔ پھر سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الٰہی کو ایسی کتابوں
کے اقتباس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ خوب یاد رکھو کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور
ان کی تمام کتابیں اندھی ہیں۔ تعجب کہ جس حالت میں قرآن شریف ایسے جزیرہ
میں نازل ہوا جس کے لوگ عموماً عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر
تھے۔ اور آنحضرت صلعم خود امی تھے تو پھر یہ تہمتیں آنجناب پر لگانا ان لوگوں کا کام
ہے جو خدا سے بالکل بےخوف ہیں۔ آنحضرت صلعم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت
عیسیٰ پر کس قدر اعتراض ہوں گے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً
پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جن کی انجیل
درحقیقت بائبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پُر ہے کہ ہم لوگ محض قرآن شریف
کے ارشاد کی وجہ سے ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ورنہ اناجیل کی نسبت بڑے شبہات
پیدا ہوتے ہیں اور افسوس کہ انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو بلفظہٖ پہلی
کتابوں میں موجود نہیں اور پھر اگر قرآن نے بائبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں
کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کون استبعاد عقلی ہوا اور کیا غضب آگیا۔ کیا آپ کے

نزدیک یہ محال ہے کہ یہ تمام قصے قرآن شریف کے بذریعہ وحی کے لئے گئے ہیں جبکہ آنحضرت صلعم کا صاحبِ وحی ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہے اور آپکی نبوتِ حقہ کے انوار و برکات اب تک ظہور میں آرہے ہیں تو کیوں شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف کا کوئی قصہ کسی پہلی کتاب یا کتبہ سے نقل کیا گیا ہے کیا آپکو خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ شک ہے یا آپ اسکو علم غیب پر قادر نہیں جانتے۔ اس کی نسبت خود یورپ کے محققین کی شہادت ہمارے پاس موجود ہیں۔ ایک اندھی قوم ہے جن میں ایمانی روشنی باقی نہیں رہی اور عیسائیوں پر تو نہایت ہی افسوس ہے جنھوں نے طبعی اور فلسفہ پڑھکر ڈبو دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر یہود کی پہلی کتابیں سچی ہیں تو ان کی بنا پر حضرت عیسٰی کی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ مثلاً سچے مسیح موعود کے لئے جسکا حضرت عیسٰی کو دعویٰ ہے۔ ملاکی نبی کی کتاب کی رو سے یہ ضروری تھا۔ کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آتا۔ مگر الیاس تو اب تک نہ آیا درحقیقت یہودیوں کیطرف سے یہ بڑی حجت ہے جسکا جواب حضرت عیسٰی صفائی سے نہیں دے سکے یہ قرآن شریف کا حضرت عیسٰی پر احسان ہے جو انکی نبوت کا اعلان فرمایا اور کفارہ کا مسئلہ تو حضرت عیسٰی نے آپ رد کر دیا ہے۔ جبکہ کہا کہ میری یونسؑ نبی کی مثال ہے جو تین دن زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہا اب اگر حضرت عیسٰی درحقیقت صلیب پر مر گئے تھے تو انکو یونسؑ سے کیا مشابہت اور یونس کو انسے کیا نسبت۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی صلیب پر نہیں مرے صرف یونس کیطرح بیہوش ہو گئے اور نسخہ مرہم عیسٰی جو قریباً تمام طبی کتابوں میں پایا جاتا ہے اس کے عنوان میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسٰی کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ یعنی انکی چوٹوں کیلئے جو صلیب پر آئی تھیں اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است۔

متفرق مکتوبات

جیسا کہ میں نے بارہا لکھا ہے کہ میں تو آنے والے مورخ کے لئے ایک مواد مہیا کر رہا ہوں اس لئے باوجود کوشش کے بعض اوقات میں سلسلہ قائم نہیں رکھ سکتا اس لئے اس عنوان کے تحت بعض وہ مکتوبات درج کرتا ہوں جو یا تو رہ گئے ہیں یا بعض نئے لوگوں کے نام ہیں (عرفانی الکبیر)

امام الدین منصف کے نام دوسرا خط

اس سے پہلے ایک مکتوب نمبر ۵ پر درج ہو چکا ہے دوسرا مکتوب کاتب کی فرد گذاشت سے رہ گیا ہے جو طباعت کے وقت معلوم ہوا لہذا اسے یہاں درج کر دیا جاتا ہے (عرفانی الکبیر)

خط نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ میرے دوست مولوی امام الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ بباعث بعض موسمی بیماریوں کے آپ کے خط کا جواب لکھنے سے قاصر ہوں

دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور بوجہ ضعف بشریت ایک غلطی جو آپ کے
خیال پر غالب آرہی ہے۔ اس کو رفع دفع فرما دے۔ کہ ہر ایک ہدایت اسکی طرف
سے ہے۔ اور انشاء اللہ میرا ارادہ ہے۔ کہ براہین احمدیہ کے کسی محل پر آپ کا جواب
الجواب لکھوں۔ نہ بحث کی غرض سے بلکہ اس غرض سے کہ ہادی مطلق اس کے
ذریعہ سے آپ کو راہ نمائی کرے۔ مگر میرے نزدیک اس سے پہلے مناسب ہے کہ
آپ بائیبل کے ان مقامات کی صاف طور پر تشریح کر دیں جن سے نہ صرف یہ بات
قطعی معلوم ہوتی ہے کہ وہ قصص و احکام خدا تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا
ہے کہ کسی عقلمند دستقی و دیندار کا بھی وہ کلام نہیں ہو سکتا۔ بائیبل میں بعض بیانات
عقل و طبی کے برخلاف ہیں۔ اور بعض خدا تعالیٰ کے تقدس اور اسکی پاک تعلیم کے
برخلاف اور بعض اس کے انبیاء کی شان کے برخلاف اور بعض ایسے امور ہیں
جو حال کی تحقیقاتوں سے جھوٹے ثابت ہو گئے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن
شریف اجمالی طور پر تمام امور ضروریہ علمی و عملی کا جامع اور تمام معارف و حقائق پر بطور
ایجاز و اجمال مشتمل ہے۔ اور خود خدا تعالیٰ نے تفصیل کا حوالہ اپنے رسول کیطرف
کر دیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ جو کچھ رسول دے وہ لے لو۔ اور وہ جس چیز سے
منع کرے اس سے باز آجاؤ۔ اور اگر فرض کے طور پر یہ خیال کیا جاوے کہ
بغیر بائیبل کے تکمیل قرآن شریف کے ساتھ بڑھا جائے تو پھر کوئی حکم اور دعویٰ
صداقت باہر نہیں رہیگی۔ تو یہ بھی خیال خام اور گمان باطل ہے۔ اور اگر آپ کو
سیر احادیث نبویہ ہو۔ تو کس قدر صد ہا جزئیات متعلق حقوق عبادت و معاملات
و حقوق باری عزاسمہ وغیرہ اس میں مندرج ہیں۔ اور پھر کسقدر فقہائے

ان جزئیات کی تشریح کرنے کے وقت اجتہاد سے کام لیا ہے اور کسقدر مسائل
پیدا ہو گئے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا پڑے۔ ہاں بڑے زور سے اقرار کرتا ہوں
کہ ان ضروری امور سے تمام بائیبل خالی ہے۔ تو پھر ہم بائیبل کی تہیدستی کا شکوہ
کہاں لے جائیں اور کس کے پاس جا کر روئیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انجیل اور توریت
کی حالت کی نسبت یہ آیت نہایت موزوں معلوم ہوتی ہے۔ **واثمھما اکبر من
نفعھما**۔ انہوں نے اپنی قوم کو جن کے ہاتھوں میں صدہا سال سے یہ کتابیں
ہیں کیا فائدہ پہونچایا ہے۔ جو آپ کو بھی پہونچائیں گی جن کے گندہ اور غیر مہذب
بیانات کی بڑی فاضل انگریز جان ڈیون پورٹ دلائل جیسے قائل ہو گئے ہیں۔ اب آپ
نے ان میں کیا دیکھ لیا۔ کہ آپ قائل نہیں ہوتے۔ خدائے تعالیٰ رحم کرے۔

مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے نام

(تعارفی نوٹ)

مولوی غلام دستگیر صاحب قصور کی مسجد کلاں کے امام تھے۔ اور قصور میں
ان کا بڑا اثر اور دخل تھا۔ خاکسار عرفانی الکبیر کو مولوی غلام دستگیر صاحب کے
خطرناک مخالفت کے سلسلہ میں ہی حافظ محمد یوسف ضلعدار خان بہادر شید فتح علیشاہ
ڈپٹی کلکٹر انہار کی تحریک پر اپنے ساتھ لے گئے ہیں اگرچہ اچھی تحقیق تھا مگر حق کی قوت

اور فطرت میرے ساتھ تھی میں نے قصور میں عام لیکچر دے اور مولوی غلام دستگیر صاحب کے حلقہ کے بعض علماء سے بذریعہ مراسلات گفتگو کی اور خود مولوی غلام دستگیر صاحب سے بھی یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کا کرشمہ ہے کہ مجھے ان لوگوں سے گفتگو کرنے میں کبھی جھجک نہ ہوتی تھی اور نہ میں انکی دستار فضیلت سے مرعوب ہوتا تھا۔ غرض یہ سلسلہ چلتا رہا اسکے بعد جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسائل اربعہ شائع کئے جن میں علماء منکرین کو دعوت مباہلہ دی تو مولوی غلام دستگیر صاحب کو بھی مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ مولوی غلام دستگیر صاحب نے اس مباہلہ کے اشتہار کا جواب دیا اور مباہلہ پر آمادگی کا اظہار کیا اور ایک خط لکھا حضرت اقدس نے اس خط کے جواب میں

حکیم حضرت فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک اشتہار کا مسودہ دیکر لاہور بھیجا اور یہ اشتہار چھپوا کر شعبان کی ابتدائی تاریخوں غالباً ۳ یا ۴ تاریخ تھی مولوی غلام دستگیر صاحب کو جاکر دیا گیا حکیم صاحب کے ساتھ جانیوالوں میں جہاں تک میری یاد میری مدد کرتی ہے حضرت حکیم محمد حسین قریشی رح بھی تھے اور میں خود بھی تھا۔ مولوی غلام دستگیر صاحب نے تو صرف ایک بہانہ تلاش کیا تھا۔ مگر حضرت اقدس نے اسکا فوری جواب دیکر اشتہار دیا۔ اور لاہور میں اسے تقسیم کیا گیا میرے مخطوطات میں وہ محفوظ تھا۔ لیکن اس مسودے رقمہ کی تفصیلی روئداد بھی۔ مولوی غلام دستگیر صاحب جواب بذریعہ اشتہار طلب کیا تھا اس نے زبانی کہا کہ میں تو مباہلہ کے لئے آگیا اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ آپ اس خط کا جواب

اشتہار سے شائع کرو حضرت اقدس دس شعبان تک آجا دیں گے۔ مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوا چلا گیا مگر اس نے ایک کتاب میں مباہلہ کر لیا اور مباہلہ کے موافق حضرت اقدس کی زندگی میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ حضرت صاحب کی تصانیف میں اس نشان کو درج کیا گیا ہے

نزول المسیح آپ نے لکھا ہے کہ

پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر اٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ

ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجاویگا

اور کئی سال ہو گئے غلام دستگیر مر گیا اور وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے (نزول المسیح صفحہ ۲۱)

غرض اسطرح اسکا انجام ہوا اب میں مولوی غلام دستگیر صاحب کا خط اور اسکے جواب کے اشتہار درج کر دیتا ہوں (عرفانی الکبیر)

مولوی غلام دستگیر قصوری کا خط

باسمہ سبحانہٗ

از غلام دستگیر ہاشمی قصوری کان اللہ لہٗ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بعد السلام علی من اتبع الہدیٰ

واضح ہو کہ رسائل اربعہ مرسلہ آپ کے فقیر کو پہنچے۔ آپ نے جو ان میں درخواست مباہلہ کر کے فقیر کو بھی مباہلہ کے لئے بلایا ہے سو فقیر بعد از استخارہ مسنونہ آپکو اطلاع دیتا ہے

کہ فقیر آپ کیساتھ مباہلہ کے واسطے از تہ دل مستعد ہے۔ آپ اب اس میں طوالت نہ کریں۔ شعبان کے ابتدا میں لاہور آجائیں۔ فقیر بھی امروز فردا لاہور پہونچ جاتا ہے اپنے دونوں فرزندوں کو لے کر آپ نے عزیزوں سے ملکر فقیر سے مباہلہ کرلیں یہ قید کہ کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں جو صفحہ ۶۷ کی سطر ۱۶ و ۱۷ ایسا درج ہے۔ شرعاً بے اصل ہے لاہور کے مدعو مولویوں سے اگر کوئی صاحب فقیر سے شامل ہوئے تو فبہا۔ ورنہ ایک ہی فقیر حاضر ہے۔ آپ نے اگر پندرہ شعبان تک مباہلہ نہ کیا تو آپ کاذب متصور ہوں گے۔ اور فقیر اس امر کو مشتہر کردیگا فقط

المرقوم۔ ۲۹ رجب روز دوشنبہ ۱۳۱۴ھ از قصور مسجد کلاں۔

(نوٹ یہ اوائل جنوری ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے دعرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(اشتہار صداقت آثار)

میں مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان ضلع گورداسپور اس وقت بذریعہ اشتہار کے خاص و عام کو مطلع کرتا ہوں کہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا گئے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم حدیث نبوی اور قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس لفظ اور نیز لفظ انی متوفیک کے معنی وفات دینا ہے۔ نہ اور کچھ کیونکہ اس مقام میں اس لفظ کی شرح میں کوئی روایت مخالف مروی نہیں۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کسی صحابی سے۔ پس یہ امر متعین ہو گیا کہ نزول مسیح سے مراد نزول بطور بروز ہے

یعنی اسی امت سے کسی کا مسیح کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نزول کی شرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ جو یہود اور النصاریٰ کے اتفاق سے وہ یہی شرح ہے کہ انہوں نے حضرت یحییٰ کو ایلیا یعنی الیاس آسمان سے اترنے والا اقرار دیا تھا سو خدا تعالیٰ کے الہام سے میرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسیح جو بروز کے طور پر غلبہ صلیب کے وقت میں کسر صلیب کے وقت کے لئے اترنے والا تھا۔ وہ میں ہی ہوں اس بنا پر مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری سے مباہلہ کرتا ہوں۔ اگر مباہلہ کی میعاد کے اندر جو روز مباہلہ سے ایک برس ہوگی میں کسی سخت اور ناقابل علاج بیماری میں جیسے جذام یا نابینائی یا فالج یا مرگی یا کوئی اسی قسم کی اور بھاری بیماری یا مصیبت میں مبتلا ہو گیا اور یا یہ کہ اس میعاد میں مولوی غلام دستگیر نہ فوت ہوئے۔ نہ مجذوم ہوئے اور نہ نابینا اور نہ اور کوئی سخت مصیبت انہیں آئی تو میں تمام لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ بغیر عذر و حیلہ ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور سمجھوں گا کہ میں جھوٹا تھا۔ تب ہی خدا نے ذلیل مجھے کیا۔ اور اگر میں مباہلہ کے اثر سے ایک برس کے اندر مر گیا تو میں اپنی تمام جماعت کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس صورت میں نہ صرف مجھے جھوٹا سمجھیں بلکہ اگر میں مروں یا ان عذابوں میں سے کسی عذاب میں مبتلا ہو جاؤں تو وہ دنیا کے سب جھوٹوں اور کذابوں میں سے زیادہ کذاب مجھے یقین کریں۔ اور ان ناپاک اور گندے مفتریوں میں سے مجھے شمار کریں۔ جنہوں نے جھوٹ بول کر اپنی عاقبت کو خراب کیا۔ اور اگر میں دس شعبان تک بمقام لاہور مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوا تب بھی مجھے کاذب قرار دیں لیکن ضرور ہے۔ کہ اول مولوی غلام دستگیر صاحب عزم بالجزم کر کے اس نمونہ کا اپنی

طرف سے بقید تاریخ اشتہار دیدیں اور اگر وہ اشتہار نہ دیں تو پھر میں لاہور نہیں جاسکتا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

مگر[1] یہ بھی اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر اور صاحب بھی علماء پنجاب یا ہندوستان سے مباہلہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ تو بھی اسی تاریخ پر بمقام لاہور مباہلہ کے لئے حاضر ہو کر مولوی غلام دستگیر کے ساتھ شریک ہوجائیں۔ اور اگر اب حاضر نہیں ہوں گے۔ تو پھر آئندہ ان کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا۔

مولوی محمد بشیر سہسوانی ثم بھوپالی کے نام

تعارفی نوٹ

مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی دراصل سہسوان کے باشندے تھے اور بہ سلسلہ ملازمت بھوپال میں نواب صدیق حسن خاں صاحب کے علماء کے زمرہ میں ملازم تھے چونکہ نواب صاحب خود اہل حدیث تھے۔ اس لئے انہوں نے مشہور علماء اہل حدیث کو اپنے سلسلہ تالیفات کے لیے جمع کر لیا تھا چنانچہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی بھی اسی ذیل میں تھے اور مولوی بشیر صاحب سے انکے گہرے تعلقات تھے۔

---

[1] حضور علیہ السلام کے اسم مبارک کے بعد کی سطور اصل مسودہ میں حضور علیہ السلام نے پنسل سے لکھی ہوئی ہیں

مولوی بشیر صاحب ایک پستہ قد گندم گون تھے اس میں کچھ شبہ نہیں علوم عربیہ درسیہ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے دعویٰ مسیحیت کا اعلان فرمایا تو مولوی بشیر اور مولانا سید محمد احسن صاحب میں خلوت میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا مولوی سید محمد احسن صاحب اثبات دعویٰ کا پہلو لیتے تھے اور مولوی بشیر صاحب اس پر اعتراض کرتے تھے مگر یہ مناظرہ مخالفت کے لئے نہ تھا بلکہ احقاق حق کے لئے آخر یہ تسلیم کر لیا گیا کہ حضرت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔ مولانا سید محمد احسن صاحب نے تو اخلاقی جرأت سے کام لیکر بیعت کر لی مگر مولوی بشیر صاحب متامل رہے۔

جب بھوپال کا سلسلہ ملازمت ختم ہو گیا تو مولوی صاحب بھوپال سے دہلی آکر جماعت اہلحدیث کے امام ہو گئے۔ اور یہ چیز انکی راہ میں روک ہو گئی۔ ۱۸۹۱ء کی آخری سہ ماہی میں حضرت اقدس لودہانہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ جب مولوی سید نذیر حسین صاحب جو شیخ الکل کہلاتے تھے مقابلہ اور مباحثہ کے لئے نہ آئے حیلہ سے اس پیالہ کو ٹلا دیا تو لوگوں نے مولوی بشیر صاحب کو بحث پر آمادہ کیا جہانتک حقیقت ہے وہ کرہاً آمادہ ہوئے ان کے مباحثہ کے حالات رسالہ الحق دہلی (سیالکوٹ) میں شائع ہو گئے تھے مولوی صاحب آنے کو تو میدان میں آئے مگر نون ثقیلہ کی بحث میں الجھ کر رہ گئے۔ جہاں تک میرا ذاتی علم ہے مولوی بشیر صاحب ایسے مخالف نہ تھے جیسے محمد حسین بٹالوی وغیرہ بلکہ وہ کسی قدر ادب حضرت

کا طومار کہتے تھے ان پر صداقت مکمل ہو چکی تھی۔ مگر بعض دوسرے مانعی اسباب انکی راہ میں روک تھے۔ چنانچہ جب "مباحثہ کے لئے حضرت اقدس کی قیامگاہ پر آئے اپنے آنیکی اطلاع کی تو حضرت اقدس بالاخانہ سے نیچے آئے اور مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر مودبانہ سلام علیکم کہا اور بے اختیار آپ سے معانقہ کے لئے لپٹ گئے حضرت تو اس کے عادی نہ تھے۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب بیان کرتے تھے کہ حضرت کھڑے رہے اور مولوی صاحب لپٹے رہے اور مولوی صاحب بھی آخر بیٹھ گئے اور حضرت اقدس بھی تشریف فرما ہوئے۔ میں نے اس واقعہ کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مجھ پر ان کے متعلق یہی اثر تھا کہ وہ اندر سے مخالفت کا جذبہ نہیں رکھتے وہ اب مر چکے۔ واللہ حسیبہٗ۔

پھر جب ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدسؑ دہلی تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے مولوی بشیر صاحب کو ملاقات کے لئے ایک خط لکھا اور میں خود وہ خط لیکر گیا۔ مولوی صاحب نے خلوت ہی میں مجھے کہا کہ اس وقت ملاقات مصلحت کے خلاف ہے۔ میری طرف سے بہت بہت سلام دیا جاوے اور میری معذوری پر معافی طلب کی جاوے۔ میں نے ان میں شوخی اور گستاخی نہ پائی تھی انہیں ایام میں کچھ خطوط اور رقعہ جات انکو لکھے گئے تھے میں عزیز مکرم بھائی شیخ فضل حسین صاحب کے لئے بہت دعا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان رقعہ جات کو مخالفین کے لٹریچر میں سے لیکر محفوظ کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء (عرفانی الکبیر)

یہ خطوط حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں رقم فرمائے تھے جب کہ حضور دہلی میں قیام فرما تھے اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کے ساتھ مناظرہ کی تجویز ہو رہی تھی یہ خطوط مخالفین نے حضور علیہ السلام اور مولوی محمد بشیر صاحب کے مابین تحریری مناظرہ کی تمہید میں شائع کئے ہیں جس کا نام الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح ہے (خاکسار ملک فضل حسین کارکن صیغہ تالیف وتصنیف۔

نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

کرمی اخویم مولوی احمد صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حسب استفسار آپ کے عرض کیا جاتا ہے کہ مجھے حضرت محمد بشیر صاحب سے مسئلہ حیات ووفات مسیح ابن مریم علیہ السلام میں بحث کرنا بدل وجان منظور ہے۔ پہلے بہرحال یہی ہوگی بعد اسکے حضرت مولوی صاحب ان کے نزول کے بارے میں بھی بحث کریں۔ بحث تحریری ہوگی۔ ہر ایک فریق سوال یا جواب لکھ کر حاضرین کو سنا دیگا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۱ء

نمبر ۲۔ مجھے یہ منظور ہے کہ اول حضرت مسیح ابن مریم کی وفات حیات کے بارے میں بحث ہو اس بحث کے تصفیہ کے بعد پھر انکے نزول اور اس عاجز کے کے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں مباحثہ کیا جاوے اور جو شخص طرفین میں سے ترک بحث کریگا۔ اس کا گریز سمجھا جائیگا (الحق الصریح ص۳۵)

نوٹ: مولوی محمد بشیر صاحب کے ایک اعلان کے جواب میں رقم فرمایا تھا جو انکے شائع کردہ مباحثہ دہلی بنام الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح ص۲۵ پر درج ہے۔ مگر اسکے نیچے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی دستخط یا نام نہیں لکھا گیا:

نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ حضرت مولوی محمد بشیر صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ مجھے آپکی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی اور خط آمدہ اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب سے آپکے اخلاق اور متانت اور تہذیب کا حال معلوم ہوکر دل پہلے سے ہی مشتاق ہو رہا تھا کہ اس مسئلہ میں آپ سے اظہار للحق بحث ہو سو الحمد اللہ آپ تشریف لے آئے۔ آج مجھے بوجہ ضروریات فرصت نہیں۔ کل انشاء اللہ القدیر کوئی تاریخ مقرر کر کے اطلاع دونگا۔ لیکن بحث تحریری ہوگی تا ہر ایک فریق کا بیان محفوظ رہے اور دور دست لوگوں کو بھی رائے لگانے کا موقعہ مل سکے۔ سب سے پہلے مسئلہ حیات و وفات مسیح میں بحث ہوگی۔ حیات مسیح علیہ السلام کا آپ کو ثبوت دینا ہوگا۔ اس ثبوت کیبعد آپ دوسری بحث کر سکتے ہیں آپ کے خدمت میں ایک اشتہار بھی بھیجا جاتا ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حیات و وفات مسیح میں کن شرائط کی پابندی سے آپ کو بحث کرنا ہوگا۔ والسلام۔

خاکسار عبد اللہ الصمد غلام احمد عفی عنہٗ ۲۱؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔

نمبر ۴۔ مکرمی اخویم مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ کل دس بجے کے بعد بحث ہو یا اگر ایک ضروری کام سے فرصت ہوئی تو پہلے ہی اطلاع دیدوں گا۔ ورنہ انشاء اللہ القدیر دس بجے کے بعد تو ضرور بحث شروع ہوگی۔ صرف اس بات کا التزام ضروری ہوگا۔ کہ بحث اس عاجز کے مکان پر ہو۔ اس کی ضرورت خاص وجہ سے ہے۔ جو زبانی بیان کر سکتا ہوں۔ جلسہ عام نہیں ہوگا۔ صرف دس آدمی جو معزز خاص ہوں آپ ساتھ لا سکتے ہیں۔ مگر شیخ بٹالوی اور مولوی

عبد المجید ساتھ نہ ہوں۔ اور نہ آپ کو ان بزرگوں کی کچھ ضرورت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ ۲۲؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء

نمبر ۵۔ جناب مولوی صاحب مکرم بندہٗ۔ السلام علیکم۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان تمام شرطوں کو جو میں اپنے کل کے پرچہ میں لکھ چکا ہوں قبول کرنیسے کسی قسم کا انحراف یا میلان انحراف ظاہر نہ کریں۔ یعنی جن لوگوں کو آنے سے روکا ہے تجربۃً اور مصلحتہً روکا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ خیر و برکت اسی میں ہے بہت۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعد از فراغ نماز جمعہ بحث شروع ہو۔ اور شام تک یا جس وقت تک ممکن ہوسکے سلسلہ بحث جاری ہو۔ اور دس آدمیوں سے زیادہ ہرگز ہرگز کسی حال میں آپکے ساتھ نہ ہوں اور اس لحاظ سے کہ بحث کو بے فائدہ طول نہ ہوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔

مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۳؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء

اہل اسلام لودہانہ و لاہور کا علماء مخالفین کے نام خط

مندرجہ ذیل خط میں صرف اس لئے درج کر رہا ہوں کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے تعارفی نوٹ میں اس کا ذکر آیا ہے مولوی رشید احمد صاحب اور دوسرے علماء پر عام اور خاص اہل اسلام کی طرف سے زور دیا جاتا تھا کہ امت مسلمہ کو اختلاف

سے بچانے کے لئے ایک مباحثہ کرکے فیصلہ کریں مگر کسی کو ہمت
نہ ہوئی۔ چونکہ یہ مکتوب معزز و ممتاز علمانان لودہانہ ولاہور کی طرف سے
ہے۔ اور تاریخ سلسلہ کا ایک اہم جزو ہے اس لئے درج کررہا ہوں
اور اسکا جواب جو حضرت اقدس نے دیا تھا۔ (عرفانی الکبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خط از طرف اہل اسلام لودہانہ

الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ

خط بنام مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی و خواجہ نظام الدین صاحب بریلوی و خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑانوالہ و خواجہ الٰہ بخش صاحب تونسوی سنگھڑی از طرف جماعت مسلمانان لودہیانہ وغیرہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ ہم سب لوگ جنکے نام اس خط کے نیچے درج ہیں آپکی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب مصنف کتاب براہین احمدیہ آج کل لودہیانہ میں آئے ہوئے ہیں۔ اور بڑے زور وشور سے اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ حضرت عیسٰی مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت فوت ہوگئے ہیں۔ اور دوسرے مردوں کی طرح جنو دار دراج گذشتہ میں داخل ہیں۔ پھر اس عالم میں کسی طرح سے نہ آئینگے اور اس زمانہ کے لئے جس مسیح کی روحانی طور پر آنے کی خبر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں دیگئی ہے۔ وہ مسیح موعود میں ہوں۔ مرزا صاحب اور انکی جماعت

قرآن شریف کی آئتیں بکثرت پیش کرتے ہیں اور اقوال صحابہ اپنے تائید دعویٰ میں لاتے ہیں۔ اور اس دعویٰ کے ثبوت میں تین کتابیں ایک فتح اسلام دوسری توضیح مرام تیسری ازالہ اوہام بڑی شدومد اور شرح وبسط سے تصنیف کی ہیں اور روزبروز ان کے سلسلہ کو ترقی ہے اور معتبر طور سے معلوم ہے کہ چند ان عالم فاضل متبحر آج تک انکی جماعت میں داخل ہوگئے ہیں۔ عجیب انقلاب دیکھ کر حق کے طالب نہایت حیرت میں ہیں کہ ایک طرف تو انکی جماعت ترقی پر ہے اور دوسری طرف مشاہیر علماء اور اکابر صوفیہ کنکوش ہیں۔ اگر کوئی مولویوں میں سے بحث کرنے کے لئے آتا بھی ہے تو مغلوب ہوکر ایک طور سے اور بھی زیادہ ان کے سلسلہ کو تائید پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو پنجاب میں مشہور عالم ہیں۔ بحث کرنے کے لئے آئے جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ انکی کمزوری اور گریز کو دیکھ کر اور بھی کئی شخص انکی جماعت میں داخل ہوگئے اور ایک بڑی خجالت کی یہ بات ہوئی کہ مرزا صاحب نے روحانی طور پر بھی ایک تصفیہ کی درخواست کی کہ تم بھی دعا کرو اور ہم بھی دعا کریں تا مقبول اور اہل حق کی تائید میں آسمانی نشان نشان ظاہر ہو۔ لیکن مولوی محمد حسین صاحب نے اس طرف رخ بھی نہ کیا۔ اب التماس یہ ہے کہ آپ اکابر جلیل القدر صوفیہ اور صاحب عرفان اور صاحب سلسلہ اور فاضل اور مشاہیر علماء سے ہیں۔ آپ سے بڑھکر اور کسکا حق ہے کہ دونوں طریق سے یعنی ظاہری اور باطنی طور پر آپ مرزا غلام احمد صاحب سے مقابلہ اور مواذنہ کریں اور دونوں طور سے بحث کرنے کے لئے تشریف لائیں۔ ہم نے مرزا صاحب سے منظور کرالیا ہے کہ ہم (جنکے نام خط ہے) بلواتے ہیں۔ وہ آپ سے دونوں طور ظاہری اور باطنی مقابلہ کریں گے۔ اور حضرت عیسٰی مسیح علیہ السلام کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر

اٹھائے جانے اور اب تک زندہ ہونے اور آخری زمانہ میں نزول از آسمان کرنے پر دلائل قاطعہ اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ پیش کریں گے۔ اور نیز باطنی طور پر اپنی کچھ کرامات بھی دکھائینگے پھر اگر آپ نے (جنکے نام خط ہے) ان سے دونوں طور ظاہری اور باطنی میں مقابلہ نہ کیا۔ اور بھاگ گئے تو ہم سخت مخالف بنکر آپکی اس ہزیمت کی شہرت دیں گے بلکہ ہم نے مرزا صاحب سے لکھوالیا ہے۔ جسکی نقل آپکی خدمت میں بھیجی جاتی ہے اور ہم نے حلف کی طور پر وعدہ کرلیا ہے۔ ضرور وہ صاحب (جنکے نام خط ہے) ان دونوں طور کے بحثوں کے لئے لودہیانہ میں تشریف لے آئینگے۔ کیونکہ نازک وقت پہنچ گیا تھا۔ اور لوگ جوق در جوق انکی پیروی کرتے جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر بزرگان دین اور علماء اہل یقین جنمیں ہزارہا مسلمان کا ایمان تلف ہو۔ کام نہ آئے تو کب آئینگے۔ ہاں ہم نے مرزا غلام احمد صاحب سے قسم کھاکر یہ بھی وعدہ کرلیا ہے کہ اگر (جنکے نام خط ہے) اس بحث کے لئے تشریف نہ لائے۔ تو پھر یہ بات پنجاب اور ہندوستان کے اخباروں میں چھپوادیں گے کہ وہ گریز کر گئے۔ اور وہ حق پر نہیں ہیں۔ لہذا ہم سب لوگ ادب سے اور عاجزی سے آپکی خدمت میں خواستگار ہیں کہ آپ حسبۃً للہ اس کام کے لئے ضرور تشریف لاویں. اور مسلمانوں کو فتنہ سے بچاویں۔ ورنہ اگر آپ تشریف نہ لائے تو بجار ایفائے عہد کیلئے آپ کا گریز کرنا حتی الوسع تمام اخباروں میں شائع کردیا جائیگا اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب نے گریز کی تو اس سے دس حصہ زیادہ اخباروں کے ذریعہ سے انکی قلعی کھولی جائیگی اور ہمیں یقین ہے کہ آپ دونوں طور کی بحث کے لئے ضرور تشریف لے آئیں گے۔ اور قیامت کے بازپرس سے اپنے آپ کو بچائینگے۔ لہذا ہم نے

ایک ایک نقل اسی درخواست کی چند اخباروں میں بھیجدی ہے۔ اور آخری نتیجہ کا مضمون جو کچھ بعد اسکے ہوگا چھپنے کے لئے بھیجا جائیگا۔ آپ جلد تشریف لادیں سب مخلصین منتظر ہیں ہم آپ کے جواب کے آج کی تاریخ سے کہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۸۹۱ء ہے۔ ایک ماہ تک انتظار کریں گے۔ اگر اس عرصہ تک خدانخواستہ آپ تشریف نہ لائیں تو ناچار عہد کے موافق کلمات حقہ آپکی نسبت شائع کر دیئے جائینگے۔ اور واضح رہے کہ ہم تین فریق کے آدمی ہیں بعض ہم سے مرزا صاحب کے مرید ہیں۔ اور بعض حسن ظن رکھنے والے اور نہ مرید ہیں لیکن ہم سب حق کے طالب ہیں۔ الحق حقی۔ والسلام

[1] ابو اللمعان محمد سراج الحق جمالی نعمانی سرسادی سرج اللہ وجہ۔ [2] شیخ نور محمد ہانسوی۔ [3] شیخ عبد الحق لودیانوی۔ [4] قاضی خواجہ علی ٹھیکدار شکرم۔ [5] محمد خاں ساکن کپورتھلہ [6] حافظ حامد علی لودہیانوی۔ [7] سید عباس علی صوفی۔ [8] مولوی محمود حسن مدرس۔ [9] منشی محمد اروڑ نقشہ نویس ساکن کپورتھلہ۔ [10] منشی فیاض علی۔ [11] منشی ظفر احمد اہلمدنویس ساکن کپورتھلہ [12] منشی عبد الرحمن اہلمد جرنیلی کپورتھلہ۔ [13] منشی حبیب الرحمن برادرزادہ حاجی ولی محمد صاحب جج مرحوم ساکن کپورتھلہ۔ [14] منشی جان محمد۔ [15] سردار خاں کوٹ دفعدار ساکن کپورتھلہ [16] شیخ سدوری ضلع ہوشیارپور۔ [17] منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ [18] خیر الدین خاں سوار رجمنٹ نمبر ۱۔ [19] حکیم عطاء الرحمن دہلوی۔ [20] مولوی افتخار احمد ابن سجادہ نشین حضرت منشی احمد جان صاحب نقشبندی لودہیانوی۔ [21] حافظ نور احمد تاجر پشمینہ لودہیانوی [22] سائیں بہادر شاہ لودہیانوی۔ [23] سائیں عبد الرحیم شاہ۔ [24] جیوا تاجر پشمینہ لودہیانوی [25] حافظ محمد بخش تاجر لودہیانہ۔ [26] مولوی محمد حسین ساکن کپورتھلہ۔ [27] قاضی شیخ احمد اللہ

ملازم کپورتھلہ۔ [۲۸] منشی الٰہ بخش محرر دفتر لودہیانہ۔ [۲۹] مولوی چراغ الدین مدرس مشن اسکول
لودہیانہ۔ [۳۰] قاضی عبدالمجید خاں شاہزادہ لودہیانہ۔ [۳۱] مولوی عبدالقادر مدرس
جمال پور۔ [۳۲] ماسٹر محمد بخش لودہیانہ۔ [۳۳] مولوی تاج محمد ساکن بھوکڑی علاقہ لودہیانہ
[۳۴] مولوی نور محمد ساکن مالگوٹ علاقہ لودہیانہ۔ [۳۵] مولوی عبداللہ مجتہد لودہیانہ۔ [۳۶] مولوی
نظام الدین لدہیانہ۔ [۳۷] مولوی الہ دیا واعظ ردتھاری لدہیانوی۔ [۳۸] عبداللہ
سنوری پٹوری علاقہ پٹیالہ۔ [۳۹] ماسٹر قادر بخش لدہیانوی۔ [۴۰] مولوی محمد یوسف
سنوری علاقہ پٹیالہ۔ [۴۱] منشی ہاشم علی پٹواری ریاست پٹیالہ۔ [۴۲] مولوی حشمت علی مدرس
پٹیالہ۔ [۴۳] عبدالرحمن سنوری علاقہ پٹیالہ۔ [۴۴] روشن دین ٹھیکدار کپورتھلہ۔ [۴۵] شیر محمد خاں
لدہیانوی۔ [۴۶] مولوی عبدالکریم سیالکوٹی۔ [۴۷] مولوی غلام قادر فصیح ایڈیٹر و پروپرائٹر
پنجاب گزٹ سیالکوٹ۔ [۴۸] سید احمد شاہ سیالکوٹی۔ [۴۹] سید رخصت علی ڈپٹی انسپکٹر
ضلع سیالکوٹ۔ [۵۰] مولوی غلام الجنیر ریاست کشمیر۔ [۵۱] مولوی عبدالغنی عرف غلام نبی خوشابی
[۵۲] حکیم فضل الدین بھیروی۔ [۵۳] مولوی مبارک علی سیالکوٹی۔ [۵۴] مفتی محمد صادق مدرس جموں
کاشمیر۔ [۵۵] میر عنایت علی لدہیانوی۔ [۵۶] شیخ چراغ علی ساکن گورداسپور۔ [۵۷] شیخ شہاب الدین
ساکن تھہ غلام نبی۔ [۵۸] شیخ حافظ حامد علی ساکن تھہ غلام نبی۔ [۵۹] مولوی غلام حسن پشاوری
[۶۰] خواجہ عبدالقادر شاہ لدہیانوی چشتی۔ [۶۱] سید فضل شاہ لاہوری۔ [۶۲] نواب محمد اشرف
علیخاں لدہیانوی۔ [۶۳] محمد عبدالحکیم خاں طالبعلم میڈیکل کالج لاہور۔ [۶۴] منشی کرم الٰہی لاہوری
[۶۵] مولوی خدابخش اتالیق الٰہ بندہ [۶۶] ہانسوی۔ [۶۷] شیخ فتح محمد ساکن جموں نائب
شرف محکمہ جنرل ڈیپارٹمنٹ سری نگر کشمیر۔ [۶۸] مولوی محمد حسن خاں لودہیانوی
[۶۹] مولوی خدابخش بستی شیخ۔ [۷۰] سید عبدالہادی سب اوورسیر بیلیلی ملک بلوچستان

[۷۱] مرزا یوسف بیگ ساکن سامانہ۔ [۷۲] عبدالکریم خاں ناظر ریاست پٹیالہ۔ [۷۳] نواب
عشرت علی خاں ناظر لودہیانوی ناظر عدالت سمرالہ۔ [۷۴] نواب محمد حسین خاں
خلف نواب محفوظ علی خاں جھجری حال لدہیانہ۔ [۷۵] گلاب خاں دفعدار لدہیانوی
[۷۶] عبدالکریم خاں کلرک نہر لدہیانوی۔ [۷۷] مولا بخش ماسٹر لودہیانہ۔ [۷۸] عمر بخش
چنیانوالہ۔ [۷۹] شہاب الدین لدہیانوی۔ [۸۰] امیر خاں سمرالہ۔ [۸۱] مولوی غلام محمد نقل
نویس تحصیل سمرالہ۔ [۸۲] شیخ نور احمد مالک و مہتمم ریاض ہند امرتسر۔ [۸۳] الٰہ بخش
پارسل کلرک پھلور۔ [۸۴] حاجی عبدالرحمن لدہیانوی۔ [۸۵] منشی خادم حسین خلف رشید
داروغہ۔ [۸۶] محمد قاسم خوشنویس لدہیانوی۔ [۸۷] محمد اسمعیل۔ [۸۸] عبدالکریم سیالکوٹی۔
[۸۹] غلام محمد سیالکوٹی۔ [۹۰] مولوی محمد الدین سیالکوٹی۔ [۹۱] مولوی نورالدین ساکن بھوگری ضلع لدہیانہ
[۹۲] سید امیر علی شاہ سیالکوٹی سارجنٹ پولیس۔ [۹۳] منشی رحمت اللہ ممبر میونسپل کمیٹی
گجرات و تاجر پارچات۔ [۹۴] رحمت سکنہ غوث گڈھ علاقہ پٹیالہ۔ [۹۵] مولوی حکیم سید
محی الدین ساکن تنکور علاقہ ریاست میسور۔ [۹۶] الٰہی بخش ساکن غوث گڈھ علاقہ
ریاست پٹیالہ۔ [۹۷] علی بخش ساکن چک علاقہ پٹیالہ۔ [۹۸] میر محمود شاہ ساکن سیالکوٹ
[۹۹] محبوب عالم درویش ساکن کپورتھلہ۔ [۱۰۰] مہر علی ساکن تھہ غلام نبی۔ [۱۰۱] نور محمد نمبردار
غوث گڈھ ریاست پٹیالہ۔ [۱۰۲] عطاء الٰہی ساکن غوث گڈھ۔ [۱۰۳] عمرالدین لدہیانوی
[۱۰۴] امام بخش از خاندان میاں وسوندی شاہ صاحب مرحوم۔ [۱۰۵] منصب علی محرر۔
[۱۰۶] غلام ربی لودہیانوی

اس کے ساتھ ایک دوسرا خط مسلمانان لاہور نے علماء کے نام مباحثہ کے لیے
شائع کیا تھا جو اسی ضمیمہ ریاض ہند کے صفحہ اول پر ہے۔ اسکو بھی ناظرین کی واقفیت

کے لئے اسی جگہ نقل کر دیا جاتا ہے (المرتب)

دوسرا خط از طرف اہل اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خط بنام مولوی محمد صاحب لکھوکے مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھوکے مولوی عبداللہ صاحب نبتی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب لودیانوی۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مولوی محمد سعید صاحب بنارسی مولوی محمد احسن صاحب امروہی حال وارد بھوپال۔ مولوی نورالدین صاحب حکیم مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی۔ از طرف اہل اسلام لاہور بالخصوص حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار و خواجہ امیر الدین صاحب و منشی عبدالحق صاحب و منشی شمس الدین صاحب سکرٹری حمایت اسلام و مرزا صاحب ہمسایہ خواجہ امیر الدین صاحب و منشی کرم الٰہی صاحب وغیرہ وغیرہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو دعاوی حضرت مسیح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت اور خود مسیح موعود ہونے کی نسبت کئے ہیں آپ سے مخفی نہیں ان کے دعاوی کی اشاعت اور ہمارے آئمہ دین کی خاموشی نے مسلمانوں کو جس تردد اور اضطراب میں ڈال دیا ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں اگرچہ جمہور علماء موجودہ کے بے سود مخالفت اور خود مسلمانوں کے پرانے عقیدہ نے مرزا صاحب

کے دعاوی کا اثر عام طور پر نہیں پھیلنے دیا مگر تاہم اس امر کے بیان کرنیکی بلاخوف تردید جرأت کی جاتی ہے کہ اہل اسلام کے قدیمی اعتقاد نسبت حیات و نزول عیسیٰ ابن مریم میں تزلزل واقع ہوگیا ہے۔ اگر ہمارے پیشوایان دین کا سکوت یا انکی خارج از مبحث تقریر اور تحریر نے کچھ اور طول پکڑا تو احتمال کیا بلکہ یقین کامل ہے کہ اہل اسلام علی العموم اپنے پرانے اور مشہور عقیدہ کو خیرباد کہدیں گے۔ اور پھر اس صورت اور حالت میں حامیان دین متین کو سخت تر مشکل کا سامنا پڑے گا۔ ہم لوگوں نے جنکی طرف سے یہ درخواست ہے اپنی تسلی کے لئے خصوصاً اور عامہ اہل اسلام کے فائدہ کے لئے عموماً کمال نیک نیتی سے بڑی جد و جہد کے بعد ابوسعید مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ساتھ (جو مرزا صاحب کے مخلص معتقدین میں سے ہے) مرزا صاحب کے دعاوی پر گفتگو کرنے کے لئے مجبور کیا تھا مگر نہایت ہی حیرت ہے کہ ہماری بدقسمتی سے ہمارے منشاء اور مدعا کیخلاف مولوی ابوسعید صاحب نے مرزا صاحب کے دعوے سے جو اصل مضمون بحث تھا قطع نظر کرکے غیر مفید امور میں بحث شروع کر دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مترددین کے شبہات کو اور تقویت ہوگئی اور زیادہ تر حیرت میں مبتلا ہوگئے اسکے بعد لودھیانہ میں مولوی ابوسعید صاحب کو خود مرزا صاحب سے بحث کرنے کا اتفاق ہوا تیراں روز گفتگو ہوتی رہی۔ اس کا نتیجہ بھی ہمارے خیال میں وہی ہوا جو لاہور کے بحث سے ہوا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تر مضر کیونکہ مولوی صاحب اس دفعہ بھی مرزا صاحب کے اصل دعاوی کی طرف ہرگز نہ گئے۔ اگرچہ جیسا کہ سنا گیا ہے اور پایہ اثبات کو بھی پہنچ گیا ہے۔ مرزا صاحب نے اثنائے بحث میں بارہا اپنے دعووں کی طرف مولوی صاحب کو متوجہ کرنے کی سعی کی چونکہ علماء وقت کے سکوت اور بعض

بے سود تقریر و تحریر نے مسلمانوں کے لئے علی العموم بڑے حیرت اور اضطراب میں ڈال رکھا ہے اور اس کے سوا انکو اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ اپنے اماماں دین کو رجوع کریں۔ لہذا ہم سب لوگ آپکی خدمت میں نہایت مودبانہ اور محض بنظر خیر خواہی برادران اسلام درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس فتنہ و فساد کے وقت میدان میں نکلیں۔ اور اپنے خداداد نعمت علم اور فضل سے کام لیں اور خدا کے واسطے مرزا صاحب کے ساتھ انکے دعاوی پر بحث کر کے مسلمانوں کو ورطہ تذبذب سے نکالنے کی سعی فرما کر عند الناس و عند اللہ ماجور ہوں ہم چاہتے ہیں کہ آپ جنکی ذات پر مسلمانوں کو بھروسہ ہے خاص لاہور میں مرزا صاحب کے انکے دعوے میں بالمشافہ تحریری بحث کریں مرزا صاحب سے ان کے دعوے کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا جاوے۔ یا ان کو اس قسم کے دلائل مبینہ سے توڑا جاوے ہماری رائے میں مسلمانوں کو تسلی اور رفع تردد کے واسطے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں اگر آپ اس طریق بحث کو منظور فرما دیں اور امید واثق ہے کہ آپ اپنا ایک اہم منصبی اور مذہبی فرض یقین کر کے محض ابتغاءً لوجہ اللہ و ہدایے خلق اللہ ضرور قبول فرما دیں گے۔) تو اطلاع بخشیں تاکہ مرزا صاحب سے بھی اس بارے میں تصفیہ کر کے تاریخ مقرر ہو جاوے۔ اور آپ کو لاہور لانے کی تکلیف دی جاوے۔ تمام انتظام متعلقہ قیام امن وغیرہ ہمارے ذمہ ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑیگی جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

والسلام

نقل عبارت اقرارنامہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

یہ خط جو جماعت مسلمان لودہیانہ وغیرہ نے لکھا ہے۔ میں نے اول سے آخر تک پڑھا۔ مجھے ہر طرح منظور و مقبول ہے کہ الہٰ بخش صاحب تونسوی سنگھڑی یا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی یا نظام الدین صاحب بریلوی یا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی یا غلام فرید صاحب چاچڑاں والا ظاہری و باطنی طور پر بحث کرنے کے لئے تشریف لادیں مجھے تحریری اور زبانی طور پر بحث منظور ہے کچھ عذر نہیں۔ اور باطنی طور پر مقابلہ کرنا خود میرا منشاء ہے کیونکہ میں یقینی جانتا ہوں کہ خداوند قدیر میرے ساتھ ہے۔ وہ ہر یک راہ میں میری مدد کریگا غرض میں بلا عذر ہر طرح حاضر ہوں اور مباحثہ لاہور میں ہو کہ وہ مقام صدر ہے اور رئیس لاہور امن وغیرہ کے ذمہ دار ہو گئے ہیں۔

الراقم

مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود

۲۳ اگست ۱۸۹۱ء م ۱۷ محرم حضرت پیر۔ محلہ اقبال گنج۔ لودہیانہ

مکتوبات کی جلد ششم (نمبر دوم)

مکتوبات احمدیہ جلد ششم کا یہ پہلا حصہ ہے جسمیں مخالف الرائے علماء کے نام کے خطوط ہیں میں اسکو مکمل نہیں کہہ سکتا ممکن ہے بعض ایسے لوگ بھی ابھی ہوں جنکے نام حضرت اقدس نے کوئی خط لکھا ہو اور مجھے اب تک نہ ملا ہو میری کوشش ہمیشہ یہ رہی کہ ایک مجموعہ ان تمام مکتوبات کا خواہ وہ سرسری ہی ہو جمع ہو جائے الحمد اللہ اب تک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا مگر مجھے یہ گلہ کرنے دو کہ اس مفید اور نہایت اہم اور ضروری کام میں مجھے من حیث الجماعت کوئی مدد اخلاقی بھی تو نہیں ملی

ہاں انفرادی طور پر صرف صحابہ کی جماعت کے بعض احباب نے تعاون کیا اور یہ ان کے اس جوش محبت کا نتیجہ ہے جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اللہ تعالیٰ کے ان پر بڑے بڑے فضل ہوں۔ اس جلد کے دوسرے نمبر میں ان مکتوبات کو انشاء اللہ درج کروں گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض بادشاہان وقت کو لکھے اور اسی دوسرے حصہ کے ایک حصہ میں وہ مکتوبات بھی جمع کروں گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشائخ اور سجادہ نشینوں کے نام لکھے تھے۔

میں چاہتا ہوں کہ احباب اس کار خیر میں اور نہیں تو اس سلسلہ کے خریدار ہو کر ہی ثواب حاصل کریں حصہ دوم کا کام انشاء اللہ جلد شروع

وباللہ التوفیق

خاکسار [illegible]

[illegible] ۱۹۵۰ء

ہر احمدی گھر میں یہ کتابیں ضروری ہیں

(۱) مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ دوم۔ سوم اور جلد پنجم کے چار ز بان سب کی مجموعی قیمت معہ محصول ڈاک ۔ ۱۲ [illegible]

(۲) سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شایع شدہ مکمل معہ محصولڈاک قیمت [illegible]

(۳) حقایق و معارف قرآنیہ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتب تیار ہو کر شایع ہو چکی ہیں۔

(۱) اسماء القرآن فی القرآن (۲) قرآنی دعاؤں کے اسرار۔

(۳) البیان فی اسلوب القرآن (۴) اعجاز القرآن اس مجموعہ کی قیمت محصولڈاک ۔ ۱۲ [illegible]

(۴) کتاب الصیام یعنے روزہ اور اس کی حقیقت ... ... [illegible]

(۵) رحمۃ للعالمین فی کتاب مبین (حصہ اول) ... ... [illegible]

(۶) مکتوبات احمدیہ (جلد ششم) ... ... [illegible]

تمام درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں

عرفانی الکبیر الہ دین بلڈنگ سکندرآباد دکن

چربوں کی تفصیل

نمبر مکتوب	چربہ بر صفحہ	نمبر مکتوب	چربہ بر صفحہ
۴/۹۶	ضمیمہ ۱۴ تا ۱۷	۳۴/۹۷	ضمیمہ ۴۳ تا ۴۶
۷/۶۰	" ۱۷ و ۱۸	۳۵/۹۸	" ۴۷ تا ۴۹
۹/۶۲	" ۱۹ و ۲۰	۳۶/۹۹	" ۴۹ تا ۵۲
۱۴/۶۶	" ۲۰ تا ۲۲	۳۷/۱۰۰	" ۵۳ تا ۵۸
۱۵/۶۸	" ۲۲ و ۲۳	۳۸/۱۰۱	" ۵۸
۱۶/۶۹	" ۲۴ و ۲۵	۳۹/۳۵	" ۱
۲۱/۸۴	" ۲۶ و ۲۷	۴۰/۵۴	" ۱ تا ۴
۲۲/۸۵	" ۲۷ تا ۳۰	۴۱/۵۶	" ۵ تا ۸
۲۳/۸۶	" ۳۱ تا ۳۳	۴۲/۶۰	" ۸
۲۴/۸۷	" ۳۳ تا ۳۵	۵۲/۱	(یہ نمبر بلاک غلطی پر درج ہونے سے تینوں دفعہ [illegible] پر ہوا رہ گئے ہیں۔) " ۱۰ و ۱۱
۲۵/۸۸	" ۳۶ تا ۳۸	۵۳/۲	" ۱۲
۲۶/۸۹	" ۳۹ و ۴۰	۵۴/۱	" "
۳۱/۹۴	" ۴۰ تا ۴۲	۵۵/۱ ۵۶/۱	۱۳ تا ۱۴
۳۳/۹۶	" ۴۲ و ۴۳	۵۷/۳ ۵۸/۴	۶۸ و ۶۹ / ۷۳ و ۷۴

بلاکوں کی تفصیل

نمبر مکتوب	بلاک بر صفحہ	نمبر مکتوب	بلاک بر صفحہ
۸/۷۱	ضمیمہ ۶۷ و ۶۸	۴۴/۱	ضمیمہ ۵۹
۱۱/۷۴	" ۶۹ و ۷۰	۴۵/۲	" "
۱۷/۸۰	" ۷۶ و ۷۷	۴۶/۳	" "
	(بلاک پر غلطی سے نمبر ۳۰/۹۳ درج ہوگیا)	۴۷/۴	" ۶۰
۲۰/۸۳	" ۷۱	۴۸/۵	" "
۲۷/۹۰	" ۷۲ و ۷۳	۴۹/۶	" "
۲۸/۹۱	" ۷۴ و ۷۵	۵۰/۷	" ۶۱
۲۹/۹۲	" ۸۰	۵۱/۹۱	" ۶۱ و ۶۲
۴۳/۹۱	" ۷۸ تا ۸۰		

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود مع التسلیم

پیش لفظ

للہ الحمد والمنۃ کہ حضرت مسیح موعود علیہ وعلی مطاعہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۸ء تک کے اکاون مکتوبات کی تالیف کی توفیق پا رہا ہوں کہ جن میں سے نہ صرف چھتالیس خطوط ہی بلکہ بعض میں مندرجہ وحی پہلی بار خاکسار ہی کے ذریعہ شائع ہوئی۔ اس وحی کے علاوہ جو کہ سلسلہ کے دیگر لٹریچر میں نہیں آئی تھی مطبوعہ وحی میں سے ایک حصہ کی غیر مطبوعہ تفصیل بھی ان سے حاصل ہوئی ہے۔ چونکہ امتداد زمانہ سے مکتوبات دریدہ یا ان کی تحریر کے نقوش مدہم ہوتے جا رہے ہیں اس لئے سولہ عدد خطوط کے بلاک اور تیئس عدد خطوط کے چربے بھی شائع کرتا ہوں۔ ان میں چھ ایسے خطوط کے بلاک اور چربے بھی شامل ہیں جو قبل ازیں مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں اور ایک نواب صاحب کے نام خط ہونے کی وجہ سے الحکم سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ مکتوبات احمدیہ میں اب تک شائع نہ ہوا تھا

حضورؑ کے مکتوبات مسائل تصوف۔ مواعیظ و حکم۔ الہامات و کشوف تاریخ سلسلہ اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا ایک لاثانی ذخیرہ ہے اور وحی اور تاریخ کا ایک کثیر حصہ صرف انہی سے دستیاب ہوتا ہے۔ ان کے محفوظ کرنے کا سہرا حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی موسس و ایڈیٹر الحکم کے سر ہے۔ آپ نے حضورؑ کے عہد سعادت سے ہی اس طرف پوری توجہ کی اور سلسلہ کے اولین اخبار الحکم کے ذریعہ ان خطوط کو نیز حضورؑ کے ملفوظات۔ الہامات اور تاریخ سلسلہ کو اور بعد ازاں مکتوبات احمدیہ کی شکل میں مرتب کر کے ان خطوط کو شائع

کرنے کی توفیق پائی۔ ایسے مفید امور کی سرانجام دہی کی بنا پر ہی الحکم حضورؑ کی طرف سے اپنے دو بازوؤں میں سے ایک قرار پایا تھا۔ مکتوبات احمدیہ کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے خاکسار نے حضرت عرفانی صاحب سے اس سلسلہ کی ایک جلد اسی نام سے شائع کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ آپ چونکہ بصد شوق اس کام کی تکمیل کے متمنی ہیں۔ آپ نے ازراہ کرم اجازت عنایت فرما دی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ میری نیت صرف یہ ہے کہ انقلاب کے ہاتھوں ایک کثیر حصہ غیر مطبوعہ خطوط وغیرہ کا ضائع ہو چکا ہے جو ابھی تک بچا ہوا ہے اسے طبع کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا جائے۔ کیونکہ نہ معلوم وہ کب تک اصلی شکل میں محفوظ رہ سکے گا۔ بسا اوقات خود احباب یا ان کی اولاد کی پوری توجہ نہیں رہتی اور ایسی انمول چیزیں ہمیشہ کیلئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کو پوری سرگرمی۔ محنت و توجہ سے سرانجام دینے کی توفیق عطا کرے اور اس کے لئے اسباب مہیا فرمائے اور اس کام کو میرے لئے باعث برکت اور ذریعہ اجر و ذخر بنائے۔ آمین۔

میں شروع سے اس خیال سے بے نیاز ہو کر تصنیف کا کام کر رہا ہوں کہ دوست خرید کر حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا نہیں۔ اصحاب احمدؑ جلد دوم اور مکتوبات اصحاب احمدؑ جلد اوّل کو قریباً نو ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے خاکسار نے شائع کیا لیکن پانچ چھ صد روپیہ سے زیادہ قیمت کی وہ فروخت نہیں ہوئیں۔ اندریں حالات جبکہ پہلے ہی قرض خواہوں کے مطالبات جان لیوا ثابت ہو رہے ہوں کسی کتاب کا شائع کرنا تو کجا اس کی تالیف کا خیال بھی دماغ میں نہیں سمانا چاہیئے۔ لیکن خاکسار نے نہ صرف یہی کتاب تیار کی ہے بلکہ صحابیات جلد اول۔ مکتوبات اصحاب احمدیہ جلد دوم۔ اصحاب احمد جلد سوم اور بعض اور مفید کتب تیار کی ہیں جن کی قریب کے عرصہ میں ہی تکمیل ہو جائیگی اور جب بھی کسی صاحب استطاعت کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی شائع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاکسار نے قریباً تین صد روپیہ کے اخراجات سے یہ بلاک اور چربے وغیرہ تیار کئے ہیں چونکہ بیک وقت ایک ہی جلد میں سارے خطوط شائع ہونے سے کتاب بہت ضخیم ہو جائیگی اس لئے صرف ایک حصہ ابھی شائع کیا جا رہا ہے

بعدازاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حصہ دوم کے طور پر بقیہ مواد شائع کر دیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اخویم محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری (دکن) کے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ وہ اس تالیف کی اشاعت کا انتظام فرمائیں۔ آپ شروع سے میری ہر تالیف کی للہ اور پوری سرگرمی سے تعاونوا علی البر والتقویٰ والی سیرت کو اختیار کر کے پوری معاونت فرماتے رہے ہیں چنانچہ آپ کی تحریک سے اخویم محترم نے بصرف کثیر اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو قبول فرمائے اور جس طرح انہوں نے ان مکتوبات کو محفوظ کرنے کی سعی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کے دین و دنیا کی حفاظت کرے اور ان کو حسنات دارین سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

بلاک خاکسار نے نہایت محنت سے اور بار ہا مقابلہ کر کے اور اصلاح کرا کے تیار کرائے ہیں۔ قارئین کرام کے یہ امر مدنظر رہے کہ بلاک اور چربوں میں نقل پوری مطابق اصل نہیں ہوتی۔ چربوں میں اگر تاریخ خطوط کے مطابق نہ ہو تو خطوط کی تاریخ کو صحیح سمجھا جائے اس لئے کہ چربہ سے حروف اڑنے کا بہت امکان ہوتا ہے۔ جو خطوط اصحاب احمد جلد دوم سے یہاں درج کئے گئے ہیں ان کی بھی دوبارہ تصحیح کی گئی ہے اس لئے اختلاف کی صورت میں مجموعہ ہذا قابل ترجیح ہے۔ والسلام

خاکسار

ملک صلاح الدین۔ دارالمسیح قادیان

بتاریخ ۱۰ر صلح ۱۳۳۳ہش مطابق ۱۰ر جنوری ۱۹۵۴ء

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضؓ کے نام

تعارفی نوٹ

ذیل کے خطوط حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس مالیر کوٹلہ کے نام ہیں۔ آپ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں آٹھویں نمبر پر کیا ہے اور تفصیل سے حالات درج کر کے آپ کے اخلاص کی تعریف کی ہے۔ آپکی بیعت ۱۹ر نومبر ۱۸۹۰ء کی ہے۔ آپ ان خوش قسمت صحابہ کرام میں سے ہیں کہ جن کا نام ۳۱۳ صحابہ میں نہ صرف ایک بار آئینہ کمالات اسلام میں آیا بلکہ دوسری بار ضمیمہ انجام آتھم میں بھی درج ہوا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ کو حضورؑ نے اپنی بیٹی بنایا بالآخر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے عقد کر کے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔ بعد میں آپ کے صاحبزادہ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب بھی حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے عقد ہونے پر حضورؑ کی فرزندی میں آگئے اسطرح یہ خاندان حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا مماثل ہوگیا۔ نواب صاحب کی اولاد میں سے کئی صاحبزادیاں حضورؑ کے خاندان میں بیاہی جا کر "خواتین مبارکہ" میں شمار ہوچکی ہیں اور آپ کی اولاد میں سے کئی صاحبزادگان کی حضورؑ کے خاندان میں شادیاں ہوئی ہیں۔ آپ کی ایک صاحبزادی حضورؑ کے مبشر بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ نواب صاحب دسمبر ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلے آئے اور عرصہ دراز تک سلسلہ کی مختلف رنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ "میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کو

ان مخلصین میں سے سمجھتا ہوں جو صرف چھ سات آدمی ہیں۔" نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ "میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالےٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھاوے" آپ کو اللہ تعالیٰ نے "حجۃ اللہ" کے لقب سے نوازا۔ آپ ۱۰ فروری ۱۹۴۵ء کو فوت ہوئے اور اب بہشتی مقبرہ میں آرام فرماتے ہیں۔

آپ کے نام حضورؑ کے باسٹھ خطوط حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں اور ایک جلد پنجم نمبر پنجم میں شائع فرمائے تھے اس لئے یہاں ۶۴ سے نمبر شروع کیا گیا ہے ۱/۶۴ وغیرہ میں اوپر کے نمبر کتاب ہٰذا کے ترتیبی نمبر اور نچلے نمبر مکتوب الیہ کے نام کے ترتیبی نمبر کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے از راہِ کرم مجھے ان مکتوبات کے بلاک اور چربے بنوانے کا موقعہ عنایت فرمایا اور بعض کی نقول دکھائیں۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱/۶۴

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل عنایت نامہ پہنچ کر اس کے پڑھنے سے جس قدر دل کو صدمہ پہنچا اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن پھر خدا تعالیٰ کی یہ آیت یاد آئی کہ لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ یعنی خدا کی رحمت سے نومید مت ہو کہ نومید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دن تمام دنیا کے لئے ابتلاء کے ہیں۔ آسمان پر بارش کا نشان نہیں اس لئے زمینداروں کی حالت زوال کے قریب ہو رہی ہے اور ایک ایسے رئیس جن کی تمام جمعیت زمینداری آمدنی پر موقوف ہے وہ بھی سخت خطرہ میں ہیں لیکن پھر بھی یہ فقرہ بہت مضبوط ہے خدا داری چہ غم داری۔ ہمت مردانہ رکھنا چاہیئے۔ بڑے بڑے بادشاہ ہیں جو اسلامی بادشاہ ہوئے ہیں کبھی سخت سرگردانی میں پڑے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسری حالت پہلی سے اچھی ہو گئی۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر اس قدر دعا کرنا چاہتا ہوں جب تک صریح اور صاف لفظوں میں خوشخبری پاؤں۔ آپ تسلی رکھیں اور میرے نزدیک آپ کو قادیان میں آنے سے کوئی بھی روک نہیں ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کمشنر صاحب کو پوچھیں اور ان سے اجازت چاہیں۔ اس میں خود شک پیدا ہوتا ہے۔ بعض حکام شکی مزاج ہوتے ہیں پوچھنے سے خواہ مخواہ شک میں پڑتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے حکام کو ہماری ......[1] کوئی خطرناک بدظنی نہیں بلکہ ہماری جماعت کے ملازمین کو برابر ترقیاں مل رہی ہیں۔ ان کی کارروائیوں پر حکام خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ سو یہ ایک وہم ہوگا اگر ایسا خیال کیا جاوے کہ حکام بدظن ہیں۔ اس لئے بلا تامل تشریف لے آویں میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں۔

زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۳ فروری ۹۲ء

[1] اس جگہ ورق مکتوب اڑا ہوا ہے کچھ حصہ جو نظر آتا ہے اس سے یہاں لفظ "طرف" یا "ظرف" سے معلوم ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۲/۶۵

۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء

عزیزی محبی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے دو عنایت نامے پہنچے یہ
عاجز بباعث شدت کم فرصتی وعلالت طبع جواب نہیں لکھ سکا اور نیز یہ بھی انتظار رہا کہ کوئی
بشارت کھلے کھلے طور پر پا لینے سے خط لکھوں چنانچہ اب تک آپ کے لئے جہاں تک انسانی
کوشش سے ہو سکتا ہے توجہ کی گئی اور بہت سا حصہ وقت کا اسی کام کے لئے لگایا سو ان
درمیانی امور کے بارے میں اخویم مرزا خدا بخش صاحب اطلاع دیتے رہے ہوں گے۔ اور
آخر بار بار کی توجہ کے بعد الہام ہوا وہ یہ تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ قُل قُومُوا
لِلّٰہِ قَانِتِین یعنی اللہ جل شانہٗ ہر یک چیز پر قادر ہے کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں
انھیں کہدو . . . . جائیں اور یہ الہام ابھی ہوا ہے
اس الہام میں جو میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے معنی ڈالے گئے وہ یہی ہیں کہ ارادہ الٰہی
آپ کی خیر اور بہتری کے لئے مقدر ہے لیکن وہ اس بات سے وابستہ ہے کہ آپ اسلامی
صلاحیت اور التزام صوم وصلوٰۃ وتقویٰ وطہارت میں ترقی کریں۔ بلکہ ان شرائط سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ امر مخفی نہایت ہی بابرکت امر ہے جس کے لئے یہ شرائط رکھے گئے ہیں۔
مجھے تو اس بات کے معلوم کرنے سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس میں آپ کی کامیابی کے
لئے کچھ نیم رضا سمجھی جاتی ہے اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اس قسم کے الہامات
اس شخص کے حق میں ہوتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ خیر فرماتا ہے۔ اس عالم سفلی
میں اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کسی معزز عہدہ کا خواہاں ہو . . . . . .
وقت اس کو اس طور دے کہ تم امتحان دو ہم تمہارا کام کر دیں گے۔ سو خدا تعالیٰ
آپ میں اور آپ کے دوسرے اقارب میں ایک صریح امتیاز دیکھنا چاہتا ہے اور چونکہ آپ
کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ نیک کاموں کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس لئے یہی امید کی جاتی
ہے کہ آپ اپنے مولیٰ کریم کو خوش کریں گے۔ میں نے مرزا خدا بخش صاحب کو رمضان کے

دنوں تک اس لئے ٹھہرا لیا ہے کہ تا پھر بھی ان مبارک دنوں میں وقتاً فوقتاً آپ کے لئے
دعائیں کی جائیں۔ مجھے ایسا الہام کسی امر کی نسبت ہو تو میں ہمیشہ سمجھتا ہوں کہ وہ ہونے
والا ہے۔ اللہ جل شانہٗ طاقت سے زیادہ کسی پر بار نہیں ڈالتا بلکہ رحم کے طور پر تخفیف
کرتا ہے اور ہنوز انسان پورے طور پر اپنے تئیں درست نہیں کرتا کہ اس کی رحمت سبقت
کر جاتی ہے گویا نیک بندوں کے لئے یہ بھی ایک امتحان ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ جل شانہٗ
بے نیاز ہے نہ کسی کی اس کو حاجت ہے اور نہ کسی کی بہتری کی اس کو ضرورت ہے اسلئے
جب . . . . . . فرماتا ہے کہ کسی بندہ پر فیضان نعمت کرے تو ایسے وسائل پیدا کر دیتا ہے
جس کی رو سے اس نعمت کے پانے کے لئے اس بندہ میں استحقاق پیدا ہو جائے تب
وہ بندہ خدا تعالیٰ کی نظر میں جوہر قابل ٹھہر کر مورد رحم بننے کیلئے لیاقت پیدا کر لیتا ہے
سو اس خیال سے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ ہم کیونکر باوجود اپنی کمزوریوں کے ایسے
اعلیٰ درجہ کے اعمال صالحہ بجا لا سکتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کو راضی کر سکیں اور ہرگز خیال
نہیں کرنا چاہئے کہ ایسی شرط تعلیق بالمحال ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جن کیلئے
خیر کا ارادہ فرماتا ہے آپ توفیق دے دیتا ہے۔ مثل مشہور ہے ہمت مرداں مدد خدا
سو نیک کاموں کے لئے بدل وجان جہاں تک طاقت ہے متوجہ ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ
کو ہر ایک چیز اور ہر ایک حال اور ہر ایک شخص پر مقدم رکھ کر نماز باجماعت پڑھنی چاہئے
کہ قرآن کریم میں بھی جماعت کی تاکید ہے۔ اگر بالانفراد نماز پڑھنا کافی ہوتا تو اللہ
جل شانہٗ یہ دعا نہ سکھلاتا کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم بلکہ یہ سکھاتا اِھْدِنِی
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن . . . . . . مع
الرَّاکِعِیْن اور وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً ان تمام آیات میں جماعت . . . . . .
سو اللہ جل شانہٗ کے احکام میں کسی [illegible] نہیں کرنا چاہئے۔ تقویٰ کے یہ معنی ہیں
کہ اس . . . . . . قائم ہو جائے کہ غیر اس کے مقابل ہیچ ہو۔ ناموس یا ہتک یا عار یا
خوف خلق یا کسی کے لعن وطعن کی کچھ حقیقت نہ رکھے۔ ایمان تقویٰ کے ساتھ زندہ ہوتا ہے
اور جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے شخص یا کسی دوسری چیز کو یا کسی دوسرے

خیال کو کچھ حقیقت سمجھتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے وہ تقویٰ کے شعار سے بالکل بے بہرہ ہوتا ہے۔ ہمارے لئے کافی خدا بس ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؐ

نوٹ از مرتب:۔ مجھے اسکی نقل دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جس پر مرقوم ہے کہ اصل مکتوب جس جس جگہ دریدہ ہے وہاں نقطے ڈالدے گئے ہیں۔ اس الہام کو خاکسار ہی کو پہلی بار شائع کرنے کی توفیق ملی ہے اس سے قبل لٹریچر میں موجود نہ تھا فالحمد للہ علیٰ ذالک الہام کے بعد جو حصہ مکتوب کا دریدہ ہے وہ الہام کے ترجمہ کا ہی حصہ معلوم ہوتا ہے۔

۳/۶۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ اسوقت صرف ایک اشتہار دو ہزار روپیہ جو شائع کیا گیا ہے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور دوسرے امور میں پھر کبھی انشاء اللہ القدیر مفصل خط لکھوں گا۔ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن نے تار کے ذریعہ سے مجھ کو خبر دی کہ میں مخالف کی درخواست پر ایک ہزار روپیہ بلا توقف دیدوں گا اور امید ہے کہ وہ دو ہزار روپیہ بھی قبول کرلیں گے۔ ورنہ یقین ہے کہ ایک ہزار روپیہ مولوی حکیم نورالدین صاحب دیدیں گے چنانچہ اس بارے میں مولوی صاحب کا خط بھی آگیا ہے۔ غرض بہرحال دو ہزار روپیہ کا ایسا بندوبست ہوگیا ہے کہ بمجرد درخواست آتھم صاحب بلا توقف دیا جائے گا۔ چونکہ پیشگوئی کے دو پہلو تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے پر اپنے صریح الہام سے ظاہر کردیا ہے کہ آتھم نے خوف کے ایام میں اسلام کی طرف رجوع کیا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اب وہ اپنے رجوع پر قائم نہیں کیونکہ دونوں فریق کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ عادۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہے کہ جب کوئی خوف کے وقت میں اپنی دل میں حق کو قبول کرے یا حق کے رُعب سے خوفناک ہوجائے تو اُس سے عذاب ٹل جاتا ہے گو وہ فرعون کی طرح خوف دور ہونے کے بعد پھر سرکشی ظاہر کرے۔ غرض

خوف کے دنوں میں حق کی طرف رجوع کرنا مانع نزولِ عذاب ہے خدا تعالیٰ کئی جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے فلاں فلاں قوم کا عذاب جو مقرر ہوچکا تھا ان کے خائف اور رجوع بحق ہونے کی وجہ سے ٹال دیا حالانکہ ہم جانتے تھے کہ پھر وہ امن پاکر کفر اور سرکشی کی طرف عود کریں گے۔ پھر جبکہ یہ امر ایک مسلّم فریقین اور قطع نظر تسلیم فریقین کے شرط میں داخل ہے تو ایک منصف کے نزدیک اس کا تصفیہ ہونا چاہیئے اور جبکہ صورت تصفیہ بجز آتھم صاحب کی قسم اور آسمانی فیصلہ کے اور کوئی نہیں تو اس طریق سے گریز کرنا حق سے گریز ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ ۲۲ / اگست ۹۴ء

نوٹ از مرتب:۔ دو ہزار انعام والے اشتہار کی تاریخ ۲۰ / ستمبر ۹۴ء تھی بلکہ آتھم والی پیشگوئی کی میعاد ہی ۴ / ستمبر کو ختم ہوتی تھی اس لئے یہ مکتوب ۲۲ / ستمبر ۹۴ء کا ہے گو سہواً اس پر ۲۲ / اگست کی تاریخ درج ہوئی ہے۔

۴/۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خانصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں محبّ کا محبت نامہ پہونچا جو کچھ آپ نے اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے لکھا ہے درحقیقت مجھ کو یہی امید تھی اور میرے ظاہری الفاظ صرف اس غرض سے تھے کہ تا میں لوگوں پر یہ ثبوت پیش کروں کہ آں محبؐ اپنے دلی خلوص کی وجہ سے نہایت استقامت پر ہیں۔ سو الحمد للہ کہ میں نے آپ کو ایسا ہی پایا۔ میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھا وے اور جو ابتلا پیش آیا تھا وہ حقیقت میں بشری طاقتوں کو اگر وہ سمجھنے سے قاصر ہوں معذور رکھتا ہے۔ حدیبیہ کے قصہ میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ صحابہ کو ایسا ابتلا پیش آیا کہ

کادوا أن یھلکوا یعنی قریب تھا کہ اُس ابتلاء سے ہلاک ہو جائیں۔ یہی ہلاک کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے آپ نے استعمال کیا تھا۔ گویا اس بیقراری کے وقت میں حدیث کے لفظ سے توارد ہو گیا ہے بشری کمزوری ہے جو عمر فاروقؓ جیسے قوی الایمان کو بھی حدیبیہ کے ابتلا میں پیش آگئی تھی یہاں تک کہ اُنہوں نے کہا کہ عملت لذالک اعمالاً یعنی یہ کلمہ شک کا جو میرے منہ سے نکلا تو میں نے اس قصور کا تدارک صدقہ خیرات اور عبادت اور دیگر اعمال صالحہ سے کیا۔ مولوی محمد احسن صاحب ایک جامع رسالہ بنانے کے فکر میں ہیں شاید جلد شائع ہو اور مولوی صاحب یعنی مولوی حکیم نور دین صاحب آپ سے ناراض نہیں آپ سے محبت رکھتے ہیں۔ شاید مولوی صاحب کو بشریت سے یہ افسوس ہوا ہو گا کہ آپ اول درجہ کے اور خاص جماعت میں سے تھے۔ آپ کے نزدیک یہ خیال تک آنا نہیں چاہیئے تھا کیونکہ ہمارے غائبانہ نگاہ[1] میں آپ اوّل درجہ کے محبوں اور مخلصوں میں سے ہیں۔ جن کی روز بروز ترقیات کی اُمید ہے۔ اور مولوی صاحب اپنے گھر کی بیماریوں کی وجہ سے بڑے ابتلا میں رہے ہیں اور ان کے گھر کے لوگ مر مر کے بچے ہیں اس لئے وہ زیادہ خط و کتابت نہیں کر سکے اور اب وہ شاید بیس روز سے سندھ کے ملک میں ہیں اور پھر غالباً بھاولپور میں جائیں گے اور اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب شاید ہفتہ عشرہ تک یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور اس عاجز کا نیک ظن اور دلی محبت آپ سے وہی ہے جو تھی اور امید رکھتا ہوں کہ دن بدن ترقی ہو۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف:۔ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی میعاد ۵؍ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ختم ہوئی۔ اس پیشگوئی پر حضرت نواب صاحب کو ابتلا آیا اور حضورؑ کی خدمت میں ۷؍ ستمبر کو ایک خط لکھا جس کا جواب حضورؑ نے جو تحریر فرمایا حضرت عرفانی صاحب کے شائع کردہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں ساتویں نمبر پر ہے جس کے جواب میں نواب صاحب نے جو کچھ لکھا پھر اس کے جواب میں حضورؑ نے مکتوب بالا تحریر فرمایا مکتوب نمبر ۲ میں ایک ہزاری انعام

[1] یہ لفظ اصل مکتوب میں خاکسار سے پڑھا نہیں گیا اندازاً نگاہ سمجھا ہے۔

والے اشتہار کے چھپ جانے کا ذکر ہے اور ابھی انوار الاسلام کی صرف تصنیف ہوئی تھی طباعت نہ ہوئی تھی اور اشتہار دو ہزاری بھی ابھی معرض وجود میں نہ آیا تھا۔ سو مکتوب زیر بحث بھی اشتہار ایک ہزاری کے شائع ہونے کی تاریخ (۹؍ ستمبر ۱۸۹۴ء) اور اشتہار انعام دو ہزاری کی تاریخ (۲۰؍ ستمبر ۱۸۹۴ء) کے مابین عرصہ کا ہے۔

۵/۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مبلغ مالصہ ۲۵ مرسلہ آں محب عین وقت ضرورت مجھ کو پہنچ گئے جزاکم اللہ خیراً۔ باقی بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے۔ ان دنوں میں جو شغل ہے اُن امور میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عاجز یورپ اور جاپان کے لئے ایک تالیف کر رہا ہے جس میں علاوہ اسلامی تعلیم کے قرآنی تعلیم اور انجیلی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھلایا جائے گا اور نیز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اخلاق کا مقابلہ ہو گا۔ دوسرے یہ امر ہے کہ منن الرحمٰن کسی قدر چھپ کر رہ گیا ہے اس کی تکمیل کے لئے بھی فکر کیا جاتا ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سب مقاصد انجام پذیر ہو جائیں گے کہ ہر ایک قدرت اُسی کو ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۱۷؍ مارچ ۱۸۹۶ء

۶/۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بقیہ دو قطعہ نوٹ سو سو روپیہ آج کی ڈاک میں مجھ کو پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ پہلے اس سے بذریعہ ایک خط کے آپ کی خدمت میں

اطلاع دی گئی تھی کہ علاوہ حساب اس جگہ کے جو چند ہفتوں کا بابت قیمت اینٹ واجرت معماران واجب الادا ہے مبلغ اسّی روپیہ اور بابت لکڑی کے ہمارے ذمہ نکل آئے ہیں اگر بالفعل ایک سو روپیہ اور پہنچ جائے تو چند ہفتہ تک پھر اس کشاکش سے مخلصی رہے۔ یہ عمارت کا کام ہے ایسی ہی تکالیف ساتھ رکھتا ہے۔ میرا دل پہلے سے رُکتا تھا کہ اس کو شروع کروں مگر قضاء وقدر سے شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اب اس کو انجام دیوے دوسری منزل جو اصل مقصود تھی وہ بالفعل بباعث عدم سرمایہ ملتوی ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ جو جاہے ہوگا

کل آں مُحب کا خدمت گار پہنچا۔ سفیر نے خود آرزو کی تھی کہ[1]

میں مالیر کوٹلہ دیکھوں۔ مجھے اسکی حقیقت پر اطلاع نہیں کہ وہ کیوں پھرتا ہے اور اس شہر بشہر کے دورہ سے اُس کی غرض کیا ہے اور میں اُس کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ آپ پر لازم ہے کہ آپ قواعد ریاست سے اِدھر اُدھر نہ ہوں اور سرکاری ہدایت کے پابند رہیں۔ شاید اگر مسافروں کی طرح آجائے تو قومیت کے لحاظ سے معمولی خاطر داری میں مضائقہ نہیں مگر جو ریاست کی طرف سے اعزاز ہوتا ہے وہ کسی صورت میں بغیر اجازت گورنمنٹ نہیں چاہیئے تا خواہ نخواہ اعتراض نہ ہو اور کوئی امتحان پیش نہ آوے بلکہ قوانین کی رعایت سے معمولی اخلاق کا برتاؤ کچھ مضائقہ نہیں۔

کریماں مُسافر بجاں پرورند ؎ کہ نام نکوشاں بعالم برند

میں اس شخص کے اصل حالات سے واقف نہیں کہ کس طبیعت اور چال چلن کا آدمی ہے۔ ظاہراً ایک دنیادار پولٹیکل مین ہے۔ روحانیت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوابِ وَالسَّلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ ۱۱ر مئی ۹۷ء

نوٹ از مرتب:- تاریخ یکم مئی ہے یا ۱۱ر مئی حضور بعض جگہ تاریخ کے ساتھ خط لبتکل خط ڈالتے ہیں بعض جگہ نہیں اگر یہ خط سمجھا جائے تو ا مئی ہے ورنہ ۱۱ مئی۔ ۵ نومبر ۹۸ء کے مکتوب میں یہ خط حضور نے نہیں کھینچا

[1] اصل مکتوب میں نیا پیرا نہیں۔ چونکہ اگلا مضمون الگ ہے اسلئے یہاں نیا پیرا شروع کر دیا گیا ہے

مگر مارچ ۹۶ء کے مکتوب کی تاریخ کے ساتھ کھینچا ہے اس مکتوب سے یہ تو ظاہر ہے کہ حسین کامل سفیر ترکی کے قادیان آنے کے بعد کا ہے۔ اس کی آمد کی معین تاریخ معلوم ہونے سے اس مکتوب کی تاریخ کی صحت کا علم ہو سکتا ہے۔ حضور کے ایک اشتہار سے صرف اسقدر علم ہو سکا ہے کہ اس نے قادیان سے واپسی کے بعد شیعہ اخبار ناظم الہند لاہور بابت ۱۵ر مئی ۱۸۹۷ء میں حضور کی نسبت نامناسب باتیں شائع کی تھیں۔

۷۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ مولوی صاحب کے پانچ لڑکے ہو کر فوت ہو گئے ہیں اب کوئی لڑکا نہیں۔ اب دوسری بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اس صورت میں میں نے خود اس بات پر زور دیا کہ مولوی صاحب تیسری شادی کر لیں۔ چنانچہ برادری میں بھی تلاش در پیش ہے۔ مگر میاں نور محمد کہیر والے کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کی ایک نا کتخدا لڑکی ہے اور وہ بھی قریشی ہیں اور مولوی صاحب بھی قریشی ہیں اس لئے مضائقہ معلوم نہیں ہوتا کہ اگر وہ لڑکی عقل اور شکل اور دوسرے لوازم زمانہ میں اچھی ہو تو وہ میں مولوی صاحب کے لئے انتظام ہو جائے۔ پس اس غرض سے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ آپ کوئی خاص عورت بھیجکر اُس لڑکی کے تمام حالات دریافت کرا دیں اور پھر مطلع فرماویں اور اگر وہ تجویز نہ ہوا اور کوٹلہ میں آپ کی نظر میں کسی شریف کے گھر میں یہ تعلق پیدا ہو سکے تو یہ بھی خوشی کی بات ہے کیونکہ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف کو کوٹلہ سے ایک خاص تعلق ہو جاوے گا۔ مگر یہ کام جلدی کا ہے۔ اس میں اب توقف مناسب نہیں۔ آپ بہت جلد اس کام میں پوری توجہ کے ساتھ کارروائی فرما دیں والسلام۔

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۶ر جون ۱۸۹۷ء

نوٹ از مرتب :- مکتوب دو صفحات کا ہے۔ اس سے قبل اسی مضمون کا خط حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحب بھیروی نے حضور کے ارشاد سے تحریر کیا۔ معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے حضور کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کیا ہوگا تب حضور نے تاکید کی خاطر تفصیلاً مکتوب ہذا حکیم صاحب کے خط کی پشت پر نیز اگلے صفحہ پر تحریر فرمایا۔

۵/۷۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خان صاحب رئیس کوٹلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ معہ روپیہ کار پہنچا۔ میرے نزدیک چونکہ آپ کے تعلقات ریاست (سے*) ہیں۔
پس کی مصالح کی وجہ سے ایسے موقعہ پر آپ کا وہاں ہونا ضروری ہے لہٰذا اس جگہ آنا مناسب نہیں۔ چراغوں کا مساجد اور اپنے گھروں اور کوچوں اور نشست گاہوں میں روشن کرنا اور خیرات کرنا اور جلسہ میں شامل ہو کر شکر اور دعا کرنا یہ سب امور ایک محسن گورنمنٹ کے لئے جائز ہیں۔ مگر میں چونکہ اس جگہ اپنی جماعت کی طرف سے اِس نئی جماعت کے حالات گورنمنٹ پر ظاہر کرنے کے لئے اس موقعہ پر کوشش کرنا چاہتا ہوں اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ ایک نقل اُس جگہ کی اپنی کارروائی کی ضرور میرے پاس بھیجدیں تا اس جگہ سے جو تحریر بھیجی جائے گی موقعہ مناسب پر اُس کا تذکرہ ہو سکے۔ زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار
مرزا غلام احمد
۱۶ر جون ۱۸۹۷ء

نوٹ از مرتب :- مکتوب ہذا ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے تعلق میں ہے۔ نواب صاحب کی تحریر مالیر کوٹلہ میں اس ساٹھ سالہ جوبلی کے (جون ۱۸۹۷ء میں) منائے جانے کے متعلق حضور نے اشتہار جلسہ احباب میں شائع فرمادی تھی۔

---

* خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے

۹/۷۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پہلے آں محب کی خدمت میں دو سو روپیہ کے لئے بغرض بیباقی حساب معماران و مزدوران اور اینٹ وغیرہ کی نسبت لکھا گیا تھا۔ اب تک وہ روپیہ نہیں آیا اور روپیہ کی اشد ضرورت ہے اس لئے مکلف ہوں کہ براہ مہربانی (۲۰۰) دو سو روپیہ ارسال فرمادیں تا دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر خرچ کے بعد بھی کسی قدر حصہ نیچے کے مکان کی عمارت سے ناتمام رہ جائے گا مگر امر مجبوری ہے پھر جس وقت صورت گنجائش ہوگی کام شروع کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک امر اختیار میں ہے۔
اخویم مکرمی حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے لئے مجھے ابھی تک آں محب کی طرف سے کچھ تحریر نہیں آئی۔ میں نے سنا ہے کہ مولوی صاحب کی نسبت اُنھیں کی برادری میں سے ایک پیغام اور آیا ہے اور ایک جگہ اور ہے۔ سو آپ کو یہ بھی تکلیف دی جاتی ہے کہ اگر وہ مقام جو آپ نے سوچا ہے قابل اطمینان نہ ہو یا قابل تعریف نہ ہو یا اُس کا ہونا مشکل ہو تو آپ جلد اس سے مطلع فرمادیں تا دوسرے مقامات میں سلسلہ جنبانی کی جائے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار
غلام احمد
۲۷ر جون ۱۸۹۷ء

۱۰/۷۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس سے پہلے دو خط آں محب کی خدمت میں بہ طلب مبلغ دو سو روپیہ بضرورت مصارف عمارت لکھے گئے تھے اور انتظار تھا کہ وہ روپیہ دو چار روز تک آجائے گا لیکن ا[1]... ادائے قیمت اینٹ اور مزدوری معماروں نجاروں

---

[1] اس جگہ مکتوب دریدہ ہونے کی وجہ سے ایک لفظ اُڑ گیا ہے اسکا حرف الف باقی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ "اب" یا "اسوقت" ہوگا۔

مزدوروں کے لئے اشد ضرورت پیش آگئی ہے۔ اسوقت چونکہ کوئی صورت روپیہ کی نہیں ہو سکتی اس لئے مکلف ہوں کہ آں محب کی بہت مہربانی ہوگی کہ اس خط کے دیکھنے کے ساتھ ہی مبلغ دو سَو روپیہ جہاں تک جلد ممکن ہو ارسال فرماویں تا اس تنگی اور تقاضا سے نجات ہو۔ آئندہ عمارت بند کردی جائیگی۔

آپ کا خط متعلق جلسہ جوبلی چھپ گیا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۷ جولائی ۹۷ء

$\frac{11}{۴۷}$

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خانصاحب سلّمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ جو آپ نے تجویز میموریل انگریزی کے بارے میں ارقام فرمائی تھی وہ انجام کو پہنچ گئی۔ اخویم مرزا خدابخش صاحب لاہور میں بارہ دن رہ کر ایک میموریل انگریزی میں بار الصنوف کا چھپوا لائے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ نہایت موثر اور عمدہ معلوم ہوتا ہے اور ایک اُردو میں چھپ گیا ہے۔ اب انگریزی میموریل تقسیم ہو رہا ہے اور ارادہ کیا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام حکام انگریز کو بھیجا جائے۔ میری طبیعت چند روز سے بعارضہ زکام و نزلہ کھانسی بہت بیمار ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اپنے کام پر چلے گئے ہیں۔ میں آپ سے یہ اجازت مانگتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی کم سے کم ایک ماہ تک بعض متفرق کاموں کے لئے جو قادیان میں ہیں مرزا خدابخش صاحب کو اجازت دیں تا وہ پہلے میموریل کو تقسیم کریں اور پھر بعد اس کے [2] کام منن الرحمن کی طرف متوجہ ہوں اگرچہ یہ کام اس قدر قلیل عرصہ میں ہونا ممکن نہیں لیکن جس قدر ہو جائے غنیمت ہے۔ مگر یہ ضروری امر ہوگا آں محب ۲ کو ہم

. . . .

اگر مرزا صاحب کو کہیں بھیجنا منظور ہو یا کوئی اور ضروری کام نکلے تو بلا توقف آپکی خدمت میں پہنچ جائیں گے [1] میری طبیعت آپکی سعادت اور رُشد پر بہت خوش ہے اور امید رکھتا ہوں کہ

[1] نقل مطابق اصل یعنی اوپر صرف ۲ کا ہندسہ اصل مکتوب میں مرقوم ہے۔
[2] مکتوب میں خطوط وحدانی کا لفظ خاکسار مولف کی طرف سے ہے

اپنی تمام جماعت کے بھائیوں میں سے ایک اعلیٰ نمونہ ٹھہریں گے اس وقت میں بباعث علالت و پریشانی طبع زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۲ مارچ ۱۸۹۸ء (ب م)

$\frac{12}{۴۸}$

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلّمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کچھ مضائقہ نہیں آں محب مالیر کوٹلہ سے مضمون مکمل کرنے کے ارسال فرماویں اگر دو ہفتہ تک تاخیر ہو جائے تو کیا حرج ہے اور علیحدہ پرچہ میں نے دیکھ لیا ہے نہایت عمدہ ہے بہتر ہے کہ اس کو اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا جائے مع الخیر علی الصباح تشریف لے جاویں اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے پہنچائے۔ آمین والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۴ جولائی ۹۸ء

نوٹ از مرتب۔ خاکسار کو یہ اصل مکتوب نہیں ملا۔ ایک نقل سے نقل کیا ہے

$\frac{13}{۴۹}$

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خانصاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کی نئی شادی کے مبارک ہونے کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ عارضہ جذام جو اُن کے والد صاحب کو تھا یہ عارضہ نہایت سخت ہوتا ہے اور سخت اندیشہ کی جگہ۔ اسلئے برعایت ظاہر یہ بھی مناسب ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے ہمیشہ توجہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ میں ایک دوا تجویز کردوں گا اس کو ہمیشہ استعمال کریں۔ عمر تک استعمال ہو انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا اور گرمی اور تیز مصالح قرنفل وغیرہ اور کثرت شیرینی سے ہمیشہ پرہیز رکھیں اور آپ بھی ہمیشہ

دعا کرتے رہیں۔ میں آج بیمار ہوں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ مرزا خدا بخش صاحب کا لڑکا ابھی تک خطرناک حالت میں ہے۔ ظاہراً زندگی کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے جان کندن کی سی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرماوے۔ میرے ہاتھ میں چوٹ آگئی ہے اور تپ بھی ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۵ نومبر ۹۸ء[1]

[1] اس تعیینی مکتوب کی تاریخ ۵ نومبر ۹۸ء میں سہو ہے۔ اہلیہ اول کی وفات کے بعد حضرت نواب صاحبؓ نے مرحومہ کی بہن سے شادی کی تھی۔ مرحومہ ابھی زندہ تھیں کہ ۸ نومبر ۹۸ء کو حضورؑ نے ان سے حسن سلوک کی نواب صاحب کو تلقین فرمائی (مکتوب مندرجہ الحکم جلد ۷ ع۳۲) اور مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں مندرجہ مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے بطن سے ایک بچہ کے تولد پر حضورؑ نے ۱۱ نومبر ۹۸ء کو مبارکباد کا خط تحریر فرمایا۔ (ع۱۹) گو ۸ نومبر ۹۸ء کو مرحومہ کی وفات پر بھی حضورؑ کا خط لکھنا درج ہے (ع۲۵) لیکن یہ تاریخ درست درج نہیں ہوئی دراصل ۱۸ نومبر ۹۸ء ہے۔ ۲۱ نومبر ۹۸ء کو حضورؑ نے نواب صاحب کو جلد تر شادی کرنے کی تاکید فرمائی۔ (مکتوب ع۲۴) اس لئے یہ زیر بحث تعیینی مکتوب ۲۵ نومبر ۹۸ء کا ہی ہو سکتا ہے (مرتب)

۱۴/۷۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے جواب آں محب بھیجا گیا ہے جواب کا منتظر ہوں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے مجھے آپ کے لئے ایک خاص توجہ خدا نے پیدا کر دی ہے۔ میں دعا میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام تردّدات سے محفوظ رکھ کر کامیاب فرماوے۔ آمین۔ اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب قادیان میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنے وطن سے بغیر بندوبست مصارف عیال کے ضرورتاً امرتسر میں آ گئے تھے اور پھر قادیان

آئے۔ ان کی تمام عیالداری کے مصارف محض آپ کے اُس وظیفہ سے چل رہے ہیں جو آپ نے تجویز فرما رکھا ہے۔ اگرچہ ایسے امور کو لکھتے لکھتے جب آپ کی وہ مالی مشکلات یاد آتی ہیں جن کے سخت حملہ نے آپ پر غلبہ کیا ہوا ہے تو گو کیسی ہی ضرورت اور ثواب کا موقعہ ہو پھر بھی قلم یکدفعہ اضطراب میں پڑ جاتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ جب میں دیکھتا ہوں کہ میں آپ کے لئے حضرت احدیت میں ایک توجہ کے ساتھ مصروف ہوں اور میں ہرگز امید نہیں رکھتا کہ یہ دعائیں خالی جائیں گی تب میں ان چھوٹے چھوٹے امور کی پروا نہیں رکھتا بلکہ اسی قسم کے خیال قبولیتِ دعا کے لئے راہ کو صاف کرنے والے ہیں یہ تجربہ شدہ امر ہے کہ مشکلات کے وقت حتی الوسع اُن درماندوں کی مدد کرنا جو مشکلات میں گرفتار ہیں دعاؤں کے قبول ہونے کا ذریعہ ہے۔ مولوی سید محمد احسن صاحب گذشتہ عمر تو اپنے محنت بازو سے بسر کرتے رہے۔ اب کوئی بھی صورتِ معاش نہیں۔ درحقیقت عیالداری بھی ایک مصیبت ہے۔ میں ان تردّدات میں خود صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر یک مشکل کے وقت جبکہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے اور پھر نئے سرے ایک مہینے کیلئے دو سو روپیہ کے آرد خشکہ اور دوسرے اخراجات کا فکر ہوتا ہے جو معمولی طور پر [illegible] کے قریب قریب ماہوار ہوتے رہتے ہیں تو کئی دفعہ خیال آتا ہے کہ کیسے آرام میں وہ لوگ ہیں جو اس فکر و غم سے آزاد ہیں اور پھر استغفار کرتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ مالک حقیقی نے تجویز فرمایا ہے عین صواب ہے۔ سو درحقیقت خانہ داری کے تفکرات جان کو لیتے ہیں۔ لہٰذا مکلف ہوں کہ آپ پھر یہ ثواب حاصل کریں کہ جو کچھ وظیفہ آپ نے مولوی صاحب موصوف کا مقرر فرما رکھا ہے اس میں سے مبلغ عــہ ان کے نام قادیان میں بھیج دیں اور باقی اُن کے صاحبزادہ کے نام جس کا نام سید محمد اسمٰعیل ہے بمقام امروہہ شاہ علی سرائے روانہ فرماویں۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دیگا اور میرے نام جو آں محب نے روپیہ بھیجا تھا وہ پہنچ گیا تھا جزاکم اللہ خیراً۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۲ دسمبر ۱۹۰۰ء

15/78 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج بوقت چار بجے صبح کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں حیرت میں ہوں کہ اسکی کیا تعبیر ہے میں نے آپ کی بیگم صاحبہ عزیزہ سعیدہ امۃ الحمید بیگم کو خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک اولیاء اللہ خدا سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھ میں دس روپیہ سفید اور صاف ہیں۔ یہ میرے دل میں گذرا ہے کہ دس روپیہ ہیں میں نے صرف دور سے دیکھے ہیں تب انہوں نے وہ دس روپیہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پھینکے ہیں اور ان روپیوں میں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ چاند کی شعاعیں ہوتی ہیں وہ نہایت تیز اور چمک دار کرنیں ہیں جو تاریکی کو روشن کرتی ہیں اور میں اُسوقت تعجب میں ہوں کہ روپیہ میں سے کس وجہ سے اس قدر نورانی کرنیں نکلتی ہیں اور خیال گزرتا ہے کہ ان نورانی کرنوں کا اصل موجب خود وہی ہیں۔ اس حیرت سے آنکھ کھل گئی۔ گھڑی بگڑی ہوئی تھی ٹھیک اندازہ نہیں ہوسکتا مگر غالباً چار بج گئے تھے اور پھر جلد نماز کا وقت ہوگیا۔ تعجب میں ہوں کہ اسکی تعبیر کیا ہے۔ شاید اسکی یہ تعبیر ہے کہ اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی نہایت نیک حالت درپیش ہے اسلام میں عورتوں میں سے بھی صالح اور ولی ہوتی رہی ہیں جیسا کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا اور یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید اسکی تعبیر ہو کہ زمانہ کے رنگ بدلنے سے آپ کو کوئی بڑا مرتبہ مل جائے اور آپ کی یہ بیگم صاحبہ اس مرتبہ میں شریک ہوں۔ آئندہ خدا تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف:۔ حضرت نواب صاحب نے اس مکتوب کو پڑھکر ذیل کا عریضہ لکھا اسکے جواب میں جو مکتوب (16/79) کتاب ہذا حضور نے تحریر فرمایا اس سے ان خطوط کی تاریخ کا اندازہ ہوتا ہے

16/79 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سیدی و مولوی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ رات حضور کا والا نامہ پہنچا۔ خداوند تعالیٰ سے امید کہ حضور کی فیض صحبت اور دعاؤں سے ہم میں خاص تبدیلی پیدا ہوگی۔ خدا کرے کہ ہم حضور کے قدموں میں نیکی اور عمدگی سے بسر کریں اور ترقیات روحانی ہم کو حاصل ہوں

راقم محمد علی خاں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے تورات کے خواب سے کہ ایک قسم کا کشف تھا نہایت خوشی ہوئی کہ اندازہ سے باہر ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ کل سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کی دعا کے ساتھ اُن کو بھی شریک کردوں۔ شاید خدا تعالیٰ نے یہ نمونہ اس لئے دکھلایا ہے کہ میں ایک مستعد نفس کے لئے نماز میں دعا کرتا رہا ہوں۔ اصل میں دنیا اندھی ہے کسی شخص کی باطنی حالت کو معلوم نہیں کرسکتی۔ بلکہ دنیا تو دنیا خود انسان جب تک وہ دن نہ آوے اپنی حالت سے بے خبر رہتا ہے۔ ایک شہزادہ کا حال لکھا ہے کہ شراب پیتا اور سارنگی بجایا کرتا تھا۔ اتنے میں ایک بزرگ باخدا اس کا کوچہ میں سے گذرے اور قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی الم یأن للذین آمنوا أن تخشع قلوبهم لذکر الله یعنی کیا اب تک وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل خدا کے لئے فروتنی کریں اور اُس سے ڈریں۔ پس جب آیت اُس شہزادہ نے سنی فی الفور سارنگی کو توڑ دیا اور خدا کے خوف سے رونا شروع کیا اور کہا کہ وقتم رسید۔ وقتم رسید اور کہتے ہیں کہ وہ آخر کار بڑے اولیاء سے ہوگیا۔ سو یہ کشف کچھ ایسی ہی خوشخبری سنا رہا ہے اس لئے کل میں نے ارادہ کیا کہ ہماری دو لڑکیاں ہیں مبارکہ اور امۃ النصیر۔ پس امۃ الحمید بیگم بھی اپنی لڑکی بنالیں اور اس کے لئے نماز میں بہت دعائیں کریں تا ایک آسمانی روح خدا

اُس میں پھونک دے۔ وہ لڑکیاں تو ہماری کمسن ہیں "شاید ہم ان کو بڑی ہوتی دیکھیں یا عمر وفا نہ کرے۔ مگر یہ لڑکی جوان ہے ممکن ہے کہ ہم باطنی توجہ سے اسکی ترقی بچشم خود دیکھ لیں۔ پس جبکہ ہم ان کو لڑکی بناتے ہیں تو پھر آپ کو چاہیئے کہ . . . .

ہماری لڑکی لائق* ساتھ زیادہ ہمدردی اور محبت اور وسیع اخلاق سے پیش آویں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مولف :۔ مکتوب ہذا و مکتوب ۱۵/۸۲ کی تعیین تاریخ اس امر سے ہوتی ہے کہ صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ کی ولادت ۲۸ جنوری ۱۹۰۳ء اور وفات چند ماہ بعد کی ہے مکتوب سابق میں چار بجے کے بعد جلد صبح کی نماز کا وقت ہو جانے کا ذکر ہے۔ یہ وقت اپریل مئی میں ہوتا ہے مکتوب ۱۵/۸۲ کے آخر پر حضور نے تاریخ درج فرمائی ہے جواب پوری طرح پڑھا نہیں جاتی کچھ ۱ مئی ۱۹۰۳ء پڑھا جاتا ہے

۱۷/۸۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ میں نے آپ کے اس خط پڑھنے کے وقت یہ محسوس کیا ہے جس قدر امراض اور اعراض لاحق ہو گئے ہیں اکثر ان کی کثرت ہموم و غموم کا نتیجہ ہے۔ عجیب دردناک آپ کا یہ خط ہے کہ جس سے دل پر لرزہ پڑتا ہے۔ لیکن جب میں خدا تعالیٰ کے کاموں پر نظر کرتا ہوں تو اُس کی قدرتوں پر نظر کر کے دل امید سے بھر جاتا ہے۔ میں آپ کے لئے دعا تو کرتا رہا ہوں۔ لیکن دُعا کی حقیقت پر نظر کر کے جو اپنے اختیار میں نہیں ہے مجھے کہنا پڑتا ہے اب تک میں نے دعا نہیں کی ہے۔ سو میں نے اس خلوت کے لئے ایک مسجد البیت بنائی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اس مسجد البیت میں مجھے اُس خاص حالت کا موقعہ مل جائے گا کیونکہ میرا یہ مکان کھلا مکان ہے جس میں ہر طرف سے نیچے عورتیں آتی رہتی ہیں اور خلوت میسر نہیں آتی۔ سو اب میں آپکے لئے انشاء اللہ خاص طور پر دعا کروں گا۔ آپ غموں کے سلسلہ کو الگ

* خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے

کریں۔ مجھے بھی امراض دامن گیر ہیں تین ۳ اوپر کے حصہ میں اور دو ۲ نیچے کے حصہ میں۔ مگر میں امید کی قوت سے جیتا ہوں۔ اگر امید نہ ہو تو ہم ایک دم میں مر جائیں۔ سو آپ تسلی رکھیں جسطرح کوئی اپنے عزیز بچوں کے لئے دعا کرتا ہے ایسا ہی آپ کے لئے کروں گا خدا تعالیٰ آپکی عمر دراز کرے اور غموم ہموم کے گرداب سے نجات بخشے۔ آمین کبھی کبھی چند قدم ہوا خوری بھی کر لیا کریں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ (ب)

نوٹ از مرتب :۔ البدر بابت ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء میں (صفحہ ۷۲) مرقوم ہے کہ "بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت اقدسؑ نے تجویز فرمایا کہ چونکہ بیت الفکر میں اکثر مستورات وغیرہ اور بچے بھی آجاتے ہیں اور دعا کا موقعہ کم ملتا ہے اس لئے ایک ایسا حجرہ اس کے ساتھ تعمیر کیا جاوے جس میں صرف ایک آدمی کے نشست کی گنجائش ہو اور چارپائی بھی نہ بچھ سکے تا کہ اس میں کوئی اور نہ آسکے اس طرح سے مجھے دعا کیلئے عمدہ وقت اور موقعہ مل سکے گا چنانچہ اسی وقت مغربی جانب جو دریچہ ہے اسکے ساتھ حجرے کیلئے عمارت شروع ہو گئی ہے۔"

البدر بابت ۳ اپریل ۱۹۰۳ء میں (صفحہ ۸۴) مرقوم ہے کہ "۲۰ مارچ کے البدر میں جس حجرہ دعائیہ کی ہم نے خبر دی ہے اس کا نام حضرت احمد مرسل یزدانی نے مسجد البیت و بیت الدعا تجویز فرمایا ہے۔"

دار المسیحؑ کے ایک چوبارہ کا نام بیت العافیہ ہے جو اس کے برآمدہ کی پیشانی پر مرقوم ہے۔ اس برآمدہ کی مغربی دیوار کے اندرونی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یہ الفاظ سیاہی سے مرقوم ہیں :۔

"**مسجد البیت**

۴ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی سنہ"

اسوقت سن ہجری ۱۳۲۵ تھا وہی مرقوم ہوگا لیکن اب پڑھا نہیں جا سکتا

نیز ربیع الثانی کی تاریخ ۲۲ اور ۲۳ دونوں پڑھی جاسکتی ہیں۔ جنتری کی رُو سے
۲۲ چاہیئے۔ اس سوال کا کہ دونوں میں سے کونسی مسجد البیت اس مکتوب میں
مراد ہے یہ جواب ہے کہ خاکسار مرتب کے نزدیک وہ مسجد البیت مراد ہے جسے
بیت الدعا بھی کہتے ہیں۔ گو الحکم نے اپنے پرچہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۳ء میں جہاں
اسکی تکمیل کا ذکر کیا ہے اسے صرف بیت الدعا لکھا ہے۔ غالباً اس کا یہ نام
مسجد البیت نام پر غالب آکر زیادہ متعارف و شائع ہوگیا ہو۔ چنانچہ سوائے البدر
کے مذکورہ بالا حوالہ کے اس کا نام مسجد البیت سلسلہ کے لٹریچر میں کہیں مذکور نہیں
اور نہ ہی ان صحابہ کرام کو اس کا علم ہے جن کو دار المسیح میں حضورؑ کے عصر سعادت
میں قیام رکھنے کا موقعہ ملا نہ ہی حضور کے خاندان میں اس نام کا علم ہے۔ حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپریل ۱۹۵۰ء میں حضرت بھائی عبدالرحیم
صاحب قادیانی اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو اور مارچ ۱۹۵۰ء
میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن
صاحب کو خطوط لکھے ان میں بھی بیت الدعا کا نام ہی آتا ہے (ضمیمہ اصحاب احمد
جلد اول صفحہ ۲۲ و مکتوبات اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۵۰) بیت الدعا بھی مسجد البیت
ہے کیونکہ حضورؑ نے اسے اسی نام سے اس مکتوب میں پکارا ہے۔ حدیث شریف
میں جُعلت لی الأرض مسجداً آتا ہے گویا کہ ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے خواہ
بغیر جماعت کے ہو اور ایک مکفوف العین صحابیؓ کے متعلق ذکر آتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کی کہ حضورؐ میرے
گھر کے کسی حصہ میں دعا فرمائیں یا میں اس جگہ کو مسجد بنالوں سو اس کو مسجد البیت
کہتے ہیں۔ بیت الدعا خلوت میں دعائیں کرنے کے لئے بنائی گئی اس لئے اسے
کھلا اور وسیع نہیں بنایا گیا ورنہ اگر وہ بھی باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے استعمال
میں لائی ہوتی تو کھلی بنائی جاتی۔ لیکن بیت العافیۃ والی مسجد البیت کی غرض
ہی یہ تھی کہ جب حضورؑ علالت کے باعث مسجد میں نہ جاسکیں تو وہاں مستورات

اور بچوں کو ساتھ شامل کر کے باجماعت نماز ادا کرلیا کریں اس لئے اسکے واسطے
کھلی نہ کہ تنگ جگہ تجویز کی گئی اور وہ کھلی جگہ یعنی برآمدہ ہے جو سارا یکساں کھلا
ہے اور وہاں دعاؤں کے لئے خلوت اور یکسوئی کا کوئی موقعہ نہیں۔

سو یہ اندرونی شہادت بہت وزنی ہے۔ حضورؑ نے اپنے مکتوب میں
مسجد البیت کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اس میں خلوت میسر آئے گی ورنہ باقی
کا مکان کھلا ہے جس میں ہر طرف سے بچے اور عورتیں آتی رہتی ہیں اور خلوت میسر
نہیں آتی اور یہ بات صرف بیت الدعا پر ہی صادق آتی ہے۔ پس یہ مکتوب
۲۱ مارچ ۱۹۰۲ء کے قریب کا ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے ساری تفصیل بالا کا راقم نے
ذکر کیا ہے۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

۱۸/۸۱ ۔ ۲۸ مئی ۱۹۰۳ء کو تعلیم الاسلام کالج کی افتتاحی کارروائی کے اختتام پر حضرت
نواب صاحبؓ نے حضورؑ کی خدمت میں ذیل کا عریضہ تحریر کیا۔ (مرتب)

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی معلوم
ہوا کہ حضورؑ کی طبیعت نصیب اعداء علیل ہے اس لئے حضور تشریف نہیں لاسکتے۔ گو کہ اس
سے ایک گونہ افسوس ہوا مگر وہ کلمات جو مولانا موصوف نے نیابتاً فرمائے ان سے روح
تازہ ہوگئی اور خداوند تعالیٰ کے فضل اور حضورؑ کی دعاؤں کے بھروسہ پر کارروائی شروع
کی گئی۔ جلسہ نہایت کامیابی سے تمام ہوا اور کالج کی رسم افتتاح ہوگئی۔ اطلاعاً گذارش
ہے خداوند تعالیٰ حضورؑ کو صحت عطا فرمائے۔ حضور نے ...... دعا فرمائی ہوگی۔ اب بھی
استدعائے دعا ہے۔

راقم محمد علی خاں

جواب حضورؑ نے تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ رات سے مجھے دل کے مقام پر درد ہوتی تھی اسکے لئے

حاضر نہیں ہو سکا لیکن میں نے اسی حالت میں بیت الدعا میں نمازمیں اس کام کے لئے بہت دعا کی۔ غالباً آپ کا وہ وقت اور میری دعاؤں کا وقت ایک ہی ہو گا۔ خدا تعالیٰ قبول فرماوے آمین۔ ثم آمین والسلام۔

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ (الحکم پرچہ ۲۴ $\frac{۶}{۰۲}$)

۱۹/۸۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! کل کے خط کے جواب میں لکھتا ہوں کہ میں صرف چند روز کیلئے اہل وعیال کو ساتھ لے جاتا ہوں کیونکہ میں بیمار رہتا ہوں اور گھر میں بھی سلسلہ بیماری جاری ہے۔ بچے بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ بار بار مجھے خط پہنچتے ہیں۔ حیران ہو جاتا ہوں اور محض اس امید پر کہ آپ یہاں تشریف رکھیں گے اور مکرمی مولوی حکیم نوردین صاحب یہاں ہیں میں نے یہ ارادہ کیا ہے اور یقین ہے انشاء اللہ جلدی یہ فیصلہ ہو جائے گا اس لئے میرے نزدیک آپ کا اس جگہ ٹھہرنا مناسب ہے۔ آپ کے یہاں رہنے سے مکان میں برکت ہے امید ہے کہ آپ پسند نہیں فرمائیں گے کہ مکان ویران ہو جائے اور آنے والے مہمان خیال کریں گے کہ گویا سب لوگ اُجڑ گئے ہیں اور شماتت اعداء ہوگی ماسوا اس کے آپ اگر گورداسپور جائیں تو دو تین میل کے فاصلہ پر مجھ سے دور رہیں گے۔ ملاقات بھی تکلیف اٹھانے کے بعد ہوگی پھر علاوہ اس کے خواہ نخواہ چھ سات [سو][1] روپیہ کرایوں وغیرہ میں آپ کا خرچ آجائے گا۔ پہلے ہی مصارف کا نتیجہ ظاہر ہے۔ اب اس قدر بوجھ اپنے سر پر ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ سفر صرف چند روز کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ والسلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف:- یہ مکتوب ۶ جولائی تا ۱۳ اگست ۱۹۰۴ء کے درمیانی عرصہ کا ہے تفصیل اصحاب احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ ۴۸۱-۴۸۲ پہ مرقوم ہے۔

[1] نقل مطابق اصل۔ سات کے بعد صد کا لفظ چھوٹ گیا ہے جیسا کہ فارسی اعداد ظاہر کرتے ہیں۔

۲۰/۸۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میں برابر آپکی ہر ایک کامیابی کیلئے نماز میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ (کو مخطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے) مشکلات سے نجات بخشے۔ آمین۔ گھر میں میری طرف سے اور والدہ محمود احمد کی طرف سے السلام علیکم کہدیں۔ میں اُن کی شفا کے لئے بھی دعا کرتا رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ آمین دوسرے ضروری امر یہ ہے کہ ایک شہادت واقعہ کے لئے آپ کو گورداسپور میں تکلیف دینے کے لئے ضرورت پڑی ہے۔ باوجودیکہ مجھ کو علم ہے کہ آپ کا لاہور سے ایسے موقعہ پہ نکلنا بہت مشکل ہے مگر تاہم یہ ضرورت اشد ضرورت ہے۔ بجز اس شہادت کے معاملہ خطرناک ہے۔ شاید تار کے ذریعہ سے آپ کو خواجہ صاحب اطلاع دیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء (ب)

۲۱/۸۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال معلوم ہوا مجھ کو پہلے ان مجبوریوں کا مفصل حال معلوم نہ تھا اب معلوم ہوا اس لئے میں اپنے خیال کو ترک کر دیا خدا تعالیٰ جلد تر شفا بخشے آمین۔ میں نے ان دنوں میں آپ کے لئے بہت بہت دعا ہے اور دعا کرنے کا ایسا موقعہ ملا کہ کم ایسا ملتا ہے۔ الحمد للہ۔ امید کہ جلد یا کسی دیر سے اُن دعاؤں کا ضرور اثر ظاہر ہو جائے گا دوسرے آپ کو یہ تکلیف دیتا ہوں میں بروز پنجشنبہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء سیالکوٹ کی طرف مع اہل وعیال جاؤں گا اور شاید

ایک ہفتہ تک وہاں رہوں اور شاید دو روز کے لئے کڑیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں جاؤں اور میرے ساتھ اہل و عیال اور چھوٹے بچے ہیں۔ آپ براہِ مہربانی ہفتہ عشرہ کے لئے مرزا خدابخش صاحب کو میرے اس سفر میں ہمراہ کر دیں تا ایک حصہ حفاظت اور کام کا ان کے سپرد کیا جائے امید ہے کہ دس دن تک بہرحال یہ سفر طے ہو جائے گا۔ اگر وہ قادیان آجائیں اور ساتھ جائیں تو بہتر ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۲/۸۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام غموم ہموم سے نجات بخشے آمین۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق اچھی ہے۔ صرف کثرت پیشاب اور دورانِ سر کی شکایت ہے اور بعض اوقات ضعفِ قلب ایسا ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پیر سرد ہو کر ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا ان میں ایک قطرہ خون نہیں اور زندگی خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ پھر کثرت سے دبانے سے وہ حالت جاتی رہتی ہے میں تو جانتا ہوں کہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی کہ جو دو زرد چادروں کی نسبت بیان فرمائی گئی ہے۔ دشمن ہر طرف جوش و خروش میں ہے۔ خدا تعالیٰ دوستوں کو وہ اعتقاد بخشے کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو عطا کیا گیا تھا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں سے جن کے دل صاف ہیں اور روح پاک ہیں اور ایمانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ضرور ان کو ایمانی ترقی بخشے گا اور جو لوگ نفسانی اغراض اور دنیا پرستی سے سخت ملوث اور دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں میں ہمیشہ انکی حالت سے ڈرتا ہوں کہ ٹھوکر نہ کھاویں اور ایمان اور سعادت سے خارج نہ ہو جاویں لیکن میں اس بات کے لکھنے سے بہت ہی خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے آپ میں ہر ایک موقعہ پر دلی ہمدردی اور اخلاص کا نمونہ

پایا۔ پس یہ نشان اس بات کا ہے کہ گو آپ کو دنیا کے تردد کی وجہ سے ہزارہا غم ہوں لیکن بہرحال آپ دین سے محبت رکھتے ہیں۔ یہی ایک ایسی چیز ہے جس سے آخر کار ہر ایک غم سے رہائی دی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک مجھ سے ممکن ہے آپ کے لئے دعا میں مشغول ہے[1]۔ اور میرا ایمان ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی۔ آخر ایک معجزہ کے طور پر ظہور میں آئیں گی اور میں انشاء اللہ دعا کرنے میں سست نہیں ہونگا جب تک اس قسم کا معجزہ نہ دیکھ لوں۔ پس آپ کو اپنے دل پر غم غالب نہیں کرنا چاہئیے۔ ہونے ہوتا ہے[2] جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مصیبت اور ابتلا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ہر حلہ کہ داری بکنی نامردی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ صبر کے ساتھ آخری دن کا انتظار کریں گے تو انجام کار میری دعاؤں کا نمایاں اثر ضرور دیکھ لیں گے۔ باقی سب خیریت ہے۔ میری طرف سے اور والدہ محمود کی طرف سے اپنے گھر میں السلام علیکم کہدیں اور بچوں کو پیار۔

راقم خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکرر یہ کہ اپیل خدا تعالیٰ کے فضل سے منظور ہو گیا ہے اور سات سو روپیہ جیسا کہ دستور ہے انشاء اللہ واپس مل جائیگا اس لئے میں نے کہدیا ہے کہ جب وہ روپیہ ملے تو وہ آپ کی خدمت میں بھیجدیا جائے کیونکہ مشکلات کے وقت میں آپ کو ہر طرح روپیہ کی ضرورت ہے۔ والسلام غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مولف:۔ اپیل بمقدمہ کرم الدین کا فیصلہ ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کے بعد کا یہ مکتوب ہے۔

۲۳/۸۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۴ جنوری ۱۹۰۵ء

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں دعا میں مصروف ہوں خدا تعالیٰ جلدتر آپ کے لئے کوئی راہ کھولے دنیا کی مشکلات بھی خدا تعالیٰ کے امتحان ہوتے ہیں

[1] نقل مطابق اصل۔ مولف

[2] اصل مکتوب میں "ہوتا ہے" کے الفاظ ہیں۔ غالباً مراد ہوگی "ہونے والا ہوتا ہے" "ہونے" کے بعد ایک لفظ کٹ ہوا بھی ہے

خداتعالیٰ آپ کو اس امتحان سے نجات دے۔ آمین۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور نیز تجربہ بھی کہ آخر دعائیں قبول ہو کر کوئی مخلصی کی راہ پیدا کی جاتی ہے اور کثرت دعاؤں کے ساتھ آسمانوں پر ایک خلقِ جدید اسباب کا ہوتا ہے یعنی بحکم ربی نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ خداتعالیٰ کا یہ وعدہ سچ ہے کہ ادعونی استجب لکم۔ جو انقلاب تدبیر سے نہیں ہو سکتا وہ دعا سے ہوتا ہے باایں ہمہ دعا کے ثمرات دیکھنے کے لئے صبر درکار ہے جیسا کہ حضرت یعقوب کی دعاؤں کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ برس کے (بعد، خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے) یوسف زندہ نکل آیا۔ ایمان میں ایک عجیب برکت ہے جس سے مُردہ کام زندہ ہوتے ہیں۔ سو آپ نہایت مردانہ استقامت سے کشائش وقت کا انتظار کریں۔ اللہ جلشانہ کریم و رحیم ہے اور میری طرف سے اور والدہ محمود کی طرف سے گھر میں السلام علیکم ضرور کہدیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۴/۸۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی محبی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اسوقت آپ کا پریشانی سے بھرا ہوا خط پڑھ کر میرے دل کو اسقدر قلق اور اضطراب کا صدمہ پہنچا جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے بباعث طرح طرح امراض و صدمات ضعف قلب ہے۔ کسی مخلص دوست کے غم سے بھری ہوئی بات کو سنکر اسقدر متاثر ہو جاتا ہوں کہ گویا وہ غم میرے پر ہی وارد ہو گیا مجھے آپ کی غمخواری کے لئے بے اختیار ایک کشش اور کرب دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر میں پوری توجہ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔ مگر اے عزیز آپ کو یاد رہے ہمارا آقا و مولیٰ ربّ السمٰوات والارض نہایت درجہ کا مہربان اور رحیم و کریم ہے کہ اپنے گنہ گار بندوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور آخر وہی ہے جو اُن کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور اُنکی بیقراری کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے بندہ کی آزمائش بھی کرتا ہے لیکن آخر کار رحم کی چادر سے

ڈھانک لیتا ہے۔ اُس پر جہاں تک ممکن ہو توکل رکھو اور اپنے کام اُس کو سونپ دو۔ اُس سے اپنی بہبودی چاہو۔ مگر دل میں اُسکی قضاء و قدر سے راضی رہو۔ چاہیئے کہ کوئی چیز اُس کی رضا سے مقدم نہ ہو۔ میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا ہوں اور کروں گا اور اگر کچھ معلوم ہوا تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ آپ درویشانہ سیرت سے ہر یک نماز کے بعد گیارہ دفعہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر ایک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں یاحیّ یاقیوم برحمتک استغیث۔ پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں اور اپنے لئے دعا کریں اور مرزا خدابخش کو کہہ چھوڑیں کہ جلد جلد مجھے اطلاع دیویں۔ دہلی میں آ کر میری طبیعت بہت علیل ہو گئی ہے اسوقت خارش کی پھنسیاں ایسی ہیں جیسے شاخ کو پھل لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسیوجہ سے بخار بھی رہا اور نیز دستوں کی بشدت ہو گئی طبیعت ضعیف اور کمزور ہے لیکن میں نے نہایت قلق کی وجہ سے نہ چاہا کہ آپ کے خط کو تاخیر میں ڈالوں۔ خداتعالیٰ آپ کے غم و درد دُور کرے اور اپنی مرضیات کی توفیق بخشے آمین ثم آمین والسلام

خاکسار

غلام احمد از دہلی کوٹھی نواب لوہارو غلام احمد[1]

۲۴ اکتوبر ۱۸۹۱ء

۲۵/۸۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا چونکہ آپ کے تردّدات اور غم اور ہم انتہا تک پہنچ گیا ہے اس لئے بموجب مثل مشہور کہ ہر کمالے را زوالے امید کی جاتی ہے کہ اب کوئی صورت مخلصی کی اللہ تعالیٰ پیدا کر دیگا اور اگر وہ دعا جو گویا موت کا حکم رکھتی ہے اپنے اختیار میں ہوتی۔ تو میں اپنے پر آپ کی راحت کے لئے سخت تکالیف اٹھا لیتا لیکن افسوس کہ جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی دعا خداتعالےٰ

[1] نام دوبارہ درج ہے (مرتب)

نے کسی کے ہاتھ میں (نہیں خطوط وحدانی والا الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے) رکھی - بلکہ جبکہ وقت آجاتا ہے تو آسمان سے وہ حالت دل پر اُترتی ہے۔ میں کوشش میں ہوں اور دعا میں ہوں کہ وہ حالت آپ کے لئے پیدا ہو اور اُمید رکھتا ہوں کہ کسی وقت وہ حالت پیدا ہو جائیگی اور میں نے آپ کی سبکدوشی کے لئے کئی دعائیں کی ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ خالی نہ جائیں گی۔ جس قدر آپ کے لئے حصّہ تکالیف اور تلخیوں کا مقدر ہے اُس کا چکھنا ضروری ہے بعد اس کے یکدفعہ آپ دیکھیں گے کہ نہ وہ مشکلات ہیں اور نہ وہ دل کی حالت ہے۔ اعمال صالحہ جو شرط دخول جنت ہیں دو قسم کے ہیں اوّل وہ تکلیفات شرعیہ جو شریعت نبویہ میں بیان فرمائی گئی ہیں اور اگر کوئی ان کے ادا کرنے میں قاصر رہے یا بعض احکام کی بجا آوری میں قصور ہو جائے اور وہ نجات پانے کے پورے نمبر نہ لے سکے تو عنایت الٰہیہ نے ایک دوسری قسم بطور تتمہ اور تکملہ شریعت کے اُس کے لئے مقرر کر دی ہے اور وہ یہ کہ اُس پر کسی قدر مصائب ڈالی جاتی ہیں اور اُسکو مشکلات میں پھنسایا جاتا ہے اور اس قدر کامیابی کے دروازے اُسکی نگہ میں ہیں سب کے سب بند کر دئے جاتے ہیں۔ تب وہ تڑپتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید میری زندگی کا یہ آخری وقت ہے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ اور مکروہات بھی اور کئی جسمانی عوارض بھی اُسکی جان کو تحلیل کرتے ہیں۔ تب خدا کے کرم اور فضل اور عنایت کا وقت آجاتا ہے اور دردانگیز دعائیں اُس قفل کے لئے بطور کنجی کے ہو جاتی ہیں۔ معرفت زیادہ کرنے اور نجات دینے کے لئے یہ خدائی کام ہیں۔ مدت ہوئی ایک شخص کے لئے مجھے انہی صفات الٰہیہ کے متعلق یہ الہام ہوا تھا۔

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب قیامت کے دن اہل مصائب کو بڑے بڑے اجر ملیں گے تو جن لوگوں نے دنیا میں کوئی مصیبت نہیں دیکھی وہ کہیں گے کہ کاش ہمارا تمام جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹا جاتا تا آج ہمیں بھی اجر ملتا۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب:۔ جیسا کہ دیگر متعدد خطوط سے ظاہر ہے ریاستی حقوق کے بارہ میں ابتلا اواخر ۱۹۰۴ء میں شروع ہوا۔ ۱۲ ۔ نومبر ۱۹۰۶ء کو اسبارہ میں حضور کو الہام ہوا "اے یوسف! اپنا رُخ اس طرف پھیر لے۔" اور ۱۶ ر فروری ۱۹۰۸ء کے حضرت نواب صاحب کے مرقومہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ چند دن قبل اسبارہ میں انکو اور ان کے بھائیوں کو کامیابی ہوئی تھی۔ حضور کے مکتوب ہذا کی اندرونی شہادت واضح ہے کہ اسکی تحریر تک ۱۲ ر نومبر ۱۹۰۶ء والا الہام نہ ہوا تھا ورنہ دیگر نصائح کے ساتھ حضور تسلی کی خاطر اس امر کا اشارۃً ہی ذکر فرما دیتے بلکہ اس الہام کے ہو جانے کے بعد طبعاً حضرت نواب صاحبؓ کا کرب و قلق کم ہو جاتا۔ سو جب ۱۳ ر نومبر ۱۹۰۶ء کی تاریخ ہی ابھی نہیں آئی تھی تو دو دن بعد (۱۵ ر نومبر) کے الہام "قادر ہے وہ بارگاہ" الخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ ۱۵ ر نومبر ۱۹۰۶ء والا الہام یہاں مراد نہیں۔ اس پر مزید اندرونی شہادت بھی ہیں ایک تو یہ کہ "قادر ہے" والے الہام کے متعلق حضور تحریر فرماتے ہیں کہ مدت قبل کا ہے۔ جو یہاں صادق نہیں آتی۔ دوسرے اسے ایک معین شخص کے لئے قرار دیتے ہیں جبکہ اس اور دیگر الہامات کے ساتھ مرقوم ہے "اصل میں یہ ہر سہ الہام پیشگوئیاں ہیں خواہ ایک شخص کیلئے ہوں اور خواہ تین جدا شخصوں کے حق میں ہوں" (بدر جلد ۲ ۴۷ و الحکم جلد ۱۰ ۳۹) تیسرے ۱۵/۱۱/۰۶ والے الہام کی عبارت یہ ہے:۔

"قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے" اور مکتوب زیر بحث میں "جو" کا لفظ موجود نہیں۔ ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں الہاموں میں سے مدت قبل یعنی ۲۱ ر دسمبر ۱۹۰۳ء کا الہام مراد ہے جو معین طور پہ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس کے لئے ہوا تھا اور اس میں "جو" کا لفظ بھی موجود نہیں سو یہ مکتوب زیر بحث اواخر ۱۹۰۴ء سے ۱۳ ر نومبر ۱۹۰۶ء تک کے عرصہ کا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس عرصہ کے آخری حصہ کا ہے جبکہ ریاست کے پولیٹیکل ایجنٹ

اور لفٹنٹ گورنر پنجاب کی طرف سے مایوسی ہوئی اور معاملہ وائسرائے تک پہونچایا گیا۔ چنانچہ وہاں کامیابی ہوئی۔ اس معاملہ کے متعلق مکتوب ۳۱/۹۴ کتاب ہذا ہے۔

۲۶/۸۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ الحمد للہ تا دم تحریر خط ہر طرح سے خیریت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو مع اہل و عیال سلامت قادیان میں لاوے۔ آمین

آج میں میاں الٰہی بخش صاحب کو خود ملا تھا۔ وہ بہت مضطرب تھے کہ کسی طرح مجھ کو کوٹلہ میں پہنچایا جاوے اور کہتے تھے کہ کوٹلہ میں میری پنشن مقرر ہے۔ جولائی سے واجب الوصول ہوئی میں نے ان کے بیش اصرار پر تجویز کی تھی کہ ان کو ڈولی میں سوار کرکے اور ساتھ ایک آدمی کرکے پہنچایا جاوے۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ ایسا سخت بیمار جس کی زندگی کا اعتبار نہیں وہ بموجب قانون ریل والوں کے ریل پر سوار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسی وقت میں نے ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب کو ان کی طرف بھیجا ہے تا ملائمت سے ان کو سمجھا دیں کہ ایسی بے اعتبار حالت میں ریل پر وہ سوار نہیں ہو سکتے اور بالفعل دو روپیہ ان کو بھیجدئیے ہیں کہ اپنی ضروریات کے لئے خرچ کریں اور اگر میرے روبرو واقعہ وفات کا ان کو پیش آگیا تو میں انشاء اللہ القدیر اسی قبرستان میں ان کو دفن کراؤں گا۔

باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضروری کام کے انجام کے بعد زیادہ دیر تک لاہور میں نہ ٹھہریں اور میری طرف سے اور میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے آپ کے گھر میں السلام علیکم کہدیں۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ
۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء

نوٹ از مرتب:- میاں الٰہی بخش صاحب خلیفہ کہلاتے تھے۔ نعلبند تھے فوج میں ملازم رہ چکے تھے۔ حضرت نواب صاحب سے بطور اعانت ماہوار وظیفہ پاتے تھے وطن مالیر کوٹلہ تھا۔ اسی سال ۹؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو قادیان میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے اور

ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب موصوف ۹؍ جون ۱۹۲۱ء کو۔ ڈاکٹر صاحب سکنہ گوریانی تحصیل جھجھر ضلع رہتک کا نام ۳۱۳ صحابہ مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم میں ۶۸ نمبر پر ہے

۲۷/۹۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا جو بہت غمناک دل کے ساتھ پڑھا گیا کل مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام مندرجہ ذیل الفاظ میں یا کسی قدر تغیر لفظ سے ہوا تھا۔ کہ کئی آفتیں اور مصیبتیں ہم پر نازل ہو گئی ہیں۔ میں تمام دن اس الہام کے بعد غمگین رہا کہ یہ کیا بھید ہے آج خط پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آپ کا پیغام خدا تعالیٰ نے پہنچایا تھا میں اس میں خاص توجہ سے دعا کروں گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ بلا ٹال دے گا۔ وہی احکم الحاکمین ہے اور ہر ایک امر اس کے اختیار میں ہے آپ اس میں بے صبری نہ کریں اور نہایت نرمی سے کام لیں، اصل حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہ دنیا ایک عجیب مقام ہے کہ ایک دن ایک شخص ایک کے ہاتھ سے روتا ہے اور دوسرے دن وہی ظالم مصیبت میں گرفتار ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے پس آپ بار بار یہ عذر پیش نہ کریں کہ جاگیر سے دست بردار ہوتے ہیں بلکہ سب کچھ قبول کر لیں کیوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء ہے۔ ہاں قادیان میں رہنے کے بارے میں نرمی سے عذر کرنا چاہئے اور ہو سکتا ہے کہ آپ عذر کر دیں کہ مالیر کوٹلہ میں میری حالت صحت اچھی نہیں رہتی کیونکہ صحت جیسا کہ صحت جسمانی ہے روحانی بھی ہے، اور روحانی صحت کے خیال سے کسی طرح آپ کے کوٹلہ کی سکونت مفید نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر تنگ کریں تو سکونت کو اس شرط سے قبول کریں کہ اس وقت تک رہوں گا جب تک اس جگہ کا قیام میری صحت کے مخالف نہ ہو یہ تو تمام ظاہری باتیں ہیں مگر میں امید رکھتا ہوں کہ میری دعا پر ضرور خدا تعالیٰ کوئی راہ آپ کیلئے نکال دے گا۔ بالفعل آپ کو قضاء و قدر الٰہی پر سر تسلیم خم کرنا چاہئے اور یہ نہ سمجھیں کہ انسان کی طرف سے یہ ایک ابتلاء ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک ابتلاء ہے۔

جیسا کہ وہ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس
اور میں آپ کو جھوٹی تسلی نہیں دیتا بلکہ میں آج ہی بہت توجہ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔
اور امید رکھتا ہوں کہ آخر دعاؤں کے بعد کوئی راہ آپ کے لئے نکل آئے گی۔ بالفعل نرمی اور
صبر اور رضا بقضا سے کام لینا چاہئے کہ خدا تعالےٰ بھی فرماتا ہے فبشر الصابرین الذین
اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ بات ضروری ہے
کہ آپ دوسرے بھائیوں کے جوشوں کی پیروی نہ کریں کیوں کہ ان کی زندگی غافلانہ ہے
اور وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی ابتلا آیا کرتے ہیں جب دیکھیں کہ ہر ایک
راہ بند ہے اور سیدھی بات بھی الٹی ہوئی جاتی ہے۔ تب لازم ہے کہ فی الفور عبودیت
کا جامہ پہن لیں اور سمجھ لیں کہ خدا تعالےٰ کی آزمایش ہے۔ عزت خدا کے ہاتھ میں ہے۔
میں دنیا داری طریقوں کی عزت کو پسند نہیں کرتا۔ میں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں دیکھتا
کہ نذریں دی جائیں اور رعایا کہلایا جائے۔ دنیا کی ہستی حباب کی طرح ہے معلوم نہیں کہ
کل کون زندہ ہوگا اور کون قبر میں جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب واقعہ حدیبیہ
کے وقت کفار مکہ سے صلح کرنے گئے تو صلح نامہ کے سر پر لکھا ھذا من محمد رسول اللہ
کفار مکہ نے کہا کہ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو۔ اگر ہم آپ کو رسول جانتے تو اتنے جھگڑے
کیوں ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا کہ "اچھا رسول اللہ کا لفظ
کاٹ دو۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ میں تو ہرگز نہیں کاٹوں گا تب آپؐ نے اپنے ہاتھ سے
کاٹ دیا۔ پھر وہی لوگ تھے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے ہر ایک بات وقت پر موقوف ہے اب

نوٹ از مرتب:۔ اس مکتوب کے پہلے صفحہ پر حضور کی ایک مہر بھی ثبت ہے جو
مجھ سے پڑھی نہیں گئی۔ بدر جلد ۲ ۲۲/۲ و الحکم جلد ۱۰ ۱۹ میں مرقوم ہے "(۲) آفتوں
اور مصیبتوں کے دن ہیں" ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیاوی مشکلات
گزر رہے ہیں" فرمایا "یہ الہام اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے" اور اس الہام کی تاریخ
۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء درج ہے۔ گویا کہ یہ مکتوب ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کا ہے۔

۳۸/۹۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ مضمون سے آگاہی ہوئی اب یقیناً
معلوم ہوا کہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک ابتلا ہے بلکہ ایک سخت ابتلا ہے۔ میں اسی فکر میں
تھا کہ خدا تعالےٰ دعا کرنے کے لئے پوری توجہ بخشے اور خدا کا استغنا ذاتی بھی پیش نظر تھا کہ اتنے میں
نظام الدین مستری کا قصہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا معاً دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ خدا
کے فضل اور کرم سے کیا تعجب ہے کہ اگر نظام الدین کی کارروائی کے موافق آپ کی طرف سے
مع اپنے بھائیوں کے کارروائی ہو تو خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ وہی معاملہ کرے۔ جو نظام الدین
کے ساتھ کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نظام الدین نام سیالکوٹ میں ایک مستری ہے
چند روز ہوئے اس کا ایک خط میرے نام آیا۔ افسوس ہے کہ وہ خط شاید چاک کیا گیا ہے۔ اس
کا مضمون یہ تھا کہ میں ایک فوجداری جرم میں گرفتار ہو گیا ہوں اور کوئی صورت رہائی کی
نظر نہیں آتی۔ اس بیقراری میں میں نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر خدا تعالےٰ اس خوفناک مقدمہ
سے رہا کر دے تو میں مبلغ پچاس روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بلا توقف ادا کر دوں گا۔
اتفاق ایسا ہوا کہ جب اس کا خط پہونچا تو مجھے خود روپیہ کی ضرورت تھی۔ تب میں نے دعا کی کہ
اے خدائے قادر و کریم! اگر تو اس شخص کو اس مقدمہ سے رہائی بخشے تو تین طور کا فضل تیرا
ہوگا۔ اول یہ کہ یہ مضطر آدمی اس بلا سے رہائی پا جائے گا۔ دوم مجھے جو اس وقت روپیہ
کی ضرورت ہے میرا مطلب کسی قدر پورا ہوگا۔ سوم تیرا ایک نشان ظاہر ہو جائے گا۔ دعا
کرنے سے چند روز بعد نظام الدین کا خط آیا جو آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیجتا ہوں اور دوسرے
روز پچاس روپے آگئے۔ پس میرے دل میں خیال گزرا کہ ان دنوں میں دینی ضرورات
کے لئے بہت کچھ تفکرات مجھے پیش ہیں مہمانوں کے اترنے کے لئے عمارت نامکمل ہے
مرزا خدا بخش کی چار سو روپیہ کی خریدی ہوئی زمین ہے وہ توسیع مکان کے لئے مل
سکتی ہے۔ اگر اس قدر روپیہ دیا جائے پھر کم سے کم دو ہزار روپیہ اور چاہئے تا کہ

عمارت بنائی جائے۔ اور تکمیل مینار کا فکر بھی ہر وقت دل کو لگا ہوا ہے مگر وہ ہزارہا روپیہ کا کام ہے جس طرح خدا چاہے گا اس کو انجام دے گا بالفعل بموجب وحی الٰہی وسعِ مکانات کے مہمانوں کے پورے آرام کے لئے ان اخراجات کی ضرورت ہے پس میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اگر ایک بلا سے رہا ہونے کے لئے آپ معہ اپنے بھائیوں کے دوسری بلا کو منظور کر لیں یعنے یہ نذر کر لیں کہ اگر ہمیں اس بلا سے غیبی مدد سے رہائی ہوئی تو ہم اس قدر روپیہ محض للشّٰہ ان دینی ضرورات کیلئے جس طرح ہم سے ہو سکے بلا توقف ادا کر دیں گے تو میں اسی طرح دعا کروں گا جس طرح میاں نظام الدین مستری کے لئے دعا کی تھی خدا تعالےٰ ذرہ نواز ہے کچھ تعجب نہیں آپ کے اس صدق کو دیکھکر آپ کی مشکل کشائی فرما دے۔ میں یہ وعدہ نہیں کرتا کہ ضرور یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ خدا تعالےٰ بے نیاز ہے مگر مجھے اپنے رب کریم کی سابق عنایتوں پر نظر کر کے یقین کُلّی ہے کہ کم سے کم وہ مجھے آیندہ کے حالات سے اطلاع دیدے گا اور چونکہ اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا اس لئے تعجب نہیں کہ آپ کی اس بیقراری کے وقت یہ بھی ایک نشان ظاہر ہو جائے۔ لیکن قبل اسکے کہ خدا تعالےٰ مشکل کشائی فرما دے ہماری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں اور ایک پیسہ کا بھی مطالبہ نہیں ہاں اگر دعا سنی جائے اور آپ کا کام ہو جائے تب فی الفور آپ کو نذر مقررہ بلا تاخیر ایک ساعت ادا کرنا ہوگا اور دو نفل پڑھکر خدا تعالیٰ سے یہ عہد کرنا ہوگا اور بعد پختگی عہد بلا توقف مجھے اطلاع دینا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ جب نظام الدین کے لئے میں نے دعا کی تب خواب میں دیکھا کہ ایک چڑا اڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آ گیا اور اس نے اپنے تئیں میرے حوالہ کر دیا اور میں نے کہا کہ یہ ہمارا آسمانی رزق ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے رزق اترا کرتا تھا۔

یہ بات خدا نے میرے دل میں ڈالی ہے دل تو مانتا ہے کہ کچھ ہونہار بات ہے واللّٰہ اعلم والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۵ رجون ۱۹۰۶ء (ب)

۲۹/۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم۔ مقبرہ بہشتی میں قبروں کی بری حالت ہے ایک تو قبروں میں نالیوں کی وجہ سے سیلاب ویسے ہی رہتا ہے اور یہ نالیاں درختوں کے لئے ضروری ہیں پھر اس پر یہ زیادہ ہے پانی جو آیا کرتا ہے اس کی سطح سے یہ قبریں کوئی دو فٹ نیچی ہیں اب معمولی آب پاشی ہے اور ان بارشوں سے اکثر قبریں دب جاتی ہیں پہلے صاحب نور اور غوثاں کی قبریں دب گئی تھیں ان کو میں (نے) درست کرا دیا تھا اب پھر یہ قبریں دب گئی ہیں اور یہ پانی صاف نظر آتا ہے کہ نالیوں کے ذریعہ گیا ہے۔ پس اس کے متعلق کوئی ایسی تجویز تو میر صاحب فرمائیں گے کہ جس سے روز کے قبروں کے دبنے کا اندیشہ جاتا رہے مگر میرا مطلب اس وقت اس عریضہ سے یہ ہے کہ ابھی تو معمولی بارش سے یہ قبریں دبی ہیں پھر معلوم نہیں کوئی رو آ گیا تو کیا حالت ہوگی۔

اس لئے نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر حضور حکم دیں تو میں اپنے گھر کے لوگوں کی قبر کو پختہ کر دوں اور ایک (دو) دوسری قبریں بھی یا حضور حکم دیں ویسا کیا جائے۔

راقم محمد علی خاں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ میرے نزدیک اندیشہ کی وجہ کہ تا سیلاب کے صدمہ کی وجہ سے نقصان (نہ ہو) پختہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں معلوم ہوتا کیونکہ انما الاعمال بالنیات باقی رہے مخالف لوگوں کے اعتراضات تو وہ تو کسی طرح کم نہیں ہو سکتے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ (ب)

(**نوٹ** از مرتب:۔ (۱) دونوں مکتوبات میں خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مولف کی طرف سے ہیں (۲) دونوں مکتوبات کی تاریخ تعیین ذیل کے امور سے ہوتی ہے (الف) تاریخ وفات غوثاں ۲۳/۹/۰۶ء صاحب نور صاحب ۲۰/۱/۰۶ اور اہلیہ صاحبہ حضرت نواب صاحب ۲۷/۱/۰۶ ہے (ب) موسم برسات یہاں جون سے ستمبر تک ہوتا ہے۔ اور مکتوب میں معمولی بارش ہونے کا ذکر ہے اور ۱۹۰۶ء میں ان مرحومین کی وفات سے پہلے یہ موسم گزر چکا تھا اور ۱۹۰۸ء میں حضور نے ۲۷ اپریل کو سفر لاہور اور وہاں اگلے ماہ سفر آخرت اختیار کیا۔ گویا کہ اس سال میں موسم برسات شروع بھی نہیں ہوا تھا (ج) ایک دفعہ پہلے یہ قبریں بارش سے دب چکی تھیں اور درست کرائی گئی تھیں اور اب موسم برسات کی ابتداء تھی ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ

موسم برسات ۱۹۰۷ء یا برسات دسمبر ۱۹۰۷ء یا اوائل ۱۹۰۸ء کا یہ مکتوب ہے موسم سرما میں دسمبر یا جنوری میں بھی بارش ہوتی ہے قابل ترجیح یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار نئی نئی قبریں دسمبر ۱۹۰۶ء یا جنوری ۱۹۰۷ء میں بارش سے دب گئی ہوں گی اور دوبارہ موسم برسات ۱۹۰۷ء کی ابتداء میں دب گئیں۔ واللہ اعلم

۳۰/۹۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم

آج سیر میں تذکرہ تھا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی طبیعت پھر علیل ہے اور ان کی غذا کا درست انتظام نہیں ہے چونکہ مجھ کو حضرت مولانا نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھایا ہے اور اس طرح مجھ کو ان کی شاگردی کا (گو میں بدنام کنندہ نکو نامے چند کے طور سے شاگرد ہوں) فخر حاصل ہے۔ اس لئے میرے دل میں خواہش رہتی ہے کہ حضرت مولانا کی کچھ خدمت کر سکوں۔ کبھی میں نے انکی غذا کا التزام کیا ہے مگر حضرت مولانا کی غیور طبیعت برداشت نہیں کرتی اور وہ روک دیتے ہیں اس لئے **الامر فوق الادب** کے لحاظ سے پھر جراءت نہیں پڑتی اب اگر حضور حکم فرما دیں تو اس طرح مجھ کو خدمت کا ثواب اور حضرت مولانا کے غذا کا انتظام ہو جاتا ہے اور حضرت مولانا حضور کے حکم کی وجہ سے انکار بھی نہ کریں گے اصل بات یہ ہے کہ لنگر میں بہ سبب کثرت کار پوری طرح سے التزام مشکل ہے میرے باورچی کو چونکہ اتنا کام نہیں اس لئے خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے امید کی جاتی ہے کہ التزام ٹھیک رہے گا پس اگر میری یہ عرض قبول ہو جائے تو میرے لئے سعادت دارین کا موجب ہو۔

دوم میں نے اپنے بھائی کو حضور کے حکم کے بموجب خط لکھا ہے حضور ملاحظہ فرمالیں اگر یہ درست ہو تو بھیجدوں

راقم محمد علی خاں

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘۔ حضرت مولوی صاحب کی نسبت مجھے کچھ عذر نہیں

*یہ خطوط وعدا نی الالفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

واقعی لنگر خانہ کے لوگ ایک طرف تاکید کی جائے دوسری طرف پھر غافل ہو جاتے ہیں کثرت آمد مہمانوں کی طرف سے بعض اوقات دیوانوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ سے عمدہ طور سے انتظام ہو سکے تو میں خوش ہوں اور موجب ثواب۔

خط آپ نے بہت عمدہ لکھا ہے مگر ساتھ لکھتے وقت ترتیب اوراق کا لحاظ نہیں رہا خط ... پڑھتے جب دوسرے صفحہ میں پہونچا تو وہ عبارت پہلے صفحہ سے ملتی نہیں تھی اسکو درست کر دیا جائے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؑ

نوٹ از مرتب:۔ یہ مکتوب آخر ۱۹۰۶ء یا ابتدا ۱۹۰۷ء کا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۸۶

۳۱/۹۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ یہ عجیب اتفاق ہوا کہ آپ نے ہزار روپیہ کا نوٹ بند خط کے اندر بھیجا اور میاں صفدر نے شادی خاں کی والدہ کے حوالہ کیا جس کو دادی کہتے ہیں وہ بیچاری نہایت سادہ لوح ہے وہ میری چارپائی پر وہ لفافہ چھوڑ گئی میں باہر سیر کرنے کو گیا تھا اور وہ بھول گئی اب اس وقت اس نے یاد دلایا کہ نواب صاحب کا ایک خط آیا تھا میں نے پلنگ پر رکھا تھا پہلے تو وہ خط تلاش کرنے سے نہ ملا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ کل زبانی دریافت کر لیں گے پھر اتفاقاً بستر کو اٹھانے سے وہ خط مل گیا اور کھولا تو اس میں ہزار روپیہ کا نوٹ تھا یہ بے احتیاطی اتفاقی ہو گئی گویا ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا تھا مگر الحمد للہ مل گیا۔ وہ عورت بیچاری نہایت سادہ اور نیم دیوانہ ہے۔ وہ بے احتیاطی سے پھینک گئی۔ خدا تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے اپنی نذر کو پورا کیا۔ آمین والسلام

مرزا غلام احمدؑ

حضور چشمہ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں کہ نواب صاحبؓ نے بعد کامیابی بلا توقف تین ہزار روپیہ لنگر خانہ کے لئے ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جو پورا کر دیا (ص ۲۲۴ مع حاشیہ) چنانچہ مکتوب ہذا میں اس نذر کے پورا کرنے کا ذکر ہے اور نواب صاحب کے ۱۶؍ فروری ۱۹۰۷ء

کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ چند روز قبل بذریعہ تار کامیابی کی اطلاع آئی تھی اس لئے مکتوب حضور اس تاریخ کے قریب کا ہے۔ تفصیل کے لئے اصحاب احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ ۴۹۶ دیکھئے

۳۲/۹۵ سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ بھائی خاں صاحب محمد احسن علی خاں صاحب نے مجھ کو ایک خط لکھا تھا . . . . اور ایک خط حضور کی خدمت میں بھی بھیجا تھا جو کل یہاں پہونچے۔ میں نے* اس خط کا جواب لکھا ہے اور برائے ملاحظہ حضور پیش ہے۔ اگر حضور اس کو ملاحظہ کر کے[1] تصحیح سے سرفراز فرمائیں تو عین سعادت ہے۔

راقم محمد علی خاں

جواباً حضور نے رقم فرمایا:۔

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے اول سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھ لیا ہے یہ خط نہایت عمدہ اور موثر معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی لکھنا چاہئے تھا۔ جزاکم اللہ خیراً والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

۳۳/۹۶

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ خدا تعالیٰ کا درحقیقت ہزار ہا گونہ شکر ہے کہ موت جیسی حالت سے واپس لا کر صحت بخشی اب آپ کو اختیار ہے کہ کسی دن خواہ جمعہ کو عام دعوت سے اس شکریہ کا ثواب حاصل کریں والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

*[1]:۔ خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہیں۔

۳۴/۹۷ مکتوب ہذا منجانب نواب صاحب بنام حضرت اقدس کے ہے

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو اجازت ہے آپ چلے جائیں نور محمد بے شک اس وقت تک رہے صرف اس قدر کام کر دیا کرے کہ پانچ چار روٹیوں کے لئے جو پھلکے پکاتا ہے وہیں آٹا لے جائے اور پکا کر بھیجدے اور لال مٹی میں زیتون تیل ڈالدیا کرے۔ اور رتھ تو آپ کا مال ہے جب چاہے لیجائیں اب میں ایک مدت سے ہر نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور کل میں نے سنا ہی کہ میری لڑکی مبارکہ کے (رشتہ* کے لئے) آپ کی طرف سے پیغام آیا تھا۔ اس میں ابھی دو مشکلات ہیں (۱) ایک یہ کہ ابھی وہ صرف گیارہ سال عمر پوری کر چکی ہے اور پیدائش میں......[2] بہت ضعیف البنیان اور رکھ رہے کھانسی ریزش تو ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کہ پندرہ سال کی نہ ہو جائے کسی صورت میں شادی کے لائق نہیں اگر پہلے ہو تو اسکی عمر کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(۲) دوسرے نہایت خوفناک امر جو ہر وقت دل کو غمناک کرتا رہتا ہے ایک پیشگوئی ہے جو چند دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی ہے میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مشترک ہے بہت دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے یہ بھی الہام کسی حصہ کی نسبت ہے کہ ۲۷ تاریخ کو وہ واقعہ ہوگا۔ نہیں معلوم کس مہینہ کی تاریخ اور کونسا سن ہے۔ اخبار میں میں نے چھپوا دیا ہے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ شاید ایک مہینہ کے قریب ہو گیا کہ میں نے ایک الہام اخبار میں صرف اشارہ کے طور پر چھپوایا تھا جس کی یہ عبارت تھی کہ ایک نہایت خوفناک خبر پیش کرتا ہوں۔ دراصل وہ خبر انہی حوادث کے متعلق ہے یہ بھی دیکھا کہ گھر میں ہمارے ایک بکرا ذبح کیا ہوا کھال اتاری ہوئی ایک جگہ لٹک رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک ران لٹک رہی ہے۔ یہ سب بعض موتوں کی طرف اشارات ہیں

*:۔ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

[2]:۔ نقطوں والی جگہ پر مرتب سے دو لفظ پڑھے نہیں گئے غالباً "شروع سے" ہیں۔

میں دعا کر رہا ہوں۔ والسلام مرزا غلام احمدؐ

نوٹ :۔ اس خط کا جواب میں نے یہ دیا تھا کہ جو کچھ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے درست اور قبول و منظور اور انتظار ممکن۔ محمدؐ علی خاں

نوٹ از مرتب :۔ (۱) رویا کہ "ایک ران لٹک رہی ہے" غیر مطبوعہ ہے اور خاکسار کو پہلی بار اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک (۲) ۱۹۰۷ء کا رویا بدر و الحکم میں اس قدر شائع ہوا "ایک گوسفند مسلوخ دیکھا" لیکن مکتوب ہذا میں زیادہ تفصیل ہے۔ (۳) الہام و رویا اس مکتوب میں ۱۹۰۷ء کی درج ہیں نواب صاحب کے خط سے جلسہ سالانہ کا قرب اور ۲۷ر سے ایک ہفتہ قبل ان کے اجازت طلب کرنے کا علم ہوتا ہے گویا کہ یہ مکتوب ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا ہے یہ خیال نہ کیا جائے کہ مسلوخ گوسپند والی رویا صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب کی وفات (۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء) سے پوری ہو گئی جیسا کہ الحکم بابت ۹/۲۴ ۰۷ صفحہ ۱۰ کالم ۲ اور بابتہ ۹/۲۴ ۰۷ صفحہ ۶ کالم ۲ اور بدر بابتہ ۹/۱۹ صفحہ ۵ کالم ۳ میں لکھا گیا ہے (اور یہ بھی درج ہے کہ یہ رویا حضرت نے تین اشخاص کو سنائی تھی جن میں سے ایک حضرت نواب صاحب تھے) کیوں کہ صاحبزادہ صاحب کی وفات کے بعد حضور مکتوب ہذا میں اس رویا کا ذکر فرماتے ہیں کہ گویا کہ ابھی پوری نہیں ہوئی اور اس رویا کے متعلق اس امر کا علم صرف نواب صاحب اور حضور کے ان مکتوبات سے ہوتا ہے نیز تذکرہ میں اس رویا کی تاریخ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۷ء سے قبل لکھی گئی ہے۔ حوالجات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ یہ ۳۱ر اکتوبر نہیں بلکہ اسکی تاریخ تو اس قبل درج ہونی چاہئے۔ یعنے ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء سے قبل۔

۳۵/۹۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میری لخت جگر مبارکہ بیگم کی نسبت جو آپ کی طرف سے تحریک ہوئی تھی میں بہت دنوں تک اس معاملہ میں سوچتا رہا آج جو کچھ خدا نے میرے دل میں ڈالا ہے اس شرط کیساتھ

رشتے میں مجھے عذر نہیں ہوگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کو بھی اس میں تامل نہیں ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ مہر میں آپ کی دو سال کی آمدنی جاگیر مقرر کی جائے یعنے ۵۶ ہزار روپیہ اور اس اقرار کے بارے میں ایک دستاویز شرعی تحریری آپ کی طرف سے حاصل ہو۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ نہایت درجہ اخلاص میں گداز شدہ ہیں اور آپ نے ہر ایک پہلو سے ثبوت دے دیا ہے کہ آپ کو جانفشانی تک دریغ نہیں مگر جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وہ اول تو آپ کی خداداد حیثیت سے بڑھ کر نہیں اور پھر آپ کی ذات کے متعلق نعوذ باللہ اس میں کوئی بدگمانی نہیں۔ محض خدا نے میرے دل میں ایسا ہی ڈال دیا ہے اور ظاہری طور پر اس کے لئے ایک صحیح بنا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ موت حیات کا اعتبار نہیں اور آپ کے خاندان کے عمل درآمد کے رو سے عورتیں اپنے شرعی حقوق سے محروم ہوتی ہیں اگر بعد میں کچھ گزارہ تجویز کیا جائے تو وہ مشکوک اور (نہ آپؐ) اپنے اختیار میں ہوتا ہے اور خدا آپ کی اولاد کی عمر دراز کرے وہ بعد بلوغ اپنے اپنے خیالات اور اغراض کے پابند ہونگے اور حق مہر کا فیصلہ ایک قطعی امر ہے اور ایک قطعی حق ہے جو خدا نے ٹھہرا دیا ہے اور عورتیں جو بے دست و پا ہیں اس حق کے سہارے سے ظلم سے محفوظ رہتی ہیں آپ کی زندگی میں اس مہر کا مطالبہ نہیں لیکن خدانخواستہ اگر لڑکی کی عمر ہو اور آپ کی عمر وفا نہ کرے تو اسکی تسلی اور اطمینان کے لئے اور پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ طریق اور اس قدر مہر کافی ہوگا تاکہ دوسروں کے لئے صورت رعب قائم رہے یہ وہ امر ہے جس کو سوچنے کے لئے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا ایک قطعی فیصلہ ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ اگر ان دونوں باتوں کی آج آپ تکمیل کر دیں تو گو لڑکی ایک سال کے بعد رخصت ہو مگر پیر کے دن نکاح ہو جائے یہ ایک قطعی فیصلہ ہے جو میری طرف سے ہے اس میں کسی طرح کی بیشی نہیں ہوگی اس وجہ سے میں نے اس خیال سے اور اسی انتظار سے عزیزی سید محمدؐ اسماعیل کو پیر کے دن تک ٹھہر الیا ہے اگر آپکی طرف سے اس شرط کی نامنظوری ہو گئی تو پھر وہ کل ہی اپنی نوکری پر چلا جائے گا۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمدؐ عفی عنہ ۱۳ر فروری ۱۹۰۸ء

نوٹ:۔ اس خط کا جواب زبانی پیر منظور محمدؐ صاحب حامل خط ہذا کو یہ دیدیا تھا کہ مجھ کو
بلاعذر سب کچھ منظور ہے۔

محمدؐ علی خاں

نوٹ:۔ مکتوب میں حضور کے برادر نسبتی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ مراد ہیں

۳۶/۹۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزم اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ آپ کا خط مرسلہ پہونچا اس کے رقعہ کی کچھ ضرورت نہ تھی
لیکن میں جانتا ہوں کہ جس طرح انسان دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک فیصلہ کرکے مطمئن ہوجاتا
ہے اور پھر اس درد سے نجات پاتا ہے کہ جو تنازع کی حالت میں ہوتی ہے اسی طرح انسان
کا نفس خدا تعالیٰ نے ایسا بھی بنایا ہے کہ وہ بھی اپنے اندر کئی مقدمات برپا رکھتا ہے اور ان مقدمات
سے نفس انسانی بے آرام رہتا ہے لیکن جب انسان کسی امر کے متعلق ایک فیصلہ کرلیتا ہے۔
تب اس فیصلہ کے بعد ایک آرام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے آپ کی رائے میں صرف یہ کسر
باقی ہے کہ ہمیں زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے ایسا ہی آپ
بھی زندگی پر بھروسہ نہیں کرسکتے اور اس بارے میں یہ شعر شیخ سعدی کا بہت موزوں ہے

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار مباش ایمن از بازی روزگار

پس اگر ہمیں موت آگئی تو ہم اس رشتہ کی خوشی سے محروم گئے اور نیز اس دعا سے محروم
رہے کہ جو ہماری زندگی کی حالت میں اس رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے کرسکتے تھے۔ کیونکہ
وہ دعا اس وقت سے مخصوص ہے جب نکاح ہوجاتا ہے علاوہ اس کے ہر ایک کو اپنی عمر
پر اعتماد کرنا بڑی غلطی ہے۔ آج سے چھ ماہ پہلے آپ کے گھر کے لوگ صحت کے ساتھ
زندہ موجود تھے۔ کون خیال کرسکتا تھا کہ وہ اس عید کو بھی نہ دیکھ سکیں گے اسی طرح ہم میں
سے کس کی زندگی کا اعتبار ہے؟ اگر موت کے بعد اس وعدہ کی تکمیل ہو تو گویا میری
بات کو یاد کرکے خوشی کے دن میں رونا ہوگا مگر میں آپ کی رائے میں کچھ دخل نہیں دیتا صرف

عمر کی بے ثباتی پر خیال کرکے یہ چند سطریں لکھی ہیں کیونکہ بقول شخصے

اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

وقت فرصت کو ہاتھ سے دینا بسا اوقات کسی دوسرے وقت میں موجب حسرت ہو جاتا ہے
میری دانست میں تو اس میں کچھ حرج نہیں اور سراسر مبارک ہے کہ رمضان کی ۲۷ تاریخ کو
بظن غالب لیلۃ القدر کی رات اور دن ہے مسنون طور پر ادا ہوں............
میں کیا حرج ہے کہ اس سے لڑکی کو اطلاع دیجائے مگر وداع نہ کیا جائے۔ لڑکی بجائے
خود...... پرورش اور تعلیم پاوے۔ اور لڑکا بجائے خود جب دونوں بالغ ہوجائیں
تب رخصت کیا جائے کیوں کہ فی التاخیر آفات کا ہی مقولہ صحیح ہے جو تجربہ اس کی صحت
پر گواہی دیتا ہے۔ زندگی کا کچھ بھی اعتبار نہیں شیخ سعدی نے اسمیں کیا عمدہ ایک غزل لکھی
ہے اور وہ یہ ہے ؎

بلبلے زار زار می نالید بر فراق بہار و وقت خزاں
گفتمش صبر کن کہ باز آید آں زمان شگوفہ و ریحاں
گفت ترسم بقا وفا نکند ورنہ ہر سال گل دہد بستاں

اسی طرح شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سال دیگر را کہ میداند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم یعنے ان باتوں کے پیچھے مت پڑ
جن کا تجھے علم نہیں۔ پس ہمیں کیا علم ہے کہ سال آیندہ میں ہم زندہ ہوں گے یا نہ ہوں گے
اور جب قائمقاموں کے ہاتھ میں بات جاتی ہے تو وہ اپنی ہی رائے کو پسند کرتے ہیں یہ*
یہ محض میں نے اپنی رائے لکھی ہے اور آپ اپنی رائے اور ارادہ میں مختار ہیں

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ

۳۷/۱۰۰ اس خط کا جواب آخر میں ملاحظہ فرمائیے
یہ مکتوب منجانب نواب صاحب بنام حضرت اقدسؑ ہے
اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ نے حسب ذیل مکتوب ارسال فرمایا۔

*۔ میں نے خط میں دوبار مرقوم ہے مرتب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ یہ تجویز آپ کی خدمت میں اس لئے پیش کی گئی تھی کہ فی التاخیر آفات کا مقولہ یاد آتا ہے اصل بات یہ ہے کہ میں نے بعض خوابیں دیکھی ہیں اور بعض الہام ہوئے ہیں جن کا میں نے مختصر طور پر آپ کی خدمت میں کچھ حال بیان کیا تھا اگر میرے پاس ترتیب ہو تو دعا کا موقعہ ملتا رہے گا میں دیکھتا ہوں کہ لڑکا بھی جوان ہے ابھی مجھے نیا مکان بنانے کی گنجائش نہیں اسی مکان میں میں نے تجویز کر دی ہے لیکن چونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ اگر لڑکیاں والد کے گھر سے سرسری طور پر رخصت ہوں تو ان کی دل شکنی ہوتی ہے اس لئے میں اس وقت تک جو آپ مناسب سمجھیں اور رخصت کیلئے تیاری کر سکیں مہلت دیتا ہوں مگر آپ اس مدت سے مجھے اطلاع دے دیں میرے نزدیک دنیا کے امور اور ان کی الجھنیں چلی جاتی ہیں لڑکیوں کی رخصت کو ان سے وابستہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؐ

مذکورہ بالا کے جواب میں نواب صاحب نے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم۔ میری اپنی رائے تو یہی تھی کہ حضور ہی کوئی مہلت معقول عطا فرما دیتے مگر جب حضور (نے)* مجھ پر چھوڑا تو یہ امر زیادہ ذمہ داری کا ہو گیا۔ اس لئے جہاں حضور نے یہ عنایت فرمائی ہے اتنی مہربانی اور ہو کہ میں ایک ماہ کے اندر سوچ کر عرض کر دوں کہ میں کب تک رخصتانہ کا انتظام کر سکتا ہوں۔ اس کی صرف یہ ضرورت ہے کہ میں انتظام میں لگا ہوں پس اس عرصہ میں مجھ کو انشاء اللہ تعالےٰ ٹھیک معلوم ہو جائے گا کہ کسقدر عرصہ میں انتظام مکمل ہو جائیگا۔ حضور بھی دعائیں فرمائیں کہ میں اس میں کامیاب ہوں۔ میں آج کل ہر طرح کی ابتلاؤں کے (؟) نرغے میں ہوں

راقم محمدؐ علی خاں

مکرر:۔ اس عرصہ بعد مجھ کو جتنی مہلت کی ضرورت ہو گی عرض کر کے تاریخ مقرر کر دونگا

* ۔ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

باقی اختیار اللہ تعالےٰ کے ہے وہی سامان کرنے والا ہے حضور کی دعا کے ہم سب ہر وقت محتاج ہیں

محمدؐ علی خاں

اس پر حضور نے تحریر فرمایا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے منظور ہے امید ہے آپ ایک ماہ کے بعد مطلع فرمائیں گے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ عفی عنہٗ

نوٹ از مرتب۔ پانچ عدد خطوط جو حضرت عرفانی صاحب کی طرف سے مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں شائع ہو چکے ہیں ان کے چونکہ عدد چربے اور ایک بلاک بن گئے جا رہے ہیں اسلئے انکو بھی یہاں درج کر دیا گیا ہے نچلے نمبر جلد پنجم نمبر چہارم والے ہیں۔

۳۹/۳۵ بسم اللہ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دس روز کے قریب ہو گیا کہ آپ کو دیکھا نہیں غائبانہ آپکی شفا کیلئے دعا تو کرتا ہوں مگر چاہتا ہوں کہ آپکے پاس آ کر سنت عیادت کا ثواب بھی حاصل کروں آج سرگردانی سے بھی فراغت ہوئی ہے اور لڑکی کو بھی آج بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۱۶ اگست ۱۹۰۲ء

نوٹ از مرتب۔ بسم اللہ کا لفظ اندازاً خاکسار نے درج کیا ہے ممکن ہے صرف اللہ کا لفظ ہو۔ جیسا کہ چربہ سے ظاہر ہے۔ شکستہ طرز تحریر میں ایک حصہ صاف اندازہ نہیں ہوتا

۴۰/۵۴ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

محبی عزیزی نواب صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج مولوی مبارک علی صاحب جن کی نسبت آپ نے برخاستگی کی تجویز کی تھی حاضر ہو گئے ہیں چونکہ وہ میرے استاد زادہ ہیں اور مولوی فضل احمد صاحب والد بزرگوار ان کے جو بہت نیک اور بزرگ آدمی تھے ان کے میرے پر حقوق استادی ہیں میری رائے یہ ہے کہ اب کی دفعہ آپ انکی لمبی رخصت پر اغماض فرمائیں کیوں کہ وہ رخصت بھی چونکہ کمیٹی کی منظوری سے تھی کچھ قابل اعتراض نہیں ماسوا اس کے

چونکہ وہ واقعہ (میں٭) ہم پر ایک حق رکھتے ہیں اور عفو اور کرم سیرت ابرار میں سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعفوا واصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم یعنے تم عفو اور درگذر کی خُو ڈالو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہاری تقصیریں معاف کرے اور خدا تو غفور رحیم ہے پھر تم غفور رحیم کیوں نہیں بنتے اس بنا پر ان کا یہ معاملہ درگزر کے لائق ہے اسلام میں یہ اخلاق ہرگز نہیں سکھائے گئے ایسے سخت قواعد نصرانیت کے ہیں اور ان سے خدا ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ ماسوا اس کے چونکہ میں ایک مدت سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کے گناہ معاف کرتا ہوں جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں اور یہی میرا تجربہ ہے پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگ راہ نہ ہو ایک جگہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے اس کو کسی نے خواب میں دیکھا (اور پوچھا) کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی کہ تو لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا اس لئے میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں سو میری صلاح یہی ہے کہ آپ اس امر سے درگزر کر دیتا آپ کو خدا کی جناب میں درگزر کرانے کا موقعہ ملے۔ اسلامی اصول انہی باتوں کو چاہتے ہیں دراصل ہماری جماعت کے ہمارے عزیز دوست جو خدمت مدرسہ پر لگائے گئے ہیں ان طالب علم لڑکوں سے ہیں زیادہ تر عزیز ہیں جنکی نسبت ہمیں معلوم نہیں کہ نیک معاش ہوں گے یا بدمعاش والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

یہ سچ ہے کہ تمام اختیارات آپ رکھتے ہیں مگر یہ محض بطور نصیحتاً للہ لکھا گیا ہے اتفاق سے کام چلانا بڑا نازک امر ہے اس لئے خلفاء راشدین نے اپنی خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو بیچ دل سے اپنے ساتھ رکھا تا اگر غلطی بھی ہو جائے تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر

۱۳ / ۵۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا خاکسار بباعث کثرت پیشاب اور

٭ یہ مرتب کی طرف سے ہے

دوران سر اور دوسرے عوارض کے خط لکھنے سے قاصر رہا۔ ضعف بہت ہو رہا ہے یہاں تک کہ بجز دو وقت یعنے ظہر اور عصر کے گھر میں نماز پڑھتا ہوں آپ کے خط میں جس قدر تردّدات کا تذکرہ تھا پڑھ کر اور بھی دعا کے لئے جوش پیدا ہوا میں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ پنج وقت نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور میں یقین دل سے جانتا ہوں کہ یہ دعائیں بے کار نہیں جائیں گی ابتلاؤں سے کوئی انسان خالی نہیں ہوتا اپنی اپنی قدر کے موافق ابتلا ضرور آتے ہیں اور وہ زندگی بالکل طفلانہ زندگی ہے جو ابتلاؤں سے خالی ہو ابتلاؤں سے آخر خدا تعالیٰ کا پتہ لگ جاتا ہے حوادث دہر کا تجربہ ہو جاتا ہے اور صبر کے ذریعہ سے اجر عظیم ملتا ہے اکثر انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہے تو اس پر بھی ایمان ضرور ہوتا ہے کہ وہ قادر خدا بلاؤں کے دور کرنے پر قدرت رکھتا ہے میرے خیال میں اگرچہ وہ تلخ زندگی جس کے قدم قدم میں خارستان مصائب و حوادث و مشکلات ہے بسا اوقات ایسی گراں گزرتی ہے کہ انسان خودکشی کا ارادہ کرتا ہے یا دل میں کہتا ہے کہ اگر میں اس سے پہلے مر جاتا تو بہتر تھا مگر درحقیقت وہی زندگی خدا نما ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے سچا اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے ایمان ایوبؑ نبی کی طرح چاہئے کہ جب اس کی سب اولاد مر گئی اور تمام مال جاتا رہا تو اس نے نہایت صبر اور استقلال سے کہا کہ میں ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤں گا۔ پس اگر ہم دیکھیں تو یہ مال اور متاع جو انسان کو حاصل ہوتا ہے صرف خدا کی آزمائش ہے۔ اگر انسان ابتلاء کے وقت خدا تعالیٰ کا دامن نہ چھوڑے تو ضرور وہ اسکی دستگیری کرتا ہے خدا تعالیٰ درحقیقت موجود اور درحقیقت وہ ایک مقرر وقت پر دعا کو قبول کر لیتا ہے اور سیلاب ہموم و غموم سے رہائی بخشتا ہے۔ پس قوی ایمان کے ساتھ اس پر بھروسہ رکھنا چاہئے وہ دن آتا ہے کہ یہ تمام ہموم و غموم صرف ایک گزشتہ قصہ ہو جائے گا۔ آپ جب تک مناسب سمجھیں لاہور میں رہیں خدا تعالیٰ آپ کو جلد تر ان مشکلات سے رہائی بخشے۔ آمین

اپیل مقدمہ جرمانہ دائر کیا گیا ہے مگر حکام نے مستغیث کی طرف سے لینے

کرم دین کی مدد کے لئے سرکاری وکیل مقرر کر دیا ہے۔ یہ امر بھی اپیل میں ہمارے لئے بظاہر ایک مشکل کا سامنا ہے کیونکہ دشمن کو وکیل کرنے کی بھی ضرورت نہ رہی اس میں وہ بہت خوش ہوگا اور اس کو بھی اپنی فتح سمجھے گا۔ ہر طرف دشمنوں کا زور ہے۔ خون کے پیاسے ہیں۔ مگر وہی ہوگا جو خواستۂ ایزدی ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۰؍ دسمبر ۱۹۰۶ء

نوٹ از مرتب:۔ مکتوب کی تاریخ درست نہیں کیونکہ اپیل بمقدمہ کرم دین کا فیصلہ ۷؍ جنوری ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا تھا۔

۴۲/۶۰ بسم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اشتہار کے بارے میں جو مدرسہ کے متعلق لکھنا ہے چند دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ لکھیں اور ایک دفعہ مانع پیش آیا کہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو یہ لکھا جائے کہ جس قدر مدد کا لنگر خانہ کی نسبت ارادہ کیا جائے اسی رقم میں سے مدرسہ کی نسبت ثلث یا نصف ہونا چاہئے تو اس میں یہ قباحت ہے کہ ممکن ہے کہ اس انتظام سے دونوں طرف خرابی پیدا ہو یعنے نہ تو مدرسے کا کام پورا ہو اور نہ لنگر خانہ جیسا کہ دو روٹیاں دو آدمیوں کو دی جائیں تو دونوں بھوکے رہیں گے اور اگر چندہ دینے والے صاحبوں پر یہ زور ڈالا جائے کہ وہ علاوہ اس چندہ کے مدرسے کے لئے الگ چندہ دیں تو ممکن ہے کہ ان کو ابتلا پیش آوے اور وہ اس تکلیف کو فوق الطاقت تکلیف سمجھیں اس لئے میں نے خیال کیا کہ مارچ اور اپریل دو مہینے امتحان کیا جائے کہ اس تحریک کے بعد جو لنگر خانہ کے لئے کی گئی ہے کیا کچھ ان دو مہینوں میں آتا ہے۔ پس اگر اس قدر روپیہ آگیا کہ جو لنگر خانہ کے تخمینی خرچ سے بچت نکل آئے تو وہ روپیہ مدرسہ کے لئے ہوگا۔ میرے نزدیک ان دو ماہ کے امتحان سے ہمیں تجربہ ہو جائے گا کہ جو کچھ انتظام کیا گیا ہے کس قدر اس سے کامیابی کی امید ہے اگر مثلاً ہزار روپیہ تک ماہوار چندہ کا بندوبست ہوگیا تو آٹھ سو روپیہ لنگر خانہ کے لئے نکال کر دو سو روپیہ ماہوار مدرسے کے لئے نکل آئے گا۔ یہ تجویز خوب معلوم ہوتی ہے کہ ہر یک روپیہ جو آئے وہ رجسٹر میں درج ہوتا رہے اور پھر دو ماہ کے بعد سب حقیقت معلوم ہو جائے گی والسلام

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب:۔ اس خط میں بسم اللہ بھی اسی انداز سے پڑھا گیا ہے جیسے مکتوب ۳۹/۳۵ میں ذکر کیا گیا ہے

۴۳/۶۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں اس جگہ آکر چند روز بیمار رہا۔ آج بھی بائیں آنکھ میں درد ہے باہر نہیں جا سکا ارادہ تھا کہ اس شہر کے مختلف فرقوں کو سنانے کے لئے کچھ مضمون لکھوں ڈرتا ہوں کہ آنکھ کا جوش زیادہ نہ ہو جائے۔ خدا تعالےٰ فضل کرے مرزا خدا بخش کی نسبت ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں گو ہر ایک شخص اپنی رائے کا تابع ہوتا ہے مگر میں محض ہمدردی کی وجہ سے لکھتا ہوں کہ مرزا خدا بخش آپ کا سچا ہمدرد ہے اور قابل قدر ہے مجھے معلوم ہوا کہ کئی لوگ جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے اپنے کمینہ اغراض کی وجہ سے یا حسد سے یا محض سفلہ پن کی عادت سے بڑے آدمیوں کے پاس ان کے ماتحتوں کی شکایت کر دیتے ہیں جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں میں کسی شخص نے آپ کی خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کی نسبت خلاف واقعہ باتیں کہہ کر آپ کو ان پر ناراض کیا ہے گویا انہوں نے میرے پاس آپکی شکایت کی ہے اور آپکی کسر شان کی غرض سے کچھ الفاظ کہے ہیں۔ مجھے اس افترا سے سخت ناراضگی حاصل ہوئی اور عجب یہ کہ آپ نے ان پر اعتبار کر لیا۔ ایسے لوگ دراصل بدخواہ ہیں نہ کہ مفید میں اس بات کا گواہ ہوں کہ مرزا خدا بخش کے منہ سے ایک لفظ بھی خلاف شان آپ کے نہیں نکلا اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بیچارہ دل و جان سے آپ کا خیر خواہ ہے اور غائبانہ دعا کرتا ہے اور مجھ سے ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی تاکید کرتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ چند روزہ زندگی آپ کے ساتھ ہو رہی یہ بات کہ مرزا خدا بخش ایک بیکار ہے یا آج تک اس سے کوئی کام نہ ہو سکا یہ قضا و قدر کا معاملہ ہے۔ انسان اپنے لئے خود کوشش کرتا ہے اور بہتری مقدر نہ ہو تو اپنی کوشش سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ایسے انسانوں کے لئے جو ایک حصہ عمر کا خدمت میں کھو چکے ہوں اور پیرانہ سالی تک پہونچ گئے ہوں میرا تو یہی اصول ہے کہ ان کی مسلسل ہمدردیوں کو فراموش نہ کیا جائے۔ کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ مگر

ایک سچا ہمدرد انسان حکم کیمیار کھتا ہے وہ نہیں ملتا ایسے انسانوں کے لئے شاہان گزشتہ بھی دست افسوس ملتے رہے ہیں۔ اگر آپ ایسے شخص کی محض شک کی وجہ سے بے قدری کریں تو میرے نزدیک آپ غلطی کریں گے یہ میری رائے ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے اور آپ ہر یک غائبانہ بدذکر کرنے والوں سے بھی چوکس رہیں کہ حاسدوں کا وجود دنیا میں ہمیشہ بکثرت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ

مکرر یاد دلاتا ہوں کہ میرے کہنے سے مرزا خدابخش چند روز کے لئے لاہور میرے ساتھ آ گئے تھے۔ (ب)

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے نام

تعارفی نوٹ

"حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی سابق ہرشچندر موہیال ولد جہتہ گورانداتہ مل صاحب سکنہ کنجر وڑتاں تحصیل شکر گڑھ (سابق ضلع گورداسپور حال ضلع لاہور) پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل کیا کہ پنڈت لیکھرام اور چودہری رام بھجدت جیسے آریہ معاندین اسلام کی برادری میں سے ہونے کے باوجود پندرہ سولہ سال کی عمر میں حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی توفیق عطا کی آپ کے والد نے زبردستی آپ کو قادیان سے اٹھا لے جانے کی کوشش کی جب کامیابی نہ ہوئی تو منت و لجاجت سے تحریری وعدہ حضور کی خدمت میں پیش کر کے چند دن کے لئے لے گئے لیکن وہاں جا کر گھر میں جو جانگلی علاقہ میں تھا اتنی کڑی نگرانی میں رکھا کہ کوئی مسلمان آ کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس آگ سے آپ کو صحیح و سلامت نکال لایا اور حضور کے قدموں میں دھونی رما کر بیٹھنے کی توفیق دی حضور کے وصال کے وقت آپ حضور کی خدمت میں ہی حاضر تھے۔ آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم میں تین سو تیرہ صحابہ میں   نمبر پر ہے۔ غیر مبائعین کے فتنہ کے وقت بھی آپ نے نہایت سرگرمی سے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کے رفقاء میں آپ بھی شامل تھے اور روزانہ کے حالات بصورت خطوط قادیان ارسال کرنے کی آپ کو سعادت حاصل ہوئی جو بہت مقبول ہوئے فتنہ ارتداد ملکانہ کے موقعہ پر آپ نے اس علاقہ میں نہایت قابل قدر کام سرانجام دیا چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ہزار اشخاص کے برابر قرار دیا۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں

آپ کو پھر قادیان میں آنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت سے آپ یہاں بطور درویش
مقیم ہیں۔ اپریل ۱۹۵۰ء میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے قلم مبارک سے آپ کو اور
حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی کو خاص طور پر دعا کے لئے تحریر فرمایا آپ کے نام
کے ساتھوں خطوط آپ ہی نے مجھے بلاک بنوانے کے لئے عنایت فرمائے تھے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا

۴۴/۱ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مبلغ آٹھ روپے پہونچے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ دعا کروں گا ہمیشہ اپنے حالات
خیریت سے اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام
مرزا غلام احمد ۲۳ نومبر ۰۶ء (ب)

نوٹ از مرتب:۔ تاریخ حضرت اقدس ؑ کے قلم مبارک کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ حضرت بھائی جی
کے قلم سے تحریر شدہ ہے

۴۵/۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی ومولائی ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
حضور آپ کا ایک الہام جسکا مضمون یہ ہے آریوں کا بادشاہ آیا اس کے اصل الفاظ کیا ہیں
عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۵ مارچ ۱۹۰۸ء
السلام علیکم۔ یہ مدت دراز کا الہام ہے مجھ کو صرف اسی قدر یاد ہے معلوم نہیں کہ یہ وہی الفاظ
ہیں یا کچھ تغیر ہے۔ غالباً یاد یہی پڑتا ہے کہ وہی الفاظ ہیں۔ واللہ اعلم
مرزا غلام احمد (ب)

۴۶/۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی ومولائی ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
حضور مبلغ ایک روپیہ پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ للہ قبول فرمایا جاوے اور اس خاکسار
غلام کے حق میں دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے اور قوت ایمانی

اور اعمال صالحات کی توفیق ملے اور خاتمہ بالخیر ہو آمین حضور کی خادمہ اور ایک بچہ عبدالقادر
بھی ملتجی ہیں ان کے حق میں بھی سعادت دارین اور انجام بخیر کی دعا فرمائی جاوے حضور
میں بہت کمزور حالت میں ہوں مجھے خاص خاص دعاؤں میں یاد فرمایا جاوے۔ والسلام
خاکسار عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۳ اپریل ۱۹۰۸ء
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبلغ ایک روپیہ پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیراً آمین۔ انشاء اللہ
القدیر دعا کروں گا۔ مرزا غلام احمد (ب)

۴۷/۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے آقا اور میرے مولا خدا آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ حضور ایک کھال چیتل کی پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ
قبول فرمائی جائے اور اس خاکسار غلام کے حق میں دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالےٰ قوت ایمانی
اور توفیق اعمال صالحات عطا فرماوے حضور میں بہت ہی کمزور اور قابل رحم ہوں للہ میرے
واسطے خاص طور سے دعا فرمائی جایا کرے حضور ایسا ہو کہ میری زندگی دین کی خدمت میں
حضور کے منشاء اور رضائے الٰہی کے عین مطابق ہو جاوے حضور میری یہ بھی خواہش ہے کہ یہ کھال
حضور کی نشستگاہ میں ایسی جگہ رہے جہاں ہمیشہ میرے واسطے حضور کی خدمت میں دعا
کے واسطے عرض کرتی رہے فقط
خاکسار غلام عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۵ اپریل ۱۹۰۸ء
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔
کھال پہونچ گئی جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ اپنے استعمال میں لائی جاوے گی۔ والسلام
مرزا غلام احمد (ب)

۴۸/۵ اس خط کا چربہ آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔
یہ مکتوب منجانب حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بنام حضرت اقدس ؑ ہے

(از قلم مبارک حضرت اقدس علیہ السلام)
بشریٰ میرے لئے ایک نشان آسمان پر ظاہر ہوا خیر و خوبی کا نشان۔ میری مرادیں پوری ہو گئیں

۴۹/۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالےٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
حضور ایک چیتے کی کھال قبول فرمائی گئی اور اس خاکسار غلام کے حق میں دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ خادم دین بنا دے اعمال صالحات کی توفیق عطا ہو اور ایسی پاک زندگی میسر آجاوے جو خدا کی رضامندی کا باعث ہو اور خاتمہ بالخیر ہو
حضور اب لاہور جانے والے ہیں ہماری بہت سی کمزوریاں حضور کے سایہ کی وجہ سے نظر انداز کی جاتی تھیں اب حضور کے وجود مبارک کا سایہ جو کہ خدا کی طرف سے اس کے فضل اور رحمت کا سایہ بن کر ہماری سیر بنا ہوا تھا۔ حکمت الٰہی کی وجہ سے لاہور جاتا ہے۔ لہذا اب ہم لوگ حضور کی خاص دعا اور توجہ کے ازبس محتاج ہیں۔ لہذا نہایت عاجزی سے بصد ادب التماس ہے کہ خاص خاص اوقات میں اس خاکسار اور حضور کی خادمہ اور بچوں اور اقربا کے واسطے ضرور دعا کی جایا کرے۔ فقط
حضور کا غلام درِ عبدالرحمٰن قادیانی احمدی بقلم خود ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء
السلام علیکم۔ کھال پہونچی جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ دعا کروں گا والسلام
مرزا غلام احمد
(ب)
نوٹ از مرتب:۔ اس پر حضرت بھائی جی کے قلم کا ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء کا ذیل کا نوٹ درج ہے۔ "حضرت اقدس کاپی دیکھ رہے تھے۔ ہاتھ میں پنسل ہی تھی حضرت اقدس کے الفاظ پنسل سے تھے میں نے سیاہی سے اوپر قلم پھیر دی۔"

۵۰/۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی فداک روحی ایدکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حضور قادیان سے حضور کی خادمہ کا آج ہی خط آیا ہے کہ رات کے وقت ہمیں تنہائی کی وجہ سے خوف آتا ہے کیوں کہ جس مکان میں رہتا ہوں وہ بالکل باہر ہے۔ لہذا اگر حکم ہو اور حضور اجازت دیں تو میں جا کر ان کو کسی دوسرے مکان میں تبدیل کرا آؤں یا اگر حضور کے دولت سرائے میں کوئی کوٹھڑی خالی ہو تو وہاں چھوڑ آؤں۔ جیسا حکم ہو تعمیل کیجاوے۔
حضور کی دعاؤں کا محتاج خادم درِ عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔
ابھی جانا مناسب نہیں ہے لکھ دیں کہ کسی شخص کو یعنی کسی عورت کو رات کو سلا لیا کریں مولوی شیر علی صاحب بندوبست کر دیں کہ کوئی لڑکا آپ کے گھر میں سو رہا کرے
مرزا غلام احمد
(ب)

محترم محمد ابراہیم خاں صاحبؓ کے نام

تعارفی نوٹ

محترم محمد ابراہیم خاں صاحبؓ کے صاحبزادہ جناب احسان اللہ خاں صاحب سے ذیل کا مکتوب اور کوائف حاصل ہوئے آپ ہائی کمشنر برائے پاکستان متعینہ دہلی کے سکرٹری کے معزز عہدہ پر سرفراز ہیں اگست ۱۹۵۴ء میں خاکسار کی وہاں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ میرے والد صاحب اور گلزار خانصاحب مرحوم سکنہ کراچی دونوں نے قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ یہ غالباً ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء کو بمقام خیرپور ٹامیوالی وفات پائی جہاں آپ کی قبر معروف ہے۔ آپ کے ذریعہ مکرم ڈاکٹر حاجی خاں صاحب سابق صدر جماعت کراچی کا خاندان احمدی ہوا۔ چچا حسن موسٰی خاں صاحب آسٹریلیا میں کان کنی کے لئے رسد کے قافلوں کے منیجر تھے بعد ازاں جنرل مرچنٹ کا کام کرتے رہے آپنے وہیں سے ۱۹۰۳ء میں بیعت کی اور پھر وہیں سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں قادیان آئے اور غالباً ۱۹۴۳ء میں آسٹریلیا میں بمقام پرتھ (PERTH) وفات پائی۔ عمر بھر وہاں بطور مبلغ کام کرتے رہے۔ اور خلافت ثانیہ سے بھی وابستہ تھے۔ چچا محمد حسین خاں صاحب سناتے تھے کہ میرے والد صاحب کی بیعت کے بعد میں نے بھی بیعت کی اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ محمد حسین خاں صاحب اور گلزار خاں صاحب (جو غالباً ۱۹۲۷ء میں کراچی میں فوت ہوئے) اور والد صاحب غیر مبایع خیالات کے تھے۔ لیکن بالآخر والد صاحب نبوت کے قائل ہو گئے تھے گو انہوں نے باقاعدہ بیعت

نہیں کی لیکن انہوں نے مجھے تاکید کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کرلوں چنانچہ مجھے اس کی توفیق ملی۔ والدہ صاحبہ نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی بیعت کرلی تھی گو زیارت کا موقع نہیں ملا۔ ۱۹۱۱ء میں بوقت وفات انہوں نے حضور کی صداقت کا بار بار اقرار کیا اور اس وقت ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور جو باتیں انہوں نے اس وقت بتائیں جلد پوری ہو گئیں۔

مکرم احسان اللہ خانصاحب کے پاس متعدد تبرکات ہیں جنکی تفصیل خاکسار کی طرف سے بدر (جلد ۲ نمبر ۸ ابابتہ ۱۴ مئی ۱۹۵۳ء) شائع ہو چکی ہے۔

۵/۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۲۴ اگست ۱۹۰۳ء

محبی اخویم محمد ابراہیم خاں صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبلغ عـــــہ ۲۵ روپے آپ کے جو آپ نے کمال اخلاص سے روانہ کئے تھے مجھ کو پہنچ گئے اور آپ کے لئے دعائے خیر کی گئی۔ اس لئے میں آپ کو رسید عـــــہ ۲۵ سے شکر گزاری کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس خدمت کی جزائے خیر آپ کو بخشے۔ آمین۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

(الف) بمقام کراچی بندر مکان قریب گورنمنٹ گارڈن

(پتہ) بخدمت محبی اخویم محمد ابراہیم خاں صاحب بن حاجی موسٰی خاں صاحب

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور (ب)

نوٹ از مرتب:۔ جس روپیہ کا اوپر ذکر آیا ہے اسکی رسید حضور کی دستخطی بھی موجود ہے جس پر مرقوم ہے "مرزا غلام احمد ۲۹ اگست ۱۹۰۳ء" پتہ کا بلاک بھی علیحدہ درج کر دیا گیا ہے وہاں ہر دو میں جو کچھ مرقوم ہے وہ حضورؑ کا قلمی نہیں۔ ان ایام میں ڈاک گورداسپور سے ہو کر جاتی ہوگی۔ کیونکہ ڈاک خانہ قادیان کی مہر ۲۹ اگست کی گورداسپور کی ۳۱ اگست کی اور کراچی کی ۳ ستمبر کی ثبت ہے۔ تمام

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ابو المنیر

۔ اور دستخط اور تاریخ کے درمیان حضور کی مہر ثبت ہے جو پڑھی نہیں جاتی ملفوف اور رسید

وصیّۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الو[داع]
میں جبکہ آپ کی وفات قریب آگئی تھی بطور وصیت مسلمانوں کو جمع کرکے فرمایا اِنَّ دِمَاءَکُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ اور ابی بکر[ہ]
کی حدیث میں ہے وَاَعْرَاضَکُمْ) حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا
فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا۔ اس شہر میں اس مہینہ میں اس دن [کو]
اللہ تعالےٰ نے جو حفاظت بخشی ہے (یہ حج کے ایام کی بات ہے) وہی تمہاری جانوں او[ر]
تمہارے مالوں (اور ابی بکرہ کی روایت کے مطابق اور تمہاری عزتوں) کو خدا تعالیٰ [نے]
حفاظت بخشی ہے۔ یعنے جس طرح مکہ میں حج کے مہینہ اور حج کے وقت کو اللہ تعالےٰ نے [پ]ر
امن بنایا ہے اسی طرح مومن کی جان اور مال اور عزت کی سب کو حفاظت کر[نی]
چاہئے جو اپنے بھائی کی جان۔ مال اور عزت کو نقصان پہونچاتا ہے گویا وہ ایسا ہ[ی ہے]
جیسا کہ حج کے ایام اور مقامات کی بےحرمتی کرنے والا۔ پھر آپ نے دو دفعہ فرمایا کہ جو
حدیث سے آگے دوسروں تک پہنچائے۔ میں اس حکم کے ماتحت یہ حدیث آپ تک
پہونچاتا ہوں آپ کو چاہئے کہ اس حکم کے ماتحت آپ آگے دوسرے بھائیوں [کو]
مناسب موقعہ پر یہ حدیث پہونچا دیں اور انہیں سمجھا دیں کہ ہر شخص جو یہ حدیث [سنے]
اسے حکم ہے کہ وہ آگے دوسرے مسلمان بھائی تک اس کو پہنچاتا چلا جائے وال[سلام]

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی
۱۶ر ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ

تاج پریس یوسف بازار

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ و حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ صحابی کے نام

حضرت قاضی ضیاء الدینؓ کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ تھے۔ آپ پہلی بار حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں قادیان، فروری ۱۸۸۵ء کو حاضر ہوئے
تھے۔ آپ سلسلۂ احمدیہ سے اسکے آغاز میں وابستہ ہونے والے سابقون الاولون میں سے
تھے۔ آپ کا خاندان ان معدودے چند خوش قسمت خاندانوں میں سے ایک ہے جن کے
ایک سے زیادہ افراد ۳۱۳ صحابہ میں شمار ہوئے۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام میں نمبر ۱۰۴
پر اور انجام آتھم میں نمبر ۳۵ پر آپ کا نام مرقوم ہے۔ انجام آتھم میں آپ کے دونوں صاحبزادگان
قاضی عبدالرحیم صاحبؓ اور قاضی عبداللہ صاحب کے اسماء ۱۴۵ اور ۱۴۶ نمبر پر درج ہیں۔
آئینہ کمالات اسلام میں حضرت قاضی صاحب کا نام مطبع وغیرہ کے لئے ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۲ء
چندہ کا وعدہ کرنے والوں میں مرقوم ہے۔ تریاق القلوب میں زیر نشان نمبر ۴، حضرت
اقدسؑ نے قریباً دو صفحات میں قاضی صاحب کا خط درج فرمایا ہے۔ اس میں قاضی صاحب
بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ نے میرے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی تھی جو بعینہ پوری ہوئی۔ اس
میں قاضی عبدالرحیم صاحبؓ کا بھی ذکر آتا ہے۔ آپ ۱۹۰۴ء میں قادیان میں جہاں آپ
ہجرت کرکے مقیم ہوگئے تھے فوت ہوکر قادیان کے مشرقی جانب برائے قبرستان میں مدفون ہوئے
[اس] وقت ابھی بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں نہ آیا تھا۔

قاضی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ولادت ۲۳ر جون ۱۸۸۱ء وفات ۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۳ء
بمقام ربوہ مبارکہ) کو قادیان میں تکمیل منارۃ المسیحؑ۔ دیل براستہ بہشتی مقبرہ۔ مسجد نور۔
تعلیم الاسلام ہائی اسکول۔ مسجد مبارک ربوہ کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی۔ حقیقۃ الوحی

میں چراغ دین جمونی کی تحریر کا جو عکس دیا گیا ہے یہ تحریر آپ ہی نے جموں سے بھجوائی تھی آپ ہی کا صاحبزادہ (اور خاکسار کے استاذ المحترم) قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی پرنسپل و صدر جماعت احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ) سے ذیل کے مکتوبات مجھے نقل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ قادیان کی زیارت کے موقعہ پر گذشتہ اپریل میں میرے لکھنے پر مکتوبات قادیان لے آئے تھے۔ مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب کو بھی بہت سی خدمات سلسلہ کا موقعہ ملا ہے۔

۵۵/۱ یہ مکتوب ص ۱۳ ضمیمہ پر مندرجہ خطوط میں سے پہلا ہے۔ اور حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کے نام ہے۔ وہاں سہواً نمبر درج ہونے سے رہ گیا ہے اس کا چربہ اصل کتاب کے ص ۴۷ پر دیا گیا ہے۔

نوٹ بر ۵۵/۱ :- اس مکتوب میں "بہو" سے مراد محترمہ صالح بی بی صاحبہؓ مرحومہ اہلیہ محترم قاضی عبدالرحیم صاحبؓ بھٹی ہیں۔ موصوفہ نے ۱۳ نومبر ۱۹۵۰ء کو راولپنڈی میں وفات پائی اور امانتاً دفن ہوئی۔ آپ کے بیٹے محترم قاضی عبدالسلام صاحب تابوت کو جو قدرت خداوندی سے بالکل محفوظ تھا ربوہ لے آئے اور ۹ فروری ۱۹۵۴ء کو انہیں بہشتی مقبرہ میں اپنے خاوند کے دائیں جانب دفن کر دیا گیا۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ ذرہ نوازی بعد ظہر جنازہ پڑھایا اس سے قبل بھی ان کی وفات پر مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائب پڑھا تھا۔ سو مرحومہ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ دو دفعہ خلیفہ وقت نے انکا جنازہ پڑھا (مرتب)

۵۶/۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی

بحضور امامنا و حبیبنا

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرضداشت آنکہ مہدی حسین صاحب رخصت سے واپس آگئے ہیں۔ اب عاجز کے واسطے کیا حکم ہے یہاں کوچہ میں جلد بندی کی بہت چیزیں

لڑکے بے خبر اٹھا لے جاتے ہیں۔ کوئی چیز محفوظ نہیں رہتی۔ اس سے پہلے یہ عاجز چھاپہ خانہ[۱] کے مشرقی دروازہ میں حکیم صاحب[۲] کے حکم سے بیٹھتا رہا ہے۔ چونکہ اور کوئی ایسی جگہ موجود نہیں لہٰذا سال بھر سے زیادہ وہیں گذارہ ہوتا ہے کیا اب بھی وہیں اجازت دیتے ہیں یا کوئی اور جگہ جو عاجز کے حال کے موزوں ہو۔ دراصل جگہ کے بارہ میں عاجز از حد مضطر ہے گھر کی نسبت یہ حال ہے کہ پرسوں ڈپٹی کے بیٹے نے بذریعہ ڈاک نوٹس[۳] دیا ہے کہ ایک ہفتہ تک مکان خالی کر دو ورنہ تین روپیہ ماہوار کرایہ مکان واجب الادا ہوگا۔ اس دقت کے رفع کے لئے بھی حضور دعا فرما دیں کہ بے منت غیرے کوئی جگہ مولا کریم میسر کرے۔

والسلام والاکرام

عریضہ نیاز مسکین ضیاء الدین عفی عنہ

۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء

---

[۱] مراد مطبع ضیاء الاسلام ہے جو مطب حضرت خلیفہ اولؓ سے ملحق جانب جنوب تھا اور خلافت ثانیہ میں بطور گیراج استعمال ہوتا رہا۔ اب بھی گیراج کی شکل میں موجود ہے (مطب اور پریس کے نقشہ کے لئے دیکھئے اصحاب احمد جلد دوم ص ۱۶/۱۷) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ بعد ازاں حضرت قاضی صاحبؓ مہمان خانہ کے اس کمرہ میں جلد سازی کی دکان کرتے تھے جو لنگر کے پاس جانب شمال ہے اور اس کا ایک دروازہ احمدیہ بازار میں کھلتا ہے۔

[۲] مراد حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحبؓ بھیروی ہیں۔ جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے مہتمم تھے اور حضور کے جواب میں ان کا ذکر ہے۔

نوٹ :- (۱) اس خط کے جواب میں جو کچھ حضور نے تحریر فرمایا ضمیمہ ص ۱۳ پر دوسرے نمبر پر درج ہے۔ اس کا چربہ ضمیمہ ص اصل کتاب کے ص ۴۷ پر دیا گیا ہے۔

(۲) محترم قاضی عبدالسلام صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ نے مجھے لکھوایا کہ حضرت والد صاحب قادیان میں آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دار المسیح میں رہائش کی جگہ دی تھی۔ میری ولادت دسمبر ۱۹۰۲ء میں اس مکان میں ہوئی جو اب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مکان ہے۔ یہ جگہ ڈیوڑھیوں کی تھی اور کرایہ پر لی ہوئی تھی

۵۷/۳ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حضور نے غلام کی ہمشیرہ امتہ الرحمٰن کے رشتہ کے لئے اپنے رشتہ داروں میں کوشش کرنے کے لئے فرمایا تھا سو عاجز نے مطابق حکم حضور اپنے قبیلہ میں ہر چند کوشش کی ہے کوئی صورت خاطر خواہ میسر نہیں آئی۔ جو خواہاں ہیں وہ حضور کے مخالف ہیں مخالفوں سے تعلق قائم کرنا پسند نہیں۔ عاجز کی گذارش ہے کہ اس معاملہ کو زیادہ عرصہ تک ملتوی نہ رکھا جائے۔ حضور جس جگہ مناسب سمجھیں تجویز فرماویں۔ عاجز کو کل جناب نواب صاحب[1] نے بھی جلدی فیصلہ کرنے کی تاکید کی ہے اور دیر کو بہت مکروہ خیال کیا ہے۔ چند آدمیوں کا انہوں (نے[2]) نام بھی لیا ہے۔ اور ان کی شرافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اُن میں سے ایک اخویم احمد نور صاحب کابلی ہیں۔ احمد نور صاحب کی طرف کبھی کبھی والد صاحب مرحوم بھی خیال کیا کرتے تھے مگر محض للّٰہ۔ حضور جیسا مناسب جانیں اور جہاں بہتر سمجھیں تجویز کر دیں مگر جلدی فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ عاجز کا اور ہمشیرہ امتہ الرحمٰن کا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ حضور کے فیصلہ میں نور اور برکت ہوگی والسلام۔ حضور کی جوتیوں کا غلام

عبدالرحیم ولد قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم

مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء

نوٹ:۔ (۱) حضورؑ کا جواب ضمیمہ ص ۱۴ پر درج ہے غلطی سے وہاں نمبر لکھنے سے رہ گیا ہے جو اصل کتاب کے ص $\frac{۷۳}{۴۷}$ پر درج ہے۔

(۲) "1904" بحرف انگریزی خط والی سیاہی سے مختلف سیاہی سے مرقوم ہے۔ مکرم قاضی عبدالسلام صاحب فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ کب "1904" لکھا گیا۔ غالباً والد صاحب مرحوم نے لکھا ہوگا۔ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی وفات ۱۹۰۴ء ہی میں ہوئی تھی۔

(۳) محترم قاضی عبدالسلام صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "عاجز کی پھوپھی صاحبہ کا اصلی نام خاتم تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدل کر امتہ الرحمٰن تجویز فرمایا کہ فاطمہ نام کے ساتھ کچھ صعوبت کی زندگی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ انکی ولادت ۱۲ شعبان ۱۲۹۵ھ کو ہوئی اور وفات

[1] مراد حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ آف مالیرکوٹلہ۔ (مرتب)
[2] خطوط وحدانی کا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

رتن باغ لاہور میں ۳ ار دسمبر ۱۹۴۷ء کو ہوئی جو برجی والے قبرستان میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے قریب دفن ہوئیں۔ میں وہاں سے ہڈیاں وغیرہ نکال لایا اور ۲۸ مارچ ۱۹۵۴ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں حضرت والد صاحبؓ کے قریب دفن کیا۔ ان کی شادی غالباً ۱۹۰۶ء میں دارالمسیح میں منشی مہتاب علی صاحبؓ سیاح ساکنہ ضلع جالندھر سے ہوئی تھی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود انہیں رخصت کیا تھا۔ پھوپھی صاحبہ مرحومہ بیان کیا کرتی تھیں کہ رخصتانہ کے وقت جب حضرت ام المومنینؓ نے فکر سے کہا کہ یہ تو اب جاتی ہے تو حضورؑ نے فرمایا فکر نہ کرو ہم اس کا مُکلاوا ''مبارک'' کرینگے یعنی خاوند سے واپس آئیگی تو زیادہ دیر تک اپنے پاس ٹھہرائیں گے۔ منشی صاحبؓ نے ہمارے خاندان کے ایک نوجوان فیض اللہ نامی سے مباہلہ کیا تھا جو ایک سال کے اندر طاعون سے ہلاک ہوگیا تھا حضورؑ نے تتمہ حقیقۃ الوحی میں ص $\frac{۱۶۵}{۱۶۶}$ پر اس نشان کا ذکر فرمایا ہے۔ منشی صاحبؓ ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئے۔ اولاد میں سے صرف میری بیوی مبارکہ بیگم زندہ ہیں۔ باقی بچے بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔"

۵۸/۴۰ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ خاکسار نے ایک عریضہ چراغ دین کی وفات پر حضور پُر نور کی خدمت میں ارسال کیا تھا اور اخبار میں چھپنے کے واسطے بھی لکھ دیا تھا اس کے جواب میں مفتی صاحب نے لکھا کہ چراغ دین کے متعلق چند باتیں تحقیقات سے دریافت کر کے لکھو جو کچھ مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا میں نے تحریر کر دیا لیکن مجھے یہ وہم بھی نہ تھا کہ یہ خط اخبار میں چھاپا جائیگا۔ میں نے اس خیال پر کہ شاید چراغ دین کے متعلق کوئی مضمون لکھا جائیگا وہ کل حالات صرف پرائیوٹ طور پر تحریر کئے تھے اور اس خیال سے تحریر کئے تھے کہ اس مضمون کے لئے مصالح درکار ہوگا اسلئے میں نے اس خط میں بعض باتیں بے تعلق بھی درج کر دی تھیں جن کا اصل غرض کے ساتھ کوئی لگاؤ نہ تھا۔ اگر اخبار کے لئے مضمون لکھتا تو طرز تحریر بدل دیتا جیسے کہ پہلے خط میں نے قابل گرفت الفاظ کا لحاظ رکھا ہے ایسے ہی اس خط میں بھی ان باتوں کو مدنظر رکھتا۔ میں نے تو صرف حضور کے واسطے لکھا تھا نہ اخبار کیلئے۔ مفتی صاحب کی طرف اسلئے لکھا تھا کہ شائد مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی جا بجا مفتی صاحب خط و کتابت کا کام

کرتے ہیں کیونکہ حضرت کی خدمت میں جو خط لکھا تھا اسکا جواب مفتی صاحب نے دیا تھا۔ اور نیز میں نے اجازت نہیں دی کہ اسکو اخبار میں شائع کیا جاوے جبکہ پہلے خط میں دی تھی اور اگر میں لکھ بھی دیتا کہ اس کو شائع کیا جاوے تو بھی ایڈیٹر صاحب اور منیجر صاحب کا فرض تھا کہ چھپنے سے پیشتر مضمون پر ہر ایک پہلو سے غور کر لیتے اور بعد قانونی تصحیح کے چھاپتے کیونکہ کرم الدین کے مقدمہ نے پورا پورا سبق سکھا دیا تھا جن مخالفوں نے ایک لئیم کے لفظ پر اسقدر زور مارا کیا اب وہ کچھ کم کریں گے ؟ آئندہ ماشاء اللہ ان کو تو خدا خدا کر کے ایسے موقعے ہاتھ لگے ہیں اب بھلا وہ کس طرح درگذر کریں۔ اصل مضمون میں یہ الفاظ ہیں ”اسکی عورت پر لوگ یاری آشنائی کے الزام لگاتے ہیں ممکن ہے وہ اسکی زندگی میں بھی خراب ہو“ یعقوب مسیحی سے میں نے یہ سنا تھا لیکن اب وہ انکاری ہے اور ثبوت طلب کرتا ہے۔ یہی عیسائی اور مسلمان اس پر تلے ہوئے ہیں کہ عورت کی طرف سے فوجداری مقدمہ کرایا جاوے آج کل میں مقدمہ دائر کرنے والے ہیں پیروی کے واسطے ایک بڑی کمیٹی مقرر ہوئی ہے بظاہر ان کے باز رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ۱۹ فروری کا الہام ”ایک عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی“ شاید یہی چال ہو۔ میں دین کے کام میں لڑنے اور تکلیف سے نہیں ڈرتا۔ صرف ناداری اور عیالداری کی وجہ سے خوف ہے اس وقت میرے پاس کوئی سرمایہ نہیں جو مقدمہ میں کام آئے اور مقدمہ کی ایک پیشی بھی سرمایہ بغیر بھگتی نہیں جا سکتی۔ اسلئے یہ مقدمہ میرے لئے سخت ابتلاء ہے۔ حضور خاص توجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عورت کے شر سے بچا لے۔ بھروسہ ہے تو صرف اسکی ذات بابرکات پر ہے۔ میرے مادی اسباب بھی کارگر نہیں ہوا کرتے۔ لوالسی جواب (سے*) سرفراز کریں کہ کیا تجویز کی جاوے۔ کیونکہ آج کل میں مقدمہ جاری ہونے والا ہے۔ دیگر عرض ہے کہ شیخ رحیم بخش صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ چراغ دین کی کتاب چھپوانے کے واسطے حضور نے سخت تاکید کی ہے سو عرض ہے کہ میں مہتمم چھاپہ خانہ کے اس غرض سے کئی دفعہ گیا ہوں اس سے یہی معلوم ہوا کہ اب چھپنے کی تجویز ملتوی ہو گئی ہے۔ ان کے پاس روپیہ نہیں اور میں خود اسلئے نہیں چھاپتا کہ یہ کوئی مفید کتاب نہیں جو دست بدست فروخت ہو سکے۔ آخر میں نے اسے بہت کچھ طمع و ترغیب دیکر چھاپنے پر آمادہ کر لیا ہے کل لاگت کوئی ۵۰ یا ۶۰ روپیہ تک ہو گی جس کے ادا کرنے کے

* خطوط وحدانی کا لفظ مرتب کی طرف سے ہے۔

واسطے میں نے اس سے عہد کر لیا ہے کچھ کتب حق تصنیف میں دی جائیں گی اور کچھ کتب مہتمم چھاپہ خانہ کی نذر ہونگی۔ اگر خریدار پیدا ہو جاویں تو باقی ماندہ کتب فروخت کر کے لاگت کا کچھ حصہ وصول ہو سکتا ہے وہ نقلیں جو حضور کی خدمت میں ارسال کی تھیں وہ کاپی میں آ گئی ہیں۔ کچھ مسودہ ادھر ادھر منتشر ہے۔ مہتمم چھاپہ خانہ اسکے جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ فراہم ہو جانے کے بعد ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا۔ دعا کریں کہ جیسے پہلے نقل حاصل کرنے میں خدا نے مجھے کامیاب کیا تھا ایسا ہی اب بھی کامیاب کرے جواب سے ممنون فرماویں۔

عاجز کا بڑا بچہ اور منجھلے سے چھوٹا بیمار ہیں اور عاجز کی اور عاجز کی بیوی کی بھی صحت درست نہیں ہے۔ حضور خاص توجہ سے دعا کریں کہ شافی مطلق پوری پوری صحت بخشے والسلام

عاجز قاضی عبدالرحیم نقشہ نویس محکمہ نہر از جموں

مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء

میں نے اس میں کسی کی شکایت نہیں کی اور نہ ایڈیٹر صاحب پر شاکی ہوں جو کچھ مقدر تھا ہے ہو گذرتا ہے۔ صرف اصلیت امر کو ظاہر کیا ہے۔

اس خط پر حضورؑ نے اپنی قلم مبارک سے تحریر فرمایا:۔

اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے اور اس کا جواب لکھ دیا جاوے کہ اب صبر سے خدا تعالیٰ پر توکل کریں۔ دعا کی جائے گی۔ والسلام

مرزا غلام احمدؐ

نوٹ:۔ (۱) مکرم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی ذکر کرتے تھے کہ میرے بھائی کو ۱۹۴۷ء میں اچانک اپنے گھر سے نکلنا پڑا۔ بعد ازاں قادیان کا ایک سکھ دوست آیا اور کہنے لگا کہ کچھ لانا ہے تو میرے ساتھ چلیں۔ بھائی گئے اور صرف وہ تھیلا لائے جس میں یہ مکتوبات تھے یقیناً حضورؑ کے ارشاد کے باعث کہ ”اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے۔ حضورؑ کے اور صحابہؓ کرام کے کئی مکتوبات بچ گئے۔

(۲) اس مقدمہ کے متعلق قاضی عبدالرحیم صاحب نے قاضی عبدالسلام صاحب کو بتایا کہ ”اس مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے متعلق یہ واقعہ ہوا کہ عین اس تاریخ جس دن دعویٰ دائر ہونا تھا

اورسب تیاری ہرطرح سے مکمل ہوچکی تھی تو علی الصبح پتہ لگا کہ وہ عورت اپنے آشنا کے ساتھ غائب ہوگئی اوراس طرح ان مخالفوں کی ساری کارستانی پرپانی پھرگیا۔"

۵۹/۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا پُردرد وغم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر وشاکر بندے صبر کرتے رہے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اوران پریشانیوں سے نجات دے گا اوردرود شریف بہت پڑھیں تا اُس کی برکات آپ پر نازل ہوں اس جگہ میں نے مطبع منگوایا ہے اس میں رسالہ دافع الوساوس چھپے گا اور انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے تو چند ماہ کیلئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۵ جون ۱۸۹۲ء

نوٹ:۔ یہ مکتوب الحکم جلد ۲ ع۳۲ صفحہ۳ سے درج کیا گیا ہے تا تمام مکتوبات ایک جگہ جمع ہوجائیں

چربہ مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب

مکتوب نمبر ۵۵/۱ — سائز خط ۴×۶"

سائز خط ۴×۶"

مکتوب ۵۶/۲ — سائز مکتوب

مکتوب ۵۷/۳ بنام حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی

خط قاضی صاحب بنام حضرت اقدسؑ

مکتوب ۵۸/۴ حضرت مسیح موعودؑ بنام حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ

سائز ۳/۴ ۳" × ۱/۸ ۵"

چربے اصل مکتوبات حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ضمیمہ کتاب "مکتوبات احمدیہ"

اس صفحہ کی پشت پر نقل خط حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی بنام حضرت اقدس درج ہے

صفحہ ۱ تا ۸ اصل چربہ خطوط حضرت اقدس بنام نواب محمد علی خاں صاحب درج ہیں

" ۹ تا ۱۲ خط ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد صاحب و جواب حضرت اقدس

" ۱۳ تا ۱۴ نقل خطوط حضرت اقدس بنام قاضی صاحب

" ۱۴ تا ۵۸ چربہ خطوط حضرت اقدس بنام نواب محمد علی خاں صاحب

" ۵۹ تا ۶۱ بلاک خطوط حضرت اقدس بنام بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی

" ۶۱ بلاک بہشتی حصہ ص۱۳ بنام محمد ابراہیم خاں صاحب

" ۶۲ بلاک خط حضرت اقدس بنام محمد ابراہیم خاں صاحب

(یہ بلاک سرخ رنگ کے مطبوعہ بلا صفحات کے ہیں۔)

" ۶۳ تا ۶۶ عریضہ بیعت معہ نوٹ سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ معہ جواب حضرت اقدس

" ۶۶ تا ۶۸ خطوط حضرت اقدس بنام نواب محمد علیخان صاحب

" ۶۸ تا آخر چربے خطوط حضرت اقدس بنام نواب محمد علیخان صاحب صحتنامہ و نوٹس وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خط ۴۸/۵ کا چربہ

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ حضور ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء
کا الہام جو حضور نے ۱۹ کو قبل ظہر بیان فرمایا تھا ۔
بغرض صحت پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ حضور
ملاحظہ فرمالیں ۔ نیز اس کے متعلق اگر کوئی
تفہیم ہو یا اس کے بعد کا کوئی اور الہام
قابل اشاعت ہو تو عطا فرمایا جاوے ۔

۱۸ اپریل = زَلْزَلَتِ الْاَرْض
حَقَّ الْعَذَابُ وَ تَدَلّٰی +

ترجمہ = زمین کا ہلنا ۔ عذاب سچ ہے اور وہ اتر پڑا ۔

نوٹ از مرتب ۔ الحکم میں زلزلت الارض حُقّ العذاب ۔ حق کی شائع ہوا ہے (جلد ۱۲ ع ۲۹)

خاکسار غلام نبی در
عبدالرحمن قادیانی احمدی

مکتوب بنام بھائی عبدالرحمن قادیانی [illegible] سلام حضرت اقدس [illegible]

۳۹/۳۵ (۳۱) خطوط حضرت اقدس بنام نواب محمد علیخان صاحب ملاحظہ فرمائیے

بسم اللہ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

والسلام خاکسار [illegible]

۴۰/۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

[illegible]

ڈاکٹر سید ظہور اللہ صاحب حیدرآبادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں ان کے اولاد کے پاس جو خط حضرت اقدس کا محفوظ تھا اس کو معہ اصل درخواست دعاء ڈاکٹر صاحب معہ جواب کے شائع کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۹ تا ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت امامنا ومخدومنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ:۔ خداوند کریم ورحیم کا بڑا فضل ہمارے شامل حال ہوا کہ ہم نے اوس نعمت عظمیٰ کو پالیا جس کے لئے ہمارے آبا و اجداد ایک زمانہ دراز سے متمنی گزر گئے کہ ہم کو حضرت والا کی بیعت کا شرف حاصل ہوا جس سے لاکھ لاکھ شکر ہے اوس خداوند کریم کا کہ ہمارے ایمان و ایقان میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی حضور سے استدعا ہے کہ ہمارے لئے ایسی دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ہمیں شیاطین والانس والجن سے محفوظ رکھکر ہمارے خاتمہ بخیر کرے اور ہمارے آخر دم تک اپنی اور اپنے پیارے نبی کی فرمانبرداری کا ایک سچا عملی اور پر اثر جوش مرحمت فرمائے اور ہم سے راضی و خوش ہو جائے

اور یہ امر بھی ضروری العرض ہے کہ حضور کی خاص توجہ دینیات کی وجہ یہاں ہمیں کسی قسم کی تکلیف پیش نہیں آئی جس چیز کی ضرورت ہوئی حسب خواہش مہیا ہوتی رہی

ہر چند دل کی خواہش تو یہی ہے کہ ایک لمحہ کے لئے حضور سے جدا نہوں لیکن ایام رخصت کے قریب الاختتام ہونے و اسباب معاش کی انجام دہی کے لئے ضرورت کی وجہ ہم خدام مستدعی اجازت ہیں کہ کل صبح اپنے وطن کی جانب راہی ہو جائیں۔

خاکساران

سید ظہور اللہ احمد
سرجن دواخانہ راجورہ وردال
ضلع بیدر علاقہ نظام حیدرآباد
سید نعیم اللہ احمد

سید عابد حسین
منصبدار علاقہ نظام حیدرآباد
بخط کنڑی
دستخط بشیر احمد سوداگر

(نوٹ) ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد صاحب مرحوم حیدرآبادی کے نام کے دو خطوط جو صفحہ ۱۰ تا ۱۲ پر درج ہیں وہ مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر کی کوششوں سے ملے ہیں جزاہ اللہ خیرا اصل خطوط مکرم سید اسد اللہ صاحب حیدرآبادی جو اُن کے فرزند ہیں کے پاس محفوظ ہیں　(مرتب)

خط حضرت اقدس دستخطی و مہر "مولیٰ بس" بنام ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد صاحب حیدرآبادی

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبی اخویم سید ظہور اللہ احمد صاحب سلمک ربک

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

آپکا محبت نامہ پہنچا خط کے پڑھنے سے جسقدر آپکا اخلاص اور ہمدردی اور تعلق دلی معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ ایک ایسا امر ہے کہ بہت کم لوگ اس درجہ اخلاص تک پہنچتے ہیں۔ اور شکر کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت میں ایسے با اخلاص پیدا کیے ہیں خدا تعالیٰ آپکو اس نیت اور خلوص کا اجر بخشے اور آپکو معہ اپنے عزیزوں اور اہل و عیال کے سلامت رکھے روپیہ مرسلہ بقدر چونتیس روپیہ بھی پہنچ گئے ہیں اور چند ہفتے سے میری طبیعت بہت

علیل ہے طاقت نہیں کہ اپنے ہاتھ سے خط لکھوں اسلئے میں نے یہ خط کو اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا مگر آپ اپنی محبت سے لکھوایا ہے۔ امید ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی اور اپنے عزیزوں کی خیریت سے اطلاع دیتے رہا کریں گے اور بہت خوشی کی بات ہے کہ اگر فرصت میسر ہو تو آپ اپنی ملاقات سے مسرور فرماویں اور یہ خط کسی قدر دیر کے بعد لکھا گیا ہے اسکا یہ سبب ہے کہ میری طبیعت علیل ہو گئی تھی کہ لکھوانے کی طاقت بھی نہیں تھی آج کسی قدر افاقہ ہوا کہ یہ خط لکھوایا گیا

باقی خیریت ہے

والسلام مرسلہ مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء روز پیر

(نوٹ) یہ مہر "مولیٰ بس" والی انگوٹھی کی ہے جو حضرت اقدس نے بنوائی تھی
تحریر بظاہر حضرۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب (مرتب)

خط حضرت اقدس بنام ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد صاحب حیدرآبادی مورخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۰۶ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا حال [illegible] ہے آپ کے رخصت لے کر [illegible]

بہت اچھی ہے اور سب معلوم [illegible]

افسوس ہے آپ کو رخصت [illegible] الفاق

رسالہ [illegible] ملازمت [illegible]

[illegible] اجازت ہے آپ جلد چلے جائیے

اور یہ حالات بھی یاد [illegible] السلام

خاکسار مرزا غلام احمد

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم قاضی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خیریت نامہ پہونچا بہت خوشی کی بات ہے کہ آپ تشریف لادیں آپ کی بیوی کے لئے اگر ساتھ لے آویں تین چار ماہ تک کوئی بوجھ نہیں ایک یا دو انسان کا کیا بوجھ ہے۔ پھر تین چار ماہ کے بعد شاید آپکے لئے اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تجویز کھول دے **ومن یتوکل علی اللہ وھو حسبہٗ** سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ہمارا اور آپ کی عمر کا آخری حصہ ہے بھروسہ کے لائق ایک گھنٹہ بھی نہیں ایسا نہ ہو کہ جدائی کی مدت موجب حسرت ہو۔ موت انسان کے لئے قطعی اور اس جگہ موت سے ایک جماعت میں نزول رحمت کی امید ہے۔ غرض ہماری طرف سے آپ کو نہ صرف اجازت بلکہ یہی مراد ہے کہ آپ اس جگہ رہیں ہماری طرف سے روٹی کی مدد اور انسان کے لئے ہو سکتی ہے اور دوسرے بالائی اخراجات کے لئے آپ کوئی تدبیر کرلیں اور امید ہے کہ خدا کوئی تدبیر نکال دے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ　　　۳ر دسمبر ۱۹۰۰ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

حکیم فضل دین صاحب سے دریافت کر لیجئے کہ مہمان خانہ میں آپ کے لئے جگہ نہیں اور عنقریب میرے اس دالان کے پیچھے ایک مکان بننے والا ہے اسمیں آپ رہ سکتے ہیں بالفعل گزارہ کرلیں کوئی گھر تلاش کرلیں۔ والسلام

نوٹ:۔ اس پر دستخط موجود نہیں مگر تحریر حضورؑ کی ہے۔ مرتب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

امۃ الرحمان کے معاملہ میں مجھے بہت حیرت ہے کوئی صورت خاطر خواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۱) عریضہ بیعت مولوی سید بشارت احمد ایڈووکیٹ و امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن وہمشیرہ جنبہ صاحب موصوف سے متعلق نوٹ (۲) معہ اصل خطوط حضرت میر محمد سعید صاحب رضی اللہ عنہ (۳) اصل خطوط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ و امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن (سابق نام میر بشارت علی صاحب) کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تحریر اصلی معہ دیگر عریضہ کے موجود تھے جو ان سے حاصل کرکے مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ہذا میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ اصل تحریر سے پہلے خود مولوی صاحب موصوف کے نوٹ درج ہیں۔ (محمد اسمٰعیل فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر ۱۹۴۶ء)

عریضہ بیعت کے متعلق نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

"میں میر بشارت علی خان ہاشمی ولد میر احمد علی خان صاحب منصبدار علاقہ حضور نظام میر محبوب علی خان شاہ وقت ریاست حیدرآباد دکن ہوں مدت سے یہ آرزو تھی کہ اعلیٰحضرت حضور اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت اقدس و اعلیٰ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان سے جو کہ برحق مسیح تھے جن کے لئے تیرہ سو سال سے انتظار تھا شرف قدم بوسی حاصل کروں لیکن بوجوہات عسرت و امور خانگی حضور کی دیدار و قدم بوسی سے محروم رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ میر محمد سعید صاحب احمدی کشمیری جو کہ میرے استاد اور بزرگ تھے وہ ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں حضور اقدس کی خدمت میں جبکہ آپ دار السلطنت لاہور میں بغرض تبدیل آب و ہوا معہ ام المومنین رونق افروز تھے جانے کا مقصد ظاہر فرمایا گو کہ میں تمام خرچ روانگی وغیرہ بہم پہنچایا اور جانے کے لئے ایک روز باقی تھا کہ حضرت قبلہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ جو کہ میری شفیق اور حقیقی ماں ہیں انہوں نے بوجہ جدائی و سفر دور و دراز سخت مضطرب و بدحال ہو گئے اور مانع بھی ہوئے۔ پس باایں نصیحت حضرت اقدس کہ (جو شخص اپنے ماں باپ کی اطاعت نہ کرے وہ میری مریدی سے خارج ہے۔ دیکھو کشتی نوح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ

محبی اخویم محمد ابراہیم خان صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ اس خدمت کا اجر آپ کو بخشے

باقی خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد

جانے سے باز رہا اور کچھ نذرانہ خدمت اقدس میں بذریعہ مولوی صاحب موصوف معہ ایک عریضہ شوق و نیز ایک عریضہ بایں بیان کہ میری ہمشیرہ یعنی عزیب النساء بیگم عرف حاجی بیگم بھی بیعت میں داخل ہوتی ہیں لہذا حضور شریک فرما کر خاص اپنے دستخط خاص سے کچھ نصیحت وغیرہ تحریر فرما کر غلام کو سرفراز فرمائیں معہ نذر روانہ خدمت کیا تھا چنانچہ مولوی صاحب موصوف جبکہ لاہور پہونچ گئے تو میرا و نیز ہمشیرہ کا عریضہ بمعہ نذر حضرت کی خدمت میں پیش کیا جس پر حضور نے نذر قبول فرما کر خاص اپنے دست مبارک سے بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء اپنے وفات کے تھوڑے قبل بمقام لاہور عزیز منزل میں یہ جواب تحریر فرمایا ہے جسکی نقل صفحہ ۶۴ کتاب ہذا پر ہے۔"

نوٹ ۲ از مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈوکیٹ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

گوکہ میں نے ۱۹۰۸ء میں اپنے گھر میں سب سے پہلے بیعت کی اور حضور کی زندگی تک لگاتار بہت سے عرائض دعا کے لئے لکھتا رہا اور اپنے پتہ سے پوری طرح اطلاع نہ دے سکا تو میرے خطوط کے جواب میں جو خطوط حضور بھجواتے تھے محض واپس جانے سے اور اخبار میں میرے کو تسلی دینے کے لئے چھپوا دیا جاتا رہا کہ دعا کے خطوط بھیجے ہیں اور دعا کی جاتی ہے بوجہ طفولیت میں اپنے پتہ خطوط میں نہیں لکھا کرتا تھا ورنہ جوابات سب کے وصول ہوتے۔

میری ہمشیرہ کا خواب میری ہمشیرہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بزرگ جن کا رتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کا ہے میرے گھر تشریف لاکر چینی کے منڈوے کے پاس جو کہ میرے صحن میں تھا کھڑے تھے میری ہمشیرہ ان کی بیعت کے لئے میرے کمرہ میں سے ایک مخمل کی میری شیروانی لیکر باہر آئیں اور بیعت کیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعبیر اس رنگ میں پوری ہوئی کہ میں نے اپنے خط میں اپنی ہمشیرہ کا جو ذکر لکھا تو حضور نے انکی بیعت کے ساتھ میری بیعت کا بھی ذکر فرمادیا۔

نوٹ ۳ از محمد اسماعیل وکیل یادگیر

"مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈوکیٹ کی ہمشیرہ صاحبہ جن کا ذکر اس چٹھی میں موجود ہے انکی شادی بعد میں جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر جج ہائی کورٹ حیدرآباد سے ہوئی تھی وہ اب دیر ہوئے فوت ہو چکی ہیں جنکے بطن سے ایک لڑکا رشید الدین احمد خان بقید حیات ہے جو سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کے داماد ہیں۔

۸ / مئی ۱۹۰۸ء

بحضور حضرت اقدس مسیح موعود [illegible] السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عریضہ بیعت برادرم میر بشارت علی صاحب معہ نذر [illegible]

[illegible]

گرامی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عریضہ کمترین [illegible]

(نقل تحریر حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب رضی)

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (جو مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈوکیٹ کے خسر اور جماعت احمدیہ حیدرآباد کے بانی تھے) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بیعت فارم سید بشارت احمد صاحب اور ان کی بہن کا پیش فرمایا تھا۔ جس کا حضور اقدس نے جواب دیا وہ دوسرے صفحہ پر درج ہے۔

خط نمبر ۸۴/۱۱

خط نمبر ۹۲/۲۹ بنام نواب صاحب

کسی کا [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] کا معاملہ [illegible] راستان رنج کے حق کو شش [illegible]

اور [illegible] بہتر [illegible] تو اپنی کوشش سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ایسے

[illegible] ایک [illegible] کا خدمت میں لگی چکی ہے اور [illegible]

گئے ہو [illegible] اصل ہے کہ انکی [illegible] مسلسل [illegible] کر [illegible]

کام [illegible] مل جاتی ہے [illegible] ایک [illegible] حکم کیا [illegible]

وہ [illegible] ایسے [illegible] [illegible] راست [illegible]

[illegible] مشکل [illegible] ہے [illegible]

ہے [illegible] اور اب [illegible]

[illegible] کر جا [illegible]

[illegible]

تکملہ خط کے لئے صفحہ (77) دیکھو -

Published by M. Ismail Fazil High Court Pleader Yadgiri, (Dn.)
Printed at
Avon Printing Works Esamian Bazar, Hyd-Dn.

صحت نامہ "مکتوبات احمدیہ" جلد ہفتم حصہ اول مرتبہ ملک صلاح الدین ایم۔اے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۵	اکاون	ساٹھ	۱۴	۲	اسی	اسی لاکھ
"	"	تالیف	اشاعت	"	۳	ایک سو	ایک سو ساٹھ
"	۶	چونتالیس	سینتالیس	"	۶	باعث	بباعث
"	۹	سولہ	اکیس	"	۸	نالیر کوٹلہ	کوٹلہ نالیر
"	۱۰	تیئس	چھبیس	"	۱۱	ہدایت	ہدایات
"	"	چھ	بارہ	"	۱۰	ایک	یک
۴	۵	اخویم محترم	اخویم محترم (معاذین اصحاب احمؑ)	"	۲۲	بشکل خط	بشکل/خط
"	۹	اس کا	ان کا	۱۵	۲	کامل	کامی
۷	۶	کافر ہوتے ہیں	کافر ہیں	"	۶	کی نفیس	کی تھیں (مزید معلوم ہوا کہ یہ امر ہے کیوں کہ منی میں حسین کانی [illegible] آئے اور کئی روز کے بعد قادیان [illegible])
"	۱۱	دوسری حالت سے پہلی	دوسری حالت پہلی حالت سے				
۸	۱	نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم	نحمدہ و نصلی	"	۱۲	کھیسر والے	کھیرو والے
"	۳	رحمۃ	رحمۃ اللہ	"	۱۳	مضایقہ	کچھ مضایقہ
"	۴	بیاعث	بباعث	"	۱۴	زمانہ	زنانہ
"	"	رہا	رہی	"	۱۸	جادئے	جاوے
"	۸	آخر	آخر جو	۱۶	سطر ۹ کے بعد خالی جگہ غلطی سے رہ گئی ہے سطر ۹ و ۱۰ مسلسل سمجھی جائیں		
"	۹	فانیتں	قانیتین	"	۱۱	نششت	نشست
"	۱۹	طور	طور سے تسلی	۱۷	۱	نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم	علیٰ رسولہ الکریم
"	۲۱	طبیت	طبیعت	"	۳	دو سو	دو سو سال
۹	۱۵	ایک شخص	یک شخص	"	۵	دماں (دو) سو	دو سو سال
۱۰	۶	ذالک	علیٰ ذالک	"	۲۰	دو تنو	دو سو سال
"	۸	نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم	نحمدہ و نصلی	"	"	تھا کہ وہ	تھی کہ
"	۱۱ و ۱۴ و ۱۶	دو ہزار	۲۰۰۰ دو ہزار	۱۸	۳	دو سو	دو سو سال
"	۱۳ و ۱۴	ایک ہزار	۱۰۰۰ ایک ہزار	"	۱۰	نے	نے ایک
				"	۱۱	باراں	باراں [illegible]
۱۱	۱۲	نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم	نحمدہ و نصلی	"	۱۴	طبعیت	طبیعت
"	۱۴	سلمہ اللہ	سلمہٗ	"	۱۵	نزلہ	نزلہ و
"	۱۵	رحمۃ	رحمۃ اللہ	"	۲۰	ہوگا	ہوگا کہ
۱۲	۷	نہیں	نہیں ہیں	سطر ۲۰ میں جو خالی جگہ چھوڑ دی گئی ہے خالی نہ سمجھی جائے			
"	۱۳	ہیں	نہیں	عبارت بہ تکرار درج ہو گئی تھی اسے کاتب نے کاٹ کر نقطے ڈال دیئے ہیں			
۱۳	۱۵	نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم	نحمدہ و نصلی	۱۹	۵	بسم اللہ تا الکریم	اصل مکتوب میں نہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۳	مکتوب	مکتوب نمبر ۱۲/۷۵
〃	۱۴	بحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	بحمدہٗ و نصلی
〃	۱۷	فرماوٗے	فرماوے
۲۰	۶	سلہ	نوٹ
۲۱	۷	اس	اسس
〃	۱۳	دونٗو (۲۰۰)	دو سو (سال)
۲۲	۸/۹/۱۰	کرنین	کرنیں
۲۳	۱	بحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	مکتوب میں نہیں
〃	۲	مولوی	مولائی
〃	۱۵	یاخدا	یاخدا
۲۵	۱۱	نششت	نشست
۲۶	۱۹	یا	تا
〃	〃	اس کو	اسی کو
۲۷	۸	۱۹۰۲ء	۱۹۰۳ء
۲۸	۲	فرماوٗے	فرماوے
۲۹	۱	بحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	بحمدہٗ و نصلی
〃	۳	ایک	یک
〃	۴	یہ عبارت "خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے" حاشیہ کی بجائے غلطی سے متن میں درج ہو گئی	
〃	۱۴	بحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	نحمدہٗ
〃	۱۷	کردیا	کرتا ہوں
۳۰	۱۷	بحمد بعد	بحمد اللہ
۳۱	۲	ہرایک	ہریک
〃	۳	لیکن	ہیں
〃	۱۳	سات سو	سات سو سال
〃	۱۵	طرح	طرح سے
〃	۱۸	بعد	جلد بعد
〃	حاشیہ ۲	"ہوتا رہے"	"ہونے ہوتا رہے"
۳۲	۳	آسمانوں	آسمان
〃	۶	غلطی سے خطوط وحدانی والی عبارت حاشیہ کی عبارت متن میں درج ہو گئی	
〃	۸	ہوتے ہیں	ہوجاتے ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۱۲	بحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	نحمدہٗ و نصلی
〃	۱۵	طوق	لحوق
۳۳	۳	یچھ	کچھ
〃	۶	ایک	یک
۳۴	۱	خطوط وحدانی والی عبارت حاشیہ کی بجائے غلطی سے متن میں درج ہو گئی	
〃	۷	وخول	دخول
〃	۱۲	اس قدر	جس قدر
〃	۱۸	پادٗے	پاوے
۳۵	۳	یوسف	سیف
〃	۱۲	شہادت	شہادات
〃	۱۵	سنہ	بسہ
〃	۱۶	ص ۳۹	۳۹
〃	۲۱	مدراس	مدراسی
۳۶	۵	برکاتہ	وبرکاتہ
〃	۱۳	بالفعل	بالفعل میں نے
۳۷	۶	کل مجھے	کل مجھے کل
〃	۱۰	ہرایک	ہریک
〃	۱۷	کے کوٹلہ	کے لئے کوٹلہ
۳۸	۲	دینا	دیتا
〃	۳	آگئی	آئے گی
〃	۷	ہرایک	ہریک
〃	۱۳	گئے	لگے
〃	۱۷	ایک	یک
〃	آخری سطر	۲۰ مئی	۲۷ مئی
۳۹		نوٹ: مکتوب ۲۰/۹۱ میں جو مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی کا ذکر ہے اس امر کا ذکر حقیقۃ الوحی ص ۳۲۳/۳۲۴ پر بھی فرمایا ہے	
〃	۱۰	گیا ہے	گیا
〃	۱۳	پچاس	پچاس ص
〃	۱۵	تین	تین ۳
〃	۱۶	اول	اول ۱
〃	〃	دوم	دوم ۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۷	سوم	سوم ۳
〃	۱۹	پچاس	پچاس
〃	۲۱	چارسو	چارسو اسرار
۴۰	۲	مکاتات	مکافات
〃	۶	میاں	میں نے
〃	۷	آپ	کہ آپ
〃	۱۷	کہ دیا	کردیا
۴۱	۶	کے	(کے)
〃	۹	یا	یا (جیسا)
〃	۱۲	اعمال	الاعمال
〃	۱۶	تاریخ	تاریخ کی
۴۲	۸	درست انتظام نہیں ہے	انتظام درست نہیں
	۱۱	کبھی	کبھی کبھی
	حاشیہ	الا	والا
۴۳	۹	بحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	بحمدہٗ و نصلی
〃	۱۰	برکاتہٗ	وبرکاتہٗ
〃	۱۵	بستر	بستر سے
〃	۱۷	للہ	للّٰہ
〃	۲۱	۲۲۳/۲۲۴	۳۲۳/۳۲۴
۴۴	۵	(نقطوں والی جگہ خالی نہ سمجھی جائے)	
〃	۶	کرکے	(کرکے)
〃	۱۵	۳۳/۹۹	۳۳/۹۹ حضرت [illegible] نے ایک خط تحریر کیا جس کا جواب [illegible] حضرت اقدس نے ... اس کا جواب ضمیمہ میں صفحہ ۳۳ تا ۵۱ پر دیا گیا ہے
۴۵	۱	اقدس نے	
〃	۶	چاہیے	چاہیں
〃	〃	اب میں	اور میں اب
〃	〃	نماز	یک نماز
〃	۱۶	من	سن
〃	حاشیہ	"شروع سے"	"شروع سے" یا "ابتدا سے"
۴۶	۶	اس	صرف اس
۴۷	۲	آمدنی	آمدن
〃		حاشیہ میں درج ہونے سے رہ گیا	خطوط وحدانی والا لفظ میری طرف سے ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۵	علیٰ رسولہ الکریم	علیٰ رسولہ
〃	۶	احیم	اخیم
〃	۷	برکاتہ	وبرکاتہ
〃	۱۸	ایک	یک
〃	۱۹	"لوگ" کے لفظ کے بعد خالی جگہ غلطی سے رہ گئی کوئی لفظ چھوٹا نہیں	
۴۹	۴	ہر	ہے
〃	۵	پر	پر نکاح ہو جائے
〃	۵ و ۷	سطر میں عبارت ڈبل لکھے جانے کی باعث کاٹ کر نقطے ڈالنے پڑے یہ دونوں جگہ خالی نہ سمجھی جائیں	
〃	۱۶	لک	ملک
〃	۲۱	ملاحظہ فرمائیے	ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ ص ۵۳ تا ۵۷
〃	آخری سطر	علیہ	علیہ السلام
〃	حاشیہ	میں نے	'میں نے'
۵۰	۱	برکاتہ	وبرکاتہ
•	۱۲	مذکورہ	۳۸/۱۰۱ مذکورہ
〃	۲۰	دعائیں	دعا
〃	حاشیہ	والالفظ	والے الفاظ
〃	〃	ہے	ہیں
۵۱	۴	ہے	کہ
〃	۷	عدد	چار عدد
〃	۱۱	غائبا	غائبانہ
〃	۲۱	رائے	رائے
۵۲	۲	رالآ	آلا
〃	۵	سکھائے	سکھلائے
〃	۱۰	اللہ	خدا
〃	۱۵	ہیں زیادہ	ہیں زیادہ
〃	〃	ہیں	ابھی تک ہیں
〃	۱۹	بھی ہوجائے	بھی ہو
〃	〃	نصرف	نہ صرف
۵۳	۲	دو	دو
〃	۴	پیخ	پیخے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۸	اکثر	اگر
"	۱۱	گا	کا
"	۱۷	کرتا	کرتا ہے
۵۴	۷	تھا	تھا۔ صحیح تاریخ ۱۲/۴ ۲۰ ہوگی
"	۸	بسم اللہ	بسم اللہ
"	۰		محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
"	۱۰	دہ	دو
"	۱۶	کہ	کہ بہتر ہے کہ
"	۲۱	دوسو	دوسو؟
"	"	ماہوار	ماہوار ہی
"	۲۲	اٹے	آئے
۵۵	۸	ہمدردی	آپ سے ہمدردی
"	"	نکھا	لکھتا
"	۹	ہوا	ہوا ہے
"	"	سد	حسد
"	۱۹	نہ	نہیں
۵۶	۲	بے قدسی	بے قدری
"	۸	آرے	آئے
۵۷	۴	لاہور	سیالکوٹ
"	۱۴	نمبر	۱۰۱ نمبر
"	۲۰	ایکہزار	دس ہزار
۵۸	۴	ساتھوں	ساتوں

نوٹ:۔ بابت خطوط ۴۶ تا ۵۰۔ کتاب ہذا کے چھپ جانے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ خطوط الحکم بابت ۲۱/۱۴ جون ۱۹۳۸ء میں چربوں سمیت شائع ہو چکے ہیں۔ پھر بھی کتاب ہذا میں ان کا شائع ہونا بیکار نہیں گیا کیونکہ کتاب میں بلاک دیئے گئے ہیں۔ دوسرے ان خطوط کی عبارت حضرت عرفانی صاحب یا حضرت بھائی جی نے پڑھکر درج نہ کرائی تھی اس لئے بعض الفاظ کے پڑھنے میں سہو ہو گیا مثلاً مرزا کو خاکسار اور خلیفہ کو کثیرا پڑھا گیا۔ حالاں کہ انہی اور خطوط میں مرزا کو مرزا ہی پڑھا گیا۔ اصل خطوط کے ساتھ الحکم اور کتاب ہذا کی عبارات کا حضرت بھائی جی کے سامنے مقابلہ کیا گیا حضرت بھائی جی نے کتاب ہذا کی عبارات کو درست قرار دیا ہے البتہ مکتوب ۴۶/۳ میں القدیر اور العزیز دونوں پڑھا جا سکتا ہے حضرت بھائی جی کا رجحان العزیز کی طرف ہے اور میرا القدیر کی طرف ہے اس لئے کہ حضور کا خط القدیر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ ان خطوط کے بلاک کتاب میں درج ہیں اور چربے الحکم میں ان سے احباب خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۲۰	ایک	عصم
۵۹	۲	بھی	بھی دعا کے
۵۹	۱۰	جائے	جاوے
"	۲۰	۴۸/۵ والے حضرت بھائی جی کے خط کا چربہ ضمیمہ ص۱ سے قبل درج ہے	
۶۰	۵	جائے اور	جاوے اور
"	"	اللہ تعا	اللہ تعالیٰ
"	۱۱	ب	اب
"	۱۲	بچوں	بچے
"	۱۳	اور	اور اور
"	۴۹/۶	کے آخر پر نوٹ کے بعد یہ الفاظ سہواً درج ہونے رہ گئے "عبدالرحمٰن قادیانی احمدی بقلم خود ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء"	
۶۲	۱۱	حس	حسن
۶۳	۹	نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم	نحمدہٗ
"	۱۸	گورداسپور	گورداسپور ۳۰ اگست ۱۹۰۳ء
"	۲۰	میں	میں خرید
۶۴ کے بعد ٹائٹل	۱۱	حقٌ (ق پر غلطی سے چھپ گئی زیر سمجھی جائے)	

صحت نامہ ضمیمہ کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۳	خیریت	عنایت
"	۷	آپ کی	آپ کا
"	۸	مدت	موت
"	۹	قطعی	قطعی حکم ہے
"	"	مید	امید
"	۱۰	آپ کو نہ صرف	نہ صرف آپ کو
"	۱۱	اور انسان	دو انسان
"	۱۶	کہ	کیا
۱۴	۱	ہوتا	ہوتی
"	۴	اور	جو
"	۵	اب	اپنے
۵۹	۲	شروع سطر میں	۴۶/۲
"	۵	" "	۴۵/۲
"	۷ کے بعد		۴۴/۱
۶۰	پہلی سطر سے قبل		۴۷/۴
"	صفحہ کے وسط میں		۴۸/۵
"	صفحہ کے نچلے حصے میں		۴۹/۶
۶۱	صفحہ کے وسط میں		۵۰/۷
۶۲	صفحہ کے شروع میں		۵۱/۸
۶۴	نوٹ نمبر ۲۱، میں مولوی سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد کا یہ بیان کہ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں بیعت کی تھی اور انکے خطوط کا جواب حضور کی طرف سے اخبار میں انکی تسلی کیلئے چھپوایا جاتا تھا اسکا کوئی ثبوت عملاً نہیں ملتا بلکہ صحیح تاریخ بیعت مولوی بشارت احمد صاحب ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء ہی معلوم ہوتی ہے جو حضور کی تحریر سے ظاہر ہے۔		

شکریہ احباب

اس کتاب کی طباعت اور اشاعت اور پروف ریڈنگ ودیگر تمام کام کی انجام دہی میں مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر نے میری بہت مدد کی ان کے علاوہ مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب احمدی یادگیر و سیٹھ معین الدین صاحب احمدی چنتہ کنٹہ سیٹھ رشید احمد صاحب احمدی حیدرآباد دکن سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ و اعجاز حسین صاحب چنتہ کنٹہ نے بھی حتی المقدور مالی اعانت فرمائی۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء

۴؍ دسمبر ۱۹۵۲ء

ملک صلاح الدین ایم۔اے

قادیان